بفیضِ نظر: شمس العارفین الحاج حضرت خواجہ غلام رسول ثانی توگیروی مدظلہ

قرۃ العین

چھ ہزار سے زائد پُرنور آیات واحادیث اور ہزاروں
مسائلِ فقہ کے جواہرات سے مسجّع بے مثل مالابدّ منہ

محمد حسن فخری

ترمیم و اضافہ شدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (فرمان رب کریم جل جلالہ)

قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ (فرمان رسول کریم ﷺ)

قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ (فرمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

بفیضِ نظر: شمس العارفین الحاج حضرت خواجہ غلام رسول ثانی توگیروی مدظلہ

قرۃ العین

چھ ہزار سے زائد پُر نور آیات و احادیث اور ہزاروں
مسائلِ فقہ کے جواہرات سے مسجع بے مثل مالابدّ منہ

محمد حسن فخری

توگیروی منزل۔ گلی نمبر 4۔ شریف کالونی، پُل بازار۔ ساہیوال

فون # -0321-6916344

پتہ: مکتبہ اسلامیہ پیر بھائی کمپنی، غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیرِ ظلِ عاطفت .... حضرت علامہ مولانا الحاج محمد صدیق نیر نوری، بنگہ حیات (پاکپتن)۔

نام کتاب .... قُرَّۃُ العَین

مصنف .... محمد حسن فخری

نظر ثانی .... مفتی محمد ولایت اقبال نقشبندی

پروف ریڈنگ .... مفتی قاری محمد اجمل فریدی۔ ماسٹر محمد صدیق

اشاعت اوّل .... اپریل 2010ء (تعداد۔1000)

اشاعت دوم .... جون 2010ء (تعداد۔1100)

اشاعت سوم (ترمیم و اضافہ شدہ) فروری 2011ء (تعداد۔1100)

اشاعت چہارم .... مارچ 2011ء (تعداد۔2000)

ہدیہ .... صرف -/110 روپے۔ یہ معمولی ہدیہ کتاب کی قیمت نہیں بلکہ صرف آئندہ ایڈیشن کی چھپوائی کیلئے کاغذ وغیرہ کے خرچہ سے بھی کم ہے

پتہ جات:

☆۔مکتبہ جامعہ فریدیہ، مزدور پلی۔ ساہیوال ☆۔مکتبہ اہلسنت، لوہاری گیٹ۔ لاہور

☆۔مکتبہ فریدیہ، ہائی سٹریٹ۔ ساہیوال ☆۔مکتبہ توکل مسجد، لاری اڈا۔ ساہیوال

☆۔مکتبہ مسجد قباء، پاشا سٹریٹ۔ ساہیوال ☆۔مکتبہ اعلیٰ حضرتؒ، دربار مارکیٹ، لاہور

☆۔مکتبہ نبویہ، دربار مارکیٹ۔ لاہور ☆۔احمد کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی

☆۔کرمانوالا بک شاپ، دربار مارکیٹ۔ لاہور ☆۔قادری رضوی، دربار روڈ، لاہور۔

☆۔اسلامک بک کارپوریشن، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی ☆۔مکتبہ ضیائیہ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی

☆۔کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ ملتان ☆ مکتبہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور۔

خــــبردار: یہ کتاب خالصتاً پیارے اللہ کریم ﷻ اور پیارے آقا کریم ﷺ کی رضاء اور محبت اور اشاعت دین کیلئے مصنف کی طرف سے مفت تحفہ ہے۔ یعنی زندگی بھر اس پر ایک پائی بھی منافع یا رائلٹی یا ذاتی خرچ کیلئے لینے کا ہرگز ہرگز ارادہ نہیں۔ لہذا کسی شخص یا ادارہ کہ طرف سے یہ کتاب مقرر کردہ چھپائی کے خرچہ ایک سو دس روپے (Rs.110) سے زیادہ پر فروخت کرنا یا چوری پرنٹ کرنا یا کروانا بالکل منع اور قانونی اور شرعی جرم ہے۔

پُختہ ارادہ ہے کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے ''قرّة العَین'' انتہائی معمولی ہدیہ پر آپ بھائیوں کو پیش کرتا رہوں گا جس کیلئے ''قرۃ العین پبلشنگ فنڈ'' قائم کر رکھا ہے، جس میں کتاب کے ہدیہ سے وصول شدہ رقم رکھی جاتی ہے۔ پھر اس فنڈ سے آیندہ ایڈیشن چھپوالیا جاتا ہے۔ مگر اس بارے **چند مسائل** کا سامنا ہے [۱] کئی احباب کو کتاب مفت دینا پڑ رہی ہے۔ [۲] دکانداروں کو کچھ ڈسکاؤنٹ دینا پڑتا ہے۔ [۳] ادھار واپس نہ ملنے سے نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ [۴] ترسیلِ کتب و رابطہ پر اخراجات ہوجاتے ہیں۔ اس بنا پر پبلشنگ فنڈ میں کمی واقع ہوجاتی ہے، لہذا اس کمی کو پورا کرنے کیلئے اہل دل مخیّر حضرات کو اشاعت دین کے اس کارِ گراں مایہ میں شامل کرتے ہوئے **عمدہ ترین موقع** دیا جارہا ہے کہ آپ کتاب کی چھپائی کے فنڈ میں اس کمی کو پورا فرمانے کیلئے رابطہ فرمائیں، آپکی حوصلہ افزائی اور دوسروں کو شوق و جذبہ دلانے کیلئے آیندہ ایڈیشن کی ہر کتاب پر مناسب ترین جگہ پر آپ کا یا آپ کے مرحومین کا ایصال ثواب کیلئے دعاؤں کے ساتھ میں نام لکھ دیا جائے گا۔ کیا پتا کہ یہ ایک نیکی روزِ محشر سب گناہوں پر بھاری ہوجائے اور پھر کسی کے اس کتاب میں سے ایک مسئلہ یا حدیث پاک یاد کر لینے سے آپکی دنیا و آخرت سنور جائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ سَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰه

وَسَلِّمْ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ سَيِّدِيْ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
اے میرے مولا کریم ﷻ میرا صلوۃ وسلام ہمیشہ ہمیشہ تک کیلئے بھیج

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کی ذات پاک پر۔ جو ساری خلقت سے بہتر ہیں

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
پیارے آقا کریم ﷺ دنیا و آخرت اور جنوں اور انسانوں کے سردار ہیں

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ
اور دونوں فریقین چاہے وہ عرب والے ہوں یا غیر عرب سب کے سردار ہیں

يَااَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ
اے ساری مخلوق سے بزرگ ترین آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
کہ سخت تکالیف و آلام کے نزول کے وقت میں۔ جس سے پناہ چاہوں

هُوَالْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
وہی اللہ کریم ﷻ کے ایسے حبیب کریم ﷺ ہیں کہ جن کی شفاعت کی امید ہے

لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
ان بہت سے خوفوں میں ہر اس خوف کے وقت۔ جو کہ ہم پر آنے والا ہے

جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
جب آپ ﷺ نے بلایا تو درخت آپ ﷺ کی خدمت میں سجدہ کرتے آئے

تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ
قدموں پر چلنے کی بجائے آپ ﷺ کی طرف پنڈلیوں پر چلتے ہوئے آئے

صلی اللہ علیہ وسلم

سُبحَانَ اللّٰہ

نمی دانم چہ منزل بود، شب جائے کہ من بودم

بہر سُو رقصِ بسمل بود، شب جائے کہ من بودم

پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے

سراپا آفتِ دل بود، شب جائے کہ من بودم

رقیباں گوش بر آوازِ اُو در نازِ من ترساں

سخن گفتن چہ مشکل بود، شب جائے کہ من بودم

خدا (جل جلالہ) خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شمعِ محفل بود، شب جائے کہ من بودم

مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کون سا مقام و جگہ تھی، جہاں میں کل رات تھا

ہر طرف ایسا رقص تھا جیسے کوئی زخمی تڑپ رہا ہو، وہاں جہاں میں کل رات تھا

پری کے بدن والا محبوب تھا جس کا قد سرو کی مانند بلند، رخسار لالہ کی مانند سرخ تھے

سر سے لے کر پاؤں تک دل کیلئے وہ ایک آفت تھا، وہاں جہاں میں کل رات تھا

رقیب اس کی آواز پر کان دھرے ہوئے تھے، وہ محبوب نہایت ناز میں تھا

میں خوفزدہ تھا کہ وہاں بات کرنا کس قدر مشکل تھا، جہاں میں کل رات تھا

اے خسرو (علیہ الرحمۃ) اس لامکاں کی محفل میں میں رب کریم (جل جلالہ) خود صدرِ محفل تھا

پیارے آقا کریم ﷺ اس محفل کی شمع (مہمان خاص) تھے، جہاں میں کل رات تھا

تکمیل الاسماء مبارکہ

قرۃ العین کو مزید ضخامت سے بچانے کیلئے کئی جگہ پر صحابہ کرام ؓ وتابعین عظام کے اسماء مبارکہ کا صرف معروف حصہ مختصر طور پر لکھا گیا ہے، اب یہاں وہ مبارک نام مکمل لکھے جا رہے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس قریشی ؓ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود ؓ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ

سیّدنا عبداللہ بن زبیر ؓ

سیّدنا بلال بن رُباح حبشی ؓ

سیّدنا عبداللہ بن اُمّ مکتوم عمرو بن قیس ؓ

سیّدنا ابومحذورہ سُمرہ بن مِعبرہ ؓ

سیّدنا ابوہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر دوسی ؓ

سیّدنا ابی بن کعب ؓ

سیّدنا براء بن عازب ؓ

سیّدنا انس بن مالک ؓ

سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ

سیّدنا بُریدہ بن حصیب اسلمی ؓ

سیّدنا ابوذر غفاری جُندُب بن جُنادہ ؓ

سیّدنا خالد بن زید نجار ابوایوب انصاری ؓ

سیّدنا ابوقتادہ حارث بن نعمان سُلَمی ؓ

سیّدنا سعد بن مالک ابوسعید خدری ؓ

سیّدنا ابوموسیٰ عبداللہ ابن قیس اشعری ؓ

سیّدنا ابودرداء عویمر بن عامر ؓ

سیّدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو ثعلبہ انصاری ؓ

سیّدنا قیس بن عبداللہ بن عمرو نابغہ جعدی ؓ

سیّدنا ابوامامہ اسد بن زرارہ ؓ

سیّدنا وائل بن حُجر حضرمی ؓ

سیّدنا سَمُرہ بن جُندُب فزاری ؓ

سیّدنا ابواُمامہ اسعد بن زُرارہ ؓ

سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ ثقفی ؓ

سیّدنا ابوجُحَیفہ وہب بن عبداللہ عامری ؓ

سیّدنا لَقِیط بن صَبِرہ ؓ

سیّدنا عُقبہ بن عامر جُہَنی ؓ

سیّدنا ابوجُہَیم بن حارث بن صِمّہ انصاری ؓ

سیّدنا ابوبکرہ نفیع ثقفی ؓ

سیّدنا واثِلہ بن اسقع ؓ

سیّدنا مقداد بن اسود ؓ

سیّدنا عمار بن یاسر ؓ

سیّدنا رُکانہ بن عَبد یزید قریشی ؓ

سیّدنا عمران بن حُصَین خزاعی ؓ

سیّدنا عُبادہ بن صامت ؓ

سیّدنا ابورِمثہ رفاعہ بن یثربی تمیمی ؓ

سیّدنا سیّدنا معمر بن عبداللہ قرشی ؓ

سیّدنا رِفاعہ بن رافع زُرَقی ؓ

سیّدنا مِسوَر بن مَخرَمہ زہری قرشی ؓ

سیّدنا امام زید بن علی (زین العابدین) بن حسین بن علی ؓ

سیّدنا ابو طلحہ زید بن سہل انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ
سیّدہ ام عطیہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا
شداد بن اوس رضی اللہ عنہ
سیّدنا یعلیٰ بن اُمیہ تمیمی رضی اللہ عنہ
سیّدنا مُعیقب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ
سیّدنا حُمران بن اَبان رضی اللہ عنہ (غلام سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ)
سیّدنا عِکرمہ بربری تابعی علیہ الرحمۃ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ
سیّدنا ابو قِلابہ عبداللہ بن زید جَرمی تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا ابو اَحوَص عوف بن مالک تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا مجاہد بن جبر تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا ابو مَلِیح عامر بن اسامہ تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا کعب احبار بن ماح حِمیری تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا مسروق بن اجدع ہمدانی تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا ابو نضرۃ المنذر تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا ابو عُثمان بن عبدالرحمن بن مل النہدی تابعی علیہ الرحمۃ
سیّدنا ابو وائل شقیق بن سلمہ تابعی علیہ الرحمۃ

عام قاری کیلئے مضامین

''قرۃ العین'' بالخصوص نماز کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ مگر اس میں عام قاری کے ذوق کو معطر کرنے کیلئے درج ذیل پرکشش علمی و تحقیقی مضامین شامل کئے گئے ہیں تا کہ یہ کتاب صرف نمازی کیلئے ہی نہیں بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے مسلمانوں کیلئے مفید ہو سکے۔

شانِ اسمِ محمد ﷺ کی ٹھاٹھیں اور تجلیات، ۳۰
آقا کریم ﷺ کو مخاطب کرنے کے آداب، ۳۳
پیارے غیب دان نبی کریم ﷺ کا علم، ۴۹۵
کچھ ذکر زلف حبیب کریم ﷺ کا، ۲۶۹
ذکر خوشبوءِ گلبدن، ۶۹۰
محافلِ نعت اور آقا کریم ﷺ کی سنّت، ۱۲۱
آقا کریم ﷺ کے المناک لمحاتِ وصال ۲۴۷،
آقا کریم ﷺ اور رتبہ شہادت، ۶۱۱
آقا کریم ﷺ کی متبرک تجہیز و تکفین کے تمام پہلوؤں کا محبت و ادب سے ایمان افروز ذکر
آقا کریم ﷺ کی مبارک نماز جنازہ کا انوکھا اور روح پرور منظر اور طریقہ، ۷۷۷
داڑھی آقا کریم ﷺ سے پیار کی نشانی، ۲۷۴
داڑھی کا خضاب قابلِ غور مسئلہ، ۲۷۰
عمامہ مبارک پہننے کی برکتیں، ۲۶۶
انگوٹھی پہننے کی سنّت، ۸۲۵
اہل عشق کیلئے ایمان افروز مضامین۔ [۳۲۲، ۳۲۶، ۷۶۸، ۷۸۹]
ایک صحابی کا روح پرور عقیدہ، ۱۸۴
اتباعِ رسولِ کریم ﷺ کا محبت بھرا انداز، ۱۳۳
رحمت الٰہی کے بے کراں سمندر کا نظارہ، ۶۶۱
امتِ محمدیہ کو بلا ارادہ وسوسوں کی معافی، ۵۰۱
عالم، استاد اور طالب علم کی شان، ۴۸
تلاوتِ قرآن اور حافظِ قرآن کی شان، ۸۴۶
نورانی بلاوہ کی گونج دنیا بھر میں، ۱۹۰

جنّت کے دلکش ترین مناظر جانیئے، ۶۳۷
دوزخ اور اسکی اندوہنا کیاں، ۶۶۶
بیماری پر کمال روح پرور مضمون، ۶۰۰
بیمار مسلمان کی دعا فرشتوں جیسی، ۶۰۷
قبولیتِ دعا میں تاخیر کی حکمت، ۳۴۹
امت محمدیہ کو بلاارادہ وسوسوں کی معافی، ۵۰۱
خواب کے کچھ اہم پہلو، ۸۳۷
لڑکیوں کو قرآن کریم حفظ کروانا، ۳۸۱
مسجدِ حرام۔۔۔ مسجد نبوی پاک، ۱۰۳
مسجدِ اقصیٰ۔۔۔ مسجد قباء، ۱۰۶
نور بھرا گنبد خضریٰ اور منبر رسول کریم ﷺ، ۱۱۲
اسلام اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہیں، ۱۰۲
مخلوقِ خدا کا اندازِ نماز، ۲۳۴
دنیا کی عبرتناک حقیقت، ۲۳۳
جماہی اور چھینک کی حیثیت، ۵۳۳
فرعون کی زندگی پر ایک نظر، ۸۴۰
مسیلمہ کذاب کی کرتوتیں، ۸۵۶
شیطان کیسے بنا؟۔ اسکی کارستانیاں، ۸۵۸
مسلمان سے تعلق توڑ لینا، ۸۶۲
یارسول اللہ ﷺ کہنا کیسا ہے؟، ۲۰۸
قبل از اذان صلوٰۃ وسلام، ۲۰۰
مخلوق سے مدد مانگنا اور مشکل کشائی، ۸۲۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجراءِ بدعت، ۲۰۶۔۵۳۵
بدعت کی سیر حاصل وضاحت، ۲۰۳
اللہ کریم عزوجل کے پیاروں کی برکات، ۳۷۴
ضرورتِ مرشد و بیعت، ۸۴۱
مختلف مقاصد کیلئے وظائف، ۳۱۹
نجاست لگی چیز پاک کرنا، ۶۵
پانی میں خشک ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک، ۸۳
ناپاک پانی کو پاک کرنا، ۸۵
قضائے حاجت کے مسائل، ۷۱
کیا بہتر۔ مسواک یا برش؟، ۱۷۲
غسل اور تیمم کب کب اور کیسے کریں؟۔ ۸۶،۱۸۶
مسلمان کتنے فاصلے پر مسافر ہو جاتا ہے، ۵۸۹
حائضہ اور استحاضہ عورت کے مسائل، ۳۶۳
عالم نزع کے وقت کیا کریں؟، ۷۲۵
قرض ایک خوفناک بوجھ، ۷۳۰
غسلِ میّت وکفن ودفن کا طریقہ، ۷۳۳
نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی ممانعت، ۷۴۷
نمازِ جنازہ پڑھنے پر انعاماتِ الٰہی، ۷۶۵
نماز جنازہ کے بعد دعاء کی سنّت، ۷۷۶
تلقین میّت ایک محبّت بھری یاددھانی، ۷۹۲
غائبانہ نماز جنازہ کی ممانعت، ۷۹۶
شہید پُر نصیب کی پارسائی کو سلامِ نیاز، ۷۹۸
زیارت قبور مقام عبرت، ۸۰۶
ایصالِ ثواب ضرور کیا کریں، ۸۱۲
ختم جمعرات، قل، چہلم، برسی، ۸۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ،وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

حُسن ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
انتساب........................	20	جُوٹھا کا حکم........................	62
حسن ابتداء........................	21	پسینہ، پتّہ، جگال اور لُعاب کا حکم......	63
01۔شانِ اسمِ محمد ﷺ......	30	جو چیزیں نجس نہیں........................	63
آقا کریم ﷺ کو مخاطب کرنے کے آداب	33	متفرّق احکاماتِ نجاست.............	65
دورِ قریب میں استقبالِ محبوب ﷺ کی تیاریاں	35	نجاست دُور کرنا........................	65
جودوکرم کا منبع میرے آقا ﷺ کا پاک نام	37	**04۔احکامِ طھارت**.............	71
اسمِ محمد ﷺ سے اللہ کریم ﷻ کی محبت کا عالم	39	قضائے حاجت کے مسائل............	71
اسم پاک کے جلووں کی گھٹائیں.......	41	اِستنجاء کے مسائل........................	76
وہ خدا نہیں، بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں	41	مسائل پانی........................	79
02۔خدارا علم دین سیکھئے	46	مقدارِ پانی برائے وضوء و غسل............	79
عالم اور متعلم کی شان........................	48	قابلِ طہارت پانی........................	81
عالم بے عمل........................	52	نا قابلِ طہارت پانی........................	81
تشریح اصطلاحاتِ شرعیہ..................	57	حوضِ کبیر جاری پانی........................	82
03۔احکامِ نجاست.............	59	حوضِ قصیر........................	83
نجاست کی اقسام........................	59	مستعمل پانی........................	83
نجاستِ حقیقی۔نجاستِ حکمی...........	59	جو پانی مستعمل نہیں ہوتا............	84
نجاستِ حقیقی کی اقسام.....................	59	پانی کے استعمال کا صحیح طریقہ...........	85
نجاستِ غلیظہ۔انواعِ نجاستِ غلیظہ....	60	مستعمل پانی پاک کرنا..................	85
نجاست خفیفہ۔انواعِ نجاستِ خفیفہ....	61	**05۔احکامِ غسل**..................	86

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
وجوبِ غسل کی صورتیں	88	مسجد میں محافلِ ذکر ونعت	121
جن صورتوں میں غسل لازم نہیں	92	مسجد کی صفائی	126
غسل کا مسنون طریقہ	93	ایک حکایت	127
غسل کے بعض دیگر مسائل	98	مسجد میں روشنی کرنا	128
غسلِ شرعی کے بعد وُضوء	100	مسجد کی تعمیر	129
غسل کے فرائض	101	مسجد بیت	132
غُسل کی سُنّتیں	101	اتباعِ سنّتِ رسول کریم ﷺ کا محبت بھرا انداز	133
غُسل کے مُستحبات	101	ممنوعاتِ مسجد	135
06۔احکامِ مسجد	102	**07۔احکامِ وضوء**	145
مسجد کی ابتداء	102	وُضوء کرنے کا طریقہ	147
مسجدِ حرام	103	وُضوء کے بارے بعض مبارک ارشاداتِ	150
مسجدِ اقصیٰ	106	سیّدُ الکونین ﷺ	--
مسجدِ قُباء	108	وُضوء کے متعلق اذکار	153
مسجد نبوی پاک	109	آبِ شِفاء	154
منبرِ رسول کریم ﷺ	112	نمازِ تحیۃُ الوضوء	155
نور بھرا گنبدِ خضرٰی	113	وُضوء کے بعض دیگر مسائل	156
مدینہ منوّرہ کی مساجد	113	وُضوء کے فرائض	158
مسجد کے آداب	113	وُضوء کے واجبات	158
مسجد میں حاضری	114	وُضوء کی سنّتیں	158
مسجد میں داخلہ	119	وُضوء کے مستحبات	159
سنّتِ اعتکاف	120	وضوء کے مفسدات	159
نمازِ تحیۃُ المسجد	120	وضوء کے مکروہات	166

عنوان	صفحہ نمبر
جن چیزوں سے وُضوء نہیں ٹوٹتا	167
وُضوء کے طبّی فوائد	167
وُضوء میں مسواک کی فضیلت	169
مسواک کے آداب	170
مسواک کے طبّی فوائد	172
ٹوتھ پیسٹ کی خرابیاں	173
08۔احکامِ تیمّم	174
تیمّم کی ابتداء	174
تیمّم کا طریقہ	176
وجوبِ تیمّم	177
تیمّم کے بعض دیگر مسائل	180
تیمّم کے فرائض	182
تیمّم کی سنّتیں	182
موزوں پر مسح کرنا	182
مسح کے فرائض	183
مسح کرنے کا طریقہ	183
مسح کی مدّت	184
ایک صحابی ؓ کا روح پرور عقیدہ	184
موزوں پر مسح کی شرائط	185
نواقضِ مسح	186
09۔احکامِ اذان	187
مشروعیّتِ اذان	187
نورانی بلاوہ کی گونج	190
فضائلِ مؤذّن	193
بروقت اذان کہنے کی تاکید	198
اذان کہنے کا مقام	199
قبل از اذان صلوٰۃ وسلام	200
حضرت سیّدنا بلال ؓ کی اذان	200
مصر کی اذان	201
فرمانِ رسول کریم ﷺ	202
صلوٰۃ وسلام اور ردِّ بدعت	203
بدعت کی اقسام	204
بدعتِ سیئہ۔بدعتِ حسنہ	204
بدعتِ حسنہ کی ایک عُمدہ مثال	205
صحابی ؓ کی محبّت رسول ﷺ اور بدعت	206
بدعت حسنہ پر ایک عُمدہ جواب	207
مزید بدعات حسنہ	207
نداءِ یارسول اللہ ﷺ	208
قبل از اذان صلوٰۃ وسلام کے آداب	213
اذان کہنے کا طریقہ	214
کلماتِ اذان کا دو دو بار کہنا	215
اذان کے بعد کی دعاء	216
اذان کے بعض دیگر مسائل	217
مؤذّن اور امام کی اُجرت	220

عنوان	صفحہ نمبر
اذان کا جواب دینے کی فضیلت	220
ایک دلچسپ شماریاتی تجزیہ	221
دورانِ اذان باتیں کرنے پر وعید	223
ایک واقعہ۔ایک حکایت	224
اذان کا جواب دینے کا طریقہ	225
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	226
اہل عشق کیلئے پیام خاص	226
10۔فلسفہ نماز	232
نماز عطاء ربّ کریم ﷻ	232
حقیقتِ دنیا	233
نماز وظیفۂ خلقِ خدا	234
نماز ثناء کبریاء ﷻ	236
نماز وظیفۂ انبیاء علیہم السلام	238
نماز کے طبّی فوائد	240
نماز کے فوائد غیروں کی نظر میں	240
نماز کا حکم دو	243
11۔نماز کی کیفیت ادائیگی	245
اوقاتِ نماز	245
وقتِ نماز فجر	246
وقتِ نماز ظہر	249
وقتِ نمازِ عصر	250
وقتِ نمازِ مغرب	253
وقتِ نمازِ عشاء	254
مکروہ اوقاتِ نمازِ فرض	255
مکروہ اوقاتِ نماز نفل	257
نماز فجر وعصر کی آخری لمحات میں ادائیگی	259
فقہ حنفی کا کمال	259
غلط وقت میں نماز پڑھانا	261
بارگاہ ربّ کریم ﷻ میں حاضریٔ نماز	261
کے آداب	--
پاکیزہ خیالات	261
بقائمی ہوش وحواس	262
ظاہری زینت	262
پاکیزہ بدن	262
پاکیزہ لباس	263
سَر ڈھانپنا	264
عمامہ پہننا	266
بال سنوارنا	269
کچھ ذکر زلفِ حبیب کریم ﷺ کا	269
داڑھی کو خضاب کرنا	270
خضاب نہ کرنا	271
خضاب کا رنگ	273
سیاہ خضاب	276
داڑھی کی تراش خراش	280

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
استقبالِ قبلہ...............	281	وظیفہ استغفار برائے حصولِ اولاد۔ وظیفہ سورۃ	--
کشتی، گاڑی اور سواری پر نماز............	285	فاتحہ۔ وظیفہ قرض۔ دعائے مقاتل...............	--
نیّتِ نماز............................	287	اوراد و وظائف میں استقامت...........	331
تکبیر تحریمہ........................	288	بعد از نماز دُعاء....................	333
ہاتھ کانوں کی لَو تک اُٹھانا............	290	دعاء نہ مانگنے پر وعید...............	336
فقہ حنفی کا کمال....................	291	قبل از سنّتِ مؤکدہ مختصر دُعاء..........	337
ہاتھ زیرِ ناف باندھنے کی سنّت........	292	آدابِ دُعاء..........................	338
قیام................................	293	چند مقبول دُعائیں.....................	346
قرأت...............................	295	مقبول اوقاتِ دُعاء....................	348
رکوع...............................	299	مستجابُ الدّعوات.....................	348
قومہ...............................	301	اجتماعی دعاء.......................	349
سجدہ...............................	303	علاماتِ قبولیتِ دُعاء..................	349
جلسہ...............................	307	قبولیّتِ دُعاء میں تاخیر کا فلسفہ.........	349
دوسری رکعت کیلئے جانا..............	309	بیٹھ کر نماز پڑھنا.....................	351
قعدۂ اوّل............................	311	تین رکعت نماز فرض کی ادائیگی.........	352
اشارۂ سبّابہ..........................	313	نمازِ وتر............................	352
تیسری اور چوتھی رکعت فرض..........	315	نمازِ وتر کا طریقۂ ادائیگی............	354
قعدۂ اخیرہ...........................	316	دعائے قنوت کا محل اور رفع یدین........	354
سلام پھیرنا (خروج بصنعہ)............	317	تین رکعت وتر کا ثبوت.................	355
بعد از نماز وظائف...................	318	بعض دیگر مسائل نماز وتر..............	358
ذکرِ الٰہی۔ درود شریف۔ تسبیح فاطمی۔ وظیفہ آزادیٔ نار	319	بعد از وتر دو نفل.....................	359
۔وظیفہ آیۃ الکرسی۔ وظیفہ استغفار............	--	عورت کی نماز کا طریقہ..................	361

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
حائضہ کے مسائل	363	عدم صف بندی پر وعید	399
استحاضہ کے مسائل	366	**14۔احکامِ جماعت**	400
12۔احکامِ امامت	369	ایک ایمان افروز تجزیہ	400
امامت کا استحقاق	370	شاملِ جماعت نہ ہونے پر وعید	403
امامت کی شرائط	372	شاملِ جماعت نہ ہونے کے عوارض	406
اللہ کریم ﷻ کے پیارے	374	تثویب	407
جدّت پسند امام	376	اقامت	408
امامت سے انکار کرنا	376	اقامت کا طریقہ	409
زبردستی امام بننا	379	اقامت کا جواب	410
حافظ اور امامت	380	اقامت بیٹھ کر سننے کی سنت	411
لڑکیوں کو قرآن کریم حفظ کروانا	381	تکبیرِ اُولیٰ	412
بعض دیگر مسائلِ امامت	382	نماز با جماعت کا طریقۂ ادائیگی	413
نماز میں خلیفہ بنانا	384	مکبّر کے مسائل	419
امام کی پیروی کرنا	386	امام کو لقمہ دینا	419
امام کی پیروی نہ کرنے کی سزا	388	بعد از نماز امام کا بیٹھنا	421
13۔احکامِ صف بندی	389	سنّت اہل عشق	422
صفِ اوّل کی فضیلت	390	بعد از نمازِ فرض فوراً اُٹھ جانا	423
صفِ دوم کی فضیلت	391	بعد از نماز ذکر بالجہر	424
ترتیب صف بندی	392	بعد از نمازِ فرض جگہ بدلنا	426
بے سمجھ بچّہ اور صف بندی	396	تاخیر سے جماعت سے ملنا	428
تنہا آدمی اور صف بندی	397	نماز توڑ کر جماعت سے مِلنا	435
نماز میں عورت کا محاذی ہونا	397	نماز فرض پڑھ کر جماعت پانا	436

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
نماز سنتِ فجر..................	438	رفع یدین کی تنسیخ..................	486
دوسری جماعت کرانا..................	442	بہترین مثال..................	489
دوافراد کی جماعت..................	443	**15۔حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلٰوٰت۔**	491
سجدۂ سہو کا حکم..................	445	خشوع وخضوع..................	491
سجدۂ سہو کا طریقۂ ادائیگی..................	445	پیارے غیب دان نبی ﷺ..................	495
عمل کثیر..................	446	لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ......	499
سجدۂ سہو کا وجوب..................	447	بلاارادہ وساوس کی معافی..................	501
وجوب سجدۂ سہو کے بعض دیگر مسائل..	447	خواص کی نماز..................	503
ایمان افروز سوال وجواب..................	450	انعامات نماز میں فرق..................	506
صلوٰۃ النبی ﷺ میں سجدۂ سہو کی حکمت...	453	**16۔تشریح احکامات نماز۔**	509
صاحبِ ترتیب کی نماز..................	456	نماز کے فرائض..................	509
نماز میں شک گزرنا..................	460	شرائطِ نماز۔ارکانِ نماز..................	509
سجدۂ تلاوۃ القرآن..................	462	نماز کے واجبات..................	512
نماز میں سجدۂ تلاوت..................	465	نماز کی سُنّتیں..................	513
سجدۂ شکر..................	467	نماز کے مُستحبات..................	514
امام کا بسم اللہ آہستہ پڑھنا..................	467	نماز کے مُفسدات..................	515
امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت..................	469	نماز کے مکروہات..................	523
عدمِ قرأت خلف الامام تفاسیر کی روشنی میں	470	جماہی اور چھینک آنا..................	533
عدمِ قرأت خلف الامام احادیث کی روشنی میں	472	نماز توڑنے کے اسباب..................	535
امام اعظم علیہ الرحمۃ کا جوابِ لاجواب...	480	نمازی کے سامنے سے گزرنا..................	538
آہستہ آمین کہنے کی سنت..................	480	گزرنے کی حدِ فاصل	539
رفع یدین نہ کرنے کی سنت..................	483	سُترہ..................	540

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
17۔سنّت اور نفل نمازیں	545	نماز قضائے حاجت	577
نماز سنّت مؤکدہ	545	ایک عجیب فائدہ	582
نماز سنّت مؤکدہ کا طریقۂ ادائیگی	547	نمازِ تسبیح	582
نمازِ سنّت غیر مؤکدہ	548	نماز استخارہ	585
نماز سنّت غیر مؤکدہ کا طریقۂ ادائیگی	548	**18۔احکامات نمازِ سفر و مرض**	587
سُنن و نوافل کے بعض دیگر مسائل	549	مشروعیتِ نمازِ قصر	587
نمازِ سنّتِ تراویح	551	حدودِ مسافتِ قصر	589
تراویح کی 20 رکعت	552	سفر میں نماز سنّت و نفل	591
آقا کریم ﷺ، خلفاءِ راشدین کا عمل مبارک	552	نماز باجماعت اور قصر	592
صحابہ کرام۔تابعین۔تبع تابعین اور آئمہ و	553	بعض دیگر مسائلِ نمازِ قصر	592
فقہاءِ اُمّت کا عمل مبارک	553	وطنِ اقامت۔وطنِ اصلی	596
20 رکعت تراویح باجماعت	555	پابندیٔ قصر	599
بعض دیگر مسائلِ نمازِ سنّت تراویح	558	بیماری کفارۂ گناہ	600
نمازِ وتر کی جماعت	560	بیمار کی نماز	608
نمازِ اشراق	561	آقا کریم ﷺ اور رتبہ شہادت	611
نمازِ چاشت	563	کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا	613
نمازِ اوّابین	565	نماز شفاءُ الامراض	615
نماز حفظُ الایمان	565	**19۔احکامِ نمازِ قضاء**	619
نماز ہدیۂ الرّسول ﷺ	566	قضاء نماز کی جماعت	621
نماز تہجد	566	دو نمازیں اکٹھی کرنا	622
نمازِ توبہ	570	نماز قضاء کرنے کی سزا	622
اچھا گمان	576	نمازِ قضاء میں رعایتیں	624

عنوان	صفحہ نمبر
قضاءِ عمری کے نوافل	627
نماز کا فدیہ	628
فدیہ کیلئے شرعی حیلۂ اسقاط	630
20۔نماز اور جزا و سزا	632
نمازی کی شان و مقام	632
جنّت کی حقیقت	637
بے نماز کی سزا	653
رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ	661
دوزخ کی حقیقت	666
دوزخ سے بچنے کا وظیفہ	677
21 احکامِ نماز جمعۃ المبارک	678
فضائلِ یومِ جُمعۃُ المبارک	678
شرائطِ وجوبِ نمازِ جمعۃُ المبارک	683
فضیلتِ زینت وتیاری نمازِ جمعۃ المبارک	686
حجامت بنوانا	686
غُسل کرنا	686
خوشبو لگانا	689
ذکرِ خوشبوءِ گلبدن	690
پاکیزہ لباس پہننا	694
عمامہ باندھنا	697
مسواک کرنا	697
جلد مسجد آنا	697

عنوان	صفحہ نمبر
پیدل مسجد آنا	699
قیلولہ نہ کرنا	699
خرید وفروخت ترک کرنا	699
جمعۃ المبارک کی دوسری اذان	700
دوسری اذان کا جواب ودعاء	701
خطبہ جمعۃُ المبارک کے آداب	702
گردنیں پھلانگنے کی ممانعت	706
نمازِ جمعۃُ المبارک کی فضیلت	707
فرضیتِ نمازِ جمعۃُ المبارک	708
رکعاتِ نمازِ جمعۃُ المبارک وادائیگی	710
نمازِ جمعۃُ المبارک کے بعض دیگر مسائل	711
جمعۃُ المبارک کے وظائف واعمال	712
فضائلِ دُرود شریف بروز جمعۃُ المبارک	715
جمعۃ المبارک کے دن سفر کرنا	716
مقبول ومخصوص ساعت جمعۃُ المبارک	717
ترکِ نمازِ جمعۃُ المبارک پر وعید	719
22۔بندۂ مومن کی نماز جنازہ	722
عالم نزع پر ہمدردانہ سلوک	725
قبل از وصال	725
بعد از وصال	728
بچھڑنے والے کی برائی نہ کرو	729
میّت پر قرض کا خوفناک بوجھ	730

عنوان	صفحہ نمبر
بندۂ مومن کا آخری غسل	732
غسلِ میّت کا طریقہ	733
مسائل غسل مومن	738
بندۂ مومن کا آخری لباس	740
مقدار کفن	741
کفن کے بے مثل لباس کو پہنانے کا طریقہ	743
متعلقات کفن	745
کفن کی ذمہ داری کا تعیّن	747
نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی ممانعت	747
مصیبت پر صبر میں انعامات	752
ورثاء سے اظہارِ ہمدردی	753
میّت کے سوگ و افسوس کی مدّت	755
مومن کے سفرِ آخرت میں ہمراہی	756
بندۂ مومن کو کندھوں پر اٹھانا	756
جنازہ کے پیچھے اور پیدل رہیئے	757
جنازہ کے ساتھ چلنے کے آداب	759
منزل مقصود تک جلد پہنچانا	760
جاتے میّت کی عبرتناک پکار	762
میّت کے احترام کا تقاضہ	762
نمازِ جنازہ پڑھنے پر انعاماتِ الٰہی	765
مرحومین پر آقا کریم ﷺ کا خاص لطف و کرم	768
ہر مسلمان کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے	768
نماز جنازہ پڑھانے کا استحقاق	769
مسجد میں نماز جنازہ	770
اوقاتِ نماز جنازہ	771
نماز جنازہ کا مسنون طریقہ ادائیگی	772
نماز جنازہ کے بعد دعاء کی سنّت	776
آقا کریم ﷺ کی نماز جنازہ کا انوکھا اور	777
روح پرور طریقہ	....
نماز جنازہ کے فرائض	779
نماز جنازہ کی سنّتیں	779
نماز جنازہ کی شرائط	779
مفسدات نماز جنازہ	780
تاخیر سے پہنچنے والے کی نماز جنازہ	780
نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعض دیگر مسائل	780
ایک سے زیادہ فوت شدگان کی نماز جنازہ	781
چار تکبیرات نماز جنازہ	782
مومن کی آخری آرامگاہ	783
رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِی	789
تلقین میّت ایک محبّت بھری یاددھانی	792
قبر پر نماز جنازہ	794
غائبانہ نماز جنازہ کی ممانعت	796
شہید پُر نصیب کی پارسائی کو سلام نیاز	798
مومن کے ترکہ کا استعمال	804

عنوان	صفحہ نمبر
احترامِ قبرِ مومن	806
زیارت قبور مقام عبرت	806
متفرّق مسائل	808
ایصال ثواب	812
صدقہ کا ثواب	812
دعاء کا ثواب	814
تلاوت کا ثواب	815
آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مبارک	816
تصدیقی روایات وواقعات	816
ختم شریف کا ثواب	819
قل کا ختم	820
جمعرات کا ختم	821
چہلم وبرسی کا ختم	823
حاشیہ جات	825

عنوان	صفحہ نمبر
ح **1**۔ انگوٹھی	825
ح **2**۔ مخلوق سے مدد مانگنا اور مشکل کشائی	828
وحاجت روائی	....
ح **3**۔ خواب	837
ح **4**۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کی	839
تشریف آوری	....
ح **5**۔ فرعون	840
ح **6**۔ ضرورتِ شیخ	841
ح **7**۔ تلاوتِ قرآن وحافظ قرآن کی شان	846
ح **8**۔ مسیلمہ کذاب	856
ح **9**۔ شیطان	858
ح **10**۔ قطع تعلق	862

اے پیارے محبوب کریم ﷺ

وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَقَطُّ عَيۡنِيۡ   **وَاَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ**

آپ ﷺ سے زیادہ حسیں میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں

خُلِقۡتَ مُبَرَّاءً مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ   **كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ**

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا کہ تحقیق آپ ﷺ پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ ﷺ کی مرضی تھی

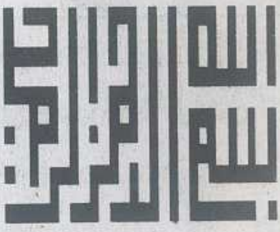

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْم۔

انتساب

اِس کتاب کو جان سے پیارے رحیم کریم رحمَةً اللِّعَالَمِیْن
آقا ﷺ کے نام منسُوب کرتا ھوں جنھوں نے ھم
مسکینوں خطاکاروں سے کمال محبّت وشفقت سے فرمایا:

" اے میری امت! میری مثال ایسی ہے جیسے کوئی آدمی آگ جلاتا ہے جب وہ آگ روشن ہوجاتی ہے تو پتنگے اور دوسرے جانور جو آگ پر گرا کرتے ہیں اُنہوں نے آگ میں گرنا شروع کردیا اور وہ آدمی اُن کو روکتا ہے لیکن وہ اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں گرتے جاتے ہیں۔ یونہی تم آگ (جہنّم) میں گرتے ہو اور مَیں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے پیچھے ہٹاتا ہوں اور کہتا ہوں "بچ جاؤ، بچ جاؤ" مگر تم جان بوجھ کر آگ میں چھلانگیں لگائے چلے جاتے ہو"

(بخاری، مسلم ج ۳ ح ۵۸۳۸، ترغیب ج ۲ ح ۳۲۹۸، مشکوٰۃ ح ۱۴۱۲،
بالفاظ متقاربہ ترمذی ج ۲ ح ۷۸۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۴۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْكَرِيْمُ الرَّحِيْمُ الصَّادِقُ الْاَمِيْن

حُسنِ ابتداء

پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل، پیارے آقا کریم علیہ السلام کا لاکھ لاکھ کرم اور پیارے شیخ کریم شمس العارفین الحاج حضرت **خواجہ غلام رسول ثانی تو گیروی** مدظلہ (تو گیرہ شریف ضلع بہاولنگر) اور پیارے ابا جی حضرت علامہ مولانا **الحاج محمد صدیق نیّر نوری** مدظلہ (بنگہ حیات) کی لاکھ لاکھ دعائیں کہ مجھ جیسے ہیچ میرز و ہیچ مداں کو اتنے اہم موضوع پر کچھ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ وہ موضوع ہے جس پر لکھنا پُل صراط سے گزرنے کے مترادف ہے، کئی مسلک اسکی بنیاد پر بن چکے ہیں اور ہر کوئی اس فرمان پر عمل کا دعوٰی کرتا ہے کہ (حدیث) ''نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتا دیکھتے ہو'' (۱)۔

ایسے میں جان سے پیارے آقا کریم علیہ السلام کی مبارک نماز کی اختلافِ علماء سے پاک منقحٰ شبیہہ پیش کرنا مجھ جیسے کم علم کیلئے محال ہے۔ البتہ اِس کتاب میں قرآن وحدیث وفقہ کے مطابق مذہب اہلسنّت وجماعت (حنفی) کا طریقہ نماز ومسائل لکھنے کی سعی کررہا ہوں اور یہ وہ طریقہ ہے کہ اگر غیر جانبداری سے دیکھیں تو یہی سب سے افضل واولیٰ نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کئی علماء کرام جو دیگر کئی مسائل میں فقہ حنفی سے اختلاف رکھتے ہیں وہ نماز میں ان کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں، جیسے ''علامہ صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلدین وہابیوں کے مقتداء) حنفی طریقہ پر نماز پڑھتے تھے، تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے، نہ فاتحہ کے بعد آمین بالجہر کہتے اور نہ ہاتھ سینہ پر رکھتے تھے'' (۲)۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''بیشک مذہب حنفی میں نماز کا ایک ایسا عمدہ طریقہ ہے جو سنّتِ معروفہ کے ساتھ سب سے زیادہ موافقت رکھتا ہے'' (۳)۔

اس کتاب میں مجھ ناچیز نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ کسی مسلک پر کیچڑ اُچھالنے کی بجائے ہر مقام پر اپنی بات با حوالہ پیش کروں اور یہ ثابت کروں کہ **الحمدللہ فقہ حنفی کی بنیاد قیاس و آراء پر نہیں بلکہ قرآن وحدیث پر مبنی ہے**۔ مگر قارئین کرام یہ ضرور ذہن میں رکھیں کہ پیاری اُمت محمدیہ میں کئی فروعی شرعی اختلافات ہیں جن میں سے بعض کو تو نظر انداز بھی

(۱) عن مالک بن حُویرث رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۰۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۲، بلوغ المرام ح نمبر ۱۲۰ ص ۳۴۷ (۲) نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۱ (۳) فیوض الحرمین ص ۱۳۶۔

نہیں کیا جا سکتا اور یہ اختلافات کوئی نئی یا انہونی بات بھی نہیں بلکہ اس کے بارے تو غیب دان آقا کریم ﷺ نے پہلے ہی بشارت دے دی تھی کہ (حدیث) ''جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت شدید اختلاف دیکھے گا'' (۱)۔ اور یہ اختلافات بڑھتے چلے جائیں گے حتی کہ (حدیث) ''یہود 71 فرقوں میں تقسیم ہوئے اور نصاریٰ 72 فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمت 73 فرقوں میں متفرق ہوگی اُن میں سے بجز ایک کے سب دوزخی ہوں گے'' (۲)۔ آخر کار ان اختلافات کا فیصلہ روزِ محشر اللہ کریم ﷻ فرمائے گا کہ (القرآن) ''میں تم میں فیصلہ فرماؤں گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو'' (۳)۔ اور ان اختلافات کی حکمت کے بارے اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) ''اگر تمہارا رب کریم ﷻ چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا لیکن ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارے رب کریم ﷻ نے رحم کیا'' (۴)۔ اور اگر دیکھیں تو اجتہادی اختلافات کا وجود پیارے آقا کریم ﷺ کے دورِ پُر انوار میں بھی ملتا ہے۔ یہ پیارا واقعہ تو آپ کو یاد ہوگا کہ (حدیث) دو شخص سفر پر گئے، نماز کا وقت ہوا تو اُن کے پاس پانی نہ تھا، اُنہوں نے پاک مٹی پر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر ہی اُنکو پانی مل گیا۔ اُن میں سے ایک صاحب نے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا دوسرے نے نہ کیا اور پھر پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسکا ذکر کیا۔ تو جس نے اعادہ نہ کیا تھا آپ سرکار کریم ﷺ نے اُس سے فرمایا ''تم نے سنّت کی پالی اور تمہاری نماز تم کو کافی ہوگئی''، اور جس نے وضو کر کے دوبارہ پڑھی تھی اسے فرمایا ''تمہیں دوہرا ثواب ملا'' (۵)۔

ایسے ہی (حدیث) جب آقا کریم ﷺ جنگ احزاب سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہرگز کوئی نماز نہ پڑھے عصر کی مگر قبیلہ بنو قریظہ میں (پہنچ کر)''، یعنی اتنی جلدی جانا کہ نماز کا وقت وہاں آئے، پس بعض کو نماز عصر نے راستہ میں پالیا، تو ان میں سے کچھ نے کہا ''جب تک وہاں نہ پہنچے ہم تو نماز نہ پڑھیں گے'' اور کسی نے کہا ''ہم نماز پڑھ لیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم سے اس امر کا ارادہ نہ فرمایا تھا'' (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کہ کچھ نے پڑھ لی اور کچھ نے نہ پڑھی) پس لوگوں نے

(۱) عن عرباض بن ساریہ ؓ، ترمذی، احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد، حاکم ج۱ ص۱۹۵ ح۳۳۶ (۲) عن ابو ہریرہ ؓ، ابن عمر ؓ، معاویہ ؓ، مشکوٰۃ ج۱ ص۳۰، ترمذی ج۲ ح۵۳۷، نسائی ح۸۳۷۷، ابن ماجہ ح۴۱۰۲، خصائص کبریٰ ج۲ ص۴۲۱، بیہقی ح۲۰۶۹۰، ابویعلیٰ ح۵۹۱۰، ابوداؤد ج۳ ح۲۱۷۱، حاکم ج۱ ص۲۵۵ ح۴۴۴، ترغیب ج۱ ص۶۳ ح۳۸، جواہر الحدیث ص۱۵۷، کشف الغمہ ج۱ ص۷۰ (۳) سورۃ آل عمران، ۵۵ (۴) سورۃ ھود، ۱۱۹ (۵) عن ابو سعید خدری ؓ، ابوداؤد ج۱ ح۳۳۸، سنن نسائی، حاکم ج۱ ح۶۳۲، دارمی ح۷۶۷، بیہقی ح۱۰۳۶، معجم اوسط ح۱۸۴۲، مشکوٰۃ ح۴۸۹، بلوغ المرام ح نمبر۱۴۳ ص۷۵، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۲۲۔

آقا کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کی باز پرس نہ فرمائی (۱)۔ حالانکہ عمل ایک دوسرے کے مخالف تھا گویا آقا کریم ﷺ نے ان کی نیتوں اور عقیدہ پر فیصلہ فرمایا۔

اسی طرح جب اجازت ملی کہ (القرآن) ''پاک مٹی سے اپنے مُنہ اور ہاتھوں کا مسح کر کے تیمّم کرلیا کرو'' (۲)۔ تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم نہ ہوسکا کہ تیمّم کہاں تک کرنا ہے لہذا (حدیث) کندھوں اور بغلوں تک تیمّم کا مسح کرلیا پھر جب پیارے آقا کریم ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ ﷺ مسکرا دیئے اور تخصیص فرماتے ہوئے چہرہ اور کہنیوں تک تیمّم کا حکم فرما دیا (۳)۔ اب اس دوران اگر کسی نے ان میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو اس غلط طریقہ میں کندھوں تک مسح کرتے دیکھا ہوگا تو وہ یقیناً خود بھی ایسا ہی کریگا اور دوسروں کو بھی یہی بیان کرے گا، اور جس نے آقا کریم ﷺ کی تصحیح کے بعد دیکھا ہوگا وہ مسح کہنیوں تک بتائے گا اور خود بھی ایسا ہی کرے گا۔ یوں ہی آج کئی مقامات پر امتِ محمدیہ میں بظاہر اختلافات ہیں۔

یہ اختلاف ضرور ہے مگر اصل اختلاف وہ ہے جو نیت وعقائد میں ہے اگر عقیدہ بُرا ہوا اور زبان بے لگام اللہ ورسول وصالحین کی شان میں گستاخانہ بول بولتی ہوگی تو ایسے بدمذہب نے نماز جس طریقہ سے بھی پڑھی اکارت گئی اور وہ بندہ بارگاہ الٰہی میں مردود ٹھہرا۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اے عمر! تم سے لوگوں کے عمل کے متعلق (ہی) سوال نہیں ہوگا بلکہ عقیدہ کے متعلق بھی سوال ہوگا'' (۴)۔ اور پھر (حدیث) آقا کریم ﷺ نے ایک جگہ یوں فرمایا کہ ''تم ایسے زمانہ (زمانہ نبوی) میں ہو کہ نیکی کی طرف سبقت کرنے والا تم میں بہترین ہے، تمہارے بعد ایسا زمانہ آئیگا کہ تم میں سب سے بہتر حق اور یقین کو بیان کرنے والا ہوگا'' (۵)۔ یعنی آج جس طرح نیک عمل کرنا بہترین ہے کل کو نیک عمل کا کہنا بہترین ہوگا کیونکہ گمراہی اتنی بڑھ جائیگی۔ اور (حدیث) ''آج تم اس زمانے میں ہو کہ جس نے 10 واں حصہ اس چیز کا چھوڑ دیا جس کا کہ حکم دیا گیا (یعنی اس پر عمل نہ کیا) تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور تمہارے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اُس وقت جس نے 10 ویں حصہ پر عمل کرلیا کہ جس کا حکم دیا گیا تو وہ نجات پا جائے گا (کہ اُس وقت عمل کرنے والے کم اور سُست لوگ زیادہ ہوں گے)'' (۶)۔ یعنی لوگ دنیا میں مست ہو کر رہ جائیں گے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۷۶، سیرۃ حلبیہ، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۷ (۲) سورۃ المائدہ، ۶ (۳) مسند احمد ج ۱ ح ۸۵۳، نسائی ح ۳۱۳ (۴) عن ابن عائذ رضی اللہ عنہ، بیہقی، مشکوٰۃ (۵) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قوت القلوب ج ۱ ص ۳۴۵ (۶) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۱۴۹۷، مسند امام احمد ج ۱ ح ۲۳۷، مشکوٰۃ ح ۱۶۹، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۶۴۔

بہر حال رہا یہ سوال کہ نماز کے موضوع پر تو پہلے ہی سینکڑوں نہیں ہزاروں کتب موجود ہیں پھر اے بندہ خدا! تجھے کیا کمی نظر آئی جو کتاب لکھنے چڑھ دوڑا؟۔ تو اس کے جواب کا تعلق ایک واقعہ اور مابعد عوامل سے منسلک ہے۔ یہ کہ آج سے چند سال پہلے میں نماز عصر میں مشغول تھا، جب فارغ ہوا تو میرے کالج (گورنمنٹ کالج آف کامرس ساہیوال) کے ایک طالب علم نے نماز میں میری ایک غلطی کی طرف اشارہ سے آگاہ کیا۔ مجھے بات تو سمجھ آ گئی مگر دل ہی دل میں مسئلہ کی وضاحت کیلئے تحقیق کرنے کی ٹھان لی کیونکہ پیارے اللہ کریم ﷻ کا حکم ہے کہ (القرآن) ''فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ، اے لوگو! پس علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو'' (۱)۔ چنانچہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے لگا اور پھر علماء کرام نے وضاحت فرمائی کہ ''احادیث کے بغیر قرآن کو ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا'' (۲)۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حدیث کو سمجھنے کیلئے بھی عام آدمی کیلئے کسی مجتہد (Jurist Entitled To Independent Opinion) یا عالم کی تقلید ضروری ہے نیز متاخرین کیلئے چاروں آئمہ کرام میں سے کسی ایک امام کی پیروی کرنا واجب ہے یعنی قرآن، حدیث اور فقہ سب کا مطالعہ کرنا ہوگا ورنہ شیطان گمراہ کر دے گا کیونکہ وہ تو گھات لگا کے بیٹھا ہے (القرآن) ''تاکہ علم کے بغیر لوگوں کو گمراہ کرے'' (۳)۔ اور پھر فوراً ہی پیارے آقا کریم ﷺ کے دورِ پُرانوار کا یہ واقعہ دل و دماغ میں گھوم گیا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو سفر میں تیر یا پتھر لگا اور ان کے سَر میں زخم ہو گیا۔ پھر اُن کو اس حال میں احتلام ہو گیا۔ اُنکے ساتھیوں نے کہا ''ایسی صورت میں جبکہ تم پانی استعمال کرنے پر قادر ہو، ہم تمہارے لئے تیمّم کی کوئی وجہ نہیں پاتے'' سو اُنہوں نے غسل کیا (تکلیف بڑھی) اور وہ وصال فرما گئے۔ آقا کریم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا ''لوگوں کو اللہ ﷻ غارت کرے اُنہوں نے اُسے مار ڈالا، جو بات معلوم نہ تھی پوچھ لیتے، اُس کو تو تیمّم ہی کافی تھا یا پھر اپنے زخم پر کپڑے کی پٹی پر مسح کرتا اور تمام بدن کو دھو لیتا'' (۴)۔

بہر حال مَیں نے نماز کے موضوع پر ابتدائی نوعیت کی پہلی ہی کتاب پڑھی تو مَیں سَر پکڑ کر رہ گیا اور اپنی حیثیت کا اندازہ ہو گیا چند مزید کتب پڑھیں تو میری کم علمی نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ یہ جان کر اور حیرت ہوئی کہ کتنے اہم اور ضروری مسائل ایسے پائے کہ جن کا جاننا اپنے لئے

(۱) سورۃ الانبیاء، ۷، النحل، ۴۳ (۲) میزان الشریعۃ (۳) سورۃ الانعام، ۱۴۵ (۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۳۳۶، ۳۳۷، ابن ماجہ ح ۶۱۴، احمد ج ۱ ح ۸۶۶، حاکم ح ۶۳۰، ۶۳۱، دارمی ح ۷۷۵، بیہقی ح ۱۰۱۵، معجم کبیر ح ۱۱۴۷۲، مصنف عبدالرزاق ح ۱۱۶۳، مشکوۃ ح ۴۸۸، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۶۱۔

ضروری جانا۔ مگر اپنی تحقیق و مطالعہ کی تشنگی کو دُور کرنے کے دوران یہ شدّت سے محسوس کیا کہ کئی مسائل چھوٹی کتب سے دستیاب نہ ہوئے جن کیلئے ضخیم و مطولات کتب کے صفحات ٹٹولنے پڑے، کئی علماء کرام سے بھی رابطہ کیا۔ بہر حال مَیں نے جیسے تیسے بھی ہوا اپنے سوالات و مسائل کے جوابات کا حل تو تلاش کر لیا مگر جب آس پاس کے نمازیوں کی نمازوں کو دیکھا تو لاشعوری طور پر یہ بات ذہن میں آ گئی کہ "چھوٹی کتب میں جامع مسائل ملتے نہیں بڑی کتب تک اکثر بھائیوں کی دسترس نہیں تو وہ کیا کریں؟"۔

حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فرمان نے تو گویا خیالات میں ہلچل سی مچا دی کہ (حدیث) "جو شخص نماز میں کسی کو غلطی کرتا دیکھے اور اُسے نہ روکے تو وہ بھی اُسکے گناہ میں شریک ہوا اور اُس نے شیطان لعین کی موافقت کی" (۱)۔ لہذا حکم ہوا کہ (القرآن) "سمجھاؤ کیونکہ سمجھانا اہل ایمان کو فائدہ دیتا ہے" (۲)۔ اسی وضاحت میں علماء کرام نے فرمایا "نماز میں کسی کی غلطی دیکھ کر سمجھانا واجب ہے تا کہ وہ درستگی کر لے ورنہ آپ بھی گنہگار ہوں گے" (۳)۔ اسی طرح حضرت میمون بن مہران علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو کسی کو نماز پڑھتے دیکھے کہ غلطی کرتا ہے پھر منع نہ کرے تو اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی سوتے ہوئے کو سانپ ڈستا دیکھے پھر بھی اسے نہ جگائے" (۴)۔ یہی وجہ ہے کہ (حدیث) "جاہل کی وجہ سے عالم کیلئے ہلاکت ہے جبکہ وہ اُسے نہ سکھائے" (۵)۔ کیونکہ (حدیث) "گناہ پوشیدہ ہو تو صرف گناہ کرنے والے کو نقصان پہنچاتا ہے اور جب ظاہر ہو جائے اور اُسے منع نہ کیا جائے تو عام لوگوں (نیکوکاروں) کو نقصان دیتا ہے" (۶)۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں پر ایسے آدمی کے طریقے کو بدلنا اور کھلم کھلا گناہ کرنے والے کو روکنا واجب تھا لیکن اُنہوں نے یہ ذمہ داری پوری نہ کی اور اس پر خاموش رہے، اُن کی خاموشی کی وجہ سے گناہ بڑھ گیا اور وہ تمام سزا کے مستحق ٹھہرے۔ اس بارے اللہ کریم جل جلالہ نے بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا (القرآن) "جو بُری بات کرتے تھے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے تھے ضرور وہ بہت ہی بُرے کام کرتے تھے" (۷) جبکہ دوسری جگہ ذمہ داری ڈال کر تاکید فرمائی کہ (القرآن) "اُنہیں کیوں نہیں منع کرتے اُنکے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بیشک وہ بہت ہی بُرے کام کر رہے ہیں" (۸) اسی وضاحت میں غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا "عالم کی خاموشی کی وجہ سے خرابی شروع شروع میں جُہلا

(۱) غنیۃ الطالبین ص ۶۴۱ (۲) سورۃ الذّٰریٰت، ۵۵ (۳) غنیۃ الطالبین ص ۶۴۱ (۴) شعب الایمان ج ۳ نمبر ۳۱۴۴ (۵) غنیۃ الطالبین ص ۶۴۱ (۶) عن بلال بن سعد رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین ص ۶۴۱ (۷) سورۃ المائدہ، ۷۹ (۸) سورۃ المائدہ، ۶۳۔

سے پیدا ہوتی ہے اور پھر اہلِ علم بھی اس میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور پھر وہ برائی اُن اہل علم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے، تعجب ہے کہ اگر کوئی کسی کو دیکھے کہ وہ ایک دانہ یا ایک روٹی مسلمان یا یہودی کی چوری کرتا ہے تو یہ اُسے برداشت نہیں کر سکتا، اسے جھڑکتا اور بُرا بھلا کہتا ہے۔ لیکن جب ایسے آدمی کو دیکھے جو نماز کی چوری کرتا ہے، واجبات کو چھوڑتا اور امام سے آگے نکلتا ہے تو یہ شخص اب خاموش رہتا ہے اور کسی قسم کی روک ٹوک نہیں کرتا جبکہ یہ نماز کے مسائل سمجھتا بھی ہو حالانکہ حدیث میں رکوع و سجود پورے طور پر ادا نہ کرنا نماز کی چوری فرمایا گیا ہے'' (۱)۔ ان سب پر مہر تصدیق اللہ کریم جل جلالہ کا یہ فرمان ہے (القرآن) ''نیکی اور تقوٰی میں ایک دوسرے کی مدد کرو'' (۲)۔ نیز (القرآن) ''اپنے رب کریم جل جلالہ کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو'' (۳)۔ اور پھر کتنا خوفناک منظر ہو گا جب (حدیث) ''ایک شخص قیامت کے دن دوسرے سے چمٹ جائے گا اور وہ اسکو پہچانتا نہ ہو گا وہ پوچھے گا ''مجھ سے کیوں چمٹتے ہو؟ حالانکہ میں تمہیں نہیں پہچانتا''۔ وہ کہے گا ''تم مجھے غلطی اور برائی کرتے دیکھتے تھے مگر روکتے نہیں تھے'' (۴)۔

اس کے بعد خیال کیا کہ ایک کتابچہ (Booklet) لکھ دوں اور پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے فرمان نے تو گویا تاکید کر دی کہ (حدیث) ''علم کو لکھ کر قید کر لو'' (۵)۔ جس کی فضیلت یہ ہے کہ (حدیث) ''بندوں میں سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو علم سیکھے اور اسے پھیلائے وہ قیامت کے دن امیر بن کر آئیگا'' (۶)۔ اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا بکر بن داؤد عن ابیہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جو شخص لوگوں کیلئے لکھتا ہے وہ سخاوت کرتا ہے'' (۷)۔ مگر اپنی کم علمی کا بھرپور احساس کرتے ہوئے اس جرأت کی ہمّت نہ ہوئی کیونکہ ''جس نے لکھا وہ پکڑا گیا'' کہ کہیں فتوٰی باز علماء کے ہاتھوں پکڑا نہ جاؤں مگر جب اللہ کریم جل جلالہ کا فرمان پڑھا کہ (القرآن) ''بیشک جو لوگ ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اسکے کہ لوگوں کیلئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ جل جلالہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت'' (۸)۔ اور پھر (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ کریم جل جلالہ نے جس عالم کو بھی کچھ علم دیا اُس سے وہ وعدہ لیا جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا تھا کہ اسے بیان کریں گے اور نہ اُسے چھپائیں گے

(۱) غنیۃ الطالبین ص ۶۴۲، مؤطا امام مالک ح ۴۰۳، مشکوٰۃ ح ۸۲۶ (۲) سورۃ المائدہ، ۲ (۳) سورۃ النحل، ۱۲۵ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۲۰۹ ح ۲۰۱۵ (۵) دارمی ح ۵۰۸ تا ۵۱۵، حاکم ج ۱ ص ۲۱۳ ح ۳۵۹ تا ۳۶۱ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۲ ح ۱۷۶۷ (۷) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۶۷۱ (۸) سورۃ البقرۃ، ۱۵۹۔

نہیں"(۱)۔نیز (حدیث) "جس سے علم کی بات پوچھی گئی کہ جس کو وہ جانتا ہو پھر وہ اُسے چھپائے تو اللہ عزوجل اُسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے گا"(۲)۔تو یہ پڑھ کر تو میں کانپ کر رہ گیا، عقل ودانست جواب دے گئی کہ کیا کروں؟۔

آخر کار ایک مختصر کتابچہ (Booklet) تحریر کرنے کیلئے وہ قلم اُٹھالیا جس سے لکھنے کی ابتداء حضرت سیّدنا ادریس علیہ السلام نے فرمائی تھی۔چند علماء کرام سے راہنمائی کی درخواست کی تو اُنہوں نے نہ صرف بخوشی معاونت کا وعدہ فرمایا بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی، یوں میری مددگار جبلّتوں (Virtuous Instinct) نے فوری انگڑائی لی اور دل کے کسی کونے سے اس خام خیالی کو نکال کر پختہ خیالی اور پھر مصمّم ارادہ میں بدل دیا کہ "کوئی ایسی کتاب ہو جو مختصر ہو کر اپنے موضوع پر جامعیت رکھتی ہو" بس قلم وکتاب کا سحر سوار ہو گیا اور یہ سمجھ کر کتب کا مطالعہ شروع کر دیا کہ "جو اسلئے دین سیکھے کہ دوسروں کو سکھائے گا وہ افضل ہے اس سے جو اسلئے سیکھے کہ خود اس پر عمل کرے گا"(۳) چنانچہ اس مقصد کیلئے مسلسل اور وقتاً فوقتاً کئی سال (تقریباً ۱۴ سال) تک تقریباً 500 چھوٹی بڑی کتب کی ورق گردانی کی اور کئی علماء کرام کی صحبت سے فیضیابی کی جس کے نتیجہ میں اتنا مواد میسّر آ گیا کہ کتابچہ بڑا ہو کر کتاب کی شکل اختیار کر گیا حتّی کہ بڑھتا ہوا آج ایک ضخیم کتاب **"قُرَّةُ العَيْن"** (آنکھ کی ٹھنڈک) کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اِس کتاب کی تکمیل میں:۔

- تقریباً 560 منتخب مقدّس قرآنی آیات کو شاملِ کتاب کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔
- تقریباً 5500 منوّر احادیث وروایات لعل اور موتیوں کی صورت میں سمیٹی گئی ہیں۔
- کئی ہزار روشن فقہی مسائل کے ہیرے موتی یکجا کئے گئے ہیں۔

یوں آیات واحادیث کے جواہر پارے اور علماء، فقہاء، آئمہ ومشائخ کرام کے دلنشیں سچے اقوال اسطرح مرقّع اور مسجّع ہو گئے ہیں کہ آج میں خود پڑھ کر ورطہ حیرت میں پڑ گیا ہوں کہ میرے پیارے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ سے کتنا عمدہ کام لے لیا، یقیناً ایک غیبی ہاتھ تھا جو میری راہنمائی فرماتا رہا ورنہ میری اتنی ہرگز بساط نہ تھی۔

قرۃ العین تحریر کرنے میں مجھے جہاں کہیں مسئلہ کی وضاحت کرنا پڑی وہاں اپنی فقہ

(۱) قوت القلوب ج۱ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح ۲۶۵۴ ، احمد ج۱ ح ۲۳۴، ابن ماجہ ج۱ ح ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۸۰، شعب الایمان ج۲ ح ۱۷۴۳، ترغیب ج۱ ح ۸۵، ابوداؤد ج۳ ح ۲۶۰، حاکم ج۱ ص ۲۰۴ ح ۳۴۴، مشکوٰۃ ح ۲۱۱، مرآۃ المناجیح ج۱ ص ۱۹۱ (۳) درمختار، بہار شریعت ج۲ ص ۷۲۵۔

ایجاد کرنے ،لمبی تشریحات ،اور غیر ضروری بحث وتکرار میں گئے بغیر اپنی طرف سے صرف "اسلئے، اور، پھر، چونکہ چنانچہ، لہذا، کیونکہ، کہ، اگر، مگر، اگرچہ، حالانکہ، اسی بارے، نیز اور مزید" وغیرہ لگا کر فقرات کی زنجیر بنانے کیلئے صرف ربط پیدا کرنے کا کام لیا گیا ہے جو بالکل ایک نیا انداز تحریر ہے۔ اور کتاب کو **مزید ضخامت سے بچانے کیلئے ہر طریقہ وحربہ استعمال کیا ہے** جو کہ آپ کو جا بجا نظر آئے گا اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایک کی بجائے دو جلدیں بن جاتیں۔

۞۔حتی الوسع معروف کتب یا معروف آئمہ وعلماء کرام کے حوالہ جات پیش کئے ہیں نیز زیادہ تر مترجم کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔اور آیات واحادیث کے تراجم پر اکتفاء کیا گیا ہے اگر ہر آیت وحدیث کی عربی عبارت لکھ دی جاتی اور پھر اس کے ساتھ کچھ ضروری تشریح وتفسیر بھی تحریر کی جاتی تو تو کتاب **1800** صفحات سے بھی تجاوز کر جاتی۔

۞۔قاری کی سہولت اور مطالعاتی تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے حوالہ جات کو ہر صفحہ کے آخر میں ترتیب دیا گیا ہے اس بارے خیال رہے کہ کتب کے نام کے ساتھ بعض جگہ دیئے گئے مخفف (Abbreviations) کی وضاحت یوں ہے:۔

ج.......... **جلد نمبر** ص.......... **صفحہ نمبر**

ح.......... **حدیث نمبر** **ح**.......... **حاشیہ نمبر**

۞۔الحمد للہ ثم الحمد للہ اس کتاب میں اتنا مواد ڈال دیا گیا ہے کہ قوی توقع ہے انشاء اللہ اس سائز کی کتاب میں اتنا مواد میسّر نہ ہوگا۔

"**قُرَّةُ العَین**" کیلئے علمی تشنگی کی سیرابی میں جن جن علماء کرام نے معاونت فرمائی ان سب کا تہہ دل سے ممنون احسان ہوں۔فہرست طویل ہونے کی وجہ سے معذرت خواہ ہوں کہ ان معزز حضرات کے اسمائے مبارکہ لکھ نہیں پا رہا۔الحمد للہ کتاب کی مکمل کمپوزنگ مجھ ناچیز نے خود کی ہے اور میری ننھی بیٹی نے میری بھرپور معاونت کی ہے۔علاوہ ازیں جن جن قابلِ صد احترام احباب نے کسی بھی طرح سے معاونت وحوصلہ افزائی کی یا کر رہے ہیں، دعاء ہے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ان سب کو کثیر اجر وثواب سے نوازے۔آمین۔

دعا ہے کہ دین سیکھنے اور سکھانے کے مقدّس ومتبرک کام میں ہی موت آئے کیونکہ (حدیث عن سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ) "جس کو موت آئی اور وہ علم حاصل کر رہا تھا تا کہ اس کے ذریعے اسلام کو

زندہ کرے تو اُس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان جنّت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا" (دارمی ج ا ح ۲۶۲، ۳، معجم اوسط ج ۹ ح ۹۴۵۴، ابن عساکر، مجمع الزوائد ج ا ص ۱۲۳، ترغیب ج ا ص ۵۳، کشف الغمہ ج ا ص ۵۰)۔

آخر میں "ایں قدر دانستم کہ ہیچ نہ دانستم" اور "اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَآءِ وَالنِّسْیَان، (انسان خطاء وبھول کا مرکب ہے)" کے تحت اپنی کم علمی وکم عقلی کو محسوس کرتے ہوئے کتاب میں موجود ہر قسم کی غلطی وکوتاہی کو پیشگی تسلیم کرتا ہوں اور ہر خاص وعام کو اس پر طعنہ زن ہونے کی بجائے اسکی نشاندہی کی درخواست کرتا ہوں جسے انشاء اللہ آپ کے شکریہ کے ساتھ اگلے ایڈیشن میں درست کر دیا جائے گا۔ آپ کی پرخلوص اور ہمدردانہ معاونت پر از حد مشکور ہوں گا۔

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْم۔

فقیر ناچیز

پروفیسر **محمّد حسن فخری**

(گورنمنٹ کالج آف کامرس ساہیوال)

گلی نمبر ۴ شریف کالونی۔ پل بازار۔ ساہیوال

رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ، اگست ۲۰۰۹ء

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ۔ اپنی ذاتی سوچ اور کثیر احباب کی مشاورت واصرار پر قرۃ العین اشاعت سوم میں بہت زیادہ ترمیم واضافہ کی غرض سے کئی ایک نئے مضامین اور پیراجات کے ساتھ ساتھ جنازہ کا باب شامل کیا گیا ہے۔ (جس سے کتاب کے صفحات 716 سے بڑھ کر 864 ہوگئے ہیں) حوالہ جات میں بہت بہتری لائی گئی ہے۔ مزید برآں کتاب کے حُسن میں نکھار لانے کیلئے مواد وطباعت میں جو کچھ آخری حد تک ممکن تھا وہ "صرف اللہ کریم تعالیٰ اور آقا کریم ﷺ کی رضا کیلئے" بھرپور طریقے سے انجام دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔ عاجزی سے دعاء ہے کہ "پیارے اللہ کریم تعالیٰ اور پیارے آقا کریم ﷺ قبول فرمالیں" آمین۔

محمد حسن فخری

۲۵ محرم ۱۴۳۱ھ، جنوری 2011ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

باب۔ا

شانِ اسمِ پاک

خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةِ لِّلْعَالَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السّٰلِکِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ

مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم

ادب کی خاطر جھکی نگاہیں، زباں پہ بے خود سلام آیا

لپک کے دونوں لبوں نے چوما کہ جب **مُحَمَّد** کا نام آیا

پیارے آقا کریم ﷺ کے داداجان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پہلے آپ ﷺ کا نام اپنے ایک بیٹے کی نسبت سے ''قُثَم'' رکھا یا خواہش کی مگر جب حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ (حدیث) ''جب میرے پاک حمل کو دو ماہ گزر گئے تو کوئی میرے خواب میں آیا اور مجھے جھنجھوڑ کر کہا ''یَا آمِنَةُ اِنَّکِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعَالَمِیْنَ طُرًّا فَاِذَا وَلَدْتِیْهِ فَسَمِّیْهِ **مُحَمَّدًا** صلی اللہ علیہ وسلم، اے آمنہ! تم ایسے بچے کی ماں بننے سے مشرف ہو رہی ہو جو تمام جہانوں سے افضل ہونگے جب انکی ولادت ہو تو ان کا نام ''**مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا'' (۱)۔ لہٰذا ایک تو یہ خواب سینے میں رس گھول رہا تھا دوسرا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دل میں اللہ کریم تعالیٰ کی طرف اس پاک نام کا القاء کر دیا گیا اسلیئے جب پیدائش مبارک کے ساتویں دن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عقیقہ کیلیئے ایک بکری یا مینڈھا ذبح کی اور مہمانوں کی تواضع کی تو اُنہوں نے آپ ﷺ کا دلوں کو لبھانے والا، سینوں کو مہکانے والا مقدّس، معطّر، مطہر، منوّر، متبرّک نام ''**مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وسلم'' رکھ دیا (۲)۔

''یہ ایسا نام ہے کہ جو پیارے اللہ کریم تعالیٰ نے کسی زمانے میں کسی نبی یا امتی کو رکھنے ہی نہیں دیا کیونکہ یہ نام پیارے محبوب کریم ﷺ کیلیئے مخصوص اور اُن کی امانت تھا'' (۳)۔ اس مقدّس و منوّر نام میں ایسی فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے کہ اہل لغت انگشت بدنداں ہیں اور آج تک اسکے رموز کی حقیقی تہہ تک نہیں پہنچ پائے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۰، نشر الطیب اشرف علی تھانوی ص ۱۹، سیرۃ ابن ہشام (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸۹، ابن عساکر، مدارج النبوۃ حصہ ۱، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۵۵، ۲۶۰، روض الانف ج ۱، جلوۂ جاناں ج ۱ ص ۲۶۴، فتح لباری ج ۷، (۳) الشفاء، جلوۂ جاناں ج ۱ ص ۲۶۶۔

الہامی و مذہبی کتب میں ذکرِ محبوب کریم علیہ وسلم:

آقا کریم ﷺ کی آمد بیشک 12 ربیع الاوّل، 22 اپریل 571ء بروز پیر بوقت فجر کو ہوئی مگر اس جانِ جہاں جانانِ عالم ﷺ کی آمد کے تذکرے ہر زمانے میں ہوتے رہے۔ اور پھر پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے اُس محبت بھرے طریقے پر قربان قربان جائیے جو اُس نے اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کی آمد کے تذکرہ کیلئے اپنایا۔ یہ کہ آسمانی کتابیں اتاریں تو اُن انبیاء کرام علیہم السلام پر مگر اُن میں ذکر اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کا کیا، اسی وجہ سے پیار کی تڑپ ہر دل میں شعلہ زن تھی اسی لئے اُمتی تو کجا انبیاء علیہم السلام کے بھی اس ہستی کے اُمّتی بننے کی خواہش میں سینے مسجّع تھے۔ اور پھر سب کو حکم دیا جاتا رہا کہ (زبور)

זַמְּרוּ כְבוֹד שְׁמוֹ שִׂימוּ כָבוֹד

תְּהִלָּתוֹ، زَمّرُوکِبُود شِمُو دسیمُو کابُود تِهلّا ثوگائیو،

یعنی اُس کے نام کی عزّت معزّز جانو اور اُس کی ستائش کرو"۔ سبحان اللہ اور یہ عین قرآن کریم کے اُس حکم سے ملتا جلتا حکم ہے جس میں پیارے آقا کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا ارشادِ ربی ہوا ہے۔

سابقہ ادوار میں سیّد الانبیاء، حبیبِ کبریا ﷺ کو جن مبارک ناموں سے یاد کیا جاتا رہا اُس کا ذکرِ پُرسعادت کیا جاتا ہے:

<u>بخطِ عبرانی: انجیل میں</u> "فَارقلِیط، פָּארַקְלִיטָה، نجات دہندہ"۔

<u>توریت میں</u> "بِمَاُود مِئُود، בִּמְאֹד מְאֹד، کثیراً کثیرا"۔

<u>توریت میں</u> "مُحوقِیق، מְחֹקֵק، شارع و راہنما"۔

<u>زبور میں</u> "شِیلُو، שִׁילֹה، امین و مامون"۔

<u>توریت میں</u> "عَدبُواشِرلُوهمّشَاط، עַד־בֹּא אֲשֶׁר־לוֹ הַמִּשְׁפָּט، جس کے واسطے شریعت ہے"۔

<u>زبور میں</u> "گِبُّور، גִּבּוֹר، شجاع، بہادر"۔

<u>زبور میں</u> "ابی عَدد، אֲבִי־עַד، ابوالقاسم"۔

<u>زبور میں</u> "سَرشَالوم، שַׂר שָׁלוֹם، سیّد اسلام"۔

<u>زبور میں</u> "اِیل، אֵל، قوت و قوی، بہادر"۔

<u>زبور میں</u> "حُوِیب عمّیم، חֹבֵב עַמִּים، صاحب الاقوام آپ کی شان"۔

زبور میں " اِیْل اِمُونہ אֵל אֱמוּנָה ،امین وعظیم طاقت والا"۔

زبور میں "یِهَللو، יְהַלְלוּ ، محمد"۔

زبور میں "عیقت، עֵקֶב ،عاقب یعنی پیچھے آنے والے"۔

حضرت سیّدنا شیث علیہ السلام کے صحیفوں میں "اخوناخ" صحیح اسلام والی ہستی۔

حضرت سیّدنا ابرہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں "طاب طاب" طیب وپاک۔"یوذ موذ"۔

حضرت سلیمان کی غزل الغزلات میں "وقلومحمدیم" سراپا عشق انگیز۔

حضرت سیّدنا داوٗد علیہ السلام کے نغموں میں " اکلیل " امام اور سردار۔

زبور میں " حاط حاط " جس کے ذریعے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے۔

" عَاقِبُ " پیچھے آنے والے۔" فارق، فاروق "حق وباطل میں فرق پیدا کرنے والے۔

" حِمُیَاط " یا" حِمُطایا " حرم کی حفاظت کرنے والے۔

توریت میں " حِمُیَاط " یا" حِمُطایا " حرم کی حفاظت کرنے والے۔

" اَحُیَدُ "۔" ماذ ماذ " طیب وپاک۔" طاب طاب " طیب وپاک۔

" مُحَمَّدُ حَبِیُبّ الرَّحُمٰنُ " محمد[صلی اللہ علیہ وسلم] اللہ [سبحانہ وتعالیٰ] کے دوست۔

" قدمایا " اوّلین۔" یند یند " جہنم سے بچانے والے۔

انجیل میں " مَخُمَنَّاذ " یعنی محمد، خود حمد کرنے والے اور جس کی دوسرے حمد کریں۔

" حَنُبُطَا " حق اور باطل کو الگ الگ کردینے والے۔

" مُنُحَمَنَّا " روح القدس۔" بِری کلیوطاس " محمد[صلی اللہ علیہ وسلم]۔

ہندوؤں کی کتب رگ وید، یجروید، اتھروید اور سام وید میں " نراشنس " قابل تعریف۔

ہندوؤں کی ویدا میں " کالکی اوتار " آخری پیغمبر۔

بھوشیہ پران پرتو نگ پرو میں " ملیچھ " اجنبی ملک کا اجنبی زبان بولنے والا۔

بھوشیہ پران پرتو نگ پرو میں " پربتی ناتھ " فخر انسانیت۔

کالکی اوتار اور محمد صاحب [صلی اللہ علیہ وسلم] بحوالہ ویدا میں " جگت گرو " دنیا کا رہنما۔

کالکی اوتار اور محمد صاحب [صلی اللہ علیہ وسلم] بحوالہ ویدا میں " انتم اوتار " خاتم النبیین۔

مختلف سابقہ کتب میں " مشفح "۔" روحلء "۔" اولایا "۔" ایا "۔" ضحوك "۔" مشقح

"امید ا"۔"مختار"۔"روح الحق"۔"مقیم السنة"۔"مقدس"۔"حرز الامین" "قثیم"۔"نبی الملاحة"(۱)۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے کے آداب۔

پیارے آقا کریم ﷺ کی شان اللہ کریم عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کی طرف سے آقا کریم ﷺ کی شان میں توہین کا شائبہ بھی ہوا تو فوراً آیات قرآنی کے ذریعے رب کریم عزوجل نے لوگوں کو تنبیہہ فرمائی اور آدابِ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سکھائے اسی وضاحت میں (حدیث) "حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اللہ کریم عزوجل نے حکم دیا ہے کہ اسکے پیارے نبی ﷺ کی ہیبت دل میں رکھیں اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں اور ان کو سردار جانیں" (۲)۔ ادب کے اسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک موقع پر پیارے محبوب کریم ﷺ کی شان وعظمت سمجھاتے ہوئے پیارے رب کریم عزوجل نے یوں ارشاد فرمایا (القران) یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ، اے ایمان والو (میرے حبیب ﷺ سے کلام کرتے وقت) "رَاعِنَا" مت کہا کرو بلکہ "اُنْظُرْنَا" کہو (اور اپنی بات کرنے سے پہلے ان کی بات) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے" (۳)۔ یوں (حدیث) "یہود آقا کریم ﷺ کو "رَاعِنَا سَمْعَکَ" یعنی اپنی بات سنانے میں ہمارے ساتھ رعایت کیجئے، کہا کرتے تھے ان سے سن کر مسلمان بھی پیارے آقا کریم ﷺ اسی طرح کہنے لگے تو اللہ کریم عزوجل مسلمانوں کیلئے یہود کی اس بات کو پسند نہ فرمایا" (۴)۔ کیونکہ (حدیث) "یہود کی زبان میں "رَاعِنَا" گالی ہے، جسے وہ ڈر سے آقا کریم ﷺ کیلئے آہستہ سے آقا کریم ﷺ کیلئے استعمال کرتے تھے (کہ کہیں آپ ﷺ کو پتا نہ چل جائے) جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہودیوں سے یہ لفظ سنے تو (چونکہ وہ اس اصطلاح کو جانتے نہ تھے اسلئے) وہ اعلانیہ کہنے لگے۔ جسے سن کر یہودی آپس میں ہنستے تو اللہ کریم عزوجل یہ آیت نازل فرمادی" (۵)۔ اور (حدیث) "اللہ کریم عزوجل نے (امت محمدیہ اور یہودیوں) کو اسطرح مخاطب کرنے سے منع فرمادیا (کیونکہ اس میں بے ادبی کا گمان تھا) اور حکم فرمادیا کہ میرے حبیب کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرتے ہوئے بڑے ادب سے "اُنْظُرْنَا" یعنی ہماری طرف نظر کرم فرمائیے، کہا کرو، اور وہ رک گئے (۶)۔

---

(۱) الشفاء حصہ اوّل ص ۲۴۵، ضیاء النبی ﷺ ج ۱ ص ۵۰۳، سیرت سیّد لولاک ﷺ ص ۲۲۲ ج ۲ ص ۳۱ تا ۴۷، معارج النبوت ج ۲ ص ۷۹ (۲) بیہقی، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۱۵ (۳) سورۃ البقرہ، ۱۰۴ (۴) ابونعیم، طبری ج ۱ ص ۵۴۰، درمنثور ج ۱ ص ۲۷۹ (۵) دلائل النبوۃ، درمنثور ج ۱ ص ۲۷۸، (۶) ابونعیم، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۱۴، درمنثور ج ۱ ص ۲۷۸۔

اور پھر پیارے اللہ کریم ﷻ نے خود بھی اس بات کا خیال رکھا اور اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کو پورے قرآن کریم میں کسی جگہ بھی ''یَامُحَمَّد ﷺ'' کہہ کر نہیں مخاطب فرمایا بلکہ آپ حضور کریم ﷺ کے جلیل القدر اور بابرکت القابات کا تذکرہ فرما کر یاد فرمایا مثلاً:۔

☆۔(القرآن) ''یَاَیُّهَا النَّبِیُّ'' اے نبی (کریم) (۱)۔

☆۔(القرآن) ''یَاَیُّهَا الرَّسُوْلُ'' اے رسول (کریم) (۲)۔

☆۔(القرآن) ''یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ'' اے چادر لپیٹنے والے (۳)۔

☆۔(القرآن) ''یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ'' اے چادر لپیٹنے والے (۴)۔

جبکہ دیگر پیارے عظیم الشان انبیاء کرام کو ان کے اعلیٰ مراتب کے باوجود انکے مبارک ناموں سے ساتھ مخاطب فرمایا جیسے:۔

☆۔(القرآن) ''یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ''(۵)۔

☆۔(القرآن) ''یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ''(۶)۔

☆۔(القرآن) ''یٰاِبْرَاهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا''(۷)۔

☆۔(القرآن) ''یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ''(۸)۔

☆۔(القرآن) ''یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ''(۹)۔

☆۔(القرآن) ''یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ''(۱۰)۔

☆۔(القرآن) ''یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ''(۱۱)۔

☆۔(القرآن) ''یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ''(۱۲)۔

اسلئے (حدیث) حضرت ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کے امتیوں کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ سرکار کریم ﷺ کو نام لے کر مخاطب کریں بلکہ ایسا کرنا حرام ہے''(۱۳) لہذا امت محمدیہ کو پیارے اللہ کریم ﷻ نے حکم فرمادیا (القرآن) ''رسول کریم ﷺ کو جب پکارو تو اسطرح نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو''(۱۴)۔ اس فرمان کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ (حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے پہل

(۱) سورۃ الاحزاب، ۱ (۲) سورۃ المائدہ، ۶۷ (۳) سورۃ المزمل، ۱ (۴) سورۃ المدثر، ۱ (۵) سورۃ البقرہ، ۳۵ (۶) ہود، ۴۶ (۷) سورۃ ہود ۷۶ (۸) سورۃ الاعراف، ۱۴۴ (۹) سورۃ المائدہ، ۱۱۰ (۱۰) سورۃ ص، ۲۶ (۱۱) سورۃ مریم، ۷، (۱۲) سورۃ مریم، ۱۲ (۱۳) ابو نعیم، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۴ (۱۴) سورۃ النور، ۶۳۔

پیارے آقا کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ''یا مُحَمَّد - یا اَبَاالْقَاسِم ﷺ'' عرض کرلیا کرتے تھے (کیونکہ ان کے علم میں تھا کہ سابقہ امتی بھی ایسا کرتے رہے) مگر پیارے اللہ کریم ﷻ کو مخاطب کرنے کا یہ طریقہ پسند نہ آیا (کیونکہ اس میں بے ادبی کا عنصر موجود ہے) اسلیئے اپنے پیارے نبی وحبیب ﷺ کی عظمت اورشان کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس طرح مخاطب کرنے کے لئے منع فرمادیا۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقا کریم ﷺ کو ''یارسول اللہ۔ یانبی اللہ ﷺ'' کے کلمات سے مخاطب کرتے تھے'' (۲)

اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا اسود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا سعید بن جبیر تابعی علیہ الرحمۃ نے، حضرت سیّدنا عکرمہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''<u>یَا مُحَمَّد</u> صلی اللہ علیہ وسلم'' نہ کہا کرو بلکہ <u>آقا کریم ﷺ کی تعظیم کرواور ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یَانَبِیَ اللّٰہِ</u> صلی اللہ علیہ وسلم'' کہا کرو'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ یوں حضور ﷺ کو بلائیں یارسول اللہ ﷺ اس میں نرمی اور عاجزی ہو اور یوں سختی سے یا محمد! نہ کہو'' (۴)۔

حالانکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے امتی انہیں ان کے مبارک ناموں کے ساتھ ہی پکارا کرتے تھے۔ جیسے:۔

☆۔ (القرآن) ''قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ، بنواسرائیل نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک ایسا خدا بناؤ جیسے ان کے خدا ہیں (۵)۔

☆۔ (القرآن) ''اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ، جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم'' (۶)

<u>دورِ قریب میں استقبال محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاریاں:</u>

یہ تو وہ رحمت کی پھوار ہے جو ہزاروں سال پہلے ہی برسات کا پتا دیتی رہی، اب جب رحمتِ حق کی رم جھم برسات کا موسم قریب آنے لگا، اندھیری رات کے بعد پو پھوٹنے کا وقت آنے لگا، کالی رات ستارے نچھاور کرتی صبح کی روپہلی کرنوں کیلئے رستہ چھوڑنے لگی تو بہار کی پنکھڑیوں نے جُلو میں پھول سجا لئے کہ جانِ دلبراں، جانانِ عالماں ﷺ کی آمد آمد ہے۔ وصالِ یار کی گھڑیاں قریب تر ہوئیں تو اللہ کریم ﷻ نے اپنی قدرت سے پیارے آقا کریم ﷺ کی آمد کا بھرپور چرچا کردیا تاکہ ہر سُو میرے پیارے حبیب کریم ﷺ کے استقبال کی تیاریاں ہوں جن و

(۲) ابونعیم ج ۱ص ۷، خصائص کبریٰ ج ۲ص ۴۱۵، درمنثور ج ۵ص ۱۷۲ (۳) ابونعیم، بیہقی، خصائص کبریٰ ج ۲ص ۴۱۵، درمنثور ج ۵ص ۱۷۳ (۴) درمنثور ج ۵ص ۱۷۳، طبری ج ۱۸ص ۲۱۰، ابن ابی شیبہ (۵) سورۃ الاعراف، ۱۳۸ (۶) سورۃ المائدہ، ۱۱۲

انس کے ساتھ ساتھ شجر و حجر سلامی کیلئے، چرند پرند گواہی دینے کیلئے، کعبہ سجدہ کرنے کیلئے اور قلوبِ مومن تڑپنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ لہذا کاہنوں، راہبوں اور پادریوں وغیرہ کے ذریعے ہر سُو اس اعلان کی دھاک بٹھادی کہ ''عنقریب آخر الزماں نبی کریم ﷺ کی آمد آمد ہے جن کا نام مبارک ''**مُحَمَّد** ﷺ'' ہوگا (۱)۔ اور پھر بیتابیٔ انتظار کا ایسا غم دلوں میں بھر دیا کہ ہر کوئی محبت اسمِ محمد ﷺ میں دوچار ہو گیا۔ ایسے میں عرب کے بعض لوگوں نے زمانہ پاک کے عین قریب ترین دنوں اپنے بچوں کا نام یادِ محبوب میں ''مُحَمَّد'' رکھ دیا جو اس کمال محبت اور عقیدت کا اظہار تھا جو آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل دلوں میں موجزن تھی۔ اور پھر دل میں یہ امید کہ شاید یہی وہ راج دُلارا، آنکھوں کا تارا جانِ عالم نبی ہو جائے مگر یہ عظمت تو سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کیلئے نقشِ تقدیر بن چکی تھی کہ (القرآن) ''اللہ کریم جل جلالہ ہی ہے جسے چاہے عزت دے'' اور (القرآن) ''اللہ کریم جل جلالہ خوب جانتا ہے جس جگہ وہ رسالت رکھے گا'' (۲)۔ انہیں انتظار کی گھڑیوں میں جن خوش قسمت بچوں کے نام پیارے آقا کریم ﷺ کی نسبت سے رکھے گئے وہ یہ ہیں:۔

☆۔محمد بن براء بکری۔ ☆۔محمد بن مسلمہ انصاری۔ ☆۔محمد بن احیحہ بن جلاح۔
☆۔محمد بن خزاعی اسلمی۔ ☆۔محمد بن حمران جعفی۔ ☆۔محمد بن سفیان بن مجاشع۔
☆۔محمد بن حاطب (۳)۔ ☆۔محمد بن حرث۔ ☆۔محمد بن ربیعہ۔

مگر اس بارے قدرت نے یہ کمال حفاظت فرمائی کہ ان بچوں میں سے کسی کی زبان پر اس کلام کا شائبہ تک نہ آنے دیا کہ ''مَیں نبی ہوں''۔ بلکہ ان میں سے اکثر تو وہ ہیں جن کے نام آقا رحمۃ للعالمین کی جلوہ گری کے بعد رکھے گئے اور ان میں سے کچھ مسلمان ہو کر صحابی رضی اللہ عنہ کا شرف بھی پا گئے۔ اور پھر جب آقا کریم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کی توقیر و عظمت کیلئے پیارے اللہ کریم جل جلالہ نے کئی پیارے پیارے ناموں سے یاد فرمایا، جیسے جیسے محبوب کریم ﷺ کی ادا بدلی ویسے ویسے نام بدلا۔ ایک عام اندازے کے مطابق قرآن کریم اور آقا ﷺ کی زبان اقدس سے آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ جو ہم تک پہنچے ہیں وہ 1000 ہیں (۴)۔ جس سے آپ ﷺ کی بلندیٔ شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ نورانی موتیوں کی اس طویل مالا سے صرف ایک من

(۱) بیہقی، طبرانی، ابونعیم، خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۳ (۲) سورۃ الانعام، ۱۲۴ (۳) الشفاء حصہ اوّل ص۲۴۰، کشف الغمہ ج۱ ص۵۲۳، سیرت حلبیہ ج۱ ص۲۶۴، خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۴ (۴) الشفاء حصہ اوّل ص۲۴۰، سیرت حلبیہ ج۱ ص۲۵۵، جلوۂ جاناں ج۱ ص۲۷۲۔

ٹھارنے والی حدیث پاک پر اکتفاء کرتا ہوں کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے پانچ نام ہیں میں مُحَمَّدْ ہوں، میں اَحْمَدْ ہوں میں مَاحِیْ ہوں کہ میرے ذریعے اللہ کریم ﷻ نے کفر کو مٹایا اور میں حَاشِر ہوں کہ میرے نقش قدم پر لوگ اُٹھیں گے اور میں عاقب پیچھے آنے والا ہوں''(۱)

خُودوکرم کا منبع میرے آقا ﷺ کا پاک نام: اس طرح رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ کی تشریف کے بعد اس مقدس نام پاک ''مُحَمَّد'' کا فیض عام کرنے اور اس کی بے پناہ برکات کے حصول کیلئے اسے اذنِ عام سے نواز دیا گیا...... پھر وہی نام جسے آشکار کرنے پر قدرت کی پابندی تھی اب وہ نام عام کرنا باعثِ سعادت بنا دیا گیا **اور** فرمایا دیا گیا کہ (حدیث) ''جس نے میرا نام اس امید پر رکھا کہ وہ میرے نام کی برکت پائے تو اسے یقیناً برکت حاصل ہو گی جو تا قیامت جاری رہے گی''(۲)۔ **اور** (حدیث) ''جس گھر میں ''مُحَمَّد'' نام کے ایک یا دو یا تین شخص ہوں ان کو کسی قسم کا غم و فکر نہیں''(۳)۔ **اور** ''جس گھر میں مُحَمَّد نام کا کوئی شخص ہو اس گھر میں برکت ہوتی ہے''(۴)۔ **اور** (حدیث) ''ہر ایسا دستر خوان جس کو بچھانے کے بعد اس پر کوئی ایسا شخص آئے جس کا نام اَحْمَد یا مُحَمَّد ہو اللہ کریم ﷻ اُس مکان کو ہر روز دو بار بابرکت اور پاک کرتا ہے''(۵)۔ **اور** (حدیث) ''جس گھر میں ان تین ناموں محمد، احمد اور عبداللہ میں سے کسی نام والا شخص ہو اس گھر میں فقر و غربت نہیں آتی''(۶)۔ **اور** پھر فرشتوں کو حکم دے دیا گیا کہ اس نام کی تعظیم کریں اسلئے (حدیث) ''بیشک اللہ کریم ﷻ کے چند فرشتے گشت کرتے رہتے ہیں اُن کی عبادت یہ ہے کہ جس گھر میں اَحْمَد یا مُحَمَّد نام کا کوئی مرد ہو تو اسی نسبت سے اُس کا عزت و اکرام کرتے ہیں''(۷)۔ **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جس بچے کا نام ماں کے پیٹ میں ہی مُحَمَّد رکھ دیا جائے تو وہ لڑکا ہی پیدا ہوگا''(۸) **اور** حضرت سیّدنا ابن وہب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''میں نے ماں کے پیٹ میں سات بچوں کا نام یہی رکھنے کی نیت کی وہ سب لڑکے

(۱) عن سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح ۳۳۴۷، مسلم ج۳ ح ۵۹۸۲، ترمذی ج۲ ح ۲۸۴۷، مسند امام احمد ج۴ ص ۸۰ سنن دارمی ج۲ ص ۴۰۹، مؤطا امام مالک ح ۱۸۹۱، ابن حبان ج۱۴ ص ۲۱۹، ابو یعلی ج۱۳ ح ۷۳۹۵، معجم اوسط ج۴ ح ۳۵۷، معجم کبیر ج۲ ح ۱۵۲، شعب الایمان ج۲ ص ۱۴۰، خصائص کبریٰ ج۱ ص ۱۸۶، زرقانی ج۴، الشفاء حصہ ۱ ص ۲۳۹، جلوۂ جاناں ج۱ ص ۲۷۲ (۲) خصائص الکبریٰ ج۲ ص ۵۸۵ (۳) طبقات ابن سعد، الشفاء حصہ ۱ ص ۱۸۲ (۴) کشف الغمہ ج۱ ص ۵۲۲، جلوۂ جاناں ج۱ ص ۲۷۴ (۵) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیرت حلبیہ ج۱ ص ۲۶۷ (۶) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، معارج النبوت ج۲ ص ۸۳ (۷) عن سیّدنا سُریج بن یونس رضی اللہ عنہ، الشفاء حصہ ۱ ص ۱۸۰ (۸) عن سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، کشف الغمہ ج۱ ص ۵۲۲، سیرت حلبیہ ج۱ ص ۲۶۹۔

ہی پیدا ہوئے" (۱)۔ **اور** (حدیث) "جو لوگ کسی مشورے کیلئے جمع ہوئے اور اُن میں مُحَمَّد یا احمد نام کا بھی کوئی شخص موجود ہوا اور اُنہوں نے اُس شخص کو بھی مشورے میں شریک کیا تو اُن کیلئے ضرور اُس مشورہ میں خیر اور بھلائی ظاہر ہوگی" (۲)۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا　　بگڑے بھی بنا دیتا ہے نام محمد ﷺ

یہ تو "محمد" نام والوں کی دنیا میں عزت افزائی ہے جو آخرت میں موج ہوگی اس بارے (حدیث قدسی) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ "مَیں نے قسم کھائی ہے کہ ایسے شخص کو جہنم میں نہیں بھیجوں گا جس کا نام مُحَمَّد یا اَحْمَد ہوگا" (۳)۔ گویا "مُحَمَّد اور اَحْمَد" نامی افراد کو محض نام کی برکت سے جنت میں بھیج دیا جائے گا" (۴)۔ **نیز** (حدیث) "جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ "اے مُحَمَّد اُٹھو اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ" اس آواز پر ہر وہ شخص اُٹھ کر بڑھے گا جس کا نام مُحَمَّد ہوگا اور پھر رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے احترام کی وجہ سے اُن میں سے کسی کو نہیں روکا جائیگا" (۵)۔ **نیز** (حدیث) حضرت سیّدنا جعفر بن محمد علیہ الرحمۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ "قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہ "خبردار جس کا نام "مُحَمَّد" ہے وہ کھڑا ہو جائے پھر جنّت میں داخل ہو" یہ رسول اللہ ﷺ کے نام کی عزت و برکت کے سبب ہوگا" (۶)۔ **نیز** (حدیث قدسی) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے "مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! مَیں کسی اُس شخص کو عذاب نہیں دُوں گا جو تیرے نام محمد یا احمد (ﷺ) سے موسوم ہوگا" (۷) **نیز** خود (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمادیا "جس شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کیلئے اس بچے کا نام "مُحَمَّد" رکھے تو وہ شخص اور اس کا بچہ دونوں میرے ساتھ جنّت میں ہوں گے" (۸)۔

یہ ہے اس پیارے نام "مُحَمَّد ﷺ" کے صدقے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی عطاءِ کرم خیرات اگر پھر بھی کوئی اس مفت کی نعمت سے استفادہ نہ کرے تو (حدیث) "جس شخص کے ہاں تین لڑکے ہوئے اور اُن میں سے کسی کا نام مُحَمَّد نہ رکھے تو وہ ضرور جاہل ہے" یا فرمایا "اُس نے بُرا

(۱) کشف الغمہ ج۱ص۵۲۲ (۲) سیرت حلبیہ ج۱ص۲۶۹، مدارج النبوت ج۱ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، کشف الغمہ ج۱ ص۵۲۲، سیرت حلبیہ ج۱ص۲۶۸، معارج النبوت ج۲ص۸۲ (۴) زرقانی ج۵، جلوۂ جاناں ج۱ص۲۷۳ (۵) سیرت حلبیہ ج۱ص۲۷۰ (۶) الشفاء لقاضی عیاض حصہ ۱ص۱۸۱ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، حلیۃ الاولیاء، دیلمی، دلائل النبوۃ ابونعیم (۸) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوامامہ رضی اللہ عنہ، زرقانی ج۵، ابن عساکر، سیرت حلبیہ ج۱ص۲۶۸، معارج النبوت ج۲ص۸۳۔

کیا"(۱)۔ نیز یہ بھی خیال رہے کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے فرمایا "میرا نام "**محمّد**" رکھو لیکن میری کنیت (ابوالقاسم) نہ رکھنا" (۲)۔

جب یہ نام پاک رکھ لیا جائے تو خبردار اس نام والے کو اب کوئی عام نہ سمجھو بلکہ اس نام کے آداب کا خیال رکھو لہذا (حدیث) "جس بچے کا نام **مُحَمَّد** رکھو اس کی تعظیم کرو اور مجلس میں اس کیلئے بیٹھنے کی جگہ بناؤ اور اس کی برائی نہ کرو" (۳)۔ **اور** (حدیث) "(یہ بہت بُری بات ہے کہ) تم بچے کا نام **مُحَمَّد** رکھو اور پھر اُسے گالی دو" (۴)۔ **اور** (حدیث) "کیا تمہیں اس بات سے حیاء نہیں آتی کہ (اپنے محمد نام کے بچے کو) "اے **مُحَمَّد**" کہہ کر مار دیا اس پر لعنت کرو" (۵)۔ **اور** (حدیث) "تم اپنے بچے کا نام **مُحَمَّد** رکھو تو اُس کو نہ مارو اور نہ اُس سے نفرت کرو" (۶)۔ **اور** ایسے ہی سرکار کریم ﷺ کے نام مبارک سے محبت کرنے والے حضرت خواجہ نظام الملک علیہ الرحمۃ کا ایک "**مُحَمَّد**" نامی غلام تھا۔ آپ کبھی اسے "غلام" کہہ کر پکارتے تو کبھی "محمد"۔ غلام نے اندازہ لگا رکھا تھا کہ جب آپ مجھ پر خوش ہوتے ہیں تو "محمد" اور جب ناراض ہوتے ہیں تو "غلام" کہہ کر پکارتے ہیں۔ ایک دن خواجہ صاحب نے باہر سے آ کر "غلام" کہہ کر پکارا تو وہ متفکر ہوا کہ مجھ سے کیا قصور ہوا؟۔ جب پھر کبھی موقع ملا تو ادب سے وجہ پوچھی خواجہ صاحب نے فرمایا "**مُحَمَّد**! تم سے کوئی قصور سرزد نہ ہوا بلکہ جب مَیں تمہیں "غلام" کہہ کر پکارتا ہوں تو مَیں بے وضوء ہوتا ہوں یا کسی کام کیلئے بلاتا ہوں کیونکہ مجھے شرم آتی ہے کہ "**مُحَمَّد**" کہہ کر اپنے پیارے آقا کریم ﷺ کا نام مبارک زبان پر لاؤں اور پھر کام کا حکم دوں" (۷)۔

اسمِ مُحَمَّد ﷺ سے اللہ کریم ﷻ کی مُحبّت کا عالم:

اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو اس پیارے نام سے جو محبت ہے اس کے بارے واقعات کے سمندر بھرے پڑے ہیں "یک مُشتے از خَروارے" کے تحت صرف تین پر اکتفاء کرتا ہے:۔

(۱) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، طبرانی کبیر، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۸۵، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۶۸، جلوہ جاناں ج ۱ ص ۲۷۳ (۲) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بخاری ج ۲ ح ۳۵۶، ۴۹، ۷، مسلم ج ۳ ح ۵۴۶۹، ابوداؤد، ابن ماجہ، سنن دارمی، مسند امام احمد، ابن حبان ح ۵۸۱۲، بیہقی ح ۱۹۱۰۲، معجم کبیر ح ۱۲۵۱۳، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۸۳ (۳) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم، زرقانی ج ۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۲۲، جلوہ جاناں ج ۱ ص ۲۷۳ (۴) مسند بزار، ابو یعلی، مستدرک حاکم، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۸۴، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۶۸ (۵) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۲۲، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۶۸ (۶) عن سیّدنا ابورافع عن ابیہ رضی اللہ عنہ مسند بزار، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۸۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۲۲ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۶۸ (۷) معارج النبوت ج ۱ ص ۱۹۰۔

۞ ۔شبِ معراج آقا کریم ﷺ نے آسمانوں پر منوّر چہروں والی معصومین کی ایک قوم کو دیکھا جس کے بارے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ ''یارسول اللہ ﷺ یہ آسمان کے مقدّس اشراف ہیں جس طرح زمین والوں میں آپ حضور ﷺ کے سادات اہل بیت سب سے بزرگ ہیں اسی طرح یہ فرشتوں اور اہل آسمان میں سب سے بزرگ ہیں''۔آقا کریم ﷺ نے پوچھا ''اے جبرائیل! ان کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟'' بتایا ''اس وجہ سے کہ ان کا وردآپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ''مُحَمَّد ﷺ'' ہے اور وہ لوگ جو آپ ﷺ کے اسم مبارک کو اپنی زبان پر لاتے ہیں وہ اہل آسمان میں سب سے بزرگ اور مقدّم ہوتے ہیں''(۱)۔

یہ گوہر یہ موتی لئے جا رہا ہوں ﷺ　　　محمد محمد کئے جا رہا ہوں ﷺ

۞ ۔حضرت سیّدنا وہب بن منبّہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''بنی اسرائیل کے ایک شخص نے 100 یا 200 سال نافرمانی کی اور جب فوت ہوا تو لوگوں نے اُسے کوڑا کرکٹ پر پھینک دیا۔حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہوا کہ ''فلاں بستی میں میرا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اور لوگوں نے اُسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا ہے تم وہاں جاؤ اُسے باعزت اٹھا کر اُس کیلئے دعاءِ مغفرت کرو''۔حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام گئے۔لوگوں نے بتایا کہ وہ تو بہت گنہگار تھا۔حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے یہ ماجرا پوچھا تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ''یہ شخص جب بھی توریت کو کھولا کرتا اور اسکی نظر اسم مُحَمَّد ﷺ پر پڑتی تو یہ اس کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیتا تھا لہذا مَیں نے اس کے اس عمل کو قبول کر لیا اور اس کے سارے گناہ بخش دیئے اور 70 حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا''(۲)۔

۞ ۔8 اکتوبر 2005ء کو پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں خوفناک زلزلہ آیا جس سے شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ان شہروں میں بالاکوٹ بھی زد میں تھا جو کہ بُری طرح نیست و نابود ہو کر ایک کھنڈر میں بدل گیا مگر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے نام سے محبت واحترام دیکھیں کہ اس شہر میں پندرہ بیس دکانوں پر مشتمل ایک مارکیٹ ہے جس کا نام ''مُحَمَّد مارکیٹ'' ہے۔عینی شاہد برادرم ڈاکٹر نعیم عطاء آف ساہیوال ایک موبائل میڈیکل ٹیم کے ہمراہ گئے اُنہوں نے خود مشاہدہ کیا اور اخبارات میں بھی چھپا کہ آس پاس سب کچھ تباہ ہو

(۱) معارج النبوت ج۲ص ۵۶۳ (۲) حجۃ اللہ علی العالمین امام نبہانی، ابو نعیم حلیۃ الاولیاء، سیرت حلبیہ ج۱ص ۲۷۰، خصائص کبریٰ ج۱ص ۴۸۔

گیا مگر اس مارکیٹ کی اینٹ بھی نہیں اکھڑی آج بھی اُسی طرح قائم ودائم ہے۔ سبحان اللہ۔

اسمِ پاک ﷺ کے جلوؤں کی گھٹائیں: اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے جابجا اپنے محبوب کریم ﷺ کے اسم جانفزاء وروح پرور کے نظارے کروا کر ان کی عظمت کے ڈنکے بجائے جیسا کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے جنت کے دروازوں، درختوں کے پتّوں در و دیوار اور خیموں پر میرا نام لکھا'' (۱)۔ **اور** مراکش کے شہر قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک پتھر پر قدرتی طور پر ''**مُحَمَّدْ**'' نقش ہے۔ **اور** 807ھ میں انگور کا ایک ایسا دانہ پایا گیا جس میں سیاہ رنگ سے صاف صاف لکھا تھا ''**محمد**''۔ **اور** عالمی میلاد کانفرنس 2007ء (12 ربیع الاول کی رات) پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ''اسم محمد ﷺ'' پر خطاب کے دوران چمکدار نورانی الفاظ میں آسمان پر چاند کے قریب '' محمد '' قدرتی طور لکھا تھا جسے لاکھوں شرکاءِ محفل پاک اور کروڑوں ناظرین نے ٹیلی ویژن کی سکرین پر براہ راست دیکھا [اس کی تصویر موجود ہے]۔ **اور** باو صبغۃ اللہ کربلا روڈ ساہیوال مچھلی فروش نے ماہِ دسمبر 2000ء میں ایک سندھی تر کنڈہ نامی مچھلی خریدی جس کا وزن تقریباً 5 کلوگرام تھا جس پر قدرتی طور پر '' **یا محمد** '' (ﷺ) نقش تھا [تصویر موجود ہے]۔ سبحان اللہ۔ زیارت کر کے ہزاروں یارسول اللہ ﷺ نہ ماننے والے تائب ہوئے۔ **اور** 674ھ میں بکری کے ایک نومولود بچے کی پیشانی پر گول سفید دائرے میں لکھا تھا ''**مُحَمَّدْ** (ﷺ)'' (۲)۔

وہ خُدا نہیں بخُدا نہیں، وہ مگر خُدا سے جُدا نہیں:

(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کے دونوں مقدس شانوں کے درمیان چودھویں کے چاند کے ہالہ کی طرح دو نورانی سطروں میں لکھا تھا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' (۳)۔ جس سے گویا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ جب تک میرے ساتھ میرے پیارے حبیب کریم ''**مُحَمَّدْ**'' ﷺ کو نہیں مانو گے ایمان قبول نہیں کروں گا۔ اور پھر اس کے جابجا اظہار و مشاہدہ سے یہ گویا سبق دے دیا کہ ''وہ خدا نہیں بخدا نہیں، وہ مگر خدا سے جدا نہیں''۔ اسلئے اُن بے شمار مشاہدات و مقامات میں سے کچھ کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جہاں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے یہ کلمہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا پایا گیا تا کہ کئی مذاہب رکھنے والی اس دنیا کو علم ہو جائے کہ ''**دین**'' وہی سچا ہے جس کا اس ''**کلمہ**'' پر ایمان ہے:۔

(۱) عن سیّدنا میسرہ رضی اللہ عنہ، کتاب وفاء، ابن عساکر ج ۲۳، خصائص کبریٰ ج ۱ص ۱۲ (۲) سیرت حلبیہ ج ۲ (۳) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۱ص ۱۸۳۔

لوح محفوظ پر قلم نے سب سے پہلے جو کلمہ لکھا وہ یہ تھا ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم، اِنِّی اَنَا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوۡلِی ''(۱)۔ **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے پیدائش کے بعد ساقِ عرش پر ''یہ کلمہ'' لکھا دیکھا یہی شبِ معراج پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ''یہ کلمہ'' دیکھا (۲)۔ شب معراج پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش پر ایک سبز کپڑا دیکھا جس پر نورانی حروف میں یہ کلمہ لکھا تھا (۳)۔ **اور** (حدیث) ''حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان لکھا تھا ''مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِیِّیۡن ''(۴)۔ **اور** ''حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سیّدنا شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے بیٹے! تُو میرے بعد میرا نائب وخلیفہ ہے تقویٰ کو اپنا شعار بنالے اور جب بھی **اَللّٰہ** کے ذکر کی توفیق ہو اُسکے ساتھ **مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ضرور لینا مَیں نے اُن کا نام عرش الٰہی کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا مَیں نے تمام آسمانوں کی سَیر کی وہاں کوئی جگہ ایسی نہیں پائی جس پر **مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لکھا ہوا ہو، میرے پروردگار نے مجھے جنّت میں رکھا وہاں مَیں نے کوئی محل کوئی جھروکا ایسا نہ دیکھا جس پر **مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وسلم نام نہ درج ہو، مَیں نے **مُحَمَّد** صلی اللہ علیہ وسلم نام حُوروں کے سینوں پر، جنّت کے درختوں کے پتّوں پر، شجرِ طوبیٰ کے ہر پتّے پر، پردوں کے کونوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا تم اُن کا ذکر کثرت سے کرنا اسلیئے کہ فرشتے کثرت سے اُن کا ذکر کرتے ہیں'' (۵)۔ سبحان اللہ۔ **اور** سراندیپ میں حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے مزار انور کے سرہانے ایک درخت ہے جو سال میں دو بار پھل اور پھول دیتا ہے اس سے لوگوں کو ہر مرض میں شفا ہوتی ہے اسکے ہر ہر پتے پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہوتا ہے (۶)۔ **اور** (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حضرت سیّدنا سلیمان (علیہ السلام) کی انگوٹھی پر ''یہ کلمہ'' نقش تھا'' (۷)۔ اور (حدیث) ''یہ نگینہ آسمان سے بھیجا گیا جس پر ''یہ کلمہ'' کندہ تھا'' (۸)۔ **اور** حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کے دیوار والے معروف واقعہ میں دیوار کو اس لئے سیدھا کر کے سنبھالا دیا کہ اس میں دو یتیم لڑکوں اصرم اور صریم کا سونا چاندی وغیرہ کا خزانہ

(۱) سیرت حلبیہ ج۲ ص۵۲، معارج النبوت ج۱ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ، معجم طبرانی، حاکم ج۲ ح۴۲۲۸، ابونعیم، دلائل النبوۃ ج۵ ح۴۸۹، البدایۃ والنہایۃ ج۱ ص۱۳۱، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۳، ۳۹۴، بیہقی ج۵ ص۴۸۹، الشفاء حصہ ا ص۱۸۰، نشر الطیب تھانوی ص۱۲ (۳) خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۵ (۴) عن جابر رضی اللہ عنہ، سیرت حلبیہ ج۲ ص۱۷، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۵ (۵) قال کعب احبار حِمیَری تابعی علیہ الرحمۃ، ابن عساکر ج۲۳، حلیۃ الاولیاء، خصائص کبریٰ ج۱ ص۴۴، شمائل الرسول از علامہ یوسف نبہانی (۶) معارج النبوت ج۱ ص۱۷۰ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۶، بیہقی طبرانی (۸) عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، سیرت حلبیہ ج۲ ص۴۸، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۶۔

تھااور اس کے ساتھ ایک سونے کی تختی تھی جس پر...... ایمان، محشر اور دنیا کی کچھ نصیحتوں کے بعد "یہ کلمہ" لکھا تھا(۱)۔ **اور** امام زہری علیہ الرحمۃ کو بلقار کے مقام سے ایک پتھر ملا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا تھا جب پڑھایا گیا تو لکھا تھا "اے اللہ سبحانہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں، صاف عربی زبان میں تیرے رب کریم عزوجل کی طرف سے حق اور سچائی کا پیغام آ گیا، **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**، اس کو موسیٰ بن عمران [علیہ السلام] نے لکھا ہے" **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا کعب احبار تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "توریت میں ہے حضرت سیّدنا ابرہیم علیہ السلام کو ایک پتھر ملا جس پر "یہ کلمہ" لکھا تھا" (۲)۔ **اور** حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا ایک دن ہم پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں سبز بادام تھا وہ پھینک کر چلا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اٹھا کر دیکھا اور توڑا اُس میں سے ایک سبز کیڑا نکلا جس پر زرد رنگ میں "یہ کلمہ" لکھا تھا (۳) **اور** شبِ معراج سدرۃ المنتہیٰ میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑا فرشتہ دیکھا جس کا قد 1000 ہزار سالہ راہ کے برابر تھا اُس کے 70 ہزار سر، ہر سر پر 70 ہزار چہرے، ہر چہرہ پر 70 منہ تھے۔ ہر سر پر 70 گیسو اور ہر گیسو پر 1000 موتی آویزاں تھے ہر موتی میں ایک سمندر جس میں مچھلیاں اچھل کود رہی تھیں، ہر مچھلی کی لمبائی 20 سالہ راہ تھی، اور ہر مچھلی کی پشت پر "یہ کلمہ" لکھا تھا (۴)۔ **اور** حرس وطنی جدہ کے ہسپتال میں ایک شخص کا کمپیوٹر کے ذریعے ایکسرے لیا گیا تو معلوم ہوا کہ انسان کی شہ رگ جن ریشوں، نالیوں اور پٹھوں (Mild Bones) سے بنی ہے اُن کی قدرتی ساخت سے "**لاالہ الااللہ**" اور پھیپھڑوں سے "**محمدرسول اللہ**" بنتا ہے جو کہ تحریر یا کندہ نہیں بلکہ ان اجزاء کی بناوٹ ہی ایسی ہے [تصویر موجود ہے] (۵)۔ **اور** علامہ سِمِنطاری علیہ الرحمۃ ذکر کرتے ہیں کہ خراسان کے ایک شہر میں ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے ایک پہلو میں **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** اور دوسرے میں **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** لکھا تھا (۶)۔ **اور** مؤرخین نے لکھا کہ ہندوستان میں ایک سُرخ گلاب کا پھول ہے اُس پر سفید خط میں "یہ کلمہ" لکھا ہوا ہے۔ **اور** ۴۵۴ھ میں خراسان میں ایک خوفناک آندھی کے دوران ایک پہاڑ پر نور اترا۔ طوفان سے خوفزدہ لوگوں نے جب جا کر دیکھا کہ اُس پہاڑ کے ایک ہاتھ لمبے اور تین اُنگلی چوڑے پتھر پر قدرتی طور پر لکھا ہوا ہے "میرے

(۱) شعب الایمان ج ۱ ص ۲۱۲، ۲۱۳، تفسیر بیضاوی، البدایہ والنہایہ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر خازن (۲) ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۹۳ (۳) سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۵۶ (۴) معارج النبوت ج ۲ ص ۴۴۷ (۵) ماہنامہ نور الحبیب شمارہ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ (۶) الشفاء حصہ اوّل ص ۱۸۱۔

سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سو میری عبادت کرو، محمد قریشی اللہ کے رسول ہیں، مغرب میں آنے والے واقعہ سے بچو اور قیامت قریب آ چکی ہے"۔ **اور** ایک مجاہد نے ایک درخت کے سرخ پتوں پر سفید رنگ میں "یہ کلمہ" لکھا دیکھا۔ **اور** ایک بزرگ نے ایک جزیرے کے بڑے درخت کے سبز پتوں پر سفید رنگ میں "یہ کلمہ" لکھا دیکھا۔ **اور** ہندوستان کے ایسے علاقے میں جہاں بتوں کے پجاری آباد ہیں ایک بزرگ نے سیاہ گلاب کی ہر پتی پر سفید رنگ میں لکھا دیکھا **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ابُوبَکرِنِ الصِّدِّیْق عُمَر فَارُوْق**" (۱)۔ **اور** ایک مؤرخ نے لکھا کہ ہندوستان کے ایک درخت پر بادام جیسا پھل لگتا ہے جس کے دو چھلکے ہوتے ہیں توڑیں تو ایک سبز پتہ سا نکلتا ہے جس پر "یہ کلمہ" لکھا ہوتا ہے۔ **اور** ایک شکاری نے مچھلی شکار کی جس کے دائیں پہلو پر **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** اور بائیں پہلو پر **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** لکھا تھا (۲)۔ **اور** ایک شخص نے مچھلی پکڑی جس کے کان کے پاس **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** اور گردن سے پشت تک **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** لکھا تھا۔ **اور** ایک شخص نے سفید مچھلی دیکھی جس پر سیاہ رنگ میں "یہ کلمہ" لکھا تھا۔ **اور** طبرستان میں ایک مذہب جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت کو مانتے تھے مگر آقا کریم ﷺ کی رسالت کو نہ مانتے تھے ایک دن اچانک سفید بادل آیا اور سارے آسمان پر چھا گیا جس کے اندر سے صاف اور واضح "یہ کلمہ" لکھا ہوا دیکھا گیا جو زوال سے عصر تک قائم رہا لوگ دیکھ کر تائب ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ **اور** حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے پاس ایک شخص بکری کے بچہ کا سر لایا جس پر "یہ کلمہ" لکھا تھا (۳)۔

آخر میں عرض گزار ہوں کہ خدارا اپنی اولاد کے ناموں میں گلاب کی طرح مہکتا "**مُحَمَّد**" نام عام کیجئے، اس میں دین، دنیا اور آخرت کا بھلا ہی بھلا ہے، یہ نام مومن کی پہچان اور محبت رسول کریم ﷺ کی علامت ہے، آج آپ اس نام سے محبت کریں گے تو کل اس نام کے والی اپنے دامن سے جدا نہیں کریں گے، اگر آج یہودیوں، عیسائیوں، سکھوں، ہندوؤں، زرتشتیوں اور دہریوں جیسا نام پسند کیا تو کل (حدیث) "**اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ**" بندہ جس سے محبت کرتا ہے (قیامت کو) اس کے ساتھ ہوگا" (۴)۔ کے تحت اسی کافر کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یہ کوئی روشنی

(۱) ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶ (۲) سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۵۵ (۳) الشفاء حصہ ۱، سیرت حلبیہ (۴) بخاری ج ۳ ح ۱۱۰۰، مسلم ج ۳ ح ۶۵۹۲، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۶۰، نسائی ج ۶، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۶۸۷، احمد ج ۱ ح ۳۴۸، ابویعلیٰ ج ۹ ح ۵۱۶۶، ابن حبان ج ۲ ح ۵۵۷، مسند بزار ج ۸ ح ۳۰۱۴، معجم اوسط ج ۴ ح ۳۵۶۳، شعب الایمان ج ۱ ح ۴۹۷، سنن دارمی ح ۲۸۲۶، ترغیب والترہیب ج ۲۔

اور ترقی نہیں ہے کہ نام سے یہ پتا ہی نہ چلے کہ یہ بندہ کافر ہے یا مسلمان۔ جس طرح آپ اپنے نام کیساتھ چودھری، رانا، مہر، رائے، میاں، سیٹھ، مرزا، ملک لکھنا فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں دنیاوی شہرت کے سوا کوئی فائدہ نہیں، اسی لئے یہ عہد اور تہیہ کرلیں کہ (حدیث) "اچھے نام رکھا کرو" (۱)۔ اور اپنے ننھے بچوں کے نام کے ساتھ "**مُحمّد**" کا اضافہ کریں گے اور اس نور و برکت بھرے نام کی معطّر و مقدّس مٹھاس کو ہمیشہ کیلئے اپنے ہونٹوں پر سجا رکھیں گے۔ یہ وہ مقدس اسم پاک ہے جس کے صدقے اللہ کریم ﷻ آپ کے رزق، مال، جان میں بے پناہ برکت ڈال دے گا۔ لہذا اسے ہرگز ہرگز نعوذ باللہ غیر ضروری اور قدیم سمجھ کر نہ چھوڑیں بلکہ جس طرح اللہ کریم ﷻ نے اس پیارے نام کو قرآن کریم میں ہمیشہ کیلئے محفوظ کرلیا ہے اسی طرح اپنی نسلوں میں اس نام پاک کو شامل کیجئے۔ یہی سچی محبت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور انشاء اللہ یہی عمل بخشش کا ذریعہ بھی ہوگا۔ آمین۔

(۱) ابوداؤد، ابن حبان، ترغیب ج ۲ ح ۱۶۷۸۔

کلمہ طیبہ

پہلا کلمہ پڑھتے ہوئے عموماً اس کی ادائیگی میں احتیاط نہیں برتی جاتی، جس کی وجہ سے اس کے تلفظ میں شدید غلطیاں ہو جاتی ہیں اور تعجب ہے کہ بعض تعلیم یافتہ بھی اس سیلِ رواں میں بہہ جایا کرتے ہیں۔ اسلئے محبت بھری اپیل ہے کہ بھائی! خدارا وہ کلمہ پاک تو ضرور درست فرمالیں جس کے پڑھنے سے ہم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ لہذا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں اِلَّا اللّٰه پڑھیں اَلُو لَا ہرگز نہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں مُحَمَّدٌ کی دال پر دو پیش پڑھیں اور رَسُوْلُ کی لام پر ایک پیش پڑھا جاتا ہے جبکہ مُحَمَّدٌ کی دال پر دو زبر ہرگز نہیں اور نہ ہی رَسُوْلُ کی لام پر زبر پڑھیں۔ نیز یہ بھی ضرور یاد رکھیں کہ اذان و اقامت میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں مُحَمَّدًا کی دال پر دو زبر ہیں، دال پر دو پیش ہرگز نہ پڑھیں۔

باب ۔۲

خدارا علم دین سیکھئے

(القرآن) ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ،

اللہ کریم ﷻ تمہارے ایمان والوں کے اور جن کو علم دیا گیا اُن کے درجے بلند فرمائے گا'' (۱)۔ بیشتر اس کے کہ میں اپنے موضوع کی طرف جاؤں آپ سے یہ گذارش کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں کہ خدارا علمِ دین حاصل کیجئے کیونکہ علم ایک شمع ہے، ''علم ایک نور ہے جسے اللہ کریم ﷻ دل میں داخل فرما دیتا ہے'' (۲)۔ جو اللہ کریم ﷻ کی ذات کو پہچاننے کا ذریعہ ہے۔ ورنہ علم کے بغیر تو انسان گویا اندھا ہے (القرآن) ''اور نابینا اور بینا برابر نہیں'' (۳)۔ علم ایک گوہرِ بے پایاں ہے، علم ادب اور عمل سکھاتا ہے، علم انسان کو کامل بناتا ہے، علم کے بغیر انسان جانور جیسا ہے اور پھر بے علم پر تو شیطان کا وار بھی جلدی چلتا ہے اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ'' (۵) اور خود اپنے لئے دعاء فرمائی کہ (حدیث) ''اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما'' (۶)۔ اور پھر تاکیدی محاورہ کے طور پر (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''علم کی تلاش کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے (حدیث ضعیف ہے)'' (۷)۔ اسلئے ''ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو''۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا ''علم حاصل کرنے والا لوہے کا عصا اور جوتے بنوالے اور علم حاصل کرنے نکلے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائیں'' (۸)۔ نہ صرف خود بلکہ (حدیث) ''اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور انہیں بھی علم سکھاؤ'' (۹)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''دین میں سوجھ بوجھ حاصل کرو'' (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) ''جو دین میں سوجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ کریم ﷻ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا'' (۱۱)۔ سبحان اللہ۔ اسی لئے (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ جس کا بھلا چاہتا ہے اُسے دین کا فقیہہ بنا دیتا ہے'' (۱۲)۔ گویا علم نصیب والے ہی حاصل کرتے ہیں اور جو علم کی دولت سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں وہ اللہ کریم ﷻ کی طرف سے بھلائی یافتہ ہوتے ہیں۔

(۱) سورۃ المجادلہ، ۱۱ (۲) قوت القلوب ج۱ص ۳۰۹ (۳) سورۃ الفاطر، ۱۹ (۵) شعب الایمان ج۲ ح ۱۶۶۸ (۶) بخاری ج۱ ح ۵۷ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح ۱۶۶۳ (۸) دارمی ج۱ ح ۵۸۴ (۹) عن مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح ۸۷ (۱۰) شعب الایمان ج۲ ح ۱۶۶۹ (۱۱) عن عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ص ۳۶ ح ۳۳، ابونعیم ج۱ص ۲۵، تاریخ بغداد ج۳ص ۳۲ (۱۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح ۷۱، مسلم ج۱ ح ۲۲۸۸، ترمذی ج۲ ح ۵۴۲، ابن ماجہ ح ۲۲۶، نسائی ج۳، احمد ج۱ ح ۲۰۴، دارمی ج۱ ح ۲۲۴، طبرانی، شعب الایمان ج۲ ح ۱۷۰۲، مشکوٰۃ ح ۱۸۹، مرأۃ المناجیح ج۱ص ۱۷۶، بلوغ المرام ح ۱۵۳۲ ص ۴۲۶، کشف الغمہ ج۱ص ۴۸۔

''مسلمان کیلئے قرآن کریم کی کم از کم ایک آیت حفظ کرنا فرض عین، چھوٹی سورت یا تین آیات حفظ کرنا واجب عین اور پورا قرآن پاک حفظ کرنا فرض کفایہ ہے'' (۱)۔ لہذا اگر حسبِ طاقت پورا قرآن پاک یا کچھ حفظ کرلیا ہے تو اب ''ضروری فقہی مسائل یاد کرنا اور سیکھنا افضل ہے'' (۲)۔ زیادہ نہیں تو ''کم از کم بمقدارِ ضرورت ہر مسلمان کو فقہی مسائل جاننا تو فرضِ عین (Strict Obligation) ہے'' (۳)۔ کیونکہ (حدیث) ''علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے'' (۴)۔ لہذا (حدیث) ''علم میں اضافہ عبادت کی کثرت سے افضل ہے اور دین کا بہترین عمل پرہیز گاری ہے'' (۵)۔ اسطرح (حدیث) '''تھوڑا علم رکھنے والا بکثرت عبادت کرنے والے سے بہتر ہے'' (۶)۔ علم کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر پیارے آقا کریم ﷺ نے مسجد نبوی کے ساتھ ''صفہ'' کو علمی درسگاہ کا مقام دیا جو اسلام کا پہلا دار العلوم قرار پایا جہاں ایک وقت میں 70 سے 400 تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قیام پذیر رہتے اور نورِ علم سے مستفید ہوتے تھے جن کے معلم رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ خود ہوتے تھے۔ اور پھر اگر آپ کو زندگی میں علم حاصل کرنے کا موقع ملا اور اتنی تاکید کے باوجود بھی آپ نے اُسے گنوادیا تو (حدیث) ''سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اُس کو ہوگی جسے دنیا میں علم حاصل کرنے کا موقع مِلا مگر اُس نے طلب نہیں کیا، اور پھر اُس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اُس سے سُن کر دوسروں نے نفع نہیں اُٹھایا یا خود اُس نے نفع نہیں اُٹھایا'' (۷)۔ بلکہ (حدیث) ''قیامت کے دن اللہ کریم عزوجل کے نزدیک بدتر درجہ والا وہ عالم ہوگا جس کے علم سے (اُس نے یا لوگوں نے) نفع حاصل نہ کیا گیا'' (۸) نیز (حدیث) ''جس علم سے نفع حاصل نہ کیا گیا اسکی مثال اللہ کریم عزوجل کی راہ میں نہ خرچ کئے جانے والے خزانے جیسی ہے'' (۹)۔ لہذا (حدیث) ''ایسا علم جو نفع نہیں دیتا اُس سے جاہل رہنا کچھ بُرا نہیں'' (۱۰)۔

آپ کو حصولِ علم کا شوق دلانے کیلئے پیارے آقا کریم ﷺ کے کچھ مزید پیارے پیارے موتیوں جیسے ارشادات زیرِ قلم لانے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:۔

(۱) درمختار (۲) شامی، بہارشریعت ج۲ص۶۷۹ (۳) شامی، بہارشریعت ج۲ص۶۷۹ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ح۲۲۰، ابویعلی ج۵ح۲۸۳۷، معجم اوسط ج۲ح۲۰۰۸، معجم کبیر ج۱۰ح۱۰۴۳۹، شعب الایمان ج۲ح۱۶۶۳تا ۱۶۶۷، مسند امام اعظم ص۳۶ح۳۲، مشکوٰۃ ح۲۰۶، مرأۃ المناجیح ج۱ص۱۸۹ (۵) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، حاکم ج۱ص۱۸۷ ح۳۱۴، ۳۱۷، شعب الایمان ج۲ح۱۷۰۳تا۱۷۰۷، معجم کبیر ج۱۱ح۱۰۹۶۹، ترغیب ج۱ح۷۳، بزار (۶) نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۷ (۷) ابن عساکر (۸) عن ابودرداء رضی اللہ عنہ، دارمی ح۲۶۸، مشکوٰۃ ح۲۳۹، مرأۃ المناجیح ج۱ص۲۱۱ (۹) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دارمی ج۱ح۵۷۵، احمد ج۱ح۲۳۵ (۱۰) قوت القلوب ج۱ص۳۰۵۔

عالم اور متعلّم کی شان:

۞ ۔(حدیث) ''علم حاصل کرنا اور اپنے مسلمان بھائی کو سکھانا بہترین صدقہ ہے''(۱)۔

۞ ۔(حدیث) ''علم سکھاؤ اور سختی نہ کرو بیشک معلم سختی کرنے والے سے بہتر ہے'' اور ''علم سکھاؤ اور مغرور نہ بنو بیشک معلم مغرور سے بہتر ہے''(۲)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جو شرماتا اور تکبر کرتا ہو وہ علم حاصل نہیں کرسکتا''(۳)۔

۞ ۔(حدیث) ''جو کوئی میری حدیث اِسلئے لکھے کہ دینِ الٰہی سَر بلند ہو اُسکا مقام جنّت ہے''(۴)۔

۞ ۔(حدیث) ''اُس کے چہرے کو اللہ کریم ﷻ روشن رکھے جو میری حدیث سُن کر یاد رکھے اور دوسروں تک پہنچائے''(۵)۔

۞ ۔(حدیث) ''اللہ کریم ﷻ اُس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری حدیث سُنی اور یاد کرلی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچائی''(۶)۔

۞ ۔(حدیث) ''جو میرا امّتی 40 حدیثیں یاد کرے اور اُنکو لوگوں تک پہنچائے قیامت کے دن اللہ کریم ﷻ اُسے فقیہہ اُٹھائیگا، اور مَیں اُسکے ایمان کی شہادت دُونگا اور اُسکی شفاعت کروں گا''(۷)

۞ ۔(حدیث) ''تمام لوگوں پر طالب علم کی اتنی فضیلت ہے جتنی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی میری تمام امت پر فضیلت ہے اور جتنی حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر''(۸)۔

۞ ۔(حدیث) ''جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ کریم ﷻ اُس کو جنّت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور یقیناً طالب علم کی خوشنودی کیلئے فرشتے اپنے پَروں کو بچھا دیتے ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر'' نیز فرمایا ''بیشک علماء کرام انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں''(۹)۔

(۱) ابن ماجہ ح ۲۵۱، مشکوٰۃ (۲) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۷۴۹ (۳) سنن دارمی ج ۱ ح ۵۷۰ (۴) ابوداؤد (۵) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۲۷، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۰ (۶) عن سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ترمذی ج ۲ ح ۵۵۳، ابوداؤد ج ۳ ح ۲۶۲، ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۳۶ تا ۲۳۹، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۷۳۶، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۲۹۴، سنن دارمی ح ۲۳۶، مشکوٰۃ ح ۲۱۴، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۹۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۲ (۷) بخاری، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۰، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۷۲۵ تا ۱۷۲۷، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۶ ح ۲۴۰، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۰۶، جواہر الحدیث ص ۱۶ (۸) نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۵۷ (۹) عن سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۷۴۰، ترمذی ج ۲ ح ۵۸۰، ابوداؤد ج ۳ ح ۲۳۵، ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۲۹، مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ح ۲۰۹، ۲۱۰، مسند امام اعظم ج ۱، سنن دارمی ح ۳۴۲، شعب الایمان ج ۱ ح ۱۷۶، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۵۵، ابن حبان، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۴ ح ۲۰۱، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۸۶، مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۵۶۵۔

۔(حدیث)''جو طالب علم حصولِ علم کی حالت میں فوت ہوتا ہے وہ شہید ہے''(۱)۔

۔(حدیث)''جس کو موت آ گئی اور وہ علم کو اس لئے طلب کر رہا تھا کہ اسلام کو زندہ کرے تو اُس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا''(۲)۔

۔(حدیث)''جب کوئی عالم یا طالب علم کسی قبر پر سے گزرتا ہے تو 40 دن تک اُس گاؤں کے قبرستان سے اللہ کریم تعالیٰ عذاب اُٹھالیتا ہے''(۳)۔

۔(حدیث)''جس نے ایک طالب علم کی عزت کی اُس نے 70 شہیدوں کی عزت کی''(۴)

۔(حدیث)''اللہ کریم تعالیٰ اُسکے فرشتے، تمام اہلِ آسمان و زمین یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی پانی کے اندر اُس کی بھلائی کی دعاء کرتے ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے''(۵)

۔(حدیث)''قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی، پہلے انبیاءِ عظام علیہم السلام، پھر علماء کرام اور پھر شہداء کرام''(۶)۔ نیز (حدیث)''عابد سے کہا جائیگا جنت میں داخل ہو جاؤ اور عالم سے کہا جائیگا آپ ٹھہریئے اور لوگوں کی شفاعت کیجئے''(۷)۔

۔(حدیث)''میری اُمت کے علماء کرام بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہیں''(۸)۔

۔(حدیث)''جس نے ایک عالم کی عزت کی اُس نے 70 انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت کی''(۹)

۔(حدیث)''عرش کے نیچے مشک اذفر کا بنا ہوا اللہ کریم تعالیٰ کا ایک شہر آباد ہے اُس کے دروازہ پر ایک فرشتہ روزانہ منادی کرتا ہے کہ''سن لو جس نے عالم کی زیارت کی اُس نے انبیاء کرام علیہم السلام کی زیارت کی جس نے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی اُس نے اپنے رب کریم تعالیٰ کی زیارت کی اور جس نے اپنے رب کریم تعالیٰ کی زیارت کی اُس کیلئے جنت ہے''(۱۰)۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جس نے عالم کی زیارت کی گویا اُس نے میری زیارت کی، اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اُس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جس نے کسی عالم کی ہم نشینی کی گویا اُس نے میری ہم نشینی کی اور جس نے دنیا میں میری ہم نشینی کی اللہ کریم تعالیٰ اُس

(۱) مشکوٰۃ، نزہۃ المجالس ج۲ ص۱۵۹ (۲) عن حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، دارمی، مشکوٰۃ ح۲۳۱، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۰۱ (۳) تکمیل الایمان محدث دہلوی ص۱۲۶ (۴) مشکوٰۃ (۵) عن ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۷۴۰، ترمذی ج۲ ح۵۸۳، احمد ج۱ ح۲۱۰، ابوداؤد ج۳ ح۲۴۵، ابن ماجہ ج۱ ح۲۴۶، دارمی ج۱ ح۲۸۹، معجم کبیر ج۸ ح۷۹۱۱، ترغیب ج۱، شعب الایمان ج۲ ح۱۶۹۶، مشکوٰۃ ج۱ ص۳۴ ح۲۰۲، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۱۸۷، جواہر الحدیث ص۱۸ (۶) ابن ماجہ ح۴۳۲۹، عالمگیری ج۱ ص۱۰، حقائق عن التصوف لامام شاذلی ص۹۹ (۷) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح۱۷۱۷ (۸) مکتوباتِ امام ربانی ج۱ ص۵۶۵ (۹) مشکوٰۃ (۱۰) عن انس رضی اللہ عنہ، نزہۃ المجالس ج۲ ص۱۵۶۔

کو قیامت کے روز جنت میں میرا ہم نشین بنائے گا"(۱)۔

۔ (حدیث) "جو عالم کے سر کو محبت سے بوسہ دیتا ہے ہر بال کے عوض اُسے ایک نیکی ملتی ہے"(۲)

۔ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ نے آسمان کو تین چیزوں سے زینت بخشی ہے آفتاب، ماہتاب، اور ستاروں سے اور زمین کو تین چیزوں سے زینت بخشی ہے علماء کرام، بارش اور سلطان عادل سے"(۳)

۔ (حدیث) "ہر شب و روز میں 1999 رحمتیں علماء کرام اور طلباء کیلئے ہیں اور باقی اور لوگوں کیلئے ایک رحمت ہے"(۴)۔

۔ (حدیث) "عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر"(۵)۔

۔ (حدیث) "عالم کی ایک" یا فرمایا "2 رکعت دوسروں کی 1,000 رکعت سے افضل ہیں اور عالم کی خاموشی دوسروں کے 1000 کلمات سے افضل ہے"(۶)۔

۔ (حدیث) "ایک فقیہہ یا عالم شیطان پر 1000 عابدوں سے زیادہ بھاری اور سخت ہوتا ہے"(۷)

۔ (حدیث) "عالم کی موت شیطان کو 1000 عابدوں کی موت سے زیادہ پسندیدہ ہے"(۸)۔

۔ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ ایک شخص کو تیرے ذریعہ سے ہدایت فرمادے تو یہ تیرے لے تمام روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بہتر ہے"(۹)۔ نیز (حدیث) "خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعے اللہ کریم جل جلالہ ایک بھی آدمی کو ہدایت فرمادے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بھی بہتر ہے"(۱۰)

۔ حضرت علامہ اصفہانی علیہ الرحمۃ نے روایت کی کہ "عالم اور عابد کی منزلت میں 70 درجوں کا فرق ہے ہر درجہ میں اتنا فاصلہ ہے کہ تیز رو گھوڑا 70 برس میں طے کرے"(۱۱)۔

۔ (حدیث) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مومنین سے علم والوں کے 700 درجے بلند ہیں کہ دو درجوں کا باہم فاصلہ اتنا کہ جیسے 500 برس کی راہ" یا فرمایا "جیسے آسمان و زمین کا درمیانی فاصلہ"(۱۲)

(۱) تنبیہ الغافلین، نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۶ (۲) نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۷ (۳) نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۷ (۴) نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۷ (۵) عن ابوأمامہ باہلی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ح۵۸۳، دارمی ح۲۹۷، معجم کبیر ح۷۹۱۱، ترغیب ج۱، مشکوۃ ح۲۰۲، مرأۃ المناجیح ج۱ص۱۸۸، کشف الغمہ ج۱ص۵۱ (۶) قوت القلوب ج۱ص۳۲۶ (۷) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۳۷۷، ترمذی ج۲ح۵۷۹، ابن ماجہ ج۱ح۲۲۸، معجم اوسط ج۶ح۶۱۶۶، معجم کبیر ج۱۱ ح۱۱۰۹۹، ترغیب ج۱ص۱۳۶، شعب الایمان ج۲ح۱۷۱۲، مشکوۃ ج۱ح۲۰۵، مرأۃ المناجیح ج۱ص۱۸۹، کشف الغمہ ج۱ص۵۱، قوت القلوب ج۱ص۳۲۶ (۸) قال سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ وسیدنا سعد رضی اللہ عنہ، قوت القلوب ج۱ص۳۲۷ (۹) عن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، جامع الصغیر ص۴۴۴ ح۷۲۱۹ (۱۰) عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بخاری ج۲ح۲۶۳، ابوداؤد ج۳ح۲۶۳ (۱۱) عالمگیری ج۱ص۱۱ (۱۲) عالمگیری ج۱ص۴، قوت القلوب ج۱ص۲۷۸۔

۔(حدیث) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایک گھڑی علم کیلئے بیٹھنا تمام رات جاگ کر عبادت کرنے سے افضل ہے''(۱)۔

۔(حدیث) ''علم کا مذاکرہ تسبیح ہے''(۲)۔لہذا (حدیث) ''حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ ایک حدیث دوسری کی یاد دلاتی ہے''(۳) اسی لئے ''سیدنا حارث بن یزید رضی اللہ عنہ عکلی رضی اللہ عنہ ابن شبرمہ رضی اللہ عنہ قعقاع بن یزید رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ سب حضرات عشاء کے بعد سے فجر تک علمی گفتگو کرتے تھے''(۴)

۔(حدیث) ''علماء کرام کا سونا بھی عبادت ہے''(۵)۔

۔(حدیث) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر میں علم سیکھنے سکھانے کیلئے کسی قدر نکل جاؤں تو میرے نزدیک یہ چیز سال بھر روزے رکھنے، سال بھر عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے''(۶)۔

۔(حدیث) ''علم کی مجلس میں حاضری 1000 رکعت پڑھنے سے افضل ہے''(۷)۔

۔(حدیث) ''علم کی مجلس میں حاضر ہونا 1000 رکعت اور 1000 مریض کی عیادت اور 1000 جنازوں میں شریک ہونے سے افضل ہے'' عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ اور کیا قرآن پڑھنے سے بھی؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا قرآن پڑھنا بغیر علم کے کچھ مفید ہو سکتا ہے؟''(۸)۔

۔(حدیث) ''جو عالم کو ہاتھ سے سہارا دے اس کیلئے ہر قدم پر غلام آزاد کرنے کا اجر ہے''(۹)۔

۔(حدیث) ''بوقت صبح قرآن سے ایک آیت سیکھنا 100 رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے اور علم کی کوئی بات سیکھنا یا سکھانا، اس پر عمل کر سکے یا نہ کر سکے 1000 رکعتیں پڑھنے سے افضل ہے''(۱۰) نیز (حدیث) ''جو صبح صبح مسجد جا کر قرآن کریم کی دو آیات سیکھ لے دو اونٹنیوں سے بہتر، تین آیات سیکھنا تین اونٹنیوں سے بہتر چار آیات چار اونٹنیوں سے بہتر ہے جتنی آیات سیکھے اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہے''(۱۱)

۔(حدیث) ''جن سے تم علم سیکھتے ہو ان کی تعظیم کیا کرو''(۱۲)۔اور (حدیث) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اسکے سامنے ادب اور عاجزی سے رہو''(۱۳)۔اسی لیے حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) شعب الایمان ج۲ ح۱۷۱۳، مشکوٰۃ ج۱ص۳۶ ح۲۳۸، مرأۃ المناجیح ج۱ص۲۰۵، جواہر الحدیث ص۲۵ ح۲۳۸، دارمی ج۱ح۲۷۱ (۲) ابوداؤد (۳) قال سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، دارمی ج۱ح۶۱۶ (۴) دارمی ج۱ح۶۳۳ (۵) مکتوباتِ امام ربانی ج۲ص۳۲۱ (۶) شعب الایمان ج۲ح۱۷۲۱ (۷) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، کشف الغمہ ج۱ص۵۰، قوت القلوب ج۱ص۱۷۳ (۸) نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۷ (۹) نزہۃ المجالس ج۲ص۱۵۷ (۱۰) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ح۲۲۵، ترغیب والترہیب ج۱ح۵۷، ۱۱۴۰، کشف الغمہ ج۱ص۵۰، قوت القلوب ج۱ص۱۷۳، حقائق عن التصوف لامام شاذلی ص۹۹ (۱۱) عن سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ح۱۹۳۴، مسلم (۱۲) ترمذی (۱۳) شعب الایمان ج۲ح۱۷۸۹، مستدرک حاکم ج۱ص۲۴۴ح۴۲۳۔

نے فرمایا ''ہم حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ رحمۃ سے اتنا ڈرتے تھے جیسے کوئی بادشاہ سے ڈرتا ہے''(۱) اور پھر (حدیث) ''خوشامد، چاپلوسی اور حسد کرنا طلب علم کے سوا (جائز) نہیں''(۲) مگر طلب علم میں جائز ہے

۔ (حدیث) ''اگر تم اللہ کریم جل جلالہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے تو تم ایسا علم جان لو گے جس کے ساتھ جہالت نام کی کوئی شے نہیں اور اگر تم اللہ کریم جل جلالہ کو پہچان لو تو تمہاری دعاؤں سے پہاڑ ہل جائیں گے''(۳)۔

۔ (حدیث) ''جس نے کسی کو قرآن کی ایک آیت بھی سکھائی وہ اسکا آقا ہے پھر اسکو مناسب نہیں کہ وہ اس کو چھوڑے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کے حلقوں میں سے حلقہ کو توڑا''(۴)

۔ (حدیث) ''علماء کرام کی قلم کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائیگی اور وہ غالب آ جائیگی''(۵)

۔ (حدیث) ''جو علم کی طلب میں گھر سے نکلے وہ اللہ کریم جل جلالہ کی راہ (جہاد) میں ہے جب تک کہ واپس نہ لوٹ آئے''(۶)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیدنا ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جو شخص صبح کو یا سہ پہر کو مسجد میں نیک امر سیکھنے یا سکھانے کو جائے پھر اپنے گھر لوٹ آئے تو گویا وہ جہاد فی سبیل اللہ سے مال غنیمت لے کر لوٹا''(۷)۔

۔ (حدیث) ''جو بھلائی سیکھنے سکھانے صبح و شام مسجد جائے اسے مقبول عمرہ و حج کا ثواب ہے''(۸)

۔ جہاں عالم دفن ہو اسکی اپنی قبر کے تو کیا ہی کہنے (حدیث) ''اسکی ہمسائیگی کی 40 قبریں دائیں، 40 بائیں، 40 قبریں پیچھے اور 40 قبریں اس کے سامنے سب کی سب روشن ہو جاتی ہیں''(۹)۔

عالم بے عمل:

۔ (حدیث) ''علم اس لئے حاصل نہ کرو کہ علماء پر فخر کرو اور جاہلوں پر رعب جھاڑو اور مجلس میں زینت بنو یا اونچی جگہ پر بیٹھو۔ جس نے ایسا کیا اس کیلئے دوزخ ہے''(۱۰)۔

۔ (حدیث) ''اللہ کریم جل جلالہ کے نزدیک سب سے بدترین قاری وہ ہیں جو (دنیادار بنے) امیروں کے پاس جاتے ہیں''(۱۱)۔

(۱) سنن دارمی ح ۴۲۳ (۲) شعب الایمان ج ۴ ح ۴۸۶۴ (۳) ابونعیم ج ۸ ص ۱۵۳، بیہقی ج ۲ ح ۹۷۶، کنز العمال ج ۳ ح ۵۸۸۱ (۴) بیہقی، طبرانی (۵) الخطیب (۶) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۵۴۴، ابوداود، سنن دارمی، معجم صغیر ج ۱ ح ۳۸۰، ترغیب والترہیب ج ۱، مشکوۃ ج ۱ ص ۳۴ ح ۲۰۸، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۹۰، جواہر الحدیث ص ۲۴ (۷) مؤطا امام مالک ح ۳۸۴ (۸) عن سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ، ملخص مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۸۶ ح ۳۱۱، طبرانی کبیر، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۸۳ (۹) نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۵۹ (۱۰) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۴۲، ۲۷۲، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۷۷۱، ابوداود (۱۱) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۲۶۶، بخاری، ترمذی۔

۔ (حدیث) ''دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتیں، اچھا چلن اور دین کی سمجھ'' (۱)

۔ (حدیث) ''آخر زمانہ میں علماء دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں گے، زبانوں سے دنیا کھائیں گے، مالداروں کو قریب اور غریبوں کو دُور کریں گے، علم کی باتوں (کو بتانے) پر اسطرح غیرت کریں گے جس طرح عورتیں مردوں پر غیرت کیا کرتی ہیں، اپنی مجلس میں بیٹھنے والے پر غصہ کرینگے'' (۲)۔

۔ (حدیث) ''جس شخص نے وہ علم کہ جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اسلئے سیکھا کہ وہ اس سے متاعِ دنیا حاصل کرے گا تو قیامت کے دن اُس کو جنّت کی خوشبو بھی میسّر نہ آئیگی'' (۳)

۔ (حدیث) ''جو علم طلب کرے تا کہ علماء سے جھگڑا کرے یا جاہلوں جھگڑے یا لوگوں سے فائدہ حاصل کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ جہنّم میں داخل کرے گا'' (۴)۔

۔ (حدیث) ''روزِ محشر بے عمل عالم کی جہنم میں آنتڑیاں نکلی ہونگی اور وہ اس کے گرد ایسے گھومے گا جیسے چکی کا گدھا (Ox-driven . flourmill)'' نیز آپ ﷺ نے شبِ معراج بعض لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔ آپ ﷺ کو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ ''یارسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے'' (۵)۔

۔ (حدیث) ''جو خیر کی بات سکھائے اور اپنے آپ کو بھلا دے اس کی مثال اس چراغ کی ہے جو لوگوں کو روشنی دے اور اپنے آپ کو جلا دے'' (۶)۔ اور (حدیث) ''وہ منافق عالم ہے جس کی زبان پر خالی علم ہوگا'' (۷)۔

۔ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''جو شخص علم سیکھے اور اُس پر عمل نہ کرے اُس کی مثال اُس عورت کی سی ہے جس نے خفیہ زنا کیا اور حاملہ ہوگئی پھر اُس کو دردِ زہ ہوا تو رُسواء ہوئی اللہ

(۱) ترمذی ج۲ ح۵۸۲ (۲) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ قوت القلوب ج۱ ص۳۳۰ (۳) عن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد ج۳ ح۳۶۶۴، ابن ماجہ ح۲۶۱، مسند امام احمد ج۱ ح۳۳۹، ابن حبان ج۱ ح۷۸، سنن داری ح۲۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج۵ ص۲۸۵، ابویعلیٰ ج۱۱ ح۶۳۷۳، شعب الایمان ج۲ ح۱۷۷۰، ترغیب والترہیب ج۱ ح۸۱، کشف الغمہ ج۱ ص۴۴، مستدرک حاکم ح۲۸۸، مشکوٰۃ ج۱ ص۴۴، جواہر الحدیث ص۳۷ (۴) عن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ ج۱ ح۲۶۲، شعب الایمان ج۲ ح۱۷۷۲، سنن داری ح۳۷۹، مستدرک حاکم ج۱ ح۲۹۰، مشکوٰۃ ح۲۱۲، کشف الغمہ ج۱ ص۴۴، جواہر الحدیث ص۳۷ (۵) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۲ ح۴۹۹، مسلم، مسند امام احمد ج۱ ح۲۳۳۶، ابن ابی الدنیا، ابن حبان، ترغیب والترہیب ج۱ ح۸۸، مشکوٰۃ ح۴۹۱۸، شرح السنہ، شعب الایمان ج۲ ح۱۷۷۳، کشف الغمہ ج۱ ص۴۷، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۵۱۳ (۶) عن سیّدنا جندب بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ، ترغیب والترہیب ج۱ ح۹۰، طبرانی کبیر (۷) شعب الایمان ج۲ ح۱۷۷۵ تا ۱۷۷۷۔

تعالیٰ عزوجل اُس (عالم) کو قیامت کے دن ایسے ہی رسواء کرے گا'' (۱)۔

ﷺ ۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک بار علم کے اُٹھ جانے کا ذکر فرمایا تو راوی نے عرض کیا'' یارسول اللہ ﷺ علم کیسے جاسکتا ہے، جبکہ ہم قرآن پڑھتے اور اپنے بچّوں کو پڑھاتے رہیں گے اور تا قیامت ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھاتی رہے گی؟'' آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' اے زیاد! کیا یہود ونصاریٰ توریت وانجیل نہیں پڑھتے؟ لیکن اُن میں جو (احکامات) ہیں اُن پر بالکل عمل نہیں کرتے'' (۲)۔ اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' تھوڑے عمل کی توفیق زیادہ علم سے بہتر ہے'' (۳)۔

ﷺ ۔(حدیث)'' یقیناً شیطان بیشتر اوقات تم پر علم کے ذریعے سبقت حاصل کرلے گا کیونکہ وہ کہے گا'' علم حاصل کرو مگر جب تک سارا علم نہ پڑھ لو عمل نہ کرو'' چنانچہ آدمی ہمیشہ علم حاصل کرنے میں لگا رہے گا اور عمل رہ جائے گا حتی کہ وہ فوت ہو جائے گا اور عمل نہ کر پائے گا'' (۴)۔

ﷺ ۔(حدیث) سرکار کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ'' تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ تم میں فقیہہ یا عالم (مسائل جاننے والے) زیادہ ہیں اور خطیب (بیان کرنے والے) کم ہیں، اس زمانہ میں عمل بہ نسبت علم کے بہتر ہے اور عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا جس میں فقیہہ کم ہونگے خطیب (اشعار سنا کر تقریریں کرنے والے جاہل ملّاں) بہت ہونگے، اُس وقت عمل کرنے سے علم ویقین حاصل کرنا بہتر ہوگا'' (۵)۔ نیز (حدیث) حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا'' تم ایسے زمانے میں ہو کہ اس میں عالم بہت ہیں اور صرف لفظ پڑھنے والے کم ہیں، قرآن کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے اور لفظوں پر بحث نہیں کی جاتی، پوچھنے والے کم ہیں جواب دینے والے بہت ہیں، نماز کو لمبا کرتے اور خطبہ کو چھوٹا کرتے ہیں، نیک عمل پہلے کرتے ہیں اور نفس کی خواہش کو مقدم نہیں کرتے۔ عنقریب ایسا زمانہ آئیگا کہ اُس وقت عالم کم ہونگے اور الفاظ پڑھنے والے بہت ہوں گے، قرآن کے الفاظ یاد کئے جائیں گے مگر اُن پر عمل نہ کیا جائے گا، پوچھنے والے اور مانگنے والے بہت ہوں گے مگر جواب دینے والے کم ہوں گے، خطبہ کو لمبا کریں گے اور نماز کو چھوٹا کریں گے، اپنی خواہش نفس پر چلیں

(۱) تنبیہ المغترین ص ۳۶، نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۵۸ (۲) عن سیّدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مسند امام احمد ج ۱ ح ۲۷۶، ابن ماجہ ح ۴۰۵۹، ترمذی ج ۲ ح ۵۵۰، دارمی ح ۲۹۶، مشکوۃ ح ۲۵۸، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۱۵، لفظہ لہ: متدرک حاکم ج ۱ ص ۲۰۱ ح ۳۳۹ (۳) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۸۸۱، قوت القلوب ج ۱ ص ۳۰۵ (۴) قوت القلوب ج ۱ ص ۳۰۵ (۵) عن سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ طبرانی، ولفظہ لہٗ مسند امام احمد ج ۱ ح ۲۳۷، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۔

گے اور نیک عمل نہ کریں گے"(۱)۔اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدنا ایوب تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "پہلے علم زیادہ تھا اب کلام زیادہ ہے"(۲)۔

۔افسوس کہ آج چند قاعدے رسالے پڑھ کر ہر کوئی عالم بن بیٹھا ہے اور اُس کے نام کے ساتھ بیسیوں علمی القابات لگا دیئے گئے ہیں حالانکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس نے کہا کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے"(۳)۔کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب تک تم طالب علم نہ بن جاؤ عالم نہیں ہو سکتے"(۴)۔اور (حدیث) حضرت مسروق تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "آدمی کے عالم ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ اللہ کریم عزوجل سے ڈرے اور آدمی کے جاہل ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ اپنے علم پر فخر وتکبر کرے"(۵)۔کیونکہ (القرآن) "اللہ کریم عزوجل سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"(۶)۔لہٰذا (حدیث) "عالم کیلئے فتنہ یہ ہے۔کہ اُسے سننے کی بجائے (بے جا) کلام کرنا زیادہ پسند ہو"(۷) اسی طرح سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب تک انسان طالب علم رہتا ہے وہ عالم ہے، جب اُسے عالم ہونے کا گمان ہوتا ہے تو وہ جاہل بن جاتا ہے"(۸)۔ایسے عالموں سے اتنی ضرور استدعاء ہے کہ خدا کیلئے قرآن وحدیث سے غلط مفہوم نکال کر اللہ کریم عزوجل اور اُس کے پیاروں کی شان میں گستاخی کر کے اور عوام کو لڑا کر غیروں کے سامنے جگ ہنسائی نہ کریں کہ (حدیث) "یہ ایسا علم ہے کہ اس سے بندے کو جاہل رہنا کچھ مضر نہیں"(۹)۔یہ عالم کی شان کو ہرگز زیب نہیں۔بلکہ ایک دوسرے کے دلوں میں محبتیں پیدا کریں اور یقین رکھیں کہ برے اعمال کی سزا دینے کیلئے اللہ عزوجل کافی ہے کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "کوئی آدمی علم کی کسی قسم میں مہارت حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنے علم کو ادب کے ساتھ آراستہ نہ کر لے"(۱۰)۔علماء کا کام تو صحیح راستہ دکھانا ہے۔ ایسے شخص کو تو عالم کہنا ہی نہیں چاہیے بلکہ یہ تو وہ لوگ ہیں کہ (القرآن) "تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کریم عزوجل کی راہ سے بہکا دیں وہ صرف گمان کے پیچھے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں"(۱۱) انہیں کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے

(۱) عن سیّدنا یحیٰی بن سعید تابعی علیہ الرحمۃ، موطا امام مالک ح ۴۱۹ (۲) عن حماد بن زید علیہ الرحمۃ، قوت القلوب ج ۱ ص ۳۳۳ (۳) کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۷، قوت القلوب ج ۱، تنبیہ المغترین ص ۳۴ (۴) دارمی ح ۳۰۱ (۵) شعب الایمان ج ۱ ح ۴۹۷ (۶) سورۃ فاطر، ۲۸ (۷) عن معاذ رضی اللہ عنہ، قوت القلوب ج ۱ ص ۳۳۹ (۸) مکاشفۃ القلوب (۹) قوت القلوب ج ۱ ص ۳۰۵ (۱۰) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۶۹۰ (۱۱) سورۃ الانعام، ۱۱۶۔

مسائل پوچھیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، پس وہ گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے"(۱)۔ اور ایسے لوگ (قرآن) "قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اُٹھائیں گے اور کچھ بوجھ اُن لوگوں کا جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے تھے" (۲)۔ ایسے لوگوں کے بارے ہی (حدیث) حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "ہلاکت ہے اُس عالم کیلئے جس کی اتباع کی جاتی ہے کہ وہ غلطی کرتا ہے پھر اُس سے رجوع کرلیتا ہے مگر لوگ ویسا کرتے رہتے ہیں اور ساری دنیا میں اُسے پھیلا دیتے ہیں" (۳)۔ اسی کی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) "بنی اسرائیل کا ایک عالم دین لوگوں کو بُری باتیں سکھا کر گمراہ کیا کرتا تھا پھر اُسے توبہ نصیب ہوگئی تو اُس نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا اور ایک زمانہ تک اصلاحِ عمل میں لگا رہا تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اُس وقت کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس شخص سے کہو" اگر تیرا گناہ صرف تیرے اور میرے درمیان ہوتا تو جتنے گناہ بھی ہوتے میں اُنہیں بخش دیتا لیکن میرے اُن بندوں کا کیا ہوگا جنہیں تُو نے گمراہ کیا اور میں نے اُنہیں جہنم میں داخل کردیا" (۴)۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ بچائے۔ آمین۔

(۱) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۰، مسلم ج ۳ ح ۶۷۰۰، ترمذی ج ۲ ح ۵۴۹، ابن ماجہ ح ۵۴، احمد ج ۱ ح ۲۷۴۳، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۴۲، مشکوٰۃ ح ۱۹۵، مرأۃ ج ۱ ص ۱۸۲ (۲) سورۃ النحل، ۲۵ (۳) قوت القلوب ج ۱ ص ۴۲۵ (۴) قوت القلوب ج ۱ ص ۴۲۵۔

محبّت صحابہ رضی اللہ عنہم

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ح) "میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا نہ کہو مجھے ربِ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مٹھی بھر یا مُد یا آدھے مُد جو کا مقابلہ نہ کرسکے گا" (ترمذی ج ۲ ح ۷۹۵ ص ۷۶۶، مسلم ج ۲، ابوداؤد، ابن ماجہ)۔

(ح) "جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو "تمہارے اس شر کی بنا پر تم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت ہو" (ترمذی ج ۲ ح ۱۸۰۰ ص ۷۶۸)۔

(ح) "جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی" (ترمذی ج ۲ ح ۷۹۶ ص ۷۶۷)۔

تشریح اصطلاحاتِ شرعیہ

مأمورات: وہ احکامات جن پر عمل کرنے کا ارشاد ہے:۔

1: فرض:۔ وہ حکم شرعی جس کا ثبوت یقینی اور قطعی دلیل سے بلاشبہ ثابت ہو جس کا ادا کرنا ضروری اور بلاعذر چھوڑنا گناہ کبیرہ اور باعثِ عذاب ہے۔ فرض کا انکار کرنے والا کافر و مردود ہوتا ہے جیسے نماز، نماز میں رکوع یا سجدہ وغیرہ۔

2: واجب:۔ وہ حکم شرعی جس کا ثبوت قطعی دلیل سے شبہ کے ساتھ ثابت ہو۔ یہ وہ کام ہوتا ہے جو پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو۔ واجب قصداً چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی جبکہ بھول کر چھوٹ جانے پر نماز میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ اس کا ثواب فرض کے ثواب سے کم ہوتا ہے، اس کو چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ قصداً چھوڑنے والا فاسق اور مستحق عذاب ہے لیکن انکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ اور بدمذہب ہوتا ہے جیسے نمازِ وتر۔

3: سنت مؤکدہ:۔ جس پر فضیلت کی بنا پر آقا کریم ﷺ نے ہمیشہ عمل فرمایا، تاہم جواز کیلئے کبھی ترک بھی فرمایا۔ اسکے کرنے کی تاکید ہے اور کثیر ثواب ہے۔ چھوڑنے پر عتاب و ملامت ہے سنت کی قصداً توہین کرنے والا کافر اور اُس کا پیارے آقا کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم ہونے کا خوف اور خطرہ ہے۔

4: سنت غیر مؤکدہ:۔ جس پر آقا کریم ﷺ نے عمل فرمایا اور پسند بھی فرمایا مگر کبھی کبھی بغیر کسی عذر کے چھوڑ بھی دیا۔ اس کے ادا کرنے پر ثواب جبکہ چھوڑنے پر عتاب نہیں، اور اگر جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری سنت سمجھ کر کرتے ہی رہا کریں تو ثواب کا حساب نہیں جیسے قبل از عصر و عشاء چار رکعت سنت۔ اللہ کریم ﷻ توفیق دے۔ آمین۔

5: مستحب:۔ ایسا عمل جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو مگر چھوڑنا بُرا بھی نہ ہو۔ اس کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں حرج نہیں۔ یہ وہ عمل ہے جو آقا کریم ﷺ نے کبھی کبھار کیا یا خود نہ کیا صحابہ کرام ؓ نے کیا، یا آپ ﷺ نے اُسکے کرنے کی ترغیب دی اور فضیلت بیان فرمائی، یا علماء و صالحین نے اُسے پسند کیا۔ گویا وہ عمل جو عبادت کے باب میں ہو عادت کے باب میں نہ ہو۔

6: مباح:۔ ایسا عمل جس کے کرنے یا نہ کرنے اور بالعذر یا بلاعذر چھوڑ دینے میں حرج نہ ہو۔ اس پر کوئی عذاب و عتاب و حساب نہیں۔

منہیات:

1:حرام: وہ شرعی حکم جس کا ممنوع ہونا قطعی دلیل سے بلاشبہ ثابت ہو جس کا انکار کرنا کفر ہے۔ حرام کا فرض کے مقابل حکم ہے۔اسے چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔اس کا ایک بار بھی قصداً کر لینا باعث عذاب اور گناہ کبیرہ ہے جیسے شراب نوشی، زنا وغیرہ۔

2:مکروہ تحریمی: ایسا شرعی حکم جس کا ثبوت قطعی دلیل سے شبہ کے ساتھ ثابت ہو۔اس کا واجب کے مقابل حکم ہے۔اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کے کرنے کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

3:مکروہ تنزیہی: اس کا سنّت مؤکدہ کے مقابل حکم ہے۔اس کا کرنا شرع کو پسند نہیں، اسے نہ کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے چھوڑنے پر ثواب اور فضیلت ہے۔اس کے کرنے پر پیارے اللہ کریم عزوجل اور رسول کریم ﷺ کا عتاب ہے۔

4:اساءت: اس کا سنّت غیر مؤکدہ کے مقابل حکم ہے۔اسکا کرنا شریعت میں پسند نہیں مگر اسکے کرنے پر عذاب نہیں۔اور نہ کرنے پر ثواب ملے گا۔قصداً کرتے رہنا برا اور خرابی کا باعث ہے۔

5:مباح: جو مامورات کے مباح کا حکم ہے وہی منہیات کے مباح کا حکم ہے۔

﴿ماخوذ از۔بہار شریعت ج۱ص۸۲،ج۲ص۸۱۷،نورالایضاح،تحفۃ الاخیار وکتب اصول﴾۔

پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا(حدیث) ''جس کا میں مولیٰ ہوں سیدنا **علی** رضی اللہ عنہ بھی اُس کے مولیٰ ہیں'' (عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ،ترمذی ج۲ ح۱۶۴۷،ابن ماجہ ح۱۳۱،احمد ج۱)۔(حدیث) ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہیں رکھتا اور ان سے کوئی مومن بغض نہیں رکھتا'' (عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج۲ ح۱۶۵۱،ابن ماجہ ح۱۱۹)۔(حدیث) ''سیدنا **حسن** رضی اللہ عنہ وسیدنا **حسین** رضی اللہ عنہ دونوں جنّت کے نوجوانوں کے سردار ہیں'' (عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۱۷۰۳ص۳۵۷،مشکوٰۃ ح۵۸۹۰،مرآۃ المناجیح ج۸ص۴۱۶)۔(حدیث) ''اے اللہ کریم عزوجل میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وسیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ'' (عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ،ترمذی ۲ح۱۷۱ص۴۰۷)۔

باب۔۳

احکامِ نجاست

ہمارا پیارا دین اسلام ایک پاکیزہ اور نفیس الفطرت دین مبین ہے۔جس طرح وہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر جامعیت سے روشنی ڈالتا ہے۔ایسے ہی اس نے نہ صرف ناپاکی کے باریک نکات کی نشاندہی فرمائی ہے بلکہ اس پلیدی کو دُور کرنے کے بارے واضح احکامات بھی جاری فرمائے ہیں۔یوں اس پہلو میں بھی دین اسلام باقی ادیان سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

نجاست کا لفظ گندگی ،ناپاکی یا پلیدی کیلئے استعمال ہوتا ہے جو کپڑے یا بدن پر اثر انداز ہو جائے تو کئی ایک عبادات میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔یہاں نجاستوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

نجاست کی اقسام:۔

نجاست کی صحیح شرعی وضاحت کیلئے اسے درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

1۔ نجاست حقیقی:

ایسی نجاست جس کے اثرات کپڑے یا بدن یا کسی چیز پر ظاہر ہوں جیسے پاخانہ اور پیشاب وغیرہ اس کا دھونا ضروری ہوتا ہے۔اس کی مرئی (visible) جیسے پاخانہ کا لگ جانا اور غیر مرئی (Invisible) جیسے پیشاب کا لگ جانا دو صورتیں ہوتی ہیں (۱)۔

2۔نجاست حکمی:

ایسی نجاست جو بظاہر نظر نہیں آتی مگر اُس کے سرزد ہونے کا علم ہو جاتا ہے لہٰذا اس پر نجاست کے حکم کا اطلاق ہو جاتا ہے جیسے ریح خارج ہونا، جنابت میں مبتلاء ہونا اور حیض آنا وغیرہ (۲)۔

نجاست حقیقی کی اقسام:۔

مزید وضاحت کیلئے نجاست حقیقی کو درجِ ذیل اقسام میں بانٹا جاتا ہے:۔

1۔نجاست غلیظہ:

جس چیز کا نجس ہونا زیادہ شدید ہو اور اس کا ثبوت تاکید کے ساتھ ہو وہ نجاست غلیظہ کہلاتی ہے۔اس نجاست کے بارے شرعی احکامات سخت ہوتے ہیں۔اسکی وضاحت قرآن وحدیث میں موجود ہوتی ہے اور آئمہ امت کا اس پر اتفاق واجماع پایا جاتا ہے۔نجاست غلیظہ کے بدن یا کپڑے پر لگ جانے کا شرعی حکم یہ ہے کہ ''وقدر الدرھم ومادونہ من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر وخرء الدجاج وبول الحمار جازتِ الصّلوٰۃ معہ وان زاد لم تجز،'' نجاست غلیظہ سے ایک

---

(۱)ہدایہ۔(۲) کبیری ص ۱۴۲۔

درہم یااس کے کم مقدار کیساتھ نماز جائز ہے جیسے خون، پیشاب، انگوروں کی شراب، مرغی کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب وغیرہ'' گویا نجاست ایک درہم کے برابر (چاندی کے پاکستانی روپیہ کے سکہ کے برابر) یا کم ہوتو معاف ہے، ایک درہم سے زیادہ ہوتو دُور کرنا ضروری ہے''۔ ورنہ نماز نہ ہوگی، قصداً پڑھی تو گنہگار ہوگا اور اگر ایک درہم یا کم مقدار پر ہوتو دُور کرنا افضل ہے تاہم دُور کئے بغیر نماز ہو جائیگی مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے، خلافِ سنّت ہے متقی کیلئے نماز کا اعادہ کر لینا بہتر ہے (۱)۔

اگر نجاست گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گوبر وغیرہ تو درہم کی مقدار جاننے کیلئے اس کا اندازاً وزن شمار ہوگا جو کہ 20 قیراط (4.50 ماشہ تقریباً) ہے اور اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب یا شراب تو اسکے پھیلاؤ کی لمبائی چوڑائی شمار ہوگی جو کہ ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بنتی ہے یعنی ہتھیلی کو خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستگی سے اتنا پانی ڈالیں کہ آسانی سے رُک جائے تو پانی نے جتنی جگہ گھیری ہوگی وہ درہم کی مقدار تصور ہوگی (۲)۔

انواعِ نجاست غلیظہ:۔ درج ذیل چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں:۔

بدنِ انسانی سے خارج ہونے والی ہر شے جیسے پیشاب، پاخانہ، مَنی، مَذی، وَدی، بہتی ہوئی پیپ، حیض ونفاس کا خون۔ **نیز** چھوٹے بچوں کے پیشاب کو پاک سمجھنے والی مائیں متنبہ ہوں کہ بچے کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جسطرح بڑے کا **نیز** ہر بچے اور بڑے کی منہ بھر قے، **نیز** انسان اور خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون۔ **نیز** شراب، **نیز** دُکھتی آنکھ کا مواد، ناف، کان یا پستان کا وہ مواد جو درد کے ساتھ نکلے، **نیز** حرام جانور جیسے لومڑی، بلّی، کتا، خنزیر، ہاتھی اور شیر وغیرہ کا گوشت، پیشاب گوبر، لید (Dung)، دودھ اور سونڈھ کی رطوبت وغیرہ کیونکہ (حدیث) ''دانتوں والے درندے اور پنجوں والے پرندے (کا گوشت کھانا) منع ہیں'' (۳)۔ **نیز** (حدیث) گھریلو گدھا، کوا، چیل، چوہا، بچھو کا گوشت کھانا منع ہے'' (۴)۔ **نیز** درندے چوپائے جیسے شیر، ہاتھی، کتا وغیرہ کا لعاب، **نیز** مردار کا گوشت اور چربی۔ **نیز** کافر یا مرتد کا ذبح کیا حلال جانور بیشک گائے بکری وغیرہ ہی ہو مردار ہے اُس کا گوشت پوست سب کچھ ناپاک ہے۔ **نیز** ہر حلال چوپایہ جیسے گائے، بھینس، اونٹ کا گوبر یعنی پاخانہ یا مینگنی، **نیز** مرغی، مرغابی اور بطخ وغیرہ اور جو اڑنے والے پرندے کی بیٹ **نیز** چھپکلی

(۱) مسند امام زید ص ۵۵، امام محمد ح ۲۹۷، ہدایہ ج ۱ ص ۴۵، عالمگیری ج ۱ ص ۷۰، ۹۰، جامع صغیر ص ۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۵، مالابد منہ، نور الایضاح ص ۸۳ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۷۱، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۲۴ (۳) عن ابن عباس ؓ، بخاری، مسلم ج ۲ ح ۴۸۷۳، ابوداؤد ج ۳ ح ۴۰۳، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، دارمی ح ۲۰۱۷، شعب الایمان ج ۵ ح ۵۶۲۶ (۴) شعب الایمان ج ۵ ح ۵۶۲۶۔

یا گرگٹ کا خون، سانپ اور مینڈک کا پیشاب، پاخانہ، گوشت، کھال اور بہتا ہوا خون (۱)۔

2. نجاستِ خفیفہ:

نجاستِ خفیفہ وہ ہے کہ جس کا نجس ہونا زیادہ شدید نہ ہو اور اس کے ثبوت میں قطعیت نہ ہو اور جس کے بارے ہلکا شرعی حکم ہو۔ نجاستِ خفیفہ اگر کپڑے، بدن یا چیز پر اس کے اصل کے چوتھائی یا زیادہ حصہ پر لگی ہو تو اُس کا دھونا ضروری ہوتا ہے ورنہ نماز نہ ہوگی (۲)۔ اس حالت میں ہی جان بوجھ کر نماز پڑھنے والا گنہگار ہوگا اور نماز واجب الاعادہ ہے (۳)۔ اور اگر نجاست چوتھائی حصہ سے کم پر ہو تو معاف ہے نماز ہو جائے گی (۴)۔ اگر نجاستِ خفیفہ متفرق طور پر کئی جگہ پر لگی ہو جس کا مجموعہ چوتھائی عضو کے برابر ہو تو نجاستِ خفیفہ شمار ہوگی (۵)۔

یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ تمام بدن یا کپڑے کا چوتھائی حصہ شمار نہیں کرنا بلکہ تمام بدن ایک کل ہے اور ہاتھ، پاؤں، سر، پیٹ وغیرہ اُس کے اجزاء ہیں لہٰذا ان اجزاء کا فرداً فرداً چوتھائی حصہ شمار کریں۔ اسی طرح ہی کپڑا کا بھی چوتھائی حصہ شمار ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جتنی مقدار شریعت نے آپ کو معاف کر رکھی ہے وہ اگر لگ جائے تو اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ لاپرواہی برتتے ہوئے اُسے قصداً لگا رہنے دیں اور نماز پڑھنے لگ جائیں۔ گو نماز تو ہو جاتی ہے مگر دھونا افضل ہے، اسی میں تقویٰ ہے جس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تو پرہیزگار بن جا تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا" (۶)۔ نیز (حدیث) "ایک مثقال پرہیزگاری کا اجر 1,000 مثقال نماز و روزہ کے اجر سے بہتر ہے" (۷)۔

انواعِ نجاستِ خفیفہ: ۔ درج ذیل چیزیں نجاستِ خفیفہ ہیں:۔

حلال جانور جیسے گائے، بھینس، بکری، اُونٹ وغیرہ کا پیشاب اور اُن کا پتہ اور گھوڑے کا پیشاب اور اس کی لید وغیرہ۔ حرام پرندے جیسے گدھ، کوا، چیل، شکرا وغیرہ کی بیٹ، جبکہ عالمگیری ج ۱ص ۲۷ میں حلال پرندے کی بیٹ پاک شمار کی گئی ہے۔ مچھلی کا خون، گدھے اور خچر کا زیادہ مقدار میں لعاب حلال جانور کی کھال کے ساتھ موجود خون نما رطوبت، بھڑ، مکھی اور مچھر وغیرہ کا جمع شدہ خون کہ

(۱) شعب الایمان ج ۵ ح ۵۶۲۷، درمختار، تنویر، شامی، ہدایہ، شرح وقایہ، عالمگیری ج ۱ص ۱۵، ۳۶، ۱۷، مالابدمنہ، بحر الرائق، شرح نقایہ، نور الایضاح ص ۸۳، بہار شریعت ج ۱ص ۱۲۴ (۲) ہدایہ ج ۱ص ۱۷، عالمگیری ج ۱ص ۱۷، بہار شریعت ج ۱ص ۱۲۴ (۳) شامی، تنویر الابصار، بہار شریعت (۴) جامع صغیر ص ۹، ہدایہ ج ۱ص ۴۵، شرح نقایہ ج ۱ص ۴۴، مالابدمنہ، بہار شریعت ج ۱ص ۱۲۴ (۵) درمختار (۶) عن ابو ہریرہ ؓ، مکتوبات امام ربانی ج ۲ص ۱۹۵ (۷) قال سیدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، مکتوباتِ امام ربانی ج ۲ص ۱۹۵۔

جن کے اندر بہنے والا خون نہ ہو(۱)۔

نوٹ: اوپر نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی مقدار کے 2 الگ الگ حکم بتائے گئے ہیں یہ اُسی وقت ہیں جب نجاست بدن یا کپڑے پر لگے اور اگر نجاست کسی پتلی چیز جیسے پانی یا شربت وغیرہ میں گرے تو چاہے نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ ساری چیز ناپاک ہو جائیگی بیشک ایک قطرہ ہی ہو، بشرطیکہ وہ پتلی چیز جس میں نجاست گری وہ کثیر مقدار میں نہ ہو یعنی دَہ دردَہ (وضاحت صفحہ ۸۲ پر) نہ ہو(۲)۔

جوٹھا کا حکم:

۞ ۔مرد اور عورت، جنبی سب کا جوٹھا یعنی پس خوردہ پاک ہے(۳)۔کہ(حدیث)''مومن نجس نہیں ہوتا''(۴)۔تاہم غیر عورت کا جوٹھا مرد کیلئے اور غیر مرد کا جوٹھا عورت کیلئے مکروہ ہے(۵)۔البتہ دیندار باشرع عالم دین یا اولیاء اللہ کا جوٹھا تبرک سمجھ کر پینے میں حرج نہیں(۶)۔

۞ ۔کافر کا جھوٹا پاک ہے مگر اس سے یوں بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ اور کھنگار پاک تو ہیں مگر ان سے آدمی نفرت کرتا ہے۔لہذا ان سے بہت بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے(۷)۔

۞ ۔حیض اور نفاس والی عورت کا جوٹھا پاک ہے(۸)۔لہذا(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا''تم اس کے ساتھ کھا سکتے ہو وہ تمہارے ساتھ کھا سکتی ہے''(۹)۔

۞ ۔اگر کسی کے منہ میں زخم وغیرہ ہو یا معاذ اللہ شراب پی اور مُنہ صاف نہیں کیا، اُسی صورت میں پانی یا کسی مشروب کو منہ لگا دیا تو ان صورتوں میں جھوٹا ناپاک اور وہ مشروب بھی ناپاک ہو جائیگا(۱۰)

۞ ۔منہ بھر قے کرنے والے نے قے کے دوران کلی کرنے کیلئے برتن سے منہ لگا کر پانی لیا تو وہ برتن و پانی ناپاک ہو جائیگا۔اور شیر خوار بچہ جو منہ بھر آلائش ڈالتا ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

۞ ۔تمام حلال چوپائے اور پرندے جیسے بھینس، بکری اور کبوتر کا جوٹھا پاک ہے(۱۱)۔

۞ ۔غلاظت میں منہ مارنے والے جانور جیسے گائے، بکری وغیرہ اور پیشاب سونگھنے والا بیل، بھینسا اور بکرا وغیرہ کا جوٹھا تب ناپاک ہے جب وہ غلاظت میں منہ مار رہے ہوں ورنہ پاک(۱۱)۔

(۱) مسند امام زید ص ۵۵، ہدایہ ج ۱ ص ۳۷، نور الایضاح ص ۸۳، عالمگیری ج ۱ ص ۳۶، ۱۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۵، مالابد منہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۲۴ (۲) بہار شریعت (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۲۷۶، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۶ (۵) ہدایہ ج ۱ ص ۲۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۲، کبیری ص ۱۶۶، نہر الفائق، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۶) بہار شریعت (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۸) ہدایہ ج ۱ ص ۲۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۲، کبیری ص ۱۶۶ (۹) ترمذی ص ۴۶ (۱۰) شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۲، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۱۱) ہدایہ ج ۱ ص ۲۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۲، کبیری ص ۱۶۶، مالابد منہ، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۱۱) عالمگیری ج ۱ ص ۳۵، ہدایہ ج ۱ ص ۲۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۲، کبیری ص ۱۶۶، ۱۶۷۔

۞ ۔گھوڑے کا جوٹھا پاک ہے کیونکہ یہ ایک پاکیزہ اور نفیس جانور ہے (۱)۔

۞ ۔گدھا اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے جس کے بارے حکم ہے کہ اگر ان کے جھوٹے کے علاوہ پانی نہ ملے تو ایسے پانی سے وضوء کرلیں مگر وضوء کے ساتھ تیمّم بھی کرلیں ورنہ نماز درست نہ ہوگی (۲)۔

۞ ۔گھر میں رہنے والے اور ہر وقت گھر میں آنے جانے والے اور برتنوں میں منہ ڈالنے والے گوشت کے لحاظ سے حرام جانور جیسے بلّی، چُوہا، سانپ اور چھپکلی سب کا جوٹھا مکروہ ہے۔ تاہم مجبوروں غریبوں کیلئے رعایت ہے کیونکہ ان سے بچنا مشکل ہوتا ہے (۳)۔لہٰذا ''اگر بلّی (وغیرہ) کے جوٹھا کے علاوہ پانی نہ ملے تو اس سے وضوء وغسل جائز ہے'' (۴)۔تاہم اگر بلّی نے چوہا کھایا ہو اور اس کے بعد جلد ہی (یعنی 15 یا 20 منٹ کے اندر اندر) برتن میں منہ ڈالے تو وہ مکروہ تحریمی ہے (۵)۔

۞ ۔پانی میں رہنے والے جانور جن کا خون بہتا نہیں جیسے مچھلی وغیرہ کا جوٹھا پاک ہے (۶)۔

۞ ۔غلاظت میں مُنہ مارنے والی مُرغی اور اُڑنے والے شکاری پرندے جیسے شکرا، باز، چیل اور کوا وغیرہ کا جوٹھا مکروہ ہے (۷)۔تاہم مجبور کیلئے رعایت ہے۔

۞ ۔حرام درندے جیسے کتا، بھیڑیا، چیتا، شیر اور ہاتھی وغیرہ کا جوٹھا ناپاک ہے۔خنزیر تمام اعضاء کے اعتبار سے بہرحال نجس العین ہے (۸)۔

۞ ۔کتے نے مٹکے کو اوپر سے چاٹا تو اُس میں موجود پانی ناپاک نہ ہوگا (۹)۔

پسینہ، پِتّہ، جگال اور لُعاب کا حُکم:

یہ فقہ کا ایک اصول اور قانون ہے کہ جس جانور، چرند، پرند وغیرہ کا جوٹھا پاک ہے اُس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے۔اور جس کا جوٹھا مکروہ اُس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے۔جس کا جوٹھا ناپاک اُس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے۔کیونکہ لعاب اور پسینہ دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں۔اور جگال کا وہی حکم ہے جو پاخانہ کا ہے اور پِتّہ کا وہی حکم ہے جو پیشاب کا (۱۰)۔

جو چیزیں نجس نہیں: درج ذیل چیزوں سے کپڑا، بدن یا اشیاء نجس نہیں ہوتیں:۔

(۱) مسند امام زید ص ۵۴، نور الایضاح، ہدایہ ج ۱ ص ۲۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۲، مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۲) نور الایضاح ہدایہ ج ۱ ص ۲۳، جامع صغیر ص ۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۴، عالمگیری ج ۱ ص ۳۶ (۳) جامع صغیر ص ۸، ہدایہ ج ۱ ص ۲۲، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۳، کبیری ص ۱۶۸، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵، مالابدمنہ (۴) مؤطا امام محمد ح ۹۰ (۵) ہدایہ ج ۱ ص ۲۲، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۳، کبیری ص ۱۶۹، فتح القدیر ج ۱ ص ۷۷، ۸۷، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۷) ہدایہ ج ۱ ص ۲۲، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۳، نور الایضاح، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۸) مسند امام زید ص ۵۴، ہدایہ ج ۱ ص ۱۹، ۲۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۰، ۲۲، کبیری ص ۱۶۷، نور الایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۳۵ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۷۱، تنویر، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۲۵۔

۞۔ پانی میں رہنے والے جانور جیسے مچھلی وغیرہ کا خون کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ہمارے لئے مری ہوئی چیزیں جیسے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون جیسے جگر اور تلی حلال کر دیئے گئے ہیں" (۱)۔ لہٰذا گوشت، تلی اور کلیجی میں رَہ جانے والا جما ہوا خون۔ **اور** خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ **اور** اونچا اُڑنے والے حلال پرندے جیسے کبوتر، مینا، چڑیا، مرغابی اور قازان وغیرہ کی بیٹ، **اور** چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب (۲)۔ **اور** ریشم کے کیڑے کی بیٹ اور پانی، **اور** مچھر اور کھٹمل کا کم خون (۳)۔ **اور** جن چیزوں میں خون سرایت نہیں کرتا مرنے سے وہ نجس نہیں ہو جاتیں جیسے آدمی کے سر کے بال، مردہ جانور کے بال ہڈی، پٹھا، سُم، سینگھ، دانت، پر، چونچ اور ناخن بشرطیکہ ان پر چربی یا چکنائی نہ ہو (۴)۔ **اور** مردہ جانور کے تھن کا دُودھ (۵)۔ **اور** گھوڑی کا دُودھ پاک ہے مگر پینا جائز نہیں۔ **اور** چوہے کی مینگنیاں آٹے میں پس گئیں اگر آٹا کا ذائقہ نہ بدلے تو پاک ہے اگر ذائقہ بدل جائے تو ناپاک (۶)۔ اگر چوہے کی مینگنی دودھ میں گر جائے اور ٹوٹ جائے تو دودھ ناپاک ہے (۷)۔ **اور** خون جو زخم سے نہ بہا ہو (۸)۔ **اور** اوپلے کی راکھ بشرطیکہ راکھ بننے سے پہلے بجھ نہ گئی ہو، **اور** اوپلے جلا کر کھانا پکانا جائز ہے۔ **اور** کتا خشک یا گیلا بشرطیکہ اُس پر نجاست نہ لگی ہو انسان کے بدن سے چھو جائے تو حرج نہیں (۹)۔ مگر گیلے بدن والے کتے سے تاکید کے ساتھ پرہیز اور احتیاط کی جائے۔ **اور** گل سڑ جانے والا حلال گوشت **اور** راستے کا کیچڑ کہ جب تک اُس میں نجاست معلوم نہ ہو پاک ہے (۱۰)۔ **اور** مذبوحہ جانور کا سب گوشت پوست اور وہ خون جو اس کی رگوں میں یا گوشت میں باقی رَہ جاتا ہے چونکہ جاری نہیں اسلئے پاک ہے (۱۱)۔ **اور** انسان اور خنزیر کے چمڑا کے سوا ہر چمڑہ جب رنگ دیا جائے (۱۲)۔ کیونکہ (حدیث) "جب چمڑا رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے" (۱۳)۔ **اور** تیل میں چوہے کی مینگنی مِل جائے تو تیل پاک ہے اور تیل کا ذائقہ بدل جائے تو ناپاک (۱۴)۔ **اور** شہید کا خون کہ جب تک اُس کے بدن سے جدا نہ ہو (۱۵)۔ **اور** آدمی کے ناک اور منہ سے نکلنے والی بلغمی رطوبت، اور منہ سے نکلنے والی رال (۱۶)۔ **اور** بکری کی مینگنی دودھ میں گر گئی اگر ٹوٹنے سے پہلے نکال لی تو پاک ورنہ ناپاک ہے، **اور** ملھی

(۱) شعب الایمان ج۵ ح ۵۶۲۷ (۲) درمختار، شرح نقایہ ج۱ ص۴۲، کبیری ص۱۶۹، عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۳) عالمگیری ج۱ ص ۳۶، ۴۷ (۴) ہدایہ، شرح نقایہ، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص۳۶ (۵) عالمگیری ج۱ ص۳۶، درمختار (۶) بہار، عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۷) عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۸) بہار شریعت ج۱ (۹) بہار شریعت ج۱ ص۱۲۶ (۱۰) بہار شریعت ج۱ (۱۱) عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۱۲) ہدایہ ج۱ ص۱۸، شرح نقایہ ج۱ ص۱۹ (۱۳) مسلم ج۱ ح۱۷، ابوداؤد ج۳ ح۴۲۷، نسائی ح۴۶۷، ابن ماجہ ح۳۶۱۵ احمد ج۱ ح۳۵۷، دارمی ح۴۰۲۳، مؤطا امام محمد ح۹۸۳ (۱۴) عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۱۵) بہار شریعت (۱۶) شامی، عالمگیری ج۱ ص۴۷

پاخانہ سے اُڑ کر کپڑا پر بیٹھی تو کپڑا پاک ہے(۱)۔ **اور** پیشاب کے نہایت باریک سوئی کی نوک کے برابر چھینٹے کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا پاک ہے تاہم احتیاط ضروری ہے کہ آقا کریم ﷺ نے اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اور عذابِ قبر کی اطلاع دی (۲)۔ اور اگر یہ چھینٹے سوئی کے دوسرے سِرے جتنے ہوں تو نماز منع ہے (۳)۔

متفرق احکامات نجاست:

۞ ۔نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیفہ باہم مِل جائیں تو سب نجاستِ غلیظہ ہو جائے گی (۴)۔

۞ ۔تھوڑی تھوڑی نجاست کپڑا کی کئی جگہ پر ہو جو مجموعی طور پر درہم سے زیادہ ہو تو وہ غلیظہ ہے (۵)

۞ ۔گیلا ناپاک کپڑا پاک کپڑے میں لپیٹا اور وہ تَر ہو گیا تو وہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔

۞ ۔بھیگی ہوئی ناپاک جگہ یا ناپاک بچھونے پر اپنے خشک پاؤں رکھے جس سے پاؤں میں تَری آ گئی تو پاؤں نجس ہو گئے اگر پاؤں تَر تھے تو نجس نہ ہوں گے (۶)۔

۞ ۔ناپاک چیز پر سے ہوا یا ناپاک دھواں آیا اور بدن یا کپڑے کو لگا تو ناپاک نہ ہوگا (۷)۔

۞ ۔کوئی نجس چیز دَہ دَر دَہ پانی میں پھینکنے کی وجہ سے پانی کے چھینٹے کپڑے یا بدن پر پڑیں تو کپڑا نجس نہ ہوگا البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ یہ چھینٹے اُس نجس چیز کے ہیں تو نجس ہوگا۔

۞ ۔سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا کہ چھینٹے اُڑ کر کپڑوں پر پڑیں تو نجس نہیں۔

۞ ۔(حدیث) "جب برتن یا پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اُسے پوری طرح غوطہ دے کر نکال پھینکیں (تا کہ دونوں پَر ڈوب جائیں) کیونکہ اُس کے ایک پَر (Wing) میں شفاء اور دوسرے میں مرض ہوتی ہے" ابوداؤد میں اتنا زیادہ ہے کہ "مکھی گرتے وقت مرض والے پَر کو پہلے ڈالتی ہے" (۸)۔

نجاست دُور کرنا:

پیارے اللہ کریم ﷻ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے پیارے آقا کریم ﷺ جیسے نرم دل رحمۃ للعالمین نبی کریم ﷺ سے ہمیں نوازا کہ (القرآن) "بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (ﷺ) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے

---

(۱) بہار شریعت ج۱ (۲) بخاری ج۱ ح۲۱۵، ترمذی ج۱ ح۶۶، نسائی ح۳۱، ابوداؤد ج۱ ح۲۰، جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۱۷ (۳) بحر الرائق، عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۴) بہار شریعت ج۱ (۵) درمختار، عطاء حبیب ج۱ (۶) عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۷) بہار شریعت (۸) عن ابوہریرہ ﷺ، بخاری ج۲ ح۵۴۷، ابوداؤد ج۳ ح۳۴۴۴، احمد ج۱ ح۴۰۱، ابن ماجہ ح۳۶۰۸، ۳۶۰۹، نسائی ح۴۱۸۸، دارمی ح۲۰۷۵، شعب الایمان ج۵ ح۶۰۲۸، ابن حبان ح۱۲۴۶، ابن خزیمہ ح۱۰۵، بیہقی ح۱۱۲۳، مشکوٰۃ ح۳۹۳۶، بلوغ المرام ح۱۶ ص۵۰، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۶۸۹۔

والے، مسلمانوں پر کمال مہربان" (۱)۔اور (القرآن) "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ، پس یہ سب اللہ کریم ﷻ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کیلئے نرم دل والے ہوئے" (۲)۔اسی وجہ سے ہم اُمتیوں کو بے پناہ آسانیاں میسّر آئیں، اور بعض وہ احکامات جو سابقہ اُمتوں پر سخت حالت میں نافذ تھے دین اسلام میں رحمتِ عالم ﷺ کی بدولت اِن میں آسانی پیدا کردی گئی کہ (حدیث) "بنی اسرائیل کی شریعت میں تھا کہ جب کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اُس مقام کو (قینچی سے) کاٹ ڈالنا پڑتا" (۳)۔ مگر قربان جایئے امتِ محمدیہ کے شرف پر کہ جن کیلئے اعضائے نجس کو پاک کرنے کیلئے دھو لینا ہی کافی قرار دے دیا گیا اور "پہلی اُمتوں میں قربانی کا گوشت آسمانی آگ آکر جلا جاتی تھی جو اس کی قبولیت کی دلیل ہوتی تھی جبکہ اُمت محمدیہ کیلئے قربانی کا گوشت اور مالِ غنیمت حلال فرمادیا گیا" اور پھر اب کسی امتی کے دروازے پر گناہ نہیں لکھا جائیگا، اور جس عضو سے گناہ سرزد ہو جائے اسے کاٹ پھینکنے کی ضرورت نہیں، اور زکوٰۃ 25 فیصد نہیں بلکہ اڑھائی فیصد ہے، اور نماز کا مسجد میں پڑھنا فرض نہیں بلکہ روئے زمین مسجد قرار دے دی گئی، رمضان کے روزہ میں (مفطرات ثلاثہ یعنی) افطار سے لے کر صبح صادق تک کھانا منع نہیں بلکہ کھانے پینے کی اجازت دے دی گئی اور طاعون جو پہلی امتوں کیلئے عذاب تھا اور اس امت کیلئے شہادت قرار دے دیا گیا (۴)۔ان مہربانیوں کا یوں اظہار فرمایا گیا (القرآن) "مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ ، اللہ کریم ﷻ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کردے" (۵)۔ابھی یہ ایک احسان کا ذکر ہے حقیقت تو یہ ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ کی تشریف آوری پر جو احسانات ہم امتیوں پر ہوئے (القرآن) "اور اگر اللہ کریم ﷻ کی نعمتیں گنو تو اُنہیں شمار نہ کر سکو گے" (۶)۔پھر انہیں مجھ جیسے فقیر کا احاطہ تحریر میں لانا کیسے ممکن ہے۔اسی لئے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "دین آسان ہے اور کوئی اس کو سخت نہ بنائے گا مگر دین اس پر غالب آجائیگا" (۷)۔ بہرحال اب بدن، کپڑا اور برتن وغیرہ پر نجاست لگ جانے کو پاک صاف کرنے کے بارے شرعی احکامات درج کئے جاتے ہیں:۔

◉ ۔نجس چیز جب تک اپنی اصلیت کو چھوڑ کر دوسری جنس میں تبدیل نہ ہو جائے پاک نہیں ہو سکتی جیسے گوبر جل کر راکھ ہو جائے تو راکھ پاک ہے (۸)۔

(۱) سورۃ التوبہ، ۱۲۸ (۲) آل عمران، ۱۵۹ (۳) عن عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۱ ح۵۳۳، احمد ج۱ ح۴۰۴، حاکم ج۱ ح۶۵۷، فیوض الباری حصہ ۱ ص۵۰۹، کشف الغمہ ج۱ ص۹۵ (۴) مرأۃ المناجیح ج۵ ص۶۳۷، مکتوباتِ امام ربانی ج۲ ص۶۱ (۵) المائدہ، ۶ (۶) سورۃ النحل، ۱۸ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۸، مشکوٰۃ ح۱۷۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۸ (۸) شرح نقایہ، شرح وقایہ۔

◉ ۔دَلدار (جسم دار) نجاست جیسے پاخانہ، گوبر، خون اور قَے وغیرہ کپڑا اسے لگ جائے تو اُس کے دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ نجاست کا دُور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے تو ایک بار ہی کافی ہے اور اگر تین، چار بار دھونے سے نجاست دُور ہو تو اتنی بار دھوئیں، ہاں اگر 3 بار سے کم مرتبہ دھونے سے نجاست دُور ہو جائے تو 3 بار پورا کر لینا مستحب ہے (۱)۔

◉ ۔اگر نجاست رقیق ہو جیسے پیشاب تو اسے ایک بار کپڑا اسے اچھی طرح دھو کر اپنی مکمّل طاقت سے اتنا نچوڑیں کہ پانی کا آخری قطرہ کپڑے سے گر جائے اسکے بعد دونوں ہاتھ کپڑے سے الگ کر کے دھوئیں۔ اب دوسری بار کپڑے کو پھر اسی طرح دھو اور نچوڑ کر ہاتھ دھوئیں یوں ہی تیسری بار بھی ایسا کریں تو پانی کا آخری قطرہ گرنے سے سب پلیدی ختم ہو جائیگی مگر ہاتھ دھونے آخر میں ضروری ہیں۔ اور اگر پہلی اور دوسری بار نچوڑنے کے بعد ہاتھ نہیں دھوئے تو کپڑا ناپاک ہی رہے گا کیونکہ ہاتھ ناپاک تھے جب وہ کپڑے سے لگے تو کپڑا پھر ناپاک ہو گیا۔ کپڑا نچوڑنے کا قاعدہ یہ ہے کہ آپ اپنی پوری طاقت سے نچوڑیں یہاں تک کہ آخری قطرہ گر جائے۔ اور اگر کوئی زیادہ طاقت والا دوسرا شخص اسی کپڑا کو نچوڑے اور ایک دو قطرے مزید گر جائیں تو آپ کے مطابق وہ کپڑا پاک ہے دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں جبکہ اُس طاقتور کے نزدیک ناپاک ہے (۲)۔

◉ ۔اگر پاک اور ناپاک کپڑوں کو اکٹھا ڈرائی کلیننگ مشین (Dry Cleaning Machine) یا واشنگ مشین (Washing Machine) میں ڈال دیا جائے تو اس سے تمام کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ناپاک کپڑوں کو اوپر والے طریقہ کے مطابق پہلے 3 بار الگ دھو لیں اور نچوڑ لیں پھر باقی کپڑوں کے ساتھ ملائیں۔

◉ ۔کپڑے یا برتن کو 3 بار دھو لینے کے بعد بھی اگر تیل یا چربی وغیرہ کی بُو باقی رہے تو حرج نہیں۔

◉ ۔دری، چٹائی، قالین، نازک یا بھاری کپڑا اور جوتا وغیرہ جو نچوڑنے کے قابل نہیں اُسے دھو کر لٹکا دیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوبارہ دھوئیں، پھر تیسری بار دھوئیں اور ہر بار لٹکا دیں جب تیسری بار قطرے گرنا بند ہو جائیں تو چیز پاک ہو گئی (۳)۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جاری پانی جیسے نہر یا نالہ وغیرہ میں کپڑا وغیرہ ڈال کر نجاست صاف کر کے اس کا رنگ زائل کریں جب کافی پانی اس میں سے ہوتا ہوا گزر جائے تو نکال کر خشک کر لیں نچوڑنے کی ضرورت نہیں چیز پاک ہو گئی۔

---

(۱) بہارِ شریعت ج۱ ص۱۲۷، ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج۱ ص۶۴ (۲) عالمگیری ج۱ ص۶۵ محیط، بہارِ شریعت (۳) محیط، ہدایہ ج۱ ص۴۷، شرح نقایہ ج۱ ص۴۱، عالمگیری ج۱ ص۶۵، بہارِ شریعت۔

◉ ۔جوتے یا موزہ پر دَلدار نجاست جیسے پاخانہ یا گوبر وغیرہ لگ کر خشک ہوگیا تو اُسے کھرچیں یا زمین پر رگڑ دیں پاک ہوجائیگا(۱)۔مگر ”جب نجاست تَر حالت میں ہوتو دھونا ضروری ہے“(۲)۔

◉ ۔ناپاک گیلی مٹی کپڑے سے لگ کر خشک ہوجائے تو اُسے جھاڑ دینا یا کھرچ دینا کافی ہے(۳)

◉ ۔(حدیث)”میں (راویہ) آقا کریم ﷺ کے کپڑا اسے (گیلی) منی دھودیا کرتی۔آپ ﷺ اسے پہن کر نماز کو جاتے حالانکہ گیلا نشان نظر آرہا ہوتا تھا“(۴)۔نیز (حدیث)”ہم (بعض ازواج مطہرات) پیارے آقا کریم ﷺ کے کپڑے سے خشک مَنی کھرچ کر صاف کردیا کرتیں“اور”کپڑے کو رگڑ کر مَل دیا کرتیں اور پھر اُسی کپڑے سے پیارے آقا کریم ﷺ نماز ادا فرماتے(۵)۔اور پھر (حدیث)”ہم آپ ﷺ کے کپڑے سے مَنی کھرچتی تھیں جبکہ وہ خشک ہوتی اور اگر تَر ہوتی تو اُسے دھوتیں“(۶)۔البتہ فی زمانہ قوی احتیاط اس میں ہے کہ دونوں صورتوں میں دھولیں کیونکہ آجکل اجزائے خوراک رقیق ہونے کی وجہ سے منی عموماً پتلی ہوتی ہے جو کھرچنے سے کماحقہ زائل نہیں ہوتی۔

◉ ۔بدن تسلی سے ایک بار دھولینے سے پاک ہوجاتا ہے تاہم تین بار دھونا سنّت ہے۔

◉ ۔ناپاک کوئلہ یا لکڑی وغیرہ چھیلنے سے پاک ہوجاتی ہے۔

◉ ۔مٹی کے برتن میں نجاست جذب ہوجائے تو اُسے آگ میں خوب گرم کریں برتن پاک ہو جائے گا اور اگر نجاست جذب نہ ہوئی ہوتو 3 بار دھولیں۔

◉ ۔لوہا، چاندی، پیتل، تانبہ اور شیشہ کی چیزیں کہ جن میں نجاست جذب نہیں ہوتی جیسے چھری کانٹے، چاقو، تلوار اور آئینہ وغیرہ کو پونچھ دینے یعنی مٹی یا جنس مٹی پر رگڑنے سے پاک ہوجاتے ہیں(۷)۔تاہم بعد میں دھولینا اچھا ہے(۸)۔اور اگر یہی چیزیں زنگ آلود یا نقش ونگار والی ہوں یا ان میں مسام ہوں تو اُن کا دھونا ضروری ہے(۹)۔ایسے ہی چینی، لوہا، تانبہ اور پیتل وغیرہ کے برتن کو بھی 3 بار دھولینا ان کی پاکی کیلئے کافی ہے کیونکہ ان کا اندر سے مسح نہیں ہوسکتا(۱۰)۔**ف**: صوفیائے عظام مٹی کے برتن استعمال کرنا پسند فرماتے تھے کہ سنت رسول کریم ﷺ ہے اور پھر اس پر روزِ محشر حساب نہیں(۱۱)۔

---

(۱) بمطابق احادیث ابوداود، ابن ماجہ، احمد، مشکوۃ، مراۃ ج۱، فتاوٰی رضویہ، ہدایہ ج۱ص۴۳، جامع صغیر ص۹، شرح نقایہ ج۱ ص۴۳، عالمگیری ج۱ص۶۸، نورالایضاح (۲) مراۃ ج۱ص ۳۰۹ (۳) عالمگیری ج۱ص ۶۸ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ح ۲۲۶، مسلم ج۱، ترمذی، ابوداود ج۱ح ۳۷۲، نسائی ج۱ح ۲۹۳، ابن ماجہ ح ۵۷۸، فیوض الباری حصہ ۱ص ۵۱۲، بلوغ المرام ح ۳۰ص ۵۳، مراۃ ج۱ص ۳۰۶ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ح ۵۸۲، ابن ماجہ ج۱ح ۵۷۹، نسائی ح ۲۹۴، مسند امام اعظم ح ۷۷، احمد ج۱ح ۳۹۳، بیہقی، دارقطنی، فیوض الباری حصہ ۱ص ۵۱۲، بلوغ المرام ح ۳۱ص ۵۳ (۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسند بزار، فیوض الباری حصہ ۱ص ۵۱۲، دارقطنی ج۱ص ۱۲۵ (۷) ہدایہ ج۱ص ۴۴، شرح نقایہ ج۱ص ۴۳، نورالایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ص ۶۷ (۸) عالمگیری ج۱ص ۶۷ (۹) عالمگیری ج۱ص ۶۷ (۱۰) عالمگیری ج۱ص ۶۵ (۱۱) قوت القلوب ج۱ص ۳۹۵۔

◉ ۔(حدیث) ”کتا جس برتن میں مُنہ ڈالتا ہے اُس کو 3 بار دھویا جائے“(۱)۔اور پھر ایسے (حدیث) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتوٰی دیا کہ ”جب کتا برتن میں مُنہ ڈال دے تو اُس میں جو چیز بھی ہو اُس کو بہا دو اور برتن کو 3 بار دھوڈالو“(۲)۔جبکہ (حدیث) ”خود راوی (حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کا اپنا عمل بھی اسی طرح ہے“(۳)۔البتہ بخاری ج ا ح ۱۷۱، ترمذی ج ا ح ۸۵، مسلم ج ا ح ۵۵۶، احمد ج ا ح ۳۴۰، ابوداؤد ج ا ح ۷۱، نسائی ح ۶۳، طحاوی ج ا ص ۲۳ میں برتن 7 بار دھونے کے بارے جو احادیث ہیں وہ تمام اُس دَور کی ہیں جب کتے کو قتل کرنے کا حکم تھا(۴)۔جب کتّوں کو مار دینے سے منع فرما دیا گیا تو برتن صاف کرنے کے حکم میں بھی تخفیف کر دی گئی لہٰذا 3 بار دھونا لازم اور 7 بار دھونا مستحب ہوا(۵) یہی مذہب امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کا ہے۔آج کی جدید میڈیکل تحقیق کہتی ہے کہ کتّے کے مُنہ کے لعاب میں اس قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں جو مٹی کے بغیر صاف نہیں ہوتے لہٰذا ایک بار مٹی سے برتن کو دھوئیں یہ تو آج کی تحقیقی رپورٹ ہے جبکہ آپ ﷺ نے سینکڑوں سال پہلے یہ بات بغیر کسی لیبارٹری ٹیسٹ کے بتا دی تھی کہ (حدیث) ”برتن کو پہلی بار مٹی سے صاف کریں پھر پانی سے دھوئیں“(۶)۔سبحان اللہ۔

◉ ۔شہد کی مقدار سے زیادہ اُس میں پانی ڈال کر اتنا جوش دیں کہ جتنا تھا اتنا ہی ہو جائے تین مرتبہ یونہی کریں پاک ہو جائے گا(۷)۔

◉ ۔تیل اور پتلا گھی وغیرہ میں اگر نجاست گر جائے تو اُس میں اُس چیز کا پانچواں حصّہ پانی ڈال کر اُسے جوش دیں جب پانی جل جائے تو پھر نیا پانی ڈالیں یوں تین بار یہ عمل کریں اور ہر بار پانی کو جلا کر نیا پانی ڈالیں تیسری بار چیز پاک ہو جائے گی(۸)۔

◉ ۔جما ہوا گھی وغیرہ میں مَرا ہوا چوہا یا اس قسم کی دیگر نجس چیز گر جائے تو اُسے نکال دینے کے بعد اُس جگہ اور اُس کے اردگرد سے تھوڑا سا گھی نکال دینے سے باقی گھی پاک ہو جاتا ہے(۹)۔کیونکہ (حدیث) ”چوہا گھی میں گر پڑے تو اگر گھی جما ہوا ہے تو چوہے کو اور اسکے اردگرد کے گھی کو پھینک دو اگر پتلا ہے تو اس کے قریب نہ جاؤ“(۱۰)۔

(۱) دارقطنی ج ا ص ۶۵، فیوض الباری ج ا ص ۴۳۷، عالمگیری ج ا ص ۳۶ (۲) دارقطنی ج ا ص ۶۶، طحاوی ج ا ص ۲۳، عینی ص ۴۸۷، فیوض الباری ج ا ص ۴۳۷ (۳) قال سیّد عطاء تابعی علیہ الرحمۃ، دارقطنی ج ا ص ۶۶، طحاوی (۴) بمطابق بخاری ج ۲ ح ۵۵۰، مسلم ج ا ح ۵۶۱، نسائی ح ۴۲۰۱، ۳۳۴ (۵) طحاوی ج ا ص ۲۳، فیوض الباری ج ا ص ۴۳۷ (۶) طحاوی ج ا ص ۲۳ (۷) عالمگیری ج ا ص ۶۵، بہار شریعت ج ا ص ۱۲۹ (۸) درمختار، عالمگیری ج ا ص ۶۵ (۹) درمختار، عالمگیری ج ا ص ۷۰ (۱۰) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ا ح ۲۳۳، ترمذی ج ا ح ۱۸۵۹، احمد ج ا ح ۳۷۴، نسائی ح ۴۸۶، ابوداؤد ج ۳ ح ۴۳۲، دارمی، مؤطا امام مالک ح ۱۸۱۵، مؤطا امام محمد ح ۹۸۳، مشکوٰۃ ح ۳۹۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۶۹۶، کشف الغمہ ج ا ص ۸۸۔

- اناج، روٹی وغیرہ کا جو حصّہ ناپاک ہوگیا وہ اور کچھ آس پاس نکال دیں باقی پاک ہے (۱)۔
- دیہاتی خواتین عموماً گھر میں گوبر کی باریک تہہ سے لپائی کردیتی ہیں۔ جب وہ گوبر خشک ہو جائے تو اُس پر موٹا کپڑا یا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں (۲)۔
- ناپاک زمین اور مٹی دھوپ ہوا یا آگ سے خشک ہو جائے اور اُس کا رنگ اور بدبُو جاتی رہے تو وہ پاک ہو جائیگی۔ اُس پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اُس پر تیمّم درست نہیں، یہی حکم اینٹ کے فرش، درخت، دیوار اور بغیر کٹی گھاس کے بارے ہے (۳)۔ کہ (حدیث) ”زمین کا سوکھ جانا اُس کی طہارت ہے جب زمین خشک ہو جائے تو پاک ہو جاتی ہے“ (۴)۔ نیز اگر زمین کچی ہو تو تین بار پانی بہائیں اگر سخت ہے تو فرش وغیرہ پر پانی بہائیں اور ہاتھ سے رگڑیں اور کسی پاک کپڑے یا اُون وغیرہ سے پونچھ لیں تین بار ایسا کرنے سے پاک ہو جائے گی (۵)۔
- جائے نماز پر ہاتھ، پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے باقی جگہ اگر نجاست ہو تو نماز میں حرج نہیں البتہ نماز میں نجاست کے قریب نہ ہونا چاہیے (۶)
- بلّی ہاتھ چاٹے تو فوراً کھینچ لیں کہ مکروہ ہے اور بعد میں ضرور دھو دیں (۷)۔

(۱) درمختار، انوار الساطع (۲) بہار شریعت (۳) شرح نقایہ ج۱ ص۴۳، ہدایہ ج۱ ص۴۴، فیوض الباری حصہ ۱ ص۵۰۳، مالابُد منہ (۴) عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۱ ص۵۰۳ (۵) عالمگیری ج۱ ص۲۶ (۶) بہار شریعت (۷) عالمگیری ج۱ ص۳۵

اَغِثْنِی یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

حَبِیْبِیْ حِبِّیْ مَحْبُوْبِیْ اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم
مُحِبِّیْ حُبِّیْ مَطْلُوْبِیْ اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم
فِدَاكَ اِخْوَتِیْ اُمِّیْ اَبِیْ اَبْنَائِیْ اَحْبَابِیْ صلی اللہ علیہ وسلم
وِدَادِیْ وُدِّیْ مَرْغُوْبِیْ اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم
غِیَاثِیْ غَوْثِیَ الْمَوْلٰی مُغِیْثِیْ غَیْثِیَ الْمَلْجَآء صلی اللہ علیہ وسلم
مُعِیْنِیْ مَنِّیْ اِحْسَابِیْ اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقیہہ اعظم بصیرپوری علیہ الرحمۃ

باب۔۴

احکامِ طہارت

(القرآن)"اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"

ترجمہ۔ بیشک اللہ کریم ﷻ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے" (۱)۔

(حدیث)"طہارت نصف ایمان ہے" (۲)۔

(حدیث)"لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ، طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی" (۳)۔

قضائے حاجت کے مسائل:

پیارے اللہ ربّ العزّت ﷻ نے انسان کا جسمانی نظام کچھ اس انداز سے ترتیب دے رکھا ہے کہ اُسے وقفہ وقفہ بعد طہارت خانہ کی حاجت ہوتی ہے۔ چونکہ پاکیزگی اللہ کریم ﷻ کو بہت پسند ہے اور پاکیزہ رہنے والوں کو وہ بہت پسند فرماتا ہے اسلئے جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے جہاں زندگی کے متعلق بڑے بڑے اور اہم امور کی وضاحت فرمائی ہے وہاں قضائے حاجت کے بظاہر معمولی اور عام پہلوؤں پر بھی ہدایات واحکامات جاری فرما کر اپنی امت کی راہنمائی فرمائی۔ جسکی گواہی کافر بھی دیا کرتے تھے کہ (حدیث)"بعض مشرک مذاقاً کہتے کہ ہم تمہارے صاحب کو دیکھتے ہیں کہ تم کو پاخانہ کرنا تک سکھاتے ہیں" تو صحابی رضی اللہ عنہ نے (کمال حاضر جوابی سے) فرمایا "ہاں! ہمیں پیارے آقا کریم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کو منہ نہ کریں اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کریں اور تین ڈھیلوں سے کم پر کفایت نہ کریں اور نہ گوبر لید یا ہڈی سے استنجاء کریں" (۴)۔ سبحان اللہ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نصیحتوں ہی کی مثال ہے کہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "دو اُنگلیوں کے درمیان رکھ کر تسمہ نہ کاٹو" (۵)۔ کہ زخمی ہونے کا ڈر ہے اور (حدیث)"اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرو" (۶)۔ نیز (حدیث)"سونے لگو تو جلتی آگ نہ چھوڑو" (۷) وغیرہ۔

۞۔ ان مقامات پر پیشاب و پاخانہ ہرگز نہ کریں۔ وضوء اور غسل کی جگہ، عیدگاہ، مسجد کے آس پاس جانوروں کے درمیان، لوگوں کے سامنے، بیٹھنے کی جگہ پر، سخت زمین پر، نیچے کی جگہ سے اوپر کی جانب

(۱) سورۃ البقرہ، ۲۲۲ (۲) ترمذی ج۲ ح۱۴۴۵، مسلم ج۱ ح۴۴۲، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، احمد، ابن حبان ح۸۴۴، بیہقی ح۱۸۵، معجم کبیر ح۳۴۴۳، مشکوٰۃ ح۲۶۱ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۲۸، مسلم ج۱ ح۴۴۳، ترمذی ج۱ ح۱، ابوداؤد ج۱ ح۵۹، مشکوٰۃ ص۴۰ ح۲۸۰، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۲۹ (۴) عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۵۱۵، نسائی ح۴۱، احمد ج۱ ح۴۳۹، مشکوٰۃ ح۳۴۱، بلوغ المرام ح۱۰۳ ص۶۸، کشف الغمہ ج۱ ص۹۷، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۵ (۵) عن سمرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح۳۴۷۲، مرأۃ المناجیح ج۵ ص۲۹۲ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۹۵۱، مسلم ج۳ ح۶۵۴۲، ترمذی ج۲ ح۳۳، ترغیب ج۲ ح۲۷۵۴، مشکوٰۃ ح۳۳۶۲ (۷) بخاری ج۳ ح۱۲۲۱۔

اوپر کو پیشاب کرنا، نہر کے کنارے، پھلدار اور سایہ دار درخت کے نیچے، زمین میں کسی سوراخ میں، پانی میں، گزرگاہ پر، قبرستان میں، لوگوں کے پانی لینے کی جگہ پر جیسے دریا کا گھاٹ یا حوض کے کنارے سایہ میں، تیز ہوا کے رُخ اور رہائشی جگہ پر۔ ان کی نہ صرف حدیث میں ممانعت ہے بلکہ آقا کریم ﷺ نے بعض مقامات پر پیشاب کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے (۱)۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جونہی رفع حاجت کی ضرورت ہوتی ہے بعض بھائی نہیں خیال کرتے کہ منہ کدھر ہے؟ پشت کس طرف ہے؟۔ جگہ کونسی ہے؟ کوئی دیکھتا ہے یا نہیں؟۔ نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ بس جھٹ سے کھیت، کھلیان، گلی، سڑک، میدان، دیوار یا جھاڑی کے پاس یوں جا گرتے ہیں جیسے جانور۔ ایسا کرنا کسی دانا و ہوشمند کا کام نہیں۔ بلکہ اُسے پیارے آقا کریم ﷺ کا حکم یاد رکھنا چاہیے کہ (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اُس کو چاہیئے کہ اس کیلئے مناسب جگہ تلاش کرے'' (۲)۔

۔ (حدیث) ''پیشاب و پاخانہ کیلئے جاؤ تو قبلہ کی جانب نہ مُنہ کرو اور نہ پشت'' (۳)۔ اور اگر بھول کر ایسا کر بیٹھے تو یاد آتے ہی فوراً رُخ بدل لیں (۴)۔ نیز سورج اور چاند کی طرف مُنہ یا پشت کر کے بیٹھنا بھی منع ہے (۵)۔ اور بچّے کو پیشاب و پاخانہ کراتے وقت بھی اس کا مُنہ یا پشت قبلہ کی طرف نہ کریں، مائیں، بہنیں اس کا اکثر خیال نہیں رکھتیں (۶)۔ کتنا ہی اچھا ہو لیٹرین بناتے ہوئے قبلہ سمت کا خیال رکھیں ورنہ اس جگہ قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کرنے کا سب کا گناہ بنانے والے پر ہوگا

۔ بیت الخلاء میں جاتے وقت ایسی چیز جس پر اللہ کریم عزوجل، رسول کریم ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء اللہ کا نام یا قرآن پاک، کلمہ شریف یا مقدّس کلمات درج ہوں، ہمراہ نہ لے جائیں (۷) اس پر یہ حدیث دال ہے کہ (حدیث) ''جب آقا کریم ﷺ استنجا خانہ تشریف لے جاتے تو انگوٹھی ح 1 اتار دیتے'' (۸)۔ کیونکہ (حدیث) ''اس پر محمد رسول اللہ لکھا تھا'' (۹)۔ اسی تقلید میں (حدیث) ''حضرت

(۱) مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی ج ۱، احمد، طبرانی، بلوغ المرام ح ۳۲۹ ص ۹۲، حاکم ج ۱، مشکوٰۃ ح ۳۱۱، ۳۲۶، ۳۳۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۹، درمختار ج ۱ ص ۵۷، احیاء العلوم، عالمگیری ج ۱ ص ۳۸، ۸۷، نور الایضاح، مرآۃ ج ۱ ص ۲۹۶، رکنِ دین (۲) ابوداؤد ج ۱ ح ۳ (۳) عن ابو ایوب رضی اللہ عنہ و متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، مسلم ج ۱ ح ۵۱۸، بخاری ج ۱ ح ۱۴۴، ۳۸۳، ترمذی ج ۱ ح ۷، ۸، ابن ماجہ ح ۳۴۰، نسائی ج ۱ ح ۲۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۸، احمد ج ۱ ح ۴۲۷، مؤطا امام مالک ح ۴۵۳، ۴۵۴، دارمی ح ۶۸۸، معجم کبیر ح ۵۵۰، ابن حبان ح ۱۴۲۰، مشکوٰۃ ص ۴۲ ح ۳۰۷، بلوغ المرام ح ۹۰۴ ص ۶۸، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۴۱ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۸۶ (۵) احیاء العلوم، کشف الغمہ ج ۱ ص ۹۳، فیضان سنت، عالمگیری ج ۱ ص ۸۵ (۶) ردالمحتار، عالمگیری ج ۱ ص ۸۷ (۷) اشعۃ، احیاء العلوم، عالمگیری ج ۱ ص ۸۷ (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ح ۱۹، ترمذی ج ۱ ح ۱۸۰۲، نسائی ح ۵۱۱۷، ابن ماجہ، حاکم ج ۱ ح ۶۷۰، ابو یعلی ح ۳۵۴۳، مشکوٰۃ ح ۳۶۵، بلوغ المرام ح ۹۳ ص ۲۶، نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۷، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۴۵، شمائل ترمذی ص ۸۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۹۱ (۹) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۵، مسلم ج ۳ ح ۵۳۶۲، ابن ماجہ ح ۳۶۴۵، ابوداؤد ج ۳ ح ۸۱۲، حاکم ج ۱ ص ۱۷۱ ح ۶۷۱۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ جب بیت الخلاء جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی انگوٹھی مجھے دے دیتے"(۱)۔

۔ہمارے دیہات میں بعض گھروں میں بیت الخلاء کا بندوبست نہیں ہوتا جس کی وجہ سے کھلے کھیتوں میں رفعِ حاجت کیلئے جایا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّتِ مطہرہ کے مطابق پردہ داری کا خیال رکھیں کہ (حدیث) "جب دو شخص قضائے حاجت کیلئے جائیں تو ایک دوسرے سے پردہ کریں اور آپس میں گفتگو نہ کریں کہ اللہ کریم عزوجل ناراض ہوتا ہے"(۲)۔ نیز (حدیث) "بیشک اللہ کریم جل جلالہ حیادار اور پردہ پوش ہے پس غسل میں کسی چیز سے پردہ کر لیا کرو"(۳)۔ اس بارے پیارے آقا کریم ﷺ کا عمل مبارک یہ تھا کہ (حدیث) "آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے اتنا دُور نکل جاتے کہ کوئی دیکھ نہ سکے"(۴)۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض بھائی رفع حاجت کیلئے لوگوں کے آس پاس ہی بیٹھ جاتے ہیں اور چادر پہننے والے دوست بلا جھجک اپنے ران اور گھٹنے کھول دیتے ہیں حالانکہ (حدیث) "ران سَتر (چھپانے والی چیز) ہے"(۵)۔ اور اس کا چھپانا لازم ہے اس کا کھلا رکھنا ناجائز اور سخت منع ہے بعض افراد تو اس بُری عادت میں اتنا مبتلاء ہوتے ہیں کہ اکثر اوقات اپنے ران تک کا جسم عام لوگوں کے سامنے ننگا کر دیتے ہیں، اس عمل کا عادی فاسق ہے۔ ایک بار (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا مَعْمَر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ اُن کی ران کھلی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے مَعْمَر! اپنی رانوں کو ڈھانپ لو کہ ران سَتر ہیں"(۶)۔ اور (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے علی نہ اپنی ران کھولو اور نہ کسی زندہ مُردہ کی ران دیکھو"(۷)

۔رفع حاجت کیلئے جائیں تو جہاں تک ممکن ہو اپنا سَر ڈھانپ کر رکھیں (۸)۔

۔رفع حاجت کیلئے (حدیث) "بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ لیا جائے تو جنّوں کی آنکھوں اور انسان کے سَتر کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے جس سے جنّات انسان کے سَتر کو نہیں دیکھ سکتے"(۹)۔ کیونکہ (حدیث) "بیت الخلاء (Lavatory) جنّات کے حاضر

(۱) عن عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۱۲ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۴۱۶، بلوغ المرام ح۱۰۱ ص۶۷ (۳) عن یعلی رضی اللہ عنہ، نسائی ح۴۰۳، احمد ج۱ ح۴۹۷، ابوداود، بلوغ المرام ح۱۰۵ ص۶۸ (۴) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ابوداود ج۱ ح۲، نسائی ح۱۶، حاکم ج۱ ح۴۸۹، دارمی ح۶۸۴، مشکوٰۃ ح۳۱۶، بلوغ المرام ح۹۶ ص۶۷، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۵ کشف الغمہ ج۱ ص۹۴ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۶۰، ترمذی ج۲ ح۶۹۹، احمد ج۱ ح۱۲۲۳، ابوداود ج۳ ح۶۱۱۶، دارمی ح۲۶۸۴، بیہقی ح۳۰۴۵، مشکوٰۃ ح۲۹۷۷، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۱۵، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۷ (۶) عن محمد بن جَحْش رضی اللہ عنہ احمد ج۱ ح۱۲۲۷، شرح السنہ، مشکوٰۃ ح۲۹۷۹، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۸ (۷) عن علی رضی اللہ عنہ، ابوداود ج۳ ح۶۱۱۷، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح۲۹۷۸، مرآۃ ج۵ ص۳۸، کشف الغمہ ج۱ ص۱۹۷ (۸) کشف الغمہ ج۱ ص۹۱، روح تصوف (۹) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۵۸۸، ابن ماجہ ج۱ ح۳۶۶، ابن ابی شیبہ، نزل الابرار ص۹۸، مشکوٰۃ ج۱ ح۳۳۰، مرآۃ ج۱ ص۲۵۱

رہنے کی جگہ ہے'' (۱)۔ پھر یہ دعاء پڑھیں (حدیث) ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ'' (۲)۔ اور بیت الخلاء میں جاتے وقت اپنا بایاں قدم اندر رکھیں (۳)۔ رفع حاجت کے بعد باہر آنے لگیں تو (حدیث) ''دایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں'' (۴)۔ اور یہ دعاء پڑھیں (حدیث) ''غُفْرَانَکَ'' (۵)۔

۞۔ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ اپنے جسم پاک سے کپڑا نہ ہٹاتے جب تک کہ زمین کے قریب تر نہ ہو جاتے'' (۶)۔ لہٰذا کھڑا ہو کر سَتر نہ کھولیں بلکہ زمین کے قریب ہو لیں (۷)۔

۞۔ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر پیشاب کرے'' (۸)۔ اور (حدیث) ''مَیں (راوی) ایک بار کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا تو آقا کریم ﷺ نے مجھے فرمایا ''اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو'' چنانچہ پھر مَیں نے کبھی ایسا نہ کیا'' (۹)۔ اور پھر آپ ﷺ کے بارے ہے کہ (۱۰)۔ کہ (حدیث) ''جو شخص کہے کہ آقا کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اُسے سچّا نہ جانو بلکہ آپ ﷺ تو بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے'' (۱۱)۔ اسلئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف سنّت، بدتہذیبی اور منع ہے اس فعل بد سے ضرور بچیں (۱۲)۔ اور ''یہ کفّار کا طریقہ ہے، زمانہ جاہلیت کے لوگ بیل گدھے کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے'' (۱۳)۔

۞۔ رفع حاجت کے دوران سَتر کھول کر باتیں کرنا مکروہ تحریمی ہے (۱۴)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''دو لوگ (مرد یا عورت) پاخانہ کو جائیں اور سَتر کھول کر باہم باتیں کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ عزوجل غضب فرماتا ہے'' (۱۵)۔ کئی احادیث سے اس کی ممانعت آئی ہے۔ نیز اِس دوران

(۱) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۶، ابن ماجہ ح۳۱۴، مشکوٰۃ ح۳۲۹، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۰ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۲۴۲، مسلم ج۱ ح۳۵۷، ترمذی ج۱ ح۴، ابوداؤد ج۱ ح۴، نسائی ج۱ ح۱۹، ابن ماجہ ج۱ ح۳۱۴، احمد ج۱ ح۴۲۱، دارمی ح۶۹۲، ابن حبان ح۱۴۰۷، ابن خزیمہ ح۶۹، بیہقی ح۴۵۷، معجم صغیر ح۸۸۸، بلوغ المرام ح۹۴ ص۶۶، کشف الغمہ ج۱ ص۹۲، خیار الدعوات ص۴۶ (۳) عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۴) بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، دارمی، مشکوٰۃ، عالمگیری ج۱ ص۷۸، بلوغ المرام، تجرید البخاری، احیاء العلوم، حصن حصین (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج۱ ح۳۰، ترمذی ج۱ ح۶، ابن ماجہ ج۱ ح۳۲۰، نسائی، احمد ج۱ ح۲۴۴، دارمی ح۷۰۳، حاکم ج۱ ح۵۶۲، ادب المفرد ح۶۹۳، ابن خزیمہ ح۹۰، شرح نقایہ ج۱ ص۴۹، ابن حبان، نیل الاوطار ج۱ ص۷۱، خیار الدعوات ص۴۷ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴، ترمذی ج۱ ح۱۲، دارمی ح۶۸۹، مشکوٰۃ ح۳۱۸، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۴۶ (۷) شرح نقایہ ج۱ ص۴۹، عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۸) عن جابر رضی اللہ عنہ، بیہقی ج۱ ص۱۰۲ (۹) عن عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ ح۲۹۷، مشکوٰۃ ح۳۳۵، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۲ (۱۰) ترمذی، احیاء العلوم (۱۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج۱ ح۱۰، نسائی ج۱ ح۲۹، احمد ج۱ ح۴۱۲، مشکوٰۃ ح۳۳۶، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۳، کشف الغمہ ج۱ ص۹۴ (۱۲) شرح نقایہ ج۱ ص۵۷، درمختار ج۱ ص۵۷، عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۱۳) مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۲ (۱۴) شرح نقایہ ج۱ ص۴۹، عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۱۵) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۳۶۷، نسائی ج۱، ابوداؤد ج۱ ح۱۵، احمد ج۱ ح۴۱۶، حاکم ج۱ ح۵۶۰، ابن خزیمہ ح۷۱، معجم اوسط ح۱۲۶۴، مشکوٰۃ ج۱ ح۳۴۸، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۰، کشف الغمہ ج۱ ص۹۶۔

اذان، سلام اور چھینک کا جواب دینا بھی جائز نہیں ہے(۱)۔ نہ ہی اس دوران کسی دینی مسئلہ پر غور کریں(۲)۔ اور نہ آسمان کی طرف دیکھیں(۳)۔

۔ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "رفع حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھو اور دائیں پاؤں پر بوجھ کم کرو" (۴)۔ اور دونوں پاؤں کو قدرے پھیلا کر رکھیں(۵)۔

۔ قضائے حاجت کے دوران بدن سے خارج ہونے والی نجاست کو نہ دیکھیں(۶)۔ اور نہ ہی بلا ضرورت شرمگاہ کو چھوئیں، جب چھونے کی حاجت ہو تو خیال رکھیں کہ (حدیث) "شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئیں" (۷)۔ نیز بلا ضرورت اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھیں کہ حافظہ اور نظر کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے(۸)۔ اور نہ ہی کسی کی شرمگاہ کو دیکھیں کہ (حدیث) "کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ عورت کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے، 2 مرد ننگے ایک کپڑے میں نہ لیٹیں اور نہ 2 عورتیں ننگی ایک کپڑے میں لیٹیں" (۹)۔ کیونکہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ﷻ لعنت کرے سَتر دیکھنے والے اور دکھانے والے پر" (۱۰)۔ **ف** :۔ پیارے آقا کریم ﷺ اس بارے اتنی احتیاط فرماتے کہ آپ ﷺ کا سَتر مبارک کسی پر ظاہر نہیں ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہر فرماتی ہیں کہ (حدیث) "میں (راویہ) نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کا سَتر پاک نہیں دیکھا" (۱۱)۔ اسی طرح حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے از خود اپنی شرمگاہ کو ہرگز نہ دیکھا تھا جب پوچھا گیا تو فرمایا "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اسے دیکھوں جس کا دیکھنا دوسروں کیلیے حرام ہے" (۱۲) نیز فرمایا "جن آنکھوں نے رسول کریم ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھا ہے اب وہ آنکھیں شرمگاہ پر نہیں پڑنی چاہئیں" (۱۳)۔ اسی شرم کی بنا پر آپ نے فرمایا "مجھے جسم پر آری چلنا پسند ہے بجائے اسکے کہ میں کسی کی یا کوئی میری شرمگاہ دیکھے" (۱۴)۔ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمران رضی اللہ عنہ

(۱) الفقہ السنہ، عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۲) بہار شریعت (۳) غنیۃ الطالبین، عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۴) عن سُراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ، بیہقی، بلوغ المرام ح۱۱۱، کشف الغمہ ج۱ ص۹۱ (۵) عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۶) عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۷) عن عبد اللہ بن ابی قتادہ علیہ الرحمۃ، بخاری ج۱ ح۱۵۴، ترمذی ج۱ ح۱۳، مسلم ج۱ ح۵۲۲، ابوداؤد ج۱ ح۳۱، نسائی ج۱ ح۲۵، ابن ماجہ ح۳۳۱، احمد ج۱ ح۴۴۸، ابن حبان ح۱۴۳۴، ابن خزیمہ ح۶۸، بیہقی ح۵۴۲، دارمی ح۶۹۶ بلوغ المرام ح۱۰۲ ص۶۸ (۸) مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۲، عالمگیری ج۱ ص۷۸ (۹) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۶۷۶، ترمذی ج۲ ح۶۹۷، ابوداؤد ج۳ ح۶۲۰، ابن ماجہ ح۷۰۴، مسند احمد ج۱ ح۱۲۳۲، حاکم ج۱ ح۵۶۰، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۷۷، مشکوٰۃ ح۲۹۶۵، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۲ (۱۰) عن حسن بصری علیہ الرحمۃ، شعب الایمان، مشکوٰۃ ح۲۹۹۰، کشف الغمہ ج۱ ص۹۶، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۴۴ (۱۱) قال ... ہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ ج۱ ح۱۹۹۱، مشکوٰۃ ح۲۹۸۸، الشفاء حصہ اوّلی ص۸۹، شمائل ترمذی، مرآۃ ج۵ ص۴۳، نیس الواعظین ص۱۸۳ (۱۲) کشف المحجوب ص۴۹۹ (۱۳) روح البیان (۱۴) کشف الغمہ ج۱ ص۹۶۔

نے فرمایا" جب سے اپنا (دائیاں) ہاتھ بیعت کیلئے رسول کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ پر رکھا ہے اُس وقت سے اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا" (۱)۔

۔ پیشاب کے چھینٹوں سے ضرور بچیں کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" پیشاب سے بچو قبر کا عذاب عموماً اسی کی وجہ سے ہوتا ہے" (۲)۔ اسی لئے صحابہ کرام ﷺ اور بزرگان دین اسکا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور (حدیث) "حضرت سیّدنا عثمان غنی ﷺ اسلام لانے کے بعد (اسی احتیاط کے پیش نظر) روزانہ غسل فرماتے تھے" (۳)۔ اور "حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری ﷺ چھینٹوں سے بچنے کیلئے قارورہ (برتن یا بوتل) میں پیشاب کیا کرتے تھے" (۴)۔ اور پھر (حدیث) "بنی اسرائیل والوں کے جسم پر پیشاب (چھینٹ) لگ جاتا تو وہ جسم کے اس حصّہ کو قینچی سے کتر دیتے تھے" (۵) "اور اگر پیشاب کپڑے سے لگ جاتا تو اُسے جلا ڈالنے کا حکم تھا، پھر عبرتناک واقعہ ہوا کہ (حدیث) "بنی اسرائیل کے ایک شخص کے جسم پر پیشاب کے چھینٹے پڑ گئے اس نے جسم کے اس ناپاک حصّہ کو کٹوانے سے انکار کر دیا جسکی سزا کے طور پر وہ عذاب قبر میں گرفتار ہو گیا" (۶)۔ اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ اپنے بھولے بھالے اُمتی کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "نرم زمین پر پیشاب کرو تا کہ چھینٹے نہ پڑیں" (۷)۔

۔ پیشاب پاخانہ کے دوران دیر تک بیٹھے رہنے سے بواسیر ہونے کا اندیشہ ہے، بلاعذر پیشاب و پاخانہ کھڑے ہوکر یا لیٹ کر کرنا، پیشاب میں تھوکنا، ناک سنکنا، کھنگارنا، پیشاب گاہ سے فعلِ عبث کرنا یعنی مشت زنی کرنا، اِدھر اُدھر پھر پھر کر دیکھنا سب منع اور مکروہ ہے (۸)۔

اِستنجاء کے مسائل:

قضائے حاجت کے بعد آگے اور پیچھے کی شرمگاہ سے نجاست دُور کرنے کیلئے اِستنجاء کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مقام قضائے حاجت پر جانے سے پہلے ضرور دیکھ لیا کریں کہ کیا وہاں استنجاء کیلئے پانی وغیرہ کا بندوبست ہے؟۔ تا کہ لباس و بدن کی ناپاکی سے بچا جا سکے۔

(۱) مسند امام احمد ج ۱ ح ۴۵۰، روح البیان، کشف الغمہ ج ۱ص ۹۷، ابرارِ خطابت۔ (۲) مسلم ج ۱ ح ۵۸۵، مسند امام احمد ج ۱ ح ۳۷۹، نسائی ح ۳۱، دارقطنی ج ۱ص ۱۲۸، حاکم ح ۶۵۴، فتح الباری ج ۱ص ۳۴۹، فیوض الباری حصّہ ۱ص ۵۱۵، کشف الغمہ ج ۱ص ۹۴، فحوائے حدیث بخاری ج ۱ ح ۲۱۳، ۲۱۵ (۳) مسند امام احمد (۴) فیوض الباری حصّہ ۱ص ۵۰۹ (۵) عن ابوموسیٰ اشعری ﷺ، مسلم، ابوداؤد ح ۲۲، ابن ماجہ ح ۳۷۳، نسائی ح ۳۰، حاکم ج ۱ ح ۶۵۷، بیہقی ح ۴۹۳، ابویعلیٰ ح ۹۳۲، مشکوٰۃ ح ۳۴۲، کشف الغمہ ج ۱ص ۹۵، مرآۃ المناجیح ج ۱ص ۲۵۵ (۶) عبدالرحمٰن بن حسنہ ﷺ، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۲ حاکم ج ۱ ح ۶۵۸، بیہقی ح ۴۹۳، ابویعلیٰ ح ۹۳۲، نسائی ح ۳۰، ابن ماجہ ح ۳۷۳، ابن حبان، ترغیب ج ۱ ح ۱۱۱ (۷) عن ابوموسیٰ اشعری ﷺ، ابوداؤد ج ۱ص ۲، احمد ج ۱ ح ۴۰۴، مشکوٰۃ ص ۸۶ (۸) عالمگیری ج ۱ص ۸۷، درمختار۔

۞ ۔پیشاب، پاخانہ کے علاوہ کیڑا، خون یا پیپ خارج ہونے پر بھی استنجاء کریں البتہ ریح خارج ہونے پر استنجاء نہیں بشرطیکہ نجاست خارج نہ ہو اور نہ ہی سو جانے پر استنجاء لازم ہے (۱)۔

۞ ۔استنجاء پانی سے کرنا سنّت مطہرہ ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے تھے (۲)۔ نیز پانی کا لوٹا وغیرہ قدرے اُونچا رکھیں (۳)۔ اور خیال رہے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے" (۴)۔

۞ ۔استنجاء کرنے کیلئے پہلے پیشاب کی جگہ دھوئیں بعد میں پاخانہ کی جگہ دھوئیں (۵)۔

۞ ۔دھونے کے بعد اگر عضو میں پیشاب کا قطرہ رکا ہوا محسوس ہو تو ذرا کھانس لیں (۶)۔ یا زمین پر کچھ زور سے پاؤں ماریں یا پاؤں ایک دوسرے پر رکھ کر زور دیں یا چند قدم چلیں جب قطرہ نکل جائے تو استنجاء کریں (۷)۔ مگر استنجاء کے بارے زیادہ وسوسہ میں نہ پڑیں، اور اگر بعد میں مقعد پر تری محسوس ہو تو اُسے پانی کی تری سمجھیں۔ اگر یہ تری زیادہ ہو تو پانی چھڑک لیں اور دل کو مطمئن کریں۔ وسوسہ سے اپنے اوپر شیطان کو مسلّط نہ کریں بلکہ استنجاء سے جلد فارغ ہوں یہی سنّت ہے (۸)۔

۞ ۔استنجاء کے بعد (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ دیوار یا زمین پر ہاتھ مَلتے اور پھر دھوتے تھے" (۹)۔ ایسے ہی (حدیث) "آپ ﷺ نے استنجاء فرمایا، پھر ہاتھ کو زمین پر اچھی طرح مل کر صاف کیا" (۱۰)۔ لہٰذا استنجاء کے بعد ہاتھوں پر مٹی مَل کر اور بعد میں صابن سے صاف کر لینا مستحسن ہے۔

۞ ۔استنجاء سے بچا ہوا پانی پاک ہے، پھینک دینا ناجائز ہے بلکہ کسی کام میں لے آئیں (۱۱)۔

۞ ۔اگر استنجاء کرنے کیلئے پانی نہ ہو تو پاک مٹی کے خشک ڈھیلے استعمال کریں (۱۲)۔ مگر یہ کافی نہیں بلکہ اس کے بعد جب دستیاب ہو جائے تو پانی استعمال کریں (۱۳)۔

۞ ۔ڈھیلوں سے پیشاب صاف کرنے کا وہ طریقہ نہایت معیوب، جاہلانہ اور ناشائستہ ہے، جو دیہاتوں میں کچھ لوگ اپناتے ہیں کہ پیشاب کرنے کے بعد ایک ڈھیلا اُٹھا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور چادر یا شلوار کے اندر سے ہاتھ گزار کر عضو کو ڈھیلے سے صاف بھی کرتے جاتے ہیں اور چلتے

(۱) بخاری ج ۱ باب ۱۳۰ (۲) عن انس ؓ، بخاری ج ۱ ح ۱۵۰، مسلم ج ۱ ح ۵۲۸، نسائی ح ۴۵ (۳) بہار شریعت ج ۱ (۴) عن ابو قتادہ ؓ، بخاری ج ۱ ح ۱۵۳، مسلم ج ۱ ح ۵۲۳، نسائی ح ۴۱، احمد ج ۱ ح ۴۴۸، بلوغ المرام ح ۱۰۲ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۶۷، عطاء الحبیب، رکنِ دین (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۶۷ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۶۷ (۸) احیاء العلوم (۹) عن میمونہ ؓ، بخاری ج ۱ ح ۲۵۵، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۰ ونحوہٗ ابوداؤد ج ۱ ح ۴۵، نسائی ح ۵۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۴۵۴ (۱۰) عن میمونہ ؓ مسلم ج ۱ ص ۱۴۷، دارمی ح ۷۰۷، معجم کبیر ح ۱۰۲۷، بیہقی ح ۱۰۵۴ (۱۱) انوار الحدیث (۱۲) ترمذی ص ۹۲، حاکم ج ۱، ہدایہ، شرح نقایہ، شرح وقایہ (۱۳) شرح مسلم سعیدی۔

بھی جاتے ہیں، بعض دفعہ تو یہ حرکت اُس وقت بھی حسبِ عادت ضروری سمجھی جاتی ہے جب کچھ احباب کے ساتھ مل کر کہیں جارہے ہوں، ایسے میں وہ یہ پرواہ بھی نہیں کرتے کہ مرد تو کجا خواتین کی نظر بھی شاید اُس صاحب کے گھٹنے یا ران تک پڑ رہی ہو اور اُن خواتین میں اگر اُس کی ماں، بہن یا بیٹی بھی ہو تو پھر تو یہ بڑی ہی بے حیائی والا فعل ہے۔ اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ شرم وحیاء سے نوازے۔ آمین۔

❁ ۔اگر ڈھیلوں سے مقام شرم کو صاف کرنا ہو تو ڈھیلے بائیں ہاتھ میں لیں۔ ڈھیلوں کی تعداد متعین نہیں ہے بلکہ اتنی تعداد میں ڈھیلے استعمال کریں جن سے صفائی ہو جائے البتہ مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے تعداد میں طاق ہوں لہٰذا اگر ایک یا 2 سے صفائی ہو جائے تو ایک اور استعمال کر لیں تا کہ 3 ہو جائیں۔ یہی سنّت ہے (۱)۔ اور اگر 3 ڈھیلوں سے صفائی نہ ہو تو چوتھا اور پانچواں ڈھیلا استعمال کریں یوں تعداد بڑھاتے جائیں مگر اچھا یہ ہے کہ تعداد طاق رکھیں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ”جو شخص استنجاء کرے تو طاق مرتبہ کرے جس نے ایسا کیا اچھا کیا جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں“ (۳)۔

❁ ۔ڈھیلے سے عضو کو دائیں ہاتھ سے پونچھیں اور بائیں ہاتھ سے سونتیں (Rub down) جیسے گائے کا تھن سونتا جاتا ہے، اگر کچھ پیشاب نالی میں رکا محسوس ہو تو مزید ڈھیلے استعمال کریں (۴)

❁ ۔سردیوں اور گرمیوں میں مرد کے خصیّتین (Testicles) کے سکڑنے اور پھیلنے کی وجہ سے اُنہیں نجاست سے بچانے کے لیے فقہاء نے ڈھیلے استعمال کرنے کے الگ الگ طریقے لکھے ہیں یہ کہ سردی کے موسم میں پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو کھینچتے ہوئے نجاست کو پونچھیں، دوسرا آگے سے پیچھے کو کھینچیں، تیسرا پہلے کی طرح پیچھے سے آگے کو اور ساتھ ہی مقعد کے چاروں طرف گھمائیں، جبکہ گرمی کے موسم میں مرد اس کے اُلٹ کریں کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو وغیرہ۔ مگر عورت ہر موسم میں ڈھیلے پیچھے سے آگے کو کھینچے (۵)۔

❁ ۔ہڈی، گوبر اور کوئلہ سے استنجاء کرنا منع ہے (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ”جنّات کا وفد (Group of Genii) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ”یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لوگوں کو آپ ﷺ منع فرما دیں کہ وہ ہڈی، گوبر اور کوئلے سے استنجاء نہ کیا کریں کیونکہ اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لئے ان اشیاء میں رزق رکھا ہے“ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو منع فرما دیا“ (۷)۔ نیز

(۱) عالمگیری ج۱ص۵۷ (۲) نسائی ح۴۳ ، بہار شریعت (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۲۳، مسلم، ابوداؤد ج۱ح۳۵، ابن ماجہ ح۳۵۰، مسند امام احمد ج۱ح۴۳۳۶، دارمی، مشکوۃ ج۱ح۳۴۳، فیوض الباری ج۱ص۴۱۴، زیلعی ج۱ص۱۴، مرآۃ المناجیح ج۱ص۲۴۸ (۴) احیاء العلوم (۵) عالمگیری ج۱ص۵۷، نور الایضاح (۶) نور الایضاح (۷) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ح۳۹، مشکوۃ ح۳۳۵، کشف الغمہ ج۱ص۹۹، مرآۃ ج۱ص۲۵۷۔

(حدیث) ''ہڈیوں اور گوبر سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے جنّ بھائیوں کی خوراک ہیں'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''ہڈی، کوئلہ اور مینگنی (گوبر) سے استنجاء نہ کرو'' (۲) کہ (حدیث) ''وہ ہڈی جس پر اللہ کریم ﷻ کا نام لیا گیا ہو جب تمہارے (جنوں) کے ہاتھوں میں پہنچے گی تو پہلے سے بھی زیادہ پُر گوشت ہو جائیگی اور گوبر گھاس ہو جائیگا'' (۳)۔ گویا کہ وہ چیز کھائی ہی نہیں گئی۔ یہ پیارے آقا کریم ﷺ کا قومِ جنات پر احسان ہے (۴)۔ نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے کسی جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو بیشک (حضرت سیّدنا) محمد (ﷺ) اُس شخص سے بری اور بیزار ہیں'' (۵)۔ لہٰذا ہڈی، کوئلہ، گوبر، لید اور مینگنیاں وغیرہ سے استنجاء کرنا جائز نہیں (۶)۔

۞ ۔ سوکھی روٹی، پکّی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، جانور کا چارہ، کاغذ لکھا ہوا یا خالی اور ہر ایسی چیز جسکی کچھ نہ کچھ قیمت بنتی ہو اور نفع دینے والی ہو ان چیزوں سے استنجاء کرنا منع اور مکروہ ہے (۷) نیز ہر وہ چیز جو خود ناپاک ہے اس سے استنجاء نہیں ہوتا (۸)۔

۞ ۔ پانی، مٹی، ڈھیلے، کنکر، پتھر، ریت، پرانا یا پھٹا ہوا کپڑا، اور لکڑی اور ہر وہ چیز جو نفع نہ دینے والی ہو اُس سے استنجاء کرنا بلا کراہت جائز ہے (۹)۔

۞ ۔ اگر پانی یا ڈھیلا استنجاء کرنے کیلئے نہ ملے تو بشرطِ عذر ٹشو پیپر یا ٹائلٹ پیپر کا استعمال کر سکتے ہیں تاہم پانی ملنے پر ضرور دھولیں۔ ٹشو پیپر کا عموماً استعمال کرنا درست نہیں (۱۰)۔

۞ ۔ استنجاء کے بعد بیت الخلاء سے باہر آ کر یہ دعا پڑھیں ''اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِش'' (۱۱)۔

مسائل پانی:

مقدارِ پانی برائے وضوء وغسل:

پانی ہر جاندار کی جان ہے جو اللہ کریم ﷻ کی طرف سے مفت عطیہ ہے اس کے استعمال

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم، ترمذی ج۱ ح۱۶، نسائی ح۳۹، طحاوی، مشکوٰۃ ح۳۴۲، فیوض الباری ج۱ ص۴۱۲، سیرتِ حلبیہ اردو ج۲ ص۴۶۰، مرأۃ ج۱ ص۲۴۷ (۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۱۴، احمد ج۱ ح۴۴۳۵ (۳) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسلم مسندامام احمد ج۱ ح۴۴۲۷، کشف الغمہ ج۱ ص۹۹، سیرتِ حلبیہ اردو ج۲ ص۴۵۸ (۴) نور الایضاح (۵) عن رُوَیفع بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۳۶، نسائی ح۴۹۸۰، مشکوٰۃ ح۳۴۳، کشف الغمہ ج۱ ص۹۹، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۴۷ (۶) ہدایہ ج۱ ص۴۸، شرح نقایہ ج۱ ص۴۷، شرح وقایہ ج۱ ص۱۲۷ (۷) تنویر الابصار، درمختار ج۱ ص۵۶، نور الایضاح، ہدایہ ج۱ ص۴۸، عالمگیری ج۱ ص۷۷ (۸) بخاری ج۱ ح۱۵۶، دارقطنی، بلوغ المرام، درمختار، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۷۷ (۹) طحطاوی، عالمگیری ج۱ ص۴۷ (۱۰) فتاوٰی یورپ (۱۱) قوت القلوب ج۲ ص۲۲۳۔

اور ضیاع کا حساب دینا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وضوء اور غسل کیلئے بے تحاشا اور بے حساب پانی استعمال کرنے سے روکنے کیلئے دین میں اس کی مقداریں متعین کی گئی ہیں تاکہ اس کے استعمال میں احتیاط برتی جائے۔ اور اس جانفزا نعمت کا ضیاع نہ کیا جائے۔ سیّد محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پانی کی جو مقداریں احادیث میں مذکور ہیں یہ حدیں محدود نہیں ہیں کہ ان سے کم وبیش پانی کا استعمال ممنوع ہو یا ناجائز ہو بلکہ بتانا مقصود ہے کہ پانی کا بلا وجہ محض زیادہ استعمال نہ کیا جائے (۱)۔

وضوء اور غسل کیلئے پانی کی مقدار کے تعیّن کے بارے قدرے فرق سے کئی روایات موجود ہیں جن کی روشنی میں وضوء و غسل کیلئے پانی کی مقدار کا تعین کچھ اس طرح سے کیا جاسکتا ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ ایک مُد سے وضوء فرماتے اور ایک صاع یا 5 مُد پانی سے غسل فرماتے تھے'' (۲)۔ یہی راجح ہے کہ ایک صاع سے غسل اور ایک مُد سے وضوء کریں (۳)۔ جبکہ (حدیث) ''عورتوں کو غسل کیلئے ڈیڑھ صاع پانی کا حکم ہے'' (۴)۔

اس مقدار کو اسطرح جانتے ہیں کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک مُد پانی سے وضوء فرمایا اور ایک مُد 2 رطل کا تھا اور ایک صاع پانی سے غسل فرمایا جو 8 رطل کا ہوتا تھا'' (۵)۔ امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ اس حدیث سے پانی کے تعین کا استدلال فرماتے ہیں (۶)۔ اور آپ کے مطابق صاع 5 سیر کا اور مُد سوا سیر کا ہوا ہے (۷) اور سیّد محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ پانی کی اس مقدار کی یوں وضاحت فرماتے ہیں کہ ''غیر منقسم ہندوستان میں رائج چاندی کے 36 روپے ایک رطل شرعی کے برابر ہوتے ہیں۔ اور رطل 20 ستار کا ہوتا ہے۔ اور ستار ساڑھے 4 مثقال کا ہوتا ہے۔ ایک مثقال ساڑھے 4 ماشہ کا اور چاندی کا سابقہ مروجہ روپیہ سوا 11 ماشہ یعنی اڑھائی مثقال کا ہوا، تو رطل شرعی 90 مثقال ہوا۔ جسے اڑھائی پر تقسیم کرنے سے 36 مثقال آئے۔ تو صاع کہ ہمارے نزدیک 8 رطل ہے، وہ 288 روپے کا ہوا۔ لہذا 80 تولہ کے سیر کے حساب سے ایک صاع کا وزن ساڑھے 3 سیر 8 تولہ ہوا۔ اور مُد چونکہ 2 رطل کا ہے اور ایک رطل 36 روپے کا، اس حساب سے مُد کا وزن 80 تولہ ہوا یا 3 پاؤ 2 چھٹانک 2 تولہ ہوا (۸)۔ اس طرح وضوء کیلئے پانی 3 پاؤ 2 چھٹانک 2 تولہ اور

(۱) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷ (۲) عن سفینہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۹۸، مسلم، ترمذی ج ۱ ح ۵۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۳، ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۸۱، ۲۸۲، نسائی ح ۳۲۹، احمد ج ۱ ح ۵۳۷ تا ۵۷۷، دارقطنی، دارمی ح ۱۱۷، مشکوٰۃ ح ۴۰۳، بلوغ المرام ح ۶۱ ص ۵۹، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۴۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۸۲، مؤطا امام مالک ص ۳۷، ونحوہٗ حاکم ج ۱ ح ۵۷۵ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۳ (۴) قال علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۴۰ ص ۶۲ (۵) دارقطنی، ابن عدی، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۷۴ (۶) فیوض الباری ج ۱ ص ۴۷۴ (۷) شرح بلوغ المرام (۸) فیوض الباری ج ۱ ص ۴۷۴۔

غسل کیلئے پانی کی مقدار ساڑھے 3 سیر 8 تولہ بنتی ہے(۱)۔ ساتھ ہی حضرت سیّد محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہی کہ اس تعین کا مقصود یہ ہے کہ پانی کا بلاوجہ محض زیادہ استعمال نہ کیا جائے ورنہ کم وبیش پانی کا استعمال ممنوع یا ناجائز نہیں اور پھر آدمی کے موٹے اور پتلے ہونے یا موسم میں فرق کی وجہ سے بھی پانی کی مقدار کم وبیش ہو سکتی ہے(۲) جبکہ صاحبِ شرح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مسلم شریف کی احادیث کو سامنے رکھ کر پاکستانی اوزان کے پیمانوں (Scales of wieght) کے مطابق غسل کیلئے کم از کم 4 لیٹر اور وضوء کیلئے ایک لیٹر پانی لکھتے ہیں۔

قابلِ طہارت پانی:

۞۔ بارش کے حاصل شدہ پانی سے وضوء وغسل جائز ہے(۳)۔ کیونکہ (القرآن) ''اور ہم نے آسمان سے (بادل وغیرہ سے) پاک وصاف پانی اتارا''(۴)۔

۞۔ اَولوں اور برف کا پانی پگھلا کر اُس سے وضوء یا غسل کرنا جائز ہے(۵)۔

۞۔ شبنم کا پانی اگر اتنی مقدار میں جمع ہو جائے کہ اُس سے وضوء کیا جا سکتا ہو تو درست ہے(۶)۔

۞۔ ایسے جانور کا پانی میں مَر جانا جس کا خون نہیں بہتا اس سے پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی اور بھڑ وغیرہ(۷)۔ البتہ اگر مکھی مشروب میں گر کر تحلیل ہو جائے تو پھر اُس مشروب کو استعمال کرنا طبعی طور پر ناپسندیدہ ہے(۸)۔

۞۔ جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں وہ اگر پانی میں مَر جائیں تو اُس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا جیسے مچھلی، مینڈک، سرطان (کیکڑہ، Cancer) وغیرہ(۹)۔

الحاصل: درج ذیل سات پانی ایسے ہیں کہ جن سے پاکیزگی حاصل کرنا جائز ہے۔

۱۔ بارش کا پانی ۲۔ دریا کا پانی ۳۔ نہر کا پانی ۴۔ کنویں کا پانی ۵۔ برف کو پگھلا کر حاصل کیا گیا پانی۔ ۶۔ بارش کے اَولوں کو پگھلا کر لیا گیا پانی ۷۔ چشمے کا پانی(۱۰)۔

ناقابلِ طہارت پانی:

۞۔ اگر پانی میں کوئی چیز مِل جائے جس سے پانی کے اوصافِ ثلاثہ (رنگ، بُو، ذائقہ) میں سے کسی وصف میں تبدیلی آجائے اور وہ پانی کو اُس کے مزاج اور طبیعت سے ہی نکال دے تو اُس پانی سے

(۱) فیوض الباری ج ۱ ص ۴۷۴ (۲) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷ (۳) شرح نقایہ، ہدایہ، کبیری (۴) سورۃ الفرقان، ۴۸ (۵) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۶ (۶) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۶ (۷) جامع صغیر ص ۸، ہدایہ ج ۱ ص ۱۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۸ (۸) جامع صغیر ص ۸، ہدایہ ج ۱ ص ۱۶، شرح نقلیہ ج ۱ ص ۱۸ (۹) جامع صغیر ص ۸، ہدایہ ج ۱ ص ۱۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۸ (۱۰) ہدایہ ج ۱ ص ۱۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۶ کبیری ص ۸۸، نور الایضاح۔

وضواور غسل جائز نہیں جیسے پانی میں اتنی مٹی مِل جانا کہ کیچڑ بن جانا، پانی میں مولی وگاجر کا جوس یا دُودھ یا شربت مِل جانا، پانی کوشوربا بنادینا، سرکہ ملادینا یامُردار وغیرہ مِل کر بدبُو آنا (۱)۔

۞۔ پودوں اور پھلوں سے نچوڑا ہوا پانی طہارت کیلئے جائز نہیں کیونکہ وہ مطلق پانی نہیں ہوتا (۲)۔

۞۔10 مربع گز (یعنی دَہ دردَہ) سے کم ٹھہرے ہوئے پانی میں اگر نجاست واقع ہوجائے تو اُس سے وضوء اور طہارت جائز نہیں خواہ نجاست قلیل ہو یا کثیر (۳)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے کے بعد اس میں غسل نہ کرے'' (۴)۔

حوضِ کبیر اور جاری پانی:

◉۔ چشمہ، کنؤاں، ندی نالہ، نہر، دریا، سمندر اور سیلاب وغیرہ کا پانی جاری کہلاتا ہے۔ جس کے جاری ہونے کی مقدار یہ ہے کہ اگر اس میں تنکا ڈالیں تو بہا کر لے جائے (۵)۔

◉۔ اگر کوئی حوض، گڑھا یا تالاب وغیرہ مسجد میں یا مسجد سے باہر کثیر پانی والا یعنی دَہ دردَہ (10×10) ہو تو وہ ''حوضِ کبیر'' کہلائے گا، ایسے حوض کا پانی بھی جاری شمار ہوگا (۶)۔

۞۔ جاری پانی کے بارے یہ حکم ہے کہ پاک ہوتو ہے اور وہ اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اسکا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے (۷)۔ کیونکہ (حدیث) ''پانی اُس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا رنگ، ذائقہ اور بُو خراب نہ ہو'' (۸)۔ یہی راجح ہے (۹)۔ نیز اسکے اندر رقت (پتلا پن) اور سیلان (بہہ جانا) کی خاصیت قائم رہنی چاہیے۔ اور پھر (حدیث) ''جب پانی دو قلوں (مشکوں) کی مقدار تک پہنچ جائے تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی'' (۱۰)۔

۞۔ حوض سے مراد صرف وہ حوض نہیں جو مسجدوں میں بنایا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد ہر وہ گڑھا ہے جو دَہ دَردَہ ہو (۱۱) **دَہ دَردَہ کا مطلب ہے ایسا حوض جو طُول وعرض میں 10×10 یا 20×5 یا**

(۱) ہدایہ ج۱ص۱۳، شرح نقایہ ج۱ص۱۸، کبیری ص۸۸، جامع صغیر ص۱۸ (۲) ہدایہ ج۱ص۱۳، شرح نقایہ ج۱ص۱۸، کبیری ص۸۸، نورالایضاح (۳) ہدایہ ج۱ص۱۴، کبیری ص۹۴، شرح وقایہ ج۱ص۸۰، شرح نقایہ ج۱ص۱۸ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ح۲۳۵، مسلم ج۱ح۵۶۴، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح۵۸، ۲۲۱، ابن ماجہ، احمد ج۱ح۳۳۹، ابن حبان ح۱۲۵۱، ابن خزیمہ ح۹۴، بیہقی ح۱۰۶۴، دارمی ح۷۳۵ (۵) عالمگیری ج۱ص۲۴، بہارشریعت ج۱ص۱۰۰، (۶) عالمگیری ج۱ ص۲۶ (۷) بمطابق ابوداؤد ج۱ح۶۶، شرح نقایہ ج۱ص۱۱۷، ہدایہ ج۱ص۱۵، کبیری ص۹۳، ۹۴، عالمگیری ج۱ص۲۴، بہارشریعت ج۱ص۱۰۰، منیۃ المصلی (۸) عن ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ص۳۷، ابن ماجہ ج۱ح۵۶۲، طحاوی ج۱ ص۹، ۱۹، تلخیص الحبیر ج۱ص۱۵، بلوغ المرام ص۴۸ ح۳ (۹) عالمگیری ج۱ص۲۴ (۱۰) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۱ ح۶۳، ترمذی ج۱ح۶۳، نسائی ح۵۲، ابن ماجہ ج۱ح۵۵۶، ۵۵۸، احمد ج۱ح۳۳۷، صحیح ابن حبان ح۱۲۴۹، ابن خزیمہ ح۹۲، بیہقی ح۱۱۶۲، مصنف عبدالرزاق ح۲۵۸، دارمی ح۷۵۴ (۱۱) بہارشریعت۔

25×4 ہاتھ ہو یعنی اُس کے پانی کی بالائی سطح کا کل رقبہ 100 ہاتھ ہو (۱)۔

❁۔اگر حوض گولائی میں ہو تو اُس کی گولائی 48 ہاتھ ہونی چاہیئے۔

❁۔حوضِ کبیر کی پیمائش کیلئے اُس میں موجود پانی کی اوپر والی سطح دیکھی جائیگی اگر بالفرض حوض تو بڑا ہے مگر اُس میں پانی کم ہو کر اب دَہ دردَہ نہیں رہا تو وہ حوض بیشک کتنا ہی گہرا ہو قصیر شمار ہوگا (۲)۔

❁۔حوض مربع، مستطیل ہو یا گول یا کسی بھی صورت میں اس کی کم از کم گہرائی اتنی ہو کہ اس سے چلّو بھرنے سے نیچے کی زمین ننگی نہ ہو جاتی ہو۔اور اگر حوض کبیر کے اندر کہیں سے کوئی جگہ خالی ہو اور وہاں پانی نہ ہو تو وہ حوض کبیر نہ ہوگا بلکہ پانی متصل ہونا چاہیے (۳)۔

❁۔حوضِ کبیر میں ایسی نجاست گر جائے جو دکھائی نہ دے (غیر مرئی Invisible) جیسے شراب یا پیشاب وغیرہ تو حرج نہیں اُسکی ہر جانب سے وضوء جائز ہے۔اگر دکھائی دینے والی نجاست (مرئی، Visible) جیسے پاخانہ یا مُردار وغیرہ گر جائے تو وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ وضوء کر لینا جائز ہے (۴)۔کیونکہ (حدیث) ''ہم (صحابہ کرام ﷺ) سفر میں ایک ایسے تالاب پر پہنچے جس میں مردہ جانور پڑا تھا وضو کرنے سے رک گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پانی استعمال کرو (کثیر) پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی'' (۵)۔

❁۔حوضِ کبیر میں گھاس یا کائی اُگ آئے جو کہ ہلانے سے ہل جاتی ہو (۶)۔یا اُس میں درختوں کے پتّے گر جائیں بیشک اُن سے کچھ مہک آنے لگے بشرطیکہ پانی سے بدبُو نہ آئے تو وہ پانی تب تک پاک ہے جب تک اُس کا پتلا پن (رِقت) قائم رہے۔جب پتلا پن جاتا رہے گا تو پاک کرنے والا نہ ہوگا (۷) اور اگر پتّوں وغیرہ کی بدبُو اتنی زیادہ ہو کہ اُس سے تعفّن پھیلے تو ایسا پانی ناپاک ہے۔

حوضِ قصیر:

جو ٹھہرا ہوا پانی دَہ دَردَہ سے کم ہو وہ حوض قصیر شمار ہوگا۔اس میں کم از کم اتنی نجاست پڑ جائے کہ جس سے پانی میں حرکت پیدا ہو جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائیگا خواہ رنگ، بُو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو (۸)

مستعمل پانی:

اگر بے وضوء شخص کا خشک ہاتھ، اُنگلی یا اُنگلی کا پورا یا ناخن یا بدن کا اعضاءِ وضوء کا کوئی حصہ جو ابھی نہ دھویا گیا ہو یا جنبی کے تمام بدن کا کوئی حصہ جان بوجھ کر یا بھول کر پانی کے ڈول، گھڑا، بالٹی، ٹب یا دیگچہ وغیرہ میں پڑ جائے تو وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے (9) اس بارے (حدیث) پیارے

(۱) درمختار (۲) بہارشریعت (۳) بہارشریعت (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۴، ۳۸ (۵) طحاوی ج ۱ ص ۱۶ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۲۷ (۷) عالمگیری، درمختار (۸) درمختار، بہارشریعت (۹) فیوض الباری ج ۱ ص ۴۷، عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۔

آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اُس وقت تک برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک کہ اپنے ہاتھ کو (3 بار) دھو نہ لے کیونکہ اُس کو نہیں معلوم کہ نیند میں اُس کا ہاتھ کہاں کہاں رہا ہے'' (۱)۔ اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب غسلِ جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھ (برتن سے باہر) دھوتے پھر ان کو برتن میں داخل فرماتے تھے'' (۲)۔ ایسے ہی (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم جنابت کا غسل کرنا چاہو تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالو اور پھر ہاتھ کو صاف کرنے کے بعد برتن میں داخل کرو'' (۳)۔ اسلئے ''آدمی جب سو کر اُٹھے تو جب تک کلائی تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو یا ناپاک'' (۴)۔

لہٰذا ہمارے آئمہ کے نزدیک ''مستعمل پانی خود تو پاک ہے مگر نجاست حکمیہ کو پاک کرنے والا نہیں'' (۵)۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اَلْمَآءُ الْمُسْتَعْمَلُ نَجِسٌ، مستعمل پانی نجس ہے'' (۶)۔ اور ''قَالُوا اِنَّهٗ طَاهِرٌ غَيْرُ طَهُوْرٍ عِنْدَ اَصْحَابِنَا، (فقہاء) فرماتے ہیں کہ بیشک مستعمل پانی خود پاک ہے مگر ہمارے اصحاب کے نزدیک پاک کرنے والا نہیں ہے'' (۷)۔ اسلئے ''مستعمل پانی سے وضوء اور غسل جائز نہیں، اگر پھر بھی کر لیں تو وہ نہیں ہوگا'' (۸)۔ تاہم ''مستعمل پانی کپڑے اور نجاست دھونے کے کام لایا جاسکتا ہے۔ بلا ارادہ وضوء یا غسل صرف بدن ٹھنڈا کرنے کیلئے یا بدن سے میل کچیل دُور کرنے کیلئے بھی اس پانی کا استعمال کر سکتے ہیں جبکہ پینے اور آٹا گوندھنے میں مستعمل پانی استعمال کرنا مکروہ ہے اور مستعمل پانی کا مسجد میں چھڑکنا یا گرانا بھی مکروہ ہے (۹)۔

جو پانی مستعمل نہیں ہوتا: درج ذیل صورتوں میں پانی مستعمل نہ ہوگا:۔

۱۔ وضو کرنے کے بعد جو پانی لوٹا میں بچ گیا۔

۲۔ آبِ کثیر یا جاری پانی میں بے وضوء یا جنبی ہاتھ ڈالے یا وضوء یا غسل کرے۔

۳۔ باوضوء شخص نے بلا ارادہ وضوء صرف اعضاء ٹھنڈے کرنے کیلئے وضوء کر لے۔

۴۔ غسل فرض نہ تھا مگر آپ نے اعضاء وضوء کے علاوہ اعضاء پیٹھ، ران، سینہ یا پیٹ وغیرہ پر پانی ڈالا۔

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۶۱، مسلم ج۱ ح۵۵۴، ترمذی ج۱ ح۲۲، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۳، نسائی ح۱، ابن ماجہ ج۱ ح۴۲۵، موطا امام محمد ح۹، دارمی، مسند امام احمد ج۱ ح۵۴۸، ابن حبان ح۱۰۶۳، بیہقی ح۲۰۲، معجم اوسط ح۹۴۵، مشکوٰۃ ح۳۶۰، بلوغ المرام ح۴۳ ص۵۶، فیوض الباری ج۱ ص۴۲۰، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۶۳، بالفاظ متقاربہ موطا امام مالک ح۴۰، کشف الغمہ ج۱ ص۱۱۶ (۲) عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ترمذی ص۴۱، مشکوٰۃ (۳) عن عمر رضی اللہ عنہ مجمع الزوائد ج۱ ص۲۷۰، ابویعلیٰ (۴) درمختار (۵) فیوض الباری ج۱ ص۴۷۳، عالمگیری ج۱ ص۳۳ (۶) سنّت مصطفےٰ ﷺ ص۴۱ از قاضی غلام محمود ہزاروی (۷) فتاوی رضویہ، عالمگیری ج۱ ص۳۳ (۸) فتح القدیر، قاضی خاں، ہدایہ ج۱ ص۱، شرح نقایہ ج۱ ص۱۸، عالمگیری ج۱ ص۳۳، فیوض الباری ج۱ ص۴۷۳ (۹) مکتوباتِ امام ربانی، فیوض الباری ج۱ ص۴۷۳۔

۵۔باوضوء کا پاک کپڑا پانی میں پڑ گیا یا اُس میں کوئی پاک کپڑا دھویا۔
۶۔باوضوء نے کسی ایسے بچہ کو نہلایا جس پر نجاست نہ لگی تھی۔
۷۔دو تین سال کے بچّہ نے والدین کی نقل کرتے وضوء کیا بشرطیکہ اعضاء پر نجاست نہ لگی ہو۔

پانی کے استعمال کا صحیح طریقہ:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص ٹھہرے (جمع شدہ) پانی میں غسلِ جنابت نہ کرے'' (۱)۔اور (حدیث) جب حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی تو اُن سے پوچھا گیا ''پھر کیا کرے؟'' تو جواب دیا ''(ہاتھ یا کسی چیز سے) وہ پانی لے لے'' (۲)۔اسی حدیث کی تشریح میں ہے کہ کپ، گلاس یا کسی چھوٹے برتن سے ڈول یا ٹب سے تھوڑا سا پانی لیں، اِس پانی سے پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھوئیں،اب ہاتھ کا جو حصّہ دُھل گیا اُسے پانی میں ڈال سکتے ہیں۔اسی طرح جسم کا جو حصّہ پانی سے تَر ہوتا جائے وہ پانی میں ڈالنے میں حرج نہیں۔ ''اگر مجبوراً بڑے برتن سے پانی لینے کیلئے چھوٹا برتن نہ ہو تو اُس صورت میں بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں مِلا کر چُلو بنا کر برتن سے پانی لے لیں بشرطیکہ اُنگلیوں پر نجاست نہ لگی ہو اور صرف چُلو والی اُنگلیاں ہی پانی میں ڈالیں ہتھیلی کا کوئی حصّہ نہیں۔یوں پانی نکال کر دایاں ہاتھ دھو لیں پھر دائیں دھلے ہوئے ہاتھ سے جیسے چاہے پانی لیتے رہیں (۳)۔اگر آپ پہلے ہی الگ برتن میں ہاتھ یا بازو دھو چکے ہیں تو دُھلا ہوا حصّہ پانی میں ڈال سکتے ہیں (۴)۔

مستعمل پانی پاک کرنا:

مستعمل پانی میں اُس کی مقدار سے زیادہ پاک پانی ڈال دیں تو سب پانی پاک ہو جائیگا جسکی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک گلاس مستعمل پانی میں ایک جگ پاک پانی ملا دیا جائے وغیرہ (۵) دوسری صورت میں مستعمل پانی والے برتن میں ٹونٹی (Tap) وغیرہ سے اتنا پانی مزید ڈالیں کہ برتن پانی سے بھر کر بہہ جائے تو ان صورتوں میں تمام پانی پاک ہو کر وضوء اور غسل کے قابل ہو جائیگا (۶)

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۲۳۵، مسلم ج۱ ح۵۶۶، ابوداؤد ج۱ ح۷۰، مشکوۃ ح۴۳۶، بلوغ المرام ح۶ص۴۹ مرأۃ المناجیح ج۱ص۲۹۶ (۲) مسلم ج۱ ح۵۶۶، ابوداؤد ج۱ص۱۲۶، فتح الباری ج۱ص۲۹۹ (۳) فتح القدیر، فتاوٰی قاضی خان، فیوض الباری ج۱ص۴۲۰، ۲، ۴۷، عالمگیری ج۱ص۷، ۳۳ (۴) فتح القدیر، فتاوٰی قاضی خان (۵) فیوض الباری ج۱ص۴۷۳ (۶) فیوض الباری ج۱ص۴۷۳، درمختار، عالمگیری، فتح القدیر، فتاوٰی قاضی خاں، انوار الحدیث۔

باب ۔۵

احکامِ غسل

(القرآن) ''وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ ترجمہ ،اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب ستھرے ہولو'' (۱)۔

(القرآن) ''وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ۔

ترجمہ ،اور (اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ) آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے پاک کردے اور شیطان کی پلیدی تم سے دُور فرمادے'' (۲)۔

اسلام طہارت و پاکیزگی پر بہت زور دیتا ہے کیونکہ کسی بھی عبادت و ریاضت میں داخل ہونے کیلئے طہارت و پاکیزگی ایک دروازہ ہے اور غسل تو طہارتِ کبریٰ ہے۔ ناپاک شخص پر شیطان مسلّط ہو جاتا ہے اور اُسے برائی کے گہرے کھڈ میں دھکیل دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں غسل و پاکیزگی نہ رکھنے کی وجہ سے حد سے زیادہ بدکار ہوگئی تھیں۔ جنبی (جس پر غسل واجب ہو) مرد و عورت اور حائضہ عورت کو مسجد میں عبادت کرنا تو کجا مسجد میں ٹھہرنے حتی کہ گزرنے سے بھی منع کیا گیا ہے (۳)۔ بلکہ (حدیث) ''جس گھر میں جنبی ہو مُورت (تصویر) یا کتا ہو اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے'' (۴)۔ اور (حدیث) ''سیّدنا حُرمہ بن انس رضی اللہ عنہ اُس گھر میں جانا پسند نہ فرماتے تھے جس میں کوئی جنبی یا حائضہ ہو (۵)۔ ایک بار (حدیث) ''سیّدنا مُہاجر بن قُنفذ رضی اللہ عنہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب فرما رہے تھے یا قضائے حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لا رہے تھے کہ اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت تیمّم یا وضوء فرمایا پھر سلام کا جواب دیا، اور فرمایا ''میں نے بُرا جانا کہ میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کروں بغیر پاکی کے'' (۶)۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی نہ تھے پھر بھی اتنی احتیاط فرمائی اور پھر جو جنبی ہو تو وہ بڑے اعمالِ صالح سے تو کجا چھوٹی چھوٹی نیکیوں سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اگر رات کو بیوی سے ہمبستری کریں یا احتلام ہو تو بہت بہتر یہ ہے کہ غسل کر کے سوئیں اگر ایسا کرنا کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنّت پر تو کم از کم ضرور عمل

(۱) سورۃ المائدہ، ۶ (۲) سورۃ الانفال، ۱۱ (۳) ابوداؤد، مظاہر حق ،ہدایہ ج۱ ص۳۶ ،شرح نقایہ ج۱ ص۳۶ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ، بخاری ج۲ ح۴۵۸ ، مسلم ج۳ ح۵۳۹۸ ،ترمذی ج۲ ح۷۰۸ ، نسائی ح۲۶۱ ،۴۲۰۶ ،ابوداؤد ج۳ ح۵۱۷ ، ابن ماجہ ح۳۷۵۵ ،۳۷۵۶ ،احمد ج۱ ح۳۷ ،ابن حبان ح۵۴۶۸ شعب الایمان ج۵ ح۶۳۰۸ ،حاکم ج۱ ح۶۱۱ ،بیہقی ح۹۲۰ ،دارمی ح۲۶۹۷ ،ترغیب ج۱ ص۳۸ ،مشکوٰۃ ح۴۲۶ ،۴۴۸۹ ،عبدالرزاق ،فیوض الباری ،مرأۃ ج۹ ص۱۷۸ (۵) اصابہ فی معرفۃ الصحابہ (۶) عن مُہاجر بن قُنفذ رضی اللہ عنہ ، بخاری ،ترمذی ج۱ ح۸۴ ،ابوداؤد ج۱ ح۱۷ ،احمد ج۱ ح۴۱۷ تا ۴۱۹ ،نسائی ح۳۸ کشف الغمہ ج۱ ص۵۴۹ ،حاکم ج۱ ح۵۹۲ ،دارمی ح۲۶۴۲ ،معجم کبیر ح۹۷۷ ، مشکوٰۃ ح۴۳۰ ،مرأۃ ج۱ ص۲۹۳ ،مظاہر حق

کریں کہ پہلے مکمل وضوء کریں پھر سوئیں کیونکہ (حدیث) ''آپ ﷺ جنابت کی حالت میں کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو استنجاء فرماتے اور نماز کی طرح کا وضوء فرماتے اور پھر سو جاتے'' (۱)۔ اور اگر صرف (حدیث) ''کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھ دھو لیتے'' (۲)۔ اسی بارے (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیارے سرکار کریم ﷺ سے پوچھا ''یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم حالتِ جنابت میں سو سکتے ہیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں وضوء کرو اور سو جاؤ'' (۳)۔ لہذا (حدیث) ''شرمگاہ کو دھو لو اور وضوء کر کے سو جاؤ'' (۴)۔ ایسے ہی (حدیث) ''جب حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سونے یا کھانا کھانے کا ارادہ فرماتے اور حالتِ جنابت میں ہوتے تو منہ دھوتے اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور سر پر مسح کرتے پھر کھا پی لیتے یا سو رہتے'' (۵)۔ اسی طرح (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے جنبی کیلئے رخصت دی ہے کہ جب وہ کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو نماز کی طرح وضوء کر لے'' (۶)۔ اور اگر ایسا بھی بوجوہ ممکن نہ ہو تو چونکہ سردی وغیرہ کے عذر کی صورت میں (حدیث) ''کبھی پیارے آقا کریم ﷺ تیمّم فرما لیتے تھے'' (۷)۔ اسلئے پانی میسر نہ آنے وغیرہ عذر کی صورت میں تیمّم تو لازمی ہی کر لیں کہ (حدیث) ''جب آپ ﷺ ہم بستر ہوتے اور اُٹھنے سے (بوجہ کمزوری وغیرہ) کسل ہوتا تو وضو اور غسل نہ فرماتے بلکہ اپنے ہاتھ مبارک دیوار پر مار کر تیمّم فرما لیتے تھے'' (۸)۔ کیونکہ غسل، وضوء اور تیمّم شیطان کے خلاف روحانی ڈھال کا کام دیتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو جتنی دیر تک آپ بغیر غسل کے رہیں گے شیطان کے نرغے میں ہوں گے لہٰذا (حدیث) ''جس پر غسل فرض ہو اُسے چاہئیے کہ نہانے میں دیر نہ کرے'' پھر اگر تاخیر کرتا کرتا اتنی تاخیر کر گیا کہ نماز کا آخری وقت آ گیا تو اب تو فوراً نہانا فرض ہے اس کے بعد تاخیر کرنا گناہ ہے (۹)۔ اور پھر اپنی پیاری اُمت کی سہولت و تعلیم کیلئے کبھی (حدیث) ''آقا کریم ﷺ حالتِ جنابت میں بغیر غسل کئے (بھی) محوِ خواب ہو جاتے تھے'' (۱۰)

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۲۸۱، مسلم ج ۱ ح ۶۰۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۲۲، ۲۲۴، نسائی ح ۲۵۵، ابن ماجہ ح ۶۲۲، احمد ج ۱ ح ۶۲۵، ابن حبان ح ۱۲۱۷، ابن خزیمہ ح ۲۱۳، بیہقی ح ۹۱۴، دارمی ح ۸۰۷، مشکوٰۃ ح ۴۱۶، نیل الاوطار، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۷، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۸۸، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج ۱ ح ۱۱۰ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا نسائی ح ۲۵۶، ۲۵۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۲۳ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۲۸۲، مسلم ج ۱ ح ۶۱۰، ۶۱۱، ترمذی ج ۱ ح ۱۱۲، نسائی ح ۲۶۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۲۱، ابن ماجہ ح ۶۲۳، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۷، ولفظ لہٗ مؤطا امام مالک ح ۱۱۰، احمد ج ۱ ح ۸۲۷ تا ۸۶۷ (۴) قال سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مؤطا امام محمد ح ۵۵، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد ج ۱ ح ۸۲۷، ابن حبان ح ۱۲۱۴، ابن خزیمہ ح ۲۱۱، بیہقی ح ۹۱۲، دارمی ح ۷۹۷، کنز العمال ج ۵ ص ۱۳۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۷ (۵) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۱۱۱ (۶) عن عمار رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۵۹۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۲۵ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، فتح الباری ج ۱ ص ۳۳۷ (۸) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۸ (۹) بہار شریعت (۱۰) ترمذی ج ۱ ح ۱۱۰۔

تا کہ اگر کوئی وضوء بھی نہ کر سکے تو اُسے بھی دلیل مل جائے۔

وجوبِ غسل کی صورتیں: وہ صورتیں جن سے غسل لازم آتا ہے:۔

۞۔سوتے یا جاگتے، ہوش میں یا بے ہوشی میں، جماع یا بغیر جماع کے، عمل یا خیال سے منی اپنے اصل مقام سے شہوت وجھٹکے سے حرکت کرے تو ان سب صورتوں میں غسل واجب ہو جاتا ہے(۱)۔

۞۔حیض ونفاس جاری ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے(۲)۔

۞۔جب 2 ختنے (یعنی مرد اور عورت کی شرمگاہیں) بلا حائل کپڑا آپس میں مل جائیں ایسے کہ کم از کم حشفہ (مرد کے عضو کا اگلا حصہ) شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے(۳)۔اور (حدیث) ''جب (مرد کا) ختنہ (عورت کے) ختنے سے تجاوز کر جائے (داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہوا (انزال ہو یا نہ ہو)''(۴)۔نیز (حدیث) ''جب حشفہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا، انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو'' (۵)۔اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ایک دن مومنوں کی ماں (ام المؤمنین) کے پاس آئے اور عرض کی امّی جان! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک مسئلہ پر سخت اختلاف پایا گیا ہے مگر میں بہت شرماتا ہوں کہ آپ سے اس کا ذکر کروں''تو امّ المؤمنین نے فرمایا''اس مسئلہ کے پوچھنے کے بارے تیرا کیا خیال ہے جو تو اپنی ماں سے پوچھ لے''تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور دخول کرے لیکن انزال نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟''ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا'' جب (مرد کا) ختنہ (عورت کے) ختنے سے تجاوز کر جائے (داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہوا (انزال ہو یا نہ ہو)'' (۶)۔نیز (حدیث) ''جب (مرد کا) ختنہ (عورت کے) ختنے سے تجاوز کر جائے (داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہوا (انزال ہو یا نہ ہو)'' (۷)۔اور اگر (حدیث) ''ایک شخص جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو تو وہ غسل کرے'' (۸)۔اس مسئلہ کی یوں وضاحت کی جاسکتی ہے کہ اگر مرد کا عضو مکمل یا اُس کا کچھ حصہ یعنی صرف حشفہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو خواہ منی کا اخراج ہو یا نہ ہو ہر 2 صورتوں میں دونوں پر غسل لازم ہوا (۹)۔اسی طرح (حدیث) ''جب 2

(۱) عالمگیری، مالابدمنہ، مراقی الفلاح، ہدایہ ج۱ص۱۱، کبیری ص۵۴، نقایہ ج۱ص۱۴، نورالایضاح (۲) ہدایہ ج۱، شرح نقایہ ج۱ص۱۵، نورالایضاح، مالابدمنہ (۳) ہدایہ ج۱ص۱۱، کبیری ص۵۴، کتاب الآثار، عالمگیری ج۱ص۲۰ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج۱ح۱۰۱، ابوداؤد ج۱ح۲۱۶ (۵) عن عمرو بن شعیب تابعی علیہ الرحمۃ، احمد ج۱ح۳۱۶۷، معجم اوسط، زجاجۃ المصابیح ج۱ص۱۱۲ (۶) مسلم ج۱ح۶۹۳، مسند امام احمد ج۱ح۳۳۷، مصنف عبدالرزاق ح۹۵۴، مؤطا امام مالک ح۱۰۶ (۷) قال سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مؤطا امام مالک ح۱۰۴ (۸) قال سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابن خزیمہ ح۲۲۷، بیہقی ح۷۴۴، مؤطا امام مالک ح۱۰۷ (۹) مسند امام زید ح۱۱، بخاری، مسلم، مظاہر حق، شرح مسلم، تجرید البخاری، ہدایہ، کبیری، نورالایضاح، مالابدمنہ۔

شرمگاہیں مِل جائیں (ایک شرمگاہ دوسری میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے (خواہ انزال ہو یا نہ ہو)" (۱)۔ ایسی ہی روایت حضرت سیّدنا معاذ ﷺ سے مسند امام احمد ح ۲۲۳۴۷، مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۶۷ میں اور حضرت امام محمد سے مؤطا امام محمد ح ۷۸ میں ہے۔ اور پھر اس بارے فرمانِ رسالت ﷺ کی مُہر یوں ثبت ہے کہ (حدیث) "جو شخص عورت سے جماع اور صحبت کرے بیشک انزال نہ ہو تو اُس پر غسل واجب ہو جاتا ہے" (۲)

۔ مرد کے عضو کا حشفہ عورت کی پیچھے کی شرمگاہ میں داخل ہو خواہ انزال نہ ہو دونوں پر غسل واجب ہے (۳)۔ مگر عورت سے ایسا فعل کرنا حرام اور منع ہے (۴)۔ لہذا (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "عورتوں کے پاس اُن کی دُبروں (پیچھے کی شرمگاہ) میں نہ جاؤ" (۵)۔ اور ایک جگہ آپ ﷺ نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (حدیث) "لعنتی ہے وہ مرد جو اپنی بیوی کے پاس اُس کی دُبر میں جائے" (۶)۔ نیز (حدیث) "............ اللہ تعالیٰ ﷻ اُس پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا" (۷)۔ اور (حدیث) "............ اس کا شریعتِ محمدی سے کوئی تعلق نہیں ہے" (۸)۔ اللہ توبہ۔

۔ مرد کا مرد سے بدفعلی کرنا خواہ انزال ہو یا نہ ہو غسل واجب ہے۔ اور ایسا کرنا سخت گناہ اور خدا کے قہر کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور "یہ وہ عمل ہے جو بے عقل حیوانوں میں سے بھی کوئی نہیں کرتا سوائے خنزیر اور گدھے کے" (۹) اور قوم لوط پر اِسی گناہ کی وجہ سے عذاب نازل ہوا جس بارے (القرآن) اللہ تعالیٰ ﷻ فرماتا ہے "کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کی طرف شہوت یا مستی سے جاتے ہو بلکہ تم جاہل لوگ ہو" (۱۰)۔ مگر وہ پھر بھی راہِ ہدایت پر نہ آئے، بلکہ روایت ہے کہ ان کی عورتیں مردوں سے 40 سال پہلے آپس میں ہم جنسی کرنے لگ گئی تھیں (۱۱)۔ لہذا (القرآن) "ہم نے اُن پر (پتھروں کی خوفناک) بارش برسائی تو یہ کیا ہی بُری بارش تھی جو اُن لوگوں پر ہوئی جو (اللہ ﷻ کے غضب سے) ڈرائے جا چکے تھے" (۱۲)۔ جس سے وہ سب لوگ مع مال و اسباب تباہ و ہلاک ہو گئے (۱۳)۔

(۱) عن عمر ﷺ، مسلم ج۱ ص ۱۵۶، ترمذی ج۱ ح ۱۰۲، ابن ماجہ ح ۶۵۰، احمد ج۱ ح ۲۹۷، مشکوٰۃ ح ۴۰۶، مؤطا امام محمد ح ۷۶، طحاوی، فیوض الباری ج۱ ص ۴۶۱، مرأۃ المناجیح ج۱ ص ۲۸۳ (۲) عن ابو ہریرہ ﷺ، بخاری ج۱ ح ۲۸۴، مسلم ج۱ ح ۶۹۴، نسائی ح ۱۹۱، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۶۵۲، مسند احمد ج۱ ح ۳۲۷، مشکوٰۃ ح ۳۹۶، بلوغ المرام ح ۱۱۶ ص ۷۰، فیوض الباری ج۱ ص ۴۶۱، مرأۃ المناجیح ج۱ ص ۲۷۸ (۳) عالمگیری ج۱ ص ۳۰ (۴) مرأۃ المناجیح ج۵ ص ۸۲ (۵) عن علی ﷺ، مسند احمد ج۱ ح ۶۵۷، ترمذی، ابن ماجہ ح ۱۹۹۳، دارمی، شعب الایمان ج۴ ح ۵۳۷۵، مشکوٰۃ ح ۳۰۵۳، مرأۃ المناجیح ج۵ ص ۸۲ (۶) عن ابو ہریرہ ﷺ، احمد، ابوداؤد ج۲ ح ۳۹۵، مشکوٰۃ ح ۳۰۵۴، مرأۃ المناجیح ج۵ ص ۸۳ (۷) عن ابو ہریرہ ﷺ ابن ماجہ ح ۱۹۹۲، ترمذی، نسائی، شعب الایمان ج۴ ح ۵۳۷۶، ابن حبان، ترغیب ج۲ ح ۲۰۳، مشکوٰۃ ح ۳۰۵۵، مرأۃ المناجیح ج۵ ص ۸۳ (۸) عن ابو ہریرہ ﷺ مسند احمد ج۱ ح ۸۰۹ (۹) قال ابن سیرین علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج۴ نمبر ۴۵۰۱ (۱۰) سورۃ النمل، ۵۵ (۱۱) سیرت حلبیہ ج۱ ص ۸۷ (۱۲) سورۃ النمل، ۵۸ (۱۳) در مختار، شامی، نور الایضاح۔

ایسا عمل کرنے والوں کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا"وہ لعنتی ہے جو قومِ لوط جیسا کام کرے"(۱)۔اور (حدیث)"ایسا شخص اگر سمندروں سے بھی نہالے پھر بھی توبہ کے بغیر اُسے کوئی چیز پاک نہیں کرتی"(۲)۔بلکہ ایک عبرتناک فرمان رسول کریم ﷺ بھی یاد رکھیں کہ (حدیث)'قوم لوط جیسا کام کرنے والے اور (رضامندی سے) کروانے والے دونوں کو قتل کر دیا جائے"(۳)۔ یہی عمل کرنے والے ایک شخص کے بارے حضرت عمرو بن اسلم دمشقی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں سرحد کے پاس ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اُس کو وہیں دفنا دیا گیا پھر تیسرے دن کھودا گیا تو معلوم ہوا کہ قبر کی اینٹیں اسی طرح لگی ہوئی ہیں اور وہ شخص غائب ہے تو حضرت سیدنا وکیع بن جراح تابعی علیہ الرحمۃ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے کہا"ہم نے سنا ہے کہ جو حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کا سا کام کرتا ہے اُس کو اُسکی قبر سے منتقل کر کے لوطیوں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ اس کا حشر اُنہیں کے ساتھ ہو"(۴)۔یہ اللہ کریم ﷻ کی کرم نوازی ہے کہ اُس نے پردہ رکھا ہوا ہے ورنہ آج بھی ایسی حرکات کرنے والوں پر اُسی طرح قہرِ خداوندی کا نزول ہونا (القرآن)"یہ اللہ کریم ﷻ پر کچھ مشکل نہیں"(۵)۔اسی بنا پر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا"بہت بڑی بات جس سے مَیں اپنی امت کے بارے ڈرتا ہوں وہ قومِ لوط والا کام ہے"(۶)۔اللہ کریم ﷻ نے تو اپنے حبیب کریم ﷺ کی لاج و شرم میں عذاب دینے سے گریز فرما رکھا ہے ورنہ ہماری کرتوتیں کسی صورت قوم لوط سے کم نہیں۔نیز حضرت فقیہہ منصور علیہ الرحمۃ نے فرمایا"مَیں نے حضرت ابوعبداللہ سکری علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ"اللہ کریم ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" تو اُنہوں نے فرمایا"مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، مَیں پسینے میں ڈوب گیا یہاں تک کہ میرے رخسار کا گوشت گر پڑا"مَیں نے پوچھا وہ کیوں"تو فرمایا"مَیں نے ایک حسین لڑکے کو آتے ہوئے اور جاتے ہوئے شہوت سے دیکھا تھا"(۷)۔اسی احتیاط کے پیشِ نظر حضرت حسن بن ذکوان علیہ الرحمۃ نے فرمایا"دولتمند لڑکوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو ان کی صورتیں عورتوں جیسی ہوتی ہیں"(۸)۔اور حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا"10 سالہ لڑکے کے ساتھ 10 شیطان ورغلانے والے ہوتے ہیں"(۹)

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۴ ح۵۳۷۳، مشکوٰۃ ح۳۴۲۶، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۳۸ (۲) قوت القلوب ص۶۷۵ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح۲۶۴۶ شعب الایمان ج۴ ح۵۳۸۶ (۴) شرح الصدور ص۲۸۷ (۵) سورۃ ابراہیم، ۲۰ (۶) عن جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ ح۲۶۴۸، مستدرک حاکم، شعب الایمان ج۴ ح۵۳۷۴، ترغیب والترہیب ج۲ ح۲۰۹۷، مشکوٰۃ ح۳۴۲۰، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۳۴ (۷) قوت القلوب ج۱ ص۴۲۹ (۸) شعب الایمان ج۴ نمبر۵۳۹۷ (۹) شعب الایمان ج۴ نمبر۵۴۰۴۔

پیارا اللہ کریم ﷻ ہمیں ہدایت دے۔ آمین۔

۞۔مرد کا عورت کے ران یا ناف پر انزال ہوا اور منی حرکت کرتی ہوئی عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوگئی تو مرد پر غسل واجب ہوا عورت پر نہیں (۱)۔

۞۔نابالغ بچی یا جانور سے ظلم وزنا کیا تو بچی پر غسل واجب نہیں اور مرد کو جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں (۲)۔ مگر (حدیث) ''اللہ تعالیٰ ﷻ کی لعنت جو جانور سے بدفعلی کرے'' (۳)۔ اور ایسا کرنے والا شرم اور غیرت کرے، خدا کا خوف کرے اور اُس کے قہر وغضب کو نہ للکارے ورنہ (القرآن) وہ قہار وجبار ﷻ فرماتا ہے ''اگر ہم چاہتے تو اُن کی گھر بیٹھے کی صورتیں بدل دیتے'' (۴)۔ اور اُنہیں شکل بدل کر کتا یا خنزیر بنا دینا (القرآن) ''اللہ تعالیٰ ﷻ پر کچھ دشوار نہیں'' (۵)۔

۞۔مشت زنی سے غسل لازم آتا ہے بشرطیکہ مادہ منویہ اپنی اصل جگہ سے حرکت کر جائے۔ اور اگر ایسا خبیث عمل کرنے سے مَنی اپنی جگہ سے شہوت سے جدا ہوگئی مگر آدمی نے عضو کو زور سے پکڑ کر دبا لیا تاکہ منی باہر نہ نکلے تو غسل واجب ہے کہ منی نے اپنے اصل مقام سے حرکت کر لی (۶)۔ مگر مشت زنی فعلِ حرام اور اپنے آپ سے ظلم ہے ایسا کرنے والے پچکے گال، کمزور چہرہ، دھنسی آنکھیں، زرد رنگ اور ایسی ہی دیگر کئی علامات سے صاف صاف پہچانے جاتے ہیں۔ اِس ظلم کا عادی اچھا بھلا نوجوان دیکھتے ہی دیکھتے نامرد ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ والدین جو اُس پر مستقبل کی سنہری توقعات رکھ کر بیٹھے سہانے خواب دیکھ رہے ہوتے ہیں اُن کیلئے ایسا لڑکا اُلٹا وبال بن کر رہ جاتا ہے۔ یہی وہ عادتِ بد ہے، جو شادی کے بعد اپنی کمزوری کو چھپانے کیلئے اس بدبخت کو نشہ کا رسیا بنا کر جسمانی، مالی وروحانی لحاظ سے تباہ کر دیتی ہے۔ اللہ کریم ﷻ ہدایت فرمائے۔ آمین۔

۞۔احتلام پر غسل ہے (۷)۔ کہ (حدیث) ''جو کپڑے میں تری پائے اور اُسے احتلام یاد نہ ہو تو وہ غسل کرے اور اگر احتلام ہونا یاد ہو مگر تری نہ دیکھے تو غسل واجب نہیں'' (۸)۔ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا سعید بن جُبیر تابعی علیہ الرحمۃ اور سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ سے احتلام کے بارے پوچھا گیا تو اِن سب حضرات نے غسل کا حکم ارشاد فرمایا (۹)۔

(۱) شامی، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۲۲۔ (۲) درمختار، شامی، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۲۲ (۳) شعب الایمان ج۴ ح ۵۳۷۳ (۴) سورۃ یٰسٓ، ۶۷ (۵) سورۃ ابراہیم، ۲۰ (۶) ردالمحتار، مالابدمنہ، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۲۰ (۷) ہدایہ ج۱ ص۱۱، شرح نقایہ ج۱ ص۱۵، کبیری ص۴۵، نماز مسنون کلاں ص۱۰۴ (۸) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ج۱ ح۱۰۵، ابوداؤد ج۱ ح۲۳۶، احمد ج۱ ح۲۶۳۷، مشکوٰۃ، تنویر الابصار، درمختار (۹) ابن ابی شیبہ ج۱ ص۷۸ (۱۰) ہدایہ ج۱ ص۱۱، شرح نقایہ ج۱ ص۱۵، بمطابق حدیث مسلم ج۱ ص۱۴۶ او ابوداؤد ج۱ ص۳۱، ترمذی ج۱ ح۱۰۵، مسند امام زید ح۱۲۔

۞ ۔عورت کے احتلام کا بھی یہی حکم ہے (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) پوچھا گیا کہ "یارسول اللہ ﷺ اگر عورت ایسا (احتلام) دیکھے تو کیا اس پر بھی غسل ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں عورتیں بھی مردوں کی طرح کے حکم میں ہیں یعنی جب وہ تَری دیکھے تو وہ بھی غسل کرے" (۱)۔ نیز (حدیث) "عورت پر بھی غسل ہے جبکہ وہ بھی مرد کی طرح تَری دیکھے" (۲)۔

۞ ۔روزہ رکھ کر صبح یا دن کو سوئے جب اُٹھے تو اپنے آپکو بوجہ احتلام ناپاک پایا اب غسل کرلیں روزہ درست ہے (۳)۔ افضل یہ ہے کہ جلد از جلد نہالیں تا کہ روزہ کا ہر حصّہ جنابت سے پاک ہو (۴)۔

۞ ۔عورت نے لذّت کیلئے کوئی چیز اپنی شرمگاہ میں داخل کی تو جبتک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں (۵)۔

۞ ۔منی شہوت سے خارج ہوئی، آپ نے اُٹھ کر غسل کیا اور نماز پڑھ لی، اِس کے بعد کچھ مزید منی نکل آئی تو یہ اُسی سابقہ منی کا حصّہ شمار ہوگی جو کہ اس سے پہلے اپنے اصل مقام سے شہوت سے خارج ہوئی تھی لہذا غسل دوبارہ کریں۔ تاہم جو نماز پڑھ لی تھی وہ ہوگئی۔ اور اگر آپ نے پیشاب کرنے یا سونے یا 40 قدم چلنے کے بعد غسل کیا اور پھر منی بلا شہوت نکلی تو غسل ضروری نہیں اور نہ ہی پہلی منی کا بقیہ سمجھی جائے گی (۶)۔ البتہ وضوء لازم ہے۔

۞ ۔اگر 10 برس کا لڑکا بالغ عورت سے مجامعت کرے تو عورت پر غسل واجب ہوگا لڑکے پر نہیں لیکن لڑکے کو بھی غسل کا حکم دیا جائیگا تا کہ اسے عادت پڑے (۷)۔

۞ ۔بعد از غسل جماع عورت کے بدن سے مرد کی بقیہ منی نکلی تو غسل لازم نہیں البتہ وضوء جاتا رہا (۸)

جن صورتوں میں غسل لازم نہیں:

۞ ۔مذی خارج ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے (۹)۔ اس بارے جب آقا کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "شرمگاہ دھولیں اور وضوء کرلیں" (۱۰)۔ اور (حدیث) "مذی سے وضوء کرو اور منی سے غسل کرو" (۱۱)۔ نیز دوسری جگہ وضاحت

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۶۱۸، ترمذی ج۱ ح۱۰۵، نسائی ح۱۹۵، ابوداؤد ج۱ ح۲۳۷، مسند امام احمد ج۱ ح۳۶۷، مؤطا امام مالک ح۱۱۸ (۲) عن امّ سلمہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۱۳۰، مسلم ج۱ ح۶۲۰، ترمذی ج۱ ح۱۱۴، احمد ج۱ ح۳۸۷، نسائی ح۱۹۷ (۳) تفسیر احمدی، تفسیر خزائن القرآن، بہار شریعت (۴) بہار شریعت (۵) بہار شریعت (۶) بہار شریعت ص۹۷، شامی، عالمگیری ج۱ ص۲۰، عطائے حبیب ج۱ (۷) عالمگیری ج۱ ص۲۲ (۸) بہار شریعت (۹) ہدایہ ج۱ ص۱۲ (۱۰) عن علی رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۲۶۴، مسلم ج۱ ح۶۰۳، ابوداؤد، نسائی ح۱۵۵، احمد ج۱ ح۳۸۹، ابن حبان ح۸۶۸، ابن خزیمہ ح۲۰، بیہقی ح۵۶۱، معجم کبیر ح۵۹۶، مشکوٰۃ ح۲۸۱، مؤطا امام مالک ح۸۶، ۸۸، بلوغ المرام ح۷۵ ص۶۳، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۲۲۹ (۱۱) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۰۶، ابن ماجہ ج۱ ح۵۴۲، مشکوٰۃ ح۲۸۹، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۲۔

فرمائی کہ (حدیث) ''جب مذی دیکھو تو استنجاء کرو اور وضوء کرو اور جب تم دیکھو کہ مادہ منویہ اُچھل کر خارج ہوا ہے تو غسل کرو'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی مذی پائے تو استنجاء کرے اور نماز کیلئے وضوء کرے'' (۲)۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے مذی کے بارے پوچھا تو (حدیث) آپ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''تمہیں اس بارے میں صرف وضوء ہی کافی ہے'' راوی نے پوچھا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کپڑے سے لگ جاتی ہے اس کا کیا کروں؟'' فرمایا ''تیرے لئے یہ کافی ہے کہ تھوڑا پانی لے اور جہاں لگی ہو وہاں سے ہلکا ہلکا اپنے کپڑے کو دھوڈال'' (۳)۔ ایسی ہی روایات مسلم ج ۱ ص ۱۴۳، مؤطا امام مالک ص ۸۲، ابوداؤد ص ۲۷، ترمذی ص ۴۳، منتقی ابن جارود ص ۱۳ میں ہیں۔

۞۔ وَدی کے خروج سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضوء لازم آتا ہے (۴)۔ کہ (حدیث) ''وَدی جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے اس میں صرف وضوء ہی کرنا ہوتا ہے'' (۵)۔ اسی طرح ہی سیّدنا عِکرمہ رضی اللہ عنہ وسیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ سے بھی منقول ہے (۶)۔ لہٰذا (حدیث) ''<u>پس مَذی اور وَدی میں استنجاء اور وضوء کرے اور منی میں غسل کرے</u>'' (۷)۔

غُسل کا مسنون طریقہ:

(القرآن) ''وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا، اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب ستھرے ہو لو'' (۸)۔

اللہ کریم تعالیٰ اور آقا کریم علیہ السلام کے ارشادات کے عین مطابق غسل کے فرائض، سنّتیں، مستحبات اور مکروہات کو مدّ نظر رکھ کر غسل کا شرعی طریقہ اس طرح ہے:۔

غسل کیلئے صاف ستھرے پاکیزہ پانی کا بندوبست کریں۔ بعض دفعہ لوگ الرجی وغیرہ یا کسی اور مقصد کیلئے پانی میں ڈیٹول (Dettol) مِلا لیتے ہیں ایسا کرنا سخت منع ہے کیونکہ ڈیٹول میں الکحل (Alcohol) مِلا ہوتا ہے اور الکحل شراب ہے جبکہ شراب حرام ہے۔ **اور** غسل کسی باپردہ جگہ پر کریں (۹)۔ کہ (حدیث) آپ علیہ السلام پردہ کر کے غسل فرماتے تھے (۱۰)۔ اور ہمیں حکم فرمایا کہ (حدیث) ''اللہ کریم تعالیٰ تم کو برہنہ ہونے سے منع فرماتا ہے اور یہ نہ سمجھو کہ خلوت کے اندر برہنہ رہنے میں مضائقہ نہیں'' (۱۱)۔ نیز (حدیث) ''اللہ کریم تعالیٰ حیاء فرمانے والا ہے اور پردہ پوش ہے، حیاء اور

---

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۰۶، احمد ج ۱ ح ۳۹۰ (۲) عن مقداد رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۷۶، مسلم ج ۱ ح ۶۰۵، نسائی ح ۱۵۳، مؤطا امام مالک ح ۸۶، ترمذی ص ۴۳، ابوداؤد ص ۲۷، موطا امام محمد ح ۴۳ (۳) عن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۷، احمد ج ۱ ح ۳۸۸ (۴) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲ (۵) قال سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بیہقی ج ۱ ص ۱۱۵ (۶) ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۹۲ (۷) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ وحسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۹۲، بیہقی ج ۱ ص ۱۱۵، طحاوی ج ۱ ص ۴۰ (۸) سورۃ المائدہ، ۶ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۳۰ (۱۰) بخاری ج ۱ ح ۲۷۳، ۲۷۴ (۱۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۰۔

پردہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے، جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ لازمی کرلے" (۱)۔ کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے حیاء کی جائے بہ نسبت لوگوں کے" (۲)۔ **اور** غسل بیٹھ کر کریں کہ پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت ہے **اور** پانی کے برتن کو اپنے دائیں طرف اسطرح اور اتنے فاصلہ پر رکھیں کہ غسل کا زیادہ مستعمل پانی جسم سے لگ کر دوبارہ بالٹی وغیرہ میں نہ گرے تاہم اگر تھوڑی مقدار میں چھینٹے گریں تو حرج نہیں کیونکہ غیر مستعمل پانی زیادہ ہے اور مستعمل کم (۳)۔ **اور** اگر آپ ننگے ہوں تو غسل کرنے کے دوران مُنہ یا پشت قبلہ سمت نہ کریں (۴)

اب آپ غسل کی یہ نیّت کریں "پاکی حاصل کرنے کیلئے غسل کی نیّت کرتا ہوں" (۵)۔

پھر بِسۡمِ اللّٰه شریف دل میں پڑھ کر بڑے برتن میں سے کسی چھوٹے برتن سے پانی لے کر پہلے ہاتھ کلائی تک 3 بار دھوئیں (۶)۔ اور (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "پانی میں داخل کرنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوؤ" (۷)۔ کیونکہ (حدیث) "سرکار کریم ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو برتن میں داخل کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ مبارک دھوتے تھے" (۸)۔ اور (حدیث) "پہلے آپ حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دو یا تین بار دھویا" (۹)۔ نیز (حدیث) "جب تم جنابت کا غسل کرنا چاہو تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالو" (۱۰)۔ اور اگر چھوٹا برتن نہ ہو تو (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے برتن کو جھٹکا کر دونوں ہاتھ دھوئے" (۱۱)۔ **پھر** استنجاء کریں خواہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو (۱۲)۔ کیونکہ جب آپ ﷺ نے ہاتھ دھو لئے تو (حدیث) "برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور استنجاء کیا اور اپنے ہاتھ کو زمین پر مَلا" (۱۳)۔ اور ارشاد فرمایا کہ (حدیث) "پہلے استنجاء کرو" (۱۴)۔ اور **پھر** جسم کے اس کو مقام کو دھوئیں جہاں پر کوئی نجاست لگی ہو (۱۵)۔ کیونکہ (حدیث) "اور پھر جس جگہ نجاست لگی ہو اُس کو دھوؤ" (۱۶)۔ **پھر** (حدیث) "تین تین بار کلی کرو اور

---

(۱) عن یعلیٰ رضی اللہ عنہ، ابوداود ج۱، نسائی، مشکوٰۃ ح ۴۱۱، مرأۃ ج۱ ص ۲۸۵ (۲) بخاری ج۱ ح ۲۷۲ (۳) فیوض الباری (۴) عطاء حبیب (۵) عالمگیری ج۱ ص ۲۰ (۶) عالمگیری ج۱ ص ۲۰ (۷) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۵۶ (۸) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ ح ۲۴۳، مسلم ج۱ ح ۶۳۷، ابوداود ج۱ ح ۲۴۲، ترمذی، نسائی ح ۲۴۳، ابن ماجہ ح ۶۱۶، دارمی، احمد ج۱ ح ۷۵۹، ابن حبان ح ۱۱۹۰، ابن خزیمہ ح ۲۴۴، بیہقی ح ۷۸۲، معجم اوسط ح ۳۶۳!، مؤطا امام مالک ح ۱۰۰، مشکوٰۃ ح ۳۹۹، بلوغ المرام ح ۱۲۸ ص ۲۷، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۳، مرأۃ المناجیح ج۱ ص ۲۸۰ (۹) عن میمونہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح ۲۵۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۸ (۱۰) عن علی رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۷۰، ابویعلی، مسند امام زید ح ۹ (۱۱) عن میمونہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ج۱ ح ۹۶ (۱۲) ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج۱ ص ۲۰ (۱۳) عن میمونہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ ح ۲۶۰، ترمذی ج۱ ح ۹۶، دارمی ح ۷۷۰، معجم کبیر ۱۰۲۷، بیہقی ح ۱۰۵۴، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۴ (۱۴) عن علی رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۷۰، مسند امام زید ح ۹ (۱۵) ہدایہ، شرح نقایہ، بیہقی، عالمگیری ج۱ ص ۲۰ (۱۶) عن عمر رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۷۰، ابویعلیٰ۔

ناک میں پانی ڈالو'' (۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''پھر آپ ﷺ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا'' (۲)۔ اس طرح کہ مُنہ کے تمام اندرونی حصّہ کے تمام گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی پہنچ جائے (۳)۔ دانتوں میں کوئی چیز اٹکی ہو تو اُسے نکال لیں۔ بعض لوگ منہ میں تھوڑا سا پانی لیکر اُگل دیتے ہیں یہ کلی نہیں ہے اِس سے غسل نہ ہوگا (۴)۔ **پھر** ناک میں پانی ڈالیں اس اطمینان سے کہ ناک کے اندر کی سخت ہڈی تک پانی پہنچ جائے (۵)۔ **پھر** سنّت یہ ہے کہ مکمّل وضوء کریں (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ (غسل سے) پہلے نماز کی طرح وضوء فرماتے تھے'' (۷)۔ نیز (حدیث) ''پھر وضوء کرو جیسا نماز کیلئے ہوتا ہے'' (۸)۔ لہٰذا چہرہ دھوئیں، داڑھی کا خلال کریں، دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئیں، سَر اور کانوں کا مسح کریں (۹)۔ اگر غسل کی جگہ کیچڑ والی ہو یا پاؤں کے نیچے پانی کھڑا ہوا ہو تو پاؤں ابھی نہ دھوئیں بلکہ غسل کے آخر میں دھوئیں کیونکہ (حدیث) ''پھر (آخر میں) آقا کریم ﷺ غسل کی جگہ سے علیحدہ ہو گئے اور دونوں پاؤں مبارک دھوئے'' (۱۰)۔ اور اگر جگہ سخت اور پاک ہو تو ابھی دھولیں (۱۱)۔ یوں وضوء مکمّل ہوا۔ **پھر** (حدیث) ''آپ ﷺ نے اپنے سرِ اقدس پر تین بار پانی بہایا'' (۱۲)۔ اور حکم فرمایا کہ (حدیث) ''اپنے سَر پر 3 بار پانی ڈالو'' (۱۳)۔ کیونکہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''مَیں تو (غسل میں) اپنے سَر پر 3 بار پانی ڈالتا ہوں'' (۱۴)۔ اس طرح کہ (حدیث) ''آپ ﷺ پہلے سر کے دائیں جانب پھر بائیں جانب پانی ڈالتے تھے'' (۱۵)۔ اور اگر صابن وغیرہ لگائیں تو (حدیث) ''آپ ﷺ حلاب وغیرہ کوئی خوشبودار چیز منگواتے اور اسے ہتھیلی میں لے کر سر کے دائیں پھر بائیں پھر سر کے درمیان میں لگاتے'' (۱۶)۔ اور اُنگلیوں سے بالوں کی تہہ تک ملیں کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ پانی میں اپنی اُنگلیاں داخل

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۵۶، ترمذی ج ۱ ح ۲۵ (۲) عن میمونہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۲۵۴، ترمذی ج ۱ ح ۹۶ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰ (۴) فیوض الباری (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰ (۶) بخاری، مسلم ج ۱ ح ۶۳۰، فتاوٰی نوریہ، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۳ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا مسلم ج ۱ ح ۶۲۹، بخاری ج ۱ ح ۲۴۳، ترمذی ج ۱ ح ۹۷، مؤطا امام مالک ح ۱۰۰، دارمی ح ۳۵۷، مشکوٰۃ ح ۳۹۹، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۸۰ (۸) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۷۰ مسند امام زید ح ۹، ابو یعلٰی (۹) مسند امام زید ح ۵۶ (۱۰) عن میمونہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۲۶۰، مسلم ج ۱ ح ۶۳۰، ترمذی ج ۱ ح ۹۶، نسائی ح ۴۱۵، دارمی ح ۳۵۷، احمد ج ۱ ح ۶۷۷، بلوغ المرام، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۳۸، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۴ (۱۱) انوکھی سزا مع غسل کا طریقہ از علامہ محمد الیاس قادری (۱۲) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۲۵۰، ترمذی ج ۱ ح ۹۶، ۹۷، نسائی ح ۴۲۳ (۱۳) عن علی رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۷۰، مسند امام زید ح ۹، ۵۶، ابو یعلٰی (۱۴) عن جُبَیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۲۴۹، مسلم ج ۱ ح ۶۵۰، نسائی ح ۴۲۲، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۷ (۱۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا نسائی ح ۴۲۱ (۱۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۲۵۳۔

فرماتے اور اپنے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے تھے" (۱)۔ **پھر** ہاتھ سے مَلیں تا کہ سَر صاف ہو جائے۔ **پھر** پہلے دائیں کندھے پر اور بعد میں بائیں کندھے پر پانی ڈالیں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ (تمام کاموں کو) دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے" (۳)۔ **پھر** سارے بدن پر تھوڑا سا پانی ڈال کر ہاتھوں سے مَلیں **پھر** سارے بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالیں اور ہاتھوں اور اُنگلیوں کی مدد سے سارا بدن اس طرح تر کریں کہ بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے ورنہ غسل نہ ہوگا (۴)۔ کہ (حدیث) "پھر آقا کریم ﷺ نے اپنے تمام بدن کو دھویا" (۵)۔ **احتیاط** رکھیں کہ داڑھی اور مونچھوں کی تہہ کی جلد، بھنوؤں کے نیچے، کان کے اندر اور پیچھے، گردن کے چاروں طرف، بغلیں، گردن اور پیٹ کی کروٹیں، ناف کے اندر، جسم پر کوئی ایسا سوراخ جو مِلا ہوا نہ ہو اُس کے اندر، ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان، پاؤں کی ایڑی اور تلوے خاص طور پر سامنے اور پیچھے سے مقاماتِ مخصوصہ کے پردے اور کھال تسلّی سے ہلا کر اُن کی تہہ تک پانی پہنچانا ضروری ہے (۶)۔ کہ (حدیث) "ہر بال کے نیچے ناپاکی ہے تو ہر بال کو دھوڈالو اور بدن کو اچھی طرح مَل لیا کرو" (۷)۔ دوسری جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ، جس نے بال برابر جگہ چھوڑی اُس کو نہ دھویا تو اُس کو ایسا اور ایسا (سخت) جہنّم کا عذاب ہے" (۸)۔ اسلئے ضروری ہے کہ دانتوں سے چھالیہ، کانوں سے عطر کا پھالیہ ہو تو نکال لیں، نتھ، بالیاں، کوکا، انگوٹھی اور چھلّا کو اچھی طرح ہلالیں (۹)۔ کہ (حدیث) "جب جانِ سے پیارے آقا کریم ﷺ وضو فرماتے تو انگوٹھی کو حرکت دے لیتے" (۱۰)۔ ایسے ہی (حدیث)

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۲۴۳، مسلم ج۱ ح۶۲۶، ابوداود، ترمذی، نسائی ح۲۴۷، ۲۴۸، ابن ماجہ، دارمی ح۷۷۱، مسند احمد ج۱ ح۷۵۹، ابن حبان ح۱۱۹۱، ابن خزیمہ ح۲۴۲، بیہقی ح۸۴۷، معجم اوسط ح۱۳۶۳، موطا امام مالک ح۱۰۰، مشکوٰۃ ح۳۹۹، فیوض الباری حصہ۲ ص۳، بلوغ المرام ح۱۲۸ ص۲۷، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۸۰ (۲) انوار الحدیث (۳) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۱۶۷، ۴۱۱، مسلم ج۱ ح۵۲۵، نسائی ح۲۷۴۹، بلوغ المرام ح۵۰ ص۵۷، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۶۶ (۴) بحر الرائق (۵) بخاری ج۱ ح۲۶۷، ترمذی ج۱ ح۹۶، دارمی ح۷۳۵ (۶) نور الایضاح، بستان اولیاء (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداود، ابن ماجہ ح۶۳۹، ترمذی ج۱ ح۹۹، احمد ج۱ ح۷۷۱، مشکوٰۃ ص۴۰ ح۷۴۰، فیوض الباری حصہ۲ ص۳۱، بلوغ المرام ح۱۳۴ ص۷۳، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۸۴، مصنف عبد الرزاق ج۱ ص۲۶۲، جواہر النقی ج۱ ص۱۷۸ (۸) عن علی رضی اللہ عنہ، ابوداود ج۱ ح۲۴۹، ابن ماجہ ح۶۴۱، مسند امام احمد ج۱ ح۷۷۲، دارمی ح۷۷۴، بیہقی ح۷۹۶، معجم صغیر ح۹۸۷، مشکوٰۃ ص۴۸ ح۴۰۸، مظاہر حق، عون المعبود ج۱ ص۱۰۳، تلخیص الحبیر ج۱ ص۱۴۲، فیوض الباری حصہ۲ ص۳۱، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۸۴ (۹) مسند امام زید ص۱۸۶، کبیری ص۲۷، نقایہ ج۱ ص۹، شرح وقایہ ج۱ ص۷۳، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۱۹ (۱۰) دارقطنی ج۱ ص۸۳۔

"حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی کو ہلایا" (۱)۔ نیز وِگ، بناوٹی دانت (Artificial Teeth) وغیرہ اتار دیں۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے تو اپنے بھولے بھالے امتی کو سمجھاتے ہوئے اتنی باریکی تک (حدیث) فرمایا کہ "جو مَیل انگلیوں کے سِروں پر اور ناخنوں کے نیچے ہو اُسے دُور کرو" (۲)۔ اس کے ساتھ ساتھ ناخن کے نیچے یا جسم پر کہیں کوئی چیز آٹا، پالش، پینٹ وغیرہ جم گیا ہو تو اُسے اُتارنا ضروری ہے کیونکہ اُس کی تہہ موٹی ہوتی ہے جس کی وجہ سے پانی اُس کے نیچے نہیں پہنچ پاتا لہٰذا اُسے لازمی صاف کر لیں تاکہ پانی تہہ تک پہنچے (۳)۔ عورت سَر کے بال کھول لے، تاہم اگر بالوں کی تہہ تک پانی پہنچا لے تو گوندھے ہوئے بال یا مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں (۴)۔ کیونکہ (حدیث) "جب (عورت) جنابت کا غسل کرے تو بال (مینڈھیاں) نہ کھولے بلکہ اُن کی جڑوں میں پانی پہنچا دے اور اُنہیں تر کرے (اگر پانی جڑوں تک نہ پہنچے تو بال کھولے)" (۵)۔ نیز (حدیث) "عورت سَر پر پانی ڈالے اور خوب مَلے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر اس پر پانی بہائے" (۶)۔ ایسے ہی حضرت سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ (حدیث) "یارسول اللہ ﷺ میں اپنی چوٹی مضبوطی سے باندھتی ہوں کیا غسلِ جنابت میں اسے کھولوں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا "تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تین بار سَر پر اچھی طرح پانی ڈال دو" (۷)۔ لیکن اگر مرد کی مینڈھیاں ہوں تو اُن کا کھولنا ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہوگا (۸)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا کہ "مرد کو چاہیے کہ وہ غسل کے وقت بالوں کو کھول کر بکھیر دے" (۹)۔

المختصر اگر ان تمام صورتوں میں پانی کسی مقام پر نہ پہنچے تو بیشک وہ ایک بال یا ایک بال برابر جگہ ہی کیوں نہ ہو اُس کا غسل نہ ہوگا (۱۰)۔ اور اگر ساری احتیاطوں کے باوجود کوئی جگہ خشک رَہ جائے اور غسل کرنے کے بعد وہاں نظر پڑ جائے تو فوراً صرف اُس جگہ کو دھولیں دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں (۱۱)۔ کیونکہ (حدیث) "تو آپ ﷺ نے فرمایا "صرف وہی مقام دھو ڈالے پھر نماز پڑھ لے" (۱۲)۔

پیارے بھائیو! مَیں نے غسل شرعی کو اپنے طور پر بڑی تفصیل اور باریک بینی سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور کوئی گوشہ پوشیدہ نہیں رکھا اس کے باوجود غسل کے فرائض پورے کئے

(۱) ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۹ (۲) مسند احمد ج۱ (۳) بہار شریعت ج۱ ص۹۶، عالمگیری ج۱ ص۱۹ (۴) مظاہر حق، عالمگیری ج۱ ص۱۹، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری (۵) عن جابر رضی اللہ عنہ، دارمی، ج۱ ص۲۱۰، زجاجۃ المصابیح ج۱ ص۱۱۴، نور الایضاح، فیوض الباری حصہ۲ ص۳۲ (۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۶۵۸، فیوض الباری حصہ۲ ص۳۲ (۷) ترمذی ج۱ ح۹۸، مسند امام زید ح۵۸ مسلم ج۱ ح۶۵۲، نسائی ح۲۴۱، احمد ج۱ ح۳۷۷ (۸) شرح وقایہ ج۱ ص۱۴، کبیری ص۴۷ (۹) ابوداؤد ج۱ ص۳۴ (۱۰) درمختار شامی، منیۃ المصلی و کتب فقہ (۱۱) کبیری، درمختار (۱۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ج۱ ص۱۳، منیۃ المصلی۔

بغیر اگر کوئی نہالے تو اُسے شرعی غسل نہیں کہا جائے گا وہ اسی طرح ناپاک ہی رہے گا جیسے پہلے تھا۔

افسوس ایسے لوگوں پر جو دنیاداری کی تو ہزار باتیں یاد رکھتے ہیں، فلموں، گیتوں، ڈائجسٹوں کی مکمل سٹوریاں ازبر ہوتی ہیں مگر اتنے ضروری مسئلہ کی طرف دھیان دینے کی ہمت ہی نہیں کرتے، ان کا نہانا نہ نہانا ایک جیسا ہے۔ لہٰذا بظاہر عمدہ لباس پہنے چہرے پر رنگ گورا کرنے والی اعلیٰ سے اعلیٰ کریمیں لگا کر چمکنے والا نہ جانے کتنے عرصہ سے پلید ناپاک اور اندر سے سیاہ پھر رہا ہوگا؟ پھر اُسکی عبادت کا کیا بنے گا؟۔ یہی وجہ ہے کہ رزق سے برکت اُٹھ جاتی ہے، گذارا (Hand to Mouth) بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ دُکھوں کا شمار نہیں رہتا، حرص بڑھنے سے بندہ شیطانی جال میں پھنستا چلا جاتا ہے، بندہ کا ایمان گمراہی کے دہانے تک جا پہنچتا ہے اور (القرآن) ''جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے اور (اللہ کریم ﷻ) تو بہت سے گناہ معاف بھی فرما دیتا ہے'' (۱)۔ اور پھر افسوس کہ ایسا بندہ سرِعام اللہ کریم ﷻ کا گلہ کرتا پھرتا نظر آتا ہے اور واہیات جملے زبانِ بے لگام سے نکالنے میں عیب محسوس نہیں کرتا اور اس بے عیب ذات پر انگلی اٹھانے کی جسارت کرتا ہے کہ دُعا قبول نہیں ہوتی۔ کبھی اللہ والوں کو بُرا بھلا کہتا ہے تو کبھی زمانے کو گالیاں دیتا ہے۔ مگر اے انسان! کاش طعن وملامت میں زبان دراز کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لیا ہوتا کہ تجھے ظاہری بناؤ سنگھار، زیب وزینت کیلئے بے ہودہ اور کفریہ قسم کے فیشن تو سارے کرنے آتے ہیں اور ان کی فرض عین سمجھ کر پابندی کرتا ہے مگر اُس مالک کریم ﷻ کے دین سے اتنی بے انتہاء کی بے خبری، بے رغبتی اور لاپرواہی کہ تجھے شرعی طریقہ سے نہانا بھی نہیں آتا۔ پھر اس پاک ذات کی پاک بارگاہ تک رسائی کیسے ہو؟ اور جب رسائی ہی نہیں تو دعاء کیونکر قبول ہو؟ شرم کرنے اور سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ کریم ﷻ ہمیں دین کی سوجھ بوجھ سے نوازے۔ آمین۔

غسل کے بعض دیگر مسائل:

۔ (حدیث) ''غسل خانہ میں ہرگز پیشاب نہ کرو کیونکہ عموماً وسوسوں کی بیماری لگ جاتی ہے'' (۲)

۔ دورانِ غسل نہ کلمہ پڑھیں نہ کوئی دعا نہ ذکر کہ یہ ناجائز اور خلافِ ادب ہے، اور نہ ہی اِس دوران باتیں کریں (۳)۔ کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم نافذ فرمایا تھا کہ حمام میں بغیر کپڑا باندھے کوئی داخل نہ ہو اور حمام میں ذکر واذکار میں بھی مشغول نہ ہو'' (۴)۔

---

(۱) الشوریٰ، ۳۰ (۲) عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۷، نسائی ح ۳۶، حاکم ج ۱ ح ۶۶۳، مشکوٰۃ ج ۱ ح ۳۵۳، مرأۃ ج ۱ ص ۲۴۹ (۳) درمختار، منیۃ المصلی فتاویٰ نوریہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰ (۴) عن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیہقی، فیوض حصہ ۲ ص ۳۳

۞ ۔جنبی مسجد نہ جائے کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''مسجد حائضہ اور جنبی کیلئے حلال نہیں'' (۱)۔نیز جنبی اور حائضہ بیت اللہ شریف کا طواف بھی نہ کریں۔

۞ ۔جنبی نہ قرآن کریم کو چھوئے نہ پڑھے اور نہ قرآن کریم لکھے (۲)۔کیونکہ (حدیث) ''حائضہ اور بے غسلا قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں'' (۳)۔اور جنبی نہ قرآنی آیات کا تعویذ لکھے نہ چھوئے تاہم تختی وغیرہ میں بند کئے تعویذ کو گلے میں لٹکانے میں حرج نہیں (۴)۔نیز تفسیر اور فقہ کی کتب کو بھی نہ چھوئے، البتہ اگر ضروری ہو تو کسی چادر، قمیص یا کپڑا کے پلو سے پکڑ لے تو حرج نہیں مگر یہ ضرور احتیاط کریں کہ جس جگہ کوئی آیتِ قرآنی یا حدیث کے الفاظ لکھے ہوں وہاں سے ہرگز نہ پکڑیں البتہ قرآن وحدیث کی کتب کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں (۵)۔لگے ہاتھوں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ان کتب کو رکھنے میں سب سے اوپر قرآن پاک نیچے تفسیر پھر حدیث اور اس سے نیچے فقہ کی کتب رکھنی چاہئیں ان کتب کے اوپر قلم، دوات، کاپی یا کوئی چیز وغیرہ نہ رکھیں نہ ہی جس صندوق وغیرہ میں یہ کتب ہوں اُس کے اوپر کوئی چیز رکھیں (۶)۔

۞ ۔جنبی کا غسل سے پہلے ناخن ترشوانا اور بال کٹوانا مکروہ ہے، بلکہ نہانے کے بعد حجامت بنائیں تاکہ بال اور ناخن بھی غسل میں پاک ہوجائیں (۷)۔

۞ ۔مرد غسل کرنے کے بعد اپنی جنبی عورت کے ساتھ سو سکتا ہے، اس سے بدن مَس کرسکتا ہے بشرطیکہ اُس کے جسم پر ظاہراً نجاست نہ لگی ہو۔(۸)۔

۞ ۔جنبی غسل سے پہلے وضو کرکے یا کم از کم ہاتھ دھو کر کلی کرکے کھانا کھاسکتا ہے اور دوسرے لوگ اُس کے ساتھ کھانا کھاسکتے ہیں (۹)۔اُس کا جوٹھا کھاسکتے ہیں، اُس سے سلام مصافحہ (Shaking Hands) اور معانقہ (Embracing) کرسکتے ہیں (۱۰)۔

۞ ۔جنبی وضوء یا کم از کم کُلّی کرکے اذان کا جواب دے سکتا ہے، روزہ رکھ سکتا ہے، تسبیح وتہلیل، ذکر، دعاء اور دُرود شریف پڑھ سکتا ہے (۱۱)۔بہرحال بلاعذر غسل میں سُستی کی بنا پر قصداً تاخیر کرکے یہ سب کچھ کرتے رہنا مکروہ ہے اور اِس تاخیر سے گھر میں محتاجی آتی ہے (۱۲)۔

---

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج۱ ح۲۳۲، ابن ماجہ ص۴۷، نصب الرایہ ج۱ ص۱۹۴، نیل الاوطار ج۱ ص۲۵۰ (۲) شعب الایمان اردو ج۲ ص۳۰۸، عالمگیری ج۱ ص۶۰ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی، شعب الایمان ج۲ ح۲۱۱۰ (۴) درمختار شامی، بہارشریعت ج۲ ص۳۷، عالمگیری ج۱ ص۶۰ (۵) عالمگیری ج۱ ص۶۰ (۶) بہارشریعت، فیوض الباری (۷) درمختار عالمگیری مرأۃ ج۶ ص۱۴۷ (۸) نماز کی سب سے بڑی کتاب (۹) عالمگیری ج۱ ص۴۴ (۱۰) حنفی بہشتی زیور، نماز کی سب سے بڑی کتاب (۱۱) عطاء حبیب ج۱ ص۴۰، فیوض الباری حصہ ۱ ص۴۶۲ (۱۲) بہارشریعت، منیۃ المصلی، شامی۔

۔نماز عیدو جمعۃ المبارک اور غسلِ جنابت کیلئے ایک ہی نیّت سے ایک ہی غسل کافی ہے (۱)

۔زخم پر پٹی بندھی ہو اور کھولنے سے خرابی کا قوی امکان ہو تو پٹی پر مسح کرلیں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''زخم پر کپڑے کی پٹی باندھو اور اس پر مسح کرو باقی سارے جسم کو دھولو'' (۳)۔

۔دانتوں میں بوٹی، چھالیہ یا ذرّہ پھنسا ہو تو غسل میں نکالنا ضروری ہے۔ اور اگر غسل کے بعد پتا چلا کہ دانت میں چھالیہ رَہ گیا ہے تو اُس سے پہلے بے خبری میں جو نماز پڑھی وہ تو ہوگئی مگر اب فوراً وہ چیز نکال دیں اور کلی کرلیں غسل ضروری نہیں۔

۔میّت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں کیونکہ (حدیث) ''مومن ناپاک نہیں ہوتا'' (۴)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مومن ناپاک نہیں ہوتا خواہ زندہ ہو یا مردہ ورنہ مَیں (راوی) اسے ہاتھ نہ لگاتا'' (۵)۔ البتہ غسل کرلینا اچھا ہے (۶)۔

۔یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ نمازِ جنازہ کے وضو سے نماز فرض اور نماز فرض کے وضوء سے نماز جنازہ جائز نہیں یہ محض غلط ہے ایسا کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ایک وضوء سے ہر نوع کی کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں (۷)۔ نیز یہ بھی غلط العام ہے کہ میت کو غسل دینے والے کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی۔ تاہم اگر اُس کے جسم پر نجاست لگ گئی ہو تو اُس کیلئے اسے دھونا لازم ہے۔

غسلِ شرعی کے بعد وُضوء:

(حدیث) ''كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْل ، آقا کریم ﷺ غسل کے بعد وضوء نہیں فرماتے تھے'' (۸)۔ ایک بار اس بارے آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو (حدیث) ''آپ ﷺ نے فرمایا ''غسل سے بہتر کون سا وضوء ہوسکتا ہے'' (۹)۔ ایسا ہی ایک دفعہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا'' (۱۰)۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین

(۱) عالمگیری ج۱ ص۲۳ (۲) بیہقی ج۱ ص۲۲۸، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۳۶، عبدالرزاق ج۱ ص۱۶۱، ہدایہ ج۱ ص۳۴، شرح نقایہ ج۱ ص۲۹، شرح وقایہ ج۱ ص۱۰۶، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص۴۲ (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ، بیہقی ج۱ ص۲۲۸ (۴) بخاری ج۱ ح۱۱۷۴، مسلم ج۱ ح۲۹۷، نسائی ح۲۶۹، ابوداؤد ج۱ ح۲۳۰ (۵) بخاری ج۱ ح۱۱۷۴، ترمذی، بیہقی، حاکم ج۱، تلخیص الحبیر ج۱ ص۵۰ (۶) سنّت مصطفےٰ ص۱۳۸ از قاضی غلام محمود ہزاروی (۷) بیہقی، فتاوی نوریہ، عالمگیری، بدائع صنائع (۸) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوداؤد، نسائی ح۲۵۲، ۴۲۷، ابن ماجہ ح۶۱۷، ترمذی ج۱ ح۱۰۰، مسند امام احمد ج۱ ح۸۷۷ مستدرک حاکم ج۱ ح۵۴۷، مشکوٰۃ ص۴۱ ح۴۰۹، آثار السنن ص۲۷، فیوض الباری حصہ۲ ص۳۳، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۸۵ (۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مستدرک حاکم ج۱ ح۵۴۸ (۱۰) فیوض الباری حصہ۲ ص۳۳۔

کرام علیہ الرحمۃ کا یہی مسلک ہے کہ غسل کے بعد وضو نہیں"(۱)۔اسلئے اگر غسل شرعی طریقہ سے کیا ہو تو اُس میں چونکہ نماز والا وضوء بھی ہو جاتا ہے کیونکہ وضوء غسل کی سنّتوں میں بھی داخل ہے اسلئے غسل کے بعد وضوء مسنون نہیں۔لہٰذا غسل کے بعد 2 رکعت نماز تحیۃ الوضوء بھی پڑھ لینی چاہیئے۔ اور اِسی غسل سے حسبِ قاعدہ نمازِ عید، نمازِ جمعۃ المبارک، نمازِ پنجگانہ اور نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں (۲)

غسل کے فرائض:

1۔ کُلی کرنا اسطرح کہ سارے منہ میں حلق تک اچھی طرح پانی پہنچ جائے اور روزہ نہ ہو تو غرغرہ کریں

2۔ ناک میں پانی ڈالنا کہ جہاں تک ناک کا نرم حصہ ہوتا ہے۔

3۔ تمام ظاہر بدن پر پانی بہانا اس طرح کہ بال یا بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے (۳)۔

غُسل کی سُنّتیں:

❀-قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا جبکہ ننگا ہو-❀-غسل کی نیّت کرنا-❀-شروع میں دل میں بِسمِ اللّٰہ شریف پڑھنا-❀-استنجاء کرنا-❀-دونوں ہاتھ کلائی تک 3 دفعہ دھونا-❀-نجاست کے مقام کو دھونا-❀-مکمّل وضوء کرنا-❀-سَر پر 3 بار پانی ڈالنا-❀-پہلے دائیں اور پھر بائیں کندھے پر 3 بار پانی ڈالنا-❀-سارے جسم پر 3 بار پانی ڈالنا-❀-جسم دھوتے وقت سَر سے ابتداء کرنا-❀-تمام بدن پر ہاتھ پھیرنا اور مَلنا-❀-پَے درپَے غسل کرنا-❀-پانی کے استعمال میں کمی یا زیادتی نہ کرنا (۴)۔

غُسل کے مُستحبات:

❀-اُونچی جگہ بیٹھ کر غسل کرنا-❀-پانی والا برتن دائیں طرف رکھنا-❀-اعضاء کا دائیں طرف سے دھونا شروع کرنا-❀-انگوٹھی کو ہلا کر پھیرنا-❀-بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا-❀-بائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا-❀۔غسل کرتے وقت باتیں نہ کرنا-❀-غسل کے بعد بدن سے زائد پانی پونچھ لینا (۵)۔

---

(۱) ترمذی ص ۴۲ (۲) بیہقی، نوریہ، عالمگیری، بدائع الصنائع (۳) مسلم، ابوداؤد، سنن نسائی، مسند امام احمد، دارمی، دارقطنی، بیہقی، مظاہر حق، درمختار، مراقی الفلاح، منیۃ، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۳۰، ۳۱، ہدایہ ج ۱ ص ۱۰، عالمگیری ج ۱ ص ۷، ۱۸ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۹، ۲۰، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۴، نور الایضاح، کبیری (۵) عالمگیری، بہار شریعت۔

باب-۶

احکامِ مسجد

(حدیث)"اَحبُّ البِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُ ھَا،

ترجمہ: مسجدیں اللہ کریم ﷻ کے ہاں زمین کے سب حصّوں سے زیادہ محبوب ہیں"(ا)۔

مسجد اللہ کریم ﷻ کا گھر، ایمان کا مظہر، عظمتِ الٰہی کا نشان، ایقان کی علامت، محبت کی تصویر، اور مومن کا نشیمن ہوتی ہے۔اس کے اندر جہاں مومن کو اپنی طرف کھینچنے کی بے پناہ کشش ہوتی ہے وہاں خطا کار کے گناہ چُوسنے کی کمال صلاحیت بھی ہوتی ہے۔یہاں "ایک سچّے خدا" کی عبادت کی جاتی ہے۔اتنے پیارے طریقے سے جو سب مذاہب سے منفرد اور سب سے ستھرا ہے اور (حدیث) "مسجدیں دھرتی پر اہل زمین کیلئے نور پھیلاتی ہیں جیسے آسمان کے ستارے"(۲)۔

مسجد کی ابتداء:

تاریخ پر نظر ڈالیں تو اسلام سے پہلے نارتھمبر لینڈ، مڈلینڈ، کون ٹیز، نارفوک، سائیکس انگلستان میں "ورڈن" و دیگر بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ایشیاء کوچک، افریقہ، اور بربر جبشہ وغیرہ عیسائی مملکتوں میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام و سیّدہ مریم علیہا السلام کی مورتیوں کی پوجا ہوتی تھی۔ایران کے زرتشتیوں نے "اھورامزدا" اور "اھرمن" بتوں کو اپنا رب سمجھ رکھا تھا اور آگ کی پوجا کو اپنی عبادت ٹھہرالیا تھا، یونانیوں نے پوجا کیلئے پوسیڈن (Poseidon)، ہیفااسٹس (Hephae Stos)، اپولو (Apolio)، ایتھینا (Athena)، اریز (Ares)، ایفروڈائٹ (Aphrodite) نامی دیوتاؤں کے بت بنا رکھے تھے، رومیوں نے زیوس، جونو رکھ (Juno) نیپچون (Neptune)، مارس (Mars) وُلکن (Vulcan)، وینس (Venus)، منروا (Minerva) نامی بتوں کو اپنا سب کچھ سمجھ کر اُنکی پوجا کو ضروری قرار دے لیا تھا، مصر میں سورج، ہرموپولس، مین بن باس، لَق لَق، شیر، بلّی، سانڈ، مینڈھا، مگرمچھ، شاہین، ناگ اور کئی قسم کی مچھلیوں کی پوجا ہوتی تھی، برصغیر میں راجہ رام چندر اور سری کرشن کو راہنماء ماننے والے برہمن، کھشتری اور شودر ہندو "بدھا، سیوا، درگا، گنیش، سکندا، سوبرامانیا" دیوتاؤں اور دیویوں سمیت 2 کروڑ خدا بنا بیٹھے تھے اور "وید گیتا، اُپنشد، منوسمرتی، رامائن، اور مہابھارت" کو آسمانی کتابیں سمجھتے تھے۔کابل، ترکستان، اور جزائر ہند میں گوتم بُدھ کی مُورتیوں، سمادھیوں اور اُسکی جلی ہڈیوں کی پوجا کی جاتی تھی اور "دنائی پستک، سب پستک اور دھم پستک" کتب کو اپنے لئے ضابطہ حیات خیال کر لیا تھا۔چین میں کنفوشسزم اور ٹاؤسٹ کے ماننے والے اپنے باپ دادا کی

(ا) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۶۹۶، مراۃ ج ا ص ۴۰۷، نوریہ (۲) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۴۸

مُورتیوں کے آگے سَر خم کئے ہوئے تھے۔ سکھ بابا گرونانک کو سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے۔ عمرو بن لحیٔ نے عربوں کی عقلوں پر ایسا پردہ ڈالا کہ نہ صرف ہر گھر میں لکڑی، پتھر، تانبا، شیشہ، سونا، چاندی اور لوہے کے بت رکھ لئے گئے بلکہ ان اللہ کریم ﷻ کے گھر کے محافظوں نے اللہ کریم ﷻ کے پاکیزہ گھر کو 360 ناپاک بتوں سے بھر کر ان کی پوجا پاٹ شروع کر رکھی تھی، اور اپنی جہالت کی بنا پر ان کو خدا سمجھ لیا تھا ان میں "ہُبَل، وَدّ، سُوَاع، یغُوث، یعُوق، نسر، لات، منات، عزیٰ اور ایساف اور نائلہ وغیرہ معروف بت تھے گویا ہر مذہب نے اپنی عبادت کو ایک چار دیواری میں ایک خاص فرد یا چیز پر مخصوص کر رکھا تھا (۱)

ایسے میں دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایک خدا کی پرستش کا حکم دیا اور ایسی آزادیٔ عبادت دے دی کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ مسلمان کو حدود و قیود سے آزاد کر کے جنگلوں، بیابانوں، صحراؤں اور غاروں کو حتیٰ کہ جہاں چاہے مصلّٰی بچھا دے اُسے پروردگار کریم ﷻ نے جائے نماز قرار دے دیا اور (حدیث) حبیب خدا ﷺ نے اعلان فرما دیا "میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنا دی گئی ہے میری اُمت کو جس جگہ نماز کا وقت آ جائے وہ نماز پڑھ لے" (۲)۔ سبحان اللہ۔ مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اب کسی مخصوص عبادت گاہ کی ضرورت ہی نہیں رہی بلکہ اللہ کریم ﷻ نے روزِ ازل سے بیت اللہ شریف جیسی مرکزی عبادت گاہ کی بنیاد رکھوا کر یہ ضرورت بھی بتا دی کہ اکٹھے عبادت کرنے کے سُرُور اور لذت و فوائد ہی کچھ اور ہیں۔ اسی لئے رحمۃٌ للعالمین آقا کریم ﷺ نے ہجرت کے دوران اپنے ہاتھوں سے مسجد قباء تیار فرما کر گویا اعلان فرما دیا کہ مسجد ہی عبادت کیلئے بہترین جگہ ہے۔ جس کا قرآن پاک میں لفظی استعمال 28 بار ہوا جبکہ دیگر کئی آیاتِ کریمہ میں مسجد کا اشارۃً ذکر کیا گیا ہے۔ کتبِ تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ کے دورِ پُرانوار میں دینِ اسلام کی سب سے پہلی مسجد (مسجدِ بیت) ایک چبوترا کی صورت میں سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر مکّہ پاک میں بنائی جہاں بیٹھ کر آپ تلاوتِ کلام پاک کیا کرتے تھے (۳)۔ پھر مسجد قباء اور مسجد نبوی اور پھر مساجد کی تعمیر کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جو آج بھی الحمدللہ جاری ہے۔

مسجدِ حرام:

سرزمینِ مکہ پاک "حرم" کہلاتی ہے جس کیلئے توریت میں "حُرمَا" کا لفظ استعمال ہوا،

(۱) سیرت حلبیہ ج۱ص۶۶، رحمۃ للعالمین ج۱ص۴۶، ضیاء النبی ﷺ ج۱ص۴۴، ۱۰۴، ۱۲۴، ۱۴۸، ۱۸۶، ۲۳۹، الرحیق المختوم ص۵۷ (۲) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۴۳۳، مسلم ج۱ح۱۰۶۷، نسائی ح۷۲۸، ترمذی ج۱ح۳۰۰، ابوداؤد ج۱ح۴۸۶، ابن ماجہ ج۱ح۶۰۹، مسند امام احمد ج۱ح۸۵۷، مشکوٰۃ ح۵۴۹۳، فیوض الباری حصہ۲ص۶۷، بلوغ المرام ح۱۳۶ص۳۷، مرأۃ المناجیح ج۸ص۲۷ (۳) حاشیہ بخاری، سیرت سید لولاک ﷺ ص۵۴۶۔

جہاں اللہ کریم ﷻ کے پاک گھر کے طور پر مسجد تعمیر کی گئی جو "مسجدِ حرام" کے نام سے مشہور ہوئی یہ زمین پر بنائی جانے والی پہلی مسجد ہے۔ جسے لوگ "بیت اللہ" کے نام سے جانتے ہیں۔ یہی وہ منبع ایمان ہے جہاں سے نورِ اسلام کی پَو پھوٹی۔ شروع میں بیت اللہ شریف کی جگہ اللہ کریم ﷻ کے حکم پر فرشتوں نے جنّت کے سُرخ یاقوت کا نورانی خیمہ "بیت المعمور" لاکر زمین پر رکھا جو اتنا بڑا تھا کہ جتنی بیت اللہ شریف کی عمارت اسکے زمرد سرخ وزرد کے شرقی اور غربی دو دروازے تھے۔ اس میں آفتاب سے زیادہ روشن زمرد سرخ کی 10 ہزار نورانی قنادیل (Lamps) تھیں۔ اس کے ساتھ ہی جنّت کا ایک سفید موتی "حجرِ اسود" بھی اتارا گیا جو جنّت میں حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی کرسی کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور برف سے زیادہ سفید، آفتاب کی طرح چمکدار تھا، جونہی کوئی ہاتھ لگاتا ہر مرض سے شفاء پاتا مگر مشرکین اور گنہگاروں کے ہاتھ لگنے کی وجہ سے اب سیاہ ہوگیا ہے۔

حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو کعبہ معظمہ کے طواف کا حکم ربی ہوا چنانچہ آپ نے سراندیپ (سری لنکا) سے پاپیادہ 40 حج کئے آپ کا ہر قدم تین دن کی مسافت (93 کلومیٹر) کے برابر تھا اور جہاں قدم پڑتا یا ٹھہرتے وہ جگہ سرسبز وشاداب ہوجاتی۔ پھر بیت المعمور آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ اور پھر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا شیث علیہ السلام نے تعمیر کیا، طوفانِ نوح کے وقت اللہ کریم ﷻ کے فرمان پر فرشتوں نے بیت اللہ شریف اور حجرِ اسود کو پہاڑوں پر رکھ دیا۔ پھر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا جب بنیادوں کے بارے اُنہیں پریشانی ہوئی تو اللہ کریم ﷻ کی قدرت سے ایک بادل آیا جہاں اُس نے سایہ کیا اُس کے مطابق بنیادیں رکھ دی گئیں۔ اس تعمیر میں کوہِ لبنان یا کوہِ ابوقبیس (ملک شام کا پہاڑ)، طورِ زیت یا زیتا (بیت المقدس کا پہاڑ)، طورِ سینا (مصر اور ایلیا کے درمیان)، کوہِ جودی (جزیرہ عرب کا پہاڑ)، کوہِ حراء (سراندیپ کا پہاڑ) کے پتھر استعمال کئے۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے بھی تعمیر کعبہ میں انہیں پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے۔ یہ پہاڑ بہت دُور دُور تھے جن کے پتھر فرشتوں کی مدد سے لائے گئے۔ جب تعمیر حجرِ اسود تک پہنچی تو جو پتھر حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام لاتے وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو پسند نہ آتا۔ اُدھر زمین پر قائم کیا جانے والا پہلا پہاڑ "جبلِ ابوقبیس" جسے "ابوجبال یعنی پہاڑوں کا باپ" کہتے ہیں جو کہ اُس وقت خراساں میں تھا اُس نے پیارے اللہ کریم ﷻ سے گزارش کی کہ "یا اللہ کریم ﷻ مجھے اجازت دے کہ حجرِ اسود کی امانت حوالے کروں"۔

دعا قبول ہوئی وہ مکہ پاک آ گیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جو کہ پتھر تلاش کر رہے تھے اس نے پکار کر کہا "میرے پاس آپکی امانت حجرِ اسود موجود ہے لے جائیں" چنانچہ آپ لے گئے اور پھر اُسے لگا دیا گیا اور تعمیر مکمل ہوگئی، بیت اللہ شریف کی بلندی 9 فٹ رکھی گئی اور چھت نہ تھی۔ بعد ازاں اس پہاڑ کی درخواست پر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اور اس پہاڑ کو یہیں رہنے دیا گیا۔ پھر قوم عمالقہ نے بیت اللہ شریف کی کچھ تعمیر کی پھر قبیلہ بنوجرہم نے اور پھر قصی بن کلاب نے کام کرایا۔ یہ تینوں مکمل تعمیریں نہ تھیں بلکہ مرمت کے زمرے میں آتی ہیں۔ اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے 2775 سال بعد سنہ 605ء میں قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر۔ تب دروازہ بنوعبد مناف نے تعمیر کیا، حجرِ اسود بنومخزوم، پشت بنوجمح اور بنوسہم، چھت ولید بن مغیرہ اور حطیم بنوعبدالدار نے تعمیر کیا جبکہ معمار کا کام "باقوم رومی" نے کیا جو بعد میں مسلمان ہوگیا، اور بڑھئی کا کام "سعید بن عاص کا غلام باقوم قبطی" کرتا رہا۔ اس دوران حجرِ اسود رکھنے کا جھگڑا پیدا ہوا جو چار پانچ دن تک رہا اور خونی تصادم کا خطرہ ہوا مگر آقا کریم ﷺ نے 35 سال کی عمر مبارک میں نہایت احسن طریقے سے اس کا حل فرما دیا کہ آپ ﷺ نے اپنی سفید شامی چادر بچھائی اور اس پر حجرِ اسود رکھا اور عتبہ بن ربیعہ، زمعہ ابوحذیفہ بن مغیرہ اور قیس بن عدی نے چاروں کونوں سے چادر کو پکڑا اور اٹھا کر لے گئے سرکار کریم ﷺ نے حجر اسود کو اٹھایا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا مزید معاونت حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کی۔ اس تعمیر میں کعبہ کی بلندی 20 گز، لمبائی 30 گز، چوڑائی 22 گز رکھی گئی اور 6 ستون اور 11 قوی لکڑیاں ڈالی گئیں۔ اور دروازہ اتنا اونچا رکھا گیا کہ کوئی سیڑھی کے بغیر نہیں چڑھ سکتا تھا۔ اور کعبہ کے شمال کی جانب تقریباً 6 ہاتھ حطیم چھوڑا گیا۔ قریش کی تعمیر کے 82 سال بعد حضرت سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سنہ 64ھ میں تعمیر کرائی، جنہوں نے اونچائی 27 گز کر دی، حجرِ اسود کو تعمیر کے اندر کر دیا، پیچھے سے بھی دروازہ بنا دیا، دروازوں کی لمبائی 11 گز کر کے اُنہیں زمین کے برابر کر دیا، حجرِ اسود کے آس پاس چاندی کا کڑا لگوایا اور بیت اللہ شریف پر سفید ریشمی قباطی کپڑے کا غلاف چڑھایا۔ پھر حجّاج بن یوسف ثقفی نے سنہ 75ھ میں ترامیم کیں، اس نے حجرِ اسود کو (اب جس کے 8 ٹکڑے ظاہر اور 7 اندر دبے ہوئے ہیں) باہر شمالی کونہ میں زمین سے ڈیڑھ میٹر بلندی پر لگایا، مغربی دروازہ بند کر دیا، مشرقی دروازہ کی اونچائی پانچ گز کم کر دی جسے قریش کی طرح زمین سے تقریباً 4 گز بلند کر دیا، اندر سیڑھی لگائی جو آج بھی ہے، باب کعبہ جو کہ مشرق کی طرف ہے مطاف سے 2.25 میٹر بلند ہے، دروازہ کی لمبائی

3.10 میٹر چوڑائی 2 میٹر اور کم وبیش 1/2 میٹر موٹا ہے اور کعبہ کے چاروں جانب اوسطا25 سنٹی میٹر اونچائی اور30 سنٹی میٹر چوڑائی والے زمین سے ڈیڑھ میٹر بلندی پر شاذ روان (پشتے) ہیں (۱)۔

670 کلوگرام خالص سلک سے تیار شدہ170 لاکھ ریال کے بہت قیمتی غلاف میں چھپے بیت اللہ شریف کے اندر کا اگر نظارہ نصیب ہوتو معلوم ہوگا کہ اس میں کوئی کھڑکی نہیں، دو چھتیں ہیں ،اوپر والی چھت پر کڑیاں لگی ہیں جبکہ نچلی چھت پر بھورے رنگ کی عمدہ لکڑی کے تین ستون ہیں جن پر ایک بیم (Beam) ہے۔ چھت کیلئے لکڑی رنگون (برما) کے جنگل سے لائی گئی۔ ان ستونوں کے درمیان ایک کھونٹی (Hanger) ہے جس پر کعبۃ اللہ کے تحائف لٹکے ہیں۔ دیواریں اور فرش سفید اور رنگدار ٹائلوں سے بنا ہے، دیواروں پر گلابی ریشمی پردہ لہراتا رہتا ہے، اندرونی دیوار پر بیت اللہ کے تعمیر کنندگان کے ناموں کی 10 ماربل کی ٹائلیں لگی ہیں (۲)۔

پھر سعودیوں کی مسجد حرام کی عمارت کی کئی ادوار میں مرمت وتوسیع کے بعد آج اس کا رقبہ 3,66,168 مربع میٹر، چھت پر نماز کی جگہ 61,000 مربع میٹر اور اطراف کا صحن 89,000 مربع میٹر ہے جہاں 820000 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ حرم کی 13 فکسڈ سیڑھیاں اور 56 برقی سیڑھیاں ہیں۔ کل 95 دروازے ہیں جن میں سے 41 مین دروازے ہیں۔ 89 میٹر بلند 9 مینار ہیں 40,000 ٹن گنجائش کا ایئر کنڈیشنگ پلانٹ نصب ہے حرم میں 12000 گاڑیوں کیلئے پارکنگ کی جگہ ہے (۳)۔ اور اب شاہ عبداللہ کی توسیع کے بعد حرم کعبہ کے کم وبیش 500 دروازے ہو جائیں گے اور ایک کروڑ افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش پیدا ہوگی، اس توسیع کیلئے حرم سے منسلک پانچ قدیم محلات شامیہ، سلیمانیہ، حارث الباب، جرول اور سفائر کو گرادیا گیا ہے اور تیز رفتاری سے کام جاری ہے

مسجدِ اقصیٰ:

القدس "یروشلم" کا عربی نام ہے جسے قدیم مصنفین عموماً "بیت المقدس" لکھتے تھے یہ دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ یہ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کیلئے یکساں طور پر متبرک ہے۔ اس شہر کے باسیوں نے بہت عروج وزوال دیکھے۔ قدیم ترین تاریخ دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ یہاں مصریوں کی عملداری کے بعد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے "مسجد بیت المقدس" کی بنیاد رکھی۔

(۱) الوفاء ص ۲۸۵، ۲۸۸، اخبار مکہ ج ۱، شفاء الغرام ج ۱، زہرۃ الریاض، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۳۶، سیرتِ حلبیہ ج ۱ ص ۴۵۷ تا ۵۵۶، رحمۃ للعالمین، الرحیق المختوم ص ۹۲، معارج النبوت ج ۱ ص ۴۷۰، جلوۂ جاناں ج ۱ ص ۲۳۴، ۳۳۸، بلد الامین ص ۴۸، الکعبۃ المعظمہ والحرمین مطبوعہ بن لادن گروپ مدینہ پاک ص ۱۱۸، رہبر ورہنما ص ۲۳، ۲۴ (۲) الکعبۃ المعظمہ والحرمین مطبوعہ بن لادن گروپ مدینہ پاک (۳) الکعبۃ المعظمہ والحرمین مطبوعہ بن لادن گروپ مدینہ پاک۔

پھر جب 1000 ق م میں حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس فتح کیا تو اُن کے جانشین حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے مسجد اور شہر کی تجدید کی اور ہیکل سلیمانی تعمیر کیا جسے چھٹی صدی قبل مسیح میں بابل کے حکمران بخت نصر نے فتح کے بعد جلا دیا اور شہر پیوستِ زمین کر دیا۔ پھر سرزمینِ فلسطین ایرانیوں اور یونانیوں کے قبضہ میں رہی، ہیرود اعظم کے زمانہ میں ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور شہر میں چہل پہل آ گئی۔ یہی شہر بیت المقدس حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مرکزِ دعوت و تبلیغ تھا۔ اور بدقسمتی سے قیصر روم کی فتح بر 70ء میں اسے پھر جلا کر تباہ کر دیا گیا۔ ایک عرصہ بعد اس جگہ ایک نیا شہر تعمیر ہوا جس کا نام "کولونیا ایلیا کے پی ٹولینا" تھا۔ سنہ 624ء میں رومی بادشاہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کی اور مذہبی رواداری کے تحت یہودیوں کو معبد کے مقام پر پتھر کے قریب رونے کی اجازت دی۔ پھر یوسطینیا نوس کے عہد میں یہودیوں کو مزید رعایتیں دی گئیں۔ سنہ 614ء میں ایرانیوں نے زبردست حملوں اور قتل و غارت کے بعد وہ مقدّس صلیب جو شہر کی محافظ مانی جاتی تھی اُٹھا کر لے گئے تھے وہ صلیب سنہ 628ء میں واپس کر کے دوبارہ نصب کر دی گئی۔ اور سنہ 633ء میں ہرقل بادشاہ نے صلیب و دیگر تبرکات کو قسطنطنیہ حفاظت کیلئے بھجوا دیا تاہم صلیب کا ایک ٹکڑا یروشلم یعنی بیت المقدس رہ گیا۔ اسی دوران اسلام کا سورج طلوع ہو گیا اور فتوحات اسلام نے سیاستِ عالمیہ کا رُخ موڑ کر رکھ دیا۔ سنہ 638ء میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں یروشلم فتح ہوا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معاہدۂ فتح کے وقت صخرہ اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب معراج براق باندھنے کی جگہ کے قریب ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا یہ مسجد بعد میں "مسجد اقصیٰ" کہلائی۔ آج اس مسجد اقصیٰ کا طول 1200 گز عرض 660 گز ہے، نہایت خوبصورت پُر تکلف چبوترے پر مثمن برج ہے بلندی 100 فٹ ہے۔ چھت کی دیواروں پر سونے کا کام کیا ہوا ہے۔ چھت پر سفید رنگ کا بہت خوبصورت "گنبد صخراء" ہے جسے عبد الملک نے تعمیر کروایا۔ ولید نے مسجد اقصیٰ کی خدمت پر بہت سے خدّام مقرر کئے۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دورِ حکومت میں اعلیٰ افسران یہاں حلف اُٹھاتے تھے۔ پھر عباسی آئے۔ سنہ 878ء میں یہ شہر طولانی حکومت کے قبضہ میں چلا گیا۔ سنہ 905ء میں فاطمیوں کے قبضہ میں اور پھر سلجوقی فاتح بنے۔ سنہ 1096ء صلیبی فوج (فرانس، جرمنی، سپین) نے قبضہ کر لیا۔ سنہ 1187ء میں حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ نے یروشلم فتح کیا۔ پھر سنہ 1517ء میں ترک قابض ہوئے اور سنہ 1917ء میں انگریزوں نے تسلّط حاصل کر لیا اور اس کے بعد ایک سوچے سمجھے منصوبے کے

تحت یہودی آہستہ آہستہ مختلف مقامات سے آکر یہاں آباد ہونے لگے اور خفیہ طور پر اپنی طاقت بڑھانے لگے۔ 1948ء میں یہودی جو کہ کئی آبادیوں کے مالک بن چکے تھے اور اسلحہ سے لیس تھے نہتے مسلمان فلسطینیوں پر حملے کرنے لگے جنہوں نے مجبور ہوکر ''طبریہ، حیفا اور یافا'' اُن کے ظلم کی وجہ سے خالی کردیئے۔ پھر ایک وہ منحوس گھڑی آ گئی جب اسرائیل جیسا ناسُور بن گیا جو مرد ُود اب تک قائم ہے۔ اور بیت المقدس پر اپنا ناپاک قبضہ کر کے مسلمانوں کی بے حسی اور غیرت کو للکار رہا ہے(۱)۔

مسجد قُباء:

پیارے آقا کریم ﷺ نے 52 سال 11 ماہ 19 دن کی عمر مبارک میں 27 صفر 14 نبوت، بمطابق 10 ستمبر 622ء کو جمعرات اور جمعۃ المبارک کی درمیانی رات مکہ پاک سے ہجرت فرمائی اور غارِ ثور میں 3 دن گزار کر وہاں سے بروز پیر یکم ربیع الاول یکم ہجری بمطابق 13 ستمبر 622ء کو ''الجدعاء یا قصواء'' نامی اُونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کا غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور راستہ دکھانے والا عبداللہ بن اُریقط لیثی تھے۔ بروز منگل کو ''قُدَید'' میں پہنچ کر قیلولہ فرمایا اور پھر خرّار۔ ثنية المرة۔ تصف یالقف۔ مدلجہ۔ مرجح۔ حدائد۔ اذاخر۔ رابغ۔ ذا سلم۔ عثانیہ۔ فاختہ۔ عرج۔ جدوات۔ رکوبۃ۔ عقیق جثجاثه اور رابغ کے مقامات سے گزرے۔ یوں 12 دن بعد 20 ستمبر 622ء بمطابق 8 ربیع الاول یکم ہجری بروز پیر نصف النہار کے وقت بستی قباء میں پہنچے۔ تب آپ ﷺ کی عمر مبارک 53 سال تھی۔ یہ بستی مدینہ پاک سے 3.5 کلومیٹر دُور ہے۔ یہاں انصار مسلمین کے متعدد خاندان آباد تھے اُن میں سرکردہ اور ممتاز خاندان بنوعمرو بن عوف تھا آپ ﷺ اِس خاندان کے سردار حضرت سیّدنا کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھہرے جبکہ سیّدنا سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر آپ ﷺ لوگوں سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پیارے ساتھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قباء کی نواحی بستی ''السنح'' میں قبیلہ بنوحارث بن خزرج میں حضرت سیّدنا خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرے اسی قیام کے دوران بروز پیر 8 ربیع الاوّل 1ھ بمطابق 20 ستمبر 622ء کو آقا کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اسلام کی باقاعدہ پہلی مسجد ''مسجد قباء'' کی بنیاد رکھی۔ (۲)۔ مسجد قباء

(۱) تاریخ بیت المقدس از ممتاز لیاقت ص ۱۱۶، انسائکلوپیڈیا، انٹرنیٹ (۲) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۹۸، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۸۵، البدایہ والنہایہ ج ۳، سیرت النبی ﷺ ج ۱ ص ۲۷۷، الرحیق المختوم ص ۲۲۸، ۲۳۲، رحمۃ للعالمین حصہ ۱ ص ۸۰ تا ۸۶ حصہ ۲ ص ۳۶۵، رہبر و رہنما ص ۶۰۵، سیرت سیّد لولاک ﷺ ص ۳۸۲ تا ۳۹۲، ضیاء النبی ﷺ ج ۳ ص ۸۲ تا ۹۰، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۹۲، دلائل النبوۃ ص ۸۷، مدینۃ الرسول ص ۸۹، مسجد نبوی ص ۳۹۔

ایسی جگہ تعمیر کی گئی جہاں کھجوریں خشک کرنے کا ایک میدان تھا جو کہ حضرت سیّدنا کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھی جو انہوں نے مسجد کیلئے ہدیہ کی (۱)۔ بعد میں اِس کی توسیع ہوتی رہی۔ پہلے اِس کا ایک مینار تھا 1985ء کی توسیع کے بعد اب جدید طرزِ تعمیر پر مسجد کے چاروں کونوں پر 4 مینار جگمگ کرتے نظر آتے ہیں جن میں سے ہر ایک کی بلندی 42 میٹر ہے۔ چھت پر 6 بڑے گنبد تعمیر ہیں جن میں سے ہر ایک کا قطر 12 میٹر ہے۔ مزید 56 چھوٹے گنبد ہیں جن کا قطر 5.3 میٹر ہے۔ مسجد کا کل رقبہ 6,000 میٹر ہے، جس میں 15 سے 20 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ یاد رہے کہ (حدیث) ''گھر سے وضوء کر کے مسجد قباء میں (دو رکعت) نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے'' (۲)۔

مسجد نبوی پاک:

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستی قباء میں تین دن قیام کے بعد 53 سال کی عمر مبارک میں بروز جمعۃ المبارک 12 ربیع الاول 1ھ بمطابق 23 ستمبر 622ء مدینہ پاک میں جلوہ افروز ہوئے اس شہر کا پہلا نام ''یثرب'' تھا جسے حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام نے آباد کیا کیونکہ آپ کا نام توریت میں ''یثرو'' تھا لہٰذا اسی نسبت سے ''یثرب'' مشہور ہو گیا۔ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اس مومنین کے ایمان وایقان کے مرکز کا نام مبارک لبوں پر گلاب کی سی خوشبو بکھیرنے والا ''مدینہ منورہ'' رکھ دیا گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک میں قبیلہ خزرج کے حضرت سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا اور پھر اپنی قیام گاہ کے قریب ہی جہاں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ''قصواء'' بیٹھی تھی اپنے مقدس ہاتھوں سے بروز بدھ 18 اکتوبر 622ء بمطابق 6 ربیع الثانی 1ھ میں جبکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 53 سال ایک ماہ تھی ''مسجد نبوی شریف'' کی بنیاد رکھی۔ یہ جگہ ایک میدان تھی جسے ''مِربَدْ'' کہا جاتا تھا، اہل مدینہ یہاں اپنی کھجوریں خشک کرتے تھے۔ یہ جگہ قبیلہ بنو مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں حضرت سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا سہیل بن رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھی جو حضرت سیّدنا مُعاذ بن عفرآء رضی اللہ عنہ یا حضرت سیّدنا ابو اُمامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ نگرانی رہتے تھے، ان لڑکوں نے مسجد کیلئے یہ زمین مفت دینے کا ارادہ ظاہر کیا مگر یتیم پرور پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند نہ فرمایا لہٰذا اُس زمین کی قیمت 10 دینار سونا مقرر ہوئی جو کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے دلا دی۔ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک سے پہلے سیّدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ

(۱) ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۱۰۸، ابن ہشام ج ۲ (۲) عن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، مسند امام احمد، نسائی، حاکم، ترغیب والترہیب ج ۱ ص ۵۰۵ ح ۹۱۷، ۹۱۸۔

اسی میدان کے ایک حصّہ میں مسلمانوں کو باجماعت نماز پنجگانہ پڑھاتے تھے۔اس جگہ کے نزدیک کفّار کی قبریں تھیں جنہیں برابر کر دیا گیا۔(۱)۔

مسجد پاک کی تعمیر کیلئے "حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کنویں کے ایک جانب بقیع الخجنبه سے مٹی لاکر اس سے کچی اینٹیں تیار کی گئیں اور حضر موت کے باشندے حضرت سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے اسی مٹی کا گارا بنایا۔"سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر خود گارا اور پتھر اُٹھائے"۔ کھجور کے تنے ستون کے طور پر اور کھجور کے پتّھے کڑیوں کے طور پر ڈالے گئے۔کہ (حدیث) "مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی" (۲)۔اسکے نقشہ کے بارے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہماری مسجد بھی چھپّر نما (Hut type) بناؤ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی" (۳) بیت المقدس کی طرف قبلہ مقرر ہوا اور تین دروازے رکھے گئے مشرق میں باب جبریل، مغرب میں باب رحمت اور جنوب میں باب آلِ عمر۔ مسجد نبوی کی تعمیر کا یہ کام 7 ماہ میں مکمّل ہوا اِس کا طول 70 ہاتھ اور عرض 60 ہاتھ تھا جبکہ اُونچائی اللہ کریم جل جلالہ کے فرمان پر 8 سے 10 فٹ تک رکھّی گئی (۴)۔

سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسجد کا کوئی منبر اور مینار نہیں تھا۔

دوسری توسیع فتح خیبر کے بعد 7ھ میں پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کروائی۔ایک انصاری کا مکان 10 ہزار میں خرید کر شاملِ مسجد کیا گیا جس کی قیمت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔اس اضافہ کے بعد مسجد نبوی کا طول 150 فٹ اور عرض بھی 150 فٹ ہو گیا اور کل 2475 مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ تیسری تعمیر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 17ھ میں کروائی، آپ نے کھجور کے تنوں کی جگہ لکڑی کے ستون لگائے اور مشرقی جانب اضافہ کیا، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا مکان شامل مسجد کیا گیا۔طول 220 فٹ اور عرض 180 فٹ اور چھت 17 فٹ اونچی رکھی گئی اور 6 دروازے کر دیئے گئے جس سے 1,105 مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ چوتھی توسیع 29ھ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مشرق اور شمال کی طرف 10 ماہ میں مکمل

(۱) بخاری ج ۱ ح ۴۱۳، مسلم ج ۱ ح ۱۰۷۵، نسائی ح ۶۹۵، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۷، ج ۲ ص ۱۳، الوفاء ص ۲۹۹، ۳۰۴، رحمۃ للعالمین حصّہ ۱ ص ۸۶، حصّہ ۲ ص ۳۶۵، مدارج النبوت ج ۲ ص ۹۲، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۵۸، بشریٰ ص ۹۵، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۱۴۴، معارج النبوت، الکعبۃ المعظمہ والحرمین ص ۲۳۵، مسجد نبوی ص ۸۶ (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۴۲۹، فیوض الباری حصّہ ۴ ص ۱۷۷، الوفاء ص ۳۰۶ (۳) وفاء الوفاء ج ۱، سیرت ابن کثیر ج ۲ ص ۳۰۶، البدایہ والنہایہ ج ۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۸۸، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۱۵۰ (۴) بخاری ج ۱ ح ۴۳۰، وفاء الوفاء ج ۱، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۳، رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۱۸۹، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۱۵۰، الکعبۃ المعظمہ والحرمین مطبوعہ بن لادن گروپ مدینہ پاک

کی، دیواروں اور ستونوں کو پتھر اور چونے سے منقش کیا اور چھت پر ساج کی لکڑی لگائی گئی۔ چوڑائی 225 فٹ اور لمبائی 240 فٹ کری گئی جس سے 496 مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ پھر پانچویں توسیع ولید بن عبدالملک اموی کے زمانہ میں 88ھ تا 91ھ میں ہوئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے خیمے بھی شامل مسجد کر دیئے، جس سے طول و عرض تین تین سو فٹ ہو گیا اور کل 2,369 مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ اس کام میں 85 ہزار دینار خرچ ہوئے، اب تک مسجد کا کوئی مینار نہ تھا لہٰذا پہلی بار 4 مینار تعمیر کئے گئے ہر ایک اونچائی 88 فٹ تھی اور پہلی بار منبر تعمیر کیا گیا۔ نیز مقصورہ اقدس کی تعمیر کی گئی جس کی دیوار پانچ کونوں والی بنائی گئی تا کہ کعبہ سے مشابہت نہ ہو۔ اور سرکار کریم علیہ السلام کی جالی مبارک کے نشانات کا قطر 6 تا 7 انچ ہے۔ چھٹی بار تعمیر کا کام مہدی عباسی نے 161ھ میں کیا اور 2,450 مربع میٹر کا اضافہ کیا۔ اس کے بعد خلیفہ عباسی المستعصم نے، پھر ملک ناصر محمد بن قلاوون نے 705ھ میں، پھر ملک اشرف قائت بائی نے 831ھ میں 120 مربع میٹر کا اضافہ کیا، پھر خلیفہ ظاہر نے 853ھ میں، پھر سلطان سلیمان خاں نے 974ھ میں، پھر سلطان سلیم ثانی نے 980ھ میں، پھر سلطان عبدالمجید خاں عثمانی نے 1265ھ میں 1,293 مربع میٹر کا اضافہ کیا، پھر فخری پاشا نے تعمیری کام میں صحن والا کنواں بند کروادیا جسے لوگ آبِ کوثر کہتے تھے، پھر ملک عبدالعزیز بن سعود نے 1372ھ میں توسیع کا کام کروایا جس میں 6,024 مربع میٹر کا اضافہ کیا گیا، پھر شاہ فہد نے تعمیری کام کیا۔(۱)۔

آج شاہ فہد کی توسیع کے بعد مسجد نبوی کا کُل رقبہ 4,00,327 مربع میٹر ہے۔ اندرونی صحن 82,000 مربع میٹر، بیرونی صحن 2,35,000 مربع میٹر اور چھت کا رقبہ 67,000 مربع میٹر ہے جبکہ تہہ خانہ کا رقبہ 73,500 مربع میٹر ہے۔ حرم نبوی میں 7,30,000 خوش نصیب نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد نبوی کے کُل 6 × 3 میٹر کے 85 دروازے ہیں ہر دروازے کا وزن اڑھائی ٹن ہے۔ 30 فکسڈ اور 116 برقی سیڑھیاں ہیں۔ مسجد نبوی کے 104 میٹر کی بلندی والے 10 مینار ہیں اور صحن میں سایہ کیلئے 12 آٹومیٹک چھتریاں ہیں۔ 21 حمام ہیں جن میں 2,432 قضائے حاجت اور 7,858 وضوء کی جگہ کی گنجائش ہے۔ مسجد میں 25,000 ٹن گنجائش کا دنیا کا سب سے بڑا ایئر کنڈیشننگ سسٹم ہے جبکہ روشنی کیلئے 67,000 لائٹیں ہیں جو کہ چھتوں، دیواروں اور 2,725

(۱) وفاء الوفاء ج ۱، جذب القلوب ص ۱۱۴، مرآۃ الحرمین ج ۱، آثار المدینہ، سیرت حلبیہ، مسجد نبوی ص ۱۳۱ تا ۱۳۲، مدینۃ الرسول ﷺ ص ۱۶۱، الکعبۃ المعظمہ والحرمین ص ۲۶۲۔

ستونوں کے ساتھ نصب ہیں نیز نگرانی کیلئے 543 کیمرے نصب ہیں جن کی تعداد میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ چھت پر ریموٹ کنٹرول سے چلنے والے 18×18 سائز کے 27 خوش نما متحرک قبے ہیں۔ حدودِ حرم شریف کے نیچے پہلی منزل میں 4,200 اور دوسری منزل میں 4,500 گاڑیوں کیلئے پارکنگ کی جگہ ہے (۱)۔ اور اب شاہ عبداللہ بہت زیادہ توسیع کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مسجد نبوی کے ستون یہ ہیں، ستون حنانہ۔ ستون عائشہ۔ ستون ابی لبابہ۔ ستون سریر۔ ستون حرس۔ ستون وفود۔ ستون تہجد۔ ستون جبریل۔

منبرِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: مسجد نبوی پاک میں شروع میں منبر نہ تھا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بڑھی تو اُنہوں نے منبر کی گذارش کی تا کہ سب کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو سکے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابیہ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے اُن کے غلام حضرت سیّدنا مینا یعقوم رومی رضی اللہ عنہ (جو کہ ترکھان تھے) کو منبر بنانے کا حکم دیا (۲)۔ ان کے ساتھ حضرت سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سیّدنا کلاب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سیّدنا باقول رضی اللہ عنہ نے حصہ لیا۔ مدینہ پاک کے قریبی جنگل یا جگہ "غابہ" سے "جھاؤ یا کاہو" کی لکڑی لی گئی (جسے عربی میں "اثل" یا "طرفاء" کہتے ہیں اس سے برتن وغیرہ بھی بنائے جاتے ہیں) (۳)۔ اس سے 3 فٹ بلند اور ڈیڑھ فٹ چوڑا ایک فٹ بلندی والی 3 سیڑھیوں کا منبر پاک تیار کیا گیا جس پر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے اور خطبہ ارشاد فرماتے اور مشتاق دیدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیارت سے فیضیاب ہوتے جبکہ اس سے پہلے (حدیث) "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے جو مسجد کا ایک ستون تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر مبارک بنا دیا گیا تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر جلوہ گر ہوتے تو وہ تنا جس کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے وہ (جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں اونٹنی کی طرح) چیخ چیخ کر رونے لگا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ شدتِ غم سے پھٹ جاتا، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اُسے پکڑا اور اپنے سے چمٹا لیا (محبت سے سینے سے لگالیا) تو وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی طرح جسے ماں پیار سے بہلا رہی ہو حتیٰ کہ وہ چپ ہو گیا" (۴) سبحان اللہ۔

(۱) الکعبۃ المعظمہ والحرمین ص۲۶۲، ۲۹۴، ۲۹۴ (۲) بخاری ج۱ ح۴۴۲، مسلم ج۱ ح۱۱۱۸، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۶۷، دارمی ح۱۶۰۲، الوفاء ص۵۰۸، جذب القلوب، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۷۹ (۳) بخاری ج۱ ح۳۶۷، الوفاء ص۵۰۹، وفاء الوفاء، قسطلانی، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۳۰، مسجد نبوی ص۱۱۷ (۴) بخاری ج۱ ح۸۶۹، نسائی ح۱۳۷۸، مشکوٰۃ ح۵۶۴۴، مرآۃ المناجیح ج۸ ص۲۰۰، بالفاظ متقاربہ، ترمذی ج۲ ح۱۵۶۱، ابن ماجہ ح۱۴۷۴، مسند احمد، دارمی ح۳۶، ۱۶۰۰، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۲۲، ابن ابی شیبہ، ابو نعیم، ابن حبان ح۶۵۰۶، بیہقی ح۵۴۹۱، معجم کبیر ح۵۷۲۶۔

اور پھر اسی نئے منبر مبارک پر سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر نعت سناتے تھے (۱)

گنبدِ خضریٰ: ہر عاشق کے دل کو موہ لینے والا گنبد خضریٰ 678ھ میں ملک منصور قلادون صالحی نے تعمیر کرایا جس کا رنگ سفید تھا اور اسے "البیضاء" اور "الزرقاء" کے ناموں سے جانا جاتا تھا، پھر ملک ناصر حسن، ملک عادل زین الدین، قاضی النجم الجی اور سلطان سلیم ثانی نے تعمیر و مرمت کا کام کروایا اور 1233ھ میں سلطان محمود بن عبد المجید نے ازسرِ نو گنبد تعمیر کرایا اور پھر 1253ھ میں اس کا رنگ سبز کروا دیا گیا (۲)۔ تب سے یہ "گنبد خضریٰ" جیسے منٹھار نام سے مشہور ہو گیا، آج اسی گنبدِ خضریٰ کے نیچے پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں جو مومنوں کے قلوب کی ٹھنڈک اور نورِ ایمان بلکہ عین ایمان کا مرکز و منبع ہے۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ہمیں زیارت و حاضری نصیب فرمائے آمین۔

مدینہ منورہ کی مساجد:

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ پُر انوار میں مسجد قباء اور مسجد نبوی پاک کے علاوہ بڑی بڑی آبادیوں میں کئی مساجد تعمیر ہو چکی تھیں جن میں الگ الگ پانچوں وقت نماز ادا ہوتی تھی مگر وقت کے ساتھ ان کے نشانات مٹ گئے تاہم حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے زمانہ خلافت میں ایسے تمام مقامات کو دریافت کیا گیا جہاں پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی وہاں نقشی پتھروں سے مسجدیں بنائی گئیں۔ ابوداؤد نے کتاب المراسیل میں ایسی 9 مساجد کا تذکرہ کیا جہاں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ اُن کے نام یہ ہیں مسجد بنو عمرو بن مبذول۔ مسجد بنو ساعدہ۔ مسجد بنو عبید۔ مسجد بنو زریق۔ مسجد بنو سلمٰی۔ مسجد بنو غفار۔ مسجد بنو لاہم۔ مسجد بنو جہینہ۔ مسجد بنو بیاضہ ان کے علاوہ دیگر قبائل کی 22 مساجد کا ذکر بھی کیا (۳)۔ نیز ابن ابی شیبہ نے جن مساجد کا تذکرہ کیا وہ یہ ہے، مسجد فضیح جو کہ مسجد قباء کے مشرق کی جانب ہے۔ مسجد بنی قریظہ۔ مسجد مشربہ ام ابراہیم، مسجد بنی ظفر (مسجد بغلہ) جنت البقیع کے مشرق کی جانب ہے، مسجد بنو معاویہ (مسجد اجابت)۔ مسجد فتح جبل سلع کے نزدیک ہے، مسجد قبلتین (۴)۔

مسجد کے آداب:

جب مسجد کے پاس سے گزریں اور جونہی اُس پر نظر پڑے تو دُرود شریف پڑھا کریں کیونکہ

(۱) مراٰۃ ج۲ ص ۱۸۰، مرقاۃ، اشعۃ اللمعات، وفاء الوفاء، مراٰۃ ج۲ ص ۱۸۰ (۲) تاریخ الحرمین، الکعبۃ المعظمہ والحرمین مطبوعہ بن لادن گروپ مدینہ پاک ص ۲۶۲، وفاء الوفاء، تاریخ المدینہ، مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۵۶، ۳۶۰، مسجد نبوی ص ۱۶۰، ۱۷۹ (۳) سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۰۱ (۴) عینی ج۲، قسطلانی فتح الباری، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۰۱

(حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب مسجد پر تمہارا گزر ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجو" (۱)۔ اور پھر ایسا ہی صالحین کا پیارا پیارا طریقہ تھا کہ (حدیث) حضرت سیّدنا علقمہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب مَیں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" (۲)۔ لہٰذا حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب تم مسجدوں میں جاؤ تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں" (۳)۔

مسجد میں حاضری:

(القرآن) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں" (۴)۔ معلوم ہوا مسجد کو آنا ہی مسجد کو آباد کرنا ہے اور پھر جو آتا ہے اُس کیلئے (حدیث قدسی) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے "میری زمین میں مسجدیں میرے گھر ہیں ان میں میری زیارت کرنے والے وہ ہیں جو ان کو آباد رکھنے والے ہیں، پس خوشحالی ہے اُس بندے پر جو اپنے گھر سے پاک صاف ہو کر میرے گھر میں میری زیارت کو آئے، اور گھر والے کا حق ہے۔ کہ اپنے یہاں آنے والے کی عزّت واکرام کرے" (۵)۔ اور (حدیث) "جو شخص مسجد سے اُلفت رکھے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس سے اُلفت رکھتا ہے" (۶)۔ کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں مسجدیں زمین پر سب سے محبوب جگہیں ہیں اور بازار سب سے ناپسندیدہ" (۷)۔ نیز (حدیث) "جو کوئی علی الصبح نمازِ فجر کیلئے چلا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر چلا اور جو صبح صبح (نماز پڑھے بغیر) بازار کی طرف گیا وہ شیطان کا جھنڈا لے کر چلا" (۸)۔ اور (حدیث) "جب کسی کو مسجد جانے کا عادی یا خبر گیری کرنے والا دیکھو تو اُسکے ایمان دار (مومن) ہونے کی گواہی دو" (۹)۔ کیونکہ (حدیث) "ہر شے کیلئے ایک علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے" (۱۰)۔ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن فرمایا جائے گا (القرآن) "جنّت میں داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ" (۱۱)۔ نیز (حدیث) "7 افراد ہیں کہ جن پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ

(۱) سعادۃ الدّارین (۲) الشفاء قاضی عیاض، جاء الحق ص ۱۵۸ (۳) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جاء الحق ۱۵۸ (۴) سورۃ التوبہ، ۱۸ (۵) عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ابونعیم، طبرانی کبیر ج ۱ ص ۶۱، بیہقی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۸۷، احیاء العلوم (۶) طبرانی، احیاء العلوم (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۴۲۷، نسائی، حاکم ج ۱ ص ۱۸۴ ح ۳۰۶، مسند امام احمد، ابن حبان ج ۱ ص ۹۵، مشکوٰۃ ح ۶۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۷ (۸) عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۲۳۶۲، مشکوٰۃ ح ۵۸۹، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۷۶ (۹) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۵۱۳، ابن ماجہ ج ۱ ح ۸۴۸، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۱۷۲، ابن خزیمہ ح ۱۵۰۲، ابن حبان ح ۱۷۲۱، حاکم ح ۷۷۰، دارمی ح ۱۲۵۵، بیہقی ح ۴۷۶۸، مشکوٰۃ ح ۶۶۹، ترغیب ص ۵۷، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۱۸، مکاشفۃ القلوب (۱۰) بہارِ شریعت (۱۱) سورۃ ق، ۳۴۔

اُس دن سایہ فرمائے گا کہ جس دن اُسکے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ 1۔ عادل امام۔ 2۔ وہ جوان شخص جس کی نشو و نماء اللہ کریم ﷻ کی عبادت میں ہوئی ہو۔ 3۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے 4۔ وہ 2 افراد کہ باہم اللہ کریم ﷻ کیلئے دوستی رکھتے ہیں اِسی پر دوستی کی اسی پر جُدا ہوئے۔ 5۔ وہ شخص جسے کسی عورت صاحبِ منصب و جمال نے بلایا مگر وہ یہ کہہ کر نہ گیا کہ مَیں اللہ کریم ﷻ سے ڈرتا ہوں۔ 6۔ وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اُسے اتنا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ 7۔ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کریم ﷻ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے" (۱)۔ نیز روایت ہے کہ "جب قیامت ہوگی تو ایک گروہ پُل صراط پر کھڑا روتا ہوگا اُن سے کہا جائے گا "پُل صراط پر سے گزر جاؤ" وہ کہیں گے "ہمیں دوزخ کا خوف آتا ہے"۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام ان سے کہیں گے "تم سمندر پر کیسے گزرتے تھے؟" وہ جواب دیں گے "جہازوں کے ذریعے"۔ تو اُس وقت وہ مسجدیں جن میں وہ نماز پڑھتے تھے لائی جائیں گی جو جہازوں کے مثل ہوں گی اور وہ اُن پر سوار ہو کر پل صراط پر سے گزر جائیں گے" (۲)۔ یاد رہے کہ (حدیث) "پُل صراط بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "صبح و شام مسجد جانا ایک قسم کا جہاد فی سبیل اللہ ہے" (۴)۔ پھر اگر کسی بھائی کا گھر مسجد سے دُور ہو تو اُسے جتنا دُور سے چل کر آنا پڑے اُس کا اتنا زیادہ ثواب ہے کیونکہ (حدیث) پیارے مکّی مدنی ماہی ﷺ نے فرمایا "جب ایک شخص نے گھر سے وضوء کیا اور اچھے طور پر کیا پھر مسجد کی طرف خاص نماز کیلئے ہی چلا تو اِس کی وجہ سے ہر ہر قدم پر اس کا ایک ایک درجہ بلند اور ایک ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے" (۵)۔ ایک جگہ (حدیث) ارشاد ہے "اس کے ہر ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ گھر سے نکلتا ہے تو واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے" (۶)۔ نیز (حدیث) "سب سے بڑھ کر اُس شخص کا ثواب ہے جو زیادہ دُور سے چل کر مسجد میں نماز کیلئے آئے" (۷)۔ اور اس کی گواہی قرآن پاک یوں دیتا ہے "وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ، اور ہم لکھ رہے ہیں جو اُنہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے" (۸)۔ یہاں (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا ایک اور بہت پیارا فرمان پڑھیئے کہ "جب کوئی شخص نماز پڑھتا

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۲۵، مسلم ج۱ ح۲۲۷۶، ترمذی ج۲ ح۲۷۶ (۲) نزہۃ المجالس ج۱ ص۲۲۲، معارج المنبوت ج۲ ص۵۰۰ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۱ ح۳۶۶ (۴) عن ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ طبرانی (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۴۶۰، مسلم ج۱ ح۱۴۰۵، ابوداؤد ج۱ ح۵۵۶، ابن ماجہ ج۱ ح۸۲۰، ترمذی، مشکوٰۃ (۶) عن عُقبہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج۱ ح۵۰۳، ابویعلیٰ، منتخب الکنز (۷) عن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۱۹، مسلم ج۱ ح۱۴۱۲، ابن ماجہ ج۱ ح۸۲۸، ابوداؤد ج۱ ح۵۵۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۰۲ (۸) سورۃ یٰس، ۱۲۔

ہے تو جب تک نمازی اپنے مصلّی (نماز کی جگہ) پر رہتا ہے فرشتے اُس کیلئے یہ دعاء کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ، جب تک وہ کسی سے بات چیت نہ کرے یا بے وضوء نہ ہو جائے یا مسجد سے نہ نکل جائے (وہ دعاء کرتے رہتے ہیں)" (۱)۔ اور (حدیث) "جس کو نماز گھر جانے سے روکے (یعنی انتظار میں بیٹھا رہے) وہ نماز ہی میں رہتا ہے" (۲)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا ایک اور ایمان افروز فرمان پڑھیئے اور جھومیئے فرمایا "مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّرًا اِلٰی صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَآجِّ الْمُحْرِمِ، جو وضوء کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کیلئے نکلا تو اُس کا اجر ایسا ہے کہ جیسا احرام باندھ کر حج ادا کرنے کا" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "جب تک بندہ نماز کا انتظار کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے" (۴)۔ نیز (حدیث) "لوگ جب تک کسی نیک کام کے انتظار میں ہوتے ہیں تو گویا اُس نیک کام میں ہی ہوتے ہیں" (۵)۔ اور (حدیث) "جو شخص اپنے گھر سے مسجد کی طرف آتا ہے اُسکے ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ اُسے جنّت میں جانے کی خوشخبری دیتا ہے اور جب مسجد سے باہر آتا ہے تو ایسے پاک ہو چکا ہوتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو اور اُس سے اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ فقر کو دُور فرما دیتا ہے" (۶)۔ نیز (حدیث) "مسجدوں کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا (یا اگر باہر جائے تو دل مسجد میں ہی لگا رہے) پس یہ "رباط" (دشمن کے خلاف سرحدوں کی حفاظت) ہے" (۷)۔ نیز (حدیث) "جس کا دل مسجد سے معلّق رہے اُسے اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دے گا اُس دن عرش کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا" (۸)۔ **اور** دورِ نبوی سے پہلے لوگ عبادت کیلئے ترکِ دنیا کر کے جنگلوں و غاروں میں نکل جایا کرتے تھے ایسا کرنے والے کو "راہب" (Monk) کہا جاتا تھا چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آقا کریم ﷺ سے "راہب" بننے کی اجازت طلب کی تو (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "میری اُمت کا راہب بننا نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا ہے" (۹)

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۲۹، مسلم ج۱ ح۱۴۱۰، ترمذی ج۱ ح۳۶۳، ابوداؤد ج۱ ح۵۵۶، ابن ماجہ ج۱ ح۸۴۵، مؤطا امام مالک ح۳۸۲، مشکوٰۃ ح۶۵۰، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۴۱۰، انوارِ جمالِ مصطفےٰ، احیاء العلوم، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۷۷ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۴۶۷، مؤطا امام مالک ح۳۸۳، مسند احمد، بیہقی ح۴۷۶۵ (۳) عن سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ، احمد، ابوداؤد ج۱ ح۵۵۵، ترغیب ج۱ ح۲۱۰، مشکوٰۃ ح۶۷۳ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۷۴۱، مسلم ج۱ ح۱۴۰۷، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح۷۲۶، ابن ماجہ، حاکم ج۱ ح۷۶۶، ابن خزیمہ ح۱۴۹۲، مشکوٰۃ ح۶۵۰، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۱۰۳، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۴۱۰ (۵) قال سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۲۷۲ (۶) انیس الواعظین ص۲۸۷ (۷) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۴۹۵، ترمذی ج۱ ح۴۷، ابن ماجہ ج۱ ح۸۲۴، احمد ج۱ ح۹۰۴۳ شعب الایمان ج۳ ح۴۷۳۸، مؤطا امام مالک ح۳۸۶، مشکوٰۃ ح۲۶۲، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۱۸، احیاء العلوم (۸) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۳۰۴ (۹) عن عثمان رضی اللہ عنہ، شرح السنہ، مشکوٰۃ ح۶۷۰، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۴۱۸

سبحان اللہ **اور** (حدیث) ”سخت سردی یا تکلیف میں کامل وضوء کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے“ (۱) نیز (حدیث) ”جس نے اچھا وضوء کیا پھر مسجد کو گیا اور لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے تو اللہ کریم ﷻ اِس کو اس نمازی کی مانند اجر دیتا ہے جس نے نماز باجماعت پڑھی اور اُس نمازی کے ثواب میں کچھ کم نہیں کرتا“ (۲) نیز (حدیث) ”جس نے وضوء کیا اور مسجد کی طرف نماز پڑھنے چلا تو اُس کے ہر قدم پر ایک نیکی ہے اور ایک گناہ کی معافی ہے اور یہ ایک نیکی 10 نیکیوں کے برابر ہوتی ہے، پھر جب اُس نے نماز پڑھ لی اور طلوعِ آفتاب کے بعد واپس ہوا تو اُس کے جسم کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور وہ حج مبرور کے ثواب کے ساتھ لوٹے گا، پھر اگر وہ بیٹھ گیا تا کہ وہ اور نماز پڑھے تو ہر بیٹھنے کے بدلے میں ایک ایک ہزار نیکی ہے، اور جس نے عشاء کی نماز پڑھی تو اُس کیلئے بھی اتنا ہی ثواب ہے اور وہ ایک مقبول حج اور عمرہ کے ثواب کے ساتھ لوٹے گا“ (۳)۔ اور (حدیث) ”جس نے گرمی، سردی کی پرواہ کئے بغیر مسجد کی حاضری کو اپنا وظیفہ وشعار بنالیا اُسے اللہ کریم ﷻ نے دوزخ سے آزاد فرمادیا“ (۴)۔ نیز (حدیث) ”جو گرمیوں میں مسجد کی طرف آئے اور اُس کے بدن سے پسینے کے قطرے نکل رہے ہوں تو اُسے ہر قطرے کے بدلے ایک ماہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے“ (۵)۔ کیونکہ (حدیث) ”جو پسینہ اللہ کریم ﷻ کی راہ میں نکلے وہ شہید کے خون کی مانند ہے“ (۶)۔

جب مسجد جانے کا اتنا عظیم اجر ہونے کے باوجود آپ مسجد نہیں جائیں گے اور (حدیث) ”تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے تو تم اپنے نبی (کریم ﷺ) کے طریقے کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم اپنے نبی (کریم ﷺ) کے طریقے کو چھوڑ بیٹھے تو تم گمراہ ہو گئے“ (۷)۔ اسلئے مومنو! مسجد میں جایئے کہ (حدیث) ”جو مسجد کو صبح یا شام کو جائے اللہ کریم ﷻ اُس کیلئے جنّت میں مہمانی تیار کرتا ہے جتنی بار بھی جائے“ (۸)۔ سبحان اللہ! وہ کتنا خوش بخت ہے کہ جس کی اللہ کریم ﷻ مہمانی تیار کرے نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”جو لوگ اندھیرے میں مسجد جاتے ہیں اُنہیں بشارت دے دو کہ

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند بزار، ابو یعلی ح ۴۸۸، حاکم ج ۱ ح ۴۵۶ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۶۱، نسائی، مشکوٰۃ ح ۱۰۷۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۸ (۳) قوت القلوب ج ۱ (۴) انیس الواعظین ص ۲۸۷ (۵) انیس الواعظین ص ۲۸۷ (۶) انیس الواعظین ص ۲۸۸ (۷) عن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ص ۱۶۷، ابن ماجہ ج ۱ ح ۸۲۳ (۸) عن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۲۷، مسلم ج ۱ ح ۱۴۲۳، ترغیب ج ۱ ح ۲۰۸، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۱۷۱، مشکوٰۃ ح ۶۴۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۶، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۸۔

قیامت کے دن اُن کو کامل نُور عطاء ہوگا" (۱)۔ وہ قیامت کا دن ایسا کہ (القرآن) "جس کی مقدار 50,000 برس کے برابر ہے" (۲)۔ نیز (حدیث) "رات کو مسجد میں آنے والے کے ہر ایک قدم پر 10'000 نیکیاں ملتی ہیں" (۳)۔ اور (حدیث) "جو مسجد سے پیار کرتا ہے اللہ کریم ﷻ اس سے پیار کرتا ہے" (۴)۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد سے اتنی محبّت رکھتے تھے کہ (حدیث) "کہ عہدِ رسالت میں اگر ہوا بھی تیز ہو جاتی تو وہ (قیامت کے خوف سے) مسجد کی طرف بھاگ جاتے اور کوشش کرتے کہ ایک دوسرے سے پہلے پہنچیں" (۵)۔ اور (حدیث) "بیشک کچھ لوگ مسجدوں کے اوتاد ہوتے ہیں اور ان کے ہم نشین اور ساتھی فرشتے ہوتے ہیں جب فرشتے اس کو مسجد سے غائب پاتے ہیں تو ان کے بارے پوچھتے ہیں اگر وہ بیمار ہوتے ہیں تو ان کی تیمارداری کرتے ہیں اگر وہ کسی حاجت سے مصروف ہوتے ہیں تو ان کی مدد کرتے ہیں" (۶)۔

پیارے بھائی! جب آپ مسجد سے محبّت کرنے لگ جائیں گے تو مسجد یعنی زمین کا وہ حصّہ جہاں آپ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی آپ سے والہانہ محبت کرے گا اور (حدیث) "زمین کا وہ حصّہ جہاں نماز پڑھی جائے وہ باقی پر اپنی بزرگی تصوّر کرتا ہے" (۷)۔ اور (حدیث) "(پھر) جب وہ بندہ فوت ہوتا ہے تو زمین سے اُسکی نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان سے وہ جگہ اُس پر روتی ہے جہاں سے اُسکے اعمال اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں اُوپر جاتے تھے" (۸)۔ نیز (حدیث) "زمین کی وہ جگہ 40 دن تک اُس شخص پر رُوتی ہے" (۹)۔ اور (حدیث) "وہ قطعۂ زمین قیامت کے دن اُس نمازی کی گواہی دیگا" (۱۰)

اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا جامع مسجد میں جانے سے افضل ہے چاہے تنہاء وہاں اذان دے کر ہی پڑھیں کیونکہ آپ نے مسجد آباد کی (۱۱)۔ اور وہ مسجد آباد کی جس کا آپ پر زیادہ حق ہے۔ اگر محلّہ میں زیادہ مساجد ہوں تو جس مسجد کا امام زیادہ عالم ہو وہاں جائیں، اگر ایسا نہیں ہے تو جو قریب

(۱) عن بُریدہ رضی اللہ عنہ ومتعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ابوداؤد ج۱ ح۵۵۹، ابن ماجہ ج۱ ح۷۸۲، ترمذی ج۱ ح۲۲۳، دارمی ح۱۴۵۸، حاکم ح۷۶۸، ۷۶۹، ابن حبان ح۲۰۴۶، کشف الغمہ ج۱ ص۲۸۷، بیہقی ح۴۷۵۵، ابو یعلی ح۱۱۱۳، معجم اوسط ح۸۴۳، معجم کبیر ح۴۶۶۳، مشکوٰۃ ح۷۶۸، ترغیب ج۱ ح۲۰۹ (۲) سورۃ المعارج، ۴ (۳) انیس الواعظین ص۲۸۷ (۴) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، معجم اوسط ج۶ ح۶۳۸۳، ترغیب ج۱ ح۴۹۸ (۵) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۱ ح۹۹۶ (۶) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسند امام احمد ج۱ ح۱۱۶۸، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۵۲ (۷) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، طبرانی اوسط، احیاء العلوم، فیضانِ سنّت، مکاشفۃ القلوب ص۵۰۱ (۸) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۳ ح۳۲۸۸، شرح الصدور ص۲۱۷ (۹) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۳ ح۳۲۹۰، شرح الصدور ص۲۱۷، انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ، مکاشفۃ القلوب (۱۰) قال سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ، شرح الصدور ص۲۱۷، انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ، مکاشفۃ القلوب ص۵۰۰ (۱۱) صغیری

ہو وہاں نماز پڑھیں۔ اگر اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز باجماعت ہوگئی ہو تو افضل ہے کہ دوسری مسجد میں جائیں، اگر وہاں بھی جماعت نہ ملے تو واپس آ کر اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھیں اِسی کا زیادہ حق ہے اور اِسی میں زیادہ فضیلت ہے۔ اور اگر محلّہ کی مسجد میں تکبیرِ اُولیٰ یا ایک 2 رکعت ہو چکی ہوں تو دوسری مسجد میں نماز کیلئے نہ جائیں بلکہ وہیں نماز پڑھیں جتنی نماز باجماعت مِل جائے وہی قبول کریں (۱)۔ اِس نماز کا ثواب دوسری مسجد میں جا کر پوری نماز باجماعت پڑھنے سے زیادہ ہے۔

مسجد میں داخلہ:

(حدیث) ''سنّت یہ ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو پہلے اپنا دایاں پاؤں اندر رکھو اور جب باہر نکلو تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالو'' (۲)۔ اور ایسے ہی جب (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے دایاں قدم رکھتے اور جب نکلتے تو پہلے بایاں قدم نکالتے تھے'' (۳)۔ اور (حدیث) ''جب مسجد میں داخل ہو تو اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجو'' (۴)۔ اور پھر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو (دایاں پاؤں اندر رکھتے ہوئے) یہ دعاء پڑھے، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن) اور جب مسجد سے باہر جائیں تو (پہلے بایاں پاؤں باہر نکالتے ہوئے) یہ دعاء پڑھیں، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن)'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلے تو نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجے'' (۶)۔ اسی لئے (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے'' بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ'' (۷)۔ المختصر (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، اور جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

(۱) صغیری، بہار شریعت (۲) قال سیّدنا انس ﷺ، حاکم ج ۱ ح ۷۹۱، بیہقی ح ۴۲۰۴، فتح الباری ج ۱ص ۴۴۳۷ (۳) بخاری ج ۱ ح ۴۱۱ فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۶۶ (۴) عن ابو ہریرہ ﷺ، مسلم، ترمذی، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۶۲، ابن ماجہ ح ۸۱۸، نسائی، مسند مسند احمد، ابن خزیمہ ح ۴۵۲، ابن حبان ح ۲۰۴۹، دارمی ح ۱۴۳۰، بیہقی ح ۴۱۱۷، حاکم ج ۱ ح ۴۷، قول البدیع، اذکار نووی، خیار الدعوات ص ۱۲۶ (۵) عن ابو حمید ﷺ، مسلم ج ۱ ح ۱۵۴۹، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح ۷۳۱، ابن ماجہ ج ۱ ح ۸۱۸، مسند احمد ج ۱ ح ۱۱۷۴۴، دارمی ح ۱۴۳۰، ابن حبان ح ۲۰۴۷، ابن خزیمہ ح ۴۵۲، بیہقی ح ۴۱۱۷، کشف الغمہ ج ۱ص ۱۹۴، مشکوٰۃ ح ۶۵۱، مرآۃ المناجیح ج ۱ص ۴۱۱، حصن حصین، خیار الدعوات ص ۱۲۵ (۶) عن ابو ہریرہ ﷺ، ابن ماجہ، ص ۵۶، نسائی، ابن سنّی ص ۳۶، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم ج ۱، نزل الابرار ص ۲۷، قول البدیع، خیار الدعوات ص ۱۲۵ (۷) مسند امام زید ح ۱۹۵۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ "(۱)۔اور جب مسجد میں یا کسی بھی جگہ جوتا اتارنے یا پہننے لگیں تو پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان یاد رکھیں کہ (حدیث) "جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو چاہیے کہ دائیں پاؤں میں پہلے پہنے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے" (۲)۔ جس طرح مسجد سے بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا سنّت ہے اسی طرح دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہننا بھی سنّت ہے۔ ان دونوں سنّتوں پر عمل کرنے کیلئے شیرِ ربّانی حضرت پیر میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کا طریقہ بہت عمدہ تھا کہ آپ اپنا بایاں پاؤں مسجد سے پہلے باہر نکالتے اور بائیں جوتے کے اُوپر رکھ لیتے مگر پہنتے نہیں تھے پھر اپنا دایاں پاؤں باہر نکالتے اور دائیں جوتے میں پہن لیتے پھر بایاں پاؤں جو پہلے جوتے کے اُوپر تھا پہن لیتے اسطرح دونوں سنّتوں پر عمل ہو جاتا۔ سبحان اللہ۔

سنّت اعتکاف:

جب مسجد میں داخل ہوں تو یہ نیّت کر لیں "میں سنّتِ اعتکاف کی نیّت کرتا ہوں" کیونکہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "میری امت کی رہبانیت مسجدوں میں بیٹھنا ہے" (۳) تو جتنی دیر آپ مسجد میں رہیں گے بیشک چند لمحے ہی سہی آپ کو اعتکاف کرنے کا کثیر ثواب ملتا رہے گا، جونہی آپ مسجد سے باہر قدم رکھیں گے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ "مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں مگر جب آپ نے اعتکاف کی نیّت کر لی تو کثیر ثواب کے ساتھ ساتھ ان سب کی اجازت بھی مل گئی" (۴) سبحان اللہ

نماز تحیۃ المسجد:

جب آپ مسجد میں داخل ہوں اور وہ نماز پڑھنے کیلئے مکروہ وقت نہ ہو تو بیٹھنے سے پہلے 2 رکعت نماز نفل تحیّۃ المسجد پڑھ لیں (۵)۔ یہ نماز تحیّۃ المسجد کہلاتی ہے جو کہ مستحب ہے" (۶)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے 2 رکعت نماز پڑھ لے" اس سے "اللہ کریم جل جلالہ اس کے گھر میں خیر فرما دے گا" (۷)۔ اس کا ثواب عمرہ کے

(۱) عن فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، احمد ج ۱ ح ۲۵۷۱۱، ابن ماجہ ج ۱ ح ۷۸۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۹۵، خیار الدعوات ص ۱۲۶ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۸۰۱، مسلم ج ۳ ح ۵۳۷۹، ابوداؤد ج ۳ ح ۳۸۷، مشکوٰۃ ح ۴۲۱۳، مراٰۃ ج ۶ ص ۱۴۳ (۳) ابونعیم خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۱۸، قوت القلوب ج ۲ ص ۳۷۰ (۴) درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، صغیری، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۶ (۵) نورالایضاح، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۹، بلوغ المرام ح ۲۷۸ ص ۱۰۳، مراٰۃ ج ۱ ص ۴۱۱ (۶) مؤطا امام مالک ص ۴۳۲ (۷) عن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۴۲۸، ۱۰۸۹، مسلم ج ۱ ح ۱۵۵۱، ترمذی ج ۱ ح ۲۹۹، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۰۶۰، نسائی ح ۷۲۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۶۴، احمد ابن حبان ح ۲۴۹۷، ابن خزیمہ ح ۱۸۲۵، بیہقی ح ۴۰۷۱، معجم صغیر ح ۳۸۳، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۷۹، مؤطا امام مالک ح ۳۸۸، مؤطا امام محمد ح ۲۷۴، مشکوٰۃ ح ۶۵۳، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۶، بلوغ

برابر ہے (۱) اور "اگر آپ بغیر نفل پڑھے بیٹھ جائیں تو بھی نماز ساقط نہیں ہوتی بلکہ پھر بھی پڑھ لیں چاہے جتنی دیر گزری ہو" (۲)۔ اگر آپ بغیر وضوء مسجد میں داخل ہوئے یا مکروہ وقت ہے یا کسی اور وجہ سے نماز تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتے تو تسبیح و تہلیل میں مشغول ہوجائیں یا کم از کم 4 بار یہ تسبیح پڑھیں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" (۳) اس سے مسجد کا حق ادا ہوجائے گا (۴)۔ اور اگر آپ مسجد میں داخل ہوتے ہی فرض یا سنّت نماز پڑھ لیتے ہیں تو یہی نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوجائے گی نئے سرے سے نماز تحیۃ المسجد نہیں (۵)۔ نیز یہ کہ ایک دن میں ایک بار ہی تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے ہر بار پڑھنے کی ضرورت نہیں (۶)۔ اور اگر پڑھ لیں تو نورٌ علیٰ نور ہے

مسجد میں محافلِ نعت:

مسجد اللہ کریم ﷻ اور اس کے پیارے رسول کریم ﷺ کے پاکیزہ ذکر کرنے کی پاکیزہ جگہ ہے اسلئے (حدیث) "مساجد میں مجالس ذکر منعقد کرنے والے بزرگی اور سخاوت میں سب سے بڑھ کر ہیں" (۷)۔ نیز (حدیث) "جو مسجد میں اللہ کریم ﷻ کا ذکر کرے تو گویا وہ اللہ کریم ﷻ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہے" (۸)۔ پیارے آقا کریم ﷺ سے اپنی محبّت وعقیدت کا اظہار کرنے کیلئے آج عشاقانِ رسول مساجد میں جو بیانات ونعت خوانی کا اہتمام کرتے ہیں یہ کوئی نیا کام نہیں بلکہ عشاق یہ نیک عمل مکّی مدنی ماہی ﷺ کے دورِ پُر انوار میں بھی کیا کرتے تھے یہی نہیں بلکہ حضرت سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عبداللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پیارے آقا کریم ﷺ کے شعراء کے طور پر مشہور تھے جو کفّار کے اُن غلیظ شعروں کا جواب دیتے تھے کہ جو وہ سرکار کریم ﷺ اور اسلام کے خلاف لکھتے تھے (۹)۔ اُن کے علاوہ حضرت سیّدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا حمید بن ثور الہلالی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی کنانی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ایمن بن خُریمہ اسدی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا اعشٰی بن مازن رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا اسود بن سریع ساعدی تمیمی رضی اللہ عنہ، سیّدنا لَبِیْد بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ بھی شانِ رسالت میں لکھنے

(۱) درمختار، شامی (۲) درمختار ج۱ ص ۹۵، شامی، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۷ (۳) درمختار، احیاء العلوم، قوت القلوب، شامی فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۷ (۴) احیاء العلوم، شامی (۵) درمختار ج۱ ص ۹۵، کبیری ص ۴۳۰، نورالایضاح (۶) درمختار، شامی ج۱ ص ۶۳۶، کبیری ص ۴۳۰، احیاء العلوم (۷) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ احمد ج ۳ ص ۶۸، ابن حبان ج ۳ ح ۸۱۶، ابویعلی ج ۲ ح ۱۴۰۳، دیلمی ج ۵ ح ۸۱۰۴ (۸) قوت القلوب ج ۱ ص ۳۷۰ (۹) مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۳۰، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۸۲

والے شاعر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے (۱)۔ نیز (حدیث) ''توریت میں آقا کریم ﷺ کی نعت لکھی ہے'' (۲)

(حدیث) ''ایک دن حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر مسجد کی طرف سے ہوا تو حضرت سیّدنا حسّان رضی اللہ عنہ کو مسجد میں شعر پڑھتے ہوئے پاکر اُنہیں تیز نظروں سے (غصہ سے) دیکھا، حضرت سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'مَیں مسجد میں اُس وقت بھی شعر پڑھا کرتا تھا جب تم سے افضل ذات (نبی کریم ﷺ) مسجد میں موجود ہوتی تھی'' (۳)۔ یقیناً حضرت سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان محبتِ رسالت کا ثبوت تھا۔ ان کے اس فرمان کی تصدیق ہماری سب کی ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (حدیث) ''رسول کریم ﷺ حسان رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے تھے جس پر کھڑے ہوکر وہ حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی کرتے یا فخر کرتے (آقا کریم ﷺ کی نعتیں پڑھتے) اور آپ ﷺ کی طرف سے اشعار کے ذریعے کفّار کے حملوں کی شعروں کے ذریعے مدافعت کرتے'' (۴)۔ اور پھر اس شعر خوانی کی عظمت پڑھیئے اور جھومئے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ سیّدنا حسّان رضی اللہ عنہ کے شوق وجذبہ کو اُبھارنے کیلئے داد دیتے ہوئے فرماتے ''اے حسّان مشرکوں کی ہجو کہو جبریل تمہارے ساتھ ہیں'' اور فرماتے ''میری طرف سے کفّار کو (شعروں میں) جواب دو اور (دعاء فرمائی) ''اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ، یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ! رُوح القدس (حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام) کے ساتھ اس کی مدد فرما'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''آپ ﷺ نے فرمایا ''قریش کی ہجو کرو ہجو اُن کیلئے تیر پھینکنے سے بڑھ کر سخت ہے'' (۶) اور (حدیث) ''اے حسان! حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تیری مدد و معاونت ج2 کرتے ہیں جب تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول (کریم ﷺ) کی طرف سے (کفار کے مقابلے میں) مدافعت کرتا ہے'' (۷) اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''حسّان کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے دفاع کیا کرتے ہیں'' (۸)۔ اور پھر (حدیث) ''حسّان رضی اللہ عنہ نے کفّار کی ہجو کہہ کر

---

(۱) مدارج النبوۃ ج۲ ص۶۸۶، سیرۃ النبی مؤلف کہف زا ص۱۸۹، جلوۂ جاناں ج۳ ص۳۹۴ (۲) عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نشر الطیب تھانوی ص۱۰ (۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱، احمد ج۱ ح۱۲۱۳، مسلم ج۳ ح۶۲۶۰، بلوغ المرام ح۲۶۷ ص۱۰۱ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری، ترمذی ج۲ ح۷۵۴، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۰، احمد ج۶، حاکم ج۳، شرح معانی الآثار ج۴ ص۲۹۸ ابویعلیٰ ج۸ ح۴۶۳۷، معجم کبیر ج۴ ح۳۵۸۰، تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۱۲۳، مشکوٰۃ ح۴۵۹۲، شمائل ترمذی ص۱۹۳، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۸۱، مرأۃ ج۶ ص۳۳۴ (۵) عن براء رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۱۲۹۲، مسلم ج۳ ح۶۲۶۰ تا۶۲۶۲، ترمذی ج۲ ح۷۵۴، نسائی ح۷۰۹، بیہقی ج۱۰ ص۲۳۷، احمد ج۴، طحاوی ج۴ ص۲۹۸، معجم صغیر ج۱ ح۱۱۹، معجم اوسط ج۲ ح۱۲۰۹، معجم کبیر ج۴ ح۳۵۸۸، مشکوٰۃ ح۴۵۷۸، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۸۱، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۴۷ (۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم مشکوٰۃ ح۴۵۷۹، مرأۃ ج۶ ص۳۴۸ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا مسلم ج۳ ح۶۲۷۱، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۰، مشکوٰۃ ح۴۵۸۰، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۴۸ (۸) قال سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۲ ح۷۴۳، ۱۳۰۵، ۱۳۰۹، ۱۳۶۰، مسلم ج۳ ح۶۲۶۵۔

مسلمانوں کو شفاء دی اور خود شفاء پائی ہے"(۱)۔ایک جگہ اُنہیں (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے یوں خراج تحسین فرمایا "اللہ کریم جل جلالہ کی قسم! تم کفّار کو شعر سے تیر کے مارنے کی طرح مارتے ہو"(۲)۔نیز (حدیث) "مومن اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے"(۳)۔اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں نے اللہ جل جلالہ کی حمد اور آپ ﷺ کی نعت لکھی ہے"آپ ﷺ نے فرمایا "لاؤ سناؤ اور ابتداء اللہ کریم جل جلالہ کی حمد سے کرو"(۴)۔ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کی نعت پڑھنا چاہتا ہوں" آپ ﷺ نے فرمایا "لاؤ مجھے سناؤ اللہ کریم جل جلالہ تمہارے دانت سالم رکھے" تو انہوں نے پڑھنا شروع کیا"۔جس کا آخری شعر یہ تھا۔

فَنَحنُ فِی ذٰلِکَ الضِیَاءِ وَفِی النُّورِ سُبُلَ الرِّشَادِ نَختَرِقُ

ترجمہ: پس آپ ﷺ پیدا ہوئے تو روئے زمین روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کے نور مبارک سے آفاق روشن ہوگئے گویا کہ ہم اس روشنی اور نور میں ہدایت کے راستوں کو طے کر رہے ہیں"(۵)۔

اسی طرح (حدیث) "حضرت سیّدنا نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے اپنا نعتیہ کلام آقا کریم ﷺ کو سنایا"(۶)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدے "**بَانَت سُعَادُ**" میں مسجد نبوی میں آقا کریم ﷺ کی نعت بیان کی جس کے بارے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ابن خطل (آقا کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار لکھنے والا مکہ پاک کا خبیث شاعر) کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے یہ بھی خبر پہنچی کہ آقا کریم ﷺ نے اسے بھی قتل کرنے کا حکم فرمادیا ہوا ہے تو حضرت سیّدنا

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ح ۶۲۷۰، بخاری، ابویعلیٰ ج ۷ ح ۴۳۷۷، ابن حبان ج ۱۳ ح ۵۷۸۷، ابن ابی شیبہ ج ۵ ح ۲۶۰۲۱، حاکم ج ۳ ح ۶۰۶۳، بیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۸، معجم کبیر ج ۴ ح ۳۵۸۲، شرح السنۃ ج ۱۲ ح ۳۴۰۸، مشکوٰۃ ح ۴۵۸۰، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۲۸ (۲) عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، استیعاب، مشکوٰۃ ح ۴۵۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۳۰ (۳) عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۶، تاریخ الکبیر بخاری ج ۵ ص ۳۰۴، معجم کبیر ج ۱۹ ح ۱۵۱، بیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۹، شرح السنۃ ج ۱۲ ح ۳۴۰۹، ابن حبان ج ۱۳ ح ۵۷۸۶، استیعاب ج ۳ ص ۱۳۲۵، مشکوٰۃ ح ۴۵۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۳۰ (۴) ادب المفرد بخاری ج ۱ ص ۱۲۵ ح ۳۴۲، مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۵، معجم کبیر ج ۱ ح ۸۴۳، شعب الایمان ج ۴ ص ۸۹، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۴۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۱۸، فیض القدیر ج ۲ ص ۱۶۴ (۵) عن خُریم بن اوس رضی اللہ عنہ، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۹۹، ۱۰۰، معجم کبیر ج ۴ ص ۲۱۳ ح ۴۱۶۷، حاکم ج ۳ ص ۳۶۹، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۶۴، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۷، استیعاب ج ۲ ح ۷۴۴، اصابہ ج ۲ ص ۲۷۴، مغنی ج ۱۰ ص ۱۷۶، بدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵۸، جامع الاحکام القرآن قرطبی ج ۱۳ ص ۱۴۶، سیرۃ حلبیہ ج ۱ نشر الطیب تھانوی ص ۹ (۶) عن حسین بن عبید اللہ تابعی علیہ الرحمۃ، اصابہ ج ۵ ص ۵۸۸، ابونعیم، مجمع الزوائد ج ۸، مسند بزار، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۲، بدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۶۸۔

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر تم بھی پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو (شان کے برخلاف اشعار) سے باز نہ آئے تو تمہیں بھی قتل کر دیا جائے گا تو اس نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے نرم دل صحابی رسول کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے بتایا گیا تو وہ ان کے پاس گیا اور انہیں اپنی ساری بات بتادی پس حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ چپکے سے چلے (کیونکہ انہیں قتل کرنے کا حکم تھا اور یہ خوف تھا کہ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر راستے میں ہی قتل نہ کردے) یہاں تک کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گئے، تب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا خواہش مند ہے، تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منور و معطر دستِ اقدس بیعت کیلئے آگے بڑھایا تو حضرت سیّدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بیعت کرلی اور کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد وہیں کھڑے ہوکر اپنے چہرے سے کپڑا ہٹادیا اور بڑے ادب سے اپنا قصیدہ پڑھنے لگے۔ اور پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمانے لگے اس وقت بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے، حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ قصیدہ پڑھتے رہے اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سنتے رہے، جب حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ ان اشعار پر پہنچے تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اشارہ فرمایا کہ وہ (حضرت سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار توجہ سے) سنیں'' (آج کل سامعین کی توجہ حاصل کرنے کیلئے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت کی پیروی کرتے ہوئے انہیں الفاظ سے نعت شریف کو غور سے سننے کیلئے کہا جاتا) وہ اشعار یہ ہیں:۔

نُبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْعَدَنِیْ   وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَأْمُوْلُ

''مجھے خبر دی گئی ہے کہ بیشک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے (قتل کی) دھمکی دی ہے، جبکہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عفو و درگزر کی زیادہ امید کی جاتی ہے''۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِه   مُهَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

''بیشک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ نور ہیں کہ جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی تیز دھاری تلواروں میں ایک عظیم تیغِ آبدار ہیں''۔

جب جان سے پیارے آقا رحیم و کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے ''فَکَسَاهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ صلی اللہ علیہ وسلم بُرْدَةً لَه'' تو (والہانہ محبت و پیار سے انعام کے طور پر) اپنا متبرک مقدس بردہ شریف یعنی چادر مبارک حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کو پہنادی'' (آج عشاقانِ رسول نعت خواں سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں احسن اشعار

سن کر جو کچھ انعام دیتے ہیں وہ عین اسی سنتِ مبارکہ کی پیروی ہے) یہ مقدس چادر حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور پھر ان کی اولاد کے پاس رہی، اس کے بعد حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے خرید لی اور یہی وہ مبارک چادر تھی جسے حکمران پہن کر عید کی خوشیاں منایا کرتے تھے"(۱) آج محفل میلاد و نعت پر اعتراض کرنے والے ان احادیث کو مدِ نظر رکھ کر اُس وقت اور محفل کو تصوّر میں لائیں جب کالی کملی والے آقا کریم و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم خود صدرِ محفل ہوتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنتے تھے اور پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے حضرت سیّدنا حسّان رضی اللہ عنہ **ف** : جنہوں نے 60 سال بحثیت ایک سچے مومن کے گزارے (م) جنہیں یہ انفرادیت حاصل ہے کہ ان کی، ان کے باپ، دادا، پردادا یعنی حسان بن ثابت بن منظر بن حرام میں سب کی عمریں 120 سال تھیں۔ حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی مسجد نبوی کے اندر اور کبھی باہر نعت خوانی کرتے تھے۔ تو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی بلکہ ایسا کرنا عین سنّت مستحسن، فرمانِ نبوی، رِضاءِ نبوی، عبادت اور ذریعہ بخشش بن جاتا ہے(۳)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں نعت خوانی کرنے کے بارے (حدیث) مروی ہے کہ "عمرۂ قضاء کے موقع پر جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پاک میں اس شان سے داخل ہوئے کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چل رہے تھے اور (آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور کافروں کی ہجو میں) اشعار پڑھ رہے تھے"(۴)۔

حضرت ثور بن یزید شامی تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "میں نے حضرت کمیت بن یزید تابعی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ "کیسا حال ہے؟"۔ تو انہوں نے فرمایا "اللہ کریم عزوجل نے مجھے بخش دیا، میرے لئے ایک کرسی بچھائی گئی اور حکم ہوا کہ اِس پر بیٹھ کر شعر سناؤں، چنانچہ میں نے شعر پڑھنے شروع کئے جب میں اس مقام پر پہنچا کہ "اے لوگوں کے رب عزوجل! مجھ پر رحم فرما اور مجھے زندگی کی شراب صافی کے دھوکہ سے بچا جیسا کہ دوسرے کچھ لوگ اِس دھوکے میں مبتلاء ہوئے" تو اللہ کریم عزوجل نے فرمایا "کمیّت نے سچ کہا جس طرح دوسرے لوگ دھوکے میں پڑ گئے کمیّت بچارہا۔ اے کمیّت! میں نے تجھے بخش دیا کیونکہ تُو نے میری مخلوق کے بہترین لوگوں سے محبت کی، جس نے تیرے ان

(۱) عن حضرت سیّدنا سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶۷۰، بیہقی ج ۱۰ ح ۷۷، معجم کبیر ج ۱۹ ح ۴۰۳، اصابہ ج ۵ ص ۵۹۴، اسد الغابہ، سیرت ابن ہشام ج ۵ ص ۱۹۱، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۷۳ (۲) ضیاء النبی ج ۴ ص ۳۰، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۲۴ (۳) بہار شریعت، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۸۱ (۴) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۷۵۶، سنن نسائی ح ۲۸۲۳، سنن کبریٰ نسائی ج ۲ ح ۳۸۵۶، شرح السنۃ ج ۱۲ ح ۳۴۰۴، فتح الباری ج ۷ ص ۵۰۲، جامع الاحکام القرآن قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۱، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۹۷۔

اشعار کو پڑھا جو تُو نے آلِ محمد ﷺ کی تعریف میں کہے ہیں میں اُس کو ہر شعر کے بدلے ایک رُتبہ دُوں گا جو تا قیامت بلند ہوتا رہے گا" (۱)۔

مگر اس میں بُری شاعری شامل نہیں کہ (حدیث) "شعر کلام ہے، اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا شعر بُرا ہے" (۲)۔ اور بُرے شعروں کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ایک آدمی اپنے پیٹ کو پیپ سے بھر لے اِس بات سے بہتر ہے کہ وہ (بُرے) شعر (یاد کر کے ان) سے پیٹ بھرے" (۳)

مسجد کی صفائی:

مسجد میں جھاڑو دینا، کوڑا کرکٹ اُٹھانا حتیٰ کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کو مسجد سے تنکا باہر پھینکنے کا ثواب بھی دکھایا گیا" (۴) گویا ایک تنکا بھی مسجد سے باہر پھینکنے کا ثواب لکھا جاتا ہے کیونکہ (حدیث) "مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حُوروں کا مہر ہے" (۵)۔ اور (حدیث) "جس نے مسجد سے مٹھی بھر گرد و غبار کو نکال دیا اُس کا ثواب میزان میں جبلِ اُحد کے برابر ہوگا" (۶)۔ نیز (حدیث) "جو مسجد سے تکلیف دہ چیز نکالے اللہ کریم ﷻ اُس کیلئے جنّت میں محل بنائے گا" (۷)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدہ اُمّ محجن حبشیہ رضی اللہ عنہا مسجد میں جھاڑو دیتی تھیں، وہ رات کو فوت ہو گئیں اور انہیں دفنا دیا گیا، صبح آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو فرمایا "تم نے مجھے کیوں نہ بتایا" پھر آقا کریم ﷺ نے اسکی قبر انور پر تشریف لے جا کر نماز (جنازہ) پڑھی۔ پھر قبر کے پاس کھڑے ہو کر ان سے پوچھا "کون سے عمل کو تو نے افضل پایا؟"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ کیا یہ سن رہی ہیں؟"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم اس سے زیادہ نہیں سن رہے ہو"۔ پھر فرمایا "اس نے جواباً کہا ہے کہ "میں نے مسجد میں جھاڑو دینے کے عمل کو سب سے افضل پایا ہے" (۸)۔

پیارے بھائیو! جہاں مسجد کو صاف کرنے کا تاکیدی ارشاد ہے وہاں مسجد میں گندگی نہ پھیلانے کا بھی حکم ہے۔ ہم اکثر بے خبری میں بعض ایسے بظاہر معمولی عمل کرتے رہتے ہیں جن کا ہمیں احساس نہیں ہو رہا ہوتا مگر غور کریں تو اس سے اللہ کریم ﷻ کے گھر کی توہین ہو رہی ہوتی ہے جو

(۱) ابن عساکر، شرح الصدور ص ۴۲۸ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، دارقطنی، مسند امام شافعی، مشکوٰۃ ح ۴۵۹۵ مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۳۶ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۰۸۶ ا مسلم ج ۳ ح ۵۷۷۵، ابن ماجہ ح ۳۸۶۶، ترمذی ج ۲ ح ۶۰ ۷ ۶۱ ۷، مشکوٰۃ ح ۴۵۸۳، ۴۵۹۵، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۲۹ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۸۲۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۵۸، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح ۲۷۷ ص ۱۰۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۸۹ (۵) طبرانی، نزہۃ المجالس (۶) نزہۃ المجالس، فیضانِ سنّت (۷) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۸۰۳، ترغیب ج ۱ ح ۱۸۰ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۴۴۱، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۸۸ معجم اوسط ج ۸ ح ۸۲۲۰، ابن حبان، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۹۸، ۱۹۹۔

اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔ آپ کی توجہ ایسے ہی بظاہر چھوٹے سے ایک عمل کی طرف دلاتا ہوں یہ کہ بعض لوگ مسجد میں بیٹھے اُنگلی سے ناک کا بلغمی مادہ نکالتے ہیں اور اُسے مروڑ کر مسجد میں ہی پھینک دیتے ہیں اور بعض دفعہ تو ناک کے بال بھی کھینچ کھینچ پھینکتے ہیں اور یہ پرواہ بھی نہیں کرتے کہ لوگ اُنہیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ عمل کسی جگہ بھی کرنا معیوب اور نامناسب ہے اور خدا کیلئے سوچیں جب یہ کام آپ مسجد میں کرنے لگ جائیں اور وہ غلاظت جسے آپ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے مسجد میں لاشعوری طور پر پھینکنے لگ جائیں تو کتنا بُرا اور قبیح عمل ہوگا۔ اور اگر آپ یہ کام دورانِ نماز شروع کردیں تو مَیں کچھ اور تو نہیں کہتا فقط یہ کہ ایسی عقل پر افسوس لاکھ افسوس......اور یاد رکھیں اگر یہ کام دورانِ نماز عملِ کثیر ہو گیا تو نماز ہی ٹوٹ گئی (عمل کثیر کی وضاحت آگے آئیگی) اس کے علاوہ کپڑے یا پاؤں سے لگی مٹی وغیرہ مسجد میں گرانا، اپنے بیگ، بستر یا سامان سے کچرا یا ذرّات گرانا وغیرہ یہ سب مسجد میں غلاظت پھیلانے کے زمرے میں آتے ہیں اور ایسا کرنے والے اپنے لئے دوزخ کا ایندھن تیار کررہے ہیں حالانکہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵۰ میں ہے کہ (حدیث) ”جو کوئی اپنے کپڑوں میں جُوں پائے تو اُس کو چاہیے کہ اُسے بند رکھے اور مسجد میں نہ ڈالے“۔

ایک حکایت: مجھے یہاں ایک بڑے باادب صاحب کا واقعہ یاد آ گیا وہ مسجد میں تھے کہ یکدم مسجد میں ایک چُوہا گھس آیا۔ اُس صاحب نے چُوہے کو بُرا بھلا کہا کہ ”بے ادب کہیں کا مسجد میں کیوں آ گیا“ اور پھر جھٹ سے دروازہ بند کر دیا اور مسجد کو بیحرمتی سے بچانے کیلئے اُس چوہے کو مارنے کا فیصلہ کیا۔ اُس کی عقل پر ایسے پردے پڑے کہ نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنا گردو غلاظت والا جوتا اُٹھایا اور چُوہے کے پیچھے اُٹھ بھاگے۔ کبھی اِدھر جوتا مارا اور کبھی اُدھر۔ مسجد کا ادب اس صاحب پر اتنا سوار تھا کہ اُس نے یہ خیال ہی نہ رکھا کہ اُس کے جوتا مبارک کی ساری غلاظت مسجد میں پھیل جائے گی۔ اور وہ پھیل بھی گئی۔ مگر اسے تو چُوہا مارنا تھا۔ جو بالآخر مار لیا گیا۔ اُس چُوہے کا خون اِسی ادب ہی ادب میں مسجد میں لگ گیا۔ اب سوچا کہ مسجد کے ادب کی خاطر چوہے کو نماز کے بعد مسجد سے دُور جا کر پھینکوں گا تاکہ مسجد میں بدبُو نہ آنے پائے کہ اِس سے مسجد کی بے حرمتی ہوگی۔ خون سے لت پت مُردہ چُوہا رکھنے کا عارضی ٹھکانہ نہ مِلا تو سوچ سوچ کر اپنے طور پر بڑی عقل مندی اور دانائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیب سے رومال نکال کر مُردہ چُوہا اس میں لپیٹا اور جیب میں ڈال لیا گویا اپنے تئیں مسجد کے ادب کیلئے رومال بھی قربان کرنے کی ٹھان لی۔ پھر مزے سے نماز پڑھی۔ بعد میں چوہا باہر

جا پھینکا اور اپنی اس بہادری اور مسجد کو بے حرمتی سے بچانے کا کارنامہ سب کو سنایا۔

بھائی! ایسا ادب بھی نہیں چاہئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ مسجد میں دانتوں سے ناخن کتر کتر کر نہ پھینکیں۔ جسم پر انگلی مار کر مَیل کچیل کی مروڑی بنا کر نہ پھینکیں۔ کان کی مَیل اور ناخنوں کی مَیل نہ پھینکیں۔ کپڑے پر لگی مٹی نہ گرائیں وغیرہ۔ مسجد میں جوتا لے جاتے ہوئے اسے نہ ہلائیں تاکہ ذرات نہ گریں اور اسے صرف مقررہ جگہ پر ہی رکھیں، نیز یاد رہے کہ جوتا سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح مسجد میں محفل یا ختم کے لنگر کی تقسیم یا معتکف کے سحری و افطاری کھانے کی وجہ سے کھانے کے فاضل ذرّات مسجد میں ہرگز نہ گرنے دیں۔ اور نہ ہی اس دوران مسجد میں شور کریں۔

مسجد میں روشنی کرنا:

(حدیث) ''جو مسجد میں قندیل (Lamp) جلائے اُس کیلئے 70 ہزار فرشتے دعاءِ رحمت و مغفرت کرتے ہیں'' (۱)۔ اور (حدیث) ''جس نے مسجد میں چراغ جلایا فرشتے اور حاملین عرش اُس وقت تک اُس کیلئے دعاء کرتے ہیں جب تک اُس چراغ کی روشنی مسجد میں باقی رہے'' (۲)۔ اور ''فرشتے اُس کو اپنے میں شمار کرتے ہیں'' (۳)۔ پیارے آقا کریم ﷺ کے دَورِ پُر انوار میں (حدیث) ''حضرت سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا'' (۴)۔ جسکی وضاحت اُن کے (حدیث) غلام حضرت سیّدنا سراج رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہم لوگ پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم 5 غلام تھے جو اپنے آقا (حضرت سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ پاک آئے اور مسجد میں قنادیل میں زیتون جلا کر مسجد کو روشن کیا اس سے پہلے مسلمان مسجد نبوی کو کھجور کی شاخیں جلا کر روشن کیا کرتے تھے'' (۵)۔ اس غلام کا پہلا نام ''فتح'' تھا جب اس نے یہ روشنی کرنے والا کام کیا تو جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے اس کا نام سراج رکھ دیا (۶)۔ نیز ''یہی حضرت سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جو لوگوں کو قصّے سنا کر نصیحتیں کیا کرتے تھے'' (۷)۔ پھر اس پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کی شان سنیئے کہ جب اُنہوں نے قندیلوں میں زیتون کا تیل ڈال کر رسیوں سے باندھ کر مسجد نبوی پاک کے صحن میں لٹکا دیں تو یہ دیکھ کر آقا کریم ﷺ نے فرمایا (حدیث) ''نَوَّرْتَ مَسْجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، تم نے ہماری مسجد کو روشن کیا، اللہ کریم عزوجل تمہیں دنیا اور آخرت میں منوّر کرے، خدا کی قسم اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو مَیں اس کو تم سے بیاہ دیتا'' (۸)۔ کتنا عظیم کام ہے

(۱) قال معاذ رضی اللہ عنہ، بخاری، ابو داوٗد، کشف الغمہ ج۱ ص۱۸۸، جاء الحق (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، تفسیر قرطبی، احیاء العلوم، نزہتہ المجالس، مکاشفتہ القلوب ص۵۰۰ (۳) انیس الارواح (۴) عن سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۸۰۶، شرح مسلم الاصابہ (۵) اسد الغابہ، سیرۃ حلبیہ ج۳ ص۲۱۶ (۶) سیرۃ حلبیہ ج۳ ص۲۱۷ (۷) نزہتہ المجالس (۸) نزہتہ المجالس، سیرۃ حلبیہ ج۳ ص۲۱۶۔

جس کی پیارے آقا کریم ﷺ نے اتنی پذیرائی فرمائی۔ ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا ''تم نے ہماری مسجد کو منوّر کیا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تمہاری قبر کو منوّر کرے'' (۱)

اگر زمانہ اسلاف پر نظر ڈالیں تو حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام مسجد بیت المقدس میں کبریتِ احمر (Red Sulphur) کی روشنی فرماتے تھے جس کی چمک سے میلوں دُور تک عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں (۲)۔ گویا مسجد میں روشنی کرنا کثیر اجر کے ساتھ سنّت انبیاء کرام علیہم السلام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے اس دَور میں اکثر مساجد میں چراغ کی بجائے بجلی کے بلب، ٹیوب لائٹ یا انرجی سیور جلائے جاتے ہیں تو اُس کے بل کی ادائیگی میں حصّہ ڈالنا یا اُس کا سامان فراہم کرنا بھی چراغ جلانا ہی ہے اور یہ بھی ضرور ذہن میں رہے کہ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا منع ہے کیونکہ اس سے بُو آتی ہے۔

مسجد کی تعمیر:

(القرآن) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں'' (۳)۔ بلاشبہ مسجد اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا گھر ہے اُسے تعمیر کرنا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے سودا کرنے کے مترادف ہے کیونکہ (حدیث) ''جو خالص اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی رضاء کیلئے مسجد بنائے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کیلئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''جس نے مسجد کی تعمیر کی تاکہ اُس میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں ایک بڑا محل بنائے گا'' (۵)۔ اور پھر (حدیث) ''جس نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کیلئے مسجد بنائی اگرچہ ''قطاۃ'' (چیل، بٹیر یا چڑیا کے گھونسلے یا سنگخوار پرندہ کے گڑھے) کی مانند ہو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کے بدلے جنّت میں اُس کیلئے گھر بنا دیگا'' (۶)۔ گویا نبی کریم ﷺ کا فرمان مسجد بنانے کا ہے اور یہ بات استطاعت پر چھوڑ دی کہ مسجد چھوٹی ہو یا بڑی لہذا (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور اُنہیں پاک کیا جائے اور اُن میں خوشبو لگائی جائے'' (۷)۔ اور پھر

(۱) کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۸۸ نزہتہ المجالس، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۲۱۶ (۲) تفسیر روح البیان (۳) التوبہ، ۱۸ (۴) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۱۹۴، بخاری، مسلم ج ۱ ح ۱۰۹۱، ترمذی ج ۱ ح ۳۰۱، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۷۴۳، دارمی، ابن حبان ح ۱۶۰۸، معجم صغیر ح ۶۶، معجم کبیر ح ۷۸۸۹، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۸۰ (۵) عن عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، نسائی ح ۶۸۱، مسلم ج ۱ ح ۱۰۹۲، ابن ماجہ ح ۷۸۱، ۷۸۲، احمد ج ۱ ح ۱۱۶۰، شرح السنہ، مشکوۃ ح ۶۴۵، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۷، ح ۳۲۴۸ (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ص ۸۴ ح ۹۲، ابن ماجہ ج ۱ ح ۷۸۴، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۱۶۵، ابن حبان ج ۴ ح ۱۶۱۰، ابن خزیمہ ج ۲ ح ۱۲۹۲، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۷۸۱، ابویعلی ج ۷ ح ۴۰۱۸، معجم اوسط ج ۲ ح ۱۸۵۷، شعب الایمان ج ۳ ص ۸۱ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوداؤد، ترمذی ج ۱ ح ۵۷۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۸۰۴، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۲۰، مشکوۃ ح ۶۶۴، مرأۃ ج ۱ ص ۴۶۶۔

استطاعت کو خلوصِ نیت سے جوڑ کر فرمایا کہ (القرآن) ''بیشک اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے مومنوں سے اُن کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلہ پر کہ اُن کیلئے جنّت ہے'' (۱)۔ اسی لئے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ مبارک سے مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی تعمیر فرما کر اس کی اہمیت کا عملی درس دیا۔ اگر ساری مسجد تعمیر کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اُسکی تعمیر میں کچھ حصہ ڈالنا بھی تعمیرِ مسجد ہے اور صدقہ جاریہ ہے بیشک چند اینٹیں ہی سہی جب تک مسجد قائم ہے تب تک اس کا اجر ملتا رہے گا نہ صرف تعمیر کا بلکہ اس میں کی جانے والی عبادت سے بھی اجر کا حصّہ عنایت ہوگا۔ بیشک وہ اینٹیں مسجد کے بیت الخلاء (Lavatory) میں ہی کیوں نہ لگی ہوں۔

مسجد کسی ناپاک جگہ، مذبح خانہ، قبرستان، سڑک، عام گزرگاہ، غسل خانہ، اُونٹ کے بیٹھنے کی جگہ، کوڑا پھینکنے کی جگہ، متنازعہ جگہ، اور کسی کی ملکیتی جگہ پر بلا اجازت ہرگز نہیں بنانی چاہیے بلکہ پہلے اس نقص کو تسلّی سے ختم کریں پھر مسجد بنائیں (۲)۔ اور پھر جب مسجد تعمیر ہوگئی چاہے وہ بالشت بھر چبوترہ ہی ہو تو اُسے گرا کر دوسرے مقصد کیلئے استعمال نہیں کیا جاسکتا، وہ آسمان کی بلندی سے زمین کی تہہ تک مسجد ہی ہے (۳) اور اس کی چھت بھی مسجد ہی شمار ہوگی۔ وہاں پیشاب پاخانہ وغیرہ کرنا منع ہے (۴)

مسجد کے اِس تقدّس کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے بعض دنیا پرستوں نے ایک نیا طریقہ بنالیا ہے کہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری جگہ پر ناجائز طریقے سے بلا اجازت پہلے کچّی اور پھر پکّی مسجد تعمیر کر لیتے ہیں، جس کے ساتھ کچھ جگہ مسجد کے متولّی کیلئے قبضہ میں لے لیتے ہیں پھر مسجد کی حرمت کے پیشِ نظر نہ گرانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اس مقصد کیلئے بھولے بھالے نمازیوں کو بھی ساتھ ملالیا جاتا ہے۔ پھر اسی آڑ میں وہ صاحب پسِ پردہ پیشگی طے شدہ پروگرام کے مطابق مسجد کے آس پاس سے پہلے مرلوں میں پھر کنالوں میں جگہ پر قابض ہو کر بتدریج کٹیا سے کچّا مکان، پھر پکّا، پھر کوٹھی، چوبارے اور دکانیں بنالیتے ہیں جن میں مسجد صرف اُن کوٹھیوں کی ڈھال کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے حالانکہ (حدیث) ''جس نے ایک بالشت جگہ ناحق لی وہ ساتوں زمینوں کی گہرائی تک طوق بنا کر اس کے گلے میں پہنادی جائے گی'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''جو زمین کا کوئی حصہ بالشت بھر بھی ناحق لے گا تو قیامت کے دن اسے زمین کے ساتویں طبقہ تک دھنسا دیا جائیگا'' (۶)۔ خدارا آخرت کو

(۱) التوبہ، ۱۱۱ (۲) بمطابق ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ (۳) ہدایہ، فتح القدیر، شامی، بحر الرائق، نوریہ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۷ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری، مسلم، ترغیب ج ۲ ص ۲۱ ح ۱۵۸۲ (۶) عن سالم عن ابیہ رضی اللہ عنہ بخاری ترغیب ج ۲ ص ۲۱ ح ۱۵۸۳

یاد کریں جب موت آ گئی تو ہم اِن محلات سے ایک اینٹ بھی ساتھ نہیں لے جاسکیں گے، پھر اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں کس منہ سے جائیں گے ایسے لوگوں کے بارے ہی پیارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اولادِ آدم علیہ السلام کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تب بھی اس کی یہی خواہش ہوگی کہ اس کے پاس ایک وادی اور ہو، اس کا منہ صرف مٹی بھرتی ہے" (۱)۔ نیز (حدیث) "ابنِ آدم علیہ السلام بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو آرزوئیں جوان رہتی ہیں مال کا لالچ، عمر کا لالچ" (۲)۔

اور پھر ایسی مسجد میں جو ناجائز جگہ پر اور بلا اجازت و بیع بنائی جائے بھلا کیسے قبولیت کا احسن درجہ اختیا کر سکتی ہے۔ اللہ کریم ﷻ ہدایت دے۔ آمین۔

مسجد کی دیواروں پر مناسب نقش ونگار تعظیم کی نیّت سے منع نہیں مگر دیوارِ قبلہ میں ایسا کرنا مکروہ ہے (۳) بالخصوص نچلی سطح پر کیونکہ نمازی کی توجہ اُدھر جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور دیواروں اور محراب پر قرآن پاک لکھنا تب اچھا عمل ہے جب بعد میں گر کر پاؤں میں آنے کا خطرہ نہ ہو (۴)۔

مسجد میں درخت لگانا درست نہیں کہ اس سے آلودگی ہوتی ہے، اور اگر سیم وتھور وغیرہ یا کسی ایسی ضرورت کی بناء پر ہو تو درست ہے (۵)۔

مسجد اللہ کریم ﷻ کا گھر ہوتا ہے ہمارا پیارا دین اسلام جہاں اس کے بنانے پر زور دیتا ہے وہاں اس سے بڑھ کر اس میں اذان ونماز کا اہتمام کر کے اِسے آباد کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ مسجد بنانا اتنا مشکل نہیں جتنا اس کو آباد کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا مسجد بناتے وقت یہ ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ یہاں اُسکی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ صرف ذاتی رعب ونا موری کیلئے قریب قریب مسجدیں بنانا مسجد کے تقدّس کے سراسر خلاف ہے۔ مسجد وہاں بنانا جہاں اُسکی ویرانی کا پہلے سے اندازہ ہو تو اُس کا نہ بنانا اُس سے بھی بڑی نیکی ہے۔ بلکہ مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷ میں ہے "بلا ضرورت مسجد بنانا گناہ ہے" ایک زمانہ تھا جب مسجد بنانا مشکل اور آباد کرنا آسان تھا۔ آج کے زمانہ کے بارے ہی (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "قیامت کی نشانیوں میں یہ ہے کہ لوگ مساجد (کی ظاہری شان وشوکت) کے معاملہ میں فخر کریں گے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے" (۶)۔ اور پھر (حدیث) "لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے مگر اُن کو آباد کم رکھیں گے" (۷) خدا کرے ہم سب میں مسجد بنانے اور پھر

(۱) مسلم ج ۱ ح ۲۳۱۳، ۲۳۱۴ (۲) مسلم ج ۱ ح ۲۳۰۸ (۳) درمختار، بحر الرائق ج ۲ ص ۳۷ (۴) بحر الرائق ج ۲ ص ۳۷، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۵ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۵ (۶) نسائی ح ۶۸۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۴۶، ابن ماجہ ح ۷۸۵، ابن حبان ج ۳ ص ۱۰۴ (۷) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری، فیوض الباری حصہ ۲، ص ۱۷۷، بلوغ المرام ص ۱۰۲۔

اُس سے بڑھ کر اُسے آباد کرنے کا شوق پیدا ہوتا کہ اللہ کریم ﷻ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کے ذکر کی گونج پڑ جائے، آمین۔

ف: ایسے بھائی جو آسمان سے باتیں کرتی بڑی بڑی بلند و بالا کئی منزلہ بلا ضرورت کوٹھیاں رکھنے والے ہیں اُن کی تنبیہ کیلئے لگے ہاتھوں پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان زیرِ قلم ہے کہ (حدیث) ''جو ضرورت سے زیادہ عمارت بنائے وہ اس کیلئے وبال ہوگی'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''جو ضرورت سے زیادہ مکان بنائے روزِ محشر ساتوں زمینوں سمیت اسکے سر پر لاد کر اسکا عذاب دیا جائیگا'' (۲)۔ لہذا (حدیث) ''مٹی یا عمارت پر خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملے گا'' (۳)۔ اسلئے (حدیث) ''ہر تعمیر اس کے بانی پر وبال ہے سوائے اس کے جس کی اس کو ضرورت ہو'' (۴) ایک دوسری حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ بلا حاجت 11 فٹ سے اُونچی تعمیر لے جانے والا افسق الفاسقین ہے (۵)۔ اللہ کریم ﷻ اپنی امان میں رکھے اور ہر کام اپنے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی رضا کے مطابق کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ایسے ہی (حدیث) ''ایک دن پیارے آقا کریم ﷺ مدینہ پاک میں ایک دن باہر نکلے تو ایک اونچا سا گنبد نما مکان دیکھا۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ یہ فلاں انصاری کا مکان ہے''۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور یہ بات اپنے دل میں رکھی پھر جب اس مکان کا مالک آیا اور اس نے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے جواب دینے کی بجائے اس سے رخ اقدس پھیر لیا، ایسا کئی بار ہوا یہاں تک کہ وہ صحابی جان گئے کہ آقا کریم ﷺ ناراض ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں سے اس بات کا ذکر کیا اور کہا کہ ''خدا کی قسم میری کسی بات کی وجہ سے آقا کریم ﷺ مجھے ناپسند فرما رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟''۔ انہوں نے کہا کہ ''آقا کریم ﷺ نے آپ کے مکان کو دیکھا تھا'' وہ صحابی رضی اللہ عنہ اسی وقت اپنے قبہ نما مکان کی طرف گئے اور اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ پس ایک دن آقا کریم ﷺ پھر اس طرف کو نکلے دیکھا تو وہاں وہ قبہ نما مکان نہ تھا۔ فرمایا ''اس قبے کا کیا ہوا؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا ''یا رسول اللہ ﷺ اس قبہ کے مالک نے ہم سے آپ ﷺ کے رخِ انور پھیرنے کی وجہ پوچھی تو ہم نے اُسے وجہ بتا دی۔ لہذا اُس نے وہ قبہ مسمار کر دیا۔ تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' ہر عمارت اس کے مالک پر وبال ہے مگر جس کے بغیر گزارا نہ ہو'' (۶)۔

مسجد بیت:۔

گھر میں ذکر و فکر اور نفلی عبادات کیلئے ایک جگہ بطور مسجد مخصوص کر لینا جائز اور مستحب ہے (۷) کیونکہ

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۷۱۰ (۲) شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۷۱۱، طبرانی، قوت القلوب ج ۱ ص ۶۰۳ (۳) عن خباب رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۴۱۶۷ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوۃ ح ۴۹۵۳، مرأۃ ج ۷ ص ۳۵ (۵) ابن ابی الدنیا (۶) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۷۹۶، شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۶۰۴ (۷) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۶۴۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ''گھروں میں نماز کیلئے جگہ بناؤ اور اُن کو پاک صاف رکھو'' (۱)۔ یہی وجہ ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کے دَورِ پُر انوار میں گھر مکہ پاک کے صحن میں ایک چبوترا کی صورت میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد بنائی تھی جہاں بیٹھ کر آپ تلاوتِ کلامِ پاک کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے، آپ کی تلاوت سننے کیلئے مشرکین عورتیں اور ان کے بیٹے اکثر جایا کرتے تھے اور آپ کی تلاوت سنتے اور حیران رَہ جایا کرتے تھے اور (اتنا عمدہ بے مثل و بے مثال کلام سن کر) آپ کی طرف دیکھتے رَہ جاتے تھے'' (۲)۔ اسے ''مسجد بیت'' کہا جاتا ہے، یہ جگہ چونکہ مسجد کیلئے وقف نہیں ہوتی اسلئے اس پر مسجد کی طرح کے احکامات کا اطلاق نہیں ہوتا تاہم مسجد بیت بنانا جائز ہے (۳)۔

اتباعِ سنّتِ رسول کریم ﷺ کا محبت بھرا انداز: مسجد بیت کے بارے عمدہ اور احسن دلیل ہے کہ (حدیث) ''حضرت سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے پیارے آقا کریم ﷺ سے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ میرے غریب خانہ پر تشریف لاکر نماز پڑھیں تاکہ مَیں اس جگہ کو نماز کیلئے مقرر کرلوں'' تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''انشاء اللہ ایسا کروں گا'' دوسرے دن پیارے آقا کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دن چڑھے میرے مکان پر تشریف لائے، آپ ﷺ بیٹھے بھی نہ تھے کہ ارشاد فرمایا ''تم اپنے گھر میں کس جگہ کو پسند کرتے ہو جہاں مَیں نماز پڑھوں؟'' حضرت سیّدنا عتبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَیں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا، آقا کریم ﷺ کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور ہم بھی کھڑے ہوئے صف باندھی اور آپ ﷺ نے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر سلام پھیرا'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز ادا کی'' (۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ جس جگہ پیارے آقا کریم ﷺ کے قدمین شریفین لگ جائیں وہ جگہ بے انتہاء برکت والی ہوجاتی ہے اور نماز کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی جگہ نہیں نیز یہ بھی پتہ چلا کہ آقا کریم ﷺ کی بابرکت نشانیوں کا سنبھالنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنّت ہے عین اسی سوچ پر (حدیث) ''حضرت سیّدنا سالم بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ راستے

(۱) عن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج ۱ ح ۴۵۲، ۴۵۳، ترمذی ص ۱۱۰، ابن ماجہ ص ۵۵ (۲) بخاری ج ۱ ح ۴۵۹، شعب الایمان ج ۲ ح ۲۰۵۵، سیرت سید لولاک ﷺ ص ۵۴۶ (۳) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۶۶ (۴) عن سیّدنا محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۴۰۹، ۴۱۰، صحیح مسلم ج ۱ ح ۵۷، سنن نسائی ح ۸۳۵، ابن ماجہ ج ۱ ح ۸۰۰، معجم کبیر ح ۴۳، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۶۴، ۱۶۵، بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ص ۱۵۱ (۵) بخاری ج ۱ ح ۴۱۰، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۶۵۔

میں جو مقامات تھے انہیں تلاش کر کے ان میں نماز پڑھا کرتے تھے اور بتایا کرتے تھے کہ ان کے والد حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے اور انہوں (حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے ان مقامات پر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تھا" (۱)۔ اسی اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں (حدیث) "حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر ہنسے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا؟۔ چنانچہ ساتھیوں نے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَیں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضو فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا "مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے ہو کہ میں کیوں ہنسا؟"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بندہ پانی منگوا کر وضو کرتا ہے اور چہرہ دھوتا ہے تو اللہ کریم تعالیٰ چہرے کے سارے گناہ جھاڑ دیتا ہے، جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اللہ کریم تعالیٰ ہاتھوں کے گناہ جھاڑ دیتا ہے، پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو اللہ کریم تعالیٰ پاؤں کے تمام گناہ صاف کر دیتا ہے" (۲)۔ اسی طرح (حدیث) "حضرت سیّدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "مَیں نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کھلے ہوئے گریبان سے نماز ادا فرماتے دیکھا تو ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا "میں نے (ایک بار) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا" (۳)۔ اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا عن مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "ہم ایک سفر میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے آپ چلتے ہوئے ایک مقام پر ذرا بچ کر نکلے۔ کسی نے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟۔ تو آپ نے فرمایا "میں نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس جگہ) ایسے ہی کرتے دیکھا تھا اسلئے میں نے بھی کیا" (۴)۔ اسی محبت وتقلیدِ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج مبارک پر جاتے تو مکہ پاک اور مدینہ پاک کے درمیان ایک درخت کے نیچے تشریف لاتے اور کچھ دیر آرام فرماتے، جب پوچھا جاتا تو ارشاد فرماتے کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح اسی جگہ آرام فرمایا کرتے تھے" (۵) نیز (حدیث) "عرفات میں ایک مقام "مضیق" جو مازمین کے قریب تھا وہاں حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سواری بٹھائی اور پھر کچھ دیر بعد چل دیئے۔ ان کے غلام نے بتایا کہ اس جگہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہاں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قضائے حاجت فرمائی تھی اسلئے

(۱) عن موسیٰ بن عقبہ علیہ الرحمۃ، بخاری ج۱ ح۴۶۴، ۴۶۵ (۲) عن عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ترغیب والترہیب ج۱ ص۱۰۱ ح۱۲۳۳، مسند امام احمد، ابویعلی، بزار (۳) عن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ، ترغیب والترہیب ج۱ ص۶۰ ح۳۲، ابن خزیمہ، بیہقی (۴) ترغیب والترہیب ج۱ ص۶۱ ح۳۳، مسند امام احمد، مسند بزار (۵) ترغیب والترہیب ج۱ ص۶۱ ح۳۴، مسند بزار۔

حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اس جگہ (اتباعِ سنّتِ محبوب کریم ﷺ میں) قضائے حاجت کرنا چاہتے ہیں" (۱)۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے محبتِ رسول کریم ﷺ بلکہ فنافی الرسول کریم ﷺ کا اعلیٰ مقام کہ ایک ایک لمحہ ایک ایک قدم جان سے پیارے محبوب کریم ﷺ کی ہر ادائے دلنشین پر نچھاور کیا جا رہا ہے۔

ممنوعاتِ مسجد:

۞۔ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو کوئی پیاز (کچا) یا لہسن (کچا) کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ فرشتے اُس چیز سے تکلیف پاتے ہیں جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے" (۲)۔ نیز (حدیث) "جو کوئی یہ سبزی (پیاز و لہسن) کھائے وہ ہماری میں مسجد نہ آئے" (۳)۔ لہٰذا (حدیث) "اگر تم نے اِن چیزوں کو کھانا ہی ہو تو اِن کو پکا کر کھاؤ تا کہ ان کی بُو ضائع ہو جائے" (۴)۔ اِسی طرح تمبا کو نوش کر کے اور مولی کھا کر آنے والے کا داخلہ بھی مسجد میں منع قرار دیا گیا ہے۔ مزید برآں حُقہ، کچا گوشت، سگریٹ، بیڑی، سگار، نسوار، گندنا، گندھک، مٹّی کا تیل اور ہر بدبُو دار چیز کو نہ مسجد میں لایا جائے اور نہ استعمال کیا جائے۔ نیز مُنہ سے بدبُو آنے کے عارضہ والا، بدبُو دار زخم والا، بدبُو دار دوا لگانے والا، وہ قصائی جس کے کپڑوں سے کچّے گوشت کی بُو آتی ہو، مچھلی فروش، کوڑھی اور سفید داغ والے کو چاہیے کہ بُو زائل کر کے مسجد میں آئیں کیونکہ ان کی بُو کا اثر تادیر زائل نہیں ہوتا جس سے انسانوں کے ساتھ ساتھ بالخصوص فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے (۵)۔

۞۔ جنبی مرد و عورت اور حائضہ کا مسجد میں جانا حرام ہے اور اگر کسی ضروری کام کیلئے جانا پڑے اور غسل کی مہلت نہ پاسکیں تو پہلے وضوء یا کم از کم تیمّم کریں پھر مسجد میں جائیں اور جلدی سے اپنا کام کر کے فوراً نزدیکی راستہ سے واپس آجائیں (۶)۔

۞۔ (حدیث) "مسجد کو بچّوں، پاگلوں، خرید و فروخت، شر و جھگڑا، آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے (لڑائی) سے بچاؤ" (۷) لہٰذا جن چھوٹے بچّوں یا پاگلوں سے نجاست پھیلنے کا اندیشہ ہو اُنہیں مسجد لے جانا حرام اور جن سے نجاست کا گمان نہ ہو اُنہیں لے جانا مکروہ ہے، نیز ایسا

(۱) عن ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ، ترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۶ ح ۳۵، مسند احمد (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۱۰، مسلم ج ۱ ح ۱۱۵۴، ابوداؤد ج ۳ ح ۴۴۳، نسائی ح ۷۰۰، مشکوٰۃ ح ۶۵۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۹۰، ترغیب ج ۱ ح ۲۲۱ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۱۹۶، بخاری ج ۱ ح ۸۱۱، مسلم ج ۱ ح ۱۱۵۱، ابوداؤد ج ۳ ح ۴۲۵، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۰۶۴، احمد ج ۱ ح ۱۱۹۴، مؤطا امام مالک ح ۳۰، مؤطا امام محمد ح ۹۱۸، ترغیب ج ۱ ح ۲۲۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۵ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۴۲۷، نسائی ح ۷۰۱، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۹ (۵) درمختار، شامی، رضویہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۰۶ (۶) فتاوٰی رضویہ (۷) عن واثلہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۷۹۶، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۶، طبرانی کبیر، جامع صغیر للسیوطی، جمع الفوائد، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۸۹۔

زبان دراز شخص جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو اُسے بھی مسجد میں نہ آنے دیا جائے (۱)۔

❁ ۔ مسجد میں اُجرت پر تعلیم دینا جائز نہیں بلا اُجرت ہو تو دینی تعلیم دینے میں حرج نہیں اور بہت چھوٹے بچّوں کو تو مسجد میں پڑھانا ناجائز اور منع ہے چہ جائیکہ اُنہیں اُجرت لے کر پڑھایا جائے (۲)

❁ ۔ مسجد میں بیٹھ کر اُجرت لے کر کوئی کام کرنا جیسے کتابت کرنا اور کپڑے سینا وغیرہ منع ہے تاہم اگر کاتب بلا اُجرت اچھی کتاب لکھے تو حرج نہیں (۳)۔

❁ ۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وضوء کرنے کے بعد منہ، ہاتھ اور داڑھی سے پانی کے قطرے مسجد میں جھاڑنے لگتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو وضوء خانہ سے مسجد کے اندر صف پر جانے تک مسلسل چھینٹے اُڑاتے جاتے ہیں حتّٰی کہ بدن سے پانی صاف کر کے اُسے نمازیوں اور صفوں پر پھینکنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے حالانکہ (حدیث) ''پیارے کریم آقا ﷺ نے غسل یا وضوء کرنے کے بعد پانی کے قطرے اپنے جسم سے مسجد میں جھاڑنے سے منع فرمایا ہے'' (۴)۔ کیونکہ یہ مستعمل پانی کے قطرے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسا کرنے والے لوگ پیارے رحیم کریم آقا ﷺ کا فرمان ذہن میں رکھیں اور مستعمل پانی کے قطروں کے چھینٹے مسجد میں نہ گرنے دیں، نیز عین مسجد کے اندر بیٹھ کر وضوء یا غسل کرنا سخت منع اور حرام ہے البتہ کسی شدید شرعی عذر کی بناء پر کسی بڑے برتن وغیرہ میں کمال احتیاط سے مسجد میں وضوء کرنا پڑ جائے تو سخت احتیاط کریں کہ مستعمل پانی کے چھینٹے مسجد میں ہرگز نہ گرنے پائیں (۵)

❁ ۔ مسجد میں باوضوء قبلہ رُو ہو کر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی قسم کھا کر جھوٹ بولنا گناہ اکبر الکبائر ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے قہر سے ڈریں ورنہ اُنہیں اُسی جگہ غرق کر دینا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک قطعاً محال نہیں ہے۔ امام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کل گناہ کبیرہ 700 ہیں اُن میں ایک یہ ہے (۶)۔ اسی طرح حضرت علامہ ذہبی علیہ الرحمۃ نے 400 گناہ کبیرہ گنوائے ہیں، ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے 467 شمار کئے ہیں۔

❁ ۔ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت برائے تجارت کرنے سے منع فرمایا ہے (۷) اسلئے (حدیث) ''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو کہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیری تجارت میں برکت یا نفع نہ دے'' (۸) اسلئے (حدیث) حضرت عطاء بن یسار تابعی علیہ الرحمۃ مسجد میں سودا بیچنے والے کو فرماتے ''جا دنیا کے بازار میں جا کر بیچ یہ تو آخرت کا بازار

---

(۱) فیوض الباری، عالمگیری ج ۹ ص ۳۳۳، شامی، بہار شریعت (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۶، فتاویٰ رضویہ، الاشباہ والنظائر (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۶ (۴) ترمذی (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۵، بہار شریعت (۶) شرح مسلم (۷) احمد ج ۱ ح ۱۲۰۰ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نسائی، ترمذی ج ۱ ح ۱۳۳۲، دارمی ح ۱۴۳۷، ابن حبان ح ۱۶۵۰، ابن خزیمہ ح ۱۳۰۵، بیہقی ح ۱۲۴۲، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۱۹۰، مشکوٰۃ ح ۶۷۸، بلوغ المرام ح ۲۶۹ ص ۱۰۱، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۲۴۔

ہے"(۱)۔اور "اگر خرید وفروخت تجارت کیلئے نہ ہو بلکہ بال بچّوں کی ضرورت کیلئے ہو تو صرف معتکف کو ایسا کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ تھوڑی مقدار میں ہو جو جگہ کم گھیرے یا فوراً وہ چیز گھر بھجوا دے"(۲)۔یادرکھیں "مسجد میں تعویذ کا خریدنا یا بیچنا بھی اسی حکم میں ہے اور ناجائز ہے"(۳)۔

۔(حدیث) "آقا کریم ﷺ نے مسجد میں کسی گمشدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع فرمایا ہے"(۴) کیونکہ (حدیث) "جس کو دیکھو کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز تلاش کر رہا ہے تو کہو کہ خدا تجھ کو تیری چیز واپس نہ دے کیونکہ مسجدیں اس غرض سے نہیں بنائی گئیں"(۵)۔نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے ایک روز نماز ادا فرمائی کہ ایک شخص کھڑا ہو کر بولا "میرا سُرخ اُونٹ گم ہو گیا ہے کسی نے دیکھا ہو تو بتا دے؟" مکّی مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا "وہ تجھے نہ ملے کہ مسجدیں اسلئے نہیں بنائی گئیں"(۶)۔

۔مسجد میں بیٹھ کر دنیاداری کی باتیں کرنا سخت منع ہے یہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ(۷)۔ایسا کرنے والوں کے بارے (حدیث) پیارے غیب دان آقا کریم ﷺ نے فرمایا "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے، لہٰذا تم ان کے پاس مت بیٹھنا کہ اللہ کریم عزوجل کو ان کی کوئی پرواہ نہیں"(۸)۔نیز (حدیث) "مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو اسطرح کھا جاتا ہے جیسے چوپائے گھاس چَر جاتے ہیں"(۹)۔تفسیر مدارک میں ہے "............ اللہ کریم عزوجل اُس کے 40 سال کے نیک اعمال برباد کر دے گا"(۱۰)۔نیز (حدیث) "قیامت کو بے نمازی، زکوٰۃ نہ دینے والا، ماں باپ کا نافرمان، شرابی اور مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والے کو عذاب دینے کیلئے "حریش" ایک بچھو جیسا خوفناک جانور مقرر کیا جائیگا جسکی لمبائی زمین سے لے کر آسمان تک اور چوڑائی مشرق تا مغرب ہوگی"(۱۱)یہی خوف پیدا کرنے کیلئے "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں بلند آواز سے بولنے والے کیلئے کوڑوں کی سزا مقرر فرما رکھی تھی"(۱۲)۔اور (حدیث)

(۱)مؤطا امام مالک ح ۴۲۳ (۲) درمختار شامی، بہار شریعت (۳) عالمگیری ج۹ ص ۳۲ (۴) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ج۱ ح ۸۱۲، ابوداؤد ج۱ ح ۱۰۶۶ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح ۱۱۶۲، ترمذی ج۱ ح ۱۳۳۲، ابوداؤد ج۱ ح ۴۷۰، ابن ماجہ ج۱ ح ۸۱۳، مسند امام احمد ج۱ ح ۱۲۰۱، سنن دارمی ح ۱۴۳۷، ابن حبان ح ۱۶۵۰، ابن خزیمہ ح ۱۳۰۵، بیہقی ح ۱۱۸۸۴، ریاض الصالحین، مشکوٰۃ ح ۶۵۴، ۶۷۸، ترغیب والترہیب ج۱ ح ۱۸۹، بلوغ المرام ح ۲۶۸ ص ۱۰۱، کشف الغمہ ج۱ ص ۱۹۰ (۶) عن سیّدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۱ ح ۱۱۶۵، ترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی ح ۱۷۰، ابن ماجہ ج۱ ح ۸۱۱، مسند امام احمد ج۱ ح ۱۲۰۲، مسند امام اعظم ح ۹۳، کشف الغمہ ج۱ ص ۱۹۰ (۷) درمختار (۸) عن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، نسائی، مستدرک حاکم، شعب الایمان ج۳ ح ۲۹۶۲، ترغیب والترہیب ج۱ ح ۱۹۳، مشکوٰۃ ح ۶۸۷، زجاجۃ المصابیح ج۱ ص ۲۱۴، احیاء العلوم، خصائصِ کبریٰ ج۲ ص ۳۵۳، مرآۃ المناجیح ج۱ ص ۴۴۸ (۹) احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب (۱۰) فیضانِ سنّت (۱۱) فیضانِ سنّت (۱۲) کشف الغمہ ج۱ ص ۱۹۱۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے کونے میں ایک جگہ بنا دی تھی جس کا نام "**بُطَیحا**" تھا اور کہہ دیا تھا کہ جو کوئی فضولیات بولنا چاہے یا (برے) شعر پڑھنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے تو وہ اس جگہ چلا جائے" (۱)۔ حضرت سیّدنا خلف بن ایوب علیہ الرحمۃ کو ان کا غلام کچھ کہنے آیا تو آپ نے مسجد سے باہر جا کر اُس کا جواب دیا (۲)۔ لہٰذا (حدیث) "جو مسجد میں بیٹھا وہ اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کی ہم نشینی کر رہا ہے اُسے چاہئیے کہ وہ اچھی بات ہی کہے" (۳)۔

۔ مسجد میں بے وضوء جانا مکروہ ہے۔ مسجد میں گزرنے کیلئے رستہ بنالینا۔ اور مسجد کو سیر گاہ بنالینا سخت منع ہے (۴) کیونکہ مسجدیں سیر کیلئے نہیں بلکہ عبادت کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ لہٰذا جب مسجد جائیں تو پہلے نماز پڑھیں یا تسبیح وتہلیل کریں پھر اس نکتہ نظر سے مسجد کی زیارت کریں کہ مسجد کی زیارت کرنا ثواب ہے اس دوران اس گھر کے رحیم وکریم مالک سبحانہ وتعالیٰ کا دل میں یہ خیال کر کے تعریف کرتے رہیں اور سبحان اللہ کہتے رہیں کہ جس کا گھر اتنا پیارا ہے وہ خود کتنا حسین ہوگا۔ تو آپ کا مسجد کی زیارت کرنا بھی عبادت بن جائیگا۔ وہ لوگ خدا کا خوف کریں جو مسجد میں صرف سَیر کی غرض سے بے وضوء داخل ہوتے ہیں اپنی نوجوان عورتوں اور بچیوں کو بازاری عورتوں جیسا واہیات فیشن اور میک اپ کروا کر بے پردہ ہرا یرہ وغیرہ کو اُن کا حُسن وخوبصورتی دکھانے کیلئے بڑی بے غیرتی اور بے شرمی سے ساتھ لے کر مسجد کو ایک پارک سمجھ کر ٹہلتے پھرتے ہیں، تصویریں بناتے ہیں، پارٹیاں اُڑاتے ہیں، گپیں ہانکتے ہیں اور نماز پڑھنا تو کجا خدا اور رسول کو یاد تک نہیں کرتے بلکہ دوسروں کی عورتوں کو دیکھ کر اور اپنی عورتوں کو دکھانے کا گناہ کر کے اور بنانے والے مستری کی تعریف کر کے چلے جاتے ہیں جس کا گھر ہے اُس کا ذکر تک کرنا گوارا نہیں کیا جاتا حالانکہ (حدیث) "عورت چھپانے کے لائق ہے جب عورت نکلتی ہے تو شیطان اُسے گھورتا ہے" (۵)۔ اور شیطان اُس عورت کو لوگوں کی نگاہ میں بھلی بنا دیتا ہے اور پھر لوگ اُسے خواہ مخواہ تکتے ہیں۔ مَثَل مشہور ہے "پرائی عورت اور اپنی اولاد اچھی معلوم ہوتی ہے اور پرایا مال اور اپنی عقل زیادہ معلوم ہوتے ہیں" (۶)۔ اُنہیں عورتوں کے بارے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتیں جو (باریک ہونے کی وجہ سے) لباس پہن کر بھی ننگی ہونگی، دوسروں کو مائل کرنے والیاں اور خود مائل ہونے والیاں، اُن کے سَر موٹی اُونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے وہ نہ جنّت میں جائیں

(۱) مؤطا امام مالک ح ۴۴۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۹۱ (۲) تنبیہ المغترین مترجم ص ۱۸۸ (۳) قال سعید بن مُسَیَّب تابعی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب ص ۵۰۰ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۵، احیاء العلوم (۵) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۲۹۷۴، مراٰۃ ج ۵ ص ۳۶ (۶) مراٰۃ المناجیح ج ۵ ص ۳۶۔

گی نہ اُس کی خوشبو ہی پائیں گی حالانکہ اُس کی خوشبو اتنے اتنے (یعنی بہت دُور یا 500 برس کے) فاصلے سے محسوس ہوگی'' (۱)۔ اسی لئے (حدیث) ''سیّدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے پھاڑ دیا (دو رومال بنا دیئے) اور اور اُنہیں موٹا دوپٹہ پہنا دیا'' (۲)۔ لہٰذا خدا کیلئے قہرِ الٰہی سے ڈریں یہ عمل پیارے اللہ کریم جل جلالہ اور اُسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناپسند ہے ایسے ہی (حدیث) بنو مزینہ کی ایک عورت نے بناؤ سنگھار کر کے مسجد میں آکر ٹہلنا شروع کر دیا، تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے لوگو! اپنی عورتوں کو مسجد میں بناؤ سنگھار کر کے آنے اور ٹہلنے سے روکو، بنی اسرائیل پر اُس وقت اللہ کریم جل جلالہ کی لعنت آئی جب اُن کی عورتیں بناؤ سنگھار کر کے مسجدوں میں آ کر ٹہلنے لگیں'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''علاماتِ قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی تمام دن مسجد میں چکّر لگائے گا مگر 2 رکعتیں بھی اُس میں نماز نہ پڑھے گا'' (۴)۔ اسلئے (حدیث) ''مسجدوں کو راہ گزر نہ بناؤ بلکہ اُس میں یادِ الٰہی کیلئے آؤ'' (۵)۔

۞۔ مسجد کی ملکیتی کوئی چیز جیسے پانی، پانی کا پائپ، صف، مصلّی، چٹائی، لوٹا، کرسی، اینٹیں، چراغ بلب، پنکھا، سپیکر، ٹینٹ اور بانس وغیرہ کسی گھر میں استعمال کرنا منع ہے (۶)۔ اور مسجد کے امام اور متولّی جو مسجد کی اشیا کو ذاتی استعمال میں لانا اپنا حق سمجھتے ہیں اُن کی خدمت میں بالخصوص یہ فتوی الاشباہ والنظائر سے ہے کہ ''آلاتِ مسجد عاریۃً کسی دوسری مسجد کو دینے جائز نہیں'' تو جب ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد کو دینا بھی جائز نہیں تو حضرت آپ پر کیسے سب کچھ حلال ہو گیا؟۔ البتہ اگر امام یا مؤذن کو مسجد کی انتظامیہ متفقہ طور پر مسجد کی کسی چیز کی اجازت دے تو حرج نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی چیز جو زائد از ضرورت ہو یا مسجد میں محفوظ نہ ہو یا زیرِ استعمال نہ ہو تو اُسے فروخت کر سکتے ہیں یا دوسری مسجد میں استعمال کی اجازت دے سکتے ہیں (۷)۔ اور پھر وہ چیزیں جو مسجد کی ملکیت ہوں مگر اُنہیں کرایہ پر دے کر مسجد کیلئے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہو تو اُنہیں یقیناً کرایہ پر دیا جا سکتا ہے۔ اگر مسجد کی بجلی یا چراغ معمول کے مطابق جلے تو اِس دوران طالب علم کو اِس کی روشنی میں پڑھنے میں حرج نہیں (۸) اور اگر بند بلب وغیرہ کو صرف اپنے پڑھنے کیلئے جلائے تو منع ہے۔

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۷۰۶۴، مؤطا امام مالک ح۱۶۹۴، مشکوٰۃ ح۳۳۶۸، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۲۹۰ (۲) عن علقمہ تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح۱۶۹۳، مشکوٰۃ ح۴۱۷۹، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۱۲۷ (۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابن ماجہ ح۴۱۱۱، ترغیب والترہیب، الزواجر (۴) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجمع الزوائد ج۱ ص۱۵۱ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ طبرانی کبیر واوسط مجمع الزوائد ج۱ ص۱۵۲ (۶) عالمگیری، خلاصۃ الفتاوی، بحر الرائق، بہار شریعت (۷) فتاوی نوریہ (۸) عالمگیری۔

۔ مسجد اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا گھر ہے اور اُسکی عبادت کیلئے بنائی گئی ہے مگر یہ بات بڑے افسوس سے لکھنا پڑ رہی ہے کہ بعض لوگ نہ جانے اُسے کیا سمجھتے ہیں کہ وہ مسجد میں ایسے مست ہو کر سو رہتے ہیں کہ نہ لباس کے کُھل جانے کا خوف، نہ جسم کے ننگا ہونے کی خبر، کبھی کبھی تو سوتے میں ایسی بے شرمی اور بے حیائی کی حالت بنا رکھی ہوتی ہے کہ بتاتے شرم آتی ہے بلکہ یہاں تک کہ بعض اوقات تو ایسے لوگوں کو مسجد میں سوتے میں احتلام ہو جانے سے اپنا لباس، مسجد کی صف، دری، چٹائی، قالین یا فرش ناپاک ہو جانے کا گناہ بھی ہو جاتا ہے۔ پھر بھی مسجد میں سونے سے باز نہیں آتے۔ پھر اُٹھ کر مسجد کے پانی سے منہ ہاتھ دھو کر مسجد کی لیٹرین میں قضائے حاجت کر کے چل دیتے ہیں، کاش کہ مسجد میں کھانے کا بندوبست نہیں ورنہ ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر جانے کی حاجت ہی نہ رہتی، حالانکہ ''حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مسجد میں سونے کو مکروہ قرار دیتے ہیں'' (۱)۔ لہذا (حدیث) ''مسجد کو رات کے سونے اور دن کے قیلولہ کرنے کی جگہ نہ بناؤ'' (۲)۔ اور حضرت سیّدنا امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے تھے ''میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جس کا گھر بار ہو وہ مسجد میں سوئے'' (۳)۔ اور پھر افسوس صد افسوس کہ مسجد کو ریسٹورنٹ، سرائے یا حمام سمجھ کر اس میں ٹھہرنے والے ایسے لوگ اپنے اِس قیام کے دوران مسجد کی ملکیتی اشیاء جیسے ٹیوب، پنکھا، صف، چٹائی اور پانی وغیرہ اپنی ذاتی جائداد سمجھ کر بلا جھجک ان کا استعمال کرتے ہیں اور اگر کوئی روک دے تو اُس سے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں حالانکہ جیسا کہ آپ پڑھ چکے کہ مسجد کی اشیاء کا ذاتی استعمال سخت منع اور قابل عذاب شرعی جرم ہے۔ ایسے افراد کو کل روزِ محشر اللہ کی بارگاہ میں اِن اشیاء کے استعمال کا سخت اور کڑا حساب دینا ہوگا۔ مسجد کی اشیاء کے استعمال میں تو یہاں تک احتیاط ہے کہ ایک طالب علم صرف اپنے پڑھنے کیلئے مسجد کا بند بلب نہیں جلا سکتا ہے (۴)۔ اور پھر مزید دکھ والی بات یہ کہ مسجد میں سونے والے بعض لوگ تو اللہ بچائے اپنے اس قیام کے دوران نماز و تلاوت تو کجا کلمہ شریف تک نہیں پڑھتے اور کبھی کبھار اپنے جیسے دوستوں کو بلا کر دنیاداری کی خوب گپ شپ قہقہہ بازی کرنے سے بھی نہیں خوف کھاتے اِسی بات کے پیش نظر (حدیث) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رات کو مسجد میں گشت لگاتے اور جس کو مسجد میں پاتے اُسے نکال دیتے سوائے اُس کے جو نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی ایسا کام جو مسجد کے شایان شان ہو'' (۵)۔

۔ مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا لاتا ہے (۶)۔ اور مسجد کے اندر یا اُس کے آس پاس شور کرنا اور آواز

(۱) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۶ (۲) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۳۰۴ (۳) عینی ج ۲ ص ۳۸۱، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۶ (۴) عالمگیری (۵) عن ابوعمرو شیبانی تابعی علیہ الرحمۃ، طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۱ (۶) الفردوس بماثور الخطاب ج ۲ ص ۴۳۳۱ فی فیضانِ سنت ص ۱۲۸۲۔

بلند کرنا سخت منع ہے (۱)۔ اور مسجد کے پاس پٹاخے چلانا، گانے باجے بجانا اور ناچنا تو صرف منع ہی نہیں بلکہ یہ کافروں کا شیوہ ہے کہ (القرآن) "ان لوگوں (مشرکین) کی نماز بیت اللہ شریف کے پاس سوائے سیٹیاں بجانے اور تالیاں بجانے کے اور کچھ نہ تھی" (۲)۔ نیز وہ (القرآن) "کافر بولے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو (جب پڑھا جائے) اور اس (کی تلاوت) کے دوران شور و غل کیا کرو شاید اسطرح تم غالب آ جاؤ" (۳)۔ ایسے ہی (حدیث) ایک بار طائف کے رہنے والے دو مسافر مسجد نبوی پاک کے اندر بیٹھے اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے اُن کو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلوا کر ڈانٹا اور فرمایا "اگر تم مدینہ پاک کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا کیونکہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو" (۴)۔ اسلئے کہ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم زور سے بولنے والے کو پسند نہیں فرماتے تھے" (۵) آج بھی اگر مسجد کے ادب کا منظر دیکھنا ہو تو مدینہ منورہ میں جا کر دیکھیں جہاں حج و عمرہ مبارک پر لاکھوں افراد ہوتے ہیں مگر مجال نہیں جو کوئی چون و چرا کر جائے، بات بھی اشاروں کنایوں اور سرگوشیوں میں کرتے ہیں، اور اگر کوئی اُونچا بول بھی لے تو اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کے پیش نظر اُس آواز کو اتنا دبا دیتا ہے کہ شور محسوس ہی نہیں ہوتا، بس سنائی دیتی ہے تو ہر طرف تلاوت و ذکر کی آواز ہی سنائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ۔

۞۔ مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے البتہ مسجد کا سامان چوری ہونے کا خطرہ ہو تو نماز کے اوقات کے علاوہ بند کرنے کی اجازت ہے (۶)۔ اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ مسجد چوروں کو ہدایت دے۔ آمین۔

۞۔ مسجد میں اپنے لئے مستقلاً نماز کی پیشگی جگہ مخصوص کر کے روک لینا منع و مکروہ ہے (۷)۔ کیونکہ (حدیث) "مسجد میں کوئی شخص اپنی جگہ مت مقرر کرے جیسے اُونٹ کر لیتا ہے" (۸)۔

۞۔ **مسجد میں بھیک مانگنا** حرام ہے اور سوالی کو دینا بھی منع ہے (۹)۔ کیونکہ اس سے اسکی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ ایک پیشہ ور بھکاری بن جائے گا اور (حدیث) سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو شخص مسجد میں کسی سے مانگے وہ اس بات کا مستحق ہو چکا کہ اُسے نہ دیا جائے اور اگر قرآن کریم کا واسطہ دے کر مانگے تو اُس کو تو بالکل نہ دو" (۱۰) نیز (حدیث) "مسجد میں سوال کرنا

(۱) مفہوائے حدیث بخاری ج ۱ ح ۴۵۳، ترمذی، مظاہر حق (۲) سورۃ الانفال، ۳۵ (۳) سورۃ حٰمٓ السجدہ، ۲۶ (۴) عن سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۴۵۳، بیہقی ج ۲ ح ۳۱۴۳، ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۴، مشکوٰۃ ح ۶۸۸، فیض الباری حصہ ۲ ص ۱۹۱، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۲۹ (۵) عن ابو امامہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۶ ح ۸۵۳۶ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۴ (۷) مستدرک حاکم ج ۱، الاشباہ والنظائر، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۲ (۸) ابوداؤد، نسائی، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۶۹۳، سنن دارمی (۹) در مختار، شامی (۱۰) احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۱ ص ۱۷۶۔

اللہ کریم عزّوجلّ کے نزدیک بُرا فعل ہے کہ سائل اللہ کریم عزّوجلّ کے گھر میں غیر سے مانگتا ہے'' (۱)۔ لہذا انہیں مسجد میں مانگنے سے منع کریں البتہ اپنے علاوہ کسی ضرورت مند کیلئے لوگوں کو امداد کا کہنا جائز ہے اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق ''ایسے سائل کو دیں (مگر مسجد سے باہر جاکر) جسے دیکھ کر دل نرم ہو'' (۲)۔ لیکن ممکنہ حد تک یہ تسلّی ضرور کرلیں کہ کیا واقعی سائل مستحق ہے؟ کہیں پیشہ ور بھکاری یا نشہ باز تو نہیں؟ کیونکہ پیشہ ور بھکاری کو قصداً دینے سے زکوٰۃ وصدقہ برباد ہوجاتا ہے اور بندہ گنہگار رہوتا ہے کیونکہ اسکا یہ عمل اس قبیح پیشہ کو اپنانے میں حوصلہ دینے کے مترادف ہے (۳)۔ مستحق وہ ہے جو ''کام کاج سے محتاج ہو، کمانے پر قادر نہ ہو'' (۴)۔ نیز دینی کام کیلئے چندہ جمع کرنا کہ جس سے مسجد میں شور وغل نہ ہو اور نہ نمازیوں کی نماز میں خلل ہو بلاشبہ جائز ہے (۵)۔

بھیک مانگنا بندے کی پیشانی پر ایک داغ ہے مگر بڑا افسوس اور دُکھ ہے کہ آجکل کچھ لوگوں نے صحت مند ہونے کے باوجود پشت در پشت بھیک مانگنے کا پیشہ وراثت کے طور پر اپنا رکھا ہے اور اسے ذریعۂ روزگار سمجھ لیا ہے حالانکہ پیارے آقا کریم ﷺ نے تو اس کے بارے تاکید کیلئے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ (حدیث) ''اگر تمہارا کوڑا گر جائے تو وہ بھی نہ مانگنا حتی کہ خود اتر کر لینا'' (۶)۔ اگر پھر بھی کوئی باز نہیں آتا تو (حدیث) ''جو آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے جب قیامت کے دن آئیگا تو اُس کے منہ پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی'' (۷)۔ اور (حدیث) ''جو لوگوں سے مانگے حالانکہ اُس کے پاس بقدر حاجت ہو تو قیامت کو اِس طرح آئے گا کہ اس بھیک کی وجہ سے اسکے چہرے پر خارش یا زخم ہوں گے'' (۸)۔ نیز (حدیث) ''جو مال زیادہ جمع کرنے کی نیّت سے لوگوں سے مانگے وہ آگ کے انگارے مانگ رہا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ'' (۹)۔ اور پھر (حدیث) ''جو لوگوں سے مال بڑھانے کیلئے مانگے تو اُس مانگنے کی وجہ سے قیامت کے دن اُسکے چہرہ پر زخم ہوگا اور جہنّم کے انگارے کھائے گا'' (۱۰)۔ نیز (حدیث) ''جو لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ عزّوجلّ اس

(۱) قال سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، تنبیہ المغترین ص ۲۷۶ (۲) تنبیہ المغترین ص ۲۷۶ (۳) عالمگیری ص ۱۸۸ (۴) عالمگیری فضائل صدقات ص ۱۰۹ (۵) احکام شریعت (۶) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مسند احمد، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۵۲۰، مشکوٰۃ ح ۱۷۶۲، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۷۹ (۷) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۱ ح ۲۲۹۴، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۵۰۹، مشکوٰۃ ح ۱۷۴۵، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۶۹، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۶۶ (۸) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداود، ترمذی ج ۱ ح ۶۵۹ نسائی، ابن ماجہ ح ۱۹۰۷، سنن دارمی، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۵۱۰، مشکوٰۃ ح ۱۷۵۱، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۷۱ (۹) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۲۲۹۵، ابن ماجہ ح ۱۹۰۵، مسند امام احمد، ابن حبان ح ۳۳۹۳، بیہقی ح ۷۶۶۰، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۵۱۷، مشکوٰۃ ح ۱۷۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۶۶، فضائل صدقات ص ۴۳۶ (۱۰) عن سیّدنا حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۷۵۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۷۳۔

کیلئے فقر وغربت کا دروازہ کھول دیتا ہے"(۱)۔اب تو اس وباء میں نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہوگئی ہیں جو ایک گروہ (Gang) کی شکل میں منظم ہوکر کام کرتی ہیں جن کا باقاعدہ ایک نگرانی کرنے والا ٹھیکیدار ہوتا ہے اور ہر ٹھیکیدار نے اپنا اپنا علاقہ بانٹ رکھا ہوتا ہے،یہی وہ لوگ ہیں جو بچّوں کو اغواء کرکے معذور کرکے اُنہیں بھیک مانگنے پر مجبور کرتے ہیں جو لوگوں سے اِس طرح چمٹ جاتے ہیں کہ کچھ لئے بغیر جان نہیں چھوڑتے حالانکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مانگنے میں ضد نہ کرو"(۲)۔ایسے بدبختوں کو دینا کوئی نیکی نہیں بلکہ ایک بُرائی کو پھیلانے کا ساتھ دینا ہے لہٰذا ایسے لوگوں کی ضرور حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔مگر گودڑی نشین فقیر کہ گودڑی میں لعل کے مصداق ہوتے ہیں اُن کی دل آزاری ہرگز نہ کریں کہ تعلق باللہ کی بناء پر اُن کی آہ پر عرش الٰہی کانپ جاتا ہے اور زبان سے نکلا ایک ایک لفظ مشیئتِ ایزدی بن جاتا ہے اور پھر بندہ پچھتا تا رَہ جاتا ہے۔ایسے لوگ تو عموماً اپنی حاجت کو چھپاتے ہیں کہ (حدیث) "جو بھوکا یا محتاج ہو اور اپنی حاجت کو چھپائے تو پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے ایک سال کی روزی حلال طریقے سے عطاء فرماتا ہے"(۳)۔

۞-**<u>مسجد میں تھوکنا</u>** (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک دن مسجد کی قبلہ سمت دیوار پر تھوک دیکھا تو آپ ﷺ نے اُسے صاف فرمادیا،پھر ناراضگی کے عالم میں لوگوں سے فرمایا "کوئی تم میں سے اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اُس کے منہ پر تھوک دے؟"(۴)۔گویا مسجد میں تھوکنا ایسا ہی ہے۔دوسری جگہ یوں وضاحت فرمائی کہ (حدیث) "جو قبلہ کی جانب تھوکے قیامت کے دن اِسطرح آئے گا کہ اُسکا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان نظر آتا ہوگا"(۵)۔اور (حدیث) "مسجد میں تھوکنا اور دفن نہ کرنا گناہ ہے"(۶)۔نیز (حدیث) "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کو دفن کردینا اس کا کفارہ ہے"(۷) اور پھر (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "مجھ پر میری امت کے اچھے بُرے اعمال پیش کئے گئے تو مَیں نے اُن کے اچھے اعمال میں تکلیف دہ چیز کا مسجد سے دُور کردینا پایا اور اُن کے

(۱)عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ،شعب الایمان ج۳ ح۳۵۲۵،فضائل صدقات ص۸۵ (۲)عن سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، مسلم،مشکوٰۃ ح۱۷۴۴،مرأۃ المناجیح،فضائل صدقات ص۴۴۳ (۳) کنز العمال،فضائل صدقات ص۳۹۹ (۴)عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۳۹۳ تا ۳۹۷،مسلم ج۱ ح۱۱۲۷،احمد ج۱ ح۱۱۸۵،ابن ماجہ ح۱۰۷۰،ابوداؤد ج۱ ح۴۷۷،حاکم ج۱ ح۹۴۳، ابویعلیٰ ح۹۹۳،ابن خزیمہ،قوت القلوب ج۲ ص۲۲۸ (۵)عن حذیفہ رضی اللہ عنہ،ابوداؤد ج۳ ح۴۴۴ ابوداؤد ج۱،ابن خزیمہ، ابن حبان،ترغیب ج۱ ح۱۸۵ (۶)عن ابواُمامہ رضی اللہ عنہ احمد ج۱ ح۱۱۸۶،ابن خزیمہ،ابن حبان،ابوداؤد،طبرانی فیوض الباری حصہ۲ ص۱۵۷ (۷)عن انس رضی اللہ عنہ ،بخاری ج۱ ح۴۰۱،مسلم ج۱ ح۱۱۳۳،ابوداؤد ج۱ ح۴۷۱،ترمذی ج۱ ح۵۵۴،نسائی ح۷۱۵،دارمی ح۱۴۳۱،ترغیب ج۱ ح۱۸۶،بیہقی ح۳۴۰۳،بلوغ المرام ح۲۴۷ ص۱۰۲۔

بُرے اعمال میں اُس تھوک کو پایا جو مسجد میں پھینکی گئی اور دفن نہ کی گئی"(۱)۔ یہ تب ہے جب مسجد کچی ہو اور آپ بیرونی حصہ میں نماز پڑھتے ہوں اب جبکہ مساجد پکی اور سیمنٹ کے فرش والی ہیں تو اس صورت میں ہر حال میں مسجد میں تھوکنا قطعیً منع اور گناہ ہے۔ نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بندہ جب نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے اور وہ ذات کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتی ہے (لہذا کوئی قبلہ کی طرف نہ تھوکے)"(۲)۔ نیز (حدیث) "بیشک تم میں سے جو کوئی نماز میں ہوتا ہے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اُسکے سامنے ہوتی ہے اُس کو چاہیئے کہ وہ نماز میں اپنے سامنے نہ تھوکے"(۳) لہذا اگر قبلہ رُخ تھوک دیں تو یہ کتنی بڑی بے ادبی ہے۔ استغفر اللہ۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ایک ولی اللہ کو ملنے کیلئے گئے آپ نے دیکھا کہ اُس نے قبلہ کی طرف رُخ کر کے کلی کر دی تو آپ اُسے ملے بغیر فوراً واپس پلٹ آئے اور فرمایا "ولی کو احکام شریعت کا پابند ہونا چاہئے اگر یہ ولی اللہ ہوتا تو قبلہ رُخ کلی نہ کرتا" اسی رات حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کی قسمت جاگی اور پیارے آقا کریم ﷺ کی زیارت ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا "ابو یزید! تم نے وہ کیا جس کی وجہ سے تم اِس درجہ تک پہنچے" حضرت بایزید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "مَیں دوسرے روز اس درجہ تک پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو"(۴)۔ لہذا پیارے بھائیو! کسی بھی صورت قبلہ کی طرف رُخ کر کے ہرگز نہ تھوکیں۔ اور اگر بالفرض مسجد سے باہر نماز میں تھوکنے کی اشد ضرورت ہو تو (حدیث) "اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک کر اسے دفن کر دیں"(۵)۔ اگر پکی مسجد میں ایسا مجبوراً ہو جائے تو وہ جگہ دھو دیں (۶)۔ یا پھر (حدیث) "کپڑے کے کنارے پر تھوک کر کپڑے کو مل لیا کرو"(۷)۔ اسی چیز کو سمجھاتے ہوئے (حدیث) "آپ ﷺ نے اپنے کپڑے کا ایک پلو لے کر اس میں تھوکا پھر دوسرے حصہ پر الٹا پلٹا اور فرمایا ایسے کرے"(۸)۔ آجکل اس مقصد کیلئے ٹشو پیپر کا استعمال بہترین ہے۔

(۱) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسلم ج۱ ح۱۱۳۵، مسند احمد ج۱ ح۱۱۹۱، مشکوٰۃ ح۶۵۷، مرآۃ ج۱ ص۴۱۳ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۹۳، ۴۰۳، مسلم ج۱ ح۱۱۲۵، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد ج۱ ح۱۱۸۷، دارمی ح۱۴۳۲، مشکوٰۃ ح۶۹۰، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۵۵، بلوغ المرام ص۹۹، مرآۃ ج۱ ص۴۳۰ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۹۴، مسند امام احمد ج۱ ح۱۷۰۵، حاکم ح۹۴۳، ابویعلی ح۹۹۳، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۸۵، بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ح۴۵۶، مؤطا امام محمد ح۲۷۹ (۴) کشف المحجوب ص۳۹۶ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح۷۱۷، ابن ماجہ، مسند امام احمد ج۱ ح۱۷۰۷، دارمی ح۱۴۳۲، حاکم ح۹۴۳، مشکوٰۃ ح۶۵۸، بلوغ المرام، احیاء العلوم، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۴۱۳ (۶) عطاء حبیب (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسند احمد ج۱ ح۱۷۰۷، نسائی ح۳۰۷، حاکم ج۱ ح۹۴۳، ابویعلی ح۹۹۳ (۸) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۳۹۳، ابوداؤد ج۱ ح۳۸۸، ابن ماجہ ح۱۰۲۷۔

باب۔ ۷

احکامِ وُضوء

وضوء پاکیزگی کا نہ صرف بہترین طریقہ ہی ہے بلکہ اس کے فضائل سے اس کی اہمیت کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔ جس طرح مکان کیلئے ایک دروازہ اور دروازے کیلئے تالہ اور تالہ کیلئے چابی کا ہونا ضروری ہے بالکل ویسے ہی جنّت میں جانے کیلئے اسلام اور اسلام کیلئے نماز اور نماز کیلئے وضوء ضروری ہے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "نماز جنّت کی چابی ہے اور وضو نماز کی چابی ہے" (۱)۔ اسلئے (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اس کی نماز قبول نہیں جس کا وضوء ٹوٹ جائے جب تک کہ وہ دوبارہ وضوء نہ کرلے" (۲)۔ نیز (حدیث) "جس کا وضوء نہیں اسکی نماز نہیں" (۳)۔ اور اصولِ فقہ ہے کہ "اِرَادَةُ مَالَایَحِلُّ اِلَّا بِھَا، ایسے کام کا ارادہ کرنا جو بغیر طہارت کے حلال و جائز نہ ہوتا ہو" (۴) کیونکہ نماز ایک ایسی اعلیٰ عبادت ہے جو طہارت کے بغیر نہیں، اسلئے نماز کیلئے وضوء فرض قرار دیا گیا ہے

وضوء جہاں نماز میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے وہاں یہ اپنے اندر بے پناہ اجر و ثواب رکھنے کی وجہ سے الگ سے ایک عبادت کا درجہ بھی رکھتا ہے۔ اسی فضیلت کے پیشِ نظر (حدیث) پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن وضوء کرتا ہے تو جب کلی کرتا اور ناک صاف کرتا ہے تو اس کے منہ کے کناروں سے گناہ دھل جاتے ہیں، چہرہ دھوتا ہے تو چہرہ اور آنکھوں سے ہر گناہ نکل جاتا ہے، ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ سے حتی کہ ناخنوں کے نیچے سے، سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے، پاؤں دھوتا ہے تو قدموں کے نیچے سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ پانی کا آخری قطرہ آخری گناہ لے کر گرتا ہے (۵)۔ حتی کہ (حدیث) "جو بڑے اہتمام سے وضو کرتا ہے اور اہتمام سے نماز پڑھتا ہے تو فراغت کے بعد گناہوں سے اسطرح پاک ہو جاتا ہے گویا کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا" (۶)۔

اور بعض اہل مشاہدہ اولیاء کرام تو گناہوں کے اِس جھڑنے سے مطلع بھی ہو جاتے ہیں کہ یہ دھوون گناہ صغیرہ کا ہے یا کبیرہ کا اور یہ بھی جان جاتے ہیں کہ یہ دھوون کس گناہ کا ہے؟۔ جیسا کہ حضرت

(۱) عن جابر ؓ، مسند امام زید ح ۸۷، ترمذی ج ۱ ح ۳، مسلم، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۱، ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۹۱، احمد ج ۱ ح ۴۸۹، ۸۹۳، حاکم ج ۱ ح ۴۵۷، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۱۱، دارمی ح ۱۰۷، معجم کبیر ح ۱۱۳۶۹۲، مشکوٰۃ ح ۲۷۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۴۴ (۲) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری ج ۱ ح ۱۳۵، مسلم ج ۱ ح ۴۴۵، احمد ج ۱ ح ۵۴۳، ۵۴۵، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۲۸۵، بیہقی ح ۳۷۸۱، حاکم ح ۹۹۴ مشکوٰۃ ح ۲۷۹، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۰۰، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۲۹ (۳) عن ابوہریرہ ؓ ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۱ (۴) فتح القدیر، ج ۱ ص ۱۰ (۵) عن ابوہریرہ ؓ، مختص بخاری، مسلم ج ۱ ح ۴۸۵، نسائی ح ۱۰۲، ترمذی ج ۱ ح ۲، ابن ماجہ ح ۲۹۷، ۲۹۸، حاکم ج ۱ ح ۴۵۴، ۴۵۵، احمد ج ۱ ح ۴۹۱، مؤطا امام مالک ص ۳۵، دارمی ح ۷۱۷، ابن حبان ح ۱۰۴۰، ابن خزیمہ ح ۴، بیہقی ح ۳۸۶، معجم اوسط ح ۳۰۲، مشکوٰۃ ح ۲۶۳، ۲۶۴، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۳۱، مرأۃ ج ۱ ص ۲۱۸، ۲۱۹، ریاض الصالحین (۶) نسائی ح ۱۴۷، احمد ج ۱ ح ۵۰۷، مسند بزار ج ۲ ح ۴۳۵، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۴۶۹۔

امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ ایک دن مسجد کوفہ میں تھے کہ ایک جوان وضوء کرنے لگا اس کے وضوء کا پانی جو ٹپکا تو امام صاحب نے اس کی طرف نظرِ توجہ فرمائی اور فرمایا "اے میرے بیٹے! ماں باپ کو تکلیف دینے سے توبہ کر" اُس نے فوراً توبہ کی۔ اِسی طرح ایک اور شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا "اے بھائی! زنا سے توبہ کر"۔ ایک اور شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا "شراب پینے اور مزامیر سننے سے توبہ کر" یہ تائب ہو گئے" (۱)

اور (حدیث) "جو شخص سخت سردی میں کامل وضوء کرے اُس کیلئے دُوگنا ثواب ہے" (۲)۔ **اور** (حدیث) "جو شخص اپنے گھر سے اچھی طرح وضوء کر کے (فرض نماز کیلئے) مسجد کو نکلتا ہے تو اُس کے ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے" (۳)۔ **اور** پیارے آقا کریم ﷺ کے ایسے امّتی جو وضوء کرنے والے ہیں روزِ محشر جوان کی ٹھاٹھ باٹھ ہوگی اُس کا تو عالم ہی عجیب ہوگا کسی کو بتانا ہی نہیں پڑے گا کہ یہ رحمۃ اللّعالمین آقا کریم ﷺ کے غلام ہیں بلکہ (حدیث) آپ ﷺ نے نشانی بتا دی کہ "قیامت کے دن جب میری اُمت پکاری جائے گی تو آثارِ وضوء کی بنا پر اُن کے چہرے، بازو اور پاؤں سفید روشن چمک رہے ہوں گے" (۴)۔ **اور** (حدیث) "مومن کے اعضاء میں وہاں تک زیور پہنایا جائیگا جہاں تک مومن کے وضوء کا پانی پہنچے گا" (۵)۔ نیز (حدیث) "نور مومن کے اُس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضوء کا پانی پہنچے گا" (۶)۔ **اور** پھر (حدیث) "جو تم میں سے طاقت رکھے کہ اپنی پیشانی کی روشنی زیادہ کرے پس چاہیئے کہ (پانی آگے تک پہنچائے یعنی مبالغہ) کرے" (۷)

اور (حدیث) "جو مسلمان جہنّم میں جائیگا (اللہ کریم ﷻ بچائے) اُس کے پورے بدن کو آگ لگ جائیگی سوائے اعضائے وضوء کے کیونکہ اللہ کریم ﷻ نے اُن کو کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے" (۸)

اور حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمۃ کے حجرہ میں اُن کے مُرید نے ایک نُور دیکھا کہ آفتاب اُس کے مقابل سایہ کا حکم رکھتا تھا، یہ دیکھ کر وہ مرید چیخ اٹھا "اِنِّی رَأَیْتَ رَبِّی، مَیں نے اپنے رب کو دیکھا" شیخ نے فرمایا "اے کارِ نادیدہ تُو کہاں اور وہ ذاتِ پاک کہاں، یہ نُور تو وضوء کا ہے" (۹)۔

سبحان اللہ۔ جب وضوء کے نُور کا یہ عالم ہے تو نورِ نماز کی حقیقت کیا ہوگی۔

ع قیاس کُن زگلستانِ من بہارِ مرا

(۱) میزان الشریعۃ الکبریٰ، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۴۷۰ (۲) طبرانی، بزار، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۰۶ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۰ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۲۹، بخاری ج ۱ ح ۱۳۶، مسلم ج ۱ ح ۴۸۸، ترمذی ج ۱ ح ۵۸۹، ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۹۹، ۴۳۹۷، احمد ج ۱ ح ۵۶۴، مشکوٰۃ ح ۲۶۹، بلوغ المرام ح ۳۹ ص ۵۷، مرأۃ ج ۱ ص ۲۳۲، احیاء العلوم، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۱۹، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۴۵ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۴۹۴، نسائی ح ۱۴۹، احمد ج ۱ ح ۵۶۵، مشکوٰۃ ح ۲۷۰، مرأۃ ج ۱ ص ۲۳۳، خزائن العرفان ص ۵۳۵ (۶) بخاری، مسلم (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۳۶، مسلم ج ۱ ح ۴۸۷، مشکوٰۃ ح ۲۶۹، مرأۃ ج ۱ ص ۲۳۲، احیاء العلوم (۸) ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۴۳۲۴ (۹) انوار جمال مصطفےٰ

اور بزرگ فرماتے ہیں جب بندہ ظاہری و باطنی توجّہ سے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے دل پر ایک نُور چمکتا ہے جس کے سبب عجائبِ ملک و غرائبِ ملکوت اُس پر کھل جاتے ہیں اور روزِ محشر تو یہ نور مومن کی پیشانی پر مثلِ آفتاب چمکے گا(۱)۔ **اور** پیارے بھائی! وضوء شیطان کے خلاف ڈھال ہے۔ اور (حدیث) ”باوضو شخص روزہ دار کی طرح ہے“(۲)۔ **اور** پھر جو خوش قسمت ہمہ وقت وضوء سے رہے، صبح وضوء شام وضوء، جاگے تو وضوء، سوئے تو وضوء تو ایسے بندہ کا چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا، کام کاج اور سونا جاگنا سب عبادت بن جاتا ہے(۳)۔ اُس کے ہر کام میں برکت و رحمت آجاتی ہے، ہر بگڑا کام سنورنے لگتا ہے، رزق میں ایسی برکت آجاتی ہے کہ ایک روپیہ 700 روپے جتنے کام کرتا ہے **اور** روحانی ترقی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ (حدیث) ”اگر بندہ باوضوء سوئے تو اُس کی رُوح عرش پر عروج حاصل کرتی ہے اور اُس کا خواب سچا ہوتا ہے“(۴)۔ **اور** (حدیث) ”جو اپنے بستر پر پاک ہو کر (باوضوء ہوکر) لیٹے اور اللہ کریم عزوجل کا ذکر کرتا رہے حتی کہ اُسے نیند آجائے اور رات کی کسی گھڑی میں کروٹ نہ لگے جس میں اللہ کریم عزوجل سے دنیا اور آخرت کی خیر مانگے تو رب کریم عزوجل اُسے دے گا“(۵)۔ یعنی سونا بھی عبادت بن جاتا ہے **اور** پھر خدا کرے اِسی وضوء میں موت آجائے تو (حدیث) ”<u>جو وضوء کی حالت میں فوت ہوا اُسے شہادت کا مرتبہ ملے گا</u>“(۶)۔ **اور** (حدیث) ”بغیر وضوء ہرگز نہ سونا کیونکہ روح کو جس حالت میں قبض کیا جاتا ہے اُسی حالت میں رکھا جاتا ہے“(۷)۔ **اور** اِسی بارے حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ اور امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”وضوء سے اِستغفار پڑھتا ہوا سوئے کیونکہ رُوحیں اُسی حال میں اُٹھیں گی جس میں قبض ہوں گی“(۸)۔ **اور** حضور غریب نواز، سلطان الہند شاہ معین الدین حسن چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”جو شخص رات کو باطہارت (باوضوء) سوتا ہے 100 فرشتے اُس کے سرہانے کھڑے اُس کیلئے دعاء کرتے رہتے ہیں“(۹)۔

وُضوء کرنے کا طریقہ:

(القرآن) ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ، اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اُٹھو تو اپنا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھو لو اور اپنے سَر کا مسح کر لو اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھوؤ“(۱۰)

(۱) انوارِ جمالِ مصطفٰے (۲) مکاشفۃ القلوب (۳) عجائب الفقہ از مفتی جلال الدین امجدی (۴) قوت القلوب ج ۱ ص ۱۰۲، آفتاب اجمیر حصّہ ۳ ص ۸۷، مسجد نبوی (۵) عن ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۱۴۵۶، کتاب الاذکار امام نووی، مشکوٰۃ ح ۱۱۸۱، مرأۃ ج ۲ ص ۲۵۰ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، ابو یعلی، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۸۳، شرح الصدور ص ۱۳۰ (۷) قال ابن عباس رضی اللہ عنہ شرح الصدور ص ۱۳۰ (۸) احیاء العلوم، انوارِ جمالِ مصطفٰے، مکاشفۃ القلوب (۹) آفتاب اجمیر حصّہ ۳ ص ۸۱ (۱۰) سورۃ المائدہ، ۶

وضوء کے فرائض، سنتیں، مستحبات، مکروہات وغیرہ کو مدّ نظر رکھ کر وضوء کا طریقہ لکھا جا رہا ہے جس کیلئے درجِ ذیل کتب مبارکہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ استفادہ کیا گیا۔ مسند امام زید، بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد، مسند امام اعظم، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسند امام احمد، حاکم، ابن حبان، ابن خزیمہ، مسند امام شافعی، مسند بزار، شعب الایمان، کشف الغمہ، مجمع الزوائد، طبرانی صغیر، بیہقی، مشکوٰۃ، بلوغ المرام، تجرید البخاری، شرح مسلم، شرح مسند امام اعظم، فیوض الباری، آثار السنن، درمختار، شامی، عالمگیری ج ا، ہدایہ، بحر الرائق، مراقی الفلاح، نور الایضاح، مالابدمنہ، منیۃ المصلی رضویہ، ترغیب، شرح نقایہ، شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ، کبیری، مرقاۃ، فتح القدیر، فتاوٰی فیض رسول، مدارج النبوت، قدوری، بہار شریعت، احیاء العلوم، رکنِ دین وغیرہ وغیرہ۔

۔ پاک اور قدرے اُونچی جگہ پر مسجد سے باہر قبلہ رُو بیٹھیں (۱)۔ برتن چھوٹا ہو جیسے لوٹا تو اُسے بائیں ہاتھ سے پکڑیں اور دائیں ہاتھ سے پانی لیں اور برتن بڑا ہو جیسے ٹب یا بالٹی تو اُسے دائیں طرف رکھ کر دائیں ہاتھ سے پانی لیں (۲)۔ **پہلے** وضوء کی یہ نیّت کریں "اَتَوَضَّاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" یا کہیں "وضوء کی نیّت کرتا ہوں" (۳)۔ نیّت دل کی ہوتی ہے تاہم زبان سے کہنا مستحب ہے (۴)۔ **پھر** بسم اللہ پڑھیں۔ **پھر** درود شریف اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ کلائی تک 3 بار اس طرح دھوئیں کہ پہلے اُنگلیاں پھر ہتھیلی، نیز اُنگلیوں کا خلال بھی کریں (۵)۔ **پھر** دائیں ہاتھ سے پانی لے کر 3 بار مسواک اور کُلّی کریں، اگر روزہ دار نہ ہو تو حلق تک غرغرہ کر کے تمام منہ میں تسلّی سے پانی پہنچائیں تا کہ ہر گوشہ تک پانی پہنچے، بناوٹی دانت (Artificial teeth) اگر اترنے والے ہیں تو اتار لیں اور ان دانتوں کو اور ان کی جگہ کو صاف کریں یہ ضرور یاد رہے کہ قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کلی یا تھوک ہرگز نہ پھینکیں، نہ وضوء کے پانی یا حوض وغیرہ میں کلی کریں، نہ ہی اس میں تھوکیں، اور نہ وضوء کے مستعمل قطرے پانی میں گرنے دیں۔ **پھر** <u>دائیں ہاتھ سے 3 بار ناک میں پانی چڑھائیں</u>، جس کیلئے ذرا سونگھیں تا کہ کچھ پانی اُوپر چڑھ جائے (۱)۔ اور <u>بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے ناک صاف کریں</u>۔ **پھر** دونوں ہاتھوں کا "اوک" بنا کر پانی لے کر 3 بار مُنہ دھوئیں۔ سارے مُنہ پر اس طرح ہاتھ پھیریں کہ پیشانی سے اوپر تک، ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک مبالغہ کے ساتھ پانی پہنچ جائے۔ نہ پانی کو مُنہ پر مار کر چھینٹے اُڑائیں (۷)۔ نہ مُنہ

(۱) عالمگیری ج ا ص ۵۔۷ (۲) عالمگیری ج ا ص ۷، ۱۲ (۳) احیاء العلوم، بہار شریعت (۴) عالمگیری ج ا ص ۹ (۵) ہدایہ، شرح نقایہ (۶) بہار شریعت (۷) عالمگیری ج ا ص ۱۱۔

پر پانی ڈالتے وقت پھونکیں اور نہ ایک ہاتھ سے مُنہ دھوئیں، آنکھوں اور مُنہ کو زور سے بند نہ کریں اس سے جگہ خشک رَہ جائے گی اور وضوء نہ ہوگا(۱)۔ نتھلی، کوکا اور تیلی وغیرہ کو ہلا کر اُن کے نیچے تک پانی پہنچائیں۔ **پھر** اس دوران داڑھی کا اس طرح خلال کریں کہ داڑھی کے نیچے جلد تک پانی کی تراوٹ پہنچ جائے(۲)۔ پتلی داڑھی والے ایسا کریں جبکہ گھنی داڑھی والے داڑھی کے اوپر والے حصّہ کا خلال کرلیں یہی کافی ہے۔ **پھر** بغیر وقفہ کئے پے در پے پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت پہلے پانی سے چپڑ کر مَلیں پھر دھوئیں۔ **پھر** اُنگلیوں کا خلال کریں۔ **پھر** دونوں ہاتھ پانی سے تَر کر کے سارے سَر، گردن، اور کانوں کا ایک بار اسطرح سے مسح کریں کہ دائیں ہاتھ کی چھنگلیا (little finger) اور ساتھ والی 2 اُنگلیوں کے پوروں کو بائیں ہاتھ کی چھنگلیا (little finger) اور دو انگلیوں کے پوروں سے مِلائیں جبکہ شہادت کی اُنگلیاں اور انگوٹھے جدا رکھیں، اس طرح ان 6 اُنگلیوں کو جن کے سرے مِلے ہوئے ہیں پیشانی پر سَر کے بالوں کے شروع ہونے کی جگہ پر رکھیں اور سَر پر پھیرتے ہوئے پیچھے گردن تک لے جائیں (مگر اس دوران انگشت شہادت، انگوٹھہ اور ہتھیلی بالوں سے ہرگز نہ لگے) اب اس جگہ ہتھیلی بالوں پر رکھ دیں اور سب اُنگلیاں اور انگوٹھے اُٹھالیں، ہتھیلی کو سَر کے اطراف میں کانوں کے پاس سے پھیرتے ہوئے آگے پیشانی تک لے آئیں سَر کا مسح مکمّل ہوا(۳)۔ **پھر** دونوں ہاتھوں کی شہادت کی اُنگلیاں کانوں کے سوراخوں اور پردوں میں ایک بار تسلّی سے پھیر لیں (۴)۔ **پھر** 2 انگوٹھوں کے اندرونی حصے دونوں کانوں کے بیرونی حصّوں پر ایک بار پھیر دیں (۵)۔ کانوں کا مسح مکمّل ہوا۔ **پھر** دونوں ہاتھوں کی چار چار اُنگلیوں کو پشت سے گردن پر پھیر کر مسح کریں مگر گلے کا مسح ہرگز نہ کریں۔ مسح میں یہ لازمی یاد رکھیں کہ ہتھیلی یا اُنگلیوں کا جو حصّہ سَر یا جسم پر ایک بار کہیں لگ گیا وہ مستعمل ہوگیا وہ مسح کرنے کے قابل نہیں رہا لہٰذا جب شروع میں تین تین اُنگلیوں سے مسح کریں تو شہادت کی اُنگلی اور انگوٹھا ہرگز سَر پر نہ لگے ورنہ وہ مستعمل ہوجائیں گے اور کانوں کے مسح کے قابل نہ رہیں گے ایسے ہی اگر مسح کیلئے ہاتھ تَر کرلئے مگر مسح سے پہلے ٹوپی یا عمامہ اُٹھالیا یا لباس درست کرنے لگے تو اب ہاتھ نئے سرے سے تَر کرنا ہوں گے ورنہ مسح نہ ہوگا۔ **پھر** پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت 3 بار دھوئیں اور اُنگلیوں کا بائیں ہاتھ کی چھنگلیا (little finger) سے خلال کریں (۶)۔ اور اعضاء دھوتے وقت پاؤں کی ایڑیوں اور تلووں کا بالخصوص خیال رکھیں۔

---

(۱) بہار شریعت (۲) عالمگیری ج۱ ص۸ (۳) بخاری ج۱ ح۱۸۳، مسلم، ابن ماجہ، بلوغ المرام، بہار شریعت، رضویہ، فیض رسول، مالا بدمنہ، فیوض الباری حصہ ۱ ص۴۶۷ (۴) ابن ماجہ ح۴۶۷، عالمگیری ج۱ ص۹ (۵) ابن ماجہ ح۴۷۷، عالمگیری ج۱ ص۹ (۶) ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج۱ ص۸۔

احتیاط سے وضو کریں کہ ایک بار (حدیث) آقا کریم ﷺ کو نماز فجر کی تلاوت میں کچھ مشابہ لگ گیا، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا "ہم پر قرآن خلط ملط کر دیا گیا یقیناً ایسے لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جو اچھی طرح وضوء نہیں کرتے" (۱)۔ اسلئے اعضاء وضو کو ترتیب سے اور اطمینان سے مگر اتنی جلدی سے مسلسل دھوئیں کہ دُھلے اعضاء خشک نہ ہونے پائیں اور (حدیث) "اعضاء کو دائیں جانب سے دھونا شروع کریں" (۲)۔ اور اعضاء کو مقررہ حد سے کچھ آگے تک دھوئیں نیز (حدیث) "اعضاء کو تین تین بار دھوئیں" (۳)۔ مگر پانی مناسب مقدار میں استعمال کریں۔ تمام اعضاءِ وضوء کو تسلّی سے دھوئیں اور انگوٹھی، چوڑیاں، کڑا اور چھلا وغیرہ کو ہلالیں ناخن پالش، آٹا اور جمی مٹّی کو ہر جگہ سے بالخصوص ناخنوں کے نیچے سے ضرور اتار نکال لیں تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور اگر کوئی جگہ سوئی کے سر برابر یا بال برابر بھی خشک رہ گئی تو وضوء نہ ہوگا" (۴)۔ وضوء مکمل کر کے وضوء کے پانی کے قطرے ہاتھ جھٹکا کر نچوڑ کر یا داڑھی نچوڑ کر اپنے لباس پر یا مسجد میں ہرگز نہ گرائیں کہ یہ مکروہ ہے (۵)۔ لہٰذا کسی کپڑا سے زائد پانی پونچھ لیں کیونکہ (حدیث) "مدنی آقا ﷺ کے پاس ایک رومال یا کپڑا ہوتا تھا جس سے آپ ﷺ وضوء کے بعد اعضاء کا (زائد پانی) پونچھ لیتے تھے" (۶)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "وضوء کرنے کے بعد اور نماز پڑھنے سے پہلے کوئی شخص رومال (تولیہ وغیرہ) سے اپنے چہرہ کو پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں" (۷)۔ مگر رگڑ کر جسم خشک نہ کریں تاکہ نوافل تحیۃ الوضوء پڑھنے تک جسم پر تری باقی رہے۔ اور دورانِ وضوء دُرود پاک اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے دنیاداری کی باتوں سے بچ کر اپنا وضوء مکمل کریں تو یہ آپ کا کامل وضوء ہوگا۔ انشاء اللہ۔

وُضُوء کے بارے بعض ارشادات سیّدُالکونین صلی اللہ علیہ وسلم:

۞ ۔ (حدیث) "آقا کریم ﷺ جب وضوء فرماتے تو ابتداء میں بِسْمِ اللہ پڑھا کرتے تھے" (۸)۔

۞ ۔ (حدیث) "جب وضوء کرنا چاہو تو دائیں جانب سے شروع کرو" (۹)۔

۞ ۔ (حدیث) "جو ایک بار وضوء کرے تو یہ ضروری (فرض) بات ہے، جو دو بار وضوء کرے تو اُس کو

(۱) عن ابو روح کلاعی رضی اللہ عنہ نسائی ح ۹۴۷، مسند امام احمد ج ۱ ح ۶۰۰ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۴۳۵ (۳) ابن ماجہ ج ۱ ح ۴۴۷ تا ۴۵۳ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۴، بہار شریعت ج ۱، شرح وقایہ ج ۱ ص ۳۷، نور الایضاح (۵) بہار شریعت (۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج ۱ ح ۴۹، حاکم ج ۱ ح ۵۵۰، مشکوٰۃ ح ۳۸۷، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۰، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۷۵، سیرت حلبیہ ج ۶ ص ۴۸۱۔ (۷) مصنف عبد الرزاق (۸) عن عائشہ رضی اللہ عنہا مسند بزار، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۱ (۹) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۶۶، ابوداؤد ج ۳ ح ۴۰۷، ابن ماجہ ح ۴۳۵، احمد ج ۱ ح ۵۲۷، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح ۵۱ ص ۵۷، مشکوٰۃ ح ۳۶۹، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۶۸۔

دُگنا ثواب ہے اور (اعضاء) تین تین بار دھوئیں یہ میرا اور پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا وضوء ہے"(۱)۔

۞ ۔(حدیث) "اُنگلیوں کے درمیان خلال کرلیا کرو اور ناک کی صفائی میں کوشش کیا کرو"(۲)۔

۞ ۔(حدیث) "جب کوئی شخص وضوء کرے تو دائیں ہاتھ سے نتھنوں میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے"(۳)۔نیز (حدیث) "جب کوئی سو کر اُٹھے اور وضوء کا ارادہ کرے تو 3 بار ناک میں پانی ڈال کر جھاڑے اسلئے کہ شیطان اُس کی ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے"(۴)۔

۞ ۔(حدیث) "وضوء میں داڑھی کا خلال کرلیا کرو"(۵)۔اور خود بھی (حدیث) "آپ ﷺ وضوء میں اپنی داڑھی پاک کا خلال کیا کرتے تھے"(۶)۔

۞ ۔(حدیث) "جب تم وضوء کرو تو ہاتھ اور پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرو"(۷)۔کیونکہ (حدیث) "آقا ﷺ جب وضوء فرماتے تو دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھنگلیا سے کرتے"(۸)۔

۞ ۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب وضوء فرماتے تو انگوٹھی کو اپنی اُنگلی میں ہلاتے"(۹)۔

۞ ۔(حدیث) "جب آپ ﷺ وضوء فرماتے تو اپنی دونوں کہنیوں پر پانی بہاتے"(۱۰)۔

۞ ۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے سَر مبارک کا ایک بار مسح فرمایا......اور ارشاد فرمایا "جس نے اس پر زیادتی کی اُس نے بُرا کیا اور ظلم کیا"(۱۱)۔نیز یہ کہ (حدیث) "جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے سَر اقدس کا ایک بار مسح فرمایا"(۱۲)۔

۞ ۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک کے بالوں کا مسح فرمایا"(۱۳)۔

۞ ۔(حدیث) "حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عمامہ سَر سے اتار کر۔پانی سے سَر کا مسح کرتے تھے"(۱۴)

۞ ۔(حدیث) "پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ نے سَر اقدس کا مسح فرما کر شہادت کی اُنگلیوں

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۶۱۰، ابن ماجہ ج۱ ح۴۵۴، ۴۵۵ (۲) عن لَقِیط رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۲، ترمذی ج۱ ح۳۵، ۳۸، نسائی ح۱۱۳، ابن ماجہ ج۱ ح۴۸۴، ابن خزیمہ، بغوی، ابن قطان، بلوغ المرام ح۴۴ص۵۶ (۳) مسلم ج۱ ح۴۶۹ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۱ ح۴۷۲، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح۸۹، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابن حبان ح۱۴۱۰، ابن خزیمہ ح۷۵، بیہقی ح۲۲۳، معجم کبیر ح۶۳۰۶، دارقطنی ج۱ ح۳، مشکوٰۃ ح۳۶۱، بلوغ المرام، مراٰۃ المناجیح ج۱ص۲۶۴ (۵) عن عثمان رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ ج۱ ح۴۶۵، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح۴۶ص۵۷، شرح وقایہ (۶) عن عثمان رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۵، ترمذی ج۱ ح۲۶، ۲۸، حاکم ج۱ ح۵۳۰، ۵۳۱، احمد ج۱ ح۵۵۹، دارمی، ابن خزیمہ (۷) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری، احمد ج۱ ح۵۹۶، ابن ماجہ ح۴۸۳، ترمذی ج۱ ح۳۶، حاکم ج۱ ح۶۴۸، مشکوٰۃ ح۳۷۲، آثار السنن، مراٰۃ المناجیح ج۱ص۲۶۹ (۸) ترمذی ج۱ ح۳۷، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۸، احمد ج۱ ح۵۹۵ (۹) عن ابورافع رضی اللہ عنہ، دارقطنی ج۱ص۸۳، ابن ماجہ ح۴۸۵، مشکوٰۃ ح۳۹۵، مراٰۃ المناجیح ج۱ص۲۷۸ (۱۰) عن جابر رضی اللہ عنہ، دارقطنی، عزیزی شرح جامع صغیر، بلوغ المرام ح۵۴ ص۵۸ (۱۱) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۳۵، عینی ج۱ص۸۳۲، فیوض الباری ج۱ص۴۷۸ (۱۲) عن علی رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۸۹، ترمذی ج۱ ح۳۶، ابوداؤد، نسائی ح۹۴، ابن ماجہ ح۴۷۰ تا ۴۷۱، طبرانی، فیوض الباری ج۱ص۴۷۸، بلوغ المرام ح۴۸ص۵۵ (۱۳) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ص۱۳۴ (۱۴) مؤطا امام مالک ح۱۷۔

سے کانوں کے اندرونی حصّہ کا مسح فرمایا پھر دونوں انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے بالائی حصّہ کا مسح فرمایا"(۱)

۔(حدیث) "سرکار کریم ﷺ نے سَر کے اگلے حصّہ کا مسح فرمایا یعنی چوتھائی سَر کا"(۲)۔

۔(حدیث) "دونوں کان سَر کا حصّہ ہیں (یعنی سَر کے مسح سے جوتَری بچے اس سے کانوں کا مسح کیا جائے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں)"(۳)۔

۔(حدیث) "گردن کا مسح قیامت کے دن طوق (بیڑیوں) سے بچاتا ہے"(۴)۔

۔(حدیث) "آقا کریم ﷺ جب وُضوء فرماتے تو دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا ہاتھ کی چھنگلیا (little finger) سے خلال فرماتے"(۵)۔

۔(حدیث) "آپ ﷺ نے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، چہرہ دھویا اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے تین تین بار اور اپنے سَر اور کانوں کا ایک بار مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے"(۶)۔

۔(حدیث) "میں نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے وضوء کیلئے دونوں ہاتھ دھوئے پھر 3 بار کُلّی کی، 3 بار ناک میں پانی ڈالا، 3 بار منہ دھویا، دونوں ہاتھ کہنیوں تک 3 بار دھوئے، ایک بار اپنے سَر کا مسح کیا، اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا اور پھر فرمایا "مَیں نے پسند کیا کہ مَیں تم کو دکھاؤں کہ پیارے آقا کریم ﷺ کا وضوء کیسا تھا"(۷)۔

۔(حدیث) "حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (اپنے غلام حُمران تابعی علیہ الرحمۃ سے) پانی منگوایا اور وضوء کرنا شروع کیا، پہلے اپنی ہتھیلیوں کو 3 مرتبہ دھویا، پھر کُلّی کی اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا، پھر 3 بار اپنے چہرہ کو دھویا، پھر دایاں ہاتھ کہنی سمیت 3 بار دھویا، پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک 3 بار دھویا، پھر اپنے سَر کا مسح کیا، پھر دایاں پاؤں ٹخنوں تک 3 بار دھویا، پھر اسی طرح بایاں پاؤں 3 بار دھویا، پھر اُنہوں نے فرمایا "جس طرح مَیں نے وضوء کیا اِسی طرح مَیں نے حضور اکرم ﷺ کو کرتے دیکھا ہے"(۷)۔ پیارے مدنی سرکار کریم ﷺ کے وضوء کی وضاحت کرتے ہوئے 23 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۳۳، ابوداؤد، نسائی ح۱۰۱، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح۴۱ ص۵۶، مشکوٰۃ ص۴۸، آثار السنن، مرقاۃ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ابوداؤد، مسند امام شافعی، بیہقی، فتح الباری، زیلعی نصب الرایہ، حاکم ج۱، تلخیص، بلوغ المرام ح۵۲ ص۵۸ (۳) ترمذی ج۱ ح۳۴، ابن ماجہ ح۴۸۰، دارقطنی ج۱ ص۳۶، مجمع الزوائد ج۱ ص۸۶، تخریج زیلعی ج۱ ص۱۱ (۴) ابونعیم تاریخ اصبہان، دیلمی مسند الفردوس، تلخیص الکبیر ج۱ ص۹۳، نیل الاوطار ج۱ ص۱۸۰، احیاء العلوم (۵) عن شدّاد رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۴۸۱، مشکوٰۃ ح۳۷۳، مراٰۃ المناجیح ج۱ ص۲۷۰ (۶) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱، بخاری، مسلم ابوداؤد ج۱ ح۱۱۱، نسائی ح۹۴ ابن ماجہ، مسند امام احمد، دارمی، ابن خزیمہ ح۱۵۴، ابن حبان ح۱۰۸۴، دارقطنی ح۹ (۷) عن امام حسین رضی اللہ عنہ، ترمذی، نسائی ح۹۴، مشکوٰۃ ح۳۷۶، مراٰۃ ج۱ ص۲۷۰ (۷) عن حمران تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری ج۱ ح۱۵۹، ۱۶۳، مسلم ج۱ ح۴۴۶، مسند امام احمد ج۱ ح۵۲۸، ابن ماجہ ح۳۰۱، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۶، نسائی ح۸۳، ۸۴، فیوض الباری حصہ ۱ ص۴۱۵، مسند امام اعظم ح۵۱، بلوغ المرام ح۴۷ ص۵۵۔

نے مبارک تصویر اتاری ہے تاکہ سب کو صحیح وضوء کرنا آجائے۔ سب سے زیادہ وضاحت حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ ان احادیث کو معروف کتب احادیث میں اپنی اپنی سندوں سے بیان کیا گیا ہے (۱)۔ بخوفِ طوالت یہاں وہ تمام احادیث پیش نہیں کی جارہیں۔

وضوء کے متعلق اذکار:

۞۔ وضوء کے دوران بِسْمِ اللّٰه شریف، کلمہ شہادت اور اورادِ مسنونہ پڑھتے رہنا مستحب ہے۔ کیونکہ (حدیث) ''جس نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا نام لے کر (بِسْمِ اللّٰه) پڑھ کر وضوء کیا سَر سے پاؤں تک اُس کا سارا بدن پاک ہوگیا اور جس نے بغیر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا نام لئے وضوء کیا تو اُس کا اتنا ہی بدن پاک ہوا جتنے پر وضوء کا پانی پہنچا'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جب تم وضوء کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا کرو اسلئے کہ اس کے کہنے سے تمہارے محافظین فرشتے اس وضوء کے ٹوٹنے تک تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے'' (۳)۔ وضوء کے شروع میں بِسْمِ اللّٰه پڑھنا سنّت ہے مگر اس بارے تاکیدی احادیث کی بناء پر حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ اسے واجب کا درجہ دیتے ہیں۔ اگر ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں اور وضوء مکمّل کرنے سے پہلے یاد آجائے تو تب ہی پڑھ لیں (۴)۔

۞۔ بہتر یہ ہے کہ آغازِ وضوء میں ایک بار بِسْمِ اللّٰه شریف پڑھ لینے کے بعد پھر سب جگہ دُرود پاک ہی پڑھتے رہیں تو یہی کافی و افضل ہے (۵)۔ کیونکہ (حدیث) ''جو وضوء کے دوران اور وضوء کے بعد مجھ پر دُرود نہ پڑھے'' اور ''وضوء کے شروع میں بِسْمِ اللّٰه نہ پڑھے اُس کا وضوء کامل نہیں'' (۶)۔

۞۔ (حدیث) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص وضوء کر کے ایک مرتبہ سورۃ القدر پڑھے گا اُس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھا جائے گا اور جو 3 مرتبہ پڑھے گا اُس کا گروہِ انبیاء کے ساتھ محشر ہوگا'' (۷)

۞۔ (حدیث) ''جس نے وضوء کیا اور اچھا وضوء کیا پھر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے منہ آسمان کی طرف کیا تو اُس کیلئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہو'' (۸)۔ مگر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ'' پر جو انگشت شہادت کا اشارہ کیا جاتا ہے مجھے اس

(۱) فتح القدیر، شرح مسند امام اعظم (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، دارقطنی، بیہقی، مشکوٰۃ ح ۳۹۴، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۷۸، احیاء العلوم، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۱ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، معجم صغیر ج ۱ ح ۱۸۶، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۹، آثار السنن، ردالمحتار ج ۱، عینی شرح ہدایہ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۷ (۵) بہار شریعت (۶) ترمذی ج ۱ ح ۲۳، ابن ماجہ ح ۴۴۹، ۴۳۲، ابوداؤد، احمد ج ۱ ح ۴۴۳۵ تا ۵۴۴۵، طبرانی، بیہقی، مشکوٰۃ، احیاء العلوم، بلوغ المرام ص ۵۸، انوار الحدیث، حجۃ اللہ البالغہ (۷) مراقی الفلاح، رکن دین (۸) عن عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۴۱، ترمذی ج ۱ ح ۵۱، ابن ماجہ ح ۵۰۸، ابوداؤد، نسائی ح ۱۴۸، ابن خزیمہ ج ۱ ح ۲۲۳، ابن شیبہ، احمد ج ۱ ح ۶۱۴، دارمی ح ۳۹۷، مشکوٰۃ ح ۲۶۸، ترغیب ج ۱ ح ۱۴۷، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۲۱، مظاہرِ حق، مدارج النبوت، احیاء العلوم، بلوغ المرام ح ۶۲ ص ۶۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۱، مکاشفۃ القلوب، حصن حصین۔

کی اصل کہیں بھی دستیاب نہیں ہو سکی۔

۞۔ **آبِ شفاء:** ''وضوء کا مستعمل پانی پینا مکروہ اور منع ہے'' (۱)۔ مگر ''وضوء کا بچا ہوا پانی پینا باعثِ شفاء ہے'' (۲)۔ جس کے آداب میں ہے کہ یہ پانی کھڑے ہو کر پئیں (۳)۔ کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضوء سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا ''ہم نے تمہارے (راوی کے) نانا جان کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے'' (۴)۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا بچا ہوا پانی شفاء کے ارادے سے پی لیا'' (۵)۔ گویا 2 پانی یعنی آبِ زم زم اور وضوء کا بچا پانی 3 آداب سے یعنی [۱] قبلہ رُو [۲] کھڑے ہو کر [۳] 3 سانس لے کر پینا چاہیئے ۔ نیز مرشدی شمس العارفین حضرت خواجہ غلام رسول ثانی تو گیروی مدظلہ فرماتے ہیں کہ بزرگوں کا بچا ہوا پانی بھی کھڑے ہو کر پئیں جس کے حق میں مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۸۱ میں بھی لکھا ہے جسے ایک راویت کہ ''حضرت سیّدہ امّ ہانی رضی اللہ عنہا نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پی ہوئی لسّی جو بچ گئی تھی کھڑے ہو کر پی لی'' سے تقویت دی گئی ہے۔

پینے کے آداب میں (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اونٹ کی طرح ایک سانس میں مت پیو بلکہ تین مرتبہ (سانس لے کر) اور پانی پینے سے قبل بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھو اور فراغت پر اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہا کرو'' (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے'' (۷)۔ نیز (حدیث) ''ایک سانس میں نہ پیو یہ شیطان کا پینا ہے'' (۸)۔ اور (حدیث) ''برتن کو منہ سے جدا کر کے سانس لو'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا'' (۱۰)۔ اور اگر ٹونٹی سے وضوء کریں تو اُس سے چلّو بھر پانی لے کر 3 گھونٹ پی لیں (۱۱) مگر یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ ان مذکورہ بالا پانیوں کے علاوہ پانی کھڑے ہو کر پینا خلافِ سنّت ہے کیونکہ (حدیث) ''کھڑے ہو کر ہرگز کوئی پانی نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے وہ قے کر دے'' (۱۲)۔ اور پھر (حدیث) ''جو برتن ہونے کے باوجود عاجزی سے اپنے ہاتھ سے پئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے ہر انگلی کے عوض نیکی عطا فرمائے گا'' (۱۳)۔ اسی بارے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاتھوں

(۱) مکتوباتِ امام ربانی ج ۱ ص ۱۵۵ (۲) مکتوباتِ امام ربانی ج ۱ ص ۱۵۵ (۳) بہار شریعت (۴) کنز العمال ج ۵ ص ۱۰۷، ولفظہ لہٗ مسند احمد ج ۱ ح ۵۳۰، شمائل ترمذی (۵) بخاری ج ۱ ح ۱۸۷ (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۹۴۷، معجم کبیر ج ۱۱ ص ۱۶۶، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۰۱۵ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۵۱۷۱ (۸) شعب الایمان ج ۵ ح ۶۰۱۱ (۹) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی (۱۰) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۹۵۰، ولفظہ لہٗ بخاری ج ۳ ح ۵۹۰، ابوداؤد ج ۳ ح ۳۲۹، نسائی ح ۴۸، مسلم ج ۱ ح ۵۱۶۹، ابن ماجہ ح ۳۵۳۰، احمد ح ۴۴۸، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۰۰۴ (۱۱) رد المحتار (۱۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۵۱۶۳، شمائل ترمذی، ولفظہ لہٗ ابن ماجہ ح ۳۵۲۵ (۱۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن ماجہ ح ۳۵۴۲۔

کو دھوؤ اور اُن میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں" (۱)۔

وضوء کا بچا پانی پینے کے بارے .Q.M.C کے ڈاکٹر فاروق احمد نے اپنی ریسرچ کے بعد بتایا کہ وضوء کا بچا ہوا پانی پینا۔☆۔ پیشاب کی رکاوٹ دُور کرتا ہے اور پیشاب کھل کر آتا ہے۔☆۔ ناجائز شہوت ختم کرنے کا آزمودہ طریقہ ہے۔☆۔ بعداز پیشاب قطرہ کی شکایت کی شفاء کا ذریعہ ہے۔☆۔ جگر، معدہ اور مثانہ کی گرمی اور خشکی کو دُور کرتا ہے (۲)۔

نماز تحیۃُ الوُضوء:

پیارے بھائیو! وضوء ایک افضل عبادت ہے، ہم نے مُنہ ہاتھ تو دن میں کئی بار دھونا ہی ہوتا ہے پھر کیوں نہ اِس دھونے میں ذرا ترتیب اپنالیں تو یہ الحمدللہ وضوء بن جائے گا۔ اسطرح کرنے سے نہ صرف آپ کے اعضاء دھل گئے بلکہ آپ نے ایک ایسا عمل کر دیا جو سنّتِ نبوی ﷺ کے عین مطابق اور اللہ ربّ العزّت ﷻ کی رِضا کا باعث ہے۔ کیونکہ (حدیث) "بیشک اللہ کریم ﷻ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، صفائی والا ہے اور صفائی کو پسند فرماتا ہے" (۳)۔

اور پھر اگر آپ کے مزاج کو نا گوار نہ گزرے اور پھر اللہ کریم ﷻ آپ کو توفیق بھی دے دے تو وضوء کر لینے کے بعد دل کو سمجھا بجھا کر اعضاءِ وضوء خشک ہونے سے پہلے 2 رکعت نماز نفل تحیۃ الوضوء پڑھ لیں۔ تو یہ آپ نے یقیناً بڑی سعادت کا کام کر دیا اور (القرآن) "یہ اللہ کریم ﷻ کا فضل ہے جسے چاہے (سعادت) عطاء فرمائے" (۴)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ جب وضوء فرماتے تو دو رکعت پڑھ کر نماز کیلئے نکلتے" (۵)۔ گو یہ ایک مستحب عمل ہے مگر (حدیث) "جس نے ظاہر و باطن سے متوجّہ ہو کر وضوء کیا اور (اعضاء کے خشک ہونے سے پہلے) 2 رکعت نماز (نفل) خشوع و خضوع سے پڑھی تو اُس کیلئے جنّت واجب ہو گئی" (۶)۔ اور (حدیث) "جو شخص اچھی طرح وضوء کرے اور 2 رکعت نماز خشوع و خضوع سے پڑھے صرف اللہ کریم ﷻ کی طرف توجہ رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اسی روز اُس کی ماں نے اُسے جنا ہو" (۷)۔ نیز (حدیث) "جو کوئی اچھی طرح وضوء کرے اور دو رکعت (تحیۃ الوضوء) پڑھے اور اس دوران دنیاوی خیالات یا سہو نہ آنے دے تو اُس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے" (۸)۔ ایک جگہ لکھا ہے "جب تک وضوء رہتا ہے عمرہ

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۳۵۴۴ (۲) نماز اور جدید سائنس (۳) ترمذی ص ۳۹۷ (۴) سورۃ المائدہ، ۵۴ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابن ماجہ ح ۱۱۹۵ (۶) عن عُقبہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۴۶۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۹۷، نسائی ح ۱۵۱، ابن ماجہ، احمد، معجم کبیر، بیہقی ج ۱ ح ۳۷۲، ابن خزیمہ ج ۱ ح ۲۲۲، ترغیب ج ۱ ح ۱۵۰، مشکوٰۃ ح ۲۶۷، مرأۃ ج ۱ ص ۲۲۱ (۷) عن عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، کنز العمال، حاکم ج ۱ ح ۴۵۴، بیہقی ج ۲ ح ۴۷۸، ابن مبارک، احیاء العلوم (۸) عن عقبہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۵۹، حاکم ح ۴۵۱، ۴۵۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۹۶، نسائی ح ۱۵۱، احمد ج ۱ ح ۵۱۱، معجم کبیر ح ۵۲۴۴، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۱۶۔

کے برابر ثواب ملتا ہے بشرطیکہ نوافل تحیۃ الوضوء اعضائے وضوء کے خشک ہونے سے پہلے پڑھے جائیں"(۱)۔ حضرت سیّدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہر وضوء کے بعد 2 رکعت نماز نفل تحیۃ الوضوء ادا فرماتے تھے، اُن کے اس نیک عمل کی بدولت پیارے آقا کریم ﷺ نے اُن کے چلنے کی آہٹ معراج کی رات عرش پر سُنی تھی (۲)۔ صوفیاءِ کرام ہمہ وقت باوضوء رہنے کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور رکھتے ہیں کیونکہ (حدیث) "(ہمیشگی) وضو کی پابندی مومن ہی کر سکتا ہے"(۳)۔ اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم ہمیشہ باوضوء رہا کرو تو تمہارے دونوں محافظ (فرشتے) تجھ سے محبت کریں گے"(۴)۔

یاد رکھیں نوافل تحیۃ الوضوء گھر یا مسجد میں اُس وقت تک پڑھ سکتے ہیں جب تک کہ اعضاء وضوء گیلے رہیں اور اگر وضوء کے فوراً بعد سنّت یا فرض نماز پڑھ لیں تو یہ نماز تحیّۃ الوضوء کے قائم مقام ہو جائے گی اسطرح سنّت یا فرض نماز بھی ادا ہو جائے گی اور الحمدللہ نوافل تحیۃ الوضوء کا ثواب بھی میسّر آئے گا (۵)۔ اور کرم بالائے کرم یہ کہ اگر تازہ وضوء کر کے اعضاء خشک ہونے سے پہلے مسجد میں بیٹھنے سے پہلے سنّت یا فرض نماز پڑھ لیں تو ایک ہی وقت میں آپ کو نماز سنّت یا فرض کے ساتھ ساتھ نماز تحیۃ المسجد اور نماز تحیۃ الوضوء کا ثواب بھی مل جائے گا۔ سبحان اللہ۔

وُضوء کے بعض دیگر مسائل:

۞۔ اگر یہ یاد ہو کہ وُضوء میں کوئی عضو دھونے سے رَہ گیا ہے مگر یہ یاد نہ ہو کہ کون سا عضو ہے اور نہ ہی بظاہر دیکھنے سے نظر آ رہا ہو تو دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف بایاں پاؤں دھوڈالیں اور اگر یہ یقین ہو کہ بایاں پاؤں دھو لیا تھا تو پھر دایاں دھوڈالیں (۶)۔

۞۔ (حدیث) "جس نے وضوء پر وضوء کیا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کیلئے 10 نیکیاں لکھ دیتا ہے"(۷)۔ اسی لئے (حدیث) "آقا کریم ﷺ ہر فرض نماز کیلئے تازہ وضوء فرماتے تھے"(۸)۔ اس بارے ابوداؤد ج ا ح ۱۷۱، نسائی ح ۱۳۱، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، طحاوی میں موجود ہے۔ جن سے نیا وُضوء کرنے کی ترغیب ملتی ہے (۹)۔ مگر یاد رہے کہ وضوء پر وضوء کی یہ فضیلت تب ہے جب پہلے وضوء سے نماز یا

(۱) شامی (۲) مخلص بخاری ج ا ح ۱۰۷۸، مسلم ج ۳ ح ۶۲۰۰، ترمذی ج ۲ ح ۱۶۲۳، مسند احمد، مشکوٰۃ ح ۱۳۲۶، کشف الغمہ ج ا ص ۱۰۷، ۳۷۲، ترغیب ج ا ح ۱۳۹، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۲۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۵ (۳) عن ثوبان رضی اللہ عنہ احمد ج ا ح ۹۱۷ (۴) کشف المحجوب ص ۴۳۰ (۵) شامی، بہار شریعت (۶) درمختار، شامی (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ا ح ۵۶، ابوداؤد ج ا ح ۶۲ ابن ماجہ ح ۵۵۱، مشکوٰۃ ح ۲۷۳، کشف الغمہ ج ا ص ۲۰۰، مرأۃ المناجیح ج ا ص ۲۲۴، احیاء العلوم (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ا ح ۲۱۱، احمد ج ا ح ۶۱۹، شرح سفر السعادت ص ۳۷، فتاوٰی نوریہ (۹) فتاوٰی نوریہ، احیاء العلوم

ایسی عبادت کرلی جائے جو وضوء پر موقوف ہو ورنہ بار بار وضو مکروہ اور پانی کا اسراف ہے(۱)۔ نیز آقا کریم ﷺ کے مستقل خصائص مبارکہ میں نہیں بلکہ (حدیث) ''آپ ﷺ نے ایک ہی وضوء سے چند نمازیں پڑھیں'' (۲)۔ اسی طرح (حدیث) ''فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے ایک ہی وضو سے تمام نمازیں پڑھیں'' (۳)۔ اور (حدیث) ''ہم ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے'' (۴)۔

۔ وضوء میں پانی کا اسراف منع ہے (۵)۔ کیونکہ (حدیث) ''وضوء کا ایک شیطان ہے جس کا نام ''ولہان'' ہے (وضوء میں پانی کے اسراف میں وسوسہ ڈالتا ہے اسلئے) اسلئے پانی کے وسوسوں سے بچو'' (۶)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''شیطان آدمی پر ہنسا کرتا ہے اور زیادہ پانی کے استعمال پر اُکساتا ہے'' (۷)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر کہ کیا پانی کا بھی اسراف ہوتا ہے؟ تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''نَعَمْ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهَرٍ جَارٍ، ہاں خواہ تم جاری نہر پر ہی ہو'' (۸)۔ اسلئے (حدیث) ''وضوء کے اعضاء کا 3 بار دھونا افضل (سنّت)، دو بار دھونا کافی اور ایک بار دھونا فرض ہے بشرطیکہ درست طریقہ سے مکمل طور پر دھویا جائے'' (۹)۔

۔ عمامہ، ٹوپی یا دوپٹہ پر مسح کرنا کافی نہیں البتہ اگر دوپٹہ یا ٹوپی اتنی باریک ہو کہ تری چوتھائی سر کو تر کردے تو مسح درست ہے (۱۰)۔

۔ جو شخص جس طرح کا کام کرتا ہو اگر وہ چیز اُس کے ناخن، اُنگلی، ہاتھ، چہرہ یا پاؤں پر لگ کر جم جائے جس کا اتارنا مشکل ہو تو وضوء یا غسل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی نگہداشت و احتیاط میں مشکل ہوتی ہے جیسے پینٹر کے ہاتھ پر پینٹ جم گیا وغیرہ (۱۱)۔

۔ کسی غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضوء یا غسل کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں (۱۲)۔ بیشک وہ اجازت بھی دے دے اور اگر غسل یا وضوء کرلیا تو ہو جائے گا مگر گنہگار ہوگا۔ البتہ ماں باپ استعمال کرسکتے ہیں نابالغ ملازم کا پانی مالک استعمال کرسکتا ہے جبکہ استاد نابالغ شاگرد کا پانی استعمال نہیں کرسکتا (۱۳)۔

(۱) مرأۃ ج ۱ ص ۲۴۴ (۲) مسلم ج ۱ ح ۵۵۰، ترمذی ج ۱ ص ۱۰، ونحوہٗ ابن ماجہ ح ۵۵۰، مدارج النبوۃ (۳) عن بریدہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۵۷، نسائی ح ۱۳۳، ابن ماجہ ح ۵۴۹، احمد ج ۱ ح ۶۲۰ (۴) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ص ۱۰، ابن ماجہ ح ۵۴۸، نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۹۹ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱ (۶) عن اُبَیّ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۵۳، ابن ماجہ ح ۴۵۶، احمد ج ۱ ح ۵۲۰، مشکوٰۃ ح ۳۸۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۰، مرأۃ ج ۱ ص ۲۷۴، مدرج النبوت، قوت القلوب ج ۱ (۷) احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب (۸) عن عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ احمد ج ۱ ح ۵۲۱، ابن ماجہ ح ۴۶۰، مشکوٰۃ ح ۳۹۳، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۸۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۱۹، مدارج النبوۃ (۹) ترمذی ج ۱ ح ۴۴، موطا امام محمد ح ۵، مدارج النبوۃ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۶، بہار ج ۱ ص ۸۶ (۱۱) عالمگیری ج ۱ ص ۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۸۶، ۹۶ (۱۲) درمختار، شامی، فتاویٰ فیض رسول، انوار الحدیث (۱۳) بہار

۞ ۔مشہور ہے کہ اپنا یا کسی کا سَتر کھلنے یا دیکھنے سے وضوء جاتا رہتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا البتہ وضوء کے آداب میں ہے کہ وضوء کے دوران ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک سب سَتر چھپا ہونا چاہیئے کیونکہ بغیر ضرورت سَتر کھلا رکھنا منع اور دوسروں کے سامنے سَتر کھولنا حرام ہے (۱)

وُضوء کے فرائض:

1۔ مُنہ دھونا:۔ پیشانی کے شروع سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان کی لَو سے بائیں کان کی لَو تک۔

2۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ 3۔ چوتھائی سَر کا مسح کرنا۔

4۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ (۲)۔

اہم بات: یاد رکھیں اعضاء کے دھونے میں اگر بال یا ناخن برابر جگہ بھی خشک رہ جائے تو وضوء نہ ہوگا (۳)۔ کیونکہ (حدیث) آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اُس کے پاؤں میں بقدر ناخن (یا درہم) پانی نہ پہنچا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اِرْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْئَكَ، جاؤ اچھے طریقے سے پھر وضوء کرو" چنانچہ اس نے دوبارہ وضوء کیا (۴)۔ اسی طرح ایک سفر میں پانی کی کمی کی وجہ سے بعض افراد کے پاؤں میں معمولی جگہ خشک رہ گئی تو (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "خشک ایڑیوں کیلئے جہنّم کا عذاب ہے" (۵)۔ اسلئے آٹا، مٹی، پالش، ناخن پالش، اتار کر ہر جگہ تسلّی سے پانی پہنچائیں

وُضوء کے واجبات

وضوء کے واجبات نہیں ہیں (۶)۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ وضوء ایک غیر مقصودی عبادت ہے جس کیلئے مقصودی عبادت کی طرح پورا اہتمام نہیں کیا جاتا لہٰذا اس فرق کو قائم رکھنے کیلئے اس کے واجبات شرع نے مقرر نہیں کیئے ہیں (۷)۔

وُضوء کی سنّتیں:

۞ ۔وضوء کی نیّت کرنا۔ ۞ ۔بِسمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر وضوء شروع کرنا۔ ۞ ۔دونوں ہاتھ کلائی تک 3 بار دھونا۔ ۞ ۔3 بار ناک میں پانی ڈالنا۔ ۞ ۔مسواک کرنا۔ ۞ ۔3 بار کلّی کرنا۔ ۞ ۔

(۱) بہار شریعت (۲) سورۃ المائدہ، ہدایہ ج۱ ص۴، شرح وقایہ ج۱ ص۵۱، کبیری ص۱۷، نور الایضاح، مالا بدمنہ، عالمگیری ج۱ ص۳، ۴، محیط، شرح نقایہ ج۱ ص۴ (۳) مالا بدمنہ (۴) عن انس ؓ، ابوداؤد ج۱ ح۱۷۳، ۱۷۵، نسائی، ابن ماجہ ح۶۰۸، احمد ج۱ ح۵۹۷ تا ۵۹۹، مشکوٰۃ، بلوغ المرام ح۶۰ ص۵۹، نحوہٗ قال سیّدنا عمر ؓ، مسلم ج۱ ح۴۸۴، بیہقی ح۳۳۴ (۵) عن سیّدنا ابن عمر ؓ بخاری ج۱ ح۵۸، مسلم ج۱ ح۴۷۸، ابوداؤد ج۱ ح۹۷، ترمذی ج۱ ح۴۸، ابن ماجہ ح۴۸۶، نسائی ح۱۰۹، ۱۱۰، مسند امام احمد ج۱ ح۵۸۰، مسند امام اعظم ح۵۳، دارمی ح۷۲۹، حاکم ج۱ ح۵۸۰، مشکوٰۃ ح۳۶۶، شعب الایمان ج۳ ح۲۷۱۸، ابن حبان ح۱۰۵۶، ابن خزیمہ ح۱۶۲، بیہقی ح۳۳۱، معجم اوسط ح۷۰۹، ترغیب ج۱ ح۱۴۴، فیوض الباری حصہ ۱ ص۲۹۰، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۲۶۷ (۶) نور الایضاح (۷) نور الانوار۔

داڑھی کا خلال کرنا۔ ❁۔ ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرنا۔ ❁۔ ایک بار پورے سَر کا مسح کرنا ❁۔ کانوں کا مسح کرنا۔ ❁۔ اعضاء کو دھوتے ہوئے ترتیب قائم رکھنا۔ ❁۔ پے در پے دھوتے ہوئے وضوء کرنا۔ ❁۔ تمام اعضاء کا تین تین بار دھونا۔ ❁۔ ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھونا۔ ❁۔ ہر عضو دائیں طرف سے دھونا شروع کرنا۔

❁۔ یاد رکھیں سنّت چھوڑنے سے وضوء ہو جاتا ہے مگر بہت بڑے ثواب سے محرومی ہے (۱)۔

وضوء کے مستحبات:

❁۔ قبلہ رُو اُونچی اور پاک جگہ پر بیٹھنا۔ ❁۔ وضوء میں بلا عذر کسی سے مدد نہ لینا۔ ❁۔ لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھنا بڑا برتن ٹب وغیرہ ہو تو دائیں جانب رکھنا۔ ❁۔ اطمینان سے وضوء کرنا۔ ❁۔ نیّت کا دل میں موجود رہنا۔ ❁۔ نیّت کا زبان سے کر لینا۔ ❁۔ غیر معذور کا نماز کے وقت سے پہلے وضوء کر لینا۔ ❁۔ مٹی کے برتن سے وضوء کرنا۔ ❁۔ آغاز میں بِسْمِ اللّٰہ شریف کے ساتھ دُرود شریف اور کلمہ شریف پڑھنا۔ ❁۔ پانی بہاتے وقت اعضاء پر ہاتھ پھیرنا۔ ❁۔ مُنہ ہاتھ فرض حد سے کچھ آگے تک دھونا۔ ❁۔ دھونے سے پہلے اعضاء پر پانی چپڑنا۔ ❁۔ سیدھے ہاتھ سے کلی کرنا۔ ❁۔ سیدھے ہاتھ سے ناک اور مُنہ میں پانی ڈالنا۔ ❁۔ اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ ❁۔ چھنگلیا سے ناک صاف کرنا۔ ❁۔ دھونے میں تمام اعضاء کا خاص خیال رکھنا اور دائیں جانب سے شروع کرنا۔ ❁۔ پیشانی سے اوپر کا کچھ حصّہ دھونا۔ ❁۔ اُنگلیوں سے ہاتھ پاؤں دھونا شروع کرنا۔ ❁۔ دونوں ہاتھوں سے مُنہ دھونا۔ ❁۔ وضوء کے پانی کے قطروں سے کپڑے بچانا۔ ❁۔ گردن کا مسح کرنا۔ ❁۔ کانوں کے سوراخوں کا مسح کرنا۔ ❁۔ انگوٹھی کو حرکت دینا۔ ❁۔ ہاتھ یا کپڑا سے پانی پونچھنا مگر خشک نہ کرنا۔ ❁۔ وضوء کے بعد ہاتھ نہ جھٹکنا۔ ❁۔ دورانِ وضوء دنیاوی باتیں نہ کرنا۔ ❁۔ وضوء کا بچا ہوا پانی قبلہ رُو کھڑے ہو کر 3 سانس لے کر پینا۔ ❁۔ وضوء کا پانی پاک جگہ گرانا۔ ❁۔ وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا اور ماثورہ دعائیں پڑھنا۔ ❁۔ نوافلِ تحیۃ الوضوء پڑھنا (۲)۔

وضوء کے مفسدات:

❁۔ بول و براز کے راستے سے جب کوئی چیز خارج ہو تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے جیسے پیشاب، پاخانہ،

(۱) بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ، مسند امام اعظم، درمختار، شامی، تنویر الابصار، ہدایہ ج۱ ص۵، شرح نقایہ ج۱ ص۵، کبیری ص۲۸، نور الایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ ص۷ تا ۱۰ (۲) بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، مسند امام اعظم، ردالمحتار، نور الایضاح عالمگیری ج۱ ص۱۰، ۱۱، ۱۲، شرح نقایہ ج۱ ص۹، کبیری ص۳۶۔

کیڑا اور پتھری وغیرہ (۱)۔ کیونکہ (حدیث) حضرت عطاء بن ابی رباح تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جس شخص کے پاخانہ کے راستہ سے کیڑا خارج ہو یا پیشاب کے راستہ سے جُوں وغیرہ جیسی کوئی چیز خارج ہو تو اُس پر دوبارہ وضوء کرنا ضروری ہے'' (۲)۔

۔ ریح خارج ہونے سے وضوء فاسد ہو جاتا ہے اور اس صورت میں نیا وضوء کرنے کیلئے استنجاء ضروری نہیں (۳)۔ بشرطیکہ نجاست واقع نہ ہو۔ اس بارے یہ خیال رہے کہ (حدیث) ''جب کوئی اپنے پیٹ میں (ریح کی) خلش محسوس کرے اور شک ہو کہ ریح خارج ہوئی یا نہیں تو جب تک آواز نہ سن لے یا بُو محسوس نہ کر لے اُس وقت تک مسجد نہ چھوڑے (یعنی وضوء باقی ہے)'' (۴)۔ اور (حدیث) ''وضوء نہیں ٹوٹتا آواز اور بدبُو محسوس کرنے کے علاوہ'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''کوئی نماز نہ چھوڑے یہاں تک کہ ہوا نکلنے کی آواز سُنے یا بدبو پائے'' (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ''تمہاری نماز میں شیطان اس طرح داخل ہو جاتا ہے کہ مقعد سے رِیح نکلتی محسوس کراتا ہے جس سے یہ خیال آتا ہے کہ ریح خارج ہو کر وضوء جاتا رہا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا جب تک یقینی طور پر ریح نہ نکلے نماز نہ چھوڑ'' (۷)۔ اور پھر (حدیث) ''جب شیطان دل میں وسوسہ ڈالے تو کہیں ''تُو جھوٹا ہے'' (۸)۔ یہ اُس صورت میں ہے جب ریح کا وسوسہ پڑے مگر اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ ریح خارج ہوگئی جس کا آپ کو احساس بھی ہو گیا مگر اِس خیال سے کہ آواز یا بُو نہیں آئی اسلئے وضوء قائم ہے، یہ ایک بیہودہ خیال ہے اسی چیز کو بھانپتے ہوئے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم میں سے کوئی نماز میں (آواز سے یا بے آواز) ریح خارج کرے تو وضوء کرے (نماز دوباہ پڑھے)'' (۹)۔

دیکھا گیا ہے کہ ریح خارج ہونے پر لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں، تو اس پر نصیحت فرماتے ہوئے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی اُس پر کیوں ہنستا ہے جو وہ خود بھی کرتا ہے'' (۱۰)

---

(۱) مسند امام زید ص ۵۵، ابن ماجہ، امام احمد، مشکوٰۃ، بلوغ المرام، تنویر، شامی، درمختار، ہدایہ، شرح نقایہ ج۱ ص۹، کبیری ص ۱۲۴، مالابدمنہ، فیوض الباری، عالمگیری ج۱ ص۱۳ (۲) بخاری ج۱ ص۲۹ (۳) مسند امام زید ح ۱۱۳، فتاویٰ نوریہ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، ترمذی ج۱ ح۱۷، مسلم ج۱ ح۷۰۹، مسند احمد ج۱ ح۶۶۴، بلوغ المرام ح۷۷ ص۶۳، دارمی ح۷۴۴، مشکوٰۃ ح۲۸۴، کشف الغمہ ج۱ ص۱۲۲، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۰ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۷۵، مسند احمد ج۱ ح۶۵۹، ترمذی ج۱ ح۷۰، ابن ماجہ ح۵۵۴، عینی ج۱ ص۷۹۴، فیوض الباری ج۱ ص۵۴۴، مشکوٰۃ ج۱ ح۲۸۸، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۲ (۶) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری ح۱۷۵، مسلم، ابوداؤد ج۱ ح۱۷۶، نسائی ح۱۶۰، ابن ماجہ ح۵۵۳، فیوض الباری ج۱ ص۴۵۹ (۷) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۱۶، بزار، بلوغ المرام ح۸۹ ص۶۵، کشف الغمہ ج۱ ص۱۲۳ (۸) عن ابوسعید رضی اللہ عنہ، حاکم ج۱، ابن حبان، بلوغ المرام ح۹۲ ص۶۶ (۹) عن علی بن طلق رضی اللہ عنہ، ترمذی ح۷۲، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، بلوغ المرام ح۳۲۰ ص۹۱، مشکوٰۃ ج۱ ح۲۹۱، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۳ (۱۰) عن عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح۳۶۰۳، کشف الغمہ ج۱ ص۹۲، مرأۃ المناجیح ج۵ ص۱۱۱۔

اِس نصیحت پر کمال عمل حضرت حاتم اصمّ علیہ الرحمۃ نے کیا کہ ایک بار اُن کی بیوی کی ریح آواز سے خارج ہوگئی تو آپ نے اُسے شرمندگی سے بچانے کیلئے فرمایا ''ذرا زور سے بولو میں اُونچا سُنتا ہوں اور پھر آخر زندگی تک بہرے بنے رہے حالانکہ آپ بہرے نہ تھے (۱)۔ اللہ اکبر۔

۞۔ نکسیر آنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (۲)۔ کہ (حدیث) ''جس کو نکسیر آئے دوبارہ وضوء کرے'' (۳)۔ اور (حدیث) ''جب کوئی نماز میں بے وضوء ہوجائے تو اپنی ناک پکڑ لے (کہ جیسے نکسیر آئی ہو) پھر نماز سے باہر چلا جائے'' (۴)۔ اِسی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ واپس پلٹ کر نیا وضوء کرتے تھے'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ کو نماز میں نکسیر پھوٹی تو وہ امّ المؤمنین حضرت سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے پھر آپ کیلئے وضوء کا پانی لایا گیا اور آپ نے وضوء کیا اور پھر نماز کو لوٹ گئے'' (۶)۔ نیز حضرت سیّدنا امام زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جسے مسلسل نکسیر آئے وہ ہر نماز کے آخری وقت میں ہر بار نیا وضو کرے'' (۷)

۞۔ اِسطرح سوجانا کہ مقعد زمین سے اُٹھ جائے اور جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں مفسدِ وضوء ہے (۸)۔ کیونکہ (حدیث) ''آنکھ کا بیدار ہونا (ریح کا) بندھن ہے پس جو سوجائے وہ دوبارہ وضوء کرے'' (۹)۔ اور (حدیث) ''آنکھ دُبر کا بندھن ہے جب آنکھیں سوجاتی ہیں تو بندھن کھل جاتا ہے'' (۱۰) گویا (حدیث) ''جو آدمی چت لیٹ کر سوئے اُس پر وضوء لازم ہے کہ اس طرح اعضاءِ کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں'' (۱۱)۔ ایسے ہی (حدیث) ''جب کوئی (کروٹ کے بَل) لیٹ کر سوئے تو وہ وضوء کرے'' (۱۲)۔ اور (حدیث) ''جو شخص دونوں پاؤں کھڑے کرکے سُرین پر سوجائے یا کھڑا کھڑا سوجائے اُس کا وضوء نہیں ٹوٹتا یہاں تک کہ کروٹ کے بَل سوئے'' (۱۳)۔ نیز (حدیث) ''جو کھڑا کھڑا، بیٹھا

---

(۱) مرقاۃ، مرأۃ المناجیح ج۵ ص۱۱۱ (۲) مسند امام زید ح۱۱۳، شرح نقایہ، کبیری (۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا دارقطنی، ابن ماجہ ح۱۲۷۳، کشف الغمہ ج۱ ص۳۰۳، فیوض الباری ج۱ ص۷۴۴ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ح۱۱۱۴، ابن ماجہ ح۱۲۷۴، دارمی ح۱۱۴۱، ابن خزیمہ ح۱۰۱۹، بیہقی ح۳۱۹۴، مشکوٰۃ ح۹۴۴، حاکم ج۱ ح۶۵۵، ۹۵۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۳۰ (۵) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ماجہ، بیہقی ح۶۵۳، معجم کبیر ح۱۱۳۷۴، مؤطا امام مالک ح۷۹، موطا امام محمد ح۳۶ (۶) عن یزید بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح۸۱، موطا امام محمد ح۳۷ (۷) مسند امام زید ص۱۱ (۸) مسند امام زید ص۵۵، نور الایضاح بہار شریعت، انوار الحدیث (۹) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۵۱۵، طبرانی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح۲۹۳، فیوض الباری ج۱ ص۴۵۰، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۳ (۱۰) عن معاویہ رضی اللہ عنہ احمد ج۱ ح۶۷۸، طبرانی، دارمی ح۷۴۵، دارقطنی، بلوغ المرام ح۸۶ ص۶۵، فیوض الباری ج۱ ص۴۵۱ (۱۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ص۲۷، ترمذی ج۱ ح۷۳، احمد ج۱ ح۶۷۶، بیہقی، مشکوٰۃ ح۲۹۴، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۴، جوہر النقی، شرح مسلم (۱۲) قال سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح۱۴، بیہقی ح۵۷۷، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۳۴ عبدالرزاق ج۱ ص۱۲۹، شرح مسلم (۱۳) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بیہقی، فیوض الباری ج۱ ص۴۵۲۔

بیٹھا یا سجدہ کی حالت میں سو جائے اُس پر وضوء نہیں یہاں تک کہ کروٹ سے سوئے" (۱)۔ جبکہ سجدہ سنّت کے مطابق ادا کیا ہو (۲)۔ اسی بنا پر (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے" (۳)۔ اس کی وضاحت میں ہے کہ کسی چیز سے تکیہ یا ٹیک لگا کر سونا کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو آدمی گر جائے یا کروٹ کے بَل سونا کہ نیند آ جائے مفسدِ وضوء ہے (۴)۔ نیز جب تک سوتے میں گریں نہیں وضوء باقی ہے گرتے ہی جاگ پڑیں پھر بھی وضوء قائم ہے (۵)۔ اِسی طرح سوتے میں آس پاس کی باتیں سُن رہے ہیں تو بھی آپ کا وضوء نہیں گیا (۶)۔ اور نہ ہی کرسی یا گھوڑے پر سُرین رکھ کر بیٹھے بیٹھے سونے سے وضوء ٹوٹتا ہے (۷)۔ یونہی بیٹھے بیٹھے اُونگھنا یا جھونکے لینا یا جھوم کر گر پڑنا اور گرتے ہیں فوراً آنکھ کا کھل جانا بھی مفسدِ وضوء نہیں (۸)۔ کیونکہ (حدیث) "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز (عشاء) کا انتظار کرتے تھے حتیٰ کہ اُن کے سَر (نیند سے) جھک جایا کرتے تھے پھر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور وضوء نہ کرتے تھے" (۹)۔ **ف**:۔ آپکی علمی دلچسپی اور روحانی تراوٹ کیلیئے عرض ہے کہ سو جانے سے وضوء ٹوٹ جانے کے حکم سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ مستثنیٰ ہے بفحوائے حدیث عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا "تَنَامُ عَيْنِىْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ، میری آنکھ سو جاتی ہے لیکن میرا دل نہیں سوتا" (۱۰) اسلیئے (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرّاٹے لے کر سو جاتے تھے پھر اٹھ کر وضو کیئے بغیر نماز پڑھ لیتے" (۱۱)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حالات سے کسی بھی وقت بے خبر نہیں ہیں" (۱۲)۔ سوتے جاگتے، حیات میں اور مزار میں۔

۞۔ ایسی قَے جو کھل کر آئے اور بلا تکلّف روکی نہ جا سکے اُسے منہ بھر قَے کہتے ہیں اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (۱۳)۔ کیونکہ ایک بار (حدیث) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قَے کی تو وضوء فرمایا" (۱۴) مزید

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بیہقی ج ۱ ص ۱۳۲، احمد ج ۱ ح ۶۷۶، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۵۳ (۲) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶ (۳) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ص ۲۹، مؤطا امام محمد ح ۸۰، مصنف عبد الرزاق ج ۱ ص ۱۳۰ (۴) ہدایہ ج ۱ ص ۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶، مالا بدمنہ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷ (۶) در مختار، بہار شریعت عالمگیری ج ۱ ص ۱۷ (۷) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷ (۸) بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷ (۹) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۰۰، ۲۰۱، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۲۹۳، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۳۴ (۱۰) بخاری ج ۱ ح ۱۰۱۷، مسلم ج ۱ ح ۱۶۲۰، ترمذی ج ۲ ح ۴۲۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۰۲، نسائی ح ۱۶۷۸، بیہقی ج ۱، مؤطا امام مالک ح ۲۶۵، مسند احمد ج ۱ ح ۶۷۴، ابن خزیمہ ج ۱ ح ۴۹، ابن حبان ج ۶ ح ۲۴۳۰، عبد الرزاق ج ۳ ص ۳۸، معانی الآثار ج ۱ ص ۲۸۲، مشکوٰۃ ص ۴۷۹، بلوغ المرام ح ۴۰۱ ص ۱۳۶، مدارج النبوت ج ۱ ص ۵۸۲، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۲۳، ۲۶ (۱۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۶۶۱، مسلم ج ۱ ح ۱۶۸۸ تا ۱۶۹۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۰۲ نسائی ج ۱ ح ۴۳۸، ابن ماجہ ح ۵۱۳، مسند احمد ج ۱ ح ۶۷۲، ۶۷۵ (۱۲) مکتوبات امام ربانی مکتوب ۹۹، شرح بخاری ج ۱ ص ۱۶۵ (۱۳) مسند امام زید ح ۱۱۳، نور الایضاح، مالا بدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶، ہدایہ ج ۱ ص ۸، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۰، کبیری ص ۱۲۹ (۱۴) عن ابو درداء رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۸۱، مسند احمد ج ۱ ح ۶۸۷۔

یہ کہ (حدیث) ''جس کو قے، نکسیر یا مَذی آئے وہ نماز سے علیحدہ ہو جائے اور وضوء کرے'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''منہ بھر قے آئے تو وضوء کرنا ضروری ہے'' (۲)۔ اور اگر قے ایک متلی کے ساتھ تھوڑی تھوڑی چند بار آئی جس کا مجموعہ مُنہ بھر قے کے برابر ہو تو مفسدِ وضوء ہے اور اگر ایک متلی سے نہ ہو تو حرج نہیں (۳)۔ نیز یہ بھی خیال رہے کہ یہ قے جو منہ بھر ہوتی ہے پیشاب، پاخانہ کی طرح ناپاک ہوتی ہے۔ اُس کے چھینٹوں سے بچنا چاہئیے۔

❁۔ بدن کے اُس حصہ سے زخم یا پھوڑے سے خون، پیپ، یا زرد پانی کا بہہ جانا جس کا وضوء میں یا غسل میں دھونا فرض ہے مفسدِ وضوء ہے (۴)۔ اگر کسی دوسری جگہ سے خون بہا اور بہہ کر اعضاءِ وضوء یا غسل تک آ گیا تو بھی وضوء فاسد ہوا (۵)۔ اور اگر خون بہہ کر اعضاء وضوء یا غسل تک نہ پہنچا تو مفسد وضوء نہیں ہے جیسے آنکھ کے اندر کوئی پھنسی یا دانہ وغیرہ ٹوٹ گیا اور مواد باہر نہیں نکلا تو وضوء نہیں ٹوٹا کیونکہ آنکھ کے اندر دھونا نہ وضوء میں لازم ہے نہ غسل میں (۶)۔ اور ''اگر مواد باہر نکل آیا تو وضوء ٹوٹ جائیگا''۔ نیز اگر کسی جگہ سے خون بہا نہیں بلکہ اُبھر آیا اور اپنی جگہ ہی رہا تو حرج نہیں (۷) کیونکہ (حدیث) ''ہر بہنے والے خون پر وضوء لازم ہے'' (۸)۔ اور یہ خون ناپاک ہوتا ہے۔

❁۔ دُکھتی آنکھ، چھاتی، کان، ناک یا ناف سے جو پیپ یا مواد درد سے بہہ نکلے مفسدِ وضوء اور نجس ہے (۹)۔ میرے بہت سے بھائی اِس بات سے غافل ہیں، اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ دُکھتی آنکھ اپنے کپڑوں سے پونچھ لیتے ہیں حالانکہ اِس سے وہ کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔

❁۔ پھوڑا، پھنسی یا زخم کو نچوڑا جس سے خون بہہ نکلا تو وضوء ٹوٹ گیا اور اگر خون یا پیپ وغیرہ زخم سے نکلتا رہا اور آپ پونچھتے رہے یوں خون کو بہنے کا موقع نہ مِلا تو اِس صورت میں آپ غور کریں کہ اگر خون نہ پونچھا جاتا تو کیا یہ بہہ جاتا؟ اگر بہہ جاتا تو وضوء ٹوٹ گیا ورنہ نہیں (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے وضو کے بعد ناک مبارک پر انگوٹھا رکھا تو ہلکا سا خون ظاہر ہوا دوبارہ رکھا تو نہیں تھا اس طرح آپ ﷺ نے اسے پونچھ لیا اور دوبارہ وضو نہیں کیا اور نماز کیلئے تشریف لے گئے'' (۱۱)

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ ح ۱۲۷۳، دارقطنی ج ۱ ص ۱۵۵، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۴۷، جاء الحق، فتاوٰی عزیزی (۲) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۶، دارقطنی، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۶ (۳) مالابد منہ، درمختار، جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶ (۴) مسند امام زید ص ۵۵، مالابد منہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۹۰ (۵) جامع صغیر ص ۷، ہدایہ ج ۱ ص ۱۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۰، کبیری ص ۱۳۱، نور الایضاح، مالابد منہ، تنویر الابصار، درمختار بہار شریعت ج ۱ ص ۹۰ (۶) شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۷، مالابد منہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۹۰، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵ (۷) نور الایضاح مالابد منہ، بہار ج ۱ ص ۹۰ (۸) دارقطنی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۲۴ (۹) درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۹۰، رکنِ دین، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵ (۱۱) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ص ۶۱ ح ۱۸۔

❁۔ناک صاف کیا اور جما ہوا خون مسور کے دانہ برابر نکلا تو حرج نہیں بہتا ہوا نکلا تو وضوء فاسد (۲)

❁۔مُنہ سے خون نکلا، اگر تھوک سفید ہے تو حرج نہیں اور اگر خون تھوک پر غالب ہے یا برابر ہے یعنی تھوک کا رنگ سُرخ ہے تو وضوء ٹوٹ گیا اور یہ تھوک بھی ناپاک ہے (۳)۔کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اگر تھوک پر سُرخی غالب ہو تو وضوء کریں اور اگر سفیدی غالب ہو تو وضوء نہ کریں'' (۴)۔ایسے ہی سیّدنا خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ ،سیّدنا امام محمد ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے (۵)

❁۔بواسیر اور استحاضہ کا خون وضوء توڑ دیتا ہے۔اگر ایک نماز کا وقت شروع ہونے سے اُس نماز کے آخر وقت تک اسی حالت میں گزرے اور خون جاری رہے تو اُسے معذور قرار دیا جائے گا۔اب وہ ایک وضوء سے اُس وقت کے اندر اندر جتنی نمازیں فرض، واجب نفل چاہے پڑھے سب درست ہیں اِس خاص صورت میں خون آنے سے اُس کا وضوء نہیں جائے گا۔یہ حکم ہر اُس شخص کیلئے ہے جو اِسی طرح کی کسی بیماری جیسے قطرہ آنا، دست آنا، ریح خارج ہوتے رہنا، زخم سے خون یا پیپ بہتے رہنا وغیرہ میں مبتلاء ہو۔اگر نئی جگہ سے خون نکل آیا یا نئی تکلیف جیسے ریح کا اخراج یا قطرہ کی تکلیف شروع ہوگئی تو وضوء ٹوٹ جائیگا اور اگر دورانِ نماز ایسا ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی (۶)۔

❁۔نشہ ہو جانا، دیوانہ یا بے ہوش ہو جانا یا غشی طاری ہونا مفسدِ وضوء ہے (۷)۔

❁۔نماز میں بالغ افراد کا اتنی آواز سے ہنسنا کہ آس پاس والے سُن لیں یعنی قہقہہ لگانا وضوء اور نماز دونوں کو توڑ دیتا ہے (۸)۔کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسا وہ نماز اور وضوء دہرائے'' (۹)۔اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اُس نے سنا پاس والوں نے نہ سنا تو وضو قائم مگر نماز جاتی رہی، اگر مسکرایا کہ صرف دانت نکلے آواز نہیں نکلی تو اُس سے نہ نماز جائے گی نہ وضوء (۱۰)۔اور اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وضوء نہیں جائے گا (۱۱)۔**ف**:۔یہ خیال رہے کہ بلند آواز سے ہنسنا یعنی قہقہہ لگانا نماز کے علاوہ بھی درست

(۱) درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۹۰، عالمگیری ج۱ ص۱۵ (۲) شرح نقایہ، شرح وقایہ، بہار شریعت ج۱ ص۹۰، نور الایضاح ص۱۲۵، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ ص۱۵ (۳) ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۴۴ (۴) عبد الرزاق ج۱ ص۱۴۸، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۴۴ (۵) بحر الرائق، عالمگیری ج۱ ص۶۳، فیوض الباری ج۱ ص۴۵۴، ہدایہ ج۱ ص۳۹، شرح نقایہ ج۱ ص۳۹، کبیری ص۱۳۳ (۶) درمختار، ہدایہ ج۱ ص۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۲، کبیری ص۱۴۰، نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ ص۱۷ (۷) مسند امام زید ص۱۱۰، درمختار، ہدایہ ج۱ ص۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۲، کبیری ص۱۴۱، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ ص۱۷ (۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج۱ ص۲۴۴ طبرانی معجم کبیر جوہر النقی ج۱، بالفاظ متقاربہ فیوض الباری حصہ ۱ ص۴۴۳ بحوالہ دارقطنی، کشف الغمہ ج۱ ص۱۲۵ (۹) عالمگیری ج۱ ص۱۷ (۱۰) بہار شریعت۔

نہیں کیونکہ (حدیث) ''بہت ہنسنا دل کو مُردہ کردیتا ہے اور چہرہ کا نُور کھو دیتا ہے'' (۱)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جو زیادہ ہنستا ہے وہ علم کی اہمیت کو کھو دیتا ہے'' (۲)۔ اور (حدیث) ''مجلس میں ہر ایک ہنسنے والے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے'' (۳)۔ نیز حضرت عامر بن قیس علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''دنیا میں بکثرت ہنسنے والا جہنم میں خوب روئے گا'' (۴)۔ اسلئے (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تمہیں اس چیز کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ'' (۵)۔ لہٰذا سنت یہ ہے جس کے بارے (حدیث) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھلکھلا کر (قہقہہ لگا کر) ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق اقدس کا تالو یا کو نظر آئے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے'' (۶) اسلئے (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا'' (۷)۔ اور یہی مومن کی شان ہے کیونکہ (حدیث) ''بیشک اللہ کریم جل جلالہ نرم خو اور ہنس مکھ کو پسند فرماتا ہے'' (۸)۔ گویا قہقہہ تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی لگایا ہی نہیں البتہ کبھی کبھار ہنسنا اور بالخصوص مسکرانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنت ہے (۹)۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی خاصیت حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام کے صحیفوں میں بتائی گئی کہ اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا ''میرا بندہ جس کی شان مضبوط ہوگی میں اس پر اپنی وحی نازل کروں گا جو دنیا کی قوموں میں میرے انصاف کا بول بالا کرے گا اور جو کبھی بلند آواز سے نہیں ہنسے گا (۱۰)۔

❁۔ مَنی، مذی اور وَدی خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (۱۱)۔ کہ (حدیث) ''مَذی نکلنے پر وضوء ہے'' (۱۲)۔ اور (حدیث) ''مذی نکلے تو وضوء ہے اور، منی نکلے تو غسل کریں'' (۱۳)۔ نیز منی- سفید گاڑھا لیسدار بہہ جانے والا گاڑھا مادہ جو شہوت سے اور کود کر خارج ہو اور اُس کے بعد بدن میں سستی پیدا ہو، اسی مادہ سے بچّہ پیدا ہوتا ہے (۱۴)۔ مذی- بے رنگ لیسدار بہہ جانے والا گاڑھا مادہ جو بوقتِ شہوت یا محض خیال یا بیوی سے کھیلنے سے نکلے، یہ اُچھل کود کر نہیں نکلتا اور اس سے سستی نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ اسکے نکلنے کا احساس تک نہیں ہوتا (۱۵)۔ ودی- لیسدار سفید مادہ جو گاڑھا منی جیسا

(۱) ابن ماجہ ح ۴۳۰۸، مشکوٰۃ، شعب الایمان، دیلمی ج ۵ ح ۸۳۷۹ (۲) دارمی ج ۱ ح ۶۰۲ (۳) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، تنبیہ المغترین ص ۶۴ (۴) تنبیہ المغترین ص ۶۴ (۵) بخاری ج ۲ ح ۱۷۳۴، مسلم ج ۱ ح ۸۶۴، مؤطا امام مالک ح ۴۴۴ (۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۳ ح ۱۰۲۵، مسلم ج ۱ ح ۱۹۸۳ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۲۶، احمد ج ۶ ص ۶۶، حاکم ج ۲ ص ۴۹۵، مشکوٰۃ ح ۴۵۳۷، ۵۵۶۵، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۰۸ (۷) ترمذی ج ۲ ح ۱۵۷۵، احمد ج ۴ ص ۱۹۱، شعب الایمان ج ۶ ص ۲۵۱، مشکوٰۃ ح ۴۵۴۰، ۵۵۷۲، مرأۃ ج ۶ ص ۳۶۰، شمائل ترمذی ص ۱۶۹ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۶ ح ۸۰۵۶ (۹) انوارِ جمالِ مصطفیٰ (۱۰) سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۴۷ (۱۱) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲ (۱۲) عن مقداد رضی اللہ عنہ، بخاری، مسند امام زید ح ۱۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴۴، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۵۹ (۱۳) ترمذی، ابن ماجہ ح ۵۰۴۳، احمد ج ۱ ح ۶۶۲، دارمی ح ۷۴۶، ابن حبان ح ۱۱۰۳، ابن خزیمہ ح ۲۹۱، بیہقی ح ۳۹۳۱، معجم کبیر ح ۵۵۹۴ (۱۴) ہدایہ ج ۱ ص ۱۱، نصب الرایہ ص ۹۳، مسند امام زید ح ۱۳، ریاض الصالحین، نورالایضاح (۱۵) مراقی الفلاح، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱، نصب الرایہ ص ۹۳، ریاض الصالحین، عالمگیری ج ۱ ص ۱۴

ہوتا ہے ہضم کی خرابی وغیرہ کی وجہ سے پیشاب سے پہلے یا بعد میں خارج ہوتا ہے (۱)۔ عموماً لوگ اس کو دھانت کے نام سے جانتے ہیں۔

۔ مرد یا عورت نے اپنی شرمگاہ کے سوراخ میں خشک روئی وغیرہ رکھی، پھر جب نکالی تو وہ رطوبت سے تر نکلی تو اِس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (۲)۔

۔ مرد کا عضوِ خاص عورت کی شرمگاہ سے یا عورت کی شرمگاہ دوسری عورت کی شرمگاہ سے مِلے جبکہ درمیان میں کپڑا نہ ہو تو دونوں کا وضوء ٹوٹ گیا چاہے عضو سے کچھ بھی نہ نکلے، انتشار ہو یا نہ ہو (۳)۔

۔ سرنج سے خون نکالنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ بہہ جانے کی مقدار میں ہوتا ہے۔

۔ پچھنا یا جونک لگوانے سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے بیشک بدن پر خون کا نشان نہ ہو (۴)۔

وُضوء کے مکروہات:

۔ ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضوء کرنا ۔ ۔ مسجد کے اندر (وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جاتی ہے) وضوء کرنا ۔ ۔ کسی برتن کو اپنے وضوء کیلئے خاص کرنا ۔ ۔ دھوپ سے گرم کئے پانی سے وضوء کرنا کیونکہ (حدیث) "اِس سے بَرص یا کوڑھ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے" (۵) ۔ ۔ ناپاک جگہ پر وضوء کا پانی گرانا ۔ ۔ اعضاء سے مستعمل پانی کے قطرے لوٹے وغیرہ میں گرانا ۔ ۔ وضوء کا مستعمل پانی صاف پانی میں گرانا ۔ ۔ اُلٹے ہاتھ سے کُلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا ۔ ۔ سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا ۔ ۔ جس پانی میں وضوء کریں اُس میں تھوکنا یا ناک سنکنا البتہ جاری پانی میں حرج نہیں ۔ ۔ قبلہ کی طرف مُنہ کر کے تھوکنا یا کُلّی کرنا ۔ ۔ بہت کم یا بہت زیادہ پانی استعمال کرنا ۔ ۔ مُنہ پر زور سے پانی مارنا اور پھونکنا ۔ ۔ ایک ہاتھ سے مُنہ دھونا کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے ۔ ۔ ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کر کے مُنہ دھونا ۔ ۔ گلے کا مسح کرنا ۔ ۔ دورانِ وضوء دنیا کی باتیں کرنا ۔ ۔ 3 دفعہ نئے پانی سے سَر کا مسح کرنا ۔ ۔ اعضاء کا 3 سے زیادہ بار دھونا کیونکہ (حدیث) "جو کوئی اس سے زیادہ کرے اُس نے بُرا کیا اور وہ حد سے بڑھ گیا اور ظلم کیا" (۶)۔ نیز (حدیث) "عنقریب اِس امت میں سے ایک ایسی قوم ہوگی جو وضوء اور دعاء میں

(۱) ہدایہ ج ۱ ص ۱۱، نصب الرایہ ص ۹۳، ۱۲، عالمگیری ج ۱ ص ۱۴ (۲) در مختار، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۱۴ (۳) ہدایہ، نہایہ، در مختار، نور الایضاح، مالابدمنہ، بہار شریعت رکنِ دین (۴) شرح وقایہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵ (۵) قال سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دارقطنی، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۲ ح ۴۴۹، مرأۃ ج ۱ ص ۳۰۳ ح ۴۴۹، جواہر الحدیث ص ۱۹۲، احیاء العلوم، کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۰ (۶) عن عمرو بن شعیب تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ماجہ ح ۴۵۷، ابوداؤد و نسائی ح ۱۴۰، مشکوٰۃ ح ۳۸۳، ابن خزیمہ، مرأۃ ج ۱ ص ۲۷۳، احیاء العلوم

حد سے تجاوز کریگی"(۱)۔ ✿ -وضوء کا بچا ہوا پانی پھینک دینا- ✿ -کسی کا یا اپنا ننگا سَتر دیکھنا۔ ✿ -وضوء کے بعد ہاتھ جھٹکنا۔ افسوس کہ بعض لوگ وضوء کے بعد ایسا کر کے پانی کے مستعمل قطرے مسجد میں گرانے کے عادی ہوتے ہیں حالانکہ بمطابق حدیث یہ "شیطان کا پنکھا" ہے (۲)۔

جن چیزوں سے وضوء نہیں ٹوٹتا:

✿ -وضوء کیا تھا مگر اب یاد نہیں کہ وضوء ہے یا نہیں اور کوئی مفسد وضوء عمل بھی یاد نہیں تو وضوء قائم ہے۔ البتہ کر لینا بہتر ہے (۳)۔

✿ -ناخن کاٹنے یا بال کٹوانے سے وضوء نہیں جاتا (۴)۔

✿ -پسینہ یا آنسو آنے اور جُوں، مچھر یا پسّو کے کاٹنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا (۵)۔

✿ -بیوی کا بوسہ لینے، اُسے چھونے یا اُس کے عضوِ مخصوص کو ہاتھ لگانے سے وضوء نہیں جاتا (۶) اور نہ ہی اپنی شرمگاہ کو چھونے سے وضوء جاتا ہے (۷)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "وہ (شرمگاہ) بھی تو انسانی جسم کا حصّہ ہے" (۸) اس مسئلہ کی مزید تفصیل طحاوی اور نیل الاوطار میں موجود ہے (۹)۔

✿ -اگر کان، ناک یا کسی زخم سے کیڑا نکلے تو وضوء نہیں ٹوٹتا (۱۰)۔

وضوء کے طبّی فوائد:

وضوء میں بیشمار طبّی فوائد مضمر ہیں جنہیں آج کے مشاہدات و جدید تحقیق نے آشکار کیا ہے۔ جن میں سے بعض فوائد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

✿ -ایک شخص کو دائمی نزلہ تھا اور ناک بند رہتی تھی حکیم سعید نے اُنہیں بطور نسخہ لکھ کر دیا کہ 5 وقت نماز پڑھیں اور وضوء میں ناک اچھّی طرح صاف کریں بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔

✿ -پھیپھڑوں کو جو ہَوا درکار ہوتی ہے اس میں 80% رطوبت یعنی تَری اور 90 ڈگری درجہ حرارت درکار ہوتی ہے، چنانچہ ناک تقریباً چوتھائی گیلن نمی پیدا کرتا ہے اور درجہ حرارت کو معتدل کرتا ہے جس

---

(۱) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ابوداود ج۱ ح۹۶، احمد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح۴۸۴، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۲۷۳ (۲) بخاری، مسلم، ابوداود، ابن ماجہ، نسائی، ترمذی، مظاہر حق، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، درمختار، شامی، نورالایضاح، مدارج النبوت، انوارالحدیث ص۱۳، فتاوٰی نوریہ، احیاء العلوم، قوت القلوب ج۲، عالمگیری ج۱ ص۱۳، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۸۹، رکنِ دین (۳) کبیری ص۱۴۵ (۴) کبیری ص۱۴۵ (۵) عالمگیری، درمختار (۶) ابوداود ج۱ ح۱۷۸، ابن ماجہ ح۵۴۱، ترمذی، نسائی ج۱ ح۱۶۵، احمد ج۱ ح۶۸۵، مسند امام زید ح۶، ابن حبان، موطا امام محمد، طحاوی، بلوغ المرام، عالمگیری، نورالایضاح، فیوض الباری ج۱ ص۴۵۵ (۷) مسند امام زید ح۷، نورالایضاح (۸) عن سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ، ابوداود ج۱ ح۱۸۲، ترمذی ج۱ ح۹۷، نسائی، ابن ماجہ ح۵۲۱، مسند امام احمد ج۱ ح۶۸۳، طحاوی، فیوض الباری ج۱ ص۴۴۹، مشکوٰۃ ح۲۹۶، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۲۳۵ (۹) فیوض الباری ج۱ ص۴۴۹ (۱۰) نورالایضاح۔

کیلئے اُسکے اندر کے غیر مرئی رووں (Invisible small hair) اور اُسکے دفاعی نظام لائزوزیم (Lysozyme) کی صفائی سے تقویت دینا ضروری ہے جو کہ وضوء سے ہو جاتی ہے۔

ﷲ اکبر۔ امریکن کونسل فار بیوٹی (American Council for Beauty) کی سرکردہ لیڈی ممبر بیچر نے کہا کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیائی لوشن کی ضرورت نہیں کہ وضوء سے اُن کے چہرہ کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے (۱)۔

ﷲ اکبر۔ محکمہ ماحولیات کے ماہرین اور جلد کے ڈاکٹرز (Skin Specialists) کے مطابق چہرے کو دن میں بار بار دھونے سے اُس کا کئی امراض جیسے جلد کی رنگت کی تبدیلی، چہرے کی الرجی، کیل مہاسے اور گرمی دانے سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے اور چہرے کا مساج ہو کر حُسن بڑھ جاتا ہے (۲)۔

ﷲ اکبر۔ آنکھوں کی تَری کم ہونے کی وجہ سے نظر کی کمزوری اور اندھا پن ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، وضوء میں بھوؤں کو دھونے سے یہ بیماری نہیں لگتی (۳)۔

ﷲ اکبر۔ ایک یورپی ڈاکٹر نے ایک مقالہ Eye Water & Teeth میں لکھا کہ آنکھوں کو روزانہ کئی بار دھویا جائے ورنہ کئی امراضِ چشم پیدا ہونے کا شدید ڈر ہے (۴)۔

ﷲ اکبر۔ بیلجیئم یونیورسٹی کے ایک طالبعلم کو اسلام کی دعوت دی گئی اور اسے وضوء کے کچھ فوائد بتائے گئے اگلے دن یونیورسٹی کے غیر مسلم پروفیسر نے بتایا کہ گردن کی پشت پر روزانہ چند بار چند قطرے پانی لگا دیں تو ریڑھ کی ہڈی اور حرام مغز کے امراض سے تحفظ ہو جاتا ہے۔ وضوء میں گردن کے مسح کی یہ سائنسی حکمت سُن کر وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ یعنی وہ بات جو ہزارہا تحقیق کے بعد ایک پروفیسر آج بتا رہا ہے پیارے آقا کریم ﷺ نے بغیر تحقیق کے سینکڑوں سال پہلے بتا دی تھی۔

ﷲ اکبر۔ ایک نومسلم انگریز ڈاکٹر نے بتایا کہ گردن کا مسح کرنے سے گردن کا سرطان (Cancer) نہیں ہوتا

ﷲ اکبر۔ فرانس میں ایک پاکستانی مسلمان کو وُضوء کرتے دیکھ کر پاگل خانے کے ایک ڈاکٹر نے تعجب سے کہا کہ مَیں اپنے مریضوں کو روزانہ دن میں 3 بار بطور علاج ایسا کرواتا ہوں اور تم روزانہ 5 بار ایسا کرتے ہو تو مَیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسلمان 5 وقت ایسا کریں تو وہ کبھی پاگل نہ ہونگے۔

ﷲ اکبر۔ یورپ اور جرمنی کے کئی ڈاکٹروں نے پاگل پن اور نفسیاتی مریضوں کو وضوء کی طرح کا عمل دن میں چار پانچ بار کرایا جس سے کئی مریض ٹھیک ہو گئے اور کئی بہت بہتر ہو گئے۔ اللہ اکبر۔

ﷲ اکبر۔ ایک امراضِ قلب کے ڈاکٹر (Heart Specialist) کا دعوٰی ہے کہ بلڈ پریشر کے مریض

(۱)۔۔تا۔۔(۴) نماز اور جدید سائنس از الحاج ڈاکٹر خلیل احمد قادری۔

کو وضوء کراؤ، اُس کا بلڈ پریشر لازمی کم ہو جائے گا اور امراضِ قلب کو فائدہ ہو گا۔
۔ تحقیق ہے کہ وضوء کی طرح اعضاء کو ترتیب وار دھونے سے لقوہ اور فالج کا تدارک ہوتا ہے۔
۔ وضوء کی برکت سے امراضِ جلد، ایگزیما، پھپھوندی کی بیماریاں، چھوت کی امراض کے جراثیم (Contagious Germs)، سر درد، ضربِ گرمی، ضربِ سورج (Sun Stroke)، گردن کی بیماریاں اور گردن توڑ بخار کا تدارک ہوتا ہے (۱)۔

وُضوء میں مسواک کی فضیلت:

مسواک کرنا پیارے رسولوں کی پیاری سنّت ہے (۲)۔ خصوصاً حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی 30 سنّتوں میں سے یہ ایک سنّت ہے۔ مسواک میں اللہ کریم عزوجل اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِس پیاری سنّت کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ جب گھر تشریف لاتے، سونے لگتے، یا سو کر اُٹھتے تو مسواک فرماتے (۳)۔ اور (حدیث) آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے "جب بھی حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے مجھے مسواک کی تاکید کرتے گئے یہاں تک کہ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ مَیں مُنہ کا اگلا حصّہ چھیل ڈالوں گا" (۴)۔ اور (حدیث) "یہاں تک کہ مجھے اپنے دانتوں کے گرنے کا خوف ہونے لگا" (۵)۔ نیز (حدیث) مکّی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے مسواک کا اتنا حکم دیا گیا کہ گمان ہونے لگا کہ عنقریب اس بارے قرآن اترے گا" (۶) کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی تاکید میں یہاں تک ارشاد فرمادیا کہ (حدیث) "اگر مَیں اپنی اُمت کیلئے مشکل نہ جانتا تو نماز کیلئے ہر وضوء میں مسواک کا حکم کرتا" حاکم میں ہے "فرض کر دیتا" (۷) اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمادیتے تو وہ شریعت بن جاتا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے چاہیں تو ایک کام کو لازم قرار دیں چاہیں تو چھوڑ دیں۔ سبحان اللہ۔ یہ حدیث اور اس طرح کی کئی احادیث پیارے مختار نبی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع اختیارات کے بارے میں قوی دلائل ہیں۔

(۱) نماز اور جدید سائنس از الحاج ڈاکٹر خلیل احمد قادری (۲) ترمذی، ترغیب (۳) بخاری ج۱، مسلم، ابوداوٗد، احمد ج۱ ح۴۸۰، مشکوٰۃ ح۳۴۷، ۳۴۸، ۳۵۲، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۵۸ (۴) عن ابواُمامہ رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۱۷۴، ابن ماجہ ح۳۰۶، مشکوٰۃ ح۳۵۵، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲۶۱، کشف الغمہ ج۱ ص۱۱۴ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، طبرانی، ترغیب ج۱ ح۱۳۷ (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۶۷۴، مسندابی یعلیٰ، ترغیب ج۱ ح۱۳۶ (۷) عن علی رضی اللہ عنہ، مسندامام زید ح۲۶، بخاری ج۱ ح۴۰۷، مسلم ج۱ ح۴۹۷، ترمذی ج۱ ح۲۰، ابوداوٗد ج۱ ح۴۶، نسائی ح۷، ابن ماجہ ح۳۰۴، ابن حبان ح۱۵۳۱، ابن خزیمہ ح۱۳۹، مؤطاامام مالک ح۱۴۷، احمد ج۱ ح۳۷۴ تا ۴۷۶، بیہقی ح۱۴۷، معجم کبیر ح۵۲۲۳، نسائی ح۷، ابن خزیمہ ح۱۳۹، ابویعلیٰ ح۶۲۷۰، بلوغ المرام ح۳۵ ص۵۴، حاکم ج۱ ح۵۱۶، ۵۱۷، مشکوٰۃ ح۳۴۶، مرأۃ ج۱ ص۲۵۷، شعب الایمان ج۳ ح۲۷۶۹، نیل الاوطار ج۱ ص۱۰۱، دارمی ح۷۰۶، ترغیب ج۱ ح۱۳۳، ابن ابی شیبہ ح۱۷۸۶، فیوض الباری حصہ۴ ص۴۸۔

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء میں مسواک کی اتنی تاکید اسلئے فرمائی کہ (حدیث) "وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے وہ 70 گنا افضل ہے اُس نماز سے جو بے مسواک پڑھی جائے" (۱)۔ اس روایت میں یہ افضلیت 70، دوسری میں 99 اور ایک اور جگہ 400 گنا درج ہے (۲)۔ اور پھر (حدیث) "جب بندہ مسواک کے ساتھ وضوء کر کے نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ قریب ہو کر اپنا مُنہ اُس نمازی کے مُنہ سے مِلا لیتا ہے اور نمازی جو تلاوت کرتا ہے وہ فرشتے کے پیٹ میں چلی جاتی ہے، اسلئے اپنے مونہوں کو قرآن پاک کیلئے صاف ستھرا رکھا کرو" (۳)۔ نیز (حدیث) "اپنا منہ مسواک سے پاکیزہ اور صاف رکھو اس لئے کہ یہ تلاوت قرآن کا راستہ ہے" (۴)۔ سبحان اللہ۔ اور (حدیث) "مسواک مُنہ کی پاکیزگی اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے" (۵)۔ اس سے فرشتوں کو راحت ملتی ہے اسی بناء پر وضوء اور مسواک گویا لازم وملزوم ہیں۔

مسواک کیا پیاری سنّت ہے کہ جس میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے (۶)۔ اِس کے استعمال میں 70 فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مَرتے وقت انشاءاللہ کلمہ نصیب ہوگا (۷)۔ آمین۔ اِسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مسواک سے محبت کا یہ عالم تھا کہ "بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو چلتے پھرتے مسواک اپنے کانوں پر رکھ لیا کرتے تھے" (۸)۔ جیسے (حدیث) "حضرت سیّدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز کیلئے یوں آتے تھے کہ اُن کی مسواک اُن کے کان پر ہوتی جیسے کاتب کے کان میں قلم، جب بھی نماز کو کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے پھر وہاں ہی (کان میں) مسواک رکھ لیتے" (۹)۔ دعوتِ اسلامی کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ قائم رکھے جس نے دیگر کئی سنّتوں کے ساتھ ساتھ اِس پیاری پیاری سنّت پر خاص توجہ دی یہی وجہ ہے کہ آج ہر اسلامی بھائی کی جیب پر مسواک سجی ہوتی ہے بلکہ یوں کہیے کہ سینے پر سجی ہوتی ہے، تو پھر کیوں نہ ہم بھی اس سنّت پر قربان قربان ہو جائیں، آمین

مسواک کے آداب:

۞ ۔ مسواک کی لمبائی زیادہ سے زیادہ ایک بالشت ہونی چاہیئے اِس سے لمبی پر شیطان سواری کرتا

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، احمد ج ۱ ح ۲۷۷، ابن ابی شیبہ، ابونعیم، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۷۳، حاکم ج ۱ ح ۵۱۵، زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۹۵، احیاء العلوم، مشکٰوۃ ح ۳۵۸، ترغیب، مراۃ ج ۱ ص ۲۶۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۱۴ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ترغیب ج ۱ ح ۱۳۹ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۲۷، ابن ماجہ، شعب الایمان ج ۲ ح ۲۱۱۶، ترغیب ج ۱ ح ۱۳۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۱۵ (۴) کنز العمال ج ۱ ص ۶۰۳، ۶۱۱، حافظ قرآن (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری، نسائی ح ۵، مسند شافعی، احمد، دارمی، مشکٰوۃ ح ۳۵۰، مراۃ ج ۱ ص ۲۵۹ (۶) فضائل مسواک (۷) نہایۃ الامل (۸) ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی شیبہ، احیاء العلوم (۹) عن ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۷، مشکٰوۃ ح ۳۵۹، مراۃ ج ۱ ص ۲۶۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۱۴

ہے اور اگر اِس سے چھوٹی ہو تو حرج نہیں جبکہ موٹائی چھنگلیا کے برابر ہونی چاہئے (۱)۔

۔ مسواک کی لکڑی نرم ریشوں والی، گرہ کے بغیر اور سیدھی ہونی چاہیے (۲)۔

۔ پیارے آقا کریم ﷺ تلخ (کڑوی) لکڑی سے مسواک کرنا پسند فرماتے تھے۔ جس میں حکمت یہ ہے کہ لعاب باریک نالیوں کے ذریعے بکثرت خارج ہو کر مُنہ کو اندر سے دھوڈالتا ہے اور مضر جراثیم اور فاسد ہواؤں کی زہر ختم ہو جاتی ہے اسلئے سب سے افضل مسواک پیلو کی، پھر زیتون اور پھر نیم کی ہے۔ جبکہ خوشبودار، پھولدار، پھلدار، انار اور نرکل کی لکڑی کی مسواک منع ہے (۳)۔ الحاصل پیلو، زیتون نیم، کیکر، سُکھ چین، پھلاہی، کرنج وغیرہ کڑوے خشک وتَر ہر قسم کی مسواک کا استعمال عمدہ ہے (۴) عالمگیری ج۱ص۸ میں ہے کہ مسواک تازہ ہو تو بہتر ہے اگر ممکن نہ ہو تو اسے بھگو کر استعمال کر لیں۔

۔ مسواک کے ریشے ایک ہی طرف سے بنائیں۔ نیز ریشے روزانہ یا اکثر کاٹتے بھی رہیں۔

۔ مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑیں کہ چھنگلیا (little finger) مسواک کے نیچے ہو 3 اُنگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو (۵)۔ کہ یہ ضرور خیال رہے کہ مسواک کو مُٹھی سے نہ پکڑیں کہ اِس سے بواسیر ہونے کا خدشہ ہے (۶)۔

۔ مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اوپر والے دانتوں کو دائیں جانب سے کرتے ہوئے بائیں جانب جائیں پھر اسی ترتیب سے نچلے دانتوں کو مسواک کریں (۷)۔ اور خیال رہے کہ (حدیث) "مسواک دانتوں کے عرض میں کریں یعنی اوپر نیچے کریں" (۸)۔ کیونکہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ مسواک عرضاً کرتے تھے طول میں نہیں کرتے تھے" (۹)۔ یوں کم از کم 3 بار دائیں بائیں اوپر نیچے مسواک کریں اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئیں (۱۰)۔

۔ مسواک کرنے کے بعد اُسے چوسنا نہیں چاہئیے کہ اندھا ہونے کا خطرہ ہے بلکہ اُسے دھولیں ورنہ شیطان اُسے استعمال کرتا ہے (۱۱)۔

۔ مسواک کو دھو کر کھڑی حالت میں اِس طرح رکھیں کہ ریشے اوپر کی جانب ہوں، اِدھر اُدھر ہرگز نہ پھینکیں کہ یہ آلہِ ادائے سنّت رسول کریم ﷺ ہے ورنہ پاگل ہونے کا خطرہ ہے (۱۲)۔

(۱) عالمگیری ج۱ص۸، فیوض الباری حصہ ۱ص۵۳۱، شرح نقایہ ج۱ص۶ (۲) درمختار، شامی، بحرالرائق، شرح نقایہ (۳) شامی درمختار، عالمگیری، کبیری ص۳۳، طحطاوی، طبرانی، ابونعیم (۴) کبیری ص۳۳ (۵) شامی، بحرالرائق، طحطاوی علی المراقی، بیہقی فیوض الباری حصہ ۱ص۵۳۱، عالمگیری ج۱ص۸ (۶) درمختار (۷) بحرالرائق، بہارشریعت، شرح نقایہ ج۱ص۶، کبیری ص۳۳ (۸) ابوداود ج۱، شرح نقایہ، کبیری، عزیزی شرح جامع صغیر (۹) عن عائشہ ؓ ابن عساکر، ابونعیم، کنزالعمال ج۹ص۲۷۶ (۱۰) شامی (۱۱) درمختار، شامی (۱۲) فیوض الباری حصہ ۱ص۵۳۱، درمختار، بہارشریعت۔

۞ ۔ باہم رضامندی سے ایک دوسرے کا مسواک دھوکر استعمال کرنا جائز ہے(۱)۔

۞ ۔ اگر مسواک نہ مل سکے تو۔(1) (حدیث) آقا کریم ﷺ کا فرمان یاد رکھیں کہ ''اُنگلیاں مسواک کے قائم مقام ہیں لہٰذا اُنگلی سے دانت مانجھ لیں'' (۲)۔ اور عالمگیری ج ۱ ص ۸ میں ہے کہ ''دائیں ہاتھ کی اُنگلی سے مسواک کا کام لیں''۔ اور اگر دانت ہیں ہی نہیں تو بھی مسوڑھوں پر اُنگلی پھیر لیں سنّت ادا ہو جائیگی۔ (2) دوسری صورت میں کسی موٹے کپڑے سے دانت صاف کرلیں (۳)۔

۞ ۔ مسواک لیٹ کر نہیں کرنا چاہیئے کہ اِس سے تلی بڑھتی ہے (۴)۔

۞ ۔ مسواک کی سنّت صرف مردوں کیلیئے ہی مخصوص نہیں بلکہ انہیں فضائل وثواب کے ساتھ عورتوں کیلیئے بھی سنّتِ رسولِ عربی ﷺ ہے۔

مسواک کے طبّی فوائد:

۞ ۔ مسواک کے استعمال میں 70 بیماریوں کی شفاء ہے۔

۞ ۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات ہیں کہ مسواک سے قوتِ حافظہ بڑھتی ہے، دردِ سر اور رگوں کو سکون ملتا ہے، بلغم دُور، نظر تیز، معدہ درست اور عقل بڑھتی ہے پیٹھ مضبوط قوّت باہ میں اضافہ اور بڑھاپا دیر سے آتا ہے (۵)۔

۞ ۔ ایک نو مسلم (سوئٹزرلینڈ) کو مسوڑھوں اور دانتوں کی مرض لگ گیا، ڈاکٹر کی دوا سے کوئی فائدہ نہ ہوا مگر مسواک کے چند روزہ استعمال سے ہی زبردست افاقہ ہوا جس سے عیسائی ڈاکٹر حیران رَہ گیا۔

۞ ۔ 80% امراضِ معدہ دانتوں کی خرابی سے ہوتی ہیں جو کہ مسواک سے دُور ہو جاتی ہیں۔

۞ ۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی میں تحقیق کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا کہ کیڑہ لگنے، میل کچیل اور منہ کے جراثیم کے خلاف جو طاقت مسواک میں ہے وہ دنیا کے کسی ٹوتھ پیسٹ میں نہیں ہے۔

۞ ۔ مجھے (محمد حسن فخری کو) دانتوں کی درد کی تکلیف رہتی تھی مَیں نے ٹوتھ پیسٹ چھوڑ کر مسواک کا استعمال شروع کر دیا تو چند ہی دنوں میں درد غائب ہو گئی اور پھر نہیں ہوئی اب بھی مسواک چھوڑ دوں تو درد محسوس ہونے لگتی ہے مگر الحمدللہ مسواک کرنے سے درد ختم ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔

۞ ۔ مسواک سے ابتدائی ایڈز کا تدارک، منہ کا پکنا، منہ کے کناروں کا پھٹنا، موتی لائیزز، ٹانسلز، پائیوریا اور منہ کی بدبو سے نجات مل جاتی ہے۔

(۱) ابوداؤد ج ۱ (۲) ابن عدی، دارقطنی، بیہقی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۱۶، نماز حنفی مدلل ص ۲۱ (۳) بیہقی، بحر الرائق، طحطاوی، مراقی الفلاح (۴) درمختار، شامی (۵) شعب الایمان ج ۳ ح ۶۷۷۲۔

- **ٹوتھ پیسٹ کی خرابیاں:** برش اور پیسٹ کے بنانے میں حرام بالوں یا اجزا کے استعمال کا قوی امکان رہتا ہے اسلئے اِس کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے اور پھر سنّت بہر حال مسواک ہی ہے۔ یہ مسواک کا نعم البدل نہیں، بلکہ برش اور ٹوتھ پیسٹ کے استعمال میں کئی ایک خرابیاں ہیں جیسے [1] دانتوں پر جراثیم ایک باریک تہہ کی صورت میں جم جاتے ہیں جو دھونے سے بھی نہیں جاتے بلکہ نشوونما پاتے رہتے ہیں۔[2] دانتوں پر لگی قدرتی چمکیلی پالش اتر جاتی ہے۔[3] مسوڑھے گھس کر اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔[4] دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں۔[5] دانت ہلنے لگتے ہیں۔ [6] دانتوں میں خلاء پیدا ہو جاتا ہے۔[7] اِس خلاء میں خوراک کی ذرات پھنس کر گل سڑ کر جگہ بنا کر معدہ کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔[8] نظر کمزور ہو جاتی ہے۔[9] انتوں میں درد رہنے لگتا ہے۔

جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا

(ح) ''آقا کریم ﷺ نے ہمیں کبھی کبھار ننگے پاؤں رہنے کا حکم دیا'' (عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ح ۲۳۱۲ص ۲۲۵)۔ (ح) ''دنیا کی طرف سے اعراض اور بے رخی اختیار کر لو تو اللہ کریم جل جلالہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے اعراض اور بے رخی اختیار کر لو تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے'' (عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، ترغیب والترہیب ج ۴ص ۵۶۲ح ۴۸۵۵، ابن ماجہ) (ح) ''جو شراب پیئے گا اس کی 40 دن تک نماز قبول نہ ہوگی'' (عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۵ ح ۵۵۸۰)۔ (ح) ''تم اپنے بھائی کی آنکھ میں معمولی سا تنکا بھی دیکھ لیتے ہو اور اپنی آنکھ کے شہتیر کو بھول جاتے ہو'' (عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن حبان، ترغیب والترہیب ج ۴ص ۲۱۲ح ۴۰۲۴)۔ (ح) ''آدمی اپنے بچے کو ادب سکھائے یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے'' (عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۶ ح ۸۶۵۶، ترغیب والترہیب ج ۳ص ۶۸ ح ۱۶۸۷)۔ (ح) ''آدمی کیلئے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے'' (عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۱ص ۲۲۴ ح ۳۸۲)۔

باب۔۸

احکامِ تیمّم

(القرآن) ''وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰٓى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ،

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفعِ حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو، پس اپنے مُنہ اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرو'' (۱)۔

تیمم کی ابتداء:

باقی اُمتوں کی نسبت اُمتِ محمّدیہ پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے جو خاص کرم نوازیاں فرمائیں اگر اُن کا تذکرہ کرنے لگ جائیں تو دفتروں کے دفتر بھر جائیں اور (القرآن) ''اگر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتیں گنو تو اُنہیں شمار نہ کر سکو گے'' (۲)۔ اُس نے ہمیں ہر عبادت کی روح اور ہر ریاضت کی اصل دی، اور تمام نبیوں کا نبی اور اپنا وہ پیارا حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمال کرم و احسان فرما کر ہمیں عنایت فرمایا کہ جس کیلئے سب کچھ بنایا اور اپنا پسندیدہ دین اسلام ان پر مکمّل کر دیا اس دین کی تکمیل میں ہر وہ عمل شامل فرما دیا جو اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور رِضا تھی یہاں تک کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی رِضا کو اس دین کی تکمیل میں شامل فرما کر افضلیتِ امت کا احساس دلایا (القرآن) ''اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا'' (۳)۔ تیمّم بھی اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی ایک ایسی ہی عنایت ہے جو وُضوء یا غسل کے قائم مقام کے طور پر طہارت و پاکیزگی کا اسلامی شعار ہے۔ اور وہ پیار جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہے اُس کا یوں اظہار فرمایا (القرآن) ''وَلَا تَقۡتُلُوۡٓا اَنۡفُسَكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا، اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو بیشک اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے'' (۴)۔ یوں تیمّم کی اجازت صرف دین اسلام کے ماننے والوں کو ہی دی گئی۔

شریعتِ دینِ محمدی میں آغازِ تیمّم کا قصّہ کچھ یوں ہے کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم 57 سال 5 ماہ کی عمر مبارک میں 2 شعبان 6ھ بمطابق 27 دسمبر 626ء بروز پیر کو غزوہ ''بنی المُصطَلِق'' جسے ''غزوہ مُریسِیع'' اور ''غزوہ محارب'' اور ''غزوہ اعاجیب'' بھی کہتے ہیں کے سفر پر تشریف لے گئے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 28 دن اس جنگ کے سلسلے میں باہر رہے اِسی سفر میں تیمّم کا آغاز ہوا۔ (۵)۔

(۱) سورۃ المائدہ، ۶ (۲) سورۃ ابراہیم، ۳۴ (۳) سورۃ ابراہیم، ۳۴ (۴) سورۃ النساء، ۲۹ (۵) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۶۲ ۳۶۳، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰۳، رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۱۸۹، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۸۶۔

لشکرِ اسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رات کو ایک بیابان میں اُترا جس کا نام "بیداء یا ذات الجیش یالات الجیش" تھا اس علاقہ کا نام "صلصل" تھا۔ جہاں پانی نہ تھا حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس جگہ ظفار شہر کا سیاہ و سفید نگینوں سے بنا ہوا ہار ٹوٹ کر گرا اور گم ہو گیا جو کہ آپ نے اپنی بہن حضرت سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مستعار لے رکھا تھا۔ جس کی قیمت 12 درہم تھی۔ چنانچہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ روک لیا اور دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہار تلاش کرنے کا حکم فرمایا جن میں ایک حضرت سیّدنا اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ تھے اور خود اِسی جگہ قیام فرمایا۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پانی نہ تھا۔ اِس پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ نے اپنی بیٹی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کو ڈانٹا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس جگہ پریشانی کے عالم میں روک رکھا ہے جہاں پانی نہیں ہے۔ اُدھر وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہار تلاش کرنے نکلے تھے اُنہوں نے نماز کا وقت آنے پر بغیر وضوء نماز پڑھ لی اور جب حاضر ہوئے تو سب بات سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ اِس موقعہ پر حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تیمّم کے متعلق سورۃ النساء کی مذکورہ بالا آیات لے کر تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِس پر بہت خوش ہوئے اس خوشی میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ عائشہ سے فرمایا "تمہارا ہار کس قدر بابرکت ہے"۔ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "خدا کی قسم بیٹی! جیسا کہ تم خود بھی جانتی ہو تم بہت مبارک ہو"۔ نیز نقباء میں سے حضرت سیّدنا اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے "اے صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی وساطت سے مسلمانوں پر بہت سی مختلف برکات نازل ہوئیں، اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تم پر بھی برکات کا نزول فرمائے"۔ اور پھر عجیب یہ ہوا کہ جب حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ کھڑا کیا گیا اور جانے کی تیاری ہونے لگی تو وہ ہار اُن کے اُونٹ کے نیچے سے یا کجاوے کے نیچے سے مِل گیا۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اِس میں خاص حکمت تھی جس کی وجہ سے ہار پوشیدہ رکھا گیا تا کہ آیاتِ تیمّم کا نزول ہو۔ سبحان اللہ (۱)۔

(حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب ہمیں پانی نہ ملے تو زمین کی مٹی ہمارے لئے پاکیزگی کا ذریعہ بنادی گئی" (۲)۔ نیز (حدیث) "پاک مٹی مسلمان کیلئے پاکیزگی کا ذریعہ (وضوء) ہے

(۱) بخاری ج۱ ح۳۳۴، ۳۳۶، مسلم ج۱ ح۸۰۷، نسائی ح۳۰۸، ۳۱۲، ابن ماجہ ح۶۱۰، ابوداؤد ج۱ ح۳۱۷، ۳۲۰، احمد ج۱ ح۸۵۲ دارمی ح۷۶۹، ابن حبان ح۱۳۰۰، ابن خزیمہ ح۲۶۱، بیہقی ح۹۶۹، معجم کبیر ح۱۲۹، عبدالرزاق ح۸۸۰، موطا امام محمد ح۷۳، موطا امام مالک ح۱۲۳، مدارج النبوۃ، تفسیر خزائن القرآن، کشف الغمہ ج۱ ص۱۴۸، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ ۲ ص۶۵، معارج النبوۃ ج۳ ص۲۲۳، سیرۃ حلبیہ ج۲ ص۳۳۹ تا ۳۵۱ (۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ مسلم، مشکوٰۃ ح۴۸۳، بلوغ المرام ح۱۳۷ ص۷۴، مرآۃ ج۹ ص۳۶۸

اگرچہ 10 برس تک پانی نہ پائے"(۱)۔

تیمَم کاطریقہ:

(حدیث) "اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ،

تیمّم میں 2 ضربیں ہوتی ہیں ایک چہرے کیلئے اور ایک کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے"(۲)۔

۔تیمّم کی **نیّت** کرنا ضروری ہے۔جس کیلئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ "یا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ میں پاکی کیلئے تیمّم کی نیّت کرتا ہوں" **پھر** بِسْمِ اللہ شریف پڑھیں **پھر** دونوں ہاتھ پاک مٹی یا جنس مٹی پر ماریں کہ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں"(۳)۔نیز (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ہم نے ایک ضرب زمین پر ماری چہرہ کیلئے"(۴)۔اس طرح کہ تمام اُنگلیاں اور ہتھیلی زمین کے ساتھ لگ رہی ہوں اُنگلیاں کھلی ہوں۔**پھر** ہاتھوں کو ذراسا آگے پیچھے کھینچیں پھر اُٹھالیں **پھر** اگر ہتھیلی پر گرد زیادہ لگ گئی ہو تو نیچے دیئے طریقہ کے مطابق ہاتھوں کو جھاڑ لیں (۵)۔کہ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو جھاڑا"(۶)۔**پھر** ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک اور پیشانی اور ٹھوڑی کے نیچے تک دونوں ہاتھوں کو مُنہ پر تسلّی سے اس طرح پھیریں، کہ ناخن برابر جگہ بھی مسح سے خالی نہ رہے ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔**پھر** دوبارہ زمین پر دونوں ہاتھوں سے پہلے کی طرح ضرب لگائیں کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو پھر ہم نے دوسری ضرب زمین پر ماری ہاتھوں کیلئے کہنیوں سمیت"(۷)۔**پھر** بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کا مسح کریں اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا مسح کریں کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخِ انور اور دونوں ہاتھوں پر مسح فرمایا"(۸)۔ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ دونوں کہنیوں تک تیمّم کرتے تھے"(۹)۔طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے کے علاوہ 4 اُنگلیوں کا پیٹ دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں کے سِروں کے نیچے رکھیں اور مسح کرتے ہوئے کہنیوں سے آگے تک جائیں۔**پھر** ہاتھ اُٹھائے بغیر بازو کے اوپر والے حصّہ پر ہتھیلی اور اُنگلیاں پھیرتے ہوئے

(۱) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، احمد، ابوداود ج۱ ح۳۳۳، ترمذی ج۱ ح۱۱۶، نسائی ح۳۲۰، ابن حبان، حاکم ج۱ ح۶۲۷، دارقطنی، مشکوٰۃ ح۴۸۷، فیوض الباری حصّہ۲ ص۶۷، مرأۃ ج۱ ص۳۲۱ (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱، دارقطنی ج۱ ص۱۸۰، حاکم ج۱ ح۶۳۳، معجم کبیر ح۱۳۳۶۶، بلوغ المرام ح۱۴۱ ص۴۷، عمدۃ القاری ج۴ ص۳۷، نحوہ مسند امام زید ح۴۵ (۳) عن سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۲۸، ابن ماجہ ح۶۱۱، بلوغ المرام ح۱۳۹ ص۴۷، فیوض الباری حصّہ۲ ص۷۳ (۴) عن عمار رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۶۱۳، بزار نصب الرایہ، فیوض الباری حصّہ۲ ص۷۵ (۵) ہدایہ ج۱ ص۲۵، شرح نقایہ ج۱ ص۲۶، کبیری ص۶۲ (۶) عن عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح۱۱۲ (۷) عن عمار رضی اللہ عنہ، بزار نصب الرایہ، فیوض الباری حصّہ۲ ص۷۵ (۸) عن عمار رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۳۳۳، مسلم، بلوغ المرام ح۱۳۹ ص۴۷، فیوض الباری حصّہ۲ ص۷۳ (۹) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح۱۲۳

واپس کلائی تک آئیں۔ انگوٹھے سے دوسرے انگوٹھے کا مسح کریں اور اُنگلیوں سے اُنگلیوں کا خلال کریں۔ **پھر** اسی طرح دوسرے ہاتھ کا مسح کریں۔ تیمّم مکمل ہوا(۱)۔ سرکار کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ایسے ہی صحابہ کرام کرتے تھے جیسا کہ (حدیث) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ **جُرُف** سے آئے اور جب ''مِربَد'' پہنچے اور پڑاؤ ڈالا تو تیمّم کیلئے پاک مٹی سے اپنے منہ کا مسح کیا پھر ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا پھر نماز پڑھی'' (۲)۔

وجوبِ تیمّم:

درج ذیل صورتوں میں تیمّم کرنے کی اجازت ہے۔

☆۔(حدیث) ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے'' آپ حضور ﷺ نے فرمایا ''مٹی لے لو یعنی اس سے تیمّم کرلو وہ تیرے لئے کافی ہے'' (۳)۔ لہٰذا اگر چاروں طرف ایک ایک شرعی میل (کوس) سفر تک پانی موجود نہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔ البتہ اگر علم نہ ہو تو تلاش کرنا ضروری ہے، بلا تلاش تیمّم جائز نہیں (۴)۔ یاد رکھیں ایک شرعی میل (کوس) 4000 قدم کا ہوتا ہے جو کہ انگریزی پیمانہ کے مطابق تقریباً ایک کلومیٹر 829 میٹر بنتا ہے۔

☆۔اگر پانی ملنے کی توقع ہو تو پانی کی تلاش یا انتظار کریں اور تیمّم کو نماز کے آخر وقت تک مؤخر کریں (۵)۔ کہ (حدیث) ''جب پانی نہ ملے تو تیمّم کو (نماز کے) آخر وقت تک مؤخر کرو'' (۶)۔ اور ''اگر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی بعد میں پانی مِل گیا تو نماز کا اعادہ ضروری نہیں'' (۷)۔ نیز اگر کوئی پانی کی فراہمی کا وعدہ کرے تو نماز کے آخری وقت تک تاخیر کرنا ضروری ہے۔ اِسی طرح اگر کسی نے پانی نکالنے کیلئے ڈوری، کپڑا یا ڈول لانے کا وعدہ کیا تو جب تک نماز کے قضاء ہونے کا ڈر نہ ہو تاخیر واجب ہے (۸)

☆۔آپ کا گمان غالب ہے کہ چاروں طرف ایک شرعی میل کے اندر اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں اور اگر آپ نے اس صورت میں نہ تو پانی تلاش کیا نہ کوئی ایسا ہے جس سے اس بارے پوچھیں یوں آپ نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی مگر بعد معلوم ہوا کہ پانی تو یہاں سے قریب ہی ہے تو اس نماز کا اعادہ نہیں مگر اب پانی ملنے کی وجہ سے تیمّم جاتا رہا۔ اور اگر کوئی بتانے والا وہاں تھا مگر

(۱) درمختار، نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ ص ۴۶، ہدایہ ج۱ ص ۲۵، شرح نقایہ ج۱ ص ۲۵، ۲۶، کبیری (۲) عن سیدنا نافع بن علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۱۲۳، بیہقی ح ۹۴۰ (۳) عن عمران رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح ۳۳۸، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۸۵ (۴) مالابد منہ، ہدایہ ج۱ ص ۲۴، شرح نقایہ ج۱ ص ۲۴، کبیری ص ۶۷، تنویر الابصار، عالمگیری ج۱ ص ۴۱ (۵) عالمگیری ج۱ ص ۴۴ (۶) قال سیدنا علی رضی اللہ عنہ، زجاجۃ المصابیح ص ۱۴۹، نور الایضاح (۷) ہدایہ ج۱ ص ۲۸، شرح نقایہ ج۱ ص ۲۷، مطابق احادیث ابن ابی شیبہ ج۱ ص ۱۶۰، عبد الرزاق ج۱ ص ۲۲۸ ج۲ ص ۲۲۹، بخاری ج۱ ح ۳۲۷، دارقطنی ج۱ ص ۱۸۶ (۸) نور الایضاح۔

آپ نے پوچھا نہیں اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تو اب اس نماز کا اعادہ ضروری ہے (۱)۔

☆۔پانی ایک شرعی میل کے فاصلے پر ہے اگر ملنے کی امید ہو تو آخر وقت تک نماز میں تاخیر کرنا مستحب ہے اور نہ ملنے کی امید ہو تو بلا تاخیر تیمّم کر کے نماز پڑھ لے بشرطیکہ وقت تنگ ہو (۲)۔

☆۔آپ کے پاس پانی تو ہے مگر آگے راستہ ایسا ہے کہ دُور دُور تک پانی نہ مل سکے گا جس سے پیاسا رہنے کا خطرہ ہو تو تیمّم کر لیں (۳)۔

☆۔پانی تو ہے مگر حاصل کرنا مشکل ہے جیسے کنواں یا نالہ گہرا ہے یا نکالنے کا آلہ نہیں ہے وغیرہ (۴)۔

☆۔پانی اتنا کم ہو کہ غسل یا وضوء کرنے سے خود یا آپ کا ساتھی یا آپ کا پالتو جانور پیاس سے نڈھال ہو نگے یا آٹا گوندھنے کیلئے ضرورت ہو جبکہ مزید پانی ملنے کی امید بھی نہیں تو تیمّم کر لیں (۵)۔

☆۔مسافر نے راستہ میں کسی جگہ پانی پایا مگر پوچھنے پر پتا چلا کہ یہ پینے کیلئے ہے تو تیمّم جائز ہے اور اگر بتانے والا کوئی نہ ہو تو اگر پانی کم ہو تو تیمّم کر لیں، پانی زیادہ ہو تو اُس پانی سے وضوء کر لیں (۶)۔

☆۔پانی کی طرف جانے سے دشمن، سانپ، درندہ یا چور کا خطرہ ہو یا قرض خواہ سے بے آبروئی کا شدید خوف ہو تو تیمّم کر لیں (۷)۔

☆۔آپ کے پاس پانی تو ہے مگر بھول گئے ہیں اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائیگی (۸)۔

☆۔پانی فروخت ہوتا ہے اور خریدنے کیلئے رقم نہیں یا فروشندہ دوگنا قیمت مانگے تو تیمّم جائز ہے (۹)

☆۔وضوء کر کے نماز پڑھیں تو قافلہ نکل جانے یا گاڑی چلی جانے یا ساتھی کے چھوٹ جانے کا قوی امکان ہو تو تیمّم کر لیں (۱۰)۔

☆۔وہ نمازیں جن کا خلیفہ (بدل) نہیں جیسے نمازِ گہن یا نمازِ عید کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر لیں مگر نماز جمعۃ المبارک کیلئے تیمّم جائز نہیں کیونکہ اس کا خلیفہ نمازِ ظہر موجود ہے (۱۱)۔

☆۔اگر پانی نہ ہو اور تلاشِ پانی میں نماز جنازہ فوت ہو جانے کا ڈر ہو تو تیمّم کر لیں (۱۲)۔ کہ (حدیث) "جب تمہیں اندیشہ ہو کہ نماز جنازہ نہیں ملے گی اور تم وضوء نہیں کر سکتے تو تیمّم کر لو اور نماز جنازہ

(۱) بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۴۴ (۲) تنویر الابصار، عالمگیری ج۱ ص۴۷، نور الایضاح (۳) عالمگیری (۴) ہدایہ ج۱ ص۲۷، شرح وقایہ ج۱ ص۲۵، کبیری ص۷۰، ۸۵، نور الایضاح، مالابد منہ، فیوض الباری حصّہ ۲ ص۷۱، عالمگیری ج۱ ص۴۳ (۵) قال علی ﷺ مسند امام زید ح۴۴، عالمگیری ج۱ ص۴۲، درمختار، شرح نقایہ ص۲۵، مالابد منہ، نور الایضاح (۶) بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۴۶ (۷) درمختار، ہدایہ ج۱ ص۲۷، شرح وقایہ ج۱ ص۲۵، کبیری ص۷۰، ۸۵، نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ص۴۲ (۸) عالمگیری ج۱ ص۴۳، ۴۷ (۹) عالمگیری ج۱ ص۴۲ (۱۰) شرح نقایہ، بہار شریعت (۱۱) درمختار، شامی، ہدایہ ج۱ ص۲۹، نقایہ ج۱ ص۲۵، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۴۸، شرح وقایہ (۱۲) عالمگیری ج۱ ص۴۸، شرح وقایہ ج۱ ص۳۸، ہدایہ ج۱ ص۲۸، نقایہ ج۱ ص۲۵، کبیری ص۸۱

پڑھ لو'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا جب تیرے پاس جنازہ آجائے اور تُو بے وضوء ہو تو تیمّم کر لیا کر'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا جبکہ وہ وضوء سے نہیں تھے تو اُنہوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھا دی'' (۳)۔ اِس سے معلوم ہوا کہ تنگی وقت میں تیمّم کر کے بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں کیونکہ اس نماز کا خلیفہ نہیں۔

☆۔(حدیث) ''اگر کسی کو جہاد میں زخم آجائے اور پھر اسی حالت میں اس کو غسل کی حاجت ہو جائے لیکن غسل کرنے میں جان کا خطرہ محسوس کرے تو تیمّم کر لے'' (۴)۔

☆۔اگر بدن کا اکثر یا نصف حصّہ زخمی ہو تو تیمّم کریں اور اگر زیادہ حصّہ صحیح ہو تو دھوئیں اور زخمی حصے کا مسح کریں دھونے اور تیمّم کو اکٹھا نہ کریں (۵)۔

☆۔ایسی بیماری کہ وضوء یا غسل کرنے سے بحکمِ دین دار حکیم یا ڈاکٹر مرض بڑھنے یا دیر سے اچھا ہونے کا اندیشہ ہو تیمّم جائز ہے (۶)۔ نیز (حدیث) ''اگر کسی مریض کے پاس پانی موجود ہو لیکن اُسے پانی پکڑانے والا کوئی نہیں اور مریض خود نہیں لے سکتا تو وہ مریض تیمّم کر سکتا ہے'' (۷)۔

☆۔شدید سردی ہو یا پانی شدید سرد ہو کہ نہانے یا وضوء کرنے سے بیمار ہونے یا فوت ہو جانے کا قوی امکان ہو یا سردی سے بچنے کیلئے رضائی وغیرہ نہ ہو یا پانی گرم کرنا مشکل ہو تو تیمّم جائز ہے (۸)۔ جیسا کہ روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے شدید سردی کی وجہ سے غسل نہ کیا اور تیمّم کر کے نماز فجر پڑھا دی اور آقا کریم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے انہیں کچھ نہیں کہا (۹)۔

☆۔آپ مسجد میں سوئے تھے جب اُٹھے تو غسل کی حاجت پائی۔ اب اِسی جگہ بیٹھے بیٹھے فوراً تیمّم کریں پھر مسجد کے کسی قریبی راستہ سے فوراً نکل جائیں کیونکہ جنبی مسجد میں نہیں ٹھہر سکتا (۱۰)۔

یہاں یہ بات ضرور یاد رہے کہ معتکف کے بغیر کسی کا مسجد میں سونا منع ہے اسلئے اگر سونا ہی ہو تو چاہیئے کہ اعتکاف کی نیّت کر کے مسجد میں سوئیں نیز بہتر تو یہ ہے کہ اپنے پاس ایک کچّی اینٹ وغیرہ رکھ لیں تا کہ اُس سے تیمّم کر سکیں۔ اور اگر ایسا بندوبست نہیں کیا اور کوئی چیز تیمّم کیلئے موجود نہیں تو باہر

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، المبسوط، ذیلعی ج۱ ص۸۱، حاشیہ عالمگیری ج۱ ص۴۸، طحاوی ج۱ ص۶۴، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۲۲ (۲) زجاجۃ المصابیح ص۱۴۹، نمازِ نبوی (۳) الجوہر النقی ج۱ ص۵۹ (۴) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، دار قطنی، حاکم ج۱، بزار ابن خزیمہ، بلوغ المرام ج۱ (۵) نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۴۳ (۶) ہدایہ، شرح وقایہ، کبیری، نور الایضاح، مالابد منہ، فیوض الباری حصّہ۲ ص۷۱، عالمگیری ج۱ ص۴۲ (۷) قال سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ بخاری، ہدایہ ج۱ ص۲۵، شرح وقایہ ج۱ ص۲۴، کبیری ص۶۶، فیوض الباری حصّہ۲ ص۷۱ (۸) عالمگیری ج۱ ص۴۲، ہدایہ، شرح وقایہ، کبیری، نور الایضاح، مالابد منہ (۹) بخاری ج۱ ح۳۳۵، ابوداود ج۱ ح۳۳۴، حاکم ج۱ ح۶۲۸، دار قطنی ج۱ ص۱۷۸، فتح الباری ج۱ ص۳۸۵، فیوض الباری حصّہ۲ ص۸۲ (۱۰) در مختار، قانون شریعت، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۳۸۔

نکلنے کیلئے جرابیں پہن لیں یا کوئی کپڑا اچھال لیں اور اُس کے اوپر سے گزر جائیں اگر کوئی اور صورت نہ ہو تو کسی چھوٹے رستہ سے دری یا چٹائی کے اوپر سے گزر جائیں۔

☆۔سلام کا جواب دینے یا دُرود شریف اور وظائف پڑھنے یا سونے یا بے وضوء مسجد میں جانے یا زبانی قرآن کریم پڑھنے کیلئے تیمّم جائز ہے اگر چہ پانی پر قدرت ہو(۱)۔کہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ (قضائے حاجت کے بعد) چاہ جُمل سے تشریف لا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے اُسے جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب متوجّہ ہوئے اور مُنہ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر سلام کا جواب دیا"(۲)۔

تیمّم کے بعض دیگر مسائل:

۞۔ تیمّم پاک مٹّی یا جنس مٹّی سے کرنا جائز ہے۔ جنس مٹّی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو نہ جلانے سے جل کر راکھ ہو اور نہ پگھلانے سے پگھلے اور نہ نرم ہو جیسے چکنی یا کلر والی مٹّی، ریت، سیمنٹ، پتھر، پختہ فرش، ڈھیلا، چونا، کچّی اینٹ، پتّھر، کچّی دیوار، سُرمہ، نمک، گیرو، مُردار سنگ، زبرجد، یاقوت، ہڑتال طبقی ہڑتال ورقی، گُلِ ارمنی، لاجورد، ابرگ، سنکھیا وغیرہ۔نیز پختہ اینٹ، اور پختہ اینٹ کی دیوار اور مٹّی کے پکے ہوئے برتن پر تیمّم جائز ہے لیکن اگر اس پر کسی ایسی چیز کا رنگ ہو جو جنس مٹّی سے نہ ہو تو تیمّم جائز نہیں۔اور غلّہ، لکڑی، تانبا، پیتل، قلعی، لوہا، سونا، چاندی، راکھ، شیشہ، دَری، گدا اور جمے ہوئے پانی پر تیمّم جائز نہیں کیونکہ ان میں سے بعض میں جلنے اور بعض میں نرم ہونے اور پگھلنے کی خاصیت ہے۔اگر ان چیزوں پر اتنی گرد مٹّی ہو کہ ہاتھ مارنے سے اُنگلیوں کے نشان بن جائیں تو پھر جائز ہے(۳)

۞۔وضوء اور غسل کیلئے تیمّم کا طریقہ ایک جیسا ہی ہے دونوں کیلئے ایک ہی تیمّم کافی ہے(۴)۔

۞۔مُنہ اور ہاتھ کا وہ حصّہ جو وُضوء میں دھونا فرض ہے اُس کا تیمّم میں مسح کرنا بھی ضروری ہے مگر ناک اور مُنہ کے اندر مسح نہیں(۵)۔

۞۔ہاتھ زمین پر مارنے سے اگر بھبھوت لگ جائے تو زائد مٹی 3 طریقوں سے جھاڑ سکتے ہیں۔ 1-دونوں انگوٹھوں کا بیرونی حصّہ ایک دوسرے سے سدلیں۔2-دونوں شہادت کی اُنگلیوں کی اَطراف ایک دوسرے سے ماریں۔3-پھونک مار کر اتاریں(۶)۔کہ (حدیث)"کہ پیارے آقا کریم ﷺ

(۱) بہار شریعت ج۱ص۱۰۹ (۲) عن ابو جُہَیم رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۳۳۷، مسلم ج۱ح۳۶۷، نسائی ح۳۰۹، ابوداود ج۱ح۳۲۹ احمد ج۱ح۸۵۶، کشف الغمہ ج۱ص۹۵، دارقطنی ج۱ص۱۷۷، فیوض الباری حصّہ ۲ص۷۲ (۳) درمختار، تنویر، ہدایہ ج۱ص۲۶، شرح نقایہ ج۱ص۲۶، شرح وقایہ، کبیری ص۷۶، ۷۹، نورالایضاح، بحرالرائق، بدائع الصنائع، محیط سرخسی، کفایہ ج۱ص۲۷، شامی مالابد منہ، عالمگیری ج۱ص۴۰ (۴) ہدایہ ج۱ص۲۵، کبیری ص۸۱ (۵) عالمگیری ج۱ص۴۱ (۶) بہار شریعت، عالمگیری ج۱۔

نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھران کو پھونکا'' (۱)۔ تالی بجانے کے انداز میں ہرگز نہ جھاڑیں کہ ہتھیلیاں ایک دوسرے سے لگنے سے مستعمل ہوجائیں گی اور مسح کے قابل نہ رہیں گی۔

۞۔ اگر یقین ہو کہ اس جگہ پیشاب کیا ہوا ہے یا کسی وجہ سے جگہ ناپاک ہے مگراب دھوپ سے خشک ہوگئی ہے تو وہ زمین پاک ہوگئی اُس جگہ نماز جائز ہے مگر تیمّم درست نہیں (۲)۔

۞۔ داڑھی کا خلال کرنا اور مونچھوں، بھوؤں اور ہونٹوں پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے (۳)۔

۞۔ انگوٹھی، چھلا اور چوڑیوں کو ہلایا ہٹا کر اُن کے نیچے بھی مسح کریں (۴)۔

۞۔ جھاڑو دینے، دیوار گرنے یا کسی وجہ سے مُنہ اور ہاتھ جو کہ کہنیوں تک ننگے تھے ان پر گرد و غبار پڑ گئی اور آپ نے تیمّم کی نیّت کر کے زمین پر ہاتھ مارے بغیر اسی گرد بھرے منہ اور ہاتھ کا مسح کرلیا تو اس سے تیمّم ہوگیا (۵)۔

۞۔ کپڑے یا تکیہ وغیرہ پر غبار پڑا ہے جس پر دونوں ہاتھ مارے جب غبار دونوں ہاتھوں پر لگ جائے تو اس سے تیمّم کرنا درست ہے (۶)۔

۞۔ جس عذر کی بناء پر تیمّم کیا جونہی وہ عذر ختم ہوا تیمّم بھی ٹوٹ گیا جیسے پانی نہ ملنے پر تیمّم کیا تو جونہی پانی مل گیا تیمّم ختم ہوگیا (۷)۔

۞۔ اگر کوئی شخص خود تیمّم نہ کرسکے تو کوئی دوسرا اپنے ہاتھ زمین پر مار کر تیمّم کرا سکتا ہے (۸)۔

۞۔ آپ نے تیمّم کر کے نماز شروع کی کہ دورانِ نماز کسی کے پاس یا کسی جگہ سے پانی کی خبر مل گئی تو نماز توڑ کر وضوء کریں اور نماز دوبارہ پڑھیں، ورنہ نماز نہ ہوگی بشرطیکہ گمان غالب ہو کہ مانگنے سے پانی مِل جائے گا۔ اور اگر نماز نہ توڑی بعد میں پانی والے نے مانگنے پر یا بلا مانگے پانی دے دیا تو اب وضوء کر کے نماز لوٹانا ضروری ہے (۹)۔

۞۔ کچھ لوگوں نے تیمّم کر رکھا تھا کہ کہیں سے کچھ پانی مِلا۔ پانی کے مالک نے لوگوں سے کہا ''تم میں سے جو شخص چاہے اس پانی سے وضوء کرلے'' تو اگرچہ تیمّم والے سینکڑوں ہوں سب کا تیمّم ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر پانی کا مالک ایک یا دو کا نام لے کر کہے تو صرف اُن کا تیمّم ٹوٹے گا باقی کا نہیں (۱۰)۔

۞۔ اگر پانی نہ مِلے یا وہ عذر ختم نہ جس سے تیمّم کیا تو ایک تیمّم سے کئی وقتوں کی نمازیں پڑھ سکتے ہیں

(۱) عن عمار رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۳۳۸، نسائی ح ۳۱۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۳۲۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۳۷ (۲) بہار شریعت (۳) عالمگیری، بہار شریعت (۴) درمختار، مالابدّ منہ، عالمگیری ج ۱ ص ۴۰ (۵) بہار شریعت، شرح وقایہ، عالمگیری ج ۱ ص ۴۱ نورالایضاح (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۴۱ (۷) ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، مالابدّ منہ، انوار الحدیث، تنویر، بہار شریعت (۸) درمختار، شامی (۹) مالابدّ منہ، الاشباہ والنظائر، عالمگیری ج ۱ ص ۴۴، شرح وقایہ، بہار شریعت (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۴۶، شرح وقایہ، شامی

جب تک کہ تیمّم قائم رہے(۱)۔ کہ (حدیث) حضرت سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب تک آدمی کو حدث نہ ہو (وضوء ٹوٹنے کا کوئی عمل نہ ہو) تیمّم کافی ہے" (۲)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے وضاحت فرمائی کہ "مجھے اس مضمون کی کوئی صحیح حدیث نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہو کہ ہر نماز کیلئے نیا تیمّم کیا جائے" (۳)۔

❀۔ امام تیمّم کر کے نماز پڑھا سکتا ہے کہ (حدیث) "سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امامت کروائی اس حال میں کہ وہ تیمّم کئے ہوئے تھے" (۴)۔ نیز اگر مقتدی وضوء والے ہوں اور امام تیمّم والا تو نماز جائز ہے (۵)

❀۔ ایک تیمّم سے نماز وقتی، قضاء، نوافل، جنازہ اور سجدۂ تلاوت ادا کر سکتے ہیں (۶)۔ اس کے حق میں ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۶۰ عن ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ و عن عطاء بن ابی رباح تابعی علیہ الرحمۃ، عبدالرزاق ج ۱ ص ۲۱۵ عن حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ و سعید بن مُسَیَّب تابعی علیہ الرحمۃ و امام زہری تابعی علیہ الرحمۃ بخاری ج ۱ ص ۴۹ عن حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ روایات درج ہیں۔

❀۔ جن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اُن چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے (۷)۔

تیمم کے فرائض:

1- تیمّم کی نیّت کرنا۔ اگر ہاتھ مٹّی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیّت نہ کی تو تیمّم نہ ہوگا۔

2- سارے مُنہ پر ہاتھ پھیرنا۔ اس طرح کہ ناخن یا بال برابر جگہ خالی نہ رہے۔

3- دونوں ہاتھوں کا اُنگلیوں اور کہنیوں سمیت مسح کرنا کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے (۸)۔

تیمم کی سنتیں:

❀- بسم اللہ شریف کہنا- ❀- ہاتھوں کو زمین پر مارنا اور ذرا کھینچنا- ❀- اُنگلیاں کھلی رکھنا- ❀- زمین پر ہاتھ مار کر اُلٹ دینا- ❀- ہاتھوں کو جھاڑ لینا مگر اس طرح کہ تالی نہ بجے- ❀- ترتیب سے تیمّم کرنا- ❀- پہلے مُنہ اور پھر ہاتھوں کا مسح کرنا- ❀- پے در پے مسح کرنا- ❀- پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا- ❀- داڑھی کا خلال کرنا- ❀- اُنگلیوں کا خلال کرنا (۹)۔

موزوں پر مسح کرنا:

(حدیث) "حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو سیاہ وسادہ

(۱) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۶ (۲) عبدالرزاق، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۶ (۳) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۶ (۴) بخاری، ابن ابی شیبہ، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۷ (۵) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۷ (۶) نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ج ۱ ص ۴۶ (۷) درمختار، ہدایہ ج ۱ ص ۲۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۲۷، کبیری ص ۸۴، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۷۶، عالمگیری ج ۱ ص ۴۴ (۸) ہدایہ، شرح وقایہ، کبیری، نور الایضاح، مالابد منہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۰۸، قانونِ شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۳۸، ۳۹ (۹) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۴۶، بحر الرائق، نہر الفائق۔

موزے بھیجے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا اور ان پر مسح فرمایا" (۱)۔ اسلئے "موزوں (Stockings) پر مسح کرنا سنّت ہے"۔ نیز (حدیث) "پیارے آقا کریم علیہ السلام نے موزوں پر مسح فرمایا" (۲) نیز (حدیث) "پیارے آقا کریم علیہ السلام نے وضوء کیا اور موزوں پر مسح فرمایا اور اس سے 5 نمازیں ادا فرمائیں" (۳)۔ آپ علیہ السلام کے موزوں پر مسح کرنے کو 40 یا 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل فرمایا ہے (۴)۔ امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے موزوں پر مسح کے بارے 153 احادیث جمع کی ہیں (۵)۔ (حدیث) حضرت سیّدنا عمر بن عبدالبر تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تمام اہل بدر، اہل حدیبیہ، مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور فقہاء مسلمین موزوں پر مسح کے قائل ہیں" (۶)۔ جیسا کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے وضو کیلئے منہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور سر کا مسح کیا اور پھر موزوں پر مسح کیا اور پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھی" (۷)۔ اسلئے موزوں پر مسح کو جائز اور سنّت سمجھنا چاہیے۔ حضرت امام کرخی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو اسے جائز نہ مانے اُس کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے" (۸)۔

مسح کے فرائض: مسح کے 2 فرائض ہیں:۔

1۔ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی 3 اُنگلیوں کے برابر کرنا۔ 2۔ مسح موزے کی پیٹھ پر کرنا۔

مسح کرنے کا طریقہ:

مسح میں نیّت شرط نہیں تاہم کر لینی چاہیئے پھر دونوں ہاتھوں کو تر کر کے دائیں ہاتھ کو ہتھیلی اور اُنگلیوں سمیت دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں کے موزے کے اگلے حصّہ پر اُوپر کی جانب رکھیں، اُنگلیوں کو کھولے ہوئے ٹخنوں سے اُوپر تک مسح کرتے ہوئے آئیں، پاؤں کے نچلے حصّہ کا مسح نہیں (۹)۔ کیونکہ (حدیث) "پیارے مکّی مدنی آقا علیہ السلام موزوں کی پشت (اوپر کے حصّہ) پر مسح فرماتے تھے" (۱۰)۔ نیز خیال رہے کہ صرف اُنگلیوں کے پوروں سے مسح کرنا اور جڑوں اور ہتھیلیوں کو دُور رکھنے سے مسح نہیں ہوگا (۱۱)۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مسح کرنے کیلئے اُنگلیوں کا تر ہونا

(۱) عن بریدہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۲۶۷، ابن ماجہ ح۵۹۸، احمد ج۱ ح۶۳۶ (۲) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۹۹، ۲۰۰، مسلم ج۱ ح۵۳۶، ۵۴۰، ترمذی ج۱ ح۹۲، نسائی ح۱۲۱، ۱۷، ابن ماجہ ح۵۹۳ تا ۵۹۷، احمد ج۱ ح۶۲۷ تا ۶۳۵، دارمی ح۳۶۷، ابن خزیمہ ح۱۵۱۵، بیہقی ح۱۲۰۷۴، معجم اوسط ح۱۳۸۹، حاکم ج۱ ح۶۰۶، معجم کبیر ح۸۶۶، کشف الغمہ ج۱ ص۱۳۲، فیوض الباری حصّہ۱ ص۴۸۸ (۳) عن بریدہ رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح۵۶ (۴) ہدایہ، شرح نقایہ ج۱ ص۲۸، کبیری ص۱۰۴ (۵) شرح معانی الآثار، فیوض الباری حصّہ۱ ص۴۸۸ (۶) فیوض الباری حصّہ۱ ص۴۸۸ (۷) عن سعید اشعری تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح۶۷ (۸) فقہ اکبر امام ابوحنیفہ ص۳۶، بہار شریعت (۹) شرح وقایہ ج۱ ص۹۹، ہدایہ ج۱ ص۳۱، کبیری ص۱۱۰، عالمگیری ج۱ ص۵۰، ۵۱ (۱۰) عن مُغیرہ رضی اللہ عنہ، ابوداود ج۱ ح۱۶۱، ترمذی ج۱ ح۹۱، مشکوٰۃ ح۴۷۹، کشف الغمہ ج۱ ص۱۳۳، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۱۷ (۱۱) کبیری، شرح وقایہ، عالمگیری ج۱ ص۵۰۔

ضروری ہے ہاتھ دھونے کے بعد جو تری باقی رہ جاتی ہے اس سے مسح درست ہے(۱)۔

مسح کی مدّت:

مکمّل وضوء کر کے موزے پہنیں (۲)۔ کیونکہ سرکار کریم ﷺ نے وضوء کے دوران موزوں کا مسح فرمایا اور (حدیث) ارشاد فرمایا "میں نے یہ موزے طہارت (وضوء) کے ساتھ پہنے تھے" (۳) نیز (حدیث) "آپ ﷺ موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیتے تھے جبکہ وہ طہارت سے پہنے ہیں" (۴) لہذا (حدیث) "جب پاکیزگی کی حالت میں تم نے موزے پہن لئے تو ان پر مسح کرو" (۵)۔ اسلئے پاؤں دھونے سمیت پہلے مکمل وضوء کریں اور پھر موزے پہن لیں پھر جب یہ وضوء ٹوٹ جائے تو مقیم اُس وقت سے لے کر آگے ایک دن اور ایک رات یعنی 24 گھنٹے کے اندر اندر جب جب وضوء ٹوٹے تو موزوں پر مسح کر سکتا ہے جبکہ مسافر کیلئے یہ مدّت 3 دن اور 3 رات یعنی 72 گھنٹے ہے گویا اس وقت کے دوران جب بھی وضوء کریں تو موزے اتارنے یا پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ موزوں پر مسح کرلیں وضوء ہو جائے گا (۶)۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا روح پرور عقیدہ: (حدیث) "جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تین دن تک موزوں پر مسح کرو" اور اگر ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) زیادہ مدّت طلب کرتے تو آپ حضور ﷺ اس مدت میں اضافہ فرمادیتے" (۷)۔ اس حدیث پاک سے اندازہ کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیارے آقا کریم ﷺ کو کتنے اختیار والا سمجھتے تھے۔ اگر نصیب میں ہو تو درستگی اعتقاد کیلئے یہ ایک حدیث ہی کافی ہے۔

بہر حال مدتِ مسح میں ہے کہ (حدیث) "تین دن ورات کی مدّت کے اندر جنابت ہوتی تو آقا کریم ﷺ موزے اتارنے کا حکم فرماتے اور پاخانہ و پیشاب اور نیند سے موزہ نہ اتارنے کا حکم ہوتا (بلکہ موزوں پر مسح کیا جاتا)" (۸)۔ نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مسافر کو 3 دن اور 3 راتیں اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے جبکہ طہارت کے ساتھ

(۱) بہار شریعت (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۵ (۳) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۱ ح ۵۳۹، مسند امام احمد ج۱ ح ۶۴۲، ابوداؤد، نسائی ح ۱۲۲، دارمی ح ۷۳۶، ابن خزیمہ ح ۱۵۱۵، بیہقی ح ۴۰۷۴، معجم اوسط ح ۱۳۸۹، بلوغ المرام ح ۶۳ ص ۶۰ (۴) عن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۵۵، ابویعلی (۵) قال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مؤطا امام محمد ح ۴۹ (۶) ابن ماجہ ح ۵۸۸، عالمگیری ج۱ ص ۵۱، ۲۲۱، ہدایہ ج۱ ص ۳۱، ۳۳، شرح نقایہ ج۱ ص ۲۸، ۳۱، کبیری ص ۱۰۷، نورالایضاح، مالابد منہ (۷) عن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج۱ ح ۶۴۸ (۸) عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح ۶۵۶، نسائی ح ۱۵۸، ۱۵۹، ترمذی ج۱ ح ۸۹، فیوض الباری ج۱ ص ۴۵۰۔

پہنے ہوں'' (۱)۔ اور (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے مسافر کیلئے موزوں پر مسح کی مدت 3 دن 3 راتیں اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی'' (۲)۔

﴿۞﴾ اگر تیمم کر کے موزے پہنے تو مسح جائز نہیں ہے (۳)۔

﴿۞﴾ اگر مقیم آدمی نے مسح کیا پھر مدت ایک دن پوری ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب اس پر مسافر کا اطلاق ہو گا لہذا مسافر کی مدت 3 دن پوری کر لے۔ اسی طرح اگر ایک مسافر ایک دن ایک رات مسح کرنے کے بعد مقیم ہو گیا تو موزے اتار دے اور پاؤں دھوئے کہ اب وہ مقیم کے حکم میں ہے (۴)

﴿۞﴾ مسح مرد عورت، مقیم و مسافر سب کر سکتے ہیں بشرطیکہ غسل فرض نہ ہو (۵)۔

موزوں پر مسح کی شرائط:

1- موزے ایسے ہوں کہ اُن سے پاؤں کے ٹخنے چھپ جائیں۔

2- موزے پاؤں سے چپٹے ہوں تا کہ آپ آسانی سے خوب چل سکیں اور اُنہیں پاؤں یا پنڈلی سے باندھنے کی ضرورت نہ ہو۔

3- موزہ تمام چمڑے کا ہو یا کم از کم تلوہ چمڑے کا اور نرم ہو۔

4- وضوء کر کے اور پاؤں دھو کر موزے پہنے ہوں اور پہننے سے پہلے یا بعد جنبی نہ ہوا ہو۔

5- موزے کے پہننے سے پانی اُن سے گزر کر نیچے بدن تک نہ پہنچے۔

6- مسح مقررہ مدّت کے اندر اندر کیا گیا ہو جس کا کہ اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔

7- کوئی موزہ 3 اُنگلیوں کے برابر یا زیادہ پھٹا ہوا نہ ہو (۶)۔

﴿۞﴾ عمومی استعمال کی اُونی یا سُوتی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں البتہ اس بارے درج ذیل صورتوں کو دھیان سے سمجھیں۔ 1۔ اگر موزے پتلے بُنے ہوں اور چمڑہ نہ لگا ہو تو مسح بالاتفاق ناجائز ہے۔ ۲۔ اگر موزوں پر چمڑہ لگا ہو (یعنی مجلد جرابیں جن پر چمڑہ لگا ہو) تو مسح بالاتفاق جائز ہے (۷)۔ البتہ لو ہے یا

(۱) عن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱، ترمذی ج۱ ح ۸۸، مسند امام اعظم ح ۶۶، دارقطنی، ابن خزیمہ، مشکوٰۃ ح ۴۷۴، ۴۷۶، مرأۃ ج۱ ص ۳۱۶ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ، ومتعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، مسلم ج۱ ح ۵۴۷، ابوداؤد ج۱ ح ۱۵۷، ترمذی ج۱ ح ۸۸، ۸۹، نسائی ح ۱۲۸ ابن ماجہ ح ۵۸۷، ۶۰۰، احمد ج۱ ح ۶۴۳، ابن حبان ح ۱۳۲۷، دارمی ح ۳۷۷، ابن خزیمہ ح ۱۹۲، طحاوی، دارقطنی، بیہقی ح ۱۲۰۷، معجم اوسط ح ۱۵۴۱، مسند امام اعظم ح ۶۸، مشکوٰۃ ح ۴۷۴، بلوغ المرام ح ۶۷ ص ۶۱، مرأۃ ج۱ ص ۳۱۳، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۵۵ (۳) بہار شریعت (۴) نورالایضاح (۵) عالمگیری ج۱ ص ۵۵، تنویر الابصار، نورالایضاح، ہدایہ ج۱ ص ۳۰، شرح نقایہ ج۱ ص ۲۸، کبیری ص ۱۰۷ (۶) عالمگیری ج۱ ص ۴۹ تا ۵۲، ہدایہ ج۱ ص ۳۳، شرح نقایہ ج۱ ص ۳۱، کبیری ص ۱۱۳، نورالایضاح مالابد منہ (۷) بہار شریعت ج۱ ص ۱۱۳، طحطاویہ حاشیہ نورالایضاح، ہدایہ ج۱ ص ۳۴، عالمگیری ج۱ ص ۴۹

لکڑی کے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

ﷲ ۔ پھوڑا، زخم یا ایسی بیماری ہو جس پر پانی لگنے سے نقصان ہوتا ہو تو وضوء کے وقت پھوڑے یا زخمی جگہ پر مسح کر لینا درست ہے(۱)۔

نواقضِ مسح:

1۔ ہر وہ چیز جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے وہ مسح بھی توڑ دیتی ہے(۲)۔

2۔ جب مسح کی مدّت پوری ہو جائے(۳)۔

3۔ اگر موزہ اتار دیا یا پاؤں کا زیادہ حصّہ یا سارا پاؤں موزہ سے نکل گیا(۴)۔

4۔ موزے کے اندر پانی چلا جائے یا کسی ایک پاؤں کے آدھے سے زیادہ حصّہ تک پانی پہنچ جائے تو دونوں پاؤں کا مسح ٹوٹ گیا نیا وضوء کر کے پہنیں(۵)۔

5۔ اگر موزہ 3 اُنگلی کی مقدار پھٹ جائے یا ایک موزہ چند جگہوں پر تھوڑا تھوڑا پھٹ جائے کہ جس کی کل مقدار 3 اُنگلی کے برابر بنتی ہو تو مسح ٹوٹ جائے گا۔ اگر اس سے کم پھٹے تو حرج نہیں(۶)۔ اور اگر مسح کرنے سے پہلے ہی موزہ اتنی مقدار میں پھٹا ہوا ہو تو ایسا مسح شروع ہی سے جائز نہیں۔ اور اگر موزہ ٹخنے سے اوپر پھٹا ہو تو اُس کا حرج نہیں(۷)۔

---

(۱) شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۰۶، نور الایضاح، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ (۲) نور الایضاح، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۵۳ (۳) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۵۳ (۴) نور الایضاح، مالا بد منہ، ہدایہ ج ۱ ص ۳۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۳۱، کبیری ص ۱۱۴، عالمگیری ج ۱ ص ۵۳ (۵) شرح وقایہ، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۵۳ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۵۲ (۷) ہدایہ ج ۱ ص ۳۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۳۱، کبیری ص ۱۱۳۔

صدقہ

(حدیث عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سعد بن یسار رضی اللہ عنہ) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص کھجور کے برابر حلال کمائی سے **صدقہ** کرے تو اللہ کریم ﷻ اُسے اپنے دستِ راست پر قبول فرماتا ہے پھر اُسے اُس کے مالک کیلئے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے"

(بخاری، مسلم، ترمذی ر ۶۳۹ ص ۳۴۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۹۰۹، نسائی، ابن خزیمہ)

احکامِ اذان

باب-۹

(القرآن)"وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآاِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

اس سے زیادہ اچھی کس کی بات جو اللہ کریم ﷻ کی طرف بلائے

اور نیکی کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں"(۱)۔

(القرآن)"وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ،اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی طرف سے اذان ہے"(۲)۔

(القرآن)"فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ ،پھر ان کے درمیان ایک مؤذن اذان دے گا"(۳)۔

اذان کے لغوی معنیٰ "اعلام" یعنی کسی چیز کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرنا"۔ جبکہ اصطلاحی طور پر اذان سے مراد "اَلْاِعْلَامُ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوضَةِ بِالْاَلْفَاظِ الْمَخْصُوْصَةِ ،یعنی مخصوص کلمات کے ساتھ فرض نماز کے وقت کے بارے میں اعلان کرنا"(۴)۔ گویا جس طرح دیگر شعائرِ اسلام باقی ادیان سے منفرد اور برکات وتقدّس میں پاکیزہ ترین ہیں اس طرح اللہ کریم ﷻ کے گھر میں اللہ کریم ﷻ کی عبادت کیلئے بلاوہ بھی نور"علیٰ نور ہے۔ یوں اذان مومنوں کو نماز کیلئے بلانے کا نہ صرف ایک نورانی طریقہ ہی ہے بلکہ کثیر اجر وثواب کا ذریعہ اور بذاتِ خود عبادت بھی ہے جو پنجگانہ نمازوں اور نمازِ جمعۃ المبارک کیلئے سنّتِ مؤکدہ کی حیثیت سے دی جاتی ہے(۵)۔ بعض کے نزدیک اس کا حکم مثل واجب کے ہے(۶)۔ اگر کسی نے بھی اذان نہ کہی تو سب لوگ گنہگار ہوں گے(۷)۔

مشروعیتِ اذان:

آغازِ اسلام میں نماز کیلئے اذان نہ تھی۔ جب حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے ہجرت مبارکہ سے پہلے نماز کی جماعت کرائی تب اذان کے طور پر"اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ"(نماز جمع کرنے والی ہے) کے الفاظ پکارے گئے۔ مکّہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ اذان کے بغیر نماز پڑھ لیتے تھے(۸)۔ پھر (حدیث)"جب مسلمان پہلے پہل مدینہ پاک آئے تو نماز کیلئے یونہی (بلا اطلاع) جمع ہو جاتے اور پہلے سے نماز کیلئے ایک وقت ٹھہرا لیتے لیکن اذان نہیں ہوتی تھی"(۹)۔ جبکہ (حدیث)"عہدِ نبوی میں منادی"اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ" پکار دیتا تھا اور لوگ جمع ہو کر نماز پڑھتے تھے"(۱۰)۔ بعض دفعہ ایک

(۱) سورۃ حٰمٓ سجدہ، ۳۳ (۲) التوبہ، ۳ (۳) سورۃ الاعراف، ۴۴ (۴) ضیاء النبی ﷺ ج ۳ ص ۱۶۴ (۵) ہدایہ، تنویر، شامی، نور الایضاح فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۲، عالمگیری ج ۱ ص ۸۳ (۶) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۴، عالمگیری ج ۱ ص ۸۳ (۷) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۴ (۸) مدارج النبوت (۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۷۴، مسلم ج ۱ ح ۷۳۱، ترمذی، نسائی ح ۶۲۲ ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان ح ۱۶۷۵، ابن خزیمہ ح ۳۶۶، بیہقی ح ۱۷۰۲، معجم کبیر ح ۲۳۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۶ (۱۰) قال سیّدنا عروہ رضی اللہ عنہ، زید بن اسلم رضی اللہ عنہ، سعایہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۵، معارج النبوت ج ۳ ص ۳۷۔

شخص راستوں میں اَلصَّلٰوۃ ،اَلصَّلٰوۃ، پکار دیتا تھا(۱)۔

اذان کا باقاعدہ آغاز بروز بدھ 20 اکتوبر 622ء بمطابق ربیع الثانی 1ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اُس وقت پیارے آقا کریم ﷺ کی عمر مبارک 53 سال ایک ماہ تھی۔ جوں جوں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوتی گئی اذان کی ضرورت محسوس کی جانے لگی، لہذا (حدیث) ایک دن آقا کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ نماز کے وقت کوئی نشانی مقرر کرلینی چاہیئے جس کو سب پہچان لیں"۔ چنانچہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا اپنا مشورہ دیا۔ "بعض نے فرمایا نصاریٰ (عیسائیوں) کی طرح ناقوس (Conch) بجالیا جائے، کسی نے یہود کی طرح سینگ (بگل) بجانے کا مشورہ دیا" تو "کسی نے آتش پرستوں کی طرح آگ جلانے کا کہا" اور "کسی نے جھنڈا لہرا دینے کا مشورہ دیا" مگر یہ سب آراء بالاتفاق ناپسند کی گئیں۔ چنانچہ پیارے رمز شناس آقا کریم ﷺ نے فیصلہ صبح تک ملتوی فرمادیا۔ چنانچہ اُسی رات کو راوی نے ایک خواب **ج3** دیکھا جس کے بارے فرمایا کہ "اگر مجھے لوگوں کے یقین نہ کرنے کا خیال نہ ہوتا تو کہتا کہ اُس وقت میں سو نہیں رہا تھا بلکہ حقیقت میں جاگ ہی رہا تھا اور دیکھا کہ اس شخص کے جسم پر دو سبز رنگ کے کپڑے تھے اور اُس کے ہاتھ میں ناقوس تھا میں نے اُس شخص سے کہا "اے اللہ کے بندے! کیا یہ ناقوس فروخت کرتے ہو؟" اُس مرد نے کہا "تو اِسے خرید کر کیا کرے گا؟" میں نے کہا "اسے بجا کر لوگوں کو نماز کیلئے بلایا کریں گے" وہ کہنے لگا "میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے" میں نے کہا "ضرور بتلایئے" پھر اُس مرد نے اَللّٰہ اَکْبَرُ سے شروع کرکے آخر اذان تک کے تمام کلمات اور اقامت سکھائی"۔ صبح راوی خوشی سے بھاگے بھاگے آئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنا خواب سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ ھٰذِہِ الرُّؤْیَاءِ حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰہ ،بیشک یہ سچا خواب ہے انشاءاللہ" پھر فرمایا "پس تم بلال کے ساتھ کھڑے ہوجاؤ اور اُسے بتلاؤ جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ اذان کہے کیونکہ اُس کی آواز تم سے زیادہ بلند (زیادہ نرم اور زیادہ شیریں) ہے" حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تو میں حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوگیا اور ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے"۔ جب سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اُسے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں سُنا تو وہ اپنی چادر کھینچتے ہوئے (یعنی جلدی جلدی) بھاگے آئے اور پیارے آقا کریم ﷺ سے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، بیشک میں نے بھی اِسی طرح خواب دیکھا

(۱) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۶۔

ہے (جیسا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے)''۔ اِس پر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، پس اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے''(۱)۔ایک روایت میں ہے ''حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی خواب دیکھا''۔اور ''بعض محدثین نے 7، بعض نے 10 اور بعض نے 14 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے لکھا کہ اُنہوں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا''۔نیز (حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی کہ اذان کے یہ کلمات معراج پاک کی رات شاہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہٰی سے آگے حجاب عظمت کے پیچھے ایک مقرب فرشتہ سے سماعت فرمائے تھے (۲)۔ بلکہ کبار تابعین سے منقول ہے کہ ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے سے پہلے اذان کے متعلق وحی آچکی تھی اور جب آپ نے اپنا خواب سنایا تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یَاعُمر قَدْ سَبقكَ بِذٰلِكَ الْوَحی ،اے عمر! بیشک اِس (اذان) کے متعلق تو تم سے پہلے وحی آچکی ہے'' (۳)۔بہر حال اس طرح اذان کا آغاز ہوا اور پہلی اذان کہنے کا اعزاز وسعادت حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔

اذان میں پہلے پہل ''اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم'' کے کلمات نہ تھے۔ایک دفعہ بوقتِ سحر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ درِ نبوی پر حاضر ہوئے تو بتایا گیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے ہیں۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات پکارے جسے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اُنہیں اذانِ فجر کا حصّہ بنا دیا گیا(۴)۔ بلکہ یوں کہیئے کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو روزانہ کی طرح آج مسجد پاک میں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں نظر نہ آئے تو کشش محبوب اور طلبِ مطلوب میں عشق و وارفتگی میں بلاساختہ یہ جملے زبان سے نکلے جو بعد میں اذان کا حصہ ٹھہرے۔اور پھر اسی بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ''اگر صبح کی نماز ہو تو (اس میں) دوبار اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم، کہو''(۵)۔نیز (حدیث) ''یہ بات سنّت ہے کہ جب مؤذّن صبح کی اذان میں

(۱)عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۵۷۴، مسلم ج۱ ح۷۴۱، ابوداؤد ج۱ ح۴۹۵ تا ۴۹۷، مسند امام احمد ج۱ ح۹۵۳، ۱۱۱۴، دارمی ح۱۲۱۹ نسائی ح۶۲۲، ابن ماجہ ح۷۵۲، ۷۵۳، ترمذی ج۱ ح۱۸۰، ۱۸۱، خصائص کبریٰ ج۱ص ۴۶۸، ابن حبان ح۱۶۷۶، ابن خزیمہ ح۳۷۰، بیہقی ح۱۷۰۵، مشکوٰۃ ح۵۹۹، نصب الرایہ، کشف الغمہ ج۱ص ۱۸۰، سیرت حلبیہ ج۳ص ۲۴۵ تا ۲۴۸، فیوض الباری حصہ ۳ص ۲۷۵، ۲۷۶، معارج النبوت ج۳ص ۳۷، مرأۃ المناجیح ج۱ص ۳۸۱، حجۃ اللہ البالغہ ج۱ص ۱۹۰، رہبر و رہنما ص۶۵ (۲) مسند امام اعظم ح۹۰، سیرت حلبیہ ج۳ص ۲۴۸، ۲۴۹، خصائص کبریٰ ج۱ص ۲۷، ۲۸، ۳۸۸ (۳) خصائص کبریٰ ج۱ص ۴۷۰، عبدالرزاق، فتح الباری، فیوض الباری حصہ ۳ص ۲۷۵ (۴) ابن ماجہ ح۷۶۲، دارمی ح۱۲۲۴، ابویعلیٰ ح۱۸۷۸، معجم اوسط ح۷۵۸۳، بیہقی ح۱۸۳۳، ابن ابی شیبہ ح۲۱۶۲، طبقات ابن سعد ج۴ص ۲۱، سیرت حلبیہ ج۳ص ۲۵۳ (۵) ابوداؤد ج۱، ولفظہ لہٗ عن بلال رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۷۱۶۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے تو اس کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم کہے"(۱)۔

نورانی بلاوہ کی گونج:

وہ اذان جسے پہلی بار کہنے کا شرف حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا آج دنیا بھر کے چپّہ چپّہ میں گونج رہی ہے۔ جہاں کی مقامی آبادی مسلمان نہیں وہاں مسلم ممالک سے مسلمان پہنچ چکے ہیں، یوں کوئی گوشۂ زمین ایسا نہیں جس جگہ کسی لمحہ اذان کی صدا بلند نہ ہو رہی ہو۔ اگر دنیا کے جغرافیہ پر نظر ڈالیں تو سب سے **پہلے** کرّۂ ارض پر عین مشرق میں جزیرہ فجی کے شہر سودا میں اذانِ فجر کی مقدس آواز بلند ہوتی ہے **پھر** یہ صداءِ خوشنوا نیوزی لینڈ میں ولنگٹن اور آک لینڈ کے ساتھ ساتھ تسمانیہ تک چلی جاتی ہے **پھر** فجی کے دو گھنٹے بعد کیمبرا، سڈنی اور میلبورن کے راستے آسٹریلیا میں یہ من بھاتی ایمان افروز صدا داخل ہوجاتی ہے، اور **پھر** شریانوں میں خون کی طرح وکٹوریا، ایڈلیڈ، برڈم، ڈارون، آئر، لیورٹن، البانی اور پرتھ سے ہوتی ہوئی پورے آسٹریلیا میں گھوم ہی رہی ہوتی ہے کہ **پھر** جاپان ٹوکیو، سنڈائی، وکانا، اوساکا، کوب، کوچی، ہیروشیما، اورناگاساکی کے ساتھ ساتھ جاوا اور نیوگنی میں اوکابا، ہولنڈیا میں اَللّٰهُ اَكْبَر کے نعرے بلند ہونے شروع ہوجاتے ہیں **پھر** اُسی دوران فلپائن، تائیوان، شمالی کوریا، جنوبی کوریا، اور چین کا مشرقی کنارہ شنگھائی ابھی پورے طور پر نہیں جاگ پاتے کہ اس سے پہلے ہی انڈونیشیا کے جزیرۂ تیمر اور سلبیز میں 5:30 بجے فجر کی اذانیں گونج اٹھتی ہیں اور **پھر** ان کے ختم ہونے سے پہلے ہی مکسّر، بورنیو، برونائی اور جاوا کے مؤذّن گرجنے لگ جاتے ہیں اور **پھر** فجی سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ ایک بھی لمحہ کی خاموشی کے بغیر پانچ گھنٹے بعد جکارتہ جا پہنچتا ہے **پھر** سنگاپور، اور سماٹرا کے شہر پالم بانگ میں بانگِ دہل ہونے والی اذان فجر کوالالمپور ملائیشیا تک کا سفر کرتی ہے **پھر** عین اسی دوران ہانگ کانگ اور پیکنگ ہمعصر ہوجاتے ہیں **پھر** ویت نام، کمبوچیا، لاؤس اور تھائی لینڈ کے مسلمان اَللّٰهُ اَكْبَر کہنے کیلئے مسجدوں کا رُخ کرتے ہیں اور **پھر** ابھی برما میں رنگون سے مانڈے تک اعلان توحید ورسالت نہیں پہنچ پاتا کہ چین میں چنگ شیا، لانچو اور سی ینگ کے عین ساتھ ساتھ کانسو اور **پھر** منگولیا میں اولان، بتور اور بلاگن اذان کی تیاری کرتے ہیں۔ **پھر** ابھی چین کے مغربی حصہ لاسہ میں یہ مقدس بلاوہ بلند ہونے کو ہی ہوتا ہے کہ بھوٹان اور بنگلہ دیش ڈھاکہ ہمراہی ہوجاتے ہیں، یوں ڈھاکہ اور جکارتہ کا فرق ایک گھنٹہ میں سے ایک لمحہ خاموش نہیں گزرتا اور **پھر** بنگلہ دیش میں چٹاگانگ

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، دارقطنی ج۱ ص۳۳۳۔

چاند پور، نصیر آباد، فرید پور، بوگرا، رنگپور، مہر پور اور راج شاہی تک یہ نورانی لہر پہنچنے ہی والی ہوتی ہے کہ سری لنکا کولمبو اور نیپال انگڑائی لیتے ہیں اور **پھر** کلکتہ، مدارس، لکھنؤ، اجمیر شریف، ناگ پور، حیدر آباد، آگرہ، میسور اور احمد آباد میں ہندو پونیا جی کے کانوں میں اذان کی گھن گرج غوری اور شاہین میزائل بن بن کر پڑتی ہے **پھر** ڈھاکہ اور دہلی و بمبئی کا فرق آدھا گھنٹہ میں سے ایک لمحہ بھی خاموش نہیں گزرتا۔ **پھر** جزائر مالدیپ بھی انڈیا کے ہمراہ ہو جاتے ہیں یوں یہ پیغام خداوندی پٹیالہ، دھرم سالہ، ہوشیار پور، لدھیانہ، جئے پور، بٹالہ، امرتسر، فیروز پور، بیکانیر اور انوپ گڑھ سے ہوتا ہوا جموں اور سری نگر تک جا پہنچتا ہے اور **پھر** کشمیر سری نگر چونکہ "پاکستان کی شہ رگ" ہے اسلئے عین اسی لمحہ گلگت اور شاہینوں کے شہر سیالکوٹ اور پھر نارووال و قصور میں اَللّٰہُ اَکْبَر بلند ہو جاتی ہے خواجہ غریب نواز ہندالولی شاہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کے آستانہ پاک سے بلند ہونے والی اذان کی بازگشت آدھا گھنٹہ بعد داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ لاہور میں سنتے ہیں۔ **پھر** یوں پاکستان شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں 40 منٹ بعد کراچی اور گوادر بآوازِ اذان نُور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور **پھر** انڈونیشیا سے دو گھنٹے پہلے شروع ہونے والا یہ سلسلہ وزیرستان، لورالائی، کوہلو، کوئٹہ اور کراچی کے راستے پاکستان میں ختم ہونے سے پہلے ہی آدھا گھنٹہ کے اندر اندر جلال آباد، کابل، مزار شریف، غزنی، قندھار، اور ہرات تک جا پہنچتا ہے۔ اور **پھر** انہیں اوقات میں آزاد روس ریاستیں کرغیزستان، تاجکستان، قزاکستان، اور ازبکستان کے معروف شہر تاشقند، سمرقند اور بخارا کے ساتھ ترکمانستان اپنی آزادی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بے دھڑک صدائے تکبیر و رسالت بلند کرتی ہیں **پھر** باکو اور تبلیسی کے مسلمان جاگتے ہیں اور ادھر پاکستان میں فجر کی آخری اذانیں پسنی، گوادر اور جیوانی میں ہونے لگ جاتی ہیں، اور **پھر** ان کے ساتھ ہی ایران زاہدان میں غنچے کھل اٹھتے ہیں اور جو اذان بخارا میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے سنی تھی اب حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ شیراز میں سماعت فرماتے ہیں۔ ابھی مشہد اور تہران میں پورے طور پر خوشبو نہیں پہنچ پاتی کہ اومان میسرا، مسقط، ابوظہبی، شارجہ، دوحہ، راس الخیمہ اور کوسٹاریکا معطر ہو جاتے ہیں۔ **پھر** مسقط سے بغداد و جیلان تک ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ حضور غوث اعظم شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر مہکتی صدا ان کے بابا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس صرف چند منٹوں میں پہنچ جاتی۔ **پھر** اس عرصہ میں، امارات، کویت، بحرین، دوبئی، عدن، صنعاء، مالاگاسی، موگادیشو اور الریاض کے

ساتھ ساتھ تبریز، آذربائجان ، آرمینیا اور جارجیا میں ایک ہی وقت میں اذانیں شروع ہوجاتی ہیں۔ **پھر** مدینۃ الاولیاء ملتان کے دو گھنٹے بعد دین وایمان کے مرکز مکہ پاک اور مدینہ پاک اپنی مقدس آغوش میں موزمبیق ، ایتھوپیا عدلیس بابا، اسمارا، تنزانیہ دارالسلام کینیا ممباسہ ،شام دمشق کے مسلمانوں کو لے کر مِل کر محبت وعشق کا بلاوہ شروع کردیتے ہیں۔ گویا جان سے پیارے آقا کریم ﷺ اپنے لاڈلے نواسے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک مزار پر کربلا میں دی جانے والی اذان کی بازگشت آدھ گھنٹے بعد پیارے مدینہ پاک میں سماعت فرماتے ہیں۔ **پھر** حرمین شریفین کے ایک گھنٹہ بعد کینیا نیروبی، سوڈان کسالہ، بیروت اور جولان کی پہاڑیوں کے ساتھ روس میں سٹالن گراڈ، ماسکو اور ولگراد کے مسلمان یہود کے پنجوں میں جکڑے قبلہ اول بیت المقدس کے مظلوم مسلمانوں کی صدائے دلنواز کے ساتھ لبیک کہتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مظلوم اور خون سے لت پت سرزمین فلسطین جگمگا اُٹھتی ہے۔ **پھر** جنوبی افریقہ، ڈربن وجوہنسبرگ، زمبابوے، ہرارے، اورنڈی، روانڈا، یوگنڈا، سوڈان خرطوم، ترکی انقرہ اور قبرص کے ساتھ مشہور مصری بندرگاہ سکندریہ اور **پھر** دنیا کی معروف اسلامی یونیورسٹی الازہر میں اذانِ بلالی بلند ہوتی ہے۔ **پھر** دعوتِ نماز کا یہ اذنِ عام لیبیا میں طبروق سے طرابلس تک کا سفر کر ہی رہا ہوتا ہے کہ اسی دوران بوٹسوانا ، زائرے اور چاڈ کے ساتھ ساتھ یورپ کے معروف شہر ترانہ، بلغراد، بڈاپسٹ، وارسا، سٹاک ہام، زغرب، ساراجیوو، پراگ، ویانا، برلن، بون، روم، وینس، اوسلو، فرینکفرٹ، ایمسٹرڈم، برسلز کوپن ہیگن، پیرس اور سارا یورپ اسی اعلان سے گونج اٹھتا ہے اور **پھر** ابھی مومنین کی یہ پرسوز اور ایمان افروز صدا فرانس میں خوشبوؤں کے شہر پیرس، انیجرز اور نانٹس میں حقیقی خوشبو پھیلاتی ہوئی بریسٹ تک نہیں پہنچ پاتی کہ نامبیا، انگولا ، کانگو، گیبون، کیمرون، نائیجر، نائیجیریا، تیونس الجیریا، مالی، مالٹا، گھانا، برکینا فاسو، آئیوری کوسٹ ، لائبیریا، گنی، سیرالیون ، ماریطانیہ، گیمبیا، سینیگال، گنی بساؤ، اور مراکش بھی اُسی بلالی لحن میں نغمہ سراء ہوجاتے ہیں **پھر** ابھی بحراوقیانوس کے ساحل کے ساتھ ساتھ کے شہر جیسے رباط، نواکچٹ، ڈاکار، بخارسٹ، کوناکری، منروویا اور، فری ٹاؤن کی اذانوں کی دلکش آواز بحراوقیانوس میں جذب نہیں ہو پاتی کہ عین اُنہیں لمحات میں سپین غزالہ، میڈرڈ قرطبہ اور پرتگال، لزبن میں شروع ہوجاتی ہے۔ اور **پھر** دو گھنٹے پہلے بیت المقدس میں دی جانے والی اذان قریہ بہ قریہ ہوتی ہوئی برطانیہ کے شہر ڈاور، لندن اور کیمبرج

تک جا پہنچتی ہے جہاں سے ڈربی، مانچسٹر، پیٹر ہیڈ، برمنگھم، لورپول، آئر اور ٹرورو سے ہوتی ہوئی بیل فاسٹ اور ڈبلن کے راستے آئرلینڈ میں داخل ہوکر دنیا کے آخری کونے اور بحراوقیانوس کے مشرقی کنارے لیمرک اور گیلوے تک پہنچ جاتی ہے۔ **پھر** سمندر کے اُس پار جنوبی امریکہ میں مسلمان اذان فجر کی ٹھان لیتے ہیں۔ یہ مقدس سلسلہ برازیل کے شہر سلواڈور سے شروع ہوکر برازیلیا سے ہوتا ہوا سارے برازیل پھیلنے لگتا ہے جس کے ہمراہ فاک لینڈ، یوراگوئے، پیراگوئے، اور **پھر** ارجنٹائن بیونس آئرس، سینٹیاگو، بولیویا چلی، وینزویلہ، کولمبیا، پیرو، جمیکا اور کیوبا میں مسلمان انگریزی بولنے والوں کو عربی میں اذان کہہ سناتے ہیں۔ **پھر** مسلمان کے جہادو اذان اور قوتِ ایمانی سے خوفزدہ امریکہ میں مسلمان نیویارک اور پھر واشنگٹن میں سپیکروں پر اذانوں کے نعرے لگانے کی ٹھان لیتے ہیں یہ صدا دیکھتے ہی دیکھتے ورجینیا، کیرولینا، فلوریڈا، جارجیا، انڈیانا، میسوری، اوکلاہاما ٹیکساس، کولوراڈو، ایریزونا، کیلی فورنیا، نواڈا، اور یگن کی ریاستوں سے ہوتی ہوئی سارے ملک کے کفار کے محلات کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ میکسیکو بھی ان کے ہمراہ ہوتا ہے۔ یوں پورا امریکہ اور کینیڈا طالبان زدہ اور بنیاد پرست لگنے لگتا ہے۔ اسطرح یہ سلسلہ برازیلیا کے چھ گھنٹے بعد کینیڈا میں اوٹاوہ، فورٹ جارج، موسانی، چرچل، ڈی پاز، پرنس روپرٹ اور ڈاسن سے ہوتا ہوا امریکی ہوائی اور الاسکا تک پہنچ کر ختم ہوجاتا ہے (خط کشیدہ ملکوں کے نام ہیں باقی شہر ہیں)۔

اور **پھر دوبارہ** فجی سے اگلی اذان فجر کا سرکل شروع ہوجاتا ہے۔ **پھر** اذان ظہر کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ اور **پھر** ابھی ظہر کا یہ سرکل پورا نہیں ہو پاتا کہ **پھر** عصر اور **پھر** مغرب اور **پھر** عشاء کا بلاوہ شروع ہوجاتا ہے۔ یوں کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جب کسی جگہ ایک نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں اذانیں نہ دی جارہی ہوں، سبحان اللہ۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ اضافہ کے ساتھ تاقیامت جاری رہے گا۔

فضائلِ مؤذن:

اذان دینے والے کو جو بے پناہ اجر و ثواب ملتا ہے اس بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مؤذن کی جہاں تک آواز جاتی ہے وہاں تک جس قدر جن و انس اور خشک و تر چیز اُس کی آواز سنتی ہے (اُس کی مغفرت کی دعاء کرتی ہے) **قیامت** کے دن اُس کے ایمان کی گواہی دے گی" (۱)۔

(۱) عن ابوسعید خدری ؓ، بخاری ج۱ ح۵۷۹، مسلم، ابن ماجہ ح۷۶۹، ابوداؤد ج۱ ح۵۱۲، نسائی ح۶۴۶، احمد ج۱ ح۱۱۰۱، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۵۵، ترغیب ج۱ ح۱۵۴، ابن حبان ح۱۶۶۱، ابن خزیمہ ح۳۸۹، مشکوٰۃ ص۶۴ ح۶۰۵، ۶۱۶، مرأۃ المناجیح ج۱، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۷۷، ۲۷۸، ولفظہ لہ مسند امام زید ح۶۷۔

اور (حدیث) ''جب مؤذّن اذان کہتا ہے تو اللہ کریم ﷻ اپنا دستِ قدرت اُس کے سر پر رکھتا ہے۔ اور یونہی رہتا ہے یہاں تک کہ مؤذّن اذان سے فارغ ہو اور پھر اُس کی مغفرت کر دی جاتی ہے جہاں تک اذان کی آواز پہنچے جب وہ فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اور (اے مؤذّن) تُو نے حق کی گواہی دی لہٰذا تجھے (بخشش کی) بشارت ہو''(۱)۔ **اور** (حدیث) ''مؤذن کو اس مجاہد کی مانند اجر ملے گا جو اپنی تلوار اللہ کریم ﷻ کی راہ میں لے کر نکلتا ہے''(۲)۔ نیز (حدیث) ''ثواب کی خاطر اذان دینے والا اُس شہید کی مانند ہے جو خون میں لتھڑا ہوا ہو اور جب فوت ہو گا تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑیں گے''(۳)۔ **اور** (حدیث) ''جس نے وقتی نمازوں کیلئے ثواب کی خاطر اذان کہی اُس کے جو گناہ پہلے ہوئے وہ معاف ہو جائیں گے''(۴)۔ **اور** پھر (حدیث) ''جو سال بھر اذان کہے اور اُس پر اُجرت طلب نہ کرے قیامت کے دن بلایا جائے گا اور جنّت کے دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اُس سے کہا جائیگا جس کیلئے تو چاہے شفاعت کر''(۵)۔ **اور** (حدیث) ''جس نے اللہ کریم ﷻ سے ثواب کیلئے 7 سال اذان دی اُس کیلئے آگ سے نجات لکھ دی گئی''(۶)۔ **اور** ایک جگہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذّن امانتدار، یا اللہ کریم ﷻ اماموں کو ہدایت فرما اور مؤذّنوں کو بخش دے''(۷)۔ **اور** (حدیث) ''جس بستی میں اذان دی جاتی ہے اللہ کریم ﷻ اُس دن آنے والے عذاب سے (جو گناہوں کے سبب آنا تھا) اُس بستی کو بچا لیتا ہے''(۸)۔ **اور** دوسری جگہ (حدیث) ارشادِ نبوی ﷺ ہے ''جس قوم میں صبح کو اذان ہوئی اُن کیلئے اللہ کریم ﷻ کے عذاب سے شام تک امان ہے اور جن میں شام کو اذان ہوئی اُن کیلئے اللہ کریم ﷻ کے عذاب سے صبح تک امان ہے''(۹)۔ **اور** (حدیث) ''جس بستی میں مؤذّن بکثرت ہوں وہاں سردی کم پڑتی ہے''(۱۰)۔ سبحان اللہ۔ **اور** پھر جو میدان محشر میں مؤذّن کی ٹھاٹھ باٹھ ہو گی اُس بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ کا فرمانِ اقدس پڑھیئے ''مؤذّن روزِ محشر بلند آواز سے اذان کہتے ہوئے آئیں گے''(۱۱)۔ **اور** (حدیث) ''ہر ایک مؤذّن کے ساتھ 70،70 ہزار فرشتے ہوں

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، امام بخاری فی التاریخ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۶۷ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، طبرانی، احیاء العلوم، قرطبی شرح الصدور ص ۴۸۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۷ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بیہقی، احیاء العلوم (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، ابن عساکر، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۸ (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۹۷، ابوداود ج ۱، ابن ماجہ ح ۷۲۳، مشکوٰۃ ص ۶۵ ح ۶۱۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۹۰ (۷) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ح ۱۱۰۳، ابوداود ج ۱ ح ۵۱۴، ترمذی ج ۱ ح ۱۹۸، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۶۲، ترغیب ج ۱ ح ۱۵۷، ابن خزیمہ، مسند شافعی، مشکوٰۃ ح ۶۱۲، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۹ (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، طبرانی صغیر، ترغیب (۹) طبرانی (۱۰) عن مَعقل بن یَسار رضی اللہ عنہ، تنبیہ الغافلین (۱۱) مسند امام زید ح ۶۷، معجم اوسط ج ۴ ح ۳۵۵۸، ترغیب ج ۱ ح ۳۷۳، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۲۷۔

گے"(۱)۔ **اور** (حدیث) "قیامت کے دن ان (مؤذنوں کے امام) عاشقِ رسول حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اللہ کریم تعالیٰ جنّت کی اُونٹنی پر سوار کر کے بھیجیں گے، وہ اُس کی پیٹھ پر ہی اذان کہیں گے جب "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہیں گے تو (مؤذن) ایک دوسرے سے کہیں گے کہ "ہم بھی ویسی ہی گواہی دیتے ہیں جیسی اُنہوں نے دی"۔ حتیٰ کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پورے میدانِ حشر کا چکر لگائیں گے پھر جنّتی پوشاکیں لائی جائیگی اور سب سے پہلے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو وہ پوشاک پہنائی جائے گی بعدازاں صالح مؤذنوں کو پہنائی جائیں گی" (۲) **اور** (حدیث) "قیامت والے دن مؤذنین کی گردنیں بلند ہونگی یعنی خاص نورانیت سے نمایاں ہونگے" (۳) **اور** آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ (حدیث) ارشاد فرمایا "قیامت کے دن 3 طرح کے لوگ مُشک کے ٹیلوں پر ہونگے [۱] غلام جس نے اللہ کریم تعالیٰ کا اور اپنے مالک کا حق ادا کیا [۲] وہ جو لوگوں کی امامت کرائے اور لوگ اُس پر راضی ہوں [۳] وہ شخص جو 5 وقت نماز کیلئے روزانہ اذان دے" (۴) **اور** مؤذن کے جنّتی مقام کے بارے (حدیث) آپ سرکار علیہ السلام نے فرمایا "مَیں جنّت میں گیا اُس میں موتی کے گنبد دیکھے جس کی خاک مُشک کی تھی، میں نے پوچھا "اے جبرائیل! یہ کس واسطے ہیں؟" عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے مؤذنوں اور اماموں کیلئے ہیں" (۵)۔ **اور** (حدیث) "اللہ کریم تعالیٰ اُس چرواہے پر خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا ہے اور اذان دے کر نماز پڑھتا ہے اللہ کریم تعالیٰ فرماتا ہے "میرے اِس بندہ کو دیکھو کہ اذان کہتا ہے، نماز پڑھتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے، مَیں نے اِس بندے کو بخش دیا اور جنّت میں داخل کروں گا" (۶) **اور** پھر اگر کوئی شخص کسی جنگل یا بیابان علاقے میں تنہاء ہو تو وہ اذان کہے اور اقامت کہہ کر نماز پڑھے کہ (حدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر کوئی شخص کسی مقام پر تنہاء ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو وضوء کرے اگر پانی نہ ہو تو تیمم کرے پھر اگر اُس نے صرف اقامت کہی تو اُس کے ساتھ 2 فرشتے نماز پڑھتے ہیں اگر اذان اور اقامت دونوں کہے تو اللہ کریم تعالیٰ کا (غیبی) لشکر اُس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے جس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے" (۷)

(۱) تنبیہ الغافلین (۲) عن مُعاذ رضی اللہ عنہ، تنبیہ الغافلین (۳) عن علی رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۲۹، ۶۷، مسلم ج ۱ ح ۷۵۶، ابن ماجہ ح ۷۲۷، احمد ج ۱ ح ۱۱۰۵، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۵۱، ترغیب ج ۱ ح ۱۶۰، ابن حبان ح ۱۶۶۹، بیہقی ح ۱۸۷۹، ریاض الصالحین، مشکوٰۃ ح ۶۰۳، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۱۲۷۷ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی ص ۲۹۶، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۱۶۲، طبرانی اوسط و صغیر، شعب الایمان ج ۲ ح ۳۰۰۳، مشکوٰۃ ح ۶۱۵، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۹۱، احیاء العلوم (۵) عن سیّدنا اُبیّ رضی اللہ عنہ، مسند ابویعلی، احیاء العلوم (۶) عن سیّدنا عُقبہ رضی اللہ عنہ، نسائی ح ۶۶۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۱۹۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۹۸، مشکوٰۃ ح ۶۱۴، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۹۰ (۷) طحطاوی علی المراقی، نور الایضاح حاشیہ۔

اور (حدیث) ''جو شخص جنگل میں اکیلا نماز پڑھے تو ایک فرشتہ اُس کے دائیں اور ایک بائیں نماز پڑھتا ہے، پھر اگر نماز کیلئے اذان اور تکبیر کہے تو اُسکے پیچھے پہاڑوں کے برابر فرشتے نماز پڑھتے ہیں'' (۱)۔**اور** مؤذّن کے انہی فضائل کی بناء پر (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر لوگوں کو اذان کہنے کا اجروثواب معلوم ہو جائے تو اُس کیلئے آپس میں قرعہ اندازی کریں یا اُس کیلئے باہم تلوار چلتی رہے'' (۲)۔**اور** (حدیث) حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کاش! مَیں (راوی) پیارے آقا کریم ﷺ سے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو مؤذّن بنانے کی درخواست کرتا'' **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر مَیں (راوی) مؤذّن ہوتا تو سوائے حجِ فرض کے کوئی حج یا عمرہ نہ کرتا'' (۳)۔**اور** پیارے آقا کریم ﷺ نے بھی ایک بار اذان کہی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ (حدیث) ''آپ ﷺ ایک تنگ جگہ پر پہنچے جہاں نماز کا وقت ہو گیا، اوپر سے بارش شروع ہو گئی جس سے نیچے کیچڑ ہو گیا چنانچہ **فَاَذَّنَ رَسُولُ اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاَقَامَ،** پس پیارے رسولِ کریم ﷺ نے خود اذان دی اور اقامت کہی اِس حال میں کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر تھے'' (۴)۔جبکہ اذان میں شہادتِ رسالت پر آپ ﷺ نے اذان میں یوں پڑھا ''**اَشْهَدُ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ**'' (۵)۔**اور** اسلام میں سب سے پہلی اذان دینے کا شرف حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا (۶)۔ان کی اذان دینے سے پیارے آقا کریم ﷺ کو اتنا پیار تھا کہ جب اذان کا وقت قریب آتا تو (حدیث) آپ سرکار ﷺ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے ''**اَقِمِ الصَّلٰوةَ يَا بِلَالُ اَرِحْنَا بِهَا**، اے بلال (اُٹھو) نماز کی تکبیر کہو ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ'' (۷)۔**اور** نبی پاک ﷺ کے زمانۂ اقدس میں مدینہ منوّرہ میں مسجد نبوی کے 2 مؤذّن تھے ایک حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور دوسرے نابینا صحابی حضرت سیّدنا ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ (۸)۔اور مسجد قباء میں سیّدنا سعید بن عائذ یہ قرظی رضی اللہ عنہ کو آپ حضور ﷺ نے مؤذّن مقرر فرما رکھا تھا (۹)۔جبکہ مکّہ مکرمہ میں حضرت سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ مسجد حرام کے مؤذّن تھے۔**ف** آپ رضی اللہ عنہ کے مؤذن بنائے جانے کے بارے

(۱) قال سیّدنا سعید بن مُسَیَّب تابعی علیہ الرحمۃ ،عبدالرزاق ح ۱۹۵۴،مؤطا امام مالک ح ۱۶۲،احیاء العلوم (۲) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ، بخاری ج ۱ ح ۵۸۵، مسلم ج ۱ ح ۸۸۴،ترمذی،نسائی ح ۶۶۵ ،احمد ج ۱ ح ۱۰۹۷،ابن حبان ح ۲۱۵۳،مؤطا امام محمد ح ۳۰۱،شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۵۴،مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۲۵ ،فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۸ ،بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ح ۱۵۱ (۳) تنبیہ الغافلین (۴) ترمذی ج ۱ ح ۳۹۴،شرح مسلم،سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۲۶۳ (۵) امام حجر مکّی، درمختار،شامی،فتاوٰی فیض رسول (۶) شرح مسلم (۷) عن سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ ،ابوداؤد ج ۳ ح ۱۵۵۰،مشکوٰۃ ح ۱۱۸۴،مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۵۲ (۸) مسلم ج ۱ ح ۳۹۷،ابوداؤد ج ۱ ح ۵۳۳،فتح الملہم ج ۲ ص ۶ ،سنّت مصطفٰے ص ۵۱ (۹) شرح مسلم

ایک دلچسپ واقعہ ہے جسے حضرت سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی زبانی ہی پیش کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ (حدیث) ''میں اپنے 10 دوستوں کے ساتھ (کھیلنے کیلئے گھر سے) نکلا۔ کہ اس وقت جنگ حنین سے فراغت کے بعد پیارے آقا کریم ﷺ واپس تشریف لارہے تھے، اور آپ ﷺ حنین کے کسی راستے پر تھے کہ ہماری ملاقات آپ حضور ﷺ سے ہوئی (اس دوران نماز کا وقت ہوگیا) تو آقا کریم ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے مؤذن نے نماز کیلئے اذان دی جب ہم نے مؤذن کی اذان کی آواز سنی تو ہم اس راستہ سے کچھ فاصلہ پر ہٹ گئے اور ہم اس (مؤذن کی اذان کی آواز) کی چلا چلا کر نقلیں اتارنے لگے (یعنی اذان کی طرح کے الفاظ کہنے لگے) اور اس کا مذاق اڑانے لگے (حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز سب سے بلند اور سب سے زیادہ سریلی تھی)۔ چنانچہ جب آقا کریم ﷺ نے (ہماری یہ نقلیں اتارنے کی) آواز کو سنا تو ہمیں بلوایا پس ہم آپ ﷺ کے سامنے (سہمے ہوئے) آکر کھڑے ہوگئے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے وہ کون ہے جس کی میں نے بلند آواز سنی تھی؟''۔ سب لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا اور وہ اس بات میں سچے بھی تھے۔ پس آپ ﷺ نے سب کو چھوڑ دیا، مجھے روک لیا اور فرمایا ''اٹھو اور نماز کی اذان کہو''۔ اور میرا (اس سے پہلے) حال یہ تھا کہ سب سے زیادہ مجھے آقا کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے حکم سے نفرت تھی چنانچہ میں آقا کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور آپ ﷺ نے خود مجھے اذان سکھائی۔ پھر جب میں اذان پوری ادا کر چکا تو آپ ﷺ نے مجھے بلا کر (بطور انعام) ایک تھیلی عطا فرمائی، جس میں کچھ چاندی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے میری پیشانی پر اپنا مقدس و معطر و منور دست اقدس رکھا اور چہرہ تک پھیرا، یہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ کیا، پھر دو مرتبہ میرے ہاتھوں پر پھیرا، پھر میرے سینے پر پھیرا، پھر میری ناف تک دست اقدس پھیرتے ہوئے پہنچایا، پھر آپ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم سبحانہ تم پر اپنی برکتیں نازل فرمائے''۔ (اسطرح میں مسلمان ہوگیا) پس میں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر فرمادیں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تمہیں مکہ پاک میں مؤذن مقرر کردیا''۔ (پھر میرے دل کی دنیا ہی گویا بدل گئی) اور میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو بھی نفرت تھی وہ ساری کی ساری دور ہوگئی اور اس کی جگہ جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کی محبت گھر کرگئی'' (۱) چنانچہ (حدیث) ''حضرت سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نہ پیشانی کے بال کٹواتے تھے اور نہ منڈواتے تھے کیونکہ آقا کریم ﷺ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا تھا اور پھر وہ بال بڑھتے ہوئے اتنے لمبے ہوگئے تھے کہ جب آپ بیٹھتے تو زمین سے لگ جاتے تھے'' (۲)۔ اس حدیث پاک میں اہل عقل کیلئے کئی سبق ہیں یہ کہ آپ ﷺ اگر چاہیں تو اپنی مرضی سے کافر کو مسلمان کرسکتے ہیں، یہ کہ آپ ﷺ کی ایک توجہ سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور دشمنی محبت

(۱) ترمذی ج ا ح ۱۷۵، مسند امام احمد ج ا ح ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ابوداؤد ج ا ح ۴۹۸، الشفاء قاضی عیاض (۲) ترمذی ج ا ح ۱۷۵، مسند امام احمد ج ا ح ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ابوداؤد ج ا ح ۴۹۸، الشفاء قاضی عیاض۔

کی بدل جاتی ہے۔ یہ کہ آپ ﷺ کے تبرکات کو سنبھالنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شیوہ مبارک تھا۔ وغیرہ۔

پیارے بھائیو! مذکورہ بالا فضائل لکھنے کے بعد اِس بات کی ضرورت تو نہیں رہ جاتی تاہم اتنا ضرور عرض کرتا جاؤں کہ فقط اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی رِضا اور خوشنودی کی خاطر صرف پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ کی سنّت سمجھ کر اور حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سنّت سمجھ کر زندگی میں کم از کم ایک بار ضرور اذان پڑھ لیں اور اپنا نام مؤذّنین کی صف میں لکھوا لیں شائد یہی اذان بخشش کا سبب بن جائے۔ آمین۔

اور اب ذرا دوسری طرف دیکھیں اذان جہاں مسلمانوں کیلئے جامِ فرحت اور ذریعہ بخشش ہے وہاں انسان کے ازلی دشمن شیطان الرّجیم کیلئے اتنی ہی باعثِ تکلیف ہے۔ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ دے کر گوز مارتا ہوا (ریح خارج کرتا جیسے گدھا پر زیادہ وزن لاد دیا جائے تو وہ گوز مارتا ہے) دُور بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سنے" دوسری روایت میں ہے "مدینہ پاک سے 36 میل دُور مقام روحاء تک بھاگ جاتا ہے" اور "جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے جب تکبیر کہی جاتی ہے پھر پیٹھ دے کر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے پھر آجاتا ہے یہاں تک کہ آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہتا ہے "فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر" جو نمازی کو پہلے یاد نہیں ہوتیں یہاں تک کہ آدمی بھولنے لگتا ہے اور اُسے یاد نہیں رہتا کہ اُس نے کس قدر نماز پڑھ لی" (۱)۔

بروقت اذان کہنے کی تاکید:

اذان کا مستحب وقت وہی ہے جو نماز کا وقت ہے (۲)۔ لہٰذا جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تب اذان کہی جاتی ہے۔ اذان کہنے سے پہلے وقت کی تسلّی و تصدیق کر لینی چاہیے۔ اسی لیے حکم ہوا کہ (حدیث) "اذان بہترین لوگ کہیں" (۳)۔ اور بہترین وہ ہے جو اوقاتِ اذان جانتا اور سمجھتا ہو اور عاقل، صالح اور متقی ہو (۴)۔ کیونکہ وقت سے قبل اذان کہنا جائز نہیں اور وہ اذان نہیں ہوتی بیشک وہ ایک منٹ ہی پہلے ہو (۵)۔ قبل از وقت اذان پر آقا کریم ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۵۷۸، مسلم ج۱ ح۷۵۸تا۷۶۳، ابوداؤد ج۱ ح۵۱۳، نسائی ح۶۶۴، دارمی ح۱۲۳۶، مسند امام احمد ج۱ ح۱۱۰۹، ۱۱۱۰، بیہقی ح۳۶۱۸، ابن حبان ح۱۶۶۳، ابن خزیمہ ح۳۹۲، مشکوٰۃ ح۶۰۴، مؤطا امام مالک ح۱۵۴، کشف الغمہ ج۱ ص۲۱۵، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۴۷، ترغیب ج۱ ح۱۵۸، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۷۷، مراۃ المناجیح ج۱ ص۳۵۸ (۲) درمختار، ردالمحتار (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح۱۰۵۱، مراۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۴ (۴) عالمگیری ج۱ ص۸۳ (۵) بہار شریعت، درمختار، عالمگیری ج۱ ص۸۳۔

(حدیث) ایک دن حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے طلوعِ فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ناراضگی سے) فرمایا "تم نے ایسا کیوں کیا؟" حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نیند سے اُٹھا سو میں نے گمان کیا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے (اور میں نے اذان کہہ دی)"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وقت آنے پر اذان دوبارہ کہو اور مدینہ پاک میں تین بار پکارو "اَلَااِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ، خبردار ہو جاؤ بندہ سو گیا تھا (اور وقت سے پہلے اذان کہی) پھر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے پہلو میں بٹھائے رکھا یہاں تک کہ صبح طلوع ہوگئی، پھر صبح طلوع ہونے پر دوبارہ اذان کہی" (۱) ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤذن حضرت سیّدنا مسروح تابعی علیہ الرحمۃ نے دوبارہ اذان کہلوائی (۲)۔ لہٰذا جب مؤذّن قبل از وقت اذان کہتا تھا تو (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے فرماتے "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے ڈر اور اذان دوبارہ پڑھو" (۳)۔ اور تاکید فرماتے کہ (حدیث) "اُس وقت تک اذان نہ کہو جب تک کہ فجر ظاہر نہ ہو جائے" (۴)۔ کیونکہ اندھیرے کی وجہ سے عموماً اذانِ فجر میں ہی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر آجکل تو گھڑیوں نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ لہٰذا علماءِ کرام کا اِسی پر فتویٰ ہے کہ قبل از وقت کہی جانے والی اذان کا اعادہ لازم ہے اور اگر وقت سے پہلے اذان شروع کی اِس دوران ہی وقتِ اذان ہو گیا تو پھر بھی اذان دوبارہ کہیں کہ اذان کا کچھ حصہ وقت سے پہلے ادا ہوا (۵)۔ اور وقت سے قبل کہی جانے والی اذان اس نماز کیلئے کفایت نہ کرے گی اور درجہ سنّتِ اذان ہرگز حاصل نہ ہوگا۔

اذان کہنے کا مقام:

اذان اُونچی جگہ پر اور مسجد سے باہر کہنی چاہیئے۔ مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے (۶)۔ اگر ظاہری زمانہ نبوت اور 30 سالہ زمانہ خلافت راشدہ کا مطالعہ کریں تو کوئی اذان مسجدِ شرعی کے اندر نہیں کہی گئی اور نہ ہی اس کا رواج تھا۔ اور "مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں نماز ادا کی جاتی ہے"۔ مساجد میں اذان کیلئے منبر بنایا جاتا ہے جو کہ صحن مسجد سے بلند ہوتا ہے جس پر کہ نماز ادا نہیں کی جاتی اس پر چڑھ کر مؤذّن اذان کہتا ہے تا کہ اُس کی آواز دُور تک جا سکے۔ مگر آجکل چونکہ سپیکر کا استعمال ہوتا ہے اسلئے منبر نہیں بنائے جاتے اور نہ ہی اذان کیلئے اُونچی جگہ مختص کی جاتی ہے، یوں سپیکر آواز دُور

(۱) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۲۹، دارقطنی، بیہقی، شرح مسند امام اعظم، بلوغ المرام ح ۲۰۶ ص ۸۸، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۵ (۲) عن سیّدنا نافع تابعی علیہ الرحمۃ ابوداؤد ج ۱ ح ۵۳۰ (۳) شرح وقایہ (۴) بیہقی، فتح القدیر ص ۲۱۱ (۵) درمختار عالمگیری ج ۱ ص ۸۳ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۸۷۔

پہنچانے کا ذریعہ ضرور ہے مگر اس سے منبر کے استعمال کی سنّت مفقود ہو کر رہ گئی ہے اور اذان مسجد کے اندر ہونے لگی ہے۔ اور پھر بڑے بڑے علماء کرام پاس بیٹھے خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر نہ جانے انہیں کیا مجبوری ہوتی ہے کہ شریعت کی اِس صریحاً خلاف ورزی سے منع نہیں کرتے حالانکہ مراقی الفلاح، طحطاوی، فتاوٰی قاضی خان، غنیۃ المستملی، بحر الرائق، فتح القدیر، خلاصۃ الفتاوٰی فیض رسول بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۷ اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے "لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ، یعنی مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے"۔ اگر اس کا ثبوت شہنشاہِ عرب و عجم ﷺ کے دورِ پُر انوار میں تلاش کریں تو یوں ہے کہ (حدیث) ایک صحابیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میرا گھر مسجد نبوی کے آس پاس تمام گھروں سے اُونچا تھا، چنانچہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ (مسجد سے باہر) اُس (سب سے اُونچے مقام) پر چڑھ کر اذانِ فجر کہا کرتے تھے" (۱)۔ نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ مکان کی چھت پر چڑھ کر اذان پکارتے تھے" (۲)۔ اور ایک بار بھی ثابت نہیں کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے مسجد کے اندر اذان کہلوائی ہو (۳)۔

قبل از اذان صلوٰۃ وسلام:

قبل از اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب و مستحسن عمل ہے اس دَور میں اسے نہ پڑھنے کو بعض لوگوں نے انا کا مسئلہ بنالیا ہے حالانکہ اسکے پڑھنے سے پیارے آقا رحیم و کریم ﷺ مدینہ پاک میں خوش ہوں گے اور بے پناہ برکات نصیب ہوں گی۔ جو یہ مستحسن و مستحب عمل کرتے ہیں۔ اُن کی محبت کو جلاء بخشنے کیلئے کچھ دلائل پیش خدمت ہیں:۔

حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان:

صلوٰۃ وسلام کے جواز کی تلاش میں پیارے مکّی مدنی ماہی ﷺ کے دَورِ اطہر میں چلتے ہیں کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عُروہ بن زُبیر تابعی علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں کہ مدینہ پاک میں قبیلہ بنی نجار کی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میرا مکان مسجد نبوی شریف کے آس پاس کے سب مکانوں میں سب سے بلند تھا اُس پر چڑھ کر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے وہ صبح صادق سے پہلے آتے میرے مکان کی چھت پر بیٹھ کر وقت کا انتظار کرتے جب صبح صادق ہو جاتی تو وہ کھڑے ہو کر اذان سے پہلے بلند آواز سے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ وَاَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَکَ، یعنی اے اللہ کریم عزوجل میں تیری حمد کرتا ہوں تجھی سے مدد مانگتا ہوں کہ قریش

(۱) ابوداود ج ۱ ح ۵۱۶ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۹۳ (۳) فتاوٰی رضویہ ج ۵ ص ۲۱۴، ۴۱۱۔

تیرے دین پر قائم ہو جائیں'' اور صحابیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''ثُمَّ یُؤَذِّنُ قَالَتْ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُہٗ کَانَ تَرَکَھَا لَیْلَۃً وَّاحِدَۃً ھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ، پھر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے، مجھے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! مَیں نہیں جانتی کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اِن کلمات کو کسی رات چھوڑا ہو'' صحابیہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا کہ ''اور کبھی آپ ایسا شعر بھی ترنّم سے پڑھ لیتے تھے جس میں مصائبِ آغازِ عشق کا ذکر ہوتا تھا'' (۱)۔ پیارے بھائیو! ذرا سوچیئے اگر اذان سے قبل کچھ کلماتِ خیر کہنا جبکہ اُنہیں اذان کا حصہ نہ بنایا جائے منع یا گناہ ہوتا تو عاشقِ رسول، مؤذّنِ رسول رضی اللہ عنہ ایسا کرتے؟ اور پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے دیتے؟۔ نہیں۔ یقیناً نہیں۔ چنانچہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اذان سے قبل دعائیہ کلمات کہنا دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور از قبیلہ بدعت نہ ہے حالانکہ یہ کلمات اذان کا حصہ ہرگز نہیں ہیں۔ اس پر دُرود شریف کو قیاس کرنے میں کوئی شرعی عذر مانع نہیں۔ کیونکہ دُرود شریف سے بہتر تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے جو دعاء کی قبولیت کا ذریعہ ہو، نہ صرف یہ بلکہ دُرود پاک تو بذات خود ایک دعاء بھی ہے پھر اس کا پڑھنا کیسے ناجائز و ممنوع ہوا۔ جس کے بارے (حدیث) حضرت سیّدنا اُبیِّ بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مَیں سارا ہی وقت دُرود پاک پڑھوں تو؟ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے غموں کو دُور کرنے کیلئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے'' (۲)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ ''جو ایک دفعہ یہ (ایک خاص) دُرود پاک پڑھے اُس کے 80 سال کے گناہ معاف ہوں گے'' (۳) سبحان اللہ

مصر کی اذان:

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کا پیارا طریقہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے حضرت علاّمہ امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے القول البدیع ص ۱۹۳ میں، حضرت علاّمہ امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ کبریٰ ج 1 ص 131 میں، اور امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے کشف الغمہ ج 1 ص 184 میں، ایک جیسی عبارت تحریر کی ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ 564ھ میں مصر میں روافض کی حکومت تھی والئِ مصر ابوالفضائل حاکم بن عبدالعزیز بامر اللہ کے قتل کے بعد اُس کا بیٹا ظاہر تخت نشین ہوا تو حاکم بامر اللہ کی بہن نے مؤذّنوں کو حکم دیا کہ بادشاہ ظاہر کا عوام میں رعب پیدا کرنے کیلئے ہر مؤذّن اذان سے قبل ظاہر کو یوں سلام کہا کرے ''اَلسَّلَامُ عَلَی الْاِمَامِ الظَّاھِر'' اس طرح یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔

(۱) ابوداؤد ج ۱ ح ۵۱۶، بیہقی (۲) ترمذی ج ۲ ح ۳۴۸، مسند احمد، حاکم ج ۲ ح ۳۵۸۴، شعب الایمان ج ۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۹۸، مشکوٰۃ ح ۸۶۸، مرآۃ ج ۲ ص ۹۶ (۳) شامی، قول البدیع ص ۲۳۶، سعادۃ الدارین ص ۲۱۶، ۳۳۵، تحفۃ المناظرین۔

اور پھر یہ سلام ہر حاکمِ مصر کیلئے جاری رہا۔ 564ھ میں حضرت سلطان نورالدین محمود زنگی علیہ الرحمۃ کے تعاون سے حضرت سلطان صلاح الدّین ایوبی علیہ الرحمۃ مصر پر حملہ کر کے قابض ہوئے جو کہ دیو بند یکتاب "دعوت وعزیمت" کے مطابق صحیح العقیدہ سنّی مسلمان تھے تو روافض کی حکومت ختم ہوگئی اور مصر پر اہلِ سنّت کی حکومت قائم ہوگئی۔ ایوبی علیہ الرحمۃ نے اذان سے پہلے اُمراء پر سلام کا طریقہ ختم کر کے تمام شہروں اور دیہات کے مؤذّنوں کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھنے کا حکم جاری فرمادیا مصر کی سیر کرنے والے گواہ ہیں کہ آج بھی مصر کی مساجد میں قبل ازاذان صلوٰۃ وسلام کا نیک عمل تسلسل سے جاری ہے نہ صرف مصر میں بلکہ دنیائے اسلام کے کثیر ممالک میں یہ سلسلہ بغیر کسی اختلاف وجنگ وجدال کے الحمدللہ جاری وساری ہے۔ تینوں آئمہ کرام نے یہ واقعہ لکھنے کے بعد حضرت سلطان صلاح الدّین ایوبی علیہ الرحمۃ کے بارے لکھا "فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً، اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ اُنہیں جزائے خیر فرمائے، آمین" (۱)۔ گویا ان تمام جیّد علماء کرام وآئمہ کرام نے اسے نیک کام جانتے ہوئے اسے پسند فرما کر دعائے خیر فرمائی جو اس کے جواز پر مہرِ تصدیق ہے۔ امام سخاوی علیہ الرحمۃ آگے مزید لکھتے ہیں "انه بدعة حسنة يوجر فاعله بحسن نيته، یہ بدعت حسنہ ہے اس کے کرنے والے کو حسنِ نیّت کی بناء پر ثواب ملے گا"۔ علامہ علاؤالدین نے بھی درمختار میں اسے بدعت حسنہ لکھا (۲)۔ حضرت علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام 700ھ میں خلیفہ ناصر محمد بن قلادون کے زمانے میں جاری ہوا جو آج بھی جاری ہے (۳)۔

فرمانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

(حدیث) پیارے رحیم وکریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "ہر اہم امر ونیک کام جس کی ابتداء میں حمدِ الٰہی اور مجھ پر صلوٰۃ نہ پڑھی گئی وہ دُم کٹا یعنی ناقص اور ہر برکت سے محروم ہوگا" (۴)۔ تو اذان تو ایک عین اہم اور نیک کام ہے جس کے ذریعے ایک فرض کی ادائیگی کیلئے پکارا جاتا ہے۔ اس کے متعلق تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ خود فرماتا ہے (القرآن) "وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اس سے زیادہ اچھی کس کی بات جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بلائے، نیکی کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں" (۵)۔ اسلئے علماء، فقہاء وصالحین کرام کے

(۱) شامی ص ۲۸۶، سیرت حلبیہ، قول البدیع ص ۳۴۱، سعادۃ الدّارین ص ۴۶۰ (۲) القول البدیع ص ۳۴۱، سعادۃ الدارین ج ۳ ص ۲۶۵ (۳) سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۲۶۵ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کنز العمّال، جامع صغیر امام سیوطی مصر ج ۲ ص ۹۲، جلاء الافہام ابن قیم ص ۲۶۱، نیل الاوطار ج ۱ ص ۸، الاربعین رہاوی، مطالع المسرات ص ۶، آبِ کوثر ص ۸۷، ۸۸ (۵) سورۃ حٰم سجدہ، ۳۳۔

نزدیک اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت قبیحہ نہیں بلکہ بدعت صحیحہ ہے۔ چاروں مذاہب کی محققہ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ردالمحتار مطبوعہ دیو بند، فتاوٰی فیض الرسول کے ساتھ ساتھ عظیم محدّث قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفاء، علامہ ابنِ قیم علیہ الرحمۃ نے جلاء الافہام، امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے قول البدیع میں ودیگر اکابرین نے اس کے حق میں لکھا ہے(۱)۔

صلوٰۃ وسلام اور ردِ بدعت:

بدعت کا مطلب "دین میں نئی بات یا کام" ہے۔ بدعت کی تعریف اِس طرح کی گئی ہے "دین میں ایسی چیز کو اپنانا جس کی اصل قرآن وسنّت میں نہ ہو اور اُس سے کسی سنّت کا رفع (اٹھ جانا) لازم آئے" اِسکی بنیادی طور پر 2 معروف اقسام ہیں۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ جن کی وضاحت یہ (حدیث) فرمانِ رسالت مآب ﷺ کرتا ہے "وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِهَامِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِاَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُمَنْ عَمِلَ بِهَامِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِاَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئٌ، جس نے اسلام میں اچھے کام کی بنیاد ڈالی اُس کیلئے اجر ہے اور اُن لوگوں کا ثواب بھی ہے۔ جنہوں نے اس پر عمل کیا لیکن اُن لوگوں کے اجر میں سے کچھ کم بھی نہ کیا جائیگا، اور جس شخص نے اسلام میں بُرا طریقہ رائج کیا تو اُس پر اُس کا گناہ ہے اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے اُن کا گناہ بھی اُسے ملے گا اور اُن لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ آئے گی" (۲)۔ نیز (حدیث) "جو شخص ہدایت کی طرف بلائے تو اس کے ثواب کی مثل اُس کو ثواب ملے گا جو اسکی پیروی کرے اور اس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے پر ہوگا اور پیروی کرنے والے کے گناہ سے کچھ کم نہ ہوگا" (۳)۔ ایسے ہی (حدیث) "4 چیزوں کا اجر انسان کو موت کے بعد ملتا ہے (وصیت پر خرچ کیا گیا) تہائی مال، نیک بچّہ جو دعاء کرتا رہے، نیک رسم جس پر لوگ بعد میں عمل کرتے ہیں" (۴)۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت بُری نہیں ہوتی بلکہ اچھی بھی ہوتی ہے اور اِس حدیث پر مہرِ تصدیق اور عمدہ ترین دلیل اور بیّن ثبوت اللہ کریم ﷻ کا یہ فرمانِ عالیشان

(۱) تحفۃ المناظرین (۲) عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۶۶۷۴، نسائی ج۲ ح۲۵۰۶، ابن ماجہ ج۱ ح۲۰۹، ترمذی ج۲ ح۵۷۲، احمد ج۴ ص۳۵۸، دارمی ج۱ ح۵۳۱، مسند بزار ج۷ ح۹۹۶۳، فتح الباری ج۱۳ ص۳۰۲، محلی ابن حزم ج۸ ص۱۱۶، شعب الایمان ج۳ ح۳۳۴۰، مشکوٰۃ ج۱ ص۳۳ ح۱۹۹، فیوض الباری حصہ ۱۰ ص۳۲۴، مرأۃ ج۱ ص۱۸۴، کشف الغمہ ج۱ ص۴۸، ترغیب ج۱ ح۴۷ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۶۶۷۸، ترمذی ج۲ ح۵۷۱، ابوداؤد ج۳ ح۱۲۰۱، مؤطا امام مالک ح۵۰۷، ابن ماجہ ج۱ ح۲۱۲، دارمی ح۵۳۰، احمد ج۱ ح۲۹۳، ابویعلی ج۱۱ ح۶۲۸۹ (۴) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، دارمی ح۵۳۳، شرح الصدور ص۴۵۵

ہے (القرآن) ''وَرَهْبَانِيَّةَنِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا، فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ، وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ، اور راہب (Monk) بنا جس کی ابتداء خود انہوں نے (عیسائیوں نے) کی، ہم نے اُن پر مقرر نہ کیا تھا، مگر اس بدعت کو اُنہوں نے اللہ کریم ﷻ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے اختیار کیا تھا لیکن جس طرح اِس کو نبھانا چاہتے تھے نباہ نہ سکے، پھر اُن میں جو ایمان والے تھے ہم نے اُن کو ثواب عطاء کیا اور اُن میں سے اکثر فاسق و نافرمان ہیں'' (۱)۔ تو اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر بدعت رضائے الٰہی کیلئے ہو تو بہتر ہے اور اُس پر ثواب مِلتا ہے اور اس کو جاری رکھنا باعث اجر ہے اسی لئے علامہ علاؤالدین علیہ الرحمۃ صاحب درمختار قبل از اذان صلوۃ وسلام کو بدعت حسنہ قرار دیتے ہیں۔ البتہ دین میں بُری بات نکالنا کہ جو خلاف سنّت ہو اور اُس سے کوئی سنّت اُٹھ جائے وہ بدعت سیئہ ہے۔ اِس آیت مبارکہ سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جس میں آجکل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات سے ایسے نیک کاموں سے منع کرتے ہیں کہ جن سے نہ صرف دین کی تقویت و تائید ہوتی ہے بلکہ مسلمانوں کو اُخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات وعبادات میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور نیک پر بدعت کا لیبل لگا کر ان سے منع کرنا اور زبان درازی کرنا قرآن کریم کی اِس مذکورہ بالا آیت کے خلاف ہے (۲)۔ اور یہ حدیث پاک کہ جس میں کہا گیا ہے (حدیث) ''ہر بدعت گمراہی ہے''۔ (۳)۔ اِس سابقہ حدیث وآیت کی بناء پر منسوخ عنہ البعض ہے جس کو ردالمحتار، اشعۃ اللمعات، فتح الباری، مرقاۃ، الحاوی للفتاوٰی للسیوطی اور اہلِ حدیث امام شوکانی، دیوبندی علاّمہ تھانوی ودیگر فقہاء نے متفقہ طور پر منسوخ سمجھا ہے (۴)۔

بدعت کی اقسام:

درمختار، ردالمحتار، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۲۸، الحاوی للفتاوٰی، للسیوطی، فتح الباری، عینی، فیوض الباری حصہ ۱۰ ص ۳۲۴، حصہ ۱ ص ۸۹، نیل الاوطار (غیر مقلد) اور بوادر النوادر (دیوبندی) میں بدعت کی 5 اقسام لکھی گئی ہیں جو یہ ہیں:۔ بدعتِ محرمہ، بدعت مندوبہ یا مستحبہ، بدعت مکروہہ، بدعتِ واجبہ، بدعتِ مباحہ۔

بدعت سیئہ:

ان بدعات میں سے بدعتُ محرمہ اور بدعتِ مکروہہ کو بدعت سیئہ کہا گیا ہے، یہ وہ فعل

(۱) سورۃ الحدید، ۲۷ (۲) خزائن العرفان (۳) مسلم، نسائی، ابن ... ج ۲ ص ۲۷۷، احمد ج ۱ ح ۲۹۱۲، دارمی ج ۱ ح ۲۰۶ (۴) تحفۃ المناظرین ج ۱ ص ۶۳

ہے جس سے شریعت نے روکا ہو اور اُس کی مذمّت کی ہو اور جو شریعت مطہرہ کے خلاف اور ترک سنّت کا موجب بنتا ہو اور اس فعل کے آثار نبی کریم ﷺ کے زمانۂ مطہرہ میں نہ پائے جاتے ہوں جیسے گلے کا مسح کرنا (۱)۔

بدعت حسنہ:

ان بدعات میں سے بدعتِ مستحبہ، واجبہ اور مباحہ کو بدعاتِ صحیحہ یا حسنہ کہتے ہیں جو کہ "ایسا نیا کام ہوتا ہے کہ جس کی اصل دین میں پائی جاتی ہو اور وہ دین کے استحکام کا باعث ہو جو کسی سنّت کو رفع نہ کرے تو وہ بدعت حسنہ کہلائے گی جیسے میلاد پاک منانا" (۲)۔ اور علامہ عینی علیہ الرحمۃ یوں تعریف کرتے ہیں کہ "بدعتِ حسنہ یہ ہے کہ جسے مسلمان اچھا جانیں اور وہ کام قرآن یا حدیث یا سنّت یا اثر یا اجماع کے خلاف نہ ہو" (۳)۔ نیز "جو نیا کام کہ آقا کریم ﷺ کی سنّت کے اصول وقواعد کے مطابق ہو اور اُس پر قیاس کیا گیا ہو اُسے بدعت حسنہ کہتے ہیں" (۴)۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اگر ایسی چیز ایجاد کی گئی جو قرآن مجید، حدیث، آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور اگر ایسی اچھی بات ایجاد کی گئی جو اُن میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بُری نہیں"۔ (۵)۔ سب سے پہلی بدعت جو رحمتِ عالم ﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ شکم سیری (پیٹ بھر کر کھانا) ہے۔ (۶)۔ بلکہ بعض بدعتیں (نئے کام) تو ایسی ہیں کہ جن پر عمل کرنا واجب ہے مثلاً قرآن پاک کو سمجھنے کیلئے صرف ونحو کی تعلیم حاصل کرنا حالانکہ پیارے آقا کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں صرف ونحو نہیں پڑھی جاتی تھی لہٰذا ہر نئے کام کو فقط بدعت کہہ کر بُرا کہنا غلط وگمراہ کن سوچ ہے (۷)۔

بدعت حسنہ کی ایک عُمدہ مثال:

(حدیث) حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عبدالقاری تابعی علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں کہ "مَیں رمضان مبارک کی ایک رات حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں متفرق نماز (تراویح) پڑھتے ہیں، کوئی اکیلا نماز (تراویح) پڑھتا ہے اور کوئی ایسا تھا کہ ایک گروہ اُس کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھتا تھا" حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا "اگر مَیں اِن سب کو ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کر دُوں تو زیادہ بہتر ہوگا" پھر آپ نے اس کا پختہ

(۱) اشعۃ اللمعات حصہ ۱ ص ۴۴۲، مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۳۵۹، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، فیوض الباری (۲) اشعۃ اللمعات حصہ ۱ ص ۴۴۲، مکتوباتِ امام ربانی ج ۱ ص ۳۵۹ (۳) عینی ج ۲ ص ۶۲۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۳۶ (۴) اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۳۵، فیوض الباری حصہ ۱۰ ص ۳۳۳ (۵) مرقاۃ ج ۱ ص ۱۷۹، اشعۃ اللمعات ج ۱، فیوض الباری حصہ ۱۰ ص ۳۴۴ (۶) نزہۃ المجالس، تحفۃ المناظرین (۷) اشعۃ اللمعات حصہ ۱ ص ۴۴۲۔

ارادہ فرمایا اور اُن سب کو حضرت سیّدنا اُبَیِّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھا کر دیا" راوی نے کہا "پھر ایک دوسری رات میں اُن (حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ نکلا تو لوگ ایک امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے تھے" یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، یہ اچھی بدعت ہے" (۱)۔ گویا خود ہی تراویح کی جماعت ہمیشہ کیلئے مقرر فرما دی اور خود ہی اُسے پسند بھی فرمایا اور یہ بتا بھی دیا کہ یہ ہے تو بدعت مگر "اچھی بدعت" ہے، کیونکہ اِس سے پہلے جماعتِ تراویح نہ ہوتی تھی اسی طرح آپ ہی نے رکعاتِ تراویح جو کہ پہلے کم وبیش پڑھائی جاتی تھیں اُس کی 20 رکعت مقرر فرما دیں (۲)۔ اور پھر کمال یہ کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ان گنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس وقت موجود تھے مگر کسی نے ہرگز ہرگز ان اچھی بدعتوں پر اعتراض نہ کیا اور نہ صرف بخوشی قبول کیا بلکہ ان کو پسند فرما کر ان پر عمل بھی کیا۔

ایک اور عمدہ مثال (حدیث) حضرت سیّدنا اعرج تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میں نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز چاشت کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا "بِدْعَةٌ وَنِعْمَتِ الْبِدْعَةُ، بدعت ہے اور بہت اچھی بدعت ہے" (۳) وضاحت کی ضرورت نہیں، کم عقل کو بھی سمجھ آ جانے والی حدیث ہے

صحابی کی محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بدعت:

اہل محبّت کیلئے یہ حدیث ایک عمدہ تحفہ ہے گوہرِ ناپید سمجھ کر سینے میں سجا لیں کہ (حدیث) "ایک شخص نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھینک لی تو وہ بولا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" تو حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں بھی ایسے ہی کہتا ہوں مگر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح نہیں سکھایا" (۴)۔ گویا حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اُس دوسرے صحابی یا تابعی نے یہ اپنی محبت سے اضافہ کیا اور ثابت کیا کہ ہماری محبت نے گوارا نہ کیا کہ پیارے اللہ کریم جل جلالہ کی حمد وثناء بیان ہو اور اُس کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام نہ ہو۔ سبحان اللہ۔ ہر بات پر بدعت کے فتوی لگانے والوں کیلئے سوچنے کا مقام ہے۔ کیا یہ بدعت نہیں جسے ایک فقیہہ اور جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی (صحابی یا تابعی) علی الاعلان جاری فرما رہے ہیں؟۔

---

(۱) بخاری ج ۲ ح ۱۸۷۵، مسلم ج ۱ ح ۱۶۷۷، مؤطا امام مالک ح ۲۵۲، ابن خزیمہ ج ۲ ح ۱۵۵، عبدالرزاق ج ۴ ح ۷۷۲۳، ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۶۵، بیہقی ج ۱۲ ح ۴۳۷۸، شعب الایمان ج ۳ ص ۱۷۷، مشکوٰۃ ح ۱۲۲۷، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۸۸، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۵ (۲) تحفۃ المناظرین (۳) ابن ابی شیبہ ج ۲ ح ۷۷۷۵،۶۱۶، فتح الباری ج ۲ ح ۱۱۲۱، بالفاظ متقاربہ عن سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ بخاری ج ۱ ح ۱۶۵۳، مسلم ج ۲ ح ۲۹۳۳، ابن خزیمہ ج ۴ ح ۳۰۸۰، ابن حبان ج ۹ ح ۳۹۴۵، احمد ج ۲ ص ۱۲۸، نصب الرایہ ج ۳ ص ۹۴ (۴) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج ۲ ح ۶۳۶، مشکوٰۃ ح ۴۵۳۶، مرآۃ ج ۶ ص ۳۰۷۔

بدعت حسنہ پر ایک عُمدہ جواب:

ایک شخص کو صحابی رسول حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کیا خوب جواب دیا (حدیث) حضرت سیّدنا ابونضرہ تابعی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ہم علم کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ ''صرف وہی چیز بیان کرو جو قرآن میں ہو'' تو سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اِنَّكَ لَا حُمَقٌ اَوَجَدْتَ فِی الْقُرْآنِ صَلُّوا الظُّهْرَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَالْعَصْرَ اَرْبَعًا .... الخ، تم احمق ہو جو ایسی بات کہتے ہو۔ کیا تم نے قرآن میں نمازِ ظہر و عصر کی رکعات کا ذکر لکھا پایا ہے؟ اور یہ پایا ہے کہ اُن میں قرأت بالجہر نہ کی جائے؟ اور مغرب کی 3 رکعات کا ذکر پایا ہے؟۔ اور یہ کہ اُن میں 2 رکعت میں جہر کیا جائے اور ایک رکعت میں جہر نہ کیا جائے۔ اور عشاء کی نماز کی 4 رکعات کا ذکر پایا ہے؟ اور یہ کہ اُن میں 2 رکعت میں جہر کیا جائے اور 2 میں جہر نہ کیا جائے؟ اور فجر کی 2 رکعتیں ہیں اُن میں جہر کیا جائے کیا یہ تم نے قرآن میں پایا ہے؟'' (۱) اس پیارے صحابی رضی اللہ عنہ نے جن سخت الفاظ میں جواب دے دیا ہے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو گویا خوب نشاندہی بھی فرمادی کہ (حدیث) ''تم میں سے کسی کو مسہری پر تکیہ لگائے نہ پاؤں کہ اُس کے پاس میرے احکام یعنی حدیث میں سے کوئی حکم پہنچے اور وہ یہ کہہ دے کہ ''میں اسکو قرآن کریم میں نہیں پاتا ہم تو اُسکی پیروی کریں گے جو قرآن میں پائیں گے'' (۲)۔ اور ایک دوسری جگہ تو کمال وضاحت سے (حدیث) سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اُسکے ساتھ اُس کا مثل بھی، خبردار قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا اپنی مسہری پر کہے کہ صرف قرآن کو تھام لو اُس میں سے جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو حالانکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حرام فرمایا ہوا ویسا ہی حرام ہے جیسا کہ پیارا اللہ کریم جل جلالہ کا حرام فرمایا ہوا'' (۳)۔ اگر اللہ کریم عزوجل ہدایت دے تو یہ احادیث عقائد کی درستگی میں قیمتی اثاثہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

مزید بدعاتِ حسنہ یہ ہیں: مسجدوں کو خوبصورت بنانا، نمازِ فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنا، تراویح کی مقررہ رکعات، جمعۃ المبارک کی پہلی اذان، ایمانِ مفصّل و مجمل، 6 کلمے اور اُن کی ترتیب، مساجد کے مینار و محراب، علم صرف، نحو، بلاغت، معانی، فلسفہ، تصوّف، منطق، کتب و رسائل کی طباعت

(۱) بیہقی ج ۲ ص ۱۹۴ (۲) عن ابورافع رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۲۹۰، ابوداؤد، ترمذی ج ۲ ح ۵۵۹، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۳، دلائل النبوۃ مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۵۴ (۳) عن مِقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد، دارمی، ابن ماجہ ح ۱۲، دارقطنی، مستدرک حاکم ونحوہٗ مسند امام احمد ج ۱ ح ۲۸۹، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۵۴۔

قرآن پاک کے 30 پارے بنانا، قرآن پاک کے اعراب لگانا، رکوع و آیات کے نمبر لگانا حدیث کی قسمیں بنانا، حدیث کو کتابی شکل دینا، مدرسہ بنانا، سرائے و مسافر خانہ بنانا، لذیذ کھانے اور مشروبات، کپڑے کی کشادگی، امام کو تنخواہ دینا، روحانی چلّے، مراقبے، چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی، حنفی، شافعی مالکی اور حنبلی، سلفی کہلوانا وغیرہ وغیرہ (۱)۔ یہ وہ بدعات ہیں جنہیں بلا تخصیص سب سُنّی، دیوبندی، وہابی وغیرہ کئے جا رہے ہیں اور اِس پر نہیں جھگڑتے اور نہ کسی پر فتویٰ لگاتے ہیں، جھگڑتے ہیں تو اپنے آقا کریم ﷺ پر درُود شریف پڑھنے پر کہ اذان سے قبل کیوں پڑھا جاتا ہے۔ افسوس ہے

ندائے یارسول اللہ ﷺ:

اس عنوان پر بہت تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے مگر بخوفِ طوالت اختصار سے کام لیتا ہوں۔

۞ ۔(القرآن) "اور آپ فرما دیجئے کہ کام کرو اب تمہارے کام اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین دیکھیں گے" (۲)۔ جب آقا کریم ﷺ اعمال دیکھتے ہیں تو کیا درُود پاک نہیں سنتے؟ اور (القرآن) "آپ حضور ﷺ کو شاہد یعنی گواہ بنا کر بھیجا گیا" (۳)۔ گواہ ہوتا ہی وہ ہے جو موقع پر موجود ہو اور سب کچھ دیکھے سنے۔ اس آیت کی تفسیر میں کچھ ورق گردانی کرتے ہیں۔ "گواہی کے معنی یہ ہیں کہ آقا کریم ﷺ ہر مسلمان کے رتبہ و مقام سے مطلع ہیں" (۴)۔ "...... قیامت کے دن پیارے آقا کریم ﷺ امت کی گواہی دیں گے کیونکہ آپ ﷺ امتی کے عدل (اعمال) کو جانتے ہیں" (۵)۔ "...... کیونکہ آقا کریم ﷺ کی روح اقدس تمام ارواح اور قلوب اور انسانوں کو دیکھ رہی ہے" (۶)۔ "...... آقا کریم ﷺ اپنے ہر امتی کے نام اور اس کے اعمال سے واقف ہیں اسی لئے قیامت کے دن گواہی دیں گے" (۷)۔ تو جب پیارے آقا کریم ﷺ ہر امتی کے اعمال و اقوال سے واقف اور دیکھتے سنتے ہیں تو کیا ہم فقیروں کا محبت سے پڑھا ہوا صلوۃ و سلام نہ سماعت فرماتے ہوں گے؟۔

۞ ۔(حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے پردے اُٹھا دیئے ہیں تو میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے ہاتھ کی اِس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں" (۸)۔ تو کیا درود پڑھنے والا دنیا سے کہیں الگ رہتا ہے جو

(۱) فتاویٰ فیض رسول، درمختار، شامی، شرح جامع صغیر، اشعۃ اللمعات، ضیاء النبی ج ۲ ص ۵۲، فیوض الباری حصہ ۱۰ ص ۳۴۴، نزھۃ المجالس، فیض الباری (دیوبندی)، ایضاح الحق الصرح (دیوبندی) بوادر النوادر (دیوبندی) (۲) سورۃ التوبہ، ۱۰۵ (۳) سورۃ الاحزاب ۴۵ (۴) تفسیر روح البیان (۵) تفسیر خازن و تفسیر مدارک (۶) تفسیر نیشاپوری (۷) تفسیر ابن کثیر ج ۳ (۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مواہب الدنیہ ج ۲ ص ۱۹۲، کنز العمال، مسند احمد، طبرانی، بیہقی، دارمی، شرح بخاری ج ۱ ص ۱۴۴، زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۷ ص ۲۳۴، فیوض الباری ج ۸ ص ۱۲۸، تحفۃ المناظرین، شاہکارِ ربوبیت ص ۱۸۸۔

پیارے آقا کریم ﷺ کو نظر نہیں آتا اور اس کا دُرود نہیں سنا جاتا؟۔

۞ ۔(حدیث) ''کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو اور میں اپنے اس مقام سے ہر شے کو دیکھ رہا ہوں'' (۱)۔تو یقیناً آقا کریم ﷺ مدینہ پاک سے ہم فقیروں کو درود پڑھتے بھی دیکھ رہے ہوں گے

۞ ۔(حدیث) ''وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ ، اور مجھ پر دُرود پڑھو کیونکہ تمہارا دُرود مجھ تک پہنچے گا تم جہاں بھی ہو گے'' (۲)۔

۞ ۔(حدیث) ''وَقِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَرَئَیْتَ صَلٰوۃَا لُمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَاحَالُھُمَاعِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُھُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِھِمْ عَرْضًا، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ یہ فرمائیے جو لوگ آپ ﷺ پر دُرود پاک پڑھتے ہیں اور یہاں موجود نہیں اور وہ جو آپ حضور ﷺ کے وصال پاک کے بعد آئیں گے ایسے لوگوں کے دُرود پاک کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟'' تو سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''محبت والوں کا دُرود پاک مَیں خود سنتا ہوں اور اُنہیں پہچانتا ہوں، اور دوسرے لوگوں کا دُرود شریف میرے دربار میں پیش کیا جاتا ہے'' (۳)۔ارے بھائی سننا تو برحق ہے، ہی اس حدیث سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ پیارے آقا کریم ﷺ دُرود پاک پڑھنے والے کا نام، پتہ، گلی، محلّہ، اور ماں باپ کا نام تک جان جاتے ہیں۔ کیونکہ پہچاننا اسی چیز کا تو نام ہے۔

۞ ۔(حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے وصال کے بعد مجھے ہر پڑھنے والے کا دُرود پاک وہ سنائے گا حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری امت مشرق و مغرب میں ہوگی'' اور فرمایا ''اے ابوامامہ! اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ساری دنیا کو میرے روضہ اقدس میں میرے سامنے کر دے گا اور مَیں ساری مخلوق کو دیکھتا ہوں گا اور اُن کی آوازیں سنوں گا'' (۴)۔اُن آوازوں میں صلوۃ وسلام کی روح پرور آواز نہ سنی جاتی ہوگی؟۔

۞ ۔(حدیث) ''جمعۃ المبارک کے دن کثرت سے مجھ پر دُرود پاک بھیجو کیونکہ اُس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں بیشک تمہارا دُرود پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو''۔ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ اُس وقت کیسے پیش کیا جائیگا جبکہ آپ ﷺ وصال مبارک فرما چکے ہونگے؟'' فرمایا ''بیشک پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام قرار دیا

(۱) بخاری ج۱ص ۱۸، فیوض الباری ج۸ص ۱۲۸ (۲) ابوداؤد ج۱ص ۲۷۹، احمد ج۲ص ۳۶۷ (۳) دلائل الخیرات ص ۵۲، شرح مطالع المسرات ص ۵۰، فیوض الباری حصہ ۱۱ص ۲۲۵ (۴) عن ابواُمامہ رضی اللہ عنہ درۃ الناصحین از عثمان خوبوی علیہ الرحمۃ ص ۲۲۵، آب کوثر

ہے"(۱)۔ گویا پیارے آقا کریم ﷺ ایسے ہی ہیں جیسے زندگی میں تھے اور ویسے ہی سنتے ہیں جیسے باحیات سماعت فرماتے تھے۔

۞ ۔(حدیث) "باقی دنوں میں فرشتے تمہارا دُرود پاک پہنچاتے رہتے ہیں مگر جمعۃ المبارک کے دن اور جمعۃ المبارک کی رات جو مجھ پر دُرود پاک پڑھے اُس کو مَیں اپنے کانوں سے سنتا ہوں"(۲) چاہے وہ دنیا کے کسی کونے میں ہو۔

۞ ۔(حدیث) "جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ میری رُوح واپس لوٹا دیتا ہے اور مَیں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" (۳)۔ دن رات کے ہر لمحہ میں کروڑوں سلاموں کے تحفے پہنچتے ہیں پھر روح مبارک نکلتی کب جا سکتی ہوگی، یقیناً آپ ﷺ قبرِ انور میں زندہ ہیں اور ہمارے سلاموں کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

۞ ۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ہر جمعہ و پیر کو مجھ پر زیادہ درود پڑھو میری وفات کے بعد کیونکہ مَیں تمہارا دُرود پاک بلاواسطہ سنتا ہوں" (۴)۔

۞ ۔(حدیث) "جو میری قبرانور کے پاس درود شریف پڑھے گا میں خود سنوں گا اور دُور سے دُرود شریف پڑھے گا مجھے پہنچایا جائے گا" (۵)۔

۞ ۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "وَاِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ، میرے علم کی کیفیت وفات کے بعد بھی وہی رہے گی جو میری حیات میں ہے" (۶)۔ اور حیات کریمہ میں آپ ﷺ کی علمی کیفیت کیا تھی؟۔ اسے بارے پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان پاک یاد فرمالیں کہ (حدیث) "مَیں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے" (۷)۔ ہم دُور سے نہیں سنتے سرکار کریم ﷺ دُور سے بھی سنتے ہیں حیات میں بھی سنتے تھے اور اب

(۱) عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۱۳۳، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۰، نسائی ج ۱ ص ۲۰۳، مسند احمد ج ۴ ص ۸، دارمی ج ۱ ص ۳۰۷، حاکم ج ۱ ص ۲۷۸، طبرانی اوسط ج ۵ ح ۴۷۸۰، طبرانی کبیر ج ۱ ص ۶۱، سنن صغریٰ بیہقی ج ۱، شعب الایمان ج ۳ ص ۱۰۹، فتح الباری ج ۱۱ ص ۳۷۰، ابن ابی شیبہ ج ۲ ح ۸۶۹۷، ابن خزیمہ ج ۳ ح ۱۷۳۳، ابن حبان ج ۳ ح ۹۱۰، ترغیب ج ۲ ص ۲۸۱، شرح مسلم، جلاء الافہام، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۲۲۷ (۲) نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۵، تنبیہ الغافلین (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۲۷۳، مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۷، معجم اوسط ج ۳ ح ۳۰۹۲، بیہقی ج ۵ ح ۱۰۰۵۰، شعب الایمان ج ۲ ص ۲۱۷، ترغیب ج ۲ ص ۳۲۶، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۲، کنز العمال ج ۱ ح ۲۱۶۱، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۲۲۷، نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۵، تنبیہ الغافلین (۴) انیس الجلیس امام سیوطی علیہ الرحمۃ ص ۲۲۲، جلاء الافہام ص ۱۷۳، جاء الحق ص ۱۷۳ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان، مشکوٰۃ ح ۸۷۳، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۲۲۵، فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۸، کنز العمال ج ۱ ح ۲۱۶۵، فیض القدیر ج ۶ ص ۱۷۰، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۲۳، ترغیب، در منثور، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۹۸ (۶) خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، فیوض الباری ج ۹ ص ۱۲۰ (۷) عن ابوذر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۹۳، ابن ماجہ ح ۴۳۰۵، مسند امام احمد ج ۵، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۲۷۷، شاہکار ربوبیت ص ۱۶۵۔

بعد از وصال بھی کیونکہ پیارے آقا کریم ﷺ کی حیات اور وصال ایک جیسے ہیں اسی لئے تو (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی" (۱)۔

۔ (حدیث) "اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مَیں لوحِ محفوظ پر قلم کے چلنے کی آواز سنتا تھا حالانکہ مَیں ابھی تک ماں کے پیٹ میں تھا، اور عرش کے سامنے آفتاب و ماہتاب کے سجدہ کرنے کی آواز سنتا تھا" (۲)۔ ماں کا پیٹ اور قبر باہم مشابہ ہیں تو جب پیٹ میں سننا ثابت ہے تو قبر میں کیوں نہیں؟۔

۔ (حدیث) "بندہ قبر میں لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے" (۳)۔ یہ مسلم غیر مسلم عام بندے کی سماعت کا عالم ہے تو شاہِ دو عالم ﷺ کی سماعت کا کیا عالم ہوگا؟۔

۔ (حدیث) "مجھ پر درود بھیجو کہ اللہ کریم ﷻ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جب کوئی میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ مجھ سے عرض کرتا ہے "یارسول اللہ ﷺ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے" (۴)۔

ع

یہ حال ہے خدمت گاروں کا سرکار (ﷺ) کا عالم کیا ہوگا

۔ (حدیث) "حضرت سیّدہ زینت رضی اللہ عنہا نے میدان کربلاء میں پکارا "یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ" (۵)۔ اور حلب کی جنگ میں (حدیث) حضرت سیّدنا کعب بن حمزہ رضی اللہ عنہ نے پکارا "یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ" (۶)۔ اور جنگ یرموک میں (حدیث) "حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج کا اسلامی نعرہ تھا "یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ" (۷)۔ جنگ دُروب میں (حدیث) "حضرت سیّدنا میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کے اسلامی لشکر کا نعرہ تھا "یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ" (۸)۔ آقا کریم ﷺ کی حیات

(۱) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، معجم کبیر ج ۱۲ ص ۴۰۶ ح ۱۳۴۹۶، دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۸ ح ۱۹۳، شعب الایمان ج ۳ ص ۴۸۹ ح ۴۱۵۴، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲ (۲) عن ابوذر رضی اللہ عنہ، بیہقی، فتاوی عبدالحی دیوبندی ج ۱، مجموعۃ الفتاوی ج ۲ ص ۹۷، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۲۲۳، معارج النبوت ج ۲ ص ۱۲۳، نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۱ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۵۱، مسلم ج ۳ ح ۷۰۸۶، ترمذی، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۵۴، نسائی ح ۲۰۲۱، حاکم ج ۱ ح ۱۴۰۴، ابن حبان ح ۳۱۱۳، بیہقی ح ۷۰۰۹، معجم کبیر ح ۱۱۱۳۵، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ح ۱۱۸، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۲۲ (۴) عن سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، دیلمی مسند الفردوس، مسند بزار ج ۴ ح ۱۴۲۵، تاریخ الکبیر بخاری ج ۶ ح ۲۸۳۱، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۲۴، ابن حبان ج ۲ ح ۱، ترغیب ج ۲، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۲۲۲ (۵) البدایہ والنہایہ ج ۸ (۶) فتوح الشام واقدی، جاء الحق جلد ۹ ص ۱۹۶ (۷) البدایہ والنہایہ، تاریخ طبری (۸) نواسخ التواریخ، تاریخ واقدی۔

پاک میں اور بعد میں سینکڑوں میل دُور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے "یَامُحَمَّد" (یارسول اللہ ﷺ) کے نعرے سنے جاتے تھے تو کیا ہمارا صلوۃ وسلام نہ سنا جائے گا؟۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بیشک مَیں تیرے (راویہ کے) غضب (حالت خفگی) کو پہچانتا ہوں جب تُو خفا ہوتی ہے اور تیری رضا کو پہچانتا ہوں جب تُو راضی ہوتی ہے" آپ نے پوچھا "یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اِس بات کو کیسے پہچان جاتے ہیں؟" تو پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اِذَا غَضِبتِ قُلتِ یَامُحَمَّدُ وَاِذَا رَضِیتِ قُلتِ یَارَسُوْلَ الله" یعنی جب تُو غضب میں ہوتی ہے تو تُو مجھے "یَامُحَمَّد" کہہ کر پکارتی ہے اور جب تُو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو مجھے "یَارَسُوْلَ الله" کہہ کر پکارتی ہے" (۱)۔ یہ پیاری پیاری حدیث پاک پیارے آقا کریم ﷺ کے سچے عاشقوں کیلئے مشعل راہ ہے اور لاتعداد سوالات کے جوابات کا ذریعہ ہے۔

ان احادیث سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارا کسی جگہ پڑھا ہوا "یارسول اللہ" والا دُرود شریف ہمارے پیارے کریم آقا ﷺ سماعت فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ المشائخ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله" والے دُرود شریف کے قائل تھے اور پڑھتے تھے اسی بنا پر ان کو آقا کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی (۲)۔ سابق سابق سعودی سفیر وخطیب وشیخ الحرمِ کعبہ علامہ شیخ عبدالحمید علیہ الرحمۃ جو کہ تفسیر الخطیب، تالیۃ الخطیب ،بالامام العادل اور اسمی الرسالات کتب کے مصنف ہیں نے "اسمی الرسالات" کے دیباچہ ص ۴ میں ندائیہ دُرود شریف "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله" پڑھنا جائز لکھا۔ نسیم حجازی نے اپنے ترکی کے "سفرنامہ" میں لکھا کہ "مسجد کے خطیب صاحب تھوڑے وقفے بعد نمازیوں کو درود وسلام پڑھانا شروع کر دیتے جس کے الفاظ وہی تھے جن سے ہر پاکستانی کے کان آشنا ہیں "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ یَاحَبِیْبَ الله"۔ اور علاّمہ اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب امداد المشتاق ص ۵۹ میں اپنے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ ا فتویٰ درج کیا کہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله ،بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں...... ......پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے" (۳)۔ جبکہ ضیاء القلوب ص ۸۳ میں لکھا "جو یارسول اللہ 100 بار پڑھے اُسے بیداری یا خواب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی"۔

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا مسند احمد ج ۶ ص ۳۴ (۲) جلاء الافہام لابن قیم جوزی علیہ الرحمۃ (۳) مقامِ گنج شکر علیہ الرحمۃ ص ۳۱۲۔

الحاصل : سابقہ تمام بحث کے بعد اب ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ ''جس کو جمہور مسلمین اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھی ہے''۔ اسی اصول کے بارے (حدیث) ''مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَعِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ وَمَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًافَهُوَعِنْدَاللّٰهِ قَبِيْحٌ' جس کو مسلمان اچھا جانئیں وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی چیز ہے اور جس کو مسلمان بُرا جانئیں وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بھی بُری ہے'' (۱)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کبھی بھی میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا، اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے جو جماعت سے نکل گیا وہ جہنّم میں ڈال دیا گیا'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''بیشک میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی اگر تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت (سوادِاعظم) کو اختیار کرو'' (۳)۔ تو چونکہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پر مسلمین کی ایک بڑی جماعت (سوادِاعظم) یعنی جماعت اہلسنّت کا عمل ہے لہٰذا یہ جائز و مستحسن و نیک عمل ہے۔ جس پر اولیاء وعلماء وفقہاء اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد بڑی محبت سے عمل کرتی ہے۔

قبل از اذان صلوٰۃ وسلام کے آداب:

قبل از اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحبُ و مستحسن عمل ضرور ہے مگر اذان کا حصّہ ہر گز نہیں اس کیلئے درج ذیل امور کا بطورِ خاص خیال رکھنا نہایت ضروری ہے:۔

﴿اللہ﴾ -صلوٰۃ وسلام دست بستہ ادب سے پڑھیں۔

﴿اللہ﴾ -دل میں یہ نیّت قائم رکھیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت سے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رِضاء کیلئے پڑھتا ہوں نہ کہ کسی کو دکھانے کیلئے کہ یہ اہلسنّت کی مسجد ہے، نہ کسی کا دل دکھانے یا جلانے کیلئے اور نہ ہی صرف کارروائی پوری کرنے کیلئے پڑھتا ہوں۔

﴿اللہ﴾ -صلوٰۃ وسلام کے کلمات مقرر کرنا اور ہمیشہ وہی پڑھنا ضروری نہیں تاہم بہترین طریقہ یہ ہے ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ سَيِّدِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰه وَسَلَّمْ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ سَيِّدِىْ يَاحَبِيْبَ اللّٰه، تاکہ ذکرِ اسمِ الٰہی، حمدِ الٰہی اور مکمّل درُود وسلام، تینوں چیزیں پڑھنے پر عمل ہو (۴)

(۱) قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ص۳۷۹، مسند بزار ج۵ ح۱۸۱۶، طبرانی اوسط ج۴ ح۳۶۰۲، معجم کبیر ج۹ ح۸۵۸۲، مجمع الزوائد ج۱ص۱۷۷، ابونعیم، مؤطا امام محمد ح۲۴۰، مشکوٰۃ المصابیح، تعلیق المجد عبدالحئ لکھنوی ص۱۴۱، انوار ساطعہ ص۲۷۲ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۳۸، حاکم ج۱ص۲۳۰ ح۳۹۱، خصائص الکبریٰ ج۲ص۶۲۴ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۴ص۳۶۷ ح۳۹۵۰، معجم کبیر ج۱۲ص۴۴۷ ح۱۳۶۲۳، مصباح الزجاجہ ج۴ص۱۶۹ ح۱۳۹۵ (۴) تحفۃ المناظرین

ﷺ -صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت اذان کی نسبت آواز پست رکھیں۔

ﷺ -صلوٰۃ وسلام کی طرز اور لحن اذان سے بالکل مختلف ہوتا کہ دونوں کی الگ الگ حیثیت ظاہر ہو۔

ﷺ -صلوٰۃ وسلام پڑھ کر اذان کے کلمات شروع کرنے سے پہلے ضرور کچھ وقفہ کریں تا کہ دونوں کا الگ الگ ہونا صاف ظاہر ہو جائے۔

اذان کہنے کا طریقہ:

(القرآن) ''وَاِذَانَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ، اور جب تم نماز کیلئے اذان دو'' (۱)۔

◉ -مؤذّن باوضوء ہو کر، مسجد کی وہ حدود جہاں نماز پڑھی جاتی ہے اُس سے ہٹ کر **اور** اُونچی جگہ پر **اور** قبلہ رُو ہو کر کھڑے ہوں (۲)۔ کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ '' (خواب میں) فرشتے نے قبلہ رُخ ہو کر اذان پکاری'' (۳)۔ **اور** پھر شہادت کی اُنگلیاں کانوں کے سوراخوں میں ڈالیں یہ سنّتِ بلال رضی اللہ عنہ اور مستحب ہے (۴)۔ کیونکہ (حدیث) ''آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے وقت ''اپنی اُنگلیوں کو اپنے کانوں میں ٹھونس لیا کرو اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی'' (۵)۔ چنانچہ (حدیث) سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے ہوئے اپنا چہرہ اِدھر اُدھر پھیرتے تھے اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں دونوں کانوں میں رکھی ہوئی تھیں'' (۶)۔ نیز (حدیث) ''سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان میں دونوں ہاتھوں کی شہادت کی اُنگلیاں دونوں کانوں میں ڈالا کرتے تھے'' (۷)۔ اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے تو بھی ٹھیک ہے مگر احسن یہی ہے کہ کانوں میں اُنگلیاں ڈالیں جائیں کہ یہی حدیث کے مطابق ہے (۸)۔ **اور** اُس کے بعد بلند آواز سے اچھی سُریلی طرز کے ساتھ محبت سے اذان دیں۔ آواز اتنی بھی بلند نہ کریں کہ چلّانے لگیں کہ طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے (۹)۔ **اور** ہر کلمہ کی ادائیگی کے بعد قدرے ٹھہریں تا کہ سننے والا ہر کلمہ کا جواب دے اور جب **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ** کہیں تو چہرہ دائیں طرف پھیریں مگر یہ یاد رہے کہ صرف چہرہ پھیرنا مستحب ہے سینہ اور جسم نہیں **اور** جب **حَیَّ عَلَی الْفَلَاح** کہیں تو چہرہ بائیں طرف پھیریں (۱۰)

(۱) سورۃ المائدہ، ۵۸ (۲) جامع صغیر ص ۱۰، ہدایہ ج ۱ ص ۵۵، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۰، کبیری، درمختار (۳) ابوداؤد ج ۱ ص ۷۵ (۴) ہدایہ ج ۱ ص ۵۵، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۰، شرح وقایہ، کبیری ص ۳۷۵، نورالایضاح، درمختار، ردالمحتار، بہارشریعت، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۳ عالمگیری ج ۱ ص ۸۸ (۵) ابن ماجہ ح ۷۵۶، مشکوٰۃ ح ۶۰۲، مرأۃ ج ۱ ص ۳۸۴ (۶) عن ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۷۵۷، احمد ج ۱ ح ۱۱۳۴، ترمذی ج ۱ ح ۱۸۸، دارمی ح ۱۲۳۶، حاکم ج ۱ ح ۷۲۵، بلوغ المرام ح ۱۹۶ ص ۸۶ (۷) بخاری ج ۱ ح ۶۰۳، ابن ماجہ ح ۷۵۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۲ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۸۸ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۸۷ (۱۰) جامع صغیر ص ۹، ہدایہ ج ۱ ص ۵۵، شرح نقایہ ج ۱ ص ۴۷، ۳، کبیری ص ۶۳، درمختار ج ۱ ص ۶۳، نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۸۸ فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۳

کہ (حدیث) ”حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، کے وقت اپنا چہرہ دائیں بائیں طرف موڑا“ (۱)۔ لہٰذا اذان کے دوران صرف چہرہ پھیرنا چاہیئے سینہ قبلہ رُخ ہی رہے کیونکہ (حدیث) ”حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان میں جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ پر پہنچے تو (صرف) اپنی گردن کو دائیں طرف گھمایا جسم قائم رہا“ (۲)۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان کہنے والے کو دائیں بائیں رُخ کرتے دیکھا (۳)۔ **اور** فجر کی اذان میں اسکے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم دوبار کہیں (۴)۔ **اور** تمام کلمات دو دو بار (جبکہ آخری دو کلمات ایک ایک بار) کہتے ہوئے اذان مکمّل کریں (۵)۔

کلمات اذان کا دو دو بار کہنا:

اذان کہتے وقت شروع میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ 4 بار کہیں اور آخر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے قبل دوبار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں۔ جبکہ باقی کلمات دو دو بار کہے جائیں۔ **کہ** (حدیث) ”حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی تابعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اذان کا واقعہ بتایا کہ مَیں نے دیکھا ایک شخص پر 2 سبز رنگ کی چادریں ہیں اور وہ دیوار پر کھڑا اذان دوہری دوہری مرتبہ پکار رہا ہے، اور اقامت بھی دوہری مرتبہ“ (۶)۔ لہٰذا معلوم ہوا **کہ** ”حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جو اذان خواب میں ملاحظہ فرمائی اُس کے کلمات بھی دو دو بار تھے“ (۷)۔ اور (حدیث) ”حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **کہ** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان اور تکبیر دو دو بار تھی“ (۸)۔ اور یہ **کہ** (حدیث) ”اذان اور اقامت کے کلمات دو دو بار پڑھو“ (۹)۔ اسلیئے (حدیث) ”حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ایک شخص پر گزرے جو اقامت ایک ایک بار کہہ رہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اِسے دو دو بار کر تیری ماں نہ رہے“ (۱۰)۔ اور یہ **کہ** (حدیث) ”حضرت سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اذان دوہری دوہری (دو دو بار) ہوتی

(۱) عن ابوجُحَیفہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۰۳، ابوداؤد ج۱ ح۵۱۷، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۲۹۳ (۲) بخاری ج۱، مسلم، ابوداؤد، دارمی ح۱۲۳۰، بلوغ المرام ح۱۹۸ ص۸۶، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۲۹۳ (۳) نصب الرایہ ج۱ ص۲۷۵، شرح نقایہ، مسند اسحٰق بن راھویہ حاکم ج۱ (۴) عالمگیری ج۱ ص۸۷ (۵) ملخص، بخاری، مسلم، ابوداؤد، مسند امام احمد، ابن ماجہ، ترمذی، درمختار، ریاض الصالحین، عالمگیری (۶) ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۰۳، بیہقی ج۱ ص۴۲۰، محلی ابن حزم ج۳ ص۱۱۴، جاء الحق حصّہ ۲ ص۶۷۴ (۷) الجوہر النقی ج۱ ص۱۰۴، سیرت حلبیہ ج۳ ص۲۴۷ (۸) عن ابن ابی لیلٰی تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج۱ ح۱۸۵، ابوداؤد ج۱ ح۴۹۶، ابن ابی شیبہ (۹) عن زین العابدین رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۶۰ (۱۰) بیہقی، جاء الحق حصّہ ۲ ص۶۷۳۔

تھی"(۱)۔اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **کہ** "پیارے آقا کریم ﷺ کے دورِ پُر انوار میں اذان کے دو دو کلمات تھے"(۲)۔اور یہ **کہ** (حدیث) حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو بار کہتے تھے (۳)۔اسلئے **کہ** (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار ادا کریں"(۴)۔نیز یہ **کہ** (حدیث) "مؤذن رسول ﷺ حضرت سیّدنا حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اذان دو دو بار کہتے تھے"(۵)۔نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو بار کہتے تھے"(۶) نیز یہ **کہ** (حدیث) "نبی کریم ﷺ نے ان (حضرت سیّدنا محذورہ رضی اللہ عنہ) کو اقامت کے کلمات دو دو بار پڑھنے کی تلقین فرمائی"(۷)۔اسکی تصدیق ہے (حدیث) **کہ** "میں (راوی) حضرت سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو سناوہ اذان میں دو دو دفعہ کلمات کہتے تھے اور اقامت میں بھی اسی طرح دو دو کلمات"(۸)۔اسی کے حق میں مزید روایات ترمذی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، مسند امام اعظم، عینی، آثار السنن، شرح مسلم، شرح معانی الآثار اور قدوری میں بھی درج ہیں۔

اذان کے بعد کی دعاء:

اذان کہنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھیں اور پھر دعاء وسیلہ پڑھیں کیونکہ (حدیث) مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا "جب تم مؤذّن سے اذان سنو تو جو وہ کہے تم بھی کہو پھر مجھ پر دُرود شریف پڑھو، جس نے ایک بار مجھ پر دُرود شریف پڑھا اللہ کریم عزوجل اُس پر 10 رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے اللہ کریم عزوجل سے وسیلہ کی دعاء کرو، یہ جنّت میں ایک مقام ہے جو پیارا اللہ کریم عزوجل کے بندوں میں سے ایک خاص کو نصیب ہوگا، اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ مَیں ہوں گا پس جس نے (اذان سن کر) میرے لئے وسیلہ کی دعاء مانگی تو اُس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال (ضروری) ہوگئی"(۹)۔جس کے بارے اللہ کریم عزوجل نے فرمایا (قرآن کریم) "عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ

(۱) صحیح ابن حبان ج۳ص۱۳۶ (۲) ابوداود ج۱،نسائی ح۶۲۴، حاکم ج۱ ح۷۰۹، ابن خزیمہ، دارقطنی، نصب الرایہ، ابن حبان، بیہقی ح۱۸۱۳، جاء الحق حصہ دوم ص۶۷۲ (۳) عن اسود بن یزید رضی اللہ عنہ، دارقطنی، عبدالرزاق، شرح معانی الآثار، طبرانی، جاء الحق حصہ۲ص۶۷۵ (۴) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۵۷۵، مسلم ج۱ح۷۴۳، ۷۴۵، نسائی ح۶۲۳، ترمذی ج۱ح۱۸۴، ابوداود ح۵۰۸، دارمی ح۱۱۹۴، حاکم ح۷۱۰، بیہقی ح۱۸۰۱، معجم صغیر ح۱۰۷۳، بلوغ المرام ح۱۹۴ص۸۶ (۵) عن سیّدنا حماد بن ابراہیم تابعی علیہ الرحمۃ، طحاوی، جاء الحق حصہ۲ص۶۷۵ (۶) عن عبید رضی اللہ عنہ (مولیٰ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) طحاوی ج۱، سیرۃ حلبیہ ج۳ ص۲۵۶ (۷) عن ابو محذورہ رضی اللہ عنہ، دارمی ج۱ح۱۲۲۸، احمد ج۱ح۱۱۱۷، ابوداود ج۱ح۴۹۸ (۸) عبدالعزیز بن رفیع تابعی علیہ الرحمۃ طحاوی ج۱ص۹۵ (۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ص۸۶، مسلم ج۱ح۷۵۳، ابوداود، ابن ماجہ ح۷۶۸، ترمذی نسائی ح۶۷۱، ترغیب ج۱ح۱۶۷، مشکوٰۃ ح۶۰۶، مرآۃ المناجیح ج۱ص۳۸۶، فیوض الباری حصہ۳ص۲۸۱۔

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا "(۱)۔اور (حدیث) "مقام محمود وہ مقام ہے جہاں مَیں اپنی امت کی شفاعت کروں گا" (۲)۔ جہاں آپ ﷺ کو کہا جائے گا (حدیث) "مانگئے آپ ﷺ کو دیا جائے گا، سفارش کیجئے قبول کی جائے گی، اُس وقت سبھی آپ ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے" (۳)۔ اسلئے مؤذّن اور سب سننے والوں کو چاہیئے کہ اذان کے بعد دُرود پاک پڑھیں اور پھر یہ دعائے وسیلہ پڑھیں (حدیث) "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِي وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ (۴)

۔ نیز اپنے لئے اور سب کیلئے دعاء مانگیں کہ جب اذان کہی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور (حدیث) "اذان اور اقامت کے دوران دعاء ردّ نہیں کی جاتی" (۵)۔

اذان کے بعض دیگر مسائل:

۔ نمازِ پنجگانہ اور جمعہ کے علاوہ نمازِ وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، تراویح، استسقاء، اشراق، چاشت، کسوف، خسوف اور نمازِ نوافل کیلئے اذان واقامت نہیں ہوتی (۶)۔

۔ اذان کے کلمات میں سکتہ (ہر کلمہ کے بعد ذرا ٹھہرنا) نہ کرنا مکروہ ہے ایسی اذان لوٹانا مستحب ہے۔ (۷)۔ کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ حکم دیتے تھے کہ ہم اذان ٹھہر ٹھہر کر پکاریں اور اقامت تیزی سے" (۸)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا "جب تم اذان کہو تو سکون سے ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب اقامت کہو تو جلدی کہو" (۹)۔ نیز (حدیث) "اذان ٹھہر ٹھہر کر دو اور اقامت جلدی کہو" (۱۰)۔

۔ مؤذّن کیلئے مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات کا جاننا ضروری ہے۔ جاہل وناواقف کو مؤذّنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا (۱۱)۔ کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے اچھے لوگ

(۱) سورۃ بنی اسرائیل ۷۹ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عینی ج۲ ص۶۴۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۸۱ (۳) عینی ج۲ ص۶۴۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۸۱ (۴) بخاری ج۱ ح۵۸۴، مسلم، ابن ماجہ ح۷۶۸، ابوداؤد ج۱ ح۵۲۶، نسائی ح۶۷۳، ترمذی ج۱ ح۲۰۲، احمد ج۱ ح۱۱۳۸، ۱۱۳۹۱، بیہقی، ابن حبان، بلوغ المرام ح۲۱۹ ص۹۰، ردالمحتار، حصن حصین، مشکوٰۃ المصابیح، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۸۱ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۵۱۸، ترمذی ج۱ ح۲۰۳، نسائی، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح۲۱۸ ص۹۰ مشکوٰۃ ح۶۲۰، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۹۳ (۶) عالمگیری ج۱ ص۸۳، بہار شریعت (۷) درمختار، شامی، عالمگیری (۸) دارقطنی ج۱ ص۲۳۸ (۹) عن جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ص۵۵، مشکوٰۃ ح۵۹۶، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۸۰، بلوغ المرام ح۲۱۲ ص۸۹ (۱۰) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ، عن زین العابدین رضی اللہ عنہ وابوالزبیر ہاشمی علیہ الرحمۃ (مؤذن مسجد بیت المقدس)، مسند امام زید ح۶۰، ترمذی ج۱ ح۱۸۶، بیہقی ح۱۸۵۸، معجم اوسط ح۱۹۵۲، حاکم ج۱ ح۷۳۲، دارقطنی ص۸۸ (۱۱) قاضیخاں ص۳۸، ہدایہ ج۱ ص۵۶، بہار شریعت۔

(زیادہ سمجھدار) اذان دیں"(۱)۔

۔ متعین مؤذّن موجود ہو تو اُس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اذان نہیں کہنی چاہیے (۲)۔

۔ اگر مؤذّن اذان میں کوئی غلطی کر جائے یا کلمات کی ترتیب بھول جائے تو جہاں یاد آئے وہیں سے فوراً لوٹ آئے اور جہاں سے غلطی ہوئی وہاں سے دوبارہ اذان کہے، شروع سے ساری اذان دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر اذان کے بعد غلطی کا علم ہو تو اذان کا اعادہ کرنا چاہیئے (۳)۔

۔ اذان واقامت کے دوران نہ کلام کریں نہ سلام کا جواب دیں، نہ بلا عذر کھنگاریں البتہ آواز صاف کرنے کیلئے کھنگاریں تو حرج نہیں اور نہ ہی تلاوتِ قرآن کریں بلکہ صرف اذان کا جواب دیں (۴)

۔ اذان کو قواعدِ موسیقی پر گانا ناجائز اور منع ہے (۵)۔

۔ بیٹھ کر اذان کہنا، قبلہ رُخ نہ ہونا اور اذان میں چلنا مکروہ ہے اور ایسی اذان واجب الاعادہ ہے مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہہ لے تو حرج نہیں (۶)۔

۔ "سنت یہ ہے کہ اذان باوضوء کہی جائے" (۷)۔ مگر چونکہ اذان دینا از قبیلہ اذکار ہے اور اذکار کیلئے وضوء لازم نہیں کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ ذکر ہر حالت میں (وضوہو یا نہ ہو) کر لیا کرتے تھے" (۸)۔ اسلئے بصورت عذر بے وضوء اذان کہی جا سکتی ہے مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور عادت بنا لینا بہت بُرا ہے (۹)۔ اسکی تاکید میں (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اے ابن عباس! اذان کا نماز سے تعلق ہے، پس تم میں سے کوئی شخص اذان نہ کہے مگر طہارت سے" (۱۰)۔ نیز (حدیث) فرمایا "لَایُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّیءٌ"، کوئی اذان نہ کہے مگر باوضوء ہو کر" (۱۱)۔ یہ حدیث ضعیف ہے تاہم تنبیہ کیلئے کفایت کرتی ہے لہذا جنابت کی حالت میں اذان کہنا مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے (۱۲)

۔ مؤذّن کا دورانِ اذان وضوء ٹوٹ جائے تو کوئی کراہت وحرج نہیں اذان پوری کریں (۱۳)۔

۔ نابینا اگر ٹھیک وقت پر اذان دے تو درست ہے اور بے سمجھ لڑکے کی اذان درست نہیں جبکہ سمجھدار نابالغ لڑکا اذان کہہ سکتا ہے مگر بالغ کی اذان افضل ہے اور عورت، خنثٰی، مجنون، مست، جُنبی

(۱) ابوداؤد ج ۱ ص ۸۷ (۲) درمختار (۳) درمختار، عالمگیری (۴) قاضیخان ج ۱ ص ۳۸، بدائع الصنائع، درمختار ج ۱ ص ۶۳، کبیری، غنیۃ، نور الایضاح، صغیری، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۸۶، ۹۰ (۵) ردالمختار، بہار شریعت (۶) درمختار، غنیۃ، عالمگیری ج ۱ ص ۸۴، شامی (۷) تلخیص الحبیر ج ۱ ص ۶۷، قدوری حاشیہ ص ۲۶ (۸) عن عائشہ ؓ ابوداؤد ج ۱ ح ۱۸ (۹) مسند امام زید ح ۶۲، بخاری ج ۱ ح ۶۰۳، درمختار ج ۱ ص ۶۴، مراقی الفلاح، ہدایہ ج ۱ ص ۵۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۲، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۸۴ (۱۰) بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵۷ فی ابوالشیخ (۱۱) عن ابوہریرہ ؓ، ترمذی ج ۱ ح ۱۹۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۳، بلوغ المرام ح ۲۱۳ ص ۸۹ (۱۲) فیوض الباری، بلوغ المرام، درمختار، جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰، ہدایہ ج ۱ ص ۵۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۲ (۱۳) غایۃ الاوطار، نزھۃ المجالس۔

اور فاسق وفاجر شخص بیشک وہ عالم ہی ہو، کی اذان مکروہ اور واجب الاعادہ ہے(۱)۔

☾ ۔ایک شخص کا 2 جگہ اذان کہنا مکروہ ہے۔جس مسجد میں نماز فرض پڑھے اُسی میں اذان کہے(۲)۔

☾ ۔شہر یا گاؤں سے باہر کھیت یا باغ وغیرہ جہاں پر کسی آس پاس کی جگہ سے اذان کی آواز پہنچتی ہو وہاں الگ اذان ضروری نہیں بلکہ وہی اذان کافی ہے، اس اذان پر نماز اور جماعت درست ہیں، تاہم بہتر یہ ہے کہ اذان کہہ لی جائے ورنہ اقامت تو ضرور کہہ لینی چاہئے اقامت نہ کہنا مکروہ ہے(۳)۔

تنبیہ۔اذان کو اس کی حدود وقیود کو مدّنظر رکھ کر درست تلفظ سے کہنا ضروری ہے ورنہ اس کا وبال اذان کہنے والے اور کہلوانے والے اور وہ جنہوں نے غلطی جانتے ہوئے اُسے روکا نہیں اُن سب پر ہوگا۔آجکل تو اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچّے اور ایسے بڑے اذان کہتے ہیں جن کی ادائیگی غلط، تلفظ غلط کھڑا ہونا غلط اور وضع قطع ولباس غلط اور نہ جانے پاکی پلیدی کا کیا حال ہوگا۔ایسی اذان اپنے اندر وہ جاذبیت نہیں رکھتی جس مقصد کیلئے کہی گئی بس ایک کارروائی گویا پوری ہو جاتی ہے حالانکہ اذان اُسے کہنی چاہیئے جس کی آواز زیادہ شیریں ہو جیسا کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کو ان کی (حضرت سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی) آواز اچھی معلوم ہوئی اسلئے انہیں آپ ﷺ نے اذان کی تعلیم فرمائی''(۴)۔کہاں وہ اذانِ بلالی کہ ایک ایک کلمہ سینے میں اترتا چلا جائے۔ایسے لوگوں سے صرف اتنی گذارش کرونگا کہ اذان ضرور کہیئے مگر اللہ کریم عزوجل اور اُس کے رسول کریم ﷺ کو ناراض کرنے کیلئے نہیں بلکہ ایسے کہ فرشتے جھک جھک کر دیکھیں کہ کوئی عاشق پکار رہا ہے۔اسی لئے تو (حدیث) حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اگر اذان کہنی ہے تو صحیح کہو ورنہ نہ کہو''(۵)۔اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب اسکے قواعد کا خیال رکھا جائے۔جیسے لفظ ''اللہ'' کو ''آللہ'' اور اَکبَر کو ''اَکبار''۔اَشْھَدُ اَنْ کو ''اَنَّا'' یا ''اَنَا'' کہنا۔مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کو ''مَحَمَّادً'' کہنا وغیرہ سخت گناہ اور قابل عذاب ہے(۶)۔

☾ ۔ضرور ذہن نشین فرمالیں کہ اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللّٰہ میں محمد (ﷺ) کی دال پر ''دو زبر'' جبکہ اوّل کلمہ طیّب پڑھتے ہوئے دال پر ''دو پیش'' اور رسول اللہ کی ''ل'' پر پیش پڑھا جاتا ہے

بچے کے کان میں اذان: لگے ہاتھوں یاد فرمالیں کہ بچے کے کان میں اذان کہنے کیلئے اس کے دائیں کان میں آہستہ آواز میں مکمل اذانِ فجر اور بائیں کان میں مکمّل تکبیر اقامت کہیں۔

(۱) درمختار ج ا ص ۶۴، شامی، عالمگیری ج ا ص ۸۴، ہدایہ ج ا ص ۵۷، شرح نقایہ ج ا ص ۶۲، نور الایضاح، فیض رسول (۲) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۳، درمختار (۳) عالمگیری، درمختار (۴) عن ابو محذورہ رضی اللہ عنہ، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح ۱۹۹ ص ۸۶ (۵) ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۸ (۶) عالمگیری ج ا ص ۸۷، بہار شریعت ج ا ص ۱۶۰، درمختار۔

مؤذّن اور امام کی اُجرت:

یادرہے اذان یاامامت پراُجرت لیناحرام ہے کیونکہ (حدیث) ''ایسے مؤذّن کومقرر نہ کروجواذان کہنے کے پیسے لے'' (۱)۔اور اگر طے نہ ہو بلکہ لوگ اپنی رضا سے خود بطور خدمت یا وظیفہ دیں تو بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے (۲)۔کیونکہ اُس نے اپنے کام کاج اور معاملات کے اوقات میں سے وقت دیا لہٰذا یہ خدمت یا وظیفہ اذان یا نماز کا معاوضہ نہیں بلکہ اُس دیئے گئے وقت کا عوض ہے کہ (حدیث) ''سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مؤذّنین اور اماموں کو وظائف دیا کرتے تھے'' (۳)۔علماء کرام نے اس معاملے میں جو اجازت دی اس کی وجہ یہی تھی کہ اُن میں سُستی دیکھی گئی جس کی وجہ سے اُن کی خدمت کی اجازت دی گئی اور اسی پر فتوی ہے مگر افسوس کہ ہمارے معاشرے میں امام مسجد کو ایک ''کمی'' کا درجہ دے دیا گیا ہے جو اس مقدّس پیشہ کی توہین ہے اور انگریز کی غلیظ سوچ کی پیداوار ہے جس نے مسلمانوں کے اِس مقدّس راہنما کو ذلیل و رسوا کرنے ،اس کی شان گھٹانے ،اِسے لوہار، ترکھان، ماچھی، نائی اور کھوجہ کے برابر لا کھڑا کیا اور ایک عام مزدور کی طرح اُس کی اجرت مقرر کردی حالانکہ معاشرہ بنانے میں امام مسجد کا کردار تو مرکزی ہوتا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ امام مسجد مالی طور پر اتنا طاقتور ہوتا کہ شریعت کے نفاذ میں کسی کو اِس کے سامنے چون وچراں کی جرأت نہ ہوتی مگر اُسے تو ہر گھر کا دستِ نگر بنادیا گیا ہے وہ مسائلِ شرع بتانے سے ڈرتا ہے کہ اگر کسی کے خلاف فتویٰ دے دیا تو قربانی کی کھال دینے سے انکار کردے گا، ششماہی کی گندم اور مونجی نہیں مِلے گے وغیرہ وغیرہ کیونکہ یہی تو اُس کی آمدنی ہے جس پر اُس کا گزر اوقات ہے اللہ کریم عزوجل مؤذّنین اور علماء کرام کی سچّی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

البتہ یہ ضروریادرہے کہ مؤذن اور امام کے فضائل کے بارے جو احادیث وارد ہیں وہ اُنہیں کیلئے ہیں جو طلب کرکے اُجرت نہیں لیتے (۴)۔کیونکہ (حدیث) ''ایسا مؤذن مقرر کرنا جو اذان پر اجرت نہ لے'' (۵)۔ورنہ تو

رَہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی   فلسفہ رَہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

اذان کا جواب دینے کی فضیلت:

بلاشبہ اذان کہنا ایک بڑی سعادت وعنایت ہے مگر سب کو اِس سعادت کا میسّر آنا مشکل

(۱) عن عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۷۰۶ (۲) غنیۃ المستملی، عطاء حبیب، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۶۳ (۳) الفاروق ص ۴۵۵ بحوالہ سیرۃ العمرین لابن جوزی (۴) بہار شریعت (۵) عن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ احمد ج ۱ ح ۱۱۲۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۲۸

ہے۔اسلئے پیارے اللہ کریم عزوجل کی یہ کتنی کرم نوازی ہے کہ جہاں اذان دینے والے کو بے پناہ اجرو ثواب سے نوازا ہے وہاں اذان سُن کر اُس کا جواب دینے والے کو بھی خصوصی انعامات سے سرفراز فرمایا ہے۔اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اذان کا جواب دینے والے کی بخشش ہوجائے گی اور وہ بہشت میں داخل ہوگا" (۱)۔اور (حدیث) "اذان کا جواب دینا گناہوں کا کفارہ ہے" (۲)۔نیز (حدیث) "جب کسی پر دُکھ تکلیف نازل ہوتو اذان کا جواب دے کہ اُس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دُعاء قبول ہوتی ہے" (۳)۔اور حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "اذان کا جواب دینے والا قیامت کے دن خلقِ خدا کی شفاعت کریگا" (۴)۔

اذان سننے والے سب لوگ چاہے وہ مسجد کے اندر ہوں یا باہر اس کا بالقول (زبان سے) جواب دینا مستحب ہے بعض نے واجب لکھا ہے (۵)۔اور جو شخص مسجد سے باہر ہو اُس کیلئے بالفعل جواب واجب ہے یعنی ہر کام چھوڑ کر یہاں تک کہ تلاوتِ قرآن بھی چھوڑ کر مسجد کو چلا آئے (۶)۔ اگر متعدد اذانیں بیک وقت سنی جائیں تو اُن میں سے جو پہلے اور نزدیک ہو جس کی آواز صاف سنائی دے اُس کا جواب دیں اور اگر وقفہ وقفہ سے ہوں تو بھی پہلی اذان کا جواب دیں، بہتر تو یہ ہے کہ سب کا جواب دیں (۷)۔اور اگر کسی عذر کی بناء پر بوقتِ اذان جواب نہ دے سکیں تو اگر زیادہ دیر نہ گزری ہو تو بعد میں دے دیں۔اذان کے دوران صرف اذان کا جواب ہی دینا چاہیئے اور کوئی سلام وکلام نہ کیا جائے یہاں تک کہ قرآن کریم بھی نہ پڑھا جائے (۸)۔کھانا پینا روک دیا جائے راستہ میں اذان کی آواز سنیں تو رُک جائیں اور کھڑے ہو کر اذان سنیں اور اس کا جواب دیں (۹)۔البتہ خطبہ سننے والے، نمازِ جنازہ یا نماز پنجگانہ پڑھنے والے، کھانا کھانے والے، علمِ دین سیکھنے اور سکھانے والے، مصروفِ پیشاب یا پاخانہ، مصروفِ جماع اور حیض ونفاس والی عورت پر دورانِ ایام اذان کا جواب دینا واجب نہیں ہے (۱۰)۔

ایک دلچسپ شماریاتی تجزیہ:

اذان کا جواب دینے کے کثیر اجر وثواب کے متعلق حساب دان بھائیوں کیلئے ایک دلچسپ

(۱) مسلم، نسائی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۲) انیس الارواح (۳) شرح دلائل الخیرات، الحیوان (۴) عمدۃ السلوک (۵) طحاوی، قاضیخان ص ۳۸، عالمگیری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۶) تنویر الابصار، رکن دین (۷) مظاہر حق، شرح مشکوۃ، درمختار، شامی، فیوض الباری (۸) بہارِ شریعت، درمختار، عالمگیری، قانونِ شریعت، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۹) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۱۰) درمختار، رضویہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰۔

اور ایمان افروز تجزیہ و تحقیق صرف اطمینانِ قلبی اور ترغیب و رجوع کیلئے تحریر ہے ورنہ سچا حساب تو پیارا اللہ سچے ﷻ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا کہ (حدیث) پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ نے عورتوں کی ایک جماعت سے ارشاد فرمایا "اے عورتو! تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو اسلئے کہ اللہ کریم ﷻ ہر کلمہ کے بدلے تمہارے لئے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور 1000 درجے بلند فرمائے گا اور 1000 گناہ معاف فرمائیگا" عورتوں نے عرض کی، یا پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بولے "یارسول اللہ ﷺ یہ تو عورتوں کیلئے اجر ہے، مردوں کیلئے کیا ہے؟" تو آپ حضور ﷺ نے فرمایا "مردوں کیلئے اِس سے دُوگنا ہے" (۱)۔ اس حدیث پاک کو مدّ نظر رکھ کر اجر وثواب کے ظاہری طور پر یہ اعداد و شمار سامنے آتے ہیں:۔

عورتوں کیلئے اجر: اذانِ فجر کے کل 17 اور باقی اذانوں کے 15 کلمات ہیں اس طرح:۔

پانچ اذانوں کے کل کلمات = 77 کل نیکیاں = 77,00,000=77x1,00,000

کل گناہ معاف = 77,000=77x1,000

کل بلندئ درجات = 77,000=77x1,000

عورتوں کو اقامت سننا کم میسّر آتا ہے اور اگر خوش نصیبی سے مل جائے تو جواب دینے کا اجر یہ ہے:۔

پانچ اقامتوں کے کل کلمات = 85 کل نیکیاں = 85,00,000=85x1,00,000

کل گناہ معاف = 85,000=85x1,000

کل بلندئ درجات = 85,000=85x1,000

نتیجتاً عورتوں کیلئے اذان و اقامت کے جواب دینے پر اجر وثواب یہ ہوا:۔

ایک دن میں کل نیکیاں = ایک کروڑ 62 لاکھ۔ جبکہ۔ ایک ماہ میں کل نیکیاں = 48 کروڑ 60 لاکھ

ایک دن میں کل گناہ معاف = ایک لاکھ 62 ہزار۔ جبکہ۔ ایک ماہ میں کل گناہ معاف = 48 لاکھ 60 ہزار

ایک دن میں کل بلندئ درجات = ایک لاکھ 62 ہزار۔ جبکہ۔ ایک ماہ میں کل بلندئ درجات = 48 لاکھ 60 ہزار

مردوں کیلئے اجر: مردوں کا اجر دوگنا ہے لہٰذا اذان و اقامت کے جواب پر حساب یہ ہوا:۔

ایک دن میں کل نیکیاں = 3 کروڑ 24 لاکھ۔ جبکہ۔ ایک ماہ میں کل نیکیاں = 97 کروڑ 20 لاکھ۔

ایکدن میں کل گناہ معاف = 3 لاکھ 24 ہزار۔ جبکہ۔ ایک ماہ میں کل گناہ معاف = 97 لاکھ 20 ہزار

ایکدن میں کل بلندئ درجات = 3 لاکھ 24 ہزار۔ جبکہ۔ ایک ماہ میں کل بلندئ درجات = 97 لاکھ 20 ہزار

(۱) ابنِ عساکر، ترغیب، نزہۃ المجالس، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰۔

سبحان اللہ۔ یہ تو ابھی ایک ماہ کا حساب ہے۔ پھر ایک سال کا۔ پھر عمر بھر کا حساب۔ اور پھر رمضان المبارک کا حساب کہ جس میں ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ اور پھر بات ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے "اے عورتوں کے گروہ! جب تم اس حبشی (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کی اذان اور اقامت سنو تو تم اس طرح کہو جیسے یہ کہتے ہیں تو بیشک تمہارے لئے ہر کلمہ کے بدلے 10 لاکھ درجے بلند کئے جائیں گے" سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ یہ عورتوں کیلئے ہے تو مردوں کیلئے کیا ہے؟" پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مردوں کیلئے اس سے دوگنا ہے" (۱)۔ اللہ اکبر، سبحان اللہ، سبحان اللہ.......... بھائیو! میرا تو سب حساب ختم ہو گیا، گنتی ختم ہو گئی، کیلکولیٹر اور کمپیوٹر جواب دے گئے، عقل محوِ حیرت ہے، چند سالوں کا حساب لگانا ہی میرے بس میں نہیں رہا چہ جائیکہ عمر بھر کا حساب لگایا جائے۔ مگر یہ ضرور ذہن میں رہے کہ ہمارا اس پر خرچ ایک پائی بھی نہیں آیا اور اجر و ثواب اتنا کہ گننے سے باہر۔ بس اب میں تو فقط اتنا ہی کہوں گا کہ خدا کرے ہمیں اذان کا جواب دینے بلکہ اذان کہنے کا ایسا شوق لگے کہ اسی شوق میں ہی موت آئے۔ آمین۔ اور پھر ذرا غور کیجئے بھائیو! اُس نماز کا کیا عالم ہوگا جس کیلئے دیئے گئے بلاوے کا تو کجا اُس بلاوے کے جواب دینے کا اتنا اجر ہے۔ سبحان اللہ۔

دورانِ اذان باتیں کرنے پر وعید:

اذان کا جواب نہ دینا اور دنیا داری کی باتوں میں ڈٹے رہنے کے بارے میں قرآن کریم میں ہے "وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ، جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ (منافق، کافر) اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں اسلئے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں" (۲)۔ نیز (القرآن) "کافر بولے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو (جب پڑھا جائے) اور اس (کی تلاوت) کے دوران شور و غل کیا کرو شاید اس طرح تم غالب آجاؤ" (۳)۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مومن کی بدبختی اور نامرادی کیلئے کافی ہے کہ وہ مؤذّن کو تکبیر (اذان) کہتے ہوئے سُنے اور اُس کا جواب نہ دے" (۴)۔ نیز (حدیث) "یہ بھی ظلم ہے کہ تُو اذان سُنے اور جو مؤذّن کہتا ہے تُو نہ کہے" (۵)۔ اور (حدیث) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو اذان سُنے اور اُس کا جواب نہ دے اُس کے کانوں میں سیسہ (lead) بھر دیا جائے" (۶)۔ اور بزرگوں نے

---

(۱) عن میمونہ رضی اللہ عنہا معجم کبیر، ترغیب ج ۱ ص ۷۵، نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۲۲۴ (۲) سورۃ المائدہ، ۵۸ (۳) سورۃ حم سجدہ، ۲۶ (۴) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۵) ابن ابی شیبہ، عینی ج ۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۶) مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۷۔

فرمایا ہے کہ معاذ اللہ اُس کا خاتمہ بُرا ہونے کا ڈر ہے (۱) اور "اذان کے دوران خاموش نہ ہونا دولتِ ایمان چھن جانے کا موجب بن سکتا ہے" (۲)۔

پیارے بھائیو! اذان کے دوران باقی کلام روک کر صرف اذان کا جواب دینا بے پناہ اجر کا باعث ہے لہٰذا ان چند لمحات میں خاموشی اختیار کرلیں شائد یہی عاقبت سنوارنے کا ذریعہ بن جائے۔ بعض محبِ وطن بڑے شدّ ومد سے یہ تاکید تو کرتے متحرّک نظر آتے ہیں کہ قومی ترانہ (National Anthem) خاموشی سے سنیں، اور پھر اس کیلئے سب کام روک بھی لئے جاتے ہیں مگر نہ جانے اذان کے دوران اُنہیں کون سی چیز ورغلاتی ہے کہ نہ خود خاموش ہوتے ہیں نہ کسی کو خاموش رہنے کی نصیحت کرتے ہیں اور پھر اس پر غضب یہ کہ جو خاموش ہوجائے اُسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے اُس نے کوئی انوکھا کام کردیا ہو۔

ایک واقعہ: میرے ایک یونیورسٹی کے دوست نے مجھے ایک عبرت ناک واقعہ سنایا کہ ہم پنجاب یونیورسٹی میں پڑھتے تھے ایک دن ہم ایک غیر مسلم کلاس فیلو کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھے تھے کہ اذان شروع ہوگئی۔ اُس غیر مسلم نے کھانا کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور گفتگو روک لی جبکہ ہم کھاتے اور بولتے رہے اور اذان کی طرف کوئی دھیان نہ دیا، ذرا توقف کے بعد ہم نے اُس سے ازراہِ تعجب پوچھا کہ تجھے کیا ہوا جو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا؟ اُس نے گویا ہمارے مُردہ دلوں پر ضرب لگاتے ہوئے کہا "تمہاری اذان ہورہی تھی اسلئے......" وہ دوست کہتا ہے، ہم اُس کا یہ جواب سُن کر شرم سے پانی پانی ہوگئے کہ اذان ہماری ہے اور احترام وہ کررہا ہے۔

ایک حکایت: لگے ہاتھوں ایک نصیحت آموز سچی حقیقت بھی پیش کرتا جاؤں کہ زبیدہ بیگم زوجہ خلیفہ ہارون رشید علیہ الرحمۃ نے بغداد سے مکّہ پاک تک ایک نہر کھدوائی جس کے آثار آج بھی میدانِ عرفات میں جبلِ رحمت کے ایک طرف موجود ہیں۔ زبیدہ بیگم کی اس نیکی کا دنیا بھر میں بہت چرچا ہوا۔ اور کثیر مخلوق نے اس سے استفادہ کیا۔ انتقال کے بعد زبیدہ بیگم علیہا الرحمۃ خواب میں ایک درویش کو ملیں۔ درویش نے پوچھا کہ "تمہاری تو یقیناً بخشش ہوگئی ہوگی کہ اللہ کریم جَلَّ وَعَلَا قبول کرے تو پیاسے کو پانی کا ایک گلاس پلانا ہی وسیلۂ بخشش کیلئے کافی ہوتا ہے پھر تُو نے تو نہر کھدوائی تھی جس سے لاکھوں لوگوں کو فائدہ ہوا اور کئی کھیتیاں سیراب ہوئیں"۔ زبیدہ بیگم نے کہا کہ "اے فقیر! بخشش تو میری ہوگئی مگر نہر کی وجہ سے نہیں، نہر کے بارے تو اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا "نہر زبیدہ بنانے سے

(۱) فتاوٰی رضویہ (۲) فتاوٰی قہستانیہ ج ۱ ص ۵۶، فتاوٰی رضویہ۔

شہرت درکار تھی سو تجھے دنیا میں دے دی گئی اور تاقیامت تیرا چرچا ہوتا رہے گا لہذا اب اُس کا تیرے لئے کوئی اجر نہیں''۔ زبیدہ بیگم نے بتایا کہ میری بخشش کا بہانہ پھر یہ بنا کہ مَیں زندگی میں ایک دن اپنے خاوند بادشاہ خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ شکار سے واپس آئی، مجھے سخت پیاس لگی تھی، جب مشروب پیش کیا گیا تو پینے کیلئے ابھی ہونٹوں کے قریب ہی گلاس کیا ہوگا کہ مسجد سے اذان آنا شروع ہوگئی، مَیں نے سنتے ہی گلاس مُنہ سے ہٹالیا اور اذان سُن کر بعد میں مشروب پیا۔ بس میرا یہی عمل پیارے اللہ کریم ﷻ کو پسند آگیا اور میری بخشش کا سبب بن گیا۔ سبحان اللہ۔

اذان کا جواب دینے کا طریقہ:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب اذان سنو تو اللہ کریم ﷻ کی طرف بلانے والے کا جواب دو'' (۱)۔ اور جواب دینے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ (حدیث) ''جب تم اذان سنو تو جس طرح مؤذّن کہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود بھیجو'' (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ مؤذّن کی اذان پر وہی الفاظ اپنی زبان اقدس سے ادا فرماتے تھے جو مؤذّن کہتا تھا'' (۳)۔ تاہم دیگر احادیث وفقہ کی روشنی میں اذان کا جواب دینے کا عمدہ اور احسن طریقہ یہ ہے کہ اذان کے باقی کلمات کے جواب میں تو ویسے ہی کہیں جیسے مؤذّن کہیں مگر جب مؤذّن پہلی بار **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه** کہیں تو آپ درود پاک پڑھیں یا کہیں **اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰه** اور جب دوسری بار مؤذّن **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه** کہیں تو آپ یوں کہیں ''**قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ** ﷺ **اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَر**'' اور ساتھ ہی فرطِ محبت و پیار میں ڈوب کر ادب سے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھیں (تفصیل آگے ہے) (۴)۔ اور (حدیث) ''جب مؤذّن **حَیَّ عَلَى الصَّلٰوة۔ حَیَّ عَلَى الْفَلَاح** کہیں تو تم ''**لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْم** ،کہا کرو'' (۵)۔ '' کیونکہ اس سے شیطان کا غلبہ ختم ہوتا ہے اور اگر آپ مسجد میں ہیں تو ان کلمات کے بدلے ویسا ہی جواباً کہیں جیسا مؤذّن کہے'' (۶)۔ بہتر ہوگا کہ اِس کے ساتھ اتنا اور کہہ لیں **مَاشَآءَ اللّٰه**

(۱) طبرانی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۲) عن ابوسعید خُدری ؓ، بخاری ج ۱ ح ۵۸۱، مسلم ہنسائی ح ۶۶۷، ترمذی ج ۲ ح ۱۵۴۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۲۰، ابن ماجہ ح ۷۲۶، مسند احمد ج ۱ ح ۱۱۳۳، مؤطا امام مالک ح ۱۵۰، ابن حبان ح ۱۶۹۰، ابن خزیمہ ح ۴۱۱، بیہقی ح ۱۷۸۹، معجم کبیر ح ۷۷۰، معجم اوسط ح ۹۳۳۵، طبرانی ہوارمی ح ۱۲۳۳، مظاہر حق حصن حصین، بلوغ المرام ح ۲۰۷، ۲۰۸ ص ۸۸، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۹ (۳) عن ابن عمر ؓ، ابن ماجہ ح ۷۶۵، معجم کبیر ح ۱۲۱، حاکم ج ۱ ح ۷۳۳، احمد ج ۱ ح ۱۱۳۰، مسند امام اعظم ح ۹۱ (۴) بہار شریعت ج ۱ ص ۱۶۲، ردالمحتار، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰ (۵) عن عمر ؓ مسلم، بلوغ المرام ح ۲۰۹ ص ۸۸ (۶) شرح مسند امام اعظم ص ۸۳، شرح بلوغ المرام ص ۸۸۔

كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ (۱)۔ جبکہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں کہیں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ (۲)۔

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ:

اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللهِ سننے پر انگوٹھے چومنا مستحب ہے (۳)۔ مگر یہ مسئلہ قابلِ فساد نہیں کہ اس پر تیغِ زباں بے نیام ہونے لگے۔ جو کرے اچھا، مستحسن، اور پیارے آقا کریم ﷺ سے محبت کا اظہار ہے اور پیارے آقا کریم ﷺ کا پسندیدہ عمل ہے اور جو نہ کرے وہ محروم ہے مگر برا کہہ کر فتوی بازی ہرگز نہ کریں، کیا معلوم کہ یہ نیک عمل کرنے والا اپنے سینے میں کتنا عشق و محبتِ رسول ﷺ رکھتا ہے اور پھر اس تردید میں کوئی ایسا جملہ ہرگز نہ بولیں کہ جس سے بے ادبی و گستاخئ رسول کریم ﷺ ہو جائے کیونکہ گستاخ رسول مردود و ملعون ہے اُس کو دنیا میں ذلّت اور آخرت میں جہنّم مقدّر رہے۔ اسلئے اس محبت بھرے پیارے عمل کا مذاق اڑانا بھی گستاخئ رسول ہے لہٰذا جان رکھیں کہ:۔

ع
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اگر ادب نہیں تو سب عبادت وریاضت شیطان کی طرح مُنہ پر ماردی جائے گی۔ عالم، حاجی، نمازی اور غازی کی عمر بھر کی کمائی ٹھکرا دی جائے گی کیونکہ اللہ کریم ﷻ اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی شان میں ذرا سی بھی بے ادبی برداشت نہیں فرماتا اور.................

اھل عشق کیلئے پیام خاص: حضرت سیّدنا امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ (جو کہ اپنے وقت کے مجدد تھے) نے سورۃ الضحیٰ آیت ۵ کی تفسیر میں اہل محبت و عشق کی نظر کیا عمدہ، بیش قیمت اور سچے موتی چُن دیئے ہیں۔ بے پناہ عقیدت و محبتِ رسول ﷺ سے لبریز یہ فرمان لکھتے ہوئے میرا چشم و دل محبتِ رسول ﷺ میں تر ہو رہا ہے، اور بے ساختہ امام صاحب کیلئے دعائیں نکل رہی ہیں۔ آپ بھی یاد فرمالیجئے اور قیمتی دولت سمجھ کر سینوں میں سجا لیجئے، آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "بس میں نے کہہ دیا جو سالہا سال تک نماز نہ پڑھے یا دوسرے کو سالہا سال تک نماز پڑھنے سے روکے رکھے تب بھی اُسے کافر شمار نہ کروں گا۔ لیکن اے میرے حبیب کریم ﷺ جو کوئی آپ حضور ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال مبارک کو یا آپ ﷺ کے نعلین پاک کے کسی حصّے کو بھی برا کہے یا ایذا دیگا تو میں اُسے کافر شمار کروں

(۱) قانون شریعت، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۸۹، ردالمحتار (۲) درمختار، شامی، قانونِ شریعت، مظاہر حق، عالمگیری ج ۱ ص ۸۹
(۳) شامی ج ۱ ص ۳۷۰، جاء الحق ص ۴۰۱، منیر العین ص ۱۱۴۔

گا"(۱)۔ اللہ اکبر۔ دعاء ہے کہ اللہ کریم ﷻ سچی لگن اور محبت ادب کے ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔

۔ (حدیث) بنی اسرائیل کا ایک شخص 200 یا 100 برس نافرمانی میں گزار کر فوت ہو گیا لوگوں نے اُسے کوڑا کرکٹ کی جگہ پر پھینک دیا، اللہ کریم ﷻ نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ "میرے دوست کو اُٹھاؤ اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھو"، آپ علیہ السلام نے عرض کیا "یا اللہ لوگ اِس کے نافرمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں" اللہ کریم ﷻ نے فرمایا "اس کی عادت تھی کہ جب وہ تورات کھولتا تھا اور (حضرت سیّدنا) محمد ﷺ کے نام پاک کو دیکھتا تو اُسے ادب و محبت سے چوم کر آنکھوں پر لگا لیتا اور دُرود بھیجتا پس مَیں نے اس کا حق مانا اور اس کے گناہوں کو بخش دیا اور 70 حوریں اس کے نکاح میں دے دیں (۲)۔ یہ ہے محبتِ رسول کریم ﷺ کا اجر کہ لاکھ گناہوں کے باوجود صرف محبتِ رسول کریم ﷺ بخشش کا سبب بن گئی۔

۔ یہ بات تحقیق میں ہے کہ یورپ سے انجیل برنباس کا ایک بہت قدیم اصل نسخہ برآمد ہوا جس کے تراجم کروا کر شائع کیا گیا اُس کے اکثر احکام اسلام سے ملتے جلتے ہیں۔ اُس میں لکھا ہے کہ "جب حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں اپنی اولاد میں سے پیدا ہونے والے آخر الزّماں نبی حضرت سیّدنا محمد ﷺ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو "**اَظْهَرَ اللّٰهُ جَمَالَ حَبِيْبِهٖ فِيْ صِفَاءِ ظَفَرَيْ اِبْهَامَيْهِ مِثْلَ الْمِرْآةِ فَقَبَّلَ آدَمُ ظَفَرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَصَارَ اَصْلًا لِّذُرِّيَّتِهٖ**، اللہ کریم ﷻ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے جمال کو حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثلِ آئینہ ظاہر فرمایا، جسے دیکھ کر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو پیار آیا اور فرطِ محبت سے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنّت سیّدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں جاری ہوئی"۔ اور جاری رہی (۳)۔ پھر جب پیارے آقا کریم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو ایک دن یہی واقعہ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے آپ حضور ﷺ کو سنایا۔ جسے سن کر شاہِ عرب و عجم ﷺ نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی ادا پر تبسّم فرمایا اور (حدیث) ارشاد فرمایا "**مَنْ سَمِعَ اِسْمِيْ فِي الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظَفَرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ اَبَدًا**، جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا" (۴)۔

۔ ایک دن (حدیث) "حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا شروع کی، جب اُنہوں نے **اَشْهَدُ اَنَّ**

(۱) تفسیر کبیر (۲) قال وہب بن مُنَبّہ رحمۃ اللہ علیہ، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ج ۴ ص ۴۲، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۷۰، مقاصد السالکین ص ۵۰، القول البدیع ص ۱۱۸، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۵ (۳) جاء الحق ص ۴۰۴، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۱ (۴) تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۶۴۹، روض الفائق، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۱۔

مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه کہا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور فرمایا "قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم" جب حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دے چکے تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْهَامَیْهِ عِنْدَ سِمَاعِ "اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًرَّسُوْلُ اللّٰهِ" فِی الْاَذَانِ اَنَا طَالِبُهٗ فِیْ صُفُوْفِ الْقِیَامَةِ وَقَائِدُهٗ اِلَی الْجَنَّةِ، جس نے اذان میں اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه سن کر (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح) انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اللہ کریم عزوجل اُس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا" (۱)۔ نیز (حدیث) "......اُس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی" (۲)۔

۔ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "......میں اُس کا قائد بن کر جنّت کی صفوں میں داخل کروں گا" (۳)۔

۔ (حدیث) حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو شخص مؤذّن سے اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه سن کر کہے قُرَّةُ عَیْنِیْ ...... پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا، اُس کی آنکھیں نہ دُکھیں گی" (۴)۔

۔ حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام اور حضرت سیّدنا مجد مصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا "......کبھی اُس کی آنکھیں نہ دُکھیں گی" (۵)۔ ۔ "ایسا ہی عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہے اور حضرت سیّدنا امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میں نے جب سے سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں اور نہ انشاء اللہ دُکھیں گی" (۶)۔ ۔ ایسے ہی مسجد نبوی پاک کے خطیب ابوصالح مدنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "الحمدللہ میں بھی یہی عمل کرتا ہوں لہذا میری بھی آنکھیں آج تک نہیں دُکھیں اور میں اللہ کریم عزوجل کی رحمت سے اُمید رکھتا ہوں کہ میری آنکھیں ہمیشہ محفوظ رہیں گی اور میں اندھا بھی نہیں ہوں گا، انشاءاللہ" (۷)۔ ۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین مصری ص ۲۴۷"، مذہب مالکی کی معروف کتاب "کفایة الطالب الرّبانی لرسالة ابن ابی زید القیروانی مصری ص ۱۶۹" میں ہے "......وہ نہ کبھی اندھا ہوگا نہ اُس کی آنکھیں دُکھیں گی" (۸)۔

(۱) قوت القلوب، محیط تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۶۴۸ فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۱ (۲) دیلمی کتاب الفردوس، المقاصد الحسنہ امام سخاوی (۳) شرح نقایہ، منیر العین ص ۱۴، ردالمحتار شامی ج ۱ ص ۳۷۰، کنز العباد امام قہستانی، فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس دیلمی، حواشی رملی بحر (۴) المقاصد الحسنہ امام سخاوی ص ۳۸۵، جاء الحق، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۳ (۵) موجبات الرحمة وعزائم المغفرة، المقاصد الحسنہ، جاء الحق، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۳ (۶) المقاصد حسنہ (۷) المقاصد حسنہ ص ۳۸۴ (۸) فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۵، جاء الحق۔

۔ ’’پہلی شہادت سننے پر صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه، کہنا اور دوسری شہادت پر قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم کہنا مستحب ہے، پھر یہ کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَر، اور ساتھ ہی انگوٹھے (چوم کر) آنکھوں پر رکھے، تو بیشک آپ علیہ اللہ اُس کو اپنے پیچھے پیچھے جنّت میں لے جائینگے‘‘ (۱)

۔ الشیخ العالم المفسر العلامہ نورالدین الخراسانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ’’میں سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چوما کرتا تھا پھر چھوڑ دیا تو میری آنکھیں بیمار ہو گئیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’تُو نے اذان کے وقت انگوٹھے چومنا کیوں چھوڑ دیا؟ اگر تُو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں تو وہ عمل پھر شروع کر دے‘‘ پس میں جاگا اور یہ عمل شروع کر دیا تو میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور اُس کے بعد وہ مرض نہیں لوٹا‘‘ (۲)۔

۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جب اذان سنتے اُس کا جواب دیتے اور بوقت شہادۃِ ثانیہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے (۳)۔

۔ تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۶۴۹ اور تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ جنّت الفردوس میں حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کا لباس ناخن تھا یعنی تمام جسم پاک پر ناخن تھا جو کہ نہایت خوبصورت شفاف اور نرم تھا۔ جب آپ علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو وہ لباس اتار لیا گیا تاہم اُنگلیوں کے پوروں پر بطور یادگار باقی رکھا گیا۔ اس طرح ناخن جنّتی لباس ثابت ہوا پھر اس لحاظ سے اس کا چومنا اسی طرح جائز ہے جیسے حجرِ اسود جنّتی پتھر کا چومنا جائز ہے (۴)۔

۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کیلئے دیکھیں:۔ صلوٰۃِ مسعودی ج ۲ ص ۸۴، فتاوٰی قہستانیہ ج ۱ ص ۵۶، ملفوظاتِ مخدوم جہانیاں جہاں گشت ج ۱ ص ۳۰۴، فتاوٰی نوریہ، جاء الحق، مثنوی مولانا روم، تاریخ امام محمد بن صالح، امام طاؤس ذکوان بن کیسان خولانی رحمۃ اللہ علیہ، فتاوٰی مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی علیہ الرحمۃ، شرح مسلم۔

الحاصل۔ ۔ محدّث و مفتیِ مکہ حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے چومنے والی حدیث کے بارے موضوعاتِ کبیر ص ۶۵ میں فرمایا ’’جب اس حدیث کا مرفوع حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو یہ عمل کیلئے کافی ہے کیونکہ (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ’’میری سنّت اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو‘‘ (۵)۔ اور ۔ ’فضائل

(۱) حاشیہ طحطاویہ ص ۱۶۵، شرح اللبیر، کنز العباد (۲) انہج السلامہ فی تقبیل الابہامین فی الاقامہ ص ۴، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۵ (۳) جواہر مجددیہ ص ۵۲ (۴) جاء الحق، نزہۃ المجالس، سیرت حلبیہ (۵) عن عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، ترمذی ج ۲ ح ۵۷۳، ابن ماجہ ج ۱ ح ۴۳، امام احمد ج ۱ ح ۳۸۵، حاکم ج ۱ ص ۴۱۷، معجم کبیر ج ۱ ح ۶۱۸، معجم اوسط ح ۶۶، ابن حبان ج ۱ ح ۵، دارمی ح ۹۶، فتاوٰی فیض الرسول، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۱۰۳۔

اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے" (۱)۔ لہذا ۞ "اگر یہ (متذکرہ بالا) حدیث ضعیف ہو تو بھی محدثین متفق ہیں کہ رغبت دینے کیلئے اس پر عمل جائز ہے" (۲)۔ ۞ فقیہہ اعظم حضرت خواجہ ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "انگوٹھوں کا چومنا اصل میں کم از کم مباح ضرور ہے کہ شریعتِ مطہرہ سے اس کی ممانعت نہیں آئی اور جب نیّتِ تعظیم محبوب کریم ﷺ سے چومے جاتے ہیں تو مستحب و عبادت بن جاتا ہے (۳)۔ کہ (حدیث) "اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے" (۴)۔ لہذا "جو قول و فعل تعظیم پر دال ہو گا وہ کم از کم جائز و مستحسن ضرور ہو گا لہذا فتح القدیر ج ۳ ص ۹۴ عالمگیری ج ۱ ص ۳۸۲ میں ہے "كُلُّ مَاكَانَ اُدْخِلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا یعنی ہر وہ چیز جو آقا کریم ﷺ کے ادب اور تعظیم میں داخل ہے وہ درست ہے"۔ پس انگوٹھوں کا چومنا جو بوجہ تعظیم ہے، ضرور جائز و مستحسن ہوا" (۵)۔ یاد رہے فقیہِ اعظم خود بھی زندگی بھر اس پر عمل پیرا رہے تو نہ کبھی آپ کی آنکھ خراب ہوئی اور نہ آخر دم تک نورِ چشم میں کمی آئی۔ ۞ علّامہ عبدالحیی لکھنوی نے لکھا "جاننا چاہیے کہ اذان میں پہلی شہادت کو سُن کر صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ الله، کہنا اور دوسری شہادت کے وقت قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ الله ﷺ کہنا پھر یہ کہنا اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ، مستحب ہے اور اُس کے بعد دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھے پس آنحضرت ﷺ اس کو جنّت میں لے جائیں گے" ایسا ہی کنز العباد میں ہے" (۶)۔ اسی طرح علّامہ عبدالشکور لکھنوی نے فتوٰی دیا بحوالہ جامع الرموز، کنز العباد، علم الفقہ ص ۱۵۹۔ ۞ لہذا "اگرچہ حدیث ضعیف ہو فضائلِ اعمال میں عمل کرنا جائز ہے" (۷)۔ ۞ نیز "ضعیف حدیث چند اسناد سے مروی ہو جائے تو وہ حسن بن جاتی ہے" (۸)۔ ۞ تو چونکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے چومنے والی سابقہ مذکورہ حدیث مبارکہ کئی ایک اسناد سے مروی ہے (۹)۔

۞ "اسلئے یہ حدیث درجہ حسن کو پہنچ گئی ہے" (۱۰)۔

اور پھر (حدیث) "جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس کو مسلمان بُرا جانیں وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بھی بُری ہے" (۱۱)۔ اب آپ خود ہی

(۱) طحطاوی علی مراقی ص ۱۱۱ (۲) تفسیر روح البیان، جاء الحق ص ۴۰۲ (۳) فتاوٰی نوریہ ج ۱ (۴) عن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱ (۵) فتاوٰی نوریہ ج ۱ ص ۲۰۴ (۶) مجموعہ فتاوٰی عبدالحیی ج ۱ ص ۱۸۹، نماز نبوی (۷) شامی ج ۱ باب الاذان، جاء الحق ص ۴۰۸ (۸) شامی (۹) جاء الحق ص ۴۰۸ (۱۰) شامی، جاء الحق ص ۴۰۸ (۱۱) قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۷۹، معجم اوسط ج ۴ ح ۳۶۰۲، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۷، موطا امام محمد ح ۲۴۰، انوار ساطعہ ص ۲۷۲۔

سوچیں کہ کتنی کثیر تعداد میں اولیاء کرام، صوفیاء عظام اور صالحین و مومنین اس محبت بھرے عمل کو اپنائے ہوئے ہیں۔ کیا وہ مسلمان نہیں؟ اگر مسلمان ہیں تو پھر ان کا یہ نیک عمل اس حدیث کے مطابق اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا اور پسندیدہ ہے اور پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی اچھا اور پسندیدہ ہے۔

لھذا جب اتنی کثیر تعداد میں علماء و فقہاء کرام اس کے حق میں فتویٰ دے چکے اور عمل بھی کرتے ہیں تو اس عمل کے مستحسن و مستحب ہونے اور بدرجہ اولیٰ جائز ہونے میں کوئی چونکہ چنانچہ باقی نہیں رہ جاتی۔ اسلئے اسمِ پاک سُن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا سنّتِ آدم علیہ السلام، سنّتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سنّتِ بزرگانِ دین اور تقدسِ لباسِ جنّت ہے۔

بیٹی

(حدیث عن انس رضی اللہ عنہ) ''جو مسلمان دو بیٹیوں کو اُنکے بالغ ہونے تک پرورش کریگا'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ ''مَیں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ساتھ رہیں گے'' (مسلم، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۱)۔ نیز (حدیث عن عائشہ رضی اللہ عنہا) ''جو شخص ان (دو) بیٹیوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اُس نے اپنی بیٹیوں کیساتھ بہترین سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اُس کیلئے جہنّم سے پردہ بن جائیں گی'' (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۱، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۲۹)۔ (حدیث) ''جس نے بیٹیوں کی پرورش کی وہ جنّت میں جائے گا اور اُسے راہ خدا میں اُس جہاد کرنے والے کی مثل اجر و ثواب ملے گا جس نے دوران جہاد روزے رکھے اور نماز بھی قائم کرتا رہا ہو''

(ترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۶)

فلسفہ نماز

باب ۔۱۰

نمازعطاء ربِّ کریم سبحانہ وتعالیٰ:

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کا ایک عادل بادشاہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود اور دادرسی کیلئے اپنے دربار میں ایک وقت مقرر کرتا ہے جب وہ ہر خاص و عام کو اپنے لطف و کرم سے نوازتا ہے، دُکھڑے سنتا اور اُن کی دلجوئی کرتا ہے، کسی فریادی کو نہ تو آنے سے روکا جاتا ہے اور نہ ہی فریاد کرنے سے۔

پیارے بھائیو! یہ تو طریقہ ہے ایک دنیا کے بادشاہ کا، اب ذرا اُس شہنشاہوں کے شہنشاہ کی رعایا پروری اور بندہ نوازی کی ایک جھلک بھی ملاحظہ ہو جس نے اپنی رحمت و کرم کے بے بہا سمندر لٹانے کیلئے اپنے دربار میں حاضری کا ایک نہیں بلکہ پانچ اوقات مقرر فرمادیئے ہیں جس میں ہر خاص و عام، گورے کالے اور غریب و امیر کو شرفِ حاضری و فریاد کرنے کا موقع بخشا اور پھر بانگ دہل اعلان فرمایا ''کوئی ہے...... مانگنے والا کہ اُسے عطا کروں''۔ سبحان اللہ۔ پھر سائل اپنے مالکِ کُل سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے کیونکہ ''نماز مومن کی معراج'' جو ٹھہری۔ ہر کوئی بلا امتیاز اپنی گذارشات پیش کرتا ہے۔ یہاں رنگ و نسل اور دولت کی وجہ سے کسی کی عزّت وتقریم کم یا زیادہ نہیں ہوتی بلکہ اس دربار میں تو زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ حاضر باش، فرمانبردار اور پرہیز گار ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کمال شہنشاہ کی کمال عظمت دیکھئے کہ سائل پر پابندی لگادی کہ خبردار میرے دربار میں پانچ اوقات میں ضرور آنا ہوگا، اپنی معروضات پیش کرنا ہوں گی، دل کھول کر مانگنا ہوگا، نہیں آؤ گے، نہیں مانگو گے، تو سزا دُوں گا۔ اللہ اکبر۔ لایئے کوئی ایسا بے مثل سخی بادشاہ جو بُلا بُلا کر جھولیاں بھر کردے اور جب (حدیث) ''کوئی اللہ کریم جل جلالہ سے نہ مانگے تو وہ اُس سے ناراض ہو'' (۱)۔ اور اُسے سزا دے۔ سبحان اللہ۔ پھر جب اُس شہنشاہ کا حکم مان کر بندہ اُس کے دربار میں نماز میں آ کھڑا ہوتا ہے، تو وہ شہنشاہ بڑے فخر سے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ، میرے اس بندے کو دیکھو.......... حضرت سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حالتِ کفر میں ایک دن یہ نماز باجماعت کا منظر دیکھا کہ ایک شخص (امام) کی ایک حرکت پر فوراً ساری قوم (رکوع سجود کیلئے) متحرّک ہو جاتی تھی وہ بے اختیار بول اُٹھے ''خدا کی قسم! یہ قوم دنیا میں کچھ کر کے رہے گی''۔

یہ ہے نماز جس کا قرآن پاک میں صراحۃً تقریباً 109 بار اور اجمالاً 700 سے زائد بار ذکر ہوا۔ نماز کو نُور، مومن کی معراج، بندگی کا اظہار، مسلمانوں کا ہتھیار، حفاظت کا قلعہ، گناہوں کا

(۱) ابن ماجہ ح ۳۹۳۴، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۰۹۹۔

کفارہ، جنّت کی کنجی، دین کا ستون، ایمان کی شرط، پُل صراط کیلئے نور، نکیرین کا جواب، بے حیائی سے روکنے والی، دوزخ کی آڑ، اور جنّت کی راہ کہا گیا ہے۔ نماز عطاءِ ربّ کریم ﷻ ہے۔ مگر افسوس کہ ہمیں اس کی ادائیگی کیلئے "فرصت" نہیں۔ کام بہت ہیں یا پینٹ، کوٹ، میک اپ اور بند بوٹ، جرابوں کی وجہ سے وضوء بنانا صاحب جی کیلئے مشکل ہے لہٰذا نماز کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں مگر فیشن کی پاسداری انتہائی ضروری سمجھتے ہوئے اُس پر آنچ نہیں آنے دیتے۔ اَستَغفِرُ اللّٰہ۔

حقیقتِ دنیا: اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) "تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟، اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں صَرف ہوگئی اور وہ اِس خیال میں رہے کہ ہم بہت اچھا کام کررہے ہیں" (۱)۔ حالانکہ (حدیث) "دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے" (۲)۔ اور (حدیث) "ہوشیار رہو! دنیا لعنتی چیز ہے۔ اور جو دنیا میں ہے وہ بھی لعنتی ہے سوائے اللہ کریم ﷻ کے ذکر کے اور اُس چیز کے جو ربّ کریم ﷻ کے قریب کردے اور عالم اور طالب علم کے" (۳) نیز (حدیث) "دنیا کی مثال پاخانہ کی سی ہے کہ تم اپنے گھر کے پیچھے اسکی بدبو کی وجہ سے ناک پکڑ لیتے ہو" (۴)۔ نیز (حدیث) "پیارے اللہ کریم ﷻ کے نزدیک دنیا مردہ بکری یا مردار سے بھی زیادہ ذلیل وحقیر ہے" (۵)۔ یہی وجہ ہے کہ (حدیث) "اگر دنیا اللہ کریم ﷻ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر ہوتی تو اُس میں سے کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیا جاتا" (۶)۔ اور (حدیث) "اگر اللہ کریم ﷻ کے نزدیک دنیا کی قدر رائی کے دانہ برابر بھی ہوتی تو یہ صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی دیتا" (۷) بلکہ (حدیث) "دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنّت" (۸)۔ اسلئے (حدیث) "قیامت کے دن دنیا کو لایا جائیگا، اس سے اللہ کریم جلّ جلالہٗ (کے ذکر وفکر) کا حصہ نکال کر باقی کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا" (۹)۔ جبکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ (القرآن) "وہ مرد جنہیں کوئی سودا اور خرید وفروخت

(۱) سورۃ الکھف، ۱۰۳، ۱۰۴ (۲) درمنثور، فضائل صدقات ص ۶۷ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۲۰۳، ابن ماجہ ح ۴۱۲۶، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۷۰۸، ترغیب ج ۲ ح ۲۸۷۵، دارمی ح ۳۳۱، مشکوٰۃ ح ۴۹۴۵، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۳ (۴) مسند احمد، ترغیب ج ۲ ح ۲۸۷۳، ۴۸۷، شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۴۷۲، قوت القلوب ج ۱ ص ۵۶۵ (۵) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، مسلم، ابن ماجہ ح ۴۲۲۳، ترغیب والترھیب ج ۲ ح ۲۸۷۰، شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۴۶۷ (۶) عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ترمذی ج ۲ ح ۲۰۱، ابن ماجہ ح ۴۲۲۴، شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۴۶۵، معجم کبیر ج ۶ ح ۵۵۰۸، دیلمی ج ۵، مجمع الزوائد ج ۱۰، ترغیب ج ۲ ح ۲۸۷۲، مشکوٰۃ ح ۴۹۴۶، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۳ (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، طبرانی، ترغیب ج ۲ ح ۲۸۷۱ (۸) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۲۰۵، مسلم ج ۳ ح ۷۴۸۴، ابن ماجہ ح ۴۲۲۷، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۹۷، ابن حبان ح ۶۸۷، ابویعلیٰ ج ح ۶۴۶۵، معجم کبیر ح ۶۰۸۷ (۹) قال سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۱۰۵۱۵۔

اللہ کریم وتعالیٰ کی یاد اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی'' (۱)۔

نماز وظیفۂ خلق خدا:

اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے سر بستہ رازوں کے حقائق کا کما حقہ جاننا انسانی عقل سے بہت وری ہے اسلئے نماز کی حقیقت خدا اور اُس کا رسول جانیں۔ کیونکہ مخلوقِ خدا جو کہ (حدیث قدسی) ''ہمیں نے 310 مخلوقات پیدا کی ہیں'' (۲)۔ بلکہ (حدیث) ''اللہ کریم جل جلالہ نے 1000 مخلوق پیدا کی ہے ان میں سے 600 سمندر میں اور 400 خشکی میں ہے'' (۳)۔ ان مخلوقات میں ہمیں، اگر کچھ نظر آتا ہے تو درختوں اور پودوں میں سرو چیڑ اور دیار وغیرہ کا قیام۔ بید مجنوں، آم و بیری وغیرہ کا رکوع۔ خربوز، تربوز اور بیلوں کا سجدہ۔ جھاڑیوں کا قعدہ اور تنوں اور جڑوں کا خشوع۔ گویا ہر قسم کا پودا جو عمل فرداً فرداً کر رہا ہے اگر اُسے یکجا کریں تو دیکھیں یہی تو بندہ مومن کی نماز ہے۔ اور ابھی ٹھہریئے...... ذرا اسی نظر سے جانداروں میں دیکھیں تو زرافہ اور کونج وغیرہ کے کھڑا ہونے میں نماز کا قیام۔ چوپائیوں کے جھکنے میں رکوع۔ سانپ اور بچھو کے رینگنے میں سجدہ۔ مینڈک کے دوزانوں ہونے میں قعدہ۔ اور چمٹ کر بیٹھنے والے کیڑوں کے سکوت میں نماز کا خشوع صاف دکھائی دیتا ہے۔ اب ذرا اِس سب مخلوق کی تمام حرکات کو یکجا کریں تو دیکھیں بھلا۔ کیا شکل بن گئی؟۔ ارے بھئی۔ یہی تو نماز ہے جو ہر جاندار و بے جان پڑھ رہا ہے۔ مگر ہماری اور اُن کی نماز میں فرق صرف اتنا ہے کہ اُنہیں ایک ایک رکنِ نماز نصیب ہے اور ہم انسانوں کو تمام ارکانِ نماز کا تحفہ بخش دیا گیا ہے۔ اس بات کی قرآن کریم یوں گواہی دیتا ہے ''کیا تم نے نہ دیکھا کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور پرندے پَر پھیلائے (مصروفِ عبادت ہیں)، ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح معلوم ہے اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو اُن کے کاموں کا خوب علم ہے'' (۴)۔ یہ الگ بات ہے کہ انسان ان سب کی تسبیحات سے واقف نہیں۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے (القرآن) ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں'' (۵)۔

دوسری طرف دیکھئے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی ایک بڑی پیاری مخلوق فرشتوں کی عبادت کہ (حدیث) ''خدا کی قسم چار اُنگلی بھی آسمان میں ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتوں نے پیشانی نہ رکھی ہوئی

(۱) سورۃ النور، ۳۷ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج۶ ح ۷۴۲۸۵ (۳) تفسیر قرطبی ج ۷ ص ۲۷۹، در منثور ج ۱ ص ۱۳، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۲۳، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ح ۳۹، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۹، تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۱۸ (۴) سورۃ النور، ۴۱ (۵) سورۃ بنی اسرائیل، ۴۴۔

ہو اور اللہ کریم ﷻ کو سجدہ نہ کیا ہو" (۱)۔ اور (حدیث) "آسمانوں میں بالشت بھر بھی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ نماز نہ پڑھتا ہو یا تسبیح نہ کرتا ہو" (۲)۔ اور پیارے اللہ کریم ﷻ کے یہ فرشتے کچھ ہمیشہ قیام میں رہتے ہیں تو کچھ قیامت تک رکوع کریں گے جن کو سجدہ کی اجازت نہیں اس طرح کچھ سجدہ میں ہیں تو کچھ قعدہ میں حمد و ثناء کر رہے ہیں کیونکہ (حدیث) "فرشتے تو مجبور محض ہیں۔ چاند اور سورج کی طرح" (۳)۔ جن کے بارے شبِ معراج حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے آقا کریم ﷺ کو بتایا کہ "جس روز سے ان کو پیدا کیا گیا تب سے قیامت تک ان کی یہی عبادت ہے" (۴)۔ اور پھر (القرآن) "فرشتے کہتے ہیں کہ "ہم میں ہر ایک کا ایک مقررہ مقام ہے، اور بیشک ہم پر پھیلائے اللہ کریم ﷻ کے حکم کے منتظر رہتے ہیں" (۵)۔ مگر اے انسان! تیرا کیا نیک مقدّر کہ تُو درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ قربِ الٰہی تک جا پہنچتا ہے، جبکہ یہ ترقی فرشتوں کو حاصل نہیں اور (القرآن) "يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ، رات دن اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور سُستی نہیں کرتے" (۶)۔ غرضیکہ ارکانِ نماز یعنی قیام قعدہ، رکوع اور سجدہ کو اللہ کریم ﷻ نے فرشتوں میں بانٹ رکھا ہے (۷)۔ جنہیں قیامت تک اگلے رکن میں جانے کی اجازت نہیں اور نماز کے 6 اذکار تلاوت، حمد، استغفار، دعاء، دُرود اور سلام تو (حدیث) "انہیں اللہ کریم ﷻ کے 60 ہزار فرشتوں پر تقسیم کر دیا ہے، یوں کہ فرشتوں کی ہر قطار ان 6 اذکار میں سے ایک ایک ذکر میں مصروف ہے" (۸)۔ اور اب حضرتِ انسان کی قسمت دیکھیں کہ (حدیث) "مومن جب نماز پڑھتا ہے، تو 10 صفیں فرشتوں کی تعجب کرتی ہیں، جن میں سے ہر ایک صف 10 ہزار فرشتوں کی ہوتی ہے، اور اللہ کریم ﷻ اُس بندے (نمازی) پر اُن ایک لاکھ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے" (۹)۔ اس وجہ سے کہ وہ سعادت جو عرش و فرش والے مِل کر کرتے ہیں اور جو کلی طور پر فرشتوں کے حصّہ میں بھی نہ آئی، صد آفریں مردِ مومن کی قسمت پر کہ وہ اکیلا ہی اور "ایک دو رکعت" میں ہی کر لیتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ وہ اسلئے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نے فرمایا "مومن اللہ کریم ﷻ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے" (۱۰)۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

(۱) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، ترمذی، احمد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح ۵۱۰۸، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۱۳۷ (۲) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، خزائن العرفان ص ۸۱۳ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۱ ح ۱۵۳ (۴) معارج النبوت ج ۲ ص ۴۴۴ (۵) سورۃ الصٰفٰت ۱۶۴، ۱۶۵ (۶) سورۃ الانبیاء ۲۰ (۷) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۴۰، احیاء العلوم (۸) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۴۱، احیاء العلوم (۹) احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۲ ص ۲۴۰ (۱۰) شعب الایمان ج ۱ ح ۱۵۲۔

اور پھر پیاری امت محمدیہ کی کمال سعادت کہ جب کوئی نیک سیرت نماز پڑھتا ہے اور اس میں قیام، رکوع، سجود، قعدہ وغیرہ کرتا ہے تو سبز مروارید کے بنے پہلے آسمان ''رقیقا'' پر ان گنت فرشتوں کے ''قیام'' کا ثواب پاتا ہے، جنہیں پیارے آقا کریم ﷺ نے شبِ معراج ملاحظہ فرمایا۔ اسی طرح سُرخ سونے کے بنے دوسرے آسمان ''قیدوم'' پر بیشمار فرشتوں کے رکوع، سفید مروارید کے تیسرے آسمان ''زیلون'' پر لاتعداد فرشتوں کے سجود، چاندی کے چوتھے آسمان ''زبون'' پر بے شمار فرشتوں کے قعدہ، پانچویں آسمان ''البیانیقون'' پر فرشتوں کے خشوع، موتی کے چھٹے آسمان ''عاروس'' پر لاتعداد فرشتوں کے قومہ اور جوہر سفید کے ساتویں آسمان ''قائیل'' پر فرشتوں کی اُونچی تسبیح بطریق تلاوت کا کثیر بے پایاں ثواب کا حقدار قرار پاتا ہے۔ کیونکہ اُس رات جب ان فرشتوں کو پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنی اپنی عبادت میں مشغول دیکھا تو حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے کہ اس کا ثواب آپ ﷺ کی امت کو پہنچے''۔ تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ اسی لئے مخلوقات میں انسان اشرف المخلوقات اور امتوں میں امتِ محمدیہ کو افضل امت کا شرف ملا۔

نماز ثناء کبریاء:

(القرآن) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''لوگ ایک ہی اُمت تھے پھر مختلف ہوئے'' (۱)۔ یوں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی رضاء کے مطابق امتیں بنتی چلی گئیں آتی گئیں اور جاتی رہیں کہ (القرآن) کوئی امت اپنی میعاد سے نہ آگے بڑھ سکتی اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے'' (۲)۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اُمتوں کو عبادات تفویض کرتے ہوئے فرمایا (القرآن) ''ہم نے تم سب کیلئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا'' (۳)۔ نیز (القرآن) ''لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ، ہم نے ہر اُمت کیلئے عبادت کے قاعدے مقرر کر دیئے ہیں کہ وہ اُن پر چلے'' (۴)۔ اگر امتوں کی عبادات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو رات تھی، جب صبح ہوئی تو نُور دیکھا جس سے اُنہیں خوشی ہوئی، چنانچہ شکرانہ کے طور پر نماز پڑھی، یا توبہ قبول ہوئی تو نماز پڑھی جو ہماری نمازِ فجر ٹھہری (۵)۔ نمازِ ظہر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے تب پڑھی جب حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی جگہ دُنبہ کی قربانی قبول ہوگئی جبکہ غنیۃ المستملی میں ہے جب آپ کو نمرود کی آگ سے نجات ملی تب یہ نماز پڑھی۔ کنز المدفون

(۱) سورۃ یونس، ۱۹ (۲) سورۃ المومنون، ۴۳ (۳) سورۃ المائدۃ، ۴۸ (۴) سورۃ الحج، ۶۷ (۵) سیرۃ حلبیہ اردو ج ۲ ص ۲۰۲

سیوطی ص ۱۰۴، الاصابہ اور فتاوی رضویہ میں ہے نمازِ ظہر سب سے پہلے حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام نے پڑھی۔ حضرت سیّدنا عزیر علیہ السلام 100 سال سو کر اُٹھے اور آپ کے گدھے کو آپکی نظروں کے سامنے دوبارہ زندگی دی گئی، تو آپ نے جس وقت نماز پڑھی، وہ وقت ہماری نمازِ عصر کا ہے۔ دوسری روایت میں ہے نمازِ عصر سب سے پہلے حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے پڑھی (۱)۔ حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے جب حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کی خبر دی تو آپ نے جس وقت نماز پڑھی وہ ہماری نمازِ مغرب قرار پائی (۲)۔ نمازِ عشاء پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی اور بطورِ خاص ادا فرماتے تھے (۳)۔ اس کے بارے (حدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نمازِ عشاء کی وجہ سے تمہیں پچھلی تمام امتوں پر فضیلت دی گئی اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی" (۴)۔ اور نمازِ وتر کی سعادت و نعمت ملی تو صرف امتِ محمدیہ کو، اور نمازِ تہجد تو وہ نماز ہے جو صرف آخر الزّماں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی بطورِ خاص تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اس کے بعد رسول ختم۔ نبی ختم امّتیں ختم۔ مزید نماز و عبادات ختم۔ گویا اگر غور کریں تو پچھلی اُمتوں کے انبیاء کرام علیہم السلام جو ایک ایک وقت کی نماز پڑھتے تھے وہ سعادت بطورِ کل امت محمدیہ کو نصیب ہوئی (۵)۔ اور پانچ نمازوں کی نعمت کا تحفہ عطاء ہوا اور پھر یہ تو فرض ہے نفل کا اجرا تنا کہ ایک رات (شبِ قدر) کی عبادت اجر و ثواب میں 1,000 مہینوں کے برابر، اور 5 نمازیں ثواب میں 50 نمازوں کے برابر (۶)۔ اور پھر اذان، اقامت، اللہ اکبر کے ساتھ نماز کا آغاز، آمین، صفیں باندھنا، نمازِ جمعۃ المبارک باجماعت نماز، نمازِ عیدین، نمازِ کسوف، نمازِ خسوف، نمازِ قصر اور تیمّم جیسی نعمتوں سے صرف اُمتِ محمدیہ کو ہی پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے سرفراز فرمایا (۷)۔

ہم اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے کہ ہمیں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے امتِ محمدیہ میں پیدا ہونا نصیب فرمایا جو آمد میں تو آخری مگر قدر و منزلت میں روزِ محشر سب سے پہلے ہوگی اور سب سے پہلے جنت میں جائے گی۔ جن خصوصی انعامات سے اس امت کو نوازا اُس کا اُس ذاتِ کریم نے یوں تذکرہ فرمایا (القرآن) "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا، اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب

(۱) فتاوی رضویہ، الاصابہ، شرح مسلم، سیرتِ حلبیہ اردو ج ۲ ص ۶۰۳ (۲) فتاوی رضویہ، الاصابہ، شرح مسلم (۳) سیرتِ حلبیہ اردو ج ۲ ص ۶۰۳ (۴) ابوداؤد ج ۱ ح ۴۲۰، احمد ج ۱ ح ۱۰۲۶، شرح مسلم، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۹۶ (۵) نسائی، شرح مسلم (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۳۶۹، ترمذی ج ۱ ح ۲۰۴، احمد ج ۱ ح ۸۷۳، مشکوٰۃ ح ۵۶۰۵، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۹۵، مرأۃ المناجیح ج ۸ ص ۱۵۳ (۷) مدارج النبوت۔

امتوں میں (اعتدال میں رہنے والی امت بنا کر) افضل کیا" (۱)۔ نیز (القرآن) "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ، تم بہترین امت ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" (۲)۔ امت محمدیہ کے خصائص کا بیان الگ بہت وسیع وطویل موضوع ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

نماز وظیفۂ انبیاء علیہم السلام:

کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں آیا جس نے خود نماز نہ پڑھی ہو یا پڑھنے کا حکم نہ فرمایا ہو بلکہ وہ تو نماز سے محبّت رکھتے اور اس کیلئے دُعاء فرماتے تھے۔ **اور** حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) "رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ، اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا" (۳)۔ **اور** حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارے ہے کہ (القرآن) "وہ اپنے اہل وعیال کو نماز وزکوۃ کا حکم دیتے تھے" (۴)۔ **اور** حضرت سیّدنا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی (القرآن) "اے میرے بیٹے! نماز پڑھا کر" (۵)۔ **اور** حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام کے بارے ہے (القرآن) "پس فرشتوں نے اُنہیں (حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام) کو آواز دے کر کہا جب وہ مسجد کے کمرہ میں نماز پڑھ رہے تھے" (۶)۔ **اور** حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام کی نماز کا یوں ذکر ہوا (القرآن) "قوم شعیب نے کہا کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کو چھوڑ دیں" (۷)۔ **اور** حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا (القرآن) "اور تم اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بنالو اور نماز قائم رکھو" (۸)۔ نیز حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا (القرآن) "اور میری یاد کیلئے نماز قائم رکھ" (۹)۔ **اور** بنی اسرائیل کو حکم ہوا (القرآن) "نماز پڑھو" (۱۰)۔ **اور** حضرت سیّدہ مریم علیہا السلام کو ارشاد ہوا (القرآن) "اے مریم! تو اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ اور سجدہ کیا کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کر" (۱۱)۔ **اور** حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے نماز وزکوۃ کی تاکید فرمائی جب تک زندہ رہوں" (۱۲)۔ **اور** ہمارے پیارے آقا کریم سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر تو نماز اُس غار میں ہی فرض ہوگئی تھی جو چار گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی اور چار فٹ بلند، حرم پاک سے دو تین میل دُور جبلِ نور میں واقع غارِ حراء کے نام سے مشہور ہے، جہاں پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر، بروز پیر 21

(۱) سورۃ البقرہ، ۱۴۳ (۲) سورۃ آلِ عمران، ۱۱۰ (۳) سورۃ ابراہیم، ۴۰ (۴) سورۃ مریم، ۵۵ (۵) سورۃ لقمان، ۱۷ (۶) سورۃ آلِ عمران، ۳۹ (۷) سورۃ ھود، ۸۷ (۸) سورۃ یونس، ۸۷ (۹) سورۃ طٰہٰ، ۱۴ (۱۰) سورۃ البقرہ، ۸۳ (۱۱) سورۃ آل عمران، ۴۳ (۱۲) سورۃ مریم، ۳۱۔

رمضان المبارک بمطابق 10 اگست 610ء کو تشریف لائے جبکہ آپ حضور ﷺ کی عمر مبارک 40 سال 6 ماہ 12 دن تھی (۱)۔ جس کیلئے (حدیث) ''حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے وضوء کیا، پھر آپ ﷺ نے وضوء فرمایا، پھر آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی'' (۲)۔ اُسی دن ہی خفیہ تبلیغ اسلام کا آغاز بھی ہو گیا اور علی الاعلان دین کی تبلیغ کا آغاز آپ ﷺ کی 43 سال 6 ماہ کی عمر مبارک میں 9 سال قبل از ہجرت کیا گیا۔ امت پر نماز پنجگانہ شبِ معراج کے موقع پر 27 رجب 3 قبل ہجرت بمطابق 8 مارچ 620ء بروز پیر کو جبکہ آپ ﷺ کی عمر مبارک 50 سال 4 ماہ 19 دن تھی فرض ہوئی (۳)۔ یوں اُس دن سے امتِ محمدیہ کیلئے (حدیث) ''نماز دین کا ستون ہے''۔ قرار پائی۔ اور جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ کیونکہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے'' (۴)۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اوائل اسلام میں پیارے آقا کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر گھاٹیوں میں نماز عشاء باجماعت چھپ کر پڑھتے تھے مگر وہ نماز 2 رکعت تھی (۵) اور (حدیث) ''ایک دن پیارے آقا کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکّہ پاک کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک کفّار کا ایک گروہ وہاں آ گیا۔ اُنہوں نے نماز کی مذمّت شروع کر دی اور مسلمانوں سے لڑنے لگے اِس دوران حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ نے اُونٹ کی ایک بڑی ہڈی ایک کافر کو دے ماری جس سے اُس کا سَر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ اسلام کی راہ میں بہایا جانے والا یہ پہلے کافر کا خون تھا (۶)۔ یہ بھی روایت ہے کہ اُن دنوں نبی کریم ﷺ نمازِ چاشت اور نمازِ عصر بھی پڑھا کرتے تھے (۷)۔

نماز ایک ایسا اہم فریضہ ہے جس کی ہر نبی نے اپنی اُمت کو تاکید و وصیّت فرمائی اور اُس کیلئے عہد و پیمان لئے۔ پیارے کریم آقا ﷺ نے بھی اپنی وصیّت میں نماز کی تاکید فرمائی۔ آقا کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تو نماز کی اسی تاکید کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے دورِ پُر انوار میں کوئی ایک بھی مسلمان ایسا نہ تھا جو نمازی نہ ہو گویا اس حدیث پاک کی حقیقی روح کا عملی مظاہرہ ہوتا تھا کہ (حدیث) ''مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز چھوڑنا ہے'' (۸)۔ کتنا ہی اچھا

(۱) الرحیق المختوم ص ۹۶، معارج النبوت ج ۲ ص ۲۰۴ (۲) سیرت ابنِ ھشام، انسان العیون، الاصابہ، شرح مسلم (۳) رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۶۵ و ج ۲ ص ۳۵۶ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ احمد ج ۱ ح ۸۹۶، نسائی ح ۳۸۷۸ (۵) الاصابہ، شرح مسلم (۶) سیرۃ النبویہ، شرح مسلم، سیرتِ حلبیہ ج ۲ ص ۲۳۵، معارج النبوت ج ۲ ص ۲۳۶ (۷) الاصابہ، شرح مسلم (۸) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۵۵، ترمذی ج ۲ ح ۵۱۴، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۲۵۳، نسائی ح ۴۶۰، ابن ماجہ ح ۱۱۲۶، احمد ج ۱ ح ۹۴۹، حاکم ج ۱ ص ۲۱ ح ۱۱، مشکوٰۃ ح ۵۲۳، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۷۹۳، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۴۲۔

ہو جو آج ہم بھی نمازی بن کر مومن ہونے کا ثبوت دیں۔ اور نماز بھی "ایسے پڑھیں کہ جیسے یہ آخری نماز ہو، اِس کے بعد زندہ نہ رہوں گا"۔ شاید پھر نصیب ہو یا نہ ہو۔ اللہ کریم ﷻ ہمیں ایسی نماز پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

نماز کے طبّی فوائد:

نماز کے اندر جہاں بے پناہ روحانی فوائد اور کثیر اجر و ثواب ہے وہاں ان گنت طبّی خصائص بھی موجود ہیں۔ نماز میں بے شمار بیماریوں کا علاج و تدارک اس طرح مضمر ہے کہ وہ نمازی ہی محسوس کر سکتا ہے جسے آج کی تحقیق نے جدید خطوط پر مشاہدہ کیا ہے:۔

❁۔ نماز کیلئے جانے اور ادائیگی میں ہلکی ورزش ہے جو نظام ہضم و تندرستی کیلئے بہت مفید ہے۔

❁۔ نماز کی ادائیگی کی حرکات کی بنا پر امراضِ قلب کی درستگی اور دورانِ خون اعتدال پر رہتا ہے۔

❁۔ جس طرح مشینری کو کام کرنے کے بعد قدرے آرام (Rest) کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی جسمانی مشینری کو بھی آرام درکار ہوتا ہے، باقی اعضاء کو تو یہ آرام مختلف صورتوں میں اکثر مل جاتا ہے مگر دل کو کسی بھی صورت میں آرام دستیاب نہیں ہوتا مگر جدید تحقیق کہتی ہے کہ جب بندہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے تو یہ واحد حالت ہوتی ہے جب دل ریسٹ کرتا ہے۔

❁۔ نماز میں آج کی جدید امراض بلڈ پریشر اور ڈپریشن وغیرہ کا علاج ہے۔

❁۔ پابندِ نماز کو گھٹنوں اور جوڑوں کا درد نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے اور انسان چاق و چوبند رہتا ہے۔

❁۔ ایک مصری سرجن نے انکشاف کیا کہ 40 مریضوں پر تحقیق کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ریڑھ کی ہڈی کی بیماری میں مبتلاء افراد کیلئے نماز کی حرکات بے حد مفید ہیں۔ اور الجزائر خبر رساں ایجنسی کے مطابق ایک امریکی ڈاکٹر نے اس مصری سرجن کی تحقیق کی تائید کی ہے(۱)۔

❁۔ نمازی کا چہرہ تر و تازہ رہتا ہے ایک امریکی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر عورتوں کو پتا چل جائے کہ نماز میں لمبے سجدے کی وجہ سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے تو وہ سجدہ سے سر ہی نہ اُٹھائیں (۲)۔

نماز کے فوائد غیروں کی نظر میں:

❁۔ ڈاکٹر الیگزنڈر (Dr.Alexander) نے کہا اگر نماز دھیان یعنی خشوع سے پڑھی جائے تو یہ خودکشی سے روکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خودکشی کا کم رجحان دیکھنے کو ملتا ہے (۳)۔ اسی کی تصدیق میں کمفرٹ سنٹر آف فرانس (Comfort Centre of France) کی تحقیق ہے کہ

(۱)۔۔تا۔۔(۳) نماز اور جدید سائنس، مواعظ شیخ انجنیئر نقشبندی۔

وہاں مریضوں کو ایسا مراقبہ کرایا گیا جو نہ صرف نماز سے ملتا جلتا ہے بلکہ اس مشق میں معمول کو اِدھر اُدھر نہ دیکھنے اور دھیان اور توجہ صرف عامل کی طرف رکھنے وغیرہ کی تاکید کی جاتی ہے تو اس عمل سے مریض خودکشی سے خود ہی متنفّر ہو جاتا ہے (۱)۔

۔نماز کی افادیت کے بارے ایک معروف یورپی ماہر روحانیات نے اپنی کتاب Research in the Phenomenon of Spiritualism میں لکھا کہ حرص، طمع، لالچ، دروغ گوئی، بخل، کینہ، حسد، اور انتقام وہ ذلیل امراض ہیں کہ بندہ ان میں الجھ کر ایسا نفسیاتی مریض بن جاتا ہے کہ اس سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر یہی آدمی انتہائی خشوع وخضوع اور دھیان سے نماز پڑھنے لگے تو وہ جلد ہی اِن امراض سے نجات پالیتا ہے (۲)۔

۔مغربی مستشرق ایک وائس ایڈمرل نے اپنی کتاب Usborne Moor The Voice میں لکھا کہ دھیان اور توجہ نماز کا حصّہ نہیں بلکہ یہ سکون کا حصّہ ہے لہٰذا اگر روحانی مقام اور سکون لینا ہے تو نماز پڑھو، نماز پڑھو (۳)۔

۔ایک صحافی اے آر قمر اپنے یورپ کے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ مجھے نماز پڑھتے ایک انگریز کھڑا دیکھتا رہا نماز کی فراغت کے بعد اُس نے پوچھا "یہ ورزش کا طریقہ تم نے میری کتاب سے سیکھا ہے؟" مَیں نے کہا "مَیں مسلمان ہوں اور یہ تو ہماری نماز ہے جو ہم پانچ وقت پڑھتے ہیں"۔ یہ سُن کر وہ حیران رَہ گیا اور بتایا "بالکل یہی طریقہ مَیں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو ایک جامع ورزش ہے، کئی امراض کا تدارک ہے" پھر وہ اسلام کے متعلق مزید معلومات لینے لگا (۴)۔

۔ایک پاکستانی دل کا مریض علاج کیلئے آسٹریلیا گیا تو وہاں کے معروف ترین ڈاکٹر نے کچھ ادویات لکھ دیں اور ساتھ ایک ورزش 8 یوم کیلئے کرنے کو لکھ کر دی۔ جب ورزش کو سمجھا اور سیکھا گیا تو پاکستانی حیران رَہ گیا کہ وہ تو خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی گئی نماز ہی تھی۔ اور وہ ڈاکٹر بھی یہ جان کر حیران رَہ گیا اور پھر وہ مریض جسے اُس نے صرف ورزش سکھانے کیلئے 8 دن رکھنا تھا دوسرے ہی دن یہ کہہ کر فارغ کر دیا کہ "جاؤ بھی اپنی نماز والی ورزش کرو ٹھیک ہو جاؤ گے" (۵)۔

۔ایک پاکستانی ڈاکٹر ماجد زمان عثمانی فزیوتھراپی میں اعلیٰ ڈگری کیلئے یورپ گئے تو وہاں بالکل نماز کی طرح کی ورزش پڑھائی گئی جس کے بارے Brochure دیا گیا کہ اس سے درج ذیل

(۱)۔۔تا۔۔(۵) نماز اور جدید سائنس از ڈاکٹر خلیل احمد قادری۔

بیماریاں درست ہوتی ہیں۔ دماغی واعصابی ونفسیاتی امراض، بے سکونی، ڈیپریشن (Depression)، دل کے امراض، جوڑوں کے امراض، یورک ایسڈ (Uric Acid) سے پیدا ہونے والی امراض، معدہ کا السر (Stomach Ulcer)، شوگر اور اس کے مابعد اثرات، آنکھوں کے امراض اور گلے کے امراض۔ ڈاکٹر عثمانی کہتے ہیں "میں یہ جان کر حیران رہ گیا کہ ہم تو نماز کو صرف ایک دینی فریضہ سمجھ کر پڑھتے ہیں مگر یہاں آ کر تو عجیب انکشافات ہوئے ہیں" (۱)۔

۔ امریکی پروفیسر ڈاکٹر برتھم جوزف نے انٹرویو میں کہا "نماز میں ایک متوازن ورزش ہے جس میں کمی بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شاید اس ورزش کو ترتیب دینے والے نے موجودہ مشینی اور نفسیاتی دَور کو بھانپ کر اِس کو ترتیب دیا تھا" (۲)۔

۔ سرجری کا باوا مشہور سرجن ڈاکٹر رابرٹ سمتھ کا قول ہے کہ عمل تطہیر (Purification) ہم نے اسلام سے سیکھا (۳)۔

۔ مشہور ہندوستانی حریت پسند لیڈر اور صحافی دیوان سنگھ مفتون جس کے رسالہ "ریاست" کی تقسیم ہند کے وقت ادبی حلقوں میں بڑی دھوم تھی اُس نے اس رسالہ میں لکھا کہ "نماز اوقات کار کی پابندی سکھاتی ہے جس نے ڈسپلن (Discipline) اور باقاعدگی سیکھنی ہو وہ نماز پر غور کرے۔ نماز سے مالک اور غلام کا فرق اُس وقت ختم ہو جاتا ہے جب ایک ہی صف میں محمود اور ایاز کھڑے ہو جاتے ہیں اگر تمام مسلمان نماز پڑھنا شروع کر دیں تو وہی غالب ہوں جیسا کہ اُن کا قرآن کہتا ہے" مزید لکھا کہ "نماز جسم اور معاشرے کی اصلاح کا بہترین جاپ اور جین ہے اس سے رام (اللہ تعالیٰ ﷻ) بھی راضی اور مخلوق بھی راضی" (۴)۔

۔ معروف فلاسفر یورینڈ بورن لیبان نے "دی لیکچر آف ایلچز" صفحہ ۴۶ میں لکھا کہ "میں نے کئی بار مسیحی نماز، اسرائیلی یعنی یہودی نماز اور اسلامی نماز کا موازنہ کیا تو ثابت ہوا کہ اسلامی طرز عبادت سب سے افضل ہے اس میں خدا کی حمد وثناء، عاجزانہ التجاء اور انکساری کا عجیب مظاہرہ ہے میں التزاماً یوم جمعہ کو اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا تھا۔ خطیب کی پُر جوش تقریر، صفوں کی ترتیب اور رکوع وسجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو ناقابل بیان ہے میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور اس کی عبادات کا پُر کیف نظارہ

(۱)۔۔تا۔۔(۴) نماز اور جدید سائنس از ڈاکٹر خلیل احمد قادری۔

میری رُوح پر قبضہ کررہا ہے۔"(۱)۔

۔روما کا مشہور پادری سینٹ ہیلر نے اپنی کتاب "دعاء(The Pray)" میں لکھا "میرے نزدیک نماز افضل ترین عبادت ہے، اِس میں رُوح کی طہارت، قلب کی پاکیزگی، ورزشی پہلو ہیں اور نماز گزار سُست اور کاہل نہیں ہوتا اور صبح کی بیداری عجیب اثر رکھتی ہے"(۲)۔

۔پادری جیمس مولر نے لکھا کہ "تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جو شخص دن میں پانچ بار اور ایک ماہ میں 150 بار اپنے خدا سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن اپنے عہد میں کامل ہو جاتا ہے اور واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے"(۳)۔

۔مسٹر سی ایم گنگ نے لکھا کہ "نماز ایک بہترین ذریعہ ہدایت ہے جس میں نمازی کی رُوح ایک پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے، اور اس کے دل و دماغ سے نفس پرستی کا خبط دُور ہو جاتا ہے۔ اسلامی رسول (ﷺ) نے عجیب انداز سے امیر و غریب، ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک صف میں جمع کیا اور مناسب طور پر غرور و نخوت کے طلسم کو پاش پاش کیا ہے، مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے"(۴)

۔350 گرجوں کے پادری نے ایک سفر میں 50 گھنٹے مسلمانوں کے ساتھ گزارے، وہ اُن کی عبادات واذکار دیکھتا رہا اور کہنے لگا "مجھے مسلمانوں کے تین عمل بہت متاثر کرتے ہیں [۱] جماعت کی نماز، جس میں ڈسپلن کی انتہاء ہے [۲] مِل کر کھانا کھانا [۳] ان کا سائنسی لباس۔ ان سب سے مَیں بہت متاثر ہوا ہوں لہٰذا مَیں مسلمان ہوتا ہوں"(۵)۔

۔مسٹر ماؤ سکی نے کہا مَیں نے نماز سے بڑھ کر کوئی عمل ڈسپلن سکھانے والا نہیں دیکھا جب ایک امام کے پیچھے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ جھکے ہوتے ہیں(۶)۔

نماز کا حکم دو:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "**كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ**، تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اُسکی رعیّت کے بارے پوچھا جائے گا" (۷)۔ تو چونکہ گھر کا سربراہ اُس گھر کے تمام افراد کا نگہبان ہے اسلئے جہاں اُس سے اُس کی نماز کے بارے سوال ہوگا وہاں اُس کے اہلِ خانہ کے بارے بھی پوچھا جائیگا اسی لئے حکم ہوا کہ (القرآن) "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود (بھی) اس پر ثابت قدم رہو"(۸)۔ کیونکہ (القرآن)

(۱)۔۔تا۔۔(۴) نماز اور جدید سائنس (۵) جریدہ المؤید بحوالہ حقانیت اسلام (۶) اسلام مستشرقین کی نظر میں (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۳۵۱۵، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۳۹۵، فیوض الباری حصہ۴ ص۵۰ (۸) سورۃ طٰہٰ، ۱۳۲۔

اللہ کریم عزوجل نے فرمایا ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت طاقتور فرشتے مقرر ہیں'' (۱)۔

مگر افسوس کہ ہم تو خود ہی نماز نہیں پڑھتے دوسروں کو کیا کہیں گے اور پھر اگر کبھی پڑھنے کی مجبوری بن ہی جائے تو طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہیں اور وہ ہزار کام یکدم یاد آ جاتے ہیں جو پہلے کرنا تو کجا اُس بارے سوچنے کو بھی جی نہیں چاہتا تھا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ تو نماز کی تاکید کرنے والوں کو ترش گوئی سے بھی نہیں جھجکتے اور نماز پڑھنے والوں کو حاجی، ملاں، مولوی اور نہ جانے کس کس طرح کے جملے کہہ کر گویا اُنہیں بھی نماز سے باغی کرنے کی بھرپور شیطانی کوشش کرتے ہیں۔ اور اپنی اولاد کو تو ہم ماڈرن اور پابوشابو بنانا اپنا زندگی کا خواب سمجھتے ہیں پھر جہاں فیشن اور ماڈرنائزیشن وہاں نماز کا کیا کام۔ اور اگر کوئی بچہ کہیں سے کچھ مسائل سُن سنا کر کوئی ایک آدھ نماز پڑھ ہی بیٹھے تو اُسے کہتے ہیں کہ یہ کام سے جان چھڑانے کیلئے دکھاوے کا نمازی بن گیا ہے، بس اب یہ ہمارے کام سے گیا حالانکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا حکم ہے کہ ''جب تمہارے بچے 7 سال کے ہوں تو اُنہیں نماز کا حکم دو اور جب 10 برس کے ہو جائیں تو اُنہیں مار کر پڑھاؤ'' (۲)۔ گویا یہ آپ کا فرض ہے کہ جہاں اپنی اولاد کی دنیاوی تعلیم کا بندوبست کریں وہاں انتہائی ضروری سمجھ کر دینی تعلیم بھی ضرور دلوائیں اور اپنے گھر میں ایسا ماحول پیدا کریں کہ تمام اہل خانہ خود نصیحت پکڑیں اور نمازی بن جائیں جس سے نہ صرف ایک فرض کی تکمیل ہوگی بلکہ گھر میں رحمات و برکات کا نزول ہوگا کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے، تو تیرے پاس تیرا رزق ایسی جگہ سے آئے گا کہ تجھے وہم و گمان بھی نہ ہوگا'' (۳)۔ سبحان اللہ۔ نیز گھر والوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی نماز کے بارے کہیں کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ جس سوتے ہوئے شخص پر گزرتے اسے نماز کیلئے آواز دیتے یا اپنے پاؤں مبارک سے ہلاتے'' (۴)۔

(۱) سورۃ التحریم، ۶ (۲) عن سمرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۴۹۱، ترمذی ج۱ ح۳۹۰، احمد ج۱ ح۹۵۴، حاکم ج۱ ح۷۰۸، دارقطنی ج۱ص ۲۳۰، ابن خزیمہ ج۲ ح۱۰۰۲، دارمی ج۱ ح۱۴۳۶، بیہقی ج۲ ح۲۰۸۶، شعب الایمان ج۶ ح۸۶۵۰، معجم کبیر ج۷ ح۶۵۴۶، شرح السنہ، مشکوٰۃ ح۵۲۶، مرأۃ المناجیح ج۱ص ۳۴۴ (۳) احیاء العلوم (۴) ابوداؤد ج۴ص ۳۳ ح۲۶۴۔

حدیث

''بھلائی کرنے والے عزت دار افراد کی غلطیوں سے درگزر کرو'' (عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح۴۱۲)

باب۔۱۱

نماز کی کیفیتِ ادائیگی

اوقاتِ نماز:

بروقت نماز کی فرضیت کے بارے (القرآن) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا، بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر پڑھنا فرض ہے" (۱)۔ اوراس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "خَمْسُ صَلَوٰتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ، اللہ کریم ﷻ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں" (۲)۔ اوقاتِ نماز پنجگانہ کی تشریح پیارے اللہ کریم ﷻ نے یوں بیان فرمائی (القرآن) "فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ، پس اللہ کریم ﷻ کی تسبیح کرو جس وقت تمہیں شام ہو (نمازِ مغرب وعشاء) اور جس وقت صبح ہو (نمازِ فجر) اور اسی کی حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر کو (نمازِ عصر) اور جب تمہیں دن ڈھلے (نمازِ ظہر)" (۳)۔ دوسری جگہ (القرآن) ارشاد ہے۔ "وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا، وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ، اور اپنے پروردگار کی حمد وتسبیح کرو آفتاب نکلنے سے پہلے (فجر) اور آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے (ظہر، عصر) اور رات کے کچھ وقت میں (عشاء) اور تسبیح کرو دن کے کناروں میں (فجر، مغرب)" (۴)۔

پانچ نمازوں کا تحفہ شبِ معراج میں 8 مارچ 620ء کو پیارے آقا کریم ﷺ کی 50 سال 4 ماہ 19 دن کی عمر مبارک میں امت محمدیہ کو نصیب ہوا۔ جن کے اوقات کے تعیّن کے بارے اگلی ہی صبح حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور اُنہوں نے اللہ کریم ﷻ کے حکم سے آقا کریم ﷺ کو اوقاتِ پنجگانہ سے آگاہ کیا پہلے دن تمام نمازیں اوّل وقت میں اور دوسرے دن آخر میں پڑھائیں۔ چونکہ شروع میں اذان نہ تھی اسلئے آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پکارو "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃ" یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے نمازِ ظہر کی امامت کروائی۔ یہ اسلام میں پہلی باجماعت نماز تھی اور پہلی اذان۔ یوں حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام مسلسل دو دن تشریف لاتے رہے۔ پہلے دن تمام نمازیں اُن کے ابتدائی اوقات میں پڑھائیں اور دوسرے دن آخری اوقات میں پڑھائیں۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا "اے اللہ کریم ﷻ کے حبیب کریم ﷺ جو انبیاء کرام علیہم السلام آپ ﷺ سے پہلے تشریف

(۱) سورۃ النساء، ۱۰۳ (۲) بخاری، مسلم ج۱ ح ۳۱۹، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند امام احمد ج۱ ح ۸۷۱ (۳) سورۃ الروم، ۱۸ (۴) سورۃ طٰہٰ، ۱۳۰۔

لا چکے ہیں یہ اوقاتِ نماز اُن کے ہیں، (آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمت کیلئے) اصل اوقاتِ نماز اِن دونوں کے درمیان ہیں" (۱)۔ اوقاتِ نماز سمجھانے کیلئے ایک بار آپ ﷺ نے بھی ایسے ہی اوّل و آخر وقت میں نمازیں پڑھا کر فرمایا (حدیث) "ان دونوں اوقات کے درمیان تمہاری نماز کا وقت ہے" (۲)۔ اور پھر اس کی وضاحت میں سرکار کریم ﷺ نے ایک اصول کا اعلان فرمایا کہ (حدیث) "نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آجائے" (۳)۔ اور (حدیث) "ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا مغرب تک اور مغرب کا عشاء تک اور عشاء کا فجر تک" (۴)۔

اوقاتِ نماز کے تعیّن میں ایک حکمت یہ بھی مخفی ہے کہ لیل ونہار کے عروج وزوال کے تغیّرات کے کونوں پر ان کا اجراء ہے۔ پہلی تبدیلی صبح ہوتی ہے جب اندھیرے سے روشنی نکلتی ہے۔ یہ وقتِ فجر ہوا دوسری تبدیلی تب ہوتی ہے جب سورج عین عروج پر جا کر زوال کرتا ہے، وقتِ ظہر ہوا۔ تیسری تبدیلی جب یہ روشنی ماند پڑ جاتی ہے، وقتِ عصر ہے۔ چوتھی تبدیلی سورج ڈوبنے کا کنارہ یعنی روشنی ختم اور اندھیرا شروع ہوتا ہے، وقتِ مغرب ہے۔ پانچویں تبدیلی جب مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے، وقتِ عشاء ہو جاتا ہے۔

وقتِ نمازِ فجر:

(القرآن) "وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کرو سورج طلوع ہونے سے پہلے" (۵)۔ اور نمازِ فجر کا یوں ذکر ہوا (القرآن) "مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، فجر کی نماز سے پہلے" (۶)۔

نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہے (۷)۔ کہ (حدیث) "فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے" (۸)۔ پاکستانی موسم کے مطابق صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کا کل وقت کم از کم ایک گھنٹہ 20 منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ 38 منٹ ہوتا ہے جو کہ وسط مارچ میں کم از کم ہوتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وسط جون میں

---

(۱) مسند امام زید ح ۶۸، ترمذی ج ۱ ح ۱۴۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۵۶، نسائی ح ۴۹۸، احمد ج ۱ ح ۹۵۸، معجم کبیر ح ۱۳۱۷، مدارج النبوۃ، مواہب اللدنیہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۴۲ (۲) عن بریدہ رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۱۲۹۱ تا ۱۲۹۳، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، احمد، ابن حبان ح ۱۴۷۳، ابن خزیمہ ح ۲۳۳۶، بیہقی ح ۱۵۸۶، حاکم، دارقطنی ح ۴۴ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ طحاوی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۴۴ (۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن حبان، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۴۳ (۵) سورۃ طٰہٰ ۱۳۰ (۶) سورۃ النور، ۵۸ (۷) ہدایہ ج ۱ ص ۳۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۵۰، کبیری ص ۲۲۶، عالمگیری ج ۱ ص ۸۲ (۸) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۱۲۸۸، ترمذی ج ۱ ص ۲۲، احمد ج ۱ ح ۹۶۲، ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۱، بلوغ المرام ح ۱۶۴ ص ۸۰

میں زیادہ سے زیادہ ہوجاتا ہے۔ پھر گھٹنا شروع ہوجاتا ہے یہاں تک کہ ستمبر کے وسط میں کم ازکم ہو جاتا ہے پھر آخر دسمبر تک بڑھتا رہتا ہے اور پھر کم ہوتا ہوتا وسط مارچ میں کم ازکم ہوجاتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اذان اور نماز ان اوقات کے اندر اندر ہی ہو اگر اس سے پہلے اذان یا نماز ادا کی تو وہ نہیں ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک نماز فجر میں اتنی تاخیر کرنا افضل و مستحب ہے کہ روشنی پھیل جائے تاہم اتنا وقت ضرور باقی ہو کہ اگر وضوء یا نماز میں فساد واقع ہو تو اعادۂ طہارت کے بعد نماز ادا کی جاسکے (۱)۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے مطابق مستحب وقت ''وقتِ فجر کے کل وقت کا نصف آخر'' ہے۔ کل وقت سے مراد طلوعِ فجر سے سورج نکلنے تک کا وقت ہے۔ مثلاً اگر کل وقت ایک گھنٹہ 20 منٹ ہے تو اُس کا نصف 40 منٹ ہوا لہٰذا طلوع فجر کے کم ازکم 40 منٹ بعد نماز پڑھیں (۲)۔ اس بارے (حدیث) پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ، فجر کو خوب اچھی طرح سفیدی (روشنی) میں پڑھو کیونکہ اس میں بہت زیادہ اجر وثواب ہے'' (۳)۔ یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک فجر اُجالے میں پڑھنے کی قوی دلیل ہے (۴) نیز (حدیث) ''لَاتَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَةِ مَااَسْفَرُوْا بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ، میری اُمت اُس وقت تک فطرت پر رہے گی جب تک فجر کی نماز اُجالے میں پڑھے گی'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اس وقت پڑھی جب روشنی تھی'' (۶)۔ اسی طرح کی احادیث حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا رافع رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ نیز (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے بلال! نمازِ فجر میں اُجالا کرلیا کرو یہاں تک کہ لوگ اُجالے کی وجہ سے اپنے پھینکے ہوئے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں'' (۷)۔ اور (حدیث) ''جو نمازِ فجر روشنی میں پڑھے پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کی قبر اور اُس کے دل میں روشنی کرے گا'' (۸)۔ اسی لئے (حدیث) ''حضرت

(۱) ہدایہ ج۱ ص۵۰، شرح نقایہ ج۱ ص۵۴، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۸۰، شرح وقایہ (۲) عرفان شریعت (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۴۶، ابن ماجہ ح۶۱۵، ابوداؤد ج۱ ح۴۲۳، نسائی ح۵۴۶، احمد ج۱ ح۱۰۳۴، مسند امام اعظم ح۸۶، ابن ابی شیبہ، بیہقی، دارمی ح۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ابن حبان ح۱۴۹۰، معجم کبیر ح۱۲۸۴، مسند بزار، طحاوی، نصب الرایہ، مشکوٰۃ ح۵۶۵، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۶۶، فتاوٰی عزیزی، رضویہ، قدوری، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۲۲، شرح مشکوٰۃ المصابیح ص۱۳، ۱۷۳، ۷۹ (۴) مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۶۶ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند بزار، کنز العمال ج۴ ص۱۴۹، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۲۲ (۶) عن بُریدہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۲۹۱، ترمذی، ابن ماجہ ح۱۰۷، طحاوی، فیوض الباری حصہ۳ ص۲۶۱ (۷) عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، ابوداؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، آثار السنن ص۵۸، عینی، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۲۲ (۸) دیلمی، جاء الحق۔

سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے نماز فجر اُس وقت پڑھی جب سورج نکلنے کے بالکل قریب تھا" (۱)۔ایسے ہی (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے نمازِ فجر اتنی مؤخر کی کہ کہنے والا کہتا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے" (۲) ایسے ہی (حدیث) "ہم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا تو عقل والے لوگوں نے خیال کیا کہ سورج نکلا ہی چاہتا ہے" (۳)۔انہیں الفاظ سے بیہقی نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے بارے حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی (۴)۔اور (حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے قنبر اُجالا کرو، اُجالا کرو" یعنی نماز فجر اُجالے میں پڑھو (۵)۔نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز خوب اُجالے میں پڑھتے تھے" (۶)۔ لہذا (حدیث) حضرت سیدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا امام طحاوی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا ملاّ خسرو علیہ الرحمۃ نے فرمایا "سرکار کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی مسئلہ پر ایسے متفق نہ ہوئے جیسے نمازِ فجر کو روشنی میں پڑھنے پر متفق تھے" (۷)۔اور حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "یہ ناممکن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کی سنّت کے خلاف عمل پر متفق ہو جائیں" (۸)۔یہی وجہ ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز فجر روشنی میں پڑھنے کے قائل تھے۔ (۹)۔اور ترمذی ج ا ح ۱۴۵ والا اندھیرے میں نماز فجر پڑھنے والا فرمان تب تھا جب خواتین بھی جماعت میں شامل ہونے کیلئے مسجد میں آتی تھیں کیونکہ اُنہیں شروع میں اجازت تھی پھر منسوخ ہو گئی۔لہذا حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "اندھیرے والی روایات منسوخ ہیں" (۱۰)۔نیز "جب قولی و فعلی حدیث میں تعارض ہو تو قولی کو ترجیح دی جاتی ہے" اور قولی احادیث میں نماز فجر روشنی میں پڑھنے کا حکم ہے۔البتہ اندھیرے میں نماز پڑھنا جائز ہے افضل نہیں (۱۱)۔لیکن عورتوں کیلئے نماز فجر اوّل وقت اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے جبکہ باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں جب جماعت ہو جائے تو پڑھیں کیونکہ (القرآن) "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ،

(۱) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ طحاوی، حاکم ح ۶۹۳، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۶۱ (۲) عن ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نسائی ح ۵۴۰ (۳) عن ابو عثمان النّھدی تابعی علیہ الرحمۃ بیہقی، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۳ (۴) فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۲ (۵) عن علی بن ربیعہ تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۲۱، عبدالرزاق ص ۵۶۹، طحاوی ج ۱ ص ۱۲۳، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۳ (۶) عن عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ معجم کبیر ج ۱ ص ۲۵۸، طحاوی، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۳ (۷) عن ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۲۲، شرح معانی الآثار ص ۱۲۶، شرح مسند امام اعظم ص ۴۷، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۳ (۸) شرح معانی الآثار، شرح مسند امام اعظم (۹) جاء الحق (۱۰) فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۳، شرح امام اعظم ص ۷۵ (۱۱) فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۲۳

مرد حاکم ہیں عورتوں پر" (۱) کے تحت اللہ کریم ﷻ نے مردوں کو ہر معاملے میں عورتوں پر فوقیت دی ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ اذانِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ذکر وفکر کریں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے (۲)

وقت نماز ظہر:

قرآن کریم نے نماز ظہر کا تذکرہ اس طرح کیا ہے "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ، سورج ڈھلنے کے وقت نماز قائم کرو" (۳)۔

نماز ظہر کا وقت زوالِ شمس سے شروع ہوتا ہے اور دو مثل سایہ تک رہتا ہے جس میں سایہ اصل شامل نہیں (۴) کیونکہ (حدیث) "ظہر کی نماز کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور آدمی کا سایہ اُس کے قد کے برابر ہونے تک تب تک رہتا ہے جب تک کہ عصر کی نماز کا وقت نہ ہو جائے" (۵) اور (حدیث) "ظہر کی نماز کا اوّل وقت وہ ہے جب سورج ڈھل جائے اور اخیر وقت وہ ہے جب وقتِ عصر داخل ہو جائے" (۶) نیز (حدیث) "نماز ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو" (۷)

سردیوں میں نمازِ ظہر جلدی اور گرمیوں میں دیر سے پڑھنا افضل ہے (۸)۔ کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نماز ظہر گرمیوں میں ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے اور سردیوں میں جلدی پڑھتے تھے" (۹)۔ اور اس بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب سردیاں ہوں تو ظہر جلدی پڑھو اور جب گرمیاں ہوں تو ٹھنڈا کرو" (۱۰) اسلئے کہ (حدیث) "جب گرمی سخت ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کر لو کیونکہ گرمی کی شدّت دوزخ کی گرمی کی وجہ سے ہے کیونکہ دوزخ کی آگ نے اپنے رب کریم ﷻ سے شکایت کی کہ "اے میرے رب (میری شدّتِ تپش کی وجہ سے) میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے" چنانچہ اللہ کریم ﷻ نے اُسے 2 دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردیوں میں (زمہریر سے) اور ایک سانس گرمیوں میں (حاویہ سے) لہٰذا گرمیوں میں تم گرمی لگنے سے اس کی شدّت پاتے ہو اور سردیوں میں سردی لگنے سے اس کی شدّت پاتے ہو" (۱۱)۔

(۱) سورۃ النساء، ۳۴ (۲) درمختار، شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵۴ (۳) سورۃ بنی اسرائیل، ۷۸ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۸۰ (۵) عن ابن عمرو ؓ، ترمذی ص ۱۶۵، احمد ج ۱ ح ۹۶۱، مسلم ج ۱ ح ۱۲۸۸، مشکوٰۃ ص ۴۴، بلوغ المرام ح ۱۶۳ ص ۸۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۴۲ (۶) عن ابوہریرہ ؓ، ترمذی ج ۱ ح ۱۴۲، احمد (۷) قال سیّدنا ابوہریرہ ؓ، مؤطا امام مالک ح ۹ (۸) ہدایہ ج ۱ ص ۵۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۵۴، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۸۰ (۹) عن ابن مسعود ؓ، بخاری ج ۱، نسائی ح ۴۹۵ طحاوی، مشکوٰۃ ح ۱۵۷۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۳۲، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۶۸ (۱۰) عن انس ؓ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۳۴ (۱۱) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری ج ۱ ح ۵۰۷، مسلم ج ۱ ح ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، نسائی، ابن ماجہ ح ۳۴۳۵، ابوداؤد ج ۱، ترمذی ج ۲ ح ۴۸۷، احمد ج ۱ ح ۹۷۸، ابن حبان ح ۱۵۰۶، دارمی ح ۲۸۷۹، معجم کبیر ح ۳۹۹۷، مؤطا امام مالک ح ۲۷، مؤطا امام محمد ح ۱۸۳، بیہقی، مشکوٰۃ ح ۵۴۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۵۷، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۳۰۔

اسی کی وضاحت میں ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے شب معراج کو چھٹے آسمان پر ایک سفید کافور کا دروازہ دیکھا جو اتنا بڑا تھا کہ اوپر عرش تک اور نیچے تحت الثریٰ تک جا پہنچا تھا جس کے دو کواڑ تھے، اس دروازے پر زمین و آسمان کے برابر تالا لگا تھا جس کے بارے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "یارسول اللہ ﷺ جب دوزخ بنایا گیا اور اس نے سانس باہر پھینکا تو اسکی تپش کی بدولت تمام موجودات ہلاکت میں پڑ گئے، زمین و آسمان کی مخلوق نے شور مچایا اور پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے رحم و امان طلب کی تو یہ دروازہ کائنات اور دوزخ کے درمیان لگا دیا گیا جس کا نام "باب الامان" ہے۔ چونکہ دوزخ کا دروازہ بند ہے شدید گرمی اور سردی صرف انہیں دو سانسوں کا نتیجہ ہے جن کی دوزخ کو اجازت ملی۔ اسلئے (حدیث) "جب گرمی تیز ہو تو نماز (ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدّت دوزخ کی تپش (سانس) سے پیدا ہوتی ہے" (۱)۔ بلکہ ایک بار ایک (حدیث) "مؤذّن نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر" اور فرمایا "سخت گرمی جہنّم کے جوش سے ہے تو جب سخت گرمی ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو" (۲)۔ اسلئے اِسی پر ہی فتویٰ ہے کہ (حدیث) "اَبرِدُوا بِالظُّهر، __ٹھنڈے وقت نماز ظہر پڑھو__" (۳)۔ اور "علامہ ابوبکر الاثرم علیہ الرحمۃ نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں لکھا کہ حدیث خباب رضی اللہ عنہ جس سے ظہر اوّل وقت میں پڑھنے کا استدلال کیا جاتا ہے منسوخ ہے" (۴)۔ کیونکہ (حدیث) "ہم دوپہر کے وقت ظہر پڑھتے تھے تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کر کے پڑھو" (۵)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا امام قاسم بن ابی بکر تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مَیں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھتے دیکھا" (۶)۔ اور پھر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ کا آخری عمل ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تھا" (۷) امام بخاری نے اس حدیث کو محفوظ اور دلائل نسخ میں ایک بہت بڑی اور قوی دلیل قرار دیا ہے (۸)

وقتِ نمازِ عصر:

(القرآن) "__حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى__، __سب نمازوں کی حفاظت__

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۵۰۵، مسلم ج۱ ح۱۲۹۹، ابوداؤد ج۱ ح۴۰۱، نسائی ح۴۹۶، ۴۹۷، ترمذی، ابن ماجہ ح۲۱۷ تا ۲۲۳، احمد ج۱ ح۹۷۹، ابن حبان ح۱۵۱۰، ابن خزیمہ ح۳۲۹، بیہقی ح۱۹۰۰، ابویعلیٰ ح۱۳۰۹، معجم اوسط ح۹۵۷ دارمی ح۱۲۳۹، مؤطا امام مالک ح۲۸، ۲۹، بلوغ المرام ح۱۷۱ ص۸۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۳۰، مشکوٰۃ ح۵۴۳، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۵۷، تجرید البخاری (۲) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۵۰۶، مسلم ج۱، ترمذی ج۱ ح۱۵۰، ابوداؤد ج۱ ح۴۰۰، احمد ج۱ ح۹۸۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۳۰ (۳) ہدایہ، فتاویٰ عزیزی، فیوض الباری، مظاہر حق، جاء الحق، قدوری (۴) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۳۳ (۵) قال مغیرہ رضی اللہ عنہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۳۳ (۶) مؤطا امام مالک ح۱۲ (۷) عن مغیرہ، نیل الاوطار ج۱ ص۳۰۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۳۳ (۸) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۳۴۔

کرو اور خاص طور پر درمیان والی نماز کی"(۱)۔ درمیان والی نماز کی وضاحت (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے یوں فرمائی "نماز وسطیٰ عصر کی نماز ہے"(۲)۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی صلوۃ وسطیٰ کو نماز عصر قرار دیا(۳)۔ اس نماز کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "فرشتے دن اور رات میں نوبت بہ نوبت آتے جاتے ہیں اور دونوں کا اجتماع فجر اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے پھر وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گذاری ہے۔ آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اللہ کریم جل جلالہ اُن سے لوگوں کا حال دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ "ہم نے اُنہیں نماز میں مشغول چھوڑا اور جب اُن کے پاس گئے اس وقت بھی وہ نماز میں مشغول تھے"(۴)۔ یہ اللہ کریم جل جلالہ کا امت محمدیہ پر کرم احسان ہے کہ فرشتوں کی آمد و رفت کے اوقات ہی وہ بنا رکھے ہیں جب مومنین سجدے میں پڑے ہوتے ہیں۔ اِسلئے دونوں اوقات میں آنے جانے والے فرشتے عمدہ خبر لے کر آتے اور جاتے ہیں اسی فضیلت کے اعتبار سے نماز فجر اور عصر افضل و اعظم نمازیں ہیں (۵)۔ اِسی لئے نماز عصر کی حفاظت کے بارے قرآن کریم میں بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔

نماز عصر کا وقت ظہر کے وقت کے بعد یعنی سایہ دو مثل ہونے سے غروب آفتاب تک ہے(۶)۔ کہ (حدیث) "عصر کا اوّل وقت وہ ہے جب ظہر کا وقت ختم ہو اور آخر وقت وہ ہے جب سورج ڈوب جائے"(۷)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب تک نمازِ مغرب کا وقت نہ ہو جائے تب تک عصر ہی کا وقت ہے"(۸)۔

سال بھر میں سب سے چھوٹا دن 22 دسمبر کا ہوتا ہے جس کا دورانیہ 10 گھنٹے 6 منٹ ہوتا ہے۔ اس دن طلوع آفتاب 6 بج کر 59 منٹ پر اور غروب 5 بج کر 5 منٹ پر ہوتا ہے۔ جبکہ سال بھر میں سب سے بڑا دن 22 جون ہوتا ہے، اس دن طلوع آفتاب 4 بج کر 59 منٹ پر اور غروب آفتاب 7 بج کر 10 منٹ پر ہوتا ہے جس کا دورانیہ 14 گھنٹے 11 منٹ ہوتا ہے(۹)۔

(۱) سورۃ البقرہ، ۲۳۸ (۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۷۱، ۱۷۲، بخاری ج ۲ ح ۱۶۴۷، احمد ج ۱ ح ۹۹۵ تا ۹۹۷، موطا امام محمد ح ۹۹۸، مشکوۃ ح ۵۸۴، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۷۴، نحوۂ نسائی ح ۴۲۱ (۳) ترمذی ج ۲ ح ۸۹۸، نسائی ح ۴۶۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۰۹، امام احمد ج ۱ ح ۹۹۹، موطا امام مالک ح ۳۶۵، ۳۶۶، موطا امام محمد ح ۹۹۷ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۲۵، مسلم ج ۱ ح ۱۳۳۱، نسائی ح ۴۸۱، احمد ج ۱ ح ۹۲۹، موطا امام مالک ح ۴۱۳، ابن حبان ح ۱۷۳۷، ترغیب ج ۱ ح ۲۳۷، مشکوۃ ح ۵۷۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۹ (۵) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۴۹ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۸۰ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۴۲، ہدایہ ج ۱ ص ۴۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۵۲، کبیری ص ۲۲۸ (۸) مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۷، طبرانی، معجم کبیر (۹) روزنامہ نوائے وقت اور جنگ بتاریخ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۵ء۔

یوں آخر جون میں زیادہ سے زیادہ وقتِ عصر ہوتا ہے جو کم ہوتا ہوتا دسمبر میں کم از کم رہ جاتا ہے اور یہاں سے پھر بڑھنے لگتا ہے۔ ایک تجزیہ کے مطابق نمازِ عصر کا کم از کم وقت دسمبر میں ایک گھنٹہ 36 منٹ اور زیادہ سے زیادہ جون میں 2 گھنٹہ 9 منٹ ہوتا ہے (۱)۔

نمازِ عصر تاخیر سے پڑھنا افضل ہے (۲)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ عصر کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں'' (۳)۔ اور (حدیث) ''ہم پیارے آقا کریم ﷺ کے پاس مدینہ پاک آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز عصر میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ سورج سفید اور صاف ہوجاتا یعنی زرد ہونے سے پہلے'' (۴)۔ ایسے ہی (حدیث) سیّدنا سوار بن شبیب تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عصر کو اتنا مؤخر کر کے پڑھتے تھے کہ میں خیال کرتا کہ شاید سورج زرد ہوگیا ہے'' (۵)۔ اور (حدیث) ''نماز عصر سورج میں زردی آنے سے قبل اُس وقت ادا کرو جب کہ سورج سفید ہو'' (۶)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز عصر تاخیر سے ادا فرماتے تھے'' (۷)۔ تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ نماز عصر میں اتنی تاخیر کرنا کہ سُرخی چھاجائے یعنی سورج زرد ہوجائے مکروہ ہے (۸)۔ کیونکہ (حدیث) ''نمازِ عصر کا (کامل) وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہوجائے'' (۹)۔

ایک سادہ سے طریقہ سے نمازِ عصر کا وقت جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ (حدیث) ''عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ (اصل کے علاوہ) دوگنا ہوجائے'' (۱۰) نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ دومثل ہوگیا'' (۱۱)۔ اسلئے (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں اس وقت نماز عصر پڑھائی جبکہ ہر شئے کا سایہ اس کی دومثل ہوگیا تھا'' (۱۲)۔ پس عصر کا وقت سایہ دومثل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اسی پر سب کا اتفاق ہے (۱۳)۔ یہ احادیث نماز عصر کے افضل تعینِ وقت کیلئے امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک دلیل ہیں (۱۴)۔ لگے ہاتھوں یہ بات بھی

(۱) بہار شریعت، عطائے حبیب (۲) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص۸۰ (۳) عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۹۸۹، دارقطنی ج۱ ص۲۴۵، بیہقی ج۱ ص۴۴۳، حاشیہ جوہرالنقی ج۱ ص۴۴۱، طبرانی (۴) عن علی بن شیبان رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱، ابن ماجہ ص۴۸، عینی ج۲ ص۵۴۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۴ (۵) ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۲۷ (۶) قال سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وسیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح۷ (۷) طبرانی معجم کبیر (۸) ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، مدارج النبوت (۹) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص۴۴، مسلم ج۱ ح۱۲۸۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۳ (۱۰) قال سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح۹، ابن ابی شیبہ (۱۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد ج۱ ح۳۹۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۳ (۱۲) عن جابر رضی اللہ عنہ مصنف ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۴ (۱۳) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۳ (۱۴) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۴۔

نوٹ فرمالیں کہ (حدیث) ''جو عصر کے بعد سوتا ہے اُس کی عقل جاتی رہتی ہے'' (۱)۔

وقتِ نمازِ مغرب:

(القرآن) ''وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ ، اور رات کی گھڑیوں میں بھی اُس کی تسبیح کرو اور دن کے دونوں کناروں پر (فجر، مغرب)'' (۲)۔

نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے غروبِ شفق تک ہے۔ (۳)۔ کہ (حدیث) ''مغرب کا اوّل وقت غروبِ آفتاب ہے اور اس کا آخری وقت غروبِ شفق ہے'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''نمازِ مغرب کا وقت شفق غائب ہونے تک رہتا ہے'' (۵)۔ پاکستان کے موسم کے مطابق نمازِ مغرب کا وقت کم از کم ایک گھنٹہ 20 منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ 38 منٹ رہتا ہے اور ہر روز کے فجر اور مغرب کے دونوں اوقات تقریباً برابر ہوتے ہیں (۶)۔

نمازِ مغرب اوّل وقت میں پڑھنا افضل، مستحب اور مستحسن ہے، تاخیر کرنا مکروہ ہے (۷) کہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''مغرب کے پڑھنے میں جلدی کرو، ستاروں کے نکلنے سے پہلے (پڑھو)'' (۸)۔ اور (حدیث) ''میری اُمت فطرت پر رہے گی جب تک کہ وہ مغرب کی نماز ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے پڑھتی رہے گی'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''میری اُمت فطرت پر یا بھلائی پر رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز میں تاخیر نہیں کرے گی'' (۱۰)۔ اور پھر (حدیث) ''ہم آقا کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھتے پھر نماز پڑھ کر ہم سے کوئی واپس ہوتا تو تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا'' (۱۱) ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نمازِ مغرب اتنی جلدی ادا فرمایا کرتے تھے کہ نماز ادا کرنے کے بعد بھی اتنی روشنی ہوتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دُور تک تیر گرنے کی جگہ تک دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیا

---

(۱) قال سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، نزھۃ المجالس ج ۱ (۲) سورۃ طٰہٰ، ۱۳۰ (۳) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۳، ہدایہ ج ۱ ص ۵۰، ۵۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۵۳، ۵۵، کبیری ص ۲۲۹، تمہید ج ۸ ص ۹۲، عالمگیری ج ۱ ص ۸۰ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۴۲، مسند احمد ج ۱ ح ۹۶۲، ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۳، ولفظہ لہٗ ابن ماجہ ح ۱۰۷ (۵) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۲۸۵، احمد ج ۱ ح ۹۶۱، بلوغ المرام ح ۱۶۴، ص ۸۰ (۶) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۳، فتاوٰی ضویہ، جاء الحق (۷) درمختار، عالمگیری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۴ (۸) عن ابوایوب رضی اللہ عنہ، بخاری، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۰۷، دارمی، معجم کبیر، دارقطنی، زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۷۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۳ (۹) عن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ح ۴۱۸، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۰۹، ابن ماجہ ح ۳۴۷، حاکم ح ۶۸۵، ۶۸۶، بیہقی ح ۱۹۴۸، دارمی ح ۱۲۴۲، ابن عساکر، ابن خزیمہ ح ۳۴۰، معجم اوسط ح ۱۷۷۰، مشکوٰۃ ح ۵۶۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۴، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۶۴ (۱۰) ابوداؤد ج ۱ ح ۴۱۷، احمد ج ۱ ح ۱۰۱۱، مشکوٰۃ ص ۶۱ (۱۱) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۲۹، مسلم ج ۱ ح ۱۳۴۰، ابن ماجہ ح ۳۱۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۱۵، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۰۴، بلوغ المرام ح ۱۶۹ ص ۸۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۲۔

کرتے تھے (۱)۔ اور حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "سورج غروب ہوجانے کے بعد مغرب کے جلدی پڑھنے پر اجماع ہے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازِ مغرب میں تاخیر کو مکروہ قرار دیتے تھے" (۲) نیز "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی بات پر ایسا اجماع نہ ہوا جیسا فجر میں روشنی اور مغرب میں جلدی پر ہوا" (۳) اسی اجماع پر امام طحاوی علیہ الرحمۃ بھی متفق ہیں تاہم تاخیر سے پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے افضلیت نہیں رہتی (۴)

وقتِ نمازِ عشاء:

(القرآن) "وَمِنۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ، اور عشاء کی نماز کے بعد" (۵)۔

(القرآن) "وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ، اور کچھ رات کے وقت میں اُسے سجدہ کرو" (۶)۔

نماز عشاء کا وقت غروبِ شفق سے ایک تہائی رات تک مستحب ہے، اور نصف شب تک بغیر کراہت کے مباح ہے، اور اسکے بعد طلوع فجر تک کراہت کے ساتھ نماز ادا ہوگی کیونکہ یہ باعثِ تقلیل جماعت ہے (۷)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نمازِ عشاء تاخیر سے پڑھو کیونکہ تمہیں اس نماز کی وجہ سے پچھلی تمام اُمتوں پر فضیلت دی گئی اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی" (۸) اور پھر (حدیث) "میں (راوی) نماز عشاء کا وقت خوب جانتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز تیسری رات کے چاند ڈوب جانے پر پڑھا کرتے تھے" (۹)۔ اور (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء میں تاخیر کرنا پسند فرماتے تھے" (۱۰)۔ نیز (حدیث) "سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو نصف شب تک تاخیر کر کے پڑھا" (۱۱)۔ اور پھر (حدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر میں اپنی اُمت پر مشقت نہ جانتا تو اُنہیں حکم دیتا کہ عشاء میں تہائی رات یا نصف رات تک تاخیر کریں" (۱۲) (گویا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو ایسا کر سکتے تھے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع اختیارات کی دلیل ملتی ہے)۔ لہٰذا آدھی رات تک تاخیر کرنا مباح بلکہ پسندیدہ ہے۔ اس کے بعد مکروہ ہے تاہم نماز ہوجاتی ہے۔ اور کراہت کے ساتھ نماز عشاء کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے (۱۳)۔

(۱) نسائی ح ۵۱۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۲ (۲) نیل الاوطار ج ۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۳ (۳) مسند امام اعظم، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۴ (۴) شرح مسند امام اعظم، شرح معانی الآثار (۵) سورۃ النور، ۵۸ (۶) سورۃ الدھر، ۲۶ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۸۱، قدوری، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، جوہرہ نیرہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۹ (۸) ابوداؤد ج ۱ ح ۴۲۰ (۹) عن نُعمان بن بَشیر رضی اللہ عنہ ابوداؤد، نسائی ح ۵۲۶، دارمی، مشکوٰۃ ح ۵۶۴، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۶۵ (۱۰) عن ابوبرزہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۳۴، مسلم ج ۱، نسائی ح ۵۳۰، ابن ماجہ ح ۴۷، بلوغ المرام ح ۱۶۶، ص ۸۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۸ (۱۱) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۵۴۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۸ (۱۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا مسلم ج ۱ ح ۱۳۴۴، نسائی ح ۵۳۶، ترمذی ج ۱ ح ۱۲۱، ۱۵۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۱۹، ۴۲۱، احمد ج ۱ ح ۱۰۲۰، ابن ماجہ ح ۳۶۷، مشکوٰۃ ص ۶۱ ح ۵۶۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۸، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۶۵ (۱۳) فتاویٰ فیض رسول، درمختار۔

یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نماز عشاء پڑھنے سے پہلے (جب عشاء کا وقت شروع ہو جائے تو اُس کے بعد) سو جانے اور نماز کے بعد (فضول) باتوں میں مصروف ہو جانے کو پسند نہیں فرماتے تھے'' (۱)۔ اس بارے (حدیث) ''جو عشاء کی نماز سے پہلے سو جائے اُسے نیند نصیب نہ ہو'' (۲)۔ اور حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عشاء سے قبل سو جانے والے کو بُرا بھلا کہتے'' (۳)۔ کیونکہ نماز عشاء قضاء ہونے کا خوف ہوتا ہے (۴)۔ اور نماز پڑھے بغیر سو رہنا رزق میں تنگی کا باعث بنتا ہے (۵)۔ نیز نمازِ عشاء کے بعد دنیاوی باتیں کرنا اور قصے کہانیاں سننا سنانا مکروہ ہے کہ (حدیث) حضرت امام سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء کی نماز کے بعد فضول باتیں کرنا مکروہ ہے'' (۶)۔ البتہ تلاوت قرآن پاک، ذکر و فکر، نیکی کے کام، دینی کتب کا مطالعہ اور مہمانوں اور بیوی سے باتیں کرنے میں حرج نہیں (۷)۔

مکروہ اوقات نمازِ فرض:

عین طلوعِ آفتاب، استواء اور عین غروب کے وقت کوئی نماز فرض، نفل، قضاء، جنازہ اور سجدہ تلاوت ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے (۸)۔ یعنی حرام ہے کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے دو اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا، فجر کی نماز کے بعد جب تک کہ سورج نکل نہ آئے اور عصر کی نماز کے بعد جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے'' (۹)۔ اور (حدیث) ''کوئی تم میں سے نماز پڑھنے کا قصد نہ کرے سورج کے طلوع اور غروب کے وقت'' (۱۰)۔ نیز (حدیث) ''جب نصف النہار کا وقت ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج زائل ہو جائے'' (۱۱)۔ لہذا (حدیث) ''قَالَ ثَلَاثَةُ اَوْقَاتٍ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُصَلِّيَ وَاَنْ نَقْبُرَ فِيْهَا مَوْتَانَا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ زَوَالِهَا حَتّٰى تَزُوْلَ وَحِيْنَ تَضَيَّفَ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ، تین اوقات میں ہمیں آقا کریم ﷺ نے نماز پڑھنے سے اور میّت کو دفن کرنے (نماز جنازہ) سے منع فرمایا [۱] جس وقت

(۱) عن ابوبرزہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۳۸، مسلم ج ۱ ح ۱۳۶۲، ترمذی ج ۱ ح ۱۵۸، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۲۲، ابن ماجہ ح ۷۴۷، احمد ج ۱ ح ۱۰۱۷، دارمی ح ۱۴۶۵، ابن خزیمہ ح ۳۴۶، مشکوٰۃ، بلوغ المرام ح ۱۶۶، ص ۸۰ (۲) قال سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۷ (۳) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۸ (۴) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۷۵ (۵) فتاوٰی فیض رسول (۶) مؤطا امام مالک ح ۲۶۲ (۷) درمختار، شامی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۵۷ (۸) ہدایہ ج ۱ ص ۵۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۵۶، کبیری ص ۲۳۶، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۸۱، ۱۹۴، بحر الرائق (۹) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۵۸، ابن ماجہ ح ۱۳۰۱، مؤطا امام مالک ح ۵۱۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۳ (۱۰) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۵۱۳ (۱۱) بیہقی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۴۔

آفتاب طلوع ہو رہا ہو جب تک کہ بلند نہ ہو جائے [۲] سورج ڈھلنے کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے [۳] غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے" (۱)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میت کو دفن کرنے سے مراد نماز جنازہ پڑھنا ہے" (۲)۔ نیز (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر روز زوال سے پہلے جبکہ آفتاب آسمان کے بیچ میں ہوتا ہے دوزخ جھونکی جاتی ہے لہٰذا اس وقت نماز مت پڑھو" (۳)۔ اور (حدیث) "جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ سورج مکمل نہ بلند ہو اور جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تب تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ سورج بالکل ڈوب نہ جائے اور نہ سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نماز پڑھو اس واسطے کہ سورج شیطان کے دونوں سینگھوں کے درمیان نکلتا ہے" (۴)۔ نیز (حدیث) "نماز فجر پڑھ پھر کوئی نماز نہ پڑھ جب تک کہ آفتاب نہ نکلے یہاں تک کہ بلند ہو جائے اسلئے کہ تحقیق سورج شیطان کے دونوں سینگھوں کے درمیان سے نکلتا ہے اس وقت اس کو کفّار سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھ اسلئے کہ وہ فرشتوں کی حاضری گواہی کا وقت ہے یہاں تک کہ سایہ نیزہ بھر چڑھ جائے پھر کوئی نماز نہ پڑھ اسلئے کہ تحقیق اُس وقت دوزخ بھڑکائی جاتی ہے، پس نماز پڑھ جس وقت سایہ پھرے اسلئے کہ وہ فرشتوں کی حاضری، گواہی کا وقت ہے یہاں تک کہ تُو نمازِ عصر پڑھے پھر نماز نہ پڑھ یہاں تک کہ سورج غروب ہو، تحقیق سورج غروب ہوتا ہے شیطان کے دونوں سینگھوں کے درمیان اور اس وقت اُس کی طرف کفّار سجدہ کرتے ہیں" (۵)۔ مزید وضاحت کیلئے یہ فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں کہ (حدیث) "سورج شیطان کے سینگھ کیساتھ طلوع کرتا ہے جب بلند ہو جاتا ہے تو وہ جدا ہو جاتا ہے، پھر جب سورج سَر کی سیدھ پر آتا ہے تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے، پھر جب سورج غروب ہونا چاہتا ہے تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے جب ڈوب جاتا ہے تو جدا ہو جاتا ہے، پس ان تین اوقات میں نماز نہ پڑھو" (۶)۔ اسی طرح (حدیث) "آفتاب طلوع ہونے اور غروب

(۱) عن عُقبہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱، مسلم ج۱ ح۱۸۲۶، ترمذی ج۱ ح۱۰۱۸، نسائی ح۵۵۷، ابن ماجہ ح۱۵۸۰، احمد ج۱ ح۱۰۵۱، دارمی ح۱۴۶۸، معجم کبیر ح۹۷۷، ہدایہ ج۱ ص ۶۸، بلوغ المرام ح۱۷۶ ص۸۲، فتاوٰی نوریہ، مشکوٰۃ ح۹۷۳، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۴۷ (۲) ترمذی ص ۱۶۷ (۳) ابوداؤد، احیاء العلوم (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۵۰۴، مسلم ج۱ ح۱۸۲۲، نسائی ح۵۶۶، مشکوٰۃ ح۹۷۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۶۲، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۴۶، بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ح۵۱۱ (۵) عن عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۸۲۷، نسائی ح۵۶۸، ابوداؤد ج۱ ح۱۲۶۳، احمد ج۱ ح۱۰۴۸، مشکوٰۃ ص۹۴ ح۹۷۵، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۴۸، ولفظہ لہٗ ابن ماجہ ح۱۳۰۴ (۶) عن عبداللہ صُنابحی رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱، بخاری، مسند امام احمد ج۱ ح۱۰۵۰، ابن ماجہ ح۱۳۰۶، مؤطا امام مالک ح۵۱۰، نسائی ح۵۵۶، مشکوٰۃ ح۹۸۱، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۵۳۔

ہونے پر نماز نہ پڑھو سورج کے ساتھ شیطان کے دو سینگھ نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ڈوبتے ہیں" اسی لئے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو مارتے تھے جو ان اوقات میں نماز پڑھتے تھے" (۱)۔

چنانچہ ان ارشادات کی روشنی میں تین اوقات ایسے ہیں کہ جس دوران نماز پڑھنا حرام ہے علماء وفقہاء کرام کے نزدیک وہ حرام اوقات یہ ہیں:۔ 1- سورج نکلنے سے لے کر کم وبیش 20 منٹ بعد یعنی نماز اشراق کے وقت تک۔ 2- سورج ڈوبنے سے کم وبیش 20 منٹ پہلے تک۔ 3- عین بوقتِ دوپہر کم وبیش 40 منٹ جب سورج عین سیدھا آ جائے۔ (۲)۔ اس طرح ان تینوں اوقات میں کوئی بھی نماز وقتی، نمازِ قضاء، نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر، نمازِ سنّت یا نفل پڑھنا ناجائز اور منع ہے اور اگر پڑھ لی تو نماز فاسد ہوگی (۳) اور "جو کچھ ان اوقات میں واجب ہوا کراہت کے ساتھ اس کا ادا کرنا جائز ہے جیسے نماز جنازہ جو ان اوقات میں حاضر ہوا اور اُس آیت کا سجدۂ تلاوت جو ان اوقات میں تلاوت کی گئی" (۴) البتہ بہتر ہے کہ وقت گزار کر ادا کریں تا کہ کراہت سے بھی بچ جائیں

مکروہ اوقات نماز نفل:

نمازِ عصر فرض کے بعد سے غروب آفتاب تک اور نمازِ فجر فرض کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے (۵)۔ جیسا کہ (حدیث) "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا صَلٰوةَ بَعْدَا لصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نمازِ فجر (2 رکعت نماز فرض) کے بعد کوئی نماز (نفل) نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور نمازِ عصر (4 رکعت فرض) کے بعد کوئی نماز (نفل) نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے" (۶)۔ اور (حدیث) "مجھے (راوی) کئی معتبر افراد نے بتایا جن میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ معتبر ہیں کہ "اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْس وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْس، پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (نفل) پڑھنے سے منع فرمایا ہے صبح کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک اور نماز عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک" (۷)

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۵۱۵ (۲) عالمگیری، درمختار، رضویہ (۳) فتاویٰ نوریہ (۴) نور الایضاح ص ۹۳، عالمگیری ج ۱ ص ۸۱ (۵) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۶۳ (۶) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۵۶، مسلم ج ۱ ح ۱۸۲۰، ترمذی ص ۵۳، نسائی ح ۵۱۵، ۵۶۳، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۱، ابن ماجہ ح ۱۳۰۲، احمد ج ۱ ح ۱۰۵۳، مسند امام اعظم ح ۸۹، مشکوٰۃ ح ۹۷۴، ۹۸۴، بلوغ المرام ص ۸۲ مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۴۷، ۱۵۴، رضویہ ص ۶۱۸، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۶۳ (۷) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۵۱، ۵۵۴، مسلم ج ۱ ح ۱۸۱۷ تا ۱۸۲۰، ترمذی ج ۱ ح ۱۷۴، ابن ماجہ ح ۱۳۰۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۶۴، احمد ج ۱ ح ۱۰۵۷، دارمی ح ۱۴۷۲، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۶۲، رضویہ ص ۶۱۸۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس پر سختی سے عمل کرتے اور کرواتے تھے اسی کی تصدیق ہے کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُس شخص کے ہاتھوں کو مارتے تھے جو نمازِ عصر کے بعد نماز (نفل) پڑھتا تھا'' (۱) بلکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اُن لوگوں کو دُرّے لگاتے جو فجر یا عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھتے''۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس فعل پر اعتراض نہ کیا۔ (۲)۔ بلکہ (حدیث) حضرت سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت منکدر رضی اللہ عنہ کو اس لئے مارا کہ انہوں نے عصر کے بعد نماز پڑھی تھی'' (۳)۔ اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کو بعد از عصر نفل پڑھنے کی وجہ سے دُرّے سے مارا'' (۴)۔ جس سے ثابت ہوا کہ اُن کے نزدیک ان نمازوں کے بعد نفل نماز جائز نہیں۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی کو بعد از عصر نفل پڑھتے دیکھا تو فرمایا (حدیث) ''تم لوگ ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہم نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا یعنی عصر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے سے'' (۵)۔ گویا حضرت بطال علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اس بارے احادیث متواتر ہیں'' (۶)۔

المختصر بعد از نمازِ فجر، بعد از نمازِ عصر، غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے، اقامت شروع ہونے پر، جمعۃ المبارک یا عیدین کا خطبہ شروع ہونے پر، عین دورانِ خطبۂ جمعہ و عیدین و حج و نکاح اور جب فرض کا وقت انتہائی تنگ ہو اور فرض کے قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں نمازِ سنّت اور نمازِ نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن نمازِ فرض، نمازِ قضاء، قضاء وتر، نماز جنازہ اور سنّتِ فجر اور سجدۂ تلاوت ادا کرنا جائز ہے (۷)۔ **نیز** (حدیث) ''طلوع فجر کے بعد سوائے دو رکعت (سنّت) کے اور کوئی نفل نماز نہیں'' (۸)۔ لہذا اس وقت میں سنّتِ فجر کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے (۹)۔ اور خود (حدیث) ''جان سے پیارے آقا کریم ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم طلوعِ فجر کے بعد دو رکعت (سنّت) کے علاوہ کوئی اور (نفلی) نماز ادا نہیں فرماتے تھے'' (۱۰)۔

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۸۳۵، مشکوٰۃ ح ۱۱۱۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۴ (۲) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۲ (۳) مؤطا امام مالک ص ۱۸۸ (۴) مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۶۱ (۵) بخاری ج ۱ ح ۵۵۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۳ (۶) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۲ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۸۲، منیۃ المصلی، درمختار، نور الایضاح، قوت القلوب، ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج ۱ ص ۸۲، انیس الواعظین، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۴ (۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۶۵ ابوداؤد، ترمذی ج ۱ ح ۴۰۲، ابن ماجہ، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۶۰، عبدالرزاق، بلوغ المرام ح ۱۸۶ اص ۸۴، دار قطنی (۹) ترمذی ج ۱ ح ۴۰۲، عالمگیری ج ۱ ص ۸۲ (۱۰) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۵۷۵۔

نماز فجر و عصر کی آخری لمحات میں ادائیگی:

بر وقت نماز پڑھنا مقبول و افضل ہے لیکن اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ نماز کا آخری وقت آ جائے تو بھی نہ پڑھنے سے پڑھ لینا اچھا ہے کیونکہ (حدیث) ''نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آ جائے'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''جس نے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت حاصل کر لی اس نے فجر پا لی وہ اپنی نماز پوری کر لے یعنی اُس کی نماز ہو جائے گی اور جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر پالی وہ اپنی نماز پوری کر لے'' (۲)۔ مگر اس کے مقابل ایک جگہ فرمان ہے کہ (حدیث) ''تین اوقات میں ہمیں آقا کریم ﷺ نے نماز پڑھنے سے اور میت کو دفن کرنے (نماز جنازہ) سے منع فرمایا [۱] جس وقت آفتاب طلوع ہو رہا ہو جب تک کہ بلند نہ ہو جائے [۲] سورج ڈھلنے کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے [۳] غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے'' (۳)۔

فقہ حنفی کا کمال: یہاں پر ہر دو احادیث میں بظاہر تعارض (ایک دوسری کا خلاف) ہو رہا ہے۔ اب قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایک ہی حیثیت کی احادیث میں کسی مسئلہ پر اس طرح تعارض پیدا ہو جائے تو اصولِ فقہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جب ہم فقہ کے اصول دیکھتے ہیں تو اس بارے امام اعظم تابعی رحمۃ اللہ علیہ اجتہاد ممتاز حیثیت رکھتا ہے جنہوں نے ہر دو احادیث پر عمل کی راہ نکالی ہے۔ اُنہوں نے ایسی صورت میں نمازِ عصر کے جواز کا فتوی دیا ہے جس کی علت یہ بیان فرمائی کہ چونکہ نماز عصر کی ابتداء ناقص یا مکروہ وقت میں ہوئی اور اس دوران سورج غروب ہو گیا تو یوں انتہاء بھی اسی طرح ہی ناقص یا مکروہ وقت میں ہوئی لہٰذا یہاں پر جواز کی حدیث پاک کو ترجیح دی جائے گی کہ (حدیث) ''جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی............الآخر'' (۴)۔ ''اسلئے نمازِ عصر ادا ہو جائے گی'' (۵)۔ جبکہ اس صورت میں امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے نماز فجر کے بارے جائز نہ ہونے کا فتوی دیا کیونکہ نماز فجر کا تمام وقت کامل ہے لہٰذا جب اُس کی ایک رکعت کامل وقت

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، طحاوی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۲۴ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۵۴۹، مسلم ج ۱ ح ۱۲۷۵، ترمذی ج ۱ ح ۱۷۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۱۱، نسائی ح ۵۱۳، ۵۱۴، ابن ماجہ ح ۶۴۴، ۷۴۵، دارمی ح ۱۲۵۴، مسند احمد ج ۱ ح ۱۰۴۵ تا ۱۰۴۷، مؤطا امام مالک ح ۵، مشکوۃ ح ۵۵۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۶۱، بلوغ المرام ح ۱۷۴ ص ۸۱، مؤطا امام محمد ح ۱۸۵، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۴۸ (۳) عن عقبہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱، مسلم ج ۱ ح ۱۸۲۶، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۱۸، نسائی ح ۵۵۷، ابن ماجہ ح ۱۵۸۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۰۵۱، دارمی ح ۱۴۶۸، معجم کبیر ح ۹۷۷، بلوغ المرام ح ۱۷۶ ص ۸۲، مشکوۃ ح ۹۷۳ (۴) حوالہ جات سابقہ مذکورہ (۵) مسند امام زید ح ۷۳۔

میں پڑھی گئی اور اُس دوران سورج طلوع ہوگیا تو دوسری رکعت ناقص وقت میں ادا ہوئی یوں ابتداء اور انتہاء ایک جیسی نہ رہی لہٰذا یہاں پر فسادِ نماز کیلئے اس حدیث کو راجح مانا جائے گا کہ (حدیث) ''تین اوقات میں ہمیں آپ ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا.................. الآخر'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''جس نے فجر کی ایک رکعت پڑھی پھر سورج طلوع ہوگیا تو فجر کی نماز (دوبارہ) پڑھے'' (۲)۔ ''اسلئے نماز فجر نہیں ہوگی (۳)۔ ماشاء اللہ یہ ہے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فکر و تدبر کہ جنہوں نے اس مسئلہ کا ایسا حل پیش فرمایا کہ جس پر عمل کرنے سے کسی حدیث مبارکہ کی بھی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ۔ اس لحاظ سے یہ مسئلہ فقہ حنفی کے عظیم کمالات میں شمار ہوتا ہے غیر مقلدین اور مخالفین فقہ حنفی کے پاس ان احادیث پر عمل کا کوئی حل نہیں ہے یہ اعزاز صرف فقہ حنفی کو حاصل ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ نماز شروع کی اور وقت نماز ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو اب ثناء، تعوذ اور تسمیہ نہ پڑھیں تشہد میں درود پاک بھی اختصار سے صرف اتنا پڑھ لیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَسَلِّمْ، اور کوئی مختصر دعا پڑھ لیں یا بیشک رہنے دیں یا صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں نماز ہوجائے گی (۴)۔ مگر یہ رعایتیں تب ہیں جب کسی مجبوری سے نماز میں تاخیر ہوجائے۔ قصداً تاخیر کرنے والے کے بارے تو (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' یہ تو منافق کی سی نماز ہے کہ بے پرواہی سے بیٹھا رہا، سورج کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ زرد ہوگیا اور شیطان کے دونوں سینگھوں کے درمیان ہوگیا تو نماز کیلئے کھڑا ہوگیا چار چونچیں مار کر'' یا فرمایا ''ٹھونگیں مار کر نماز ختم کر دی اور اللہ کریم ﷻ کا ذکر بھی اس میں بہت کم کیا'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نمازیں پڑھیں یعنی فجر اور عصر کی نمازیں'' (۶)۔ لہٰذا چاہیے کہ نماز کو اس کے وقت پر ہی ادا کریں کیونکہ (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وقت کے اندر نماز ادا کرنا ہے'' (۷)۔

(۱) عن سیدنا عُقبہ رضی اللہ عنہ حوالہ جات مذکور بالا (۲) مستدرک حاکم ج۱ ح۱۰۱۳، سنن دارقطنی ح۵ (۳) عینی ج۲ طحاوی، نیل الاوطار ج۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۵۰، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۶۲ (۴) شامی، شرح وقایہ، اشباہ والنظائر (۵) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، مسلم، ترمذی ج۱ ح۱۵۲، نسائی ح۵۰۷، ابوداؤد ج۱ ح۴۱۳، مسند امام احمد ج۱ ح۱۰۰۲، ابن حبان ح۲۵۹، بیہقی ۱۹۲۸، ابن خزیمہ ح۳۳۳، مؤطا امام مالک ح۵۱۲، مشکوٰۃ ح۵۴۵، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۵۸، فیوض الباری ج۱ ص۲۲۸ (۶) عن عُمارہ بن رُوَیبہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۳۳۶، نسائی ح۴۸۳، مشکوٰۃ ح۵۷۵، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۷۰ (۷) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۴۹۹، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح۶۰۷، مسند امام احمد، ابن حبان ح۱۴۷۵، ابن خزیمہ ح۳۲۷، بیہقی ح۱۰۳۵، معجم کبیر ح۹۸۰۴، ادب المفرد ح۱، دارمی ح۱۲۵۷۔

غلط وقت میں نماز پڑھانا:

(حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''عنقریب ایسے امراء ہوں گے جو نماز میں تاخیر کریں گے تو تم کو نماز کا ثواب مِل جائے گا اور تاخیر کا وبال اُن پر ہوگا'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''تم ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو نماز فوت کر کے غلط وقت میں ادا کریں گے جیسے مردہ جسم، اگر تم اُن کا زمانہ پاؤ تو اپنی نماز وقت پر گھر میں پڑھ لینا اور اُن کے ساتھ تمہاری نماز نفل ہوگی'' (۲)۔ تاکہ شر نہ پھیلے کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''ہر نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھ لو'' (۳)۔ یا پھر علماء کرام نے لکھا ہے کہ ''تم وقت پر اپنی نماز الگ پڑھ لو'' (۴)۔ اور یہ تب ہے جب امام سمجھانے کے باوجود بروقت نماز نہیں پڑھاتا اور آپ کا اس پر زیادہ زور نہیں چلتا۔ چنانچہ سلف صالحین کی ایک جماعت کا اس پر عمل رہا۔ ظالم حکمرانوں کے زمانہ میں اُن کے ظلم سے بچنے کیلئے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ حجاج بن یوسف ثقفی میں، حضرت سیدنا مسروق تابعی علیہ الرحمۃ نے زمانہ زیاد میں حضرت سیدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیدنا سعید بن جُبیر تابعی علیہ الرحمۃ نے زمانہ ولید میں ایسا کیا (۵)۔

بارگاہ ربّ کریم سبحانہ وتعالیٰ میں حاضریٔ نماز کے آداب:

دنیا میں ہر بڑے افسر و بادشاہ کی خدمت میں حاضری کے کچھ آداب و قیود ہوتے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ نماز کُل عالم کے شہنشاہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوتی ہے پھر اتنی بڑی بارگاہ میں حاضری کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھنا بھلا کتنی بڑی توہین، بے ادبی اور اُس کیلئے ناراضگی کا باعث بن سکتا ہے:۔

پاکیزہ خیالات : بارگاہ ربِ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب میں شامل ہے کہ دنیاداری کے تمام معاملات کو ذہن سے نکال کر صرف اُس کی حاضری کا ارادہ کر کے نماز کیلئے کھڑے ہوں کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔ لہٰذا اگر آپ نماز میں کھڑے اپنی دکان کے تمام حساب کتاب کر رہے ہوں گے اور اپنی دنیاوی گتھیاں سلجھا رہے ہوں گے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو آپ کی ایسی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔

(۱) ابوداؤد ص ۶۲، مسند امام احمد ج ۱ ح ۹۴۲، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۴۵ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۷۰، مسلم ج ۱ ح ۱۰۹۳، ترمذی ج ۱ ح ۱۶۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۴۲۸، ۴۳۰، نسائی ح ۷۷۱، ابن ماجہ ح ۱۳۰۸، مسند امام احمد ج ۱ ح ۹۴۱، خصائص کبرٰی ج ۲ ص ۱۴۱، ابن حبان ح ۱۴۸۲، ابن خزیمہ ح ۱۶۳۹، بیہقی ح ۵۰۹۸، معجم اوسط ح ۱۳۶۵، معجم کبیر ح ۹۴۹۵، ادب المفرد ح ۹۵۴، سنن دارمی ح ۱۲۵۹، ۱۲۶۰ (۳) سنن دارقطنی، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۶۷، نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۷ (۴) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۴۵ (۵) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۴۵۔

بقائمی ہوش وحواس: نماز پڑھنے سے پہلے ہوش وحواس اپنے کنٹرول میں ہونے چاہئیں کیونکہ (القرآن) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اُسے سمجھو" (۱)۔ اور پھر (حدیث) "جو نشہ کی وجہ سے صرف ایک نماز چھوڑ دے اسکی مثال ایسی ہے کہ گویا پوری دنیا اسکی تھی اور اب اس سے چھین لی گئی" (۲)۔ اسکے علاوہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "غصہ کی حالت میں تم میں سے کوئی نماز شروع نہ کرے" (۳)۔ نیز (حدیث) حضرت سیدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ سزا کی طرف زیادہ تیزی سے لے جانے کا باعث ہوتی ہے" (۴)۔ اور پھر وہ نماز ہی کیا جس میں صرف جسم ہی حاضر ہو۔ خدا کرے اگر ایسی نماز پڑھنی نصیب ہو جائے جس میں دل بھی حاضر ہو تو ایسی تو 2 رکعتیں ہی کافی ہیں کہ (حدیث) "جو 2 رکعت پڑھے اور اُن دونوں میں دنیا کی کسی چیز کا اپنے دل میں خیال نہ لائے تو اُس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے" (۵)۔

ظاھری زینت: چونکہ (حدیث) اَللّٰهُ جَمِيْلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالُ ، اللہ ﷻ حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے" (۶)۔ اس لئے وہ حکم دیتا ہے کہ (القرآن) "يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ، اے اولادِ آدم ہر نماز (کی حاضری) کے وقت اپنی زینت بناؤ" (۷)۔ ایسا کیوں نہ ہو وہی تو اصل اور حقیقی مالکِ کل ہے اُسی کی ہی تو زینت و آرائش بنائی ہوئی ہے اسلئے نماز کیلئے مسنون زینت اختیار کریں کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اُس کی بارگاہ میں اچھی طرح سنور کر جایا جائے" (۸)۔ لہٰذا باطنی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ربّ کریم ﷻ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے ظاہری پاکیزگی کے ساتھ کھڑے ہوں۔

پاکیزہ بدن: طہارت کے بغیر کوئی اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں نماز کیلئے حاضر نہیں ہو سکتا۔ اُس کریم ﷻ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے پاک جگہ اور پاک بدن ہونا ضروری ہے کہ (القرآن) "اے ایمان والو! نماز کے پاس نہ جاؤ........ جب ناپاک ہو غسل کے بغیر" (۹)۔ لہٰذا نماز پڑھنے سے پہلے (القرآن) "اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو" (۱۰)۔ اسلئے اگر غسل واجب ہو تو غسل ہی کریں ورنہ مسواک کے ساتھ عمدہ وضوء کریں۔

(۱) سورۃ النساء،۴۳ (۲) شعب الایمان ج۵ ح۵۵۸۲ (۳) قوت القلوب ج۲ص۲۳۴ (۴) قوت القلوب ج۲ ص۲۳۴، احیاء العلوم (۵) قوت القلوب ج۲ص۲۳۵ (۶) مسلم، القرطبی، کشف الغمہ ج۱ص۳۵۰، ضیاء القرآن، مکتوباتِ امام ربانی ج۲ص۹۰ (۷) سورۃ الاعراف،۳۱ (۸) بیہقی ج۲ص۲۳۶ (۹) سورۃ النساء،۴۳ (۱۰) سورۃ المائدہ،۶۔

پاکیزہ لباس: میلا کچیلا فرسودہ لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۱)۔ کیونکہ (القرآن) حکم ربی ہے "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، اور اپنا لباس پاک رکھو" (۲)۔ ایک دن پیارے آقا کریم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ (حدیث) آپ ﷺ نے ایک شخص (دیہاتی بدوی) کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ شخص اُس چیز (صابن) کو نہیں پاتا کہ جس سے اپنے کپڑے دھولے؟" (۳)۔ پس حتی الامکان نماز اچھے اور صاف کپڑوں میں پڑھنی چاہئے۔ ایسے ہی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پھٹے پرانے کپڑوں میں نماز پڑھتے دیکھا تو نماز کے بعد آپ نے اُس سے فرمایا (حدیث) "اگر تمہیں کسی بڑے آدمی سے ملنے کیلئے بھیجا جاتا تو کیا تم یہی پہن کر جاتے؟" اُس نے کہا "نہیں" فرمایا "پھر تم نے ان کپڑوں سے نماز پڑھنا کیسے گوارا کرلیا؟۔ اللہ کریم ﷻ کے دربار میں آراستہ ہو کر آنا چاہئیے" (۴)۔ نیز (حدیث) "جب اللہ کریم ﷻ تم کو وسعت دے تو اپنے اوپر بھی وسعت کرو، آدمی اپنے کپڑے بنالے تا کہ نماز پڑھے" (۵)۔ اور (حدیث) "میں محبوب رکھتا ہوں کہ قاری و عالم دین کو اچھے کپڑوں میں دیکھوں" (۶)۔ اور اگر بندے کے پاس سب کچھ ہو وہ پھر بھی اس کا استعمال نہ کرے تو یہ کفران نعمت ہے کہ (حدیث) "مَیں (راوی) معمولی کپڑوں سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تیرے پاس کوئی مال ہے؟" مَیں نے عرض کیا "جی ہاں یارسول اللہ ﷺ" آپ ﷺ نے فرمایا "کس قسم کا مال ہے؟" مَیں نے عرض کیا "اللہ کریم ﷻ نے ہر قسم کا مال مجھے عطاء کیا ہوا ہے، اُونٹ، گائیں، گھوڑے، بکریاں اور غلام" آپ ﷺ نے فرمایا "جب اللہ کریم ﷻ نے تجھ کو مال دے رکھا ہے تو اُسکی نعمت وعطاء کا اثر تم پر نظر آنا چاہیے" (۷)۔ نیز (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اُسکی نعمت کا اثر اُس کے بندے پر ظاہر ہو" (۸)۔ بفحوائے آیۃ کریمہ (القرآن) "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ، اور آپ کے رب کریم ﷻ نے جو نعمت آپ کو عطاء فرمائی اُس کا بیان کرتے رہیے (۹)۔ کپڑوں کو استری کرنا اور خوشبو لگانا بھی زینتِ لباس میں شامل ہے۔ مگر دوسرا پہلو بھی ذہن میں رہے کہ (حدیث) "جس نے شہرت کا لباس پہنا، قیامت کے دن اللہ ﷻ اس کو ذلت کا لباس پہنائے گا" (۱۰)۔

(۱) شرح نقایہ ج۱ص۹۵، کبیری ص۳۴۸، درمختار ج۱ص۹۱ (۲) سورۃ المدثر، ۴ (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۳ ح۶۶۲، احمد، نسائی، مشکوٰۃ ح۴۱۵۵، مرآۃ المناجیح ج۶ص۱۱۶ (۴) عبدالرزاق، نحوہٗ قال ابن عمر رضی اللہ عنہ بیہقی ج۲ ح۲۳۳۶ (۵) قال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۳۵۵، مؤطا امام مالک ح۱۶۹۰ (۶) قال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح۱۶۸۹ (۷) عن ابو اَحْوَص رحمۃ اللہ علیہ، ابیہ رضی اللہ عنہ احمد، نسائی، شرح السنۃ، مشکوٰۃ ح۴۱۵۶، مرآۃ ج۶ص۱۱۷ (۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی، بیہقی، بلوغ المرام ح۵۵۲ ص۱۲۶، مشکوٰۃ ح۴۱۵۴، مرآۃ ج۶ص۱۱۶ (۹) سورۃ الضحیٰ، ۱۱ (۱۰) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح۳۷۱۲

سَرڈھانپنا: نماز کیلئے سنورنے میں پاکیزہ ومسنون لباس کے ساتھ ساتھ سَرڈھانپنا بھی شامل ہے کیونکہ یہ پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ کی ایسی دائمی سنّت ہے کہ جس پر آپ ﷺ نے عمر بھر عمل فرمایا اور آپ ﷺ نے کبھی بھی ننگے سر نماز نہ ادا فرمائی بلکہ عام زندگی میں بھی آپ ﷺ کا ننگے سر رہنا کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہیں۔ لہذا آقا کریم ﷺ نے نہ صرف خود سَر ڈھانپ کر نماز ادا فرمائی بلکہ اس کی تاکید بھی فرمائی (حدیث) ''**وَكَانَ ﷺ يَأمُرُ بِسَتْرِ الرَّأسِ فِي الصَّلٰوةِ بِالعَمَامَةِ اَوِ القَلَنْسُوَةِ وَيَنْهٰى عَنْ كَشْفِ الرَّأسِ فِي الصَّلٰوةِ**، اور پیارے آقا کریم ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم ارشاد فرماتے تھے اور ننگے سَر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے'' (۱)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''یہودیوں کی طرح ننگے سَر نماز نہ پڑھو'' (۲)۔ لہذا بالخصوص عمامہ سے سَر ڈھانپ کر نماز پڑھنا سُنّت دائمہ ہے کیونکہ (حدیث) ''آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور (کبھی) ٹوپی بغیر عمامہ کے اور (کبھی) عمامہ بغیر ٹوپی کے بھی پہن لیا کرتے تھے'' (۳)۔ اس مقصد کیلئے (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کے پاس ایک سفید شامی ٹوپی تھی'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے'' (۵)۔ اسی طرح حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ (حدیث) ''جب بیت الخلاء سے نکلے تو سر پر ٹوپی تھی'' (۶)۔

مگر افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ ایک گروہ پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت وفرمان کی پرواہ کئے بغیر صرف اسلئے ننگے سَر نماز پڑھتے ہیں کہ ٹوپی رکھنے سے اُن کے بالوں کی کنگھی خراب ہوتی ہے اور فیشن میں حرج واقع ہوتا ہے، لہٰذا بلاعذر ننگے سَر نماز پڑھ کر آپ ﷺ کی سنّت وفرمان کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر کے اور اُسے غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور فیشن کو فرض واجب سمجھ کر اس کی پاسداری لازمی بجالاتے ہیں۔ حالانکہ ''سستی کی وجہ سے ننگے سَر نماز پڑھنا مکروہ ہے'' (۷)۔ دوسرے گروہ کے لوگ مارے باندھے کارروائی پوری کرنے کیلئے سَر تو ڈھانپتے ہیں مگر مسجد کے کسی

(۱) کشف الغمہ ج۱ص ۸۷، شرح مسلم (۲) کنز العمال ج۴، فیوض الباری حصہ۲ص ۸۷ (۳) جامع صغیر ص۴۴۰، کنز العمال ج۷ص ۱۲۱، تحفۃ الاحوذی ج۵ص ۳۹۳، فیض القدیر ج۵ص ۲۴۷، سیرۃ حلبیہ ج۶ص ۴۸۱، شرح سفر السعادت ص ۴۳۳۶ (۴) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، منہاج السوی ص ۸۳۷ بحوالہ جامع المسانید خوارزمی ج۱ص ۱۹۸، ولفظہ لہ عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، جامع صغیر ص۴۴۰، ابن عساکر ج۴ص ۱۹۳، کنز العمال ج۷ص ۱۲۱ (۵) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۵ح ۶۲۵۹، معجم اوسط ج۴ح ۶۱۸۳، جامع صغیر ص۴۴۰، کنز العمال ج۷ص ۱۲۱ (۶) مصنف عبدالرزاق ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج۵ص ۱۷۰ (۷) شرح نقایہ ج۱ص ۹۵، کبیری ص ۳۴۸، عالمگیری ج۱ص ۱۶۹۔

گوشے میں پڑی گرد آلود پھٹی پرانی کھجور (کھجی) کی ٹوپی سے ، وہ بھی اگر مولوی صاحب کی تاکید کرنے والی بات ذہن میں نہ ہو تو شاید یہ تکلیف بھی گوارا نہ کریں ۔ ایسے لوگوں کیلئے غربت کے باوجود 1,000 روپے کا سُوٹ لے کر پہننا کوئی مشکل نہیں کیونکہ دوستوں کے سامنے ناک نہیں رہتی مگر اُس شہنشاہوں کے شہنشاہ سبحانہ وتعالیٰ کے آداب و رضا اور حکم کی پرواہ کئے بغیر اُس کی حضوری میں پیش ہونے کیلئے ہمارے پاس پہننے کیلئے رہ جاتی ہے تو کھجّی کی ٹوٹی پھوٹی پرانی سی ٹوپی ، وہ بھی کارروائی پوری کرنے کیلئے ۔ لوگوں کے عقل پر بعض دفعہ تو ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ عین درمیان سے پھٹی کھجور کی ٹوپی سر پر سجا لینے کو بھی عار نہیں سمجھتے اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے پہلی صف میں جا کھڑے ہوتے ہیں اور پھر اس پر غضب یہ کہ بعض دفعہ تو تکبیرِ اقامت پڑھنے کی ہمّت بھی کر لیتے ہیں ۔ اس بارے درمختار ، شامی اور فتاوٰی دیو بند کا فتوٰی یاد رہے کہ ایسی '' پھٹی ٹوپی پہننا مکروہ ہے '' ۔ بلکہ اکثر علماء کرام تو کھجور کی ٹوپی پہننا ہی مکروہ فرماتے ہیں (۱) اور ایسی ٹوپیاں رکھنے والے کو پسندیدہ قرار نہیں دیتے ایسے لوگوں کو خود ہی اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہونا چاہیے ۔ ورنہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ بڑا بے نیاز ہے ۔ جن بالوں کی سجاوٹ کی وجہ سے سنّت ترک کرتے ہو اگر وہ بال ہی گرا دے اور گنجا کر دے تو اُس کیلئے مشکل نہیں

تیسرا گروہ اہلحدیث (وہابیوں) کا ہے جو جان بوجھ کر بلا عذر ننگے سَر نماز پڑھتے ہیں ۔ تو اُن کی خدمت میں اُنہیں کے علماء کے فتاوٰی زیرِ قلم ہیں :۔

۞ ۔ ایک مختصر '' مجلّہ اہلحدیث سوہدرہ گوجرانوالہ '' میں ج 15 شمارہ 22 میں مجلّہ کے مفتی نے فتوٰی دیا '' ننگے سَر نماز ہو جاتی ہے ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جواز ملتا ہے مگر بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بنا پر مستقلاً عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ عمل نہیں کیا '' ۔

درج ذیل 3 فتاوٰی رسالہ '' الاعتصام '' لاہور میں جلد 11 شمارہ 8 میں چھپے :۔

(1) سید محمد داؤد غزنوی صاحب (اہلحدیث) نے لکھا '' سَر اگرچہ اعضا ستر میں سے نہ سہی لیکن آدابِ نماز میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ بلا وجہ ننگے سَر نماز نہ پڑھی جائے '' مزید لکھا '' ننگے سَر نماز پڑھنے کی رسم جو چِپل رہی ہے اسے بند کرنا چاہیے ، اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی تو مکروہ ہوگی ، اگر عاجزی کے خیال سے پڑھی تو یہ نصارٰی (عیسائیوں) کے ساتھ مشابہت ہے خشوع کی علامت نہیں اور جو سستی سے ایسا کرے منافقین کی ایک خلقت کے مشابہہ ہوگا '' ۔

(۱) شرح احمد ج ۱ ص ۵۲۵ ۔

(2) شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب نے لکھا "ننگے سَر نماز درست ہے مگر اسے عادت نہیں بنالینا چاہیے۔امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی ایسا کرے تو حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی لیکن عقل مند ایسا نہیں کرے گا۔ ننگے سَر کی عادت بھی تقریباً اسی نوعیت کی ہے، جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل علم کا طریق وہی ہے جواب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے، کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے ننگے سَر نماز کی عات کا جواز ثابت ہو...... محض بے عملی یا بدعملی کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جاہل لوگ تو اسے سنّت سمجھنے لگے ہیں...... یہ فعل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے اور یہ نامناسب ہے"۔

(3)۔سیّد عبدالجبار غزنوی صاحب نے فتوٰی دیا "اگر تعبد اور خشوع وعاجزی کے خیال سے ننگے سَر نماز پڑھی جائے تو یہ عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوگی، اسلام میں ننگے سَر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا عاجزی کی علامت نہیں ہے"۔

۞۔اور پھر ان غیر مقلدین کو نماز پڑھانے والے امام اکثر ننگے سَر نماز نہیں پڑھاتے، تو یہ بات تعجب خیز ہے کہ امام کیلئے سَر ڈھکنا اور مقتدیوں کیلئے ننگے سَر رہنا سنّت ہو۔

۞۔ایک عظیم مصور عظمت شیخ نے دَورہ افغانستان کے بعد لکھا "ننگے سَر رہنا کمیونسٹوں کی نشانی اور شعار ہے" (۱)۔

عمامہ پہننا : (حدیث) "عمامہ مبارک پہننا جان سے پیارے کریم آقا ﷺ کی سنّت ہے"

(۲)۔"آپ ﷺ کے عمامہ مبارک کا نام "سحاب" تھا (۳)۔ ہمارے عمامہ پہننے سے پیارے آقا کریم ﷺ مدینہ پاک میں اپنی آرامگاہ میں خوش ہوتے ہیں۔عمامہ پہن کر عبادت کرنے سے اُس کی فضیلت بڑھ جاتی ہے کہ (حدیث) "عمامہ کے ساتھ دو رکعت بغیر عمامہ کے 70 سے افضل ہے"

(۴)۔اور ایک جگہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "عمامہ کے ساتھ نماز 10 ہزار نیکی کے برابر ہے"

(۵)۔نیز (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "میری اُمت ہمیشہ حق پر رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامہ باندھے گی" (۶)۔یعنی صرف ٹوپی پہننا یا صرف پگڑی پہننا سنّت دائمہ نہیں ہے بلکہ ٹوپی پر

(۱) ٹوپی یا پگڑی سے یا ننگے سَر نماز از علامہ غلام نصیر الدین نصیر ص ۱۹ تا ۲۴، نور الحبیب ج ۱۸ شمارہ ۱ جنوری ۲۰۰۶ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، عینی، شمائل ترمذی ص ۹۱ (۳) مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۵۶۹، سیرۃ حلبیہ ج ۶ ص ۱۴۸۱ (۴) جامع صغیر ص ۲۷۳، کنز العمال ج ۱۵ ص ۳۰۶، جمع الجوامع ح ۱۲۵۷۴ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، دیلمی، رضویہ ج ۳ ص ۷۸ (۶) عن رُکانہ رضی اللہ عنہ، دیلمی، رضویہ ج ۳ ص ۷۸

پگڑی پہننا ہی سنّت دائمہ ہے۔ نیز (حدیث) ''ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے'' (۱) پیارے بھائی اب آپ خود سوچ لیں کہ عمامہ نہ پہن کر آپ کس گروہ میں شمار ہو رہے ہیں

اس کے فضائل میں (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''عمامہ باندھا کرو کہ اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا'' (۳)۔ اور (حدیث) ''جو عمامہ باندھے اُسے ہر پیچ پر اور ٹوپی کے بدلے ایک نور مِلے گا'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں'' (۵)۔ اور (حدیث) ''عمامے عربوں کے تاج ہیں'' (۶)۔ اور پھر (حدیث) ''عمامے عربوں کے تاج ہیں جب وہ عمامے چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے'' (۷)۔ آج اہل عرب عمامہ کی بجائے رومال پہنتے ہیں بلکہ پہننا تو کجا رومال سَر پر رکھتے ہیں ایسا کرنا سنّت نہیں ہے نہ جانے وہ کس کے طریق پر عمل کرتے ہیں بلکہ دیکھا دیکھی کچھ پاکستانی بھی اسی طرح کرنے لگے ہیں یہ سعودیوں کا طریق تو ہے مگر ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ خدا کرے اس گمراہی کی جگہ حقیقت سے آشنائی نصیب ہو اور اہلِ عرب اپنی شناخت اور عزت کو تار تار نہ کریں اور رومال کی جگہ عمامہ کی سنّت اپنا لیں۔ آمین۔

عمامہ کے شَملہ کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے، اِس کے شَملہ کو پیٹھ پیچھے چھوڑو'' (۸)۔ اور خود (حدیث) ''آقا علیہ السلام جب عمامہ شریف باندھتے تو اپنے کندھوں کے درمیان (پیچھے) شملہ چھوڑتے'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ عمامہ شریف اپنے سَر مبارک پر باندھتے وقت عمامہ کے پیچوں کو سَر اقدس پر گھماتے باندھتے جاتے یہاں تک کہ عمامہ کا آخری کنارہ اوپر ٹھونس دیتے اور ایک کنارہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے'' (۱۰)۔ ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

(۱) عن رُکانہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸۴۴، ابوداؤد ج۳ ح۶۷۸، شعب الایمان ج۵ ح۶۲۵۸، کشف الغمہ ج۱ ص۳۵۰، مشکوٰۃ ح۴۱۴۵، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۱۲ (۲) عن ابو ملیح عن ابیہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۵ ح۶۲۶۰، معجم کبیر حاکم ج۱، رضویہ ج۳ ص۷۷، فتح الباری، شمائل ترمذی، کشف الغمہ ج۱ ص۳۴۹ (۳) عن سیّدنا اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان، طبرانی، رضویہ ج۳ ص۷۷ (۴) کشف الغمہ ج۱ ص۳۴۹ (۵) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن عدی، رضویہ ج۳ ص۷۷ (۶) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۵ ح۶۲۶۰، دیلمی مسند الفردوس، کشف الغمہ ج۱ ص۳۴۹، نزہۃ المجالس ج۱ ص۲۶۹، رضویہ ج۳ ص۷۷ (۷) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسند الفردوس، رضویہ ج۳ ص۷۷ (۸) عن سیّدنا عُبادہ رضی اللہ عنہ، معجم کبیر ح۱۳۴۱۸، شعب الایمان ج۵ ح۶۲۶۲، مشکوٰۃ ح۴۱۷۵، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۲۵، فضائل الایام والشہور، سیرتِ حلبیہ اردو ج۲ ص۳۹ (۹) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۷۹۱، مشکوٰۃ ح۴۱۴۲ مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۱۱، بالالفاظ متقاربہ ابن ماجہ ح۳۶۹۳ (۱۰) کشف الغمہ ج۱ ص۳۴۹، شعب الایمان ج۵ ح۶۲۵۲، شرح سفر السعادۃ ص۵۴۲۔

سیّدنا واثلہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابو المنیب رضی اللہ عنہ، سیّدنا فروخ بن سیار رضی اللہ عنہ اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عمامہ پہنتے تو شملہ پیچھے کو چھوڑتے (۱)۔ ایسے ہی (حدیث) ”آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو) عمامہ باندھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شملہ آگے اور پیچھے لٹکا دیا“ (۲) یہی وجہ ہے کہ 17 رمضان 2ھ بمطابق 13 مارچ 624ء بروز جمعۃ المبارک غزوہ بدر میں جنگ بدر میں امداد کیلئے اترنے والے ہزاروں فرشتوں میں سے بعض نے سفید، بعض نے سبز، بعض نے زرد، بعض نے سرخ اور بعض نے سیاہ عمامے پہن رکھے تھے اور اُن کے شملے پشت پر لٹکا رکھے تھے اور بعض کے شملے کندھوں پر پڑتے تھے جبکہ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے زرد اور ایک قول میں سُرخ عمامہ پہن رکھا تھا (۳)۔ (حدیث) حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے عمامہ کا شملہ پیچھے کو چھوڑ رکھا تھا (۴) کتنا ہی اچھا ہو کہ آپ بھی عمامہ باندھ کر فرشتوں کی صف میں شمار ہو جائیں بہر حال یہ بھی یاد رہے کہ ”آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی شملہ دائیں طرف بھی کر لیتے تھے“ (۵) تاہم حضرت شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”بائیں جانب شملہ لٹکانا بدعت ہے“ (۶)۔ نیز شملہ نہ لٹکانے میں بھی حرج نہیں (۷) کیونکہ احادیث کی روشنی میں محققین کی رائے ہے کہ ”پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار بغیر شملہ چھوڑے بھی عمامہ پہن لیتے تھے“ (۸)۔ مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہرگز نہیں بلکہ افضل عمل شملہ لٹکانا ہی ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ شملہ کم از کم 4 اُنگلی اور زیادہ سے زیادہ نصف کمر تک ہونا چاہیئے (۹) اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے مطابق پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم 7 ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ 12 ہاتھ لمبا عمامہ پاک پہنا تھا لہٰذا اس سے لمبا عمامہ پہننا سنت نہیں ہے (۱۰)

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں مختلف رنگ کے عمامے پہننا ثابت ہے۔ (۱۱)۔ جیسا کہ (حدیث) ”فتح مکہ کے دن جب پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں داخل ہوئے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سَر انور پر سیاہ عمامہ تھا“ (۱۲)۔ اسطرح حضرت شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا

(۱) شعب الایمان ج۵ ح۶۲۵۵، ۶۲۵۶، ۶۲۶۴ (۲) عن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۳ ح۶۷۹، شعب الایمان ج۵ ح۶۲۵۳، کشف الغمہ ج۱ص۳۵۰ (۳) طبقات ابن سعد ج۱ص۳۱۲، ۳۱۵، مرقاۃ، مرآۃ المناجیح ج۶ص۱۲۵، سیرت حلبیہ ج۲ص۲۸، رحمۃ للعالمین ج۱ص۱۰۰ ج۲ص۳۶۶، مدارج النبوت ج۲ص۱۱۶، سیرت سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ص۴۱۰، ۴۲۱ (۴) شعب الایمان ج۵ ح۶۲۵۷ (۵) ھدی الرسول، سنّت مصطفٰی حصہ دوم ص۱۸ (۶) شرح سفر السعادت، سنّت مصطفٰی حصہ دوم ص۱۸ (۷) شرح سفر السعادت، سنّت مصطفٰی حصہ دوم ص۱۹ (۸) شرح شمائل ترمذی ص۹۳ (۹) مدارج النبوت ج۱ص۵۶۹ (۱۰) بہار شریعت (۱۱) شرح شمائل ترمذی ص۱۰۸ (۱۲) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۲ ح۳۳۰۶، ترمذی ج۱ ح۱۷۹۰، نسائی ح۵۳۴۹، شمائل ترمذی ص۹۱ وکثیر کتب حدیث۔

"پیارے آقا کریم ﷺ کا عمامہ مبارک اکثر اوقات سفید، کبھی سیاہ اور کبھی کبھار سبز ہوتا تھا" (۱)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا سلیمان بن ابی عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مَیں نے مہاجرین اوّلین رضی اللہ عنہم کو سوتی کپڑے کے سیاہ، سفید، سُرخ اور سبز عمامے باندھتے پایا" (۲)۔ اور (حدیث) "حضرت سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے سرکار کریم ﷺ کو زرد عمامہ پہنے دیکھا" (۳)۔ نیز عمامہ کھڑے ہو کر باندھیں اور پاجامہ بیٹھ کر پہنیں جس نے اُلٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلاء ہوگا کہ جس کی دوا نہیں (۴)۔

بال سنوارنا: بالوں کو سنوارنے کے بارے پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت مبارکہ ہے کہ (حدیث) "آپ ﷺ اپنے سَر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے" (۵)۔ اسی لئے اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا (حدیث) "جس کے بال ہوں وہ اُن کو اچھی طرح (سنوارے) رکھے" (۶)۔ آنحضرت ﷺ نے ایک پراگندہ بالوں والے شخص کو دیکھا تو (حدیث) فرمایا "کیا یہ شخص ایسی چیز (کنگھی) نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کو درست کرلے" (۷)۔ نیز ایک بکھری داڑھی والے شخص کو دیکھا تو (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "کیا یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی کے بال شیطان کی طرح اُلجھے ہوئے ہوں" (۸)۔ نیز "وضو کے بعد داڑھی میں کنگھی کرنا غربت کو دُور کرتا ہے" (۹)۔ لہٰذا داڑھی سنّتِ رسول کریم ﷺ ہے اِسے اوروں کیلئے باعثِ مذاق نہ بنادیں بلکہ اپنی داڑھی کو ایسا سنواریں کہ اسے دیکھ کر دوسروں کو پیار آئے اور پیارے آقا کریم ﷺ مدینہ پاک میں خوش ہوں اور پھر آپ کی داڑھی مبارک دیکھ کر لوگوں کا بھی جی چاہے کہ مَیں بھی یہ سنّت کریمہ اپنے چہرے پر سجالوں۔ تاہم اس بارے یہ ضرور یاد رہے کہ جب بال پراگندہ نہ ہوں تو بلا ضرورت بار بار کنگھی پھیرتے رہنا ابوداؤد کی ایک حدیث کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے اور اگر بال پراگندہ ہوں تو جب چاہے کریں (۱۰)

کچھ ذکر زلف حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا: (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ پاک زلفیں رکھتے تھے" (۱۱)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم و رحیم ﷺ کے بال مبارک شانوں سے لگتے

(۱) کشف الالتباس ص ۳، سبز عمامہ اور دعوت اسلامی از محمد صدیق فانی ص ۴ (۲) ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۴۸ (۳) شمائل ترمذی ص ۱۰۸ (۴) بہار شریعت ج ۳ ص ۱۴۱ ۷ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، شرح السنہ، مشکوٰۃ ح ۴۴۲۷، شمائل ترمذی ص ۳۶، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۶ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح ۴۴۵۲، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۸ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۶۶۲، مسند امام احمد، نسائی ح ۵۱۴۰، مشکوٰۃ ح ۴۱۵۵، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۱۶ (۸) عن عطاء بن یسار تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۱۷۷۰، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۴۶۲، مشکوٰۃ ح ۴۴۸۵، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۷۶ (۹) اشعۃ اللمعات، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۸ (۱۰) شمائل ترمذی ص ۳۷ (۱۱) عن ابورمثہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۳۹۹۔

تھے"(۱)۔اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے بال ایسے تھے جو شانوں تک پہنچتے تھے یا شانوں سے لگتے تھے"(۲)۔نیز (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے بال کانوں کی لَو تک تھے"(۳)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے پٹے تھے"(۴)۔اور پھر (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے بال پٹے سے زیادہ اور پورے بالوں سے کم تھے یعنی کانوں کی لَو سے زیادہ اور کندھوں سے کم ہوتے تھے"(۵)۔(حدیث) "جب آپ ﷺ مکہ میں (فتح مکہ کے دن) داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر بالوں کی چار لٹیں تھیں"(۶)۔نیز (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے بال کانوں کی لَو سے نیچے اور کندھوں سے اوپر تھے جو آپ ﷺ کی کانوں کی لَو کو چھپائے رہتے تھے"(۷)۔اسی طرح (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے سَر اور داڑھی کے بال بڑھائے تھے"(۸)۔اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگریالے تھے"(۹) لہٰذا زلفیں رکھنا پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت کریمہ ہے۔اور "پیارے آقا کریم ﷺ نے حج اور عمرہ کے سوا سَر نہیں منڈوایا اور نہ ہی کسی صحابی نے سوائے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کہ جنہوں نے ضرورتاً منڈوایا تھا"(۱۰)۔گویا ٹنڈ کرانا نہ پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت ہے نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی، پھر ٹنڈ کروانے والے نہ جانے کس کے طریق پر عمل کرتے ہیں۔

داڑھی کو خضاب کرنا :یعنی رنگ کرنا بھی داڑھی کے سنوارنے میں شمار ہوتا ہے جو کہ مستحب ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک سنّت ہے(۱۱)۔کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بڑھاپے کے سفید بالوں کو بدل دو اور یہود کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو"(۱۲) نیز (حدیث)

(۱) عن براء رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۴۴، مسلم ج۳ ح۵۹۴۴، ترمذی ج۱ ح۱۵۶۹، ابوداؤد ج۳ ح۸۱۷، نسائی ح۵۱۳۷، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۸۹ (۲) عن ابو رمثہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۴۶، مسلم ج۳ ح۵۹۴۵، ابوداؤد ج۳ ح۸۰۴، نسائی ح۵۱۳۹، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۸۹، الوفاء ص۶۲۶ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۸۲۵، بخاری ج۲ ح۷۶۳، ابوداؤد ج۳ ح۸۱۷، ۸۲۷، ۸۵۷، نسائی ج۵۱۳۶، ۵۱۳۸، شعب الایمان ج۵ ح۶۴۷۲، شمائل ترمذی ص۳۳، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۸۹، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۷۹، ۱۸۳ (۴) عن رمثہ رضی اللہ عنہ طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۸۹ (۵) عن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۳ ح۵۹۴۴، ترمذی ج۱ ح۱۸۰۹، ابوداؤد ج۳ ح۸۴۷، ابن ماجہ ح۳۶۱۷، شمائل ترمذی ص۳۳، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۸۹ (۶) عن اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا بخاری ج۲، ترمذی ج۱ ح۱۸۴۰، ابوداؤد ج۳ ح۲۸۹، ابن ماجہ ح۳۶۳۷، شمائل ترمذی ص۳۴ (۷) عن ابوالمتوکل الناجی رضی اللہ عنہ، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۸۹ (۸) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۹۰ (۹) عن انس رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۸۲۵، بخاری ج۳ ح۸۴۳، مسلم ج۳ ح۵۹۴۴، ترمذی ج۲ ح۱۵۷۲، نسائی ح۴۹۶۶، ابن ماجہ ح۳۶۴۰، شمائل ترمذی ص۳۴، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۸۳ (۱۰) مرقاۃ، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۵۰، ۱۷۶ (۱۱) شمائل ترمذی (۱۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸۰۶، نسائی ح۴۹۸۶، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۹۶، مشکوٰۃ ح۴۲۵۷، طبقات ج۲ ص۱۹۶، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۶۰۔

''یہودی اور عیسائی بالوں کو رنگ نہیں کرتے تھے تم اُن کی مخالفت کرو''(۱) اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ عجمیوں کی مخالفت کیلئے سفید بالوں کا رنگ تبدیل کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے'' (۲)۔ اور پھر (حدیث) ''اپنی داڑھیوں کو خضاب کرو بیشک فرشتے مومن کے خضاب سے خوش ہوتے ہیں'' (۳) اور (حدیث) حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن اسود تابعی علیہ الرحمۃ کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے ایک روز صبح کو آئے اس حال میں اپنے بالوں کو سرخ خضاب لگا رکھا تھا تو لوگوں نے کہا ''یہ اچھا ہے'' وہ بولے ''میری ماں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی نُخَیلہ کے ذریعے مجھے قسم دے کر کہلا بھیجا کہ اپنے بالوں کو خضاب لگاؤں کیونکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی رنگ کیا کرتے تھے'' (۴) نیز (حدیث) ''جو شخص داڑھی کو رنگ کرتا ہو تو جب وہ فوت ہو گیا تو منکر نکیر اُس سے سوال نہ کریں گے بلکہ منکر کہے گا ''اے نکیر! میں اُس شخص سے کیوں کر سوال کروں کہ جس کے چہرے پر اسلام کا نور درخشاں ہے'' (۵)۔ **ف** :۔ *مختلف روایات کے مطابق حساب لینے والے فرشتے چار ہیں منکر نکیر، ناکور اور رومان، جن میں رومان سردار ہیں نیز جو فرشتے مومن کا حساب لینے آتے ہیں اُن کا نام مبشر اور بشیر ہے* (۶)۔

حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو یوسف غسولی علیہ الرحمۃ کو ایک واقعہ سنایا کہ ''آج میں نے ایک عجیب تر چیز دیکھی ہے کہ میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک وہ پھٹ گئی اور اُس میں سے خضاب کئے ہوئے ایک بزرگ برآمد ہوئے اور مجھ سے کہا ''کہو کیونکہ میں تمہارے لئے ہی نکلا ہوں'' میں نے کہا ''بتایئے آپ کے ساتھ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟'' اُنہوں نے جواب دیا ''میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں بُرے اعمال کے ساتھ گیا تھا لیکن اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے 3 کاموں کی وجہ سے مجھے بخش دیا، ایک یہ کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ مجھ سے محبت رکھتا تھا میں نے اُس سے محبت رکھی، دوم یہ کہ ناجائز چیز کبھی نہ پی، سوم یہ کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ''تُو میرے پاس اِس حال میں آیا کہ تیری داڑھی میں رنگ کیا ہے اور مجھے خضاب والے سے حیاء آتی ہے کہ میں اُس کو جہنّم میں داخل کروں'' پھر وہ بزرگ قبر میں چلے گئے اور قبر بند ہو گئی'' (۷)۔ اللہ اکبر۔

خضاب نہ کرنا :۔ ''بال رنگ کرنے کا یہ حکم بالخصوص مجاہدین کیلئے ہے تا کہ وہ سفید بال لے

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۲ ح ۶۷۹۷، مسلم ج ۳ ح ۵۳۹۴، ابوداود ج ۳ ح ۸۰۱، نسائی ح ۴۹۸۲، ابن ماجہ ح ۳۷۲۷، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۳۹۳، مشکوٰۃ ح ۴۲۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۴۸، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۶ (۲) عن عتبہ بن عبدسُلمی رضی اللہ عنہ معجم کبیر (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، سراج منیر شرح جامع صغیر ج ۱ ص ۶۸ (۴) عن ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۱۷۷۱، مؤطا امام محمد ح ۹۳۵ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۲۶۶ (۶) ابونعیم، موضاعات ابن جوزی شرح الصدور ص ۲۴۱، اشعۃ اللمعات، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۲۸ (۷) کتاب کراماۃ الاولیاء حافظ ابومحمد خلال، شرح الصدور ص ۳۵۲

کر جہاد میں نہ جائیں (اور بھی توجیہیں ہیں) دوسرے مسلمانوں کیلئے اختیار ہے کہ وہ بال سفید رکھیں یا بدل لیں'' (۱)۔ سفید بالوں کی شان کے بارے (حدیث) ''جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا وہ اُس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگا'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جو اسلام میں بوڑھا ہوا بخشا جائے گا'' (۳)۔ (حدیث قدسی) ''سفید بال وقار کا پیرہن اور اسلام کا نور ہیں، میری عزت وجلال کی قسم کہ جس شخص کو مَیں یہ لباس (سفید بال) پہناؤں گا اور جو یہ گواہی دے ''میری ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور یہ کہ میری خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے'' تو اُس سے قیامت کے دن مجھے اس بات پر حیا آئے گی کہ اُس کیلئے میزانِ عدل قائم کروں یا اُسے جہنم میں عذاب دُوں'' (۴)۔ انسانوں میں (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے ہیں جن کے بال سفید ہوئے، پوچھا ''یارب کریم عزوجل یہ کیا ہے؟'' ارشاد ہوا ''اے ابراہیم! یہ وقار ہے''۔ عرض کی ''یا اللہ کریم عزوجل اس وقار میں اضافہ فرما'' (۵) لہٰذا ''سفید بال رکھنا حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے'' (۶)۔ انہی فضائل کی بناء پر حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی داڑھی اور سر کو رنگ نہ کیا اور فرماتے تھے سفید داڑھی نور اور درجات کا باعث ہے'' (۷) اور پھر یہی فضائل و برکات ہیں جن کے پیشِ نظر (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اُکھیڑنے سے منع فرمایا ہے'' (۸)۔ لہٰذا (حدیث) ''حجام نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس سے سفید بال نکالنا چاہا تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمادیا'' (۹)۔ اور تاکید سے (حدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو سفید بال اکھیڑے گا قیامت کے دن یہ تیر کی شکل بنادیئے جائیں گے جو اس کے چہرے پر چبھیں گے'' (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بڑھاپے کی نشانی نہ اُکھیڑو کہ وہ مومن کا'' اور ''یہ اسلام کا نور ہے جو اسلام میں بوڑھا ہو تو اللہ کریم عزوجل اُس کیلئے ایک نیکی لکھتا ہے اُس کی برکت سے ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے'' (۱۱)۔

(۱) مرقاۃ، مرأۃ ج۹ ص۱۶۰ (۲) عن کعب بن مُرّہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، نسائی، ابوداؤد ج۳ ح۸۰۰، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۸۸ ترغیب ج۲ ح۱۷۹۲، احمد ج۱ ح۱۱۶۶، مشکوٰۃ ح۴۴۵۹، مرأۃ ج۶ ص۱۶۱ (۳) مکتوباتِ امام ربانی ج۱ ص۳۵۳ (۴) سیرۃ حلبیہ ج۵ ص۲۷۱ (۵) عن سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۹۲، مؤطا امام محمد ح۹۷۸، مؤطا امام مالک ح۱۷۱۰ (۶) سیرۃ حلبیہ ج۵ ص۲۷۱، معارج النبوۃ ج۱ ص۶۷۸ (۷) مرأۃ ج۶ ص۱۶۲ (۸) عن ابوریحانہ عبداللہ بن شمعون رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۷۲۷، ابوداؤد، نسائی ح۴۹۸۱، ابن ماجہ ح۳۸۲۸، مشکوٰۃ ح۴۴۵۹، کشف الغمہ ج۱ ص۱۰۱، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۱۸ (۹) عن ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۹۱ (۱۰) کشف الغمہ ج۱ ص۱۰۱ (۱۱) عن عمرو بن شعیب تابعی علیہ الرحمۃ، ابوداؤد ج۳ ح۸۰۰، ترمذی ج۲ ح۷۲۷، ابن ماجہ ح۳۸۲۸، ترغیب والترہیب ج۲ ح۱۷۹۳، ۱۷۹۵، ابن حبان، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۸۶، مشکوٰۃ ح۴۴۵۸، مرأۃ ج۶ ص۱۶۱۔

خضاب کا رنگ: اس میں اختلاف امت ہے کہ داڑھی کو کس قسم کا رنگ کیا جائے۔ تاہم کثیر ورق گردانی کے بعد میں اپنی ذاتی تحقیق کے مطابق اس نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ سُرخ مہندی لگانا افضل ہے۔ جس کے حق میں عرض ہے پیارے آقا کریم ﷺ کی 60 سال 6 ماہ 12 دن کی عمر مبارک میں بروز جمعۃ المبارک مؤرخہ یکم 11 جنوری 630ء بمطابق 20 رمضان المبارک 8ھ (۱)۔ کو جب (حدیث) ''فتح مکّہ کے دن حضرت سیّدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔ کو لایا گیا تو اُن کے سَر اور داڑھی کے بال برف یا ثُغامہ (یہ ایک گھاس یا سفید پودا ہے) کی طرح سفید تھے، جسے دیکھ کر پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' اِن بالوں کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو'' (۲) **اور** (حدیث) '' پیارے آقا کریم ﷺ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بوڑھوں پر گزرے جن کی داڑھیاں سفید تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا'' اے گروہِ انصار اپنی داڑھیوں کو سُرخ یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو'' (۳)۔ **اور** (حدیث) '' اپنے بالوں کو مہندی سے خضاب کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو'' (۴)۔ **اور** (حدیث) '' سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کا رنگ بدلو وہ مہندی اور نیل (وسمہ یا کتم) ہے'' (۵)۔ **اور** پھر (حدیث) '' پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے مہندی اور کتم کا رنگ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب **فرعون ج 5** نے کیا (۶)۔ **اور** اسی لئے (حدیث) '' بڑھاپے تبدیل کرو لیکن سیاہی کے قریب بھی مت جانا'' (۷)۔ **اور** زرد مہندی کی افضلیت کے بارے پڑھیئے (حدیث) کہ '' پیارے آقا کریم ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے مہندی کا رنگ کیا ہوا تھا اُسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ بہت اچھا ہے'' پھر دوسرا شخص گزرا، اُس نے مہندی اور وسمہ کے ساتھ رنگ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ پہلے والے سے بہت اچھا ہے'' پھر ایک اور شخص گزرا

---

(۱) طبقات ابن سعد ج۱ ص۴۳۱، مدارج النبوت ج۲ ص۳۶۷، رحمۃ للعالمین حصہ۲ ص۳۶۶ (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۵۳۹۳، ابن ماجہ ح۳۷۳۰، شعب الایمان ج۵ ح۶۴۱۳، مشکوٰۃ ح۴۲۲۶، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۴۸، نسائی ح۴۹۸۸، ابوداؤد ج۳ ح۸۰۲، کشف الغمہ ج۱ ص۱۰۱، سیرت حلبیہ ج۵ ص۲۶۹ (۳) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ امام احمد، شعب الایمان ج۵ ح۶۴۰۵، عینی ص۵۰، فتح الباری ج۱۰ ص۲۹۹، سیرۃ حلبیہ ج۵ ص۲۷۰ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح۴۳۲ (۵) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸۰۷، ابوداؤد، نسائی ح۴۹۹۱، ابن ماجہ ح۳۷۲۸، مسند امام اعظم ح۴۳۳، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۹۷، مشکوٰۃ ح۴۲۵۳، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۵۹، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۹۶، سیرت حلبیہ ج۵ ص۲۷۰ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، سیرت حلبیہ ج۵ ص۲۷۱، دیلمی ج۵ ص۳۰۰، قوت القلوب ج۲ ص۳۴۴ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۶۱۔

جس نے زردی کے ساتھ رنگ کیا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے اُسے دیکھ کر فرمایا "یہ سب سے اچھا ہے" (۱)۔ اسی بناء پر (حدیث) "حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہندی اور وسمہ سے رنگ کیا" (۲)۔ **اور** (حدیث) "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خالص مہندی کا خضاب (رنگ) کیا" (۳)۔ **اور** ایسے ہی "حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ زرد رنگ کا خضاب کرتے تھے (۴)۔ اور پھر ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عبداللہ بن جریر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوث رضی اللہ عنہ داڑھیوں کو زرد رنگ کرتے تھے" (۵)۔

<u>کیا پیارے آقا کریم ﷺ نے خود بھی خضاب فرمایا؟</u>۔ تو یاد رہے کہ آقا کریم ﷺ کے بہت کم بال مُبارک سفید تھے اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اگر مَیں چاہتا تو آقا کریم ﷺ کے سفید بال مبارک گن سکتا تھا" (۶)۔ نیز (حدیث) "آپ ﷺ کی ریش مبارک، کنپٹیوں اور سَر میں چند ایک سفید بال تھے" (۷) اور (حدیث) "آپ ﷺ کے سَر اور داڑھی مبارک میں 20 سے زیادہ بال سفید نہیں تھے" (۸)۔ البتہ سفید بالوں کی تعداد میں اختلاف ہے بعض روایات میں 14 بعض میں 17 بعض میں 18 اور بعض میں 20 سفید بال بتائے گئے، تاہم یہ اختلاف گننے میں فرق یا مختلف زمانوں پر محمول ہو سکتا ہے (۹)۔ کہ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے جس زمانہ میں سرکار کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا جو دیکھا وہ بیان فرما دیا۔ بہر حال آپ ﷺ کو بال رنگ کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آئی اور اگر عمر مبارک کے آخری حصہ میں کچھ رنگ کیا بھی تو وہ زرد

(۱) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۸۰۹، ابن ماجہ ح ۳۷۳۳، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۴۰۴، مشکوٰۃ ح ۴۴۵۵ مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۶۰ (۲) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۵۹۵۰، بخاری ج ۲ ح ۱۰۹۹، ابوداؤد، سنن نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، ابن حبان ح ۶۲۹۶، مستدرک حاکم، بیہقی، ابویعلی ح ۲۸۹۳، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۳۹۸، مشکوٰۃ ح ۴۴۷۸، مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۷۲، سیرۃ حلبیہ ج ۵ ص ۲۷۰ (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۳ ح ۵۹۵۳، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۳۹۸، مشکوٰۃ ح ۴۴۷۸، مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۷۲، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱۰، سیرت حلبیہ ج ۵ ص ۲۷۰ (۴) سیرت حلبیہ ج ۵ ص ۲۷۰، دیلمی ج ۵ ص ۳۰۰ (۵) بخاری ج ۱ ح ۱۶۵، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۴۰۶ تا ۶۴۱۱ (۶) بخاری ج ۳ ح ۸۳۹، مسلم ج ۳ ح ۵۹۵۳، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۳۹۸ (۷) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۵۹۵۴، بخاری ج ۲ ح ۷۵۷، ۷۵۸، سنن نسائی ح ۴۹۹۸، مشکوٰۃ ح ۵۵۳۰، مرآۃ المناجیح ج ۸ ص ۶۵، شمائل ترمذی ص ۳۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۰۲، سیرت حلبیہ ج ۶ ص ۴۶۱، ولفظ لہٗ ابن ماجہ ح ۳۷۳۴ (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۵۹۶۶، بخاری ج ۳ ح ۸۴۳، ج ۲ ح ۷۵۹، ۷۶۰، جامع ترمذی ج ۲ ح ۱۵۵۷، مؤطا امام مالک ح ۱۷۰۷، بالفاظ متقاربہ ابن ماجہ ح ۳۷۳۵، مستدرک حاکم، ابن حبان ح ۶۳۸۷، معجم صغیر ح ۳۲۸، مشکوٰۃ ح ۵۵۲۶، مرآۃ المناجیح ج ۸ ص ۶۱ (۹) شمائل ترمذی ص ۳۹

رنگ تھا کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ سبتی (چمڑے کی کھلی) جوتی مبارک پہنتے اور اور اپنی داڑھی مبارک کو وَرس اور زعفران کے ساتھ زرد رنگ کرتے تھے'' (۱)۔ **اور** (حدیث) ''جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے 2 سبز چادریں (چادر اور لنگی) پہن رکھی تھیں اور آپ ﷺ کے کچھ بالوں پر بڑھاپے کے آثار تھے اور وہ بال سُرخ تھے، اور پاک زلفیں کانوں کی لَو تک تھیں اور اُن میں مہندی کا اثر تھا'' (۲)۔ امام ترمذی نے کہا پیارے آقا کریم ﷺ کے خضاب کے بارے یہ حدیث مبارکہ سب سے صحیح اور واضح ہے (۳)۔ جو سُرخ خضاب کا واضح ثبوت فراہم کرتی ہے۔ نیز یہ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی اور رنگت دلنشیں سُرخی مائل تھی'' (۴)۔ **اور** پھر (حدیث) ''میں (راویہ حضرت سیّدہ جہذمہ رضی اللہ عنہا) نے دیکھا کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے غسل فرما رکھا تھا اسلئے سَر مبارک کو جھاڑ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سَر مبارک پر حناء (سرخ مہندی) کا اثر تھا'' (۵)

اور حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پیارے آقا کریم ﷺ کے بال مبارک دکھائے جو چاندی کی ڈبیہ میں تھے (حدیث) ''جب مَیں (راوی) نے اس ڈبیہ کے اندر غور سے دیکھا تو مجھے سُرخ بال نظر آئے'' (۶)۔ **اور** (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کے دونوں رخساروں کے بال کھچڑی ہو گئے تھے آقا کریم ﷺ نے اُن پر حناء اور نیل کا خضاب لگایا'' (۷)۔ **اور** (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کے جو بال سفید تھے وہ زیادہ تر کنپٹیوں پر تھے اور ٹھوڑی مبارک کے اردگرد گویا سفید بال مبارک چاندی کی تاریں تھیں جو سیاہ بالوں کے درمیان چمکتی دکھائی دیتی تھیں اور جب آپ ﷺ ان کو زرد رنگ دیتے تھے اور اکثر ایسے ہی ہوتا تو وہ سونے کی تاروں کی طرح دکھائی دیتے تھے'' (۸)۔ **اور** (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مہندی سے زرد رنگتے''، یہاں تک کہ ''آپ کے کپڑے بھی زردی سے بھر جاتے تھے'' آپ سے پوچھا گیا کہ ''آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں؟ تو فرمایا ''میں نے پیارے آقا کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اس سے رنگتے تھے اور آپ ﷺ کو اس سے

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری ج۱ ح۱۶۵، سنن نسائی ح۵۱۴۸، ابوداؤد ج۲ ح۹، ج۳ ح۸۰۸، شعب الایمان ج۵ ح۶۴۰۱، ۶۴۰۲، مشکوٰۃ ح۴۲۵۵، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۶۰۔ (۲) عن سیّدنا ابو رِمثہ رضی اللہ عنہ ترمذی، نسائی ح۴۹۹۶، ابوداؤد ج۳ ح۸۰۴۴، ۸۰۶، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۹۹، مشکوٰۃ ح۴۱۶۳، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۲۰، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۹۵، شمائل ترمذی ص۴۱ (۳) شمائل ترمذی ص۴۳ (۴) عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ نسائی ح۵۱۳۶ (۵) عن جہذمہ زوجۃ بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہا شمائل ترمذی ص۴۴ (۶) عن سیّدنا عثمان بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری ج۳ ح۸۴۰، مشکوٰۃ ص۳۹۱، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۹۴، الوفاء ص۶۲۶، بالفاظ متقاربہ ابن ماجہ ح۳۷۲۹ (۷) عن سیّدنا ابو جعفر بن زین العابدین تابعی علیہ الرحمۃ، طبقات ابن سعد ج۲ ص۱۹۵ (۸) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا الوفاء ص۶۲۶۔

بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی، آپ ﷺ (لگاتے وقت) کپڑے اس سے رنگ لیتے یہاں تک کہ پگڑی بھی (کچھ رنگ آلود ہو جاتی)"(۱)۔

سیاہ خضاب: کرنے والے عربوں میں سب سے پہلے حضرت عبدالمطّلب بن ہاشم تھے جو یمن سے اپنے ایک حمیری دوست سے لائے تھے(۲)۔ سیاہ خضاب کی ممانعت میں (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو سفید بالوں کو اس طرح کی سیاہی کے ساتھ رنگ کریں گے جس طرح کبوتروں کے پوٹے ہوتے ہیں، وہ جنّت کی خوشبو تک نہ پائیں گے"(۳)۔ **اور** دوسری جگہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ﷻ قیامت کے روز اُس شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا جو سیاہ خضاب (رنگ) لگائے گا"(۴)۔ **اور** "امام زہری تابعی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ توریت میں لکھا ہے "وہ شخص ملعون ہے جو داڑھی کو سیاہی سے بدلے" (۵)۔ **اور** حضرت عبدالملک بن ابی سلیمان علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ حضرت عطاء تابعی علیہ الرحمۃ سے وسمہ کے سیاہ خضاب کے بارے دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا "یہ لوگوں کی بدعات میں سے ہے، مَیں نے رسول کریم ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت کو دیکھا ہے مگر اُن میں سے کسی کو وسمے کا خضاب لگاتے نہیں دیکھا وہ لوگ تو صرف مہندی اور نیل (وسمہ) اور زردی کا رنگ لگاتے تھے۔(۶) ایک بار (حدیث) حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سَر اور داڑھی پر سیاہ خضاب لگا کر آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا "میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ یہ سیاہی دھوڑالو"(۷)۔ **اور** پھر (حدیث) "مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلمان کا خضاب سُرخی ہے، اور کافر کا خضاب سیاہی ہے"(۸)۔ اسلئے (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا"(۹)۔

تاہم سیاہ خضاب کے جواز کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بیشک بہت اچھی چیز جس سے تم خضاب (رنگ) کرتے ہو سیاہی ہے جس میں تمہاری عورتوں کیلئے رغبت ہے اور تمہارے

(۱) عن خالد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲، نسائی ح ۴۹۹۷، مشکوٰۃ ح ۴۲۷۹، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۴۰۲، ۶۴۰۸، الوفاء ص ۶۲۶، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱، اللفظ لہٗ ابن ماجہ ح ۳۷۳۲ (۲) طبقات ابن سعد ج ۱، سیرۃ حلبیہ ج ۵ ص ۲۷۱، جلوۂ جاناں ج ۱ ص ۱۵۳ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۸۱۰، نسائی ج ۲ ص ۳۳۶، ابن حبان، حاکم، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۴۱۴، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۰۰، ترغیب ج ۲ ح ۱۷۹۶، مشکوٰۃ ح ۴۴۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۹، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۷، قوت القلوب ج ۲ ص ۳۴۴، سیرت حلبیہ ج ۵ ص ۲۷۱ (۴) عن عامر رضی اللہ عنہ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۷ (۵) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۷ (۶) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۷ (۷) کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۰۲ (۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ طبرانی کبیر، حاکم ج ۳ ص ۲۰۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۰۱ (۹) عن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۷

دشمن کیلئے ہیبت ہے"(۱)۔ "یہ حدیث ایک راوی عبدالحمید بن صیفی کی وجہ سے ضعیف ہے"(۲) تاہم اس ضعف کے باوجود یہ حدیث یا کوئی روایت سیاہ خضاب کے حق میں ان 2 وجوہ کی بناء پر وارد ہیں

۞۔ پہلی وجہ "دشمن پر ہیبت" تو آپ کو بھی معلوم ہے پیارے آقا کریم ﷺ کا زمانہ دست بدست تیر و تلوار کی جنگوں کا زمانہ تھا، دشمنوں کی شر انگیزیوں کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ وقت جنگی حالت میں رہتے تھے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجاہد اور فوجی تھے جن کے سپہ سالار خود شہ انبیاء ﷺ تھے۔ کوئی خاص فوج نہ تھی، تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دشمن پر ہیبتِ جوانی ڈالنے کیلئے سیاہ خضاب کرتے تھے تاکہ دشمن بڑھاپے کا احساس نہ ہو بلکہ اسلامی مجاہد کا رعب پڑ جائے (۳)۔ جیسا کہ صاحبِ مرقاۃ لکھتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیاہ خضاب لگایا مگر زینت کیلئے نہیں بلکہ غزوات میں کفار پر رعب طاری کرنے کیلئے کہ وہ لوگ آپ کو بوڑھا نہ سمجھ لیں اور آپ دلیر ہو جائیں اب بھی مجاہد کو سیاہ خضاب درست ہے" (۴)۔ یا پھر "انہیں ممانعت کا علم نہ ہو سکا یا انہوں نے ممانعت کو حرمت کی بجائے کراہت سمجھا" (۵)۔ مگر اب [۱] جنگی مقاصد کیلئے ہماری ایک الگ فوج ہے [۲] ہم حالتِ جنگ میں نہیں بلکہ حالتِ امن میں ہیں [۳] اگر جنگ ہو بھی تو عام آدمی کو دشمن کے سامنے جانے کی حکومت کی طرف سے اجازت نہیں ہوتی کہ جسے وہ اپنا سیاہ خضاب دکھائیں [۴] زمانہ اقدس میں تعداد کم ہونے کی وجہ سے ہر مرد لڑکا، جوان اور بوڑھا محاذِ جنگ پر چلا جاتا تھا جبکہ اب جوانوں کی تعداد اس مقصد کیلئے بہت کافی ہے اس سے قطع نظر کہ عموماً داڑھی رکھی ہی نہیں جاتی پھر خضاب کیسا؟۔

۞۔ دوسری وجہ "بیوی کیلئے رغبت" تو اس بارے عالمگیری ج ۴ ص ۱۳۹ اور ردالمحتار ج ۵ ص ۲۹۵ میں ہے "سیاہ خضاب جنگ کیلئے بالاتفاق محمود ہے تاکہ دشمن کی نظر میں ہیبت اور ڈر طاری ہو مگر عورتوں کے لئے زینت کرنا مکروہ ہے"۔ اسی طرح نے حضرت شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرمایا "اکثر مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے" (۶)۔ اسی طرح ہی مرقاۃ اور مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۹ میں ہے۔ **لهذا** سُرخ خضاب افضل ہے اور سیاہ خضاب کے بارے میں ناچیز مسکین کچھ کہنے کی جسارت نہیں کرتا کہ دورِ حاضر کے کئی علماء کرام و مشائخ عظام نے سیاہ خضاب اپنایا اور اس کے جواز میں بھی لکھا،

(۱) عن صُهَيب الخير رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۳۶۲۵ (۲) شرح انجاح ابن ماجہ ص ۲۶۷، تقریب التہذیب ص ۱۰۹ (۳) قوت القلوب ج ۲ ص ۳۴۹، شرح انجاح ابن ماجہ ص ۲۶۷، تقریب التہذیب ص ۱۰۹ (۴) مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۴۹ (۵) سیرت حلبیہ ج ۵ ص ۱۷۱ (۶) اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۱۰۔

لہٰذا میں نے کچھ احادیث وفتاوٰی وآراء لکھ دیئے ہیں اپنی کم علمی کو دیکھتے ہوئے اس سے آگے اپنی طرف سے مزید کچھ کہنے کی جرأت نہیں کر رہا حالانکہ بعض علماء کرام کے سخت الفاظ میں فتاوٰی بھی نظر سے گزرے ہیں مگر میں مصلحت کی خاطر اُنہیں زیرِ قلم لانے سے اجتناب کر رہا ہوں۔

مگر افسوس صد افسوس کہ آج کل تو گویا داڑھی رکھنے کا رواج ہی نہیں جس کی دلیل میں یہ کہا جاتا ہے کہ زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ افسوس۔ ہائے افسوس۔ صد افسوس ایسی ترقی پر جو سنّتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف ہو۔ **ف** :"روئے زمین پر سب سے پہلے داڑھی حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے کو آئی کیونکہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی داڑھی نہ تھی (۱)۔ اور پھر قیامت کے دن جنّت میں صرف حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی داڑھی ہوگی اور کسی کی نہیں ہوگی (۲)۔ اسلئے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی نہ رکھنے والے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ جب کسرٰی شاہ فارس کے حکم پر حاکم یمن باذان نے جو دو ایلچی سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پاک بھیجے جبکہ اُن کی داڑھیاں نہ تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے رُخ مبارک پھیر لیا اور سخت ناگواری ظاہر فرمائی (۳)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آخر زمانہ میں ایسی قومیں ہوں گی جو داڑھیاں کٹائیں گی اُن کا دین اور آخرت میں کوئی حصہ نہیں" (۴) لہٰذا (حدیث) "مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو" (۵)۔ اس طرح "مونچھ پست کرنا سنّت مؤکدہ ہے" (۶)۔ مگر ہم پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کو بالائے طاق رکھ کر اس فرمان کے سراسر اُلٹ کر رہے ہیں۔ آج داڑھی رکھنا تو کجا یہ نیک کام کرنے والے اور اس پیاری پیاری سنّت کو چہرہ پر سجانے والے کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور اس کو ملّاں، دہشت گرد، انتہاء پسند اور بنیاد پرست کہہ کر نہ جانے کس کس تنظیم و ادارے سے زبردستی تعلق جوڑ کر ذلیل و رُسوا کیا جاتا ہے صرف اسلئے کہ اُس نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شباہت مبارک اختیار رکھی ہے۔ اور پھر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی عین مخالفت کرتے ہوئے ہم نے مونچھیں بڑھانا وقار و رعب اور مردانگی کی علامت جان لیا ہے حالانکہ (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھوں سے کچھ کترواتے تھے حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی ایسا کرتے تھے" (۷)۔ اسی بارے (حدیث)

(۱) سیرتِ حلبیہ ج۱ص۴۸۲ (۲) کتاب العظمۃ لابو الشیخ ص ۱۰۵۶، درمنثور ج۱ص۶۲ (۳) سیرت حلبیہ ج۶ص۳۴۴ (۴) عن سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ، لمعۃ الضحٰی (۵) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۳۶، مسلم ج۱ ح۵۱۱، سنن نسائی ح۴۹۵۹ شعب الایمان ج۵ ح۶۴۰۵، مشکوٰۃ ح۴۴۲۳، مرأۃ المناجیح ج۶ص۱۴۷، ترمذی ج۲ ح۲۶۶، ابوداؤد ج۳ ح۷۹۷، سنن نسائی ح۱۵، مسند امام احمد، ابن حبان ح۵۴۷۴، مؤطا امام مالک ص۶۵۹ (۶) مرقاۃ ج۱ص۱۹۱ (۷) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۶۶۲، مشکوٰۃ ح۴۴۳۹، مرأۃ المناجیح ج۶ص۱۵۴۔

پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص اپنی کچھ مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں" (۱)۔ اسی طرح (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اے مغیرہ! تمہاری مونچھیں بڑھ گئی ہیں انہیں کاٹ دو" (انہوں نے خیال کیا کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹ لوں گا) پھر آقا کریم ﷺ نے (اتنی بھی مہلت نہ دی) فرمایا "ہماری مسواک لو اور اس پر بڑھے ہوئے بال چھری سے کاٹ دو" پھر "آپ ﷺ نے خود کاٹ دیں" (۲)

مونچھوں کی مقدار کے بارے حضرت شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ابرو کی مقدار برابر ہونی چاہیئں" (۳)۔ "بعض علماء کرام کے نزدیک مونچھوں کو اس قدر مونڈھنا کہ جلد ظاہر ہو جائے مکروہ ہے" (۴)۔ بلکہ "حضرت سیّدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور بعض علمائے مدینہ فرماتے ہیں کہ مونچھ کا مونڈھنا مثلہ بنانا ہے لہذا اس قدر پست کریں کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے" (۵)۔ یعنی اُسترے کی بجائے قینچی سے مونچھیں پست کریں۔ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مونچھوں کو خوب اچھی طرح کترواتے تھے، ایک تابعی نے ایک شخص کی مونچھیں کٹی دیکھیں تو فرمایا "تُو نے مجھے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ کرادی کہ وہ اس طرح مونچھوں کو پست رکھتے تھے" (۶)۔ مرقاۃ ج اص ۱۹۰ میں مونچھ کی مقدار ہونٹ کے اوپر والے کنارے کی اٹھان کے برابر لکھی گئی ہے، تاہم یہاں خیال رہے کہ جیسے داڑھی کو سیاہ رنگ کرنے میں مجاہد مستثنیٰ ہیں ایسے ہی "مجاہد و غازی اس سے بھی مستثنیٰ ہیں۔ اور انہیں اجازت ہے کہ وہ مونچھوں کو لمبا یا موٹا رکھیں تا کہ دشمن پر رعب پڑے مگر اتنا لمبا نہ کریں کہ ہونٹ ڈھک جائیں البتہ اطراف سے بڑھا سکتے ہیں۔ کیونکہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ و دیگر کچھ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے تھے" (۷)۔

خبردار رہیں کہ دینی احکامات پر عمل نہ کرنا تو بہرحال گناہ ہے مگر "دین و شریعت کا مذاق اڑانا اور احکام شرع کی توہین کرنا، از راہِ مذاق کلمہ کفر کہنا اور گناہ کو حلال اور جائز جاننا کفر ہے کیونکہ یہ دراصل شریعت کو جھٹلانے اور اس سے انکار کرنے کی علامت ہے" (۸)۔ اس بارے اللہ کریم جل جلالہ فرماتا ہے (القرآن) "وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا، اور اللہ کریم جل جلالہ کی آیتوں کا مذاق نہ بنالو" (۹)۔ اور (حدیث) آقا کریم ﷺ یوں تنبیہ فرماتے ہیں "جو ہنس ہنس کر گناہ کرتا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں جائے گا" (۱۰)

(۱) ترمذی ج ۲ ح ۲۶۶۳، نسائی ح ۱۳، ۴۹۶۰ (۲) ابوداؤد ج ا ح ۱۸۸، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۴۴۷، شمائل ترمذی ص ۱۲۶ قوت القلوب ج ۲ ص ۳۴۳ (۳) مدارج النبوت ج ا ص ۲۹ (۴) قوت القلوب ج ۲ ص ۳۴۲ (۵) قوت القلوب ج ۲ ص ۳۴۲ (۶) قوت القلوب ج ۲ ص ۳۴۳ (۷) مدارج النبوت ج ا ص ۲۹ (۸) تکمیل الایمان ص ۱۷۰ (۹) سورۃ البقرۃ، ۲۳۱ (۱۰) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مکاشفۃ القلوب ص ۶۷۵۔

اور پھر بعض ایسے لوگ اتنے منہ پھٹ ہو جاتے ہیں کہ اپنی اس حرکت کا فخر سے چرچا کرتے پھرتے ہیں کہ آج میں نے ایک ملاّں کی یوں کہہ کر خوب درگت بنائی استغفر اللہ۔ اللہ ﷻ کا فرمان یاد رکھیں (القرآن) ''اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم اُنہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ اُن کیلئے بھلا ہے، ہم تو اسلئے اُنہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ گناہ میں اور بڑھیں'' (۱)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے اللہ کریم ﷻ نے فرمایا (القرآن) ''وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ'' (۲)۔ یادرکھیں گناہ کو جائز اور حلال سمجھنا اور اُسے ہیچ سمجھنا کفر ہے لہٰذا (حدیث) ''معمولی گناہوں سے بچو کہ اللہ کریم جل جلالہ ان کے بارے میں پوچھے گا'' (۳)۔ لہٰذا ''گناہ کے چھوٹا ہونے کو مت دیکھو بلکہ اُس کی کبریائی کو دیکھو جس کے سامنے تم وہ گناہ کر رہے ہو'' (۴)۔ اور (حدیث) اور ''اللہ کریم ﷻ چاہے تو بہت بڑے گناہ کو معاف فرمادے اور چاہے تو کسی چھوٹے سے گناہ پر عذاب دے دے'' (۵)۔ جیسا کہ (حدیث) ''ایک آدمی قیامت کے دن دوسرے کو پکڑ لے گا کہ ''تُو نے میری دیوار سے ایک تنکا اُٹھایا تھا اُس کا حساب دے''، اسی طرح ایک شخص دوسرے کو پکڑے گا کہ اُس نے میرے کپڑے سے بٹن لے لیا تھا'' (۶)۔ اسلئے خدا کیلئے اللہ کریم ﷻ کے قہر سے ڈریں نہ صرف سرکار کریم ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑانا چھوڑ دیں بلکہ خود بھی ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار لیں ورنہ اس رب قہار و جبار ﷻ کیلئے تمہیں کتے اور خنزیر بنا دینا کوئی مشکل نہیں کیونکہ وہ فرماتا ہے (القرآن) ''اور اگر ہم چاہتے تو اُن کے گھر بیٹھے اُن کی صورتیں بدل دیتے'' (۷)۔ یہ صرف پیارے آقا کریم ﷺ کی کرم نوازی ہے ورنہ ہماری کرتوتیں کسی طرح بنی اسرائیل سے کم نہیں کہ جن کی شکلیں بگاڑ کر ریچھ، خنزیر اور بندر بنا دی گئیں (۸)۔ اسی بنا پر دمشق کے والی سلطان حسن بن محمد نے داڑھی منڈانے والوں کو ملک بدر کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور اس بارے حضرت ابو اسحاق فزاری علیہ الرحمۃ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ میں قبریں کھودنے پر مامور تھا بعض قبریں ایسی دیکھیں کہ جن میں مُردوں کے مُنہ قبلہ سے منحرف تھے تو میں نے حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ سنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہیں (۹)۔

داڑھی کی تراش خراش: مٹھی بھر داڑھی رکھنا واجب ہے داڑھی منڈانا یا کترانا فسق

(۱) سورۃ آل عمران، ۱۷۸ (۲) سورۃ الاعراف، ۱۷۹ (۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابن ماجہ ح ۴۲۴۳ (۴) قال سیدنا بلال بن سعد رضی اللہ عنہ قوت القلوب ج ۱ ص ۲۴۱ (۵) قال سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ قوت القلوب ج ۱ ص ۲۴۶ (۶) قال سیدنا ابن مبارک علیہ الرحمۃ قوت القلوب ج ۲ ص ۳۶۴ (۷) سورۃ یٰس، ۶۷ (۸) معارج النبوت ج ۲ ص ۵۰۴ (۹) شرح الصدور ص ۲۹۰۔

ہے(۱)۔اور اگر بال مٹھی بھر سے زیادہ ہوں تو اُس بارے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ بہت پیارا تھا کہ (حدیث) ''آپ اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑتے تو جو مٹھی سے باہر بال ہوتے اُنہیں کاٹ دیتے تھے'' (۲)۔ایسے ہی (حدیث) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ داڑھی مٹھی سے پکڑ لیتے (یعنی قبضہ بھر) جو اس سے زائد ہوتی اُسے ترشوا دیتے تھے'' (۳)۔اور یہ عمل اس حدیث پاک کی شرح ہے کہ جس میں ہے کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کی لمبائی چوڑائی سے کچھ کتروایا کرتے تھے'' (۴)۔نیز (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی داڑھی دیکھی جو زیادہ لمبی تھی تو فرمایا'' کاش تم اسے کاٹ دیتے، پھر ہاتھ سے داڑھی کے پہلوؤں کی طرف اشارہ فرمایا'' حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم حضرت سیّدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا تھا'' (۵)۔ایسے ہی (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکھرے ہوئے بالوں والے کو دیکھا اور فرمایا ''کس قدر بدصورت ہے، اپنی داڑھی اور سر کے بالوں میں سے کچھ کاٹ دو'' (۶)۔یہی عمل تابعین کی ایک جماعت کا تھا اور امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پسند کیا (۷)۔

استقبالِ قبلہ:

نوٹ: یہ طریقہ ادائیگی ومسائل بلا جماعت تنہا نمازی کیلئے زیر قلم ہیں۔

(القرآن) ''وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ، اور اپنے مُنہ سیدھے کرو (قبلہ کو) ہر نماز کے وقت'' (۸)۔(القرآن) ''فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ ، تو اپنا منہ سیدھا کرو عبادت کیلئے'' (۹)۔

مسلمانوں کا پہلا قبلہ بیت المقدس تھا۔یہی قبلہ یہودیوں کا بھی تھا۔(حدیث) حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''یہودی وعیسائی اس پر خوش ہوتے تھے'' (۱۰)۔کہ مسلمان ہمارے قبلہ کے تابع ہیں، اسطرح (حدیث) حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہجرت کے بعد مدینہ پاک میں 16 یا 17 ماہ تک جان سے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف رُخ انور فرما کر نماز

(۱) مرآۃ المناجیح ج۶ ص۱۵۴ (۲) بخاری ج۳ ح۸۳۶، الحدیث الموت، شعب الایمان ج۵ ح۶۴۳۲، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۱۵۴، قوت القلوب ج۲ ص۳۴۴، شاہکارِ ربوبیت ص۲۶۰ (۳) شعب الایمان ج۵ ح۶۴۳۲، ابن ابی شیبہ، فتح القدیر ج۴، شاہکارِ ربوبیت ص۲۶۰ (۴) عن عمرو بن شعیب تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج۲ ح۶۶۴، مسند امام اعظم ح۴۳۴، شعب الایمان ج۵ ح۶۴۳۹، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۱۵۴، کشف الغمہ ج۱ ص۱۰۱، الوفاء ص۶۳۰، شاہکارِ ربوبیت ص۲۶۰ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، کشف الغمہ ج۱ ص۱۰۰ (۶) شعب الایمان ج۵ ح۶۴۳۰ (۷) قوت القلوب ج۲ ص۳۴۵ (۸) سورۃ الاعراف، ۲۹ (۹) سورۃ الروم، ۴۳ (۱۰) مسند امام احمد ج۱ ح۱۲۸۱۔

پڑھی "(۱)۔ جس کے بارے اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) "اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول (ﷺ) کی پیروی کرتا ہے" (۲)۔ مگر آپ ﷺ کی رضاء وخواہش یہ تھی کہ کعبہ معظّمہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہو (۳)۔ چنانچہ یہ 15 رجب 2ھ بمطابق 12 جنوری 624ء پیر یا منگل کا دن تھا جبکہ آپ ﷺ کی عمر مبارک 54 سال 4 ماہ 7 دن تھی آپ ﷺ مدینہ منوّرہ کے محلّہ بنوسلمہ میں اُمّ بشر بنت براء بن معرور رضی اللہ عنہا کو ملنے کیلئے تشریف لے گئے (۴)۔ وہاں نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا تو سرکار کریم ﷺ نے "مسجد بنی سلمہ" (جو کہ بعد میں "مسجد قبلتین" "یعنی دو قبلوں والی مسجد مشہور ہوئی) میں نماز ادا فرمانا شروع کی، صفیں آراستہ تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقتدی تھے، ابھی 2 رکعت نمازِ ظہر فرض ادا کی گئی تھی کہ محبوبِ خدا ﷺ کی رِضا اور خواہش جو کہ دل میں ہی تھی ابھی زبان پاک پر نہیں آئی تھی (۵)۔ اُسے جان کر اللہ کریم ﷻ نے فرمایا (القرآن) "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا، اے محبوب! ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ ﷺ کا آسمان کی طرف رُخ انور کرنا تو ضرور ہم آپ ﷺ کو پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف جس میں آپ ﷺ کی خوشی ورضاء ہے" (۶)۔ اور پھر نماز ہی میں یہ حکم الٰہی نازل ہو گیا (القرآن) "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ، اے حبیب! پس ابھی اپنا رُخِ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے، اور اے مسلمانوں تم بھی جہاں کہیں ہو اپنے چہرے اُسی کی طرف پھیر لو" (۷)۔ سبحان اللہ۔ چنانچہ "آقا کریم ﷺ نے نماز میں ہی اپنا چہرہ مبارک بیت اللہ شریف کی طرف پھیر لیا اور نماز ظہر کی باقی 2 رکعت اُس طرف رُخ مبارک کر کے پڑھیں" (۸)۔ اور تمام مقتدیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ (حدیث) حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہود و نصاریٰ کو یہ بات بڑی تکلیف دہ گزری" (۹)۔ لہٰذا کفّار کا مُنہ توڑ جواب دینے کیلئے اللہ کریم ﷻ نے فرمایا (القرآن) "بیوقوف کہیں گے کہ جس قبلہ پر مسلمان پہلے تھے اُنہیں کس چیز نے اُس سے پھیر دیا، تو فرما دو کہ اللہ کریم ﷻ کیلئے ہی مشرق ومغرب ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ

(۱) بخاری ج۱ ح ۳۸۷، مسلم ج۱ ح ۱۰۷۸، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۰۵۸، احمد ج۱ ح ۹۵۳، ترمذی ج۱ ص ۲۰۷، مؤطا امام مالک ح ۴۵۹، ابن حبان ح ۱۷۱۶، خصائص کبریٰ ج۱ ص ۴۶۷، ابن خزیمہ ح ۴۳۷، بیہقی ح ۲۰۲۲، طبقات ابن سعد ج۲ ص ۱۶ کشف الغمہ ج۱ ص ۲۰۵، خزائن العرفان، مسجد نبوی ص ۱۰۴، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۲۳۸ حصہ ۲ ص ۱۴۴، ۲۷۵، الکعبۃ المعظمہ والحرمین مطبوعہ بن لادن گروپ مدینہ پاک۔ (۲) سورۃ البقرۃ، ۱۴۳ (۳) بہار شریعت (۴) الوفاء ص ۳۱۱، طبقات ابن سعد ج۲ ص ۱۵، رحمۃ للعالمین حصہ دوم ص ۳۶۶ (۵) فیوض الباری ج۱ ص ۲۳۸ (۶) البقرہ، ۱۴۴ (۷) سورۃ البقرہ ۱۴۴، (۸) طبقات ابن سعد ج۲ ص ۱۵، فیوض الباری ج۱ ص ۲۳۹ (۹) عن سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ احمد ج۱ ح ۱۲۸۱۔

کی طرف ہدایت فرماتا ہے" (۱)۔ اور پھر "اُس دن نماز عصر وہ پہلی نماز تھی جو پیارے آقا کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں پڑھی اور رُخِ انور کعبہ معظّمہ کی فرمایا" (۲)۔ تب سے آج تک اور تا قیامت کعبہ مکرمہ کو ہمارا قبلہ قرار دے دیا گیا اور حکم دے دیا گیا۔ **ف ـــــ**: تاہم علمی خوشحالی کیلئے یادرہے کہ حضرت سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ وہ پہلے ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی کیونکہ آپ ایک قافلہ کے ساتھ تھے بوقت نماز سب نے بیت المقدس کی طرف رخ کیا مگر آپ نے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی حالانکہ ابھی قبلہ کی تبدیلی نہ ہوئی تھی (۳)۔

مگر ایسا ہرگز ہرگز خیال نہ کریں کہ بیت اللہ شریف کو سجدہ کرتا ہوں، ایسا کرنا گناہ، شرک اور حرام ہے بلکہ سجدہ اللہ کریم عزوجل کو اور رُخ قبلہ کو اور اگر یہ خیال آجائے کہ نماز مکّہ پاک میں یا مدینہ پاک میں ادا کر رہا ہوں تو سبحان اللہ۔ دراصل قبلہ اس مکان مبارک کا نام نہیں جو بیت اللہ شریف کی شکل میں موجود ہے بلکہ قبلہ وہ فضاء ہے جو اس بناء کی محاذات میں ساتویں زمین سے عرش تک ہے اگر بالفرض اس عمارت کو اس جگہ سے ہٹا دیا جائے اور کسی دوسری جگہ رکھ دیا جائے تو وہ قبلہ نہ ہوگا بلکہ قبلہ یہی مقام ہے اُدھر ہی کو رُخ کر کے نماز ادا کرنا ہوگی (۴)۔

۞۔ اگر آپ کسی ایسی جگہ ہیں جہاں قبلہ سمت معلوم نہیں تو کسی سے پوچھنا ضروری ہے اور اگر کوئی بتانے والا نہیں ہے تو <u>**تحرّی کریں**</u> جس کا مطلب ہے کہ اپنے دل میں خوب سوچ بچار کریں پھر جدھر دل گواہی دے اُدھر رُخ کر کے نماز پڑھ لیں نماز درست ہوگی خواہ سمت غلط ہی کیوں نہ ہو (۵)۔ کیونکہ (حدیث) ہم پیارے آقا کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے رات نہایت تاریک تھی ہمیں قبلہ سمت معلوم نہ ہو سکی ہم نے اندازہ سے نماز ادا کر لی صبح کو جب آفتاب طلوع ہوا تو معلوم ہوا کہ غیر قبلہ کو نماز ادا کی گئی اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی، **فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ**، یعنی پس جس طرف بھی تم رُخ کرو اُسی طرف اللہ کریم عزوجل کی ذاتِ رحمت موجود ہے" (۶) یہی سجدۂ تلاوت کیلئے ہے (۷)۔

۞۔ اگر سمت قبلہ کا علم نہیں اور بغیر تحرّی کئے نماز پڑھی پھر جدھر رُخ کیا وہ سمت درست نہ تھی تو نماز نہ ہوگی اعادہ ضروری ہے۔ اور اگر سمت درست تھی تو ہو جائے گی۔ اور اگر تحرّی کر کے نماز پڑھی مگر

(۱) سورۃ البقرہ، ۱۴۲ (۲) فیوض الباری ج۱ص ۲۳۹ بحوالہ بیضاوی (۳) میرے حضور ﷺ کے دیس میں، ص ۴۵ (۴) بہار شریعت (۵) نورالایضاح، مالابد منہ، قدوری، عالمگیری ج۱ص ۹۹، ۱۰۰، ہدایہ ج۱ص ۲، شرح نقایہ ج۱ص ۶۶، کبیری ص ۲۱۷، ۲۱۸ (۶) سورۃ البقرہ، ۱۱۵، عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۳۴۷، بلوغ المرام ح ۲۲۵ ص ۹۲ (۷) عالمگیری ج۱ص ۱۰۱

بعد میں علم ہوا کہ سمتِ قبلہ اُدھر نہ تھی تو بھی نماز ہوگئی (۱)۔

۞۔ کسی سے قبلہ سمت پوچھ کر نماز پڑھ لی کچھ دن بعد علم ہوا کہ وہ سمت درست نہ تھی تو بھی نماز ہوگئی (۲)

۞۔ آپ نے تحرّی کر کے نماز پڑھ لی حالانکہ وہاں قبلہ سمت بتانے والا شخص تھا مگر نہ پوچھا بعد میں معلوم ہوا کہ جدھر رُخ کیا اُدھر ہی قبلہ تھا تو نماز درست ہے ورنہ نہیں (۳)۔ اور اگر پوچھا مگر بتانے والے نے نہ بتایا اور آپ نے تحرّی کر کے نماز پڑھ لی اور اُس شخص نے بعد میں بتایا کہ قبلہ اُدھر نہ تھا تو آپ کی نماز درست ہے (۴)۔ نہ بتانے والا گنہگار ہوا۔

۞۔ تحرّی کر کے نماز پڑھنا شروع کی نماز ہی میں کسی طرح سے معلوم ہوگیا یا پختہ ارادہ بدل گیا کہ قبلہ فلاں طرف ہے، تو نماز ہی میں بلا تاخیر اُس طرف گھوم جائیں (۵)۔ اور اگر پھر پختہ ارادہ بدل جائے یا نئی خبر آجائے تو پھر اُس طرف گھوم جائیں یوں اگر تھوڑی تھوڑی دیر بعد رائے بدلتی رہے تو گھومتے جائیں، تاخیر ہرگز نہ کریں، بیشک ایک ہی نماز میں چاروں طرف مُنہ کیا تو بھی نماز ہوگئی کیونکہ (القرآن) "تم جدھر منہ کرو ادھر اللہ کریم جل جلالہ ہی کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے" (۶)۔ اور اگر نہ گھومیں یا سوچتے رہیں گے کہ گھوموں یا نہیں اور اس میں اتنی تاخیر کردیں گے کہ عملِ کثیر جتنا وقت گزر گیا تو نماز نہیں ہوگی (۷)۔

۞۔ ایک آدمی تحرّی کر کے نماز پڑھ رہا تھا کہ آپ آگئے اُس کی قبلہ سمت درست نہ تھی جبکہ آپ کو قبلہ کی صحیح سمت کا علم تھا تو اُسے ضرور آگاہ کریں ورنہ اُس کی نماز ہوجائے گی اور آپ گنہگار ہوں گے۔ بتانے کا طریقہ یہ ہے کہ اُس کے نزدیک جا کر ہاتھ سے اشارہ کر کے کہہ دیں یا سمجھا دیں کہ قبلہ اِس طرف ہے یا پکڑ کر سیدھا کردیں ہر طرح سے درست ہے مگر پہلے اُسے احساس دلادیں کہ اُس کی سمت قبلہ درست نہیں اور مَیں درست کرنا چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی نمازی کسی نمازی کو سمت بتائے تو صرف اشارہ کردے بولے نہیں (۸)۔

۞۔ ایک آدمی نے تحرّی کر کے نماز شروع کی دوسرا بھی دیکھا دیکھی اُدھر رُخ کر کے نماز پڑھنے لگا تو اُس دوسرے کی نماز نہ ہوگی، کیونکہ اُس کیلئے بھی تحرّی کرنا ضروری ہے۔ اور اگر اُس دوسرے کے

(۱) مالابدمنہ شرح نقایہ ج۱ص ۶۶، درمختار ج۱ص ۶۹، عالمگیری ج۱ص ۱۰۰، شامی، تنویرالابصار، کبیری، قدوری، نورالایضاح (۲) فتاوٰی دیوبند (۳) ردالمحتار، عالمگیری ج۱ص ۹۹، منیۃ المصلی (۴) منیۃ المصلی، بہارشریعت، غنیۃ، عالمگیری ج۱ ص۱۰۰ (۵) عالمگیری ج۱ص ۹۹، مؤطا امام محمد ح ۲۸۱، ہدایہ ج۱ص ۶۲، کبیری ص ۲۲۱ (۶) سورۃ البقرہ ۱۱۵ (۷) درمختار، شامی، قدوری، بہارشریعت، عالمگیری ج۱ص ۱۰۱ (۸) درمختار، فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ج۴۔

یقینی خیال میں قبلہ کسی دوسری طرف ہے تو وہ پہلے کی پرواہ کئے بغیر جدھر اُس کا دل مانے اُدھر رُخ کر لے۔ یوں دونوں کا رُخ الگ الگ ہوگا مگر نماز دونوں کی درست ہے(۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''ہم آقا کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے بادل چھا جانے کی وجہ سے ہم میں قبلہ سمت میں اختلاف ہو گیا ہر ایک نے اپنی مرضی سے (تحرّی کرکے) کسی سمت رخ کر کے نماز پڑھی اور اپنے سامنے لکیر لگا لی تا کہ پہچان رہے جب اس کا تذکرہ آقا کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا بلکہ فرمایا ''یہ نماز تمہارے لئے کافی ہے'' (۲)۔

۞۔ اگر کوئی دشمن کے ڈر سے یا بیماری کے سبب سے قبلہ کی طرف رُخ نہ کر سکے تو جدھر اُس کو طاقت ہو اُدھر رُخ کر کے نماز پڑھ لے (۳)۔

کشتی، گاڑی اور سواری پر نماز:

۞۔ مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۰۱۹، بیہقی اور دار قطنی کی مرفوعہ اور موقوفہ احادیث کے مطابق چلتی گاڑی میں نماز پڑھنا جائز ہے (۴)۔

۞۔ جانور کی سواری پر نماز فرض اور وتر درست نہیں ہے البتہ بصورتِ عذر جائز ہے (۵)۔ سواری سے اترنے کی صورت میں جانور، سامان یا اپنی ذات کو چور، دشمن یا درندے کا خوف ہو۔ بارش ہو رہی ہو اور جگہ کیچڑ والی ہو۔ قافلہ سے بچھڑنے کا ڈر ہو، جانور سرکش ہو۔ یا آپ اترنے اور سوار ہونے سے عاجز ہوں اور کوئی سوار کرانے والا نہ ہو تو (۶)۔ تو ان صورتوں میں سواری پر نماز فرض درست ہے اعادہ لازم نہیں (۷)۔ کہ (القرآن) ''فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا، پس اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے (نماز پڑھ لو)'' (۸)۔

۞۔ جانور کی سواری پر نوافل پڑھنا جائز ہے (۹)۔ اس صورت میں استقبال قبلہ شرط نہیں جدھر سواری کا رُخ ہو آپ بھی اُسی طرف ہی رُخ کریں اگر اُدھر رُخ نہ کیا تو نماز نہ ہوگی (۱۰)۔ اور ضروری ہے کہ بوقتِ نیّت نماز سواری حرکت میں ہو کھڑی نہ ہو اور نیّت میں یہ ضرور کہیں ''مُنہ قبلہ کی طرف کرتا ہوں'' ایسی نماز میں رکوع و سجود اشارہ سے کریں اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکیں مگر کسی چیز پر اپنی پیشانی نہ رکھیں جائز نہیں خواہ جانور چلتا ہو یا کھڑا ہو (۱۱)۔ اس بارے (حدیث) ''میں

(۱) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۰ (۲) قال سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، بیہقی ح ۲۰۶۷، حاکم ج ۱ ح ۷۴۳، ونحوہا بن ماجہ ح ۱۰۶۸ (۳) مالابد منہ (۴) فتاوٰی نوریہ ج ۱ ص ۲۰۸ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۹۹ (۶) درمختار، شامی (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۹ (۸) سورۃ البقرۃ، ۲۳۹ (۹) مؤطا امام محمد ح ۲۰۸، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۹۹، ۲۲۸ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۹۹، ۲۲۸، منیۃ المصلی (۱۱) درمختار، شامی، ہدایہ، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۸، بحر الرائق۔

نے رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سواری پر تھے اور اُسی طرف رُخ انور فرما کر نماز نفل سَر سے اشارہ کرتے ہوئے ادا فرما رہے تھے جس طرف سواری کا مُنہ تھا" (۱)۔ اور (حدیث) "آقا کریم ﷺ سفر میں اپنی اونٹنی پر رات کے نوافل ادا فرماتے، جدھر سواری کا منہ ہوتا آپ ﷺ بھی اُسی طرف رُخ انور فرماتے تھے سوائے فرضوں کے" (۲)۔ نیز (حدیث) "جب پیارے آقا کریم ﷺ سفر کرتے اور سفر میں نماز (نفل) پڑھنا چاہتے تو شروع کرتے وقت اپنی اُونٹنی کو قبلہ کی طرف متوجہ کر لیتے، اُس کے بعد سواری کا جس طرف رُخ ہو جاتا نفل پڑھتے رہتے" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "آقا کریم ﷺ اپنی سواری پر (نفلی) نماز پڑھا کرتے تھے خواہ اس کا منہ کسی طرف ہوتا" (۴)۔ مگر (حدیث) "جب آپ ﷺ فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف رُخ انور فرما کر نماز پڑھتے" (۵)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسے ہی کرتے تھے کہ حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے شام سے تشریف لاتے ہوئے گدھے پر نماز نفل پڑھی جبکہ آپ کا رُخ قبلہ کی بائیں جانب تھا، ابن سیرین کے پوچھنے پر (حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر مَیں آقا کریم ﷺ کو اس طرح سواری پر نفل پڑھتے نہ دیکھتا تو مَیں بھی سواری پر ایسے نفل نہ پڑھتا" (۶)۔ سواری پر نفل پڑھنے کا یہ حکم مسافر اور غیر مسافر دونوں کیلئے ہے بیشک کوئی شخص اپنی زمینوں کو جاتا ہو (۷)۔

۞۔ کشتی اگر دریا کے کنارہ پر ہو اور آپ خشکی پر آ سکتے ہوں تو کشتی میں نماز جائز نہیں، ایسی صورت میں زمین پر اُتر کر نماز ادا کریں (۸)۔ اور "اگر بیچ میں ہوں اور وقت کم ہو تو قبلہ رُخ نماز شروع کر دیں جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے اپنا رُخ بھی بدل کر قبلہ کی طرف کرتے جائیں (۹)۔ اور "اگر کشتی پر نماز پڑھتے ہوئے چکّر آنے اور گرنے کا امکان نہ ہو تو پھر فرض و واجب نماز اور سنّت فجر کھڑے ہو کر

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۰۲۷، مسلم ج۱ ح۱۵۰۸، ترمذی ج۱ ح۳۳۳، بلوغ المرام ح۲۲۷ ص۹۲، فیوض الباری حصہ۲ (۲) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۱۸۳، بخاری ج۱ ح۱۰۳۶، مسلم ج۱ ح۱۵۰۷، سنن نسائی ح۴۸۶، ابوداؤد ج۱ ح۱۲۱۱، مسند امام احمد ج۱ ح۱۲۸۸، سنن دارمی ح۱۵۵۱، بیہقی ح۲۰۵۲، مسند امام اعظم ح۱۵۴، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۰، قدوری (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۲۱۲، مسند امام احمد ج۱ ح۱۲۹۵، مشکوٰۃ ح۱۲۶۷، بلوغ المرام ح۲۲۸ ص۹۲، مراٰۃ المناجیح ج۲ ص۲۹۸ (۴) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۸۸، مسلم ج۱ ح۱۵۰۸، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۲۶، مؤطا امام محمد ح۲۰۵ (۵) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۸۸، ۱۰۳۲، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، دارقطنی، فیوض الباری ج۲ ص۱۴۵، ج۴ ص۱۲۶، باللفظ لہٗ مسلم ج۱ ح۱۵۱۵ (۶) عن سیّدنا انس بن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری ج۱ ح۱۰۳۳، فیوض الباری حصہ۴ ص۵۴ (۷) عالمگیری ج۱ ص۲۲۸ (۸) غنیۃ، درمختار، ردالمحتار، نور الایضاح، بہار شریعت ج۱ ص۲۶۵، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۳۳، عالمگیری ج۱ ص۲۲۹ (۹) درمختار، ردالمحتار، غنیۃ، نور الایضاح، بہار شریعت ج۱ ص۲۶۵، غنیۃ، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۴۵، عالمگیری ج۱ ص۹۹، ۲۳۰۔

پڑھنا ضروری ہے اور اگر چکر آئیں اور گرنے کا گمان غالب ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھ لیں (۱)۔ کہ (حدیث) ''اگر ڈوبنے کا خوف نہ ہو تو کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو'' (۲) نیز (حدیث) ''کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھیں جب تک دشواری نہ ہو، کشتی کے ساتھ ساتھ (قبلہ سمت کو) گھومتے جائیں ورنہ بیٹھ کر پڑھیں'' (۳)

نیتِ نماز:

نیّت ہر نماز کیلئے شرط ہے۔ لہٰذا جب آپ تکبیر تحریمہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ رہے ہوں تو اُس وقت نماز کی نیّت دل میں حاضر ہونی چاہیئے (۴)۔ جو کہ اِس طرح ہے ''نیّت کی میں نے 4 رکعت نماز فرض کی، وقت نمازِ ظہر مُنہ قبلہ کی طرف عبادت اللہ کریم کی'' (۵)۔ جو تنہاء نماز پڑھے اس کیلئے نیّت میں ان چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے [۱] اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں، [۲] فلاں وقت کی جیسے آج کی ظہر پڑھتا ہوں [۳] چار رکعت فرض ادا کرتا ہوں [۴] قبلہ کی طرف رُخ کرتا ہوں (۶)

۞۔ نماز کی نیّت کا تعلق انسان کے دل سے ہے تاہم دل کی نیّت کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیّت کر لینا مستحسن و افضل و مستحب ہے تا کہ زبان کی دل کے ساتھ موافقت ہو جائے (۷)۔ کیونکہ (حدیث) ''آدمی اُس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کا دل زبان کے ساتھ اور زبان دل کے ساتھ برابر نہ ہو'' (۸) نیز (حدیث) ''کسی بندہ کا ایمان مستقیم نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مستقیم نہ ہو اور دل مستقیم نہیں ہوتا جب تک زبان مستقیم نہ ہو'' (۹) یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ زبان سے نیّت کرنا **بدعت حسنہ** ہے مگر اِس بدعت کا کوئی چرچا کرتا ہے نہ اِس سے اختلاف کرتا ہے بلکہ ہر کوئی سُنّی، دیوبندی، وہابی بڑے اہتمام سے اس پر عمل کر رہے ہیں پھر حیرت ہے کہ دیگر کئی نیک و مستحسن ترین اعمال پر کیوں کچھ لوگ سوچ میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان کے بارے تو احادیث بھی وارد ہیں اور فقہاء و مشائخِ دین اتفاق بھی کرتے ہیں جیسے قبل از اذان صلوٰۃ وسلام، انگوٹھے چومنا اور محفل میلادِ پاک منانا وغیرہ جبکہ یہ سب کام عزت و توقیر اور ناموسِ رسالت مآب ﷺ کا باعث اور بخشش کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا ان اعمال صالحہ پر طعن و تشنیع کرنے سے دلوں کے زنگ اور منافقت کا پتا چلتا ہے

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۹، نور الایضاح، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۳۳ (۲) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۱ ح ۱۰۱۹، بیہقی ح ۵۲۷۷ (۳) قال سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری ج ۱ ح ۳۷۰، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۳۲ (۴) درمختار، بہار شریعت عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۲، منیۃ المصلی (۵) احیاء العلوم (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۳ (۷) فتاوٰی قاضی خان، ہدایہ، فتاوٰی عالمگیری ج ۱ ص ۵۰، شرح وقایہ ص ۱۵۹، جامع الرموز ص ۶۱، ترغیب، احیاء العلوم، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۶، شرح سفر السعادت ص ۳۶، اشعۃ اللمعات ص ۳۶، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۱۷، غنیۃ الطالبین، درمختار (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، ترغیب ص ۴۳۵ (۹) مسند امام احمد، ابن ابی الدنیا، ترغیب والترہیب ص ۴۷۱۔

۞۔ جب ایک بار نماز کی نیّت کر لی اور اُس کی بناء پر نماز شروع کر دی تو پھر یہ نیّت نماز کے آخر تک دل میں قائم رہنی چاہیئے کہ مَیں نماز میں ہوں (۱) لہٰذا (حدیث) ''نماز میں اپنی نیّتوں کی حفاظت کرو'' (۲)

☆۔ تاہم یہ تو مجھ جیسے دنیادار کی نیّت ہے کہ توجہ قائم نہیں رہتی زبان پر کچھ دل میں کچھ ہوتا ہے۔ خواص کی نیّت فیاضِ عالم حضرت خواجہ غلام رسول تو گیروی علیہ الرحمۃ بتاتے ہیں کہ ''پہلے وضوء کر و یہ سمجھ کر کہ میرے سب گناہ دُھل رہے ہیں پھر جب نماز کیلئے کھڑے ہوں تو خیال کریں کہ آخرت میرے دائیں طرف دنیا بائیں طرف، جنّت دائیں طرف، دوزخ بائیں طرف، کعبہ سامنے، موت میرے سَر پر اور پاؤں پُل صراط پر ہیں اور اللہ کریم ﷻ مجھے دیکھ رہا ہے اور یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے'' (۳)

۞۔ نفل نماز کیلئے صرف نماز کی نیّت ہی کافی ہے، نیّت میں ''نفل'' نہ بھی کہیں تو حرج نہیں کہ کسی خاص نماز کی نیت کئے بغیر نماز پڑھنا نفل پڑھنا ہی شمار ہوتا ہے مگر نماز سنّت میں ''سنّت'' اور نماز تراویح میں ''تراویح'' کہہ لینا زیادہ بہتر ہے اگر نہ کہہ سکیں تو بھی نماز درست ہے۔ اسی طرح نمازِ جمعۃ المبارک کیلئے ''جمعۃ المبارک کی نیّت'' کرنا ضروری ہے (۴)۔

۞۔ فرض یا نفل نماز کی نیّت کرنے میں بھول کر دو رکعت کی بجائے 4 رکعت، یا 4 کی بجائے 2 کہہ دیا، یا فجر کی بجائے ظہر یا ظہر کی جگہ عصر وغیرہ کہہ دیا تو حرج نہیں کہ دل کی نیّت کا اعتبار ہے (۵)۔

۞۔ نیّت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اُس وقت آپ سے کوئی پوچھے کہ کون سی نماز پڑھتے ہو؟ تو فوراً بلا تامّل بتا دیں، اگر کچھ سوچ کر بتایا، تو نماز نہ ہوگی زبان سے کہنے کا کچھ اعتبار نہیں (۶)۔

تکبیر تحریمہ:

نماز کی نیّت کر لینے کے بعد (القرآن) ''وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا، اور اس کی بڑائی بولنے کیلئے تکبیر کہو'' (۷)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''کعبہ کی طرف رُخ کرو اور تکبیر کہو'' (۸)۔ لہٰذا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اُٹھائیں یہاں تک کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہو جائیں یا لَو سے لگ جائیں یہ تکبیر تحریمہ کہلاتا ہے جو کہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۹)۔ یہ تکبیر ایک حد بندی ہے جس کے بعد بعض ایسی چیزیں جو نماز سے پہلے حلال ہوتی ہیں جیسے

(۱) احیاء العلوم (۲) قال سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجمع الزوائد، قدوری (۳) تذکرہ مشائخ تو گیرہ شریف (۴) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۲، غنیۃ الطالبین، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۲ (۵) طبقات ابن سعد، درمختار، شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۱ (۶) درمختار، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۲ (۷) سورۃ بنی اسرائیل، ۱۱۱ (۸) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۱ ح ۷۹۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۵۰، سنن نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۲۸۸، ترمذی، بلوغ المرام ح ۲۷۹ ص ۱۰۳، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۴۴ (۹) کتاب الآثار، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۳۔

کھانا، پینا اور بات چیت وغیرہ وہ اس کے بعد حرام ہو جاتی ہیں اسلئے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

نماز کیلئے تکبیر تحریمہ کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ آستینوں اور کپڑے سے باہر نکالیں (۱)۔ اُنگلیاں نہ زور سے مِلائیں نہ بہت کھولیں یعنی اِن دونوں صورتوں کے درمیان اپنی عام حالت پر رہنے دیں (۲)۔ کہ (حدیث) ''جب پیارے آقا کریم ﷺ تکبیر کہتے تو اپنی اُنگلیوں کو (کچھ) کھولتے'' (۳)۔ اور ہتھیلی اور اُنگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھیں (۴)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی نماز کا افتتاح کرے تو ہاتھوں کو اُٹھائے اور ہتھیلیاں قبلہ رُخ کرے'' (۵)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''تُو ہاتھ اٹھا اپنے رب کریم ﷻ کی طرف کو اس طرح کہ ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں'' (۶)۔ اور انگوٹھے کانوں کی لَو تک لے جائیں یہاں تک کہ کانوں کی لَو کو چھوء جائیں (۷)۔ اس دوران ہاتھ نہ بہت آگے لے جاتے ہوئے اُٹھائیں نہ شانوں سے اوپر نہ شانوں سے یا کانوں سے پیچھے لے جائیں اور نہ ہی دائیں بائیں ہاتھ کو جھٹکیں اور نہ نیچے چھوڑیں بلکہ جب تکبیر کہہ لیں تو ہاتھ آہستگی سے نیچے لاتے ہوئے باندھ لیں، یہاں یہ بھی خیال رہے کہ ہاتھ تکبیر کہنے سے پہلے اُٹھانے ہیں (۸)۔ نیز اس دوران آنکھیں بند نہ کریں اور نہ ہی اپنی جگہ سے حرکت کریں اور نہ اِدھر اُدھر دیکھیں اور نہ ہی سَر کو نیچے یا اِدھر اُدھر جھکائیں بلکہ ادب سے رہیں (۹)۔

۞۔ اگر تکبیر تحریمہ کے وقت بدن یا لباس پر دِرہم سے زائد نجاست لگی ہو، پاؤں کے نیچے نجاست ہو (۱۰) سَتر کھلا ہو، رُخ قبلہ کو نہ ہو، سُورج عین نصفُ النہار پر ہو، تکبیر تحریمہ میں لفظ **اللّٰہ** کو ''**آللّٰہ**'' یا اَکْبَرْ کو ''**اَکْبَارْ** یا **آکْبَرْ**'' کہا، رکوع میں پہنچ کر تکبیر تحریمہ کہی، یا مقتدی امام سے پہلے پوری تکبیر تحریمہ یا صرف ''**اَکْبَرْ**'' کہہ گیا تو ان تمام صورتوں میں نماز شروع ہی نہیں ہوئی اس کا آغاز باطل ہے لہٰذا نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی (۱۱)۔

۞۔ اگر تکبیر تحریمہ کے وقت اس پر نجاست تھی یا سَتر کھلا تھا یا قبلہ سے پھرا ہوا تھا اور تکبیر کے فوراً بعد

(۱) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص۱۱۳ (۲) فیوض الباری حصّہ ۳ص۳۶۸، احیاء العلوم، عالمگیری ج۱ص۱۱۳ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۲۲۷، فیوض الباری حصّہ ۳ص۳۶۸، بیہقی ج۲ص۲۷، ابن حبان ج۳ص۱۹۵ (۴) عالمگیری ج۱ص۱۱۳ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، طبرانی، فیوض الباری حصّہ ۳ص۳۶۸، کبیری ص۳۰۰ (۶) عن فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، ابونعیم، فیوض الباری حصّہ ۳ص۳۶۸، مجمع الزوائد ج۱ص۱۰۲ (۷) نورالایضاح، قدوری، ہدایہ ج۱ص۶۴، کبیری ص۳۰۰ (۸) درمختار، ہدایہ ج۱ص۶۴، شامی، عالمگیری ج۱ص۱۱۳، ۱۷۳ (۹) احیاء العلوم، عالمگیری ج۱ص۱۱۳ (۱۰) عالمگیری ج۱ص۹۶ (۱۱) درمختار، بہارشریعت، ۱۷۶، عالمگیری ج۱ص۱۱۳، فتح القدیر۔

(لمحہ بھر کے اندر اندر) عمل قلیل سے اس نقص کو دور کرلیا تو نماز جائز ہے (۱)۔

۔ نماز پنجگانہ وعیدین وغیرہ کہ جن میں قیام فرض ہے اگر بیٹھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا پھر آپ کھڑے ہو گئے تو نماز باطل ہوگئی یعنی شروع ہی نہ ہوئی (۲)۔

۔ نماز نفل میں تکبیر رکوع میں کہی تو نماز نہ ہوئی بیٹھ کر کہتے تو ہو جاتی (۳)۔

۔ اگر تکبیر کہہ لی مگر ہاتھ نہ اُٹھائے تو اب نہ اُٹھائیں اور اگر اَللّٰہُ اَکْبَرُ پورا کہنے سے پہلے یاد آجائے تو فوراً ہاتھ اُٹھالیں نیز اگر کان کی لو تک بوجہ عذر نہ اُٹھا سکیں تو جہاں تک ممکن ہو اُٹھالیں (۴)۔

ہاتھ کانوں کی لوتک اُٹھانا:

تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں اس بارے اختلافِ آئمہ ہے۔ اہلسنّت فقہ حنفی کے مطابق تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں کی لوتک اُٹھانا سنّت نبوی ہے۔ (۵)۔ جس کے حق میں عرض ہے کہ:۔

۔ (حدیث) ''اَنَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی یُحَاذِیَ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ، پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوقتِ تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ کانوں کی لوتک اُٹھائے'' (۶)۔

۔ (حدیث) ''کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا اُذُنَیْہِ، پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ اُن کو اپنے کانوں کے برابر لے جاتے'' (۷)۔

۔ (حدیث) ''اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ، بیشک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے قریب (کانوں کی لو) تک اُٹھاتے اور پھر ایسا نہ کرتے (۸)۔

(۱) بحرالرائق، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۶ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۷، درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۶ (۳) شامی بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۶ (۴) عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۸۱ (۵) مالابدمنہ، نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۳ (۶) عن سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، عن سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۸۰۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۲۱، سنن نسائی ح ۸۷۲، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۳۸، مستدرک حاکم ج ۱، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۰۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۳، بیہقی ج ۲ ص ۲۸، مسند امام اعظم ص ۲۴۴ ح ۹۴، نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۱۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۷، قدوری، ۱۳۱، مشکوۃ المصابیح، ۶۲، ۱۱۳، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۵۲، ہدایہ ج ۱ ص ۶۴، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۷، کبیری ص ۲۹۸ (۷) عن سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، بخاری شریف، مسلم ج ۱ ح ۷۶۹، ۷۷۰، سنن نسائی ح ۸۷۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۴۰، طحاوی ص ۱۱۶، مشکوۃ ح ۷۳۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۵ (۸) عن حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۴۵۔

۞۔(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ (تکبیر کیلئے) ہاتھ اٹھاتے تو آپ ﷺ کے دونوں انگوٹھے کان کی لَو کے برابر ہوجاتے'' (۱)۔

۞۔(حدیث) ''آپ ﷺ کانوں کے برابر تک اپنے انگوٹھے اُٹھاتے'' (۲)۔

۞۔اگر دل میں تسلیم ورضا کی کوئی رتی ہو تو ماننے کیلئے یہ ایک واضح اور احسن ترین حدیث پاک ہی کافی ہے جس کا ہر راوی ثقہ ہر سند کمال عروج پر بے عیب وصحیح وحسن ہے (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں کانوں کی لو تک اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے'' (۳)۔

مزید ۞۔طحاوی عن ابوحُمید ساعدی رضی اللہ عنہ، ☆۔طحاوی شرح معانی الآثار عن عاصم بن کلیب جرمی تابعی علیہ الرحمۃ، ☆۔طحاوی عن مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ (۴)۔☆۔بخاری، ابوداؤد، نسائی عن ابوقلابہ تابعی علیہ الرحمۃ (۵)۔☆۔ابوداؤد، طحاوی، دارقطنی، احمد، عبدالرزاق عن براء رضی اللہ عنہ (۶)۔☆۔ مسند احمد ج ا ح ۱۳۵۳ عن ابن زبیر رضی اللہ عنہ ☆۔حاکم ج ا ح ۸۲۲ ؛بیہقی ح ۲۴۶۴ بشرط مسلم وبخاری عن انس رضی اللہ عنہ (۷)۔ **اور** مسند امام احمد، ابن ماجہ، بیہقی، مستدرک حاکم، طبرانی، دارقطنی، طحاوی، ابونُعیم، امام عبدالرزاق، ملاعلی قاری شرح مسند امام اعظم، مسند اسحٰق بن راہویہ وغیرہ نے اپنی اپنی اسناد سے احادیث نقل کی ہیں مگر یہاں بخوفِ طوالت درج نہیں کی جارہیں (۸)۔

۞۔کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کے بارے ابوداؤد اپنی سنن میں اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بحث کی اور لکھا کہ جب حضور اکرم ﷺ نے کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائے تب سردی کا عذر تھا (۹) جس کے بارے (حدیث) سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے دیکھا کہ آقا کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل اٹھاتے، اور راوی نے کہا'' جب میں پھر آیا تو میں نے دیکھا کہ جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نماز کے شروع میں ہاتھ سینے تک اٹھاتے تھے اور ان پر گرم لوئیاں تھیں'' (۱۰) یعنی سردی کے سبب ہاتھوں کو باہر نہیں نکالتے تھے۔لہٰذا جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کا اکثر فعل مبارک کانوں تک ہاتھ اُٹھانا ہے (۱۱)۔

فقہ حنفی کا کمال: تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کے بارے 3 قسم کی روایات ملتی ہیں

(۱) عن براء رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مسند امام احمد ج ا ح ۱۳۶۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، دارقطنی ج ا ص ۳۰۰، مستدرک حاکم ح ۸۲۲ ؛بیہقی ح ۲۴۶۴، عینی ج ۳ ص ۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸ ؛نصب الرایہ ج ا ص ۳۱۱ (۳) عن زین العابدین رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۴۷ (۴) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸ (۵) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸ (۶) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸ (۷) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۸ (۸) فیوض الباری، شرح مسلم، جاء الحق (۹) شرح مسلم نووی (۱۰) ابوداؤد ج ا ص ۱۰۵ ؛بیہقی ج ۲ ص ۲۸ (۱۱) نماز حنفی مدلل۔

ہیں 1= کندھوں کے برابر ہاتھ اُٹھانا۔٢= کانوں کی لَو تک ہاتھ اُٹھانا۔٣= کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھانا۔ آئمہ اربعہ میں کسی امام نے بیک وقت ان تینوں روایات پر عمل نہ فرمایا سوائے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے، چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا منشور حتی الوسع پیارے آقا کریم ﷺ کے ہر فرمان پر عمل پیرا ہونا تھا اسی کے پیش نظر آپ نے ہاتھ اُٹھانے کی جو ترکیب ذکر فرمائی ہے اس میں تینوں روایات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاتھوں کو اس طرح اُٹھائیں کہ ان کا نچلا حصہ کندھوں کے برابر اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر جبکہ اُنگلیوں کے پورے کانوں کے برابر آئیں۔ ماشاءاللہ۔ یہ صرف فقہ حنفی کا طرّہ امتیاز ہے کہ سرکار کریم ﷺ کے ہر فرمانِ اقدس کو قابل عمل گردانتے ہیں اس سے اُن لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو فقہ حنفی پر محض قیاس آرائی کا الزام لگاتے ہیں۔

ہاتھ زیرِ ناف باندھنے کی سنت:

تکبیر تحریمہ کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ بایاں ہاتھ نیچے رکھ کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا (little finger) سے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑ لیں جبکہ باقی 3 اُنگلیاں مِلا کر کلائی کے اوپر رکھیں (١)۔ بعض لوگ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد پہلے ہاتھ نیچے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں ان کا یہ طریقہ مکروہ ہے بلکہ ہاتھ کانوں کی لَو تک اُٹھانے کے بعد سیدھے ناف کے نیچے لاکر بلا تاخیر فوراً باندھیں یہی سنّت ہے (٢)۔

قیام میں ہاتھ باندھنے کے بارے (حدیث) حضرت سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "(عہدِ نبوی میں) لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے" (٣) **نیز** (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا" (٤) **نیز** (حدیث) "آقا کریم ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ تے تھے" (٥)۔ **نیز** (حدیث) "رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ، میں نے آپ ﷺ کو نماز میں اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہاتھ مبارک پر ناف کے نیچے رکھتے ہوئے دیکھا" (٦)

(١) نور الایضاح، مالابُد منہ، ہدایہ ج١ ص ٦٥، شرح نقایہ ج١ ص ٧٣، کبیری ص ٣٠٠، قدوری، عالمگیری ج١ ص ١١٤ (٢) شامی نور الایضاح ص ١٢١، قدوری (٣) بخاری ج١ ح ٧٠١، مشکوٰۃ ص ٦٧ ح ٧٤٢، ابوداؤد، احمد ج١ ح ١٣٦٤، مؤطا امام مالک ح ٣٧٨، مؤطا امام محمد ح ٢٨٩، بیہقی ح ٢١٥٨، معجم کبیر ح ٥٧٧٢، مرأۃ المناجیح ج٢ ص ٢٧، فیوض الباری حصہ ٣ ص ٣٧٥ (٤) عن غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ مسند احمد ج١ ح ١٣٦٥، ابوداؤد ج١ (٥) عن قبیصہ بن ھُلب طائی تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج١ ح ٢٣٩، ابن ماجہ ح ٨٥٥، مشکوٰۃ ح ٧٤٧، مرأۃ المناجیح ج٢ ص ٣١ (٦) عن وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ج١ ص ٣٩٠، عمدۃ الرعایہ ج١ ص ١٦٥، فیوض الباری حصہ ٣ ص ٣٧٧، آثار السنن ج١ ص ٦٩، عمدۃ الرعایہ، مرأۃ المناجیح ج٢ ص ٢٦، بالفاظ متقاربہ ابن ماجہ ح ٨٥٦، سنن نسائی ح ٨٧٧۔

نیز (حدیث) ''نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے'' (۱)۔ **نیز** (حدیث) ''عَنْ عَلِیٍّ اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ وَضْعَ الْیُمْنٰی عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ، بیشک نماز میں دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا سنّت ہے'' (۲)۔ **نیز** (حدیث) ''3 چیزیں اخلاقِ نبوی میں سے ہیں ''روزہ جلدی افطار کرنا، دیر سے سحری کرنا، نماز میں ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا'' (۳)۔ **نیز** (حدیث) ''3 چیزیں اخلاق انبیاء کرام علیہم السلام سے ہیں ''روزہ جلد افطار کرنا، (جب وقت ہوجائے)، سحری دیر سے کھانا اور نماز میں (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے'' (۴)۔ **نیز** (حدیث) حضرت سیّدنا ابو مِجلَز تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر ناف کے نیچے رکھیں'' (۵)۔ **نیز** ہاتھ باندھنے کا یہی طریقہ حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ کا ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمۃ وامام مسلم علیہ الرحمۃ کے استاد الحدیث حضرت امام ابوبکر ابن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ میں ج ۱ ص ۳۹۰ میں لکھتے ہیں اور آثار السنن ج ۱ ص ۷۱ میں بھی ہے۔ (۶)۔ **نیز** حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے بند پر ناف کے نیچے رکھیں کہ ہاتھ کا بند ہتھیلی کے درمیان ہوجائے'' (۷)۔ **اور** اسی طریقہ پر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابی ثور رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابی عبید بن جرید رضی اللہ عنہ، سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوجُحَیفہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا عقبہ بن صہبان رضی اللہ عنہ سیّدنا ابووائل تابعی علیہ الرحمۃ سیّدنا سعید بن جُبَیر تابعی علیہ الرحمۃ، اور سیّدنا حجّاج بن حسّان تابعی علیہ الرحمۃ سب کا اتفاق ہے (۸)۔

قیام:

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ زیر ناف باندھ کر کھڑا ہونا قیام کہلاتا ہے جو کہ فرض ہے (۹)۔ اور دربارِ الٰہی میں حاضری کا یہی طریقہ شانِ بندگی کے لائق ہے کہ بندہ دست بستہ کھڑا ہوجائے کہ (القرآن) ''وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ، اور جان سے پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حضور (نماز میں) قیام کرو ادب

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۵، مسلم ج ۱ باب ۱۵۴ المحلی ابن حزم، الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۲ (۲) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، دارقطنی ج ۱ ص ۲۸۶، احمد ج ۱ ح ۱۳۶۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۵۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۶، بالفاظ متقاربہ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۹۱ بیہقی، نیل الاوطار، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۶، شرح مسلم، مراقی الفلاح حاشیہ نور الایضاح (۳) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ابن حزم، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۷، عمدۃ القاری، عینی شرح بخاری، حاشیہ ابوداؤد، شرح مسلم، الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۲ (۴) قال سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ، عن امام حسین رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۳۰۰ ص ۲۱۱ (۵) ابن ابی شیبہ ج ۱، آثار السنن ج ۱ ص ۷۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۶ (۶) فتاوی عزیزی (۷) کتاب الآثار (۸) بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۵، جاء الحق ص ۴۹۰، سنّت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم (۹) ہدایہ ج ۱ ص ۶۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۷، کبیری ص ۲۶۱۔

ہے"(۱)۔اسی طرح حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ (القرآن) "اور اپنا ڈر دور کرنے کیلئے اپنے ہاتھ (جسم یا سینے سے) ملالیں"(۲)۔لہٰذا "ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ہمیشہ سے تعظیم کے قصد سے ہوتا رہا ہے"(۳)۔یہی قیامِ نماز ہے جو ادب ہی ادب ہے۔

قیام میں بالکل سیدھے کھڑے ہوں جس کی حد یہ ہے کہ اگر اپنے ہاتھ نیچے گرائیں تو وہ گھٹنوں تک نہ پہنچیں(۴)۔اور نظر سجدہ کے مقام پر رکھیں کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر اقدس رکھا کرتے تھے"(۵)۔اور اس بارے حکم بھی فرمایا کہ (حدیث) "اے انس! اپنی نگاہوں کو اُس جگہ لگاؤ جہاں سجدہ کرتے ہو"(۶)۔**اور** مستحب ہے کہ دونوں پاؤں کے درمیان 4 اُنگلی کا فاصلہ رکھیں (۷)۔کہ "**تَفْرِیْجُ الْقَدَمَیْنِ فِی الْقِیَامِ قَدْرَ اَرْبَعِ اَصَابِعَ**، دونوں قدموں کے درمیان قیام میں 4 اُنگلی کی مقدار فاصلہ ہو"(۸)۔**اور** یہ فاصلہ دونوں ایڑیوں اور دونوں انگوٹھوں کے درمیان ایک جیسا ہو(۹)۔**اور** نہ پاؤں ٹیڑھے رکھیں اور نہ آپس میں جوڑیں کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی نے حالت نماز میں ٹخنے بالکل ملا رکھے ہیں تو آپ نے فرمایا "اگر یہ ان کے درمیان کچھ فاصلہ رکھتا تو سنّت کو پالیتا"(۱۰)۔**اور** نہ پاؤں زیادہ پھیلائیں، کمر سیدھی، سر اور گردن برابر رکھیں، جھکائیں نہیں(۱۱)۔**اور** (حدیث) "نمازی نماز میں اپنے پاؤں کی اُنگلیاں بھی قبلہ کی طرف رکھے"(۱۲)۔**اور** پھر حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک پاؤں پر زور دے کر دوسرے کو گھوڑے کی طرح ترچھا کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ ایک پاؤں اُٹھالینا تو سخت منع ہے"(۱۳)۔اور دائیں بائیں جھکنا بھی مکروہ ہے (۱۴)۔

اگر آپ بیمار ہیں اور کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہیں اور جتنی دیر تک کھڑے ہو سکتے ہیں ضرور قیام کریں جب تھک جائیں یا تکلیف بڑھ جائے تو بیٹھ جائیں۔زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا ہی کر لیں کہ تکبیر کھڑے ہو کر کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں (۱۵)۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ، ۲۳۸ (۲) سورۃ القصص، ۳۲ (۳) فتح الباری، شرح قدوری ص ۳۵ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۸ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، عینی ج ۳ ص ۱۵۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۸۴ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، بیہقی ج ۲ ص ۲۸۴، مشکوٰۃ ح ۹۳۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۷ (۷) سعایہ عبدالحیٔ لکھنوی ج ۱ ص ۱۱۱، قوت القلوب ج ۲ ص ۲۳۱ (۸) نور الایضاح، شرح وقایہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۰، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۴ (۹) ردالمحتار (۱۰) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۳۱ (۱۱) احیاء العلوم (۱۲) عن سیّدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۳۸۱، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۴۰ (۱۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۲، احیاء، قوت القلوب ج ۲ (۱۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۲ (۱۵) غنیۃ، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۸، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰۔

اور اگر آپ دیوار، عصاء یا خادم کے سہارے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن پھر بھی بیٹھ کر پڑھ لی تو فرض نماز نہیں ہوئی لوٹانا فرض ہے (۱)۔ کچھ لوگ ذرا سا سَر درد یا بخار وغیرہ کا بہانہ بنا کر نماز بیٹھ کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ جب وہی مریض صاحب کسی دوست سے گپیں ہانکنے کھڑے ہو جائیں یا ڈاکٹر کسی ٹیسٹ وغیرہ کیلئے کھڑا ہونے کو کہہ دے تو بیسیوں قیام جتنا وقت کھڑے رہتے ہیں تب کوئی تھکاوٹ نہیں ہوتی، یہ سب نخرے اور بہانے بارگاہِ ایزدی میں نماز میں کھڑا ہوتے وقت ہی یاد آتے ہیں۔ ایسے شخص کی وہ نماز جو اُس نے بیٹھ کر پڑھی بالکل نہیں ہوئی کیونکہ قیام فرض ہے، اللہ کریم ﷻ ایسوں کو ہدایت دے۔ آمین۔ لہٰذا جتنا ممکن ہو ضرور کھڑے ہوں۔

قراَت:

قیام میں قرآن کریم سے کچھ تلاوت کرنا ''قرأت'' کہلاتا ہے جو کہ نماز کے فرائض میں سے ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی مگر پہلی رکعت میں قرأت کرنے سے پہلے ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ) پڑھیں (۲)۔ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نماز **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ**...... الخ سے شروع فرماتے تھے'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھتے، **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ**...... الخ'' (۴)۔ ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے جیسا کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** سے شروع فرماتے تھے'' (۵)۔ اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نماز **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** سے شروع فرماتے تھے'' (۶)۔ **پھر** ثناء کے بعد تعوّذ (اَعُوْذُ بِاللّٰه) **پھر** تسمیہ (بِسْمِ اللّٰه) کیونکہ تعوذ اور تسمیہ تلاوتِ قرآن کیساتھ ہوتے ہیں (۷)۔ **پھر** سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کریں (۸)۔ کیونکہ (حدیث) ''جس نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز (کامل) نہیں'' (۹) اور (حدیث) ''جس نماز میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے'' (۱۰)۔ **پھر** سورۃ الاخلاص یا

(۱) غنیۃ، بہار شریعت ج۱ ص۱۷۸ (۲) ہدایہ ج۱ ص۶۶، شرح نقایہ ج۱ ص۷۳، کبیری ص۳۰۱، عالمگیری ج۱ ص۱۱۴ (۳) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ج۱ ح۲۳۱، ابن ماجہ ح۷۵۲، عینی ج۳ ص۳۴، طبرانی، نصب الرایہ ج۱ ص۱۶۶، آثار السنن ص۷۲، طحاوی ج۱ ص۱۱۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۷۹ (۴) عن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۷۹۶، مسند امام احمد ج۱ ح۱۳۶۸، دارقطنی، بلوغ المرام ح۲۸۸ ص۱۰۵ (۵) سنن سعید بن منصور منتقی ابن تیمیہ ص۵۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۸۱ (۶) عن حضرت ابووائل تابعی علیہ الرحمۃ، سنن دارقطنی ص۱۱۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۸۱ (۷) شرح نقایہ ج۱ ص۷۴، کبیری ص۳۰۶ (۸) قدوری (۹) عن عُبادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۱۷، مسلم ج۱ ح۷۷۸، ابوداؤد، ترمذی ج۱ ح۲۳۵، ابن ماجہ ح۸۸۳، نسائی ح۹۰۰، مسند احمد ج۱ ح۱۳۸۵، مشکوٰۃ ح۷۶۵، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۸۹ (۱۰) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسند احمد ج۱ ح۱۳۸۶، ابن ماجہ ح۸۸۶، مسلم ج۱ ح۷۸۵، ترمذی، بیہقی، ابن خزیمہ، مشکوٰۃ ح۷۶۶، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۰، ۳۹۱، فتاوٰی عزیزی۔

(حدیث) ''قرآن پاک سے جتنا تمہارے لئے آسان ہو تلاوت کرو'' (۱)۔قرآن کریم سے کہیں سے کچھ تلاوت کریں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سورۃ الفاتحہ پڑھیں اور (اس کے ساتھ) جتنا آسان ہو وہ قرآن سے پڑھیں'' (۳)۔ ورنہ (حدیث) ''جب تک سورۃ الفاتحہ کے ساتھ 3 آیات یا اس سے زیادہ نہ پڑھی جائیں فرض نماز صحیح نہیں'' (۴)۔اور پھر (حدیث) ''اُس کی نماز (کامل) نہیں جس نے فرض و غیر فرض ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور اُسکے ساتھ کوئی سورت نہ پڑھی'' (۵)۔اور (حدیث) ''جو الحمد اور اُس کے ساتھ کچھ زیادہ نہ پڑھے اُس کی نماز (کامل) نہیں''، حضرت سیّدنا سُفیان بن عُیَینہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں ''لِمَن یصلّی وَحدَہٗ ، یہ حدیث اُس شخص کے حق میں ہے جو اکیلا نماز پڑھے'' (۶)۔مگر الحمد اور سورت کے درمیان بسم اللہ نہ پڑھیں (۷)۔ یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ قرأت کا یہ حکم فرض کی پہلی 2 اور سنّت و نفل کی چاروں رکعتوں کیلئے تنہا نمازی کیلئے ہے۔امام کے پیچھے نماز کی صورت میں (حدیث) ''مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْہَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ ، جس نے نماز کی ایک رکعت میں بھی سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ امام کے پیچھے ہو (یعنی امام کے پیچھے قرأت نہیں)'' (۸)۔اور حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''یہ حدیث حسن صحیح ہے''۔ نیز حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنے والی حدیث منفرد کیلئے ہے'' (۹)۔اس موضوع پر مزید بحث آگے آئے گی۔

☆۔تعوذ صرف پہلی رکعت میں پڑھیں باقی رکعتوں میں نہیں اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں اَلْحَمْد سے پہلے پڑھیں (۱۰)۔

☆۔اگر ثناء، تعوذ اور تسمیہ پڑھنے سے رَہ جائیں اور بھول کر اَلْحَمْد شروع کر دیں تو اُن کا اعادہ نہ کریں کہ اُن کا محل و مقام فوت ہو گیا لہٰذا اپنی نماز جاری رکھیں اور اس پر سجدۂ سہو بھی نہیں کیونکہ ثناء

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ، بخاری، مسلم ج۱، ابوداؤد ج۱ ح۸۴۸، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، احمد ج۱ ح۱۴۴۴، بلوغ المرام ح۲۷۹ ص۱۰۳ (۲) مالابد منہ (۳) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ، ابوداؤد ج۱ ح۸۰۹، ابن حبان ج۳ ص۱۱۸، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۳ ص۴۱۶ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ، مسند امام احمد، ابویعلی، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۱، کنز العمال ح۷ ص۳۱۳، نصب الرایہ ج۱ ص۳۶۵ (۵) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ترمذی ص۲۳۸، ابن ماجہ ح۸۸۵، مستدرک حاکم ج۱ ص۲۳۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۶۱، مراقی الفلاح، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۱ (۶) عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ، مسلم، ابوداؤد ج۱ ح۸۱۱، ۸۱۳، مسند امام احمد ج۱ ح۱۳۸۵، مستدرک حاکم ج۱ ح۸۷۲، مشکوٰۃ ح۷۶۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۸۶، ۳۸۶، ۳۹۱ (۷) عالمگیری ج۱ ص۱۱۴، شرح وقایہ، شرح نقایہ (۸) قال سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ ، ترمذی ج۱ ص۴۲، موطا امام مالک ح۱۸۸، بیہقی ح۲۷۲۵، ابویعلیٰ ح۶۵۲۲ (۹) نماز پیمبر (۱۰) درمختار، نور الایضاح ص۶۶۔

پڑھنا سنّت ہے اور سنّت رہ جانے پر سجدۂ سہو نہیں (۱)۔

☆۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی سورت مخصوص یا مقرر کرنا یا بار بار پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسا نہ کریں تا کہ باقی قرآن چھوٹ نہ جائے بلکہ کوئی بھی سورت یا قرآن پاک سے کسی جگہ سے کم از کم 3 چھوٹی آیات یا ایک طویل آیت جو سورۃ الکوثر کے برابر ہو پڑھیں تاہم بہ نسبت ایک بڑی آیت کے 3 چھوٹی آیات کا پڑھنا افضل ہے نیز یاد رہے کہ اگر اپنی آسانی کیلئے یا جو سورۃ آقا کریم ﷺ سے پڑھنا ثابت ہے اس کو تبرکاً پڑھتے رہنا بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ کبھی کبھی اور سورت بھی پڑھا کریں (۲)۔

☆۔ دورانِ قرأت صرف ہونٹ ہلانا یا زبان سے اس قدر آہستہ پڑھنا کہ خود نہ سُن پائیں تو اُس سے نماز نہ ہوگی۔ لہٰذا کم از کم اتنی آواز سے پڑھیں کہ اپنی آواز خود سُن سکیں یعنی سرگوشی کی طرح جسکی حد یہ ہو کہ اگر کوئی اپنے کان آپ کے ہونٹوں کے قریب لے جائے تو اس کے کانوں میں آواز پڑے اور اس کو سمجھ لے مگر اس طرح ہرگز نہیں کہ آس پاس والے نمازی پریشان ہوں (۳)۔ اس بارے (القرآن) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے خوب فیصلہ فرما دیا کہ ''وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا، اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں کے درمیان میں راستہ اختیار کرو'' (۴)۔ ایسے ہی ایک دن (حدیث) آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میں تمہارے پاس سے گزرا تم آہستہ آواز سے پڑھ رہے تھے، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میں جس ذات سے سرگوشی کر رہا تھا اسے میں نے سنا دیا'' آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''تھوڑا اپنی آواز کو بلند کرو'' پھر آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میں تمہارے پاس سے گزرا اور تم بلند آواز سے پڑھ رہے تھے'' حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میں سوتے کو جگاتا اور شیطان کو بھگاتا ہوں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تم آواز اس سے تھوڑی پست کرو'' (۵)۔ اسی وضاحت میں (حدیث) حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ثابت تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''ادنیٰ درجہ تلاوت قرآن کا یہ ہے کہ تم اپنے کانوں کو سناؤ'' (۶)۔

☆۔ علماء کرام نے نماز میں قرأت کیلئے سورتوں کی اس طرح تقسیم بتا رکھی ہے:۔

(۱) شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۸۲، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۴ (۲) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۲۰، ۱۷۱، شرح مسلم (۳) درمختار، ہدایہ ج ۱ ص ۴۷، شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۴۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۲، شامی، فتاوٰی دیوبند، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۸، ۱۱۲، فتاوٰی فیض رسول (۴) سورۃ بنی اسرائیل، ۱۱۰ (۵) عن سیّدنا ابوقتادہ بن نعمان بن حارث رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۴۳۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۳۱۵، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۴۵۹، ابن خزیمہ ح ۱۱۶۱، سنن بیہقی ح ۴۴۷۶، مستدرک حاکم ح ۱۱۶۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۶۹ (۶) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۶۴۔

(1)۔سورۃ الحجرات سے سورۃ البروج تک اور اس کی مثل سورتوں کو ''**طِوَال مُفَصّل**'' کہتے ہیں ان کی تلاوت نمازِ فجر اور ظہر میں کرنا سنّت ہے(۱)۔کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نماز فجر میں طوال مفصّل سے پڑھتے تھے''(۲)۔اور (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ''نماز فجر میں طوال مفصّل سے پڑھا کرو''(۳)۔یا فجر و ظہر میں الحمد کے سوا دونوں رکعتوں میں کہیں سے چالیس پچاس آیات تک پڑھیں اور عصر و عشاء میں الحمد کے سوا 20 آیات پڑھیں اور مغرب میں ہر رکعت میں چھوٹی سورت پڑھیں (۴)۔

(2)۔سورۃ البروج سے سورۃ البیّنہ تک سورتوں کو ''**اَوسَاط مُفَصّل**'' کہتے ہیں ان کا نمازِ عصر اور نمازِ عشاء میں پڑھنا افضل ہے (۵)۔کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نماز عشاء میں اوساط مفصّل سے پڑھتے تھے''(۶)۔

(3)۔سورۃ البیّنہ سے سورۃ النّاس تک سورتوں کو ''**قِصَارم۔مُفَصّل**'' کہتے ہیں ان کا مغرب کی نماز میں پڑھنا افضل ہے (۷)۔کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نماز مغرب میں قصار مفصّل سے پڑھتے تھے''(۸)۔اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب میں الحمد اور ایک سورت قصار مفصّل سے پڑھی''(۹)۔اور (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ''نماز مغرب میں قصار مفصل سے پڑھا کرو''(۱۰)۔

یاد رہے یہ تقسیم و ترتیب مقیم کیلئے ہے اگر مسافر ہو یا وقت کی تنگی ہو تو جہاں سے چاہیں پڑھیں۔

☆۔قرأت میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ پہلی رکعت میں قدرے بڑی اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورت پڑھیں جس کا یہ اندازہ بتایا گیا ہے کہ اگر پہلی رکعت میں تیس آیات پڑھیں تو دوسری میں دس بیس پڑھیں جبکہ سنن و نوافل میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھیں۔ نیز ترتیب قرآن کے مطابق پڑھیں تاہم بھول جائیں تو حرج نہیں (۱۱)۔

(۱) عالمگیری ج۱ص۱۲۰، نورالایضاح، شرح وقایہ، مرأۃ المناجیح ج۲ص۶۰، مالابدمنہ، منیۃ المصلی (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، نسائی ح۹۷۱، مشکوٰۃ ح۹۳۷، مرأۃ المناجیح ج۲ص۵۹، ونحوہ ترمذی ج۱ح۲۹۰ (۳) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۲۹۰ (۴) جامع صغیر، عالمگیری ج۱ص۱۲۰ (۵) عالمگیری ج۱ص۱۲۰، نورالایضاح، ہدایہ ج۱ص۷۵، شرح وقایہ، شرح نقایہ ج۱ص۸۳، مرأۃ ج۲ص۶۰، مالابدمنہ منیۃ المصلی (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، نسائی ح۹۷۱، مشکوٰۃ، مرأۃ المناجیح ج۲ص۵۹، ونحوہ ترمذی ج۱ح۲۹۳ (۷) عالمگیری ج۱ص۱۲۰، شرح وقایہ، نورالایضاح، ہدایہ ج۱ص۷۵، شرح نقایہ ج۱ص۸۳، مالابدمنہ، مرأۃ المناجیح ج۲ص۶۰، منیۃ المصلی، ونحوہ ترمذی ج۱ح۲۹۱ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نسائی ح۹۷۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح۹۳۷، مرأۃ المناجیح ج۲ص۵۹ (۹) ابوعبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح۱۷۴، ترمذی ج۱ح۲۹۲، عبدالرزاق فیوض الباری حصہ۳ص۴۱۳ (۱۰) ترمذی ج۱ح۲۹۰ (۱۱) عالمگیری ج۱ص۱۲۰، شامی، منیۃ المصلی، بہار شریعت۔

☆۔دوسری رکعت میں چھوٹی سورت چھوڑ کر اگلی سورت پڑھنا مکروہ ہے۔اور اگر درمیان والی سورت بڑی ہو یا درمیان سے 2 سورتیں چھوڑ دیں تو حرج نہیں۔نیز جس سورت کی تلاوت شروع کریں پھر اسے ہی پڑھیں چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی یا کسی بھی جگہ سے ہو اب اُسے چھوڑنا منع ہے (۱)۔

☆۔تلاوتِ قرآن کریم دھیان سے کریں کہ غلط پڑھنے کی وجہ سے "بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے" (۲)۔لہٰذا یاد رکھیں کہ قرآن اتنی جلدی پڑھنا کہ حروف پوری طرح ادا نہ ہوں حرام ہے۔

☆۔نماز میں زیادہ تلاوت کرنا بشرطیکہ وقت کشادہ ہو افضل ہے کیونکہ (حدیث) "نماز میں کی گئی تلاوتِ قرآن بغیر نماز کے تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کے تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے" (۳)۔

رکوع:

قیام میں قرأت مکمل کر لینے کے بعد ذرا سا رُکیں کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ قرأت اور تکبیر کے درمیان تھوڑا سا سکتہ فرماتے تھے" (۴)۔یعنی جس سانس پر تلاوت ختم کریں۔ اُسی سانس پر تکبیر نہ کہیں بلکہ معمولی سا رُکیں **اور** سانس لے کر **اَللّٰہُ اَکْبَر** کہتے ہوئے رکوع میں جائیں (۵)۔کیونکہ (حدیث) "جان سے پیارے آقا کریم ﷺ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہر جھکنے، کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے وقت **اَللّٰہُ اَکْبَر** کہا کرتے تھے" (۶)۔**اور** جب رکوع کیلئے جھکنا شروع کریں تب **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنا شروع کریں جب رکوع میں پہنچ جائیں تو تکبیر ختم ہو جانی چاہیے (۷)۔**اور** (حدیث) "رکوع میں (اپنی ہتھیلیوں سے) گھٹنے پکڑیں" (۸)۔**اور** ہاتھ جما کر رکھیں (۹)۔کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم و رحیم ﷺ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر مضبوط جماتے یا پکڑتے" (۱۰)۔**اور** "گھٹنے بالکل سیدھے رکھیں" (۱۱)۔**اور** "ہاتھوں سے گھٹنوں کو اس طرح پکڑیں کہ ہاتھوں کی اُنگلیاں الگ

(۱) درمختار (۲) مکتوباتِ امام ربانی ج۱ص۱۱۵ (۳) شعب الایمان ج۲ ح۲۲۴۳، درمنثور ج۱ص۳۵۴، ابن ابی الدنیا، بیہقی، فضائل قرآن زکریا سہارنپوری (۴) قال سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، تجرید البخاری (۵) عالمگیری ج۱ص۱۱۵، ہدایہ (۶) بخاری ج۱ح۷۴۵تا۷۵۰، مسلم ج۱ح۷۷۱، ترمذی ج۱ح۲۴۰، ابوداؤد، سنن دارمی، مسند امام احمد ج۱ح۱۴۷۳، ۱۴۷۹، ابن حبان ح۱۷۶۶، بیہقی ح۲۳۴۴، مؤطا امام مالک ح۱۶۶تا۱۶۹، آثار السنن، قدوری (۷) محیط، عالمگیری ج۱ص۱۱۵، بہار شریعت ج۱ص۱۸۲ (۸) عن ابو حمید رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۷۵۱، ابوداؤد ج۱ح۷۲۶، مسند امام اعظم ص۱۱۰ح۱۰۵، نیل الاوطار، قدوری، فیوض الباری حصہ۳ص۴۳۲ (۹) عالمگیری ج۱ص۱۱۵ (۱۰) عن سیدنا ابو حُمید رضی اللہ عنہ، بخاری شریف ج۱ ح۷۵۱، ابوداؤد ج۱ح۷۲۶، شعب الایمان ج۳ح۳۱۳۸، مشکوٰۃ ح۷۳۶، مرأۃ المناجیح ج۲ص۲۳، فیوض الباری حصہ۳ص۴۳۱، لفظہ لہٗ ابن ماجہ ح۹۲۰ (۱۱) احیاء العلوم، عالمگیری ج۱ص۱۱۵۔

الگ پھیلی اور کھلی ہوں ملی ہوئی نہ ہوں" (۱)۔ کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ رکوع میں دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کھول لیا کرتے تھے" (۲)۔ **اور** (حدیث) "جب تم رکوع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھو اور انگلیوں کو کشادہ کرو اور ہاتھوں کو پہلوؤں سے دُور رکھو" (۳)۔ **اور** (حدیث) راوی نے نماز میں رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو الگ کیا (پہلو سے) اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا اور اُنگلیوں کو کشادہ کیا پھر نماز کے اختتام پر اُنہوں نے فرمایا "میں نے رسولِ کریم ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے" (۴)۔ **اور** "اُنگلیاں پنڈلی کے طول کی جانب قبلہ رُخ ہوں" (۵)۔ **اور** نگاہ پاؤں پر یا پاؤں کے درمیان رکھیں **اور** سَر، گردن اور پُشت کی ایک ہی سطح ہو یعنی ایک سیدھ میں برابر رکھیں سَر کو اوپر یا نیچے نہ کریں (۶)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے رکوع کیا اور اپنی پشت کو جھکا دیا یعنی سَر مبارک پشت کے برابر کر دیا" (۷)۔ **اور** (حدیث) "آقا مکرّم ﷺ جب رکوع کرتے تو سَر کو نہ تو بلند رکھتے اور نہ نیچے بلکہ درمیان میں رکھتے" (۸)۔ اور حالت یہ ہوتی تھی کہ (حدیث) "اگر پیارے آقا کریم ﷺ کی پشت مبارک پر پانی کا پیالہ بھر کر رکھ دیا جائے تو پانی نہ چھلکے" (۹)۔ **نیز** (حدیث) "جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو پیٹھ کو ایسا برابر رکھتے آپ ﷺ کی کمر پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے گرے نہیں" (۱۰)۔ سبحان اللہ۔ اور یہ رکوع کا عمدہ ترین طریقہ ہے اور رکوع کی حد یہ ہے کہ اگر ہاتھ نیچے گرائے جائیں تو وہ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (۱۱)۔ **اور** بعض لوگ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھولنے لگ جاتے ہیں، بعض پاؤں ٹیڑھے کر لیتے ہیں، اور بعض زیادہ جھک کر کہنیاں باہر نکال لیتے ہیں، یہ سب خلافِ سنّت، منع اور ناجائز ہے۔ **اور** ہاتھ اور پاؤں سیدھے رکھیں اور بازوؤں پر زور دے کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں **اور** (حدیث) "اپنی نگاہ کو اُس جگہ رکھو جہاں سجدہ

(۱) ہدایہ ج۱ ص ۶۷، شرح نقایہ ج۱ ص ۷۶، کبیری ص ۳۱۵، قدوری، مالابد منہ، فتاوٰی عزیزی، عالمگیری ج۱ ص ۱۱۵ (۲) عن سیّدنا وائل بن حجر ؓ، مستدرک حاکم ج۱ ح ۸۱۴، ابن خزیمہ ح ۵۹۴، بیہقی ۲۵۲۶، معجم کبیر ح ۲۶، بلوغ المرام ح ۳۲۱ ص ۱۱۳ (۳) نصب الرایہ ج۱ ص ۳۷۲، طبرانی اوسط و طبرانی معجم کبیر، ابن حبان ج ۳ ص ۲۷۶، مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۱۵۱ (۴) عن سیدنا ابن مسعود ؓ ابوداؤد، مسند امام احمد ج۱ ح ۱۴۸۵، سنن نسائی ح ۱۰۱۹، سنن دارمی ح ۱۳۳۹، آثار السنن نیل الاوطار، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۴۳۳ (۵) احیاء العلوم (۶) ہدایہ ج۱ ص ۸، شرح نقایہ ج۱ ص ۷۶، کبیری ص ۳۱۵، مالابد منہ، احیاء العلوم، قدوری (۷) عن سیّدنا ابوحمید ؓ، بخاری ج۱ ح ۷۵۲، سنن دارمی ح ۱۳۴۲، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۳۸، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۴۳۳ (۸) عن سیّدہ عائشہ ؓ مسلم ج۱ ص ۱۹۴، سنن ابن ماجہ ح ۹۱۵، مسند امام احمد ج۱ ح ۱۳۳۶، سنن نسائی ح ۱۰۲۸، مشکوٰۃ ح ۷۳۵، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۴۳۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲ (۹) عن علی ؓ مسند امام احمد ج۱ ح ۱۴۹۴، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۲۳، طبرانی کبیر و اوسط، ابویعلی، فتح القدیر، عالمگیری ج۱ ص ۱۱۵ (۱۰) عن وابصہ بن سعید ؓ ابن ماجہ ح ۹۱۸، کشف الغمہ ج۱ ص ۲۳۸، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۴۳۱ (۱۱) عالمگیری ج۱ ص ۱۰۸۔

کرتے ہو"(۱)۔ **اور** اس طرح اطمینان کر لینے کے بعد (حدیث) "جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو (رکوع میں) 3 بار تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** کہے"(۲)۔ **اور** (حدیث) "جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو رکوع میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** 3 بار کہہ لے تو اُس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ 3 بار کہنا (کامل سنت و تسبیح کا) ادنیٰ درجہ ہے"(۳)۔ **اور** خود بھی (حدیث) "آقا کریم ﷺ رکوع میں تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** فرماتے تھے"(۴)۔ کیونکہ (حدیث) "جب یہ آیت **فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْم** نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "سجدے میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** کہا کرو"(۵)۔ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تین بار سے کم کہنا اچھا نہیں"(۶)۔ **اور** 3 سے زیادہ بار طاق تعداد میں یا بغیر گنے لاتعداد بار تسبیح پڑھنا افضل و مستحب و مستحسن ہے(۷)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ بار بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** پڑھتے رہے"(۸)۔

قومہ:

قومہ یہ ہے کہ (حدیث) "اطمینان سے رکوع سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ"(۹)۔ اور "**سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه** کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہوں"(۱۰)۔ اور ہاتھ نیچے چھوڑ دیں(۱۱)۔ **اور** عین کھڑے ہو کر **رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد** کہیں(۱۲)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه** کہہ لیتے تو **اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد** کہتے تھے"(۱۳)۔ **اور** اگر مزید اخلاص چاہیے تو اس حدیث پاک پر عمل کر لیں کہ (حدیث) "جب آنحضرت ﷺ نے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا تو فرمایا "**سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه**" ایک شخص (مقتدی) نے آپ ﷺ کے پیچھے یوں کہا "**رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ**" جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا "یہ کلام کس نے کیا؟" وہ شخص بولا "میں نے یا رسول اللہ ﷺ" آپ ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اُس کی جس نے مجھے سچا دین دے

(۱) بیہقی ج ۲ ص ۲۸۴ (۲) ابوداود ج ۱ ح ۸۷۷، سنن نسائی، آثار السنن، فیوض الباری (۳) عن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۴۸، ابوداود ج ۱، ابن ماجہ ح ۹۳۷، مشکوٰۃ ح ۸۲۰، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۲، مالابد منہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۶ (۴) عن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۲۴۹، ابوداود ج ۱ ح ۸۶۵، سنن نسائی ح ۱۱۲۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۰۳ ابن ماجہ ح ۹۳۵، ابن خزیمہ ح ۶۰۴، بیہقی ۳۵۰۲، سنن دارمی ح ۱۳۴۴ (۵) عن سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۹۳۴، ابوداود ج ۱ ح ۸۶۰ (۶) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۵ (۷) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۵، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶، ہدایہ، مالابد منہ (۸) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۱۷۱۱ (۹) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۵۴، مسلم ج ۱ ح ۷۸۹، ابوداود، سنن نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۴۸۹، بلوغ المرام ح ۲۹۷ ص ۱۰۳ (۱۰) بخاری ج ۱ ح ۷۵۰، مسلم ج ۱، مشکوٰۃ ح ۷۳۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴، مالابد منہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵ (۱۱) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۴، شرح نقایہ (۱۲) سنن نسائی ح ۷۸۶، مالابد منہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵ (۱۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۷۵۶، مسلم ج ۱ ح ۷۷۲۔

کر بھیجا میں نے 30 سے زائد فرشتے دیکھے کہ وہ اس کی نیکیاں لکھنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کررہے تھے" (۱)۔ یہ اس کلمہ کی فضیلت کی وجہ سے تھا۔ **اور پھر** قومہ واجب ہے۔ (۲)۔ جس میں سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا اور اطمینان کرنا ضروری ہے ورنہ قومہ نہیں ہوتا۔ **اور** جان بوجھ کر قومہ چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ (حدیث) "جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا اُس کی نماز قبول نہیں" (۳)۔

مگر افسوس کہ بعض بھائی یہ کھڑا ہونا اکثر چھوڑ دیتے ہیں۔ بس تھوڑا سا سر رکوع سے اُٹھایا گویا اشارہ سا کیا اور ساتھ ہی دھڑام سے سر سجدہ میں دے مارتے ہیں۔ نہ جانے اُنہیں کیا جلدی پڑ جاتی ہے کہ اس عمل میں بے جا اور جاہلانہ پھرتی دکھاتے ہیں۔ حالانکہ (حدیث) سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا "لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ کوئی نماز میں چوری کیسے کرے گا؟" فرمایا "رکوع و سجود پورا نہ کرکے" (۴)۔ **اور** حکم فرمایا کہ (حدیث) "فَاَقِمْ صُلْبَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ، پس (رکوع سے) اُٹھو اس طرح کہ پشت بالکل سیدھی ہو کر ہڈی اپنے مقام پر واپس چلی جائے" (۵)۔ **اور** (حدیث) "اچھی طرح اطمینان سے رکوع کرو، پھر اپنا سر اُٹھاؤ، پھر بالکل سیدھے کھڑے ہو اور پھر سجدہ کرو" (۶)۔ **اور پھر** (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب سر رکوع سے اُٹھاتے تو اُس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک بالکل سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے" (۷)۔ **اور** (حدیث) "آقا کریم ﷺ جس وقت سر اُٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ جاتا" (۸)۔

(۱) عن سیّدنا رِفاعہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۶۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۲ ح ۷۷۰، مسند امام اعظم ح ۱۰۶، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۱۷، سنن نسائی ج ۱ ح ۱۰۵۱، ابن حبان، مؤطا امام مالک ح ۴۹۱، مستدرک حاکم ح ۸۱۹، مشکوٰۃ ح ۸۱۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۸، ابن خزیمہ ح ۶۱۴، بیہقی ح ۲۳۴۲، معجم کبیر ح ۴۵۳۱ (۲) فتح القدیر ج ۱ ص ۲۱۲ (۳) عن سیّدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۴۶، ترمذی، سنن نسائی ح ۱۰۹۸، ابن ماجہ، سنن دارمی، مشکوٰۃ ح ۸۱۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۱ (۴) عن سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۱۰، مؤطا امام مالک ح ۴۰۳، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۱۶، ابن حبان ح ۱۸۸۸، مجمع الزوائد، ابن خزیمہ ۶۶۳، مستدرک حاکم ح ۸۳۵، مشکوٰۃ ح ۸۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۵، آثار السنن ص ۱۱۴، ترغیب، دارمی ح ۱۳۶۳، بیہقی ح ۳۸۱۰، معجم صغیر ح ۳۳۵، معجم کبیر ح ۳۲۸۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۴ (۵) عن سیّدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۳۳۴۶، بلوغ المرام ح ۲۸۱ ص ۱۰۴، فیوض الباری (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۵۴، ترمذی ص ۷۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۴ (۷) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج ۱ ح ۱۰۱۲، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۳۶، مشکوٰۃ ح ۷۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲ (۸) عن سیّدہ ابوحُمید رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۶۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۲۹، مشکوٰۃ ح ۷۳۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۳، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۳۷، ۱۳۳۴، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۱۱۳ حصہ ۳ ص ۴۳۴۔

سجدہ:

قومہ کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں (۱)۔ جب قومہ سے سجدہ میں آئیں تو پہلے زمین پر گھٹنے رکھیں، پھر دونوں ہاتھ پھر ناک اور پیشانی (۲)۔ **نیز** (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھا، پھر دونوں ہاتھ رکھے'' (۳)۔ **نیز** اسی کے مطابق حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا مسلم بن یسار جُہَنی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا سفیان بن سعید تابعی علیہ الرحمۃ، امام ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ، امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، امام شافعی علیہ الرحمۃ، امام احمد علیہ الرحمۃ، امام محمد علیہ الرحمۃ، فقہاء اہل کوفہ اور متعدد فقہاء وآئمہ کے نزدیک افضل واولیٰ ہے (۴)۔ یعنی ''سجدہ میں جاتے وقت پہلے وہ اعضاء زمین پر رکھیں جو زمین کے نزدیک ہیں'' (۵)۔ اور یہ ترتیب نزولی کہلاتی ہے۔ اسی بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم سجدہ کرو تو اس طرح نہ بیٹھو جس طرح اُونٹ بیٹھتا ہے کہ اوّلاً ہاتھ زمین پر رکھے اور اُس کے بعد گھٹنے رکھے'' (۶)۔ لہذا گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنا مکروہ ہے (۷)۔

سجدہ نماز کی رُوح ہے۔ یہ سجدہ ہی ہے کہ جس میں بندہ سب سے زیادہ عاجزی میں ہوتا ہے کیونکہ (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اُسے سجدہ کرتا دیکھے کہ اپنا منہ خاک پر رگڑ رہا ہے'' (۸)۔ **نیز** (حدیث) ''بندہ سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے قریب ہوتا ہے'' (۹)۔ لہذا سجدہ بڑے اطمینان سے ادا کریں **نیز** (حدیث) ''آقا کریم ﷺ (سجدہ میں) ہاتھوں کی اُنگلیوں کو مِلا کر رکھتے تھے'' (۱۰)۔ **نیز** (حدیث) ''آقا کریم ﷺ اُنہیں قبلہ رُخ رکھتے تھے'' (۱۱)۔ **نیز** ہتھیلی اور اُنگلیاں زمین پر اس طرح ہموار رکھیں کہ اُن کا

(۱) عالمگیری ج۱ ص۱۱۶، ہدایہ ج۱ ص۶۹، شرح نقایہ ج۱ ص۸۷، کبیری ص۳۲۱ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۱۶، ہدایہ ج۱ ص۶۹، شرح نقایہ ج۱ ص۸۷، کبیری ص۳۲۱، مالابد منہ (۳) عن وائل رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم، ابوداؤد ج۱ ح۸۲۹، ابوداؤد ج۱ ح۸۳۱، ترمذی ج۱ ح۲۵۴، نسائی ح۱۰۷۶، ابن ماجہ ح۹۲۹، ابن حبان ح۱۹۱۲، حاکم ح۸۲۲، بیہقی ح۲۴۶۴، دارمی ح۱۳۵۵، معجم کبیر ح۹۷ ص۲۴۵، مسند امام اعظم ح۱۱۲، مشکوٰۃ ح۸۳۸، بلوغ المرام ح۳۰۲ ص۱۱۵، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۸۱، عمدۃ الرعایہ، نیل الاوطار ج۲، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۳۹، حصہ۳ ۴۴۰۳، ۴۴۸، شرح مسلم (۴) فیوض الباری حصہ۳ ص۴۳۹ (۵) مکتوباتِ امام ربانی ج۱ ص۵۵۹، عالمگیری ج۱ ص۱۱۶ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۲۵۵، ابوداؤد ج۱ ح۸۳۶، نسائی ح۱۰۷۸، احمد ج۱ ح۱۵۲۰، دارمی ح۱۳۵۶، بلوغ المرام ح۳۰۱ ص۱۱۵، کشف الغمہ ج۱ ص۲۴۴ (۷) عالمگیری ج۱ ص۱۷۱ (۸) طبرانی اوسط (۹) مسلم ج۱ ح۹۸۶، نسائی ح۱۲۴، ابوداؤد ج۱ ح۸۶۶ (۱۰) عن وائل رضی اللہ عنہ، ابن حبان، حاکم ح۸۲۶، ابن خزیمہ ح۴۴۲، بیہقی ح۲۵۲۶، معجم کبیر ح۲۶، مجمع الزوائد، بلوغ المرام، فیوض الباری حصہ۳ ص۴۴۸، عزیزی شرح صغیر (۱۱) بخاری، درائیہ، قدوری، فتح القدیر، فیض الباری حصہ۲ ص۱۳۹، عالمگیری ج۱ ص۱۱۶۔

پیٹ مکمّل طور پر زمین پر لگا ہو، درمیان سے اوپر ہرگز نہ اُٹھائیں **فیز** ہاتھوں کے بعد ناک زمین پر اِس طرح رکھیں کہ ناک کی سخت ہڈی زمین سے لگ جائے یہ واجب ہے ورنہ نماز درست نہ ہوگی (۱)۔ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے سجدہ میں اپنی ناک مبارک اور پیشانی اقدس کو زمین پر رکھا'' (۲)۔ اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو پیشانی اطہر کے ساتھ ناک مبارک زمین پر جما کر رکھتے'' (۳)۔ **فیز** حکم دیا کہ (حدیث) ''پیشانی زمین پر ٹکا دو یہاں تک کہ تمہیں زمین کا ابھار محسوس ہونے لگے'' (۴)۔ اور پھر ''پیشانی دونوں ہاتھوں کے درمیان زمین پر رکھیں'' (۵)۔ کہ (حدیث) ''سرکار کریم ﷺ پیشانی مبارک دونوں ہتھیلیوں کے درمیان'' اور ''کانوں کے برابر زمین پر رکھتے تھے'' (۶)۔ اور (حدیث) ''ایسے ہی حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کرتے تھے'' (۷)۔ **فیز** (حدیث) ''آپ ﷺ نے اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹھہرایا'' (۸)۔ لہٰذا (حدیث) ''جو شخص سجدہ کے وقت اپنی ناک کو پیشانی کے ساتھ زمین سے نہ ملائے اس کی نماز نہ ہوگی'' (۹)۔ **فیز** پیشانی رکھنے کی جگہ نرم نہیں ہونی چاہیئے، اسلئے اگر عمامہ کے پیچ، گھاس، رُوئی، دری، قالین یا فوم وغیرہ پر سجدہ کیا اور ماتھا اتنا دب کر جم جائے کہ مزید دبانے سے نہ دبے تو سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں ہوا (۱۰)۔ **فیز** (حدیث) حضرت صالح تابعی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ''حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو اپنے پہلو میں اس حالت میں سجدہ کرتے دیکھا کہ اُس کی پیشانی پر عمامہ تھا تو آپ ﷺ نے اُس کی پیشانی سے عمامہ کو ہٹا دیا'' (۱۱) **فیز** اگر سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے 12 اُنگلی (تقریباً 9 انچ یا ایک بالشت) سے زیادہ اُونچی ہو تو سجدہ نہ ہوا (۱۲)۔ **فیز** نماز باجماعت میں اگر ہجوم کی وجہ سے اگلے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو جائز ہے، اور اگر وہ نماز میں نہیں ہے تو جائز نہیں (۱۳)۔ **فیز** سجدہ میں نظر ناک پر ہونی چاہیئے (۱۴)۔ **فیز** اگر سجدہ کی جگہ کنکریاں ہوں تو زمین پر بچھے ہوئے اپنے ہاتھوں پر سجدہ کرنے

---

(۱) طبرانی، شامی، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ فیض رسول، قدوری (۲) عن ابو حمید رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱، فیوض الباری حصّہ ۲ ص ۱۳۹ حصّہ ۳ ص ۴۴۹ (۳) عن ابو حمید رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۷، ابو یعلی، طبرانی، فتح القدیر ص ۱۲۴، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۴۵۰ (۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ احمد ج ۱ ص ۱۵۳۶ (۵) ہدایہ ج ۱ ص ۷۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۸، کبیری ص ۳۲۱، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۶) عن وائل رضی اللہ عنہ، براء رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ص ۸۰۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۳۶۷، ترمذی ج ۱ ص ۲۵۷، احمد ج ۱ ص ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، حاکم ج ۱ ص ۲۳۷، عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۷۵، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۱، نصب الرایہ، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۴۴۸، قدوری (۷) عن براء رضی اللہ عنہ، عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۷۵ (۸) عن ابو حمید رضی اللہ عنہ، بخاری، ابو یعلی، طبرانی، فتح القدیر، فیوض الباری (۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۲ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹، ۱۷۱، درمختار، غنیۃ، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۸، کبیری ص ۲۸۹ (۱۱) ابوداؤد، نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۰۳ (۱۲) درمختار، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۹، کبیری ص ۲۸۶، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۹ (۱۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۷۹ (۱۴) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹۔

میں حرج نہیں ہے(۱)۔ **نیز** اگر سجدہ کی جگہ بہت سے کانٹے یا کنکریاں یا شیشے کے ٹکڑے وغیرہ ہوں اور وہاں سے سَر اٹھا کر دوسری جگہ رکھ لیں تو جائز ہے اور یہ دوسرا سجدہ نہ ہوگا بلکہ ایک ہی سجدہ شمار ہوگا(۲)۔ **نیز** (حدیث) ''حالتِ سجدہ میں کہنیاں پہلوؤں سے الگ رکھیں'' (۳)۔ **نیز** (حدیث) ''جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیاں زمین سے اُٹھالو'' (۴)۔ اور (حدیث) ''تم میں سے کوئی اپنے بازو زمین پر نہ بچھائے'' (۵)۔ **نیز** (حدیث) ''تم میں سے کوئی اپنے بازو کتے کی طرح یا درندے کی طرح زمین پر نہ بچھائے'' (۶)۔ **نیز** (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اعتدال سے کرے اور کتے کی طرح ہاتھ زمین پر نہ بچھائے'' (۷)۔ **نیز** اگر آپ تنہاء نماز پڑھتے ہیں تو بازوؤں کو پھیلا کر کروٹوں سے دُور رکھیں (۸)۔ کیونکہ (حدیث) ''نبی کریم ﷺ بازوؤں کو اتنا پھیلا کر پہلوؤں سے الگ رکھتے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی'' (۹)۔ **نیز** (حدیث) ''آپ ﷺ ہاتھوں کو پہلوؤں سے اتنا دُور رکھتے کہ اگر بکری کا بچّہ آپ ﷺ کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا'' (۱۰)۔ اور (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور بازوؤں کو نہ تو زمین پر بچھایا اور نہ ہی پسلیوں سے ملایا'' (۱۱)۔ **نیز** اگر آپ صف میں با جماعت ہوں تو سمٹ کر بازو کروٹوں سے لگائے رکھیں۔ **نیز** پیٹ کو رانوں

(۱) درمختار، عالمگیری ج۱ص۱۰۹ (۲) عالمگیری ج۱ص۱۰۹ (۳) ابوداؤد، طبرانی، مجمع الزوائد، مستدرک حاکم ج۱ح۸۲۷، عمدة الرعایہ، فیوض الباری حصہ ۲ص ۱۳۸، قدوری، عالمگیری ج۱ص۱۱۶ (۴) عن سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح۱۰۰۶، بلوغ المرام ح۳۲۰ص۱۱۲، مشکوٰۃ ح۸۲۹، مرأۃ المناجیح ج۲ص۷۷، فیوض الباری حصہ ۲ص۱۳۸ص۴۴۸ (۵) بخاری ج۱، فیوض الباری حصہ ۴ص۷ (۶) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۷۸۱، مسلم ج۱ح۱۰۱۲، ابوداؤد ج۱ح۸۹۲، ابن ماجہ ح۹۳۸، مسند امام احمد، ابویعلی، سنن دارمی ح۱۳۵۸، سنن نسائی ح۱۰۹۰، مجمع الزوائد ج۱ص۱۹۲، حاکم ح۸۳۳، مسند امام اعظم ح۱۱۳، مشکوٰۃ ح۸۲۸، مرأۃ المناجیح ج۲ص۷۶، بلوغ المرام، کشف الغمہ ج۱ص۲۴۲، احیاء العلوم، فیوض الباری حصہ ۲ص۱۳۸ حصہ ۳ص۴۴۸، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج۱ح۲۶۱ (۷) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ح۷۸۱، مسلم ج۱ح۱۰۰۴، ابوداؤد ترمذی ج۱ح۲۶۱، ۲۶۲، سنن نسائی ح۱۰۹۷، ابن ماجہ ح۹۳۹، مسند امام احمد ج۱ح۱۵۲۴، سنن دارمی ح۱۳۵۷، ابن حبان ح۱۹۱۷، ابن خزیمہ ح۶۴۴، بیہقی ح۲۵۳۱، معجم کبیر ح۶۸۸۴ (۸) عالمگیری ج۱ص۱۱۶ (۹) عن سیّدنا عبداللہ بن مالک بن بُحَیْنَہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۷۶۷، مسلم ج۱ص۱۹۴، ابوداؤد ج۱ح۸۹۰، سنن نسائی ح۱۰۹۳، ابن ماجہ ح۹۲۷، مسند امام احمد ج۱ح۱۵۲۲، سنن دارمی ح۱۳۶۵، ابن حبان ح۱۹۱۹، ابن خزیمہ ح۶۴۹، بیہقی ح۲۵۳۴، کشف الغمہ ج۱ص۲۴۲، فیوض الباری حصہ ۲ص۱۳۸، حصہ ۳ص۴۴۸، بلوغ المرام ح۳۱۹ص۱۱۲، مشکوٰۃ ح۸۳۱، مرأۃ المناجیح ج۲ص۷۷، ملفظہ لہٗ ترمذی ج۱ح۲۶۰، مستدرک حاکم ح۸۳۰ (۱۰) عن سیّدنا میمونہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج۱ح۸۸۹، مسلم ج۱ح۱۰۰۹، سنن نسائی ح۱۰۹۶، ابن ماجہ ح۹۲۶، سنن دارمی ح۱۳۶۶، معجم کبیر ح۱۰۵۵، حاکم ح۸۳۱، ابن خزیمہ ح۶۵۷، بیہقی ح۲۵۳۶، مشکوٰۃ ح۸۳۰، مرأۃ المناجیح ج۲ص۷۷، فیوض الباری حصہ ۲ص۱۳۸، حصہ ۳ص۴۴۸ (۱۱) عن سیّدنا ابوحُمید رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۸۷، ابوداؤد ج۱، فیوض الباری حصہ ۴ص۷۔

سے نہیں لگنا چاہیے بلکہ اپنی پشت (سُرین) کو اُٹھائے رکھیں یہی سنت ہے(۱)۔ کہ (حدیث) ''آقا دو عالم ﷺ نے پیٹھ مبارک کو اُٹھایا'' (۲)۔ **نیز** سجدہ میں دونوں پاؤں کھڑی حالت میں اس طرح ہوں کہ تمام اُنگلیاں موڑ کر اُن کا رُخ قبلہ سمت ہو (۳)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے (سجدہ میں) پاؤں کھڑا کرنے کا حکم فرمایا'' (۴)۔ اور پھر (حدیث) ''آپ ﷺ سجدہ میں دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کے سرے قبلہ رُخ فرماتے'' (۵)۔ **نیز** پاؤں کی اُنگلیوں کو ہرگز زمین سے نہ اُٹھنے دیں ورنہ سجدہ نہ ہوگا (۶)۔ کہ (حدیث) ''تم میں سے جب کوئی سجدہ کرے تو اپنے پاؤں کو نہ اٹھائے'' (۷)۔ **نیز** سجدہ میں کل 10 اُنگلیوں کا زمین پر لگنا سنت اور ہر پاؤں کی 3 اُنگلیوں کا لگنا واجب ہے، جبکہ ایک ایک اُنگلی کا پیٹ زمین پر لگنا فرض ہے۔ لہٰذا 3 اُنگلیوں کا قصداً زمین سے نہ لگانا یا سارا پاؤں زمین سے اُٹھائے رکھنا یا صرف انگوٹھے یا اُنگلی کی نوک زمین پر لگائے رکھنا، ان سب صورتوں میں سجدہ نہ ہوا سجدہ نہیں تو نماز نہیں (۸)۔ یعنی تمام اُنگلیاں زمین سے اُٹھالینا اور دوران سجدہ اُن کو واپس نہ لانے سے سجدہ مکمل نہیں ہوتا۔ اور اگر ایک بار اُٹھالیا لیکن بعد ازاں واپس زمین پر رکھ دیا جبکہ پیشانی ابھی زمین پر ہی تھی تو سجدہ درست ہو گیا مگر سخت منع ہے۔ گویا سجدہ 7 اعضاء پر کیا جاتا ہے کیونکہ (حدیث) ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اُس کے سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں اُس کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں قدم'' (۹)۔ (حدیث) پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ورحیم ﷺ فرماتے ہیں ''مجھے 7 اعضاء یا ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا پیشانی اور ناک (دونوں کو ایک عضو کہا گیا ہے لہٰذا ایک ہڈی شمار ہوگی)، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدم'' (۱۰) **نیز** اس طرح ان ساتوں اعضاء کا زمین پر لگنا ضروری ہے ورنہ سجدہ نہیں اور

(۱) عالمگیری ج۱ ص۱۱۶، ہدایہ (۲) ابوداؤد ج۱ ح۸۹۰ (۳) ہدایہ ج۱ ص۷۰، شرح نقایہ ج۱ ص۷۸، عالمگیری ج۱ ص۱۱۶ (۴) عن سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج۱ ص۵۴۴ ح۱۰۰۰ (۵) عن سیّدنا ابوحُمید رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۷۸۷، سنن نسائی، مستدرک حاکم ح۸۳۲، مشکوٰۃ ح۷۳۶، بلوغ المرام ح۲۸۵ ص۱۰۴، کشف الغمہ ج۱ ص۲۳۲، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۲۳، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۴۹ ج۳ ص۱۲ (۶) شامی ج۱ ص۴۱۷، کبیری ص۲۸۵ (۷) عن سیّدنا ابونضرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح۱۱۰ (۸) درمختار، شامی، رضویہ، فیض رسول، اشعۃ اللمعات، بہار شریعت ج۳ ص۱۷۸ (۹) عن سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۲۵۸، ابن ماجہ ح۹۳۲، سنن نسائی ح۱۰۸۳، ابوداؤد ج۱ ح۸۸۳ (۱۰) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۷۷۲، مسلم ج۱ ح۱۰۰۲، ابوداؤد ج۱ ح۸۸۱، ترمذی ج۱ ح۲۵۸، سنن نسائی ح۱۰۸۱، ابن ماجہ ح۹۳۱، مسند امام احمد ج۱ ح۱۵۳۷، سنن دارمی ح۱۳۵۳، ابن حبان ح۱۹۲۳، ابن خزیمہ ح۶۳۲، مسند امام اعظم ح۱۰۸، طبرانی، مشکوٰۃ ح۸۲۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۷۶، بلوغ المرام ح۳۱۸ ص۱۱۲، کشف الغمہ ج۱ ص۲۴۲، تجرید البخاری، ردالمحتار ج۲، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۴۹۔

نماز نہیں ایسے سجدہ کو کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنا کہا گیا ہے اور (حدیث) "سرکار کریم ﷺ نے نماز میں کوّے کی طرح ٹھونگے مارنے سے منع فرمایا ہے" (۱)۔ **نیز** (حدیث) "آنحضور علیہ ﷺ نے 3 چیزوں سے منع فرمایا نماز میں مُرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے، کتے کی طرح بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے سے" (۲)۔ **نیز** (حدیث) "حالتِ سجدہ میں مومن کے تمام اعضاء شاملِ سجدہ ہوتے ہیں لہٰذا تمام اعضاء کو جہاں تک ہو سکے قبلہ رُخ رکھے" (۳) **نیز** (حدیث) "راوی نے سجدہ میں اپنے پیچھے کو اٹھایا اور فرمایا" پیارے آقا کریم ﷺ اسی طرح سجدہ فرماتے تھے" (۴)۔ **نیز** پشت کو سیدھا رکھیں کہ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اُس شخص کی نماز کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنی پشت کو رکوع اور سجود میں سیدھا نہیں کرتا" (۵)۔ **نیز** اطمینان سے (حدیث) "سجدہ میں 3 بار تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى** کہیں" (۶)۔ کیونکہ (حدیث) "جب تم نے سجدہ کیا اور سجدہ میں 3 بار **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى** کہا تو سجدہ پورا ہو گیا اور یہ (کامل سنت وتسبیح کا) ادنیٰ درجہ ہے" (۷)۔ اور خود (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ سجدہ میں 3 بار **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى** فرماتے تھے" (۸)۔ کیونکہ (حدیث) "جب یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "سجدے میں **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى** کہا کرو" (۹) گویا تسبیح 3 بار پڑھنا سنّت ہے اس سے زیادہ بار طاق تعداد میں یا بلا تعداد پڑھنا مستحب ہے (۱۰)۔

جلسہ:

جب ایک سجدہ مکمّل ہو جائے تو اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ کر التحیات کی طرح دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانے کو "جلسہ" کہتے ہیں جو کہ واجب ہے (۱۱)۔ **اور** سجدہ سے فراغت کے بعد پہلے پیشانی پھر ناک اور پھر ہاتھ زمین سے اُٹھائیں (۱۲)۔

---

(۱) عن عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۵۳، نسائی ح ۱۰۹۹، ابن ماجہ، مسند احمد، ابویعلی، دارمی ح ۱۳۵۸، ابن حبان ح ۲۲۷۷، ابن خزیمہ ح ۶۶۲، بیہقی ح ۲۵۶۰، مشکوٰۃ ح ۸۴۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۳۸ (۲) قال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ احمد ج ۱ ح ۱۶۸۱، ابویعلی، مجمع الزائد، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۵ (۳) درایہ، قدوری (۴) عن براء رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۳۱، نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۰۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۵۰ (۵) عن طلق بن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۰۷، مشکوٰۃ ح ۸۴۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۳ (۶) ابوداؤد ج ۱ ح ۸۷۷، فیوض الباری (۷) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۲۴۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۰، ابن ماجہ ح ۹۳۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۵۰ (۸) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۴۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۶۱، نسائی ح ۱۱۲۰، احمد ج ۱ ح ۱۵۰۳، ابن خزیمہ ح ۶۰۴، بیہقی ۳۵۰۲، دارمی ح ۱۳۴۶ (۹) عن سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۹۳۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۶۰ (۱۰) مسند بزار، طبرانی، آثار السنن، درّ منثور، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶، ہدایہ (۱۱) ہدایہ ج ۱ ص ۷۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۹، کبیری ص ۳۲۲، نور الایضاح، مالابد منہ (۱۲) مالابد منہ، غنیۃ الطالبین، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶۔

اور پھر بیٹھ جائیں کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے اور پھر سرِ انور سجدہ سے اُٹھاتے تو دوسرا سجدہ اُس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ سیدھے ہوکر اطمینان سے بیٹھ نہ جاتے'' (۱)۔ بلکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک کہ ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سمجھتے کہ شاید آپ ﷺ کو (نماز میں کہیں بھول یا) وہم ہوگیا ہے'' (۲)۔ **اور** جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نظر گود میں رکھیں، دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کریں کہ اُنگلیاں اندر کی جانب مُڑ کر قبلہ رُخ ہوجائیں، **اور** بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بالکل سیدھے ہوکر اس طرح بیٹھیں جیسے تشہُّد میں بیٹھتے ہیں (۳)۔ کیونکہ جلسہ میں (حدیث) ''آپ ﷺ بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور دایاں پاؤں کھڑا فرماتے تھے'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''آپ ﷺ بایاں پاؤں بچھاتے اور اُس پر بیٹھتے پھر برابر ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر برابر ہوجاتی پھر آپ حضور ﷺ دوسرا سجدہ کرتے تھے'' (۵)۔ **اور** دونوں پاؤں کھڑے رکھنا یا بچھا دینا مکروہ ہے (۶)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب دو سجدوں میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے'' (۷)۔ اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ دونوں سجدوں کے درمیان دونوں پاؤں کی اُنگلیوں پر بیٹھے تو جب نماز سے فارغ ہوئے اور اس کا ذکر ہوا تو فرمایا ''اس طرح بیٹھنا درست نہیں ہے لیکن میں بیماری کی وجہ سے اس طرح بیٹھتا ہوں'' (۸)

مگر یہ بات بڑے افسوس سے لکھنا پڑ رہی ہے کہ ہم میں سے کچھ بھائی تو شاید ''جلسہ'' کے نام سے بھی واقف نہ ہوں گے پھر اُس کی واجبیت کو جاننا تو بڑی دُور کی بات ہے۔ ایسے لوگ گھر کے کام کاج چھوڑ کر شدید سردی میں وضوء کر کے، نماز کو وقت دیتے ہیں، نہ جانے کیا دل میں آ پڑتی ہے کہ ابھی ایک سجدہ پورا نہیں ہو پاتا کہ ذرا سا سَر اُٹھانے کا بس اشارہ سا کیا، ہاتھوں کو زمین سے ذرا سی حرکت دی اور دوسرا سجدہ اتنی برق رفتاری سے دے مارتے ہیں کہ جیسے ایسا کرنے کو کسی سے شرط لگا رکھی ہو یا شیطان سے انعام کا لالچ ہو۔ یوں 2 سجدے ایسے کرتے ہیں کہ بیچ سے جلسہ سرے سے غائب ہی کر دیتے ہیں۔ حالانکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان ہے ''ایک سجدہ

(۱) عن سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۱۰۱۲، ابن ماجہ ح۹۴۰، احمد ج۱ ح۱۳۳۶، ابن ابی شیبہ، شرح موطا امام محمد (۲) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۹۶۳، مشکوٰۃ ح۸۱۰، کشف الغمہ ج۱ ص۲۳۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۶۸ (۳) نور الایضاح (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۱۲۰۸، شعب الایمان ج۳ ح۳۱۳۸، مشکوٰۃ ص۶۷، فیوض الباری حصہ۳ ص۴۵۰ (۵) عن سیّدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۸۷، ابن ماجہ ح۱۱۰۹، مسند احمد ج۱ ح۱۵۲۳، مشکوٰۃ ص۶۸، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۳۹، حصہ۳ ص۴۵۰ (۶) بخاری، مسلم، ابن ابی شیبہ، المغنی، شرح مسلم، شرح موطا امام محمد، قدوری، احیاء العلوم (۷) بخاری ج۱ ح۷۸۷ مسلم ج۱ (۸) عن مغیرہ بن حکیم تابعی علیہ الرحمۃ، موطا امام، مالک ص۷۹۔

کر کے دوسرے سجدہ سے پہلے ایک یا 3 دفعہ سبحان اللہ کہنے کے وقت کے برابر جلسہ میں بیٹھیں'' (۱) بلکہ جلسہ میں (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ رَبِّ اغْفِرْلِی پڑھتے تھے'' (۲)۔ **اور** (حدیث) ''دونوں سجدوں کے درمیان آقا کریم ﷺ یہ کلمات پڑھتے تھے ''**اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ**'' (۳)۔ اس بارے سیّدنا غوثِ اعظم شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''جلسہ میں **رَبِّ اغْفِرْلِی** 3 بار پڑھیں'' (۴)۔ گو یہ تسبیحات جلسہ میں پڑھنا ضروری نہیں تاہم جلسہ چھوڑنے کے عادی اگر اِن تسبیحات کو اپنالیں تو قوی امید ہے کہ انشاء اللہ اُن کے دونوں سجدے الگ اور جلسہ الگ ظاہر ہونے لگ جائے گا پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کریں (۵)۔

دوسری رکعت کیلئے جانا:

جلسہ کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر بڑے اطمینان سے دوسرا سجدہ کریں۔ پھر دوسری رکعت کیلئے اُٹھیں۔ ۞۔ بعض لوگ دوسرے سجدہ کے بعد تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ جاتے ہیں پھر کھڑے ہوتے ہیں جسے ''**جلسہ استراحت**'' کہتے ہیں یہ سنّت نہیں ہے (۶)۔ بلکہ دوسرے سجدہ کے بعد اگلی رکعت کیلئے بلا تاخیر کھڑے ہونا ہی سنّت ہے بدلیل (حدیث) ''**اَبُوْمَالِكٍ اَشْعَرِی جَمَعَ قَوْمَهٗ فَقَالَ ...... اُعَلِّمُكُمْ صَلٰوةَ النَّبِیِّ** ﷺ **صَلّٰی بِنَابِالْمَدِیْنَةِ ...... ثُمَّ كَبَّرَوَخَرَّسَا جِدًا ثُمَّ كَبَّرَفَرَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَفَسَجَدَثُمَّ كَبَّرَفَانْهَضَ قَائِمًا**، حضرت سیّدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا پھر فرمایا...... میں تمہیں پیارے آقا کریم ﷺ کی نماز سکھاتا ہوں کہ آپ ﷺ نے ہمیں مدینہ پاک میں نماز پڑھانا شروع کی (قیام ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ نے)...... پھر تکبیر کہی اور سجدے میں چلے گئے پھر تکبیر کہی اور اپنے سَر کو اُٹھایا پھر تکبیر کہی اور دوسرا سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پھر (بغیر جلسہ استراحت کئے) سیدھے کھڑے ہوگئے'' (۷)۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی تو (حدیث) ''اُنہوں نے دوسرا سجدہ کیا ''**فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ**'' تو کھڑے ہوگئے بیٹھے نہیں'' (۸) اور (حدیث) ''میں (راوی) نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے

(۱) رسالہ نماز کا چور معہ نماز کا طریقہ از علامہ محمد الیاس قادری (۲) عن حُذَیفہ رضی اللہ عنہ ترمذی، نسائی ح ۱۱۳۲، ابن ماجہ ح ۹۴۴، ابوداؤد ج۱ ح ۸۶۵، حاکم ح ۱۰۰۳، دارمی ح ۱۳۵۹، مشکوٰۃ ح ۸۴۱، کشف الغمہ ج۱ ص ۲۳۶، مراۃ المناجیح ج۲ ص ۸۲ (۳) ترمذی ج۱ ح ۲۶۸، ابن ماجہ ح ۹۴۵، ابوداؤد ج۱ ح ۸۴۱، احمد ج۱ ح ۱۵۰۳، بیہقی ح ۲۵۱۱، معجم کبیر ح ۹۹۳، ابن خزیمہ ح ۹۱۱، حاکم ح ۹۶۴، حصن حصین ص ۱۱۰ (۴) غنیۃ الطالبین (۵) عالمگیری ج۱ ص ۱۱۶ (۶) کتاب الحجہ ج۱ ص ۳۱۵، ہدایہ ج۱ ص ۷۰، شرح نقایہ ج۱ ص ۷۹، کبیری ص ۳۲۳ (۷) مسند امام احمد ج۵ ص ۱۱۲، آثار السنن ص ۱۲۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۶ (۸) ابوداؤد ج۱، طحاوی ج۱ ص ۱۵۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۶۔

سجدہ سے سر اُٹھاتے تو اُسی طرح کھڑے ہوجاتے بیٹھتے نہیں تھے'' (۱) لہٰذا جلسہ استراحت ثابت نہیں

سجدہ سے فارغ ہوکر ''اُٹھتے وقت پہلے اُن اعضاء کو زمین سے اُٹھائیں جو آسمان کے نزدیک ہوں'' (۲)۔ یعنی ''پہلے پیشانی اور ناک، پھر دونوں ہاتھ، پھر گھٹنے اُٹھائیں'' (۳)۔ ہاتھوں سے پہلے بلا عذر گھٹنے اٹھانا مکروہ ہے (۴)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب سجدہ سے اُٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے'' (۵)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا عبداللہ بن یسار تابعی علیہ الرحمۃ جب سجدہ کرتے تھے تو پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے اور جب اُٹھتے تو پہلے چہرہ اُٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ، پھر دونوں گھٹنے اُٹھاتے تھے'' (۶)۔ اور ''اُٹھتے ہوئے کسی چیز یا زمین کا سہارا نہ لیں'' (۷)۔ کیونکہ (حدیث) ''نَهَى (النَّبِي ﷺ) اَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ اِذَا نَهَضَ فِي الصَّلٰوةِ، پیارے آقا کریم ﷺ نے آدمی کو نماز میں سجدہ سے اُٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کا سہارا لے کر اُٹھنے سے منع فرمایا'' (۸)۔ بلکہ ''ہاتھ گھٹنوں یا رانوں پر رکھ کر پنجوں کے بل اُٹھیں'' (۹)۔ کیونکہ (حدیث) ''آنحضرت ﷺ نماز میں اپنے پاؤں کے اگلے حصہ یعنی پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوتے تھے'' (۱۰)۔ اور (حدیث) ''آپ ﷺ گھٹنوں اور رانوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اُٹھتے تھے'' (۱۱)۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی دونوں قدموں پر پنجوں کے بل اُٹھتے تھے'' (۱۲)۔ لہٰذا دونوں ہاتھوں کا زمین پر سہارا لے کر گھوڑی سی بنا کر اُٹھنا مکروہ ہے (۱۳)۔ اور جب اُٹھ کھڑے ہوں تو اپنی جگہ پر سیدھے کھڑے ہوں قدموں کو آگے پیچھے حرکت نہ دیں بلکہ برابر رکھیں (۱۴)۔ اور نہ ہی رفع یدین

(۱) عن نعمان بن عیاش تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ، آثار السنن ص ۱۲۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۶ (۲) مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۵۵۹، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۳) درمختار، شامی، ہدایہ، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶، مالابد منہ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱ منیۃ المصلی (۵) عن وائل رضی اللہ عنہ، مسلم، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۲۹، ترمذی ج ۱ ح ۲۵۴، ابن ماجہ ح ۹۲۹، سنن نسائی ح ۱۰۷۶، سنن دارمی ح ۱۳۵۵، ابن حبان ح ۱۹۱۲، معجم کبیر ح ۹۷، مسند امام اعظم ح ۱۰۷، ابن خزیمہ، مستدرک حاکم، آثار السنن، مشکوٰۃ ح ۸۳۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۱، مرقاۃ، عمدۃ الرعایہ، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۳۹، حصہ ۳ ص ۴۵۱ (۶) مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۷۷ (۷) نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، احمد، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۷۹، مشکوٰۃ ح ۸۵۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۹ (۹) درمختار، شامی، ہدایہ، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۱۰) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۷۲، عمدۃ الرعایہ ص ۱۸۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۵۱ (۱۱) ابوداؤد ج ۱ ح ۷۳۱، فتح القدیر، فیوض الباری (۱۲) مصنف ابن شیبہ، طبرانی، آثار السنن، فتح القدیر، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۳۹، جوہر النقی، بیہقی، انوار الحدیث (۱۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۱۴) غنیۃ الطالبین، بہار شریعت۔

کریں۔ اُسکے بعد ثناء اور تعوذ نہیں پڑھنا بلکہ صرف بسم اللہ شریف پڑھ کر الحمد شریف پڑھیں اور ساتھ کوئی سورت مِلا لیں کیونکہ (حدیث) ”جب آقا کریم ﷺ دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے تو سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے اور وقفہ نہ کرتے“ (۱)۔ باقی طریقہ پہلی رکعت کی طرح ہی ہے۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے (۲)۔

قعدہ اوّل:

اگر 4 رکعت والی نماز ہو تو دوسری رکعت کے مکمل ہونے پر التحیات کیلئے بیٹھنے کو قعدہ اوّل کہتے ہیں۔ جو کہ واجب ہے۔ اگر جان بوجھ کر نہ بیٹھیں تو نماز نہیں ہوتی۔ اور اگر بھول کر رہ جائے تو سجدۂ سہو لازم آتا ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ التَّحِیَّۃُ“ ”نماز کی ہر 2 رکعت پر التحیات ہے“ (۳)۔ (حدیث) ”ہر 2 رکعت پر التحیات میں بیٹھنا چاہیئے“ (۴)۔ (حدیث) ”پیارے آقا کریم ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں پھیلاتے اور اُس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے“ (۵)۔ (حدیث) ”آقا کریم ﷺ قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے“ (۶)۔ (حدیث) ”آقا کریم ﷺ ہر 2 رکعات کے بعد التحیات پڑھتے اور (بیٹھتے وقت) اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے“ (۷)۔ لہٰذا دونوں پاؤں کھڑے رکھنا مکروہ ہے (۸)۔ پیارے کریم آقا ﷺ کے بارے تو یہاں تک ہے کہ (حدیث) ”آپ ﷺ نماز میں جب جلوس فرماتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے (بائیں) قدمِ انور کا (کچھ) ظاہری حصہ سیاہ پڑ گیا تھا“ (۹)۔ ایک مرتبہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں چار زانوں بیٹھے، اُنہیں دیکھ کر راوی جو کہ ابھی نو عمر تھے وہ بھی ویسے ہی بیٹھ گئے، نماز سے فارغ ہونے پر حضرت سیّدنا ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا کہ یہ غلط طریقہ ہے اور میں اسلیئے بیٹھتا ہوں کہ مَیں بیمار ہوں اور

(۱) مسلم ج۱ ح۱۲۵۷، ترمذی، نسائی، ابن حبان ح۱۹۳۶، ابن خزیمہ ح۱۶۰۳، بیہقی ح۲۹۰۲، مستدرک حاکم ج۱ ح۷۸۲ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۱۰، ۱۱۷، نور الایضاح ص۶۶، قدوری، درمختار، مالابدمنہ (۳) مسلم ج۱ ص۱۹۴، مجمع الزوائد ج۲ ص۱۳۹، قدوری، عبدالرزاق ج۱ ص۲۰، مسلم ج۱ ص۱۹۴، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۹ (۴) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، فتح الباری، قدوری (۵) عن وائل رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح۱۱۵، ولفظ لہ ترمذی ج۱ ح۲۷۶، نسائی ح۱۱۴۴ (۶) عن ابو حمید رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۸۷، ابوداؤد ج۱، بلوغ المرام ح۲۸۵ ص۱۰۴ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱، مسند امام احمد ج۱ ح۱۳۳۶، مشکوٰۃ ح۷۳۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۲، شرح مسند امام اعظم ص۱۱۷، بلوغ المرام ح۲۹۰ ص۱۰۶، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۱ (۸) مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ ص۱۱۷ (۹) مصنف ابن ابی شیبہ، شرح موطا امام محمد۔

میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے" (۱)۔حالانکہ (حدیث) "قَالَ اِنَّمَا السُّنَّةُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِىَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى، "نماز میں بیٹھنے کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ اپنا دایاں پاؤں کھڑا کریں اور بایاں پاؤں بچھائیں" (۲)۔الله۔اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ (حدیث) "دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا" وَاسْتَقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهِمَا الْقِبْلَةَ "اور اُسکی اُنگلیوں کو قبلہ رُخ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا نماز کی سنّتوں میں سے ہے" (۳)۔الله۔اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھیں (۴)۔کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب نماز کے تشہُّد میں بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے تھے" (۵)۔الله۔(حدیث) "میں (راوی) مدینہ پاک آیا تو مَیں نے پیارے آقا کریم ﷺ کی نماز دیکھی کہ آپ ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے" (۶)۔ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا۔الله۔مگر ہاتھوں کی اُنگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس رکھیں تاہم نہ گھٹنوں کو پکڑیں (۷)۔نہ اُنگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے گرنے دیں۔الله۔جبکہ نظر گود میں یا سینے پر رکھیں سامنے نہ دیکھیں۔الله۔4اور3رکعت والی نماز فرض، واجب اور سنّت مؤکدہ کا قعدہ اوّل واجب ہوتا ہے، اس قعدہ میں صرف التحیات (عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه) تک پڑھیں، دُرود شریف اور دُعائیں نہیں پڑھیں گے (۸)۔کیونکہ (حدیث) "ہمیں پیارے آقا کریم ﷺ نے سکھایا کہ جب ہم دو رکعت کے بعد بیٹھیں تو یوں کہیں التّحيّات لِلّٰه والصَّلوٰتُ والطّيّبٰتُ اَلسَّلَامُ عليكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ ورحمةُ اللّٰه وبركَاتُهٗ اَلسَّلَامُ علينَا وعلٰى عبَادِاللّٰه الصَّالِحِين ،اشهدُ انْ لا اله الّا اللّٰه واشهدُ انَّ مُحَمَّدً عبدُهٗ ورسُولُه" (۹)۔الله۔کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ 2 رکعت کے بعد تشہُّد (عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه تک) کے بعد کچھ نہ پڑھتے تھے" (۱۰)۔الله۔اور (حدیث) "جب آپ ﷺ نماز

(۱) عن سیّدنا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، بخاری ج۱ ح۸۲۷، مخلص مؤطا امام مالک ح۲۰۲، آثار السنن، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۰ (۲) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، عن عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۸۲۷، مسلم، سنن نسائی ح۱۱۳۵، مؤطا امام مالک ح۲۰۲، ابوداؤد، ترمذی، طبرانی، مسند امام احمد، طحاوی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ، آثار السنن، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۰ (۳) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سنن نسائی ح۱۱۴۵، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۰ (۴) مالابُدّ منہ، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۱۱۷، ہدایہ (۵) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۳۱۱، ابوداؤد، مسند امام احمد، سنن دارمی ح۱۳۷۴، مصنف عبدالرزاق ح۳۲۳۹، بیہقی ح۲۶۱۰، مؤطا امام مالک ح۱۹۹، مشکوٰۃ ح۸۴۶، کشف الغمہ ج۱ ص۲۳۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۸۴ (۶) عن وائل رضی اللہ عنہ، ترمذی ص۳۹، احمد ج۱ ح۱۳۳۸، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۱، شرح مسند امام اعظم ص۱۷۷ (۷) عالمگیری ج۱ ص۱۱۷ (۸) درمختار، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، عالمگیری ج۱ ص۱۱۰ (۹) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۲۷۳، ابن ماجہ ح۹۴۶ تا ۹۴۹ (۱۰) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، مجمع الزوائد۔

کے درمیان ہوتے (درمیانی قعدہ میں) تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی کھڑے ہوجاتے (یعنی آپ ﷺ عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ پڑھتے) اور جب نماز کے آخر میں ہوتے (آخری قعدہ میں) تو اپنے لئے جو چاہتے دُعاء فرماتے"(۱) یہاں اتنا ضرور یاد رہے کہ یہ طریقہ صرف نمازِ فرض، وتر اور سنّت مؤکدہ کیلئے ہے

اشارۂ سبابہ:

تشہد میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا اشارۂ سبّاحہ یا اشارۂ سبّابہ کہلاتا ہے "اس اشارہ کا مقصد توحید الٰہی کا اظہار ہے تا کہ قول وفعل آپس میں ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہوجائیں" (۲)۔ تشہد میں اشارہ سبابہ کرنا پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت ہے (۳)۔ کیونکہ (حدیث) "سرکارِ دوعالم ﷺ نے سبابہ اُنگلی سے اشارہ فرمایا" (۴)۔ اور (حدیث) "آقا کریم ﷺ جب (قعدہ میں) بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور (دائیں) شہادت کی اُنگلی سے اشارہ فرماتے اور نگاہ اس اُنگلی پر رکھتے" (۵)۔ نیز (حدیث) "جب آقا کریم ﷺ قعدہ فرماتے تو سیدھا دستِ مبارک سیدھے زانو پر اور اُلٹا دستِ مبارک اُلٹے زانو پر رکھ لیتے اور دائیں ہاتھ کی تمام اُنگلیاں بند کر لیتے اور شہادت کی اُنگلی سے اشارہ فرماتے" (۶)۔ مزید یہ کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے اُنگلیوں اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا اور پھر انگوٹھے کے ساتھ والی اُنگلی سے اشارہ فرمایا" (۷)۔

اشارہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ (حدیث) "جب حضور اکرم ﷺ نماز میں تشہد میں بیٹھتے تھے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں گھٹنے یا ران پر رکھتے تھے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں گھٹنے یا ران پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی سب اُنگلیوں کو بند کرتے اور ترپن (۵۳) کا عدد بناتے اور انگوٹھے کے نزدیک کی اُنگلی سے اشارہ فرماتے" (۸)۔ لہٰذا جب تشہد میں لَاۤ اِلٰهَ پر پہنچیں تو دائیں مٹھی بند کر کے

(۱) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، عمدۃ الرعایہ ج۱ص ۱۸۵، فیوض الباری حصہ ۴ص ۱۷، نحوۂ نسائی ح ۱۱۶۲ (۲) مصفّٰی شرح مؤطاء شاہ ولی اللہ (۳) کبیری ص ۳۲۸ (۴) عن سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابزٰی رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوحُمید رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ص ۳۸، مسند امام احمد ج۱ح ۱۶۰۷ (۵) عن سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح ۱۲۱۲، سنن نسائی ح ۱۲۵۷، مسند امام احمد ج۱ح ۱۵۸۶، مشکوٰۃ ح ۸۴۷، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۸۵ (۶) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح ۱۲۰۹، ۱۲۱۲، ترمذی ج۱ح ۲۷۷، ۲۷۸، سنن نسائی ح ۱۱۴۷، ابوداؤد ج۱ح ۹۷۴، ابن ماجہ ح ۹۶۱، مسند امام احمد ج۱ح ۱۵۸۷، بیہقی ح ۲۶۰۸، ابن حبان ح ۱۹۴۲، معجم کبیر ج۹ص ۲۶۶، مؤطا امام مالک ح ۱۹۹، مؤطا امام محمد ح ۱۴۴، عبدالرزاق ج۲ص ۱۹۵، بلوغ المرام، مدارج النبوت (۷) عن سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ج۱ح ۹۶۰، سنن نسائی ح ۱۲۳۵، ابوداؤد ج۱ح ۷۲۱، مسند امام احمد ج۱ح ۱۵۸۳، بیہقی ج۲ ص ۱۳۲، کشف الغمہ ج۱ص ۲۲۸ (۸) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی، مسلم ج۱ح ۱۲۱۱، مؤطا امام محمد ح ۱۴۴، مشکوٰۃ ح ۸۴۶، بلوغ المرام ح ۳۳۳ص ۱۱۵، مرأۃ ج۲ص ۸۴، فتاوٰی عزیزی، ولفظ لہٗ مؤطا امام مالک ح ۱۹۹۔

انگوٹھا اور دیگر اُنگلیوں کا حلقہ بنائیں اور شہادت کی اُنگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کریں، جب اِلَّا اللّٰہ کہیں تو فوراً اُنگلی گرادیں اور ساتھ ہی مٹھی کھول کر ہاتھ ران پر رکھ لیں (۱)۔ بعض لوگ سلام پھیرنے تک اسی طرح اُنگلی اُٹھا کر اشارہ کیے رکھتے ہیں اُن کا یہ طریقہ غلط ہے بلکہ اِلَّا اللّٰہ پر فوراً اُنگلی گرا دیں اور ساتھ ہی مٹھی کھول کر ہاتھ ران پر رکھ لیں اور اشارہ کرتے وقت اُنگلی کو ہلائیں نہیں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے تو) اُنگلی سے اشارہ فرماتے اور اس کو حرکت نہ دیتے تھے (۳)۔ (حدیث) ''اور (اشارہ والی) شہادت کی اُنگلی کو قدرے جھکا رکھا تھا'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے 2 اُنگلیوں سے اشارہ کیا تو جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''توحید کر، توحید کر، یعنی ایک اُنگلی سے اشارہ کر'' (۵)۔

اس اشارہ کی فضیلت کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''(اُنگلی سے اشارہ کرنا) شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے'' یا فرمایا ''نیزہ سے زیادہ سخت گزرتا ہے'' (۶)۔ نیز (حدیث) ''جب کوئی نماز میں اشارہ کرتا ہے تو ہر اشارہ کے عوض 10 نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہر اُنگلی کے مقابلہ میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے'' (۷)۔

لفظ سبّابہ عربی زبان کے لفظ ''سَبّ'' سے بنا ہے۔ جس کے معنی گالی کے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب لوگ جب کسی کو گالی دیتے تو شہادت کی اُنگلی اُٹھاتے تھے جسے وہ سبابہ کہتے تھے لہٰذا تشہُّد میں اُنگلی کے اس اشارہ کو بھی سبّابہ کہا جانے لگا مگر اُس کے غلط معنی کی بناء پر بعض علماء وفقہاء نے اس اشارہ کو ''سبّاحہ'' کا نام دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے ''تسبیح کا اشارہ کرنا'' ہے (۸)۔ تشہُّد میں اس اشارہ کرنے پر حضرت سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ، حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ، حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ، حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ، حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ علمائے کوفہ، علمائے مدینہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی اکثریت کا اتفاق ہے (۹)۔ جس کے حق میں کتبِ صحاحِ ستّہ، مجمع الزوائد، محیط، صلوٰۃ مسعودی، مختار النوازل، تاتارخانی، عنایہ، ہدایہ، نہایہ، بدائع، منیۃ المصلی،

(۱) کتب فقہ، حاشیہ عالمگیری ج۱ ص۱۱۷ (۲) کبیری، شرح نقایہ، نورالایضاح (۳) ابوداؤد ج۱ ح۹۷۶، نسائی، بیہقی ج۲ ص۱۳۲، مشکوٰۃ ح۸۵۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۸۸ (۴) ابوداؤد ج۱ ح۹۷۸ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۳۴۸۳، نسائی ح۱۲۵۴، مسند احمد ج۱ ح۱۶۰۹، بیہقی فی دعوات کبیر، کشف الغمہ ج۱ ص۲۴۸، مشکوٰۃ ح۸۵۲، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۸۹، ۹۸ (۶) عن ابوطیبہ نافع (غلام) رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۱۵۸۵، مشکوٰۃ ح۸۵۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۹۰، مظاہرِ حق، عزیزی (۷) مستدرک حاکم، فتاویٰ عزیزی (۸) عالمگیری، مظاہر حق (۹) مدارج النبوت، کبیری ص۳۲۸، فتاویٰ عزیزی۔

عون المعبود، مدارج النبوّت، اشعۃ اللمعات، اور فتاوٰی عزیزی میں لکھا ہے۔ نیز امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے امالی، امام محمد علیہ الرحمۃ نے مشیخہ، علامہ نجم الدین علیہ الرحمۃ نے کفایہ، محقق چلپی علیہ الرحمۃ نے خفیفۃ المہتدی، امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ نے شرح ہدایہ، اور شیخ شمنی علیہ الرحمۃ نے شرح نقایہ میں اس کی تائید کی ہے۔

الحاصل۔ یہ اشارہ سنّت مبارکہ ہے جو کہ چاروں اماموں و دیگر فقہاء و محدثین سے ثابت ہے (۱)۔ جس کے حق میں غیر متضاد احادیث موجود ہیں مگر اس کی ممانعت یا تنسیخ کے بارے کوئی آیت یا روایت نہیں ہے، اس کی منسوخی کا فتوٰی محض قیاس و خیال پر مبنی ہے جبکہ سنّت حقہ کے برخلاف قیاس و خیال غلط اور باطل محض ہے (۲)۔

تیسری اور چوتھی رکعت فرض:

پھر تیسری رکعت کیلئے **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر اُٹھیں **کہ** ایک بار (حدیث) حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر بار جب جھکتے یا اُٹھتے تو تکبیر کہتے تھے" (۳)۔ **اور** تیسری اور چوتھی رکعت فرض میں صرف بسم اللہ شریف اور فاتحہ پڑھنا سنّت ہے، ثناء، تعوّذ اور سورت نہ پڑھیں (۴)۔ **اور** (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی 2 رکعتوں میں الحمد شریف اور کوئی دو سورتیں پڑھا کرتے کبھی کبھی ایک آدھ ہم کو بھی سنائی دیتی پہلی رکعت دوسری رکعت سے کچھ طویل ہوتی اور اور پچھلی 2 رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف الحمد شریف ہی پڑھتے تھے" (۵)۔ **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں ظہر وعصر کی پہلی 2 رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت ملا کر پڑھتا ہوں اور آخری دونوں رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتا ہوں" (۶)۔ **اور** (حدیث) "نماز میں قرأت کی سنّت یہ ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور سورت پڑھی جائے اور آخری دو رکعتوں میں صرف الحمد پڑھی جائے" (۷)۔ **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں ظہر، عصر وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور سورت پڑھتا ہوں اور آخری رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہوں" (۸)۔ **اور** حضرت سیّدنا امام بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا "پچھلی 2 رکعتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھنی

(۱) مالابد منہ (۲) صلوٰۃ مسعودی، فتاوٰی عزیزی (۳) مسند امام زید ح ۶۷، بخاری ج ۱، مسلم ج ۱ ح ۷۷۱، نسائی ج ۱، احمد ج ۱ ح ۱۴۸۰، مؤطا امام مالک ح ۱۶۸، شرح معانی الآثار ج ۱ ح ۲۲۱، ابن حبان ج ۵ ح ۱۷۶۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۱ (۴) درمختار، کبیری ص ۷۸، ہدایہ ج ۱ ص ۹۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۰، نورالایضاح ص ۶۶، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰ (۵) عن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۲۰، مسلم ج ۱ ح ۹۱۶، نسائی ح ۹۶۴، مشکوٰۃ، آثار السنن، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۲، بلوغ المرام ح ۳۰۷ ص ۱۰۹ (۶) عبدالرزاق، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۲ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، عینی، طبرانی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۲۲، ہدایہ ج ۱ ص ۹۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۸، کبیری ص ۲۷۶ (۸) عبدالرزاق، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۲۔

چاہیے"(۱)۔لہٰذا تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف بسم اللہ شریف اور فاتحہ پڑھیں، ثناء تعوذ اور سورت نہ پڑھیں (۲)۔ **اور** اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف نہ پڑھیں بلکہ صرف تسبیح یعنی کم از کم 3 بار سبحان اللہ پڑھ لیں تو بھی جائز ہے مگر افضل بہر حال فاتحہ پڑھنا ہی ہے (۳)۔ **اور** (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرض کی آخری 2 رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے" (۴)۔ **اور** (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی 2 رکعتوں میں فاتحہ اور ایک سورت پڑھتے تھے لیکن پچھلی 2 رکعتوں میں کچھ نہ پڑھتے تھے" (۵)۔ **اور** (حدیث) "پہلی 2 رکعتوں میں قرأت کر اور آخری دونوں میں تسبیح" (۶)۔ **اور** اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدنا عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا سفیان ثوری علیہ الرحمۃ وغیرہ سے مروی ہے۔ (۷)۔ **لهذا** اگر وقت کی قلت یا کوئی اور عذر ہو تو تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے (۸)۔

قعدۂ اخیرہ:

چوتھی رکعت کا سجدہ مکمّل کر لینے کے بعد بیٹھنے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں۔ جو کہ فرض ہے (۹)۔ قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنے کا طریقہ پیچھے قعدہ اوّل میں بیان کیا جا چکا ہے (۱۰)۔

(حدیث) "تشہُّد کے کلمات مَیں (راوی) نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہُّد کا ایک ایک کلمہ ہاتھ پکڑ کر تلقین فرمایا جو اس طرح ہے **اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ**...... الخ" پھر فرمایا "جب تم نے یہ (قعدہ اخیرہ) کر لیا یا اس (قعدہ اخیرہ) کو مکمّل کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہوگئی اگر اُٹھنا چاہتے ہو تو اُٹھ جاؤ، بیٹھنا چاہتے ہو تو بیٹھے رہو" (۱۱)۔ اور "تشہد کے الفاظ کے معانی کا اپنی طرف سے ارادہ کرے گویا کہ وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں تحیۃ بھیجتا ہے

(۱) بخاری ج۱ص ۱۰۷، قدوری (۲) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص ۱۱۷، قدوری (۳) قاضی خان، درمختار، شامی، ہدایہ ج۱ ص ۹۶، شرح نقایہ ج۱ص ۸۱، کبیری ص ۲۷۷، عالمگیری ج۱ص ۱۱۷ (۴) مؤطا امام محمد ح ۱۲۰، فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۸۹ (۵) مصنف عبدالرزاق، قدوری (۶) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص ۳۷۲، عینی ج۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۸۹، ہدایہ ج۱ص ۹۶، شرح نقایہ ج۱ص ۸۱، کبیری ص ۲۷۷ (۷) عینی ج۳ص ۷۵، فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۸۹ (۸) شامی، درمختار، بہار شریعت ج۱ص ۱۸۴ (۹) ہدایہ ج۱ص ۶۳، شرح نقایہ ج۱ص ۶۹، کبیری ص ۲۸۹ (۱۰) عالمگیری ج۱ ص ۱۱۷، ہدایہ ج۱ص ۷۲، کبیری ص ۳۳۳، شرح نقایہ ج۱ص ۸۱ (۱۱) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ص ۱۱۰، مسلم ج۱ ص ۱۷۳، ترمذی، ابن ماجہ ح ۹۴۶، ابوداؤد ج۱ح ۹۵۷، مسند امام احمد ج۱ح ۱۵۷۲ تا ۱۵۷۷، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند بزار، مشکوٰۃ ص ۸۳، بیہقی ج۲ص ۴۲۲، بلوغ المرام ح ۳۴۳ص ۱۱۶، فیوض الباری حصہ ۴ص ۱۵، طحاوی ج۱ص ۱۱۹، سنن دارمی ح ۱۳۷۶، ہدیہ ج۱ص ۹۷، ولفظ لہٗ سنن نسائی ح ۱۲۶۱۔

اور پیارے نبی کریم ﷺ پر اور صالحین پر سلام بھیجتا ہے"۔اس کے بعد دُرود شریف پڑھیں (۱)۔ **کہ** (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص اپنے نبی (ﷺ) پر دُرود نہیں بھیجتا اُس کی کوئی نماز نہیں" (۲)۔اور فرمایا **کہ** (حدیث) "جو شخص نماز ادا کرے اور دورانِ نماز وہ مجھ پر اور میری اہلبیت پر دُرود نہ پڑھے اُس کی نماز قبول نہ ہوگی" (۳)۔اور یہ خیال رہے **کہ** دُرود شریف میں آقا کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ "سیّدنا" کہنا زیادہ بہتر ہے (۴)۔پھر یہ **کہ** دُرود شریف کے بعد **رَبِّ اجْعَلْنِیْ**......اور **رَبَّنَآ اٰتِنَا**...... و دیگر دُعائیں پڑھیں یہاں کوئی مخصوص دُعا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ماثورہ دُعاؤں میں سے جو چاہے پڑھ لیں (۵)۔**کہ** (حدیث) آقا رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا "اس کے بعد جو دُعا زیادہ پسند ہو وہ اختیار کریں" (۶)۔ نیز یہ **کہ** (حدیث) "جس وقت کوئی نماز کے آخری تشہد سے فارغ ہو تو چاہیے کہ اللہ کریم جل جلالہ کی پناہ مانگے 4 چیزوں سے، دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور دجال کے شر سے" (۷)۔لہٰذا جو دُعاء جی چاہے مانگیں بشرطیکہ عربی میں ہو (۸)۔اور دعا کا تعلق صرف دنیا سے نہ ہو۔**کہ** (حدیث) "نماز میں ایسی دُعا مانگنا مناسب نہیں جو کلام الناس کے مشابہہ ہو" (۹)۔لہٰذا "قرآن وحدیث میں جو دعائیں آئی ہیں اُن کا پڑھنا مسنون ہے" (۱۰)۔

سلام پھیرنا: (خُروج بصُنعہٖ):

<u>خروج بصنعہ یعنی اپنے عمل سے ارادۃً نماز سے باہر آنا جو کہ فرض ہے</u> نیز یاد رہے کہ لفظ "اَلسَّلَامُ" کہنا واجب اور لفظ "عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ" کہنا سنت ہے۔آسان لفظوں میں ہم اسے سلام پھیرنا کہتے ہیں جسے "سلام تحلیل" بھی کہتے ہیں جس کا مطلب ہے "گرہ کھولنا یا حلال کرنا" کیونکہ نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے وقت جو بعض چیزیں آپ پر حرام ہو گئیں تھیں اب

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷، ۱۱۱، محیط (۲) عن سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ح ۹۹۲، بیہقی ح ۳۷۸۱، طبرانی، دار قطنی، مدارج النبوت (۳) عن سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ، دار قطنی، بیہقی، مدارج النبوت (۴) درمختار، شامی، بہار شریعت (۵) مسند امام زید ص ۱۸۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۷، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷ (۶) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۹۳، مسلم ج ۱ ح ۸۰۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۵۵، نسائی ح ۱۲۵۰، مسند احمد، دارمی ح ۱۳۷۵، ابن حبان ح ۱۹۴۸، ابن خزیمہ ح ۷۰۳، بیہقی ح ۲۶۹۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۶ (۷) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۲۲۵، نسائی ح ۱۲۹۲، بخاری ج ۱ ح ۷۹۱، ولفظ لہٗ ترمذی ج ۲ ح ۱۵۲۹، ابن ماجہ ح ۹۵۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۷۰، سنن دارمی ح ۱۳۷۹، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۵۰، حاکم ح ۱۰۱۱، مشکوٰۃ ح ۸۷۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۱ (۸) درمختار، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷ (۹) ابوداؤد، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۷ (۱۰) مسند امام زید ص ۱۸۶، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۶۔

سلام پھیرتے ہی وہ تمام حلال ہوگئیں اسلئے یہ سلام ''سلام تحلیل''یعنی حلال کرنے والا سلام کہا جاتا ہے۔ جوکہ نماز کا رکن ہے کیونکہ (حدیث) ''سرکار کریم ﷺ نے تشہد پڑھا اور سلام پھیرا''(۱)۔ **نیز** پہلے دائیں پھر بائیں دونوں طرف پھیریں (۲)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ دائیں اور بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے''(۳)۔**نیز** (حدیث) ''آنحضور ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رُخسار مبارک کی سفیدی دیکھی جاتی''(۴)۔**نیز** اسی پر فتویٰ ہے کہ ''چہرہ اتنا پھیریں کہ دائیں طرف والا نمازی آپ کا بایاں رخسار دیکھ لے(۵)۔**نیز** (حدیث) ''آپ سرکار ﷺ نے (پہلے) دائیں اور (پھر) بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے فرمایا، **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ**'' (۶)۔ اور دوسرے سلام میں آواز قدرے پست رکھیں (۷)۔**نیز** ''سلام پھیرتے وقت نگاہیں کندھوں پر رکھیں''۔ بعض بھائی سلام پھیرتے وقت بہت نیچے جھک کر سر اور سینہ آگے جھکا کر پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف لمبی نظروں سے دُور تک دیکھتے ہیں، نہ جانے اُن کی عقل میں اس کی کیا ضرورت یا کیا تلاش ہوتی ہے؟ بہرحال اُن کا یہ طریقہ غلط اور مکروہ ہے۔ اُنہیں لازمی اس غلطی سے باز آنا چاہیے(۸)۔**نیز** یہ بھی یادرکھیں کہ ''دائیں طرف سلام پھیرتے وقت اُس طرف کے نمازیوں اور فرشتوں پر سلام کی نیت کریں، اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف کے نمازیوں اور فرشتوں پر سلام کی نیت کریں''(۹)۔

بعداز نماز وظائف:

(حدیث) ''جو بندہ نماز پڑھ کر اُسی جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کیلئے یہ دُعاء کرتے رہتے ہیں کہ ''الٰہی اِس کو بخش دے اِس پر رحم فرما'' اُس وقت تک جب تک کہ وہ بے وضوء نہ ہو جائے یا اُٹھ نہ جائے''(۱۰)۔ لہٰذا حضرت ابن بطال علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسکے

(۱) ابوداود، فیوض الباری (۲) ہدایہ ج۱ص۷۲، شرح نقایہ ج۱ص۸۱، کبیری ص۳۳۶، عالمگیری ج۱ص۱۱۸ (۳) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۲۷۹، مسند امام اعظم ح۱۲۱، شعب الایمان ج۳ح۳۱۳۷ (۴) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری، ترمذی، مسلم ج۱ح۱۲۱۶، نسائی ح۱۲۹۹، ابوداود، ابن ماجہ ح۹۶۲، مسند احمد ج۱ح۱۴۷۷، دارمی ح۱۳۸۱، دارقطنی، ابن حبان ح۱۹۹۰، ابن خزیمہ ح۷۲۶، بیہقی ح۲۸۰۳، بزار، نسائی ح۱۳۰۱، ابن ابی شیبہ ج۱ص۲۹۸، مسند امام اعظم ح۱۲۰، آثار السنن ص۱۲۵، مشکوٰۃ ح۸۸۲، کشف الغمہ ج۱ص۲۵۱، مرأۃ المناجیح ج۲ص۱۰۳، نیل الاوطار ج۲، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۱۹ (۵) عالمگیری ج۱ص۱۱۷، شرح نقایہ (۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسلم، ترمذی ج۱ح۲۷۹، احمد ج۱ح۱۶۱۶، نسائی ح۱۳۰۲، ابوداود ج۱ح۹۸۴، ابن ماجہ ح۹۶۲، شعب الایمان ج۳ح۳۱۳۷، مسند امام اعظم ح۱۲۰، کشف الغمہ ج۱ ص۲۵۱، فیوض الباری، بلوغ المرام ح۳۴۰ص۱۱۸، مسند امام زید ح۹۳ (۷) عالمگیری ج۱ص۱۱۸ (۸) درمختار، عالمگیری ج۱ (۹) ہدایہ ج۱ص۷۲، شرح نقایہ ج۱ص۸۱، کبیری ص۳۳۷، مالابد منہ، احیاء العلوم، عالمگیری ج۱ص۱۱۹ (۱۰) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، ابوداود، مسلم، ابن ماجہ ح۸۴۵، دارمی ح۱۴۴۳، شعب الایمان ج۳ح۲۹۶۰، مؤطا امام مالک ح۳۸۲، ۳۸۵، مؤطا امام محمد ح۲۹۳، فیوض الباری، مشکوٰۃ ح۶۵۰، مرأۃ المناجیح ج۱ص۴۱۰۔

گناہ آسانی سے معاف ہو جائیں وہ نماز پڑھنے کے بعد مصلّٰی پر بیٹھا وِردووظائف میں مشغول رہے تا کہ فرشتوں کی دُعاء واستغفار سے گناہ معاف ہوں" (۱)۔ بعض کم عقل نماز باجماعت سے جونہی سلام پھیرتے ہیں۔ جھٹ سے پچھلی صف میں گھسیٹتے چلے جاتے ہیں اور بعض دفعہ تو یہ حرکت کرتے ہوئے پچھلی صف کے نمازی سے جاٹکراتے ہیں اور اُس کی نماز میں خلل اور اُس کو تکلیف کا باعث بنتے ہیں، نہ معلوم اُنہیں وہاں بیٹھے رہنے میں کیا مشکل ہوتی ہے، نیچے سے چیونٹیاں کاٹتی ہیں یا آس پاس کے نمازی چھیڑ خانی کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز کے بعد اُسی حالت میں اُسی جگہ بیٹھے رہنا بھی نماز میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔

نماز کے بعد وظائف کے بارے (القرآن) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے" وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ، اور کچھ رات گئے نمازوں کے بعد اپنے رب کی تسبیح کرو (۲)۔ اِسی لئے (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے تمام نمازوں کے بعد کچھ تسبیح کرنے کا حکم فرمایا ہے" (۳)۔ نہ صرف حکم فرمایا بلکہ خود بھی ایسا کیا کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَیں نے پیارے آقا کریم ﷺ کو ہاتھ کی اُنگلیوں پر تسبیح شمار کرتے دیکھا" (۴)۔ اور پھر (حدیث) "صبح ہونے سے پہلے آپ ﷺ اپنے وردووظائف سے فارغ ہو جایا کرتے تھے" (۵)۔ اسی لئے سیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "نماز کے بعد ہر روز کسی قدر وظیفہ ضرور پڑھو" (۶)۔ لہٰذا نماز کے بعد وظیفہ پڑھنا اور اُنگلیوں پر شمار کرنا پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت ہے۔

ویسے تو وِردووظائف بے شمار ہیں جن کے فضائل ثابت ہیں مگر اِس بارے بہترین صورت یہ ہے کہ وہ وِردووظائف اپنائیں جن کا اکثر احادیث میں ذکر ہو اور پھر آپ کے **شیخ کامل** **ح6** نے بتائے ہوں کہ اُن کی پابندی سے فیوض وبرکات کے انوکھے اور پُر انوار مشاہداتِ ظاہری وباطنی میسّر آتے ہیں۔ یہاں بعد از نماز کچھ وظائف کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:۔

❁۔ **ذکر الٰہی:** وردووظائف میں سب سے افضل ترین ذکر الٰہی ہے جس کے بارے ارشادِ خداوندی ہے (القرآن) "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ، اور بیشک اللہ کریم ﷻ کا ذکر سب سے بڑا ہے" (۷)۔ اور بتا دیا گیا کہ (القرآن) "جان لو! ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے" (۸)۔ اسلئے حکم ہوا (القرآن) "تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا" (۹)۔ اسی لئے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ہر وقت

(۱) فیوض الباری (۲) سورۃ قٓ ،۴۰ (۳) بخاری، خزائن العرفان (۴) ترمذی ج۲ ح۱۴۱۳، نسائی ح۱۳۳۷، حصن حصین ص۲۵ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج۱ ح۱۳۰۲ (۶) بستان اولیاء (۷) سورۃ العنکبوت،۴۵ (۸) الرعد،۲۸ (۹) البقرۃ،۱۵۲

اٹھتے بیٹھتے لیٹتے تیری زبان اللہ کریم جل جلالہ کے ذکر سے تر رہے'' (۱)۔اسی فضیلت کو جاننے کیلئے (حدیث) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ'' روزِ قیامت اللہ کریم تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' بکثرت ذکر کرنے والے مرد وعورتیں'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'' اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی؟'' آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اگر مجاہد اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے'' (۲)۔اور (حدیث) ''ایک آدمی جھولی میں درہم و دینار تقسیم کرتا پھرے اور دوسرا ذکرِ الٰہی کرے تو ان دونوں میں ذکرِ الٰہی والا افضل ہوگا'' (۳)۔نیز (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ تر، نہایت بلند رتبہ ہو اور تمہارے لئے سونا چاندی کی خیرات سے بہتر اور جہاد میں مرنے اور مارنے سے بہتر ہو''۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'' بیشک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہے'' (۴)۔ سبحان اللہ۔اللہ۔اللہ۔اور (حدیث) ''جو راتوں کو محنت کرنے، کنجوسی کی وجہ سے مال خرچ کرنے اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے عاجز ہو تو اس کو چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی کثرت سے کیا کرے'' (۵)۔نیز (حدیث) ''ہر چیز کی مَیل کچیل صاف کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہے'' (۶)۔نیز (حدیث) ''جو جماعت اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اس کو فرشتے آ کر گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر اطمینان قلب اترتا ہے اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ان کا مقرب فرشتوں میں ذکر فرماتا ہے'' (۷)۔اور پھر (حدیث) ''اہل آسمان ذکر کرنے والے گھروں کو ایسے روشن دیکھتے ہیں جیسے آسمان پر ستارے'' (۸) اور کثرت ذکر کے بارے

(۱) عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۳۹۰۰ (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۰۲، احمد ج ۳ ص ۷۰، شعب الایمان ج ۱ ح ۵۲۲، ابویعلیٰ ج ۲ ح ۱۴۰۱، ترغیب ج ۲، خزائن العرفان ص ۷۲۳ (۳) طبرانی، ترغیب ج ۱ ح ۱۲۱۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۹۱ (۴) عن ابودرداء رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۰۳، ابن ماجہ ح ۳۷۹۷، مسند امام احمد ج ۵، حاکم ج ۲، شعب الایمان ج ۱ ح ۵۱۹، مؤطا امام مالک ح ۴۹۰، ترغیب ج ۱ ح ۱۲۰۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۹۹، خزائن العرفان ص ۷۲۳ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ طبرانی، بزار، بیہقی، ترغیب ج ۱ ح ۱۲۰۳ (۶) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، ابن ابی الدنیا، بیہقی، ترغیب ج ۱ ح ۱۲۰۲ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۶۷۲۸، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۰۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۳۱، ابن ماجہ ح ۳۸۹۸، احمد ج ۳، ابن حبان ج ۳ ح ۸۵۵، ابویعلیٰ ج ۱۱ ح ۶۱۵۹، ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۶۰، معجم اوسط ج ۲ ح ۱۵۰۰، شعب الایمان ج ۱ ح ۵۳۰، ترغیب والترہیب ج ۲ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۸۰، درمنثور ج ۱ ص ۳۶۷۔

(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اتنی کثرت سے ذکرِ الٰہی کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں" (۱)۔ ایک روایت میں ہے (حدیث) "......منافق تمہیں ریا کار کہیں" (۲)۔ اور کیفیت یہ ہو کہ (حدیث) "جب اللہ کریم جل جلالہ کا ذکر کریں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اس پر اللہ کریم جل جلالہ اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے" (۳)۔ جب ایسا ہو گیا تو (حدیث) "جن لوگوں کی زبانیں ہمیشہ ذکرِ الٰہی سے تر رہتی ہیں وہ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے" (۴)۔

۔ درُود شریف:۔ بعد از نماز درود پاک کے بے پناہ فضائل پر بیشمار احادیث و آثار و اقوال و حکایات لکھی جا سکتی ہیں جو ایک مکمل کتاب کا مواد ہے، بخوفِ طوالت بڑے ادب و انکساری سے یہاں صرف ایک حدیث پر اکتفاء کرتا ہوں کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص نماز فجر پڑھ کر اس سے پہلے کہ کسی سے بات کرے 100 بار مجھ پر درُود پاک بھیجے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کی 100 حاجتیں پوری فرمائے گا، 30 حاجتیں تو دنیا ہی میں پوری فرمائے گا اور 70 حاجتوں کو قیامت پر اٹھا رکھے گا، اور نماز مغرب میں بھی یہی حال ہے" (۵)۔

۔ تسبیح فاطمی: پیارے آقا کریم ﷺ کی لاڈلی پیاری بیٹی سیّدۃ النساء حضرت سیّدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج حتیٰ کہ چکّی پیسنے کا کام بھی خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں جس سے آپ رضی اللہ عنہا کے نرم و نازک ہاتھ مبارک سُرخ ہو چکے تھے، ایک دن آپ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ آقا کریم ﷺ کے پاس کچھ غلام و کنیزیں آئی ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے ایک خادمہ کی درخواست فرمائی تو (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے سیّدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا "مَیں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں، یہ کہ جب تم اپنے بستر پر سونے لگو" اور مسلم میں یہ زیادہ ہے کہ "ہر نماز کے ساتھ پڑھا کرو 33 بار سُبحَانَ اللہِ۔ 33 بار اَلحَمدُ لِلّٰہِ اور 34 بار اَللہُ اَکبَر، تو یہ تمہارے لئے خادمہ سے بھی بہتر ہے (۶)۔

(۱) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مسند امام احمد ج ۳، ابن حبان ج ۳ ح ۸۱۷، مستدرک حاکم ج ۲، ابویعلی ج ۲، شعب الایمان ج ۱ ح ۵۲۶، دیلمی ج ۱ ح ۲۱۲، الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۹۰، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۱۲۰۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۹۰ (۲) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، طبرانی کبیر ج ۱۲، حلیۃ الاولیاء ج ۳، فیض القدیر ج ۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۹۰، شعب الایمان ج ۱ ح ۵۲۷، معجم کبیر ج ۱۲ ح ۱۲۷۸۶، ابن حبان ج ۳ ح ۸۱۸، الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۹۰ (۳) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۳۹۹ (۴) عن سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ، مصنف بن ابی شیبہ ج ۷ ح ۳۵۰۵۵، ابونعیم ج ۱ ص ۲۱۹ (۵) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ مسند امام احمد، نزل الابرار ص ۱۸۴، القول البدیع ص ۹۷، خیار الدعوات ص ۲۱ (۶) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۲ ح ۳۵۵، مسلم ج ۳ ح ۶۷۸۸، سنن نسائی، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۶۴۸، ابوداؤد ج ۴، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۶، ابن حبان، مستدرک حاکم، سنن دارمی، مشکوٰۃ ح ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، مرآۃ المناجیح ج ۴ ص ۲۷، بلوغ المرام، مدارج النبوت، مظاہرِ حق، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۴۰۱، مسند بزار ج ۳ ح ۸۹۲، ابونعیم ج ۱ ح ۶۹، طبرانی ج ۱ ح ۲۲۳۔

گویا اس ذکر سے کام کاج کی تھکاوٹ دُور ہو جاتی ہے۔ اور دوسری صحیح روایت میں ہے کہ یہ وظیفہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں کو بتایا جنہوں نے اسے کبھی نہ چھوڑا (۱)۔ اس وظیفہ کو "تسبیح فاطمی" کہتے ہیں۔

اس کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" (جو اسے پڑھے) اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں" (۲)۔ نیز (حدیث) "خواہ پہاڑ کی مانند ہوں"۔ اور پھر "اس کا پڑھنے والا نامراد و ناامید نہیں ہوگا" (۳)۔ اور اس کے پڑھنے کے طریقہ کے بارے (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "ان کلمات کو اُنگلیوں پر، تسبیح یا کھجور کی گٹھلیوں پر پڑھو"۔ اور پھر (حدیث) "آپ ﷺ تسبیح پر شمار کرتے" (۴)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا گٹھلیوں پر پڑھتی تھیں" (۵)۔ تاہم اُنگلیوں پر بہتر ہے کیونکہ (حدیث) "ان (اُنگلیوں) سے (تسبیح کے بارے) پوچھا جائے گا اور انہیں بولنے کی طاقت دی جائے گی" (۶)۔ اور سنّت بھی یہی ہے جیسا کہ سابقہ حدیث میں ذکر ہوا۔ اور اس بارے یہ ضرور یاد رکھیں کہ "تعداد میں کمی بیشی نہ کریں تب مقصد حاصل ہوگا اگر بھول کر کم و بیش ہو جائے تو حرج نہیں" (۷)۔

اسی تسبیح فاطمی کے بارے (حدیث) روایت ہے کہ "بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں فقراء اور مہاجرین تنگ دست حاضر ہوئے اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ جو مسلمان اہلِ ثروت و غنا (Rich) ہیں درجات کی بلندی اور نعمتِ ہمیشگی میں وہ ہم سے سبقت لے گئے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "وہ کیسے؟" "عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ وہ نمازیں ادا کرتے ہیں، ہم بھی ادا کرتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں ہم بھی رکھتے ہیں، وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور غلام آزاد کرتے ہیں لیکن ہم (بوجہ غربت) نہیں کر سکتے (پس وہ اس میں ہم سے بازی لے گئے)"۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا "مَیں تم کو ایک ایسی چیز سکھا دیتا ہوں کہ تم اگر اس کو کرو گے تو اِس کے سبب اُن بڑھنے والوں کے درجے کو پہنچ جاؤ گے اور تمہارے آگے اور پیچھے تم سے بہتر کوئی نہ ہوگا مگر وہ جو تمہاری طرح یہ پڑھے گا"۔ اُنہوں نے خوشی سے عرض کیا "بتائیے یارسول اللہ ﷺ"۔ آپ ﷺ نے مذکورہ بالا تسبیح فاطمی ارشاد فرمائی۔ جب امیر لوگوں نے یہ فرمانِ پاک سنا تو اُنہوں نے بھی اِس پر عمل شروع کر دیا۔ فقراء پھر حاضرِ خدمت رسولِ کریم ﷺ

(۱) احمد ج ۱ ح ۱۶۴۸، مدارج النبوت (۲) احمد ج ۱ ح ۱۶۴۴، بخاری، مسلم ج ۱ ح ۱۲۵۳، نسائی (۳) عن کعب عُجرہ البلوی رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۱۲۵۰، ترمذی، نسائی ح ۱۳۳۶، ابن حبان ح ۲۰۱۹، بیہقی ح ۱۸۴۹ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۸۸۔ (۵) ترمذی ج ۲ ح ۱۴۸۰، ولفظہ لہ، مسند امام زید ح ۲۰۳ (۶) ترمذی ج ۲ ح ۱۵۰۸، ابوداؤد، حصن حصین ص ۲۵ (۷) شامی

ہوئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اِس پر عمل شروع کردیا ہے'' تو پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''یہ اللہ کریم ﷻ کا فضل ہے کہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے'' (۱)۔ مسلم ونسائی میں یہ زیادہ ہے کہ 33 بار سُبْحَانَ اللّٰہ ۔33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور 34 بار اَللّٰہُ اَکْبَر، اور 10 بار لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ ۔ کہیں''۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے اُن لوگوں سے فرمایا ''غم مت کرو تم مالداروں سے 500 سال پہلے جنّت میں داخل ہوجاؤ گے'' (۲)۔ یہی وجہ ہے کہ (حدیث) ''انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام ہوں گے اپنی سلطنت کی وجہ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں گے دنیا میں مالدار ہونے کی وجہ سے'' (۳)۔ یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ نیکی کے معاملے میں اپنے سے زیادہ متقی و پرہیزگار کو دیکھیں اور اُس جیسا بننے کی کوشش کریں مگر دولت و دنیا کے معاملے میں (القرآن) ''اُس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ کریم ﷻ نے تم میں ایک کو دوسرے پر برتری دی'' (۴)۔ کیونکہ یہ اللہ کریم ﷻ کے کرم پر منحصر ہے کہ (القرآن) ''اللہ کریم ﷻ نے تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی'' (۵)۔ اسلئے جو کچھ اُس کریم ﷻ نے دیا اُسی پر صبر و شکر کریں جس کی اللہ کریم ﷻ نے یوں تلقین فرمائی (القرآن) ''غم نہ کھاؤ اُس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اُس پر جو تم کو دیا'' (۶)۔ سبحان اللہ۔

وظیفۂ آزادیٔ نار: (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم نمازِ مغرب سے فارغ ہوچکو تو کسی سے کلام کرنے سے پہلے 7 مرتبہ یہ دُعاء پڑھا کرو ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار'' اگر اُس رات فوت ہوجاؤ گے تو جہنّم سے ضرور نجات پاؤ گے، اور جب تم نمازِ فجر پڑھ لو تو یہی کہہ لو پھر اگر تم اُس دن فوت ہوجاؤ تو تمہارے لئے جہنّم کی آگ سے آزادی لکھی جائیگی'' (۷)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) ''مغرب اور فجر کی نماز کے بعد جگہ بدلے بغیر اور پاؤں موڑے بغیر

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۳۴۸، بخاری ج۱ ح۸۰۰، ترمذی ج۱ ح۳۹۳، ابوداؤد و نسائی ح۱۳۳۵، ابن ماجہ ح۹۷۵، احمد ج۱ ح۱۶۴۵، دارمی ح۱۳۸۹، شعب الایمان ج۱ ح۶۱۴، ۶۱۵، بیہقی ح۶۱۲۷، ابن حبان ح۸۳۸، ابن خزیمہ ح۷۴۸، معجم کبیر ح۱۲۰۳۱، مشکوٰۃ ح۹۰۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۱۱، فیوض الباری حصہ۴ ص۲۱، ۲۲ (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بخاری ترمذی ج۲ ح۲۳۳۶، مشکوٰۃ، ابوداؤد ج۳ ح۲۶۸، ابن ماجہ ح۴۳۳۶، ابن ابی شیبہ، مدارج النبوت، رسالہ قشیریہ ص۳۴۴ (۳) قوت القلوب ج۱ ص۵۶۱ (۴) سورۃ النساء، ۳۲ (۵) سورۃ النحل، ۷۱ (۶) سورۃ الحدید، ۲۳ (۷) عن سیّدنا مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ، مسلم، ابوداؤد ج۳ ح۱۶۴۳، نسائی، احمد ج۱ ح۱۶۴۴، مشکوٰۃ ح۲۲۸۳، مرأۃ المناجیح ج۴ ص۳۵، ابن حبان، ترغیب ج۱ ح۱۳۰، حصن حصین ص۱۳۷، نزل الابرار ص۱۰۳، وصایا الرسول ﷺ خمس و خمسون۔

(اسی طرح بحالتِ تشہد میں بیٹھے ہوئے) جو10 دفعہ یہ دُعا پڑھے اُس کیلئے ہر ایک لفظ کے بدلے 10 نیکیاں لکھی جائیں گی اور 10 گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور 10 درجے بلند کئے جائیں گے اور یہ دُعا ہر بُرائی اور شیطان سے محافظ ہے اور عمل میں سب سے اچھی ہے" (۱)۔ ایک روایت میں یہ وقت نمازِ فجر اور عصر آیا ہے۔ مختلف روایات میں یہ وظیفہ 3 یا 7 یا 10 مرتبہ پڑھنا وارد ہوا ہے۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ فرماتے ہیں "جو شخص 3 بار (دوسری روایت میں 7 بار) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے جنّت مانگے تو جنّت کہتی ہے "یا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اس کو جنّت میں داخل کر دے"، اور جو بندہ 3 بار (دوسری روایت میں 7 بار) دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے "اے پروردگار کریم سبحانہ وتعالیٰ اسے آگ سے پناہ دے" (۲)۔ لہذا جہاں دوزخ سے نجات کی دعاء مانگیں وہاں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے جنّت کے حصول کی دعا بھی مانگتے رہا کریں لہذا حصول جنّت کیلئے یوں دعا مانگیں "اَللّٰهُمَّ ادْخِلْنِی الْجَنَّةَ" (۳)

۞ **وظیفۂ آیۃ الکُرسی:** (حدیث) "جو کوئی ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اُسے موت کے سوا کوئی چیز جنّت جانے سے نہیں روک سکتی اور جو بستر پر لیٹتے وقت پڑھے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کے اور اُس کے پڑوسیوں کے گھر کو (شیطان اور چور سے) امن دے گا" (۴)۔ اور (حدیث) "جو بعد از نمازِ فرض آیۃ الکرسی پڑھے گا وہ آئندہ نماز تک اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ میں رہے گا" (۵)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "سورۃ البقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن پاک کی تمام آیات کی سردار ہے، جس گھر میں پڑھی جاتی ہے شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے" (۶)۔

۞ **وظیفۂ استغفار:** (حدیث) "جو کوئی فرض پڑھ کر 10 بار استغفار پڑھتا ہے وہ اپنی جگہ سے اُٹھنے نہیں پاتا کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ سمندر کی جھاگ اور تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں" (۷)۔ اور (حدیث) "جو شخص استغفار کی پابندی کرے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے ہر تنگی سے چھٹکارا دیتا ہے، ہر غم دُور کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا" (۸)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "خوش نصیب ہے وہ شخص جس

(۱) مسند احمد، ترمذی (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی ح ۵۴۲۵، ابن حبان، ابویعلی، مشکوٰۃ ح ۲۳۶۲، مرآۃ المناجیح ج ۴ ص ۸۷، قدوری (۳) مرآۃ المناجیح ج ۴ ص ۸۷ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، نسائی، بیہقی، طبرانی، ابن حبان، بلوغ المرام ح ۳۴۶ ص ۱۲۰، آثار السنن، بحوالہ نسائی، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۹ ج ۲ ح ۹۱۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۶، جواہر الحدیث ص ۶۵، مظاہرِ حق، شرح الصدور ص ۴۶۶ (۵) عن امام حسن رضی اللہ عنہ و متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۴۸ (۶) حاکم ج ۱ ص ۵۶۰ (۷) نزہۃ المجالس (۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۵۰۴، نسائی ج ۱ ص ۳۳۰، ابن ماجہ ح ۳۹۲۶، شعب الایمان ج ۱ ح ۶۴۵، بیہقی، ابن حبان، حاکم ج ۴ ص ۲۹۱، معجم کبیر ج ۱۰ ح ۱۰۶۶۵، بیہقی ج ۳ ص ۳۵۱، مشکوٰۃ ح ۲۲۲۸، مرآۃ ج ۳ ص ۳۹۶، ترغیب ج ۱ ح ۱۳۴۳، نزل الابرار ص ۲۵۹۔

کے نامۂ اعمال میں استغفار کثرت سے پائی جائے" (۱)۔

پیارے بھائیو! ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ معصوم تھے مگر اس کے باوجود (حدیث) "آپ ﷺ نماز کے بعد 3 بار استغفار پڑھتے تھے" (۲)۔ بلکہ (حدیث) آپ سرکار ﷺ نے فرمایا "میں ایک دن میں 70 سے زیادہ بار" یا فرمایا "100 بار استغفار پڑھتا ہوں" (۳)۔ یہاں ایک ضروری بات ذہن میں رہے کہ یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ پیارے آقا کریم ﷺ گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک ہیں لہٰذا یہ تصور کرنا بھی گناہ ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ گناہوں کی معافی کیلئے استغفار پڑھتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کے استغفار پڑھنے کی یہ وجوہات تھیں۔ ☆۔ تعلیمِ امت کیلئے۔ ☆۔ بلندیٔ درجات کیلئے۔ ☆۔ امتثالِ امرِ الٰہی کیلئے ☆۔ عجز وانکساری کیلئے۔ ☆۔ امت کی بخشش کیلئے۔ اسلئے جب معصوم آقا کریم ﷺ استغفار کا وِرد فرماتے تھے تو ہم تو سراپا خطاء ہیں بھلا ہمارے لئے استغفار کتنا ضروری ہے۔

اگر ہم سابقہ امتوں کے حالات پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ انہیں اللہ کریم جل جلالہ کی وحدانیت کے بعد جس وظیفہ کی بالخصوص تاکید کی جاتی رہی وہ استغفار ہی ہے جیسا کہ (القرآن) "اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ، عبادت کرو صرف اللہ کریم جل جلالہ کی" (۴)۔ کا حکم دینے کے بعد ارشاد ہوتا ہے (القرآن) "وَاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ، اور یہ کہ اپنے رب کریم جل جلالہ سے مغفرت مانگو پھر اُس کی طرف توبہ کرو" (۵)۔ اِسی حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اپنی اُمتوں کو اِس وظیفہ کی تلقین و تاکید فرمائی۔ حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت سے فرمایا (القرآن) "اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اپنے رب کریم جل جلالہ سے مغفرت مانگو" (۶)۔ اور حضرت سیّدنا ھود علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) "يٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ، اے میری قوم! اپنے رب کریم جل جلالہ سے مغفرت مانگو پھر اُس کی طرف توبہ کرو" (۷)۔ اِنہی الفاظ میں حضرت سیّدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو تلقین فرمائی (القرآن) "وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ" (۸)۔ اسی طرح حضرت سیّدنا صالح علیہ السلام نے اپنی امت

(۱) ابن ماجہ ح ۳۹۲۵، مکتوباتِ امام ربانی علیہ الرحمۃ ج ۲ (۲) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۲۳۵، مسند احمد ج ۱ ح ۱۶۵۰، ابوداود ج ۱ ح ۱۴۹۹، ترمذی ج ۱ ح ۲۸۴، ابن ماجہ ح ۹۷۶، نسائی ح ۱۳۱۹، مشکوٰۃ ح ۸۹۹ مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۹، بلوغ المرام، مدارج النبوت (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۲۳۳، مسلم ج ۳ ح ۶۷۳۲، نسائی، ابوداود ج ۱ ح ۱۵۰۱، مسند احمد ج ۲، ابن ماجہ ح ۳۹۲۲، شعب الایمان ج ۱ ح ۶۴۴، مصنف ابن ابی شیبہ، دارمی ح ۲۷۵۷، ابن حبان ح ۹۲۶، مشکوٰۃ ح ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، رسالہ قشیریہ ص ۱۳۴، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۸۴، ۳۸۵، الشفاء حصہ ۱ ص ۱۵۴، حصن حصین ص ۲۶۶ (۴) سورۃ ھود، ۲ (۵) سورۃ ھود، ۳ (۶) سورۃ نوح، ۱۰ (۷) سورۃ ھود، ۵۲ (۸) سورۃ ھود، ۹۰۔

کو فرمایا(القرآن) ''فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ'' (۱)۔

لہٰذا استغفار نہ صرف وظیفہ ہے بلکہ ایک حکم ہے جو اللہ کریم ﷻ اور اُس کے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے انسانوں کو پہنچایا جاتا رہا ہے۔ اور (حدیث) ''جو شخص مسلمانوں کیلئے ہر روز 25 یا 27 بار استغفار کرے اس کا نام ان لوگوں میں لکھ لیا جاتا ہے جن کی دعاء قبول کی جاتی ہے، جنکی برکت سے اہل زمین کو روزی عطاء ہوتی ہے'' (۲) اور پھر وہ قوم جو استغفار کرتی ہے اللہ کریم ﷻ اس کی برکت سے اُن پر سے عذاب اُٹھا لیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کو جھٹلانے والے مکہ پاک کے ایک مشرک نضر بن حارث لعین نے کہا تھا (القرآن) ''اے اللہ (ﷻ) اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا'' (۳)۔ تو اللہ کریم ﷻ نے دو وجوہات کی بناء پر اُن پر عذاب نہ کیا پہلی وجہ بڑی محبوبانہ تھی کہ (القرآن) ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ، اور اللہ کریم ﷻ اُن پر عذاب کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ اے محبوب کریم (ﷺ) آپ (ﷺ) ان میں موجود ہیں'' (۴)۔ سبحان اللہ۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ (القرآن) ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ، اور اللہ کریم ﷻ اُنہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ مغفرت مانگ رہے ہیں'' (۵)۔ تو اب چونکہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ حیات دنیاوی کے تحت ہم میں تشریف فرما نہیں ہیں لہٰذا دوسری صورت یعنی استغفار ہی ایک ایسی صورت ہے جو اللہ کریم ﷻ کی ناراضگی و عذاب ہٹانے کا ذریعہ ہے اور پھر (حدیث) ''پیتل کی طرح دلوں کا بھی ایک زنگ ہے اور اس کی پالش استغفار ہے'' (۶)۔ اسلئے کم ہی سہی استغفار پڑھتے ضرور رہنا چاہیے۔ بلکہ استغفار کی اہمیت کو جانتے ہوئے حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے تو یہاں تک فرمایا کہ ''ذکر کی جس قدر اقسام روایت ہوئی ہیں اُن میں سے سب سے مقدم استغفار کو رکھنا چاہیے'' (۷)۔

رہا یہ مسئلہ کہ استغفار کن الفاظ سے کی جائے؟۔ تو مذکورہ بالا آیات میں جن الفاظ اَسْتَغْفِرُوْهُ اور تُوْبُوْا اِلَيْهِ سے حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کرتے ہوئے سب سے افضل ترین استغفار یہ ہے ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ''۔ اِس کے علاوہ اِن الفاظ سے استغفار کہنا بھی بہترین ہے (حدیث) ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ'' کہ

(۱) سورۃ ھود، ۶۱ (۲) عن ابودرداء رضی اللہ عنہ، طبرانی کبیر، نزل الابرار ص ۴۹، منتخب کنز العمال ج ۱ ص ۳۴۴، کشف الغمہ ج ۱ ص ۶۱۴ (۳) سورۃ الانفال، ۳۲ (۴) سورۃ الانفال، ۳۳ (۵) سورۃ الانفال، ۳۳ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، معجم صغیر ج ۱ ح ۵۰۹، معجم اوسط ج ۷ ح ۶۸۹۴، شعب الایمان ج ۱، ترغیب والترہیب ج ۲، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۰۷ (۷) مدارج النبوت۔

جو ان کلمات کے ساتھ تین بار استغفار کرے اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہو یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا درخت کے پتوں کی تعداد کے برابر ہوں یا ریت کی تعداد میں ہوں اگر چہ دنیا کے دنوں کی تعداد میں ہوں" (۱)۔ جبکہ سید الاستغفار کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اگر کوئی شخص ان لفظوں کو یقینِ قلبی کے ساتھ دن میں پڑھے اور اسی دن شام سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنّتی ہوگا اور جو یقین دل کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنّتی ہوگا" سیّد الاستغفار یہ ہے "اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ خَلَقۡتَنِیۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهۡدِكَ وَوَعۡدِكَ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا صَنَعۡتُ اَبُوۡءُ لَكَ بِنِعۡمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوۡءُ بِذَنۡبِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّهٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ" (۲)۔

وظیفۂ استغفار برائے حصولِ اولاد: استغفار ایک ایسا وظیفہ ہے کہ اِسے جس مقصد کیلئے بھی پڑھا جائے انشاء اللہ اُسی کیلئے عمدہ ترین اور مؤثر پایا جاتا ہے ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت سیّدنا امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک ملازم نے عرض کیا کہ "مَیں مالدار آدمی ہوں مگر میری کوئی اولاد نہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے اللہ کریم جلّ جلالہٗ مجھے اولاد دے"، آپ نے فرمایا "استغفار پڑھا کرو" اُس نے استغفار پڑھنا شروع کردی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ 700 بار استغفار پڑھنے لگا۔ اُس کا اثر یہ ہوا کہ اُس شخص کے 10 بیٹے ہوئے۔ یہ خبر سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو اُنہوں نے اُس شخص سے فرمایا کہ "تُو نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل حضور والا نے کہاں سے لیا؟"۔ پھر جب ملا تو اس نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور آپ نے فرمایا کہ "تُو نے حضرت سیّدنا ھود علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں سنا (القرآن) "یَزِدۡکُمۡ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِکُمۡ، اور تم میں جتنی قوت ہے تمہیں اس سے زیادہ قوّت والا کر دیگا" (۳)۔ اور حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام کا یہ ارشاد نہ سنا (القرآن) "یُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ، مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا" (۴)۔ یاد رہے کہ اِن دونوں ارشادات میں ہر دو انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تلقین فرمائی اور پھر اس کا ثمر یہ بتایا کہ تمہیں اس کے بدلے میں قوت اور مال اور بیٹوں

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداود، معجم کبیر، ترمذی ج۲ ح۳۳۲۳، ترغیب ج۱ ح۴۰۹، حصن حصین ص۲۷۰، غنیۃ الطالبین ص۳۶۸
(۲) عن شداد رضی اللہ عنہ بخاری ج۴ ص۸۲، ترمذی ج۲ ح۱۳۱۹، نسائی ح۵۴۲۶، شعب الایمان ج۱ ح۶۶۷، مشکوٰۃ ح۲۳۳۵، بلوغ المرام ح۱۵۶۱ ص۴۴۳، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۳۹۴ (۳) سورۃ ھود، ۵۲ (۴) سورۃ نوح، ۱۲۔

سے نوازا جائے گا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کردیا گیا ہے۔

۞ **وظیفۂ سورۃ الفاتحہ:** بزرگانِ دین سورۃ الفاتحہ کو سرِ عظیم قرار دیتے ہیں کیونکہ (حدیث) ''فاتحہ میرے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے''(۱)۔ اسی بارے حضرت علامہ امام سہیلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ''ابلیس 4 مرتبہ چیخ مار کر رویا، پہلی بار جب اس کو ملعون قرار دیا گیا دوسری بار جب اُسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا، تیسری بار جب پیارے آقا کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، چوتھی بار جب سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی''(۲)۔ جامع صغیر میں ہے کہ ''اگر ترازو کے ایک پلڑے میں سورۃ الفاتحہ کو رکھ دیا جائے اور دوسرے میں پورے قرآن پاک کو رکھا جائے تو سورۃ الفاتحہ پورے قرآن پاک سے سات گنا زیادہ وزن دار ہوگی''(۳)۔

☆۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کیا گیا ہے کہ بعد از نمازِ فجر 21 مرتبہ بعد از نمازِ ظہر 22 مرتبہ۔ بعد از نمازِ عصر 23 مرتبہ۔ بعد از نمازِ مغرب 24 مرتبہ اور بعد از نمازِ عشاء 10 مرتبہ پڑھیں (۴)۔ اسی طرح ہی امام غزالی علیہ الرحمۃ بھی بتاتے ہیں۔ یوں کل 100 مرتبہ روزانہ پڑھنے والا رزق کے بارے میں عالمِ غیب سے مدد پائے گا، دشمنوں سے امن اور دیگر بے شمار دینی و دنیاوی فوائد کا مشاہدہ کرے گا (۵)۔

☆۔ ایک دوسرا طریقہ بھی بزرگوں نے لکھا ہے کہ نمازِ فجر کے بعد 30 مرتبہ۔ نمازِ ظہر کے بعد 25 مرتبہ۔ نمازِ عصر 20 مرتبہ۔ نمازِ مغرب 15 مرتبہ اور نمازِ عشاء کے بعد 10 مرتبہ پڑھیں۔ جو طریقہ آپ کو زیادہ مناسب لگے اختیار کریں (۶)۔ کئی بزرگانِ دین کا تجربہ شدہ وظیفہ ہے۔

۞ **وظیفۂ قرض:** (حدیث) ایک مکاتب (ایسا غلام جسے آزاد کرنے کی مالک نے قیمت لگا دی ہو) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ''مَیں اپنی کتابت (قیمت) کی رقم دینے کی ہمت نہیں رکھتا پس میری مدد فرمائیں'' آپ نے فرمایا ''مَیں تمہیں وہ کلمات سکھاتا ہوں جو مجھے پیارے آقا کریم ﷺ نے سکھائے اگر تجھ پر صبیر پہاڑ کی مثل بھی قرض ہوگا تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تجھ سے اتار دے گا'' اور فرمایا پڑھو ''اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ''(۷)۔

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح ۲۳۶۳، کنز العمال ح ۲۵۲۰، ابن ابی شیبہ (۲) روض الانف ج۱ ص۱۸۱، ضیاء النبی ج۲ ص ۵۶ (۳) سیرتِ حلبیہ اردو ج۲ ص ۱۳۳ (۴) کنز المقربین، شمس المعارف، مجموعہ اعمال مجربہ و سورۃ الفاتحہ شریف از محمد عبد اللہ خاں نقشبندی دہلوی (۵) کنز المقربین، شمس المعارف، مجموعہ اعمال مجربہ و سورت فاتحہ شریف (۶) کنز المقربین شمس المعارف، مجموعہ اعمال مجربہ (۷) عن ابو وائل تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۸۹، مسند احمد ج۱ ص ۱۵۳، حاکم، الترغیب ص ۳۵۵، دعواتِ کبیر بیہقی، مشکوٰۃ ج۱ ص ۲۱۶ ح ۲۳۳۴، تفسیر روح البیان، مرآۃ المناجیح ج۴ ص ۷۲، جواہر الحدیث ص ۲۰۱

اس کے طریقہ کے بارے امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ 100 بار صبح اور 100 بار شام اوّل آخر درُود شریف کے ساتھ پڑھیں اور ہر نماز کے بعد 11 بار پڑھیں (۱)۔

❁ ۔ **دعائے مقاتل:** ۔ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ يَا قَدِيْمُ يَا دَائِمُ يَا فَرْدُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، یہ دعا حضرت امام مقاتل بن سلیمان علیہ الرحمۃ نے روایت فرمائی ۔ اسے کسی بھی مقصد کیلئے نماز فجر کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر 100 بار پڑھیں ۔ روایت ہے کہ یہی وہ دعاء ہے جس سے حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ کرتے تھے (۲)۔

❁ ۔ (حدیث) ''جو شخص ہر نماز کے بعد یہ پڑھے (القرآن) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا، (۳)۔ تو اُسے اتنا اجر ملے گا جو ساتوں زمین و آسمان اور جو کچھ اُن میں اور اُن کے نیچے ہے سب کے برابر ہوگا'' (۴)۔

❁ ۔ (حدیث) ''جو مسلمان صبح و شام 3 بار یہ کلمات پڑھے تو اللہ کریم تعالیٰ کا ذمہ کرم ہوگا کہ قیامت کے دن اُس کو راضی کرے، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا'' (۵)۔

❁ ۔ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّ رِزْقًا طَيِّبًا'' (۶)۔

❁ ۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عموماً لوگ سَر پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھتے ہیں تو (حدیث) ''كَانَ النَّبِیُّ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ مَسَحَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰی رَأْسِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ، جب پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک سَر انور پر پھیرتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ'' (۷)۔

❁ ۔ (حدیث) ''نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب کے بعد تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک ذکر

(۱) ملفوظات اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ (۲) شیخ احمد بن علی بوتی شمس المعارف الکبریٰ حصہ دوم (۳) بنی اسرائیل، ۱۱۱ (۴) نزهة المجالس (۵) عن سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۳۹۷۸، مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۳۳، مشکوٰۃ ح ۲۲۸۶، مراٰۃ المناجیح ج ۴ ص ۳۷، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج ۲ ح ۱۳۶۵، ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۶، ترغیب ج ۱ ح ۳۵۳، قوت القلوب ج ۱ ص ۴۱ (۶) عن اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا احمد ج ۱ ح ۱۶۴۰، ابن ماجہ ح ۹۷۳، بیہقی فی دعوات کبیر، معجم صغیر، مجمع الزوائد، مشکوٰۃ ح ۲۳۸۲، مراٰۃ المناجیح ج ۴ ص ۱۰۳، نزل الابرار ص ۱۰۲ (۷) معجم اوسط و کبیر، ابوداؤد، دارمی، حصن حصین ص ۱۳۵۔

وفکر کرنا اس سے بہتر ہے کہ 4 غلام بنی اسماعیل سے آزاد کئے جائیں" (۱)۔ نیز (حدیث) "جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی پھر وہ بیٹھ کر اللہ کریم عزوجل کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو پھر اس نے 2 رکعت نماز (اشراق) ادا کی تو اُس کو پورے حج وعمرہ کا ثواب ملے گا (تین بار فرمایا)" (۲)۔

۔ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص نماز فجر اور مغرب سے فارغ ہونے کے بعد نماز کی جگہ سے پھرنے سے پہلے اور اپنا پاؤں موڑنے سے پہلے (اسی طرح بحالتِ تشہد میں) یہ کلمات 10 بار پڑھے تو اُس کیلئے ہر ایک کے بدلے 10 نیکیاں لکھی جائیں گی اور اُس کے 10 گناہ نامۂ اعمال سے مٹادیئے جائیں گے اور 10 درجے بلند کئے جائیں گے اور ہر بُری چیز اور شیطان مردود سے محفوظ رہے گا اور شرک کے سوا کوئی گناہ اُسے ہلاک نہ کر سکے گا اور عمل کے اعتبار سے سب لوگوں سے افضل رہے گا، ہاں مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ پڑھ کر آگے بڑھ جائے، کلمات یہ ہیں "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" (۳)۔ ایک روایت میں ہے "بعد از نماز فجر ایک سو مرتبہ پڑھیں" (۴)۔

۔ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص ہر روز 100 بار لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن کہے تو اس کیلئے محتاجی سے پناہ ہو اور قبر کی وحشت میں اس کا انیس ہو اور اس کی بدولت مالدار ہو جائے اور جنت کے دروازوں کو کھٹکھٹائے" (۵)۔

۔ (حدیث) ایک شخص نے سرکار کریم ﷺ سے اپنی غربت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کر خواہ اس میں کوئی شخص ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام بھیج اور سورۃ الاخلاص ایک بار پڑھ" اُس شخص نے ایسا ہی کیا اللہ کریم عزوجل نے اُس کو کثرت سے رزق دیا کہ اُس نے اپنے ہمسایوں اور قرابت مندوں کو نفع پہنچایا (۶)۔

۔ (حدیث) "جو دن میں 100 بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، پڑھے اُس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں" (۷)۔

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداود، حصن حصین ص ۳۵ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ص ۱۰۹ مشکوۃ ج ۱ ص ۸۹ ح ۹۰۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۴، جواہر الحدیث ص ۴۱، الترغیب ج ۱ ص ۱۶۴، مظاہرِ حق (۳) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ح ۱۶۵۶، مشکوۃ ۹۰ ح ۹۱۳ مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۷، بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ح ۴۸۵، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۵۹ (۴) عن سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ، طبرانی، ترغیب ج ۱ ح ۳۰۲ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ، الخطیب، دیلمی، ابونعیم، منتخب الکنز العمال ج ۱ ص ۱۱۵، خیار الدعوات ص ۶۷ (۶) عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، القول البدیع، نزل الابرار ص ۱۸۸، خیار الدعوات ص ۶۷ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۳۲۷، مسلم ج ۳ ح ۶۷۱۶، نسائی، ابن حبان ج ۳ ح ۸۲۹، ابن ماجہ ح ۳۹۱۹، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۹۳، مسند امام احمد ج ۲، مؤطا امام مالک ح ۴۸۷، ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۵۴، ترغیب ج ۱ ح ۱۲۵۴، ۴۴۸، مشکوۃ ح ۲۱۸۶۔

ایک جگہ اِسی بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا''.......جو صبح وشام 100 بار پڑھے قیامت کے دن کوئی شخص اُس سے بہتر عمل نہ لائے گا اُس کے سوا جو اِس طرح یا اِس سے زیادہ پڑھا کرے''(۱) نیز (حدیث)''......اس کیلئے 124,000 نیکیاں لکھی جائیں گی''(۲)۔ اور پھر (حدیث)''...... سب سے افضل کلام ہے جو پیارے اللہ کریم تبارک وتعالیٰ نے اپنے فرشتوں کیلئے منتخب فرمایا''(۳)۔ یعنی فرشتے ہمیشہ یہ پڑھا کرتے ہیں۔

۞۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا''دو کلمات زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بھاری ہیں، اور اللہ کریم تبارک وتعالیٰ کو پیارے ہیں یہ کہ **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم**''(۴)۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اِس حدیث کی شرح لکھتے ہیں کہ''یہ تسبیح توبہ کی کنجی بلکہ توبہ کا زبدہ اور خلاصہ ہے اور گناہوں کے محو ہونے اور بُرائیوں کے معاف ہونے کا وسیلہ ہے اسلئے یہ کلمات میزان میں بھاری ہیں اور چونکہ اللہ کریم تبارک وتعالیٰ عفو کو دوست رکھتا ہے اسلئے یہ کلمات اللہ کریم تبارک وتعالیٰ کو پیارے ہیں''(۵)

اورادووظائف میں استقامت:

اورادووظائف پڑھنے میں اللہ کریم تبارک وتعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول کریم ﷺ کا قرب ، رِضاء ہے اور کثیر ثواب ہے۔ اسلئے حضرت سیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا''نماز کے بعد ہر روز کسی قدر وظیفہ ضرور پڑھو''(۶)۔ لہٰذا بڑھ چڑھ کر وظائف پڑھیں کہ (القرآن)''**فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ**، تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں دوسروں سے آگے نکل جائیں''(۷)۔ آج دنیا میں اپنے نفس کو ذرا تنگی دے لوگے تو کل آخرت میں موج کروگے۔ وظائف کی برکات تب ظاہر ہوتی ہیں جب ایک بار کا شروع کیا ہوا وِرد وظیفہ ہمیشہ جاری رکھا جائے، اُسے شروع کرکے چھوڑنے سے نہ صرف اُس کے فیوض وبرکات میسّر نہیں ہوتے بلکہ اُسے بلا عذر چھوڑنا بدبختی کا باعث بنتا ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا''اللہ کریم تبارک وتعالیٰ جسے کسی عبادت کی عادت دے دے پھر وہ شخص اُسے اُکتا کر چھوڑ دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُس پر غضب ہوتا ہے''(۸)۔ بلکہ ایک جگہ سختی سے تنبیہ فرمائی کہ

(۱) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۳ ح۶۷۱۷، مشکوٰۃ ح۲۱۸۷، ترمذی ج۲ ح۱۳۹۶، سنن نسائی، ابوداؤد، ترغیب والترہیب ج۱ ح۹۴۸ (۲) عن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ترغیب ج۱ ح۱۲۵۱، حاکم (۳) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۶۷۹۸، مشکوٰۃ ح۲۱۹۰، مرأۃ المناجیح ج۳ ص۳۶۹ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۵۸۶، مسلم ج۳ ح۶۷۱۹، ترمذی ج۲ ح۱۳۹۴، ابن ماجہ ح۳۹۱۳، احمد ج۲، شعب الایمان ج۱، ابن ابی شیبہ ج۶، دیلمی ج۳ ص۲۹۶، ترغیب ج۱ ح۱۳۳۹، مشکوٰۃ ح۲۱۸۸، بلوغ المرام ح۱۵۷۸ ص۴۳۸، مرأۃ المناجیح ج۳، حصن حصین ص۲۵۲ (۵) مکتوباتِ امام ربانی ج۱ ص۷۱۶ (۶) بستانِ اولیاء (۷) سورۃ البقرہ، ۱۴۸ (۸) قوت القلوب ج۱ ص۲۰۸۔

(حدیث) ''اپنے ورد کا چھوڑنے والا ملعون ہے'' (۱)۔ اور (حدیث) حضرت خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''خدا کی قسم وہ بندہ مومن نہیں جو ایک ماہ یا دو ماہ یا ایک سال یا دو سال عمل کرتا پھر چھوڑ دیتا ہے مومن تو صرف وہ ہے جو اللہ کریم ﷻ کے حکم پر ہمیشگی رکھے'' (۲)۔ اسلئے وظیفہ شروع کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ کیا آپ اِسے اتنی مقدار میں نبھا سکیں گے؟ کیونکہ اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے۔ (القرآن) ''اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں'' (۳)۔ اسی لئے (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کے عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی'' (۴)۔ لہٰذا اُس زیادہ وِرد سے کہ جس کو بعد میں چھوڑنا ہو اُس کم وِرد و وظیفہ سے اچھا ہے جو ہمیشہ پڑھا جائے کیونکہ (حدیث) ''**اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ**، اللہ کریم ﷻ کو وہ نیک عمل زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو'' (۵)۔ اور پھر (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کو وہ عمل زیادہ پسند تھا جو آدمی ہمیشہ کرتا رہے'' (۶)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کو وہ عمل زیادہ پسند تھا جو ہمیشہ کیا جائے خواہ کتنا ہی کم ہو'' (۷)۔ نیز (حدیث) ''دین میں اخلاص پیدا کرو تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا'' (۸)۔ لہٰذا (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''تم اتنے عمل کو اختیار کرو جس کی طاقت رکھتے ہو کہ اللہ کریم ﷻ تمہیں دکھ میں نہیں ڈالنا چاہتا حتی کہ تم خود ملال میں پڑو'' (۹)۔ مزید وضاحت (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے یوں فرمائی ''تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی طبیعت کی خوشی تک نماز پڑھے اور جب اُکتا جائے تو بیٹھ جائے'' (۱۰)۔ یہ اسلئے کہ (القرآن) ''**یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ**، اللہ کریم ﷻ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا'' (۱۱)۔ لہٰذا (حدیث) ''دین آسان ہے اور کوئی دین کو سخت نہ بنائے گا مگر دین اُس پر غالب آجائے گا لہٰذا ٹھیک رہو خوش خبریاں دو اور صبح و شام اندھیری رات کی نمازوں سے مدد لو'' (۱۲)۔ اور اگر اتنی تاکید کے باوجود خدانہ کرے کبھی کسی وجہ سے وظیفہ پڑھنے سے رَہ جائے تو پہلی فرصت میں ہی

(۱) آفتاب اجمیر حصہ ۳ ص ۹۳ (۲) قوت القلوب ج ۱ ص ۲۲۱ (۳) سورۃ الصف، ۲ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۳ ح ۱۳۸۶، مسلم ج ۱ ح ۱۷۲۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۳۵۶ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۳ ح ۱۳۸۵، مسلم ج ۱ ح ۱۷۲۵، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۳۵۴، مشکوٰۃ ح ۱۱۷۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۷، فیوض الباری، قوت القلوب ج ۱ (۶) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۴۱، ترمذی، ابن ماجہ ح ۴۲۳۵، مسند امام احمد، ابن حبان ح ۳۲۳، ابن خزیمہ ح ۱۲۸۳، مؤطا امام مالک ح ۴۲۱، ترمذی ج ۲ ح ۷۶۷، شمائل ترمذی ص ۳۶۱ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا نسائی ح ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۸۸۰، شمائل ترمذی ص ۲۶۲ (۸) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۴، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۴۲، ترغیب ج ۱ ص ۲۲، دیلمی ج ۱ (۹) عن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۱۰۷۹، مسلم ج ۱ ح ۱۷۲۴، مشکوٰۃ ح ۱۱۷۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۷، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۳۴۲ حصہ ۵ ص ۲۸ (۱۰) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۷۹، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۲۷، مسلم ج ۱ ح ۱۷۲۸، مشکوٰۃ ح ۱۱۷۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۷ (۱۱) سورۃ البقرہ، ۱۸۵ (۱۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوٰۃ ح ۱۱۷۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۸۔

اُسے پورا کریں کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس شخص کا (رات کا) کچھ وظیفہ رَہ گیا اور اُسے نیند آ گئی تو اُسے (اگلے دن) فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو ایسا ہی لکھا جائے گا گویا کہ اُس نے رات ہی کو پڑھا ہے" (۱)۔

بعد از نماز دُعاء:

(القرآن) اللہ کریم ﷻ ارشاد فرماتا ہے "فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ، پس جب فراغت ملے تو عبادت و دعاء میں کوشش کرو" (۲)۔ اسکی تفسیر میں ہے کہ اے محبوب کریم ﷺ (حدیث) "جب آقا کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جایا کریں" (۳)۔ حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی مراد لیا (۴)۔ الحدیث۔ اسلئے خوب توجہ اور شوق سے دعاء مانگیں اور "ہاتھ اُٹھا کر دُعاء مانگیں" (۵)۔ کہ دُعاء مانگنا پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری سنّتِ اقدس ہے۔ الحدیث۔ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "آخری رات کے درمیان اور فرض نماز کے بعد کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے" (۶)۔ الحدیث۔ اور نماز کے بعد دعاء مانگنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے تھے" (۷)۔ الحدیث۔ اور (حدیث) "میں (راوی) نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر پڑھی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو رُخِ انور موڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا اور دعاء فرمائی" (۸)۔ الحدیث۔ نیز (حدیث) "جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو پیچھے پلٹے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء فرمائی" (۹)۔ الحدیث۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ دعاء میں اپنے ہاتھ مبارک کو اتنا اُٹھاتے کہ پیارے آقا کریم ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی" (۱۰)۔ الحدیث۔ اسی طرح (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے دعاء فرمائی اور اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ ﷺ

(۱) عن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۶۴۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۹۹، ترمذی ج ۱ ح ۵۶۳، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۳۹۹، مسند امام احمد، سنن دارمی ح ۱۵۱۴، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۳۶۲، ابن حبان ح ۲۶۴۳، ابن خزیمہ ح ۱۱۷۱، بیہقی ح ۴۳۳۴، معجم صغیر ح ۹۶۲، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۴۶۲، مشکوٰۃ ح ۱۱۷۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۹ (۲) سورۃ الم نشرح، ۷ (۳) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، جامع البیان طبری، در منثور، انوار التنزیل بیضاوی، فتح القدیر، روح المعانی (۴) در منثور، فتح القدیر، احکام القرآن (۵) نور الایضاح (۶) عن ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۱۴۲۵، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۴۲۴، طبرانی اوسط ج ۳، بیہقی سنن صغریٰ ج ۱ ص ۴۷۷، ترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۲۱، فتح الباری ج ۱۱، مشکوٰۃ ح ۹۰۶، ۱۱۶۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۳، ۲۴۳ (۷) عن سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ طبرانی، مجمع الزوائد (۸) عن سیّدنا اسود عامری عن ابیہ رضی اللہ عنہ معجم کبیر ج ۲ ص ۲۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۹، مغنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۳۲۸ (۹) اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۰۷، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ص ۲۹۳، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۹۶ ح ۲۱۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۷۔

کی مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھی" (۱)۔ الثانیہ۔ اور ہاتھ اٹھانے کی ہیئت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اَلْمَسْئَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَمَنْكِبَيْهِ اَوْنَحْوَهُمَا، تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے بالمقابل یا اُس کے آس پاس تک اُٹھاؤ" (۲)۔ اسی کی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ دعا کے وقت اپنے ہاتھ کی اُنگلیاں کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے" (۳) الثالثہ۔ اور (حدیث) "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ بَعْدَمَاسَلَّمَ وَهُوَمُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ، پیارے آقا کریم ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھ اُٹھائے اس حال میں کہ رُخِ انور قبلہ کی طرف تھا" (۴)۔ الرابعہ۔ اور (حدیث) "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَارَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَاحَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَاوَجْهَهٗ، پیارے آقا کریم ﷺ جب دونوں ہاتھ مبارک دُعا میں اُٹھاتے تھے تو اُس وقت تک ہاتھ نیچے نہ کرتے تھے جب تک کہ دونوں ہاتھوں کو چہرے پر نہ پھیر لیں" (۵) الخامسہ۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ جب دُعاء مانگتے تو ہاتھ مبارک اُٹھاتے پھر ہاتھ چہرہ انور پر پھیر لیتے" (۶)۔ السادسہ۔ اور ہاتھوں کی صحیح سمت کیلئے۔ السابعہ۔ (حدیث) "جب تم دعاء کرو تو اپنی ہتھیلیاں اُوپر رکھو اور ہاتھوں کی پُشت اوپر کر کے نہ مانگا کرو" (۷)۔ الثامنہ۔ نیز (حدیث) "پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے ہاتھ کی ہتھیلیوں سے دُعا کیا کرو نہ کہ اُس کی پُشت سے اور جب دُعاء سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو مُنہ پر پھیر لو" (۸)۔ اور آپ ﷺ کا اپنا طریقہ بھی یہ تھا کہ (حدیث) "جب آپ ﷺ دعا فرماتے تو اپنی پاک ہتھیلیاں چہرہ انور کی طرف فرما لیتے" (۹)۔

دُعا مانگنے کا حق اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو صفتِ کریمی ورحیمی کی بناء پر بخشا ہے۔

(۱) عن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، بخاری باب ۶۰۷ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۵ (۳) عن سہل رضی اللہ عنہ، دعوات کبیر، مشکوٰۃ ح ۲۱۴۵، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۷ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۲، نمازِ نبوی (۵) عن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۱۲، حاکم ج ۱ ص ۵۳۶، عبدالرزاق ج ۲، مسند بزار ج ۱، معجم اوسط ج ۷ ص ۱۲۴، معجم کبیر ج ۲۲ ح ۶۳۱، جامع صغیر سیوطی ج ۱ ح ۲۱۶، فیض القدیر ج ۵ ص ۱۳۸، بلوغ المرام ح ۱۵۶۴ ص ۳۳۳، مشکوٰۃ ح ۲۱۳۷، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۴ (۶) عن سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۷۸، مسند امام احمد ج ۴، معجم کبیر ج ۲۲ ح ۲۴۱، شعب الایمان ج ۲ ص ۴۵، جامع صغیر سیوطی ج ۱ ح ۲۱۶، دعوات کبیر، مشکوٰۃ ح ۲۱۴۶، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۸ (۷) عن سیدنا مالک بن یسار رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۷۲، مشکوٰۃ ح ۲۱۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۳ (۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱، ابن ماجہ ح ۱۲۳۲، ۳۹۷۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ح ۲۹۳۰۵، بیہقی ج ۲ ح ۲۹۶۹، معجم کبیر ج ۱۰ ح ۱۰۷۷۹، دیلمی ج ۲ ح ۳۳۸۳، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۹، جامع احکام القرآن ج ۱۱ ص ۳۳۷، حاکم ج ۱ ص ۵۳۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۵ ح ۲۱۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۳ (۹) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، معجم کبیر ج ۱۱، مسند امام احمد ج ۴ ص ۵۶، نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۵، تلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۰۰، معجم اوسط ج ۵، جامع صغیر ج ۱ ح ۲۱۷، فیض القدیر ج ۵ ص ۱۳۳۔

جب بندہ فرض نماز پڑھ لیتا ہے تو اللہ کریم ﷻ اُس سے راضی ہو جاتا ہے اور جب بادشاہ خدمت سے راضی ہو جاتا ہے تو خوش ہو کر فرماتا ہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں عطاء کرونگا۔ الله۔ لہذا (القرآن) "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً، اپنے رب کریم ﷻ سے دعاء کرو گڑگڑاتے اور آہستہ" (۱)۔ الله تو بندہ جب عاجزی سے دُعا مانگتا ہے تو وہ مالک کریم ﷻ خوش ہو کر فرماتا ہے کہ (القرآن) "فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، پس میں قریب ہوں، میں دُعاء قبول کرتا ہوں دُعاء کرنے والے کی جب وہ دُعاء کرے" (۲)۔ الله۔ کیونکہ (حدیث) "کوئی چیز اللہ کریم ﷻ کے نزدیک دُعاء سے بزرگ نہیں" (۳)۔ الله۔ نیز (حدیث) "دعاء مانگنا عبادت کا مغز ہے" (۴)۔ الله۔ اور (حدیث) "دعاء مانگنا عبادت ہی ہے" (۵)۔ الله۔ اور (حدیث) "اشرف عبادت دعاء ہے" (۶)۔ الله۔ (حدیث) "دعاء مانگنا مومن کا ہتھیار ہے، دعاء دین کا ستون ہے، دعاء آسمانوں اور زمین کا نور ہے" (۷)۔ الله۔ جب بندہ دعاء مانگتا ہے تو اس کریم ذات ﷻ کو مانگنے والے پر پیار آتا ہے۔ آئے بھی کیوں نہ، ساری خلق سے اُسے پیارا جو بنایا لہذا (حدیث) "جب بندہ "یارب" کہتا ہے تو اللہ کریم ﷻ اُس کے جواب میں (بڑے پیارے) فرماتا ہے "اے میرے بندے، اے میرے بندے، میں موجود ہوں، سوال کر تجھ کو عطاء کیا جائیگا" (۸)۔ الله اور (حدیث) "تمہارا رب کریم ﷻ شرم والا کرم والا ہے وہ اِس سے حیاء فرماتا ہے کہ بندہ دونوں ہاتھ اُس کی بارگاہ میں دعاء کیلئے پھیلائے تو وہ اُنہیں خالی لوٹا دے" (۹)۔ اور پھر۔ الله۔ (حدیث قدسی) اللہ کریم ﷻ خود فرماتا ہے "بیشک میں اپنے بندے سے حیا کرتا ہوں کہ میں اس کی دعاء کو ردّ کروں" (۱۰)۔

(۱) سورۃ الاعراف، ۵۵ (۲) سورۃ البقرہ، ۱۸۶ (۳) عن سیّدنا ابوہریرہ ﷺ، ادب المفرد ج ۱ ص ۲۳۹، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۹۷، ابن ماجہ ح ۳۹۳۶، مسند امام احمد ج ۲، شعب الایمان ج ۲ ص ۳۸، مستدرک حاکم ج ۱، ابن حبان ج ۳ ح ۸۷۰، حصن حصین ص ۲۰، احیاء العلوم، بلوغ المرام ح ۱۵۶۱ ص ۴۳۲ (۴) عن سیّدنا انس ﷺ، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۹۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۵، دیلمی ج ۲ ح ۳۰۸۷، ترغیب والترہیب ج ۲، مشکوٰۃ ح ۲۱۲۵، بلوغ المرام ح ۱۵۶۰ ص ۴۳۲، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۱۹، تکمیل الایمان ص ۱۶۷ (۵) عن سیّدنا نُعمان بن بَشیر ﷺ، مسند امام احمد ج ۴، ترمذی ج ۲ ح ۱۲۹۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۶۵، سنن نسائی، ابن ماجہ ح ۳۹۳۵، کنز العُمال ج ۱ ص ۱۶۷، ابن حبان ج ۳ ح ۸۹۰، مستدرک حاکم ج ۱، مشکوٰۃ ح ۲۱۴۴، بلوغ المرام ح ۱۵۵۹ ص ۴۳۲، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۱۹ (۶) کنز العُمال ج ۱ ص ۱۶۷ (۷) عن سیّدنا ابوہریرہ ﷺ، کنز العُمال ج ۱ ص ۱۶۷، مستدرک حاکم، ابویعلیٰ، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۱۳۶۰، حصن حصین ص ۲۰، مسند امام زید ح ۲۰۱ (۸) نزھۃ المجالس (۹) عن سیّدنا ابن عمر ﷺ، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۸۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۷۴، ابن ماجہ ح ۳۹۷۳، ابن حبان ج ۳ ص ۱۰۶، بیہقی، مشکوٰۃ ح ۲۱۳۶، دیلمی ج ۱ ح ۸۴۷، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۱۳۶۲، مسند ابویعلیٰ ج ۳، مسند بزار ج ۶، مستدرک حاکم، معجم کبیر ج ۱۲ ح ۱۳۵۵۷، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۴، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۹، کنز العمال ج ۲ ح ۳۲۶۶، بلوغ المرام ح ۱۵۶۳ ص ۴۳۳ (۱۰) عن سیّدنا انس ﷺ، طبرانی کبیر ج ۶ ح ۶۱۴۸، کنز العمال ج ۲ ص ۸۷۔

چنانچہ وہ بندے کی دُعا کو رائیگاں نہیں جانے دیتا بلکہ (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے اور اس کے ہاتھوں کو ناکام واپس نہیں لوٹاتا'' (۱)۔ اور اُس کا ثمر یہ دیتا ہے کہ (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ 3 میں سے ایک اس کو دیتا ہے یا تو اپنی رحمت سے اُسے دنیا میں ہی عنایت فرما دیتا ہے، یا آخرت کیلئے اُس کی بھلائی جمع کی جاتی ہے یا اس دُعا سے اُس کی دوسری بلائیں اور گناہ دُور کیئے جاتے ہیں'' آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان سُن کر صحابہ کرام ﷡ نے فرطِ محبت سے جھوم اُٹھے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ پھر تو بہت ہی دُعائیں مانگنی چاہئیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''(بیشک مانگو) اللہ کریم ﷻ کا فضل و رحمت بہت ہی زیادہ ہے'' (۲)۔ الحمدللہ۔ اسلئے (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ سے اُس کا فضل مانگو کیونکہ وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس سے مانگا جائے'' (۳)۔ الحمدللہ۔ اور (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ سے اپنی تمام حاجات کو مانگو یہاں تک کہ اپنی جوتی کا تسمہ بھی جب ٹوٹ جائے، یہاں تک کہ اُس سے نمک بھی مانگو'' (۴)۔ الحمدللہ۔ اور (حدیث) ''جو شخص بھوکا یا محتاج ہو اور وہ لوگوں سے چھپائے اور اللہ کریم ﷻ سے مانگے تو پیارے اللہ کریم ﷻ اُس کیلئے ایک سال کے رزق کا دروازہ کھول دیتا ہے'' (۵)۔ الحمدللہ۔ اسلئے کہ (حدیث) ''تقدیر کو دُعاء کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدل سکتی'' (۶)۔

دعاء نہ مانگنے پر وعید:

اے مومنو! اے بھائیو! (حدیث) ''دعاء مانگنے سے عاجز نہ ہو جاؤ کیونکہ دعاء کی موجودگی میں کوئی شخص ہرگز تباہ وہلاک نہیں ہوتا'' (۷)۔ اور یہ فرمان بھی یاد رکھیں کہ (حدیث) ''جو شخص اللہ کریم ﷻ سے دعاء نہ مانگے اللہ کریم ﷻ اُس پر غضب فرماتا ہے'' (۸)۔ اس طرح ''جب بندہ نماز پڑھ کر واپس جاتا ہے اور دُعا نہیں کرتا تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس بندہ کو دیکھو خداءِ کریم ﷻ سے مستغنی بنتا ہے'' (۹)۔ لہٰذا مانگو اور حضرت سیّدنا ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''ان ہاتھوں کو دُعاء کیلئے اُٹھاؤ

(۱) عن سیّدنا انس ﷛، ابن عساکر ج۱۶ ح۳۸۴۳، ابن سنی ج۱، دیلمی ج۱ ص۴۸۱، کنز العمال ج۲ ص۱۳۴ (۲) عن ابو سعید خدری ﷛، مسند احمد، ترمذی ج۲ ح۱۴۹۹، مشکوٰۃ ح۲۱۵۰، مراٰۃ المناجیح ج۳ ص۳۲۹، مسند الفردوس، انوارِ جمالِ مصطفیٰ، قدوری (۳) عن ابن مسعود ﷛، ترمذی ج۲ ح۱۴۹۷، ابن ابی الدنیا، ترغیب والترہیب ج۱ ح۱۳۶۷ (۴) عن انس ﷛، ترمذی ج۲ ح۱۵۳۸، شعب الایمان ج۲ ح۱۱۱۶، ۱۱۲۰، مشکوٰۃ ح۲۱۴۳، مراٰۃ المناجیح ج۳ ص۳۲۷ (۵) دعا اور دل کی مراد از حافظ محمد اکبر رسول پوری (۶) عن سلمان ﷛، ترمذی ج۲ ح۹، ابن ماجہ ح۹۵، امام احمد ج۵، حاکم ج۱، ابن ابی شیبہ ج۶، معجم کبیر ج۲ ح۱۴۴۲، ابن حبان، ~~حصن حصین~~ ص۱۹ (۷) ابن حبان، حصن حصین ص۲۰ (۸) عن سیّدنا ابو ہریرہ ﷛، ترمذی ج۲ ح۱۳۰۰، ابن ماجہ ح۳۹۳۴، ادب المفرد ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ، مستدرک حاکم ج۱، شعب الایمان ج۲ ح۱۰۹۹، مسند ابو یعلیٰ ج۱۲ ح۶۶۵۵، مشکوٰۃ ح۲۱۳۶، مراٰۃ المناجیح ج۳ ص۳۲۲، حصن حصین ص۲۰ (۹) نزہۃ المجالس۔

بشتر اس کے کہ زنجیر و سنین (Chains & Shackles) سے جکڑے جائیں" (۱)۔ اور نا امید ہرگز نہ ہو کہ اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) "اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے" (۲)۔

اگر دعاء جلد قبول نہ ہو تو (القرآن) "پیارے اللہ کریم ﷻ کی رحمت الٰہی سے نا امید نہ ہو" (۳)۔ کیونکہ (القرآن) "اپنے رب کریم ﷻ کی رحمت سے گمراہوں کے سوا کون ہے جو نا امید ہو" (۴)۔ اور (القرآن) "بیشک پیارے اللہ کریم ﷻ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی نا امید نہیں ہوتا" (۵)۔ اور اُسکی صفتِ کریمی اُس کی صفتِ قہاری پر غالب ہے وہ خود فرماتا ہے (حدیث قدسی) "اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِی، بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے" (۶)۔ نیز (القرآن) "کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، پیارے اللہ کریم ﷻ نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے" (۷)۔ لہذا نماز کے بعد دعاء نہ کرنا بدقسمتی ہے۔

قبل از سنت مؤکدہ مختصر دعاء:

مندرجہ بالا وظائف یا اُس کے علاوہ جو آپ کے معمول میں شامل ہیں ان کے پڑھنے کے بارے یہ ضرور یاد رہے کہ لمبے وظائف اُس صورت میں بعد از نماز فرض پڑھیں جب فرض کے بعد متصل سنت مؤکدہ نہ ہوں۔ اگر سنّت مؤکدہ متصل ہوں جیسے نمازِ ظہر و مغرب و عشاء فرضوں کے بعد ہیں تو ضروری ہے کہ نمازِ فرض کے بعد مختصر دُعاء کریں اور سنّتیں شروع کردیں اور باقی نماز مکمل کرنے کے بعد لمبے اذکار و وظائف پڑھیں اور چاہیں تو لمبی دُعاء کریں۔ فرضوں کے بعد سنّت مؤکدہ پڑھنے میں تاخیر کرنا اور بلا عذر بات چیت کرنا مکروہ ہے اگرچہ تاخیر کرنے سے سُنّتیں ہو جائیں گی مگر ثواب میں کمی آجائے گی (۸)۔ کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو صرف اتنی دیر بیٹھتے کہ جتنی دیر میں یہ کلمات پڑھ لیتے "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ" (۹)۔ علامہ مناوی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے "حضور اکرم ﷺ نے جس فرض نماز کے بعد سنّت پڑھنے ہوتے تو نمازِ فرض کے بعد وہاں زیادہ دیر تک نہ بیٹھتے تھے" (۱۰)۔ نیز (حدیث) "جو شخص نمازِ فرض مغرب کے بعد کلام کرنے سے

(۱) احیاء العلوم (۲) سورۃ الاعراف، ۱۵۶ (۳) سورۃ الزمر، ۵۳ (۴) سورۃ الحجر، ۵۶ (۵) سورۃ یوسف، ۸۷ (۶) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۴۲۴۷، مسلم ج۳ ح۶۸۴۲، ترمذی ج۲ ح۱۴۶۸، ابن ماجہ ح۴۴۱۰، شعب الایمان ج۲ ح۱۰۴۷، مشکوۃ ح۲۲۵۳، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۳۱۳ (۷) سورۃ الانعام، ۱۲ (۸) غنیۃ، شامی، عالمگیری ج۱ ص۱۱۹، بہار شریعت ج۱ ص۱۸۷، مدارج النبوت (۹) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۱۳۳۶، ابن ماجہ ح۹۷۲، مسند احمد، دارمی ح۱۳۸۳، ابن حبان ح۲۰۰۱، مشکوۃ ح۸۹۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۰۹ (۱۰) عزیزی، شرح جامع صغیر۔

پہلے 2 رکعت یا فرمایا 4 رکعت پڑھے تو اُس کی نماز علّیّین میں اُٹھائی جاتی ہے" ایک جگہ فرمایا "اُسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا" (۱)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "مغرب کے بعد 2 رکعت (سنت) جلدی پڑھو کیونکہ وہ فرضوں کے ساتھ ہی بارگاہ الٰہ میں پیش کی جاتی ہیں" (۲)۔ اسی طرح ہی نماز ظہر اور عشاء فرض کے بعد کی سنّتیں بھی جلدی پڑھیں تاہم اگر مختصر تسبیحات، ذکر و وظائف ادعیہ ماثورہ بعد از فرض دُعاء سے پہلے پڑھ لیں تو حرج نہیں اسی طرح ہی شمس الآئمہ امام حلوائی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے (۳) کیونکہ (حدیث) "حضور اکرم ﷺ جب (فرض) نماز سے فارغ ہوتے تو 3 بار استغفار پڑھتے اور پھر یہ دُعا پڑھتے "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ .... الخ" (۴)۔

اور "اگر نمازِ ظہر کی پہلی 4 رکعت سنّت نماز فرض سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو اس صورت میں ظہر کی 2 سنّت فرض کے فوراً بعد پڑھیں پھر 4 رکعت سنّت پڑھیں" (۵)۔ اسلئے حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ چونکہ 4 رکعت قبل از فرض تو پہلے ہی اپنے اصل محل و مقام سے قضاء ہو چکی ہیں لہٰذا اب اگر اُنہیں فرض کے بعد اور 2 سنّت سے پہلے پڑھیں تو 2 سنّت کا نہ صرف اصل مقام فوت ہو جائے گا بلکہ اُن کی فضیلت بھی کم ہو جائے گی لہٰذا اب ان 2 رکعت کو نہ چھیڑا جائے اور اُنہیں ان کی اصل جگہ پر بعد از فرض پڑھا جائے اور 4 رکعت کو ان 2 رکعت کے بعد پڑھا جائے۔ نیز یہ کہ ان 2 سنّتوں کی زیادہ فضیلت بعد از نماز فرض فوراً پڑھنے میں ہی ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا

آداب دُعاء:

یہاں جو آدابِ دُعاء لکھے جا رہے ہیں ان میں بعض آداب وقتی نمازوں کے بعد دعاء مانگنے کے متعلق ہیں اور بعض وقتی نمازوں کے علاوہ کسی بھی وقت کسی غرض سے دُعاء مانگنے کے متعلق ہیں۔ حسبِ موقع ان کا خیال رکھیں:۔

۞ ۔ پاک بدن، پاک لباس، خوشبو لگا کر، باوضوء ہو کر، جائے نماز پر قبلہ رُو ہو کر، دوزانو بیٹھیں۔

۞ ۔ ہمت ہو تو پہلے کچھ صدقہ خیرات کر لیں۔

۞ ۔ کوئی اچھا موقع یا وقت ہو، تاریکی سب سے افضل ہے۔

(۱) عن ابواُمامہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۳ ح ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، مشکوٰۃ ح ۱۱۱۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۲۱۶، مدارج النبوت (۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، جامع صغیر، شعب الایمان ج۳ ح ۳۰۶۸، کشف الغمہ ج۱ ص ۲۵۸، مشکوٰۃ ح ۱۱۱۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۲۱۷ (۳) بہار شریعت، نور الایضاح (۴) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح ۱۲۳۵، ابن ماجہ ح ۹۷۶، احمد ج۱ ح ۱۶۵۰، دارمی ح ۱۳۸۴، مشکوٰۃ ح ۸۹۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۱۰۹، بلوغ المرام، مدارج النبوت (۵) ہدایہ، عمدۃ الرعایہ، شرح وقایہ۔

۔پہلے 2 رکعت نماز قضائے حاجت پڑھیں۔

۔دُعا میں اپنا چہرہ نہ چھپائیں اور نگاہیں نیچی رکھیں۔

۔ہاتھ سینہ کے برابر اُٹھائیں نیز ہاتھ سُست یا ڈھیلے انداز میں نہ اُٹھائیں۔

۔دُعاء میں نہ جماہی لیں نہ اِدھر اُدھر دیکھیں اور نہ ہی دُعاء مانگنے میں جلدی کریں (۱)۔

۔دُعاء کے شروع میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کریں اور دُرود شریف ضرور پڑھیں، آخر میں بھی ایسا ہی کریں کیونکہ دُرود پاک ضرور قبول کیا جاتا ہے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ شروع اور آخر قبول ہو اور درمیان رَد ہو جائے کہ (حدیث) ''جب تم اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے حاجت مانگو تو ابتداء میرے اُوپر دُرود شریف پڑھنے سے کرو کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی یہ شان کے لائق نہیں کہ اُس سے کوئی بندہ 2 حاجتیں مانگے تو ایک پوری کردے اور دوسری کو نہ کرے'' (۲)۔دوسری جگہ (حدیث) تاکیدی ارشاد ہے ''بلاشبہ تمہاری دُعاء زمین اور آسمان کے درمیان اُس وقت تک ٹھہری رہتی ہے اور اُس میں سے کوئی چیز بھی اوپر نہیں جاتی جب تک کہ تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود نہ پڑھ لو'' (۳)۔اسی طرح ایک دن (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ آگئے پس اُنہوں نے نماز پڑھی اور دعاء کی کہ ''یاالٰہی سبحانہ وتعالیٰ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما'' اِس پر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تم نے جلدی کی، جس وقت تم نماز پڑھنے کے بعد بیٹھو تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف کرو اُس چیز کے ساتھ کہ جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر دُرود بھیجو، پھر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے مانگو جو جی چاہے'' راوی نے کہا'' پھر ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ آگئے، اُنہوں نے نماز پڑھی، پھر اُنہوں نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف کی اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا اور دعاء مانگنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دعاء کرو کہ تمہاری دعاء قبول کی جائیگی'' (۴)۔

۔دعاء کے آخر میں آمین کہیں کہ (حدیث) ''اگر آمین کے ساتھ دعاء ختم کی تو قبول ہو جائیگی'' (۵) نیز (حدیث) سیّدنا ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' دعاء آمین پر ختم کرو کہ وہ ایسے ہے جیسے تحریر پر مہر'' (۶)

۔(حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو اس شخص پر متعین ہے جو یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، کہے پس جو شخص اس کو تین بار کہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ بیشک یَا اَرْحَمَ

(۱) شعب الایمان ج ۲ ص ۶۵، حصن حصین (۲) احیاء العلوم (۳) عن سیّدنا علی وعمر فاروق رضی اللہ عنہما، ترمذی ج ۱ ح ۴۷۰، ترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۰۰، مشکوٰۃ ح ۸۷۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۰، سعادۃ الدارین، بالفاظ متقاربہ طبرانی اوسط ج ۲ ص ۲۲۰ شعب الایمان ج ۲ ص ۲۱۶، دیلمی ج ۳، مجمع الزوائد ج ۱۰ (۴) عن فُضَالہ بن عبید اوسی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۰۴، ابن خزیمہ، ابن حبان، مستدرک حاکم، ابوداؤد مسند امام، احمد، سنن نسائی، مشکوٰۃ ح ۸۶۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۹۷، بلوغ المرام ح ۳۳۶ ص ۱۱۶ (۵) ابوداؤد ج ۱ ح ۹۳۰ (۶) ابوداؤد ج ۱ ح ۹۳۰۔

الرَّاحِمِینْ تیری طرف متوجہ ہے اب تُو سوال کر"(۱)۔

۞۔تنہاء آدمی دُعاء میں آواز بلند نہ کرے کہ(القرآن)"تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تمہارے دلوں کے راز خوب جانتا ہے"(۲)۔اور(حدیث)حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا"آہستہ دُعاء کرنا اعلانیہ دُعاء سے 70 گنا بہتر ہے"(۳) یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب دُعاء کرتے تو اُن کی دُعاء اچھی طرح نہ سُنی جاتی تھی۔لہٰذا افضل یہ ہے کہ سرگوشی کے انداز میں دعاء کریں

۞۔اسمِ اعظم،اسمائے صفاتی،انبیاء کرام علیہم السلام،اہلِ بیت رضی اللہ عنہم،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعاء مانگیں،بالخصوص پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگیں کہ ہمارے بابا حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو بھی اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے معافی اُس وقت دی جب اُنہوں نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو اُسکے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا(۴)۔اور(حدیث)عہدِ فاروقی میں جب قحط پڑتا تو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دُعاء کرتے اور فرماتے۔"اے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ بنا کر تجھ سے قحط کے زمانہ میں بارش چاہتے تھے اور تُو بارش برساتا تھا اب ہم پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے درخواست کرتے ہیں کہ بارش نازل فرما"اس دُعا کے بعد اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ خوب بارش برساتا"(۵)۔اور پھر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ خود طریقہ ارشاد فرماتا ہے(القرآن)"اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ(صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول(صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اُنکی شفاعت فرمادیں تو ضرور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے"(۶)

۞۔پہلے اپنے لئے پھر اپنے والدین کیلئے اور پھر سب کیلئے دُعا مانگیں کہ(حدیث)"اپنے بھائی کیلئے کسی شخص کا پیٹھ پیچھے دُعا کرنا 70 مقبول دُعاؤں کے برابر ہے"(۷)۔نیز(حدیث)"مسلمان بھائی کیلئے پسِ پشت دعاء ضرور قبول ہوتی ہے،اُس کے سَر پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے اور دعاء پر کہتا ہے"آمین!اور تیرے لئے بھی اُس جیسی نعمت ہے جیسی تُو اپنے غائب بھائی کیلئے مانگ رہا ہے"(۸) پھر تمام اُمتِ محمدیہ کیلئے دعاء کریں کہ(حدیث)"جو شخص دن میں 25(یا27) مرتبہ تمام مسلمان

(۱)عن سیّدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ ،حاکم،ترغیب ص۳۴۴،نزل الابرار ص۴۸،خیار الدعوات ص۱۷۵ (۲)سورۃ الملک،۱۳ (۳)خزائن العرفان ص۲۸۳ (۴)نشر الطیب اشرف علی تھانوی ص۱۱ (۵)عن انس رضی اللہ عنہ ،بخاری،فیوض الباری حصہ۴ص۱۱۹ (۶)سورۃ النساء،۶۴ (۷)عن ابودرداء رضی اللہ عنہ ،ابوداؤد،ترمذی (۸)عن ابودرداء رضی اللہ عنہ ، مسلم ج۳ح۶۸۰۱،ترمذی،ابوداؤد،احمد ج۶،ابن حبان ج۳ح۹۸۹،ابن ابی شیبہ ج۶ص۲۱،ترغیب ج۲ح۲۷۷۶،بیہقی ج۳ص۳۵۳،مشکوٰۃ ح۲۲۲۲،مرآۃ ج۳ص۳۱۸

مردوں مرتبہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے مغفرت کی دُعاء مانگے وہ اللہ کریم ﷻ کے نزدیک اُن مستجاب الدعوات لوگوں میں شامل ہوگا جن کی دعاؤں سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے"۔ اور پیارے آقا کریم ﷺ مدینہ پاک میں اُس آدمی پر خُوش ہوتے ہیں کہ میرے اس اُمّتی کو میری خوشی کتنی عزیز ہے کہ میری اُمت کیلئے مسلسل دُعاء مانگتا ہے۔ اور یہ عشاق کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ محبوب کی پسند کو ہی اپنی پسند قرار دیتے ہیں اور پھر (حدیث) "جو شخص مومن مردوں اور عورتوں کیلئے بخشش طلب کرتا ہے اللہ کریم ﷻ اُن مومنین اور مومنات کی تعداد کے مطابق اُس کیلئے نیکیاں لکھ دیتا ہے" (۱)

۔ اپنے تمام مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے دُعا مانگیں۔

۔ تندرستی، فراخی اور خوشی کی حالت میں دُعاء کی کثرت کریں کیونکہ اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) "اور جب ہم انسان پر عنایات کرتے ہیں تو وہ مُنہ پھیر لیتا ہے (بے پرواہ ہو جاتا ہے) اور اپنی طرف دُور ہٹ جاتا ہے اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں کرتا ہے" (۲)۔ اور (القرآن) "جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب (ﷻ) کی طرف رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب اللہ کریم ﷻ اُسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دے دیتا ہے تو جس لئے اُس کو پکار رہا تھا وہ بھول جاتا ہے" (۳)۔ نیز (القرآن) "اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے بھی بیٹھے بھی اور کھڑے بھی ہمیں پکارتا ہے اور جب ہم اُس کی وہ تکلیف دُور کر دیتے ہیں تو یوں چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا" (۴)۔ اور پھر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص یہ چاہے کہ تنگی تکلیف کے وقت اُس کی دُعائیں قبول ہوں تو اُسے چاہیے کہ خوشحالی کے وقت دُعاء کی کثرت کرے" (۵)۔ کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اُس مومن کو پسند فرماتا ہے جو فتنوں میں گھرا ہوا توبہ کرتا ہو" (۶)۔ نیز (حدیث) "اللہ کریم جل جلالہ اس آدمی کو برکت دے جو حاجت میں کثرت سے دعا کرے، عطاء ہو یا نہ ہو" (۷)۔

۔ دُعاء میں گانے کی طرز نہ لگائیں اور نہ قافیہ بندی اور سوچ سوچ کر الفاظ کی ادائیگی کریں بلکہ بے تکلّف جیسے زبان میں آئے کہیں اُسی میں خلوص ہے۔

(۱) معجم کبیر، حصن حصین ص ۲۶۸ (۲) سورۃ حٰم السجدۃ، ۵۱ (۳) سورۃ الزمر، ۸ (۴) سورۃ یونس، ۱۲ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۰۸، ابوداؤد ج ۱، ابن ماجہ ج ۲، نسائی، ابن حبان ج ۳ ح ۸۹۰، حاکم ج ۲ ح ۱۸۰۲، مسند احمد ج ۴، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۴۱، مشکوٰۃ ح ۲۱۳۳، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۲، ترغیب ج ۱ ح ۱۳۵۵، حصن حصین ص ۲۰ (۶) عن علی رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ح ۲۳۴۸، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۴۱۰ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۳۵۔

۞ ۔دُعاء میں زیادتی اور بناوٹ نہ کریں اور نہ ہی مرصّع اور مسجّع عبارات استعمال کی جائیں۔ایسے جملے جو آجکل بعض لوگ دُعاؤں میں استعمال کرتے ہیں اُن کے بارے (حدیث) آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے ''عنقریب ایک قوم ایسی آئیگی جو دُعاء وطہارت میں زیادتی کریگی'' (۱)۔اور (حدیث) سیّدنا عبداللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو گہرے انداز میں دُعا کرتے سنا تو فرمایا ''اے بیٹے! دُعا میں جدّت پیدا کرنے اور زیادتی کرنے سے بچو'' (۲)۔دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دُعا میں زیادتی کرنے سے منع فرماتے تھے۔''علماء، مشائخ اور ابدال اپنی دُعا میں 7 سے زیادہ کلمات نہیں لاتے'' (۳)۔

۞ ۔دُعا میں حد سے نہ بڑھیں مثلاً نبی رسول کا مرتبہ مانگنا، آسمان پر چڑھنا، عرش کو ہاتھ لگانا وغیرہ مانگنا (۴) کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''آخر زمانہ میں لوگ (دُعا میں) حد سے بڑھ جائینگے'' (۵)

۞ ۔محال، قریب المحال، حقیر، لغو اور بے فائدہ دعاء نہ مانگیں (۶)۔

۞ ۔صدقِ دل سے کم از کم 3 بار یا زیادہ طاق تعداد میں یا بلا تعداد دعاء مانگیں۔

۞ ۔اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اور شرمندہ ہو کر جبلِ طُور اور جبلِ جُودی کی سی عاجزی وانکساری سے رورو کر دل کی توجہ سے دعا کریں کہ بغیر توجہ دُعاء قبول نہیں ہوتی کیونکہ (حدیث) ''اللہ کریم جل جلالہ غفلت میں کی گئی دعاء قبول نہیں فرماتا'' (۷)۔بنی اسرائیل کے ایک شخص نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے دعاء قبول نہ ہونے کی شکایت کی تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جواب آیا ''میں اِس کی دُعاء کیسے قبول کروں کہ اس کی توجہ بکریوں کی طرف اور دعاء مجھ سے کرتا ہے۔پھر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت پر اس نے حضورِ قلب سے دعاء کی تو قبول ہوگئی'' (۸)۔

۞ ۔تقوٰی اختیار کریں کہ حضرت محمد بن واسع علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''تقوٰی کے ساتھ تھوڑی سی دعاء کافی ہے جیسے ہانڈی کو تھوڑا سا نمک کافی ہوتا ہے'' (۹)۔اور کھانے پینے اور کاروبار میں حرام سے بچیں کیونکہ (حدیث) ''آدمی جب اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو 40 دن تک اُس کی دعاء وعبادت قبول نہیں ہوتی'' (۱۰)۔جبکہ آدمی کو یہ معلوم ہے کہ مالک ورازق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے متعین رزق اُسے مل ہی جانا ہے کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا زیادہ فکر

---

(۱) احیاء العلوم، قوت القلوب ج۱ ص۳۸۴ (۲) قوت القلوب ج۱ ص۳۸۴ (۳) قوت القلوب ج۱ (۴) احسن الوعاء لآداب الدعاء لنقی علی خان ص۸۰ (۵) ابن ماجہ ح۳۹۷۲، انوارِ جمالِ مصطفٰے ﷺ (۶) احسن الوعاء لآداب الدعاء فیضانِ سنت ص۳۱۷ (۷) ترمذی، رسالہ قشیریہ ص۳۲۰ (۸) رسالہ قشیریہ ص۳۲۰ (۹) شعب الایمان ج۲ ح۱۱۳۹۷ (۱۰) عن سعد رضی اللہ عنہ تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر خزائن القرآن، فضائل صدقات ص۴۶۵۔

وغم کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو مقدر کیا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور جو کچھ رزق دیا گیا ہے وہ تیرے پاس آ جائے گا'' (۱)۔ اسی طرح (حدیث) ''ایک شخص گری ہوئی کھجور اٹھا رہا تھا آقا کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کے پاس نہ آتے تو یہ تمہارے پاس خود بخود آ جاتی'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جب تک بندہ اپنے رزق کے آخری لقمہ تک نہ پہنچ جائے تو اسے موت نہیں آئے گی لہذا اللہ کریم ﷻ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں اچھا (حلال) طریقہ اختیار کرو'' (۳)۔ کیونکہ (حدیث) ''وہ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں ان بکریوں کو اتنا زیادہ تباہ و ہلاک نہیں کر سکتے جتنا آدمی کے دین کو مال اور عزت کی حرص تباہ کر دیتی ہے'' (۴)۔ یہی وجہ ہے تنبیہ کے طور پر (حدیث) آپ حضور ﷺ نے فرمایا ''ایک آدمی دنیاوی اعتبار سے بڑا مرتبہ والا موٹا تازہ قیامت کے دن آئیگا اللہ کریم ﷻ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہیں ہوگا'' (۵)۔ لہذا رزق کے معاملہ میں کوشش ضرور کریں مگر یہ کامل بھروسہ رکھیں کہ (حدیث) ''اگر اللہ کریم ﷻ پر جیسا چاہیئے ویسا توکل کرو تو تم کو ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں'' (۶)۔ اور جو ہمارا رزق ہے وہ کوئی دوسرا ہرگز نہیں لے سکتا کیونکہ (حدیث) ''دریا میں مچھلی کی پیٹھ پر اور کھجور کی گٹھلی کی پشت پر لکھا ہوا ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے'' (۷)۔ پھر فکر کا ہے کا جبکہ (حدیث) ''رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اُسکی موت تلاش کرتی ہے'' (۸)۔ فکر تو ہمارے رزق کو ہے جو ہماری تلاش میں پیچھے لگا ہے ہم کیوں اُسے حرام ذرائع سے حاصل کرنے کا گناہ کریں وہ تو ہمیں کسی نہ کسی بہانے سے ضرور مل ہی جائے گا البتہ اُس کی تلاش کرنا سنّت ہے (۹)۔ اسی لئے اللہ کریم ﷻ کی رضاء کے عین تابع ہو کر رزق حلال ہی کی تلاش کریں کیونکہ مرشدی شمس العارفین حضرت خواجہ غلام رسول ثانی توگیروی مدظلہ فرماتے ہیں ''جو رزقِ حلال اور صدقِ مقال (سچ بولنا) کی پابندی کرے وہ مستجاب الدّعوات بن جاتا ہے''

۞۔ دُعا سے پہلے لفظ ''رَبَّنَا'' 5 بار کہیں، حضرت سیّدنا امام جعفر صادق تابعی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔

(۱) عن ابن مسعود ؓ، شعب الایمان ج۲ ص۸۹ ح۱۱۸۸ (۲) عن ابن عمر ؓ، شعب الایمان ج۱ ص۹۰ ح۱۱۹۰ (۳) شعب الایمان ج۲ ح۱۱۸۶ (۴) عن کعب بن مالک ؓ، ترمذی، ابن حبان، ترغیب والترہیب ج۲ ص۴۷ ح۲۸۸۰ (۵) عن سیّدنا ابو ہریرہ ؓ، ترغیب والترہیب ج۲ ص۵۵۸ ح۲۸۴۵، بخاری، مسلم ج۳ ح۹۶۱۵، شعب الایمان ج۵ ح۵۶۷۰ (۶) عن عمر ؓ ترمذی ج۲ ح۲۲۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح۵۰۶۲، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۰۷ (۷) قال سیّدنا ابن عباس ؓ، تنبیہ المغترین لامام شعرانی ص۱۶۲ (۸) عن سیّدنا ابو درداء ؓ، حلیۃ الاولیاء، ابن حبان، شعب الایمان ج۲ ح۱۱۹۱، بزار، ترغیب ج۱ ح۱۴۲۶، مشکوٰۃ ح۵۰۷۴، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۱۶ (۹) مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۱۶۔

''جو شخص غم کے وقت 5 بار ''رَبَّنَا'' کہے خدا تعالیٰ عزوجل اُسے خوف سے محفوظ رکھے گا اور جو چاہے پیارا اللہ کریم عزوجل عنایت فرمائے گا'' (۱)۔

۞۔ (حدیث) ''دُعاء میں کثرت سے مانگو اور بلند درجات مانگو اسلیئے کہ تم ایک کریم سخی سے مانگ رہے ہو''۔ آثار السنن میں ہے 2 عابد آدمی عبادت میں برابر تھے جب دونوں جنّت میں داخل ہوئے تو ایک کا درجہ دوسرے سے بلند کر دیا گیا۔ دوسرے نے عرض کیا ''یا اللہ عزوجل دنیا میں تو یہ مجھ سے زیادہ عبادت گزار نہ تھا مگر تُو نے جنّت میں اس کا درجہ بلند کر دیا؟''۔ اللہ کریم عزوجل نے جواب دیا ''دُنیا میں وہ مجھ سے بلند درجات مانگتا تھا اور تُو مجھ سے آگ سے نجات مانگتا تھا اسلیئے میں نے ہر بندے کا مانگا اُسے دے دیا'' (۲)

۞۔ گناہ کی دُعا نہ کریں اور نہ رنج وغم میں گھبرا کر موت مانگیں (۳)۔ کیونکہ (حدیث) ''موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر اہل جنّت سے ہو تو زندگی بہتر ہے اگر اہل جہنّم سے ہو تو کیوں جلدی جانا چاہتے ہو'' (۴)۔ حضرت سیّدنا عبّاس رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے ایک دن تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کی تو (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چچا موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر آپ نیک ہیں تو دیر سے مرنا اور نیکیوں کا زیادہ ہونا بہتر ہے اگر بدکار ہیں تو دیر سے مرنا اور برائیوں سے توبہ کر لینا اچھا ہے'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''موت کی تمنا نہ کرو اگر نیک ہو تو نیکیاں بڑھیں گی، اگر گنہگار ہو تو شاید توبہ کر کے نیکی کرنے لگو'' (۶)۔ اس لئے موت مانگنے کی بجائے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کریں کہ (حدیث) ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے پھر اگر کرنا ہی پڑے تو کہے ''الٰہی جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تُو مجھے زندہ رکھ، اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے'' (۷)۔

۞۔ بے غرض اور صحیح شرعی وجہ کے بغیر کسی کے مرنے اور خرابی کی دُعا نہ کریں (۸)۔ کہ (حدیث) ''جب تم کسی سے سنو کہ وہ کہتا ہے کہ ''لوگ ہلاک ہوں'' تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے'' (۹)۔ ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے بے شمار تکالیف دیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کیلئے بددعاء نہ فرمائی بلکہ یہی (حدیث) فرمایا ''یا اللہ عزوجل! میری قوم کو ہدایت فرما وہ مجھے جانتے نہیں ہیں''۔ اسلیئے (حدیث) ''کسی کیلئے خدا کے غضب یا دوزخ کی بددعاء نہ کرو'' (۱۰)۔ وغیرہ

(۱) انوارِ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) قوت القلوب (۳) احسن الوعاء لآداب الدعاء ص۸۰ (۴) عن سعد رضی اللہ عنہ شرح الصدور ص۸۳ (۵) شرح الصدور ص۸۳ (۶) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۳ ح ۲۰۹۸، مسلم، نسائی ح ۱۷۹۵، شعب الایمان ج۷ ح ۱۰۱۳۹، دارمی ح ۲۷۹۲ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح ۱۲۷۶، مسلم ج۳ ح ۶۶۸۸، ترمذی ج۱ ح ۹۵۹، نسائی ح ۱۷۹۶، ابوداود ج۲ ح ۱۳۳۶، شعب الایمان ج۷ ح ۱۰۱۴۸، مشکوٰۃ ح ۱۵۱۳، مرأۃ ج۲ ص ۴۴۱، بلوغ المرام ح ۵۵۷ ص ۱۶۷ (۸) احسن الوعاء لآداب الدعاء ص۸۶، فیضانِ سنّت ص۲۱۷ (۹) مسلم (۱۰) شعب الایمان ج۴ ح ۵۱۶۰

بلکہ پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے اُس کیلئے ہدایت مانگیں۔

۞۔ کسی مسلمان کو یہ بددُعا نہ دیں کہ ”تُو کافر ہو جائے“ یہ کہنا سخت گناہ ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے، اتنی بدتر طلب حرام ہے (۱)۔

۞۔ کسی مسلمان پر لعنت نہ کریں اور نہ اُسے ملعون و مردُود کہیں۔ یہاں تک کہ کسی کافر کے کفر پر مَرنے کا یقین نہیں تو اُس پر بھی اُس کا نام لے کر لعنت نہ کریں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ”مسلمان پر لعنت اُس کے قتل کی طرح ہے“ (۳)۔ نیز (حدیث) ”کسی مسلمان پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول (کریم ﷺ) سے محبت کرتا ہے“ (۴)۔ اور (حدیث) ”بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ اور شفیع نہ ہوں گے“ (۵)۔ یہی وجہ ہے کہ (حدیث) ”مسلمان بہت طعن کرنے والا، بہت لعنت کرنے والا اور فحش اور بے ہودہ بکنے والا نہیں ہوتا“ (۶)۔ اور (حدیث) ”جو کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو اس کے لائق نہ ہو تو وہ لعنت خود لعنت کرنے والے پر لوٹتی ہے“ (۷)۔ اسی کی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) ”جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، پھر زمین کی طرف اُترتی ہے، اُس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں، پھر دائیں بائیں پھرتی ہے، جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تو جس پر لعنت کی گئی اُس کی طرف جاتی ہے اگر وہ اُس کا اہل نہیں تو لعنت کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے (گویا اُس کے مُنہ پر ماردی جاتی ہے)“ (۸) اسلئے لعنت کرنے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیے، حتّٰی کہ کافر پر بھی۔ اسی بارے حضرت سیّدنا امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں ہوتی اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے گا وہ خود ملعون ہے“۔

(۱) **احسن الوعاء لآداب الدعاء** ص ۹۰ (۲) **احسن الوعاء لآداب الدعاء** ص ۹۰، فیضانِ سنّت ص ۲۱۷ (۳) عن سیّدنا ثابت بن ضحّاک رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، شعب الایمان ج ۴ ح ۵۱۵۳، مشکوٰۃ ح ۳۴۶۳، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۲۳۶ (۴) مدارج النبوت ج ۱ ص ۶۲ (۵) عن سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۷۶، مسند امام احمد ج ۶ ص ۴۴۸، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۰۳ ح ۱۴۹، ابن حبان ج ۱۳ ح ۵۷۴۶، شعب الایمان ج ۴ ح ۵۱۵۲، بیہقی ج ۱۰ ص ۱۹۳، مشکوٰۃ ح ۴۶۰۶، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۲۳۵۵، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۴۴ (۶) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۰۴۳، بخاری ج ۱ ص ۱۱۶، شعب الایمان ج ۴ ح ۵۱۴۹ سنن نسائی ح ۳۹۴۸، ابن حبان ج ۱ ح ۱۹۲، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۴۳ ح ۲۹، ابویعلی ح ۵۰۸۸، معجم اوسط ح ۱۸۱۴، معجم کبیر ح ۱۰۴۸۳، ادب المفرد ح ۳۱۲، مسند بزار ج ۴ ص ۲۳۰، سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۱۹۳ ح ۲۰۵۸۳، مشکوٰۃ ح ۴۶۳۱، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۵۴ (۷) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی، بوداؤد ج ۳ ح ۱۴۷۴، مشکوٰۃ ح ۱۴۳۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۸۵ (۸) عن سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ، مسلم، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۷۴، شعب الایمان ج ۴ ح ۵۱۶۲، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۲۳۶۰، مشکوٰۃ ح ۴۶۳۴، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۳۵۵۔

۔(حدیث) ''دُعاء پختہ یقین سے کریں''(۱)۔ کیونکہ (القرآن) ''وہ (اللہ کریم ﷻ) جو بے بس ولاچار کی پکار جب وہ اُسے پکارے سنتا ہے اور اُس کی تکلیف دُور کرتا ہے''(۲)۔ نیز اُس کریم ذات ﷻ کا اعلان ہے کہ (القرآن) ''اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ، مجھ سے دُعاء کرو میں قبول کروں گا، بیشک جو لوگ میری عبادت و دعاء سے تکبّر کرتے ہیں عنقریب وہ جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے''(۳)۔ اور دعاء کی قبولیت کے بارے دل میں کوئی شک شبہ نہ رکھیں (۴)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم اللہ کریم ﷻ سے دُعاء کی قبولیت کے یقینِ کامل کے ساتھ مانگا کرو اور یہ بات یاد رکھو کہ پیارا اللہ کریم ﷻ غافل دل کی دعاء قبول نہیں فرماتا''(۵)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب تم دُعاء کرو تو یقین کرلو کہ وہ قبول ہوگئی تو وہ قبول ہو جائے گی''۔ اس بارے بزرگانِ دین فرماتے ہیں ''اس کے بعد سوچو کہ وہ چیز بڑی تیزی سے تمہاری طرف چلی آ رہی ہے''(۶)۔ تو انشاء اللہ جلد ہی قبولیتِ دعاء کے آثار نظر آنے لگ جائیں گے۔

۔ دُعا کے خاتمہ پر ہاتھ چہرہ پر پھیر لیں۔

چند مقبول دُعائیں:

یوں تو اپنی مرضی سے کوئی بھی دُعاء کسی بھی زبان میں مانگی جا سکتی ہے تاہم چند مقبول و مستحسن دُعائیں درج کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آقا کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے فرمایا ''اے مُعاذ! مجھے تجھ سے محبّت ہے''۔ مَیں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی آپ ﷺ سے محبّت ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تو (اُسی محبت کی بنا پر کہتا ہوں کہ) ہر نماز کے بعد اللہ کریم ﷻ سے اُس دُعاء کو نہ چھوڑو، رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ''(۷)۔

۔ دعا میں شہادت کی تمنا کریں کیونکہ (حدیث) ''جو شخص سچّے دل سے اللہ کریم ﷻ سے شہادت

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۳۹۶۱ (۲) سورۃ النمل، ۶۲، (۳) سورۃ المومن، ۶۰ (۴) احسن الوعاء لآداب الدعاء ص ۸۰، احیاء العلوم ج ۴ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۰۵، مسند امام احمد، معجم اوسط ج ۵ ح ۵۱۰۹، مستدرک حاکم، مشکوٰۃ ح ۲۱۳۴، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۴۳ (۶) دعا اور ول کی مراد لحافظ محمد اکبر رسول پوری (۷) ابوداؤد ج ۱ ح ۱۵۲۲، سنن نسائی ج ۱ ح ۱۳۰۳، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۶۱۴، ابن حبان ج ۵ ص ۳۶۵، ابن خزیمہ ح ۷۵۱، مستدرک حاکم ح ۱۰۱۰، دارمی، مسند بزار ج ۷، سنن صغریٰ بیہقی ج ۱ ص ۲۷، طبرانی کبیر ح ۱۱۰، مشکوٰۃ ح ۸۸۸، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۵، بلوغ المرام ح ۳۳۵ ص ۱۱۹، ترغیب ج ۲ ص ۳۰۰، فتح الباری، نزل الابرار ص ۱۰۰، فتح الباری، حصن حصین ص ۱۳۲۔

کاسوال کرے اُسے اللہ کریم ﷻ شہداء کے مراتب میں پہنچائے گا اگر چہ اُسے اپنے بستر پر موت آئے"(۱)۔اسلئے دعا میں شہادت مانگیں جس کیلئے بہترین دعاء یہ ہے "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ"(۲)۔

﴿۝﴾۔سب سے افضل دُعاء عفو اور عافیتِ دنیا اور آخرت ہے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ﷻ کے نزدیک محبوب ترین دعاء یہ ہے کہ اُس سے عافیت طلب کی جائے"(۳)۔(حدیث) "یقین کے بعد عافیت سے بہتر نعمت کسی کو نہیں دی گئی"(۴)۔نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی بہترین دعاء سکھایئے" آپ ﷺ نے فرمایا "چچا جان! اللہ کریم ﷻ سے دین و دنیا کی عافیت کثرت سے مانگو"(۵)۔اسلئے یہ سب سے افضل دُعا ہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ(۶)۔

﴿۝﴾۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کی زیادہ تر دعا یہ تھی "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"(۷)۔"یہ ایک بہترین اور جامع دعا ہے اس سے بڑھ کر کوئی دعاء زیادہ افضل نہیں اور نہ ہی کوئی منقول کلام ہے"(۸)۔

﴿۝﴾۔حدیث میں ہے کہ صبح و شام 3 مرتبہ یہ دُعا پڑھیں جس کا اجر یہ ہے کہ پڑھنے والے کی 7 پشت تک رزق کے معاملہ میں اللہ کریم ﷻ مخلوق کا محتاج نہ کرے گا دُعا یہ ہے "یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ یَارَبُّ یَارَبُّ یَارَبُّ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ اَنْ تَرْزُقَنِیْ رِزْقًا وَّاسِعًا حَلَالًا طَیِّبًا بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ(۹)۔

﴿۝﴾۔حضرت سیّدنا خواجہ اویس قرنی تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے پیارا اللہ کریم ﷻ اُسے جنّت میں داخل فرمائے گا اور جنّت نہ گیا تو بروزِ قیامت میرا دامن پکڑ لے۔ دُعا یہ ہے "یَامَنْ لَایُطَهِّرُهٗ طَاعَتِیْ وَلَاتَضُرُّهٗ مَعْصِیَتِیْ فَهَبْ لِیْ مَالَا یُطَهِّرُكَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَایَضُرُّكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"۔

(۱)مسلم ج۲ ح۴۸۱۵،نسائی ح۱۳۶۰،ابوداؤد ج۱ ح۱۵۰۶،ترمذی،ابن ماجہ،حصن حصین ص۲۴۳ (۲)بخاری،حصن حصین ص۲۴۳ (۳)عن ابن عمر رضی اللہ عنہ،ترمذی ج۲ ح۳۴۷۳،حاکم،ترغیب ج۲ ح۳۰۴۴،مشکوٰۃ ح۲۱۳۲،حصن حصین ص۱۹،بالفاظ متقاربہ ابن ماجہ ح۳۹۵۵ (۴)ترمذی،ترغیب ج۲ ح۳۰۳۸ (۵)ترمذی ج۱ ص۲۱۴،حاکم،ترغیب ج۲ ح۳۰۴۲،مرآۃ المناجیح ج۳ ص۳۴۲،خیار الدعوات ص۱۸۱ (۶)ابن ماجہ ج۲ ح۳۹۵۵،ترغیب ج۲ ح۳۰۳۹ (۷)عن انس رضی اللہ عنہ،بخاری ج۳ ص۸۸،مسلم ج۴ ص۳۴۳،ابوداؤد ج۱ ص۲۱۴،نسائی،احمد ج۳ ص۱۰۱،بلوغ المرام ح۱۵۷۲ ص۴۳۶ (۸)قوت القلوب ج۲ ص۵۱۰ (۹)دعا اور دل کی مراد از حافظ محمد اکبر رسول پوری۔

﴿اللہ﴾۔ان دُعاؤں کے علاوہ ایک بہت پیاری حدیث قدسی امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں اعلیٰ حضرت امام احمد رِضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے والدِ گرامی شاہ نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمۃ ''انوارِ جمالِ مصطفٰی'' میں، حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ ''مدارج النبوّت'' میں نقل فرماتے ہیں پڑھیں اور محبت وسُرور سے جھومیں (حدیث قدسی) اللہ کریم جل جلالہٗ فرماتا ہے ''جو آدمی اپنے لئے مانگنے کی بجائے میرے ذکر میں ہی لگا رہے میں اُسے مانگنے والوں سے کثرت میں اور افضل عطاء کرتا ہوں'' (۱)۔ سبحان اللہ یہی دُعاء کا مقصود اور رُوح ہوتی ہے کہ بن مانگے ہی جھولی بھر دی جائے۔ پیارا اللہ کریم جل جلالہٗ ایسی عطاء سب کو نصیب فرمائے۔ آمین۔

مقبول اوقات دعاء:

ویسے تو اُس کریم ورحیم جل جلالہٗ کا کرم شاملِ حال ہو تو ہر گھڑی قبولیت کی گھڑی بن سکتی ہے تاہم قرآن وحدیث کی روشنی میں اور فقہاء وعلماء کرام نے درج ذیل اوقات بالخصوص دُعاء کی قبولیت کیلئے مستجاب بتائے ہیں۔

☆۔شبِ قدر۔▪▪۔شبِ برأت۔▪▪۔عرفہ کا دن۔▪▪۔شبِ جمعۃ المبارک۔▪▪۔جمعۃ المبارک کا دن۔▪▪۔قرآنِ پاک ختم کرنے پر۔▪▪۔تلاوتِ قرآن کریم کے بعد۔▪▪۔جہاد میں۔▪▪۔نمازِ عید کے بعد۔▪▪۔اذان وتکبیر کے دوران۔▪▪۔اذان کے بعد۔▪▪۔سجدہ میں۔▪▪۔بارش کے وقت ۔▪▪۔مجلس ذکر میں۔▪▪۔مسلمانوں کے اجتماع میں۔▪▪۔مرغ کی آواز کے وقت۔▪▪۔نمازِ فرض کے بعد۔▪▪۔پچھلی رات کو (حدیث) ''جو شخص طہارت (وضوء) کے ساتھ اپنے بچھونے پر لیٹے اور اللہ کریم جل جلالہٗ کا ذکر کرتے ہوئے سوجائے تورات کی جس ساعت میں وہ بیدار ہو اور اللہ کریم جل جلالہٗ سے دنیا وآخرت کی بھلائیوں میں سے کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اُس کو وہ بھلائی ضرور عطا فرمائے گا'' (۲)۔ اور (حدیث) ''پچھلی رات میں اور فرض نمازوں کے بعد دعاء زیادہ سنی جاتی ہے'' (۳) نیند کھلنے کے فوراً بعد، (علماء کرام نے اس دعاء کا نام ''درہم الکیس'' یعنی ہتھیلی کا روپیہ رکھا ہے، یہ دعاء ایک بڑی نعمت ہے (۴))▪▪۔بوقتِ ذکرِ ولادتِ رسالت مآب ﷺ۔▪▪۔بیت اللہ شریف کو دیکھنے پر (۵)۔

مُستجاب الدّعوات:

☆۔والد اور والدہ۔▪▪۔نیک اولاد۔▪▪۔اللہ کریم جل جلالہٗ کے نیک صالح بندے۔▪▪۔نیک امام۔▪▪

(۱) رسالہ قشیریہ ص ۳۱۸ (۲) عن سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ص ۲۱۱، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۶۰۷، ابن ماجہ ح ۹۳۸۹، مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۳۵ (۳) عن سیّدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ ترمذی، فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۱۳ (۴) خیار الدعوات ص ۳۶ (۵) ماخوذ از شعب الایمان ج ۲ ص ۶۶، حصن حصین ص ۳۲۔

عادل حکمران ۔▪▪۔ ہمیشہ باوضوء رہنے والا ۔▪▪۔ مسافر ۔▪▪۔ حج اور عمرہ کے مسافر گھر پہنچنے پر یا پہلے ۔▪▪۔ مسلمان بھائی کیلئے دُعاء جب وہ پاس نہ ہو ۔▪▪۔ مظلوم، مصیبت زدہ اور سخت پریشان شخص ۔▪▪۔ مریض ۔▪▪۔ روزہ دار خصوصاً بوقتِ افطار ۔▪▪۔ حضورِ قلبی اور عاجزی کی بے ساختہ کیفیت کے وقت ۔▪▪۔ رزقِ حلال کمانے والا ۔▪▪۔ مجاہد ۔▪▪۔ سچ بولنے والا ۔▪▪۔ توبہ کرنے والا توبہ کرنے کے بعد ۔▪▪۔ آیت کریمہ پڑھنے والا (۱)۔

اجتماعی دعاء:

اگر ممکن ہو تو دُعاء اجتماعی طور پر کریں کیونکہ (حدیث) "جب لوگ اجتماعی طور پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ہاتھ اُٹھا کر دُعاء مانگتے ہیں تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ضرور اُن کے ہاتھوں میں وہ چیز ڈال دیتا ہے جو اُنہوں نے مانگی ہے" (۲)۔ کیونکہ (حدیث) "**يَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَة**، جماعت پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ہاتھ ہے" (۳) اور پھر اجتماعی دعاء میں چونکہ لوگوں کی کثیر تعداد ہوتی ہے اور "جہاں 40 صالح مسلمان جمع ہوں اور ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں" (۴)۔ جو کہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے سب کی دعاء کی قبولیت کی امید ہوتی ہے اور پھر مومن کی دعاء میں فرشتے بھی اجتماعی طور پر شامل ہوتے ہیں اور ہر دعاء پر آمین کہتے ہیں۔ اسلئے اجتماعی دعاء میں دعاء کی قبولیت کی قوی امید ہوتی ہے (۵)۔

علامات قبولیت دعاء:

☆۔ بے اختیار آنسو نکل آنا۔ ☆۔ دل پر ہیبت طاری ہونا اور خوف محسوس ہونا اور پھر خوف کے بعد سکون اور ہلکا پن محسوس ہونا۔ ☆۔ دُعاء کے بعد خوشی محسوس کرنا۔ ☆۔ سینہ کھل جانا اور اچھے خواب و اشارات و مشاہدات سے نوازا جانا۔ ☆۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جانا۔ ☆۔ دورانِ دُعاء آس پاس سے بے خبر ہو جانا۔ ☆۔ دین کے کاموں میں شوق پیدا ہو جانا۔ ☆۔ بُرائی سے دل اُکتا جانا اور نیکی کی طرف رجوع ہونا (۶)۔

قبولیت دعاء میں تاخیر کا فلسفہ:

دُعاء کے قبول میں جلدی نہ کریں کہ (حدیث) "بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک

(۱) مسند امام زید ح ۲۰۰، ترمذی، ابوداؤد، مسند امام احمد، ابن حبان ج ۶ ح ۲۶۹۹، معجم اوسط ج ۱ ح ۲۳، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن دارمی، ترغیب والترہیب، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۶، حصن حصین ص ۳۸ (۲) مجمع الزوائد (۳) ترمذی، نور الانوار ص ۲۳۳ (۴) مرآۃ المناجیح ج ۸ ص ۵۰۱، فتاوٰی رضویہ، تیسیر شرح جامع صغیر (۵) ماخوذ از بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد،، سنن نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، ابن حبان، مصنف ابن ابی شیبہ، مستدرک حاکم (۶) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۳۸، انوارِ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی نہ کرے، جب تک کہ جلد بازی نہ کرے کہ کہے "میں نے دعاء مانگی مجھے امید نہیں کہ قبول ہو" (۱)۔ کیونکہ (القرآن) "آدمی جلد باز بنایا گیا ہے" (۲)۔ جب دعا کرتا ہے تو کہتا ہے بس ہاتھ نیچے نہ ہوں اور دعا قبول ہو جائے اسلئے (حدیث) "آدمی بے صبری کرتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ میں دعا کرتا رہا مگر مجھے تو کچھ قبول ہوتی نظر نہیں آتی اور پھر اس چیز سے اُکتا کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے" (۳)۔ وہ مطلب سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ دُعاء ترک نہ کرے۔ اسلئے کہ شیطان مرُدود کی دُعاء بھی قبول ہوئی اور اُسے قیامت تک کی مہلت ملی، یقین رکھیں کہ اللہ کریم عزوجل محروم نہیں لوٹائے گا جب وہ اپنے حبیب کریم ﷺ سے فرماتا ہے (القرآن) "**وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ**، اور سائل کو مت جھڑکو" (۴)۔ اور (القرآن) "(اے محبوب) معاف کرنا اختیار کرو" (۵)۔ نیز (القرآن) "اور (اے حبیب) مومنوں کیلئے اپنے رحمتوں بھرے بازوؤں کو کھلا رکھیئے" (۶)۔ تو خود بھلا اپنے منگتوں کی معروضات کیوں نہیں سنے گا بلکہ حضرت سرّی سقطی علیہ الرحمۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ "دعاء کے معاملہ میں چھوٹے بچّے کی طرح ہو جاؤ جب وہ والدین سے کچھ مانگے اور نہ ملے تو رونے لگ جاتا ہے، بس آپ بھی اسی طرح ہو جایئے اپنے رب سے مانگیں، نہ ملے تو رونا شروع کر دیں" (۷)۔

بعض دُعاؤں میں بندہ کو ظاہری فائدہ یا دنیاوی طلب درکار ہوتی ہے۔ مگر اُسے کیا معلوم کہ اس چیز یا مقصد کے حصول سے فائدہ کی بجائے اُسے کوئی بڑا نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ لہذا اُس حاجت کی بجائے (حدیث) "اللہ کریم عزوجل تین میں سے ایک اُس کو دیتا ہے یا تو اپنی رحمت سے دنیا میں ہی عنایت فرما دیتا ہے، یا آخرت کیلئے بھلائی جمع کی جاتی ہے یا اُس کی دوسری بلائیں اور گناہ دُور کیئے جاتے ہیں" (۸)۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ پیارا پیارا فرمانِ اقدس بھی ذہن میں رکھیں کہ "جب بندہ آخرت میں اپنی اُن دُعاؤں کا اجر دیکھے گا جو دنیا میں قبول نہ ہوئیں تو تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دُعاء قبول ہی نہ ہوتی اور یہیں کیلئے جمع رہتیں" (۹)

جبکہ کافر و فاسق کو جلد دے دیتا ہے اور نیکوں کی دُعاء کا جلد قبول ہو جانا الگ ایک راز اور وسیع باب ہے جس پر تفصیلی بات ہوسکتی ہے۔ اور بعض دفعہ نیکوں ہی کی دعاء کا جلد قبول نہ ہونا بھی کئی ایک راز

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۲۶۶، مسلم، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۷۰، ترمذی ج ۲ ح ۱۵۳۳، ابن ماجہ ح ۳۹۶۰، مشکوٰۃ ح ۲۱۲۱، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۶۷ (۲) سورۃ الانبیآء، ۳۷ (۳) مسلم، ترمذی، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۱۳۸۲ (۴) سورۃ الضحیٰ، ۱۰ (۵) سورۃ اعراف، ۱۹۹ (۶) سورۃ الحجر، ۸۸ (۷) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۴۶ (۸) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، مشکوٰۃ ح ۲۱۵۰، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۲۹، مسند دیلمی، انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ (۹) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۳۳، انوارِ جمالِ مصطفےٰ ﷺ۔

رکھتا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ مالک کریم ﷻ کو جو اپنے بندوں سے پیار ہے اُسکی بدولت بعض دفعہ وہ بعض افراد کی دُعاء کے قبول میں دیر کرتا ہے کہ (حدیث) "جب کوئی اللہ کریم ﷻ کا پیارا دُعاء کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں "یا اللہ کریم ﷻ تیرا بندہ تجھ سے مانگتا ہے"، حکم ہوتا ہے "ٹھہرو، ابھی نہ دو تا کہ پھر مانگے کہ مجھے اس کی آواز (اس کا مانگنا) پسند ہے" (۱)۔ سبحان اللہ۔

اگر دُعا قبول نہ ہو تو اِس میں اپنا قصور سمجھیں، اللہ کریم ﷻ کا شکوہ نہ کریں کیونکہ اس کریم ذات ﷻ کی عطاء میں شک نہیں آپ کی دُعاء میں شک ہے، ضرور رزقِ حلال، صدقِ مقال اور خلوصِ طلب میں کمی رَہ گئی ہوگی۔ اور جب اللہ کریم ﷻ کے فضل وکرم سے مطلب حاصل ہو جائے تو اُسے ربّ کریم ﷻ کی طرف سے عنایت ومہربانی جانیں، اپنی چالاکی، دانائی یا تدبیر کی وجہ نہ سمجھیں اور اللہ کریم ﷻ کا شکر ادا کریں۔ ورنہ ارشادِ خداوندی کے مطابق پھر اگر دُعاء کریں گے تو قبول نہیں ہو گی کیونکہ جو کرم کا احسان نہیں مانتے وہ لائقِ عطاء نہیں بلکہ ناشکرے اور مستوجبِ سزا ہیں اسلئے فرمان ہے (القرآن) "احسان مانو گے تو مَیں تمہیں اور دُوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے" (۲)

بیٹھ کر نماز پڑھنا:

عوام میں ایک غلط العام رواج بن گیا ہے کہ وہ نمازِ فرض ادا کر لینے کے بعد اچھے بھلے صحت مند ہونے کے باوجود نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ بعض دفعہ تو فرض بھی بیٹھ کر پڑھنے میں حرج نہیں سمجھتے حالانکہ قیام فرض ہے۔ لہٰذا "مرد وعورت کی نمازِ فرض، وتر، عیدین اور فجر کی سنّت بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی" (۳)۔ اسکی تاکیدی وضاحت بعنوان "قیام" گزر چکی ہے۔

نمازِ نفل بیٹھ کر پڑھنے سے نماز تو ہو جاتی ہے (۴)۔ مگر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اُسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا نصف ثواب ہوگا جس نے لیٹ کر نماز پڑھی اُس کو بیٹھ کر پڑھنے والے کا نصف ثواب مِلے گا" (۵)۔ اور "اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھیں تو پورا ثواب مِلتا ہے" (۶)۔ مگر بلا عذر نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کے بارے (حدیث) "ریاکار کی (نماز میں) 3 علامات ہیں۔ اوّل: جب اکیلا ہو تو سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر پڑھے۔ دوم:

(۱) بیہقی، ابن ابی شیبہ، رسالہ قشیریہ ص ۳۱۸ (۲) سورۃ ابراہیم، ۷ (۳) بحر الرائق، عالمگیری، تنویر الابصار، رضویہ شامی، غنیۃ، بہار شریعت ج ۱ ص ۷۷۱، فیض رسول (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰ (۵) عن عمران رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۴۵، مسلم ج ۱، ترمذی ج ۱ ح ۳۵۳، نسائی ح ۱۶۴۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۴۳، ابن ماجہ ح ۱۲۸۴، مسند امام احمد ج ۶ ص ۶۱، دارمی ح ۱۴۲۰، بیہقی ح ۱۳۱۶۶، معجم اوسط ح ۴۶۷، معجم کبیر ح ۴۴۷، مؤطا امام مالک ح ۳۰۹، ۳۱۰، مؤطا امام محمد ح ۱۵۵، مشکوٰۃ ح ۱۱۸۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۹، درمختار، شامی، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸ (۶) بہار شریعت، شرح تنویر، رضویہ۔

جب لوگوں میں ہوتو خوش ہو۔ سوم: جب لوگ اُس کی تعریف کریں تو زیادہ عمل میں مشغول ہو اور جب مذمّت کریں تو کمی کردے"(۱)۔

بہر حال اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھنا ہو تو **طریقہ** یہ ہے کہ تشہُّد کی شکل میں بیٹھیں اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھیں اور رکوع کی صورت میں اتنا جھکیں کہ پیشانی گھٹنوں کے برابر آجائے مگر سُرین (یعنی کولہے یا چوتڑ، Buttocks) نہ اُٹھائیں بلکہ پاؤں سے مِلا کر رکھیں۔ باقی طریقہ عام نماز کی طرح ہے۔ اگر نماز نفل تھوڑی سی بیٹھ کر پڑھی پھر آپ کھڑے ہوگئے تو جائز ہے(۲)۔

تین رکعت نمازفرض کی ادائیگی:

نمازِ مغرب کی 3 رکعت فرض پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ پہلی 2 رکعتیں سابقہ طریقہ کے عین مطابق ادا کریں اور قعدہ اوّل میں جائیں، قعدہ اوّل میں صرف التحیات عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُه تک پڑھیں، دُرودشریف اور دُعائیں نہ پڑھیں، پھر تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوں۔ بسم اللہ شریف اور صرف سورۃ الفاتحہ پڑھیں، رکوع وسجود اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات مع دُرودشریف اور دُعاؤں کے پڑھ کر رکعت مکمّل کریں اور سلام پھیریں نماز مکمّل ہوئی۔

نماز وتر:

نماز وتر اُمتِ محمدیہ پر اللہ کریم ﷻ کی عنایتوں میں سے ایک عمدہ عنایت ہے جو اس سے پہلے کسی اُمت کو نصیب نہ تھی اس کی فضیلت کے بارے (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ﷻ نے تم پر ایک نماز بڑھا کر (نیکیوں کے اکٹھا کرنے میں) تمہاری مدد کی ہے جو تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ بہتر ہے (وہ نماز وتر ہے) اللہ کریم ﷻ نے اس کا وقت نمازِ عشاء سے لے کر صبح صادق تک مقرر فرمایا ہے"(۳)۔ اور (حدیث) "وتر ہر مسلمان پر واجب (حق) ہیں"(۴)۔ ایک جگہ اس

(۱) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، تنبیہ المغترین امام شعرانی علیہ رحمۃ ص۳۰ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۸۲، درمختار، شامی، فیضِ رسول، رضویہ ج۳ ص۱۷ (۳) عن خارجہ بن حُذافہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۱ ح۱۴۰۴، ترمذی ج۱ ح۴۳۵، ابن ماجہ ح۱۲۱۸، سنن نسائی، مسند امام احمد ج۶ ص۷، دارمی ح۱۶۱۳، مجمع الزوائد ج۲ ص۲۳۹، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۱۴۸، طبرانی، مشکوٰۃ ح۱۱۹۸، بلوغ المرام ح۷۳۹ ص۱۳۱، آثار السنن ج۲، نصب الرایہ ج۲ ص۱۰۹، بیہقی ح۴۴۷۹، مصنف ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۰۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۹ (۴) عن ابوایوب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱، سنن نسائی، ابن ماجہ ح۱۴۳۱، مسند امام احمد ج۱ ح۱۹۱۶، ابن حبان، مسند بزار، مصنف ابن ابی شیبہ، کنز العُمّال ص۷۱۶، دار قطنی ج۲ ص۲۲، بلوغ المرام ح۳۹۴ ص۱۲۹، فیوض الباری حصہ۴ ص۹۸، ترغیب والترہیب ج۱ ح۳۹۳، مشکوٰۃ ح۱۱۹۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۸۔

کی ادائیگی کی (حدیث) آپ حضورﷺ نے یوں تاکید فرمائی ''وتر حق (ضروری) ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں)'' آپ ﷺ نے یہ ارشاد 3 بار فرمایا'' (۱)۔

نماز وتر کی 3 رکعتیں ہیں جو کہ واجب ہیں۔ اس کا وقت نماز عشاء کے ساتھ ہے تاہم اگر رات کو جاگنے کی امید ہو تو پچھلی رات تہجد کے بعد پڑھنا زیادہ افضل ہے (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''جسے آخر رات نہ جاگنے کا خوف ہو وہ رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھ لے اور جو اخیر رات میں اُٹھ جانے کی اُمید رکھتا ہو تو وہ اخیر رات ہی میں وتر پڑھے کیونکہ اخیر رات کی نماز کے وقت اللہ کریم ﷻ کی نظر رحمت و فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے'' (۳)۔ اور (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو'' (۵) اور پھر (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں رات کے اوّل میں، درمیان میں اور اخیر میں اور آپ ﷺ کا آخری عمل سحر کے وقت وتر پڑھنا تھا'' (۶)۔ نیز یہ یاد رہے کہ چونکہ یہ نماز واجب ہے اسلئے بلا عذر بیٹھ کر یا سواری پر نہیں ہوتی (۷)۔

اگر نماز وتر ادا کرنے سے رہ جائے تو اُس کی قضاء واجب ہے (۸)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو سو جائے اور وتر نہ پڑھ سکے یا پڑھنا بھول جائے تو صبح پڑھ لے یا جب یاد آئے پڑھے'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''جو وتر پڑھے بغیر سو جائے تو وہ صبح ہونے پر پڑھ لے'' (۱۰)۔ اور قضاء میں وتر کی نیت کرنا ضروری ہے (۱۱)۔

(۱) عن بُریدہ ؓ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۰۵، مسند امام احمد ج۱ ح۱۹۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۱۴۶، بیہقی ح۴۲۵۱، ترغیب والترھیب ج۱ ح۳۹۳، مشکوٰۃ ح۱۲۰۵، بلوغ المرام ح۳۹۹ ص۱۳۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۶۲، تلخیص ج۱ ص۳۰۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص۹۹ (۲) ہدایہ ج۱ ص۹۳، شرح نقایہ ج۱ ص۹۷، کبیری ص۴۱۱، عالمگیری ج۱ ص۱۷۶ (۳) عن جابر ؓ، مسلم ج۱ ح۱۶۶۳، ترمذی ج۱ ح۴۳۸، ابن ماجہ ح۱۲۳۸، مشکوٰۃ ح۱۱۹۱، بلوغ المرام ح۴۱۴ ص۱۳۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۶ فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۳، بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ح۲۷۴ (۴) عن ابن عمر ؓ، بخاری ج۱ ص۱۳۲، مسلم ج۱ ح۱۶۵۲، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۴۴، امسند امام حمد ج۱ ح۱۹۳۶، عینی ج۳، مشکوٰۃ ح۱۱۸۹، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۱۰، بلوغ المرام ح۴۰۷ ص۱۳۲، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۵ (۵) عن ابوسعید خدری ؓ، مسلم ج۱ ح۱۶۶۱، ترمذی ج۱ ح۴۵۱، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۲۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص۹۸، مشکوٰۃ ح۱۱۹۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۶، بلوغ المرام ح۴۱۵ ص۱۳۴ (۶) عن عائشہ ؓ، بخاری، مسلم ج۱ ح۱۶۳۳ تا ۱۶۳۵، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۲۱، بلوغ المرام ح۴۰۴ ص۱۳۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۳ و ۱۰۹ (۷) درمختار، شامی، بہار شریعت (۸) عالمگیری ج۱ ص۱۷۶ (۹) عن ابوسعید خدری ؓ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۱۷، ترمذی، ابن ماجہ ح۱۲۳۹، دارقطنی، مشکوٰۃ ح۱۲۰۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص۹۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۶۳ (۱۰) عن زید بن اسلم ؓ، ترمذی، مشکوٰۃ ح۱۱۹۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۹ (۱۱) عالمگیری ج۱ ص۱۷۶۔

نمازِوتر کا طریقۂ ادائیگی:

نمازِ وتر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے **کہ** پہلی 2 رکعتیں سابقہ طریقہ کے مطابق مع قرأت ادا کریں (۱)۔ **پھر** قعدہ اوّل کریں جس میں صرف التحیات پڑھیں، دُرود شریف اور دُعائیں نہ پڑھیں (۲)۔ **پھر** تیسری رکعت میں بسم اللہ شریف، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص یا کوئی دوسری سورت پڑھیں (۳)۔ کہ "وتر کی تینوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے" (۴)۔ **پھر** ایک بار تکبیر کہتے ہوئے تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ کانوں کی لَو تک اُٹھائیں یعنی رفع یدین کریں (۵)۔ کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ قنوت میں رفع یدین کرتے تھے" (۶)۔ **پھر** ہاتھ دوبارہ زیرِ ناف باندھ لیں **پھر** قیام میں رکوع سے پہلے آہستہ دُعائے قنوت پڑھیں (۷)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی آخری رکعت میں دُعاءِ قنوت پڑھتے تھے" اور "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے" (۸)۔ نیز (حدیث) "وتر میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعاء قنوت رکوع سے پہلے (قیام میں) پڑھا کرتے تھے" (۹)۔ اور "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی دستور تھا کہ وہ دُعائے قنوت رکوع سے پہلے (قیام میں) پڑھا کرتے تھے" (۱۰)۔ **پھر** رکوع وسجود اور قعدہ کر کے سلام پھیریں نماز مکمل ہوئی (۱۱) اور **پھر** (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ وتر کے بعد سلام پھیرتے (ایک روایت میں ہے نماز کے بعد سلام پھیرتے) تو 3 بار یہ تسبیح پڑھتے تھے تیسری بار بلند آواز سے کہتے تھے "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس" (۱۲)

دعائے قنوت کا محل اور رفع یدین:

۔ (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُعاءِ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے" (۱۳)۔

۔ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں تمام سال رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑھتے تھے" (۱۴)۔

اور خود راوی کا اپنا عمل بھی یہی تھا کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں

(۱) عالمگیری ج۱ص ۱۱۰ (۲) عالمگیری ج۱ص ۱۱۰ (۳) عالمگیری ج۱ص ۱۱۰ (۴) ہدایہ ج۱ص ۹۶، شرح نقایہ ج۱ص ۶۸، کبیری ص ۲۷۵ (۵) عالمگیری ج۱ص ۱۷۷ (۶) عن سیّدنا ابوعثمان رضی اللہ عنہ، فیوض الباری (۷) ہدایہ ج۱ص ۹۴، شرح نقایہ ج۱ ص ۹۸، کبیری ص ۴۱۵، عالمگیری ج۱ص ۱۷۷ (۸) ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۲۳۳، دارقطنی، بیہقی، کتاب الآثار، ابن ابی شیبہ ج۲ص ۳۰۲ (۹) عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۱۲۳۳، نسائی ج۱ص ۲۸۴ (۱۰) الجوہر النقی ج۱ص ۱۲۱۲ (۱۱) درمختار، شامی، قدوری، نورالایضاح، وکتب فقہ عامہ (۱۲) عن اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ح ۱۴۲۶، نسائی ح ۱۷۴۱، مسند احمد ج۱ح ۱۹۵۷، دارقطنی، حاکم ح ۱۰۰۹، آثار السنن، مشکوٰۃ ح ۱۲۰۲، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۲۶۱، حصن حصین ص ۹۰ (۱۳) عن سیّدنا اُبَیّ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۲۳۳، سنن نسائی ج۱ص ۲۴۸، سنن بیہقی ج۳ص ۳۹، ابوداؤد، مجمع الزوائد، معجم اوسط، کبیری ص ۴۱۵، حلیۃ الاولیاء ج۵ص ۶۲، سنن دارقطنی (۱۴) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۱۱۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے پھر ہاتھ اُٹھاتے تھے رکوع سے پہلے اور قنوت پڑھتے تھے"(۱)۔

۔(حدیث) "میں (راوی) نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ سب فرماتے تھے کہ "آقا کریم ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعا قنوت پڑھتے تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے"(۲)۔

۔(حدیث) "سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ قنوت پڑھنے کے وقت ہاتھ اُٹھاتے (رفع یدین کرتے)"(۳)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "وتر میں قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے ہے جب سورت کی قرأۃ سے فارغ ہو کر تکبیر کہے تو ہاتھ بھی اُٹھائے پھر اُن کو جھکا دے اور پھر دُعا کرے اور پھر تکبیر کہے اور ہاتھ نہ اُٹھائے اور رکوع کرے"(۴)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا امام نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "رفع یدین 7 جگہ کی جاتی ہے ان میں سے ایک قنوت کا وقت ہے"(۵)۔ ان روایات کے علاوہ قنوت وتر کے وقت رفع یدین کرنے کے سلسلہ میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں(۶)۔

۔علامہ ماردینی علیہ الرحمۃ اشراف ابن مُنذِر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی علیہ الرحمۃ حضرت ابن ابی لیلیٰ تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت اسحٰق بن راہویہ تابعی علیہ الرحمۃ حضرت سیّدنا عبیدہ علیہ الرحمۃ، اور حضرت سیّدنا حمید الطّویل علیہ الرحمۃ، وغیرہ "سب دعائے قنوت قبل از رکوع پڑھنے کے قائل تھے"(۷)۔

تین رکعت وتر کا ثبوت:

۔نماز وتر کی 3 رکعت ہیں جو کہ ایک ہی سلام سے اکٹھی پڑھی جاتی ہیں کہ:۔

بخاری ج۱ ص۱۵۴ عن عائشہ رضی اللہ عنہا — مسلم ج۱ ح۱۶۲۰ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

مسلم ج۱ ح۱۶۹۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما — ترمذی ج۱ ح۴۴۳ عن علی رضی اللہ عنہ

ترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما — ترمذی ص۹۳ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

(۱) بخاری ص۲۸، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۰۷، بدائع الفوائد ابن قیم ج۴ ص۱۱۴ (۲) عن سُوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ، کتاب الآثار ص۴۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۱۱ (۳) عن ابو عثمان رضی اللہ عنہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۳ (۴) کتاب الحج ج۱ ص۱۹۹ (۵) طحاوی ص۳۹۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۳ (۶) نصب الرایہ ج۱ ص۳۹۱ (۷) الجوہر النقی، بیہقی ج۳ ص۴۱، عمدۃ القاری ج۷ ص۲۰

ابن ماجہ ح ۱۲۲۸ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

ابوداؤد ج ا ح ۱۳۳۹ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

نسائی ح ۱۶۸۰ عن اُبَیِّ بن کعب رضی اللہ عنہ

نسائی ح ۱۶۷۹، عن سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ

احمد ج ا ح ۱۹۴۵ عن علی رضی اللہ عنہ

طحاوی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

طحاوی عن ثابت رضی اللہ عنہ

طحاوی ج ا ص ۱۶۸ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

ابن ابی شیبہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

ابن ابی شیبہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا

بیہقی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ابوداؤد ج ا ح ۱۳۲۷، ۱۳۴۸، عن عائشہ رضی اللہ عنہا

نسائی ج ا ح ۱۶۸۳ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

نسائی ح ۱۶۷۸ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

احمد ج ا ح ۱۹۴۴ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

احمد ج ا ح ۱۹۵۲ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

طحاوی عن عمران رضی اللہ عنہ

طحاوی عن انس رضی اللہ عنہ

مسند امام اعظم ص ۹۱ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

ابن ابی شیبہ عن عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کنز العُمّال ج ۴ ص ۱۹۵ عن علی رضی اللہ عنہ

سب نے روایت فرمائی کہ (حدیث) "**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** صلی اللہ علیہ وسلم **يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ**، جانِ سے پیارے آقا کریم ﷺ 3 رکعت نماز وتر پڑھتے تھے" (۱)۔

۔ اہلبیت اطہار کی لاجواب اور بے داغ ثقہ ترین اسناد کے ساتھ (حدیث) "آقا کریم ﷺ تین وتر ادا فرماتے تھے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے" (۲)۔

۔ مسلم ج ا ح ۱۶۲۰ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج ا ص ۲۶۲ عن زید بن خالد جُہَنی تابعی علیہ الرحمۃ، مسلم ج ا ح ۱۶۹۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مؤطا امام محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا نے لکھا کہ "پھر آپ ﷺ نے 3 رکعت نماز وتر ادا فرمائی" (۳)

۔ (حدیث) "آقا کریم ﷺ وتر کی تین رکعت ادا فرمایا کرتے تھے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ یا سورۃ القدر، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے" (۴)

۔ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ وتر 3 رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری

(۱) مشکوٰۃ، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۹۸ تا ۱۰۰ (۲) عن زید عن علی (زین العابدین) عن سیدنا حسین عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۱۴۶ (۳) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۰ (۴) عن سیدنا علی رضی اللہ عنہ ومتعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، مسند امام زید ح ۱۴۶، ابوداؤد ج ا ح ۱۴۰۹، ترمذی ج ا ح ۴۴۵، ۴۴۶، نسائی ح ۱۶۸۱، ۱۷۰۹، شعب الایمان ج ۲ ح ۲۵۶۷ مستدرک حاکم ج ا ح ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، مصنف ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ ح ۱۲۲۱ تا ۱۲۲۳، بیہقی ح ۴۲۹۳، دارقطنی ح ۱۷، ۱۸، مسند امام اعظم ح ۱۵۵، ۱۵۶، مسند امام احمد ج ا ح ۱۹۵۷، سنن دارمی ح ۱۶۲۳، کنز العُمّال ج ۴ ص ۱۹۶، سنن نسائی ص ۱۷۵، آثار السنن، مشکوٰۃ ح ۱۲۰۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۰۔

رکعت میں سورۃ الکافرون،اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص،اور جان سے پیارے آقا کریم ﷺ دعاءِ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے"(۱)۔

۞ (حدیث)"آقا کریم ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور دعاءِ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے"(۲)

۞ (حدیث)"پیارے آقا کریم ﷺ وتر کی 3 رکعت پڑھتے تھے اُن میں مفصّل کی 9 سورتیں پڑھتے تھے ہر رکعت میں 3 سورتیں پڑھتے آخر اُن کی **قل هو الله احد** ہوتی"(۳)۔

۞ (حدیث)"وتر میں کوئی جدائی نہیں یعنی 3 رکعت اکٹھے پڑھیں"(۴)۔

۞ (حدیث)"آقا کریم ﷺ وتر کی دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے"(۵)۔

۞ (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا"مجھے پسند نہیں کہ مَیں 3 رکعت وتر چھوڑ دُوں اگرچہ مجھے اس کے عوض سُرخ اُونٹ ملیں"(۶)۔

۞ "وتر کی کم از کم رکعات تین ہیں"(۷)۔

۞ (حدیث) حضرت سیّدنا امام قاسم بن محمد تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا"ہم نے جب سے ہوش سنبھالا لوگوں کو تین رکعت وتر ہی پڑھتے دیکھا"(۸)۔

۞ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا"(وتر کی) ایک رکعت ہرگز جائز نہیں"(۹)۔

۞ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"دن کی نمازوں میں مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں"(۱۰)

۞ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا"وتر نمازِ مغرب کی طرح ہیں"(۱۱)۔

۞ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا"وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں"(۱۲)

۞ (حدیث)"ہمیں جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکھایا کہ یقیناً وتر نمازِ مغرب کی طرح ہیں، فرق یہ ہے کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کرتے ہیں تو یہ

(۱) عن اُبَیّ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۱۷۱، نسائی ج ۱ ص ۲۴۸، احمد ج ۱ ح ۱۹۳۶، بیہقی ج ۲ ص ۳۹، دارقطنی ص ۱۷۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۱ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۹۷، کبیری ص ۳۹۷، نصب الرایہ ص ۲۷۹، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۲ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۲۰۸، مراٰۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۳ (۴) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح ۱۵۷ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، نسائی ح ۱۶۷۹، حاکم ح ۱۱۳۹، مؤطا امام محمد ح ۲۶۵، عینی ج ۳ ص ۴۰۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۳، ۱۰۷ (۶) مؤطا امام محمد ح ۲۵۹، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۱ (۷) قال امام مالک رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک نمبر ۲۷۷ (۸) مسند امام زید ح ۱۵۶، ۹۳۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۷ (۹) مؤطا امام محمد ح ۲۶۳ (۱۰) مؤطا امام محمد ح ۲۴۸، آثار السنن ج ۲ ص ۱۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۱ (۱۱) مؤطا امام محمد ح ۲۶۲ (۱۲) عن ابوعُبیدہ رضی اللہ عنہ، مؤطا امام محمد ح ۲۶۰، دارقطنی ص ۱۷۳، طحاوی، کتاب الحجہ ص ۱۹۶، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۱، ۱۰۵۔

رات کے وتر ہیں اور وہ مغرب دن کے وتر ہیں" (۱)۔

۔(حدیث) "**كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَايُسَلِّمُ اِلَّافِي آخِرِهِنَّ**، پیارے آقا کریم ﷺ 3 رکعت نمازِ وتر ادا فرماتے تھے اور کسی جگہ سلام نہ پھیرتے تھے مگر صرف آخر میں" (۲)

۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی الزناد رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا مِسوَر رضی اللہ عنہ اور دیگر متعدد جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ ساتوں فقیہہ یعنی حضرت سیّدنا سعید بن مُسَیَّب تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا عُروہ بن زُبیر تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومی تابعی علیہ الرحمۃ سیّدنا خارجہ بن زید تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا عبیداللہ بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ اور سیّدنا سلیمان بن یسار تابعی علیہ الرحمۃ سب کا یہی مذہب ہے کہ "وتر 3 رکعت ہیں اور سلام آخر میں پھیرا جائے" (۳)۔

الحاصل: (حدیث) جلیل القدر تابعی، محدّث اور صوفی اکبر حضرت سیّدنا خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ وتر 3 رکعات ہیں اور سلام آخر میں پھیرا جائے" (۴)۔ بالکل اسی طرح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ 3 رکعت وتر جائز اور مستحسن ہیں اور اس سے کم پر اختلاف ہے"۔ بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی علیہ الرحمۃ نے تو علماءِ مدینہ سے تحقیق کے بعد یہ حکم نافذ فرما دیا تھا کہ "وتر 3 رکعت ہی پڑھے جائیں" (۵)۔

بعض دیگر مسائلِ نمازِ وتر:

۔ اگر دُعائے قنوت نہ آتی ہو تو "**رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا**...... الخ یا پھر **رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا** ...... الخ، یا کوئی دوسری دُعا پڑھیں یا 3 بار **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي** پڑھ لیں (۶) کیونکہ قنوت کی کوئی دعا مقرر نہیں ہے (۷)

۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

۔ آپ تنہا نمازِ وتر پڑھ رہے تھے کہ دعائے قنوت پڑھنا بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے تب یاد آیا، اب واپس نہ لوٹیں اور نہ رکوع میں دعاءِ قنوت پڑھیں بلکہ نماز جاری رکھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیں۔ اگر اس صورت میں سجدۂ سہو نہ کیا تو نمازِ وتر نہ ہوئی اور اگر بالفرض رکوع میں یاد آیا اور

(۱) عن ابوالعالیہ رفیع بن مہران تابعی علیہ الرحمۃ، طحاوی آثار السنن ج۱ ص۱۷۳، دارقطنی، تہذیب ج۳ ص۲۸۴، قدوری، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۱ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ ح۱۳۴۳، نسائی ح۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، طحاوی، طبرانی، حاکم ح۱۱۴۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۰ (۳) طحاوی، حاکم ح۱۱۴۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۱ (۴) ابن ابی شیبہ، فتح القدیر، شرح شمائل ترمذی ص۲۲۸، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۰۱ (۵) شرح شمائل ترمذی ص۲۲۸ (۶) کبیری ص۴۱۸، عالمگیری ج۱ ص۱۷۷، نور الایضاح (۷) عالمگیری ج۱ ص۱۷۷۔

آپ نے واپس قیام میں لوٹ کر دعائے قنوت پڑھی پھر باقی نماز پڑھ کر آخر میں سجدۂ سہو کیا تو نماز تو ہوگئی مگر ایسا کرنے سے آپ گنہگار ہوئے (۱)۔

۞۔اگر الحمد چھوڑ دی یا قرأت یا دونوں چھوڑ دیں اور دعائے قنوت پڑھ لی اور رکوع میں چلے گئے اور یاد آیا تو واپس قیام میں آ کر الحمد شریف اور سورت پڑھیں یا سورت پڑھیں پھر دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کریں آخر میں سجدۂ سہو کریں (۲)۔

۞۔اگر آپ بھول کر دوسری رکعت کو تیسری سمجھ کر قنوت پڑھ لیں اور بعد میں یاد آئے تو تیسری رکعت میں دوبارہ قنوت پڑھیں۔اس طرح اگر ہر رکعت میں یہی خیال آئے کہ یہ تیسری رکعت ہے تو ہر رکعت میں قنوت پڑھیں اور ہر رکعت کے بعد قعدہ کریں، مگر آخر میں سجدۂ سہو لازمی کریں (۳)

۞۔آپ کو شک ہوا کہ دوسری رکعتِ وتر ہے یا تیسری؟ تو اس رکعت میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھیں اور اس میں بھی قنوت پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں (۴)۔

بعد از وتر دو نفل:

نمازِ وتر کے بعد 2 رکعت نفل پڑھتے ہیں کہ (حدیث) ''بیشک پیارے آقا کریم ﷺ وتر کے بعد 2 رکعتیں (نفل) پڑھتے تھے'' (۵)۔جو کہ فضیلت کے اعتبار سے بہت مستحسن اور افضل ہیں کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''رات کی بیداری مشکل اور بھاری ہے، جب تم وتر پڑھ لو تو 2 رکعتیں (نفل) پڑھو اگر رات کو اُٹھ بیٹھو تو بہتر ورنہ یہ 2 رکعتیں کافی ہوں گی'' (۶)۔گویا یہ 2 نفل نمازِ تہجد کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔ان نوافل کی اِسی فضیلت کی بنا پر انہیں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔''تاہم بیٹھ کر پڑھنے میں بھی حرج نہیں'' (۷)۔مگر بمطابق حدیث ثواب کم ہو جاتا ہے

بعض لوگ سنّت سمجھ کر ان دو رکعات کو بیٹھ کر پڑھتے ہیں جس بارے یہ روایت پیش کی جاتی ہیں کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ وتر کے بعد 2 رکعت (نفل) بیٹھ کر ادا فرماتے تھے'' (۸)

مگر ضرور یاد رہے کہ ☆۔(حدیث) ''آپ ﷺ نے وصال کے وقت اکثر نمازیں بیٹھ کر پڑھی تھیں'' (۹)۔نیز (حدیث) ''میں (راویہ) نے کبھی بھی آقا کریم ﷺ کو بیٹھ کر نوافل پڑھتے نہیں دیکھا

(۱) مسند امام زید ص ۱۸۸، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷، ۲۰۵ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ج ۱ ح ۴۵۴، مشکوٰۃ ح ۱۲۱۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۴ (۶) عن حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، ترمذی، دارمی ح ۱۶۳۱، ابن حبان ح ۲۵۷۷، ابن خزیمہ ح ۱۱۰۶، بیہقی ح ۴۶۰۴، مشکوٰۃ ح ۱۲۱۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۶۵ (۷) رضویہ ج ۳ ص ۴۶۱، بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۳۸ (۸) عن ابو امامہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۲۳۶، احمد ج ۱ ح ۱۹۵۳، مشکوٰۃ ح ۱۲۱۴، مرأۃ ص ۲۶۵ (۹) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج ۱ ح ۱۶۰۷، ابن ماجہ ح ۱۲۲۸

تاہم وصال پاک کے ایک سال پہلے آپ ﷺ بیٹھ کر نوافل پڑھ لیا کرتے تھے"(۱)۔اور (حدیث) "میں (راویہ) نے نبی کریم ﷺ کو رات کی نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا مگر جب آپ ﷺ ضعیف ہو گئے تو بیٹھ کر پڑھنے لگے"(۲)۔نیز (حدیث) "پس جب آپ ﷺ نے ضعیف ہو گئے تو وتر کے بعد 2 رکعت نفل بیٹھ کر ادا فرماتے تھے"(۳)۔اسلئے آپ ﷺ کا بیٹھ کر پڑھنا صرف اس صورت میں تھا جب آپ ﷺ بیمار یا ضعیف تھے۔

☆۔اور سب سے اہم یہ کہ صاحب درمختار امام علاؤالدین محمد حصکفی علیہ الرحمۃ، امام شامی علیہ الرحمۃ اور امام ابراہیم حلبی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "یہ 2 رکعت بیٹھ کر پڑھنا پیارے آقا کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے"(۴) اسلئے اُمت کیلئے کھڑے ہو کر پڑھنا ہی افضل ہے جس کی کامل تصدیق یہ حدیث مبارکہ کرتی ہے کہ (حدیث) "مَیں (راوی) پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ (بعد از وتر دو رکعت نفل) نماز بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں، تو مَیں نے آپ ﷺ کے سَر اقدس پر ہاتھ رکھا (کہ آپ ﷺ کو بخار تو نہیں ہیں)" پیارے آقا کریم ﷺ نے (نماز کے بعد) فرمایا "اے ابن عبداللہ کیا بات ہے؟" "میں نے عرض کیا "میرے پیارے آقا آپ ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ "بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے"، اور آپ ﷺ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں" تو آپ ﷺ نے فرمایا "اَجَلْ وَلٰكِنِّىْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ، ہاں! لیکن مَیں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں"(۵) یعنی یوں فرمایا (حدیث) "اَيُّكُمْ مِثْلِىْ، تم میں سے ہے کوئی میری مثل؟"(۶)۔**ف**: "یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، یعنی اے محبوب! آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مَیں تم جیسا انسان ہی تو ہوں"۔وہاں ظاہر کا ذکر ہے یہاں حقیقت کا یعنی آقا کریم ﷺ ظاہری چہرے مہرے میں شکل انسانی میں تشریف فرما ہیں اور حقیقت میں فرشتے گردِ قدم کو نہیں پہنچ سکتے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو اس آیت کی آڑ میں اپنے آپ کو پیارے آقا کریم ﷺ کی مثل اور آقا کریم ﷺ کو اپنی مثل سمجھتے ہیں جب ایسا خیال رکھنے والا ایمان کی وجہ سے ابوجہل کی مثل نہیں ہو سکتا تو پیارے آقا کریم ﷺ نبوت و رسالت کے

(۱) عن حفصہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۱۶۰۹، ترمذی ج۱ ح۳۵۶، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابن حبان ح۲۵۰۷، ابن خزیمہ ح۱۲۳۹، بیہقی ح۴۳۶۲، معجم کبیر ح۵۱۵، مؤطا امام مالک ح۳۱۱، مؤطا امام محمد ح۱۵۴ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۱۰۴۸، مسلم ج۱ ح۱۶۰۵، ابن ماجہ ح۱۲۸۰، مؤطا امام مالک ح۳۱۲ (۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ص۱۵۵، احمد ج۱ ح۱۹۵۰ (۴) رضویہ ج۳ ص۴۶۱، بہار شریعت ج۱ ص۲۴۳، فیوض الباری حصہ ۵ ص۸ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، مسلم ج۱ ح۱۶۱۲، بخاری، ترمذی، نسائی ح۱۶۴۰، ابن ماجہ، ابوداؤد ج۱ ح۹۴۲، دارمی ج۱ ح۱۴۲۰، مسند احمد، ابن حبان ح۲۵۱۱، ابن خزیمہ ح۱۲۳۶، بیہقی ح۱۳۱۶۶، معجم کبیر ح۴۵۷، دارقطنی ج۱ ح۲، عبدالرزاق ح۴۱۲۳، کشف الغمہ ج۱ ص۳۰۹، مشکوٰۃ ح۱۱۸۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۱، فیوض الباری حصہ ۵ ص۸ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، فیوض الباری حصہ ۸ ص۶۴۔

ہوتے ہوئے ہماری مثل کیسے ہو سکتے ہیں"(۱)۔ اللہ کریم ﷻ محبت رسول کریم ﷺ سے نوازے اور ادب نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆۔ایک بڑی فضیلت کی چیز یاد رہے کہ (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے نمازِ عشاء کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے 4 رکعت (نفل) پڑھیں تو وہ (ثواب میں) شب قدر کی اتنی ہی رکعت کے برابر ہوئیں"(۲)۔

عورت کی نماز کا طریقہ:

جس طرح کہ (حدیث) حضرت سیدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "عورت کی (نماز پڑھنے کی) ایک خاص ہیئت ہے جو مرد کی نہیں"(۳)۔ اس طرح عورت کی نماز میں بعض باتوں میں مردوں کی نماز سے فرق ہے، جن کی نشاندہی کی جاتی ہے:۔

- عورت پر نماز جمعہ و عیدین فرض نہیں ہیں۔ نیز مرد کیلئے زیادہ ثواب مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرنے میں ہے جبکہ عورت کیلئے زیادہ ثواب اپنے گھر کے اندر کسی گوشے میں نماز ادا کرنے میں ہے"(۴)۔ کیونکہ (حدیث) "عورت کیلئے گھر کا کمرہ بہترین مسجد ہے"(۵)۔ نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھڑی میں پڑھنا صحن سے بہتر ہے"(۶) لہٰذا عورت کا جائے نماز (مصلّٰی) ہی اُس کیلئے مسجد کی مانند ہے (۷)
- عورت کے اوقاتِ نماز وہی ہیں جو مردوں کے ہیں تاہم افضل ہے کہ نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھے اور مرد اُجالے میں پڑھیں (۸)۔
- عورت تمام بدن ڈھانپے اسطرح کہ جسم کا رنگ اور بال وغیرہ نظر نہ آئیں ورنہ نماز نہ ہوگی (۹)
- عورت تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے مگر ہاتھ کپڑے سے باہر نہ نکالے (۱۰)۔ کہ (حدیث) حضرت عبدربہ بن زیتون تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میں نے حضرت سیدہ اُمّ درداء خیرہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اپنے ہاتھوں کندھوں کے برابر اُٹھاتی تھیں"(۱۱)۔
- عورت قیام میں ہاتھ چھاتی کے نیچے سینے پر باندھے اور ہاتھ باندھنے کیلئے بائیں ہتھیلی نیچے

(۱) مراٰۃ ج ۲ ص ۲۵۲ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح ۱۷۸ (۳) ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹ (۴) عن امّ سلمہ رضی اللہ عنہا ابن ماجہ ص ۹۴، احمد ج ۲ ص ۲۹۷، ابوداؤد ص ۱۰۰، ترغیب ج ۱ ح ۲۲۴، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۲، ابن خزیمہ، حاکم (۵) حاکم ح ۷۵۶، ابن خزیمہ ح ۱۶۸۳، بیہقی ح ۵۱۳۴ (۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۱ ح ۵۶۷، ابن خزیمہ ح ۱۶۸۸، بیہقی ح ۵۱۴۴، معجم کبیر ح ۹۴۸۲، ترغیب، حاکم ج ۱ ح ۷۵۷ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۳ (۸) نور الایضاح، مالابدمنہ (۹) کبیری ص ۲۱۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۶۵، ہدایہ ج ۱ ص ۵۹، فتاوٰی عزیزیہ ص ۲۴۸، مالابدمنہ (۱۰) ہدایہ ج ۱ ص ۶۴، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۲، کبیری ص ۳۰۰، فتاوٰی عزیزی، نور الایضاح، مالابدمنہ، بہارشریعت، قدوری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۳ (۱۱) ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹۔

رکھ کر اُسکے اوپر دائیں ہتھیلی رکھے، خنثٰی (ہیجڑہ) بھی سینے پر ہاتھ باندھے(۱) **اکثر خواتین بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں حرج محسوس نہیں کرتیں بلکہ بعض تو بیٹھ کر پڑھنے کی عادی ہوتی ہیں۔ وہ ضرور یاد رکھیں کہ فرض نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے ہرگز ادا نہیں ہوتی کیونکہ نماز میں قیام فرض ہے جو چھوڑ دیا۔**

◉ ۔عورت رکوع میں مرد کی نسبت کم جھکے یعنی اتنا کہ گھٹنوں پر محض ہاتھ رکھ دے، ہاتھوں پر زور نہیں دینا اور نہ ہی زور سے پکڑنا ہے(۲)۔

◉ ۔رکوع میں پاؤں جھکے ہوئے ہوں بالکل سیدھے نہ کرے(۳)۔

◉ ۔عورت رکوع میں کہنیاں پہلوؤں سے مِلا کر رکھے اور سمٹی رہے(۴)۔

◉ ۔(حدیث) ''عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے''(۵)۔ نیز (حدیث) ''عورت ایسے سجدہ کرے کہ پیٹ رانوں سے لگ جائے''(۶)۔ کہ (حدیث) ''جب عورت نماز میں بیٹھے تو سمٹ کر بیٹھے اور سجدہ کرے تو اپنے رانوں کو ملا کر رکھے''(۷)۔ اور (حدیث) سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے چپکائے اور اپنی سُریں (Hips) کو بلند نہ کرے اور اعضاء کو اس طرح دُور نہ رکھے جیسے مرد رکھتا ہے''(۸)۔ عورت سجدہ میں بازو کروٹوں سے، پیٹ ران سے، ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملا دے اور سمٹی رہے(۹)۔

◉ ۔عورت نماز پڑھتے وقت سجدہ میں پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں سُریں (کولہے) پر بیٹھے(۱۰)۔ اور عورت سجدہ میں دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے(۱۱)۔

◉ ۔عورت سجدہ میں پیچھا نہ اُٹھائے بلکہ پیٹ رانوں سے مِلا رہنا چاہیے(۱۲)۔

◉ ۔عورت قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور بائیں سُرین (کولہے) پر بیٹھے(۱۳) اس حالت کو تورّک کہتے ہیں۔ جس کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب

(۱) ہدایہ ج ۱ ص ۶۵، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۲، کبیری ص ۳۰۱، السعایہ، فتاوٰی عزیزی ص ۳۲۸، نور الایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۳، منیۃ المصلی (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵ (۴) بیہقی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، کنز العمال ج ۴ ص ۱۱۷ (۶) بیہقی، عمدۃ الرعایہ ج ۱ ص ۱۸۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۵۰، سنن کبریٰ ص ۲۲۳ (۷) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۹۰، ابوداؤد، نسائی، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰، ہدایہ ج ۱ ص ۷۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۹، کبیری ص ۳۲۲ (۸) ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹، بیہقی ج ۱ ص ۲۲۲، ہدایہ ج ۱ ص ۷۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۹، کبیری ص ۳۲۲، فتاوی عزیزی ص ۳۴۹ (۹) بیہقی، مالابدمنہ، عالمگیری (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶، ۱۱۷، ہدایہ ج ۱ ص ۷۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۰، کبیری ص ۳۳۳، فتاوی عزیزی ص ۳۲۸ (۱۱) مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۱۲) کبیری، شرح نقایہ، ہدایہ، فتاوٰی عزیزی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶ (۱۳) ہدایہ ج ۱ ص ۷۱ شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۰، کبیری ص ۳۳۳، مالابدمنہ، فتاوٰی عزیزی ص ۳۲۸۔

عورت نماز پڑھے تو (قعدہ میں) سُرین کے بَل بیٹھے اور اپنی دونوں رانوں کو مِلائے رکھے" (۱)۔

- عورت دائیں ہاتھ کو دائیں ران کے درمیان اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران کے درمیان رکھے (۲)
- عورت رکوع، سجدہ، قعدہ اور جلسہ میں ہاتھ کی اُنگلیاں ملی ہوئی رکھے (۳)۔

حائضہ کے مسائل:

حیض ایک فطری امر ہے جو چار جانداروں کو آتا ہے، عورت، بجو، خرگوش، چمگادڑ (۴)۔ اسطرح عورت جو اس امر ربی کے سامنے بے بس ہے، اس معاملے میں اس سے ہمدردی برتنے کی بجائے جسطرح دین اسلام سے قبل اس کے ساتھ اور کئی ایک مظالم روا رکھے گئے وہاں اُسے اس بارے بھی ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑا۔ (حدیث) "جب عورت حائضہ ہوتی تو یہودی نہ اس کے ساتھ کھاتے نہ پیتے اور نہ اس کو گھروں میں رکھتے" (۵)۔ بلکہ اُسے منحوس سمجھ کر اپنے سے علیحدہ کر کے اور بیچاری کو تنگ وتاریک کوٹھڑی میں بند کر دیتے تھے۔ حالانکہ یہ وہ خون ہوتا ہے جو اللہ کریم ﷻ نے جوان عورت کے جسم میں فطرتاً زیادہ پیدا کر رکھا ہوتا ہے جو ایک مقررہ مدّت کے بعد بدن سے خارج ہوتا رہتا ہے۔ اور کم وبیش 9 سال کی عمر سے 55 سال کی عمر تک جاری رَہ سکتا ہے جس کا دورانیہ کم وبیش سات دن ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو عورت کو طرح طرح کی بیماریاں لگ جائیں اور اُس کو اپنی جان کی بن جائے اور یہ خون دورانِ حمل اور بچّے کو دودھ پلانے کے ابتدائی زمانہ میں اس لئے نہیں آتا کہ یہ بچّے کی غذا بن جاتا ہے (۶)۔ اور پھر (حدیث) "یہ ایک ایسا امر ہے جس کو اللہ کریم ﷻ نے حضرت سیّدنا آدم کی بیٹیوں پر مقدّر کیا ہے" (۷)۔ اِسلئے اسلام نے عورت کی اِس جائز مجبوری کو سمجھتے ہوئے اس کو معاشرہ میں اُس کا مقام دلایا، لوگوں کو نہ صرف اس قسم کی ایذا رسانی سے منع کر دیا گیا بلکہ عورت کے نسوانی اعذار کو مدّنظر رکھتے ہوئے اُسے ان مخصوص دنوں میں کچھ رعایتوں سے نوازا۔ اس بارے (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب حیض آئے تو نماز ترک کر دو اور جب وہ جاتا رہے تو غسل کر لو اور پھر نماز پڑھو" (۸)۔ نیز (حدیث) "حائضہ

(۱) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، المغنی ج۱ ص۶۲ (۲) شامی، فیوض الباری، درمختار، نورالایضاح (۳) شامی، درمختار، نورالایضاح (۴) کنز المدفون سیوطی ص۱۲۷ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۶۰۲، ابوداؤد ج۲ ح۳۹۸، ترمذی ج۲ ح۸۹۳، مسند امام احمد ج۱ ح۸۰۵، خصائص الکبریٰ ج۲ ص۶۱۷، مشکوٰۃ ح۵۰۰، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۲۸، مسلم ج۱ ص۱۴۳، بلوغ المرام ح۱۵۵ ص۷۸ (۶) عالمگیری ج۱ ص۵۶، بہارشریعت، شرح نقایہ ج۱ ص۳۲ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ ح۲۸۷، مسلم (۸) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۳۱۱، ۳۳۱، مسلم ج۱ ح۶۶۱، ابوداؤد ج۱ ح۲۷۴، نسائی ح۲۰۲، مسند امام احمد ج۱ ح۸۰۷، کنز العمّال ج۹ ص۲۴۲، مشکوٰۃ ح۵۱۲، فیوض الباری حصہ۲ ص۵۴، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۳۳۔

عورت نماز نہ پڑھے"(۱)۔اور (حدیث) "عورت کیلئے نفاس کی مدّت 40دن ہے"(۲)۔تاہم اگر (حدیث) "نفاس والی عورت 7دن بعد ہی پاکی کی حالت دیکھے (یعنی خون بند ہو جائے) تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے"(۳)۔40دن پورے کرنا ضروری نہیں۔نیز (حدیث) "ہم رسول کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں حیض میں مبتلاء ہوتیں تو آپ ﷺ ہمیں (ایام حیض میں رہ جانے والے) روزوں کی قضا کا حکم فرماتے نمازوں کی قضاء نہیں"(۴)۔گویا "حیض ونفاس کے دوران عورت کو نماز اور روزہ منع ہو جاتے ہیں البتہ بعد میں روزہ کی قضاء ضروری مگر نماز معاف ہے اسکی قضاء عورت کے ذمّہ نہیں (۵)

◉ ۔عورت دوران حیض اذان کا جواب دے سکتی ہے، تسبیح وتہلیل، دُرودشریف، کلمہ شریف اور ذکر کرسکتی ہے (۶)۔بلکہ (حدیث) "حائضہ عورت ہر نماز کے وقت پر 70بار استغفار پڑھ لے تو اُس کیلئے 1000رکعتیں لکھی جاتی ہیں اور 70 گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور اُس کا درجہ بڑھتا ہے اور اُس کو استغفار کے ہر حرف کے بدلے نور ملتا ہے اور بدن کی ہر رگ کے عوض حج وعمرہ لکھا جاتا ہے" (۷) نیز (حدیث) حضرت سیّدنا امام زین العابدین ﷺ نے فرمایا "ہم اپنی خواتین کو ہر نماز کے وقت باوضو قبلہ رخ ہو کر "سبحان اللہ۔اللہ اکبر" کی ہدایت کرتے ہیں"(۸)۔

◉ ۔حائضہ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرسکتی (۹)۔کہ (حدیث) "حائضہ، جنبی اور نفاس والی عورت قرآن کریم سے کچھ بھی نہ پڑھے"(۱۰)۔اگر حائضہ معلّمہ نے قرآن پڑھانا ہو تو ایک ایک کلمہ کرکے اور ہجے کرکے سکھا سکتی ہے۔اور حائضہ بغیر غلاف قرآن کریم، کتب فقہ، حدیث وتفسیر کو ہاتھ نہیں لگا سکتی ہے (۱۱)۔کہ (حدیث) "قرآن کریم کو پاک شخص کے سوا کوئی نہ چھوئے"(۱۲)۔ تاہم اگر ضروری ہو تو کپڑا اسے پکڑ سکتی ہے اور وہ غلاف جو تھیلی کی طرح جُدا ہوا سے چھوء سکتی ہے مگر جو قرآن کے ساتھ سلا ہوا ہو اُسے نہیں چھوء سکتی (۱۳)۔کہ (حدیث) حضرت بی بی عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۱۲، کشف الغمہ ج۱ص۱۵۷، فیوض الباری حصہ۲ص۵۴ (۲) عن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۱۳۶، ابوداؤد ج۱ ح۳۱۱، مستدرک حاکم ج۱ ح۶۲۳، بیہقی ج۱ص۳۴۱، مجمع الزوائد ج۱ص۲۸۱، طبرانی (۳) عن معاذ رضی اللہ عنہ، حاکم ح۶۲۶، کنز العُمّال ج۱ص۲۳۵ (۴) قال سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عن مُعاذہ عدَویہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۳۱۲، مسلم ج۱ ح۶۷۱، ترمذی ج۱ ح۷۶۶، سنن نسائی ح۳۷۹، ابوداؤد ج۱ ح۲۶۳، مسند امام احمد ج۱ ح۸۰۸، مشکوٰۃ ح۱۹۳۲، کشف الغمہ ج۱ص۱۵۷، مرأۃ المناجیح ج۳ ح۱۹۰۳، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ۲ص۵۴ (۵) مسند امام زید ح۵۴، شامی، درمختار ج۱ص۵۲، ہدایہ ج۱ص۳۶، شرح نقایہ ج۱ص۳۶، شرح وقایہ ج۱ص۱۱۴، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ص۵۸، ۶۲ (۶) عالمگیری ج۱ص۵۸، مرأۃ المناجیح (۷) مجالس الابرار (۸) مسند امام زید ح۵۳ (۹) عالمگیری ج۱ص۵۹ (۱۰) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، دارقطنی، بیہقی، عینی ج۲ص۸۶، فیوض الباری حصہ۲ص۳۷ (۱۱) عالمگیری ج۱ص۵۹ (۱۲) عینی ج۲ص۸۵، فیوض الباری حصہ۲ص۳۷ (۱۳) عالمگیری ج۱ص۵۹، نور الایضاح۔

فرماتی ہیں کہ سرکار کریم ﷺ نے مجھے فرمایا "ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلّٰی اُٹھا دینا" میں نے عرض کیا "میں حائضہ ہوں" تو آپ ﷺ نے فرمایا "تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے" (۱)۔ نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا ابو وائل تابعی علیہ الرحمۃ اپنی لونڈی کو جبکہ وہ حائضہ ہوتی اُسے حضرت سیّدنا ابو رزین تابعی علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجتے تو وہ قرآن کریم کو فیتے سے پکڑ کر لے آتی" (۲)۔ اور "حائضہ نہ کوئی آیت لکھے نہ تعویذ بنائے نہ چھوئے نہ ایسی انگوٹھی پہنے جس میں حروفِ مقطعات ہوں اور نہ چھوئے" (۳)۔

◉ ۔ حیض و نفاس والی عورت جنازگاہ، قبرستان اور عیدگاہ جا سکتی ہے البتہ مسجد میں نہیں جا سکتی مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کے حکم میں ہے اور نہ بیت اللہ شریف کا طواف کر سکتی ہے (۴)۔

◉ ۔ حائضہ عورت کا وجود حکمی طور پر نجس ہے اسلئے سوائے مقام مخصوصہ کے اُس کا باقی تمام جسم حلال ہوتا ہے مگر (حدیث) "ازار بند سے اوپر اوپر، اس سے نیچے تم نہیں جاؤ گے" (۵)۔ یعنی "عورت کو چھونا اور بوس و کنار خاوند کیلئے جائز ہے" (۶)۔ بشرطیکہ اپنے آپ پر کنٹرول ہو۔

◉ ۔ حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا کھانا، پاس بیٹھنا، کھانا پکوانا اور اُس کا جوٹھا پانی پینا سب جائز ہے۔ کہ (حدیث) "میں (راویہ) پانی پیتی تھی اور میں حائضہ ہوتی تھی پھر وہ برتن آقا کریم ﷺ لیتے پس آپ ﷺ اپنا منہ مبارک اُسی جگہ رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا اور میں ہڈی سے گوشت چوستی جبکہ میں حائضہ ہوتی پھر میں وہ ہڈی نبی کریم ﷺ لیتے اور اپنا منہ مبارک اُس جگہ رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا" (۷)۔ اور (حدیث) "میں حائضہ ہوتی اور حضور اکرم ﷺ میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پاک پڑھتے" (۸)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تم اس (حائضہ) کے ساتھ کھانا کھا لیا کرو" (۹)۔

◉ ۔ ضرور یاد رکھیں کہ اگر عورت کو آپریشن سے بچہ پیدا ہوا اور خونِ نفاس جاری نہ ہوا تو زخم والی مریضہ کہلائے گی لہٰذا نماز ادا کرے، اگر خون جاری ہو گیا تو نفاس والی ہے نماز روزہ منع ہے (۱۰)۔

(۱) مسلم ج۱ ح۵۹۷ تا ۵۹۹، ترمذی ص۴۶، ابوداؤد ج۱ ح۲۶۱، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابن حبان ح۱۳۵۶، بیہقی ح۸۴۵، ابو یعلیٰ ح۴۴۸۵، معجم کبیر ح۲۲۵، مسند امام اعظم ح۴۷، مشکوٰۃ ح۵۰۴، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۳۰ (۲) بخاری ج۱ ح۲۹۰، ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصّہ۲ ص۳۷ (۳) فیوض الباری حصّہ۲ ص۳۸ (۴) عالمگیری ج۱ ص۵۹، بحرالرائق ہدایہ، شرح نقایہ، نورالایضاح (۵) عن عمر رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۵۶، لفظہٗ لہٗ مسلم ج۱ ح۵۸۷ تا ۵۸۹ (۶) فحوائے حدیث بخاری ج۱ ح۲۹۲ تا ۲۹۴، ابوداؤد ج۱ ح۲۶۷ تا ۲۷۱، کشف الغمہ ج۱ ص۱۵۵، عالمگیری ج۱ ص۶۰ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۶۰۰، نسائی ح۲۷۷، ابوداؤد ج۱ ح۲۵۹، احمد ج۱ ح۸۲۶، عبدالرزاق ج۱ ص۱۰۸، مشکوٰۃ ح۵۰۲، کشف الغمہ ج۱ ص۱۵۷، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۲۹ (۸) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری، مسلم ج۱ ح۶۰۱، ابن ابی شیبہ، مشکوٰۃ ح۵۰۳، مرآۃ المناجیح ج۱، فیوض الباری حصّہ۲ ص۳۷ (۹) ترمذی ج۱ ح۱۲۵، احمد ج۱ ح۳۵۷، ۸۲۷ (۱۰) عالمگیری۔

۔عورت سے دوران حیض صحبت حرام ہے(۱)۔کہ (القرآن) ''پس عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور اُن سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہوں پھر جب پاک ہو جائیں تو اُن کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا'' (۲)۔اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ اس بارے فرماتے ہیں ''جو اپنی عورت کے ساتھ حیض کی حالت میں یا پیچھے سے صحبت کرے اُس نے محمد (ﷺ) پر جو اتارا گیا ہے اُس کا انکار کیا'' (۳)۔اگر بالفرض صحبت کر لی تو توبہ کریں (۴)۔اور اُس کا کفارہ یہ ہے کہ (حدیث) ''جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے جبکہ وہ حیض والی ہو پس چاہیے کہ وہ ایک یا آدھا دینار (یا اُسکی قیمت) صدقہ کرے'' (۵)۔اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا سالم رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان بن یسار تابعی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ'' حائضہ جب پاک ہو جائے مگر اس نے غسل نہ کیا ہو تو خاوند جماع کر سکتا ہے؟'' تو ان دونوں نے فرمایا ''نہیں جب تک کہ غسل نہ کر لے'' (۶)۔اور اگر کوئی ایسا کرے تو (حدیث) ''وہ آدھا دینار (یعنی 2 گرام سونا یا اُس کی قیمت) صدقہ کرے'' (۷)۔اور ضرور خیال رہے کہ یہ صدقہ توبہ کی قبولیت اور کفارۃ الذنوب کے طور پر ہے ورنہ توبہ کرنا بہر حال ضروری ہے اور ''اگر حیض کئی دن جاری رہا تو 10 دن بعد صحبت کرنے میں حرج نہیں (۸)۔نیز یاد رہے کہ حیض 6 رنگوں میں ہو سکتا ہے سیاہ، سرخ، سبز، زرد، گدلا اور مٹیالا تاہم سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں ہے(۹)

استحاضہ کے مسائل:

یہ دراصل رحم کے اندر کسی باریک رگ کے پھٹ جانے کا خون ہوتا ہے جو عموماً مسلسل اور کبھی وقفہ کے ساتھ جاری رہتا ہے اور ماہواری کے مخصوص دنوں کے علاوہ بھی آتا ہے۔یہ ایک بیماری ہے جسکی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر عورت کو 3 دن سے کم یا 10 دن سے زیادہ ماہواری کا خون آئے تو وہ استحاضہ ہے نیز 9 سال سے کم عمر کی بچی یا 55 سال سے زائد عمر کی عورت کو خون آئے تو وہ بھی حیض نہیں استحاضہ ہے۔استحاضہ میں بدبو نہیں ہوتی۔استحاضہ سے عورت کو نہ نماز معاف ہے نہ روزہ اور نہ اس سے جماع حرام ہے (۱۰)۔

(۱) عالمگیری ج۱ص۶۰ (۲) سورۃ البقرۃ،۲۲۲ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ ح۶۷۷، دارمی، مشکوٰۃ ح۵۰۶، مرآۃ المناجیح ج۱ص۳۳۰ (۴) عالمگیری ج۱ص۶۰ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۱۲۸، ابوداؤد ج۲ح۲۰۱، ابوداؤد ج۱ح۲۶۴، ابن ماجہ ج۱ح۶۷۸، نسائی ح۲۸۷، ۳۶۷، دارمی، احمد ج۱ح۸۱۰، حاکم ج۱ح۶۱۲، بلوغ المرام ح۱۵۷ص۸۷ مشکوٰۃ ح۵۰۸، کشف الغمہ ج۱ص۱۵۵، مرآۃ المناجیح ج۱ص۳۳۱ (۶) مؤطا امام مالک ح۱۲۹ (۷) قال حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، حاکم ج۱ص۳۴۲ ح۶۱۳ (۸) عالمگیری ج۱ص۶۰ (۹) عالمگیری ج۱ص۵۶، شرح وقایہ ج۱ص۱۱۴ (۱۰) عالمگیری ج۱ص۵۶، ۶۱، شامی، نور الایضاح، بہار شریعت، درمختار، طحطاوی، ہدایہ ج۱ص۳۵، شرح نقایہ ج۱ص۳۲۔

حضرت سیّدنا امام زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا "عورت کیلئے حیض کی کم از کم مدّت 3 دن اور زیادہ سے زیادہ 10 دن ہے" (۱)۔ پس جب "اس سے بڑھ جائے تو وہ عورت مستحاضہ ہوگی" (۲)۔ اس کی مزید وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی کہ (حدیث) "جب حیض کا خون ہو تو بیشک وہ سیاہ ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے، جب یہ خون ہو تو نماز پڑھنا بند کردو اور جب دوسری قسم کا خون ہو تو وضوء کرو اور نماز پڑھو کہ وہ رَگ کا خون ہے" (۳)۔ اسی طرح (حدیث) حضرت فاطمہ بنت ابوحُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پاک نہیں ہوتی خون آتا رہتا ہے کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں؟" پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو پھر جب (اندازے سے) حیض کے دن گزر جائیں تو غسل وصفائی کر کے نماز پڑھو اگرچہ یہ (استحاضہ کا) خون چٹائی پر ہی ٹپک جائے" (۴)۔ البتہ اگر یہ خون مسلسل جاری رہے تو اس عورت کی نمازوں کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ان ایام میں جن میں اُسے حیض آتا تھا اُن کا شمار کرلے اور پھر وہ اس کے اندازہ سے ہر مہینہ نماز ترک کردے اور جب وقت گزر جائے تو ایک دفعہ غسل کرے اور لنگوٹ باندھے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے (اور ہر نماز کے وقت وضوء کرے)" (۵)۔ نیز (حدیث) "تم (راویہ) چھ سات روز تک ایام حیض تصوّر کرو اور اس کے بعد غسل اور صفائی کر کے 24 یا 23 روز تک نماز اور روزہ ادا کرتی رہو اتنا ہی تمہارے لئے کافی ہے" (۶)۔ اسی طرح (حدیث) "حضرت امّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں ان کو سات سال مسلسل حیض آتا رہا، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا "یہ حیض نہیں بلکہ کسی رگ کا خون ہے اسلئے (نمازوں کیلئے) غسل کرلیا کرو" (۷)۔ لہٰذا استحاضہ

(۱) مسند امام زید ح ۵۲، سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۰، دارمی ج ۱ ص ۲۱۷ (۲) سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۹ (۳) عن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج ۱ ح ۲۸۶، سنن نسائی، مشکوٰۃ ح ۵۱۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۳۴، ابن حبان، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۶۱۸، بلوغ المرام ح ۱۴۹ ص ۷۶، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۵۸ (۴) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۲۹۷، ترمذی ج ۱ ح ۱۱۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۸۰، نسائی ح ۳۵۶، ابن ماجہ ح ۶۵۸، دارمی، مسند امام احمد ج ۱ ح ۶۶۳، ۸۳۹، ابن حبان ح ۱۳۵۴، بیہقی ح ۵۶۴، معجم اوسط ۷۸۸، طحاوی، مؤطا امام مالک ح ۱۳۷، بلوغ المرام ح ۷۳ ص ۶۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۴۵۴ (۵) عن اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ص ۴۴، مسلم، ترمذی ص ۴۴، ابوداؤد ج ۱ ص ۳۷، دارمی، سنن نسائی، مؤطا امام مالک ح ۱۳۸، مشکوٰۃ ح ۵۱۴، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۶۱، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۳۴ (۶) عن حَمنہ بنت جَحش رضی اللہ عنہا، بخاری، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۸۷، ترمذی ج ۱ ح ۱۲۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۸۴۵، حاکم ج ۱ ح ۶۱۵، بلوغ المرام ح ۱۵۱ ص ۷۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۵۹ (۷) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۳۱۸، ترمذی ج ۱ ح ۱۲۱، مسلم ج ۱ ح ۶۶۳ تا ۶۶۸، ابن ماجہ ح ۶۶۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۸۵، سنن نسائی ح ۲۰۳، ۲۰۴، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۶۱۶، مسند امام احمد ج ۱ ح ۸۴۴، سنن دارمی ح ۷۲۸، ابویعلیٰ ح ۴۴۰۵۔

عورت حیض کے بعد غسل کرے اور پھر ہر نماز کے وقت نیا وضوء کر کے نماز پڑھے جب دوسری نماز کا وقت آئے تو نیا وضوء کرے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "(عورت) اپنے ایام حیض میں نماز چھوڑ دے پھر مدّتِ حیض گزر جانے کے بعد غسل کرے پھر ہر نماز کے وقت وضوء کرتی رہے نماز پڑھے اور روزے بھی رکھے" (عن عدی بن ثابت تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج۱ ح۱۱۸)۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

پیارے آقا کریم ﷺ کو سب سے پہلے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ **آمنہ** رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔ پھر حضرت **ثویبہ** رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے "مسروح" کے ساتھ دودھ پلایا، یہ ابولہب کی کنیز تھیں جسے اُس نے پیارے آقا کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا۔ پھر حضرت برکت بنت ثعلبہ المعروف **امّ ایمن** رضی اللہ عنہا نے جو کہ ابواء کے مقام پر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے وصال کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ پھر حضرت **حلیمہ** سعدیہ بنت ابوذویب عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہا نے یہ سعادت حاصل کی جن کے خاوند کا نام حضرت ابوذویب حارث بن عبدالعزی بن رفاعۃ رضی اللہ عنہ، بیٹا حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ جو شیر خوار تھے اور آقا کریم ﷺ کے ساتھ دودھ پیا کرتے تھے، بیٹی انیسہ اور جدّامۃ جن کا لقب "شیما" تھا یہی پیارے آقا کریم ﷺ کو گود میں لئے لوریاں دیتی تھیں اور کھلایا کرتی تھیں۔ پیارے آقا کریم ﷺ کو دودھ پلانے والی یہ چاروں پاکیزہ خواتین زیورِ اسلام سے آراستہ ہوئیں

(الوفاء ص۱۳۷، مقدمہ قصص الانبیاء ابن کثیر ص۲۳، طبقات ابن سعد ج۱ ص۱۵۲، مرأۃ المناجیح ج۵ ص۶۵)

باب-۱۲

احکامِ امامت

امام بننا ایک عظیم دینی منصب اور سعادت کے ساتھ ساتھ ایک اہم مذہبی فریضہ ہے امام نہ صرف اپنی نماز کے ثواب کا حقدار ٹھہرتا ہے بلکہ (حدیث) ''جتنا مقتدیوں کو اجر ملتا ہے اتنا امام کو ملتا ہے اور مقتدیوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں آتی'' (۱)۔ نیز یہ **کہ** (حدیث) ''امام اور مؤذّن کو اُن سب کے برابر ثواب ہے جنہوں نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی ہے'' (۲)۔ امامت کرانا پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت اور آپ ﷺ کا پسندیدہ عمل ہے۔ **کہ** (حدیث) ایک بار ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جس سے میں جنّت میں داخل ہو جاؤں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''مؤذّن ہو جا'' اُس نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ مجھے طاقت نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''امام ہو جا'' اُس نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ مجھ سے نہیں ہو سکتا'' آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر تُو امام کے پیچھے قریب ہو کر نماز پڑھا کر'' (۳)۔ اس طرح جہاں آپ ﷺ نے مؤذّن کی شان بتائی وہاں امام کی عظمت بھی ارشاد فرما دی۔ اسی بناء پر (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا **کہ** ''امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذّن امانتدار، یا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اماموں کو ہدایت فرما اور مؤذّنوں کو بخش دے'' (۴)۔ یہ کتنی سعادت اور خوش بختی اور عظمت کی بات ہے **کہ** (حدیث) ''قیامت کے دن امام تمہاری طرف سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کریم کے پاس شفیع ہوں گے، پس اگر تم اپنی نماز کو پاکیزہ کرنا چاہو تو جو تم میں سے بہتر ہو اُس کو امامت کیلئے آگے کیا کرو'' (۵)۔ کیا شان ہے اُس امام کی جسے پیارے آقا کریم ﷺ نے دنیا میں ہی جنّت کی بشارت دے دی **کہ** (حدیث) ''جو شخص ایک مسجد میں سات برس امامت کرائے اُس کیلئے جنّت واجب ہو گئی'' پھر جس کی ساری زندگی اسی نیکی اور سعادت میں گزرے اُس کی بخشش میں کیا کسر رہ جاتی ہے۔ اسلئے سلف صالحین کا قول ہے **کہ** ''انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بعد علماءِ کرام سے افضل کوئی نہیں اور علماءِ کرام کے بعد درجہ میں نماز پڑھانے والے آئمہ کرام سے افضل کوئی نہیں''۔ امامت کی اسی فضیلت کی بناء پر پیارے آقا کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امامت میں مداومت فرمائی۔

(۱) طبرانی (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عن ابوالشیخ ابن حیان اصبہانی (۳) بخاری، طبرانی، اوسط، احیاء لعلوم، قوت القلوب ج ۲ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ح ۱۱۰۳، ابوداود ج ۱ ح ۵۱۴، ترمذی ج ۱ ح ۱۹۸، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۶۲، ترغیب ج ۱ ح ۱۵۷، ابن خزیمہ، مسند شافعی، مشکوٰۃ ح ۶۱۲، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۸۹ (۵) دارقطنی، بیہقی، احیاء العلوم۔

امامت کا استحقاق:

امامت پیارے آقا کریم ﷺ کی جاں نشینی و مسند نشینی کا مقامِ خاص ہے لہٰذا امام کے انتخاب و تقرّر میں بڑی احتیاط اور مشورے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہر کس و ناکس کو امام بنالینا سب مقتدیوں کی نماز خراب کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ امام صرف اُسے بنائیں جسے لوگ پسند کریں، اور لوگ اُسے ہی پسند کریں جسے شریعت پسند کرے۔

امامت کا سب سے **پہلا حق** مقرر امام کا ہے بشرطیکہ جماعت مسجد میں ہو رہی ہو (۱)۔ **پھر** صاحب خانہ کا حق ہے بشرطیکہ جماعت گھر میں ہو (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''کسی کے گھر یا اُس کی سلطنت میں امامت نہ کی جائے نہ اُس کی مسند پر بیٹھا جائے مگر اُس کی اجازت سے'' (۳) **پھر** سب سے زیادہ امامت کا حق مسلمان بادشاہِ وقت کا ہے (۴)۔ **پھر** اگر مقرر امام نہ ہو یا وہ نہ پڑھا سکے تو سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جو زیادہ عالم اور فقیہہ ہو (۵)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے کسی عالم باعمل کی اقتداء میں نماز ادا کی گویا اُس نے میری اقتداء میں نماز پڑھی'' (۶)۔ نیز (حدیث) ''اگر تم نمازوں کی قبولیّت چاہتے ہو تو عالم کو امام مقرر کرو'' (۷)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اُس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو علماء کی صحبت میں کبھی حاضر نہیں رہا'' (۸)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا امام نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جو بغیر علم کے امامت کرائے وہ اس شخص کی طرح ہے جو سمندر کی پیمائش کرے لیکن کمی بیشی نہ جانتا ہو'' (۹)۔ اور ضروری ہے کہ ''وہ نماز و طہارت کے مسائل سب سے زیادہ جانتا ہو'' (۱۰)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''امامت وہ کرائے جو سب سے زیادہ فقیہہ ہو'' (۱۱)۔ اور ''امام اعظم ابو حنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک امامت کیلئے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جو نماز سے متعلقہ احکامِ شرعیہ شروط و ارکان، سنن اور مستحبات کا زیادہ جاننے والا ہو مَاتَجُوْزُبِهِ الصَّلٰوةُ کی مقدارِ قرأت اچھی طرح ادا کر سکتا ہو'' (۱۲)۔ امام بخاری نے بھی اس بارے ایک باب قائم کیا ہے کہ ''اہل علم و فضل

(۱) نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۹ (۲) نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۹ (۳) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۴۳۳، ترمذی ج ۱ ح ۳۳۸، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۱۰۲۸، نسائی، ترمذی (۴) نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۹ (۵) بحرالرائق، نورالایضاح، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۱، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۸، ہدایہ ج ۱ ص ۷۷ (۶) فیضانِ سنت (۷) عن سیّدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ، تفسیر عزیزی، طبرانی کبیر (۸) مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۷ (۹) مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۷ (۱۰) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۱، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۸ (۱۱) کتاب الام شافعی (۱۲) ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، مالا بدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۸۔

زیادہ حقدار ہیں امامت کرانے کے" (۱)۔ ایسے ہی امام مالک علیہ الرحمۃ امام شافعی علیہ الرحمۃ اور اُن کے اصحاب کہتے ہیں کہ "زیادہ فقاہت رکھنے والا مقدم ہے زیادہ تجوید سے پڑھنے والے سے" (۲)۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "امامت کیلئے سب سے بہتر وہ ہے جو اچھی قرأت جانتا ہو اور نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مکروہات، مفسدات اور مستحبات سے واقف ہو یعنی عالم جو قاری ہو" آگے لکھتے ہیں کہ "اکثر علماء کرام کے نزدیک قاری سے عالم بہتر ہے" (۳)۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زیادہ قاری وہ ہوتے تھے جو قرآن کریم کے زیادہ عالم ہوتے تھے (۴)۔ لہذا امامت کیلئے مقدم وہ ہے جو عالم ہونے کے ساتھ قاری بھی ہو (۵)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اپنی امت کی 6 باتوں سے ڈرتا ہوں ایک بات یہ ہے کہ مجھے اُن لوگوں سے اندیشہ ہے جو قرآن کو گانے کے طور پر پڑھیں گے اور ایسے شخص کو (امامت کیلئے) آگے بڑھائیں گے جو علم وفقہ میں زیادہ نہیں ہوگا صرف آواز بنا کر گانے کی طرح اُن کو قرآن سنا دے گا" (۶)۔ **پھر** جو اچھا قاری ہو (۷)۔ کہ (حدیث) "اذان پکاریں تم میں سے اچھے لوگ اور امامت کرائیں تم میں سے زیادہ اچھی طرح قرآن پڑھنے والے" (۸)۔ نیز (حدیث) "قوم کی امامت وہ شخص کرے جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہو" (۹)۔ کیونکہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں جو زیادہ قرآن کریم پڑھا ہوا ہوتا تھا وہی علم میں زیادہ ہوتا تھا (۱۰)۔ اسلئے یہ ضرور یاد رہے کہ یہ افضلیت اُس قاری کو حاصل ہے "جو قرأت و تجوید کے مسائل زیادہ جانتا ہو"۔ یہاں محض حافظ قرآن ہونا مراد نہیں ہے (۱۱)۔ **پھر** جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور متقی ہو (۱۲) کہ (حدیث) "جس نے کسی پرہیزگار امام کے پیچھے نماز پڑھی گویا اُس نے انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی ایک نبی کے پیچھے نماز پڑھی" (۱۳)۔ **پھر** جو عمر میں زیادہ ہو (۱۴)۔ کہ (حدیث) "تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے" (۱۵)۔ **پھر** زیادہ حسنِ اخلاق والا (۱۶)۔ **پھر** نورانی صورت وسیرت والا یعنی تہجد گزار کیونکہ ان پر خصوصی کرم کی وجہ سے ان کا چہرہ زیادہ نورانی

(۱) بخاری ج۱ ص۹۳ (۲) امام نووی مع مسلم ج۱ ص۲۳۶ (۳) مالا بدمنہ (۴) ہدایہ ج۱ ص۷۷ (۵) مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۳ (۶) عن عابس غفاری رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ص۲۳۶، مسند امام احمد ج۳ ص۴۹۴ (۷) نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۱۲۹ (۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح ص۶۷ (۹) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۴۳۳، ترمذی ج۱ ح۲۲۳، نسائی ح۷۷۲، ابن ماجہ ح۱۰۲۸، بلوغ المرام ح۳۴۷ ص۱۳۹ (۱۰) مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۳، بہار شریعت (۱۱) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۱ (۱۲) نور الایضاح، درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۲۹ (۱۳) فیضان سنّت (۱۴) فیض رسول، نور الایضاح، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۱، عالمگیری ج۱ ص۱۲۹، ہدایہ (۱۵) عن مالک بن حُویرث رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۰۰، مسلم ج۱ ح۱۴۳۴، ابن ماجہ ح۱۰۲۷، نسائی ح۷۷۳، دارقطنی، بیہقی، طبرانی، مسند امام احمد، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۱، ۳۰۴ (۱۶) نور الایضاح، درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۲۹۔

ہوتا ہے(۱)۔ **پھر** اچھے اور معزز حسب ونسب والا(۲)۔ **پھر** جس کی آواز قرأت میں اچھی ہو (۳) **پھر** زیادہ مالدار جس کی لوگ عزّت کرتے ہوں(۴)۔ **پھر** صاف ستھرے لباس والا(۵)۔ **پھر** جس میں کوئی چیز دینی ترجیح والی ہو(۶)۔ **پھر** اتفاقِ رائے سے(۷)۔ **یا پھر** قرعہ اندازی کر لیں(۸)۔اور اگر ان ترجیحات سے ہٹ کر کسی کو امام بنایا تو بُرا کیا(۹)۔اور اگر مقرر امام خود موجود ہو تو اُس کے پیچھے بیشک جتنے فقیہہ اور قاری ہوں مقرر امام ہی امامت کا زیادہ حق دار ہے(۱۰)۔

امامت کی شرائط:

۔امام مقرر کرتے وقت بہر حال یہ خیال رکھیں کہ درج ذیل لوگ فاسق و معلن ہیں اُن کو مصلّٰی رسول ﷺ پر کھڑا کرنا یعنی امام بنانا گناہ اور اُن کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔☆۔زانی۔☆۔جاہل اُجڈ۔☆۔شرابی۔☆۔جواری۔☆۔جھوٹا۔☆۔دھوکا باز۔☆۔بددیانت۔☆۔سودخور۔☆۔چغل خور و دیگر گناہ کبیرہ بالاعلان اور سرِ عام کرنے والا۔نیز "داڑھی منڈانا، کتروانا اور حد شرع سے کم کرانا یعنی ایک مشت سے کم کرانا حرام و فسق ہے ایسے فاسق معلن کی امامت ممنوع ہے ایسے شخص کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے"۔تاہم 4 اُنگلی یعنی قبضہ بھر سے زائد بالوں کو کاٹ دینے میں حرج نہیں(۱۱)۔کہ (حدیث) "**كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ**، حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور جو اس سے زائد بال ہوتے قطع کرادیتے تھے"(۱۲)۔

۔غلام۔۔دیہاتی۔۔ولدالزناء۔۔امرد۔۔کوڑھ یا فالج کا مریض۔۔برص کا مریض کہ جس کا برص ظاہر ہو کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت اُس وقت ہے جب اُس جماعت میں اور کوئی اُس سے بہتر نہ ہو اور یہی مستحق امامت ہو تو کراہت نہیں(۱۳)۔

۔تندرست اور محفوظ وضوء والا ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھے جس کو پیشاب کے اخراج کی بیماری ہو۔☆۔نہ ہی عالم یا قاری کسی جاہل اجڈ کے پیچھے۔☆۔نہ لباس والا ننگے کے پیچھے۔

(۱) نورالایضاح، درمختار (۲) نورالایضاح، درمختار، عالمگیری ج۱ص۱۲۹ (۳) نورالایضاح (۴) درمختار، بہار شریعت (۵) نورالایضاح، درمختار (۶) درمختار، فیوض الباری شرح بخاری حصہ ۳ص۲۹۱ (۷) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۲۹ (۸) نورالایضاح، درمختار، فیوض الباری حصہ۳ص۲۹۱، عالمگیری ج۱ص۱۲۹ (۹) نورالایضاح، درمختار، عالمگیری ج۱ص۱۳۰، بہار شریعت (۱۰) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص۱۲۹، نورالایضاح (۱۱) فتاوٰی رضویہ جلد۳، مدارج النبوت ج۱ص۲۹، ہدایہ ج۱ص۷۷، شرح نقایہ ج۱ص۸۶، شامی ج۵ص۲۸۸ (۱۲) بخاری، مدارج النبوت ج۱ص۲۹ (۱۳) عالمگیری ا ص۱۳۲، غنیۃ، درمختار، بہار شریعت۔

☆۔ نہ تندرست اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے۔ ☆۔ نہ فرض نماز پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے۔ **اور** ۔ تیمّم والا بلا عذر وضوء والے کی جماعت نہ کرائے۔ البتہ پاؤں دھونے والے کی مسح کرنے والے کے پیچھے۔ ☆۔ کھڑا ہونے والے کی بیٹھے یا کبڑے کے پیچھے۔ ☆۔ اشارہ کرنے والے کی اپنی مثل کے پیچھے۔ ☆۔ نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز درست ہے(۱)۔

۔ (حدیث) ''عورت مرد کی امامت نہ کرائے'' (۲)۔ تاہم ''عورت صرف عورتوں کی امام بن سکتی ہے مگر وہ عورتوں سے آگے کھڑی نہ ہو بلکہ عورتوں کے درمیان کھڑی ہو'' (۳)۔ کہ (حدیث) ''حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کو جماعت کراتیں تو اُن کے درمیان کھڑی ہوتیں'' (۴)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا صفوان بن سُلَیم تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''یہ بات سنّت میں سے ہے کہ اگر کوئی عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو وہ اُن کے درمیان کھڑی ہو آگے نہ کھڑی ہو'' (۵)۔ مگر عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۲ میں عورت کو عورتوں کا امام بنانا مکروہ لکھا گیا ہے اور الگ الگ پڑھنا ہی افضل قرار دیا گیا ہے۔ نیز ''عورت پر اذان واقامت نہیں اگر وہ جماعت سے پڑھیں تو بغیر اذان واقامت کے پڑھیں اگر اذان واقامت کہہ لیں تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا (۶)۔

۔ عورت اور نابالغ لڑکا مردوں کے امام نہیں بن سکتے تاہم سمجھدار نابالغ لڑکا صرف نابالغوں کی امامت کرا سکتا ہے، بالغوں کی امامت نہیں کرا سکتا۔ نیز صرف عورت، خنثیٰ اور نابالغ کی امامت کوئی مرد کرا سکتا ہے جبکہ خنثیٰ مردوں کا امام نہیں بن سکتا۔ نیز خنثیٰ مشکل (مرد کی شباہت والا) عورتوں کی امامت آگے کھڑا ہو کر کرا سکتا ہے اگر برابر ہو کر جماعت کرائے تو جماعت نہ ہوگی نماز فاسد ہے (۷)۔

۔ (حدیث) ''ایک شخص جو کہ ایک قوم کا امام تھا اُس نے (نماز میں) قبلہ شریف کی طرف مُنہ کر کے تھوک دیا، پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے دیکھ رہے تھے نماز سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی قوم کو فرمایا کہ ''آئندہ یہ شخص تمہیں نماز نہ پڑھائے''، اُس کے بعد اُس نے اُن کو نماز پڑھانی

---

(۱) نور الایضاح، مالا بدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲، ہدایہ ج ۱ ص ۸۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۷، کبیری ص ۵۱۷ (۲) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ، بلوغ المرام ح ۴۲۸ ص ۱۳۹ (۳) شامی، ہدایہ ج ۱ ص ۷۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۶، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۲، بہار شریعت (۴) حاکم ج ۱ ص ۲۰۴، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۴۱، دارقطنی ج ۱ ص ۴۰۴، بیہقی ج ۳ ص ۱۳۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۵ (۵) نور الایضاح، کتاب الام امام شافعی علیہ الرحمۃ ج ۱ ص ۱۶۴ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۸۳ (۷) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۲، بہار شریعت۔

چاہی تو لوگوں نے اُس کو روک دیا اور پیارے آقا کریم ﷺ کے فرمان کی اطلاع دی" (۱)۔ میرا ایمان ہے کہ چونکہ وہ تھوکنے والے صحابی تھے یقیناً اُن سے بھول کر یہ کوتاہی ہوئی ہوگی جس کی اُنہوں نے توبہ کرلی ہوگی، لہٰذا سوچنے والی بات یہ ہے جب پیارے کریم آقا ﷺ نے اتنی بے ادبی برداشت نہیں فرمائی تو بتایئے کہ رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ، دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور اولیاءِ کرام کہ جن کا فرشتے بھی احترام کرتے ہیں اُن کا بے ادب و گستاخ کیسے بارگاہِ رب کریم سبحانہ وتعالیٰ و مصطفٰے کریم ﷺ میں امامت کیلئے قبول ہو سکتا ہے؟......... ہرگز ہرگز نہیں۔ لہٰذا ایسا بدمذہب شخص عالم نہیں جاہل ہے اور اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں، مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے (۲)۔ اور اُنہیں پکڑ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ (القرآن) "اور وہ ہرگز اس خیال میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم اُنہیں ڈھیل دیئے جارہے ہیں وہ اُن کیلئے بہتر ہے بلکہ ہم تو اسلئے اُنہیں ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ اور گناہ کرلیں" (۳)۔ اسی بارے ہے کہ "کسی نے شیطان کو فارغ اور پُرسکون بیٹھے دیکھا تو سبب پوچھا، شیطان نے کہا کہ "اِس وقت کے علماءِ سُوء میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں" (۴)۔ پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ہمیں نیک ہستیوں کا ادب واحترام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

انہیں **اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے پیاروں** کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے اگر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کو پورا کردے" (۵)۔ اور پھر اُن کی دنیا میں اتنی برکت ہے کہ (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اُس کے پڑوس کے 100 گھر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے" (۶)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "میری امت میں 30 ابدال ہیں اُن کی برکت سے زمین قائم ہے اور اُن کی برکت سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے اور اُن ہی کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے" (۷)۔ اور قبر میں اِن پیاروں کی برکت یہ ہے کہ (حدیث) "جب کوئی شخص کسی مومن کو خوش کرے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اِس خوشی دُسرور سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور

(۱) عن سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، احمد ج۱ ح۱۱۹۶، ابن حبان، ترغیب ج۱ ح۱۸۷، مشکوٰۃ ح۶۹۱، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۴۳۰، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۵۶ (۲) رضویہ، عالمگیری، غنیۃ، متعدد کتب عامہ (۳) سورۃ آل عمران، ۱۷۸ (۴) مکتوباتِ امام ربانی ج۱ ص۴۰۲ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ۴۹۹۸، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۶۴، مکتوبات امام ربانی ج۱ ص۳۲۳ (۶) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، تفسیر خازن، تفسیر خزائن العرفان ص۷۵ (۷) عن عبادہ رضی اللہ عنہ، طبرانی، الآمن والعلی۔

اور توحید بیان کرتا ہے پھر جب وہ بندہ جس نے کسی مومن کو خوش کیا تھا اپنی قبر میں جاتا ہے تو وہ فرشتہ قبر میں پہنچ جاتا ہے اور جا کر کہتا ہے "کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟" قبر والا کہتا ہے "آپ کون ہیں؟" وہ کہتا ہے "مَیں وہ خوشی وسُرور ہوں جو تُو نے فلاں کو پہنچایا تھا آج مَیں تیری وحشت کو دُور کر کے تجھے اُنس پہنچاؤں گا اور مَیں (نکیرین کے سوالات کیلئے) تجھے حجت سکھاؤں گا اور تجھے کلمہ طیبہ پر ثابت رکھوں گا اور مَیں قیامت تک تیرے ساتھ رہوں گا پھر مَیں تیری شفاعت کروں گا اُس کے بعد تجھے جنّت میں تیرا گھر دکھاؤں گا" (۱)۔ ایسے ہی حضرت یحییٰ عماد علیہ الرحمۃ کو اُن کے فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا "کیا حال ہے؟" حضرت یحییٰ عماد علیہ الرحمۃ نے جواب دیا "جب مَیں دربارِ الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "اے یحییٰ! ہم تجھ سے سخت جواب طلبی کرتے لیکن تُو نے ایک محفل میں اِس انداز سے ذکر کیا کہ ہمارا ایک دوست اُسے سُن کر خوش ہو گیا اسی وجہ سے ہم نے تیری مغفرت کر دی ہے" (۲)۔ نیز حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ نے فرمایا ایک فاسق شخص ملتان میں فوت ہوا تو کسی نے اُسے خواب میں دیکھا، اُس نے پوچھنے پر بتایا کہ "ایک دن مَیں نے حضرت خواجہ بہاء الحق زکریا علیہ الرحمۃ کے ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا تھا جس کی وجہ سے مَیں بخش دیا گیا ہوں" (۳)۔ اور تب بڑا عجب ہوا کہ جب حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے ایک خادم سے جب نکیرین نے قبر میں سوال کیا تو اُس نے کہا "اے میرے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے فرشتو تم مجھ سے بھی سوال کرتے ہو حالانکہ مَیں نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے ولی حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کا کوٹ اپنے کندھوں پر اُٹھائے رکھا تھا" اس پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے فرشتے اُسے چھوڑ کر چلے گئے (۴)۔ ایسے ہی حضور غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کے ایک خادم نے قبر میں نکیرین کو جواب دیا کہ "مَیں حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا دھوبی ہوں" یہ سُن کر فرشتے اُسے چھوڑ کر چلے گئے (۵)۔ نیز ان پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے پیاروں کے جنازے میں شامل ہونے والوں کو (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بشارت دی کہ "مومن کو سب پہلے جو تحفہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جو کوئی اُس کے جنازہ کے ساتھ جائے اُس کو بخش دیا جاتا ہے" (۶)۔ اسی بارے حضرت خواجہ سری سقطی علیہ الرحمۃ نے کسی کو خواب میں بتایا کہ "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور جس جس نے میرا جنازہ پڑھا اُن سب کو بھی بخش

(۱) عن امام جعفر صادق تابعی علیہ الرحمۃ وامام زین العابدین تابعی علیہ الرحمۃ شرح الصدور ص ۱۲۷ (۲) مقدمہ تذکرۃ الاولیاء ص ۴، مابعد الموت (۳) خلاصۃ العارفین ص ۴۰ (۴) تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۳۸۸، شرح الصدور ص ۲۵۴ (۵) افاضات یومیہ ج ۴، مابعد الموت از مفتی محمد امین (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۶۵۔

دیا ہے"(۱)۔اور پھر جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اللہ کریم ﷻ کے ولیوں سے دشمنی رکھے تو اُن کے بارے (حدیث قدسی) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "جو کوئی میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرے اُس کیلئے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے"(۲)۔جس کی وضاحت میں غریب نواز حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ نے فرمایا پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو کہ اللہ والوں کے ساتھ بغض وحسد رکھتا تھا جب کبھی بندگانِ دین کو دیکھتا اُن سے منہ موڑ لیتا جب وہ آدمی مَر گیا اور اُسے قبر میں رکھ کر اُس کا منہ قبلہ کی جانب کیا گیا تو اُس کا مُنہ قبلہ کی طرف سے پھِر کر دوسری طرف مُڑ گیا جب پھر قبلہ رُخ کیا تو پھر مُڑ گیا یوں جتنی بار بھی اُس کا رُخ قبلہ کو کرتے دوسری طرف پھِر جاتا ،لوگ بہت حیران ہوئے ہاتف غیبی سے آواز آئی "اے مسلمانو! کیوں فضول کی تکلیف اُٹھاتے ہو اس کا مُنہ قبلہ کی طرف نہیں رَہ سکتا کیونکہ یہ دنیا میں میرے دوستوں سے مُنہ پھیر لیا کرتا تھا اور ایسے شخص سے میری رحمت مُنہ پھیر لیتی ہے اور یہ راندہ درگاہ ہو گیا ہے قیامت کے دن یہ خنزیر کی صورت میں اُٹھایا جائے گا"(۳)

جدت پسند امام: آج کل ہر طرف تو فیشن کی اتنی بھرمار ہے کہ علماء کرام اور آئمہ مساجد بھی فیشن پسند ہو گئے ہیں۔کالر اور کف والا قمیص ، نیچی شلوار، چھوٹی داڑھی ،فیشن ایبل ہیئر کٹنگ سٹائل اور بالخصوص مختلف رنگوں اور سٹائل کی تخصیص پیدا کرنے والی ٹوپیاں جیسے تبلیغی کی ٹوپی ،نعت خواں کی ٹوپی ،نقشبندیوں کی ٹوپی ،چشتیوں کی ٹوپی ،فلاں مقرر کی ٹوپی ،نمازی کی ٹوپی وغیرہ وغیرہ عام پہچان بن گئی ہیں جس کا مقصد کسی سنّت پر عمل کرنا کم اور فیشن اور حسن وجمال میں اضافہ کرنے کا زیادہ شوق ہوتا ہے اور لباس میں عمامہ شریف کا کہیں دُور دُور تک نام ونشان نہیں ہوتا جبکہ بعض نے رنگ برنگے رومالوں کو لڑکیوں کی طرح سر پر گھونگھٹ بنا کر رکھنے کو اپنی نشانی بنالیا ہے، نہ جانے یہ اللہ والے کون سی سنت پر عمل کرتے ہیں۔اگر خدانخواستہ روشن خیالی کا یہ سفر جاری رہا تو دُور نہیں کہ امام مسجد بھی پینٹ شرٹ میں دستیاب ہونے لگیں گے جو عالم ،خطیب ،واعظ اور مبلغ خود سنّت پر عمل پیرا نہیں وہ لوگوں کو کیا خاک دین سکھائے گا۔خدا کرے کہ ہمارے علماء کرام کو ہدایت نصیب ہو جائے۔آمین۔پیارا اللہ کریم ﷻ "دعوت اسلامی" کو تا قیامت ترقی کے ساتھ قائم رکھے جس نے اِس گئے گزرے دَور میں سنّتوں بھرے لباس کی طرف لوگوں کا رجوع دلایا ہے۔

امامت سے انکار کرنا:

یاد رکھیں کہ جب متفقہ طور پر لوگ آپ کو امام بنادیں تو انکار مت کریں کہ ایک دوسرے

(۱) مابعد الموت از مفتی محمد امین (۲) بخاری ،مشکوۃ ص ۱۹۷،انیس الواعظین (۳) دلیل العارفین ص ۲۳۔

پرامامت ٹالنا منع ہے، اگر آپ امامت کی شرائط پوری کرتے ہیں اور لوگ آپ پر خوش ہیں آپ کی امامت پر کسی کو اختلاف و فساد نہیں تو امامت کروانی چاہیئے ٹالنا مکروہ ہے کہ (حدیث) ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دیر تک انتظار کرتے رہیں گے لیکن انہیں کوئی ایسا نہ ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے'' (۱)۔ یعنی کوئی ایسا شخص نہیں مِلے گا جو شرائطِ امامت پوری کرتا ہو اور امامت کرانے کی صلاحیت رکھتا ہو، (۲)۔ اگر غور کریں تو یہ وقت قریباً آچکا ہے۔

آج اگر ہم اپنے تئیں نظر ڈالیں تو یہ جان کر شرم آئے گی کہ ہمیں بے شمار فلموں گانوں اور ڈائجسٹوں کی فحش کہانیاں تو یاد ہیں مگر مسائل نماز یاد نہیں۔ کنجروں کی طرح بال بڑھالیں گے، مونچھیں داڑھی صاف کرواکر عورتوں جیسی شکل بنالیں گے مگر پیاری پیاری سنّت داڑھی رکھنا گوارہ نہیں حالانکہ ''داڑھی مونچھ منڈانا حرام ہے کہ اِس میں عورتوں کی مشابہت ہے نیز عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا اور اُن میں مانگ چوٹی کرنا، عورتوں کی طرح تالیاں بجانا اور مٹکنا اور عورتوں کی طرح حرکات وسکنات کرنا حرام ہے کہ ان میں عورتوں کی مشابہت ہے'' (۳)۔ بعض تو عورتوں کی طرح رنگ برنگے کپڑے پہننے سے بھی گریز نہیں کرتے حالانکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ لعنت کرے اُن مردوں پر جو عورتوں کی شکل بنائیں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی ہم شکل بنیں'' (۴)۔ اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے اُس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنتی ہے'' (۵)۔ نیز ایسا کرنے والوں کے بارے (حدیث) فرمایا ''اُن کو گھروں سے نکال دو'' (۶)۔ اور پھر ایسا ہوا بھی کہ آپ ﷺ کے زمانہ پاک میں مانع۔ ہیت۔ اور ہذم نامی ایسے تین (ہیجڑے Eunuch) لوگ تھے جو عورتوں کی شکل بنا کر رہتے تھے اور عورتوں جیسی گفتگو کرتے تھے جن میں سے دو مانع اور ہیت کی فحش گفتگو حضرت سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں غزوۂ طائف کے موقع پر طائف کی ایک شہزادی بادیہ بنت غیلان کے حُسن کی فحش انداز میں تعریف آقا کریم ﷺ نے خود سُنی تو آپ ﷺ فرمایا کہ ''یہ آئندہ تم میں سے کسی کی عورتوں

(۱) عن سلامۃ بنت حُر رضی اللہ عنہا، مسند امام احمد، ابن ماجہ ح ۱۰۳۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۷۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۹۷، مشکوٰۃ ح ۱۰۵۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۶، شرح مسلم (۲) بہار شریعت (۳) مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۰ (۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۸۲۹، ابوداؤد ج ۳ ح ۶۹۷، ۱۴۹۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۹۷۳، مشکوٰۃ ح ۴۴۳۶، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۱ بالفاظ متقاربہ، ترمذی ج ۲ ح ۶۸۷، ۶۸۸، مسند امام احمد، ترغیب ج ۲ ح ۱۷۵۹، ۱۷۶۱ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۶۹۸، نسائی ابن ماجہ، مستدرک حاکم، ابن حبان، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۱۷۶۰، مشکوٰۃ ح ۴۴۶۹ (۶) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۸۳۰، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۹۶، مشکوٰۃ ح ۴۴۳۰، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۰۔

کے پاس نہ آئیں"(۱)۔اور پھر مانع کے بارے(حدیث)"آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اِسے نَقیع کی طرف نکال دو"(۲)۔نَقیع مدینہ پاک سے باہر ایک جنگل ہے جہاں لوگ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ایک روایت میں مانع اور ہیت کو"حِمی" کے علاقہ میں نکالنے کا حکم فرمایا(۳)۔اس کے باوجود کئی بد بخت ہیں کہ ایک کافر کی شکل اپنانا قابلِ فخر سمجھتے ہیں مگر لجپال کریم آقا ﷺ جو کہ حسن و جمال کے پیکر ہیں اُن جیسی شباہت صرف ناپسند ہی نہیں کرتے بلکہ اس شہنشاہِ عرب و عجم ﷺ کی مبارک سنّت پر عمل کرنے والے کو طرح طرح کے نام رکھ کر ذلیل و رُسواء کرتے ہیں۔اُن کی گمراہی کے بارے اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے(القرآن)"وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر گمراہ"(۴)۔اگر اُس رب کریم ﷻ کی دی ہوئی شکل تمہیں اتنی ہی ناپسند ہے تو اُس کی بارگاہ میں اپنی شکل بدلنے کی دعاء کیوں نہیں کر دیتے کیونکہ اُس کو یہ کام کرتے دیر نہیں لگتی وہ فرماتا ہے(القرآن)"اور اگر ہم چاہتے تو اُن کے گھر بیٹھے اُن کی صورتیں بدل دیتے"(۵)۔اور اُنہیں بندر، کتّے اور خنزیر بنا دیا جاتا۔لہذا یاد رکھیں(حدیث)"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ،جو کسی قوم کی شکل اختیار کرے وہ اُنہیں میں سے ہے"(۶)۔نیز(حدیث)"جو ہمارے غیروں سے مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں"(۷)۔اور(حدیث)"جو شخص جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ کریم ﷻ اس کا حشر اسی کے ساتھ کرے گا"(۸)۔اور پھر(حدیث)"آدمی جس سے محبّت کرتا ہے کل کو اُس کے ساتھ ہوگا"(۹)۔لہذا(حدیث)"انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے تو ہر ایک سوچ لے کہ کس سے محبت کرتا ہے"(۱۰)۔گویا آج اگر کافروں سے محبت کر کے اُن کی شکل اپنائی تو کل کو محشر میں حشر بھی اُن کے ساتھ اُن جیسا ہوگا اور اُن کے بارے قرآن و حدیث گواہ ہیں کہ وہ پکّے دوزخی ہیں،اسی لئے وضاحت فرماتے ہوئے(حدیث)پیارے آقا کریم ﷺ نے تاکید سے

(۱)بخاری ج۲ح۱۴۵۵،مسلم ج۳ح۵۵۷۳،۵۵۷۴،سیرۃ حلبیہ ج۳ص۳۵۷(۲)عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ،ابوداؤد،مشکوٰۃ ح۴۴۸۱،مرآۃ المناجیح ج۶ص۱۷۳(۳)سیرت حلبیہ ج۳ص۳۵۷(۴)سورۃ الاعراف،۱۷۹(۵)سورۃ یٰسٓ،۶۷ (۶)عن ابن عمر رضی اللہ عنہ،ابوداؤد ج۳ح۶۳۲،ابن حبان،بلوغ المرام ح۱۴۸۶ص۴۲۶(۷)عن عمرو بن شعیب تابعی علیہ الرحمۃ،ترمذی،مشکوٰۃ ح۴۳۴۴،مرآۃ المناجیح ج۶ص۲۶۲(۸)عن عائشہ رضی اللہ عنہا،بخاری ج۳ح۱۰۱،حاکم ج۱ص۴۸ح۴۹،نسائی ح۲۵۱۶۴،ابو یعلی ح۴۵۶۶(۹)عن انس رضی اللہ عنہ،مسلم ج۳ح۶۵۹۲،ترمذی ج۲ح۲۶۸،نسائی ج۶،ابوداؤد ج۳ح۱۶۸۷،مسند امام احمد ج۱ح۳۴۸،ابو یعلیٰ ج۹ح۵۱۶۶،ابن حبان ج۲ح۵۵۷،مسند بزار ج۸ح۳۰۱۴،معجم اوسط ج۴ح۳۵۶۳،شعب الایمان ج۱ح۴۹۷،ترغیب ج۴ص۱۵،مشکوٰۃ ح۴۷۹۴،مرآۃ المناجیح ج۶ص۴۴۱،مکتوبات امام ربانی ج۲ص۵۰۳،رسالہ قشیریہ ص۳۷۶(۱۰)عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ،احمد،ترمذی،ابوداؤد،بیہقی،مشکوٰۃ ح۴۷۹۶،مرآۃ المناجیح ج۶ص۴۴۲،حقائق عنِ التصوف ص۵۔

ارشاد فرما دیا کہ "تم نہ تو یہود سے مشابہت اختیار کرو اور نہ نصارٰی سے" (۱)۔

زبردستی امام بننا: پیارے بھائی! امام بننا بڑی فضیلت والی بات ہے مگر یہ اُس صورت میں ہے جب لوگ آپ کو امام مان لیں اور بخوشی مصلّٰی پر کھڑا کریں کیونکہ (القرآن) "یہ اللہ کریم عزوجل کا فضل ہے جسے چاہے دے" (۲)۔ اور اگر آپ کسی کی رِضامندی کی پرواہ کئے بغیر کسی ایک آدھ کے کہنے پر زبردستی امام بننے چڑھ دوڑیں گے تو پہلے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس سُن لیں کہ "3 لوگوں کی نماز اُن کے سَر سے" یا فرمایا "کانوں سے ایک بالشت بھی اُوپر نہیں جاتی، [۱] وہ جو لوگوں کی امامت کرائے اور لوگ اُس کو بُرا جانتے ہوں، [۲] وہ جو دوسرے مسلمان بھائی سے (کسی دنیاوی وجہ سے) دُور ہو اور ناراض ہو، [۳] وہ عورت جس نے اِس حال میں رات گزاری کہ اُس کا خاوند اُس پر ناراض ہو" (۳)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے ایک وہ آدمی جو قوم کی امامت کرائے اور اس حال میں کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں اور وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو تیسرا وہ آدمی جو اذان سنے اور جواب نہ دے یعنی حاضر نہ ہو" (۴)۔ نیز (حدیث) "3 شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی [۱] جو امام ہو اور ایسے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہو جو اُس سے ناخوش ہوں [۲] وہ شخص جو نماز کو فوت ہونے کے بعد پڑھے [۳] وہ شخص جس نے آزاد کو غلام بنایا" (۵)۔ اسلئے (حدیث) "جو اللہ کریم جل جلالہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے جچتا نہیں کہ کسی قوم کا اجازت کے بغیر امام بنے" (۶)۔ اور پھر (حدیث) "امام حاکم ہے اُس سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا" (۷)۔ اسلئے "ایسا شخص جس سے کسی شرعی مسئلہ پر لوگ ناخوش اور ناراض ہوں، اُس کی امامت مکروہ تحریمی ہے" (۸)۔ اُس کا لوٹانا ضروری ہے۔ اِس کو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "نماز میں جب لوگ تم کو امام نہ بنائیں تو امام نہ بنو" اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگر ناراضگی کسی شرعی وجہ سے نہ ہو تو اُسے امامت کرانے میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر وہ مستحق ہو تو اُسی کو امام بنانے میں حرج نہیں (۹)۔ اگر جماعت کسی

(۱) عن سیّدنا عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ترمذی، مشکٰوۃ ح ۴۴۴۲، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۲۶۲ (۲) سورۃ المائدہ، ۵۴ (۳) عن حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۰۱۹، ترمذی ج ۱ ح ۳۴۴، ابن حبان، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۳۰۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۴، مشکٰوۃ ح ۱۰۶۰ (۴) عن حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۳۴۰ (۵) عن سیّدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۹۰، ابن ماجہ ح ۱۰۱۸، مشکٰوۃ ح ۱۰۵۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۵ (۶) کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۹۸ (۷) عن حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۰ (۸) درمختار، غایۃ لاوطار، بہار شریعت (۹) درمختار، بہار شریعت۔

گھر میں ہو اور مہمان یا کوئی صاحبِ علم وفضل صاحبِ مکان کے کہے بغیر خود ہی آگے بڑھ کر امامت پر کھڑا ہو جائے تو حرج نہیں نماز ہو جائے گی" (۱)۔

حافظ اور امامت: قرآن کریم بندہ کو عاجزی وانکساری، خوفِ خدا اور احترامِ آدمیت کا درس دیتا ہے۔ اس کا حفظ کرنا **ج 7** رضاء خداوندی، ذریعہ نجات، ذریعہ حفاظتِ قرآن اور کمال سعادت وعظمت کا عمل ہے۔ مگر یہ ضرور یاد رہے کہ صرف قرآن کریم حفظ کر لینے سے آدمی پوری شریعت محمدیہ نہیں سیکھ جاتا کہ اِتراتا پھرے کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے قرآن کریم پڑھا پھر اُس نے یہ سمجھا کہ اُس کو جو ثواب مِلا ہے اُس سے بڑھ کر کسی کو اتنا ثواب نہیں مِلا تو اُس نے یقیناً اس (قرآن کریم) کو معمولی سمجھا جس کو اللہ کریم ﷻ نے عظیم کیا ہے" (۲)۔ لہذا پیارے بھائی! اس سعادتِ عظیمہ سے تو عاجزی وانکساری سے گردن جھک جانی چاہیئے اور زندگی میں نکھار پیدا ہو جانا چاہیئے۔ نہ کہ بندہ اپنے آپ کو عالم فاضل ومفتی وفقیہہ سمجھنے لگے۔ اور پھر حفظ تو اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں سرخروئی کیلئے اور سامان آخرت کیلئے کیا جاتا ہے چہ جائیکہ بندہ اپنے آپ کو بزرگ علماء کرام سے برتر خیال کر کے مسجد میں امامت اپنا لازمی حق سمجھنے لگے اور حفظ کو صرف ذریعہ روزگار خیال کرے اور پھر خدانخواستہ اس مقصد کیلئے جھگڑا کرتا پھرے۔ ایسے لوگوں کو تنبیہہ کیلئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص قرآن کریم پڑھے اور اس کے عوض لوگوں سے کھانا مانگے وہ قیامت کے دن اِس طرح ہوگا کہ اس کے چہرہ پر ہڈیاں ہوں گی گوشت نہ ہوگا" (۳)۔ ایسے بھی حفاظ کرام ہیں جو مدرسہ وسکول کی تعلیم سے اتنے بے بہرہ ہیں کہ نام تک نہیں لکھ سکتے، اُن کی اپنی نماز کی ادائیگی درست نہیں، لباس وظاہری شریعت پوری نہیں، کتنے ہی اہم مگر عام مسائل سے بے خبر ہیں اور مساجد میں صرف امامت ہی نہیں خطابت کروا رہے ہیں۔ تو بھلا سوچیئے وہاں کے باسیوں کا کیا حال ہوگا؟۔ لہذا حدارا قرآن کریم کو صرف زبانی یاد ہی نہ کریں بلکہ اس کا علم سیکھیں کہ قرآن کریم کہتا کیا ہے؟۔ ورنہ (حدیث) "اگر امام نماز ٹھیک پڑھائے گا تو تم سب کو ثواب ہوگا اور اگر درست نہ پڑھائے گا تو تم کو ثواب مِل جائیگا اور غلطی کا وبال اُسی پر ہوگا" (۴)۔ اور پھر ایسے حفاظ کرام بھی ہیں جو معمولی تعلیم رکھتے ہیں اور بظاہر کسی مدرسہ وسکول سے

(۱) عالمگیری، شامی، درمختار (۲) عن ابن عمر ؓ طبرانی، احیاء العلوم ج۱ ص۲۷۹ (۳) عن بریدہ ؓ، شعب الایمان، مشکوۃ ح۲۱۱۱، مرأۃ المناجیح ج۳ ص۳۰۵، مرقاۃ ج۲ ص۲۱۷ (۴) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری ج۱ ح۶۵۸، ابوداؤد ج۱ ح۵۷۷، ابن ماجہ ح۱۰۲۹، حاکم ح۷۷۲، مشکوۃ ح۱۰۵۷، مرأۃ ج۲ ص۱۹۱، فیوض الباری ج۲ ص۳۴۳۔

فارغ التحصیل نہیں مگر قرآن کریم کی برکت سے ایسے علمی نقطے بیان فرماتے ہیں کہ اُن سے اُن کے بے پناہ مطالعہ کی وُسعت کا اندازہ ہوتا ہے اُنہیں بے ساختہ سلام کیلئے سر جھک جاتا ہے۔

لڑکیوں کو قرآن کریم حفظ کروانا: حافظ کی بات چلی تو لڑکیوں کے حفظ کے بارے عرض ہے کہ بیشک حفظ القرآن ایک بڑی نیکی ہے مگر یہ ضرور یاد رہے کہ قرآن پاک یاد کر کے بھلا دینا قابلِ عذاب گناہ ہے۔ایک لڑکا تو نماز پنجگانہ میں یا سال میں کم از کم ایک بار تراویح میں سامع بن کر، مدرسہ میں استاد بن کر یا محافل و دیگر کئی مواقع میں سنا کر قرآن پاک کو یاد رکھنے کا سامان کر لیتا ہے مگر گھر کے کام کاج میں پھنسی ایک لڑکی تو یہ سب کچھ نہیں کر سکتی والدین کا چند روزہ شوق بھی جلد ہی ماند پڑ جاتا ہے اور وہ بھی دھیان ہٹا لیتے ہیں اور پھر شادی کے بعد امورِ خانہ داری اور عیال پروری میں وہ ایسی مصروف ہو جاتی ہے کہ پورا قرآن کریم تو کجا چند آیات کی تلاوت کرنا اور اسے یاد رکھنا بھی اُس کیلئے بعض دفعہ محال ہو جاتا ہے حالانکہ (حدیث) ''قرآن یاد کرتے رہو کہ قرآن لوگوں کے سینوں سے وحشی جانور سے بھی زیادہ بھاگ جانے ولا ہے'' (۱)۔نیز (حدیث) ''قرآن والے کی مثال بندھے اُونٹ کی سی ہے اگر اُس کی نگہبانی کرے گا تو اُسے روک لے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو بھاگ جائے گا'' (۲)۔اور پھر ایک لڑکی کو اتنی فرصت کہاں؟۔یوں اُس بیچاری کے پاس صرف ''حافظہ'' کہلوانا ہی رہ جاتا ہے حفظ نہیں رہتا جس کے وبال کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے سامنے میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو مَیں نے سب سے بڑا گنہگار یہ دیکھا کہ کسی کو کوئی سورت یا آیت دی گئی (یعنی اُس نے یاد کی) پھر وہ اُس کو بھول گیا'' (۳)۔نیز (حدیث) ''جو انسان قرآن کریم یاد کر کے اُسے بھول جائے وہ اللہ کریم ﷻ سے کوڑھی ہو کر ملے گا'' (۴)۔اور ''جو قرآنی آیات یاد کرنے کے بعد بھلا دے گا وہ قیامت کے دن اندھا اُٹھایا جائیگا'' (۵)۔نیز (حدیث) ''............اس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے'' (۶)۔ایسے ہی (حدیث)

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۴۳، مسلم ج ۱ ح ۱۷۳۹، نسائی ح ۹۴۳، مشکوٰۃ ح ۲۰۸۲، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۸۶
(۲) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۴۳، مسلم ج ۱ ح ۱۷۳۶، نسائی ح ۹۴۲، ابن ماجہ ح ۳۸۹۰، مسند امام احمد، موطا امام مالک ح ۴/۳، موطا امام محمد ح ۱۷۴، بیہقی ح ۳۸۵۷، معجم اوسط ح ۱۸۷۵، ابن ابی شیبہ ح ۲۹۹۹۰، مصنف عبدالرزاق ح ۶۰۴۲، ابن حبان ح ۷۶۵، ترغیب ج ۱ ح ۱۱۵۲، مشکوٰۃ ح ۲۰۸۳، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۸۶ (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۸۲۷، ابوداؤد ج ۱ ص ۶۶، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۹۶۶، مشکوٰۃ ۷۶۶، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۱۷، مرقاۃ ج ۲ ص ۶۱۹ (۴) عن سیّدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ، بخاری، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۶، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۹۷۰، دارمی، مشکوٰۃ ص ۹۱ ح ۲۰۹۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۹۳ (۵) ماخذ سورۃ طٰہٰ (۶) ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۶۰۔

"ایک رات سرکار کریم ﷺ کو قرآن کریم یاد کر کے پھر بھلا دینے والے کا حال دکھایا گیا جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا" (۱)۔ لہٰذا ایک لڑکی کو قرآن کریم ضرور حفظ کروایا جائے مگر حسب ضرورت، اور اُسے شریعتِ محمدیہ کی عالمہ بنایا جائے تاکہ اپنے خاندان کو شریعتِ مطہرہ سے آراستہ کر سکے۔ جس طرح ایک عورت خاندان کی شرعی پرورش کر سکتی ہے مرد بالکل نہیں کر سکتا۔ خدا کرے ایسی سوچ ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو انشاءاللہ خاندانوں کے خاندان سنور سکتے ہیں۔

بعض دیگر مسائل امامت:

۔ امام کو چاہیے کہ اُس وقت تک اَللّٰہُ اَکْبَرُ نہ کہیں جب تک تکبیرِ اقامت مکمّل نہ ہو جائے، بے جا پھرتی دکھاتے ہوئے جلد بازی سے کام لینا عقل مندی نہیں جہالت و گمراہی ہے۔ اور پھر اُس وقت تک نیّتِ نماز نہ باندھیں جب تک کہ صفیں برابر نہ ہو جائیں کیونکہ (حدیث) حضور پُر نور ﷺ اور جیّد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے مروی ہے کہ "آپ سب اقامت ختم ہونے کے بعد تکبیر نہ کہتے تھے بلکہ جب صفوں کی درستگی کی خبر ملتی تو نماز شروع فرماتے" (۲)۔ نیز امام صاحب صفیں خود سیدھی کرائیں اور اپنی دائیں اور بائیں طرف دیکھ لیں اگر صفوں میں کچھ خلل دیکھیں تو ٹھیک کرنے کو کہیں کیونکہ جماعت کیلئے صفیں سیدھی کرنا سنّتِ رسول ﷺ اور سنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے اور شرعاً واجب ہے (۳) خدا کرے امام صاحبان اس سنّت پر عمل کریں تاکہ وہ ڈھیروں اجر و ثواب اور نبی مختار ﷺ کی رِضاء و خوشنودی کے حق دار بن سکیں

۔ امام کو اتنی جلدی نماز پڑھانا منع ہے کہ مقتدی اذکارِ مسنونہ ہی نہ ادا کر سکیں۔ اور اتنا لمبا کرنا بھی منع ہے کہ کمزور اور بوڑھے تھک جائیں کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اُن میں بچے، بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا اپنی نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی پڑھے" (۴)۔ ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا سلیم سَلَمی رضی اللہ عنہ آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سو جانے کے بعد آتے ہیں، جبکہ ہم لوگ اُونٹوں والے ہیں دن میں اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں، پھر وہ اذان دیتے ہیں ہم گھروں سے نکل کر اُن کے

(۱) عن سمرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۷۲، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۹۶۸، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳۱ (۲) مؤطا امام محمد ح ۹۷، ۹۸، فیض رسول (۳) رضویہ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۶۵، مسلم ج ۱ ح ۹۴۹، ترمذی ج ۱ ح ۲۲۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۸۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۶۳، بلوغ المرام ح ۳۳۵ ص ۱۳۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۵۲۔

پاس آتے ہیں وہ نماز بہت دراز پڑھاتے ہیں" "تو شاہِ کون ومکاں ﷺ نے فرمایا" "اے مُعاذ! فتنہ کا باعث نہ بنو یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کرو" (۱)۔ اور آپ ﷺ کی اپنی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ (حدیث) "میں بعض اوقات نماز کو طویل کرنا چاہتا ہوں لیکن جب میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس لئے مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں پریشان نہ ہو جائے" (۲)

۔ امام کو چاہیے کہ جب جماعت کا وقت ہو جائے تو کسی چوہدری، سیٹھ، نمبردار، سائیں، تھانیدار یا صاحب کا انتظار نہ کریں (۳)۔ "اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب 2 آدمی آجاتے تو وقت ہو جانے پر جماعت کھڑی کر دیتے تھے تیسرے کا انتظار نہ کرتے۔ اور جنازے پر جب 4 آدمی ہو جاتے تو پانچویں کا انتظار نہ کرتے تھے" (۴)۔ حتیٰ کہ ایسی روایات بھی ہیں کہ بعض مواقع پر آقا کریم ﷺ کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انتظار نہ کیا اور وقت ہو جانے پر نماز پڑھانے لگے، ایسے ہی ایک بار (حدیث) ایک بار آقا کریم ﷺ کو سفر میں نمازِ فجر میں طہارت کرنے کے باعث کچھ دیر ہوگئی تو نماز کا وقت ہو جانے پر لوگوں نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام کر دیا، وہ نماز پڑھانے لگے جب اُنہوں نے سرکار کریم ﷺ کی آمد کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنے لگے (بوجہ تعظیم)، پیارے کریم آقا ﷺ نے اُنہیں اشارہ فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہیں چنانچہ اُنہوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نماز پوری کی، جب اُنہوں نے سلام پھیرا تو پیارے آمنہ کے لال ﷺ کھڑے ہو گئے اور وہ ایک رکعت پڑھی جو رہ گئی تھی۔ راوی (حضرت مُغیرہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہمیں اس پر خوف ہوا مگر آپ ﷺ نے فرمایا "تم نے اچھا کیا اِسی طرح کیا کرو" (۵)۔ ایسے ہی ایک بار آپ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی کسی مسئلہ پر صلح کروانے تشریف لے گئے کہ اس دوران نماز کا وقت ہو جانے پر لوگوں نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو امام کر لیا اور نماز پڑھنے لگے پھر آقا کریم ﷺ تشریف لے آئے لوگوں کے آگاہ کرنے پر (حدیث) "حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے، پیارے آقا کریم ﷺ نے

(۱) مسند احمد، بالفاظ متقاربہ بخاری ج۱ ح۶۶۳، مسلم ج۱ ح۹۴۷، نسائی ح۸۲۲، ابن ماجہ ح۱۰۳۲، ابوداؤد ج۱ ح۸۲۷، دارمی ح۱۲۹۱، ابن حبان ح۲۱۳۷، ابن خزیمہ ح۱۶۰۵، بیہقی ح۵۰۴۷، معجم کبیر ح۵۵۶، کشف الغمہ ج۱ ص۳۰۲، مشکوٰۃ ح۷۷۴، ۱۰۶۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۲، ۱۹۰، بلوغ المرام، احیاء العلوم، جاء الحق، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۵۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۵۲، انوارِ جمالِ مصطفےٰ ﷺ (۲) بخاری ج۱ ح۶۶۹، مسلم ج۱ ح۹۵۹، نسائی ح۸۱۶، ابوداؤد ج۱ ح۸۰۷، مشکوٰۃ ح۱۰۶۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۵۳ (۳) عالمگیری ج۱ ص۱۷۳ (۴) قوت القلوب ج۲ ص۵۰۸ (۵) عن مُغیرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۵۴۱، ۸۵۶، ابن ماجہ ح۱۲۸۹، نسائی ح۱۰۸، ابوداؤد ج۱ ح۱۵۲، مسند امام احمد ج۱ ح۵۴۴۳، دارمی ح۱۳۷۱، کشف الغمہ ج۱ ص۲۹۶، مشکوٰۃ ح۵۷۴، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۱۴۔

اشارہ فرمایا کہ اپنی ہی جگہ ٹھہرے رہو مگر حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ کریم عزوجل کی حمد وثناء اور شکر ادا کیا کہ آپ ﷺ نے انہیں امامت کا حکم دیا پھر (پھر بتقاضائے ادب ومحبت) پیچھے ہٹ کر صف میں شامل ہو گئے اور سرکار کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی، جب پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز پڑھالی تو (ایک محبوب عاشق کا دلربا جواب سننے کیلئے) حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میرے اشارہ پر تم اپنی جگہ پر کیوں نہیں ٹھہرے؟'' اُنہوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ ابوقحافہ کے بیٹے کو بھلا یہ کب لائق ہے کہ وہ اللہ کریم عزوجل کے پیارے رسول کریم ﷺ کے ہوتے ہوئے امامت کروائے'' (۱)۔ امام صاحبان کیلئے سوچنے کا مقام ہے کہ جب شہنشاہِ دو عالم ﷺ کا انتظار نہ کیا گیا تو کسی دنیادار کا کیوں؟۔ ہاں اگر تعداد بہت کم ہو اور بلا تفریق مزید افراد کے آنے کی امید ہو تو بالاتفاق سب کے مشورے سے کچھ انتظار کرلیں تو حرج نہیں کہ (حدیث) ''آپ ﷺ جب دیکھتے کہ آدمی تھوڑے ہیں تو بیٹھ جاتے جب جماعت پوری نظر آتی تو نماز پڑھاتے'' (۲)

۞۔ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے (امامت کیلئے) حضرت سیّدنا ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا حالانکہ وہ نابینا تھے'' (۳)۔ اس سے نابینا کی امامت کا جواز ملتا ہے۔ لہٰذا اگر نابینا سمجھدار اور متقی ہو استقبالِ قبلہ کرسکتا ہو اور نجاست سے بچ سکتا ہو تو اُس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے ورنہ مکروہ تنزیہی (۴)۔ جبکہ حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ''نابینا کی امامت مکروہ نہیں صرف خلافِ اَولیٰ ہے'' (۵)۔

۞۔ مقتدی کیلئے فرض ہے کہ وہ اپنے خیال میں امام کی نماز کو صحیح سمجھے اگر مقتدی امام کی نماز صحیح نہ سمجھتا ہو اور خیال کرے کہ امام غلط نماز پڑھتا ہے تو اُس مقتدی کی نماز اُس امام کے پیچھے نہیں ہوگی خواہ امام کی نماز درست ہی ہو (۶)۔

نماز میں خلیفہ بنانا:

(حدیث) ''جب دورانِ نماز کسی کا وضوء ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پکڑے ہوئے وہاں سے ہٹ جائے'' (۷)۔ لہٰذا جب امام کا وضوء ٹوٹ جائے تو وہ شرم محسوس نہ کریں بلکہ جو شخص

---

(۱) عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۱۲۳، مسلم ج۱ ح۸۵۳، نسائی ح۷۷۶، ابوداؤد ج۱ ح۹۳۲، ۹۳۳، احمد، ابن حبان ح۲۲۶۱، ابن خزیمہ ح۱۵۱۷، بیہقی ح۳۱۴۸، معجم کبیر ح۵۷۴۲، دارمی ح۱۳۶۴، مؤطا امام مالک ح۳۹۲، فیوض الباری حصہ۳ ص۲۱۶ (۲) عن سالم رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۱ ح۵۴۲ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، امام احمد، ابن حبان، مشکوٰۃ ح۱۰۵۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۴، بلوغ المرام ح۴۳۹، ۴۵۰ ص۱۴۲ (۴) ہدایہ ج۱ ص۷۷، شرح نقایہ ج۱ ص۸۶، کبیری ص۵۱۴، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۶۶ (۵) مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۵ (۶) درمختار، بہارِ شریعت (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج۱ ح۱۰۱۲

امامت کے قابل اُن کے پیچھے صف میں نزدیک کھڑا ہو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنی جگہ خلیفہ کردیں مگر اُس سے بات نہ کریں۔ اور خود نکسیر والے کی طرح ناک پکڑ کر چلے جائیں اور وضوء کریں" (۱) ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو نماز میں نکسیر پھوٹی تو اُنہوں نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اُس نے نماز پڑھائی اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ صفوں سے نکل گئے" (۲)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابولولو مجوسی نے نماز میں زخمی کردیا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کردیا" (۳)۔ اور افضل یہ ہے کہ نیا وضوء کر کے اپنی نماز از سرِ نو ادا کریں کیونکہ بنا کے از خود بہت پیچیدہ مسائل ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکسیر آنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (۴)۔

☆۔ پہلی صف سے خلیفہ بنانا بہتر ہے تاہم وہاں کوئی اہل نہ ہو تو مسجد کے اندر کہیں سے بھی امام خلیفہ بنا سکتے ہیں اور اگر مسجد کے اندر کو چھوڑ کر باہر سے کسی کو خلیفہ بنایا تو یہ استخلاف درست نہ ہوا (۵)

☆۔ بہتر یہ ہے کہ امام اپنی جگہ سے ہٹتے ہی فوراً کسی کو خلیفہ بنادے تاکہ مقتدیوں میں بے چینی نہ پیدا ہو تاہم اگر تاخیر ہو جائے تو جب تک امام صاحب مسجد کے اندر اندر ہیں تب تک خلیفہ بنا سکتے ہیں بشرطیکہ سُترہ یا سجدہ کی جگہ سے آگے نہ نکلے ہوں (۶)۔ اور اگر جماعت میدان میں ہے تو جب تک امام صفوں سے باہر نہ گئے ہوں خلیفہ بنا سکتے ہیں (۷)۔

☆۔ امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ لوگوں نے کسی مقتدی کو آگے کردیا یا کوئی سمجھدار خود ہی آگے ہو گیا اور امامت کی نیّت کر کے نماز پڑھانے لگا تو بھی درست ہے مگر نیّت امامت ضروری ہے (۸)۔

☆۔ اگر کسی کو کسی صورت میں بھی خلیفہ نہ بنایا گیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی (۹)۔

☆۔ امام نے پچھلی کسی صف میں سے خلیفہ بنادیا اور خلیفہ نے اُسی وقت اُسی جگہ امامت کی نیّت کرلی اور بعد میں مصلّیٰ امامت کو چلا تو جتنے نمازی یا صفیں خلیفہ بننے والے کی اُس صف سے آگے ہیں کہ جہاں اُس نے نیت کی تھی اُن سب کی نماز فاسد ہو گئی، دائیں بائیں اور پیچھے والوں کی نماز قائم ہے۔ اور اگر خلیفہ نے یہ نیّت کی کہ امام کی جگہ پر پہنچ کر امام ہو جاؤں گا تو سب کی نمازیں درست

(۱) مسند امام زید ص ۱۱۰، در مختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰، شامی، ہدایہ ج ۱ ص ۸۲، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۰، کبیری ص ۳۵۳، بہار شریعت، احیاء العلوم، فتاوی فیض رسول (۲) بیہقی ج ۳ ص ۱۱۴ (۳) بیہقی ج ۳ ص ۱۱۳ (۴) شرح نقایہ، کبیری (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰، ۱۵۱ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰ (۸) شامی، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۰، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱۔

ہیں مگر اگر خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے امام مسجد سے باہر نکل گیا تو سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں (۱)۔ اسلئے چاہئے کہ خلیفہ پہلی صف سے ہی بنایا جائے تا کہ امام کے مسجد سے نکلنے سے پہلے مصلّٰی سنبھال لے۔

☆۔ اگر امام کو شدّت سے پیشاب پاخانہ آئے یا پیٹ میں درد ہو تو امام خلیفہ نہیں بنا سکتا بلکہ جیسے تیسے ہو نماز پڑھائے جتنی دیر کھڑا ہو سکتا ہے کھڑا ہو کر پڑھائے پھر بیشک بیٹھ کر پڑھا دے یہی حکم مقتدی کیلئے ہے (۲)۔ اور اگر یہ حاجت نماز شروع کرنے سے پہلے تھی تو نماز شروع کرنا مکروہ ہے پہلے وہ حاجت پوری کریں۔

☆۔ اگر مقتدی مرد یا عورت کا وضوء ٹوٹ جائے تو وہ بھی ایسا ہی کرے (۳)۔ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بے وضوء ہو جائے تو اپنی ناک کو پکڑ کر نماز سے نکل جائے'' (۴)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''جس کو قے، نکسیر یا مذی آئے یا منہ بھر کر پانی نکلے تو ایسا شخص (نماز سے) چلا جائے اور دوبارہ وضوء کرے'' (۵)۔ اور صف سے نکل جائے اور اطراف کے نمازیوں کو باہم مِلا دے تا کہ صف میں خلاء نہ رہے۔

امام کی پیروی کرنا:

مقتدی جو کہ نماز باجماعت میں امام کے تابع ہوتا ہے اُسے شریعت کا حکم ہے کہ وہ سختی سے امام کی پیروی کرے اور اپنے اقوال وافعال امام کے ادا کر لینے کے بعد کرے ورنہ گنہگار ہوگا کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْہِ، امام اسلئے بنایا جاتا ہے تا کہ اُس کی پیروی کی جائے لہٰذا اُس سے اختلاف نہ کرو'' (۶)۔ اور پیروی کرنے کے طریقہ کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک دن نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف رُخِ انور فرما کر فرمایا ''اے لوگو! مَیں تمہارا امام ہوں پس رکوع، سجود اور قیام میں مجھ سے آگے نہ بڑھو کہ مَیں تم کو آگے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں'' (۷)۔

سبحان اللہ، آپ ﷺ کا دیکھنا کیا کمال دیکھنا ہے چنانچہ غیب دان نبی ﷺ دوسری جگہ وضاحت سے

(۱) عالمگیری، شامی، بہار شریعت (۲) درمختار، شامی (۳) جاء الحق (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا: ابن ماجہ ح ۱۲۷۴، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح ۹۴۴، مرآۃ ج ۲ ص ۱۳۰ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا: ابن ماجہ ح ۱۲۷۳، دارقطنی ج ۱ ص ۱۵۵، امام احمد، بلوغ المرام ح ۸۰ ص ۲۴، جاء الحق، فتاوٰی عزیزی (۶) مسلم ج ۱ ح ۸۳۴، بخاری ج ۱ ص ۱۰۰ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۵۵۲، مسلم ج ۱ ح ۸۶۳، ۸۶۴، مشکوٰۃ ح ۱۰۶۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۳، بالفاظ متقاربہ دارمی ح ۱۳۵۲، ابوداؤد، بیہقی ح ۸۷۸۔

سے (حدیث) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''امام تم سے پہلے رکوع اور تم سے پہلے سجدہ کرے اور تم سے پہلے اُٹھے''(۱)۔ اسلئے چاہیئے کہ ''جب امام کی پیشانی زمین سے لگ جائے تو مقتدی اُس وقت سجدہ میں جائیں''(۲)۔ اس بارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ (حدیث) حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ** کہتے تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تشریف نہ لے جاتے ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ ٹیڑھی نہ کرتا (یعنی نیچے کو نہ جھکتا)''(۳)۔

﴿۞﴾۔ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو امام سے سبقت کرتے دیکھا تو فرمایا ''تم نے امام کے ساتھ نماز پڑھی اور نہ الگ پڑھی اور وہ شخص جس نے الگ نماز نہ پڑھی اور امام کی اقتداء بھی نہ کی اُس کی نماز نہ ہوئی''۔ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی اسی طرح ہی ہے۔

﴿۞﴾۔ جب امام کی تکبیر تحریمہ (پہلی تکبیر) کی **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کی آواز ختم ہو یعنی وہ **اللّٰهُ اَكْبَرُ** کی ''ر'' ادا کر لے، تب مقتدی **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کی ''الف'' کہنا شروع کریں۔ ساتھ ساتھ کہنا بھی غلط ہے اگر مقتدی نے تکبیر کا کچھ حصہ بھی امام سے پہلے کہہ دیا تو اُس کی نماز نہیں ہوگی (۴)۔

﴿۞﴾۔ اگر مقتدی امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے یا اُٹھ بیٹھے تو مقتدی کو اُسی مقام کی طرف لوٹنا واجب ہے (۵)۔ کہ (حدیث) ''جب کوئی شخص امام سے پہلے سَر اٹھالے تو فوراً رکوع یا سجدہ میں واپس لوٹ جائے اور اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر سَر اٹھائے رکھا پھر امام کی متابعت کرے''(۶)۔ اور اگر لوٹنے سے پہلے امام پہنچ گیا تو رکوع یا سجدہ تو ہوگیا مگر ایسا کرنے سے اساءت لازم آتی ہے (۷)

﴿۞﴾۔ مقتدی اگر رکوع یا سجود میں تسبیح 3 بار مکمّل نہ کر سکے اور امام سَر اُٹھالے تو مقتدی امام کی پیروی کرے اور وہ بھی سَر اُٹھالے جو پڑھ لیا وہی کافی ہے (۸)۔

﴿۞﴾۔ اگر مقتدی قعدہ اوّل میں تشہُّد پڑھ لے اور امام ابھی پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش بیٹھا رہے۔ اور اگر قعدہ اخیر ہو تو مزید دعائیں پڑھ لے۔ اگر مسبوق ہو تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ امام کے ساتھ فارغ ہو جائے یا **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ** .... **عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** کی تکرار کرتا رہے (۱۰)۔

﴿۞﴾۔ ان چیزوں کو اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی امام کی پیروی کرے، عیدین کی تکبیریں، پہلا قعدہ،

(۱) غنیۃ (۲) درمختار، شامی (۳) بخاری ج۱ ح۶۵۴، مسلم ج۱ ح۹۶۵ تا ۹۶۹، ابوداؤد ج۱ ح۶۱۸، مسند احمد، ابن حبان ح۲۲۲۶، ابن خزیمہ ح۱۵۹۸، بیہقی ح۲۲۲۶، ابو یعلی ح۷۰۰۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۴۰، مشکوۃ ۱۰۶۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۹۳ (۴) درمختار، شامی (۵) عالمگیری ج۱ ص۱۴۰ (۶) قال سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۵۱، ترمذی ج۱ ح۲۶۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۴۸ (۷) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۱۴۱ (۸) درمختار (۹) عالمگیری ج۱ ص۱۴۱، عطاء حبیب ج۱ ص۵۰۳، بہار شریعت ج۱ ص۲۰۹ (۱۰) بہار شریعت ج۱ ص۱۸۱، درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۴۲۔

سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو، اور قنوت (۱)۔

امام کی پیروی نہ کرنے کی سزا:

امام کی پیروی کرنے کے اتنے تاکیدی ارشادات کے باوجود اگر کوئی مقتدی امام کی پیروی نہ کرے اور امام سے آگے نکل جانے کا بُرا عمل جاری رکھے تو وہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان یاد رکھے کہ ''جو اپنا سر امام سے پہلے اُٹھائے اور جھکائے تو اُس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے'' (۲)۔ نیز ایسا شخص ایک رونگھٹے کھڑے کر دینے والا آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان اقدس بھی ضرور پڑھ لے کہ (حدیث) ''جو شخص (مقتدی) امام سے پہلے سجدہ سے سَر اُٹھاتا ہے کیا وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ تعالیٰ ﷻ اُس کا سَر گدھے کا نہ بنا دے یا اُسکی صورت گدھے کی نہ بنا دے'' (۳) نیز (حدیث) فرمایا ''.........اللہ تعالیٰ ﷻ اُس کا سَر گدھے یا خنزیر کا نہ بنا دے'' (۴)

بعض محدّثین سے منقول ہے کہ امام نووی علیہ الرحمۃ ایک معروف عالم دین کے پاس درسِ حدیث لینے دمشق گئے۔ اُن کے پاس عرصہ دراز تک رہے اور بہت کچھ پڑھا مگر وہ عالم چہرہ پر پردہ ڈال کر پڑھاتے رہے۔ جب ایک وقت گزر گیا تو ایک دن امام نووی علیہ الرحمۃ نے اُن کے چہرہ سے پَردہ اُٹھا دیا دیکھا تو حیران رَہ گئے کہ اُن کا مُنہ گدھے کا سا ہے۔ اس پر اُس عالم نے کہا ''صاحبزادے! امام پر سبقت کرنے سے بچو کہ مَیں نے امام پر قصداً سبقت کی تو میرا چہرہ ایسا ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو'' (۵)۔ استغفر اللہ! اسلئے ضرور چاہیئے کہ امام کی اتباع کریں اور اس سے آگے ہرگز نہ نکلیں۔

امام سے آگے نکلنے کے علاوہ بہت پیچھے رَہ جانے پر بھی وعید آئی ہے۔ اللہ کریم ﷻ کا فرمان ہے (القرآن) ''اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ، منافق جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بے رغبتی سے، لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کریم ﷻ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں'' (٦)۔

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۱ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۲۰۹، ترغیب ج ۱ ح ۳۳۰، بزار، طبرانی، مشکوٰۃ ح ۱۰۸۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۲ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۵۵، مسلم ج ۱ ح ۸۶۶ تا ۸۶۸، ترمذی ج ۱ ح ۵۶۴، ابن ماجہ ح ۱۰۰۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۱۹، نسائی ح ۸۱۹، دارمی ح ۱۳۵۱، ترغیب ج ۱ ح ۳۲۹، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۶۲۸، ابن خزیمہ ح ۱۶۰۰، بیہقی ح ۲۳۳۶، معجم اوسط ح ۳۳۰۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۷۳، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۶، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۴۱، احیاء العلوم، عالمگیری (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، غنیۃ المستملی (۵) ملا علی قاری، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۴۱، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۹۶ (٦) سورۃ النساء، ۱۴۲۔

باب۔۱۳

احکامِ صف بندی

صف بندی صرف باجماعت نماز کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اس میں بے پناہ اجروثواب اور بزرگی بھی ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''ہمیں دوسروں پر ایک بزرگی یہ دی گئی کہ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں'' (۱)۔ **اور** پھر اللہ کریم ﷻ صف باندھنے والوں کو یوں خراجِ تحسین پیش فرماتا ہے (القرآن) ''**وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا**، قسم ہے قطار اندر قطار باقاعدہ صفیں باندھنے والوں کی'' (۲)۔ سبحان اللہ، اللہ کریم ﷻ کے نزدیک صف باندھنے والے کتنے پیارے لوگ ہیں جو اُن کی قسم کھا رہا ہے۔ **اور** (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''جو شخص صف میں کشادگی (خالی جگہ) دیکھ کر اُسے بند کرے اُس کی مغفرت ہو جائے گی'' (۳)۔ **اور** دوسری جگہ (حدیث) فرمایا ''جو صفوں کو مِلائے اللہ کریم ﷻ اُس کا درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اُس کیلئے گھر بنائے گا'' (۴)۔ **اور** (حدیث) پیارے من ٹھارآ قا کریم ﷺ کا ایک اور بڑا پیارا فرمان پڑھیئے اور جھومیئے کہ ''اللہ کریم ﷻ اور اُسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اُن پر جو صفیں برابر کرتے اور جوڑتے ہیں'' (۵)۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے اُس کی جس پر اللہ کریم ﷻ رحمتیں بھیجے۔ **اور** (حدیث) ''اُس قدم سے زیادہ کسی قدم کا ثواب نہیں جو اِس لئے چلا اور اٹھا تا کہ صف میں کشادگی کو بند کردے اور صف پوری کرے'' (۶)۔ اللہ اکبر۔ **اور** (حدیث) ''صفوں کو درست رکھو کہ یہ نماز کا حُسن ہے'' (۷)۔ **اور** (حدیث) ''صفیں برابر کرو، صفوں کو برابر کرنا بھی نماز قائم کرنے سے ہے'' (۸)۔ یعنی وہ وقت جو صفیں سیدھی کرنے میں صرف ہوا عبادت ہی میں شمار ہوتا ہے **اور** (حدیث) پیارے غیب دان کریم آقا ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ''نماز میں صفوں کو برابر رکھو اور ایک دوسرے کے نزدیک مِل کر کھڑے ہو یقیناً میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں'' (۹)۔

(۱) عن سیّدہ حُذَیفہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱، مشکوٰۃ ح۴۸۳، مراٰۃ المناجیح ج۱ص۳۱۸ (۲) سورۃ الصّٰفّٰت،۱ (۳) عن سیّدنا ابوجُحَیفہ رضی اللہ عنہ، مسند بزار، ترغیب والترہیب، عالمگیری (۴) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ ح۱۰۴۳، طبرانی، فیوض الباری حصہ ۳ص۳۵۸ (۵) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم، ابن ماجہ ح۱۰۴۳، مسند امام احمد، ابن حبان، ابن خزیمہ ح۱۵۵۰، مسند امام اعظم ح۱۳۲، مستدرک حاکم ج۱ح۷۷۵، بیہقی ح۴۹۶۸ (۶) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ح۵۴۰، طبرانی، مشکوٰۃ ص۹۸ (۷) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۶۸۳، مسلم ج۱ح۸۸۰، مستدرک حاکم ح۷۸۷، فیوض الباری حصہ ۳ص۳۵۹ (۸) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۶۸۴، مسلم ج۱ح۸۷۸، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۱۰۴۱، مسند امام احمد، ترغیب والترہیب ج۱ح۳۱۳، دارمی ح۱۲۹۵، ابن حبان ح۲۱۷۱، بیہقی ح۴۹۵۷، مشکوٰۃ ح۱۰۱۹، مراٰۃ المناجیح ج۲ص۱۶۹، فیوض الباری حصہ ۳ص۳۵۹ (۹) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۶۸۰، ۶۸۱، مسلم ج۱، نسائی ح۸۳۶، مشکوٰۃ ح۱۰۱۸، مراٰۃ المناجیح ج۲ص۱۶۹، فیوض الباری حصہ ۳ص۳۵۸۔

سبحان اللہ۔ یہ ہے پیارے آقا کریم ﷺ کی بصارت کا عالم۔ **اور** یوں نماز کیلئے (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفیں تیر کی طرح سیدھی فرماتے تھے" (۱)۔

۞۔ صفیں درست کرنے کا طریقہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا "**رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ** صفوں کو مضبوط رکھو اور صف میں ایک دوسرے سے متصل رہو کہ ایک دوسرے کا کاندھا بالمقابل رہے" (۲)۔ اور (حدیث) "**اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِىْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ** صفیں سیدھی رکھو اور کندھے کندھوں کے برابر رکھو اور باہم درمیان میں خالی جگہ کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور شیطان کے کھڑے ہونے کی جگہ نہ چھوڑو" (۳)۔ نیز (حدیث) "صفوں کو برابر کرو کندھوں کو ملا کر رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں نرم ہو جاؤ اور (صف میں) کشادگیوں کو بند کرو کیونکہ شیطان بھیڑ" یا فرمایا "بکری کے بچّے کی طرح تمہارے درمیان گھس جاتا ہے" (۴)۔ نیز (حدیث) "صفوں میں خلاء نہ چھوڑو شیطان تمہارے درمیان اسطرح خلل ڈال دے گا جیسے اولادِ حذف (ایک یمنی قوم) کے درمیان خلل ڈال دیا تھا" (۵)۔

صفِ اوّل کی فضیلت:

یوں تو تمام صفوں پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت برستی ہے مگر نزولِ رحمت اور فضیلت کے اعتبار سے (حدیث) "مردوں کیلئے سب صفوں میں بہترین صف پہلی ہے اور ثواب میں کم تر صف پچھلی ہے" (۶)۔ **اور** پھر "پہلی صف میں بالخصوص امام کے نزدیک دائیں طرف کھڑا ہونا افضل ہے" (۷)۔ **اور** (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں (دعائیں کرتے ہیں)" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بار بار پوچھنے پر آپ ﷺ نے 3 بار یہی کلمات دہرائے" (۸)۔ **اور** دوسری جگہ (حدیث) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پہلی صف میں نماز

(۱) عن نُعمان بن بَشیر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱، مسلم ج ۱ ح ۸۸۲، نسائی ح ۸۰۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۵۸، مشکوٰۃ ح ۱۰۱۷، مرأۃ ج ۲ ص ۱۶۸ فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۵۸ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۶۲، نسائی، ابن حبان، بلوغ المرام ح ۴۳۹ ص ۱۴۰ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ص ۹۸، نسائی، ترغیب ج ۱ ح ۳۶۳، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۹ ح ۱۰۳۲، مرأۃ ج ۲ ص ۱۷۵ (۴) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۶۲، نسائی ح ۸۰۶، احمد، طبرانی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۷، مشکوٰۃ ح ۱۰۳۳، مرأۃ ج ۲ ص ۱۷۴ فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۵۸ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۱۰۶ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۸۸۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۹۹ ترمذی ج ۱ ح ۲۱۴، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۰۴۸، مسند احمد، دارمی ح ۱۳۰۱، ابن حبان ح ۲۱۷۹، ابن خزیمہ ح ۱۵۶۱، بیہقی ح ۴۹۰۸، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۴، بلوغ المرام ح ۴۴۰ ص ۱۴۰، مرأۃ ج ۲ ص ۱۷۱، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۵۹ (۷) مسند امام زید ح ۱۰۶، درمختار، بہار (۸) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۰۴۳، احمد، طبرانی، ترغیب ج ۱ ح ۱۵۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۳۳، مرأۃ ج ۲ ص ۱۷۵

پڑھنے کا ثواب اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو اِس کیلئے آپس میں قرعہ اندازی کریں" (۱)۔ **اور** (حدیث) "بیشک پہلی صف فرشتوں کی صف کی مثل ہے اور اگر تم جانتے کہ اِس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سبقت کرتے" (۲)۔ سبحان اللہ۔ **اور** (حدیث) "3 چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں کہ ان کا ثواب کیا ہے تو اپنی سواریوں کو ان کی طلب میں دوڑائیں، اذان، صف اوّل، جمعۃ المبارک کو سویرے جانا" (۳)۔ **اور** (حدیث) "ہمیشہ لوگ صفِ اوّل سے پیچھے ہوتے رہیں گے حتی کہ اللہ کریم ﷻ انہیں اپنی رحمت سے مؤخر کر کے جہنّم میں پیچھے ڈال دے گا" (۴)۔ **اور** پھر پہلی صف میں خصوصاً دائیں طرف کے بارے (حدیث) فرمایا "اللہ کریم ﷻ اور اُسکے فرشتے صف کے دائیں طرف والوں پر دُرود بھیجتے ہیں" (۵)۔ سبحان اللہ۔ **اور** اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حدیث) "آقا کریم ﷺ کے پیچھے صف میں دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتے تھے" (۶)۔ مگر صفِ اوّل **اور** پھر دائیں طرف کے حصول میں کسی بھائی کو تکلیف بھی نہیں دینی چاہیے بلکہ مسجد میں جلدی آکر پہلی صف میں جگہ لینے کے حقدار بنیں۔ **اور** یہاں ایک بات یہ بھی یاد رہے۔ کہ نمازِ جنازہ میں سب سے افضل آخری صف ہے (۷)۔

صفِ دوم کی فضیلت:

(حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے جماعت کی صف اوّل کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفِ اوّل حاصل کرنے میں نہایت کوشاں ہوئے اور صفِ اوّل میں اُن کا اژدہام ہونے لگا، جن حضرات کے مکان مسجد نبوی سے دُور تھے وہ اپنے مکان بیچ کر مسجد پاک کے قریب مکان خریدنے پر تیار ہو گئے تا کہ صفِ اوّل میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (القرآن) "اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے" (۸)۔ اب ذرا غور کریں کہ اگر ہر کوئی ہی پہلی صف میں اور دائیں جانب کھڑا ہوتا جائے تو بھلا بائیں طرف صف کا کیا حشر ہوگا؟۔

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۸۲، مسلم ج۱ ح۸۸۴، ترمذی ج۱ ح۲۱۵، ابن ماجہ ح۱۰۴۶، احمد ج۱ ح۱۰۹۶، مؤطا امام مالک ح۱۵۱، مؤطا امام محمد ح۱۰۳، مشکوٰۃ ح۹۷۵، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۲ ۳۷، مظاہر حق، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۸۲ (۲) عن اُبَیّ رضی اللہ عنہ، احمد، ابوداؤد، حاکم، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان ولفظہٗ لہٗ مسند امام زید ح۱۰۶ (۳) احیاء العلوم (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۸۸۵، ابوداؤد ج۱ ح۶۷۴، مسند احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان ح۲۱۵۶، ابن خزیمہ ح۱۵۶۰، بیہقی ح۴۹۷۹، کشف الغمہ ج۱ ص۳۰۷، فیوض الباری (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۱۰۵۳، مشکوٰۃ ح۱۰۲۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۷۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۶۳ (۶) عن براء رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح۱۰۵۴ (۷) درمختار (۸) سورۃ الحجر، ۲۴۔

اسی بات کو بھانپتے ہوئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص مسجد کی بائیں جانب کو اسلئے کھڑا ہو کہ اس طرف لوگ کم ہیں تو اُس کو دُوگنا ثواب ہوگا'' (۱)۔ اسلئے اگر پہلی صف میں جگہ نہ ملے تو پچھلی صف پر حضرت سیّدنا بشر بن حارث رضی اللہ عنہ کا شیوہ مبارک سمجھ کر بیٹھنا چاہیے۔ جو آخری صفوں میں بیٹھا کرتے تھے حالانکہ وہ صبح ہی آجاتے تھے اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے تھے کہ ''دِلوں کا قرب مقصود ہے بدنوں کا پاس ہونا مراد نہیں''۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی پچھلی صفوں میں نماز پڑھتے تھے اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایک دن حضرت سیّدنا ابن عامر رضی اللہ عنہ میرے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے تو جب اور لوگ آئے تو وہ صف میں پیچھے ہوتے رہے یہاں تک کہ ہم آخری صف میں ہوگئے جب ہم نے نماز پڑھ لی تو میں نے اُن سے کہا'' یہ منقول نہیں کہ سب سے بہترین صف پہلی ہے؟'' تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' ہاں مگر یہ امت تمام امتوں میں مرحوم و منظور ہے اور جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اپنے کسی بندے کو نماز میں دیکھتا ہے تو آخری صف تک کہ لوگوں کو بخش دیتا ہے تو میں اس امید پر پیچھے آیا کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ مجھے اُن لوگوں میں سے ''ایک'' سمجھ کر میری طرف نظرِ کرم فرماتے ہوئے مجھے بخش دے'' (۲)۔ اسی بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ فرماتے ہیں ''پس جو شخص اس نیّت سے پیچھے ہٹے کہ دوسرے شخص کو اپنے اوپر ترجیح دے اور خوش خلقی ظاہر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''جو شخص پہلی صف کو چھوڑ کر دوسری صف میں اسلئے کھڑا ہوا کہ اُس کے مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے تو پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کو پہلی صف والوں سے دوگنا ثواب دے گا'' (۴)۔

ترتیب صف بندی:

نماز باجماعت کیلئے صف باندھنا واجب ہے، جس کیلئے کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی سب بلا تفریق کندھے سے کندھا ملا کر ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ شان اور مقام پیارے آقا کریم ﷺ کے صدقے صرف امتِ محمدیہ ہی کو حاصل ہے۔

۔ امام سب سے آگے درمیان میں مصلّٰی پر کھڑے ہوں کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ چھوٹے مصلّٰی / رجائے نماز پر نماز ادا فرما لیا کرتے تھے'' (۵)۔ اور مقتدی صفیں باندھتے وقت یہ خیال رکھیں

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۰۵۵، طبرانی کبیر، بحر الرائق، عالمگیری، فیض رسول، احیاء العلوم، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۳ (۲) قوت القلوب ج ۱ ص ۱۷۶ (۳) ابن عساکر، احیاء العلوم (۴) طبرانی (۵) عن میمونہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۳۷۱، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ ح ۱۰۷۶، نسائی ح ۷۳۰، احمد ج ۱ ح ۱۲۷۶، دارمی ح ۱۴۰۹، ابن حبان ح ۲۳۱۰، ابن خزیمہ ح ۱۰۱۱، بیہقی ح ۳۹۹۵، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۳۲۔

کہ (حدیث) ''امام کو درمیان میں رکھیں'' (۱)۔ اور پھر ''امام کے پیچھے سے کھڑا ہونا شروع کیا جائے'' (۲)

۔ کھڑا ہونے کی ترتیب کے بارے (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے (یعنی امام کے) نزدیک وہ کھڑے ہوں جو زیادہ عمر و عقل والے ہوں، پھر وہ جو اُن سے قریب ہوں، پھر وہ جو اُن سے قریب ہوں (عقل و فہم کے اعتبار سے)'' (۳)۔ یعنی زیادہ صاحبِ علم لوگ امام کے آس پاس پہلی صف میں رہیں۔ اس میں بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ بوقتِ ضرورت امام کے وضوء میں خلل کے باعث کسی کو خلیفہ بنانا پڑے یا قرأت میں غلطی پر یا ارکانِ نماز کی ادائیگی میں بھولنے پر لقمہ دینا پڑے وغیرہ وغیرہ تو سمجھدار اور صاحبِ علم وہ کام بخوبی کر سکیں۔

۔ مقتدی امام کے دائیں اور بائیں طرف برابر کھڑے ہوں، ایک طرف کم اور دوسری طرف زیادہ ہونا مکروہ ہے (۴)۔ کہ (حدیث) ''دونوں جانب برابر کھڑے ہو'' (۵)۔

۔ پہلے صفِ اوّل کو مکمل کریں کہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیوں نہیں اس طرح صف باندھتے ہو جیسے فرشتے اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حضور باندھتے ہیں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ کس طرح فرشتے اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حضور صف باندھتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور مل کر کھڑے ہوتے ہیں'' (۶)۔ اور جب پہلی صف مکمّل ہو جائے تو پھر دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ یہی شایانِ شانِ بارگاہِ ربّ العالمین ہے کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''صف اوّل کو پورا کرو پھر اُس کو جو اُس کے بعد ہو، اگر کچھ کمی ہو تو پچھلی صف میں ہو'' (۷)۔

۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے اگلی صف میں خالی جگہ چھوڑنے سے منع فرمایا ہے لہٰذا ''اگر پہلی صف میں جگہ موجود ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو پچھلی صف میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا دوسری صف سے پیچھے کھڑے لوگ دوسری صف کو چیر کر آگے آئیں اور پہلی صف میں موجود خالی جگہ پُر کریں۔ کیونکہ عام حالات میں صف چیرنا منع ہے مگر اس صورت میں صف چیرنا کارِ ثواب ہے کیونکہ یہ دوسری صف والوں کا قصور ہے کہ اُنہوں نے اگلی صف کو پُر نہ کیا، یوں اُنہوں نے اپنا

(۱) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱، مشکوٰۃ ح ۱۰۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۵ (۲) درمختار (۳) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۶۹، مسلم ج ۱ ح ۸۷۷، ترمذی ج ۱ ح ۲۱۷، نسائی ح ۸۰۳، مشکوٰۃ ح ۱۰۲۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۰، (۴) عالمگیری، بہارِ شریعت (۵) ابوداؤد ج ۱ (۶) عن سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۸۷۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۵۷، نسائی ح ۸۰۷، ابن ماجہ ح ۱۰۴۰، مشکوٰۃ ح ۱۰۲۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۵۸ (۷) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۶۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۵۹۔

حق خود ہی تلف کیا اور فضیلت کی جگہ کو چھوڑ دیا'' (۱)۔ کہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''آگے بڑھو تم میری اقتداء کرو اور تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں، قوم میں پیچھے رہتی رہیں گی حتی کہ اللہ کریم ﷻ بھی اُنہیں پیچھے کر دیتا ہے'' (۲)۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ''صحن میں جگہ ہوتے ہوئے چھت پر اقتداء کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا ممنوع ہے'' (۳)

۞ ۔ اور اگر مردوں کے علاوہ ہیجڑے (Eunuch)، خواتین اور بچے بھی شاملِ جماعت ہوں تو پہلی صف میں مرد، دوسری میں لڑکے، تیسری میں ہیجڑے اور آخری میں عورتیں کھڑی ہوں (۴) اور بچہ تنہاء ہو تو مردوں کی صف میں ایک طرف کھڑا ہو جائے (۵)۔ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز قائم فرمائی تو پہلی صف مردوں کی باندھی اُسکے پیچھے لڑکوں کو کھڑا کیا پھر اُن سب کو نماز پڑھائی'' (۶)۔ اسی طرح (حدیث) ''عورتوں کی ثواب میں بہترین صف پچھلی اور ثواب میں کمترین صف پہلی صف ہے'' (۷)۔

۞ ۔ اگر ایک بالغ مقتدی اور ایک نابالغ بچہ ہو تو امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں جماعت درست ہے (۸)۔ اور ''اگر ایک مرد اور ایک یا 2 عورتیں مقتدی ہوں تو مرد امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہو اور عورت یا عورتیں امام کے پیچھے صف بنائیں'' (۹)۔ کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے میری ماں، میری خالہ اور مجھے نماز پڑھائی تو پیارے آقا کریم ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا اور خواتین کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا'' (۱۰)۔

۞ ۔ اگر 2 مرد اور ایک عورت ہو تو 2 مرد امام کے پیچھے اور عورت اُن کے پیچھے کھڑی ہو اور ''اگر اکیلی عورت یا زیادہ عورتیں ہوں تو امام کے پیچھے کھڑی ہوں'' (۱۱)۔ جیسا کہ (حدیث) ''میں (راوی) اور ایک یتیم (حضرت زمیرہ بن سعدی حمیری ؓ) نے اپنے گھر میں آقا کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۸، درمختار، احیاء العلوم، بہار شریعت (۲) عن ابو سعید خدری ؓ، مسلم ج ۱ ح ۸۸۵، ابن ماجہ ح ۱۰۲۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۷۵، مشکوٰۃ ح ۱۰۲۲، بلوغ المرام ص ۱۳۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۵۵ (۳) درمختار، بہار شریعت (۴) بمطابق حدیث عن ابو موسیٰ اشعری ؓ مسند احمد ج ۱ ح ۱۳۴۴ (۵) قدوری، نور الایضاح، درمختار عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۸ (۶) عن ابو مالک اشعری ؓ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸۱ (۷) عن ابو ہریرہ ؓ مسلم ج ۱ ح ۸۸۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۷۳، ترمذی ج ۱ ح ۲۱۴، نسائی ح ۸۱۱، ابن ماجہ ح ۱۰۴۸، مسند احمد، دارمی ح ۱۳۰۱، ابن حبان ح ۲۱۷۹، ابن خزیمہ ح ۱۵۶۱، بیہقی ح ۴۹۰۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۵، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۴، بلوغ المرام ح ۳۴۰ ص ۱۴۰ فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۵۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۱ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۷، فتاویٰ نوریہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۲ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۲ (۱۰) عن انس ؓ، مسلم ج ۱ ح ۱۴۰۱، ابن ماجہ ح ۱۰۴۳، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۸ (۱۱) درمختار عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۷، بحر الرائق، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۲۔

میری ماں حضرت سیدہ امّ سُلَیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے تھیں"(۱)۔

۞۔بعض لوگوں کے پاؤں بڑے اور بعض کے چھوٹے ہوتے ہیں لہٰذا صف بنانے کیلئے پیچھے سے ایڑیاں برابر ہوں سامنے سے اُنگلیاں آگے نکل جائیں تو حرج نہیں (۲)۔

۞۔اگر امام اور مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ یعنی شاہراہ ہو کہ بیل گاڑی، بس یا کار گزر سکے یا بیچ میں نہر اتنی چوڑی ہو کہ اُس میں کشتی چل سکے یا بڑی مسجد (کم از کم 40 ہاتھ) یا کھلے میدان کی جماعت کی صفوں میں 2 صفوں کی جگہ خالی ہو یا درمیان میں کوئی ایسی چیز حائل ہو کہ مقتدی امام یا مکبّر کی آواز نہ سُن سکیں نہ حرکات دیکھ سکیں نیز اگر درمیان میں حوضِ کبیر ہو تو ان تمام صورتوں میں پچھلے تمام نمازیوں کی اقتداء صحیح نہیں، اُن کی نماز نہ ہوگی (۳)۔البتہ اگر درمیان والے راستہ پر صفیں بچھا لیں، نہر پر پُل ہو اور پُل پر صفیں بنا لیں، درمیان میں حوض ہو اور چاروں طرف متّصل صفیں بنا لیں اور دُور کھڑے مکبّر کی آواز سُن لیں تو اِن صورتوں میں نماز درست ہوگی (۴)۔ کیونکہ (حدیث) "حضرت سیّدنا خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ جمے ہوئے پانی (برف) اور پلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے اگرچہ اُن کے نیچے یا اُوپر یا سامنے پیشاب بہتا ہو بشرطیکہ نمازی اور اُس کے درمیان سُترہ ہو" (۵)۔نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے برف پر نماز پڑھی" (۶)۔اور (حدیث) "حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مسجد کی چھت پر امام کی اقتداء میں نماز پڑھی" (۷)۔تاہم خیال رہے کہ بقدرِ ضرورت ایسا ہو تو درست ہے بلا ضرورت مقتدیوں کو چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۸)

۞۔صف بندی میں یہ بھی یاد رکھیں کہ باجماعت نماز میں بلا عذر نمازیوں کا مسجد کے دَرّوں میں کھڑا ہونا منع اور مکروہ ہے، کھڑا ہونے والا گنہگار ہے کیونکہ (حدیث) "ہم پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دَرّوں میں کھڑا ہونے سے بچتے تھے" دوسری روایت میں ہے "ہم دھکا دے کر ہٹائے جاتے تھے" (۹)۔تاہم اگر جمعۃ المبارک یا عید مبارک کے اجتماع کی وجہ سے جگہ کی تنگی کی بناء پر دَرّوں میں کھڑا ہونا پڑے تو بلا کراہت جائز ہے (۱۰)۔

۞۔اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان اس قدر اونچی دیوار ہو کہ اس پر سے گزر کر آگے جانا مشکل

(۱) بخاری ج۱ ح ۳۸۰، ۸۲۶، مسلم ج۱ ح ۱۳۹۸، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۰، بلوغ المرام ح ۴۴۲ ص ۱۴۰، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۱۷۸، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۱ (۲) شامی (۳) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۳، درمختار، عالمگیری ج۱ ص ۱۳۵، فتاویٰ قاضی خان (۴) بخاری ج۱ باب ۱۷۴، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص ۱۳۵ (۵) بخاری ج۱ ح ۳۶۷، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۹ (۶) بخاری ج۱ ح ۳۶۷، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۹ (۷) بخاری ج۱ ح ۳۶۷، ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۹ (۸) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۹ (۹) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، ترمذی (۱۰) ردالمحتار۔

ہوتو دیوار سے پچھلے لوگوں کی نماز درست نہیں اور اگر دیوار چھوٹی ہو یا دیوار میں رستہ ہو تو درست ہے(۱)

۔ مسجد کے پڑوس میں رہنے والے اپنے گھر میں امام کی اقتداء کر سکتے ہیں بشرطیکہ درمیان میں کوئی راستہ وغیرہ نہ ہو اور اگر راستہ ہو اور صفوں سے پُر ہو گیا تو بھی درست ہے(۲)۔

۔ اگر جگہ بہت تنگ ہو تو امام مقتدیوں کے ساتھ بیچ میں کھڑا ہو سکتا ہے'' (۳) اس کے جواز میں عنوان ''بیمار کی نماز'' کے تحت دی گئی وہ حدیث پاک ہے جب پیارے آقا کریم ﷺ نے علالت کی بنا پر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز ادا فرمائی (۴) ۔اس صورت میں امام اپنے پاؤں مقتدیوں سے آگے رکھے جیسا کہ دو افراد کی جماعت میں کیا جاتا ہے۔

بے سمجھ بچہ اور صف بندی:۔ پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے کہ (حدیث) ''مسجد کو بچوں، پاگلوں، خرید و فروخت، شر و جھگڑا، آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے (لڑائی) سے بچاؤ'' (۵) ۔لہٰذا جس بچہ سے نجاست کا گمان ہو اُسے مسجد لے جانا حرام ہے، جس سے نجاست کا گمان نہ ہو اُسے لے جانا مکروہ ہے (۶) ۔اور اگر کوئی ہٹ دھرمی کرتے ہوئے ناسمجھ بچّہ کو مسجد میں لے ہی آئے تو (حدیث) ''نابالغ بچّہ کیلئے آقا کریم ﷺ کا حکم ہے کہ وہ صفِ اوّل میں نہ آئے'' (۷) ۔خدا کرے ان لوگوں کو پیارے آقا کریم ﷺ کے اس فرمان پاک کی پیروی نصیب ہو جو ننھے بچّے اور بچّیاں نہ صرف مسجد میں اپنے ساتھ لے آتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو بچّے سمیت پہلی صف میں آدھمکتے ہیں اور جب بعض دیندار منع کرتے ہیں کہ بچّے کو پچھلی صف میں لے جاؤ یا کم از کم صف کے ایک طرف ہی کر دو تو یہ صاحب اس نصیحت کو بُرا مان کر زبانِ بے لگام سے زہر اُگلنے لگتے ہیں اور پھر تکلیف دہ حرکت یہ کہ نماز میں بچّے کو اُٹھاتے بٹھاتے اور آگے پیچھے کرتے ہیں حتیٰ کہ اگر بچّہ بولنے یا رونے لگے تو اُسے خاموش رہنے کے اشارے کرتے ہیں اور چُپ کرانے کیلئے لاڈ پیار سے نہ جانے کیا کیا حرکتیں کرتے ہیں یقیناً ایسے نمازی کا نماز اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف قطعاً خیال نہیں رہتا بلکہ آس پاس کے نمازی بھی اپنی نماز کا خشوع و خضوع کھو بیٹھتے ہیں۔ اور اگر اُس نمازی کی یہ حرکات عملِ کثیر کی مقدار ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی، لہٰذا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے قہر سے ڈرنا چاہیئے کہ وہ کھڑا کس کی بارگاہ میں ہے اور محبت و توجّہ کا اظہار

(۱) عالمگیری ج۱ص ۱۳۶ (۲) عالمگیری ج۱ص ۱۳۷ (۳) فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۶۵، عالمگیری ج۱ص ۱۳۸ (۴) فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۶۵ (۵) عن واثلہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ص ۷۹۶، مجمع الزوائد ج۲ص ۲۶، طبرانی کبیر، جامع صغیر للسیوطی، جمع الفوائد (۶) شامی، بہارِ شریعت (۷) دارقطنی، مجمع الز

کس سے کر رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کو گھر میں موقع نہیں ملتا کہ بچے سے سب لاڈ پیار کر لے؟ اُسے مسجد ہی اس کام کو ملتی ہے؟ یا لوگوں کو اپنی اولاد دکھانا مطلوب ہے؟ یا مسجد کو پارک سمجھ رکھا ہے جو بچوں کو سیر کرانے لے آئے ہیں؟ خدا کیلئے کچھ خوفِ خدا کریں۔ اگر وہ خالق و مالک ناراض ہو گیا تو اُس کیلئے قطعاً محال نہیں ہے کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے ہی وہ بچہ جس پر فخر کرتا ہے تجھ سے چھین لے

۔ بچوں کو اگلی صفوں میں نہ کھڑا کیا جائے تاہم اگر کوئی 8 یا 9 سال کا لڑکا کسی اگلی صف میں آ کھڑا ہو تو حالتِ نماز میں اُسے وہاں سے ہٹانا منع ہے (۱)۔

تنہاء آدمی اور صف بندی:

صف بندی کے بارے یاد رکھیں کہ تنہاء آدمی صف نہ بنائے کیونکہ (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ ''لَاصَلٰوةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ، صف سے علیحدہ تنہاء کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کی نماز (کامل) نہیں ہوتی'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''رسولِ کریم ﷺ نے ایک شخص کو صف سے علیحدہ تنہاء نماز ادا کرتے دیکھ کر فرمایا ''نماز دوبارہ پڑھو'' (۳)۔ فقہاء لکھتے ہیں یہ دراصل تاکید اور تنبیہ ہے تاکہ احتیاط کی جائے ورنہ نماز ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ وامام مالک علیہ الرحمۃ وامام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ''صلوٰۃ المنفرد خلف الامام جائزۃ، اکیلے آدمی کے پیچھے جائز ہے'' (۴)۔ مگر ایسا کرنا مکروہ ہے (۵)۔ نیز اپنی الگ نماز پڑھنے والے کا صفوں میں کھڑا ہونا مکروہ اور سخت منع ہے (۶)۔

نماز میں عورت کا محاذی ہونا:

کوئی عورت مشتہاۃ محرم یا غیر محرم خواہ بہن، ماں، بیوی ہو یا کوئی دوسری عورت، جوان ہو یا بوڑھی، رش کی وجہ ہو یا کوئی اور نماز کی غرض سے کسی مرد کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگے تو اُس مرد کی نماز نہیں ہوگی اور فاسدہ ہو جائیگی اور عورت کی نماز مکروہ ہوگی۔ مشتہاۃ اُسے کہیں گے جو جسامت کے اعتبار سے جماع کے قابل ہو اگرچہ نابالغہ ہو یہ ضروری نہیں کہ مرد اور عورت اکٹھے نماز شروع کریں بلکہ اگر عورت بعد میں شامل ہو جائے تب بھی مرد کی نماز فاسد ہو گئی۔ مگر شرط یہ ہے کہ:۔

(۱) فتح القدیر، رضویہ ج ۳ ص ۳۱۸ (۲) عن طلق ﷺ، ابن حبان، بلوغ المرام ح ۴۴۵ ص ۱۴۱ (۳) عن سیدنا وابصہ بن معبد ﷺ، علی ﷺ، مسند امام زید ح ۱۰۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۷۷، ترمذی، ابن ماجہ ح ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، مسند امام احمد، دارمی ح ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، معجم کبیر ح ۳۸۳، ابن حبان، بلوغ المرام ح ۴۴۴ ص ۱۴۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۳۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۶ (۴) عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۶۱ (۵) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۳۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۵، کبیری ص ۳۶۲ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۰۔

[1]۔عورت قابل جماع ہو وہ بیشک اس کی بیوی ہو یا محرم عورتوں میں سے کوئی۔[2]۔ایک تحریمہ (ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت نماز) میں دونوں شامل ہوں۔[3]۔جگہ ایک ہی ہو۔[4]۔درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔[5]۔امام نے عورت کی امامت کی نیّت بھی کی ہو۔[6]۔رکوع وسجود والی نماز ہو یعنی نماز جنازہ نہ ہو۔[7]۔عورت اور مرد عاقل بالغ ہوں مجنون نہ ہوں۔[8]۔ایک رکن کی مقدار یعنی 3 بار سبحان اللہ کی مقدار عورت محاذی رہے [9] دونوں کی جہت ایک ہو(۱)۔

☾۔اگر مرد اور عورت کے درمیان ستون ہو، یا کم از کم ایک لکڑی جیسے اُونٹ کے کجاوے میں ہوتی ہے یعنی ایک اُنگلی موٹی اور ایک ہاتھ لمبی، یا درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی کھڑا ہو سکے تو ان صورتوں میں نماز درست ہے(۲)۔

☾۔اگر وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ الْمَرْأَةَ الْوَاحِدَةَ تَفْسِدُ صَلٰوۃَ ثَلٰث ....الخ، ایک عورت مردوں کی جس صف میں کھڑی ہو تو تین آدمیوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک دائیں طرف والا دوسرا بائیں طرف والا اور تیسرا پیچھے کھڑا ہونے والا (۳)۔اور اگر 3 عورتیں ہوں تو ایک مرد دائیں طرف والا اور ایک مرد بائیں والا اور پیچھے کی ہر صف سے وہ تین تین افراد جو عورت کے عین پیچھے کھڑے ہیں اُن سب کی نماز نہ ہوگی، اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں اُن سب مردوں کی نماز نہ ہوگی، اگر دو عورتیں ہوں تو چار مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، ایک مرد عورتوں کے دائیں طرف ایک بائیں طرف دو جو عورتوں کے پیچھے ہیں (۴)۔

☾۔اگر عورتیں نچلی منزل پر ہیں اور مرد اوپر والی منزل پر تو چونکہ مرد عورتوں کی صف سے پیچھے ہیں لہٰذا اُن سب مردوں کی نماز نہ ہوگی اور اگر عورتیں اوپر والی منزل پر ہوں اور مرد نچلی منزل پر بیشک اُن کی صف پیچھے تک چلی جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی (۵)۔

☾۔اگر آخری آدھی صف مردوں کی اور آدھی عورتوں کی ہو تو صرف ایک آدمی کی نماز نہیں ہوگی جو عورتوں کے ساتھ متصل کھڑا ہوگا باقی سب کی نماز ہو جائے گی۔اور اگر عورتوں اور مردوں کے درمیان لکڑی وغیرہ سے سترہ گاڑ دیا جائے تو سب کی نماز درست ہے (۶)۔

(۱) عالمگیری ج۱ ص ۱۳۸، ۱۳۹، مؤطا امام محمد ح ۲۸۷، قدوری، ہدایہ ج۱ ص ۹۷، شرح نقایہ ج۱ ص ۸۹، شرح وقایہ ج۱ ص ۱۵۴، درمختار، شامی، نورالایضاح، بہار شریعت ج۱ ص ۲۰۶ (۲) عالمگیری ج۱ ص ۱۳۸، بحرالرائق، قدوری، شامی، بہار شریعت ج۱ ص ۲۰۶ (۳) مسند امام زید ص ۱۸۶، عالمگیری ج۱ ص ۱۳۹، شامی، درمختار (۴) درمختار، عالمگیری ج۱ ص ۱۴۰ ردالمحتار (۵) درمختار، عالمگیری ج۱ ص ۱۳۵ (۶) عالمگیری ج۱ ص ۱۳۶۔

☾ ۔اگر عورت کسی مرد مقتدی کے ساتھ آ کھڑی ہو اور مقتدی اُسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرے مگر وہ نہ ہٹے تو عورت کی نماز فاسد ہو گئی مرد کی نہیں (۱)۔

☾ ۔ہیجڑہ مُشکَل (مردوں کی شکل والا) کو مردوں کی صف میں نہیں کھڑا ہونا چاہیئے اگر کھڑا ہو جائے تو بہر حال نماز ہو جائے گی نیز خوبصورت جوان مرد کسی مرد کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی (۲)۔

عدم صف بندی پر وعید:

جہاں صف بنانے کے بہت فضائل ہیں وہاں صفوں کی درستگی نہ کرنے پر سخت وعید بھی آئی ہے۔**کہ** (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے ''برابر کھڑے ہو آگے پیچھے مت کھڑے ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائیگا'' (۳)۔نیز یہ **کہ** (حدیث) ''اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا'' (۴)۔ایک جگہ یوں تاکید فرمائی **کہ** (حدیث) ''جو صف کو ملائے گا پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے ملائے گا، جو صف کو توڑے گا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے توڑے گا'' (۵)۔اور جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی **کہ** نماز شروع کرنے سے پہلے (حدیث) ''آپ ﷺ صفیں سیدھی فرمایا کرتے تھے ایک دن آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو ملاحظہ فرمایا جس کا سینہ آگے بڑھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہیں لازماً اپنی صفیں سیدھی رکھنا ہوں گی ورنہ ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے چہرے نہ بگاڑ دے'' (۶)۔ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے تھے، جب آپ کو اطلاع مل جاتی کہ صفیں برابر ہو گئی ہیں تو اس وقت تکبیر کہتے تھے'' (۷)۔

---

(۱) شامی، بہارِ شریعت (۲) عالمگیری، درمختار (۳) عن ابو مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۶۵۹، مسلم ج۱ ح۸۷۵، نسائی ح۸۰۲، ترمذی، ابن ماجہ ح۱۰۲۴، مسند احمد، ابن حبان ح۲۱۶۱، ابن خزیمہ ح۱۵۴۲، بیہقی ح۴۹۴۲، دارمی ح۱۲۹۹، ترغیب ج۱ ح۳۱۲، مشکوٰۃ ح۱۰۲۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۷۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۵۸ (۴) عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۸۸۴، ابوداؤد ج۱ ح۶۶۱، نسائی ح۸۰۱، مشکوٰۃ ح۱۰۱۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۸ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم، نسائی ح۸۱۰، مسند امام احمد، ابن خزیمہ ح۱۵۴۹، ابوداؤد ج۱ ص۹۷، حاکم ج۱ ح۷۷۴، مشکوٰۃ ح۱۰۳۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۷۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۵۸ (۶) عن نُعمان بن بَشیر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۷۹، مسلم ج۲ ص۵۳، ترمذی ج۱ ح۲۱۶، ابن ماجہ ح۱۰۴۲، حجۃ اللہ البالغہ (۷) عن نافع رحمۃ اللہ علیہ، مؤطا امام مالک ح۲۳۳، ۳۷۵۔

باب۔۱۴

احکام جماعت

نماز با جماعت ایک عمدہ طریقہ بندگی ہے جس میں اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی رِضاء ہے۔لہٰذا وہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کو خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔اس کے اندر جو خصوصی انوار و تجلّیات کی ٹھنڈک ہے وہ وہی جانتا ہے جو باجماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو۔اور پھر ایک سچے عاشقِ رسول کیلئے تو یہ عمل کسی فرض سے کم نہیں کہ باجماعت نماز پڑھنا پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل اور سنّتِ مؤکدہ ہے۔اسلئے اگر سمجھیں تو یہ آپ کیلئے جماعت کی فضیلت کی اہم دلیل ہے۔

❁۔(حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب تنہاء نماز سے 27 گنا زیادہ ہے'' (۱)۔اور (حدیث) ''مرد کی اپنے گھر میں (ثواب میں) ایک نماز ہے، محلّہ کی مسجد میں 25 نمازیں، جامع مسجد میں ایک نماز (ثواب میں) 500 نمازیں، مسجد اقصیٰ میں ایک نماز 50,000 نمازیں، میری مسجد (نبوی) میں ایک نماز 50,000 نمازیں اور مسجد حرام میں ایک نماز (ثواب میں) 1,00,000 نمازیں ہیں'' (۲)۔

ایک ایمان افروز تجزیہ:

حرمِ مکہ پاک ہو یا حرمِ مدینہ پاک ہمارے لئے دونوں مقامات مرکزِ ایمان و جان ہیں اور دونوں کی فضیلت ایک دوسرے سے ورای الورٰی ہے تاہم قارئین کی دلچسپی اور محبت و ایمان کو جلا بخشنے کیلئے ایک شماریاتی تجزیہ (Statistical analysis) پیشِ خدمت ہے:۔

سابقہ حدیث پاک میں مسجد نبوی میں پچاس ہزار اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب لکھا گیا ہے جبکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ''یا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ! جتنی تُو نے مکّہ پاک میں برکت عطاء فرمائی ہے مدینہ پاک میں اس سے دوگنا برکت عطاء فرما'' (۳)۔سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح انشاء اللہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء بھی قبول ہے۔اس بنا پر مکہ پاک میں ایک لاکھ اور مدینہ پاک میں ایک نماز کا ثواب دو لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتا ہے۔سبحان اللہ۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۱۴، مسلم ج۱ ح۱۳۷۶، ابن ماجہ ح۸۳۵، ترمذی ج۱ ح۲۰۶، ابوداؤد، نسائی ح۸۲۸، مؤطا امام مالک ح۲۹۰، مؤطا امام محمد ح۱۸۸، ابن حبان ح۲۰۵۲، ابن خزیمہ ۱۴۹۰، دارمی ح۱۳۱۰، بیہقی ح۳۵۷۴، مسند احمد، شعب الایمان ج۳، ترغیب ج۱، مشکوٰۃ ح۹۸۵، بلوغ المرام ح۳۲۲ ص۱۳۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۵۵ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری، ابن ماجہ ح۸۳۳، امام احمد ج۱۱ ص۵۱۶، معجم اوسط ج۷، مشکوٰۃ ص۴۲ ح۶۹۶، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۴۳۵ ترغیب ج۱ ح۹۱۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۹۳ احصہ ۸ ص۱۸۴، مظاہر حق (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۷۵۸، مسلم ج۲ ح۳۲۳۰، خصائص کبریٰ ج۱ ص۴۶۵، ترغیب ج۲، شرح عینی، فتح الباری، فیوض الباری حصہ ۷ ص۱۱۱۔

اور اگر درجِ ذیل دو احادیث کی تطبیق کریں تو کمال ایمان افروز نتیجہ سامنے آتا ہے کہ

[1] (حدیث) ''بیت المقدس میں ایک نماز 1,000 نماز کی طرح ہے'' (۱)۔ اور [2] (حدیث) ''مسجد نبوی میں ایک نماز بیت المقدس میں 1,000 نمازوں سے افضل ہے'' (۲)۔

گویا مسجد نبوی میں ایک نماز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسجد اقصیٰ میں 1,000 نماز سے افضل۔

مسجد اقصیٰ میں ایک نماز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیگر مساجد میں 1,000 نماز کی طرح۔

لھذا = مسجد اقصیٰ میں 2 نمازیں۔۔ دیگر مساجد میں (1,000X2) 2,000 نمازوں کی طرح

= مسجد اقصیٰ میں 100 نمازیں۔ دیگر مساجد میں (1,000X100) 1,00,000 نمازوں کیطرح

= مسجد اقصیٰ میں 1000 نمازیں۔ دیگر مساجد میں (1,000X1,000) 10,00,000 نمازوں کیطرح

سبحان اللہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز 10 لاکھ نمازوں سے افضل ہے

اور یہ مسجد نبوی میں تنہاء نماز ادا کرنے کا ثواب ہے۔ چونکہ باجماعت نماز کا ثواب 27 گنا بڑھ جاتا ہے لہذا مسجد نبوی میں ایک نماز باجماعت کا ثواب (10,00,000X27=2,70,00,000) 2 کروڑ 70 لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا بات ہے مدینے کی۔ اور پھر اگر رمضان المبارک کا مہینہ ہو تو 70 گنا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے لہذا 2 کروڑ 70 لاکھ کو 70 سے ضرب دینے سے مسجد نبوی میں ماہِ رمضان المبارک میں ایک نماز کا ثواب کم از کم ایک ارب 89 کروڑ نمازوں سے افضل ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۞۔ (حدیث) ''جس نے مسجد نبوی میں 40 نمازیں متواتر ادا کیں اس کیلئے جہنّم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''جو پاک صاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس میں نماز ادا کی تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے'' (۴)۔

۞۔ نماز باجماعت اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھنا افضل ہے چاہے جماعت قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر محلّہ کی مسجد میں آپ تنہاء نمازی ہوں تو چاہیئے کہ پہلے اذان کہیں اور پھر نماز پڑھیں۔ آپ کی وہ نماز جامع مسجد کی جماعت سے بھی افضل ہے (۵)۔

(۱) عن میمونہ رضی اللہ عنہا، ابوداؤد ج۱ ص۱۸۶، مجمع الزوائد ج۴ ص۶۷۵، مسند امام احمد ج۱۸ ص۶۰۵، بیہقی ج۲ ص۶۱۹، مسند ابی یعلیٰ ج۱۲ ص۵۲۳ (۲) عن ارقم رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج۴ ص۶۴۱، معجم کبیر ج۱ ص۳۰۶، مجمع الزوائد ج۳ ص۶۷۲، تاریخ الحرمین (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، مسند احمد، طبرانی اوسط، ترمذی، ترغیب ج۱ ح۹۱۱، خلاصۃ الوفاء ص۴۳، وفاء الوفاء ج۱ ص۷۷، کتاب الحج محمود الوری ص۱۲۷، ۳۵۹، جذب القلوب (۴) عن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ص۹۲، وفاء الوفاء ج۱ ص۷۷، مدینۃ الرسول ﷺ ص۱۵۱ (۵) صغیری، بہار شریعت۔

۞ ۔(حدیث)"پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جس وقت ہم 3 آدمی ہو جائیں تو ہم میں سے ایک آگے بڑھے (اور جماعت کرائے)" (۱)۔ نیز (حدیث)"جس گاؤں یا جنگل میں 3 آدمی ہوں اور پھر جماعت نہ ہو تو بلا شبہ اُن پر شیطان نے غلبہ کرلیا ہے، تو جماعت کو لازم جانو، بھیڑیا اُسی جانور یا بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ (Flock) سے دُور ہو" (۲)۔ نیز (حدیث)"کسی کی ایک آدمی کے ساتھ نماز با جماعت اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور 2 آدمیوں کے ساتھ نماز ایک آدمی کے ساتھ پڑھنے سے بہتر ہے اور جتنے زیادہ ہوں اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں" (۳)۔ اسی بارے فیاضِ عالم حضرت خواجہ غلام رسول تو گیروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "جب صاحبِ ایمان نماز با جماعت ادا کرتے ہیں اور اُن کی تعداد 10 سے کم ہوتی ہے تو اُن کا ثواب فرشتے لکھتے ہیں مگر جب 10 سے زیادہ افراد شامل ہو جاتے ہیں تو فرشتے قلم رکھ دیتے ہیں اُس وقت اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اُنہیں خصوصی اجر و ثواب سے نوازتا ہے اس کا ثواب اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کے سوا کوئی نہیں جانتا" (۴)۔

۞ ۔(حدیث)"جو شخص فجر اور عشاء کی جماعتوں میں شامل رہا تو اُس کیلئے 2 برأت نامے ہیں۔ ایک نفاق سے اور دوسرا شرک سے" (۵)۔ نیز (حدیث)"جو فجر اور عشاء کی نمازوں کی جماعتوں میں 40 دن تک برابر شریک ہوتا رہا اُس کیلئے نفاق اور شرک سے برأت لکھ دی جاتی ہے" (۶)۔

۞ ۔(حدیث)"جو کوئی اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے 40 دن تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ با جماعت نماز پڑھے اُس کیلئے 2 آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک دوزخ کی آگ سے آزادی اور دوسری نفاق سے آزادی" (۷)۔ (حدیث)"حضرت سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ کی 40 سال تک جماعت میں تکبیرِ اُولیٰ فوت نہیں ہوئی انہیں لوگ "**حمامۃُ المسْجد**" مسجد کی کبوتری کہا کرتے تھے" (۸)۔

۞ ۔(حدیث)"جو شخص وضوء کر کے مسجد آیا اُس نے فجر کی پہلی 2 رکعت سنّت پڑھ لی اور پھر فرضِ فجر پڑھنے تک بیٹھا رہا تو اُس کی آج کی نماز ابراروں کی سی لکھی جاتی ہے اور وہ خداوندی قاصدوں

(۱) عن سَمُرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۹ (۲) عن ابو درداء رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ح ۱۰۹۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۴۴، نسائی ح ۸۳۸، حاکم ج ۱ ح ۷۶۵، ابن خزیمہ ح ۱۴۸۶، بیہقی ح ۴۷۰۸، ابن حبان، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۸۵۹، مشکوٰۃ ح ۱۰۰۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۶۰، حجۃ اللہ البالغہ (۳) عن اُبیّ رضی اللہ عنہ، مسند احمد، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۵۱، نسائی، حاکم، ابن خزیمہ، ابن حبان، آثار السنن مشکوٰۃ ح ۹۹۹، بلوغ المرام ح ۴۴۷ ص ۱۴۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۶۰ (۴) تذکرہ مشائخ تو گیرہ شریف ص ۷۹، انیس الواعظین ص ۲۷ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح ۱۳۴۳ (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح ۱۳۴۳ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۲۹، مشکوٰۃ ح ۱۰۷۶، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۲۶۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۸ (۸) طبقات کبریٰ شعرانی ص ۴۷، قوت القلوب ج ۲ ص ۲۳۴۔

میں لکھا جاتا ہے" (۱)۔ مزید (حدیث) "جو فجر کی نماز پڑھتا ہے شام تک اللہ کریم جل جلالہ کی حفاظت یا ذمہ میں رہتا ہے" (۲)۔ اسلئے (حدیث) "اللہ کریم جل جلالہ کا ذمہ نہ توڑو جو اللہ کریم جل جلالہ کا ذمہ توڑے گا اللہ کریم جل جلالہ اُسے اوندھا دوزخ میں ڈال دے گا" (۳)۔

❀۔ (حدیث) "جس نے نمازِ عشاء باجماعت پڑھی اُس نے گویا آدھی رات تک عبادت کی اور جس نے عشاء اور فجر باجماعت پڑھی گویا اُس نے پوری رات عبادت کی" (۴)۔ ایک جگہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ان میں سے کسی کو معلوم ہو کہ مجھ کو پُر گوشت ہڈی یا عمدہ پائے بکری یا گائے کے ملیں گے تو نمازِ عشاء میں ضرور آئیں" (۵)۔

❀۔ (حدیث) "جس شخص نے نماز پنجگانہ باجماعت ادا کی جہاں وہ پُل صراط سے بجلی کی چمک کی مانند گزرے گا اور سب سے پہلے جنّت میں جانے والوں میں سے ہوگا اور اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا" (۶) اور (القرآن) "اُن سے کہا جائیگا جنّت میں داخل ہو جاؤ سلامتی کیساتھ" (۷)۔

شاملِ جماعت نہ ہونے پر وعید:

جماعت سے نماز پڑھنا سنّت مؤکدہ اقرب الی الواجب ہے (۸)۔ جس کے قصداً ترک پر سخت وعید ہے اسلئے "بلا عذر جماعت چھوڑنے والا تارک سنّت ہونے کی بنا پر گنہگار اور سزا کا مستحق ہے" (۹)۔ کہ (حدیث) "جس نے اذان سنی اور نماز کیلئے نہ گیا وہ سنّتِ نبوی کا تارک ہے" (۱۰)۔ اور "کئی دفعہ چھوڑنے والا فاسق اور مردود الشّہادت اور سخت سزا کا مستحق ہے، اگر پڑوسی اُسے نہ سمجھائیں تو وہ بھی گنہگار ہوں گے" (۱۱)۔

❀۔ (حدیث) "مسجد کے پڑوسی کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جب تک وہ مسجد میں نہ آئے" (۱۲)۔ اور (حدیث) "جس نے اذان سنی اور مسجد میں آنے سے کوئی عذر مانع نہیں تو اُسکی وہ نماز (نمازِ فرض)

(۱) طبرانی، نزھۃ المجالس (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، طبرانی (۳) طبرانی (۴) قال سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۳۹۰، ترمذی ج ۱ ح ۲۱۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۵۲، شعب الایمان، مؤطا امام مالک ح ۲۹۷، مشکوٰۃ ح ۵۸۱، ترغیب ج ۱ ح ۲۶۷، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۷۳، تفسیر خزائن العرفان ص ۶۵۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۲ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۱۳، مسلم ج ۱ ح ۱۳۸۰، مشکوٰۃ ح ۹۸۶، ترمذی، ابن ماجہ ح ۸۴۲، ۸۴۳، نسائی ح ۸۳۹، مؤطا امام مالک ح ۲۹۲، دارمی ح ۱۳۰۷، احمد ج ۱ ح ۱۰۴۱، ابن خزیمہ ج ۲ ح ۱۴۸۴، ابن ابی شیبہ ج ۱ ح ۳۳۵۱، شعب الایمان ج ۳، ترغیب ج ۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۵۵، بلوغ المرام ح ۴۲۵ ص ۱۳۵، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۹۷، احیاء العلوم (۶) خلاصۃ الاخبار، انیس الواعظین ص ۱۷ (۷) سورہ ق، ۳۴ (۸) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۳، عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۷، محیط سرخسی (۹) درمختار، شامی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۷ (۱۰) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترغیب ج ۱ ح ۲۷۷، طبرانی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۸۷ (۱۱) درمختار، شامی (۱۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، دارقطنی ج ۱ ص ۴۲۰، حاکم ح ۸۹۸، سنن کبریٰ بیہقی ح ۲۱۷۴، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۸۷، احیاء العلوم۔

قبول نہیں جواُس نے گھر میں پڑھی''(۱)۔نیز (حدیث)''مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہوتی جواذان سننے کے بعد مسجد میں نہیں آتا''(۲)۔اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص مسجد اور جماعت کی فضیلت سے محروم رہے گا،نفسِ نماز کی حدتک تواُس کی نماز کی ادائیگی ہوجائے گی لیکن کثیر اجروثواب سے محروم رہے گا اور اس فعل کو ہمیشہ اختیار کرنا اہل اسلام کے شعار سے نہیں ہے۔

۞۔(حدیث) آنحضرت ﷺ کے پاس ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ میرے پاس مجھے کوئی پکڑ کر مسجد لانے والا نہیں ہے مجھے رخصت فرمائیں کہ مَیں گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں''پس آپ ﷺ نے اُن کو رخصت دے دی،چنانچہ وہ چل دیئے پھر آپ ﷺ نے اُن کو بلایا اور فرمایا''کیا تم اذان سنتے ہو؟''عرض کی''ہاں یارسول اللہ ﷺ'' آپ ﷺ نے فرمایا''تو پھر نماز کی جماعت میں حاضر ہوا کرو''(۳)۔آپ ﷺ کا یہ فرمان اسلئے تھا کہ کہیں میری اُمت کے تمام اندھے اس فرمان کو جواز بناکر مسجد میں آنا نہ چھوڑ دیں۔ایسے ہی (حدیث)''حضرت سیّدنا ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ مدینہ پاک میں موذی جانور بکثرت ہیں اور مَیں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ مَیں گھر پر نماز پڑھ لوں؟''آپ سرکار ﷺ نے فرمایا''**حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح** سنتے ہو؟''عرض کیا''ہاں یارسول اللہ ﷺ''فرمایا''تو حاضر ہوا کرو''(۴)۔

۞۔(حدیث) سیّدنا سلیمان بن حثمہ تابعی علیہ الرحمۃ رات عبادت میں مشغول رہے،جس کی وجہ سے فجر کی جماعت میں نہ آئے تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کی والدہ سیّدہ شفاء رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے پوچھا''وہ رات کو نماز پڑھتے رہے اسلئے ان کی آنکھ لگ گئی''تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا''فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا میرے نزدیک اِس سے محبوب ہے کہ ساری رات میں قیام کروں''(۵)۔گویا جو رات کا قیام فجر باجماعت سے روکے اُس سے قیام نہ کرنا بہتر ہے۔

۞۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ''آقا کریم ﷺ کے زمانہ میں،ہم میں سے وہی آدمی جماعت سے پیچھے رہتا تھا جو منافق ہوتا تھا یا پھر بیمار شخص یہاں تک کہ کمزور بیمار

(۱) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسلم،ابوداؤد ج۱ ح۵۴۸،ابن ماجہ ح۷۹۳،۸،ابن حبان،دارقطنی،مستدرک حاکم ج۱ ح۸۹۴، ترغیب،جوہرالنقی،بلوغ المرام ح۴۲۸ ص۱۳۶(۲) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱۰۰(۳) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۳۸۵،سنن نسائی ح۸۴۱،مشکوٰۃ ص۹۵ ح۹۸۷،بلوغ المرام ح۴۲۷ ص۱۳۶،کشف الغمہ ج۱ ص۲۸۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۵۶(۴) ابوداؤد ج۱ ح۵۵۰،نسائی ح۸۴۳،بیہقی ح۴۷۲۹،مستدرک حاکم ح۹۰۱،مشکوٰۃ ح۱۰۱۱، کشف الغمہ ج۱ ص۲۸۷،مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۵(۵) عن سیّدنا ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ علیہ الرحمۃ مؤطا امام مالک ح۲۹۶،مؤطا امام محمد ح۲۴۲،ترغیب ج۱ ح۷۰۲،مشکوٰۃ ح۱۰۱۳،مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۶۔

قسم کے لوگ 2 آدمیوں کے درمیان پاؤں گھسیٹتے ہوئے بھی آکر صف میں شریک ہو جاتے تھے'' (۱)

۞۔(حدیث) ''جو اذان کے وقت مسجد میں ہو اور پھر اذان کے بعد مسجد سے چلا جائے اور وہ کسی حاجت کیلئے بھی نہ گیا ہو اور نہ واپس ہونے کا ارادہ ہو تو وہ منافق ہے'' (۲)۔ یعنی ''اُس کا طرزِ عمل منافقانہ ہے'' (۳)۔ اسلئے (حدیث) ''آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ''جس وقت تم مسجد میں ہو اور اذان دی جائے تو کوئی نماز پڑھے بغیر مسجد سے نہ نکلے'' (۴)۔ ایسے ہی (حدیث) ''ایک شخص اذان کے بعد مسجد سے نکلا تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اِس نے ابو القاسم (ﷺ) کی نافرمانی کی'' (۵)۔ تاہم اگر کسی عذر کی بناء پر جانا ہو تو اذان سے پہلے چلا جائے بعد میں جانا مکروہ ہے (۶)۔

۞۔ ایک دن پیارے آقا کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو بعض نمازوں کی جماعت میں نہ پایا تو (حدیث) فرمایا ''مَیں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دُوں اور خود اُن لوگوں کے پاس جاؤں جو (جماعت کے ساتھ) نماز میں نہیں آئے اور اُن کے گھروں کو آگ لگا دُوں'' (۷)۔ صحابہ کرام ؓ کا با جماعت نماز پر عمل کا یہ عالم تھا کہ (حدیث) حضرت عتاب بن اسید ؓ جو عہد نبوی میں مکہ پاک کے گورنر تھے اپنے خطبہ میں فرمایا ''اے اہل مکہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ خبر پہنچی کہ تم میں کوئی قصداً نماز کی جماعت کیلئے نہیں آیا تو مَیں اُس کی گردن مار دُوں گا'' (۸)۔

۞۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچّے نہ ہوتے تو مَیں عشاء کی نماز قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ (جو گھر بیٹھے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آئے) جو کچھ اُن کے گھروں میں ہے اُسے جلا دیں'' (۹)۔ کیونکہ (حدیث) ''سب نمازوں میں زیادہ بھاری منافقوں پر نمازِ عشاء

---

(۱) مسلم ج۱ ح۱۳۸۶، ابوداؤد ج۱ ح۵۴۷، ابن حبان ح۲۱۰۰، ابن خزیمہ ح۱۴۸۳، ابو یعلی ح۵۰۲۳، معجم کبیر ح۸۶۰۸ (۲) عن عثمان غنی ؓ، ابن ماجہ ح۷۸۰، مؤطا امام مالک ح۳۸۷، ترغیب ج۱ ح۵۱۷، بیہقی ح۱۸۷۴، مشکوٰۃ ح۱۰۰۹، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۴، طبرانی اوسط، فیوض الباری حصہ ۱ ص۲۲۹ حصہ ۳ ص۲۹۵ (۳) فیوض الباری ج۱ ص۲۲۹ (۴) عن ابوہریرہ ؓ، احمد ج۱ ح۱۱۵۷، مسلم ج۱، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ترغیب ج۱ ح۱۷۴، مشکوٰۃ ح۱۰۰۷ مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۴ (۵) عن ابوہریرہ ؓ مسلم ج۱ ح۱۳۸۸، نسائی ح۶۷۷، ترمذی ج۱ ح۱۹۵، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۷۷۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۵ (۶) عالمگیری ج۱ ص۱۹۲، جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ (۷) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری ج۱ ح۶۲۲، مسلم ج۱ ح۱۳۸۰، ابوداؤد ج۱ ح۵۴۵، ابن ماجہ ح۸۳۷، ترمذی ج۱ ح۲۰۸، مؤطا امام مالک ح۲۹۲، مسند امام احمد، ابن حبان ح۲۰۹۶، بیہقی ح۱۲۷۴، ابن ابی شیبہ، مشکوٰۃ ح۹۸۶، کشف الغمہ ج۱ ص۲۸۶، معجم اوسط ح۳۳۵، عبد الرزاق ح۱۹۸۵، مرآۃ ج۲ ص۱۵۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۷، ترغیب والترہیب، بلوغ المرام ح۴۲۵ ص۱۳۵ (۸) کتاب الصلوٰۃ ابن قیم، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۷ (۹) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری ج۱ ح۶۲۲، مسلم ج۱ ح۱۳۸۱، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ج۱ ص۹۸ ح۱۰۰۶، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۴، فتاویٰ فیض رسول۔

اور نمازِ فجر ہے مگر جوان نمازوں میں فضیلت ہے اگر وہ جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سُرین (چوتڑوں) کے بَل گھسٹتے ہوئے آنا پڑتا" (١)۔

۔ (حدیث) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "انسان کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ (Lead) بھر دیا جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اذان سنے مگر (جماعت کیلئے) مسجد میں نہ آئے" (٢)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "اگر کسی کو اُس کی ماں شفقت کے طور پر نماز عشاء باجماعت پڑھنے سے روکے تو وہ ماں کا کہنا نہ مانے" (٣)۔

۔ یہ فرمان لکھتے ہوئے تو خوف سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو رہے ہیں کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اُس شخص کے بارے دریافت کیا گیا جو دن کو روزے رکھتا اور رات کو تہجد پڑھتا مگر جماعت اور جمعۃ المبارک میں حاضر نہ ہوتا تھا تو آپ نے فرمایا "وہ دوزخی ہے" (٤) اسی طرح صاحب انیس الواعظین حضرت ابوبکر بن محمد بن علی بدر القریشی علیہ الرحمۃ۔ لکھتے ہیں کہ (حدیث) پیارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اگر میرا اُمتی میری اُمت کی تعداد کے برابر نماز ادا کرے اور اتنے ہی روزے رکھّے اور اتنے ہی حج ادا کرے نیز تمام طاعات و عبادات بجالائے اور ہر قسم کی نیکیاں جمع کرے مگر جمعۃ المبارک اور جماعت میں حاضر نہ ہو تو اُس کے باعث اللہ تعالیٰ جل جلالہ اُسے دوزخ میں بھیجے گا اس سے قطعاً کچھ نہ پوچھا جائے گا بلکہ اللہ کریم جل جلالہ اُسے نظرِ رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں اور آخرت میں اُس کے فرض و نفل قبول نہیں ہوں گے" (٥)۔ نیز (حدیث) "یہ سراسر ظلم ہے کفر اور نفاق ہے کہ کوئی اذان سنے اور نماز کو نہ جائے" (٦)۔

۔ حضرت سیّدنا ابو سلیمان درانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "نماز با جماعت اسلئے فوت ہو جاتی ہے کہ آدمی کسی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہوتا ہے"۔

شامل جماعت نہ ہونے کے عوارض:۔

درج ذیل صورتوں میں نماز کیلئے جماعت میں حاضری ساقط یا معاف ہو جاتی ہے لیکن نماز تو بہر حال ہرگز ہرگز معاف نہیں مگر ان مشکل حالات میں بھی مسجد میں جماعت کیلئے حاضر ہونا

(١) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ١٠٢، بخاری ج ١ ح ٦٢٠، مسلم ج ١ ح ١٣٨١، ابوداؤد ج ١ ح ٥٥١، سنن نسائی ح ٨٤٣ ابن ماجہ ح ٨٤٣، دارمی ح ١٣٠٦، بیہقی ح ٤٩٧٤، مستدرک حاکم ح ٩٠٤، ابن خزیمہ، ابن حبان، مشکوٰۃ ح ٥٨٠، مرأۃ المناجیح ج ١ ص ٢٧٣، فیوض الباری حصہ ٣ ص ٣٠٣، بلوغ المرام ح ٤٣٦ ص ١٣٦ ولفظہ لہ مؤطا امام مالک ح ٢٩٥ (٢) مکاشفۃ القلوب (٣) بخاری ج ١، فیوض الباری حصہ ٢ (٤) ترمذی، ترغیب والترہیب ج ١ ح ٢٧٦ (٥) انیس الواعظین ص ٣٧ (٦) مسند امام احمد، طبرانی، ترغیب والترہیب ج ١ ح ٢٧٣۔

بہرحال کثیر اجر وثواب کا باعث ہے۔اور اگر ان عوارض کی بنا پر نماز کی جماعت میں شامل نہ ہوسکیں مگر جماعت میں شامل ہونے کا شوق بہت زیادہ ہو تو انشاء اللہ تنہا پڑھی گئی نماز کا ثواب بھی اللہ کریم ﷻ باجماعت نماز جیسا ہی عطاء فرمادے گا(۱)۔

۞ شدید بارش یا کیچڑ ہو(۲)۔▪▪▪اتنی شدید سردی ہو کہ بیمار ہونے کا اندیشہ ہو(۳)۔▪▪▪سخت اندھیرا ہو اور راستہ خوفناک ہو۔▪▪▪ظالم یا دشمن کے ایذا پہنچانے کا شدید خوف ہو۔▪▪▪کسی کی قید میں ہو▪▪▪اندھا شخص کہ جو نہ خود راستہ کی شناخت رکھتا ہو اور نہ کوئی اُسے لے جانے والا ہو▪▪▪فالج زدہ معذور۔▪▪▪پاؤں کٹا ہو اور بیساکھی نہ ہو۔▪▪▪شدید بیماری کہ جس کی وجہ سے مسجد تک جانے میں مشقت ہو▪▪▪چلنے پھرنے سے معذور ہو۔▪▪▪اتنا بڑھاپا کہ چلنے سے عاجز ہو▪▪▪بہت بھوک لگی ہو اور کھانا حاضر ہو(۴)۔▪▪▪پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کی شدید حاجت ہو(۵)۔▪▪▪قافلہ یا گاڑی وغیرہ کے نکل جانے کا ڈر ہو۔▪▪▪بہت ضروری مریض کے پاس ٹھہرنا ہو۔▪▪▪سخت آندھی چل رہی ہو▪▪▪مال یا کھانا تلف ہونے یا چوری کا اندیشہ ہو▪▪▪قرض خواہ کا خوف ہو اور یہ تنگ دست ہو(۶)۔

تثویب:

اذان کے بعد اقامت سے پہلے جماعت کھڑی ہونے سے تھوڑی دیر پہلے نمازیوں کو اطلاع دینے کیلئے کچھ کلمات زبان سے بلند آواز سے سپیکر میں یا بغیر سپیکر کہنا تثویب کہلاتا ہے۔

(۷)۔اس سے کام کاج والے افراد جو زیادہ دیر مسجد میں جماعت کے انتظار میں نہیں بیٹھ سکتے وہ آگاہ ہوجاتے ہیں۔علماء کرام متاخرین نے سوائے نماز مغرب کے اسے جائز اور مستحسن لکھا ہے۔

(۸)۔یہ الفاظ اپنے علاقے کے لحاظ سے کچھ بھی ہوسکتے ہیں جیسے اللہ اکبر کہنا۔اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہنا،اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ یَامُصَلِّیْن کہنا جماعت کھڑی ہونے

(۱) نورالایضاح (۲) بمطابق حدیث بخاری ج۱ ح۶۳۶، مسلم ج۱ ح۱۴۹۷ تا ۱۵۰۲، ترمذی ج۱ ح۲۹۲، ابن ماجہ ح۹۸۴ ابوداؤد ج۱ ح۱۰۴۸، نسائی ح۶۴۷، مؤطا امام محمد ح۱۸۶، مشکوٰۃ ح۹۸۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۵۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۲ (۳) نسائی ح۶۴۸، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۴۸ (۴) بمطابق حدیث بخاری ج۱ ح۶۳۸، مسلم ج۱ ح۱۱۴۳، مشکوٰۃ ح۹۸۹، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۵۷ (۵) بمطابق حدیث مسلم، ترمذی، مؤطا امام مالک ح۳۸۰، ابوداؤد، نسائی ح۸۴۳، ابن ماجہ، دارمی ح۱۴۶۳، ابن خزیمہ ح۹۳۲، بیہقی ح۴۸۰۷، مشکوٰۃ ح۱۰۰۲، بلوغ المرام ح۶۱۲ ص۹۹، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۶۱ (۶) درمختار، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۲، ۲۹۹، نورالایضاح (۷) عالمگیری ج۱ ص۸۸ (۸) درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۱۶۲، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۴۰۷، عالمگیری ج۱ ص۸۸، شرح نقایہ۔

میں 10 منٹ باقی ہیں کہنا وغیرہ (۱)۔ جان سے پیارے آقا کریم ورحیم ﷺ کے دورِ پُر انوار میں نمازِ فجر کے وقت ایسا ہوتا تھا (۲)۔

اقامت:

جس طرح نماز کی طرف آنے اور تیاری کیلئے اذان کا بلاوہ دیا جاتا ہے اُسی طرح نماز پنجگانہ و جمعہ کی جماعت کیلئے اقامت کہی جاتی ہے۔ اذان کی طرح اقامت بھی صرف ایک بلاوہ ہی نہیں بلکہ اللہ کریم ﷻ و رسول کریم ﷺ کی خوشنودی و رضاء کا موجب اور بے پناہ اجر و ثواب سے لبریز ایک ایسا متبرک و مقدّس سنّت طریقہ ہے اور اقامت ''اذان سے زیادہ مؤکدہ (ضروری) ہے'' (۳)۔ چونکہ اذان و اقامت ایک دوسرے کی مثل ہیں اسلئے ان دونوں کے فضائل بھی ایک جیسے ہیں۔ لہٰذا اذان کے جو فضائل اِس سے بیشتر بیان ہو چکے ہیں وہی اقامت کے فضائل ہیں۔

۞۔ اذان اور اقامت کے درمیان کچھ وقفہ کرنا مسنون ہے تاکہ جن نمازوں میں فرض سے پہلے سنّتیں ہیں وہ ادا کی جاسکیں، ان میں اذان و اقامت کو ملانا مکروہ ہے مگر نماز مغرب کے بعد معمولی وقفہ جو کہ تین چھوٹی آیات کی مقدار ہو کریں (۴)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ رکھو کہ کھانے والا کھالے، پینے والا پی لے، اور قضائے حاجت یا وضو والا فارغ ہولے'' (۵)۔ وقفہ نہ کرنا اور فوراً اقامت کہنا مکروہ ہے کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ یا فاصلہ رکھو کہ کھانے پینے والا کھا پی لے اور قضائے حاجت والا حاجت سے فارغ ہولے'' (٦)۔ مگر مغرب کی اذان کے متعلق ہے کہ (حدیث) ''ہر اذان و اقامت کے درمیان (کم از کم) دو رکعت نفل پڑھنا ہے مگر مغرب میں نہیں'' (۷)۔ گویا اذانِ مغرب کے بعد زیادہ وقفہ نہیں ہے۔ البتہ مغرب کی اذان کے بعد دعاء مسنونہ پڑھنے کے بعد 3 چھوٹی آیتوں کی مقدار وقفہ کر کے اقامت کہیں متصل کرنا مکروہ ہے (۸)۔

(۱) درمختار، نورالایضاح، بہارِ شریعت ج۱ ص۱٦۲، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۷۹، سیرت حلبیہ ج۳ ص۳۵۴ (۲) نورالایضاح حاشیہ (۳) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۸۳، بحر الرائق (۴) جامع صغیر ص۱۰، ہدایہ ج۱ ص۵٦، شرح نقایہ ج۱ ص٦۲، درمختار ج۱ ص٦۳، عالمگیری ج۱ ص۸۸ (۵) عن جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸٦، جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸٦، بیہقی ح۱۸۵۸، معجم اوسط ح۱۹۵۲، حاکم ج۱ ح۷۳۲، مجمع الزوائد ج۲ ص۴ (٦) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج۲ ص۴، ترمذی، مشکوٰۃ ح۵۹٦، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۸۰، بلوغ المرام ح۲۱۲ ص۸۹، کشف الغمہ ج۱ ص۱۷۱ (۷) دارقطنی ج۱ ص۲٦۴، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۷۹ (۸) درمختار ج۱ ص٦۳، عالمگیری ج۱ ص۸۸۔

۞۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اذان اور تکبیرِ اقامت کے درمیان دعاء رد نہیں ہوتی'' (۱)۔خصوصاً (حدیث) ''جب اقامت کہی جائے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے'' (۲)۔اسلئے دعاء مانگنا مستحب ہے (۳)۔

۞۔جو شخص اذان کہے تکبیر اقامت کہنا بھی اُسی کا حق ہے اور اُس کی اجازت کے بغیر دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے (۴)۔کیونکہ ایک دن راوی نے اذان کہی اور حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی تو (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''**وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ**، جو اذان کہے اقامت بھی وہی کہے'' (۵)۔اور اگر اذان کہنے والا موجود نہ ہو اور جماعت کا وقت ہو جائے یا اُس نے اس بات کی پیشگی اجازت و رِضامندی دے رکھی ہو کہ کوئی بھی اقامت کہہ دیا کرے، یا اُس نے اجازت تو نہ دے رکھی ہو مگر اگر کوئی اُس کی اجازت کے بغیر تکبیر کہہ دے تو وہ اُس سے ناراض نہ ہوتا ہو تو ان صورتوں میں کسی کا اقامت کہنا جائز ہے (۶)۔

اقامت کا طریقہ:

جیسا کہ آپ نے پیچھے بھی پڑھا کہ ''اقامت مثلِ اذان ہے'' (۷)۔یعنی دونوں کا طریقہ ایک جیسا ہے۔البتہ بہت کچھ مشترک ہونے کے ساتھ ساتھ یہ فرق بھی ہیں:۔

1۔اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے جبکہ اقامت مسجد کے اندر پہلی صف میں کھڑے ہو کر امام کے نزدیک دائیں طرف کہی جاتی ہے (۸)۔

2۔اذان کانوں میں اُنگلی ڈال کر کہی جاتی ہے جبکہ اقامت ہاتھ چھوڑ کر کہی جاتی ہے۔

3۔اذان ٹھہر ٹھہر کر اور بلند آواز سے جبکہ اقامت جلدی جلدی اور پست آواز میں کہی جاتی ہے (۹) کہ (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے بلال رضی اللہ عنہ! جب تم اذان دو تو ٹھہر ٹھہر کر دو اور جب اقامت کہو تو جلدی کہو'' (۱۰)۔نیز (حدیث) ''اذان کے

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ترمذی ج۲ ح۱۵۲۰، ابوداود، مسند امام احمد ج۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج۶ ص۳۱، ابویعلی ج۶ ح۳۶۷۹، ابن خزیمہ، مجمع الزوائد ج۱ ص۳۳۴، ترغیب ج۴، مشکوۃ ح۶۲۰ مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۹۳، ریاض الصالحین (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ احمد ج۱ ح۱۱۱۲ (۳) عالمگیری ج۱ ص۸۹ (۴) عالمگیری ج۱ ص۸۴ (۵) عن زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ ابوداود ج۱، ترمذی ج۱ ح۱۹۰، ابن ماجہ ح۷۶۳، احمد ج۱ ح۱۱۵۴، مشکوۃ ح۵۹۷، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۸۰، بلوغ المرام ح۲۱۴ ص۸۹ (۶) عینی، محیط، تنویر الابصار، درمختار، عالمگیری ج۱ ص۸۴ (۷) عالمگیری، قدوری، شرح مواہب اللدنیہ شرح مسلم (۸) عالمگیری ج۱ ص۸۷ (۹) عالمگیری ج۱ ص۸۷، ہدایہ ج۱ ص۵۵، شرح نقایہ ج۱ ص۶۱، کبیری ص۳۷۶، درمختار ج۱ ص۶۳ (۱۰) ترمذی ج۱ ح۱۸۶۔

الفاظ ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کے تیزی سے کہو"(۱)۔

4۔ اقامت میں باقی کلمات اذان کی طرح ہیں جبکہ **حَيَّ عَلَى الْفَلَاح** کے بعد 2 بار **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة** کا اضافہ کرتے ہیں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن زید رضی اللہ عنہ نے جب خواب میں سبز رنگ کے کپڑوں والے مرد کو اذان کہتے سنا تو اُس مرد نے اذان کے بعد کچھ دیر خاموشی فرمائی اور پھر کہا "جب تم نماز کیلئے تکبیر اقامت کہو تو پورے الفاظ دہراتے ہوئے **حَيَّ عَلَى الْفَلَاح** کے بعد "**قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة**" 2 مرتبہ کہا کرو"(۳)۔

اس فرق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اقامت کا طریقہ کچھ اِس طرح ہے کہ پہلی صف میں امام کے نزدیک دائیں طرف ہاتھ کھلے چھوڑ کر پاؤں، چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف کر کے اذان سے کم آواز میں تکبیر کہیں، **حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة** اور **حَيَّ عَلَى الْفَلَاح** پر چہرہ اذان کی طرح دائیں اور بائیں طرف پھیریں (۴)۔ سینہ نہیں پھرنا چاہیئے، اقامت میں اذان کی طرح پہلی بار چار مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں پھر باقی تمام کلمات اذان کی طرح اور دو دو بار کہیں جبکہ **حَيَّ عَلَى الْفَلَاح** کے بعد 2 بار **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة** اضافی کہیں (۵)۔

اقامت کہنے والے بھائیوں سے گزارش ہے کہ اقامت اُس کی اصل رُوح، حیثیت اور تقدّس کو مدّ نظر رکھ کر کہیں، اِس دوران ہلنا جلنا، اپنی داڑھی سے کھیلنا، اپنے لباس کو درست کرنا، عمامہ باندھنے لگ جانا، کسی کو اشارہ کرنا، اِدھر اُدھر فضول دیکھنا، آگے پیچھے بِلا ضرورت حرکات کرنا اور چلنا صفیں خود سیدھی کرنے لگ جانا، ننگے سَر ہونا اور بات کرنا ویسے ہی منع ہے جیسے یہ سب کچھ اذان میں منع ہے کیونکہ اقامت مثلِ اذان ہے۔ اسلئے براہِ کرم اقامت صرف کارروائی پوری کرنے کیلئے نہ کہیں بلکہ ایک اہم فریضہ سمجھ کر کہیں اس کا ثواب بھی اللہ ربّ العزت تعالیٰ نے اذان جتنا ہی رکھا ہے

اقامت کا جواب:

اللہ کریم تعالیٰ کی یہ خاص کرم نوازی ہے کہ اُس نے جہاں اذان کی طرح اقامت کہنے والے کیلئے کثیر اجر و ثواب رکھا ہے وہاں اذان کی طرح اقامت کا جواب دینے والے کو بھی بے پناہ فضیلت سے نوازا ہے اسلئے اذان کی طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے (۶)۔ لہٰذا اچھا ہے کہ تکبیر کے کلمات اتنی جلدی میں نہ کہیں کہ سننے والے کو جواب دینے کا موقع ہی نہ ملے۔ اور نہ اتنا

(۱) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، عن سیّدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۶۰ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۸۷ (۳) سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۲۴۷ (۴) در مختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۶۱ (۵) در مختار، کتب احادیث و فقہ (۶) عالمگیری ج ۱۔

رُک رُک کر اقامت کہیں کہ وہ اذان معلوم ہونے لگے بلکہ معتدل اور مناسب جلدی سے کلماتِ اقامت کہیں۔ اقامت کے باقی کلمات کا جواب تو اذان کی طرح ہی ہے تاہم **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ** کے جواب میں **اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا** کہیں (۱)۔

اقامت بیٹھ کر سننے کی سنّت:

(حدیث) "جب حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ **"قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ"** کہتے تو آقا کریم ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے کیلئے اُٹھتے" (۲)۔ لہٰذا اقامت کے بعد تاخیر نہ کریں بلکہ فوراً جماعت کھڑی کریں۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو کھڑے نہ ہو حتی کہ مجھے نکلتے نہ دیکھ لو" (۳)۔ اسی لئے (حدیث) "مؤذن حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اقامت اُس وقت کہتے جب پیارے آقا کریم ﷺ جلوہ گر ہوتے دیکھ لیتے" (۴) اور (حدیث) "آپ ﷺ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر حجرے سے باہر جلوہ گر ہوتے تھے" (۵)۔ آقا کریم ﷺ نے حکم فرما رکھا تھا کہ (حدیث) "جب تک مجھے نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہوا کرو" (۶) اور ملحوظ خاطر رہے کہ (حدیث) "جب تک مؤذّن **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ** نہ کہے نماز کیلئے کھڑے نہ ہوا کرو" (۷) اسی لئے (حدیث) "حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ اُس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذّن **قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ** کہتا" (۸)۔ لہٰذا آئمہ، فقہاء و علماء کرام کی کثیر تعداد اِس بات پر متفق ہے کہ اقامت کے شروع میں تمام افراد بیٹھے رہیں۔ کھڑے ہو کر اقامت سننا مکروہ ہے اور اگر کوئی اُس وقت آئے جب اقامت ہو رہی ہو تو وہ بھی بیٹھ جائے۔ پھر جب **حَیَّ عَلَی الْفَلَاح** کہا جائے تب کھڑے ہوں (۹)۔ یہی حکم امام کیلئے بھی ہے۔ حضرت سیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، امام احمد علیہ الرحمۃ، امام محمد علیہ الرحمۃ، امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ اور آئمہ کرام اہل کوفہ کا یہی مذہب ہے۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے دیکھیں، مؤا امام محمد، مجمع الزوائد، ابن ابی شیبہ، فتح الباری، کشف الغمہ، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، مظاہر حق، اشعۃ اللمعات، مرقاۃ، بحر الرائق، رضویہ،

(۱) بمطابق حدیث ابوداؤد ج ۱ ح ۵۲۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۸۰، عالمگیری ج ۱ ص ۸۹ (۲) عن ابن اُبی رضی اللہ عنہ مجمع الزوائد، وقال امام محمد فی مؤطا امام محمد ح ۹۸ (۳) عن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۰۷، مسلم ج ۱ ح ۱۳۶۶، نسائی ح ۶۸۰، ترمذی ج ۱ ح ۵۰۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۳۶، احمد ج ۵ ص ۳۰۴، دارمی ح ۱۲۹۳، ابن حبان ج ۵ ح ۱۷۵۵، ابن خزیمہ ج ۳ ح ۱۵۲۶، عبدالرزاق ج ۱ ح ۱۹۳۲، ابویعلیٰ ج ۱ ح ۲۰۷، بیہقی ج ۲ ح ۲۱۱۹، مشکوٰۃ ح ۶۳۳، مراٰۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۴ (۴) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۹۳، احمد ج ۱ ح ۱۱۴۳۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۹۴ (۵) مراٰۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۰۰ (۶) عن جابر رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۱۸۶ (۷) قال سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کشف الغمہ (۸) شرح مؤطا امام محمد ص ۸۶، امام نووی، شرح مسلم (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۵۹، ۸۹، مالابد منہ، بہار شریعت ج ۳ ص ۱۶۱۔

فیض رسول، عالمگیری، ردالمحتار، شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ، حاشیہ طحطاویہ، نورالایضاح، مراقی الفلاح۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ تکبیر کے شروع ہوتے ہی کھڑے ہوجاتے ہیں اور نہ کھڑے ہونے والوں کو بھی ایسا کرنے کا کہتے ہیں بلکہ بعض مقامات پر توکم علم امام بھی نہ صرف لوگوں کو کھڑا ہونے کا کہتے ہیں بلکہ خود بھی اقامت کی اللہ اکبر پر ہی کھڑے ہوجاتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ نیز امام کے مصلّے پر پہنچنے سے پہلے مقتدیوں کا کھڑا ہوجانا مکروہ ہے(۱)۔

تکبیرِ اُولیٰ:

تکبیر اُولیٰ نماز باجماعت کے شروع میں کہی جانے والی امام کی پہلی تکبیر ہے۔ جس کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے، ایمان کا خلاصہ نماز ہے اور نماز کا خلاصہ تکبیرِ اُولیٰ ہے"۔ جس کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اَلتَّكْبِيْرَةُ الْاُوْلٰى خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، تکبیرِ اُولیٰ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے" (۲)۔ اور (حدیث) "جو شخص امام کے ساتھ تکبیرِ اوّل پائے وہ اس کیلئے 1000 اُونٹ مکّہ مکرمہ میں صدقہ کرنے سے بہتر ہے"۔ نیز (حدیث) "جس کی تکبیرِ تحریمہ فوت ہوگئی اُس کے ہاتھ سے 999 دُنبیاں جاتی رہیں جو جنّت میں چر رہی ہیں اور جن کے سینگھ سونے کے ہیں"۔ تکبیر تحریمہ کے ساتھ باجماعت نماز کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو کوئی اللہ کریم ﷻ کیلئے 40 دن تکبیر اُولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے اُس کیلئے 2 آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک دوزخ کی آگ سے دوسری نفاق سے" (۳)۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ مسجد میں موجود ہوتے ہوئے بھی سُستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تکبیرِ اُولیٰ کے کثیر ثواب سے محروم رَہ جاتے ہیں۔ تکبیر اُولیٰ پانے کا درجہ اولیٰ تو یہ ہے کہ آپ تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ جماعت میں مِلیں تاہم اگر آپ اس کے بعد رکوع سے پہلے پہلے جب بھی جماعت سے مِلیں گے تو وہ تکبیر اُولیٰ ہی شمار ہوگی مگر اجر وفضیلت میں کمی آتی جائے گی جبکہ تکبیر اُولیٰ کا ادنیٰ ثواب پانے کی آخری حد علماء وفقہاء کرام کے نزدیک یہ ہے کہ "اگر مقتدی کو پہلی رکعت کا رکوع بھی امام کے ساتھ مِل گیا تو اُسے تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب مِل جائے گا" (۴)۔ مگر چونکہ یہ تکبیر اُولیٰ کی فضیلت کی آخری حد ہے اسلئے اِس کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ جونہی امام

---

(۱) عالمگیری ج۱ ص ۱۷۳، بہار شریعت ج۱ ص ۱۶۱ (۲) کنز العمّال ۱۷۸ (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی (۴) عالمگیری ج۱ ص ۱۰۷، بہار شریعت ص ۱۷۷ بمطابق مؤطا امام مالک ح ۱۵ تا ۱۸۔

اللہ اکبر کہیں آپ بلاتاخیر جماعت میں شامل ہوجائیں آپ جتنی تاخیر کرتے جائیں گے ثواب میں کمی آتی جائے گی۔ لہٰذا مقصد صرف رکعت حاصل کرنا نہیں بلکہ تکبیر اُولیٰ حاصل کرنا ہونا چاہیے

نمازباجماعت کاطریقۂ ادائیگی:

نماز با جماعت کیلئے اذان اور اقامت کہیں اور جماعت کیلئے سب سے پہلے صف بندی کریں پھر جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو اُس وقت کھڑے ہوں۔

۞۔مقتدی نماز کی اِس طرح نیت کریں ''نیّت کی مَیں نے 2 رکعت نماز فرض کی، وقت نمازِ فجر مُنہ قبلہ کی طرف پیچھے اِس امام کے عبادت اللہ کریم ﷻ کی'' اپنی نیت امام کی نیت کر لینے کے بعد کریں یہ ضرور یاد رہے کہ مقتدی کیلئے امام کی اقتدا کی نیّت کرنا ضروری ہے ورنہ اُس کی نماز نہ ہوگی جبکہ امام کو امامت کی نیّت کرنا ضروری نہیں (۱)۔ مگر امام ذہن میں رکھے کہ مَیں امام ہوں تاکہ تکبیرات بلند آواز سے کہے۔ تاہم ''اگر جماعت میں عورت یا عورتیں بھی ہوں تو امام کو عورتوں کی امامت کی نیّت کرنا ضروری ہے ورنہ عورتوں کی نماز نہ ہوگی'' (۲)۔

۞۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ جس وقت نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو فرماتے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ''(۳) لہٰذا اگر فرصت ہو تو نیّت نماز سے پہلے یہ دعاء پڑھ لینا مستحسن ہے مگر نیّت نماز سے ملا کر نہ پڑھیں اور نہ ہی تکبیر کے بعد یا ثناء کے بعد پڑھیں (۴)۔ ایک اور ایمان افروز فرمان رسالت مآب ﷺ پڑھیے اور یاد کر لیجیے ایک عمدہ نعمت سے کم نہیں کہ (حدیث) ایک شخص نماز (باجماعت) کیلئے آقا کریم ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا (نماز کے شروع میں) اُس نے کہا ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا'' پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''یہ کون بولا؟'' اُس شخص نے عرض کیا ''مَیں یارسول اللہ ﷺ'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اِس کلمہ کے پڑھنے پر 12 فرشتے دوڑے (ہر ایک چاہتا تھا کہ ان کلمات کا ثواب اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں وہ پیش کرے)''۔ دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) آپ حضور ﷺ نے فرمایا ''مجھے تعجب ہوا کہ اِس کلمہ کیلئے آسمان کے دروازے کھولے گئے'' لہٰذا ''جب

(۱) عالمگیری ج۱ص ۱۰۴، ۱۰۷، قاضی خان، درمختار (۲) درمختار، بہار شریعت، ردالمحتار (۳) سورۃ الانعام، ۷۹، ۱۶۲، عن سیدنا علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۹۰، مسلم، ترمذی ج ۲ ح ۱۳۳۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۵۲، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۳۳، مشکوۃ ح ۷۵۷، مرأۃ المناجیح ج ۱ص ۳۷ (۴) عالمگیری ج ۱ص ۱۱۴، شرح نقایہ۔

سے میں (راوی) نے آقا کریم ﷺ سے سنا اُس دن سے یہ کلمہ پڑھنا نہیں چھوڑا" (۱)۔ لہذا آپ بھی یہ کلمات پڑھ لیا کریں مگر شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر امام کے پیچھے نہ ہوں تو ان کو پڑھنا بہتر ہے اور اگر امام کی اقتداء میں ہوں تو چونکہ اطمینان سے پڑھنا مشکل ہے اسلئے نہ پڑھیں (۲)۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ کلمات تکبیر تحریمہ سے پہلے پڑھیں۔ ف: آپ کے ذوق علم کی نذر ہے کہ قریب قریب یہی وہ پہلا کلام ہے جو آقا کریم ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لانے پر فرمایا جب کہ آپ ﷺ جھولے میں تھے اور فرشتے آپ ﷺ کو لوریاں دیا کرتے تھے۔ اور پھر حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یہی وہ کلام مبارک تھا جو آپ ﷺ کی اس وقت زبان اقدس پر تھا جب آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا (۳)

۔ پھر (حدیث) "تم میں سے کوئی ایک امام بن جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو" (۴) اور تکبیر میں ہاتھ کانوں کی لوتک اُٹھائیں گے اور پھر زیرِ ناف باندھ لیں مقتدی بھی امام کی تکبیر کے بعد ویسا ہی کریں (۵)۔ اگر مقتدی نے ساری تکبیر یا اس کا کچھ حصّہ جیسے "اَللّٰه" یا "اَكْبَر" امام سے پہلے کہہ دیا تو اُس کی تکبیر نہ ہوئی جس سے اُسکی نماز ہی نہ ہوگی۔ اِسلئے احتیاط اس میں ہے کہ جب امام صاحب اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی "رُ" کہیں تو پھر آپ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی "الف" کہنا شروع کریں اور اگر یہ گمان غالب ہو کہ میری تکبیر امام سے پہلے ہوگئی ہے تو احتیاط اِسی میں کہ تکبیر یا نماز توڑ دیں اور پھر سے تکبیر تحریمہ کہیں (۶)۔

۔ امام اور مقتدی دونوں ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ) تعوّذ (اَعُوْذُ بِاللّٰه) اور تسمیہ (بِسْمِ اللّٰه) آہستہ پڑھیں، اس کے بعد نماز خواہ دن کی ہو یا رات کی مقتدی خاموش کھڑے رہیں جبکہ امام الحمد شریف اور کسی سورت کی تلاوت کریں (۷)۔

۔ امام صاحب نماز مغرب، عشاء، فجر جمعہ وعیدین میں بلند آواز سے اور نمازِ ظہر اور عصر میں آہستہ آواز سے سورۃ الفاتحہ اور کسی سورت کی تلاوت فرمائیں (۸)۔ کیونکہ (حدیث) "حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے ظہر وعصر کی تمام رکعتوں میں اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت

(۱) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح ۱۳۵۹، ترمذی ج۲ ح ۱۵۱۷، سنن نسائی ح ۸۷۵، ۸۷۶، ابوداؤد ج۱ ح ۷۵۴، مسند امام احمد ج۱ ح ۱۳۷۱، حصن المسلم شیخ سعید بن علی القحطانی مطبوعہ الریاض ص ۳۱، مشکوٰۃ ح ۷۶۰ (۲) قوت القلوب ج۲ (۳) خصائص کبریٰ ج۱ ص ۱۳۳، ۱۳۶، سیرت حلبیہ ج۱ ص ۲۳۵، مدارج النبوت، تفسیر مظہری، نشر الطیب ص ۲۱ (۴) عن سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح ۸۳۳، مشکوٰۃ ح ۷۹۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۴۹ (۵) مالا بدمنہ عالمگیری ج۱ ص ۱۱۳ (۶) درمختار، شامی، بہار شریعت ج۱ ص ۱۷۷، عالمگیری ج۱ ص ۱۰۷ (۷) مالا بدمنہ، ہدایہ ج۱ ص ۶۸، عالمگیری ج۱ ص ۱۱۴ (۸) درمختار، عالمگیری ج۱ ص ۱۱۱، ہدایہ ج۱ ص ۷۳، شرح نقایہ ج۱ ص ۸۳۔

میں آہستہ قرأت کی"(۱)۔(حدیث) "رسولِ کریم ﷺ نے طریقہ مقرر فرمایا ہے کہ نمازِ فجر کی دونوں رکعتوں اور نمازِ مغرب وعشاء کی پہلی 2 رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کی جائے اس کے سواء میں پوشیدہ کی جائے"(۲)۔نیز (حدیث) "آپ ﷺ نے مغرب وعشاء وفجر وجمعہ وعیدین کی نمازوں میں اُونچی قرأت فرمائی اور ظہر وعصر اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں آہستہ قرأت فرمائی"(۳)۔نیز (حدیث) "ہم لوگ حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ہم علم کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ "صرف وہی چیز بیان کرو جو قرآن میں ہو" تو حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اِنَّكَ لَاَحْمَقُ اَوَجَدْتَّ فِي الْقُرْآنِ صَلُّوا الظُّهْرَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَالْعَصْرَ اَرْبَعًا ---- الخ، تم احمق ہو جو ایسی بات کرتے ہو کیا تم نے قرآن میں ظہر وعصر کی نماز کی 4 رکعات کا ذکر پایا ہے؟ اور یہ پایا ہے کہ ان میں قرآۃ بالجہر نہ کی جائے؟ اور مغرب کی 3 رکعات کا ذکر پایا ہے؟ اور یہ کہ اُن میں 2 رکعت میں جہر کیا جائے اور ایک رکعت میں جہر نہ کیا جائے اور عشاء کی نماز کی 4 رکعات کا ذکر پایا ہے یہ کہ اُن میں 2 رکعت میں جہر کیا جائے اور 2 میں جہر نہ کیا جائے؟ اور فجر کی 2 رکعتیں ہیں اُن میں جہر کیا جائے کیا یہ تم نے قرآن میں پایا ہے؟"(۴)۔ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعات اور فجر میں بلند آواز سے قرآت فرماتے اور ظہر وعصر کی نماز میں آہستہ قرآت کرتے تھے"(۵)۔اسی کے حق میں حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ حضرت سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے(۶)۔اور پھر جہر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کم از کم صف اوّل کے نمازی سُن لیں اگر صرف قریب کے ایک دو مقتدی سُن پائیں تو یہ جہر نہیں بلکہ اخفاء ہے۔اور منع ہے قرأت بہت بلند آواز سے کرنا کہ چلّانے لگیں (۷)۔اگر تنہاء نمازی قرأت کچھ بلند آواز سے کر لے تو درست ہے(۸)۔

۔امام کے سورۃ فاتحہ کے آخر میں "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہنے کے بعد خود امام اور مقتدی آہستہ "آمِین" کہیں بلند کہنا مکروہ ہے(۹)۔کہ (حدیث) "جب امام "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم "آمِین

(۱)عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، دارقطنی، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۳ (۲)عن سیّدنا زہری تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری ج۱، ابوداؤد، مصنف ابن شیبہ، درایہ ص۹۱، مغنی ابن قدامہ، مقاصد حسنہ امام سخاوی (۳)عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، طحاوی، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۱۵ (۴)عن ابونضرہ تابعی علیہ الرحمۃ، بیہقی ج۲ص ۱۹۴ (۵)عن امام زید رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۸۲ (۶)مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص ۳۶۴، ج۳ص ۱۷۹ (۷)عالمگیری ج۱ص ۱۱۱، بحرالرائق، درمختار (۸)شرح نقایہ ج۱ص ۸۲، ہدایہ ج۱ ص ۷۳ (۹)مالابد منہ، قدوری، عالمگیری ج۱ص ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۷۱۔

کہو" (۱)۔ پھر امام کوئی سورت پڑھیں اور (حدیث) "جب امام قرأت کریں تو تم خاموش رہو" (۲)۔

۞۔ نوافل کی نماز میں قرأت آہستہ کریں تاہم اگر جماعت سے پڑھیں تو رات کو بلند آواز سے اور دن کو آہستہ تلاوت کریں (۳)۔

۞۔ امام جب جماعت کے دوران قرأت ختم کر چکیں تو تھوڑا رُکیں، یعنی جس سانس پر قرأت ختم کی اُسی پر اَللّٰہُ اَکْبَر نہ کہیں بلکہ معمولی سا وقفہ کریں کہ (حدیث) حضرت سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب قرآن کریم سے قرأت کرلیں تو اتنی دیر ٹھہر جائیں کہ سانس واپس آ جائے" (۴)۔

۞۔ پھر امام تکبیر کہہ کر رکوع میں جائیں، مقتدی بھی تکبیر کہہ کر رکوع کریں اور سب کم از کم 3 بار، 5 بار یا 7 بار طاق تعداد میں یا بلا تعداد تسبیح **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** پڑھیں۔ <u>تسبیحات اتنی آواز سے کہیں کہ کم از کم خود سُن سکیں یعنی سر گوشی (Whispering) کے انداز میں</u>۔ اور اگر مقتدی 3 بار تسبیح نہ پڑھ سکے اور امام رکوع سے سَر اُٹھا لے تو مقتدی پر امام کی اتباع واجب ہے لہذا وہ کھڑا ہو جائے (۵)

۞۔ امام کو چاہیے کہ رکوع تھوڑا سا بڑھائیں تا کہ تاخیر سے آنے والے بھی رکوع میں مِل کر رکعت پالیں اور آہستہ تسبیح پڑھنے والے بھی مناسب مقدار میں پڑھ لیں۔ مگر یہ تاخیر سب کیلئے کریں اور اپنی مرضی سے کریں کسی کا حکم سمجھ کر یا کسی مخصوص شخص کیلئے ہر گز نہ کریں مکروہ ہے (۶)۔

۞۔ امام **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کہہ کر قومہ کیلئے سیدھے کھڑے ہوں جبکہ مقتدی یہ کلمات نہ کہیں بلکہ وہ عین سیدھے کھڑے ہو کر **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** کہیں، اور یہ امام بھی کہیں (۷)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کہے تو تم **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** کہو" (۸)۔ اور بہتر یہ ہے کہ (حدیث) "جس وقت امام **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کہے تو تم **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** کہو جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے برابر ہو گا اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے" (۹)

(۱) عن ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۸۳۶، ۸۳۷، بن ماجہ ح۸۹۲، مشکوٰۃ ح۷۶۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۹ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۸۰۹، ابن ماجہ ح۸۹۲، ۸۹۳، بیہقی ج۲ ح۲۷۰۹، مشکوٰۃ ح۷۶۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۹ (۳) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۲۰۸ (۴) ترمذی ج۱ ح۲۳۸ (۵) درمختار، شامی، بہارشریعت ج۱ ص۱۸۳، نورالایضاح (۶) عالمگیری ج۱ ص۱۷۳ (۷) مالا بدمنہ، ہدایہ ج۱ ص۶۸، شرح نقایہ ج۱ ص۷۷، کبیری ص۳۱۸، عالمگیری ج۱ ص۱۱۵ (۸) عن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۶۵۳، مسلم ج۱ ح۸۲۵، سنن نسائی ح۱۰۵۲، ابوداؤد ج۱، مسند امام احمد، سنن دارمی ح۱۳۳۵، ابن حبان ح۲۱۱۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص۴۳۶ (۹) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۵۷، ج۲ ح۴۶۱، مسلم ج۱ ح۸۱۷، ترمذی، ابوداؤد ج۱ ح۸۳۹، سنن نسائی ح۱۰۵۳، ابن ماجہ ح۹۲۳، مسند امام احمد ج۱ ح۱۵۱۶، ابن حبان ج۵ ح۲۶۷، سنن دارمی ج۱ ح۱۳۵۸، مؤطا امام مالک ح۱۹۸، بیہقی ح۲۳۲۸، سنن دارقطنی ح۶، طحاوی ج۱ ص۱۰۹، ۱۴۰، کشف الغمہ ج۱ ص۲۹۱، مشکوٰۃ ح۷۶۹، ۸۱۴، ۱۰۷۰۔

اس سے بہتر ہے کہ (حدیث) ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ، کہیں'' (۱)۔

۞۔ پھر امام اور مقتدی تکبیر کہہ کر سجدہ کیلئے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ اور پھر ناک و پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھیں (۲)۔ اور کہنیاں سمیٹ رکھیں تاکہ آس پاس والوں کو تکلیف نہ ہو کیونکہ (حدیث) ''تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے کندھے نماز میں نرم رہتے ہیں'' (۳)

۞۔ سجدہ میں تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کم از کم 3 بار، 5 بار یا 7 بار طاق اعداد میں یا بلا تعداد پڑھیں (۴)۔ یہ یاد رہے کہ تسبیحات اتنی آواز سے پڑھیں کہ کم از کم خود سُن سکیں اور اگر مقتدی 3 بار تسبیح نہ پڑھ سکے اور امام سَر اُٹھالے تو مقتدی امام کی پیروی کرے (۵)۔

۞۔ پھر تکبیر کہہ کر امام اطمینان سے جلسہ کریں، پھر دوسرا سجدہ کریں اور مقتدی اقتداء کریں (۶)۔

۞۔ امام ہر رکن کیلئے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب بھی اٹھتے اور جھکتے تو تکبیر کہا کرتے تھے'' (۷)۔ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ، سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر جھکنے، کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ فرمایا کرتے تھے'' (۸)۔

۞۔ اِسی طرح دوسری رکعت ادا کریں۔ قیام میں مقتدی خاموش کھڑے رہیں جبکہ امام سورۃ الفاتحہ اور کسی سورت کی تلاوت کریں۔ امام پہلی رکعت میں بڑی سورت اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورۃ کی تلاوت کریں کہ (حدیث) ''آپ ﷺ پہلی رکعت میں دوسری کی نسبت لمبی قرأت فرمایا کرتے تھے'' (۹) نیز سورتوں کی تلاوت میں قرآنِ پاک کی اصل ترتیب کا ضرور خیال رکھیں (۱۰)۔

۞۔ دوسری رکعت مکمل کرنے پر قعدہ کریں اور اگر 2 رکعت والی نماز ہے تو دُرود شریف اور دعاؤں سمیت تشہد پڑھ کر سلام پھیریں۔ اگر 4 رکعت والی نماز ہے تو یہ قعدہ اوّل ہے اور اِس میں صرف تشہد عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھیں (۱۱)۔

۞۔ پھر تیسری اور چوتھی رکعت ادا کریں جس میں امام صرف سورۃ الفاتحہ کی آہستہ تلاوت کریں کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ ظہر کی پہلی 2 رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور 2 سورتیں پڑھتے اور

(۱) بخاری ج ۱ ح ۷۶۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۶۱، مسند امام احمد ح ۱۰۶، مؤطا امام مالک ح ۴۹۱ (۲) نور الایضاح، مالا بد منہ (۳) ابوداؤد ج ۱ ح ۶۶۷ (۴) مالا بد منہ (۵) نور الایضاح، مالا بد منہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۰ (۶) مالا بد منہ (۷) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۶۴، احمد ج ۱ ح ۱۴۷۹، دارمی ح ۱۲۸۱، مسند بزار، بیہقی ج ۲ (۸) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱، نسائی ح ۱۱۳۶ (۹) عن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۴۰، ابن ماجہ ح ۸۶۵، مسلم ج ۱ ح ۹۱۵، مشکوٰۃ ح ۷۷۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰، فیوض الباری ج ۴ ص ۱۴۱ (۱۰) مالا بد منہ (۱۱) مالا بد منہ۔

پچھلی 2 رکعتوں میں (صرف) سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے"(۱)۔ جبکہ مقتدی اس دوران خاموش رہیں۔

۔قعدۂ اخیر میں تشہُّد مع دُرُود شریف اور دعاؤں کے پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیریں (۲)۔ کہ (حدیث) "جب آقا کریم ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا" (۳)۔ امام پہلا سلام قدرے بلند اور دوسرا قدرے پست آواز میں کہیں (۴)۔ نیز مقتدی امام کے سلام کے بعد سلام پھیرے اور اگر امام مقتدی کے تشہُّد پورا کرنے سے پہلے سلام پھیر دے تو مقتدی سلام نہ پھیرے بلکہ تشہُّد پورا کرے پھر سلام پھیرے (۵)۔

۔امام اور مقتدی دائیں طرف سلام پھیرنے میں دائیں طرف والے نمازیوں، کراماً کاتبین اور دیگر مقرب فرشتوں پر سلام کی نیّت کریں اور بائیں طرف سلام پھیرنے میں بائیں طرف کے مقتدیوں، کراماً کاتبین اور مقرب فرشتوں پر سلام کی نیت کریں جبکہ امام کے دائیں طرف والے مقتدی دوسرے سلام میں اور بائیں طرف والے مقتدی پہلے سلام میں اور عین پیچھے والے مقتدی دونوں سلاموں میں امام کو بھی سلام کی نیّت کریں۔ اور اگر تنہا نمازی ہو تو فرشتوں پر سلام کی نیّت کرے (۶)۔ کہ (حدیث) "آپ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ سلام پھیرتے وقت ہم امام کو سلام کے جواب کی نیّت کریں اور یہ کہ ہم آپس میں محبّت کریں (نیت کریں) ایک دوسرے نمازی کو سلام کرکے" (۷)

۔امام قعدہ کے بعد تیسری رکعت میں چلے گئے جبکہ آپ نے ابھی تشہد نہ پڑھی تھی حتی کہ سب لوگ بھی کھڑے ہوگئے تو آپ جلدی سے التحیات پڑھیں پھر امام سے ملیں (۸)۔

۔امام نے سلام پھیر دیا اور آپ نے بعد از تشہد درود شریف یا دعا نہ پڑھی تھی تو جلدی سے اختصار سے پڑھ لیں تو ٹھیک ورنہ سلام پھیرنے میں حرج نہیں (۹)۔

۔بعض لوگ نماز پڑھ کر جائے نماز کا ایک کونہ یہ سمجھ کر اُلٹ دیتے ہیں کہ اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے۔ اس مسئلہ کی کوئی حقیقت نہیں محض گمان ہے اگر ایسا ہے تو ساری صفیں کیوں نہیں اُلٹ دیتے ان پر بھی تو شیطان چڑھ سکتا ہے، ویسے اس طرح کی سوچ رکھنے والے یہ تو بتائیں کہ کیا

(۱) عن سیّدنا ابوقتادہ ؓ، بخاری ج۱ ح۷۳۷، مسلم ج۱، ابن ماجہ ح۸۸۹، ابوداؤد ج۱، مشکوٰۃ ح۷۷۰، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۵۰ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۱۹ (۳) عن سیّدنا عتبان ؓ، بخاری ج۱ ح۷۹۶، فیوض الباری حصہ۴ ص۲۰ (۴) عالمگیری ج۱ ص۱۱۸ (۵) عالمگیری ج۱ ص۱۱۹، نورالایضاح، مالابد منہ (۶) درمختار، مالابد منہ، بہارشریعت ج۱ ص۱۸۷، عالمگیری ج۱ ص۱۱۹ (۷) عن سیّدنا سَمُرہ بن جندب ؓ، ابوداؤد ج۱ ح۹۸۸، مشکوٰۃ ح۸۹۶، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۰۷ (۸) عالمگیری ج۱ ص۱۴۰ (۹) عالمگیری ج۱ ص۱۴۰۔

شیطان نماز پڑھتا ہے؟۔ بلکہ وہ تو پڑھنے والوں کو روکتا ہے۔

مکبّر کے مسائل:

۞۔اگر زیادہ اجتماع کی وجہ سے امام کی تکبیرات کی آواز تمام مقتدیوں تک نہ پہنچے تو مقتدیوں میں سے کسی بلند آواز شخص کو مکبّر بنا دیا جائے جو کہ درمیانی صفوں میں سے ہوتا کہ وہ امام کی آواز سُن سکے اور پیچھے کھڑے وہ مقتدی جن تک امام کی آواز نہیں پہنچ رہی وہ مکبّر کی آواز سُن سکیں (۱)۔

۞۔مکبّر امام کی ہر تکبیر کے ساتھ ہی معمولی وقفہ سے بلند آواز سے تکبیر کہے۔مگر جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو مکبّر بلند آواز سے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہے دیگر مقتدی بھی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد ہی کہیں۔

۞۔مکبّر کا مقصد تکبیرات کا اعلان نہ ہو بلکہ نماز کی رُوح کے مطابق تکبیرات کی بلند آواز سے ادائیگی ہوتا کہ دُور کھڑے لوگ سُن کر جان جائیں کہ اگلے رُکن میں جانا ہے۔مکبّر کو چاہئیے کہ وہ امام کی تکبیر کے ساتھ ہی معمولی سے وقفہ سے تکبیر کہے نہ اِتنا پیچھے رہے کہ لوگوں کو دھوکا لگے اور نہ امام سے آگے نکلے کہ نماز ہی فاسد ہو جائے۔اور نہ تکبیر کو اتنا لمبا کھینچے کہ امام دوسرے سجدہ میں چلا جائے اور یہ ابھی پہلے سجدہ کی تکبیر میں ہی ہو۔اور اگر مکبّر تکبیر کو ضرورت سے زیادہ لمبا کھینچے تو مقتدی مکبّر کی تکبیر ختم ہونے کا انتظار نہ کریں بلکہ امام کی پیروی کریں اور رکوع و سجود میں چلے جائیں۔اور اگر مکبّر کی تکبیر ختم ہونے کے انتظار میں امام قعدہ میں خاموش بیٹھا رہے اور تشہّد شروع نہ کرے اور بمقدارِ عملِ کثیر وقت گزر جائے تو قصداً ترکِ واجب ہوا نماز واجب الاعادہ ہے، اگر بھول کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو لازم ہے (۲)۔

امام کو لقمہ دینا:

امام سے نماز میں اگر کوئی بھول یا غلطی سرزد ہو جائے تو قریب کھڑے مسئلہ جاننے والے مقتدی کو اجازت ہے کہ درستگی کیلئے وہ امام کو اس کی نشاندہی کرے اسے لُقمہ کہتے ہیں۔لہذا جب امام کو متوجہ کرنا ہو تو (حدیث) "مردوں کو تسبیح (سبحان الله) کہنا چاہئے اور عورتوں کو (تصفیق) ہاتھ پر ہاتھ مارنا (یعنی بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہتھیلی مارنا)" (۳)۔ایسے ہی حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے (۴)۔ہمارے ہاں امام کی غلطی پر لوگ عموماً اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر لقمہ دیتے ہیں جس میں حرج نہیں کہ مقصد امام کو متنبہ کرنا ہے، تاہم سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا بہتر ہے" (۵)۔لقمہ کے بارے یہ

---

(۱) ردالمحتار (۲) درمختار (۳) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۱۲۵، مسلم ج۱ ح۸۵۸، ترمذی ج۱ ح۳۵۱، ابوداؤد ج۲ ح۴۰۷، ابوداؤد ج۱ ح۹۳۱، نسائی ح۱۱۹۳، ابن ماجہ ح۱۰۸۳، دارمی ح۱۴۰۰، بلوغ المرام ح۲۳۶ ص۹۴، مشکوٰۃ ح۹۴۴، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۴۴ (۴) مسند امام زید ح۱۱۸، ابن ماجہ ح۱۰۸۲، مسند امام اعظم ح۱۶۴ (۵) ہدایہ۔

ضرور خیال رکھیں کہ سوچ سمجھ کر عقل مندی سے درست لقمہ دیں کیونکہ ''غلط لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر امام نے ایسا غلط لقمہ لے لیا اور اس پر عمل کیا تو امام کے ساتھ سب کی نماز خراب ہو جاتی ہے'' (۱)۔ لقمہ کے بارے چند مسائل کا خیال رہے:۔

◉ ۔اگر امام سے زِیر زَبر کی غلطی ہو جائے تب بھی لقمہ دینا چاہیئے تا کہ فوراً غلطی کی اصلاح ہو (۲) اور اگر تلاوت میں ایسی غلطی ہو جائے جس سے فسادِ معنٰی ہو تو نماز فاسد ہے اعادہ کریں بیشک وہ غلطی ایک آیت کے بعد ہو یا 1000 آیات کے بعد، اگر بعد میں پتا چلے تو بھی نماز کا اعادہ کریں (۳)۔

◉ ۔امام نے قعدہ اوّل میں بیٹھنا تھا مگر بھول کر کھڑا ہو گیا۔ مقتدی نے اُس وقت لقمہ دیا جب امام بالکل سیدھا کھڑا ہو چکا تھا تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز ٹوٹ گئی، اسلئے کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد بیٹھنا منع ہے (۴)۔ کیونکہ قیام فرض ہے جو کہ حالت اعلیٰ ہے جبکہ قعدہ واجب ہے جو کہ حالت ادنیٰ ہے لہٰذا اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف رجوع نہیں، تاہم نماز کی صحت کے بارے میں حکم ثابت ہے کہ ''اگر کوئی نماز میں قعدہ اُولیٰ بھول جائے تو مکمّل کھڑا ہونے سے پہلے رجوع کر سکتا ہے اور اُس پر سجدۂ سہو بھی لازم نہیں اور اگر مکمّل کھڑا ہو جائے تو رجوع جائز نہیں البتہ اصح قول کے مطابق نماز درست ہی ہو گی بشرطیکہ آخر میں سجدۂ سہو کر لیں (۵)۔

◉ ۔اسی طرح اگر مقتدی نے امام کے کھڑا ہونے سے پہلے لقمہ دیا یعنی بدن کا نیچے والا حصّہ سیدھا ہو گیا اور اوپر والا ابھی ٹیڑھا تھا یعنی آدھا کھڑا آدھا بیٹھا تھا کہ امام نے لقمہ لے لیا اور بیٹھ گیا تو آخر میں سجدۂ سہو کر لیں نماز درست ہے (۶)۔

◉ ۔کسی ایسے شخص نے جو جماعت یا نماز میں نہ تھا لقمہ دیا یا کوئی اشارہ دیا جیسے عصر کی نماز میں امام نے قرأت بالجہر شروع کر دی کہ باہر سے ایک شخص پکارا ''قرأت آہستہ کرو، عصر کے وقت اُونچی قرأت نہیں کرتے'' تو امام کو چاہیئے کہ تھوڑا سا توقف کر کے اُس کی مرضی سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے شریعت کا حکم سمجھ کر قرأت آہستہ کر دے نماز درست ہے۔ اور اگر اُس کے کہنے پر اُس کا حکم سمجھ کر فوراً عمل کرے گا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی، نماز کا دوہرانا لازم ہے (۷)۔

◉ ۔اگر جماعت میں سے کسی کا وضوء ٹوٹ گیا، پھر اُس نے لقمہ دیا تو چونکہ وہ خارج از نماز ہے۔ لہٰذا اُس کے لقمہ لینے سے سب کی نماز نہ ہو گی (۸)۔

(۱) فتاویٰ رضویہ (۲) ردالمحتار (۳) رضویہ، ج ۳ (۴) بحرالرائق، رضویہ، فیض رسول، تنویرالابصار، مراقی الفلاح، طحطاوی، درمختار، شامی (۵) فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۳۳ (۶) رضویہ، بحرالرائق، فیض رسول (۷) درمختار، ردالمحتار (۸) عالمگیری۔

◉ ۔اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو قرأت کیلئے لقمہ دینا یا لقمہ لینا یا کہنا ماننا مفسدِ نماز ہے۔البتہ اگر نماز سے باہر کسی نے امام کو لقمہ دیا اور اس دوران امام کو بھی یاد آ گیا اور اس لقمہ کے تمام ہونے سے پہلے ہی پڑھنا شروع کر دیا تو نماز قائم ہے ورنہ فاسد ہوگی (۱)۔

◉ ۔مقتدی نے نماز سے باہر کسی سے سُن کر امام کو لقمہ دیا تو اُس مقتدی کی نماز ٹوٹ گئی اور اگر امام نے لقمہ لے لیا تو امام اور سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہوئی (۲)۔

◉ ۔اگر مقتدی نے دیوار یا اشتہار وغیرہ پر لکھے ہوئے قرآن پاک کو پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے لے لیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی (۳)۔

بعد از نماز امام کا بیٹھنا:

جب امام نماز باجماعت مکمل کر کے سلام پھیر لیں تو اپنا رُخ مقتدیوں کی طرف کریں یا دائیں یا بائیں جانب پھر کر بیٹھیں (۴)۔اسے ''افتتال'' کہتے ہیں کہ یہ پیارے آقا کریم ﷺ کی بڑی پیاری سنّت ہے کہ (حدیث) ''كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ آنحضرت ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف اپنا رُخ مبارک پھیر لیتے'' (۵)۔اور (حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَیں نے اکثر دیکھا کہ نماز کے بعد آقا کریم ﷺ اپنی داہنی طرف پھر کر بیٹھے'' (۶)۔نیز (حدیث) ''ہم لوگ پیارے آقا کریم ﷺ کے پیچھے (صف میں) دائیں جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھنا پسند کرتے تھے (زیارت کے شوق سے) تاکہ حضور پُرنور آقا کریم ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت نصیب ہو'' (۷)۔کیونکہ آپ ﷺ بعد از سلام اُسی طرف رُخ مبارک فرما کر بیٹھا کرتے تھے، اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ ہماری امامت فرماتے تھے تو نماز کے بعد دونوں جانب (کبھی) دائیں اور (کبھی) بائیں پھِرتے تھے'' (۸)۔جبکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی اپنی نماز سے شیطان کا حصّہ نہ بنائے یہ سمجھتے ہوئے کہ دائیں طرف پھرنا

(۱) درمختار، شامی، جامع صغیر ص ۱۳، ہدایہ ج ۱ ص ۸۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۲، کبیری ص ۴۴۰، شرح وقایہ، مالابُدّ منہ، نورالایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۱۴ (۲) درمختار، عالمگیری ج ۱، ص ۱۵۷، بحرالرائق (۳) عمدۃ الرعایہ شرح وقایہ (۴) قوت القلوب ج ۲، حلیۃ الاولیاء، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۸۷، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۹ (۵) عن سیّدنا سُمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۰۳، مشکوٰۃ ح ۸۸۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۲ (۶) مسلم ج ۱ ح ۱۵۳۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۱۰، سنن دارمی ح ۱۳۸۷، آثار السنن ص ۱۲۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۳، مشکوٰۃ ح ۸۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۳ (۷) قال سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۵۳۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۱۱، مشکوٰۃ ح ۸۸۶ مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۴ (۸) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۸۵، ابن ماجہ ح ۹۷۷، ۹۷۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۲۸، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۶۳، استعاب، نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۵۔

ہی ضروری ہے بلکہ میں نے آقا کریم ﷺ کو بارہا بار بائیں طرف بھی (چہرہ مبارک) پھیرتے دیکھا ہے" (۱)۔ اسی طرح (حدیث) ایک بار حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد دونوں صاحبوں نے امام سے فرمایا "تمہاری نماز بہت خوب اور کامل تر ہے مگر ایک بات رہ گئی ہے کہ تم نے سلام پھیرنے کے بعد اپنا رُخ نہیں پھیرا" اور پھر ان صاحبان نے مقتدیوں کی طرف رُخ کر کے فرمایا "کس قدر خوب نماز تم نے ادا کی مگر تم اپنے امام کے رُخ موڑنے سے پہلے ہی اُٹھ چلے" (۲)۔

یوں ان تمام روایات سے آپ ﷺ کا چہرہ پاک پھیرنا ثابت ہے اسی طرح قبلہ رخ بیٹھے رہنا مکروہ ہے (۳)۔ اور اس عمل مبارک کے بارے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "آقا کریم ﷺ ایسا ہمیشہ کرتے تھے" (۴)۔ تاہم آپ ﷺ اکثر دائیں یا بائیں طرف چہرہ اقدس پھیرتے تھے "آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف چہرہ مبارک تب پھیرتے جب قرآن پاک کی کوئی آیت بیان فرماتے یا نازل شدہ حکم ارشاد فرماتے" (۵)۔ اسلئے (حدیث) "نماز کے بعد جس طرف جی چاہے اٹھ جائیں خواہ دائیں خواہ بائیں" (۶)۔ مگر پیارے آقا کریم ﷺ کی اِس پیاری سنّت پر عمل ضرور کریں تاہم دائیں طرف رُخ پھیرنا زیادہ پسندیدہ اور مستحسن ہے (۷)۔ امام کا اس طرح چہرہ پھیرنا سنّتِ رسولِ عربی ﷺ بھی ہے اور "امام کا مُنہ پھیرنا ریاکاری اور تکبّر کو دفع کرتا ہے" (۸)۔ اس بارے یہ ضرور یاد رہے کہ اگر امام کے عین سامنے پہلی یا پچھلی صف میں کوئی مقتدی نماز پڑھ رہا ہو تو امام کو عین اُس کی طرف رُخ کر کے سامنے بیٹھنا منع ہے (۹)۔ نیز "جب تک امام صاحب نماز کے بعد پھِر کر نہ بیٹھیں مقتدی کو نماز سنّت وغیرہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہونا مکروہ ہے" (۱۰)۔

سنّت اھل عشق:۔ آخر میں سراپا عشق و محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اندازِ محبت دیکھئے جو اہل محبت کیلئے مشعلِ راہ ہے کہ (حدیث) "نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیزی سے اُٹھتے اور بھیڑ کر لیتے اور آقا کریم ﷺ کا مبارک ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں اور دلوں پر پھیرتے" (۱۱)۔ یہ منظر دیکھ کر (حدیث)

---

(۱) بخاری ج ۱ ح ۸۰۷، مسلم ج ۱ ح ۱۵۳۵، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۲۹، نسائی ح ۱۳۴۲، ابن ماجہ ح ۹۷۸، مسند امام احمد، داری ح ۱۳۸۶، ابن خزیمہ ح ۱۷۱۴، بیہقی ح ۳۴۲۶، مشکوٰۃ ح ۸۸۵ مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۴ (۲) قوت القلوب ج ۲ ص ۵۱۲، احیاء العلوم (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۹ (۴) فتح الباری (۵) مدارج النبوّت (۶) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۴۰۹ (۷) حلیۃ الاولیاء، احیاء العلوم، بہار شریعت (۸) قال زین ابن المنیر علیہ الرحمۃ، شرح مشکوٰۃ المصابیح (۹) حلیۃ الاولیاء، عطاء حبیب (۱۰) قوت القلوب ج ۲ ص ۵۱۲ (۱۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۵۲۔

حضرت سیّدنا جابر بن یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑا اور اسے اپنے چہرے پر پھیرا جو کہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا" (۱)۔ آج اولیاء اللہ سے اسی طرح برکت حاصل کرنے والے اس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

بعداز نماز فرض فوراً اٹھ جانا:

دونوں سلاموں کے بعد مقتدی نماز پڑھنے کے واسطے کھڑا نہ ہو (۲)۔ بلکہ (حدیث) "سنّت یہ ہے کہ امام جب تک اپنی جگہ سے جہاں نماز فرض پڑھی ہٹ نہ جائے (مقتدی اُٹھ کر) اُس وقت تک سنّتیں اور نوافل پڑھنے شروع نہ کریں" (۳) اسی بارے (حدیث) حضرت سیّدنا ابو رِمثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز (فرض) پڑھی، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اگلی صف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہوئے تھے ایک آدمی تکبیر اُولیٰ میں آکر شامل ہوا، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا یہاں تک کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھی، پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے پلٹے (نمازیوں کی طرف رُخ مبارک پھیرا) تو اتنے میں وہ شخص جو تکبیر اُولیٰ میں شامل ہوا تھا فوراً (دعا کے بغیر) کھڑا ہو کر 2 رکعت نماز پڑھنے لگا، یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلدی سے اُٹھے اور اُس شخص کے کندھے پکڑ لئے اور ہلا کر فرمایا "بیٹھ جاؤ کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اِسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنی نماز میں وقفہ نہیں کرتے تھے (فرض اور سنن وغیرہ کو ملا دیتے تھے)" تو حضور سراپاءِ نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہِ کرم اُٹھائی اور فرمایا "اے خطاب کے بیٹے! اللہ کریم عزوجل نے تمہیں صحیح بات کی توفیق عطاء فرمائی ہے" (۴)۔ یہاں فصل سے مراد دعاء مانگنا اور جگہ بدلنا وغیرہ ہے۔

(حدیث) حضرت سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے مقصورہ میں حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کیساتھ نماز جمعہ ادا کی، جب امام نے سلام پھیرا تو میں اُسی جگہ (سنّتیں پڑھنے کیلئے) کھڑا ہو گیا پھر اُنہوں نے مجھے بلا لیا اور فرمایا "آئندہ یہ کام نہ کرنا، جب تم نمازِ جمعۃ المبارک پڑھو (یا کوئی نماز فرض نماز) تو اُس کے متصل دوسری نماز (سنّت و نوافل) نہ پڑھو یہاں تک کہ کوئی بات چیت کر

(۱) ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد ج۱ ح۱۶۳۱، بیہقی ح۳۴۵۶، مستدرک حاکم، دارمی ج۱ ح۱۴۰۳، مصنف عبدالرزاق ج۲ ح۳۹۳۴ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۴۱ (۳) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، فتح الباری، سنّت مصطفٰے ص۸۱ (۴) عن سیّدنا اَرزَق بن قیس حارثی تابعی علیہ الرحمۃ، ابوداؤد ج۱ ح۹۹۴، حاکم ج۱ ص۴۰۳، سنن صغریٰ ج۱ ص۳۹۵، بیہقی ج۲ ص۱۹۰، معجم اوسط ج۲ ص۳۱۶، مشکوٰۃ ح۹۱۰، کشف الغمہ ج۱ ص۲۵۳، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۱۴، مدارج النبوّت۔

گویا اُس مقام سے ہٹ جاؤ (جہاں فرض نماز پڑھی) کیونکہ ہمیں پیارے آقا کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ بغیر کلام یا بغیر وہاں سے ہٹے ایک نماز کو دوسری نماز سے نہ ملائیں" (۱)۔ چونکہ دعاء مانگنا بھی کلام کرنا ہے اسلیئے دعاء کے بعد فرق ہوگیا لہٰذا دعا کے بعد سنّت ونوافل پڑھیں۔ نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب امام فارغ ہوجائے اور جائے نماز سے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی اِدھر اُدھر جگہ بدلے بلکہ وہ کوئی ورد وظیفہ پڑھنا چاہتا ہو تو تم چلے جاؤ (یا سنت ونفل پڑھ لو) اور اُس کو چھوڑ دو" (۲)۔

بعد از نماز ذکر بالجھر:

اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے (القرآن) "پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کریم جل جلالہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے" (۳)۔ نیز (القرآن) "فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ، پس تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا" (۴)۔ لہٰذا (القرآن) "فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ، پس جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرو" (۵)۔ اللہ کریم جل جلالہ کے اس فرمان کے پیش نظر جب آپ نماز سے فارغ ہوجائیں تو ذکر کریں اور درود شریف پڑھیں۔ کہ (حدیث قدسی) "جب بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو مَیں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، پس اگر وہ اپنے دل میں (خفی) ذکر کرے تو مَیں بھی اُس کا دل میں ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں (جلی) میرا ذکر کرے تو مَیں اُس سے بہتر جماعت میں اُس کو یاد کرتا ہوں" (۶)۔ گویا جماعت میں یعنی لوگوں کے ساتھ ذکر کرنا افضل ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کو بالجہر پر دلیل قرار دیتے ہیں (۷)۔ ایسے ذکر کریں کہ گونج پڑجائے کیونکہ توریت میں امتِ محمدیہ کی یہی نشانی بتائی گئی ہے کہ "مسلمانوں کی مسجدوں میں ان (کے ذکر وتسبیح وتلاوت) کی گونج اس طرح آیا کریگی جیسا کہ شہد کی مکھیوں کے مہال کے گزرنے پر اس کی گونج سنائی دیتی ہے" (۸)۔

☆۔ (حدیث) "کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِہٖ یَقُوْلُ بِصَوْتِہِ الْاَعْلٰی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... الخ، پیارے رسول کریم ﷺ جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے

(۱) مسلم ج۱ ح ۱۹۳۹، ابوداؤد ج۱ ح ۱۱۱۶، مسند امام احمد ج۱ ح ۱۶۳۴۴، مشکوٰۃ ح ۱۱۱۸، بلوغ المرام ح ۲۸۶ ص ۱۵۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۲۱۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۳ (۲) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مجمع الزائد ج۱ ص ۳۷۱ فی سنت مصطفی ص ۸۲ (۳) سورۃ النساء، ۱۰۳ (۴) سورۃ البقرۃ، ۱۵۲ (۵) سورۃ النساء، ۱۰۳ (۶) صحیح بخاری ج۱، مسلم ج۴ ح ۶۷۰۶، جامع ترمذی ج۲ ح ۲۷۲، ح ۳۹۲۹، سنن نسائی ج۴، مسند امام احمد ج۲ ص ۴۱۳، شعب الایمان بیہقی ج۱ ص ۴۰۶ (۷) اشعۃ اللمعات ج۲ ص ۱۸۰ (۸) سیرتِ حلبیہ اردو ج۲ ص ۴۱۔

فرماتے ''لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ''(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''یہ حدیث ذکر بالجہر پر نص صریح ہے کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بالجہر کیا کرتے تھے''(۲)۔

☆۔(حدیث) ''اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِکُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ، لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ......الخ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد فرماتے تھے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''(۳)۔

☆۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''میں ذکر کی آواز سنتا تھا تو جان جاتا تھا کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم ہوگئی''(۴)۔ ''چونکہ حضرت سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہما اُن دنوں بچپنے میں تھے اسلئے کبھی کبھی جماعت میں حاضر نہ ہوتے تھے مگر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی بلند آواز سے ذکر کرتے تھے کہ اُن کی آواز گھروں میں پہنچ جاتی تھی''(۵)۔ گویا کہ (حدیث) ''اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتَ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ،فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا عہد نبوی میں عام رواج تھا''(۶)۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''یہ حدیث سلف صالحین کے اس مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے''(۷)۔

☆۔(حدیث) ''اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَھَلَّ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ ، بیشک جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے تھے''(۸)۔

☆۔(حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں''(۹)۔ اور (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ منافقین تمہیں ریاکار کہیں''(۱۰)۔

(۱) عن ابن زبیر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱، مشکوٰۃ ص۸۸ ح۹۰۱، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۱۰ (۲) اشعۃ اللمعات ج۱ ص۴۱۹، نمازِ نبوی ص۲۸۶ (۳) عن سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۸۰۱، مسلم ج۱، مشکوٰۃ ح۹۰۰، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۰۹ (۴) بخاری ج۱ ح۷۹۹، مسلم ج۱ ح۱۲۱۹، ابوداؤد ج۱ ح۹۸۹، احمد ج۱ ح۱۲۶۰، نسائی ح۱۳۶۷، مشکوٰۃ ص۸۸ ح۸۹۷، ابن حبان ج۵ ح۲۲۳۲، بیہقی ج۲ ح۲۸۳۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۰۸، اشعۃ اللمعات ج۱ ص۴۱۸، سعادۃ الدارین، تجرید البخاری حصہ اوّل، فیوض الباری حصہ۴ ص۲۱ (۵) مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۰۸ (۶) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، بخاری ج۱ ح۷۹۸، مسلم ج۱ ح۱۲۱۹، ابوداؤد ج۱ ح۹۹۰، فیوض الباری حصہ۴ ص۲۱، مصنف عبدالرزاق ج۲ ح۳۲۲۵، مسند امام احمد ج۱ (۷) مسلم ج۱ ح۱۲۱۹، مع شرح نووی ج۱ ص۲۳۷ (۸) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، طبرانی کبیر ج۱۱ ص۳۴۳ (۹)۔۔تا۔۔(۱۰) احادیث کے حوالہ جات سابقہ عنوان ''ذکرِ الٰہی'' میں دیکھیں۔

چنانچہ ان روایات سے بعد از نماز ذکر کا جواز ملتا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فتح الباری میں حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث کے تحت بعد از نماز بلند آواز سے ذکر کرنا جائز لکھا ہے۔ شرح مسلم میں بھی اس کے حق میں بیان ہے۔ اِسی بناء پر امام شامی علیہ الرحمۃ نے ردالمحتار ج ا ص ۴۸۷ میں امام شعرانی علیہ الرحمۃ سے لکھا کہ "علماء سلف وخلف کا اس پر اجماع ہے کہ مساجد میں جماعت کی نماز کے بعد مل کر ذکر کرنا مستحب ہے"۔ اس کے ساتھ ساتھ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۳۰۶، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور خزینۃ الاسرار ص ۵ میں ذکر بالجہر کو مستحب لکھا گیا ہے۔ فتاوی خیریہ میں "شرعاً جائز ہے" کا فتوی ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے "نتیجۃُ الفکر فی الجہر بالذکر" میں، شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے "توصیل المرید الی المراد" میں لکھا اور مولنا عبدالحی لکھنوی نے "سباحۃ الفکر" میں اس کے جواز میں لکھتے ہوئے اضافہ کیا کہ "کسی قاری یا نمازی کو تشویش نہ ہو تو جائز و مستحب ہے"۔ اور یہ اس لحاظ سے بھی مستحسن اور پسندیدہ عمل ہے کہ (حدیث) "کوئی قوم جب کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کریم وتعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو انہیں یہ بات کہی جاتی ہے کہ اٹھو تمہارے گناہ بخش دیئے گئے اور نیکیوں میں بدل دیئے گئے" (۱)۔ اور جماعت ایک مجلس کی مانند ہوتی ہے۔

دُرود شریف بلند آواز سے پڑھنے کے بارے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے "جس نے دنیا میں مجھ پر بلند آواز سے دُرود شریف پڑھا فرشتے آسمانوں میں اُس کیلئے رحمت کی دُعاء کرتے ہیں" (۲)۔ نیز (حدیث) "جس نے بلند آواز سے دُرود شریف پڑھا، ہر پتھر ڈھیلا، خشک اور تر چیز اُسکی گواہ بن جاتی ہے" (۳)۔ اسی لئے امام نووی علیہ الرحمۃ اور خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ نے مستحب لکھا۔ امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ "اس پر کوئی غبار و اعتراض وارد نہیں جو اعتراض کرے وہ اعتزالی اثر اور شیطانی وسوسہ ہے اُسے توبہ کرنی چاہیئے اور اس غلط نظریہ سے باز آنا چاہیئے" (۴)

بعد از نماز فرض جگہ بدلنا:

نماز فرض ادا کر لینے کے بعد اسی جگہ نماز سنّت و نوافل نہ پڑھیں بلکہ کچھ جگہ بدل کر دائیں بائیں یا پیچھے کو ہو جائیں یا گھر میں پڑھیں۔ بیشک صف پر اپنی جگہ سے ہی کچھ ہٹ جائیں۔ اسی پر فتوی ہے کہ "جگہ بدلنا خواہ اکیلا ہو یا جماعت سے مستحب ہے" (۵)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عن سیّدنا سہیل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ا ح ۶۹۵ (۲) المورد العذب (۳) نزہۃ المجالس (۴) فتاوی حدیثیہ ص ۱۶۳ (۵) جوہرہ نیرہ، بدائع، ذخیرہ، عالمگیری ج ا ص ۱۱۹، ۱۸۰، محیط، حلیہ، درمختار، ردالمحتار، مراقی الفلاح، منیۃ المصلی، نورالایضاح، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۳۔

نے ارشاد فرمایا ''تم اِس سے بھی لاچار ہو کہ فرض نماز پڑھ کر نوافل کیلئے دائیں بائیں یا آگے پیچھے ہو جاؤ'' (۱)۔ اور پھر ''جگہ بدلنا آقا کریم ﷺ کی سنّت بھی ہے، فرمان بھی اور حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے ثابت بھی ہے'' (۲)۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جس وقت مکّہ پاک میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھ چکتے تو کچھ آگے بڑھتے اور 2 رکعتیں پڑھتے پھر آگے بڑھتے اور 4 رکعتیں پڑھتے، جس وقت مدینہ پاک میں ہوتے اور جمعۃ المبارک پڑھتے تو اُس کے بعد اپنے گھر کو جاتے اور 2 رکعتیں نماز نفل پڑھتے اور مسجد میں نہ پڑھتے اور اُن کی طرف سے کہا گیا کہ ''پیارے آقا کریم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے'' (۳)

مقتدی کے علاوہ امام صاحب بھی فرض نماز کے بعد نماز سنّت ونوافل کیلئے ضرور جگہ بدلیں اور فرض نماز پڑھانے کے بعد یا تو محراب میں نہ ٹھہریں یا محراب کے ایک کنارے میں نوافل پڑھ لیں'' (۴)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''امام نے جس جگہ (فرض) نماز پڑھی اُس جگہ (نفل) نماز نہ پڑھے بلکہ وہاں سے کچھ ہٹ جائے'' (۵)۔ لہذا ''امام کیلئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد نوافل (سنّتیں وغیرہ) پڑھنے کیلئے اپنی دائیں یا بائیں جانب ہو جائیں'' (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ''امام کے اسی جگہ نماز پڑھنے کو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مکروہ سمجھتے تھے'' (۷)۔ اور پھر ''امام جہاں سے ہٹیں کوئی مقتدی وہاں آ کر نماز نفل پڑھ سکتا ہے'' (۸)۔

جگہ بدلنے میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ورسول کریم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں تاہم کچھ وضاحت (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کے اس فرمان سے ملتی ہے کہ ''جس جگہ نمازی نے نماز پڑھی قیامت کے دن وہ جگہ اُس کے نماز پڑھنے کی گواہی دے گی'' (۹)۔ اور (حدیث) ''مومن جب فوت ہوتا ہے تو زمین، سجدہ گاہ اور آسمان میں اُس کے عمل چڑھنے کا مقام اُس کی وفات پر آہ وزاری کرتا ہے'' (۱۰) نیز (حدیث) ''زمین کا وہ ٹکڑا جس پر مسلمان بندہ سجدہ ریز ہوتا ہے قیامت کے دن وہ اُسکی (عبادت کی) گواہی دیگا اور اُسکی وفات کے دن وہ اُس پر زار وقطار روئیگا'' (۱۱)

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۱۴۸۷، احمد ج ۱ ح ۱۶۳۵، مدارج النبوت (۲) احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۲ ص ۵۱۳ (۳) عن عطاء تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۱۱۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۸، بالفاظ، تقاربہ ابوداود ج ۱ ح ۱۱۲۰ (۴) غنیۃ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰ (۵) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، ابوداود ج ۱ ح ۶۱۲، ابن ماجہ ح ۱۴۸۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۷، مشکوٰۃ ح ۸۹۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۰۶، مسند امام زید ح ۱۳۳۳ (۶) نور الایضاح، مراقی الفلاح (۷) مسند امام زید ح ۱۳۳۳ (۸) غنیۃ (۹) ترمذی ج ۲ ص ۱۷۱، مشکوٰۃ (۱۰) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن ابی الدنیا، بشر الکئیب بلقاء الحبیب از امام سیوطی (۱۱) عن عطاء خراسانی تابعی علیہ الرحمۃ، ابو نعیم، بشر الکئیب بلقاء الحبیب از امام سیوطی۔

لہٰذا جگہ بدل کر گویا زیادہ سے زیادہ مقامات کو اپنی عبادت کا گواہ بنالیتا ہے۔

لہٰذا علماء وفقہاء ومحدّثین وسلف وخلف صالحین کا اسی پر فتویٰ وعمل ہے کہ "امام اور مقتدی فرض نماز کے بعد جگہ بدل کر سنّت یا نوافل پڑھیں بیشک ذرا سا ہی ہٹ جائیں یہ عمل سنّتِ رسول کریم ﷺ اور سنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے اس کا نہ کرنا مکروہ ہے" (۱)۔

تاخیر سے جماعت سے ملنا:

ضرور کوشش کیا کریں کہ تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ جماعت میں شامل ہوں تاہم بوجوہ تاخیر ہو جائے تو یہ ہرگز درست نہیں کہ جماعت میں تب ہی مِلنا ہے جب امام قیام میں ہو (۲)۔ بلکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب جماعت کی نماز کیلئے آؤ تو امام جس حال میں ہو اُسی حال میں شریک ہو جاؤ" (۳)۔ بعض بھائی اِس انتظار میں کھڑے رہتے ہیں کہ جب امام سجدہ یا تشہُّد سے اُٹھے تب شامل ہوں گے اُنہیں ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ آتے ہی فوراً شاملِ جماعت ہو جائیں چاہے امام آخری سجدہ یا آخری قعدہ میں ہی ہو (۴)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم نماز کیلئے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ میں شامل ہو جاؤ اور اِس سجدہ کو (رکعت) شمار نہ کرو" (۵)۔

نماز کی جماعت میں تاخیر سے شامل ہونے والا شخص "مسبوق" کہلاتا ہے۔ مسبوق جماعت میں جلد شامل ہونے کے شوق میں بعض ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کی نماز کا آغاز درست نہیں ہوتا جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی ایک دن (حدیث) "حضرت سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اُس وقت نماز کیلئے پہنچے جبکہ آقا کریم ﷺ نماز کے رکوع میں تھے تو حضرت سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کر دیا پھر (حالتِ رکوع میں ہی) چل کر صف میں پہنچے، پھر (نماز کے بعد) پیارے آقا کریم ﷺ کو اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تیرا شوق اور زیادہ فرمائے لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا" (۶)۔ اسلئے ضروری ہے کہ جب بھی نماز با جماعت میں شامل

(۱) جوہرہ نیرہ (۲) مالابدمنہ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی، بلوغ المرام ح ۴۵۲ ص ۱۴۲ (۴) درمختار، ردالمحتار، مالابدمنہ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۸۰، مستدرک حاکم ح ۷۸۳، ۱۰۱۲، ابن خزیمہ ح ۱۶۲۲، بیہقی ح ۲۴۰۷، مشکوٰۃ ح ۱۰۷۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۷ (۶) عن سیّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ، بخاری ج ۱ ح ۷۴۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۷۸، سنن نسائی ح ۸۶۱، مؤطا امام محمد ح ۲۸۴، عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۸۳، طبرانی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۴۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۷۸، فتح الباری، بلوغ المرام ح ۳۴۳ ص ۱۴۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۲۹۔

ہوں تو اُس کے متعلق درج ذیل باتوں کا لازمی خیال رکھیں :۔

[1]۔ جماعت کیلئے دوڑنا منع ہے کیونکہ (حدیث) "ہم ایک بار پیارے آقا کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے چند لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا "یہ آواز کیسی تھی؟" لوگوں نے عرض کیا "ہم نماز کیلئے دوڑ کر آئے تھے" آپ ﷺ نے فرمایا "ایسا مت کرو جب تم نماز کیلئے آؤ تو اطمینان سے آؤ جتنی نماز تم کو مل جائے پڑھ لو جتنی فوت ہو جائے وہ بعد میں خود پوری کر لو" (۱)۔ نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس وقت جماعت کیلئے تکبیر کہی جائے تو نماز کیلئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ وقار سے چلتے ہوئے آؤ جو پالو وہ پڑھ لو جو رہ جائے وہ بعد میں پوری کر لو، کیونکہ جب کوئی نماز کی طرف ارادہ کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے" (۲)۔ البتہ حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جلدی جلدی چلنے میں حرج نہیں ہے جب تک کہ سانس نہ پھولنے پائے" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "جو شخص اچھی طرح وضوء کر کے گھر سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے مسجد کو جائے اور پھر وہ لوگوں کو اِس حالت میں پائے کہ وہ نماز فرض پڑھ چکے ہیں تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی مانند ثواب عنایت فرمائے گا اور اُن کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا" (۴)۔

[2]۔ جماعت کی صف میں کھڑے ہو کر نماز کی نیت کریں۔

[3]۔ اطمینان سے صف میں سیدھے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہیں۔ اگر اللہ قیام میں اور اکبر رکوع جا کر کہا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ اور تکبیر کہہ کر پھر صف میں جا کر کھڑا ہونا مکروہ ہے" (۵)۔ کہ یہ نماز میں چلنا ہے اور دور سے ایسا کیا تو نماز باطل ہوئی۔

[4]۔ قیام میں کم از کم اتنا توقف کریں کہ اَللّٰہُ اَکْبَر قیام کی حالت میں تسلّی سے کہہ لیں۔ اور اگر قیام میں امام کی قرأت سے پہلے پہلے موقع ملے تو ثناء پڑھ لیں ورنہ رہنے دیں۔

[5]۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع یا سجدہ میں جہاں امام ہو ساتھ مِل جائیں۔ اس طرح یہ سارا عمل نہایت

(۱) قال سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۰۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۹۳ (۲) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۸۵۹، مسلم ج۱ ح۱۲۶۱، سنن نسائی ح۸۵۲، ابوداؤد ج۱ ح۵۶۹، مؤطا امام مالک ح۱۵۲، مؤطا امام محمد ح۹۳، مسند امام احمد، سنن دارمی ح۱۳۶۶، ابن حبان ح۲۱۴۸، بیہقی ح۳۴۴۵، معجم اوسط ح۹۴۸، مشکوٰۃ ح۶۳۵، بلوغ المرام ص۱۴۱، مظاہرِ حق، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۴۰۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص۵۹، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج۱ ح۳۱۰ (۳) مؤطا امام محمد ح۹۴ (۴) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۵۶۱، سنن نسائی ح۸۴۶، مؤطا امام محمد، ترغیب والترہیب ج۱ ح۲۶۳، مشکوٰۃ ۱۰۷۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۹۸ (۵) عالمگیری ج۱ ص۱۰۷، ۱۷۳۔

اطمینان سے کریں ایسا نہیں کہ امام کو رکوع میں دیکھا بھاگے بھاگے جھکے جھکے آئے، جھکے جھکے ہی تکبیر کہی یا تکبیر کہتے کہتے اتنے جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک یا گھٹنوں کے قریب پہنچ گئے اور یوں ہی رکوع میں گئے اور یوں ہی رکوع میں چلے گئے تب تکبیر مکمل ہوئی، تو ایسا کرنے سے نماز کا ایک پورا اور ضروری رکنِ قیام سرے سے ادا ہی نہ ہوا چھوٹ گیا جس سے نماز ہی نہ ہوئی۔ اس بارے علماء کرام ایک قانون بتاتے ہیں کہ یہ دیکھا جائے اُس جھکنے کی صورت میں اگر وہ قیام کے زیادہ قریب (اَقْرَبْ اِلی الْقِیَام) تھا تو نماز درست ہوگی اور اگر رکوع کے زیادہ قریب (اَقْرَبْ اِلی الرَّکُوْع) تھا تو نماز درست نہ ہوگی (۱)

لہٰذا پیارے بھائی! کیا فائدہ ایسی جلدی کا جس سے ساری محنت ہی اکارت جائے اور وہ نماز جس کیلئے اتنی جلد بازی کی وہ قابلِ قبول ہی نہ ہو۔ اسلئے مذکورہ بالا احتیاطوں کو مدنظر رکھ کر صحیح طریقہ سے شامل ہو کر اگر آپ کو امام کے ساتھ رکوع مِل گیا تو رکعت مِل گئی (۲)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے رکوع پا لیا پس اُس نے نماز کی رکعت پالی" (۳)۔ اگرچہ تاخیر سے آنے والے کا یہ مِلنا قلیل ہی ہو تو بھی اُسے رکعت مِل گئی البتہ یہ ضروری ہے کہ رکوع میں استقرار پکڑے (۴)۔ تسبیح پڑھنا شرط نہیں بلکہ امام کی پشت سے پشت مِل جانا ضروری ہے۔ کیونکہ (حدیث) "جب تُو آئے اور امام رکوع میں ہو اور تُو امام کے سَر اُٹھانے سے پہلے اپنے زانوؤں پر ہاتھ رکھ لے تو (اُس رکعت کو) تُو نے ضرور پالیا" (۵)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آدمی جب تکبیر کہہ کر جماعت کو رکوع میں پالے تو اُس نے اس رکعت کو پالیا" (۶)۔

۔ اگر آپ امام کو قیام میں مِلیں اور امام کی قرأت سرّی ہو یعنی ظہر یا عصر کی نماز کی جماعت ہو یا امام کی قرأت بالجہر ہو مگر آواز نہ پہنچ رہی ہو تو جلدی جلدی ثناء پڑھ لیں۔ اور اگر امام قرأت بالجہر کر رہے ہوں تو ثناء نہ پڑھیں بلکہ خاموش قرأت سنیں کہ قرآن سننا واجب ہے اور پھر جب امام سے الگ بعد میں اپنی رَہ جانے والی رکعت پڑھیں تو ثناء سے شروع کریں (۷)۔

۔ اگر امام کی قرأت بالجہر ہو جبکہ مسبوق (تاخیر سے ملنے والا) یا کسی مقتدی نے ابھی ثناء نہ پڑھی ہو تو ثناء پڑھنے کا ایک طریقہ علماء کرام نے یہ بتایا ہے کہ جب امام دورانِ قرأت ذرا سکوت کرے مقتدی

(۱) عالمگیری ج۱ ص۱۹۲، شامی (۲) ہدایہ ج۱ ص۱۰۲، عالمگیری ج۱ ص۱۹۲، درمختار (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۲۷۳ ابوداؤد ج۱ ح۸۸۰، مصنف عبدالرزاق ج۲ ص۲۸۱، مؤطا امام محمد ح۱۳۱، مؤطا امام مالک ح۱۵، دارقطنی ج۱ ص۳۴۶، مشکوٰۃ ح۱۰۷۵، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۹۷، فتاوٰی عزیزی (۴) عالمگیری ج۱ ص۱۹۲ (۵) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۴۳، بالفاظ متقاربہ عبدالرزاق ج۲ ص۲۷۹، کشف الغمہ ج۱ ص۲۹۵ (۶) بخاری ج۱ ص۲۹۴، مصنف عبدالرزاق ج۲ ص۲۷۸ (۷) عالمگیری ج۱ ص۱۴۱، ۱۹۲، کبیری، درمختار، شامی، غنیۃ، بہارِ شریعت ج۱ ص۱۸۲۔

فوراً ثناء کا کچھ حصّہ پڑھ لے پھر جب امام قرأت کرے تو یہ خاموش ہو جائے جب پھر امام سکوت کرے تو یہ فوراً بقیہ ثناء پڑھ لے یوں بیچ بیچ میں ثناء مکمّل کر لے۔ اور اگر نہ بھی پڑھیں تو حرج نہیں کہ ثناء پڑھنا سنّت ہے جس کے رَہ جانے سے شریعت کا حکم ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔

۔ امام رکوع یا سجدہ میں ہو اور آپ کو یقین ہے کہ ثناء پڑھ کر مل جاؤں گا تو پڑھ لیں ورنہ چھوڑ دیں اور اگر امام قعدہ میں ہو تو ثناء نہ پڑھیں بلکہ قعدہ میں شریک ہو جائیں کہ امام سلام نہ پھیر دیں (۱)۔

۔ آپ التحیات میں ملے مگر ابھی مکمّل التحیات نہ پڑھی تھی کہ امام تکبیر کہہ کر اگلی رکعت میں چلا گیا یا سلام پھیر دیا تو اب آپ جلدی جلدی التحیات مکمل پڑھ لیں پھر امام کے ساتھ ملیں (۲)۔

۔ اگر مسبوق فوت شدہ رکعت جو کہ امام پڑھ چکا جماعت کی صف میں کھڑا ہو کر پہلے پڑھے پھر امام کی متابعت کرے اور ساتھ ملے تو اُس کی نماز نہ ہوگی (۳)۔

۔ اگر آپ کی ایک رکعت جماعت سے رَہ جائے تو اُس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اس رکعت کو شروع میں نہ پڑھیں بلکہ نیّت کر کے تکبیر کہہ کر جہاں امام ہو اُس کے ساتھ مل جائیں اور تمام نماز میں امام کی پیروی کریں، جب امام قعدۂ اخیرہ ہو تو آپ صرف التحیات "عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه" تک پڑھیں دُرودشریف اور دعائیں نہ پڑھیں بلکہ خاموش بیٹھے رہیں۔ مگر اِس سے اچھا یہ ہے کہ تشہُد آہستہ آہستہ پڑھیں تا کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنے تک ختم ہو اور اگر پہلے پڑھ ہی لیں تو خاموش بیٹھے رہیں لیکن بہتر ہے کہ آہستہ آہستہ "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کی تکرار کرتے رہیں۔ (۴)۔ پھر جب امام پہلا سلام پھیریں تو آپ سلام نہ پھیریں، بلکہ جب امام دوسرا سلام پھیریں تو آپ تکبیر کہہ کر قیام میں کھڑے ہو جائیں، مگر کھڑا ہونے میں ذرا توقف کریں تا کہ یہ اطمینان ہو جائے کہ امام نے سجدۂ سہو تو نہیں کرنا۔ اور اگر وقت کی تنگی ہو تو توقف ضروری نہیں (۵)۔ اگر آپ امام کے پہلا سلام پھیرنے پر کھڑے ہوں گے تو گنہگار ہوں گے البتہ نماز ہو جائے گی اور اگر وقت تنگ ہو تو کھڑا ہونے میں حرج نہیں (۶)۔ بہر حال کھڑے ہو کر قیام میں ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع و سجود کریں، التحیات مع دُرودشریف و دعاؤں کے پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں نماز مکمّل ہوئی (۷)۔ یہ ضرور ذہن میں رہے کہ اگر آپ نے جان بوجھ کر امام کیساتھ سلام پھیر

(۱) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص ۱۴۱، بہار شریعت ج۱ص ۱۸۲، بحرالرائق (۲) عرفانِ شریعت، عالمگیری ج۱ص ۱۴۰ (۳) درمختار (۴) درمختار، غایۃ الاوطار، عالمگیری ج۱ص ۱۴۲، فتاوٰی قاضی خان، فتح القدیر (۵) درمختار، بہار شریعت (۶) عالمگیری ج۱ص ۱۴۱ (۷) درمختار، مالابدّ منہ، فیض الرسول۔

دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر بھول کر ایسا کیا تو یاد آتے ہی فوراً کھڑے ہوجائیں اور اپنی باقی نماز پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کرلیں نماز درست ہوئی (۱)۔

۔اگر 4 رکعت والی نماز ہو اور آپ کی 2 رکعت رَہ جائیں تو آپ امام کیساتھ دوسرا سلام پھیرنے پر تکبیر کہہ کر کھڑے ہوجائیں۔پہلی رکعت میں ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھیں رکوع و سجود کر کے رکعت مکمّل کریں اور دوسری رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع و سجود اور مکمّل التحیات مع دُرود شریف اور دعاؤں کے پڑھ کر سلام پھیریں نماز مکمّل ہوئی (۲)۔

۔اگر 4 رکعت والی نماز ہو اور آپ کی 3 رکعت جماعت سے رَہ جائیں تو امام کے سلام پھیرنے پر کھڑے ہوجائیں اور اپنی پہلی رکعت میں ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھیں، رکوع و سجود کے بعد قعدہ کریں جس میں التحیات صرف ''عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه'' تک پڑھ کر کھڑے ہوجائیں۔دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں، رکوع و سجود کریں اور کھڑے ہوجائیں پھر تیسری یعنی آخری رکعت میں صرف تسمیہ اور فاتحہ پڑھیں اور رکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ کر کے نماز مکمّل کر کے سلام پھیر دیں 3 رکعت ادا ہوگئیں جبکہ چوتھی آپ نے جماعت سے پڑھ لی تھی یوں نماز مکمّل ہوئی (۳)۔

۔3 رکعت نماز مغرب سے 2 رکعتیں رَہ جائیں تو امام کے دوسرا سلام پھیرنے پر کھڑے ہو جائیں اپنی پہلی رکعت میں ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع و سجود کے بعد قعدہ کریں جس میں التحیات صرف ''عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه'' تک پڑھیں، پھر تکبیر کہہ کر دوسری یعنی آخری رکعت کیلئے کھڑے ہوں، اس میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھیں اور رکوع و سجود کے بعد التحیات مع دُرود شریف و دعاؤں کے پڑھ کر سلام پھیر دیں نماز مکمّل ہوئی۔اگر ان دونوں میں سے کسی میں قرأت نہ کریں گے تو نماز نہ ہوگی (۴)۔اس طرح ان تینوں رکعتوں میں قعدہ ہوا۔

۔اگر مغرب کی ایک رکعت رَہ جائے تو اس بارے (حدیث) حضرت سیّدنا سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ نے پوچھا ''وہ کون سی نماز ہے جس میں ہر رکعت کے بعد قعدہ کیلئے بیٹھنا پڑے؟'' پھر خود ہی جواب ارشاد فرمایا ''وہ مغرب کی نماز ہے جبکہ ایک رکعت فوت ہوجائے امام کے ساتھ'' (۵)۔

۔جب آپ جماعت میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد ملیں تو گویا آپ کی ساری نماز ابھی باقی ہے۔اِس صورت میں امام کے دوسرا سلام پھیرنے پر کھڑے ہو کر ثناء سے شروع کریں

(۱) بہارِ شریعت (۲) درمختار، فیض رسول، عالمگیری ج۱ص۱۴۳ (۳) مسند امام زید ص۱۲۹، درمختار، ردالمحتار، عالمگیری ج۱ ص۱۴۳ (۴) مالابدّمنہ، عالمگیری ج۱ص۱۴۳ (۵) مؤطا امام مالک ح۱۱۱۔

اور اپنی پوری نماز حسبِ قاعدہ ادا کریں۔

۔ نماز میں امام کسی غلطی کی بناء پر پہلا سلام پھیر کر سجدۂ سہو کریں تو آپ (مسبوق) اپنی بقیہ رکعتیں پڑھنے کیلئے مَت کھڑے ہوں بلکہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو کریں اور جب امام دوبارہ التحیات پڑھنے کے بعد دوسرا سلام پھیریں تو تب تکبیر کہہ کر کھڑے ہوں اور جو نماز جماعت سے رَہ گئی اُسے پورا کریں (۱)

۔ آپ (مسبوق) نے جماعت کے ساتھ 3 رکعت نماز پائی آپ نے سمجھا شاید 4 پڑھ لیں اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ آپ کے ساتھی مقتدی نے آپ کو بتایا کہ آپ کی ایک رکعت باقی ہے اب اگر آپ نے کوئی مفسدِ نماز عمل نہ کیا ہو اور آپ کا دل بھی یہ بات تسلیم کر لے تو حکمِ شرعی سمجھ کر فوراً ایک رکعت پڑھنے کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع و سجود کریں اور التحیات صرف عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھ کر ایک سلام پھیر کر سجدۂ سہو کریں۔ پھر پورا التحیات مع دُرود شریف و دعاؤں کے پڑھ کر سلام پھیریں نماز مکمّل ہوئی۔ اور اگر آپ نے اس ساتھی کے بتانے کے بعد اُٹھنے میں بمقدارِ عملِ کثیر تاخیر کر دی یا آپ کے دل نے تو تسلیم نہ کیا مگر اُس آدمی کا حُکم سمجھ کر پڑھنے لگے تو ساری نماز فاسد ہو گئی دوبارہ پڑھیں (۲)۔

۔ آپ (مسبوق) کی کچھ نماز باقی تھی کہ بھول کر امام کے ساتھ ایک یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تو یاد آتے ہی فوراً کھڑے ہو جائیں، باقی نماز پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کریں نماز ہو گئی (۳)۔

۔ یہاں ایک نکتہ عرض ہے کہ اگر آپ (مسبوق) بھول کر امام کے عین ساتھ ساتھ بلا وقفہ ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیں تو نماز نہیں ٹوٹی بلکہ یاد آتے ہی فوراً کھڑے ہو جائیں باقی نماز پوری کریں اور اب سجدۂ سہو بھی نہیں نماز ہو گئی۔ اگر امام کے کچھ لمحات بعد سلام پھیرا تو آپ کو آخر میں سجدۂ سہو کرنا پڑے گا تب نماز کامل ہو گی (۴)۔

۔ اگر آپ (مسبوق) نے قصداً امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا تو آپ کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر گمان کیا کہ میری نماز فاسد ہو گئی لہٰذا اُٹھ کر نئے سرے سے پڑھنا شروع کر دی تو اب جونہی نئی نماز کی نیّت کر کے اللہ اکبر کہا تو امام کے ساتھ پڑھی گئی ساری نماز فرض اب فاسد ہو گئی (۵)۔

۔ امام نے سلام پھیرنے کیلئے اَلسَّلَام کا لفظ مُنہ سے نکالا ہی تھا کہ ایک شخص جماعت میں شامل

(۱) نور الایضاح بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۶ (۲) در مختار، شامی، رد المحتار (۳) در مختار، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۲ (۴) بہار ج ۱ ص ۲۰۸، در مختار، شامی، منیۃ المصلی ص ۱۶۸، عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۲ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۳۴۴، ۱۵، در مختار، شامی، بہار شریعت

ہوگیا تو اُس کو جماعت نہ مِلی اپنی ساری نماز الگ پڑھے۔ البتہ اگر امام سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے تو اُس دوران شامل ہونے والے کو جماعت مِل جائے گی بیشک اُسے ایک سجدہ ہی مِل جائے نیز دوسرے سجدہ کی قضاء اُس کے ذمّہ نہیں اور سجدۂ سہو کے بعد تشہّد میں جماعت سے مِلے تو بھی مِلنا درست ہے تاہم سجدہ اُس کے ذمّہ نہیں (۱)۔

✿ ۔امام نے سجدۂ سہو کرنا تھا مگر اُس نے بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا اور مسبوق نے کھڑے ہوکر اپنی بقیہ نماز شروع کردی۔ اب امام نے یاد آنے پر سجدۂ سہو کر دیا تو۔ ☆ ۔اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو فوراً لوٹ آئے اور امام کے ساتھ مِل کر سجدۂ سہو کرے، التحیات پڑھے کیونکہ مسبوق پر امام کی متابعت فرض ہے۔ پھر امام کے سلام پھیرنے پر اُٹھے اور اپنی باقی نماز ثناء سے شروع کرکے پوری کرے۔ ☆ ۔اور اگر مسبوق امام کے سلام سے پہلے اُٹھ گیا تھا اور اپنی بقیہ نماز شروع کردی تھی (حالانکہ ایسا کرنا گناہ ہے) تو اب بھی اگر مسبوق نے ابھی اپنی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو فوراً بیٹھ جائے اور امام کے سجدۂ سہو میں شامل ہوجائے پھر بقیہ نماز امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے ☆ ۔اور بالفرض مسبوق نہ لوٹے تو اپنی نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہوگئی۔ ☆ ۔اور اگر امام نے سجدۂ سہو اُس وقت کیا جب مسبوق اپنی رکعت کے سجدہ میں تھا یا سجدہ کر لیا تھا تو اب امام کے سجدۂ سہو کیلئے بالکل نہ لوٹے ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی۔ بلکہ اپنی نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہوگئی۔ ☆ ۔مگر یہاں یہ ضرور یاد رکھیں کہ اگر آپ مسبوق نہیں اور امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی کھڑے ہوگئے اور امام کے ساتھ بقدرِ تشہّد بھی نہ بیٹھے تو آپکی نماز فاسد ہوگئی (۲)۔

✿ ۔امام نے سجدۂ سہو کیا اور مسبوق نے اُس کی متابعت کی جیسا کہ اُسے حکم ہے پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو واجب نہ تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی (۳)۔

✿ ۔مسبوق نے امام کے سہو پر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا پھر جب اپنی بقیہ نماز پڑھنے لگا تو اُس میں اُس سے سہو ہوا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے (۴)۔

✿ ۔امام قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے پیروی کی تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا تھا اور کھڑا ہوگیا تو مع امام و مسبوق سب کی نماز اُس وقت فاسد ہوگی جب امام کے ساتھ پانچویں رکعت کا سجدہ کرے گا (۵)۔

(۱) شامی (۲) درمختار، عالمگیری ج۱ص ۱۲۸، ۱۴۲، ۲۰۶ منیۃ المصلی ص ۱۶۸، درمختار، غایۃ الاوطار (۳) درمختار، بہارِ شریعت عالمگیری ج۱ص ۱۴۳ (۴) درمختار شامی، بہارِ شریعت (۵) عالمگیری ج۱ص ۱۴۳۔

2-مسبوقوں نے امام کی اقتداء کی پھر جب اپنی بقیہ نماز پڑھنے لگے تو ایک کو اپنی رکعتیں یاد نہ رہیں دوسرے کو دیکھ دیکھ کر جتنی اُس نے پڑھی اِس نے بھی پڑھ لی مگر اس کی اقتداء نہیں کی تو حرج نہیں نماز درست ہے بشرطیکہ دونوں مسبوق ایک ساتھ شاملِ جماعت ہوئے ہوں (۱)۔

نماز توڑ کر جماعت سے ملنا:

تنہاء نماز پڑھنے سے پہلے جماعت کے ہو جانے یا نہ ہونے کی تسلّی کر لینی چاہیئے تا کہ جماعت کے ثواب سے محرومی نہ ہو۔ البتہ اگر کسی بناء پر آپ مسجد میں نماز فرض تنہاء پڑھنا شروع کر دیں اور پھر اسی دوران وہیں جماعت کھڑی ہو جائے تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائیں یاد رہے کہ جماعت کھڑی ہونے کا مطلب اقامت کا کہا جانا نہیں ہے بلکہ جماعت سے نماز کا شروع ہونا مراد ہے۔ نیز نماز توڑنے کیلئے بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ کھڑے یا بیٹھے آپ نماز میں جہاں بھی ہوں وہیں ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیں (۲)۔ اور نئی نیّت کریں اور جماعت میں شامل ہو کر پوری نماز فرض جماعت کے ساتھ پڑھیں، پہلے جتنی بھی نماز پڑھی اُسے شمار نہ کریں۔ مگر اس بارے چند اہم مسائل کا خیال ضرور رکھیں کہ:۔

- اگر آپ گھر یا کسی دوسری مسجد میں نماز فرض پڑھ رہے ہوں اور آپ کے محلّہ کی مسجد میں جماعت کھڑی ہو جائے تو نماز توڑنے کی اجازت نہیں بلکہ اسی طرح تنہاء اپنی نماز پوری کریں (۳)۔
- اگر آپ نے تنہاء 4 رکعت نماز فرض شروع کی اور ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائیں (۴)۔ اور پوری نماز فرض جماعت سے پڑھیں۔
- اگر چار رکعت فرض کی ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب واجب ہے کہ یہ رکعت پوری کریں اور ایک رکعت مزید پڑھ کر التحیات کے بعد سلام پھیریں اور پھر جماعت سے ملیں اور پوری نماز فرض چار رکعت با جماعت پڑھیں، جو 2 رکعت تنہاء پڑھیں وہ نفل ہو جائیں گی (۵)۔
- آپ تنہاء نمازی کی حیثیت سے نماز فرض کی تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوئے مگر اُس کے سجدہ کرنے سے پہلے جماعت کھڑی ہو گئی تو کھڑے کھڑے سلام پھیر دیں اور جماعت میں شامل ہو جائیں جو دو دو رکعت پڑھیں وہ نفل بن جائیں گی (۶)۔

(۱) درمختار، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ص۱۴۳ (۲) عالمگیری ج۱ص۱۹۱، نور الایضاح، شامی (۳) شامی، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ص۱۹۱ (۴) جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، نور الایضاح، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص۱۹۰ (۵) جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، نور الایضاح، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص۱۹۰ (۶) نور الایضاح، عالمگیری ج۱ص۱۹۱۔

۞ ۔اگر آپ نے تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب نماز توڑنا گناہ ہے، 4 رکعت پوری کر کے جماعت میں نفل کی نیّت سے شامل ہو جائیں جماعت کا ثواب مِل جائے گا۔ پہلی نماز فرض اور جماعت والی نماز نفل ہو جائے گی (۱)۔

۞ ۔نماز سنّت فجر یا نماز قضاء شروع کی تو توڑ کر جماعت سے نہیں مل سکتے بلکہ پوری پڑھ کر شامل ہوں (۲)

۞ ۔(حدیث) ''جب جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی (سنن ونوافل) نماز نہیں پڑھی جاتی'' (۳) اور اگر پھر بھی نماز نفل شروع کردی تو اب نہ توڑیں بلکہ اب اُس کا کم از کم 2 رکعت پڑھنا واجب ہو گیا توڑنا گناہ ہے اگر توڑ دیں گے تو بعد میں ان نوافل کی قضاء پڑھنا ہوگی۔ اور اگر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے نماز نفل شروع کردی تھی تو تب بھی نہ توڑیں بلکہ کم از کم 2 رکعت پوری کریں اور اگر تیسری رکعت میں ہیں تو 4 رکعت پوری کر کے جماعت سے مِلیں (۴)۔

۞ ۔اگر آپ نماز فرض فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور دوسری رکعت کے شروع میں تھے کہ جماعت قائم ہو گئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت سے ملیں اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو ان 2 نمازوں کو توڑنے کی اجازت نہیں بلکہ اپنی نماز تنہا پوری کریں اور اب نفل کی نیت سے شاملِ جماعت نہیں ہو سکتے اسی طرح عصر کی تیسری رکعت میں ہوں تو بھی نہ توڑیں اپنی نماز الگ ہی پوری کریں اور شاملِ جماعت نہ ہوں، اگر اس سے پیچھے ہوں تو توڑ دیں اور جماعت سے مِل جائیں (۵)۔

نماز فرض پڑھ کر جماعت پانا:

اگر آپ نے کسی بھول، غلط فہمی، وقتِ جماعت سے بے خبری یا کسی جلدی کی بناء پر جماعت سے پہلے تنہاء نماز فرض ادا کرلی اور اُسکے بعد نماز فرض کی جماعت کھڑی ہو گئی، تو اب آپ جماعت میں بطور متنفّل (نفل پڑھنے والے) شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں 2 افراد نے یہ خیال کر کے کہ شاید جماعت ہو گئی ہوگی اپنی نمازِ ظہر فرض گھر میں پڑھ لی پھر وہ مسجد پاک میں آئے تو نماز ظہر کی جماعت کھڑی پائی، وہ شامل جماعت ہونے کی بجائے مسجد کے کونے میں جا بیٹھے تو پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد پوچھا تو انہوں نے ساری بات بتائی، آپ ﷺ نے فرمایا ''ایسا نہ کیا کرو جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر نماز پڑھ کر مسجد میں

(۱) جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، نور الایضاح، درمختار، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۱ (۲) شامی، بہار شریعت (۳) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۴۰۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۵۲، ونحوہٗ مسلم ج ۱ ح ۱۵۴۳ (۴) درمختار، شامی (۵) جامع صغیر، ہدایہ، عالمگیری، درمختار، تنویر الابصار، رد المحتار۔

آئے (یا مسجد میں جماعت سے پہلے ہی پڑھ لے) اور امام کو (نماز پڑھاتا) پالے" یا فرمایا" جماعت ہو رہی ہو تو جماعت میں نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھو اور اپنی نماز کو فرض سمجھو بیشک یہ نماز تمہارے لئے نماز نفل ہو جائے گی" (۱)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا مِحجَن رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں نماز پڑھ چکے تھے اس لئے جماعت میں شامل نہ ہوئے تو پیارے آقا کریم ﷺ نے اُنہیں فرمایا" جب نماز پڑھ کر مسجد آؤ اور نماز کیلئے جماعت کھڑی ہو تو لوگوں کے ساتھ (جماعت سے) پڑھ لو اگرچہ پہلے پڑھ چکے ہو" (۲)۔ اور یہ نماز نفل ہو جائے گی۔ نیز (حدیث) "جب تم نماز کو آؤ اور لوگوں کو (جماعت میں) پاؤ تو اُن کے ساتھ نماز پڑھو اگرچہ پڑھ چکے ہو تو یہ تمہاری نفل بن جائے گی اور وہ فرض" (۳)۔ لہذا "امام کے ساتھ ظہر اور عشاء میں نماز نفل کی نیّت کر کے شاملِ جماعت ہو جائیں" (۴)۔

۞۔ یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ اگر آپ نے نمازِ فجر، نمازِ عصر یا نمازِ مغرب کی اپنی پوری نماز فرض پڑھ لی تو اب آپ جماعت میں فرض یا نفل کی حیثیت سے شامل نہیں ہو سکتے (۵)۔ ان میں سے فجر اور مغرب کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" جب تُو اپنے گھر والوں میں نماز پڑھ لے پھر جماعت ہوتے ہوئے پالے تو اُس میں شریک ہو جاؤ سوائے فجر و مغرب کے" (۶)۔ اسی طرح ہی (حدیث) "بیشک جس نے فجر یا مغرب کی نماز پڑھ لی پھر امام کو وہ نماز پڑھاتے ہوئے پائے تو اُن دونوں نمازوں کو امام کے ساتھ نہ پڑھے" (۷)۔ ان دو نمازوں میں شاملِ جماعت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے نمازِ مغرب کی 3 رکعت ہیں اور نفل کی 3 رکعت مشروع نہیں ہیں جبکہ نمازِ فجر فرض کی ادائیگی کے بعد نمازِ نفل جائز نہیں۔ یہی حکم عصر کے بارے ہے کہ نماز عصر فرض پڑھ لینے کے بعد نفل نہیں اسلئے ان 3 اوقات میں شاملِ جماعت نہیں ہو سکتے باقی میں شامل ہو سکتے ہیں (۸)۔ لہذا جب ایسا موقع ہو تو اقامت سنتے ہی یا اس سے پہلے مسجد سے باہر چلے جائیں۔ اور اگر پھر بھی

(۱) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۰۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۷۲، کتاب الآثار، مسند امام اعظم ح ۱۳۷، ترمذی ۱، سنن نسائی ح ۸۴۹، مسند امام احمد، ابن حبان، بلوغ المرام ح ۴۲۹ ص ۱۳۷، مستدرک حاکم ح ۸۹۲، سنن دارمی ح ۱۴۰۳، بیہقی ح ۳۳۵۶، مصنف عبدالرزاق ح ۳۹۳۴، مشکوٰۃ ح ۱۰۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۳ (۲) عن سیّدنا بُسر بن مِحجن رضی اللہ عنہ مؤطا امام مالک ح ۲۹۸، سنن نسائی ح ۸۴۸، ترمذی ج ۱ ح ۲۰۹، مستدرک حاکم، بیہقی ح ۳۳۵۴ مسند امام احمد، معجم کبیر ح ۶۹۷، مؤطا امام محمد ح ۲۱۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۸۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۳ (۳) عن سیّدنا یزید بن عامر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۵۷۴، مشکوٰۃ ح ۱۰۸۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۵ (۴) مسند امام زید ص ۱۲۲ (۵) مسند امام زید ص ۱۲۲، کتاب الآثار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰، ۱۹۲ (۶) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سنن دارقطنی، ولفظہ لہ کتاب الآثار ص ۴۸، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۴۲۲ (۷) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۳۰۲، مؤطا امام محمد ح ۲۱۷، مشکوٰۃ ح ۱۰۹۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۶ (۸) مسند امام اعظم، مؤطا امام محمد ح ۲۱۸، درمختار، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۱۔

آپ نمازِ مغرب میں شامل ہو گئے تو بُرا کیا اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر 4 رکعت پوری کریں، اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو ساری نماز فاسد ہو جائے گی اب اس کی قضاء کے طور پر 4 رکعت نفل اور پڑھیں (۱)۔

نمازِ سنّتِ فجر:

نمازِ فجر کی 2 سنّتیں مؤکدہ ہیں اور "تمام مؤکدہ سنّتوں میں فضیلت کے اعتبار سے سب سے افضل فجر کی 2 سنّت ہیں" (۲)۔ ان کی مشروعیت کے انکار سے کفر کا خوف ہے۔ انکی فضیلت کی بناء پر حضرت سیّدنا خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ اور بعض دیگر علماء و فقہاء کرام ان 2 سنّتوں کو واجب کا درجہ دیتے ہیں۔ اسلئے یہ سنّتیں اپنی فضیلت و اہمیّت کی بناء پر بلا عذر نہ بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں، نہ سواری پر، گویا ان سنّتوں کا حکم اقرب الی الواجب وتر کے ہے (۳)۔

ان کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "فجر کی 2 سنّتیں دنیا اور اُس کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں" (۴)۔ اور (حدیث) "یہ دو رکعتیں ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں" (۵)۔ نیز (حدیث) "فجر کی سنّتیں نہ چھوڑو اگرچہ تم پر دشمن کے گھوڑے ہی چڑھ جائیں" (۶) اسی بناء پر (حدیث) "جان سے پیارے آقا کریم ﷺ اِن (2 رکعت سنّتِ فجر) کی جتنی حفاظت اور پابندی فرماتے کسی اور نفل (سنّت) کی نہیں فرماتے تھے" (۷)۔

جب جماعت کھڑی ہو جائے تو سنّت و نفل شروع کرنا جائز نہیں مگر صرف سنّتِ فجر کیلئے یہ رعایت اور اجازت ہے کہ اگر جماعت کھڑی ہو جائے تب بھی ضرور پڑھ لیں بشرطیکہ فرض کی جماعت مِل جانے کا یقین ہو بیشک کچھ حصّہ یعنی آخری قعدہ ہی سہی (۸)۔ اور حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب جماعت کھڑی ہو جائے تو سنّتِ فجر کے سوا سنّت و نوافل پڑھنا مکروہ ہے" (۹)۔ اور پھر سنّتِ فجر جماعت کی صفوں سے اور امام کی قرأت کی آواز سے ممکنہ حد تک دُور ہو

(۱) مسند امام زید ح ۱۳۶، عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰ (۲) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۳) شامی، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۳۲، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج ۱ ح ۱۵۸۵، نسائی ح ۱۷۳۷، ترمذی ج ۱ ح ۳۹۹، بلوغ المرام ح ۳۷۹ ص ۱۲۷، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۳۱، حاکم ح ۱۱۵۱، ابن خزیمہ ح ۱۱۰۷، ترغیب ج ۱ ح ۳۷۶، مشکوٰۃ ح ۱۰۹۶، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۹ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا مسلم ج ۱ ح ۱۵۸۶، احمد ج ۱ ح ۱۸۴۰، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۳۱ (۶) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۴۳، احمد ج ۱ ح ۱۸۴۲، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۰۸، ترغیب ج ۱ ح ۳۸۰ (۷) عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسلم ج ۱، بخاری ج ۱ ح ۱۰۹۴، ابوداؤد و نسائی، احمد ج ۱ ح ۱۸۴۳، مسند امام اعظم ح ۱۷۵، مشکوٰۃ ح ۱۰۹۵، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۹، بلوغ المرام ح ۳۷۸ ص ۱۲۷، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۳۸ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۱ (۹) مؤطا امام محمد ح ۹۶۔

کرادا کریں کیونکہ جس صف میں جماعت ہورہی ہو اس میں سنّتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر سنّت فجر کے پڑھنے سے جماعت کے فوت ہوجانے کا خطرہ ہو تو نہ پڑھیں اور جماعت میں شامل ہوجائیں (۱)۔ اس بارے (حدیث) حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَیں صبح کی نماز میں سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج تو بہت دیر ہوگئی تشریف لایئے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر اس سے بھی زیادہ دیر ہوجاتی تو مَیں سنّتیں پڑھے بغیر نہ آتا" (۲)۔ حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "جب آپ مسجد میں داخل ہوں اور نماز فجر ہورہی ہو تو اور آپ نے سنّتِ فجر نہ پڑھی ہو تو سنّتِ فجر پڑھ لیں اگرچہ آپ کی فجر فرض کی پہلی رکعت فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو" (۳)۔

مگر اتنا ضرور خیال رہے کہ جماعت والی صف پر سنّتیں بالکل نہ پڑھیں۔ بلکہ بہت پیچھے کسی خالی صف پر پڑھیں یا اگر جماعت مسجد کے اندر ہے تو باہر صحن میں پڑھ لیں یا ستون یا دیوار یا پیڑ کی آڑ میں پڑھ لیں، عین امام کے پیچھے سنّتیں ادا کرنا مکروہ ہے (۴)۔ اب ذرا اس بارے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مبارک دیکھتے ہیں۔ کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں تب تشریف لائے جب کہ نمازِ فجر کی اقامت ہوچکی تھی (یعنی جماعت کھڑی ہوچکی تھی) تو آپ نے ستون کی آڑ میں 2 رکعت نماز سنّت ادا فرمائی پھر جماعت میں شریک ہوئے" (۵)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا مسروق تابعی علیہ الرحمۃ نے مسجد کے ایک کونے میں سنّتیں پڑھیں پھر شاملِ جماعت ہوئے" (۶)۔ اور (حدیث) "حضرت سیّدنا سعید بن جُبَیر تابعی علیہ الرحمۃ نے مسجد کے دروازہ پر سنّتیں پڑھیں" (۷)۔ اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا عثمان الہندی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ایک شخص مسجد میں آیا جبکہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نمار فجر پڑھا رہے تھے اُس نے مسجد کے دروازے پر دو رکعت سنّت فجر پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوگیا" (۸) نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاکر یہ سنّتیں پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے" (۹)۔ اسی طرح (حدیث) "جب حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے اور لوگ نمازِ فجر میں صف بستہ ہوتے تو آپ مسجد کے گوشے میں 2 رکعت پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوجاتے" (۱۰)۔ اور

(۱) طحاوی، درمختار، شامی، جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، نَیل الاوطار، شرح وقایہ، غنیۃ، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳۲، عالمگیری ج۱ ص ۸۲ (۲) احمد ج ا ح ۱۰۳۶۱، ابوداود، عینی ج ۳، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳۱ (۳) اتحاف، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۷ (۴) غنیۃ، بہار شریعت (۵) مجمع الزوائد ج۲ ص ۷۵، طحاوی ج ا ص ۲۲۰، طبرانی کبیر، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۸ (۶) عن شعبی تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۷ (۷) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۷ (۸) اتحاف، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۷ (۹) عینی ج ۲ ص ۱۱۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۸ (۱۰) طحاوی ج ا ص ۲۲۰۔

(حدیث) ''حضرت سیّدنا حذیفہ ؓ، حضرت سیّدنا ابن مسعود ؓ اور حضرت سیّدنا ابوموسیٰ ؓ نے ستون کی آڑ میں 2 رکعت پڑھیں'' (۱)۔ یہی طریقہ حضرت سیّدنا ابن عباس ؓ حضرت سیّدنا ابن عمر ؓ و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام ؓ کا ہے (۲)۔

فجر کی سنّتوں میں کم قرأت کرنا افضل ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ فجر کی دو رکعتیں (سنّت) ہلکی پھلکی پڑھتے تھے'' (۳) اور (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ فجر کی دو رکعت (سنّت) میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے'' (۴) اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر ؓ نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم ﷺ پر 40 دن یا ایک ماہ تک نظر رکھی، اور آپ ﷺ کو فجر کی 2 سنّتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے'' (۵) اور (حدیث) ''میں (راوی) شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے آقا کریم ﷺ کے پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ مغرب کے بعد دو رکعتوں میں اور صبح سے قبل کی دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے'' (۶)۔ نیز (حدیث) ''آپ ﷺ ان دونوں سورتوں کو فجر کی سنّتوں میں پڑھتے اور فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں'' (۷) ان سورتوں کے فضائل کے بارے (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''سورۃ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر'' اور ''سورۃ الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر'' اور ''سورۃ اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے'' (۸) یہاں پیارے آقا کریم ﷺ کی ایک پیاری پیاری سنّت بھی پڑھ لیں کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ دو رکعت (سنّتِ فجر) ہلکی پڑھ لیتے تو (تھوڑی دیر کیلئے) داہنی کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ نماز فجر کی اقامت ہوتی'' (۹)۔ یہ صرف سنّت ہی نہیں بلکہ اس بارے پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان

(۱) طحاوی ج۱ص۲۵۵ (۲) فیوض الباری حصہ ۳ص۳۰۸، طحاوی، فتاوٰی نوریہ (۳) عن عائشہ ؓ، بخاری ج۱ح۵۸۸، مسلم ج۱ح۱۵۷۸، نسائی ح۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ابن ماجہ ح۱۱۹۴، ابوداؤد ج۱ح۱۲۳۱، احمد ج۱ح۱۸۳۴۶، فیوض الباری حصہ ۵ ص۳۵، ۳۶، مؤطا امام محمد ح۲۴۳، بلوغ المرام ح۳۸۷ ص۱۲۸ (۴) عن سیّدنا ابوہریرہ ؓ، مسلم ج۱ح۱۵۸۷، ابن ماجہ ح۱۱۹۷، ترمذی ج۱ح۴۰۰، نسائی ح۹۳۵، ابوداؤد ج۱ح۱۲۴۳، احمد ج۱ح۱۸۵۰، شعب الایمان ج۲ح۲۵۲۵، دارمی ح۱۴۷۸، بیہقی ح۴۶۵۷، مشکوٰۃ ح۸۴۷، بلوغ المرام ح۳۸۸ ص۱۲۹، مرآۃ المناجیح ج۲ص۵۶، ابویعلی، فیوض الباری حصہ ۳ص۲۹۰ (۵) ابن ماجہ ح۱۱۹۸، مسند امام اعظم ح۱۷۶ (۶) قال سیّدنا ابن مسعود ؓ، ترمذی ج۱ح۴۳۱، ولفظہ لہٗ، ابن ماجہ ح۸۷۹ (۷) عن ابن عمر ؓ، ترمذی، ابویعلی (۸) عن ابودرداء ؓ، بخاری ج۳ح۷، مسلم ج۱ح۱۷۸۳، نسائی ح۹۸۵، ابوداؤد ج۱ح۱۲۴۷، مؤطا امام مالک ح۴۸۳، ترمذی ج۲ح۸۰۴، شعب الایمان ج۲ح۲۵۱۴، سنن دارمی ح۳۴۶۲، ابویعلی، مشکوٰۃ ح۲۰۲۳، ۲۰۵۰، مرآۃ المناجیح ج۳ص۲۵۲، ۲۷۰ (۹) عن سیّدہ عائشہ ؓ، بخاری ج۱ح۵۹۵، مسلم ج۱ح۱۶۱۵، ابن ماجہ ح۱۲۳۹، سنن نسائی ح۱۷۴۰، ابوداؤد ج۱ح۱۲۴۷، مسند امام احمد ج۱ح۱۸۵۷، مشکوٰۃ ح۱۱۲۲، بلوغ المرام ص۱۲۹، مرآۃ المناجیح ج۲ص۲۲۰، فیوض الباری حصہ ۳ص۲۹۰، حصہ ۵ص۳۲۔

اقدس بھی ہے کہ (حدیث) ''جب کوئی سنّتِ فجر پڑھ لے تو چاہیئے کہ اپنی داہنی کروٹ کچھ لیٹ رہے'' (۱)۔ اس پیاری سنّت پر عمل کرتے ہوئے یہ ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ لیٹنے کے دوران جاگتے رہیں تا کہ وضوء نہ ٹوٹ جائے۔

اگر فجر کی سنّتیں پڑھنے سے رَہ جائیں تو نماز فرض فجر کے بعد نہیں پڑھ سکتے (۲)۔ بلکہ (حدیث) ''مَنۡ لَّمۡ یُصَلِّ رَکۡعَتِیِ الۡفَجۡرِ فَلۡیُصَلِّهِمَا بَعۡدَ مَا تَطۡلُعُ الشَّمۡسُ، جو فجر کی 2 رکعت (سنّتیں) نہ پڑھ سکا وہ اِن کو طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھے'' (۳)۔ سنّت فجر کے علاوہ سنتوں کی قضاء نہیں (۴)۔ اسلئے (حدیث) ''آپ حضور ﷺ سو گئے اور فجر کی سنّتیں نہ پڑھ سکے تو آپ ﷺ نے ان کی قضاء سورج نکلنے کے بعد پڑھی'' (۵)۔ اسی لئے (حدیث) ''(ایک مرتبہ) نماز ہو چکی تو میں (راوی) دو رکعتیں (سنت) پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا تو رسول کریم ﷺ نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا کیا تم فجر کی چار رکعتیں پڑھو گے؟'' (۶)۔ کیونکہ جب ان کو اصل مقام پر ادا نہ کیا گیا تو ان کی وہ فضیلت نہ رہی لہٰذا اب یہ سنّت نہ رہیں بلکہ نفل ہو گئیں (۷)۔ اسی لئے (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سنّتِ فجر رَہ گئیں تو انہوں نے سورج نکلنے کے بعد ادا فرمائیں'' (۸)۔ ایسے ہی (حدیث) ''قَالَ دَخَلۡتُ الۡمَسۡجِدَ فِیۡ صَلٰوةِ الۡغَدَاةِ مَعَ ابۡنِ عُمَرَ وَابۡنِ عَبَّاس وَالۡاِمَام یُصَلِّی فَاَمَّا ابۡنُ عُمَر فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَاَمَّا ابۡنُ عَبَّاس فَصَلّٰی رَکۡعَتَیۡنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الۡاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الۡاِمَامُ قَعَدَ ابۡنُ عُمَرَ مَکَانَهٗ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمۡسُ فَقَامَ فَرَکَعَ رَکۡعَتَیۡنِ، سیّدنا ابو مِجۡلَز تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مَیں مسجد میں صبح کی نماز پڑھنے کیلئے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ او سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ داخل ہوا جبکہ امام نماز پڑھا رہے تھے پس حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جماعت میں شامل ہو گئے اور حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پہلے 2 رکعت سنّتِ فجر پڑھیں پھر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہوئے پس جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا آپ اُٹھے اور 2 رکعت سنّت (قضاء) پڑھیں'' (۹)۔ سبحان اللہ۔

(۱) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۴۰۳، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۸۵۶، ابوداود، مشکوٰۃ ح ۱۱۳۸، بلوغ المرام ح ۳۹۰ ص ۱۲۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۲۹ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۸۲، ۹۰۱۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۴ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ترمذی ج ۱ ح ۴۰۶، مستدرک حاکم ح ۱۵۳، ابن خزیمہ ح ۱۱۱۷، رضویہ ص ۶۱۸، آثار السنن ج ۲ ص ۳۹، فیوض الباری (۴) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۰۸ (۵) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۱۲۰۵ (۶) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ح ۱۱۵۴، مسلم ح ۱۱۷، سنن نسائی ح ۸۵۷، دارمی ح ۱۴۴۹، بیہقی ح ۴۳۲۲ (۷) درمختار، شامی (۸) مؤطا امام مالک ح ۲۸۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۵ (۹) عن سیّدنا ابو مِجۡلَز تابعی علیہ الرحمۃ، طحاوی ج ۱ ص ۴۰۷۔

اس حدیث سے دونوں صورتیں ثابت ہوگئیں کہ 1۔ اگر فجر کی جماعت کھڑی ہوچکی ہو تو بھی سنّتِ فجر پڑھ سکتے ہیں اور پھر شاملِ جماعت ہوں۔ 2۔ اگر سنّت فجر نہ پڑھ سکیں تو انہیں بعد از ادائیگی فرض فجر نہ پڑھیں بلکہ وہیں بیٹھے ذکر و فکر کرتے رہیں اور سورج کے طلوع ہونے پر پڑھیں کیونکہ نمازِ فجر فرض کے بعد مکروہ اور حرام اوقاتِ نماز ہیں (جن کی تفصیل "مکروہ اور حرام اوقات" کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے) لہٰذا سورج نکلنے کے 20 منٹ بعد اور نصف النہار کے مکروہ وقت سے پہلے پہلے ادا کریں (۱)۔ اسی طرح ہی پیارے آقا کریم ﷺ اور پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر عمل فرمایا۔

اگر بالفرض سنّتیں بعد میں کسی بھی وقت ادا نہ کرسکیں تو حرج نہیں مگر آپ اُن کے کثیر ثواب سے محروم ہو گئے۔ اور اگر نماز فجر قضاء ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنّتیں بھی پڑھیں ورنہ نہیں، یہ صرف فجر کی سنّتوں کیلئے ہے کہ ان کی قضاء پڑھ سکتے ہیں ورنہ علاوہ ازیں کسی نمازِ سنّت کی قضاء نہیں (۲)۔ جس کی بہترین دلیل حدیث لیلة التعریس ہے جس کا آگے ذکر ہے۔

دوسری جماعت کرانا:

محلّہ یا گاؤں کی وہ مسجد کہ جس میں مؤذّن اور امام مقرر ہوں اگر اذان کے بعد وقتِ معیّن پر بطریقِ مسنون مقرر امام جماعت کرا چکے ہوں اور اُس کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وُہ دوسری جماعت قائم کر سکتے ہیں، مگر نئی اذان دے کر جماعتِ ثانیہ کریں تو مکروہ ہے (۳)۔ اور اگر اذان نہ دیں مگر مقرر امام کے محراب کی جگہ نہ بدلیں تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر اذان نہ دیں بلکہ اقامت کہہ کر اور مقرر امام کے محراب کی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جماعت کرائیں تو بلا کراہت جائز ہے (۴)۔ مگر یہ اُس صورت میں ہے جب جماعت کسی عذر سے رَہ جائے۔ اور اگر لوگ ایسا کرنے کے عادی ہوں یا جماعتِ ثانیہ کے بھروسہ پر جان بوجھ کر جماعت ترک کریں تو ایسا کرنا بلاشبہ ناجائز ہے (۵)۔

✿۔ اگر محلّہ کی بجائے سڑک، بازار، اسٹیشن، سرائے یا کسی بیابان کی مسجد ہو جہاں لوگ آتے جاتے نماز پڑھتے رہتے ہوں تو ایسی مسجد میں تکرارِ اذان مکروہ نہیں بلکہ افضل یہی ہے کہ ہر گروہ نئی اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کرائے ایسی مسجد میں ہر امام محراب میں کھڑا ہو سکتا ہے (۶)۔

(۱) جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج۱ ص ۱۷۹ (۲) درمختار، نورالایضاح، شامی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۷ عالمگیری ج۱ ص ۱۷۹ (۳) بہار شریعت ج۱ ص ۱۶۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۰ عالمگیری ج۱ ص ۸۵، ۱۲۸ (۴) بہار شریعت ج۱ ص ۱۶۱ فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۰ عالمگیری ج۱ ص ۱۲۸ (۵) رضویہ ج۳ ص ۳۲۰، قاضی خاں، درمختار، فتاوی بزازیہ، عالمگیری مصری، شامی، فیض الرسول (۶) درمختار، عالمگیری ج۱ ص ۱۲۸، قاضی خان، بزازیہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۰۰، بہار شریعت ج۱ ص ۱۶۱۔

۔محراب بدلنے کا مطلب مقرر امام کی نماز پڑھانے کی جگہ بدلنا ہے جو کہ عموماً محراب میں ہوتی ہے۔بعض لوگ محراب سے جائے نماز اُٹھا کر الگ کر دیتے ہیں اور پھر اُسی جگہ جہاں مقرر امام کھڑا ہوتا ہے دوسری جماعت کی امامت کراتے ہیں۔یہ غلط اور جہالت ہے،صرف جائے نماز اُٹھا لینے سے محراب نہیں بدل جاتا بلکہ جائے نماز بیشک وہی محراب والا استعمال کریں مگر جگہ ضرور بدلیں، کم از کم ہی سہی وہاں سے دائیں یا بائیں ہو جائیں (۱)۔

۔اگر گھر میں جماعت کرانا ہو تو اذان کہہ لینا مستحب ہے، نہ کہیں تو کوئی کراہت وحرج نہیں وہی مسجد والی اذان ہی کافی ہے اگر گاؤں یا کوئی آبادی، ڈیرہ، باغ یا کھیت ایسا ہو کہ جہاں اذان نہ ہوتی ہو اور نہ آس پاس کی اذان کی آواز وہاں پہنچتی ہو تو اُس جگہ اذان کہہ کر جماعت کرائیں۔جماعت نہ ہو تب بھی اذان کہہ کر تنہاء نماز پڑھنا بے پناہ اجر وثواب کا باعث ہے مسافر بھی ایسا ہی کرے (۲)

دوافراد کی جماعت:

اگر کسی جگہ نماز کیلئے 2 افراد اکٹھے ہوں تو وہ جماعت کرا سکتے ہیں (۳)۔کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اگر ایک شخص کے ساتھ دوسرا شخص شامل ہو کر دونوں جماعت کرا لیں تو یہ تنہاء نماز سے بہتر ہے اور اگر امام کے ساتھ 2 افراد شامل ہو جائیں تو وہ صرف 2 افراد کی جماعت سے افضل ہے اس کے بعد جتنے زائد ہوتے جائیں گے اتنی ہی (باجماعت) نماز اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ محبوب ہوتی چلی جائے گی" (۴)۔

(حدیث) "جب دو لوگ (ایک امام ایک مقتدی) ہوں تو ایک (مقتدی) امام کے دائیں طرف کھڑا ہو جائے" (۵)۔"اگرچہ وہ مقتدی ایک لڑکا ہی ہو" (۶)۔اس بارے (حدیث) "ایک غزوہ کے سفر میں آقا کریم ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے پس مَیں آ گیا اور سرکار کریم ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پیچھے سے گھما کر اپنے دائیں طرف کر لیا پھر حضرت سیّدنا جبّار بن صخر رضی اللہ عنہ آ گئے اور وہ آقا کریم ﷺ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے پس سرکار کریم ﷺ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور ہمیں اپنے پیچھے دھکیلا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کر لیا" (۷)۔اسی طرح ایک بار پیارے آقا کریم ﷺ تنہاء نماز نفل پڑھ رہے تھے تو (حدیث)

(۱) بہارِ شریعت (۲) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۸۵، شامی، رضویہ (۳) عالمگیری ج۱ ص۱۳۷ (۴) عن سیّدنا اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، سنن نسائی، ابن حبان، بلوغ المرام (۵) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱۰۷ (۶) بالا بدمنہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۴۷، عالمگیری ج۱ ص۱۳۷ (۷) قال سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ح۹۳۴، مشکوٰۃ ح۱۰۳۹، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۷۸، وبالاختصار ابن ماجہ ح۱۰۲۳، مسلم ج۱ ح۱۷۰۲۔

سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَیں نے ایک رات آقا کریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی اور میں پیارے آقا کریم ورحیم علیہ السلام کے بائیں جانب آکر کھڑا ہوگیا تو آقا کریم علیہ السلام نے میرا ہاتھ یا سَر پکڑ کر پیٹھ کے پیچھے سے پھیر کر مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کرلیا" (۱)۔ آپ علیہ السلام نے حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح دائیں طرف کھڑا کیا (۲)۔ ایسے ہی (حدیث) "مَیں (راوی) ایک دن حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گرمی میں گیا وہ نفل پڑھ رہے تھے، مَیں اُن کے پیچھے نماز کیلئے کھڑا ہونے لگا تو اُنہوں نے مجھے کھینچ کر اپنے قریب دائیں جانب کرلیا پھر جب حضرت سیّدنا یرفاء رضی اللہ عنہ آگئے تو مَیں پیچھے ہوگیا اور ہم دونوں نے صف بنالی" (۳)۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا نافع تابعی علیہ الرحمۃ کو نماز پڑھائی (۴)۔

2 افراد کی جماعت کیلئے کھڑے ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ دائیں جانب اس طرح کھڑا ہو کہ اُس کے پاؤں کا ٹخنہ امام کے ٹخنہ سے پیچھے ہو (۵)۔ مزید وضاحت امام احمد کی روایت سے ہوتی ہے کہ "اکیلا مقتدی اپنے پاؤں کی اُنگلیاں امام کی ایڑی کے برابر رکھے" (۴)۔ لہذا جب مقتدی ایک ہو تو اُس کے پاؤں کی اُنگلیاں امام کی ایڑی کے برابر ہوں، ٹخنے تک ہوجائیں تو بھی حرج نہیں اور اگر مقتدی کا قد لمبا ہونے کی وجہ سے سجدہ میں اُس کے گھٹنے یا سَر امام سے آگے نکل جائے تو حرج نہیں (۶)۔

اگر ایک مقتدی کے ساتھ دوسرا آجائے تو چاہیئے کہ امام آگے بڑھ جائے، یا مقتدی پیچھے ہٹ کر صف بنالیں یا آنے والا تکبیر کہنے سے پہلے خود ہی تنہاء مقتدی کو پیچھے کھینچ لے بشرطیکہ وہ مسئلہ کو جانتا ہو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی نماز ہی توڑ دے (۷)۔ کہ (حدیث) آقا کریم علیہ السلام نے فرمایا "تم صف میں کیوں نہ داخل ہوئے یا کسی شخص کو صف سے کھینچ لیا ہوتا" (۸)۔ لہذا تینوں صورتیں درست ہیں تاہم مقتدی کا پیچھے ہٹنا افضل ہے۔ لیکن یہ ضرور یاد رہے کہ اگر آنے والے شخص کا حکم سمجھ کر آگے یا پیچھے ہوئے تو نماز فاسد ہوجائے گی بلکہ شرعی حکم کی تعمیل کیلئے ایسا ہونا چاہیئے۔ اسلئے بہتر یہ ہے کہ آنے والے کے اشارہ کے بعد ذرا ٹھہر کر حرکت کریں (۹)۔

(۱) بخاری ج۱ ح ۶۶۲، مسلم ج۱ ص ۲۶۱، ترمذی ج۱ ح ۲۲۰، ابن ماجہ ح ۱۰۲۱، کشف الغمہ ج۱ ص ۳۰۴، مشکوٰۃ ح ۱۰۳۸، بلوغ المرام ح ۴۴۱ ص ۱۴۰، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۱۷۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۴۸ (۲) مجمع الزوائد ج۱ ص ۱۷۹ (۳) عن سیّدنا عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۳۶۳، مؤطا امام محمد باب ۵۰ (۴) مؤطا امام مالک ح ۳۰۴، ۳۶۳ (۵) درمختار، شامی (۶) بہار شریعت (۷) عالمگیری ج۱ ص ۱۳۸، ۱۷۰ (۸) عن سیّدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ، طبرانی، بلوغ المرام ح ۴۴۵ ص ۱۴۱ (۹) قہستانی، فتح القدیر، درمختار، ردالمحتار، فیض الرسول، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۴۷۔

سجدۂ سہو کا حکم:

ہمارے پیارے دین اسلام نے نمازی کو یہ رعایت دی ہے کہ اگر اُس سے نماز میں بھول کر کوئی غلطی ہو جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ''جس شخص کو نماز میں شک پڑ جائے تو اُسے چاہیئے کہ خوب غور و خوض سے اصل صورت حال معلوم کرے پھر جو بات ٹھیک معلوم ہو اُسکے مطابق نماز پوری کر لے اُس کے بعد (ایک طرف) سلام پھیرے اور اس (ایک سلام) کے بعد 2 سجدے کرے'' (۱)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ ، پھر (آخر میں نماز کا) سلام پھیرنے سے قبل 2 سجدے کر لے'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''جس کو نماز میں شک واقع ہو تو دو سجدۂ سہو کرنے کے بعد سلام پھیرے'' (۳) ایسے ہی (حدیث) ''جب کوئی اپنی نماز میں شک کرے تو چاہیئے کہ سوچے اور جو دا نہیں کیا وہ کر لے اور آخر میں قعدہ کی حالت میں بیٹھے ہوئے 2 سجدے کرے'' (۴)۔ اور جب ایک مقام پر (حدیث) آپ ﷺ کو سہو ہو گیا تو ''فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ ' پھر آپ ﷺ نے 2 سجدے کئے پھر تشہد پڑھا، پھر سلام پھیر دیا'' (۵) مگر (حدیث) ''سہو کے دونوں سجدے (ایک) سلام پھیرنے کے بعد اور کلام کرنے سے پہلے ہوں گے'' (۶)

سجدۂ سہو کا طریقۂ ادائیگی:

احادیث کی روشنی میں سجدۂ سہو ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں التحیات صرف ''عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه'' تک پڑھیں۔ اور صرف دائیں طرف سلام پھیر کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں اور متواتر 2 سجدے کریں (۷)۔ کیونکہ (حدیث) ''سہو کے دو سجدے ہیں (ایک) سلام کے بعد'' (۸)۔ اس کے بعد دوبارہ التحیات مع درود شریف اور دُعاؤں کے پڑھیں اور پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں، نماز مکمّل ہوئی (۹)۔ تاہم **اگر** آپ بھول کر بغیر ایک طرف سلام پھیرے سجدۂ سہو کر لیں تب بھی سجدۂ سہو تو ادا ہو گیا مگر ایسا جان بوجھ کر کرنا مکروہ

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۸۹، نسائی ح۱۲۲۲، ۱۲۲۳، مسلم ج۱ ح۱۱۷۶، مشکوٰۃ ح۹۵۰، بلوغ المرام ح۳۵۶، ۳۵۷ ص۱۲۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۳۵، قدوری (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۱۷۴، بلوغ المرام ص۱۲۲ (۳) عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۱۷۶۶، ابن خزیمہ، بلوغ المرام ح۳۵۹ ص۱۲۳ (۴) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ موطا امام مالک ح۲۱۵ (۵) عن عمران رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۲۶، ترمذی ج۱، حاکم، بلوغ المرام ص۱۲۲ (۶) قال علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱۱۹ (۷) عالمگیری ج۱ ص۲۰۱ (۸) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۱۲۱۷، مسند احمد ج۱ ح۱۷۶۴، بلوغ المرام ح۳۶۲ ص۱۲۴ (۹) عالمگیری، شامی، مالا بدمنہ، ہدایہ ج۱ ص۱۰۴، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۰، کبیری ص۴۷۱، فیوض الباری حصّہ ۲ ص۱۴۷

تنزیہی ہے(۱)۔اور **اگر** سجدۂ سہو کرنا تھا مگر بھول کر التحیات مع دُرُودِ شریف اور دعاؤں کے پڑھ لیا تب بھی ایک طرف سلام پھیریں اور سجدۂ سہو کر لیں۔ **اگر** آپ نے بھول کر مکمل التحیات کے بعد ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تب یاد آیا کہ سجدۂ سہو کرنا تھا تب بھی اگر آپ نے کوئی بات چیت نہ کی ہو اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہ پھیرا ہو تو فوراً اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے سجدۂ سہو کریں، تشہد پڑھیں اور دونوں طرف سلام پھیر دیں نماز ہوگئی (۲)۔اور **اگر** آپ نے سوچتے سوچتے بمقدارِ وقتِ عملِ کثیر دیر کردی یا جان بوجھ کر سجدۂ سہو نہ کیا یا اپنا سینہ پھیرنے کے بعد یاد آیا یا بات چیت کر لی پھر یاد آیا تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی دوبارہ پڑھنا ہوگی (۳)۔ **اگر** کچھ نماز باقی تھی کہ بھول کر سلام پھیر دیا یا سجدۂ سہو باقی تھا کہ بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اگر ابھی تک کلام نہیں کیا اور مسجد سے باہر نہیں نکلے یا میدان میں ہو تو صفوں سے یا سجدہ کی جگہ سے آگے کو نہیں گزرے تب یاد آیا تو اب بھی فوراً نماز مکمل کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں یا **اگر** سجدۂ سہو کرنا باقی تھا تو اب سجدۂ سہو کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں نماز درست ہے اگر ایسا نہ کیا یا سوچنے میں عمل کثیر کی مقدار وقت گزر گیا تو نماز فاسد ہوئی (۴)۔ **اگر** نماز میں ایک سے زیادہ باتیں ایسی ہو جائیں کہ جن سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے یعنی ایک سے زیادہ بار سجدۂ سہو پڑ گیا یا سجدۂ تلاوت بھی کرنا بھول گئے تو سب کیلئے صرف ایک ہی بار سجدۂ سہو یعنی 2 سجدے کافی ہیں (۵)۔

عمل کثیر: مفسداتِ نماز، سجدۂ سہو اور دیگر چند عنوانات کے تحت "عمل کثیر" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کام کرتے ہوئے ایک رُکنِ نماز کے برابر یا 3 بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کے وقت کے برابر تاخیر کرنا۔یا کوئی ایسا عمل کرنا کہ کوئی دیکھنے والا سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا یا ایسا عمل جسے دونوں ہاتھوں سے کرنے کی عادت ہے وہ دونوں ہاتھوں سے کرے یا ایک ہاتھ سے جیسے سر پر عمامہ باندھنا، ازار بند باندھنا، قمیص کے بٹن لگانا، جیب سے رُومال نکال کر کھول کر ناک صاف کرنا اور پھر تہہ کر کے جیب میں رکھنا یا تیر چلانا وغیرہ، یا ایک ہی رکن میں ایک ہاتھ سے 3 بار حرکت کرنا جیسے 3 کنکریاں الگ الگ 3 حرکات سے اُٹھا کر کہیں مارنا وغیرہ ایسی تمام صورتوں کو عمل کثیر کہتے ہیں (۶)۔جسکے واقع ہونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس بارے (حدیث) پیارے

(۱) ہدایہ، مالا بدمنہ، عالمگیری، درمختار اشعۃ اللمعات ج۱، فیوض الباری حصہ ۲ص ۱۴۷ (۲) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص ۲۰۷ (۳) درمختار، شامی، عالمگیری (۴) فیوض الباری، مالابد منہ ص ۳۶، درمختار، شامی (۵) شامی، مالا بدمنہ (۶) مالا بدمنہ، عالمگیری ج۱ ص ۱۶۱، شرح نقایہ ج۱ ص ۹۳۔

آقا کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ ''کنکریوں کو نہ چھوء کہ اللہ کریم ﷻ کی رحمت سامنے ہوتی ہے''(۱)۔ نیز (حدیث) ''کنکری نہ چھوء اور اگر تجھے ناچار چھونا ہی ہو تو ایک بار''(۲)۔ ایک جگہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''کنکریاں ایک بار چھولو اور اگر اِس سے بھی بچو تو یہ 100 سیاہ آنکھ والی سُرخ اُونٹنیوں سے بہتر ہے''(۳)۔ ☆ مقدارِ رکن کا تعین اس سے ہوتا ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ رکوع وسجود میں تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کی مقدار ٹھہرا کرتے تھے''(۴)۔ لہٰذا 3 بار تین حرکات سے کنکریاں چھونے سے عملِ کثیر ہو جاتا ہے اور نماز فاسد ہو جاتی ہے جبکہ ایک بار چھونا مکروہ ہے(۵)۔ اور **عملِ قلیل** سے مراد ایسا عمل جسے ایک ہاتھ سے کرنے کی عادت ہو اور وہ تھوڑے وقت میں ایک یا دونوں ہاتھوں سے کرلیا جائے جیسے سر پر ٹوپی رکھنا وغیرہ(۶)۔

سجدۂ سہو کا وجوب:

بھول کر کسی رکنِ نماز یعنی فرض کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا یا دوبارہ کیا یا ترتیب بدلی یا ادائیگی میں بمقدارِ عملِ کثیر تاخیر کردی یا بھول کر واجب نماز کو ترک کردیا یا اُس کی ادائیگی میں بقدرِ عملِ کثیر تاخیر کردی تو سجدۂ سہو لازم ہے(۷)۔ نماز کی سنّتیں اور مستحبات کے رَہ جانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا بلکہ نماز ہو جاتی ہے مگر اُس کا حُسن نہیں رہتا(۸)۔ نیز یہ ضرور خیال رہے کہ نماز چاہے فرض ہو واجب سنّت یا نفل سجدۂ سہو کیلئے سب پر ایک جیسا قاعدہ اور اصول ہے۔

اگر سجدۂ سہو لازم ہو اور قصداً ادا نہ کریں تو نماز نہ ہوگی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر ایسا فعل جان بوجھ کر کردیا کہ جس سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے تو اُس صورت میں نماز نہیں ہوگی دوبارہ پڑھیں اور یاد رہے کہ اگر نماز کا فرض (رکن) یعنی قیام، رکوع وغیرہ چھوٹ جائے تو نماز کا لوٹانا ضروری ہے(۹)۔ سجدۂ سہو کرنے سے ازالہ نہیں ہوگا۔

وجوبِ سجدۂ سہو کے بعض دیگر مسائل:

۞۔ آپ 4 رکعتی نماز فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں بعد از فاتحہ قرأت بھول گئے تو پچھلی 2 رکعتوں میں فاتحہ سمیت قرأت کرنا واجب ہے اور اگر ایک رکعت میں بھول گئے تو تیسری یا چوتھی

(۱) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۱۶۷۵ (۲) عن مُعیقِب رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۱ ح۱۱۲۱، ترمذی ج۱ ح۳۶۳، ابوداؤد ج۱ ح۹۳۸، نسائی ح۱۱۷۷، ابن ماجہ ح۱۰۲۴، احمد ج۱ ح۱۶۷۷، دارمی ح۱۴۲۳، ابن حبان ح۲۲۷۵، ابن خزیمہ ح۸۹۵، بیہقی ح۳۳۶۳، ترغیب ج۱ ح۳۵۵ (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۱۶۷۶، ابن خزیمہ، ترغیب ج۱ ح۳۵۶، وعن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ لفظہ لہ مؤطا امام مالک ح۳۷۴ (۴) ابوداؤد ج۱ ح۸۷۶ (۵) بہار شریعت ج۱ص۲۳۱ (۶) عالمگیری ج۱ ص۱۶۱ (۷) ہدایہ ج۱ص۶۳، عالمگیری ج۱ص۲۰۲ (۸) شامی، غنیۃ (۹) نور الایضاح حاشیہ، بہار شریعت۔

رکعت میں سے کسی ایک میں قرأت کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں کیونکہ مقام بدل گیا اور یہ ضرور یاد رہے کہ ایسی صورت اگر امام کیساتھ پیش آئے تو جہری نماز (مغرب،عشاء وفجر) میں قرأت جہری اور سرّی نماز (ظہر،عصر) میں قرأت آہستہ کریں اور تنہاء نمازی ہو تو ہر 2 صورتوں میں آہستہ پڑھیں (۱)

۞ ۔اگر آپ مغرب کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت بھول گئے تو تیسری رکعت میں قرأت کریں اور ایک رکعت کی قرأت جاتی رہی آخر میں سجدۂ سہو کریں (۲)۔

۞ ۔فرض کی پہلی 2 رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی کسی رکعت میں پورا الحمد شریف یا اس کی ایک آیت یا آیت کا کچھ حصّہ بھول کر چھوڑ دیا، یا الحمد شریف سے پہلے سورت یا کچھ پڑھ لیا (۳)۔(سوائے پہلی رکعت میں ثناء کے)، یا 2 دفعہ الحمد شریف پڑھ لی تو سجدۂ سہو لازم ہے (۴)۔

۞ ۔آپ الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانا بھول گئے اور رکوع میں یاد آیا تو کھڑے ہو کر قیام میں جائیں اور سورت کی تلاوت کریں پھر رکوع کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں اگر دوبارہ رکوع نہ کیا تو نماز نہ ہوگی اور اگر فجر فرض کی ایک یا دونوں رکعتوں میں تلاوت نہ کی تو نماز نہ ہوگی (۵)۔

۞ ۔الحمد شریف سے پہلے سورت پڑھ لی یا شروع کی ہی تھی کہ یاد آ گیا تو اب الحمد شریف پڑھ کر دوبارہ سورت پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں۔اور رکوع میں یا قومہ میں یاد آیا کہ الحمد نہیں پڑھی تو واپس لوٹ کر الحمد و سورت پڑھیں اور رکوع دوبارہ کریں آخر میں سجدۂ سہو کریں (۶)۔

۞ ۔اگر ثناء، دعاء یا آمین بھول کر بلند آواز سے پڑھ لیں تو سجدۂ سہو واجب نہیں، البتہ خلافِ سنّت ہے۔نہ ہی ثناء، تعوذ یا تسمیہ چھوڑنے پر سجدۂ سہو ہے (۷)۔

۞ ۔رکوع، سجدہ یا تشہد میں قرأت کی تو سجدۂ سہو لازم ہے (۸)۔

۞ ۔امام صاحب نے تین آیات کی قرأت کر لی اور آگے بھول گئے تو اس کے بعد رکوع کر لیں نماز درست ہے سجدۂ سہو بھی نہیں اور اگر اس سے کم تلاوت کی تو قرآن پاک سے کسی دوسری جگہ سے تلاوت کر لیں، سجدۂ سہو واجب نہیں نماز درست ہے مگر سوچنے میں تاخیر ہرگز نہ کریں ورنہ اگر عمل کثیر کی مقدار ہو گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی (۹)۔

(۱) نور الایضاح، درمختار، شامی، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۲، قاضی خان، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰ (۲) درمختار، شامی، بہار شریعت (۳) مسند امام زید ح ۸۶، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۱۸۰ (۵) مسند امام زید ح ۸۷، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۸، درمختار (۶) نور الایضاح حاشیہ، درمختار، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۱، کبیری ص ۴۷۱، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰، ۲۰۳ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲، ۲۰۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۶۱، ردالمحتار (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۳۔

۞۔امام نے بلند قرائت کرنا تھی مگر آہستہ کرلی یا آہستہ کرنا تھی بلند کرلی، سجدۂ سہو واجب ہے(۱)۔

۞۔آپ الحمد اور سورت کے درمیان رک گئے یا نماز میں کسی اور جگہ رک گئے اور سوچنے لگے حتیٰ کہ ایک رکن کی مقدار (عمل کثیر کی مقدار) تاخیر کردی تو سجدۂ سہو لازم ہے(۲)۔

۞۔(حدیث) جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کررہا ہو (اور اُس سے غلطی سرزد ہوجائے تو) اُس پر سجدۂ سہو نہیں البتہ اگر امام کو سجدۂ سہو واقع ہو تو تمام مقتدیوں کو بھی سجدۂ سہو کرنا پڑے گا" (۳)۔

۞۔رکوع بھول کر نہ کیا اور قعدہ اخیر میں یاد آیا تو فوراً اُٹھ کر رکوع کریں اور دونوں سجدے دوبارہ کریں التحیات پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو بھی ادا کریں اور اگر قومہ چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو کریں (۴)۔

۞۔رکوع و سجود میں اطمینان نہ کرنا سجدۂ سہو واجب ہے (۵)۔

۞۔نماز کا ایک سجدہ کرلیا اور دوسرا بھول گئے تو جب یاد آئے نماز میں جہاں بھی ہوں پہلے فوراً بقیہ سجدہ کریں پھر اُسی مقام میں لوٹ جائیں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں اور اگر سلام کے بعد یاد آئے اور کوئی ایسا عمل نہ کیا جو مفسدِ نماز ہو تو بھی فوراً بقیہ سجدہ کر کے سجدۂ سہو کریں نماز درست ہے ورنہ فاسد (۶)

۞۔اگر امام کوئی زائد سجدہ کرے تو مقتدی اِس کا ساتھ نہ دیں (۷)۔

۞۔اگر کسی رکعت میں 3 سجدے کردیں یا قعدہ اوّل بھول جائیں تو اس کے ازالہ کیلئے کسی اور رکعت میں قعدہ نہ کریں بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرلیں نماز درست ہوگی (۸)۔

۞۔نماز فجر 2 رکعت فرض کے قعدہ کرنے کے بعد آپ سہواً کھڑے ہوگئے اور تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھنے لگے تب یاد آیا تو فوراً بیٹھ جائیں، تشہّد پڑھیں، اور سجدۂ سہو کریں اور بلا قعدہ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ سجدہ کرلیا تو فجر باطل ہوگئی اعادہ کریں (۹)۔

۞۔آپ بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں التحیات میں بیٹھ گئے تو آخر میں سجدۂ سہو کریں۔

۞۔(حدیث) "اگر کوئی دو رکعتوں کے بعد (بغیر قعدہ) کھڑا ہو اور سیدھا ہونے سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے) اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب نہ بیٹھے بلکہ (آخر میں) سجدۂ سہو کرلے" (۱۰)۔

(۱) مسند امام زید ص ۱۱۷، ہدایہ ج۱ ص ۶۳، شرح نقایہ ج۱ ص ۱۷، کبیری ص ۴۹۶، عالمگیری ج۱ ص ۲۰۲، ۲۰۵ (۲) شامی و دیگر کتب فقہ (۳) عن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی، بیہقی، بلوغ المرام ح ۳۶۱ ص ۱۲۴، مسند امام زید ح ۱۲۶، نور الایضاح، ہدایہ ج۱ ص ۱۰۶، شرح نقایہ ج۱ ص ۱۱۲، کبیری ص ۴۶۴، عالمگیری ج۱ ص ۲۰۵ (۴) نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص ۲۰۲ (۵) عالمگیری ج۱ ص ۲۰۳ (۶) مسند امام زید ص ۱۱۷، عالمگیری ج۱ ص ۱۱۰، ۲۰۳، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص ۱۸۱ (۷) نور الایضاح بہار شریعت (۸) درمختار، بہار شریعت ج۱ ص ۱۸۱، عالمگیری ج۱ ص ۲۰۳ (۹) عالمگیری ج۱ ص ۲۰۷، بحر الرائق (۱۰) عن سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح ۱۰۲۳، ابن ماجہ ح ۱۲۶۰، مشکوٰۃ ح ۹۵۴، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۱۳۸۔

اس پیاری حدیث مبارکہ کو مدّ نظر رکھ کر علمائے کرام نے درج ذیل مسائل اخذ کیے ہیں کہ 4 رکعت نماز فرض میں اگر امام یا تنہاء نمازی نماز میں قعدہ اُولیٰ بھول جائے اور کھڑا ہونے لگے کہ اُسے یاد آجائے تو۔ ☆۔ اگر اَقرَبُ اِلَی القُعُود ہو یعنی بیٹھنے کی حالت کے قریب ہو تو واپس قعدہ کو رجوع کر سکتا ہے اور صحیح قول کے مطابق اس پر سجدۂ سہو بھی لازم نہیں۔ ☆۔ اور اگر اَقرَبُ اِلَی القِیَام ہو یعنی کھڑا ہونے کی حالت کے قریب ہو تو واپس قعدہ کی طرف رجوع جائز نہیں البتہ اگر لوٹ آئے تو اساءت (ادنیٰ گناہ) لازم آئے گی تاہم نماز درست ہو گی بشرطیکہ آخر میں سجدۂ سہو کر لیں ☆۔ اور اگر امام اَقرَبُ اِلَی القُعُود تھا کہ یاد آنے پر بیٹھ گیا جبکہ مقتدی سیدھا کھڑا ہو گیا تھا تو مقتدی تب بھی امام کی پیروی کرے اور بیٹھ جائے (۱)۔

۞۔ 4 رکعت فرض کے درمیانی قعدہ میں بھول کر دُرُود شریف اور دعائیں یا صرف دُرُود شریف یا دُرُود شریف کا کچھ حصّہ پڑھ لیں تو سجدۂ سہو لازم ہے کیونکہ آپ نے فرض میں (قیام میں) جانے میں تاخیر کی (۲)

ایمان افروز سوال و جواب: جب دُرُود شریف پڑھنے والے پر سجدۂ سہو کا یہ فتویٰ حضرت امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے دیا تو رات کو اُنہیں آقا کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ سرکار کریم ﷺ نے محبت سے فرمایا ''ابو حنیفہ! تم نے مجھ پر دُرُود پڑھنے والے پر سجدۂ سہو کیوں واجب بتایا؟'' حضرت امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے بڑے ادب سے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ اُس نے اُس وقت بھول کر آپ ﷺ پر دُرُود شریف پڑھا تھا''۔ گویا امام صاحب نے پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں یوں عرض کیا تھا کہ پیارے آقا ﷺ اُس نے بھول کر آپ ﷺ پر دُرُود شریف کیوں پڑھا تھا بلکہ ادب کی خاطر بقائمی ہوش و حواس ارادہ سے اور اپنے اصل مقام پر پڑھے۔ کہ اتنے پیارے محبوب کا ذکر ہو اور وہ بھول کر کیا جائے بلکہ دیدہ دانستہ کرے لہٰذا اب اس بھول کی سزا سجدۂ سہو ہے۔ سبحان اللہ۔ حضرت امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے جواب پر آقا کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور تحسین فرمائی (۳)۔

۞۔ التحیات کی جگہ الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو کریں (۴)۔

۞۔ نماز فرض یا نفل کے قعدہ میں التحیات مکمل یا کچھ حصّہ بھول کر نہ پڑھا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر سارا تشہُّد بھول کر نہ پڑھا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹ آئیں تشہُّد پڑھیں اور سجدۂ سہو کریں (۵)

(۱) نور الایضاح، درمختار، رضویہ ص ۶۳۳، ہدایہ ج۱ص ۱۰۶، شرح نقایہ ج۱ص ۱۱۲، کبیری ص ۴۵۹، مالا بدمنہ، عالمگیری ج۱ ص ۲۰۴ (۲) شرح نقایہ ج۱ص ۱۱، کبیری ص ۲۹۷، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص ۲۰۴ (۳) درمختار، شامی (۴) عالمگیری ج۱ص ۲۰۲، ص ۲۰۴، درمختار، بہارِ شریعت ج۱ص ۲۶۱ (۵) عالمگیری ج۱ص ۲۰۴۔

۞۔آپ قعدہ میں سوچنے لگے کہ 4 رکعتیں ہوئیں یا 3 کہ عملِ کثیر کی مقدار وقت گزر گیا پھر یقین ہوگیا کہ 3 ہیں یوں اُٹھ کر آخری رکعت شروع کردی تو سجدۂ سہو لازم ہے کیونکہ فرض (قیام) کی طرف جانے میں تاخیر کردی (۱)۔

۞۔4 رکعت نماز میں بھول کر قعدہ اوّل کے بعد سلام پھیر دیا تب یاد آیا تو فوراً اُٹھیں اور مزید 2 رکعت پڑھ کر 4 پوری کریں، آخر میں سجدۂ سہو کرلیں، نماز درست ہے (۲)۔

۞۔آپ نے تین رکعت کو 4 رکعت سمجھ کر سلام پھیر دیا، پاس بیٹھے غیر نمازی نیک، صالح، عادل شخص نے بتایا کہ آپکی 3 رکعت ہوئیں۔تو نماز دوبارہ پڑھیں خواہ آپکے خیال میں یہ خبر غلط ہو اور اگر بتانے والا سچا نہ ہو تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں نماز درست ہے اور اگر آپ کو بھی شک ہو تو لوٹانا ضروری ہے (۳)

۞۔آپ نے تین رکعت کو 4 رکعت سمجھ کر سلام پھیر دیا اور پھر خود ہی یاد آ گیا تو صرف ایک رکعت جو رہ گئی تھی فوراً پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں کیونکہ فرض میں تاخیر ہوگئی، بشرطیکہ کوئی مانع نماز عمل نہ کیا ہو جیسے بات چیت، کھانا پینا یا سینہ قبلہ سے پھیرنا وغیرہ (۴)۔ایسے ہی (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب کوئی شخص نماز میں بھول جائے کہ تین رکعت پڑھیں یا چار تو چاہیئے کہ ایک رکعت اور پڑھے، اچھی طرح رکوع سجود کرے پھر دو سجدے (سہو) کرے" (۵)۔

۞۔فرض کی آخری چوتھی رکعت میں آپ مکمّل التحیات پڑھ کر سہواً کھڑے ہوگئے، اگر پانچویں رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً بیٹھ جائیں، دوبارہ التحیات نہ پڑھیں بلکہ ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کریں پھر التحیات پڑھیں نماز مکمّل ہوئی (۶)۔اور اگر پانچویں رکعت کے سجدہ کے بعد یاد آئے تو اب ایک رکعت مزید پڑھ کر 6 رکعت پوری کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں، 4 رکعت فرض اور 2 رکعت نفل ہوگئیں (۷)۔

۞۔فرض نماز کی آخری چوتھی رکعت میں آپ التحیات میں نہ بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کیلئے کھڑے ہوگئے تو اگر پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً بیٹھ جائیں التحیات پڑھیں اور سجدۂ سہو کریں (۸)۔☆۔اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا اُس کے بعد یاد آیا تو یہ ساری نماز نفل بن گئی لہٰذا اب ایک رکعت اور پڑھ کر 6 پوری کریں تا کہ طاق نہ رہے کیونکہ نفل طاق نہیں ہوتے

(۱) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص۲۱۰ (۲) مسند امام زید ص ۱۱۷، بہار شریعت ج۱ص۲۱۴، عالمگیری ج۱ص۱۵۵ (۳) عالمگیری ج۱ص۲۱۱ (۴) نورالایضاح (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، حاکم ح۱۲۰۳ (۶) ہدایہ، بحرالرائق، مالا بدمنہ، عالمگیری ج۱ ص۲۰۷ (۷) محیط، ہدایہ، عالمگیری ج۱ص۲۰۷ (۸) مالا بدمنہ، درمختار، شامی۔

اور آخر میں سجدۂ سہو کریں اور فرض نماز دوبارہ پڑھیں (۱)۔

❁ ۔آپ نے نماز مغرب کا قعدہ اخیر نہ کیا تھا اور چوتھی رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے اگر سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً لوٹ آئیں اور سجدۂ سہو کریں، نماز درست ہے۔ اور اگر چوتھی رکعت کا سجدہ کرلیا تب یاد آیا تو اب 4 پوری کریں اور قعدہ کر کے سجدۂ سہو کریں یہ 4 رکعت نماز نفل ہو گئیں اور 3 فرض بعد میں دوبارہ پڑھیں (۲)۔

❁ ۔آپ نے نماز مغرب کا قعدہ اخیرہ کرلیا مگر بھول کر چوتھی رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے اب اگر سجدہ سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً بیٹھ جائیں ایک سلام پھیر کر سجدۂ سہو کریں نماز مکمل کریں۔ اور اگر چوتھی رکعت کا سجدہ کرلیا تب یاد آیا تو اب ایک رکعت مزید پڑھ کر 5 رکعت پوری کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں، 3 رکعت فرض اور 2 رکعت نفل ہو گئیں۔

❁ ۔آپ نے مغرب کی دو رکعت پڑھیں مگر تین سمجھ کر بھول کر سلام پھیر دیا اور پھر دو رکعت سنت پڑھنے لگے جونہی یہ دو رکعت شروع کیں نماز مغرب فرض فاسد ہوگئی (۳)۔

❁ ۔بھول کر پہلے بائیں اور پھر دائیں سلام پھیر دیا تو سجدۂ سہو نہیں (۴)۔

❁ ۔امام صاحب التحیات پڑھ کر بھول کر پانچویں رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے تو مقتدی امام کی واپسی کے منتظر بیٹھے رہیں کھڑے نہ ہوں اور نہ ہی سلام پھیریں بلکہ امام کا انتظار کریں۔ ☆۔ اگر امام پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو مقتدی اُس کا ساتھ دیں اور اب امام التحیات نہ پڑھے بلکہ ایک سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے۔ مقتدی بھی ایسا ہی کریں سب کی نماز درست ہے۔ ☆۔ اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب مقتدی تنہاء دونوں طرف سلام پھیر دیں اُن کی نماز درست ہے جبکہ امام ایک رکعت اور ملائے تو یہ 4 فرض اور 2 نفل ہو جائیں گی مگر آخر میں سجدۂ سہو ضرور کریں (۵)

❁ ۔اگر چوتھی رکعت کے بعد التحیات نہیں کیا تھا کہ امام بھول کر کھڑا ہو گیا حتی کہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو اگر تو مقتدی نہ اُٹھے بلکہ بیٹھے رہے اور التحیات پڑھ کر اُنہوں نے سلام پھیر دیا تو اُن کی نماز درست ہو گئی اگر وہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے تو سب کی نماز فاسد ہو گئی (۶)۔ ☆۔ اور اگر مقتدی امام کے ساتھ پانچویں رکعت میں چلے گئے اور سجدہ کرلیا تو اب سب کی نماز فاسد ہو گئی، 6 رکعت پوری کر کے آخر میں سجدۂ سہو کریں یہ نفل بن گئی، فرض نماز دوبارہ پڑھیں۔ ☆۔ اور اگر اس صورت

(۱) نورالایضاح، مالا بد منہ، درمختار، شامی، بہار شریعت ج۱ ص۱۷۹، عالمگیری ج۱ ص۲۰۷ (۲) درمختار، شامی (۳) عالمگیری ج۱ ص۱۲۶ (۴) عالمگیری ج۱ ص۲۰۲ (۵) درمختار، شامی، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص۱۴۱ (۶) عالمگیری ج۱ ص۱۴۱، بہار۔

میں مقتدی نے امام کی اس زائد رکعت کے امام کے سجدہ میں جانے سے پہلے مقتدی نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کی نماز فرض فاسد ہو گئی (۱)۔

۔امام نے تین رکعت کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا مقتدیوں میں اس کا تذکرہ ہوا تو امام کو بھی یاد آ گیا تو تکبیر کہہ کر ایک رکعت مزید پڑھائی اور سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کروادی۔اس صورت میں مقتدیوں میں جو نہیں بولے تھے اور بقیہ نماز میں امام کی پیروی بھی کی ان کی نماز ہو گئی اور جو بولے تھے ان کی نماز نہیں ہوئی اعادہ کریں کیونکہ نماز میں بولنا منع ہے (۲)۔

۔اگر مسبوق (تاخیر سے ملنے والا) جتنی نماز امام کے ساتھ ملی پڑھنے کے بعد باقی نماز میں بھول کر غلطی کرے تو آخر میں سجدۂ سہو کرے (۳)۔

۔امام پر سجدۂ سہو واجب نہ تھا مگر اُس نے سجدۂ سہو کر لیا، سب مقتدیوں نے بھی اقتداء کی تو سب کی نماز درست ہے مگر تاخیر سے ملنے والا (مسبوق) جس کی کچھ رکعات باقی تھیں اگر اُس نے بھی وہ سجدۂ سہو کر لیا تو اُس کی نماز فاسد ہو گئی (۴)۔

۔فجر کی نماز میں سجدۂ سہو کرنا تھا مگر سلام پھیرنے کے بعد سورج طلوع ہو گیا یا عصر کی نماز میں سورج کا رنگ سُرخ ہو گیا یا سلام پھیرنے کے بعد ایسی چیز واقع ہو گئی جو بناء کرنے سے مانع ہو تو سجدۂ سہو ساقط ہو جاتا ہے یعنی سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں (۵)۔

۔جمعۃ المبارک وعیدین کی نمازوں میں امام سے سہو ہو جائے اور وہ سجدۂ سہو نہ کرے تو حرج نہیں کہ بھیڑ ہوتی ہے اور لوگ صحیح طور پر صورتِ حال سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے (۶)۔

صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سجدۂ سہو کی حکمت:

معزز قارئینِ کرام! ''امور دینیہ کی تبلیغ میں انبیاء کرام علیہم السلام سے شک وشبہ ہو سکتا ہے نہ سہو ونسیان اور نہ خطاء وہ اپنے فرضِ نبوّت کو نہایت اطمینان سکون ووقار سے ادا فرماتے ہیں اور دین کی ہر بات کو نہایت صحیح حیثیت میں پیش فرماتے ہیں وہ خوشی وناراضگی حتی کہ مزاح میں بھی اس بات کا خیال رکھتے ہیں یہ ایک واضح چیز ہے جو کہ کتاب وسنّت کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے'' (۷)۔البتہ بعض اوقات ایسے افعال جو تبلیغ سے متعلق نہ ہوں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی کچھ حکمتوں کے پیش نظر کبھی کبھار عارضی سہو واقع ہو سکتا ہے جس میں شیطان کا ہرگز کوئی عمل دخل نہیں

(۱) نور الایضاح (۲) کتب فقہ عامہ (۳) مالابد منہ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۶، درمختار (۵) نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۱ (۶) نور الایضاح (۷) عینی ج ۲ ص ۳۱۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۴۹۔

ہوتا دراصل اس عارضی سہو سے امت کو کئی ایک مسائل سے آگاہی دینا مقصود ہوتا ہے (۱)۔ اسی بارے علامہ ابن قیمؒ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ "ایسے امور میں نبی سے سہو کا واقع ہونا حکم شرعی کے ظاہر ہونے کا فائدہ دیتا ہے" (۲) اور پھر پیارے آقا کریم ﷺ کے اس فرمان نے تو گویا ہر قسم کے شبہات واوہام کو ختم فرما دیا کہ (حدیث) "میں اسلیئے بھول جاتا ہوں یا مجھے بھلایا جاتا ہے تا کہ (اہل ایمان کیلئے) ایک راہ سامنے آ سکے" (۳) لہذا روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ "پیارے آقا کریم ﷺ کا عارضی سہو بھی اُمت کو تعلیم دینے کی کئی حکمتیں پوشیدہ رکھتا ہے (۴) پیارے آقا کریم ﷺ کے نماز میں سہو کے بارے حضرت شاہ عبدالحق محقق ومحدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب شرح فرماتے ہیں کہ "پیارے آقا کریم ﷺ شیطان کی دخل اندازی کی وجہ سے شک میں مبتلاء نہیں ہو سکتے البتہ آپ ﷺ کے افعال میں جو سہو واقع ہوتا ہے وہ غلبہِ استغراق کی وجہ سے اور دوسرے عالم کی طرف توجہ کی وجہ سے ہوتا ہے" (۵)۔ گویا آپ ﷺ کا سہو مراقبہ حق میں محو ہونے کی وجہ سے تھا (۶)۔ تو وہ بھی عبادت ہے۔ نیز "جان لو کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ آقا کریم ﷺ شیطان کی دخل اندازی سے بالکل محفوظ ہیں نہ وہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ قلب منور میں وسوسہ ڈال سکتا ہے" (۷)۔ گویا "آقا کریم ﷺ کا نسیان ہر حیثیت سے دوسروں کی طرح ہرگز نہیں بلکہ اس میں اُمت کا فائدہ اور احکام کی وضاحت مطلوب ہوتی ہے" (۸)۔

بہر حال متعدد کتب کی ورق گردانی اور علماء کرام کی صحبت کے بعد یہ حقیر محمد حسن فخری اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنی ساری حیاتِ طیبہ عبادت وریاضت میں گزاری مگر آپ ﷺ کو صرف 5 یا 6 مقامات پر نماز میں عارضی سہو ہوا جن میں سے بھی بعض روایات کی صحت پر محدّثین کی بحث ہے۔ اس سہو کی اصل حقیقت تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ ہی جانیں تاہم جیسا کہ نبی کے سہو کا فلسفہ پہلے عرض کر دیا میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ دراصل یہ بھی سہو نہ تھا بلکہ اپنی بھولی بھالی امت کو اس بارے تعلیم دینا مقصود تھا۔ آج سہو پر جتنے مسائل محدّثین وعلماء فقہاء کرام نے لکھے ہیں وہ تمام اُن احادیث کی روشنی میں اخذ کیئے گئے ہیں ان میں سے چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے

☆۔ (حدیث) "ایک بار آقا کریم ﷺ شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی (نماز عصر یا ظہر)

(۱) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۴۹ (۲) نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۴۹ (۳) مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۲۵، ص ۱۵۱
(۴) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۴۹ (۵) اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۷۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۴۹ (۶) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۰
(۷) قاضی عیاض شرح شفاء ج ۴ ص ۲۱۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۰ (۸) شرح شفاء ج ۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۱۔

حضرت امام محمد ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز کا نام بتایا مگر میں بھول گیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 2 رکعت پڑھائیں اور سلام پھیر دیا، لوگ سمجھے کہ نماز کم ہوگئی، اس پر حضرت سیدنا ذوالیدین عمیر بن عمرو خرباق سلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے یا نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود کمی فرمائی؟"۔ تو سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ" یعنی نہ میں بھولا نہ نماز میں کمی کی گئی"، پھر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رُخِ انور کر کے ارشاد فرمایا "تم بھی یہی کہتے ہو جیسے ذوالیدین کہتے ہیں؟" تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے "فَصَلّٰی مَاتَرَکَ (رَکْعَتَیْنِ) ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ" یعنی تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹ جانے والی رکعتیں (یا 2 رکعتیں) پڑھیں اور (ایک طرف) سلام پھیر کر تکبیر فرماتے ہوئے 2 سجدے کئے (اور نماز مکمل فرمائی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا" (۱)۔ یہ تب کا واقعہ ہے جب نماز میں کلام کی ممانعت نہیں آئی تھی (۲)۔ اسی لئے کلام کے باوجود نماز قطع نہ ہوئی۔

☆۔(حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی نماز 5 رکعات پڑھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز میں کچھ زیادتی یا اضافہ ہوگیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہیں ہوا"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد دو سجدہ سہو کئے" (۳)۔ اس حدیث کا تعلق بھی ممانعتِ کلام کے زمانہ سے پہلے کا ہے۔

☆۔(حدیث) "بیشک پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم 2 رکعتوں کے قعدہ کیلئے نہ بیٹھے اور کھڑے ہوگئے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ جب نماز پوری ہوئی اور لوگ سلام کا انتظار کرنے لگے (کہ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رُخ مبارک پھیریں) تو اس حالت میں کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی 2 سجدے کئے پھر سلام پھیرا" (۴)

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ ملخص مسند امام زید ح ۱۲۰، بخاری ج ۱ ح ۴۶۳، ۶۷۶، ترمذی ج ۱ ح ۳۸۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۹۴، ولفظ لہ، مسلم ج ۱ ح ۱۱۸۹ تا ۱۱۹۵، ابن ماجہ ح ۱۲۶۵ تا ۱۲۶۷، نسائی ح ۱۲۰۸ تا ۱۲۱۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۹۵ تا ۹۹۷، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۷۵۵، ابن خزیمہ ح ۱۸۵۶، معجم کبیر ح ۹۸۳۷، مؤطا امام مالک ح ۲۱۰، ۲۱۱، مؤطا امام محمد ح ۱۳۷، مشکوٰۃ ح ۹۵۱، ۹۵۳، بلوغ المرام ص ۱۲۱، مدارج النبوت، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۵ (۲) فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۹۵ (۳) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۱۴۷، ترمذی ص ۸۳، نسائی ح ۱۲۳۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۰۶ تا ۱۰۰۹، ابن ماجہ ح ۱۲۵۷، دارمی ح ۱۵۳۵، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۴۶، مسند امام اعظم (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۸۸، ۱۱۴۵، مسلم ج ۱ ح ۱۱۷۱، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۷۵۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۲۱، نسائی ح ۱۲۰۶، ابن ماجہ ح ۱۲۵۹، ترمذی ج ۱ ح ۳۷۳، سنن دارمی ح ۱۵۳۶، ابن حبان ح ۲۶۷۶، بیہقی ح ۲۶۲۷، معجم کبیر ح ۲۱۱۷، بلوغ المرام ح ۳۵۰ ص ۱۲۱، مؤطا امام مالک ح ۲۱۸، ۲۱۹، مؤطا امام محمد ح ۱۳۹، مشکوٰۃ ح ۹۵۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۷۔

ترمذی میں یہ اضافہ ہے کہ ''پھر آپ ﷺ نے سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کئے ہر سجدہ میں تکبیر کہتے تھے اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کئے یہ سجدے اس بیٹھنے کے بدلے تھے جو آپ ﷺ بھول گئے تھے (۱) نیز (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور دو رکعت کے بعد (بھول کر قعدہ اول کئے بغیر) کھڑے ہوگئے، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور دو سجدے سہو کیلئے کئے'' (۲)۔

☆۔(حدیث) ''بیشک پیارے آقا کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی کچھ بھول ہوگئی تو آپ ﷺ نے 2 سجدے کئے پھر التحیات پڑھی پھر سلام پھیرا'' (۳)۔

☆۔(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز ظہر کی نماز (بھول کر) 5 رکعت پڑھ لیں۔ پیارے آقا کریم ﷺ سے عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کچھ اضافہ ہوگیا ہے یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ایسا نہیں ہوا''۔ پھر آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کئے'' (۴)۔ یہ حدیث بھی ممانعتِ کلام سے پہلے کی ہے۔

صاحبِ ترتیب کی نماز:

ایسے خوش نصیب و بلند مرتبت نمازی کہ جن کے ذمہ سنِ بُلُوغت (Age of Puberty) سے اب تک اکٹھی 6 نمازیں باقی نہ ہوں اور اگر کبھی کوئی نماز قضاء ہوئی بھی تو بعد میں فوراً پڑھ لی ہو اُنہیں ''صاحب ترتیب نمازی'' کہتے ہیں جنہیں حکم ہے کہ اگر اُن کی کوئی نئی وقتی نماز قضاء ہو جائے تو پہلے اُس قضاء نماز کو ادا کریں وقتی نماز فرض اُس کے بعد پڑھیں، یہ ترتیب واجب ہے (۵) جیسا کہ غزوۂ خندق میں آقا کریم ﷺ کی دو نمازیں قضاء ہوگئیں تو (حدیث) ''آپ ﷺ نے سورج ڈوبنے کے بعد عصر کی (قضاء شدہ) نماز ادا فرمائی، پھر آپ سرکار ﷺ نے مغرب کی (وقتی) نماز ادا فرمائی'' (۶)۔ اور اگر قضاء نماز کو جانتے ہوئے صاحب ترتیب نے قضاء سے پہلے وقتی نماز قصداً پڑھ لی تو وقتی نماز نہیں ہوگی (۷) اور اگر صاحب ترتیب کی ایک سے زیادہ نمازیں قضاء ہو جائیں تو اُن قضاء

(۱) عن عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۳۷۳ (۲) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱، مسلم ج۱ ح۱۱۷۲، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، مسند امام احمد ج۱ ح۱۷۶۲، طحاوی، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۲ (۳) عن سیدنا عمران رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد، حاکم، بلوغ المرام ح۳۵۴ ص۱۲۲، مشکوٰۃ ح۹۵۳ مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۳۸ (۴) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۱۴۷، مسلم ج۱ ح۱۱۸۵، ترمذی ج۱ ح۳۷۵، مسند امام احمد ج۱ ح۱۷۶۳، مسند امام اعظم، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۴۶ (۵) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۷۲، عالمگیری ج۱ ص۱۹۴ (۶) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بخاری ج۲ ح۱۲۸۱، مسلم ج۱ ح۱۳۲۹، ترمذی ص۵۳، نسائی، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۶۹ (۷) نور الایضاح ص۱۸۸، مالابدمنہ، بہار شریعت ج۱ ص۲۵۷۔

نمازوں کو اُن کی ترتیب سے پڑھیں (۱)۔ کیونکہ 57 سال 8 ماہ کی عمر مبارک میں مؤرخہ 31 مارچ 627ء بمطابق 8 ذی القعدہ 5ھ بروز پیر (۲)۔ (حدیث) ''جنگ خندق میں آقا کریم ﷺ کی بوجہ مشغولیت تین نمازیں فوت ہو گئیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصّہ گزر گیا، تو آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اُنہوں نے اذان اور اقامت کہی اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی اور اس کو اسی طرح پڑھا جیسا کہ وقتِ ظہر میں پڑھا کرتے تھے، پھر اقامت کہی اور عصر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی اور مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر عشاء کی نماز پڑھی'' (۳)۔ ان احادیث کے مطابق صاحبِ ترتیب کیلئے قضاء نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے (۴)۔ اگر یاد ہوتے ہوئے بھی پہلے کی نماز بعد میں پڑھ لی تو ناجائز ہے۔ اور اگر آپ صاحبِ ترتیب نہیں ہیں یعنی آپ کی بہت سی نمازیں قضاء ہیں تو جس ترتیب سے اور جب جی چاہے پڑھیں ترتیب ضروری نہیں (۵) اس دَور میں تو کچھ نصیب والے ہی صاحبِ ترتیب نمازی ہوں گے۔ خدا کرے، ہم سب پکّے سچّے مسلمان اور صاحبِ ترتیب نمازی بن جائیں۔ آمین۔

۞۔ آپ کی 6 نمازیں قضاء ہو گئیں چاہے مسلسل ہوں یا وقفہ وقفہ سے تو آپ صاحبِ ترتیب نہ رہے اور جب اُن کی قضاء پڑھ لی تو پھر صاحبِ ترتیب ہو گئے (۶)۔

۞۔ اگر آپکے ذمّہ مدّت سے کثیر نمازیں قضاء ہوں یا پچھلے 2 سال کی قضاء ہوں تو آپ چونکہ صاحبِ ترتیب نہیں لہٰذا اب اگر نئی قضاء ہو تو ترتیب ضروری نہیں (۷)۔

۞۔ آپ کی نمازیں متفرّق طور پر مختلف اوقات میں قضاء ہوئیں مثلاً 6 دن کی نمازِ فجر نہ پڑھی باقی پڑھتے رہے اور یہ قضاء بھولے رہے، تو یہ 6 نمازیں خواہ سب پرانی قضاء ہوں یا بعض نئی قضاء ہوں تو آپ صاحب ترتیب نہ رہے اب اگر قضاء ہو تو وقتی نماز پڑھ سکتے ہیں ترتیب ساقط ہو گئی (۸)۔

۞۔ صاحب ترتیب کیلئے ضروری ہے کہ اگر اُس کی ایک یا زیادہ مگر 6 سے کم نمازیں قضاء ہو جائیں تو پہلے قضاء شدہ نمازیں ترتیب سے پڑھیں پھر وقتی نماز پڑھیں مگر تین وجوہات کی بناء پر یہ ترتیب

(۱) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۶۹ (۲) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۶۷ (۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ص ۵۳، مسند امام احمد، سنن نسائی ح ۶۱۸، امام اعظم، نیل الاوطار ج ۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۷۶، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۱۷۱ (۴) مالابدمنہ، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۱۷۲، عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۴ (۵) عالمگیری، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۱۷۲، ہدایہ، شامی (۶) ہدایہ، درمختار، مالابدمنہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۵۷، عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۷ (۷) شامی، درمختار (۸) درمختار، شامی، جامع صغیر ص ۱۷ ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۰، کبیری ص ۵۳۰، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۵۷۔

ساقط ہو جاتی ہے اور صاحب ترتیب کی وقتی نماز قضاء نمازوں سے پہلے جائز ہو جاتی ہے:۔1۔ کثرتِ فوائت یعنی 6 سے زیادہ نمازیں قضاء ہو جائیں۔2۔ تنگیٔ وقت یعنی وقتی نماز کے قضاء ہونے کا اندیشہ ہو۔3۔ نسیان یعنی نماز قضاء کو بھول جانا (۱)۔

۔آپ کو نماز قضاء یاد نہ رہی یا قضاء نماز کی باہمی ترتیب کا علم نہیں تھا کہ بھول کر وقتی نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا تو وقتی نماز ادا ہو گئی اور جو نماز قضاء ہوئی تھی وہ بعد میں پڑھ لیں کیونکہ بھول جانے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے (۲)۔ کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابرہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو کوئی 20 برس تک بھول کر ایک نماز چھوڑ دے تو جب یاد آئے فقط وہی ایک نماز پڑھ لے" (۳)۔

۔صاحبِ ترتیب کی نماز قضاء ہوگئی مگر اُس نے بھول کر وقتی نماز شروع کر دی تو اگر وقتی نماز پڑھتے ہوئے پہلی نماز یاد آ جائے تو اُس کی وہ وقتی نماز جو اُس نے شروع کر رکھی تھی فاسد ہو جائے گی۔ اب پہلے قضاء نماز پڑھے پھر وقتی پڑھے جیسے نمازِ فجر قضاء ہوگئی مگر وہ بھول کر نماز ظہر پڑھنے لگا، دوسری رکعت میں یاد آیا اب تشہُّد پڑھ کر سلام پھیر دیں، پہلے نماز فجر قضاء پڑھیں پھر نماز ظہر وقتی دوبارہ پڑھیں پہلے والی 2 رکعت نفل بن گئی۔ اور اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں یاد آئے تو 4 پوری کریں یہ نفل ہو گئیں بعدہٗ فجر قضاء اور پھر ظہر وقتی دوبارہ پڑھیں (۴)۔

۔صاحبِ ترتیب نے قضاء نماز کے یاد ہونے اور وقت میں گنجائش ہونے کے باوجود قضاء نماز نہ پڑھی بلکہ قصداً وقتی نمازیں پڑھتے رہے پھر پانچویں نماز پڑھنے سے پہلے قضاء نماز پڑھ لی تو اب اِس قضاء نماز پڑھنے کے سبب اس نماز قضاء کے بعد پڑھی ہوئی 4 نمازیں فاسد ہو گئیں اور وہ نفل بن گئیں لہٰذا وہ سب پھر سے پڑھنا ہوں گی (۵)۔

۔صاحب ترتیب کی نمازِ فجر قضاء ہو گئی اُنہوں نے قصداً نماز ظہر فرض پڑھ لی اسی طرح وقتی نماز پڑھتے رہے اور قضاء نہ پڑھی تو جب چھٹی نماز یعنی اگلی نماز فجر پڑھ لی اور اُس کا وقت بھی ختم ہو گیا تو سب نمازیں درست ہو گئیں کیونکہ اب وہ صاحب ترتیب نہ رہے (۶)۔

۔اگر صاحب ترتیب نے نماز فجر پڑھی جبکہ اُسے یاد تھا کہ رات کو وتر نہیں پڑھے تھے تو اُس کی

---

(۱) ہدایہ ج۱ص۱۰۲، کنز الدقائق، عالمگیری ج۱ص۱۲۶، ۱۹۵، ۱۹۷، جامع صغیر، درمختار ج۱ص۱۰۰، شرح نقایہ ج۱ص۱۰۹، کبیری ص۵۳۰، نور الایضاح ص۱۸۷، مالابدمنہ، بہار شریعت ج۱ص۲۵۷، قدوری (۲) مسند امام زید ص۱۳۲، درمختار، عالمگیری ج۱ص۱۹۵، بہار شریعت ج۱ص۲۵۸ (۳) فیوض الباری حصہ۳ص۲۷۰ (۴) مسند امام زید ح۱۵۵، درمختار، نور الایضاح ص۱۸۸، بہار شریعت ج۱ص۲۵۷، عالمگیری ج۱ص۱۹۵ (۵) ردالمحتار، نور الایضاح، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۲۵۸ (۶) درمختار، بہار شریعت ج۱ص۲۵۸، نور الایضاح مترجم ص۱۸۸۔

نمازِ فجر فاسد ہو جائے گی پہلے وتر پڑھیں پھر نمازِ فجر دوبارہ پڑھیں (۱)۔

۞۔آپ مسجد میں آئے تو جماعت ہو رہی تھی جبکہ آپ کی پچھلی نماز قضاء تھی تو پہلے اپنی قضاء نماز پڑھیں پھر شاملِ جماعت ہوں بیشک جماعت نکل جائے تب بھی پہلے فوت شدہ نماز پڑھیں (۲)

۞۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو نماز بھول گیا (یعنی نماز قضاء ہو گئی) پھر اُسے امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے بھولی ہوئی نماز (قضاء) یاد آ گئی تو وہ امام کے ساتھ شروع کی گئی نماز (وقتی) پوری کر لے اور فارغ ہونے کے بعد پہلے بھولی ہوئی نماز (قضاء) پڑھے اُس کے بعد دوبارہ وہ نماز فرض وقتی پڑھے جو کہ اُس سے بیشتر امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے" (۳)۔انہیں الفاظ سے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے حضرت نافع تابعی علیہ الرحمۃ کو ارشاد فرمایا (۴)۔اور پھر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ غزوہ احزاب میں مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا "کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی؟" لوگوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ آقا کریم ﷺ نے نہیں پڑھی" تو آقا کریم ﷺ نے مؤذّن کو حکم فرمایا اور اُس نے (نمازِ عصر کیلئے) اقامت کہی، پھر آپ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھی اور پھر نمازِ مغرب دوبارہ پڑھی" (۵)۔

۞۔صاحبِ ترتیب امام کو نماز میں اپنی کوئی پچھلی قضاء نماز یاد آ گئی تو امام اور مقتدی سب کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر مقتدی کو امام کی قضاء نماز یاد آ جائے تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی (۶)۔

۞۔اگر صاحبِ ترتیب کی 5 نمازیں قضاء ہوں اور نمازِ فجر کے وقت اتنی گنجائش نہ ہو کہ صاحبِ ترتیب اُن قضاء نمازوں کو علی الترتیب پڑھ لیں تو صرف دو ایک قضاء نمازیں پڑھ لیں جب وقت ختم ہوتا دیکھیں تو وقتی نماز پڑھ لیں باقی قضاء نمازیں بعد میں پڑھیں کیونکہ تنگئ وقت کی بناء پر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے (۷)

۞۔نمازِ عشاء قضاء ہو گئی۔آپ نے نمازِ فجر فرض یہ سمجھ کر پڑھ لی کہ قضاءِ عشاء پڑھنے کی گنجائش نہیں نماز کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی نماز کا وقت باقی ہے۔اب دوبارہ 2 رکعت نمازِ فجر فرض پڑھیں پہلے والی نماز نفل ہو گئی۔اسکے بعد پھر معلوم ہوا کہ ابھی بھی مزید 2 رکعت کا وقت باقی ہے تو اب پھر 2 رکعت نمازِ فجر فرض پڑھیں پہلی پھر نفل ہو گئی۔الغرض اسی طرح جاری رکھیں چاہے جتنی بار بھی پڑھنا پڑے اگر ایسا نہیں کریں گے تو قضاءِ عشاء کی وجہ سے یہ وقتی نمازِ فجر فرض فاسد ہو جائیگی لہذا اچھا یہ ہے

(۱) جامع صغیر، ہدایہ، درمختار، عالمگیری ج۱ص۱۹۴ (۲) شامی (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد، مؤطا امام محمد، دارقطنی ج۱ ص۴۴۱، طحاوی ج۱ص۲۷۰، طبرانی فی الاوسط (۴) مؤطا امام مالک ح۴۰۸ (۵) عن ابی جمعہ حبیب بن سباع رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد (۶) بہارِ شریعت، عالمگیری ج۱ص۱۵۴ (۷) درمختار، قہستانی، شامی۔

نمازِ فجر فرض پڑھنے سے پہلے تسلی کر لیں اگر وقت ہو تو پہلے نمازِ عشاء قضاء پڑھیں پھر نمازِ فجر پڑھیں (۱)

۔ جب نمازِ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو کوئی بھی نماز پڑھنا منع ہے اور جو نماز خطبہ سے پہلے شروع کر لیں اُسے جلد پوری کریں مگر اس حالت میں صاحبِ ترتیب کو قضاء نماز پڑھنے کی اجازت ہے (۲)

۔ ایک دن کی ایک نماز قضاء ہو گئی مگر وقت یاد نہیں تو صاحبِ ترتیب ایک دن کی پانچوں نمازیں بالترتیب پڑھے، اگر 2 دن کی 2 نمازیں قضاء ہوں مگر وقت یاد نہ ہو تو 2 دن کی تمام نمازیں پڑھیں یونہی اگر 5 دن کی کچھ نمازیں یا ایک نماز قضاء ہو اور وقت یاد نہ ہو تو 5 دنوں کی پانچوں نمازیں پڑھیں (۳)

۔ اگر کسی کے ذمہ کثیر نمازیں قضاء ہوں تو اُن کی نیّت اس طرح کریں کہ "نیّت کی نمازِ ظہر قضاء کی جو اب تک سب سے پہلے میرے ذمّہ ہے منہ قبلہ کی طرف" یا مختصر طور پر یوں نیّت کر سکتے ہیں "نیّت کی نمازِ ظہر قضاء پہلی کی مُنہ قبلہ کی طرف" ہر بار ایسے ہی کہتے جائیں، اسی طرح ہی دیگر قضاء نمازوں کی نیّت کریں (۴)۔ یوں جب ایک سب سے پہلی نماز کی قضاء پڑھ لی تو اُسکے بعد والی قضاء پہلی شمار ہوگی جب وہ بھی پڑھ لی تو اُسکے بعد والی پہلی ہو جائیگی یوں اوپر سے ایک ایک کم ہوتی چلی جائیگی

نماز میں شک گزرنا:

کامل نماز وہ ہے کہ جس میں کوئی شک نہ گزرے مگر ہم دنیاداروں کو وہ نماز کہاں نصیب ہم نے تو سارے حساب کتاب ہی نماز میں کرنے ہوتے ہیں پھر ایک شک کیا ہمارے ذہن پر تو شک کے خاندان کا پورا سیلاب اُمڈ آتا ہے۔ ہمارے پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ نے اس چیز کو بھانپتے ہوئے کہ میری بھولی بھالی اُمت کو اس مسئلہ کا سامنا ہوگا (حدیث) ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اُس کے پاس آجاتا ہے اور اُس پر شبہ ڈال دیتا ہے حتیٰ کہ وہ (شک کی بناپر) نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھ لی" (۵)۔ اِسلئے ایسا نمازی جس کو ارکانِ نماز کی ادائیگی یا تعداد رکعات وغیرہ میں شک پڑ جائے تو (حدیث) "اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَحَرَّا الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ، جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو اُسے چاہئے کہ وہ صحتِ نماز کیلئے تحرّی (سوچ بچار) کرے پھر اُس پر اپنی نماز مکمل کرے پھر سلام پھیرے اور دو سجدے (سہو) کرے" (۶)۔

(۱) عالمگیری ج۱ص ۱۹۶ (۲) درمختار، ردالمحتار، عالمگیری (۳) عالمگیری ج۱ص ۱۹۸، بہارِ شریعت ج۱ص ۲۵۸ (۴) نور الایضاح ص ۱۸۹، عالمگیری ج۱ص ۱۰۳ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح ۱۱۴۳، مسلم ج۱ح ۱۱۶۷، نسائی ح ۱۲۳۴، ترمذی ج۱ح ۳۸۰، مشکوٰۃ ح ۹۴۸، مرآۃ المناجیح ج۲ص ۱۳۴ (۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱، مسلم ج۱ح ۱۱۶۷، نسائی ح ۱۲۲۸، ابن ماجہ ح ۱۲۶۴، ابوداؤد ج۱ح ۱۰۱۱، فیوض الباری حصہ ۴ص ۱۳۶۔

نیز (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے کہ نہ جانے تین رکعت پڑھیں یا چار تو شک کو دفع کرے اور یقین پر بِنا کرے''(۱)۔ اسی طرح (حدیث) ''جب کسی کو نماز میں بھول جانے کا گمان ہو تو وہ تحرّی کرے'' (۲)۔ لہذا ''بصورتِ شک تحرّی کریں اور ظن غالب کی طرف بِناء کریں''۔ یعنی اگر شک گزرے تو دل میں سوچیں کہ اصل صورتِ حال کیا ہے؟ پھر جو بات دل میں یقینی اور پختہ محسوس ہو اُس پر عمل کریں (۳)۔ اور اگر شک پختہ نہ ہو اور یقین میں نہ بدلے تو شیطان کی طرف سے وسوسہ سمجھیں اور سجدۂ سہو نہ کریں اور اگر شک کی بناء پر سجدۂ سہو کر لیں تو نماز تو ہو جائے گی مگر آئندہ ایسا نہ کریں (۴)۔

☆۔ امام کا شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا تیسری ہے یا چوتھی تو مقتدیوں کی طرف لحاظ کرنے میں حرج نہیں اور وہ کھڑے ہو جائیں تو یہ بھی کھڑا ہو جائے (۵)۔

☆۔ اگر ایک شخص کو یقین ہے کہ مَیں نے چار رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرا ہے۔ جبکہ کوئی دوسرا کہے کہ آپ نے 3 رکعت کے بعد سلام پھیرا ہے تو اُس پر اعتبار نہ کریں بلکہ اپنے یقین پر اکتفا کریں (۶)۔ یعنی اگر ایک طرف شک ہو اور دوسری طرف یقین ہو تو یقین پر عمل کریں۔

☆۔ 4 رکعت نماز با جماعت پڑھی گئی اور امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا۔ مقتدی کہتے ہیں 3 رکعت پڑھی گئیں جبکہ امام کو مکمل یقین ہے کہ 4 رکعت پڑھی گئیں۔ تو 4 ہی شمار ہوں گی (۷)۔

☆۔ اگر مقتدیوں کے شک میں اختلاف ہو جائے بعض کہیں 3 رکعت ہو گئیں اور بعض کہیں 4 ہو گئیں تو اُس صورت میں جس طرف امام ہو گا اُن کا قول تسلیم ہو گا (۸)۔

☆۔ 4 رکعت نماز پڑھی گئی مگر ایک مقتدی کو 3 رکعت پڑھی جانے کا یقین ہے تو وہ ایک مقتدی اپنی نماز لوٹائے اور اگر ایک نمازی کو 4 رکعت کا یقین اور باقی مع امام شک ہے تو سب کی نماز ہو گئی (۹)

☆۔ 4 رکعت نماز پڑھی گئی مگر ایک مقتدی کو 3 رکعت کا یقین جبکہ باقی سب کو مع امام شک ہے تو اگر وقت ہے تو نماز دوبارہ پڑھیں ورنہ حرج نہیں، اگر 2 عادل یقین سے 3 کہیں تو اعادہ لازم ہے (۱۰)۔

☆۔ 4 رکعت نماز پر امام اور مقتدیوں میں تعداد رکعات میں اختلاف ہو گیا، امام کو یقین ہے کہ تین

(۱) عن سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۱۷۴، ابن ماجہ ح ۱۲۶۲، ابو داؤد ج ۱ ح ۱۰۱۵، مشکوٰۃ ح ۹۴۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۳۴۴ (۲) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام محمد ح ۱۴۱ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۹ (۴) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، دُرِ مختار، ردالمحتار (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۱ (۶) دُرِ مختار، شامی (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۵ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۵ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۶ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۶۔

رکعت پڑھیں تو نماز لوٹائیں، تاہم جس مقتدی کو یقین ہو کہ 4 پڑھیں اُسکی نماز ہوگئی وہ نہ پڑھے (۱)

سجدۂ تلاوۃ القرآن:

قرآن کریم میں ایسے 14 مقامات ہیں (۲)۔ جن کی قصداً یا بلاقصد تلاوت کرنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے (۳)۔ اس بارے (القرآن) ارشاد خداوندی ہے "فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ، وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ، تو اِن منکروں کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے رُوبرُو قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے" (۴)۔ (چونکہ یہ آیت سجدہ ہے جسے آپ نے ابھی پڑھا لہٰذا سجدہ کرلیجئے)۔ چنانچہ (حدیث) "جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے "ہائے افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا تو اِسکو جنت عطاء ہوئی، مَیں نے انکار کیا تو میرے لئے دوزخ کی آگ ہے" (۵)۔

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے بارے (حدیث) "ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سورۃ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور سورۃ اِقْرَأْ میں سجدۂ تلاوت ادا کیا" (۶)۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی اور سجدہ ادا فرمایا اور آپ ﷺ کے ساتھ تمام لوگوں نے بھی سجدہ ادا کیا" (۷)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب قرآن کریم پڑھتے اور آیتِ سجدہ سے گزرتے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم سب آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے" (۸)۔ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ رُوح پرور عالم ہوتا تھا (حدیث) سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "آقا کریم ﷺ سجدہ کی آیت پڑھتے اور ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے تو ہم آپ ﷺ کیساتھ سجدہ کرتے تو اتنی بھیڑ لگ جاتی کہ ہم میں بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کیلئے جگہ نہ ملتی" (۹)۔ اسی لئے (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے سجدۂ تلاوت کیا اُس نے سنّت کو پالیا" (۱۰)۔

(۱) عالمگیری ج۱ص۱۴۶ (۲) عالمگیری ج۱ص۲۱۱، ہدایہ (۳) ہدایہ ج۱ص۱۱۰، شرح نقایہ ج۱ص۱۱۵، کبیری ص۵۰۰، نورالایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ص۲۱۲ (۴) سورۃ الانشقاق، ۲۱ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ص۶۱، ابن ماجہ ح۱۱۰۰، بزار، ترغیب ج۱ح۱۱۴۳، احیاء العلوم، مشکوٰۃ ح۸۳۵، مرأۃ المناجیح ج۲ص۹۷، قدوری، مکاشفۃ القلوب ص۳۶۵ (۶) قال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح۱۲۰۳، نسائی ح۹۵۵، ابوداؤد ج۱ح۱۳۹۳، مشکوٰۃ ح۹۵۸، بلوغ المرام ح۳۶۳ص۱۲۴، مرأۃ المناجیح ج۲ص۱۴۰، لفظہ لہ موطا امام مالک ح۴۷۸ (۷) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۱۰۰۵، مسلم ج۱ح۱۱۹۸، طحاوی ج۱ص۲۰۷ (۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ح۱۳۹۹، مشکوٰۃ ح۹۶۵، مرأۃ المناجیح ج۲ص۱۴۳ (۹) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۱۰۱۱، مسلم ج۱ح۱۱۹۶، ابوداؤد ج۱ح۱۳۹۸، مشکوٰۃ ح۹۵۹، مرأۃ المناجیح ج۲ص۱۴۰، فیوض الباری حصہ ۴ص۱۵۱ (۱۰) عینی ج۳، فیوض الباری حصہ ۴ص۱۵۳۔

سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا **طریقہ** یہ ہے کہ پاک لباس سے پاک جگہ پر باوضوء ہو کر نماز کی طرح قبلہ رُو کھڑے ہوں اور نیّت کریں جس کیلئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ''نیّت کی سجدۂ تلاوت کی مُنہ قبلہ کی طرف'' اگر زیادہ سجدے ذمہ ہوں تو اس طرح کہہ دیں ''دوسرے سجدۂ تلاوت کی نیّت کرتا ہوں'' یا ''کل والے سجدۂ تلاوت کی نیّت کرتا ہوں'' یا یوں کہہ دیں ''جو سجدے آج تک میرے ذمہ ہیں اُن میں سے پہلے سجدۂ تلاوت کی نیّت کرتا ہوں'' وغیرہ وغیرہ۔ نیّت کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں مگر تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ نہیں اُٹھانے صرف اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا ہے۔ سجدہ میں کم از کم 3 بار تسبیح ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' کہیں، پھر اَللّٰهُ اَكْبَر کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ الحمدللہ سجدہ ادا ہو گیا۔ سلام پھیرنے اور التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں (۱)۔ کھڑے ہو کر سجدہ شروع کرنا اور کھڑے ہو کر ختم کرنا مستحب ہے اور سجدہ میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے اَللّٰهُ اَكْبَر کہنا سنّت ہے سجدہ بیٹھ کر بھی کر سکتے ہیں (۲)۔

- جس پر نماز فرض ہے اُس پر سجدۂ تلاوت بھی واجب ہے جس پر نماز فرض نہیں اُس پر سجدۂ تلاوت بھی نہیں۔ لہٰذا بچہ، مجنون، حیض و نفاس والی عورت پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں اور اگر ان سے کوئی عاقل بالغ سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ ایسے ہی اگر بے وضوء، مریض یا جنبی (جس پر غسل واجب ہو) آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو اُس پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے (۳)۔ بعد از طہارت ادا کرے

- سجدہ تب واجب ہوتا ہے جب آیت سجدہ کم از کم اتنی آواز میں پڑھی کہ خود سُن لیں اور اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ آپ سُن سکتے تھے مگر شور یا بہرے ہونے یا کسی عذر سے نہ سُن سکے تو سجدۂ تلاوت واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز نہ پیدا ہوئی تو سجدہ واجب نہ ہوا۔ تاہم آیت سجدہ صرف دیکھنے یا لکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا (۴)۔ بشرطیکہ مفہوم ذہن میں نہ آئے۔

- سجدۂ تلاوت کیلئے ضروری نہیں کہ سجدہ والی پوری آیت ہی پڑھی سُنی جائے تب ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ موجود ہو اُسکے ساتھ اُس سے قبل یا بعد کا کچھ ملا کر پڑھنا ہی کافی ہے اور اگر آیت سجدہ پڑھی مگر آخر کا وہ حصہ نہ پڑھا جس میں سجدہ کا حکم ہے تو سجدہ واجب نہیں (۵)

- جو حکم آیتِ سجدہ پڑھنے والے کیلئے ہے وہی حکم سننے والے کیلئے ہے قصداً ہو یا بلا قصد (۶)۔

(۱) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۷، فیض رسول، شامی، بہار شریعت، قدوری، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۴، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲ (۲) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۴، درمختار، عالمگیری، نور الایضاح (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲، ۲۱۷، درمختار (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲، ہدایہ، درمختار، شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۶۷ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲، شامی (۶) مالا بد منہ، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۵، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۰، کبیری ص ۵۰۰، درمختار۔

کہ (حدیث) ''جو شخص سجدہ کی آیت سنے اُس پر (بھی) سجدہ لازم ہے'' (۱)۔ ایسے ہی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت نافع تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سعید بن جُبیر تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا (حدیث) ''اس شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہے جس نے اس (آیت سجدہ) کو سنا'' (۲) اسلئے مستحب ہے کہ پڑھنے والا آیت سجدہ کو آہستہ پڑھے تا کہ کسی کو دشواری پیش نہ آئے

۔ (حدیث) ''سجدۂ تلاوت صرف پاک ہونے کی حالت میں یعنی باوضوء کریں'' (۳)۔ لہٰذا جس طرح دوسری سجدہ والی عبادات کیلئے طہارت اور وضوء ضروری ہے ویسے ہی سجدۂ تلاوت کیلئے بھی طہارت و وضوء ضروری ہے۔ اور حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت حماد بن سلیمان تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سعید بن جُبَیر تابعی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے کہ ''اگر کوئی جنبی آدمی آیت سجدہ سُن لے تو غسل کرنے کے بعد سجدہ کرے'' (۴)۔

۔ چونکہ سجدۂ تلاوت واجب ہے اِس لئے اِس کا ادا نہ کرنا گناہ ہے لہٰذا چاہیئے کہ جونہی آیت سجدہ پڑھیں فوراً سجدہ تلاوت کریں۔ لیکن یاد رہے کہ اس کا وجوب علی الفور نہیں ہے اس میں وسعت ہے فوراً بعد بھی کر سکتے ہیں اور بعد میں بھی۔ کہ حضرت امام ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''تو سجدہ کی قضاء کر اگر تو نے سننے کے بعد سجدۂ تلاوت نہ کیا ہو'' (۵)۔ اسلئے اگر وضوء نہ ہو یا اوقاتِ ممنوعہ ہوں یا کوئی اَور وجہ ہو تو بعد میں کسی بھی وقت حتی کہ عمر بھر میں جب چاہیں ادا کر سکتے ہیں (۶)۔ اور جس نے عمر بھر میں ادا نہ کیا وہ گنہگار ہوگا۔ اسلئے پیارے بھائی! زندگی کا کیا اعتبار اگر موت نے مہلت نہ دی تو واجب کی عدمِ ادائیگی کا بوجھ سَر پر رہے گا۔ لہٰذا بلاوجہ تاخیر ہرگز نہ کریں۔

۔ ریڈیو، گراموفون، موبائل یا ٹی وی وغیرہ پر آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت کے بارے علمائے کرام میں کچھ اختلاف تاہم سجدہ کر لینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

۔ اگر قاری کے پاس ایسے لوگ ہوں کہ جن کے بارے گمان ہو کہ سجدہ کی آیت سنیں گے اور تلاوت کرنا اُن پر شاق ہوگا تو چاہیے کہ آہستہ تلاوت کرے (۷)۔

۔ باقی آیات پڑھ لینا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ ہے، لیکن صرف آیت سجدہ پڑھ لینا اور باقی

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۶، درایہ، قدوری (۲) قال سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۰۱۳، عبدالرزاق ج۳ ص۳۳۰، ۳۴۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۵، ۶، ۱۳، بیہقی ج۲ ص۳۲۴ (۳) قال ابن عمر رضی اللہ عنہما و امام زہری علیہ الرحمۃ بخاری ج۱ ح۱۰۱۲، فتح الباری، بیہقی ج۲ ص۳۲۵، قدوری (۴) عینی شرح بخاری، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۱۳، قدوری (۵) مصنف عبدالرزاق ج۳ ۲۵۰ (۶) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۲۱۷ (۷) عالمگیری ج۱ ص۲۱۷۔

آیات چھوڑ دینے میں حرج نہیں ہے مگر مستحب ہے کہ اسکے ساتھ چند آیات اور پڑھ لیں (۱)۔

- نماز سے باہر آپ نے آیتِ سجدہ ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کئی مجلسوں میں پڑھی تو ہر مجلس کیلئے الگ الگ سجدۂ تلاوت کرنا ہوگا (۲)۔ کہ (حدیث) حضرت خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ اور امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ سے اُس شخص کے بارے پوچھا گیا جو (ایک ہی مجلس میں) آیت سجدہ پڑھتا ہے اور پھر اس آیت کو دہراتا ہے تو ان دونوں نے فرمایا ''اُس کیلئے پہلا یعنی ایک سجدہ ہی کافی ہے'' (۳) ایسے ہی (حدیث) ''حضرت ابوعبدالرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے پھر اسی مجلس میں اس آیت کو بار بار دہراتے تھے لیکن دوبارہ سجدہ نہیں کرتے تھے'' (۴)

- ایک رکعت میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدۂ تلاوت کرلیا پھر اسی رکعت میں یا دوسری میں پھر وہی آیت پڑھی تو اب سجدۂ تلاوت واجب نہیں (۵)۔

- قرآن کریم لکھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا (۶)۔

نماز میں سجدۂ تلاوت:

- نماز میں امام نے آیت سجدۂ تلاوت کی یا مقتدی نے سُنی تو اس کا سجدہ نماز میں ہی ادا کرنا واجب ہے، بیرونِ نماز نہیں ہوسکتا (۷)۔

- امام پر سجدۂ تلاوت واجب ہو تو مقتدیوں پر بھی واجب ہو جاتا ہے خواہ وہ سنیں یا نہ سنیں، خواہ نماز جہری ہو یا سِرّی (۸)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ ہمارے سامنے قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے اور سجدہ کی آیات پر پہنچتے تو سجدہ فرماتے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا کرتے'' (۹)

- اگر امام صاحب سجدۂ تلاوت نہ کریں تو مقتدی بھی نہ کریں (۱۰)۔

- مسبوق مقتدی اُس وقت جماعت سے مِلا جب امام آیت سجدۂ تلاوت کر چکے تھے اور مقتدی نے امام سے آیت سجدہ نہ سنی پھر بھی امام کے ساتھ اُس کی اقتداء کی وجہ سے سجدہ کرے بشرطیکہ امام کو سجدہ میں پائے۔ اور اگر امام نے پہلے ہی سجدۂ تلاوت کرلیا تھا اور مسبوق مقتدی نے نہ نماز

(۱) جامع صغیر ص ۱۶، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۷، کبیری ص ۵۰۷، مالا بدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۷ (۲) مسند امام زید ص ۱۴۳ اور مختار، شامی، جامع صغیر ص ۱۶، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۷، کبیری ص ۵۰۳، عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۵، نور الایضاح، مالا بدمنہ (۳) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳ (۴) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۶ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲ (۷) جامع صغیر ص ۱۶، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۶، کبیری ۵۰۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۱۴ (۸) جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، در مختار، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳ (۹) عن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۱۴ ابوداؤد، بلوغ المرام ح ۳۰۷ ص ۱۲۵ (۱۰) غنیۃ، بہار شریعت۔

میں اور نہ نماز سے باہر آیت سجدۂ تلاوت سُنی تو اب مسبوق پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں (۱)۔

۔امام نے سجدۂ تلاوت کرنا تھا مگر بھول کر سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی رکعت کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا کہ امام کو یاد آ گیا اور وہ سجدۂ تلاوت کرنے لگا تو مسبوق نے اگر اپنی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرے اور اس کے ساتھ کا سجدۂ سہو کرے پھر اپنی رکعت شروع کرے اور اگر مسبوق نہ لوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر لوٹا تو تھا مگر اپنی رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد تو تب بھی اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا ہی نہیں تو مسبوق کی نماز ہر حال میں درست ہوئی (۲) آپ نے امام سے آیت سجدۂ تلاوت نماز سے باہر سُنی جبکہ آپکے جماعت میں ملنے سے پہلے سجدۂ تلاوت بھی کر لیا گیا تھا تو اب آپ پر نماز کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا واجب ہے (۳)

۔اگر امام یا مقتدی یا تنہا نمازی نماز سے باہر غیر نمازی سے آیت سجدۂ تلاوت سُن لیں تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے نماز میں نہیں (۴)۔ اگر دورانِ نماز سجدۂ تلاوت کر لیں تو ادا نہ ہوگا پھر بھی بعد میں کرنا پڑے گا تاہم نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا (۵)۔ اور اگر غیر نمازی کے سجدۂ تلاوت کرنے کے ساتھ اس کی متابعت کرتے ہوئے سجدۂ تلاوت کیا تو نماز فاسد ہوئی (۶)۔

۔آپ نے نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کی مگر سجدہ کرنا یاد نہ رہا اور رکوع، سجدہ یا قعدہ میں سجدہ کرنا یاد آیا تو اُسی وقت سجدۂ تلاوت کریں اور سجدہ کے بعد نماز کے اُسی رکن میں واپس آ جائیں جہاں سے سجدہ میں گئے تھے اور نماز جاری رکھیں آخر میں سجدۂ سہو کریں (۷)۔

۔اگر سجدہ کرنا بھول جائیں تو جب تک کوئی ایسا کام نہ کیا جو نماز کے منافی ہو تو سجدہ کر لیں بیشک سلام پھیر چکے ہوں اس صورت میں آخر میں سجدۂ سہو بھی کریں (۸)۔

۔عیدین، جمعہ (رش کی وجہ سے) اور ظہر و عصر کی نمازوں میں (قرأت آہستہ ہونے کی وجہ سے سنی نہیں جاتی اسلئے) امام کو چاہیئے کہ آیت سجدۂ تلاوت نہ کرے تاکہ مقتدیوں کو پریشانی نہ ہو (۹)۔

۔جو آیتِ سجدہ نماز سے پہلے تلاوت کی وہی نماز میں پڑھی تو اگر پہلے سجدہ نہ کیا تھا اور نماز میں کر لیا تو یہی کافی ہے بشرطیکہ مجلس نہ بدلے اور اگر پہلے بھی کر لیا اور نماز میں بھی کر لیا تو بھی درست

(۱) عالمگیری ج۱ ص۱۴۴، ۲۱۳، درمختار، شامی (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۴۴، فتح القدیر (۳) عالمگیری، نور الایضاح (۴) مالا بدمنہ، جامع صغیر ص۱۶، ہدایہ ج۱ ص۱۱۱، کبیری ص۵۰۰، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۲۱۳ (۵) عالمگیری ج۱ ص۲۱۳، جامع صغیر، ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، نور الایضاح، مالا بدمنہ، غنیۃ (۶) عالمگیری ج۱ ص۲۱۴ (۷) عالمگیری ج۱ ص۲۰۳، ۲۱۴ (۸) فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۱۴ (۹) کتب فقہ۔

ہے۔اور اگر نماز میں بھی نہ کیا تو اب دونوں سجدے ساقط ہو گئے مگر سخت گنہگار ہوا توبہ کرے(۱)۔ البتہ نوادر کی روایت کے مطابق اس صورت میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد پہلا سجدۂ تلاوت ادا کریں یعنی جو آیت آپ نے نماز سے باہر پڑھی تھی کیونکہ آپ سابق کے حکم میں ہیں اور نماز لاحق کے حکم میں ہے تو سابق لاحق کے تابع نہیں ہو سکتا نیز یہ کہ نماز میں مشغولیت کے سبب سے آپ کی مجلس بھی بدل چکی ہے(۲)۔

۞ عورت نے آیت سجدہ نماز میں پڑھی اور سجدۂ تلاوت سے پہلے حیض آ گیا تو اس پر سجدۂ تلاوت نہیں (۳)

سجدۂ شکر:

سجدۂ شکر کے بارے (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کو جب کوئی خوشی والی بات پیش آتی تھی تو آپ ﷺ اللہ کریم ﷻ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کرتے'' (۴)۔ 17 رمضان 2ھ بمطابق 13 مارچ 624ء بروز جمعۃ المبارک غزوۂ بدر میں (۵) (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کو جس دن ابو جہل لعین کے سَر کے کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی'' (۶) نیز ایک دوسری روایت ہے کہ جب حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو 11ھ آخر میں جنگ یمامہ میں نبوّت کے جھوٹے دعویدار **مسیلمہ کذّاب ج8** کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا (۷)۔ اس کے علاوہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو جب اُن کی توبہ قبول ہونے کی خبر ملی تو اُنہوں نے سجدۂ شکر ادا کیا'' (۸)۔

☆۔ سجدۂ شکر ادا کرنے کا طریقہ بالکل سجدۂ تلاوت جیسا ہی ہے (۹)۔

امام کا بسم اللہ آہستہ پڑھنا:

باجماعت نماز میں امام قرأت الحمد شریف سے شروع کریں۔ اور یہ سنّت ہے کہ امام الحمد شریف کے شروع میں بسم اللہ آہستہ پڑھیں کیونکہ:۔

۞ ۔(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ قرأت الحمد سے شروع فرماتے تھے'' (۱۰)۔

(۱) بحر الرائق بنور الایضاح، مالابدمنہ، شامی، درمختار (۲) حاشیہ طحطاویہ ص ۱۰۱ ج ۲ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲ (۴) عن ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۰۰۱، ترمذی ج ۱ ح ۱۶۳۰، ابن ماجہ ح ۱۴۵۳، حاکم ج ۱ ص ۲۷۶، دارقطنی ج ۱ ص ۴۱۰، احمد، نسائی، بلوغ المرام ح ۳۷۱ ص ۱۲۵، مشکوۃ ح ۱۴۰۷، مرآۃ ج ۲ ص ۳۷۳ (۵) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۶۲، ۳۶۵، رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۱۰۰ ج ۲ ص ۳۶۶، مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۱۶، سیرت، سیّد لولاک ﷺ ص ۴۱۰، ۴۴۱ (۶) ابن ماجہ ح ۱۴۵۰، دارمی ح ۱۴۹۹ (۷) مسلم ج ۲ ص ۳۶۲ (۸) مسلم ج ۲ ص ۳۶۲، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۷، شامی (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۴ (۱۰) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱، مسلم ج ۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۷۴، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ح ۸۵۸، ۸۶۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۳۶، ۱۳۸۲، بیہقی، طحاوی، فتاوی عزیزی، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۹۔

۞ ۔(حدیث) ''آقا کریم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے قرأت شروع کرتے تھے''(۱)۔

۞ ۔(حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَیں نے آقا کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ان حضرات میں سے کسی سے بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھتے نہیں سنا''(۲)

۞ ۔(حدیث) ''بیشک پیارے آقا کریم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کی قرأت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے شروع فرماتے تھے''(۳)۔

۞ ۔(حدیث) ''بیشک پیارے آقا کریم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بِسْمِ اللّٰہِ آہستہ پڑھا کرتے تھے''(۴)۔

۞ ۔(حدیث) ''جان سے پیارے آقا کریم ورحیم ﷺ جب دوسری رکعت کیلئے اٹھتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے قرأت شروع کرتے تھے''(۵)۔

۞ ۔(حدیث) ''سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے بِسْمِ اللّٰہِ پکار کر پڑھنے کو گنواروں کا فعل فرمایا''(۶)۔

۞ ۔(حدیث) ''حضرت سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی پس اُس نے بِسْمِ اللّٰہِ بلند آواز سے پڑھی یہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اُس امام سے فرمایا ''اے اللہ کریم عزوجل کے بندے اپنا یہ نغمہ (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ بلند پڑھنا) بند کر کیونکہ میں نے پیارے آقا کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی مَیں نے اُن کو بِسْمِ اللّٰہِ بلند آواز سے پڑھتے نہیں سنا''(۷)۔

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱، مسلم ج۱ ح۷۹۶، ترمذی ج۱ ح۲۴۴، ابوداود ج۱ ح۷۷۳، ابن ماجہ ح۸۱۲، احمد ج۱ ح۱۳۷۹ سنن نسائی ج۱ ص۱۴۴، دارمی ح۱۲۷۲، ابن حبان ح۱۷۹۹، ابن خزیمہ ح۴۹۲، بیہقی ح۲۳۴۴، طبرانی، دارقطنی، طحاوی ج۱ ص۱۳۹، عینی ج۳ ص۹۸، مسند امام اعظم ح۱۰۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۷۸ (۲) بخاری، مسلم ج۱ ح۷۹۴، ۷۹۶، ابوداود، ترمذی ج۱ ح۲۳۲، نسائی ح۸۹۶، ۸۹۷، بیہقی ج۱، ابن ماجہ ح۸۱۲، ابن حبان ج۵ ح۱۷۹۹، مؤطا امام مالک ح۱۷۹، احمد ج۱ ح۱۳۷۷ تا ۱۳۸۰، ابن ابی شیبہ ج۱ ح۴۱۴۴، دارقطنی ج۱ ص۳۱۴، ابن خزیمہ ج۱ ح۴۹۵، معانی آلآثار ج۱ ح۱۱۶۶، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۷۸، ۳۷۹، مشکوٰۃ ح۷۶۷، بلوغ المرام ح۲۹۸ ص۱۰۷، مغنی ابن قدامہ ج۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۷ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۷۴۰، ابن ماجہ ح۸۵۹، نسائی ح۸۹۲، ۸۹۳، سنن ماثورہ امام شافعی ج۱ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ معجم کبیر، ابونعیم، ابن خزیمہ، طحاوی، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۷۹، بالفاظ متقاربہ نسائی ح۸۹۸ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۲۵۷، مشکوٰۃ ح۷۶۲، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۳ (۶) عن عکرمہ تابعی علیہ الرحمۃ، طحاوی آثار السنن ص۷۴ (۷) عن یزید بن عبداللہ بن مغفل تابعی علیہ الرحمۃ، مسند امام اعظم ح۱۰۱، بالفاظ متقاربہ احمد ج۱ ح۱۳۸۱۔

۔(حدیث)"سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں بِسۡمِ اللّٰه، اَعُوۡذُ بِاللّٰه، رَبَّنَالَكَ الۡحَمۡدُ کو پوشیدہ رکھتے"(۱)

۔(حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں "4 چیزوں میں امام کو اخفاء کرنا چاہیئے تعوذ، تسمیہ، آمین اور ثناء"(۲)۔

۔(حدیث)"حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا چار چیزیں امام پوشیدہ رکھے ثنا، تعوذ، تسمیہ، آمین، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الۡحَمۡدُ (۳)۔

۔سیّدنا مغفل رضی اللہ عنہ اور سیّدنا امام نخعی تابعی علیہ الرحمۃ کے مطابق بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا بدعت ہے(۴)

۔(حدیث)"سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تعوذ، تسمیہ اور آمین بلند آواز سے نہ کہتے تھے"(۵)

۔علاّمہ زیلعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ"حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے 800 شاگرد تھے جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام بھی تھے، اُن میں سے کسی نے بلند آواز سے تسمیہ پڑھنے کو نقل نہیں کیا سوائے حضرت سیّدنا نعیم بن مجمر رضی اللہ عنہ کے"(۶)۔

۔اس کے علاوہ بخاری، نسائی، امام احمد، ابن حبان، طحاوی، طبرانی، ابوداؤد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ، نصب الرایہ، عینی شرح ہدایہ اور قدوری میں ایسی ہی روایات درج ہیں۔لہٰذا اسی پر فتویٰ ہے کہ"اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه سے پہلے بِسۡمِ اللّٰه پڑھنا سنّت ہے مگر بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستہ"(۷)۔

امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت:

نماز کے قیام میں قرأت کرنا فرض ہے جبکہ نمازی تنہاء ہو یا خود امام ہو اور جب جماعت سے نماز پڑھیں تو قیام میں امام سورۃ الفاتحہ اور کسی سورت کی تلاوت کریں، امام قرأت آہستہ کریں یا بلند آواز سے تمام مقتدی ہر دو صورتوں میں صرف ثناء پڑھ کر خاموش کھڑے رہیں نہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه پڑھیں اور نہ ہی سورت (۸)۔ کیونکہ (القرآن)"وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا، اور جب (نماز میں) قرآن کریم پڑھا جائے تو اُسے پوری توجہ سے سنو اور خاموش رہو"(۹) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے اُستاد تھے کا یہ سنہری ارشادِ گرامی ہے کہ"اَجۡمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَنَّ هٰذِهِ الۡاٰيَةَ فِی الصَّلٰوةِ، اس امر پر سب اتفاق ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے بارے ہے"(۱۰)

(۱) عینی شرح ہدایہ ج۱ص۴۱۹، نصب الرایہ ج۱ص۱۶۹ (۲) مدارج النبوۃ (۳) عبدالرزاق، آثار السنن ص۹۹، عمدۃ القاری (۴) ترمذی ج۲ص۲۳۲، مغنی ابن قدامہ ج۱ص۴۸۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص۴۲۸ (۵) عن سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، عمدۃ القاری، مدارج النبوۃ، جاء الحق جمع الجوامع ۵ (۶) نماز پیمبر (۷) عالمگیری، درمختار (۸) ہدایہ ج۱ص۶۷، شرح نقایہ ج۱ص۸۳ (۹) سورۃ الاعراف ۲۰۴ (۱۰) مغنی ابن قدامہ ص۶۰۵، زیلعی ج۲، فتاویٰ ابن تیمیہ ج۲، شرح قدوری ص۵۳۔

عدمِ قرأت خلف الامام تفاسیر کی روشنی میں:

قارئین کی علمی تشفی کیلئے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے حق میں چند تفاسیر کی عبارتیں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:۔

۔ پیارے آقا کریم ﷺ کی امت میں سب سے پہلے مفسّر القرآن حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ''(وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ) فی الصّلوٰۃ المکتوبۃ (فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ) الی قراء تہٗ (وَاَنْصِتُوْا) لقرأتہٗ یعنی (جب قرآن پڑھا جائے) فرض نماز میں (تو اُسے پوری توجہ سے سنو) اُس کی قرأت کے وقت (اور خاموش رہو) اُس کی قرأت کے وقت ''(۱)۔

۔ علامہ امام عمادالدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ''قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس فی الآیۃقولہ (وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا) یعنی فی الصلوٰۃ المفروضۃ، ترجمہ: حضرت سیّدنا علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی کہ یہ آیت فرض نماز کے بارے ہے'' (۲)۔

۔ ''جس طرح اِس آیت کی تفسیر حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اُسی طرح ہی حضرت سیّدنا عبداللہ بن مغفّل مُزنّی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے'' (۳)۔

۔ ''ایک بار حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کیساتھ (پیچھے) قرأت کررہے تھے، تو اُنہوں نے نماز سے فارغ ہو کر ایسے لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے (حدیث) فرمایا ''اَمَا آنَ لَكُمْ اَنْ تَفْهَمُوْا اَمَا آنَ لَكُمْ اَنْ تَعْقِلُوْا، کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سمجھ سے کام لو؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم عقل سے کام لو؟'' (۴) پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا ''كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ (لہٰذا خاموش رہو) جسطرح کہ اللہ کریم جل جلالہ نے تمہیں (اس آیت میں) حکم دیا ہے'' (۵)

۔ تفسیر معالم التنزیل ص ۳۷۰ میں علامہ بغوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأت کے بارے نازل ہوئی'' نیز فرمایا ''یہ قول اولیٰ ہے'' (۶)۔

۔ حضرت سیّدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا سعید بن جُبیر تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا ضحّاک بن فیروز دیلمی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت

(۱) تفسیر سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۶ (۲) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۱ (۳) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۱ (۴) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۰ (۵) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۰ تفسیر خزائن القرآن، ابن جریر، بیہقی، ابن ابی حاتم (۶) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۶۔

سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ و حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم علیہ الرحمۃ اور دیگر جلیل القدر آئمہ و محدّثین نے فرمایا کہ "یہ آیت نماز میں قرأت سننے کے متعلق ہے" (۱)۔

۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ (نماز میں) قرأت فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک انصاری نوجوان کو قرأت کرتے سنا، تو اللہ کریم عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی" (۲)۔

۔(حدیث) "آقا کریم ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (باجماعت) نماز پڑھاتے اور قرأت کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی پھر اصحاب رضی اللہ عنہم نے تو خاموشی اختیار کر لی مگر پیارے آقا کریم ﷺ (امام) قرأت فرماتے تھے" (۳)۔ ایسے ہی بیہقی و ابن ابی حاتم نے مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ سے لکھا (۴) صاحب تفسیر مدارک نے مزید لکھا کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "بنی اسرائیل کے امام جب قرأت کرتے تو سننے والے اُسکا جواب دیتے پس اللہ کریم عزوجل نے یہ بات اُمت محمدیہ کیلئے پسند نہ فرمائی اور یہ آیت نازل فرمائی" (۵)۔

۔نماز میں قرأت سے اس طرح منع کر دیا گیا جیسے نماز میں بات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ جب اجازت تھی تو (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے نماز میں سلام کا جواب دیا" (۶)۔ اور جب کلام کی ممانعت ہوگئی تو پھر ایک دن (حدیث) "میں (راوی) نے سلام کیا اور آپ ﷺ نے جواب نہ دیا، اور فراغت پر فرمایا "میں نے جواب نہیں دیا کہ میں نماز میں تھا" (۶) نیز آپ ﷺ نے ایک صحابی کو کام بھیجا، انہوں نے کو آپ ﷺ کو حالتِ نماز میں آ کر بتانا چاہا مگر آپ ﷺ نے اشارہ سے منع فرمادیا اور نماز سے فراغت پر فرمایا (حدیث) "پہلے میں نے تمہاری بات کا اسلئے جواب نہیں دیا کہ میں نماز میں تھا" (۷) ☆۔ اسی طرح (حدیث) "ہم نماز میں باتیں کر لیا کرتے تھے (حسب ضرورت) حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ، اور اللہ کریم عزوجل کے حضور (نماز میں) قیام کرو ادب سے"۔ "تو اس پر ہمیں خاموش رہنے اور کلام نہ کرنے کا حکم دیا گیا" (۸)۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۸۰ (۲) عن زہری تابعی علیہ الرحمۃ و مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ، بیہقی، ابن جریر، تفسیر ابن کثیر ج۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۵، تفسیر مظہری ج۳ (۳) عن سیّدنا ابوالعالیہ رفیع بن مہران تابعی علیہ الرحمۃ، بیہقی، تفسیر ابن کثیر، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۶ (۴) تفسیر مدارک ج۱ ص۵۷۲، امام الکلام ص۱۱۲، تفسیر رُوح المعانی (۵) تفسیر مدارک ج۱ ص۵۷۲ (۶) عن سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ، نسائی ح۱۱۷۴ (۶) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۰۰۹، نسائی ح۱۱۷۵، ۱۱۷۶ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۱۰۸ (۸) قال زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، سورۃ البقرۃ ۲۳۸، بخاری ج۱ ح۱۱۲۲، مسلم ج۱ ح۱۱۰۵، ترمذی ج۱ ح۳۸۸، ابوداود، نسائی ح۱۲۰۳، مسند امام احمد ج۱ ح۱۶۶۲، ابن حبان ح۲۲۴۵، ابن خزیمہ ح۸۵۶، بیہقی ح۳۱۵۹، معجم کبیر ح۵۰۶۲، بلوغ المرام ح۲۳۵ ص۹۴، کشف الغمہ ج۱ ص۲۰۸، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۵۔

جس کے ثبوت میں ہے کہ۔ ☆۔ (حدیث) ''ہم آقا کریم ﷺ کو سلام عرض کرتے تھے حالانکہ آقا کریم ﷺ نماز میں ہوتے تھے تو آپ ﷺ نماز کی حالت میں ہمیں جواب عطاء فرماتے پھر جب ہم (نجاشی کے پاس سے) حبشہ سے لوٹے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا جبکہ آپ ﷺ نماز میں تھے تو آپ ﷺ نے جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو فرمایا ''بیشک پیارا اللہ کریم ﷻ اپنے احکام میں جو چاہے نیا حکم دے اب نیا حکم بھیجا ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو'' (۱)۔ گویا ''پہلے نماز میں بولنے کی اجازت تھی مگر بعد میں کلام کرنے کی اجازت منسوخ ہوگئی'' (۲)۔ لہذا (حدیث) ''نماز میں لوگوں سے باتیں کرنا جائز نہیں'' (۳)۔ بالکل ''اسی طرح امام کے پیچھے قرأت سے بھی منع کردیا گیا'' (۴)۔ ایسے ہی۔ ☆۔ (حدیث) جب پیارے آقا کریم ﷺ نماز پڑھتے تو جواباً مقتدی بھی پڑھتے جب آپ ﷺ بسم اللہ پڑھتے تو مقتدی بھی اسی کی مثل پڑھتے حتیٰ کہ فاتحہ اور سورۃ (کی تلاوت) ختم ہوجاتی (اور مقتدی بھی ساتھ پڑھتے رہتے) پس ٹھہرے رہے اس پر جب کہ پیارے اللہ کریم ﷻ نے چاہا، پھر آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ .... الخ نازل ہوئی تو آپ ﷺ پڑھتے رہے اور مقتدی چپ ہوگئے'' (۵)۔ قرأت کرنے والی دیگر احادیث اس آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ سے پہلے کی ہیں جو اس آیت سے منسوخ ہیں۔

عدمِ قرأت خلف الامام احادیث کی روشنی میں:

۞۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں اس پر عمل ہوتا تھا جس کے ثبوت میں ہے کہ (حدیث) ''سرکار کریم ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ''میرے پیچھے کس نے پڑھا؟'' تو ایک شخص نے کہا ''مَیں نے یارسول اللہ ﷺ'' تو سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''بیشک مَیں نے خیال کیا کہ تم میں سے کوئی شخص میری قرأت میں خلل ڈال رہا ہے'' (۶)۔

(۱) قال سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۹۱۵، ۹۱۶، مشکوٰۃ ح۹۲۵، بالفاظ متقاربہ بخاری ج۱ ح۱۱۲۰، مسلم ج۱ ح۱۱۰۳، سنن نسائی، احمد ج۱ ح۱۶۶۳، ابن حبان ح۲۲۴۳، ابن خزیمہ ح۸۵۵، بیہقی ح۳۶۶۰، معجم کبیر ح۱۰۱۳۱، دارقطنی ح۱۱، مشکوٰۃ ح۹۱۶، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۴۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۳۳ (۲) مسلم ج۱ باب ۱۹۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۱۹ (۳) عن سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۱ ح۹۲۲ (۴) شامی (۵) عن سیدنا کعب قرظی رضی اللہ عنہ، سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، بیہقی امام الکلام (۶) عن سیدنا عمران رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۹۲۷، نسائی ح۹۰۷، ابوداؤد ج۱ ح۸۱۹، معانی الآثار ج۱، ابن حبان ح۱۸۴۶، بیہقی ح۲۷۳۳، معجم کبیر ح۵۱۹، ۳۰۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۹، بالفاظ متقاربہ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۷۶، سنن دارقطنی ص۱۲۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۹۔

۔(حدیث) ''بیشک آقا کریم ﷺ نے ایک نماز کہ جس میں قرأت بالجہر تھی پڑھائی ہمارا گمان ہے کہ وہ نماز فجر تھی نماز سے فارغ ہوکر رُخ مبارک پھیرا اور آپ ﷺ نے فرمایا ''هَلْ قَرَاءَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنكُمْ آنِفًا، تم میں سے کس ایک نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟'' ایک شخص نے عرض کیا ''نَعَمْ اَنَا یَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، ہاں مَیں نے یارسول اللہ ﷺ'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اِنِّی اَقُوْلُ مَالِیَ اُنَازِعُ الْقُرْآنُ، بیشک مَیں بھی (دل میں) کہتا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ مَیں قرآن کی قرأت سے منازعت (جھگڑا) کیا جاتا ہوں'' یا فرمایا ''مجھ سے قرآن چھینا جارہا ہے''۔ ''جب سرکار کریم ﷺ سے لوگوں نے یہ فرمان سنا تو انہوں نے آپ حضور ﷺ کے پیچھے بلند قرأت والی نمازوں میں قرأت بند کردی'' (۱)۔ گویا آپ ﷺ کے پیچھے کوئی بھی قرأت نہ کرتا تھا ایک نے کی تو اُسے بھی منع فرمادیا۔ نیز (حدیث) ''لوگ آقا کریم ﷺ کی اقتداء میں قرأت کرلیا کرتے تو آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم نے میرے لئے (قرأت کو) خلط ملط کردیا ہے آئندہ ایسا نہ کرنا'' (۲)۔

۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم کو امام کی قرأت کافی نہیں، امام اسلئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو'' (۳)۔

۔(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، نماز کے بعد اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ''تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو حالانکہ امام بھی پڑھتا ہے؟'' تین بار فرمایا، انہوں نے عرض کیا ''ہاں یارسول اللہ ﷺ ہم امام کے پیچھے پڑھتے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نہ پڑھا کرو'' (۴)

۔(حدیث) ''لوگ پیارے آقا کریم ﷺ کے پیچھے نماز میں قرأت کرتے تھے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''تم نے میری قرأت میں خلل ڈال دیا ہے'' (۵)۔

۔(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب امام پڑھے تو تم خاموشی سے سنو اور جب ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کہے تو تم آمِیْن کہو'' (۶)۔ گویا صرف امام قرأت کرے اور تمام مقتدی خاموش رہیں آخر میں مقتدی صرف آمین کہیں۔

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۲۹۶، ابوداؤد ج۱ ح۸۱۷، نسائی ح۹۰۹، ابن ماجہ ح۸۹۴، مؤطا امام مالک ح۱۹۴، مسند احمد ج۱ ح۱۳۹۴، بیہقی ج۲ ص۱۵۸، مسند امام اعظم ح۱۰۴، شرح معانی الآثار ج۱، مشکوٰۃ ح۷۹۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۴۰۰، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۶۱ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۸۵ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۷ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ طحاوی ص۱۲۸، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۷ (۵) عن ابی الاحوص تابعی علیہ الرحمۃ، طحاوی ص۱۱۸ طبرانی، بزار، جوہر النقی ص۱۵۵، آثار السنن ص۸۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۹ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۴۳، ابن ماجہ ح۸۹۲، بالفاظ متقاربہ دارقطنی ج۱ ص۳۴۳، غنیۃ الطالبین، قدوری۔

۔(حدیث) "اِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوا، جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو" (۱)۔

۔(حدیث) "امام اسلئے بنایا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو" (۲)۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَأَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَأَةٌ، جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا ہی اُس (مقتدی) کا پڑھنا ہے" (۳)۔ اور امام حلبی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے (۴)۔

۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور ایک آدمی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھتا تھا تو ایک اور صحابی ؓ نے اس کو قرأت کرنے سے منع کیا اس نے کہا کیا تو مجھے منع کرتا ہے رسول کریم ﷺ کے پیچھے پڑھنے سے، پس ان دونوں کا آپس میں تنازعہ ہوا یہاں تک کہ یہ واقعہ سرکار کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بیشک امام کی قرأت اُس کی قرأت ہے" (۵)۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "امام کے پیچھے قرأت نہیں جب وہ قوم کی امامت کرے تو اُس کی قرأت کافی ہے" (۶)۔ اسی لئے (حدیث) "جب امام کسی قوم کو نماز پڑھائے تو اُس کی قرأت ان کو (مقتدیوں کو) کفایت کرتی ہے" (۷)۔

۔(حدیث) "میں نے پیارے آقا کریم ﷺ سے اُس شخص کے بارے پوچھا جو امام کے پیچھے ہو کہ "کیا وہ کچھ بھی قرأت نہ کرے تو اُس کو کفایت کرتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" (۸)۔

۔(حدیث) "ایک شخص نے پیارے آقا کریم ﷺ سے سوال کیا "کیا میں امام کے پیچھے قرأت

---

(۱) عن انس ؓ مسلم ج۱ ص۱۷۴، ابن ماجہ ح۸۹۳ تفسیر خزائن العرفان، کتاب القرأت بیہقی ص۱۱۳، حاکم، مسند احمد ج۴ ص۴۱۵ (۲) عن ابوموسی اشعری ؓ مسلم ج۱ ح۳۳۴، احمد ج۱ ح۱۳۹۲، نسائی ج۱ ص۱۰۷، ۱۴۶، ابوداؤد ج۱ ح۶۰۰، ابن ابی شیبہ ج۲ ح۱۳۷۷، دارقطنی ج۱ ص۳۳۳، ۳۲۸، ۳۳۰، معانی الآثار ج۱ ح۱۲۵۷، کتاب القرأت بیہقی ص۱۰۷، ۱۳۰، محلی ابن حزم تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۸۴، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۹۹، مشکوٰۃ ح۹۷۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۶۲، نیل الاوطار ج۲ ص۲۲۲ و۲۳۴ (۳) عن جابر ؓ و متعدد صحابہ کرام ؓ ترمذی، ابن ماجہ ح۸۹۶، طبرانی، دارقطنی ج۱ ص۴۵۶، موطا امام محمد ح۱۱۷، ۱۱۸، کتاب الحج امام محمد ج۱ ص۱۱۹، کتاب الآثار ص۱۷۷، کتاب القرأت بیہقی ص۱۲۴، بیہقی ج۲ ص۱۵۹، حاکم، مسند امام اعظم ح۱۰۴، کشف الغمہ ج۱ ص۲۲۷ تفسیر خزائن القرآن، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۹۸، بالفاظ متقاربہ، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۷۷، طحاوی ج۱ ص۱۴۹، مسند امام احمد ج۳ ص۳۳۹، شرح مسلم عینی ج۳، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۹۷ (۴) بہار شریعت ج۱ ص۱۸۹ (۵) عن سیدنا جابر ؓ مسند امام احمد، مؤطا امام محمد ح۱۱۸، طحاوی، دارقطنی۔ (۶) عن سیدنا ابودرداء ؓ سنن نسائی ح۹۱۳ (۷) قال سیدنا ابودرداء ؓ، سنن نسائی ح۹۱۳، کشف الغمہ ج۱ ص۲۲۷ (۸) عن سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیہقی، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۹۹۔

کروں یا خاموش رہوں؟"تو آپ ﷺ نے فرمایا"بَل اَنصِتْ فَاِنَّهٗ یَکْفِیْكَ، بلکہ خاموش رہ پس وہ (امام) تیرے لئے کافی ہے"(۱)۔

۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا"تجھے امام کا پڑھنا کافی ہے وہ آہستہ پڑھے یا اُونچی"(۲)

۔(حدیث) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اُس نے غلطی کی"(۳)۔

۔(حدیث) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"جو امام کے پیچھے قرأت کرے وہ سنّت (فطرت) پر نہیں"(۴)

۔(حدیث) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا"تَکْفِیْكَ قِرَاْۃُ الْاِمَامِ، تجھے امام کی قرأت ہی کافی ہے"(۵) اسی لئے امام ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا"مَیں امام کے پیچھے قرأت کو سنّت نہیں سمجھتا"(۶)

۔(حدیث)"اِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَاصَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَاء، جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اُسے کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو قرأت کرے"اور پھر"وَکَانَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لَایَقْرَاءُ خَلْفَ الْاِمَامِ، اور خود حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے"(۷)۔

۔(حدیث)"پیارے آقا کریم ﷺ، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے"(۸)۔

۔(حدیث)"حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کو پاتے تو کوئی قرأت نہیں کرتے تھے اور جب باقی ماندہ نماز پڑھتے تو قرأت کرتے تھے"(۹) اس لئے (حدیث)"حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے"(۱۰)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابوحمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا"کیا مَیں امام کے پیچھے قرأت کروں؟"تو آپ نے فرمایا"نہیں"(۱۱)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے حضرت سیّدنا عبیداللہ بن مقسم رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ"ہم

(۱) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، دارقطنی، فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۹۹ (۲) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، دارقطنی ص ۱۲۶، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۰ (۳) مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، دارقطنی، شرح موطا امام محمد، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۱ (۴) عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ عینی، طحاوی ص ۱۲۹، دارقطنی، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۱ (۵) ابن ابی شیبہ ج ۱ص ۴۱۲ (۶) ابن ابی شیبہ، آثار السنن ص ۹۰، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۳ (۷) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ موطا امام مالک ح ۱۹۳، موطا امام محمد ح ۱۱۲، معانی الآثار ج ۱ح ۱۲۸۳، کشف الغمہ ج ۱ص ۲۲۷، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۱ (۸) عن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ، بیہقی، مصنف عبدالرزاق ج ۲ص ۱۳۹، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۰ (۹) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۳۲۴ (۱۰) مصنف عبدالرزاق ج ۲ص ۱۳۸، ۱۴۰ (۱۱) معانی الآثار ج ۱ص ۲۸۴، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۰۲۔

امام کے پیچھے نمازِ ظہر وعصر میں کوئی قرأت کرلیا کریں؟" "تو اُنہوں نے فرمایا" نہ پڑھیں" (۱)۔

۔(حدیث) "لَا یُقرَأُ خَلفَ الاِمَامِ، کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے" (۲)۔

۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" نمازوں میں امام کے پیچھے کچھ قرأت نہ کرو" (۳)

۔(حدیث) حضرت سیّدنا عبیداللہ بن مقسم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ وحضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے قرأت خلف الامام کے متعلق پوچھا تو تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا "لَایُقرَاءُ خَلفَ الاِمَامِ فِی شَیءٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ ،امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں کوئی قرأت نہیں" (۴)

۔(حدیث) "سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے" (۵)

۔(حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ،اور حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا" جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اُس کی نماز نہیں" (۶)۔

۔(حدیث) "امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے چاہے امام جہر کرے یا آہستہ پڑھے یعنی نہ سرّی نمازوں میں نہ جہری میں" (۷)۔

۔(حدیث) "امام کے ساتھ کسی قسم کی کوئی قرأت نہیں ہے" (۸)۔

۔(حدیث) "ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے مگر اس میں نہیں جو امام کے پیچھے پڑھی جائے" (۹)۔

۔(حدیث) "جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اُس کا مُنہ آگ سے بھر جاوے" (۱۰)۔

۔(حدیث) "قرأت کیلئے خاموش رہو، بیشک نماز میں مشغولیت ہوتی ہے اور قرأت کیلئے تجھے امام ہی کافی ہے" (۱۱)۔

۔(حدیث) "کاش جو امام کے پیچھے قرأت کرے اُس کا مُنہ مٹی سے بھر جائے یا بھرا جائے" (۱۲)

(۱) عبدالرزاق ج۱ص۱۴۱ (۲) قال سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ ،ابن ابی شیبہ ج۱ص ۳۷۶ (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ طحاوی ،فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۹ (۴) طحاوی ج۱ص۱۵۱،عبدالرزاق ج۲ص۱۴۰،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۱ (۵) عن ابن زکوان تابعی علیہ الرحمۃ عبدالرزاق ،جوہر النقی ص۱۵۵،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۲ (۶) ابن ابی شیبہ ،مصنف عبدالرزاق ج۲ص۱۳۹،موطا امام محمد ح۱۲۷،جاء الحق ،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۳ (۷) قال سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ،ابن ابی شیبہ ج۱ص۴۱۳ (۸) قال سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ،مسلم ج۱ص۲۱۵،ابن ابی شیبہ ج۱ص۳۷۶،کتاب القرأت بیہقی ،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۳ (۹) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیہقی ،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۰ (۱۰) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ،ابن حبان (۱۱) قال سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مؤطا امام محمد ح۱۲۱،عینی ص۶۷ ،معانی الآثار ج۱ص۲۸۴،طبرانی ،بیہقی ،عبدالرزاق ج۲ص۱۳۸،ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۷۶ ،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۲،مجمع الزوائد ج۲ص۱۱۰،طحاوی ج۱ص۱۵۰ (۱۲) قال سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وسیّدنا علقمہ تابعی علیہ الرحمۃ ،عبدالرزاق ج۲ص۱۳۹،عمدۃ القاری ،طحاوی ص۱۲۹،شرح مؤطا امام محمد ،فیوض الباری حصہ ۳ص۴۰۲۔

۔(حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے تھے نہ جہری نمازوں میں نہ سری نمازوں میں نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ دوسری دو رکعتوں میں اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعتوں میں الحمد و سورت پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے'' (۱)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا علقمہ بن قیس تابعی علیہ الرحمۃ اور سیّدنا اسود تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''انگارہ چبانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کروں'' (۲)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جس نے سب سے پہلے امام کے پیچھے پڑھا وہ مہتم یعنی بدعتی تھا'' (۳)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا اسعد بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جو امام کے پیچھے قرأت کرے اُس کے مُنہ میں مٹی بھر جاوے'' (۴)۔

۔(حدیث) میں نے حضرت سعید بن جبیر تابعی علیہ الرحمۃ سے قرأت خلف الامام کے بارے پوچھا تو فرمایا ''امام کے پیچھے کوئی قرأت نہیں'' (۵)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''امام کے پیچھے خاموش رہ'' (۶)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا مالک بن عمارہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کتنے ساتھیوں سے پوچھا سب کہتے تھے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھا جائے ان میں حضرت سیّدنا عمرو بن میمون تابعی علیہ الرحمۃ بھی ہیں'' (۷)۔

یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ امام کے پیچھے قرأت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور سورت پڑھنا مراد ہے لہٰذا مقتدی باجماعت نماز میں امام کی اقتداء میں نہ الحمد شریف اور نہ ہی کوئی سورت پڑھے۔ وہ احادیث جو الحمد پڑھنے کے بارے ہیں وہ تنہا نمازی کیلئے ہیں:۔

۔(حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ صَلّٰی رَكْعَةً فَلَمْ يَقْرَاء بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ، جس نے نماز کی کسی رکعت میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی اُسکی نماز نہیں سوائے اس کے کہ جب وہ امام کے پیچھے ہو'' حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''یہ حدیث حسن صحیح ہے'' (۸)

(۱) عن سیّدنا علقمہ بن قیس تابعی علیہ الرحمۃ، موطا امام محمد ح ۱۲۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۰۲ (۲) مؤطا امام محمد ح ۱۲۲، ابن ابی شیبہ، آثار السنن ص ۹۰، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۰۳ (۳) مؤطا امام محمد ح ۱۲۳ (۴) مصنف ابن ابی شیبہ، طحاوی، ابوداؤد، سنن نسائی، آثار السنن، شرح مؤطا امام محمد (۵) عن سیّدنا ابوبشر علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ، آثار السنن ص ۹۰ (۶) ابن ابی شیبہ، آثار السنن ص ۹۰ (۷) ابن ابی شیبہ، آثار السنن ص ۹۰ (۸) عن جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۹۷، بیہقی کتاب القرأت ص ۱۳۶، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۹، دارقطنی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۸، مؤطا امام مالک ح ۱۸۸، مؤطا امام محمد ح ۱۱۳، عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۲۶، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۶۷، بیہقی ج ۲ ص ۱۶۰، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۸۲۔

اور حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا "آقا کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ "اُس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ نہیں پڑھی"، کا تعلق منفرد نمازی سے ہے یعنی جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو اُس کو سورۃ الفاتحہ پڑھنی ضروری ہے، جب مقتدی ہو تب نہیں۔ اور امام صاحب نے مذکورہ بالا حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے استدلال کیا اور فرمایا کہ "دیکھو حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں اُنہوں نے حدیث کا یہ مطلب متعین کیا کہ یہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے کیلئے ہے" (۱)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سورۃ الفاتحہ پڑھنا مقتدی کے ذمہ ہرگز نہیں" (۲) نیز (حدیث) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہ پڑھی مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو" (۳)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب کوئی تم میں سے امام کے پیچھے نماز پڑھے اس کیلئے امام کی قرأت کافی ہے اور جب اکیلے پڑھے تو فاتحہ پڑھ لے" اور "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے" (۴)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کاش اُس کے مُنہ میں پتھر بھروں جو امام کے پیچھے قرأت کرے" (۵)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو امام کے پیچھے الحمد پڑھے اُس کے مُنہ میں پتھر بھروں" (٦)۔ نیز (حدیث) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اُس کے مُنہ میں انگارے جو امام کے پیچھے قرأت کرے" (۷)۔

یوں امام کے پیچھے قرأت کرنا منع ہے جس کے حق میں بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، احمد، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، بیہقی، مؤطا امام محمد، مسند امام اعظم، مؤطا امام مالک، طبرانی، طحاوی دارقطنی، ابویعلیٰ، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر جلالین، تفسیر خازن، آثار السنن، مراقی الفلاح، جوہر التقی، کبیری، ہدایہ، شامی، غایۃ الاوطار، کفایہ، عینی، عنایہ، رضویہ، فتح القدیر، قدوری، فیوض الباری، جاء الحق میں روایات وفتاوٰی درج ہیں۔ یہی مذہب اور عقیدہ سیّدنا صدیق

(۱) ترمذی ج۱ ح۲۹٦، ابوداؤد ج۱ ص۱۳۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۹۴ (۲) ترمذی ج۱ ص۴۲ (۳) مؤطا امام محمد ح۱۱۳ (۴) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ص۱۳٦ ح۱۹۳، مؤطا امام محمد ح۱۱۲ (۵) عن محمد بن عجلان تابعی علیہ الرحمۃ، عبدالرزاق ج۲ ح۲۸۰۵، موطا امام محمد ح۱۲۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص۴۰۱، عمدۃ القاری، رضویہ، قدوری، عینی شرح بخاری ص٦۷، جاء الحق، کشف الغمہ ج۱ ص۲۲۷ (٦) رضویہ، قدوری، عمدۃ القاری (۷) مؤطا امام محمد ح۱۲۴، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، عینی ص٦۷، عمدۃ القاری ص٦۷، فیوض الباری حصہ ۳ ص۴۰۲، جاء الحق مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۰۔

اکبر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوحمزہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا عُبادہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوثور رضی اللہ عنہ، سیّدنا ضحّاک رضی اللہ عنہ، سیّدنا سالم بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ سیّدنا عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا عبداللہ بن مُغفّل تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا عطاء بن یسار تابعی علیہ الرحمۃ سیّدنا عطاء بن ابی رباح تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا عُروہ بن زُبیر تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا سعید بن جُبیر تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا لیث بن سعد تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا سعید بن مُسیب تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا سفیان بن عیینہ تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا حسن صالح بن حسن تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام زہری تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، سیدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، سیدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام شعُبی تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام احمد علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام سرخسی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام اسحاق علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام اوزاعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام نافع علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا امام طحاوی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام عینی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام قدوری علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام ابوبکر حصاص علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا ہے۔

سیّدنا امام شعُبی تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”میں غزوۂ بدر کے 70 جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملا ہوں وہ امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے“۔ تفسیر جامع البیان میں ہے کہ ”ان گنت سلف صالحین کا یہی قول ہے“۔ اور ”علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے مختلف روایات سے 80 جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرأت خلف الامام منع لکھی، جن میں سے (حدیث) ”یہ 10 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرأت خلف الامام سے سختی سے منع فرمایا کرتے تھے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ (۱)۔ لہٰذا صاحب ہدایہ اور حضرت علامہ عینی علیہ الرحمۃ اس کو بنیاد بناتے ہوئے کہ چونکہ ”80 سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے“ اِسلئے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر اجماعِ امت لکھا ہے (۲)۔

(۱) سیّدنا عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ تابعی علیہ الرحمۃ عمدۃ القاری ص ۶۷، عینی ج ۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۷ (۲) عینی ج ۳ ص ۶۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۹۷۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاجواب لاجواب:

قرأت خلف الامام ہر زمانے میں علماء کرام کیلئے موضوعِ بحث رہا۔ حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی اس موضوع پر مباحثے ہوتے رہے اور اس بارے آپ سے بھی بحث وتکرار بھی رہی۔ چونکہ آپ کا عقیدہ ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کیلئے کافی ہے اسلئے مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ لہذا ایک بار کچھ لوگ آپ کی خدمت میں اس نیت سے جمع ہو کر آئے کہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ پر آپ سے گفتگو کریں گے۔ حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خداداد ذہانت سے اس مباحثہ کا ایک کمال حل سوچا اور ان لوگوں سے ارشاد فرمایا ''اتنے آدمیوں سے میں تنہا کیونکر بحث کر سکتا ہوں (کہ ہر طرف سے سوالات ہوں گے تو سب کو یک دم جواب نہ دے سکوں گا اور یوں یہ بحث ہی نا تمام وناقص رہ جائے گی) البتہ ایک بہترین حل یہ ہے کہ آپ اس مجمع میں سے کسی ایک صاحبِ علم شخص کو منتخب کرلیں جو کہ سب کی طرف سے نمائندگی کرے اور سب کی طرف سے اس مباحثہ کا ذمہ دار ہو، اس کی گفتگو پورے مجمع کی گفتگو سمجھی جائے''۔ لوگوں نے آپ کی اس شرط کو بلا تامّل ہنسی خوشی قبول کرلیا اور اپنا ایک نمائندہ نامزد کرلیا۔ اس کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایک لاجواب ارشاد فرمایا ''جب تم نے یہ تسلیم کرلیا کہ تمہارے اس نمائندہ کی گفتگو پورے مجمع کی گفتگو ہے تو بحث تو خود بخود ختم ہوگئی، آپ نے جسطرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا ذمہ دار اور نمائندہ بنالیا ہے، اسی طرح نماز کا امام بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرأت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس اکیلے کی قرأت سب کیلئے کافی ہوتی ہے''۔ لوگ اس برجستہ لاجواب جواب کو سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور کوئی بھی اس جواب کا جواب نہ دے سکا یوں سب خاموش واپس لوٹ گئے (۱)۔

آہستہ آمین کہنے کی سنّت:

الحمد شریف کے بعد آمین امت محمدیہ کا خاصہ اور قبولیت کی مہر ہے جو کسی امت کو نہیں ملی (۲)۔ اسلئے نماز باجماعت میں جب امام الحمد کی تلاوت کے بعد آمین کہے تو امام اور مقتدی سب آمین کہیں مگر سنّت یہ ہے کہ امام اور مقتدی آمین آہستہ کہیں (۳)۔ جو کہ صحیح احادیث کی روشنی میں ثابت ہے۔ اس پر مزید کچھ لکھنے سے پہلے یہ ضرور عرض کردوں کہ آمین آہستہ کہنے کا ہرگز ہرگز

(۱) ہماری نماز از محمد خلیل برکاتی ص ۲۹۱ (۲) درمنثور ج ۱ ص ۶۰ (۳) ہدایہ ج ۱ ص ۶۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۵، کبیری ص ۳۰۹۔

یہ مطلب نہیں کہ آمین کہی ہی نہ جائے۔ امام اور مقتدی اتنی آواز میں کہیں کہ اپنے کان سن لیں۔ کچھ لوگ بالکل خاموش کھڑے رہتے ہیں اور سرے سے آمین کہتے ہی نہیں۔ ایسا ہرگز نہ چاہیئے۔ بہر حال چونکہ آمین آہستہ آواز سے کہنا سنّت ہے تو اس کے حق میں کچھ دلائل عرض خدمت ہیں:۔

۞ ۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب امام وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کہے تو (امام اور) تم آمِین کہو پس جس کی آمِین فرشتوں کی آمِین کے موافق ہو اُس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے" (۱)۔ چونکہ فرشتوں کی آمین سنائی نہیں دیتی اس لئے اس حدیث سے آمین خفی کی دلیل میسر آتی ہے۔

۞ ۔(حدیث) "حضرت سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ کا آپس میں مذاکرہ ہوا حضرت سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ "میں نے آقا کریم ﷺ کے دو سکتوں کو یاد رکھا ہے ایک سکتہ تکبیر کہنے کے بعد (ثناء کیلئے خاموشی) دوسرا قرأت میں وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کے بعد (آمین کیلئے خاموشی)" حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا تو دونوں نے حضرت سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ کو لکھا تو انہوں نے حضرت سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کر دی" (۲)۔

۞ ۔(حدیث) "**قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ** ﷺ **فَلَمَّا قَرَأَ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ فَقَالَ آمِیۡنَ وَاَخۡفٰی بِهَا صَوۡتَهٗ**، ہمیں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نے **غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ** (نماز میں) پڑھا، تو آمِین کہی اور اپنی آواز پوشیدہ رکھی" (۳)۔

۞ ۔(حدیث) حضرت سیّدنا علقمہ بن وائل تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میں نے اپنے والد سے سنا کہ اُنہوں نے آقا کریم ﷺ کیساتھ نماز ادا کی، جب آپ سرکار ﷺ **غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ** پر پہنچے تو **قَالَ آمِیۡنَ یَخۡفِضُ بِهَا صَوۡتَهٗ**، آپ ﷺ نے آمِین کہی اور اپنی آواز پوشیدہ (پست) رکھی" (۴)

۞ ۔(حدیث) "سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وسیّدنا علی رضی اللہ عنہ تعوذ، تسمیہ اور آمِین بلند آواز سے نہ کہتے تھے" (۵)۔

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۷۴۱، مسلم ج۱ ترمذی ج۱ ح۲۳۷، ابوداؤد ج۱ ح۹۲۷، ابن ماجہ ح۸۹۷، مسند احمد ج۱ ح۱۴۰۶، نسائی ح۹۱۵، مؤطا امام مالک ح۱۹۵، مؤطا امام محمد ح۱۳۵، دارمی ح۱۲۷۸، ابن حبان ج۵ ح۱۸۰۴، ابن خزیمہ ح۵۶۹، بیہقی ح۲۲۶۱، مستدرک حاکم ج۱، دارمی، آثار السنن ج۱ ص۹۱، مشکوٰۃ ح۷۶۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸، تجرید البخاری، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۲۴ (۲) عن حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۸۹۰، ۸۹۱، مشکوٰۃ ص۷۰ (۳) عن وائل رضی اللہ عنہ، احمد ج۱ ح۱۴۱۰، ولفظہ لہٗ ترمذی ج۱ ح۲۳۶، حاکم ج۲ ص۲۳۲، ابو یعلی، طبرانی، دار قطنی ج۱ ص۳۳۴، ابن ابی شیبہ، نصب الرایہ ج۱ ص۳۶۹، آثار السنن ص۹۶، بیہقی ج۲ ص۵۷، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۲۴، شرح مسلم (۴) ترمذی، امام احمد، حاکم ج۲ ص۲۳۲، محلی ابن حزم، دار قطنی، آثار السنن، بیہقی، شرح مؤطا امام محمد (۵) عن حضرت سیّدنا ابو وائل تابعی علیہ الرحمۃ، معانی الآثار ج۱ ص۲۶۳، تہذیب الآثار، ابن جریر، طبری، طبرانی، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۲۸، عمدۃ القاری، مدارج النبوّت، جاء الحق۔

۞ ۔(حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "4 چیزوں میں امام کو اخفاء (آہستہ) کرنا چاہیئے تعوّذ، تسمیہ، آمین اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" (۱)۔ لہذا (حدیث) حضرت سیّدنا امام نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "5 چیزوں میں اخفاء کیا جائے ثناء، تسمیہ، تعوّذ، آمین، رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ" (۲)۔

۞ ۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "امام 3 چیزوں کو پوشیدہ کہے تعوّذ، تسمیہ، اور آمین" (۳)

۞ ۔(حدیث) "چار چیزوں کو امام آہستہ کہے اَعُوذ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُم، بِسْمِ اللّٰه، اور آمین" (۴)

۞ ۔"سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ امام شَعْبی تابعی علیہ الرحمۃ (جنہوں نے 500 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی)، حضرت امام ابراہیم تیمی علیہ الرحمۃ كَانُوا يُخْفُونَ بِآمِين، یہ سب آہستہ آمین کہتے تھے" (۵) "بیشک حضرت سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت امام ابوحنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "مقتدی آمین آہستہ کہے" انہوں نے یہ مذہب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے اختیار کیا ہے" (٦)۔

۞ ۔حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا "آمین آہستہ کہو" (۷)۔

۞ ۔"قَالَ الْعَطَاءُ آمِين دُعَاءٌ، حضرت عطاء تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آمین دعاء ہے" (۸)۔ اور دعاء کے بارے فرمانِ الٰہی ہے (القرآن) "اور اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتے ہوئے زاری کے ساتھ اور ڈر سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرو" (۹) لہٰذا ہر دعاء میں اخفاء افضل اور اولیٰ ہے

☆ ۔ان کیساتھ ساتھ نسائی، طبرانی، ابویعلیٰ، ابن خزیمہ، ابونعیم، طبرانی، قدوری اور عینی سب نے اپنی اپنی اسناد سے روایات درج کی جو آہستہ آمین کو ثابت کرتی ہیں اور یہی مذہب امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کا ہے

۞ ۔محدثین و فقہا اور علماء کریم کا فرمان ہے کہ وہ احادیث کہ جن میں بلند آواز سے آمین کی روایات ہیں وہ سب ابتدائی دَور پر محمول ہیں۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو ابھی دین سکھایا جا رہا تھا اُن کو بتانا مقصود تھا کہ وَلَا الضَّآلِّين کے بعد مقتدیوں نے آمین کہنا ہے۔ پھر جب قرآن کریم کے حکم کے مطابق مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرأت سے منع کر دیا گیا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ شاید قرأت کے ساتھ آمین کہنے سے بھی روکا گیا ہے لہذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بتانا مطلوب تھا کہ الحمد تو

(۱) عن ابو مَعْمَر رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، عبدالرزاق ج ۲ ص ۸۷، فتح القدیر، عمدۃ القاری، کنز العمال ج ۸ ص ۲۷۴، عینی شرح ہدایہ، مدارج النبوت، فیوض الباری، جاء الحق حصہ ۲ ص ۵۲۰ (۲) عبدالرزاق ج ۲ ح ۲۵۹۷ و بالفاظ متقاربہ ابن ابی شیبہ (۳) محلی ابن حزم و بالفاظ طحاوی ج ۱ ص ۱۴۰ طبرانی، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۸ (۴) قال سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، فتح القدیر، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۲۸ (۵) قال ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ، جوہر النقی ج ۲ ص ۵۸ بیہقی، آثار السنن (٦) محلی ابن حزم، نماز نبوی ص ۲۰۹ (۷) مؤطا امام محمد ح ۱۳۵ (۸) بخاری ج ۱ ح ۷۴۱، ابوداود ج ۱ (۹) سورۃ الاعراف، ۲۰۵۔

صرف امام ہی پڑھے مگر آمِین امام اور مقتدی دونوں کہیں۔ اسلئے ابتدائی دَور میں آمِین بلند آواز سے کہی جاتی رہی۔ جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ مکمّل علم ہو گیا کہ جب امام وَلَا الضَّالِین کہہ لیں تو اُس کے بعد مقتدیوں نے آمِین کہنا ہے تو پھر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آمِین کہنے کی تعلیم فرمائی جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔ لہٰذا آپ ''جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا، دونوں صورتوں میں آمِین آہستہ ہی کہیں، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ (سورۃ الفاتحہ کے بعد) منفرد آمین آہستہ کہے'' (۱)۔

رفع یدین نہ کرنے کی سنّت:

نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ کانوں کی لَو تک اُٹھائیں اور پھر زیر ناف باندھ لیں، اِس کے بعد ساری نماز میں کسی جگہ ہاتھ نہ اُٹھائیں یعنی رفع یدین نہ کریں (۲)۔ یہی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنّت اور بزرگانِ دین کا عمل ہے کیونکہ:۔

❁۔(حدیث) ''قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ ''حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ ''مَیں تمہیں وہ نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی، پس آپ نے نماز پڑھی اور پہلی بار (تکبیر تحریمہ کے علاوہ) ہاتھ نہ اُٹھائے'' (۳)۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔ حضرت سیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک دیگر مقامات پر رفع یدین نہ کرنے کے بارے یہ حدیث قوی دلیل ہے۔ ایسے ہی سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور جوہر النقی میں حدیث نقل ہے (۴)۔

❁۔(حدیث) ''قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْهُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ، مَیں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی تو رفع یدین کیا، پھر نماز سے فارغ ہونے تک دوبارہ ہاتھ نہیں اُٹھائے'' (۵)۔

❁۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ وسیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں یہ حضرات تکبیر اُولیٰ کے سوا کسی اور جگہ

(۱) نووی ج ۱ ص ۱۷۶، فیوض الباری ج ۳ ص ۳۴۴ (۲) کتاب الحجہ ج ۱ ص ۹۴، ہدایہ ج ۱ ص ۱۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۹، کبیری ص ۳۴۴ (۳) عن علقمہ بن قیس تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج ۱ ح ۲۴۴ ص ۱۷۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۴۳، سنن نسائی ح ۱۰۴۷، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۵۸، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۳۶، محلی ج ۴ ص ۱۷۳، طحاوی، بیہقی، طبرانی، مشکوٰۃ ح ۷۵۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۴، جوہر النقی، تلخیص الحبیر، فتاوٰی عزیزی، شرح مسلم (۴) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵ (۵) عن براء رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۷۴۷، ترمذی ج ۱ ص ۵۹، عبدالرزاق ج ۲ ح ۲۵۳۰، ابن شیبہ ج ۱ ح ۲۴۴۰، دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۳، معانی الآثار ج ۱ ح ۱۱۳۶، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۴۔

نماز میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے"(۱)۔

❁۔(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نماز شروع فرماتے وقت ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے"(۲)۔

❁۔(حدیث) "تمام عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تکبیر اُولیٰ کے سواء رفع یدین نہ کرتے تھے"(۳)۔

❁۔(حدیث) "اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَاافْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَایَعُوْدُ، بیشک حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نہیں اُٹھاتے تھے"(۴)۔

❁۔اگر دل میں تسلیم ورضا کی کوئی رتی ہو تو ماننے کیلئے یہ ایک واضح اور احسن ترین حدیث پاک ہی کافی ہے جس کا ہر راوی مقدس ومطہر ومنور اہلبیت سے ہے یوں اس کی سند ثقہ اور کمال عروج پر بے عیب وصحیح وحسن ہے جسے حضرت سیّدنا امام زید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سیّدنا علی (زین العابدین) رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں (حدیث) "اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی اِلٰی فُرُوْعِ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَایَرْفَعُھُمَا حَتّٰی یَقْضِیَ صَلٰوتَہٗ، بیشک وہ (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) پہلی تکبیر میں کانوں کی لَو تک ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نہیں اُٹھاتے تھے حتّٰی کہ اپنی نماز پوری کر لیتے"(۵)

❁۔(حدیث) "رَاَیْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَایَعُوْدُ، مَیں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے اُس کے علاوہ نہیں"(۶)

❁۔(حدیث) حضرت سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مَیں نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی اور اُنہوں نے صرف پہلی تکبیر تحریمہ کے وقت نماز میں رفع یدین کیا"(۷)۔

❁۔(حدیث) حضرت سیّدنا مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مَیں نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی 10 برس تک خدمت کی تو مَیں نے اُن کو نماز میں سوائے تکبیر اوّل کے کسی اور جگہ رفع یدین کرتے نہیں دیکھا"(۸)

(۱) الجوہر النقی ج ۲ ص ۷۸، سنن دار قطنی ج ۱ ص ۱۱۱، بیہقی ج ۲ ص ۷۹، ابو یعلیٰ ج ۸، مجمع الزوائد ج ۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳ (۲) عن عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ الخلافیات بیہقی، درایہ، ہدایہ، نصب الرایہ ج ۱ ص ۴۰۴ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، بدائع الصنائع، نہایہ، کفایہ، عینی ج ۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳ (۴) عن عاصم بن کلیب جرمی تابعی علیہ الرحمۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، مؤطا امام محمد ح ۱۰۵، بیہقی، شرح معانی الآثار طحاوی ص ۱۶۳، عمدۃ القاری، درایہ، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳ (۵) مسند امام زید ح ۷۴ ص ۸۸، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۴، بیہقی ج ۲ ص ۸۰، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، موطا امام محمد ص ۸۸ (۶) عن اسود تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۶۴، درایہ، جوہر النقی ج ۲ ص ۷۵، قدوری (۷) ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷، طحاوی ج ۱ ص ۱۵۵، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳ (۸) نور الانوار زیلعی ص ۱۶۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳۔

گویا ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرنا مروی ہے جبکہ وہ خود رفع یدین نہیں کرتے تھے، اسلئے کہ اُن کے نزدیک رفع یدین کا حکم و عمل منسوخ ہو چکا تھا ورنہ وہ اپنی روایات کے خلاف عمل ہرگز نہ کرتے (۱)۔

۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی علیہ الرحمۃ (جو کہ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے) نے فرمایا (حدیث) ''میں نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پہلی تکبیر کے وقت کانوں کے برابر رفع یدین کرتے تھے پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے'' (۲)۔

۔ حضرت ابو اسحاق علیہ الرحمۃ سے روایت ہے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے تمام شاگرد صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے'' (۳)۔

۔ ''حضرت سیّدنا امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں کسی رفع یدین کو نہیں پہچانتا سوائے تکبیر افتتاح کے'' (۴)۔ نیز ''حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کی سب سے زیادہ مشہور ترین روایت ترکِ رفع یدین کی ہے'' (۵) نیز ''تکبیر افتتاح کے بغیر باقی رفع یدین حضرت سیّدنا امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک ضعیف ہے'' (۶) ۔ ''حضرت امام شعبی تابعی علیہ الرحمۃ (جنہیں 500 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت نصیب ہوئی) رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے'' (۷)۔

۔ ''حضرت سیّدنا ابو بکر بن عیاش علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''میں نے کوئی فقیہہ ایسا نہیں دیکھا جو رفع یدین کرتا ہو سوائے تکبیر افتتاح کے'' (۸)۔

۔ مختلف اسناد و روایات سے ثابت ہے کہ درج ذیل حضرات نماز میں ''صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت صرف ایک بار ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نہیں''۔ ☆۔ کامل ابن عدی ص ۳۳۷، مسند ابو یعلی ج ۵ ص ۳۶، دارقطنی ج ۱ ص ۳۹۹ اور بیہقی ج ۱ ص ۸۰ نے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا۔ ☆۔ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷، طحاوی ج ۱ ص ۱۶۴، دارقطنی اور ابن عدی نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا۔ ☆۔ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، مؤطا امام محمد ح ۱۰۵، طحاوی ج ۱ ص ۱۶۳ اور مسند امام زین بن علی ص ۸۹ میں حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا

(۱) طحاوی، شرح مسلم، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳ (۲) مؤطا امام محمد ح ۱۰۸ (۳) ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، جوہر النقی ج ۲ ص ۷۹، دارقطنی ج ۱ ص ۴۴۹ (۴) عن عبدالرحمٰن بن قاسم علیہ الرحمۃ، مدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ (۵) نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۸۶، امام نووی شرح مسلم، ترکِ رفع یدین حصہ دوم (۶) عن سیّدنا امام ابن قاسم علیہ الرحمۃ، مدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ (۷) عن سیّدنا اشعث علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶ (۸) شرح معانی الآثار طحاوی ج ۱ ص ۱۶۵۔

☆۔ابوداؤد ج ۱، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶ اور موطا امام محمد ص ۱۱۰ میں حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا۔☆۔ مسلم نے حضرت سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق۔☆۔بیہقی تخریج الہند و تلخیص میں حضرت سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عطاء بن ابی رباح تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا ابن جریج رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کی۔☆۔بخاری، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۷، زرقانی غایۃ الاوتار، عینی، تلخیص، طحاوی ج ۱ ص ۱۶۳، تعلیق الحسنہ اور امام نووی نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، امام محمد ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ، امام سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ، امام وکیع بن جراح تابعی علیہ الرحمۃ کے بارے روایت کی۔☆۔دارقطنی اور تعلیق الحنفی میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے روایات ہیں۔☆۔بیہقی اور حاکم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے روایت کی۔☆۔فتوحاتِ مکیہ میں محیی الدین ابن عطاء علیہ الرحمۃ کے بارے روایت ہے۔☆۔ابن ابی شیبہ نے ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، ۲۳۷ میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام خَیثمہ بن ابی سبرہ جعفی تابعی علیہ الرحمۃ، امام قیس علیہ الرحمۃ، حضرت امام ابن ابی لیلیٰ تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا اسود تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت علقمہ تابعی علیہ الرحمۃ کے بارے لکھا۔☆۔امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابرہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، امام محمد علیہ الرحمۃ، امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ سبکی علیہ الرحمۃ کے بارے روایت کی کہ "اِنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَافْتَتَحَ الصَّلٰوۃ ، وہ نماز شروع کرتے وقت ہی ایک بار ہاتھ اُٹھاتے تھے"۔☆۔حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ حضرت سیّدنا کعب عُجرہ البلوی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا سالم بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ عملاً اسکے قائل تھے۔☆ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام اعظم ابوحنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ، حضرت ابواسحٰق علیہ الرحمۃ، علمائے اہل کوفہ، علمائے اہل مدینہ، تابعین اور تبع تابعین کا یہی مذہب و عمل ہے

رفع یدین کی تنسیخ:

آغاز اسلام میں جبکہ دین اسلام ابتدائی مرحلہ میں سکھایا جارہا تھا رفع یدین کیا جاتا رہا، لہٰذا جو روایات رفع یدین کرنے کے متعلق پیش کی جاتی ہیں وہ زمانہ اوّل سے منسوب ہیں جبکہ بعد میں پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل مبارک سے ترک فرمادیا اور (حدیث)

"آقا کریم ﷺ کے آخری فعل پر عمل کیا جاتا ہے" (۱)۔ امام نسائی نے رفع یدین کرنے اور ترکِ رفع یدین کے باقاعدہ الگ الگ دو باب باندھے ہیں (۲)۔ درج ذیل روایات واحادیث سے رفع یدین کے ترک ہونے کی تصدیق ہوتی ہے:۔

۔(حدیث) "قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاكُمْ رَافِعِیْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلٰوةِ، حضرت سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، پیارے آقا کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور (ہمیں رفع یدین کرتے ہوئے پاکر) فرمایا "کیا ہوا کہ میں تمہیں (نماز میں) اس طرح رفع یدین کرتے ہوئے پاتا ہوں کہ جیسے سرکش (شریر) گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں، تم نماز میں سکون کرو (رفع یدین نہ کرو)" (۳)۔ کثیر علماء وفقہاء کرام اس حدیث مبارکہ کو رفع یدین کی تنسیخ میں عمدہ دلیل مانتے ہیں۔ جیسا کہ ☆۔ محدث ومفتی مکّہ مکرمہ امام کبیر حضرت ملاّ علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "مسلم کی اس حدیث کے مطابق امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں ہے" (۴)۔ ☆۔ محدّث امام بدر الدّین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "فِی الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ اِنْكَارٌ لِرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِی الصَّلَاةِ وَاَمْرٌ بِالسُّكُوْنِ فِيْهَا اس حدیث (مسلم) میں نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت ہے اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم ہے" (۵)۔ ☆۔ امام المحدّثین امام جمال الدین زیلعی علیہ الرحمۃ بھی نصب الرایہ میں اس حدیث کو ترک رفع یدین کی دلیل قرار دیتے ہیں۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "رفع یدین نہ کیا جائے سوائے 7 مقامات کے (۱) نماز شروع کرتے وقت (۲) مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے جب نظر بیت اللہ شریف پر پڑے (۳) سعی کیلئے صفاء پہاڑی پر (۴) سعی کیلئے مروہ پہاڑی پر (۵) عرفہ میں بعد از زوال وقوف کے وقت (۶) وقوف مزدلفہ کے وقت (۷) شیطان کو کنکریاں مارتے وقت" (۶)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت الحرام میں ایک شخص کو نماز میں رکوع میں جاتے جاتے اور اُٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا، تو اُسے یوں منع فرمایا "ایسا مت کیا کرو کہ یہ وہ کام

(۱) قال سیّدنا حمیدی رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۶۵۳ (۲) نسائی ج ۱ ص ۳۷۸ (۳) عن سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ص ۳۵۹ ح ۸۷۱، بالفاظ متقاربہ نسائی ج ۱ ص ۱۳۳، ابوداؤد ج ۱، مسند امام احمد ج ۴ ص ۴۵۱، ترمذی، بیہقی ج ۲ ص ۲۸۰، نہایہ فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۰ (۴) مرقاۃ ملاّ علی قاری ج ۲ ص ۲۵۵ (۵) البنایہ فی شرح الھدایہ ج ۲ ص ۲۹۶ (۶) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، معجم کبیر ج ۱۱ ص ۳۰۵، ۶۰۶، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، مستدرک حاکم، بیہقی، نزل الابرار ص ۴۳، نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۰، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۲۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۴۔

ہے جو سرکار کریم ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا" (۱)۔

۔ مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴ میں ہے کہ "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا براء رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علقمہ تابعی علیہ الرحمۃ وغیرہم بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع فرماتے تھے"۔

۔ حضرت سیّدنا مغیرہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں مَیں نے حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ سے تذکرہ کیا کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مَیں نے آقا کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے، اور رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے اُٹھتے وقت بھی"۔ یہ سُن کر حضرت ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "حضرت سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ نے تو ایک بار سرکار کریم ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا جبکہ حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے 50 مرتبہ دیکھا کہ آقا کریم ﷺ سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کرتے تھے" (۲)۔ حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ اپنی جرح میں مزید فرماتے ہیں (حدیث) "حضرت وائل رضی اللہ عنہ ایک دیہاتی (بلحاظ گاؤں میں رہنے کے کم علم) آدمی ہیں اور حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح اسلام کے فقیہہ نہیں ہیں اُنہوں (حضرت وائل رضی اللہ عنہ) نے پیارے آقا کریم ﷺ کے ساتھ صرف ایک بار (یا ایک آدھ بار) نماز پڑھی اور مجھ سے بے گنتی راویوں نے حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے" (۳)۔ کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے (پہلی تکبیر کے) وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے" (۴)۔ اور اُنہوں نے ہی پیارے آقا کریم ﷺ کے بارے بھی روایت کہ (حدیث) "اِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ، کہ بیشک پیارے آقا کریم ﷺ (نماز میں) پہلی تکبیر میں ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر کبھی نہیں اُٹھاتے تھے" (۵)۔ اور "پھر حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ شرائع وحدود اسلام کو جاننے والے، آقا کریم ﷺ کے حالات کی کھوج میں رہنے والے اور سفر و حضر میں سرکار کریم ﷺ کے رفیق اور ساتھی ہیں اور پھر آپ نے سرکار کریم ﷺ کے ساتھ بے حساب نمازیں پڑھی ہیں" (۶)۔ اسی لئے تو پیارے آقا کریم ﷺ کے بارے روایت فرمانے کے ساتھ ساتھ خود آپ (حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا اپنا عمل مبارک بھی اسی طرح تھا۔ لہٰذا اس کی توجیہ

---

(۱) عینی شرح بخاری ج ۲، عمدۃ القاری، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۳ (۲) شرح معانی الآثار (۳) مسند امام اعظم ح ۹۶ (۴) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، مسند امام اعظم ح ۹۶ (۵) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ طحاوی ج ۱ ص ۱۶۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۷۴ (۶) مسند امام اعظم ح ۹۶۔

بہترین مثال ہوئی کہ جب (القرآن) حکم ہوا "پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو، پس (جس کیلئے) اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو" (۱)۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ تو جان لیا کہ تیمّم کی اجازت مل گئی مگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم نہ ہو سکا کہ تیمّم کہاں تک کرنا ہے لہذا (حدیث) کندھوں اور بغلوں تک تیمّم کا مسح کرلیا پھر جب پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے اور تخصیص فرماتے ہوئے چہرہ اور کہنیوں تک تیمّم کا حکم فرمادیا (۲)۔ بلکہ حضرت سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حدیث) "مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی کہ پانی نہ میسّر آیا اس لئے میں مٹی میں ایسے لوٹ پوٹ ہو گیا جیسے جانور لوٹتا ہے" (۳)۔ تو گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہلے علم نہ تھا پھر پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنیوں تک مسح کی تخصیص فرمادی۔ اب اس دوران اگر کسی نے ان میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو کندھوں تک یا سارے بدن پر لیٹ کر مسح کرتے دیکھا ہوگا تو وہ تو یقیناً خود بھی ایسا ہی کرے گا اور دوسروں کو بھی یہی بیان کرے گا اور جس نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد دیکھا ہوگا وہ مسح کہنیوں تک بتائے گا اور خود بھی ایسا ہی کرے گا۔ تو کچھ ایسا ہی رفع یدین کے بارے ہے۔

۔ حضرت امام زیلعی علیہ الرحمۃ اپنی سند محفوظ کیساتھ حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ (حدیث) "پہلے پہل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے مگر بعد میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے" (۴)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل پر عمل کیا جاتا ہے" (۵)۔

۔ حضرت سیّدنا حصین اور حضرت سیّدنا مغیرہ علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب تُو تکبیر کہے نماز کی ابتداء میں تو رفع یدین کر پھر اس کے بعد باقی نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کر" (۶)۔ ایسی ہی روایت حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ نے نقل فرمائی (۷)۔

۔ لہذا اس تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ "رفع یدین کا حکم بعد میں منسوخ ہوگیا" (۸)۔ یہی شیخ کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "حکم بعد میں منسوخ ہوگیا"۔ اسی پر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ نے تحقیق کے بعد فتویٰ دیا کہ "حکم منسوخ ہے"۔ اور علامہ صدیق حسن خاں بھوپالی (وہابی) بھی یہ مانتے ہیں کہ "آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام علالت میں رفع یدین چھوڑ دیا

(۱) سورۃ المائدہ، ۶ (۲) عن عمار رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ح ۸۵۳، نسائی ح ۳۱۳ (۳) بخاری ج ۱ ح ۳۲۸، مسلم ج ۱ ح ۷۲۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۳۶۱، نسائی ح ۳۱۱، بلوغ المرام ح ۱۳۹ ص ۷ (۴) نصب الرایہ، شرح مسلم (۵) قال حمیدی رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۶۵۳ (۶) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۳۶ (۷) کتاب الآثار شیبانی ص ۱۷ (۸) سفر السعادت، مدارج النبوۃ۔

تھا" (۱)۔ اوراسی تنسیخ کے حق میں تفہیم البخاری جلد اوّل میں طویل بحث ہے۔ لہذا لاکھوں کی تعداد میں سے رفع یدین کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد شمار کی جائے تو وہ امام عسقلانی علیہ الرحمۃ کے مطابق 50 بنتی ہے (۲)۔ جبکہ استذکار میں علامہ شوکانی علیہ الرحمۃ نے یہ تعداد 23 لکھی ہے۔ اور پھر تخریج میں امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے یہ تعداد 15 لکھی جن میں سے بعض پر کلام ہے۔ **نتیجتاً** یہ تعداد 5 یا 6 رہ جاتی ہے باقی سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور پھر بے شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عملاً تصدیقاً ترکِ رفع یدین کا ثبوت پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا تکبیر افتتاح کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہ کرنا ہی پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ مزید برآں ترکِ رفع یدین کے بارے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ، دارقطنی، بیہقی، طحاوی، ابن عدی، یحیی، ہدایہ ج ۱ ص ۶۴، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۲، ابن معین وغیرہ میں متعدّد احادیث درج ہیں یہاں بخوفِ طوالت اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

(۱) الروضۃ الندیہ ص ۹۵، ترکِ رفع یدین حصہ ۲ (۲) فتح الباری۔

مدینہ

پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ (حدیث) ''جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری زیارت کو آیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی'' (فتح القدیر)۔ ۔ (حدیث عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری (خصوصی) شفاعت واجب ہوگئی'' (ابن خزیمہ، سنن دارقطنی، شعب الایمان بیہقی)۔ ۔ (حدیث عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) ''جو مدینہ پاک میں فوت ہو سکے اس کو چاہیئے کہ وہ مدینہ پاک میں (رہ کر) فوت ہو کہ وہاں فوت ہونے والوں کی میں (خصوصی) شفاعت کروں گا'' (احیاء العلوم ص ۲۹۴)۔ ۔ (حدیث) ''مدینہ پاک میں فوت ہونا شہید فی سبیل اللہ کی مثل نہیں بلکہ اس سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے'' (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۳۲۹)۔

حفظوا علی الصلوات

باب۔۱۵

خشوع وخضوع:

(القرآن) "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَا تِهِمْ خٰشِعُوْنَ،

بیشک وہ ایمان والے (اپنی) مراد کو پہنچے جو اپنی نمازیں خشوع وعاجزی کے ساتھ ادا کرتے ہیں" (۱)۔

(القرآن) "وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ،

ترجمہ: اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں" (۲)۔

نماز کے خشوع وخضوع کا تصوّر آپ کے ذہن وقلوب میں واضح کرنے کیلئے حقیقت سے قریب ترین ایک مثال کا سہارا لیا جاتا ہے۔ کہ انسان کو دیگر مخلوقات کے مقابلے میں جسمانی لحاظ سے کامل کہا گیا ہے۔ کیونکہ مخلوقات میں یہی وہ ہستی ہے کہ جسے خالقِ کائنات نے خود اپنے دستِ قدرت سے تخلیق فرمایا۔ اسکی بناوٹ میں بعض اعضاء خالق کریم سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے بنائے ہیں کہ جن کے انسانی جسم میں نہ ہونے سے انسان زندہ نہیں رہ سکتا جیسے دل دماغ، جگر وغیرہ۔ ان کے علاوہ بعض اعضاء جسم میں ایسے ہیں کہ اِن کے نہ ہونے سے انسان زندہ تو رہ جاتا ہے مگر زندگی کا مزا، سُرور اور مقصد فوت ہو جاتا ہے جیسے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ۔ اور بعض اعضاء ایسے ہیں کہ جن کی عدم موجودگی سے حُسن وخوبصورتی اور وقار نہیں رہتا جیسے بھنوئیں، پلکیں، سَر کے بال، ڈاڑھی، اور اعضاء کا متناسب ہونا اور رنگ کی خوبی وغیرہ۔ اور بعض ایسے اعضاء ہیں جن سے حُسن و خوبصورتی کا معیار اور کمال جاتا رہتا ہے۔ غرضیکہ سب اعضاء ایک ہی جسم کے اعضاء ہونے کے باوجود اُن سب کی اہمیت اور درجہ جدا جدا ہے۔

اب آئیے ذرا یہی مثال اپنی نماز پر خیال کریں جو کہ ایک عبادت ہے جس کی ادائیگی سے شریعت کی بنائی ہوئی ایک خوبصورت شکل وصورت ترتیب وتخلیق پاتی ہے۔ لہٰذا اس صورتِ نماز کے فرائض بمنزلہ اُس کے دل ودماغ اور جگر کے ہیں کہ جس طرح اُن کے بغیر انسان نہیں اسطرح اِن کے بغیر نماز نہیں۔ نماز کی سنّتیں بمنزلہ ہاتھ، پاؤں اور آنکھ وغیرہ کے ہیں۔ مستحب بمنزلہ پلکیں بھنوئیں ڈاڑھی اور رنگ کی خوبی وغیرہ کے ہیں...... یوں نماز کو ایک شکلِ انسانی سے تمثیل کیا جاسکتا ہے۔

تو اے نمازی بھائی! ذرا سوچیے اگر کسی بلند شان بادشاہ کی خدمت میں بشکلِ انسانی تحفہ بھیجا جائے، تو کیا آپ پسند کریں گے کہ وہ تحفہ انسانی دل ودماغ نہ ہونے سے زندہ ہی نہ ہو؟۔

(۱) سورۃ المؤمنون،۲۔ (۲) سورۃ المؤمنون،۹۔

یا آنکھ کان، ہاتھ اور پاؤں نہ ہونے سے کانا، بہرہ، لنگڑا اور لنجا ہو۔ یا پھر سیاہ رنگ والا، ساختِ اعضاء میں بھینگا اور بدصورت ہو؟۔۔ نہیں۔۔ یقیناً نہیں۔۔ تو بھائی! جب دنیا کے ایک بادشاہ کے سامنے ایسا تحفہ بھیجنا آپ کو قطعاً گوارا نہیں تو بادشاہِ کُل، شہنشاہِ کُل سبحانہ وتعالیٰ کے حضور نماز میں فرضوں، سنّتوں اور مستحبات کی صحیح ادائیگی نہ کر کے یا غلط یا نامکمل ادائیگی کر کے کیوں اس عبادت کو بصورتِ کانا، بہرا، لنگڑا لنجا، بھینگا اور بدصورت بنا کر بھیجنے کی جسارت کر لیتے ہیں؟۔

نماز خدا کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حضور تحفہ اور ذریعۂ قرب و رضا ہے چونکہ (حدیث) ''نماز ایک پیمانہ ہے جو پورا دے گا پورا لے گا'' (۱)۔ لہٰذا اب آپ کی مرضی ہے اسے بدصورت بنا کر بارگاہِ الٰہی میں بھیجیں یا خوبصورت بنا کر۔ یہ سچ ہے کہ سنّت چھوڑنے سے نماز تو ہو جاتی ہے، یہ حکمِ فقہ ہے مگر اس کی مثال ایسی ہے کہ طبیب آنکھ پھوڑ دینے کا کہے کہ اس سے آدمی کا وجود تو نہیں جاتا، لہٰذا اسے نکال دینے میں حرج نہیں، یا ٹانگ کاٹ دینے سے بندہ مَر تو نہیں جاتا لہٰذا ٹانگ کاٹ دو۔ تو اگر وہی انسان کسی بادشاہ کو بصورتِ تحفہ بھیج دیا جائے اور پھر تقریبِ انعامات میں اس خیال سے جائے کہ انعام و اکرام سے نوازا جاؤں گا۔ تو اُس کی مثال ایسی ہی ہے کہ بندہ نماز پڑھے مگر مستحب و سنّت چھوڑ دے، قومہ و رکوع و سجود پورے نہ کرے، اور پھر مچلتا پھرے، سب کو بتاتا پھرے کہ نماز پڑھ ڈالی۔ نوازا جاؤں گا۔ ایسی نماز کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ بظاہر نماز پڑھیں گے لیکن حقیقت میں وہ نماز نہ پڑھنے والے ہوں گے'' (۲)۔ اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ، وہ کوئی نماز نہیں جو حضورِ قلب کے ساتھ ادا نہ کی جائے'' (۳)۔

بھائیو! یہ محض ایک مثال ہی نہیں حقیقت بھی ہے۔ جس کی تصدیق میرے اور آپ کے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کرتا ہے (حدیث) کہ ''جو شخص بے وقت نماز پڑھے، وضوء اچھی طرح نہ کرے، جی لگا کر نماز نہ پڑھے، رکوع و سجود اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز سیاہ کالی اور بے نور و برکت ہو کر اُوپر (بارگاہِ ربّ العزّت) میں جاتی ہے اور یوں کہتی ہے ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ، خدا تجھے برباد کرے جس طرح تُو نے مجھے برباد کیا''۔ پھر وہ نماز اپنی جگہ پر پہنچتی ہے جہاں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو منظور ہو تو پرانے کپڑے یعنی چیتھڑے (Rags) کی طرح لپیٹ کر اُس نمازی کے مُنہ پر ماری دی جاتی ہے''۔ اور اگر نماز ہر لحاظ سے مکمّل ہو اور افضل وقت میں پڑھی گئی ہو تو سفید اور روشن ہو کر اُوپر جاتی

(۱) شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۵۱ (۲) مسند امام احمد بن حنبل ص ۴ (۳) اسرارِ حقیقی ص ۱۱۔

ہے اور کہتی ہے " حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَنِيْ ، اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسے تُو نے میری حفاظت کی اور قیامت تک بخشش کی دعاء کرتی ہے"(۱)۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نماز پڑھنے کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیتے اور فرماتے تھے "مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری نماز میرے مُنہ پر نہ ماردی جائے"(۲)۔ اور حضرت سرّی سقطی علیہ الرحمۃ اپنی ناک کو دیکھتے اس خوف سے کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ نہ ہوگیا ہو(۳)۔ مگر اے کاش کہ اکثر نمازی اپنی نماز کے خشوع کا ہرگز خیال نہیں کرتے اور جیسے تیسے بھی پڑھ ڈالتے ہیں اور ایک بوجھ سمجھ کر اتار پھینکتے ہیں، اسی چیز کی نشاندہی (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمائی کہ "سب سے پہلی چیز جو اس امت سے اٹھائی جائے گی وہ نماز کا خشوع ہے کہ ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا"(۴)۔ لہذا نماز انتہائی توجہ اور یکسوئی سے پڑھیں ورنہ (حدیث) "قیامت کے دن اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ایسے بندے کی نماز کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائیگا جو رکوع وسجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا"(۵)۔ اور (حدیث) "بدترین نماز کی چوری یہ ہے کہ کوئی رکوع وسجود پوری طرح ادا نہ کرے"(۶)۔ نیز (حدیث) "آدمی کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو اپنی پیٹھ کو رکوع وسجود میں سیدھا نہ رکھے"(۷)۔

(حدیث) ایک دن سرکار کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے ایک صحابی (حضرت سیّدنا خلاد بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ) نے آکر نماز پڑھی اور ہلکی نماز پڑھی پھر آقا کریم ﷺ کی خدمت میں آکر سلام عرض کیا۔ آپ حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "نماز پڑھ لی؟" اُس نے جواب دیا "ہاں یارسول اللہ ﷺ" آپ ﷺ نے فرمایا "جاؤ نماز دوبارہ پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی" اُس نے پھر اُسی طرح نماز پڑھی اور پھر حاضر ہوا سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور پھر فرمایا "تمہاری نماز نہیں ہوئی جاؤ جاکر نماز پڑھو" اُس نے پہلے کی طرح پھر نماز پڑھی اور حاضر ہوکر سلام عرض کیا،

(۱) طبرانی، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۴۰، الترغیب ج ۱ ص ۱۴۹، طبرانی، غنیۃ الطالبین، انوارِ جمالِ مصطفےٰ، مکتوباتِ امام ربانی ج ۲ ص ۲۱۴ (۲) مکاشفۃ القلوب، تذکرۃ الاولیاء (۳) شعب الایمان ج ۱ ح ۹۱۹ (۴) ترمذی ج ۲ ح ۵۵۰، ترغیب ج ۱ ح ۳۴۴، طبرانی، احمد ج ۱ ح ۷۷، دارمی ح ۲۹۶، مستدرک حاکم، ابن حبان (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، مشکوٰۃ ح ۸۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۳، احیاء العلوم (۶) عن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۵۱۰، مؤطا امام مالک ح ۴۰۳، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۱۶، ابن حبان ح ۱۸۸۸، مجمع الزوائد، ابن خزیمہ ۶۶۳، حاکم ح ۸۳۵، مشکوٰۃ ح ۸۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۵، آثار السنن ص ۱۱۴، ترغیب، دارمی ح ۱۳۶۳، بیہقی ح ۳۸۱۰، معجم صغیر ح ۳۳۵، معجم کبیر ح ۳۲۸۳، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۳۴ (۷) عن سیّدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۲۵۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۴۶، سنن نسائی ح ۱۰۱۶، ابن ماجہ ح ۹۱۶، مسند امام احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، ترغیب ج ۱ ح ۳۳۱، مشکوٰۃ ح ۸۱۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۱، سنن دارمی ج ۱ ص ۲۴۷، بیہقی ج ۲ ص ۸۸، دارقطنی، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۳۰۔

آپ ﷺ نے جواب دیا اور پھر فرمایا ''تمہاری نماز نہیں ہوئی جا کر نماز پڑھو''۔ اِس پر اُس آدمی نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم! مَیں ایسی ہی نماز پڑھتا ہوں، مجھے نماز سکھا دیجئے''' آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو پس پورا وضوء کرو، تکبیر کہو، پھر قرآن کا جو حصّہ تم کو سہولت سے یاد ہو پڑھو، پھر رکوع کرو اطمینان سے، پھر رکوع سے سَر اُٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اطمینان سے، پھر سجدہ کرو، پھر سجدہ سے سَر اُٹھا کر بیٹھ جاؤ اطمینان سے، پھر سجدہ کرو اطمینان سے، پھر نماز کی ہر رکعت اسی طرح پڑھو''(۱)۔

ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کُندہ نامی بستی کے دروازہ کے قریب نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہیں کر رہا تھا، پوچھا ''کب سے یہ نماز پڑھتے ہو؟'' اُس نے کہا ''40 برس سے''۔ فرمایا ''اِس مدّت میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی اگر اِس حال پر مَر جائے گا تو آقا کریم ﷺ کی سنّت و طریق پر نہ مَرے گا'' (۲)۔ اور (حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جو شخص 60 برس نماز پڑھے اور رکوع و سجود اچھی طرح نہ کرے اُس کی ایک نماز بھی قبول نہ ہوئی'' (۳)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ ایک نمازی کو دیکھا کہ احکام وارکان وقومہ وجلسہ ورکوع وسجود صحیح ادا نہیں کرتا تو فرمایا ''اگر یہ اسی عادت پر مَر گیا تو ملّتِ محمدی (ﷺ) پر نہیں مَرے گا'' نیز فرمایا ''اس کی مثال بھوکے کی سی ہے جو ایک دو کھجوریں کھائے یہ اُسے بھوک میں کچھ راحت نہیں دیں گی'' (۴)۔ اسی طرح نماز پڑھنے والے ایک شخص کو بلوا کر (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تُو نے نماز نہیں پڑھی (میرا خیال ہے کہ) اگر تُو اِسی حالت میں مَرا تو اس طریقہ کے خلاف پر مَرے گا جس طریقہ پر پیارے اللہ کریم جل جلالہ نے جان سے پیارے آقا کریم ورحیم ﷺ کو پیدا فرمایا'' (۵)۔

(۱) عن سیّدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ مسلم ج۱ ح۷۸۹، بخاری ج۱ ح۷۱۸، ترمذی ج۱ ح۲۸۶، سنن دارمی ح۱۳۶۴، سنن نسائی ح۸۷۴، ۱۰۴۲، ابن ماجہ ح۱۱۰۸، مسند امام احمد ج۱ ح۱۳۴۶، ابوداؤد ج۱ ح۸۴۷، ابن خزیمہ ح۴۵۴، بیہقی ح۲۰۹۱، معجم کبیر ح۴۵۲۰، مستدرک حاکم ح۸۸۱، شعب الایمان ج۳ ح۳۱۳۱، مشکوٰۃ ح۷۴۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۰، ۲۱، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۰۶ (۲) عن سیّدنا زید بن وہب رضی اللہ عنہ مسند امام احمد ج۱ ح۱۴۹۶، شعب الایمان ج۳ ح۳۱۲۹، مکتوبات امام ربانی ج۲ ص۲۱۳ (۳) مکتوباتِ امام ربانی ج۲ ص۲۱۳ (۴) عن سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، ومتعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بخاری، ابن خزیمہ، ابویعلی، ترغیب والترہیب ج۱ ح۳۳۵، معجم کبیر، مکتوباتِ امام ربانی ج۲ ص۲۱۳ (۵) عن سیّدنا شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۷۹، مشکوٰۃ ح۷۴۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۷۴، فتح القدیر، فیوض الباری حصّہ ۳ ص۴۳۳، ۴۵۱، جمع الفوائد ج۱ ص۲۱۴، انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ، مدارج النبوت، قوت القلوب ج۲ ص۲۲۶۔

ہمارے پیارے **غیب دان نبی** ﷺ تو اپنے بھولے بھالے اُمتیوں کا یہاں تک خیال رکھتے تھے کہ ایک روز (حدیث) آپ سرکار کریم ﷺ نے نماز ظہر کی جماعت کرانے کے بعد آخری صف میں ایک شخص کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا "اے فلاں تُو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو دیکھتا نہیں کہ نماز کس طرح ادا کرتا ہے، تمہارا خیال ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ رہتا ہے؟ خدا کی قسم میں تم کو پیچھے سے بھی یقیناً ایسے دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں" (۱)۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا "میں تم کو پیچھے سے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے" (۲)۔ نیز (حدیث) "خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں حتی کہ جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف آگے دیکھتا ہوں، خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا باطنی خشوع پوشیدہ ہوتا ہے اور نہ رکوع، بیشک میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں" (۴)۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے پیارے آقا کریم ﷺ کی وسعتِ نظر کہ دلوں کے اندر بھی جھانک لیتے ہیں۔ پیارے آقا کریم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرنے والے عقل کے اندھوں سے پوچھو کیا یہ غیب جاننے کا نقطۂ کمال نہیں ہے؟ اگر اب بھی کسی کو شیطانی وسوسہ ہے تو پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ اعلان بھی سن لیں کہ (حدیث) "میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے" (۵)۔ سبحان اللہ۔ اور اگر کسی کو یہ وسوسہ ہے کہ شاید یہ فرمان صرف حیات ظاہری کیلئے تھا تو یہ فرمان پاک خوب یاد فرمالیں (حدیث) "وَاِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ، میرے علم کی کیفیت وفات کے بعد بھی وہی رہے گی جو میری زندگی میں ہے" (۶)۔

اسلئے نماز میں خشوع وخضوع اور یکسوئی پیدا کریں کیونکہ (حدیث) "جس نے 2 رکعت نماز اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف خوب دل لگا کر پڑھیں تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی اُس

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۲ ص ۴۴۹، مسلم ج ۱ ح ۸۶۱، نسائی ح ۸۶۲، مسند امام احمد، بیہقی ج ۲ ح ۳۳۹۸، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۱۳، ترغیب والترہیب ج ۱ ص ۲۰۲، ابن خزیمہ ج ۱ ح ۶۶۴، فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۶، مستدرک حاکم ح ۸۶۱، ابو نعیم، مصنف عبدالرزاق، مشکوٰۃ ح ۷۵۵، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۴۰۵، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۵۹ (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۰۳، مسلم ج ۱ ح ۸۶۳، مسند امام احمد ج ۳ (۴) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۴۰۴، ۷۰۲، مسلم ج ۱، مؤطا امام مالک ح ۴۰۱، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۴۹، ابن حبان ح ۶۳۳۷، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۵۹ (۵) عن سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح ۵۱۰۸، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۱۳۷ (۶) خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۸۰، فیوض الباری ج ۸ ص ۱۲۰۔

کی ماں نے جنا ہو" (۱) لہٰذا (حدیث) "جب کوئی شخص نماز کیلئے کھڑا ہو تو وہ اپنے تمام بدن کو بالکل سیدھا سکون کے ساتھ رکھے یہود کی طرح ہلے نہیں، بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں سکون سے رہنا نماز پورا ہونے کا جزو ہے" (۲) کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اُس نمازی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جس کے بدن کے ساتھ ساتھ بندے کا دل بھی حاضر نہ ہو" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "جو شخص (خشوع و خضوع سے) نماز میں ہوتا ہے اللہ کریم ﷻ کی رحمتِ خاص اُس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک کہ وہ اِدھر اُدھر نہیں دیکھتا اور جب بندہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ کریم ﷻ اُس سے وجہ کریم پھیر لیتا ہے" (۴)۔ اور ایک حدیث مبارکہ میں سجدہ کی جگہ سے نظر ہٹا کر اِدھر اُدھر دیکھنا انتہائی درجہ کی لغویت ہے بلکہ (حدیث) "جو شخص نماز میں ہو اور قصداً پہچانے کہ اُسکے دائیں بائیں کون کھڑے ہیں تو اُس کی نماز نہ ہوگی" (۵)۔ کیونکہ (حدیث) "بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ کریم ﷻ اپنے وجہِ کریم کے ساتھ اُس بندہ کی طرف توجّہ فرماتا ہے اور وہ نمازی جب اِدھر اُدھر توجّہ کرتا ہے تو اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "اے آدم کے بیٹے! جس طرف تیرا دھیان ہے کیا وہ مجھ سے بہتر ہے؟ تُو اپنا رُخ میری جانب پھیر" نمازی جب دوسری بار اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ کریم ﷻ پھر اسی طرح فرماتا ہے، اور جب تیسری دفعہ غیر کی جانب متوجّہ ہوتا ہے تو اللہ کریم ﷻ بھی اپنا وجہِ کریم اُس کی طرف سے پھیر لیتا ہے" (۶) گویا (حدیث) "نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت کا سبب ہے" (۷)۔ ایک بار (حدیث) آپ ﷺ سے نماز میں آنکھوں کے گوشوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ شیطانی جھپٹا یا اُچکنا ہے جو بندے کی نماز سے شیطان اُچک لیتا ہے" (۸) یعنی جتنی دیر بندہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے نماز کا وہ حصّہ شیطان بندے کی نماز سے چھین لیتا ہے کیونکہ شیطان نہیں چاہتا کہ بندہ ایک رکعت بھی خشوع و خضوع اور توجہ سے پڑھ لے اسی لئے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ شخص جو نماز میں اپنا منہ اِدھر اُدھر پھیرتا ہے کیا

(۱) مکاشفۃ القلوب (۲) ترمذی (۳) مکاشفۃ القلوب (۴) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ص ۱۷۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۰۱، نسائی ح ۱۱۸۱، حاکم، دارمی ح ۱۴۵۹، بیہقی ح ۳۳۴۶، معجم کبیر ح ۹۳۴۵، ابن خزیمہ ح ۴۸۲، مشکوٰۃ ح ۹۳۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۷، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۸۵ (۵) عن مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، احیاء العلوم، مدارج النبوت (۶) عن جابر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۲۷، تفسیر مظہری، بزار، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۸۵ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۵۷۱، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۲۵، مشکوٰۃ ح ۹۳۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۷، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۸۵ (۸) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۱۲۷، مسلم، ابوداؤد ج ۱ ح ۹۰۲، ترمذی ج ۱ ح ۵۷۲، نسائی ح ۱۱۸۲، مسند احمد ج ۱ ح ۱۲۸۴، حاکم ح ۸۶۴، مشکوٰۃ ح ۹۱۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۲، بلوغ المرام ح ۲۵۶ ص ۹۸، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۳۸۴۔

وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ کریم سبحانہٗ وتعالیٰ اُس کا مُنہ گدھے کا سا کردے"(۱)۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کسی کو داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھتے تو (حدیث) فرماتے کہ "اگر اس کے دل میں خشوع وخضوع ہوتا تو اس کے اعضاء بھی ایسے ہوتے" (۲)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا سعید بن مُسیّب تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا" (۳)۔ اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کی طرف جلد پہنچاتی ہے" (۴) عین اسی نہج پر امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ "آدمی سجدہ کرتا ہے اور اپنے طور پر خدا کا قرب جانتا ہے، حالانکہ اگر اس سجدہ کی حالت (جتنی بری طرح سے کرتا ہے) کے گناہ کو سارے شہر پر بانٹ دیا جائے تو سب لوگ ہلاک ہو جائیں، کہ جب وہ خدا کے سامنے سجدہ کرتا ہے تو اُس کا دل خواہشِ نفس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اُس کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے" (۵)۔ اسی لئے (حدیث) "حضورِ دل سے 2 رکعت نماز غافل دل والے کی 1000 رکعتوں (یا فرمایا ساری رات کی عبادت) سے افضل ہے" (۶)۔ لہذا اسلف صالحین فرماتے ہیں کہ نماز میں 4 باتیں زیادتی اور جفا ہیں۔ 1۔ اِدھر اُدھر توجہ کرنا۔ 2۔ چہرہ ملنا۔ 3۔ کنکر ہٹا کر جگہ صاف کرنا۔ 4۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ لوگ سامنے سے گزرتے ہوں (۷)۔

(حدیث) حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت سیّدہ اُمّ رومان زینت بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "مَیں ایک بار نماز پڑھ رہی تھی کہ نماز میں اِدھر اُدھر ذرا جھکنے لگی، حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو اس پر اُنہوں نے مجھے اتنا زور سے ڈانٹا کہ مَیں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی"۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کو کیوں نہ ڈانٹتے اُن کے سامنے پیارے اللہ کریم سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ فرمان جو تھا (قرآن) "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ، اور اپیارے للہ کریم سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور (نماز میں) قیام کرو ادب سے" (۸)۔

(حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز ادا فرمائی اُس کے بعد فرمایا "لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اپنی نگاہیں نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں، اس فعل سے باز آجائیں ورنہ

(۱) مسلم ج۱ ص۸۶۷، بخاری، ابن عدی، انوارِ جمالِ مصطفےٰ، احیاء العلوم (۲) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱۱۰، ترمذی، کیمیائے سعادت، احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب ص۹۴ (۳) قوت القلوب ج۲ ص۲۳۴ (۴) احیاء العلوم، قوت القلوب ج۲ ص۲۳۴ (۵) احیاء العلوم (۶) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مکاشفۃ القلوب ص۹۶، تنبیہ المغترین امام شعرانی ص۳۳۸ (۷) قوت القلوب ج۲ ص۲۳۴ (۸) سورۃ البقرۃ، ۲۳۸۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ اُن کی بینائی چھین لے گا"(۱)۔

(حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جو لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقہ سے نماز پڑھتا ہے (خشوع سے) مگر جب تنہائی میں پڑھتا ہے تو ٹھیک سے نہیں پڑھتا، ایسا شخص اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کو حقیر جانتا ہے اور اُس سے مذاق کرتا ہے"(۲) اور (حدیث)"جس نے مسجد میں طویل نماز پڑھی اور بدن کو لوگوں کی نگاہوں میں عمامہ کے ساتھ آراستہ کیا مگر اس کے دل میں انکساری اور عاجزی پیدا نہ ہوئی پس وہ حجاب میں ہے اور نہ اس کی نماز ہے نہ وصال"(۳) نیز (حدیث)"میرے نزدیک یہ چیز (برائی میں) دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے کہ ایک شخص کھڑا نماز پڑھتا ہو اور جب اُسے معلوم ہو کہ کوئی اُسے دیکھ رہا ہے تو وہ نماز زیادہ پڑھے، یہ شرکِ خفی ہے"(۴)۔ ایسے لوگوں کو قیامت کے دن اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا کہ (حدیث)"اُن لوگوں کے پاس جاؤ جن کیلئے تم دنیا میں دکھاوا کرتے تھے جا کر دیکھو کہ وہاں تمہیں کوئی بدلہ اور خیر ملتا ہے؟"(۵)۔ نیز (حدیث)"جو لوگ بچاؤ اور دکھلاوے کے طور پر سجدہ کرتے تھے (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ اُن سب کی کمر تختہ بنادے گا (سجدہ کرنا چاہیں گے تو گدی کے بل گر پڑیں گے)"(۶)۔ اور سجدہ نہ کر سکیں گے۔ انہی لوگوں کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"آخر زمانہ میں ایسی قومیں ہوں گی جو ظاہریت کی دوست ہوں گی اور پوشیدہ کی دشمن"(۷) اور پھر اسی تشویش کا اظہار فرماتے ہوئے ایک دن (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"میں اپنی اُمت پر شرک اور خفیہ شہوت کا خوف کرتا ہوں" راوی نے عرض کیا"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت شرک کرے گی؟" فرمایا"ہاں، خیال رہے کہ وہ لوگ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بُت کو، لیکن ریاکاری کریں گے (گویا ریاکاری شرک ہے)، اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ اُن میں سے ایک روزہ رکھے گا پھر اُس کے سامنے اُس کی خواہشات میں سے کوئی خواہش کی چیز آجائے تو وہ اپنا روزہ چھوڑ دے گا"(۸)۔

(۱) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۱۷، مسلم ج۱ ح۸۶۹، ابن ماجہ ح۱۰۹۱ تا ۱۰۹۳، ابوداؤد ج۱ ح۹۰۵، سنن نسائی ح۱۱۷۹، مسند امام احمد ج۱ ح۱۶۸۸، دارمی ح۱۳۳۶، ترغیب ج۱ ح۱۳۸۳، ابن حبان ح۲۲۸۴، ابن خزیمہ ح۴۷۵، بیہقی ح۳۳۵۱، مشکوٰۃ ح۹۲۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۲۲، تجرید البخاری، بلوغ المرام ح۲۶۰ ص۹۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۸۴، احیاء العلوم، الشفاء (۲) ترغیب والترہیب (۳) اسرار حقیقی ص۱۱ (۴) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ، شعب الایمان ج۳ ح۳۱۴۱، مشکوٰۃ ح۵۰۹۴، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۲۹ (۵) عن محمود بن لَبِید اشہلی رضی اللہ عنہ، شعب الایمان، مشکوٰۃ ح۵۰۹۵، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۳۰ (۶) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح۵۳۳۳، مرأۃ المناجیح ج۴ ص۳۳۴ (۷) عن مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ۵۰۹۱، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۲۷ (۸) عن مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، شعب الایمان، مشکوٰۃ ح۵۰۹۳، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۲۸۔

(حدیث) ''ایک بار ایک شخص کے بارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ''بہت جلد اُسے نماز اس بُرے کام سے روک دے گی'' (۱)۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ دنوں بعد اُس پر نماز کا اثر ہوا اور وہ ان کاموں سے باز آ گیا'' (۲)۔ کیونکہ (القرآن) ''نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے'' (۳)۔ اور پھر (حدیث) ''جسے اُس کی نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے نہیں روکتی وہ نماز اُسے خدا سے دُور کر دیتی ہے اور اُس کو نماز سے کچھ نہیں ملتا مگر اللہ کریم ﷻ کی ناراضگی'' (۴)۔ اور (حدیث) ''.......... وہ نماز اُس کیلئے وبال ہے'' (۵)۔ اور حضرت سیّدنا مالک بن دینار تابعی علیہ الرحمۃ وسیّدنا ابراھیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جب مَیں کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہوں جو نماز کو خراب کر کے پڑھتا ہے تو مجھے اُسکے اہل و عیال پر رحم آتا ہے'' (۶) کیونکہ اُس کی وجہ سے اُن پر بھی وبال آئیگا۔ بعض زاہدوں کے بارے مروی ہے کہ اُنہیں جنّت میں اُن کا مقام دکھایا گیا، اُنہوں نے حوروں کو دیکھا جنہوں نے کہا ''ہم تمہاری بیویاں ہیں، ہم تمہیں اللہ کریم ﷻ کی قسم دیتی ہیں کہ تم اپنے عمل کو عمدہ کیوں نہیں بناتے ہو کیونکہ تم جب بھی اُنہیں خوبصورت بناتے ہو تو ہمارے حسن اور نعمت میں اُسی قدر اضافہ ہو جاتا ہے'' (۷)۔

آقا کریم ﷺ معراج کی رات ایسے گروہ پر سے گزرے جن کے سَر پتّھروں سے کچلے جاتے پھر صحیح سالم ہو جاتے اور پھر دوبارہ کچلے جاتے، اس طرح بار بار ہوتا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا ''یہ کون لوگ ہیں؟'' جواب دیا ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے سَر نماز سے بوجھل ہو جاتے ہیں، جو نماز کو بڑا بوجھ سمجھ کر اتار پھینکتے ہیں''۔ اس فرمان کی تصدیق قرآن کریم کی یہ آیت کرتی ہے'' وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى ،نماز میں نہیں آتے مگر بے رغبتی سے مارے باندھے بڑی کاہلی سے'' (۸)۔

لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ:

ح 9 حضرت سمرقندی علیہ الرحمۃ نے حدیث بیان کی کہ جب نماز فرض ہوئی تو شیطان چیخ اُٹھا اور رونے لگا، اُس کی فوج (چیلے) جمع ہو گئے۔ شیطان نے اُن کو کہا کہ مسلمان نماز پڑھیں گے، سجدے کریں گے جس سے وہ جنّت میں چلے جائیں گے۔ لہٰذا ایسی تدبیر کی جائے کہ وہ نماز

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۸۹۲، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۲۶۱، مشکوٰۃ ح ۱۱۶۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۵ (۲) شعب الایمان ج ۳ ص ۱۷۴ (۳) سورۃ العنکبوت، ۴۵ (۴) احیاء العلوم (۵) قال سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، در منثور (۶) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۴۴ (۷) قوت القلوب ج ۱ ص ۲۴۶ (۸) سورۃ التوبہ، ۵۴۔

نہ پڑھیں اسلئے تم اُنہیں اوقاتِ نماز میں غافل کر کے دیگر کاموں میں مشغول رکھا کرو۔ شیطانی فوج نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکیں گے۔ شیطان نے کہا ”اچھا اگر کوئی نماز پڑھنے لگے تو اُسے گھیرے میں لے لو دائیں طرف والا کہے ”دائیں دیکھ“ بائیں طرف والا کہے ”بائیں دیکھ“ نیچے والا کہے ”نیچے دیکھ“ اُسے کہو ”جلدی کر، جلدی کر“۔ اسطرح اُسے اُلجھا ڈالو اور اگر وہ ایسا نہ کرے گا، تو اُس کیلئے یہ نماز بہت اجر والی بن جائے گی، بلکہ 400 نمازوں کے برابر لکھی جائے گی“ (۱)۔ اسلئے بندہ جونہی نماز کیلئے وضوء کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اُس کا پیچھا کرنا شروع کر دیتا ہے بلکہ (حدیث) ”شیطان انسان کے دل پر چمٹا رہتا ہے“ (۲)۔ اور (حدیث) ”جب ایک جاہل غافل آدمی وضوء کے کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو شیاطین اُسے اس طرح گھیر لیتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں“ (۳)۔ تا کہ اُس کے دل میں وضوء کے بارے شک ڈالیں، دنیا کے کام یاد دلائیں، پانی کے ٹھنڈا ہونے اور سردی وغیرہ کا بہانہ اور مختلف خیالات و وساوس اُس کے دل میں ڈالیں تا کہ وہ وضوء اور پھر نماز سے باز آ جائے جب بندہ شیطان کا کہنا نہیں مانتا اور وضوء کر لیتا ہے تو شیطان اُسکی نماز کو خراب کرنے کیلئے نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور اُسے اِدھر اُدھر دیکھنے کو کہتا ہے کیونکہ (القرآن) ”(شیطان) کہنے لگا تو اس وجہ سے کہ تو نے مجھے (اپنی رحمت سے) مایوس کیا میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان (کو گمراہ کرنے) کیلئے تیرے سیدھے راستے پر، پھر میں ضرور اُن کے پاس آؤں گا (بہکانے کیلئے) اُنکے آگے اور اُنکے پیچھے سے، اُنکے دائیں اور اُنکے بائیں طرف سے اور تُو اُن میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا“ (۴)۔ اسی لئے اللہ کریم ﷻ نے صاف صاف بتا دیا کہ اے بندو (القرآن) ”لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو“ (۵)۔ کیونکہ (القرآن) ”بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے اپنا دشمن سمجھتے رہو“ (۶)۔ لہذا جب شیطان کی کوشش کے باوجود جب (حدیث) ”بندہ سجدہ کرتا ہے۔ تو شیطان الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ ”ہائے افسوس! اسے سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا تو اس کیلئے جنّت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے نافرمانی کی تو میرے لئے دوزخ ہے“ (۷)۔ گویا یہ اُس کیلئے بڑا تکلیف دہ کام ہوتا ہے کہ بندہ نماز پڑھے۔ اسلئے اے بھائی: شیطان کی ریشہ دوانیوں سے بچیں، نماز خشوع و خضوع سے پڑھیں اسی

(۱) نزہۃ المجالس، فیضان سنّت (۲) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوٰۃ ح ۲۱۷۲، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۵۹ (۳) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۳۸ (۴) سورۃ الاعراف، ۱۶ (۵) سورۃ البقرۃ، ۲۰۸ (۶) سورۃ فاطر، ۶ (۷) عن حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ح ۱۷۶۷، احیاء العلوم۔

میں اللہ کریم ﷻ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی خوشنودی ہے ورنہ اللہ کریم ﷻ نے تو پہلے ہی خبردار فرمادیا تھا کہ (القرآن) "اے آدم کی اولاد! خبردار کہیں شیطان تم کو بہکا نہ دے جس طرح اُس نے تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) جنّت سے نکالا اِس طرح کہ اُن کے لباس اتروادیئے گئے تب اُنہیں اپنی شرمگاہیں نظر پڑیں" (۱)۔ اس طرح شیطان کے وساوس کی خباثت کا پہلا شکار حضرت سیّدہ حوا علیہا السلام ہوئیں جنہوں نے شیطان کے کہنے پر شجرِ ممنوعہ سے گندم کے سات خوشے توڑے ایک کھالیا دوسرا اپنے لئے سنبھال لیا پانچ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو کھلائے اُس دن بالخصوص وہ گیہوں شہد سے شیریں دودھ سے سفید اور مکھن سے زیادہ نرم ہوگیا تھا۔ کھاتے ہی ناخن کا جنّتی لباس اور سر کا تاج اتر گیا، ایک دوسرے کو برہنہ دیکھا، برہنگی چھپانے کو بھاگے کسی درخت نے پتے نہ دیئے، انجیر یا عود نے چار پتّے دیئے جس سے جسم ڈھانپا آخر کار جنّت میں نصف دن (دنیا کے 500 سال) ٹھہرنے کے بعد حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام ہندوستان سراندیپ "نود" پہاڑ پر، حضرت سیّدہ حوا علیہا السلام جدہ، شیطان بصرہ یا ایلہ میں، مور حبشہ یا کابل اور سانپ اصفہان میں اتار دیئے گئے (۲)۔ اللہ کریم ﷻ کی قدرت ہے کہ سراندیپ کی وہ جگہ جہاں حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کا قدم پڑا وہاں آج بھی روزانہ بادل کا نام ونشان نہیں ہوتا مگر بجلی کوندتی ہے، اور روزانہ بارش بھی ہوتی ہے (۳)۔

بلاارادہ وساوس کی معافی:

یہ ہماری عین خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اللہ کریم ﷻ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے غیرارادی خیالات کی معافی دے رکھی ہے جس بارے (القرآن) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ، اور جو بات (یا کام) تم بھول کر یا غلطی سے کر بیٹھو تو اُس کا تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو تم دل سے ارادہ کر کے کرو اُس کا گناہ ہے" (۴)۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "یقیناً اللہ کریم ﷻ نے میری امت سے اُن کے دل کے بُرے خیالات اور وسوسوں سے درگزر فرمادیا ہے (مؤاخذہ نہ ہوگا) جب تک کہ اُن پر عمل نہ ہو یا زبان سے نہ کہا جائے" (۵)۔ فقہاء امت لکھتے ہیں "اگر نماز کے شروع کرتے وقت کوئی

(۱) سورۃ الاعراف، ۲۷ (۲) سیرتِ حلبیہ ج۱ص ۴۸۳، ۴۹۳، معارج النبوت ج۱ص ۴۴۵ تا ۴۵۴، کنز المدفون للسیوطی ص ۳۹ (۳) سیرتِ حلبیہ ج۱ص ۴۸۳ (۴) سورۃ الاحزاب، ۵ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم ج۱ح ۲۳۹، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ح ۲۱۱۵، ابوداؤد، مسند امام احمد بن حنبل ج۲ص ۲۵۵، ابن خزیمہ ج۲ح ۸۹۸، ابن حبان ج۱۰ ص ۴۳۳، بیہقی ح ۳۶۹۵، معجم کبیر ح ۵۳۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج۴ص ۸۵، ابویعلیٰ ج۱۱، شعب الایمان ج۱ص ۲۹۹، مشکوٰۃ ح ۵۶، مرأۃ المناجیح ج۱ص ۸۱، فیوض الباری ج۱ص ۲۰۲۔

دنیاوی خیال نہ ہو اور بعد میں شیطان دل میں کوئی خیال ڈالے تو یہ عذر ہوگا نماز درست ہے"۔ کیونکہ (حدیث) "شیطان ابن آدم کی شریانوں کے اندر دوڑتا ہے" (۱)۔ اور انسان کو وساوس میں مبتلاء کرتا ہے لہذا (القرآن) "بیشک جو پرہیز گار ہیں جب اُنہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آتا ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اُسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں" (۲) اور پھر یہ شیطان ہر ایک کیساتھ ہوتا ہے کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا شیطان نہ ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا" آقا کریم ﷺ کا بھی یا رسول اللہ ﷺ؟" فرمایا "ہاں میرا بھی، مگر پیارے اللہ کریم تعالیٰ نے میری مدد فرمائی جس سے وہ مسلمان ہوگیا اب وہ مجھے بھلائی ہی کا مشورہ دیتا ہے" (۳) اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ (حدیث) "یہ شیطان انسان کے دل پر پھیلا ہوا ہوتا ہے جب یہ (انسان کا دل) پیارے اللہ کریم تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو (شیطان) سکڑ جاتا ہے اور جب یہ دل غفلت میں ہوتا ہے تو شیطان انسان کے دل پر پھیل جاتا ہے" (۴)۔

بے ارادہ خیالات کی معافی کا یہ مطلب بھی نہیں کہ خیالات آتے ہیں تو آنے دیں اور قصداً ان خیالات میں محو ہو جائیں بلکہ ان کے خلاف جہاد کریں اور توجہ مرکوز کریں کیونکہ (حدیث) "نماز کو خیالات اور وسوسوں سے بچا کر توجہ اللہ کریم تعالیٰ کی طرف مرکوز کرنا جہاد ہے" وساوس کے بارے (حدیث) "ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سرکار کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں ایسے ایسے خیالات آتے ہیں کہ میں اُن کو زبان پر لانے سے پہلے یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ جل کر کوئلہ ہو جاؤں" یہ سُن کر آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ایسی بُری بات کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا ہے" (۵)۔ اسی طرح (حدیث) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دلوں میں بعض ایسے بُرے خیالات آتے ہیں کہ اُن کو ہم زبان سے کہنا بھی پسند نہیں کرتے" پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیا واقعی تمہاری یہ حالت ہے؟" اُنہوں نے عرض کی "ہاں یا رسول اللہ ﷺ" تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ تو خالص ایمان کی علامت ہے" (۶)۔ یعنی اگر کسی کی یہ حالت ہو کہ دین

(۱) مسلم ج۳ ح۵۵۶۱، بخاری، احمد، قوت القلوب ج۱ص۲۷۰ (۲) سورۃ الاعراف، ۲۰۱ (۳) مسلم، مشکوۃ ح۶۰، مرأۃ المناجیح ج۱ص۸۳، قوت القلوب ج۱ (۴) قوت القلوب ج۱ص۲۷۰ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوۃ ص۱۹ ح۶۶، مرأۃ المناجیح ج۱ص۸۵، فیوض الباری ج۱ص۲۰۲ (۶) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم ج۱ ح۳۴۸، ابوداؤد ج۳ ح۱۶۷۲، مسند احمد، ابن حبان ح۱۴۵، معجم کبیر ح۱۰۰۲۴، مشکوۃ ص۱۸ ح۵۶، فیوض الباری ج۱ص۲۰۲، مرأۃ المناجیح ج۱ص۸۲۔

اور شریعت کے خلاف وساوس سے اتنا گھبرائے اور پریشان ہو کہ زبان سے ادا کرنا بھی اُس کو گراں ہو تو یہ خالص ایمانی کیفیت ہے کہ وساوس پر یہ عالم ہے گناہ کے بارے کیا حالت ہو گی کیونکہ چور بھرے گھر میں ہی آتا ہے اور شیطان مومن کی فکر میں رہتا ہے۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا قاسم بن محمد تابعی علیہ الرحمۃ سے ایک شخص نے پوچھا ''مجھے نماز میں اکثر اوقات وسوسے بہت آتے ہیں'' تو آپ نے فرمایا ''تم اپنی نماز پوری کیا کرو وسوسے تو آتے ہی رہیں گے حتی کہ تم کہو گے کہ میری نماز ہی نہیں ہوئی'' (۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''اگر انسان کے دلوں کے گرد شیاطین نہ گھومتے پھرتے تو وہ ضرور ملکوت وسمٰوات کو دیکھتے'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جو نماز وسوسہ سے خالی ہو وہ نماز یہود ونصارٰی کی ہے'' (۳)۔ گویا ''وسوسہ آنا کمال ایمان کی دلیل ہے'' (۴)۔ اور پھر ہم مسکینوں کی راہنمائی میں حضرت سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ نے کیا خوب مدد فرمائی کہ (حدیث) ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلتے ہیں تو بیوی بچوں اور مال واسباب میں اتنے مشغول ہو جاتے ہیں کہ بہت کچھ بھول جاتے ہیں'' تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو تمہارا حال میرے پاس ہوتا ہے اگر اس پر ہمیشہ رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کیا کریں، لیکن اے حنظلہ! (یہ سعادت) وقتاً فوقتاً گھڑی دو گھڑی (کیلئے ملتی ہیں)'' یہ تین بار فرمایا'' (۵)۔ سبحان اللہ۔

خواص کی نماز:

نماز ہم بھی پڑھتے ہیں اور اللہ کریم عزوجل کے پیارے بندے بھی پڑھتے ہیں فرق اتنا ہوتا ہے کہ ہم ہر طرف سے باخبر ہوتے ہیں اور کئی حساب کتاب دورانِ نماز کر رہے ہوتے ہیں مگر اللہ کریم عزوجل کے پیارے بندے نماز میں اتنے مستغرق ہوتے ہیں کہ آس پاس سے بے خبر ہوتے ہیں حتی کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ اس بارے چند سبق آموز حالات درج ہیں:۔

۞۔ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر نماز پڑھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ورم آ گیا تھا'' (۶)۔ اور پاؤں مبارک سُوج جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر ہی اندر اس طرح گریہ زاری فرماتے کہ

(۱) موطا امام مالک ح ۲۲۶، مشکوٰۃ ص ۱۴ ح ۸۸، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۸۸ (۲) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۳۸ (۳) قال علی رضی اللہ عنہ، مرقاۃ، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۸۲ (۴) مرأۃ ج ۱ ص ۸۲ (۵) عن حنظلہ بن ربیع اُسَیدِی رضی اللہ عنہ، مسلم، احمد ج ۱ ح ۲۱۹ مشکوٰۃ ح ۲۱۵۹، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۴۱ (۶) عن مغیرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۵۱، مسلم ج ۳ ح ۶۹۹۷، ترمذی ج ۱ ح ۳۹۵

(حدیث) ''آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور گریہ زاری کی بدولت آپ ﷺ کے سینہ اقدس سے ہانڈی (یا دیگ) کے کھولنے کی آواز آرہی تھی'' (۱)۔ دوسری جگہ ہے کہ (حدیث) ''رونے کی وجہ سے سینے سے چکّی کی گڑگڑاہٹ کی سی آواز آرہی تھی'' (۲)۔

۔ حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو ذکر و فکر کی وجہ سے دل کے جوش مارنے کی آواز ایک دو میل تک جاتی تھی (۳)۔

۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں اِسطرح محو ہوتے کہ میخ کی مانند گاڑے معلوم ہوتے (۴)

۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جب نماز کا ارادہ فرماتے تو بدن پر خوفِ خدا سے لرزا طاری ہو جاتا کہ اُس امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا کہ جس کو اُٹھانے سے زمین و آسمان عاجز آگئے تھے (۵)۔ اور پھر نماز میں یہ عالم ہوتا کہ ایک بار آپ کی ران مبارک میں دھنسا تیر دورانِ نماز وہ تیر نکال لیا گیا جسے آپ بوجہ تکلیف نکالنے نہیں دے رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو صف پر خون دیکھ کر معلوم ہوا کہ نماز کے اندر ہی ران مبارک سے تیر نکال لیا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی (۶)۔

۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو آپ کا جسم کانپنے لگتا اور دانت بجنے لگتے اور فرماتے کہ امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے نہ جانے کیسے ادا ہو (۷)۔

۔ حضرت سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں ایسے غیر متحرک کھڑے ہوتے جیسے لکڑی زمین میں گاڑ دی گئی ہو اور پھر بعض دفعہ تو چڑیا اُن کی کمر پر آبیٹھتی، اسی لئے آپ کو ''مسجد کا کبوتر'' کہا جاتا تھا (۸)

۔ حضرت سیّدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وُضو فرماتے تو خوفِ خدا سے آپ کا رنگ زرد ہو جاتا۔

۔ حضرت سیّدنا عمار بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نظر نماز میں اپنے نئے جوتے پر پڑ گئی اور توجہ اُس طرف ہو گئی تو اُس کی پاداش میں نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اپنا یہ جوتا پھینک دیا اور مَرتے دم تک نہ پہنا

ف: موقع کی مناسبت سے یہاں ایک بڑی پیاری حدیث مبارکہ پڑھیئے کہ (حدیث) ''پیارے آقا

(۱) عن عبداللہ بن شِخّیر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۹۰۴، نسائی ح۱۱۹۸، احمد ج۱ ح۱۳۵۰، ترمذی، حاکم ح۹۷۱، ابن حبان، بیہقی ح۳۱۷۳، بلوغ المرام ح۲۲۷ ص۹۴، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۴۹، ترغیب ج۱ ح۳۴۴، شمائل ترمذی، الشفاء حصہ ۱ ص۱۵۴، کشف المحجوب ص۴۴۴ (۲) احمد، نسائی، ابوداؤد ج۱ ح۸۹۵، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۴۸، مشکوٰۃ ح۹۳۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۲۸، بالفاظ متقاربہ ترمذی، ابن حبان، شمائل ترمذی ص۲۷۰، بلوغ المرام (۳) انیس الواعظین ص۷۶، احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب ص۹۴ (۴) انوارِ جمالِ مصطفیٰ، احیاء العلوم (۵) تنبیہ المغترین ص۳۳۸، کشف المحجوب ص۴۴۴، مکاشفۃ القلوب ص۹۵ (۶) انیس الواعظین ص۷۶، کشف المحجوب (۷) مکاشفۃ القلوب ص۹۶ (۸) شعب الایمان ج۳ ح۳۱۵۴، فضائل صدقات ص۲۳۶، طبقات کبریٰ شعرانی ص۴۱۔

کریم ﷺ حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں رہا کریں"(۱)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَیں نے جب بھی نماز پڑھی سلام پھیرنے تک اپنے نفس سے کوئی بات نہیں کی"۔

۔حضرت سیّدنا مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ نماز میں تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی۔اہلِ بصرہ خوف زدہ ہوکر نکلے اور آگ بجھائی مگر آپ کو پتا نہ چلا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آگ بجھ چکی تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھنے اور لوگوں کے بتانے سے پتا چلا کہ آگ لگی تھی۔آپ ہی کے بارے میں ہے کہ مسجد میں ستون چھت سے آپ کے پاس آگرا لوگ خوف زدہ ہوگئے مگر آپ کو احساس تک نہ ہوا۔

۔حضرت سیّدنا عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی و خواتین نے گھر میں دف بجائی جبکہ اس وقت آپ نماز میں تھے تو آپ کو اتنے شور کی قطعاً خبر نہ ہوئی۔

۔حضرت سیّدنا عتبہ غلام رضی اللہ عنہ سردیوں کے موسم میں نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے خوف و حیاء کی وجہ سے جسم سے پسینہ بہنے لگتا۔

۔حضرت سیّدنا عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ فرماتے "میرے دونوں کندھوں کے درمیان خنجر کھونپنا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مَیں نماز میں دنیاوی باتوں پر غور و فکر کروں"۔

۔سیّدنا عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا زخمی ہاتھ نماز میں کاٹ دیا گیا مگر آپ کو مطلق احساس نہ ہوا۔

۔سیّدنا خلف بن ایوب رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا "آپ نماز میں مکھی کیوں نہیں اُڑاتے؟" تو فرمایا "لوگ کوڑے کھاتے ہیں اور آہ نہیں کرتے تا کہ لوگ اُنہیں صابر کہیں تو مَیں اپنے ربّ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حضور کھڑا ہوں، کیا مکھی کے کاٹنے پر بھی صبر نہ کروں؟"۔ایک دفعہ بھڑ (Wasp) نے کاٹ لیا خون نکل آیا مگر آپ کو خبر نہ ہوئی (۲)۔

۔حضرت سیّدنا سعید بن جُبیر تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب سے مَیں نے حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول سنا کہ "نماز میں خشوع یہ ہے کہ نمازی کو یہ خبر نہ ہو کہ اُس کے دائیں بائیں کون ہے" تو اُس وقت سے آج 40 برس تک مجھے یہ خبر نہیں ہوئی کہ میرے دائیں بائیں کون ہے"(۳)۔

۔حضرت سیّدنا وہب تابعی علیہ الرحمۃ نماز میں یوں کھڑے ہوتے گویا جہنّم کو دیکھ رہے ہوں (۴)۔

۔حضرت سیّدنا ربیع بن خثیم تابعی علیہ الرحمۃ کے سامنے سے چوروں نے گھوڑا کھولا مگر آپ نے نہ روکا

(۱) عن عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۲۵۱، مراٰۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۵۸ (۲) مکاشفۃ القلوب ص ۹۷ (۳) قوت القلوب ج ۲ ص ۲۳۵ (۴) قوت القلوب ج ۱ ص ۱۰۹۔

اور بعد میں فرمایا میں اِس سے زیادہ ضروری کام میں مشغول تھا۔

۞ ۔حضرت سیّدنا خواجہ اویس قرنی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "نمازی کو کوئی دوسرا شخص نیزا مارے اور اُسے خبر نہ ہو یہ نمازی کا خشوع ہے"۔

۞ ۔حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ نماز میں تھے کہ اچانک چھت سے سانپ گرا، تمام لوگ نمازیں توڑ کر مسجد سے بھاگ گئے جبکہ آپ کو پتا بھی نہ چلا اور مسلسل نماز پڑھتے رہے۔

۞ ۔حضرت ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو خوفِ خدا سے چہرے پر خون اُتر آتا۔

۞ ۔حضرت سعید تنوخی علیہ الرحمۃ کے دورانِ نماز آنسو داڑھی اور چہرے پر گرتے رہتے (۱)۔

۞ ۔حضرت سیّدنا امام بخاری علیہ الرحمۃ کو نماز میں بھڑ نے 16 ڈنگ مارے جس کی زہر سے بدن سُوج گیا مگر اُنہیں تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔

۞ ۔حضرت سیّدی مرشدی خواجہ فرید الدّین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے پیچھے نماز جمعۃ المبارک میں ان کا مُرید "محمد" بیٹھا تھا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور وجہ نہ بتا سکا۔ حضور گنج شکر علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مجھے اُس وقت نماز میں معراج حاصل تھی اُس نعمت سے تجھے بھی حصّہ مل گیا"۔

۞ ۔یہاں یہ یاد رکھیں کہ خشوع وخضوع کیلئے طویل نماز ہی ضروری نہیں بلکہ صادقین کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ اُنہوں نے شیطان کے وسوسے سے بچنے کے لیے مختصر نماز بھی پڑھی۔ جیسا کہ حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر کچھ پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز مختصر پڑھتے اور فرماتے کہ اس سے ہم شیطان کے وسوسوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ نے ایک دن جلدی اور ہلکی نماز پڑھی پوچھا گیا تو فرمایا "میں نے شیطان کے بھلوانے پر جلدی کی ہے" (۲)۔

انعامات نماز میں فرق:

اُدھر پرہیز گاروں اور صادقوں کی نماز کا یہ عالم ہے کہ (حدیث) "اَلْاَنْبِیَآءُ وَالْاَوْلِیَآءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ دَائِمُوْنَ ،انبیائے عظام اور اولیائے کرام ہمیشہ حضورِ قلب سے نماز ادا پڑھتے ہیں" (۳) اور نماز میں اُنہیں نماز میں اپنی بھی خبر نہیں اِدھر ایک ہم دنیا دار ہیں کہ سارا حساب کتاب ہی نماز میں کرنا ہوتا ہے۔ اُنہیں جسم کے کاٹے جانے کا علم نہیں ہوتا مگر ہم ہیں کہ جسم پر چیونٹی کے گزرنے پر بھی چوکنا ہو جاتے ہیں۔ اُن کے پاس آگ کا پہاڑ آگرے تو پتا نہیں مگر ہم مچھر

(۱) تنبیہ ص ۳۳۷، مکاشفۃ القلوب ص ۹۴ (۲) شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۲۰ (۳) اسرار حقیقی ص ۱۲، از خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ

کی بھنبھناہٹ بھی سُن لیں تو سارے اعضاء جھنجھلانے لگتے ہیں۔ جب ہماری اور اُن کی نمازوں میں ایسا فرق ہے تو (القرآن) "کیا اندھے اور انکھیارے برابر ہو جائیں" (۱) پھر ہماری اور اُن نیکوں کی نمازوں کے اجر و ثواب اور انعامات میں فرق کیوں نہ ہو۔ اسی فرق کو واضح کرنے کیلئے حضرت رابعہ عدویہ علیہا الرحمۃ فرماتی ہیں "آج رات سحری کے وقت میں نے کچھ تسبیحات پڑھیں پھر میں سوگئی تو خواب میں ایک سبز اور تروتازہ درخت دیکھا کہ جس کی عظمت اور حسن کو بیان نہیں کیا جاسکتا اُس درخت پر سفید، سرخ اور زرد پھل تھے جو چاند کی طرح چمک رہتے تھے، میں نے پوچھا "یہ کس کیلئے ہے؟" تو کسی کہنے والے نے بتایا کہ "تمہاری تسبیحات پڑھنے کے بدلے میں ہے" میں اُس کے ارد گرد چلنے لگی دیکھا تو ایک پھل سونے کے رنگ کا زمین پر گرا پڑا ہے، میں نے کہا "اگر یہ پھل بھی اُن کے ساتھ درخت پر ہوتا تو کیا اچھا ہوتا" کہنے والے نے جواب دیا "یہ پھل پہلے وہیں تھا مگر جب تم تسبیح پڑھتے ہوئے سوچنے لگیں کہ گوندھے ہوئے آٹا میں خمیر تو نہ ہو گیا ہوگا؟، بس اُسی وقت یہ ایک پھل وہاں سے گر گیا" (۲)۔ اسی کیفیت کو مزید بیان کرنے کیلئے کسی نے کیا خوب حکایت ہم جیسوں کیلئے لکھی ہے کہ:۔

ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اُس دوران **مجنوں لیلٰی** کے عشق میں مست و گم بے خبری کے عالم میں اُس نمازی کے سامنے سے گزر گیا، اُس نمازی نے نماز چھوڑی اور جھٹ سے مجنوں کے دے تھپڑ مارا اور تقریر فرمائی "تجھے شرم نہیں آتی، مَیں نماز پڑھ رہا تھا اور تُو میرے سامنے سے گزر گیا میری نماز توڑ دی"۔ مجنوں نے پلٹ کر کمال جواب دیا کہ "جب سے میں نے کوچہ لیلٰی میں قدم رکھا ہے مجھے تو یہاں لیلٰی کے سوا کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی، اسلئے مَیں نے تجھے یہاں کھڑے دیکھا ہی نہیں، سو میں گزر گیا۔ مگر قربان جاؤں تیری نماز پر کہ تُو پڑھ تو خدا کی نماز رہا تھا اور دیکھ مجھے رہا تھا"

بھائیو! مجنوں تھا تو دیوانہ مگر بات بڑی پتے کی کہہ گیا بلکہ ہم جیسوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور ہماری اور پیاروں کی نماز میں فرق سے آگاہ کر دیا۔ مگر یہ ضرور ذہن میں رہے کہ یہ حکایت ہے جو محض دلچسپی اور توجہ کیلئے لکھی ورنہ کسی خطرہ سے بچاؤ کیلئے نمازی کا آنکھیں کھلی رکھنا احادیث سے ثابت ہے مگر ایسے بھی نہیں کہ صرف آس پاس کی ہی خبر ہو نماز کی خبر ہی نہ ہو۔ نیز (حدیث) "مسلمان کی نماز کو کوئی (سامنے سے گزرنے والی) چیز نہیں توڑتی" (۳)۔

(۱) سورۃ الانعام، ۵۰ (۲) قوت القلوب ج ا ص ۲۴۶ (۳) عن علی : مسند امام زید ح ۱۵۶۔

نمازوں کے ثواب میں فرق کے بارے (حدیث) ''حضرت سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کی نماز میں خشوع خضوع کا یہ حال تھا کہ جب کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ اس کے پیروں سے نہ ہٹتی تھی جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو یہ حال ہوا کہ نماز میں نگاہ پیشانی سے نہ ہٹتی تھی، جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو لوگوں کا یہ حال ہوا کہ نماز میں نگاہ قبلہ سے تجاوز نہ کرتی، جب حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا اور فتنہ کا زمانہ آیا تو نماز میں لوگوں نے ادھر ادھر توجہ کرنا شروع کر دیا'' (۱)۔ اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اُس کیلئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، بعض کیلئے نواں حصہ، بعض کیلئے آٹھواں حصہ، بعض کیلئے ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا اور بعض کیلئے آدھا لکھا جاتا ہے'' (۲)۔ اور (حدیث) ''ایک شخص مسجد میں نماز ادا کرتا ہے لیکن اُس کی نماز مچھر کے بازو کے برابر نہیں ہوتی، دوسرا شخص یہی نماز ادا کرتا ہے اور اُس کا ثواب اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے بشرطیکہ وہ پہلے والے سے زیادہ عقلمند ہو''۔ نیز (حدیث) ''2 آدمیوں کی نماز میں اتنا فرق ہوسکتا ہے جتنا پہاڑ اور رائی کا، یہ فرق اُن کی عقلوں اور نماز کی ادائیگی میں فرق کی وجہ سے ہے'' ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے ''اتنا فرق ہوسکتا ہے جتنا زمین اور آسمان کا'' (۳)۔

المختصر وہی نماز ایک کیلئے تو نُور ہوتی ہے تو دوسرے کیلئے سیاہی۔ کسی کی نماز شیطان کا مُنہ کالا کرتی ہے تو کسی کی نماز اُس کا ہی مُنہ کالا کرتی ہے۔ کسی کی نماز زمین سے ایک بالشت بھی اُوپر نہیں اُٹھتی تو کسی پیارے کی نماز عرش علیٰ سے جا ٹکراتی ہے۔ یہ تو دینے کا لینا ہے جیسا دوگے ویسا لوگے۔ اسکی کیا خوب مثال اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے دی کہ (القرآن) ''اور اچھی زمین سے سبزہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور خراب زمین سے بمشکل تھوڑا نکلتا ہے'' (۴)۔ لہٰذا (حدیث) سیّدنا ابن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''فرض کی ادائیگی کی مثال ترازو کی مانند ہے جو پُورا دے گا پُورا لے گا''۔ نیز (حدیث) سیّدنا یزید رقاشی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عین برابر تھی جیسے تلی ہوئی ہو'' (۵)۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ بصدقہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح طریقہ سے نماز پڑھنے کی توفیق دے (آمین)۔

---

(۱) ابن ماجہ، ترغیب ج ۱ ص ۳۵۳ (۲) عن عمار رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۷، نسائی، مسند احمد ج ۱ ص ۹۴۴، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۲۰، ابن حبان، جامع صغیر، ترغیب ج ۱ ص ۳۳۸، عوارف المعارف، احیاء العلوم، فضائل صدقات ص ۲۰۶ (۳) مکاشفۃ القلوب ص ۱۴۰ (۴) سورۃ الاعراف، ۵۸ (۵) احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۱ ص ۱۰۹۔

باب-١٦

تشریح احکاماتِ نماز

(القرآن) "لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ، ہر امت کیلئے ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ اُن پر چلے" (١)۔ چنانچہ پیارے اللہ کریم ﷻ نے اُمتِ محمدیہ کیلئے نماز کے جو قواعد و ضوابط بنائے اور پیارے آقا کریم ﷺ کے ذریعے سکھائے ان کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

نماز کے فرائض:

نماز کے کل 13 فرائض ہیں جن میں سے 7 نماز کے باہر ہیں جنہیں شرائطِ نماز کہتے ہیں 6 نماز کے اندر ہیں جنہیں ارکان نماز کہا جاتا ہے۔ فرائضِ نماز میں سے اگر کوئی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی اور اگر ادائیگی میں بقدرِ عملِ کثیر تاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔

شرائط نماز:

۞ - بدن کا پاک اور باوضوء ہونا: (القرآن) "وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا، اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب ستھرے ہو لو" (٢)۔ نیز (القرآن) "وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ، اور گندگی کو اپنے آپ سے دُور رکھو" (٣)۔

۞ - لباس کا پاک ہونا: (القرآن) "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، اور اپنا لباس پاک رکھیئے" (٤)۔ نیز (القرآن) "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ، اے اولادِ آدم ہر نماز کیلئے اپنی زینت بناؤ" (٥)۔

۞ - جگہ کا پاک ہونا: (القرآن) "اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ، کہ تم میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں (نماز پڑھنے والوں) کیلئے" (٦)۔

۞ - ستر کا چھپانا: (القرآن) "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ، اے اولادِ آدم ہر نماز (کی حاضری) کے وقت اپنی زینت بناؤ" (٧)۔ اسکی وضاحت (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے یوں فرمائی کہ "(مرد کیلئے) ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں (سمیت) تک ڈھانپنا ستر ہے" (٨)۔ اور عورتوں کیلئے حکم ہے کہ (القرآن) "وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ، عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں" (٩)۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "کسی عورت

(١) سورۃ الحج، ٦٧ (٢) سورۃ المائدہ، ٦ (٣) سورۃ المدثر، ٥ (٤) سورۃ المدثر، ٤ (٥) سورۃ الاعراف، ٣١ (٦) سورۃ البقرہ، ١٢٥ (٧) سورۃ الاعراف، ٣١ (٨) عن ابوایوب رضی اللہ عنہ، احمد ج ١ ح ١٢٢٥، ہدایہ ج ١ ص ٥٨، شرح نقایہ ج ١ ص ٦٤، کبیری ص ٢١٠، نصب الرایہ ص ٢٩٧، دارقطنی ص ٨٥، کشف الغمہ ج ١ ص ١٩٦، عالمگیری ج ١ ص ٩٠ (٩) سورۃ النور، ٣١۔

کی نماز تب تک پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ قبول نہیں فرماتا جب تک کہ وہ اپنے مقاماتِ زینت کو نہ چھپالے" (۱)۔ لہٰذا مرد کا ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک اور عورت کیلئے مُنہ، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے سوا تمام بدن ڈھانپنا فرض ہے (۲)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا" جب نماز پڑھو تو تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور یہودیوں کی مشابہت نہ کرو" (۳)۔ اور وہ پاجامہ یا چادر یا دوپٹہ جس سے بدن نظر آئے یا بال نظر آئیں وہ مثلِ ننگا کے ہے، اس سے نماز نہیں ہوگی (۴)۔ اور خبردار! وہ فیشنی چھوٹے بازو والا قمیص کہ جس سے بازو ننگا ہوتا ہو نماز میں عورت ہرگز نہ پہنے بلکہ ہتھیلیوں کے سوا تمام ہاتھ ڈھانپے۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" بالغہ عورت کی نماز اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سر بند یا دوپٹہ کے بغیر قبول نہیں فرماتا" (۵)۔ سَر بند ایسا کپڑا جس سے سَر کے بال گردن تک چھپ جائیں

۞ ۔ **نماز کا وقت ہونا:** (القرآن) "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا، بیشک نماز مسلمانوں پر مقررہ وقت پر پڑھنا فرض ہے" (۶)۔

۞ ۔ **قبلہ کی طرف رُخ کرنا:** (القرآن) "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَه، (اے حبیب ﷺ) پس ابھی اپنا رُخِ انور مسجدِ حرام کی طرف پھیر لیجئے، اور اے مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو اپنے چہرے اُسی کی طرف پھیر لو" (۷)۔ جو شخص مکہ پاک کی مسجد حرام میں ہو وہ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر اپنا رُخ عین قبلہ کی طرف کرے اور جو دُور ہو اور بیت اللہ شریف کو نہ دیکھ رہا ہو وہ اس طرف کو رُخ کرے (۸)۔

۞ ۔ **نماز کی نیّت کرنا:** (القرآن) "وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، حُنَفَآءَ، اُنہیں تو یہی حکم ہوا کہ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کریں یکسُو ہو کر" (۹)۔ اور (القرآن) "وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، اور اُس کے خالص بندے ہو کر اُس کی عبادت کرو" (۱۰)۔ اس آیت میں جس اخلاص کا حکم ہے وہ نیّت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا نیز (القرآن) "قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِه، تم فرماؤ سب اپنے انداز (نیت) پر کام کرتے ہیں" (۱۱)۔ اور (القرآن) "وَمَن

(۱) معجم اوسط، نصب الرایہ (۲) ہدایہ ج۱ص۵۸، شرح نقایہ ج۱ص۶۴، کبیری ص۲۱۰، فیض رسول، قانونِ شریعت، درمختار، شامی، قدوری، عالمگیری ج۱ص۹۰ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن عدی کامل (۴) مظاہر حق، عالمگیری ج۱ص۹۱، درمختار، فیض رسول، فیوض الباری حصہ۲ص۱۰۴ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج۱ح۳۶۰، احمد ج۱ح۱۲۳۵، ابن ماجہ ج۱ح۶۹۸، ابوداؤد ج۱ح۶۳۷، حاکم ح۹۱۷، بیہقی ح۳۰۷۱، ابن خزیمہ ح۷۷۵، طبرانی اوسط، مشکوٰۃ ح۷۰۶، مرأۃ المناجیح ج۱ص۴۳۹، نصب الرایہ، بلوغ المرام ح۲۲۱ص۹۱ (۶) سورۃ النساء، ۱۰۳ (۷) سورۃ البقرہ، ۱۴۴ (۸) فتاوٰی عالمگیری ج۱ص۹۸، نورالایضاح ص۱۰۲ (۹) سورۃ البینہ، ۵ (۱۰) سورۃ الاعراف، ۲۹ (۱۱) سورۃ بنی اسرائیل، ۸۴۔

اَرَادَالآخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَاوَهُوَ مُؤمِنٌ ،اور جو آخرت کا ارادہ (نیت) کرے اور اُس کی کوشش کرے اور ایمان والا ہو" (۱)۔اسی طرح (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" اِنَّمَاالْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَالِامْرِئٍ مَّانَوٰی ، بیشک اعمال کا دارو مدار نیّتوں پر ہے اور آدمی کیلئے وہی ہے جو اُس نے نیت کی" (۲)۔ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" مومن کی نیّت اُسکے عمل سے بہتر ہے" (۳)۔کوئی عمل نیّت کے بغیر قبول نہیں۔

ارکانِ نماز:

۔تکبیر تحریمہ کہنا: یعنی اَللّٰهُ اَكْبَر کہنا۔(القرآن) "وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ،اور اُسکی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو" (۴)۔نیز (القرآن) "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ،اور اپنے رب کریم ﷻ ہی کی بڑائی بیان کرو" (۵)۔یعنی اللہ اکبر کہو۔اور (القرآن) "وَذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ،اور اپنے رب کریم ﷻ کا نام لے کر نماز پڑھی" (۶)

۔قیام کرنا: (القرآن) "وَقُوْمُوْالِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ، اور اللہ کریم ﷻ کے حضور (نماز میں) قیام کرو ادب سے" (۷)۔

۔قرآن کریم کی تلاوت کرنا: (القرآن) "فَاقْرَءُ وْامَاتَيَسَّرَمِنَ الْقُرْآنَ ، پس قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو" (۸)۔اور آقا کریم ﷺ نے فرمایا" قرأت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے" (۹)۔

۔رکوع کرنا: (القرآن) "وَارْكَعُوْامَعَ الرّٰكِعِيْن ،اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو" (۱۰)

۔دونوں سجدے کرنا: (القرآن) "فَاسْجُدْلَهٗ ، پس اُسے سجدہ کرو" (۱۱)۔نیز (القرآن) "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْاارْكَعُوْاوَاسْجُدُوْا ، اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو" (۱۲)۔

۔آخری قعدہ: (حدیث) "...... فَاِذَافَعَلْتَ ذٰلِكَ اَوْقَضَيْتَ هٰذَافَقَدْتَمَّتْ صَلٰوتُكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَفَاقْعُدْ، آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہّد کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا" جب تم نے یہ (قعدہ اخیرہ) کرلیا یا اس (قعدہ اخیرہ) کو مکمّل کرلیا تو تمہاری نماز پوری ہوگئی اگر اُٹھنا چاہتے ہو تو اُٹھ جاؤ، بیٹھنا چاہتے ہو تو بیٹھے رہو" (۱۳) تشہّد کی فرضیت اگر حدیث مذکورہ سے مان لی جائے تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے چونکہ یہ حدیث خبر واحد کا درجہ رکھتی ہے

(۱) سورۃ بنی اسرائیل، ۱۹ (۲) بخاری ج ۱ ص ۱۴۱، مسلم، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۳ (۳) رضویہ، فیض القدیر شرح جامع صغیر ج ۶ ص ۲۹ بحوالہ بیہقی، معجم کبیر (۴) سورۃ بنی اسرائیل، ۱۱۱ (۵) سورۃ المدثر، ۳ (۶) سورۃ الاعلیٰ، ۱۵ (۷) سورۃ البقرۃ، ۲۳۸ (۸) سورۃ المزمّل، ۲۰ (۹) مسلم ج ۱ ح ۷۸۶، بخاری، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۱۰، نسائی، مسند احمد، ابن حبان ح ۱۷۸۱، ابن خزیمہ ح ۵۴۷، بیہقی ح ۲۲۰۰ (۱۰) سورۃ البقرۃ، ۴۳ (۱۱) سورۃ الدھر، ۲۶ (۱۲) سورۃ الحج، ۷۷ (۱۳) ترمذی، ابوداؤد ج ۱، ابن ماجہ ح ۹۴۶، امام احمد ج ۱ ص ۴۲۲، ابن ابی شیبہ، بزار، طحاوی ج ۱ ص ۵۶۱، بیہقی ج ۲ ص ۱۷۴، ہدایہ ج ۱ ص ۹۷، مشکوٰۃ ص ۸۳۔

اسلیئے فرضیت ثابت نہیں ہوتی تو پھر فرضیت کیلئے اس کو کیونکر دلیل ٹھہرایا جائے؟۔تو عرض ہے کہ تشہُد کی فرضیت کا حکم آیت کریمہ "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، اور نماز قائم کرو" (۱)۔میں مجمل طور پر موجود ہے اور خبرِ واحد اس کے بیان ووضاحت کے طور پر لاحق ہوتی ہے۔اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی مجمل آیت کا بیان خبرِ واحد سے ہو تو حکم کتاب اللہ کی طرف لوٹے گا نہ کہ خبرِ واحد کی طرف لہٰذا حنفیہ کے نزدیک قعدہ اخیرہ کی فرضیت اسی آیت وحدیث سے ثابت ہے (۲)۔

۔خروج بصُنعه :یعنی اپنے فعل سے ارادۃً نماز سے نکلنا، یا سلام پھیرنا یا اس جیسا کوئی اور کام کرنا اس کی فرضیت بھی سابقہ حدیثِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جس طرح تشہُد کو ثابت کرتی ہے اسی طرح خروج بصنعہ کو بھی ثابت کرتی ہے۔نیز ایک جگہ (حدیث) ارشاد مبارک ہے "نماز کی چابی طہارت ہے اور اس کا تحریمہ تکبیر ہے، اور اُس سے باہر نکلنا سلام سے ہے" (۳)۔

نماز کے واجبات:

نماز کے واجبات میں سے کوئی بھی واجب قصداً چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے جس سے نماز نہیں ہوتی اور بھول کر رہ جانے پر سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔نماز کے واجبات یہ ہیں: (۴)۔

۔تکبیر تحریمہ میں لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا یعنی اَللّٰہُ کے ساتھ صرف اَکْبَرُ ہی ملانا۔▪▪▪▪فرض کی پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد پڑھنا▪▪▪▪الحمد کا سورت سے پہلے ایک بار پڑھنا▪▪▪▪فرض کی پہلی 2 رکعتوں میں "الحمد کے بعد" قرآن پاک سے کم از کم تین آیات یا کوئی چھوٹی سورت یا ایک بڑی آیت جو 3 چھوٹی آیات کے برابر ہو تلاوت کرنا" (۵)۔▪▪▪▪مقتدی کا امام کی قرأت کے دوران چُپ رہنا▪▪▪▪نمازِ واجب اور نمازِ سنّت کی تمام رکعات میں الحمد کے ساتھ سُورت ملانا ▪▪▪▪امام کا نمازِ فجر، مغرب، عشاء، جمعہ وعیدین کی پہلی دو رکعتوں میں بلند اور نمازِ ظہر اور عصر میں قرأت آہستہ کرنا▪▪▪▪ نمازِ وتر میں تکبیرِ قنوت کہنا۔▪▪▪▪قرأتِ قنوت کرنا▪▪▪▪عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنا▪▪▪▪قومہ کرنا▪▪▪▪ قرأت کے فوراً بعد رکوع کرنا▪▪▪▪ سجدۂ تلاوت کرنا، بشرطیکہ نماز میں آیتِ سجدۂ تلاوت کی گئی ہو▪▪▪▪جلسہ کرنا▪▪▪▪رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں اتنا اطمینان کرنا کہ اعضاء اپنے محل میں سکون اختیار کرلیں▪▪▪▪رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔▪▪▪▪سجدہ میں پاؤں کی تین تین اُنگلیوں کا پیٹ زمین سے لگنا▪▪ ▪رکوع

(۱) سورۃ البقرہ ۴۳ (۲) حاشیہ ہدایہ (۳) عن محمد بن حنفیہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۱ ص ۹۱، ترمذی ص ۲۷، ابن ماجہ ح ۲۹۰ (۴) مالابدمنہ، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۴۷ (۵) مالابدمنہ، حاشیۃ الطحطاویہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲۔

ایک بار اور سجدہ 2 بار کرنا ▪▪▪ دونوں سجدے یکے بعد دیگرے کرنا ▪▪▪ مقتدی کیلئے امام کی تابعداری کرنا ▪▪▪ 4 رکعت کی نماز میں درمیانی قعدہ کرنا ▪▪▪ التحیات پڑھنا، اگر ایک لفظ بھی چھوڑا تو واجب ترک ہوا ▪▪▪ آخری قعدہ میں التحیات پڑھنا ▪▪▪ نماز فرض، وتر اور سنّت مؤکدہ میں قعدہ اوّل میں تشہّد کے بعد کچھ نہ پڑھنا اور تیسری رکعت میں جانا ▪▪▪ ترتیب قائم رکھنا ▪▪▪ لفظ ''اَلسّلَام'' کے ساتھ نماز سے نکلنا جبکہ ''عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ'' کہنا سنّت ہے (۱)۔

نماز کی سُنّتیں:

✱ ۔مرد کا تکبیر تحریمہ کیلئے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اور عورت کا کندھوں تک اُٹھانا۔ ✱ ۔تکبیر تحریمہ کے وقت اُنگلیاں کھلی اور قبلہ رُخ رکھنا۔ ✱ ۔تکبیر تحریمہ کہتے وقت سَر نہ جھکانا۔ ✱ ۔تکبیر سے پہلے ہاتھ اُٹھانا۔ ✱ ۔امام کا تکبیر بلند آواز سے کہنا۔ ✱ ۔ہر تکبیر کی اَللّٰہُ اَکْبَر کی ''ر'' پر جزم پڑھنا۔ ✱ ۔تکبیر کے فوراً بعد قیام کیلئے ہاتھ باندھنا۔ ✱ ۔مرد کا ناف کے نیچے جبکہ عورت کا سینے پر ہاتھ باندھنا۔ ✱ ۔دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ ✱ ۔قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان 4 اُنگلی کا فاصلہ رکھنا۔ ✱ ۔تکبیر اُولیٰ کے فوراً بعد ثناء پڑھنا۔ ✱ ۔ثناء پڑھنا اور آہستہ پڑھنا۔ ✱ ۔صرف پہلی رکعت میں تعوّذ پڑھنا اور آہستہ پڑھنا۔ ✱ ۔ہر رکعت کے شروع میں آہستہ بسم اللہ پڑھنا۔ ✱ ۔آمین کہنا اور آہستہ کہنا۔ ✱ ۔ثناء، تعوّذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا۔ ✱ ۔فرض کی پچھلی ایک یا 2 رکعت میں الحمد پڑھنا۔ ✱ ۔الحمد کے بعد جو سورت ملائی جائے وہ فجر اور ظہر کی نمازوں میں طوال مفصّل سے، عصر اور عشاء میں اوساط مفصّل سے اور مغرب میں قصار مفصّل سے ہو جبکہ نمازی مقیم ہو اور اگر مسافر ہو تو جو سورت چاہے پڑھے۔ ✱ ۔صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا۔ ✱ ۔رکوع و سجود کیلئے تکبیرات کہنا۔ ✱ ۔رکوع میں تسبیحات کم از کم 3 بار پڑھنا۔ ✱ ۔رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا۔ ✱ ۔کہنیاں پہلوؤں سے الگ رکھنا اور اُنگلیاں کھولنا ✱ ۔حالتِ رکوع میں ٹانگیں سیدھی رکھنا۔ ✱ ۔رکوع میں سَر اور پیٹھ ایک سیدھ میں برابر رکھنا۔ ✱ ۔رکوع سے اُٹھیں تو ہاتھ لٹکا دینا۔ ✱ ۔امام کا ''سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ'' بلند آواز میں کہنا۔ ✱ ۔مقتدی کا ''رَبَّنَالَکَ الْحَمْد'' آہستہ کہنا۔ ✱ ۔تنہا نمازی کو دونوں کلمات کا کہنا اور آہستہ کہنا ✱ ۔سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی زمین پر رکھنا اور سجدہ سے اُٹھتے

(۱) نور الایضاح، حاشیہ طحطاویہ، نور الایضاح، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۰، ۸۳، کبیری ص ۲۹۶، ہدایہ ج ۱ ص ۶۳، ۶۳، ۷، مراقی فلاح، شرح وقایہ، مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۵۔

ہوئے اُس کے برخلاف کرنا۔ ۞۔ سجدہ میں ہاتھ کی اُنگلیاں مِلی ہوئی اور قبلہ رُخ رکھنا اور انگوٹھے کانوں کی سیدھ میں رکھنا۔ ۞۔ سجدہ میں مرد کا پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے الگ رکھنا۔ ۞۔ پاؤں کی دَسوں اُنگلیوں کا پیٹ زمین سے لگا کر موڑ کر قبلہ رُخ کرنا۔ ۞۔ دوسری رکعت کیلئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھنا۔ ۞۔ سجدہ کی تسبیح 3 بار کہنا۔ ۞۔ جلسہ اور قعدہ میں اُنگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا مگر پکڑنا نہیں۔ ۞۔ اشارۂ سبّاحہ کرنا یعنی شہادت کی اُنگلی کا اشارہ کرنا۔ ۞۔ جلسہ اور تشہُّد میں مرد کا دایاں پاؤں کھڑا اور بایاں پاؤں بچھانا اور دائیں پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ رُخ کرنا اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اُس پر بیٹھنا۔ ۞۔ قعدۂ اخیر میں درُود شریف اور دعائیں پڑھنا۔ ۞۔ نمازِ نفل میں قعدہ اوّل اور قعدہ اخیر دونوں میں درُود شریف اور دعائیں پڑھنا۔ ۞۔ پہلے دائیں پھر بائیں طرف سلام پھرنا۔ ۞۔ سلام پھیرتے ہوئے امام کا فرشتوں اور مقتدیوں کو سلام کی نیّت کرنا جبکہ مقتدیوں کا امام اور فرشتوں کو سلام کی نیّت کرنا۔ ۞۔ امام کا بلند اور مقتدیوں کا آہستہ آواز سے سلام کہنا۔ ۞۔ امام کا دوسرا سلام پہلے سے پست آواز میں کہنا۔ ۞۔ سلام پھیرتے ہوئے ''عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله'' کہنا جبکہ ''اَلسَّلَام'' کہنا واجب ہے۔ ۞۔ سلام کے بعد امام کا دائیں یا بائیں رُخ کر کے بیٹھنا تاہم دائیں طرف افضل ہے۔ ۞۔ فرضوں کے بعد اگر سنّت مؤکدہ ہوں تو دعاء مختصر کرنا اور سنّتیں بغیر کلام کئے جلدی شروع کرنا۔ ۞۔ نماز فرض کے بعد سنّتوں کے لیے جگہ بدلنا۔ ۞۔ تکبیر قنوت اور تکبیراتِ عیدین کیلئے ہاتھ اُٹھانا(۱)۔

نماز کے مُستحبّات:

۞۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے دعاء پڑھنا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ ...... الخ۔ ۞۔ زبان سے نیّت کہنا۔ ۞۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ پر جماعت کیلئے کھڑا ہونا۔ ۞۔ مرد کا تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا۔ ۞۔ رکوع میں اُنگلیاں کھلی رکھنا اور سجدہ میں مِلی ہوئی رکھنا۔ ۞۔ رکوع وسجود میں تسبیح 3 بار سے زیادہ طاق تعداد میں یا بلا تعداد پڑھنا۔ ۞۔ قیام میں سجدہ گاہ پر نظر رکھنا۔ ۞۔ رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھنا۔ ۞۔ سجدہ میں ناک کے سِرے پر نظر رکھنا۔ ۞۔ قعدہ میں گود میں یا سینہ پر نظر رکھنا۔ ۞۔ سلام پھیرتے ہوئے اپنے شانے پر نظر رکھنا۔ ۞۔ زمین پر بغیر کچھ بچھائے سجدہ کرنا۔ ۞۔ جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا۔ ۞۔ جہاں تک ممکن ہو مُنہ بند کر کے جمائی روکنا یا دائیں ہاتھ کی پشت سے روکنا۔

(۱) نور الایضاح ص ٦٦، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۲، ۱۱۳، منیۃ المصلی، بحر الرائق، طحطاویہ، ہدایہ، کبیری ص ۳۰۶، درمختار، شامی۔

نماز کے مُفسدات:

بندہ کئی اہم کام چھوڑ کر شدید سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضوء کر کے اللہ کریم ﷻ کی خوشنودی کیلئے جائے نماز پر آ کھڑا ہوتا ہے۔ مگر وہی نماز جس نے اللہ کریم ﷻ کی رِضا کا باعث بننا ہوتا ہے اس میں اپنی لاعلمی یا عدمِ توجہ کی وجہ سے بعض ایسی غلطیاں کر جاتا ہے جس سے وہ نماز مکمل ہونے سے پہلے کہیں درمیان میں ہی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور بجائے رِضاء کے اللہ کریم ﷻ کی ناراضگی میسر آتی ہے۔ اسلئے یہاں لکھے جانے والے مفسداتِ نماز کو نہایت توجہ سے پڑھیں اور نماز میں ان کا خیال رکھیں تا کہ ہماری نماز بارگاہ رب کریم ﷻ میں مقبول ہو۔ آمین:۔

❁۔ نماز میں جان بوجھ کر یا کسی کے عمل سے وضو کا ٹوٹ جانا مفسدِ نماز ہے جیسے کسی نے پتھر مارا اور خون بہہ نکلا، کسی نے زخم چھوا اور خون نکلنے لگا تو وضوء فاسد ہو گیا (۱)۔ مگر (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی سلام پھیرنے سے پہلے نماز کے (قعدہ) اخیر میں (بمقدارِ تشہد بیٹھنے کے بعد) بے وضوء ہو جائے تو اُس کی نماز ہو جائے گی'' (۲)۔ اسلئے کہ امام اعظم وصاحبین کے نزدیک لفظ سلام کہنا فرض نہیں بلکہ ارادہ سے نماز سے باہر آنا فرض ہے (۳)۔

❁۔ پیشاب پاخانہ، نکسیر، منہ بھر قے یا ریح کا خارج ہونا (۴)۔ کیونکہ (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی کو نماز میں ریح آئے تو پھر جائے وضوء کرے اور نماز لوٹائے'' (۵)۔ نیز قے کا کچھ حصہ نگل لینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے (۶)۔

❁۔ نمازی نے یہ گمان کیا کہ اُس کا وضوء نہیں حالانکہ وضوء ہے، یا نماز کی کسی شرط (جن کا شرائط نماز میں ذکر ہو چکا) کے نہ پائے جانے پر گمان غالب ہوا اور یقین کر لیا حالانکہ ایسا نہیں تھا تو وہ نماز جو وہ ادا کر رہا ہے یا ادا کی وہ باطل ہو گئی (۷)۔

❁۔ نماز میں معذور کے عذر کا زائل ہو جانا جیسے تیمم والے کو پانی مِل جائے، موزے کی مدت پوری ہو جائے یا موزے اُتر جائیں، اشارہ سے پڑھنے والا رکوع وسجود پر قادر ہو جائے وغیرہ تو نماز فاسد ہو جائے گی (۸)۔

❁۔ نماز میں ارادہ سے یا بلا ارادہ، خوشی سے یا مجبوری سے، مسئلہ کا علم ہو یا نہ ہو، اُونچا یا آہستہ کم یا

(۱) نورالایضاح ص ۱۴۰، مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ ص ۱۴۷ (۲) عن ابن عمر ﷺ، ترمذی ج۱ ح ۳۹۱، مشکوۃ ح ۹۴۳، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۱۳۰ (۳) مرآۃ ج۲ ص ۱۳۱، فتاوی عزیزی (۴) عالمگیری ج۱ ص ۱۴۶، ۱۶۲ (۵) عن طلق بن علی ﷺ، ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ ح ۹۴۶، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۱۳۰ (۶) عالمگیری ج۱ ص ۱۶۲ (۷) ردالمحتار، (۸) نورالایضاح، بہارشریعت۔

زیادہ بولنا خواہ نیند میں ہو مفسدِ نماز ہے نیز یہ یاد رہے کہ بولنا کم از کم اتنی آواز سے ہو کہ خود سن سکے اور اگر اس سے کم آواز ہو تو مفسدِ نماز نہیں ہے(۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''نماز میں انسان کے کلام کی گنجائش نہیں سوائے تسبیح و تکبیر و قرأتِ قرآن کے'' (۲)۔ اسلیئے نماز میں کلمہ شریف پڑھنا، سلام کہنا یا سلام کا جواب دینا، یا اذان کا جواب دینا یا دل میں وسوسہ آنے پر یا بُری خبر سُن کر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ کہنا یا اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن، کہنا یا چھینک کا جواب دینا مفسدِ نماز ہے (۳)۔ البتہ اگر نماز میں چھینک آئے تو سکوت کریں اور اگر ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ'' کہہ لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر منع ہے (۴)۔ اور نمازی کا کچھ مانگنے، پوچھنے، کہنے یا روکنے کیلیئے سَر یا ہاتھ کا اشارہ کرنا مکروہ ہے البتہ اگر کسی عذر سے اشارہ کیا تو حرج نہیں۔ البتہ کسی کو یہ بتانے کیلیئے کہ مَیں نماز میں ہوں تاکہ وہ اُس سے بات نہ کرے زور سے اَلْحَمْدُلِلّٰہ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے میں حرج نہیں (۵)۔

۔ نمازی نے اللہ کریم ﷻ کا نام سُن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہا۔ یا آقا کریم ﷺ کا نام سُن کر ﷺ کہا، اگر جواب دینے کی خاطر کہا تو نماز ٹوٹ گئی۔ اگر تعظیم کیلیئے کہا تو نماز مکروہ ہوئی۔ اور اگر بھولے سے کہا تو سجدۂ سہو لازم ہے (۶)۔

اگر کتا، بلی یا جانور وغیرہ کو آواز دے کر اسطرح بلایا یا جھڑکا کہ الفاظ ادا ہو گئے تو نماز فاسد ہوئی (۷)

۔ قصداً بلا ضرورت کھانسنا، کھنگارنا اور گلا صاف کرنا کہ جس سے کچھ حرف یا کم از کم 2 حروف کی آواز پیدا ہو جائے تو نماز فاسد، کم ہے تو مکروہ ہے اور اگر بوقتِ ضرورت گلا صاف کیا تو حرج نہیں (۸)

۔ نماز میں درد یا مصیبت سے قصداً اتنی آواز میں رونا کراہنا کہ جس سے آہ، اُوہ، اُف، تف یا ہائے وغیرہ جیسے الفاظ زبان سے نکل جائیں تو نماز فاسد ہوئی (۹)۔ اگر صرف آنسو نکلیں تو حرج نہیں۔ البتہ اگر مریض کی زبان سے بے اختیار تکلیف کی وجہ سے آہ وغیرہ نکلے تو حرج نہیں مگر صبر و ضبط سے روکے۔ البتہ اگر بیمار نے مشقت یا درد کی بنا پر بسم اللہ کہا تو نماز قائم ہے (۱۰)۔

(۱) مسند امام زید ح ۱۱۵، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۱، ہدایہ ج ۱ ص ۸۶، کبیری ص ۴۳۴، نور الایضاح، در مختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۴ مالابد منہ (۲) عن مُعاویہ بن الحَکَم سُلَمِی رضی اللہ عنہ، مسلم، ابوداود، نسائی، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۴۷، بلوغ المرام ح ۲۴۴ ص ۹۴ (۳) مسند امام زید ح ۱۱۵، عالمگیری ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۵۴، نور الایضاح، مالابد منہ، شامی، در مختار، قدوری، ہدایہ ج ص ۸۷، کبیری ص ۴۳۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۱۴، فیوض الباری (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۱۴ (۵) غنیۃ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۵، شرح نقایہ (۶) در مختار، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۸ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۰ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۰، ۱۷۰، غنیۃ، در مختار، شامی، جامع صغیر ص ۱۳، کبیری ص ۴۴۹، ہدایہ ج ۱ ص ۸۷، نور الایضاح، مدارج النبوت (۹) جامع صغیر ص ۱۳، ہدایہ ج ۱ ص ۸۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۲، کبیری ص ۴۳۷ (۱۰) ہدایہ، شامی، شرح نقایہ، کبیری، عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۷، ۱۵۹، نور الایضاح۔

- نماز میں جنّت ، دوزخ ، ملّہ پاک یا مدینہ پاک کے خیال سے یا قرأت سے دِل بھر آنے پر رونا آئے خواہ زور سے روئیں یا آہ نکلے تو نماز نہیں ٹوٹتی (۱)۔ کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رونا سنا حالانکہ میں آخری صف میں تھا" (۲)۔ لہٰذا یہ رونا تو خشوع کی علامت ہے۔ (۳)۔ کہ (قرآن) "اور جب سنتے ہیں وہ (قرآن) جو رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھتے ہیں کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا" (۴)۔ بلکہ یہ تو (القرآن) "جان سے پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے" (۵)۔

- چھینک، کھانسی، جماہی، ڈکار سے جو فطرتاً یا مجبوراً آواز نکلے اُس کا حرج نہیں (۶)۔

- مقدارِ تسبیح یا تعدادِ رکعات وغیرہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (۷)۔

- امام نے قعدہ میں بیٹھنا تھا مگر کھڑا ہو گیا مقتدی نے کہا "بیٹھ جاؤ" یا کہا "اُوہُوں" تو مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی (۸)۔ بلکہ سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ کر لقمہ دے۔

- قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا امام اعظم کے نزدیک مفسدِ نماز ہے بشرطیکہ اُٹھا کر صفحات پلٹ کر پڑھ رہا ہو یا قرآن سامنے رکھا ہو اور سیکھنے کیلئے پڑھے جبکہ صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے (۹)۔

- نماز میں اگر کسی کاغذ یا کتاب یا دیوار پر لکھی تحریر پر نظر پڑے تو اُسے اگر زبان سے پڑھ لیا تو نماز فاسد، اگر دیکھ کر صرف دل سے مطلب سمجھا تو نماز قائم ہے۔ اسلئے چاہیئے کہ مسجد کے اندر سامنے دیوار یا محراب کی نچلی سطح پر نہ کچھ لکھیں اور نہ کوئی لکھی چیز لٹکائیں (۱۰)۔

- قہقہہ لگانا یعنی اتنا ہنسنا کہ پاس والے سُن لیں تو اُس سے نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جاتے ہیں اور اگر اتنا ہنسے کہ آواز صرف خود ہی سنے تو نماز ٹوٹ گئی وضوء باقی ہے۔ اور اگر مسکرا دیا یعنی صرف دانت کھلے آواز نہ نکلی تو نماز اور وضوء دونوں قائم رہے (۱۱)۔ نماز میں ہنسنے سے وضوء اور نماز دونوں کے ٹوٹ جانے کا یہ حکم مخصوص ہے اور خلافِ قیاس ہے اور یہ صرف ایک خاص وقت کیلئے ہی ہے کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابو مَلِیُح تابعی علیہ الرحمۃ نے اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ "ایک دفعہ

(۱) درمختار، شامی، نورالایضاح، مالابدمنہ، بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ص ۱۵۹ (۲) بخاری، فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۵۷، (۳) نورالایضاح حاشیہ (۴) سورۃ المائدہ، ۸۳ (۵) سورۃ المائدہ، ۵۴ (۶) درمختار، بہار شریعت (۷) درمختار، شامی، ہدایہ، نورالایضاح (۸) درمختار، عالمگیری ج ۱ص ۱۵۴ (۹) مالابدمنہ، درمختار، شامی، بہار شریعت ج ۱ص ۲۱۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۲۲، ہدایہ ج ۱ص ۱۳۹، عالمگیری ج ۱ص ۱۶۰ (۱۰) ہدایہ، درمختار، شامی، عالمگیری ج ۱ص ۱۶۰، نورالایضاح، بہار شریعت ج ۱ص ۲۱۵ (۱۱) درمختار، شامی [illegible]

کا ذکر ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک نابینا صحابی (حضرت سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) وہ گڑھے میں گر پڑے (اُن کے گرنے کی عجب حالت دیکھ کر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں ہنس پڑے تو نماز کے بعد) پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم میں سے جو کوئی نماز میں (قہقہہ لگا کر) ہنسا ہے وہ (نیا) وضوء کرے اور نماز کا اعادہ کرے" (۱)۔ لہٰذا اس حکم کی تعمیل میں اب بھی اگر نماز میں کوئی قہقہہ لگا کر ہنس دے تو نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جائیں گے مگر نماز کے باہر ہنسنے سے وضو نہیں جاتا۔ نیز (حدیث) "ہنسنے یا دانت نکالنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ قہقہہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے" (۲)۔

- قرأت میں سخت غلطی کرنا کہ جس سے معنی بدل جائیں مفسد نماز ہے (۳)۔
- قاضی امام ابوالحسن علیہ الرحمۃ اور قاضی امام ابوعاصم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر کوئی شخص عمداً "ضاد" کو "ظاء" پڑھے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور امام پڑھے تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی (۴)۔ اگر کسی مسجد میں امام "ضاد" کو "ظاء" پڑھتا ہو تو کوئی شخص فساد سے بچنے کیلئے دوسری مسجد میں نماز پڑھ لے تو اُس پر کوئی مواخذہ نہیں بلکہ اُس کا فعل درست ہے۔
- جیب میں بوتل ہو جس میں شراب، خون، پیشاب، پاخانہ یا ناپاک کپڑا ہو تو نماز نہیں ہوگی (۵)
- بے ہوش یا پاگل ہو جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (۶)۔
- نمازی کا کپڑا یا بدن نماز میں ناپاک ہو گیا اور 3 تسبیح کی مقدار وقت گزر گیا، تو نماز فاسد ہوئی (۷)
- ایک بچّہ جس کو خود سنبھلنے کی سکت نہیں اس پر اتنی نجاست لگی ہو کہ جو مفسدِ نماز ہو اور وہ آ کر نمازی کی گود میں آ گیا اگر ایک رکن کی مقدار ٹھہرا رہا تو نماز فاسد اگر کم ٹھہرا نماز قائم ہے اور اگر بچہ خود سنبھلنے کی سکت رکھتا ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی بیشک زیادہ دیر تک ٹھہرا رہے (۸)۔
- دورانِ نماز دونوں پاؤں کے نیچے یا سجدہ کرتے وقت دونوں یا ایک گھٹنے یا دونوں یا ایک ہاتھ کے نیچے یا پیشانی کے نیچے مجموعی طور پر درہم سے زیادہ نجاست ہو تو نماز فاسد ہوئی (۹)۔
- جس فرش یا زمین پر نماز پڑھی اس کے ایک طرف نجاست تھی اور اسکے پاؤں کے نیچے اور سجدہ کی جگہ پاک تھی تو نماز جائز ہے (۱۰)۔
- نجس جگہ پر موٹا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی کہ جس سے نجاست کی رنگت یا بُو محسوس نہ ہو تو نماز درست

(۱) دارقطنی، طبرانی فی الدرایہ، ہدایہ ص ۲۶، کتاب الآثار، قدوری (۲) مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۲، معجم صغیر (۳) درمختار ج ۱ ص ۹۰ نورالایضاح (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۲، کبیری (۵) درمختار، محیط، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۹۷ (۶) نورالایضاح (۷) شامی عطاء حبیب ج ۱ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۹۸، فتح القدیر (۹) درمختار ج ۱ ص ۹۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۲، عالمگیری ج ۱ ص ۹۵، ۹۶ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۹۶۔

ے اگر کپڑا باریک ہو اور نجاست نظر آئے یا بُو آئے تو نماز نہیں ہوگی۔ نجاست پر چونا یا مٹی وغیرہ بچھانا کہ بُو نہ آئے حرج نہیں اور اگر کچھ مٹی وغیرہ چھڑک دی مگر ابھی بُو آتی ہے تو وہاں نماز جائز نہیں (۱)۔

۔ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا مفسدِ نماز ہے۔ تاہم اگر ناپاک زمین دھوپ ہوا یا آگ سے خشک ہو ئے اور اُس کا رنگ اور بدبُو جاتی رہے تو پاک ہو جائے گی۔ اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس پر تیمم رست نہیں یہی حکم اینٹ کے فرش، درخت اور دیوار اور بغیر کٹی گھاس کے بارے ہے (۲)۔

۔نمازی کے سامنے بچھو یا سانپ آ جائے اور اُس کے کاٹنے کا ڈر ہو تو 3 ضربوں سے کم اور قدموں سے کم چل کر اُسے مار دیں نماز درست ہے، بلکہ عالمگیری ج ۱ص ۱۶۳ میں ہے، بہت ں ضربوں میں بھی مار دینے میں حرج نہیں۔ اور اگر کاٹنے کا ڈر نہ ہو تو مارنا مکروہ ہے (۳)۔ تاہم ران کو مارنے میں عمل کثیر ہو جائے اور نماز ٹوٹ جائے تو گناہ نہیں اِس حدیث پاک کی وجہ سے (۴) کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "نماز میں دو کالی چیزوں سانپ اور بچھو کو مار ڈالو" (۵)۔ ں بارے مزید احادیث ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور ابن حبان میں موجود ہیں۔

۔پے درپے 3 بال اُکھیڑنا مفسدِ نماز ہے، یا 3 جوئیں مارنا اور ہر بار پے درپے ہاتھ اُٹھانا یا یک جُوں کو 3 بار مارنا چونکہ عمل کثیر ہے، اسلئے مفسدِ نماز ہے (۶)۔

۔نماز میں بٹن بند کرنا، موزہ پہننا اگر عمل کثیر ہو تو مفسد نماز ہے (۷)۔

۔نمازی نے کسی کو طمانچہ یا کوڑا مار دیا یا نماز میں مصافحہ کیا تو نماز فاسد ہوئی (۸)۔

۔پے درپے تین پتّھر پھینکنا مفسدِ نماز ہے اور اگر ایک ہی پتھر زمین سے اٹھا کر ہاتھ پھیلا کر اقت سے پھینکا تو بھی مفسدِ نماز ہے (۹)۔

۔آنکھوں میں سرمہ ڈالنا (۱۰)۔

۔نماز پڑھنے والے کو کسی نے اُٹھایا پھر وہیں رکھ دیا یا دوسری جگہ رکھ دیا، اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا تو نماز قائم ہے، اگر سینہ پھر گیا تو فاسد ہوئی اور اگر اس کو اُٹھا کر سواری پر رکھ دیا تو نماز فاسد ہوئی (۴)۔

(۱) منیۃ المصلی، عالمگیری ج ۱ص ۹۷، شامی (۲) شرح وقایہ، ہدایہ، مالابدمنہ، درمختار، شرح نقایہ (۳) ہدایہ، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۶، کبیری ص ۳۵۴، احیاء العلوم، غنیۃ (۴) مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۱۲۹ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ح ۳۷۲، مسند م احمد، ابوداؤد ج ۱ح ۹۱۳، نسائی ح ۱۱۸۶، مشکوٰۃ ح ۹۳۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۱۲۹، ابن ماجہ، ابن حبان، بلوغ المرام ح ۲۳۱ ص ۹۵ (۶) عالمگیری ج ۱ص ۱۶۳، غنیۃ (۷) عالمگیری ج ۱ص ۱۶۴ (۸) منیۃ المصلی، غنیۃ، عالمگیری ج ۱ص ۱۶۴، کبیری، نور الایضاح (۹) عالمگیری ج ۱ص ۱۶۳، ۱۶۴ (۱۰) عالمگیری ج ۱ص ۱۶۳ (۴) عالمگیری ج ۱ص ۱۶۳۔

ـ اگر چوپایہ وغیرہ دھکّا دے اور نمازی یکدم 3 قدم چل دے تو اُس کی نماز فاسد ہوئی (۱)۔

ـ ایک رکنِ نماز میں 3 بار کھجلی کی اس طرح کہ ہر بار کھجانے کیلئے ہاتھ نیچے کر کے پھر اُٹھایا۔ ایک بار کھجایا مگر اتنی دیر کر دی کہ عملِ کثیر ہو گیا، تو مفسدِ نماز ہے (۲)۔

ـ اگر بلا عذر آپ کا قبلہ کی سمت سے قصداً یا بلا قصد سینہ پھرا تو نماز ٹوٹ گئی (۳)۔

ـ اگر قبلہ کی سمت سے بلا قصد سینہ پھرا اور فوراً سیدھا کر لیا تو نماز درست ہے۔ اور اگر بمقدار عملِ کثیر تاخیر کی تو نماز فاسد ہو گئی تاہم چند لمحات کیلئے بھی پھرنا مکروہ ہے۔ البتہ لمحہ بھر کیلئے صرف منہ پھیرنے یا آنکھ کے کونوں سے بغیر چہرہ کو اِدھر اُدھر پھیرے دیکھنے میں حرج نہیں (۴)۔ تاہم ایسا بھی ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ عمل اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں حاضری کے شایان شان نہیں۔ افسوس صد افسوس ہے ایسے نمازیوں پر جو اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں ہوتے ہوئے ایسا کرتے ہیں انہیں اللہ کریم ﷻ کی ناراضگی سے ڈرنا چاہیئے اس بارے سخت وعید آئی ہیں۔

ـ نماز میں چلنا مفسدِ نماز ہے تاہم بوقتِ ضرورت تنہا نمازی اپنے پاؤں سے سجدہ کی جگہ تک کے فاصلہ برابر، اور مقتدی صف کی چوڑائی برابر، آگے پیچھے دائیں بائیں چل سکتا ہے، اگر دو صفوں کے برابر یا اس سے زیادہ چلے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ یہ مسئلہ غلط العام ہے کہ اگر نماز میں دائیں پاؤں کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ نماز فاسد نہیں ہوتی مگر بلا وجہ آگے پیچھے حرکت کرنا مکروہ ہے (۵)۔

ـ نماز میں مقتدی ایک صف کی مقدار چلے، پھر ایک رکن نماز (جن کا ارکین نماز میں ذکر ہو چکا) وہاں گزار کر پھر چلے، پھر ٹھہرے، پھر چلے، تو مسجد کے اندر اندر یا میدان ہی میدان میں حسب ضرورت چل لے نماز فاسد نہیں ہوگی، مگر برآمدہ سے کمرہ میں یا کمرہ سے صحن میں یا مسجد سے باہر جائیں گے تو چاہے ایک صف کی مقدار چلیں نماز فاسد ہو گئی (۶)۔ کیونکہ مقام بدل گیا۔

ـ مقتدی امام سے اتنا آگے بڑھ گیا کہ نماز کے اگلے رُکن میں پہنچ گیا تو اُس کو لوٹنا واجب ہے ورنہ اُس مقتدی کی نماز ٹوٹ گئی (۷)۔ ☆۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور ابھی امام رکوع میں نہیں پہنچا تھا کہ مقتدی قومہ کیلئے کھڑا ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ☆۔ اگر واپس

(۱) درمختار، بہار شریعت (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۴، غنیۃ، فیض رسول (۳) درمختار، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲، بحر الرائق، درمختار، ہدایہ، کبیری، شرح نقایہ، نور الایضاح، مالابد منہ، منیۃ المصلی (۵) فیض رسول، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲، ۱۶۳، درمختار، شامی (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲، ۱۷۳، درمختار، شامی (۷) بخاری ج ۱ ح ۶۵۱، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲۔

دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے تو بھی ٹھیک ہے۔☆۔ اور اگر امام سے پہلے رکوع میں چلا گیا مگر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا نہیں ہوا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ امام بھی رکوع میں آ گیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ مگر امام سے آگے بڑھنے کا گناہ بہر حال تمام صورتوں میں ہے(۱)۔

۔جن اعضاء کا نماز میں چھپانا فرض ہے اگر مرد یا عورت کا وہ پورا عضو یا اُس کا چوتھائی حصّہ بمقدار رکن (3 بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار) کھلا رہ جائے ہتو نماز فاسد ہوگئی (۲)۔☆۔اور اگر فوراً چھپالیا تو نماز درست ہے(۳)۔☆۔اور اگر چوتھائی سے کم عضو کھلا تب بھی حرج نہیں (۴)۔☆۔اگر مرد کے ایک یا 2 گھٹنے ننگے ہو جائیں اور ران چھپے رہیں تو نماز ہو جائے گی کیونکہ ران اور گھٹنا ایک عضو ہے مگر نماز میں اور نماز کے علاوہ ران اور گھٹنے ننگے رکھنا تاکید سے منع اور فسق ہے(۵)۔☆۔اور اگر نماز شروع کرتے وقت ہی عضو کا چوتھائی حصّہ یا زیادہ کھلا ہوا تھا اور اس حالت میں نماز شروع کر دی تو وہ نماز شروع ہی سے باطل ہے(۶)۔☆۔اگر چند اعضاء چوتھائی حصّہ سے کم تھوڑے تھوڑے کھلے کہ جن کا مجموعہ ان کھلے ہوئے اعضاء میں سے سب سے چھوٹے عضو کے چوتھائی کے برابر ہو گیا تو نماز ٹوٹ گئی(۷)۔☆۔اور اگر بقدر ایک رکن یعنی 3 مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بلا قصد کھلا رہا اگر چہ فوراً چھپالیا تو نماز جاتی رہی، دوبارہ پڑھیں(۸)۔☆۔اور اگر چوتھائی عضو قصداً کھولا تو بیشک فوراً چھپالے تو نماز فاسد ہو جائے گی(۹)۔

۔اگر عورت کے سَر کا چوتھا حصّہ کھلا ہوا ہو یا عورت کے سَر سے نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا چوتھائی حصّہ کھل گیا تو نماز نہ ہوگی(۱۰)۔

۔اتنا باریک کپڑا پہنا کہ اس سے بدن جھلکتا ہو تو اُس سے نماز نہیں ہوتی(۱۱)۔

۔نماز میں بچّہ نے عورت کا پستان چوسا اگر دودھ نکلا تو اُس عورت کی نماز ٹوٹ گئی اگر نہیں نکلا تو حرج نہیں، اور اگر بچے نے تین چسکیاں لیں تو نماز فاسد بیشک دودھ نہ نکلے(۱۲)۔

۔عورت نماز میں تھی مرد نے اُس کا بوسہ لیا، یا شہوت سے بدن چھوا تو عورت کی نماز فاسد ہوئی

(۱) نورالایضاح حاشیہ، بہار شریعت (۲) در مختار ج۱ص۹۰، فیوض الباری حصّہ۲ص۱۰۴، کبیری ص۲۱۵، عالمگیری ج۱ص۹۱ (۳) عالمگیری ج۱ص۹۱، شامی، کبیری ص۲۱۵، نورالایضاح، مالابدمنہ، در مختار، بہار شریعت، فیوض الباری حصّہ۲ص۱۰۴ (۴) شامی، بہار شریعت، فیوض الباری حصّہ۲ص۱۰۴، عالمگیری ج۱ص۹۱ (۵) شامی، عالمگیری ج۱ص۹۲ (۶) شامی، بہار شریعت (۷) عالمگیری ج۱ص۹۱، شامی، در مختار (۸) فیوض الباری، قانون شریعت (۹) فیوض الباری حصّہ۲ص۱۰۴ (۱۰) مالابدمنہ (۱۱) فیوض الباری حصّہ۲ص۱۰۴ (۱۲) محیط، قاضی خان، در مختار، شامی، کبیری ص۴۴۳، عالمگیری ج۱ص۱۶۴۔

اور اگر عورت نے نمازی مرد کے ساتھ ایسا کیا تو جب تک مرد کو شہوت نہ آئے نماز فاسد نہ ہوگی۔ مگر عورت اور مرد کو حیاء کرنی چاہیئے کہ نمازی بارگاہِ ربّ کریم ﷻ میں کھڑا ہے اُس دوران یہ حرکت کرنا اللہ کریم ﷻ کو سخت ناراض کرنے کے مترادف ہے اور قابلِ سزا جرم ہے (۱)۔

۔ نماز میں باہر سے کم از کم ایک ذرّہ برابر یا تل یا تِل بھر کوئی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز ٹوٹ گئی یا دانتوں میں اٹکی کوئی چیز چنے برابر یا زیادہ کھالی تو نماز فاسد، کم تھی تو نماز مکروہ ہے (۲)۔

۔ دانتوں یا مُنہ سے خون نکلا جو تھوک پر غالب ہے، تو اُسے نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر تھوک غالب ہے یعنی خون کم ہے تو نگلنے میں حرج نہیں۔ مقدار کا اندازہ حلق میں خون کے ذائقہ یا مزہ سے ہوتا ہے، رنگ کا اعتبار نہیں۔ بلکہ فتوٰی ذائقہ پر ہے (۳)۔

۔ مُنہ میں شکر، گڑ، گوند وغیرہ تھی جو دورانِ نماز گھل کر حلق میں اُتر گئی تو نماز فاسد ہوئی، اور اگر نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اور اب اُس کے اجزاء منہ میں باقی نہیں صرف لعاب میں تاثیر ہے، جسے نگل لیا تو حرج نہیں (۴)۔

۔ لفظ اللہ کو "آللہ" یا اکبر کو "آکبر" یا "اکبار" کہا۔ یا اکبر کی جزم کو کھینچ کر پڑھا تو نماز ٹوٹ گئی۔ اور جان بوجھ کر معانی جانتے ہوئے بھی ان میں سے کچھ کہنا کفر ہے۔ اور اگر تکبیر تحریمہ میں کوئی ایسی غلطی کی تو نماز شروع ہی نہ ہوئی باطل ہوگئی (۵)۔

۔ اگر دورانِ نماز سجدہ میں کم از کم ایک بار پاؤں کی ایک اُنگلی کا پیٹ تسلّی سے زمین سے لگ گیا تو فرضیت ادا ہوگئی جبکہ 3 اُنگلیوں کا زمین پر لگنا چونکہ واجب ہے اسلئے اگر قصداً 3 اُنگلیاں زمین پر نہ لگائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

۔ نماز پوری نہ ہوئی تھی کہ قصداً سلام پھیر دیا تو نماز ٹوٹ گئی، بھول کر پھیرا تو حرج نہیں۔ باقی نماز پوری کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں (۶)۔

۔ آپ نماز عشاء کو تراویح یا نماز ظہر کو جمعۃ المبارک خیال کر کے یا مقیم نے اپنے کو مسافر جان کر 2 رکعت کے بعد قصداً سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ (۷)۔

(۱) درمختار، شامی، کبیری ص ۴۴۹، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۴ (۲) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۱، شامی، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۳، نور الایضاح، مالابدّ منہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۱۶ (۳) فتح القدیر، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۱، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۱۶ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲ (۵) درمختار، شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۱، شامی (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۵، درمختار (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۵، نور الایضاح۔

- اگر نمازِ فجر پڑھنے کے دوران سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہو جائے گی (۱)۔

نماز کے مکروہات:

ہر وہ عمل مکروہ کہلاتا ہے جو سنّت کے خلاف ہو۔ لہٰذا نماز کی سنّتوں پر عمل نہ کرنا نماز کے مکروہات ہیں۔ مکروہ کے سرزد ہونے سے نماز تو ہو جاتی ہے مگر سنّت کا تارک کہلاتا ہے۔ ایک سچے عاشقِ رسول کیلئے سنّت چھوڑنا اُس کے نزدیک فرض سے کم نہیں لہٰذا سنّتوں کی تاکید سے پابندی کرنی چاہیئے۔ یہاں مکروہاتِ نماز کا ذکر کیا جاتا ہے (بیشتر مکروہات کا نماز کے طریقہ میں ذکر ہو چکا ہے:۔

- پیشاب، پاخانہ یا ریاح روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ صحت کیلئے برا ہے (۲)۔
- نیند کی حالت میں نماز نفل پڑھنا کیونکہ (حدیث) "نماز میں نیند آئے تو سو جائیں یہاں تک کہ نیند کا زور ٹوٹ جائے، نہ معلوم نیند میں بخشش طلب کرنے کی بجائے برا بھلا کہہ دے" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "تب پڑھیں کہ جو پڑھیں وہ سمجھنے لگیں" (۴)۔
- عشاء نصف رات کے بعد اور مغرب ستاروں کے خوب نمایاں ہونے تک مؤخر کرنا (۵)۔
- شدید بھوک یا پیاس لگی ہو اور کھانا پینا تیار ہو تو کھانا کھا کر نماز پڑھیں ورنہ نماز مکروہ ہوگی (۶) کیونکہ (حدیث) "جب شام کا کھانا آجائے اور اُدھر نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو" (۷)۔ نیز (حدیث) "جب تم میں سے کوئی کھانے پر ہو تو وہ جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنی کھانے کی حاجت پوری کر لے اگرچہ نماز کھڑی ہو جائے" (۸)۔ اور پھر صحابہ کرام ﷡ بھی ایسے ہی کرتے تھے جیسا کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر ﷠ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور اُدھر نماز کھڑی ہو جاتی تو وہ کھانے سے فارغ ہونے تک نماز کیلئے نہ آتے اور امام کی قرأت سنتے رہتے" (۹)۔ یہ تب ہے جب سخت بھوک لگی ہو اور وقت میں گنجائش بھی ہو اور اگر وقت تنگ ہو یا دل سے مطمئن ہوں اور

(۱) ہدایہ، نورالایضاح (۲) شرح نقایہ ج۱ ص۹۴، کبیری ص۳۶۶، نورالایضاح، احیاء العلوم، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۸۳، ۱۷۰، بمطابق مؤطا امام مالک ح۳۸۰، مسند احمد ج۱ ح۴۶۲ (۳) بخاری ج۱ ح۲۰۹، مسلم ج۱ ح۱۷۳۲، نسائی ح۱۶۲، ابوداود ج۱ ح۱۲۹۶ (۴) بخاری ج۱ ح۲۱۰ (۵) ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج۱ ص۸۳، بحرالرائق (۶) شرح نقایہ ج۱ ص۹۴، کبیری ص۳۷۰، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص۸۳ (۷) عن عائشہ ﷞، بخاری ج۳ ح۴۲۸، مسلم ج۱ ح۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ابوداود ج۳ ح۳۵۸، ترمذی ج۱ ح۳۳۵، نسائی ح۸۴۴، ابن ماجہ ح۹۸۳، مسند احمد، دارمی ح۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ابن حبان ح۲۰۶۶، ابن خزیمہ ح۹۳۴، بیہقی ح۴۸۱۱، احیاء العلوم، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۱۲، بلوغ المرام ح۲۵۳، ۹۸ (۸) عن ابن عمر ﷠، بخاری ج۱ ح۶۳۸، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۱۲، ترمذی ج۱ ح۳۳۶ (۹) عن نافع ﷫، بخاری، ترمذی ج۱ ح۳۳۶، ابوداود ج۳ ح۳۵۸، ابن ماجہ ح۹۸۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص۳۱۲۔

خشوع وخضوع میں فرق نہ آئے تو پہلے نماز پڑھ لیں"(۱)۔ مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں نماز ہی قضا ہو جائے کیونکہ (حدیث) "کھانے یا کسی اور کام کے باعث نماز میں دیر نہیں کی جا سکتی"(۲)۔ البتہ (حدیث) "گھر میں جو ہانڈی ہے اُس کو ڈھانپ دے اسلئے کہ گھر میں (نماز کے وقت) ایسی چیز نہ ہونی چاہیئے جو لوگوں کو اُنکی نماز سے روکے"(۳)۔ ایسے ہی افطاری کے وقت کھانے کے بارے ہے

❁۔ کسی جاندار کی ایسی تصویر جو بلا تکلف دیکھنے والے کو نظر آئیں ان کا نمازی کے سَر کے اوپر، دائیں بائیں یا آس پاس ہونا مکروہ ہے البتہ سب سے زیادہ کراہت اُس صورت میں ہے جب تصویر سامنے ہو یا یا سجدہ کی جگہ پر ہو(۴)۔ ☆۔ اگر تصویر پیچھے یا پاؤں کے نیچے ہو تو حرج نہیں۔ ☆۔ اور اگر جائے نماز پر تصویر ہو اور اُس کے اُوپر کپڑا ڈال دیں تو نماز درست ہے۔ ☆۔ اور اگر بے جان کی تصویر ہو تو عین اُس پر سجدہ نہ کریں کہ اس سے اُس پر سجدہ کرنا تصور ہوگا جو کہ اُس کی تعظیم کے مترادف ہے البتہ اس تصویر کے ایک طرف سجدہ کرنے میں حرج نہیں۔ ☆۔ اگر جیب میں تصویر والا پوسٹ کارڈ، شناختی کارڈ، مروّجہ سکّہ، نوٹ، ڈبیہ یا ہاتھ میں تصویر والی انگوٹھی وغیرہ ہو تو اُن کا حرج نہیں۔ ☆۔ اگر تصویر کا سَر کٹا ہو، یا بے جان کی تصویر ہو یا اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے تو بھی حرج نہیں (۵)۔

❁۔ جانوروں کی تصویروں والا کپڑا پہننا مکروہ۔ البتہ اگر اس کے اوپر کوئی اور کپڑا پہن لیں جس سے تصویر چھپ جائے تو حرج نہیں (۶)۔

❁۔ نمازی کے سامنے کسی کا چہرہ قبر یا جلتی آگ جیسے تنور، انگیٹھی، ہیٹر یا چولہا وغیرہ ہونا مکروہ ہے (۷)۔ ☆۔ اور اگر کسی کی پشت سامنے ہو تو حرج نہیں۔ ☆۔ نیز بلب، یا چراغ، موم بتی وغیرہ سامنے ہو تو حرج نہیں تاہم سُترہ کی طرح ان چیزوں کو ذرا دائیں بائیں رکھیں عین سامنے نہ رکھیں (۸)۔ اور ان چیزوں پر نظر پڑ جانے میں حرج نہیں البتہ اُس طرف دیکھتے رہنا منع ہے (۹)۔ ☆۔ اگر قبر یا جلتی آگ عین سامنے ہو تو سخت منع ہے کیونکہ (حدیث) "نہ قبروں پر بیٹھو نہ قبروں کی طرف رُخ کر

(۱) عینی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶۲ (۲) عن جابر ﷺ ابوداؤد ج ۳ ح ۳۵۹ (۳) ابوداؤد (۴) ہدایہ، کبیری، نورالایضاح، مالابُدّ منہ، درمختار، شامی، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۵، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۷، ۱۷۱ (۵) درمختار، نورالایضاح، مالابُدّ منہ، شامی، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۶، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱ (۶) شامی، ہدایہ ج ۱ ص ۹۲، کبیری ص ۳۵۹، نورالایضاح، مالابُدّ منہ، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۲۵، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۷ (۷) کبیری ص ۳۵۸، ۳۷۰، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۶، نورالایضاح، بہار شریعت [illegible] (۹) نورالایضاح۔

کے نماز ادا کرو" (۱)۔ قبر پر نہ بیٹھنے کے بارے آپ کی بصارت کی نذر ایک اور (حدیث) فرمانِ رسول کریم ﷺ "اگر کوئی آگ کے دہکتے انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے کپڑے جلا دے اور آگ کی تپش اس کی کھال تک پہنچے تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے" (۲)۔

۔ قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدہ میں پیشانی خوب طرح زمین پر نہ دبے ورنہ نماز نہ ہوگی (۳)۔

۔ ٹخنے ڈھکے رکھنا مکروہ ہے، اسلئے پائنچے ٹخنوں سے اُوپر رکھیں (۴)۔ کیونکہ (حدیث) "ٹخنوں سے جو کپڑا نیچے ہے وہ آگ میں ہے" (۵)۔ نیز (حدیث) "قیامت کے دن اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس شخص پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنا تہبند گھسیٹے" (۶)۔ اور (حدیث) "ٹخنوں سے نیچے شلوار یا چادر وغیرہ رکھنا منافق کی علامت ہے اور پائنچہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اور اُسکے بدن پر جتنے بال ہیں اُس کیلئے دوزخ میں اتنے گھر بنائے جائیں گے" (۷)۔ نیز (حدیث) "جو شخص لمبی چادر پہنے وہ منافق ہے اور جو لمبی آستین (Sleeves) پہنے وہ ملعون ہے" (۸)۔ اور (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "پہلی امت سے ایک شخص تکبّر سے اپنی چادر گھسیٹا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ نے اُس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائیگا" (۹)۔ پائنچے کی حد کے بارے (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے میری پنڈلی یا کہا اپنی پنڈلی کے گوشت کا حصہ پکڑ کر فرمایا یہ حد ہے چادر پہننے کی، اگر تجھے اس پر قناعت نہ ہو تو اس سے کچھ نیچے سہی، اگر اس پر بھی قناعت نہ ہو تو چادر کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں لہٰذا ٹخنوں سے نیچے نہیں ہونی چاہیئے" (۱۰)۔

۔ نماز میں پائنچوں کو لپیٹ لینا یا شلوار کو نیفے کے قریب اڑس لینا جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں

---

(۱) عن ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۲۱۴۶، ترمذی، نسائی ح۷۵۲، ابوداؤد، احمد ج۱ ح۱۲۵۳، ابن حبان ح۲۳۲۰، ابن خزیمہ ح۷۹۳، حاکم، بیہقی ح۴۷۰۹، معجم کبیر ح۴۳۳۳، مشکوٰۃ ح۱۶۰۷، بلوغ المرام ح۲۳۱ ص۹۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۷۶، عینی ج۴ ص۳۵۱، فیوض الباری حصہ۴ ص۱۶۷ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۲۷، مشکوٰۃ ح۱۶۰۸ مرأۃ ج۲ ص۴۷۶ (۳) غنیۃ، بہار شریعت (۴) بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۱۷۱ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۷۴۳۳، مسلم ج۲ ص۱۹۶، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی ح۵۳۴۴، ترغیب ج۲ ح۱۷۴۴، مشکوٰۃ ح۴۱۲۳، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۰۲ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۸۶۵، مسلم ج۳ ح۵۳۴۷، ترمذی ج۱ ح۱۷۸۵، ابوداؤد ج۳ ح۶۹۳، ابن ماجہ، نسائی ح۵۳۴۲، شعب الایمان ج۵ ح۶۱۱۶، مؤطا امام مالک ح۱۶۹۷، ابن حبان، ترغیب ج۲ ح۱۷۲۶، مشکوٰۃ ح۴۱۲۰، مرأۃ ج۶ ص۱۰۱ (۷) قال علی رضی اللہ عنہ، انیس الارواح (۸) قال سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۷۰۳، مسلم ج۳ ح۵۳۵۱، ترمذی ج۲ ح۳۸۲، نسائی ح۵۲۳۰، شعب الایمان ج۵ ح۶۱۲۳، ۶۱۲۴، ترغیب ج۲ ح۴۵۷۳، مشکوٰۃ ح۴۱۲۲ (۱۰) قال سیّدنا حُذَیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸۴۳، شمائل ترمذی۔

تا کہ پائنچے ٹخنوں سے اُوپر ہو جائیں یہ مکروہ ہے، بلکہ شلوار ہی اُونچی ہونی چاہیئے (۱)۔

❁ ۔رکوع یا سجدہ میں جاتے ہوئے شلوار یا چادر سمیٹنا یا اُوپر اُٹھانا جیسا کہ لوگ عموماً کرتے ہیں مکروہ ہے۔اگر یہ عملِ کثیر ہو جائے تو مفسد نماز ہے (۲)۔کہ (حدیث) سرکارکریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ نماز میں "...... کپڑے اور بال نہ سمیٹوں" (۳)۔اور اگر کپڑے کو ایسے جھٹکے کہ رکوع میں اس کے بدن میں لپیٹ نہ جائے تو حرج نہیں (۴)۔

❁ ۔مرد سَر کے بالوں کا جوڑا بنا کر باندھ کر یا گرہ لگا کر نماز پڑھے تو مکروہ ہے،سنّت یہ ہے کہ اگر بال بڑے (زلفیں) ہوں تو انہیں اطراف میں کھلا چھوڑ دیں تا کہ بال بھی سجدہ میں ہوں۔نیز بالوں کا بنا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۵)۔

❁ ۔صاف کپڑے ہوتے ہوئے مَیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۶)۔

❁ ۔نماز میں خلاف دستور کپڑا پہننا یا لٹکانا یعنی اُلٹا پہننا یا اوڑھنا (۷)۔

❁ ۔قمیص ہونے کے باوجود صرف شلوار یا چادر سے نماز پڑھنا اور کندھے ننگے رکھنا (۸)۔کہ (حدیث) "تم میں کوئی ایک کپڑے سے اس طرح نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر کچھ نہ ہو" (۹)۔

❁ ۔مرد کیلئے ریشمی لباس پہننا منع ہے کہ (حدیث) "دنیا میں جو شخص ریشم پہنتا ہے وہ آخرت میں نہیں پہنے گا" (۱۰)۔لہٰذا بلا عذر ریشم پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں (۱۱)۔

❁ ۔مرد کا سونے کا زیور مثل انگوٹھی ،کڑا وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا کہ (حدیث) "ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کیلئے حلال ہے اور مردوں کیلئے حرام ہے" (۱۲)۔

❁ ۔نماز میں قصداً خوشبو سونگھنا (۱۳)۔

---

(۱) شرح مسلم (۲) مالابد منہ، عالمگیری ج۱ص ۱۶۷، مالابد منہ (۳) عن ابن عباس ؓ، بخاری ج۱ح ۷۷۰، مسلم ج۱ح ۹۹۹، ترمذی ج۱ح ۲۵۹، ابوداؤد ج۱ح ۸۸۱، نسائی ح ۱۱۰۰، ابن ماجہ ح ۱۰۸۸، مسند احمد، دارمی ح ۱۳۵۳، ابن حبان ح ۱۹۲۳، ابن خزیمہ ح ۶۳۲ (۴) عالمگیری ج۱ص ۱۶۷ (۵) مالابد منہ، نورالایضاح، ہدایہ ج۱ص ۹۱، شرح نقایہ ج۱ص ۹۴، عالمگیری ج۱ص ۱۶۸، بحرالرائق (۶) درمختار، کبیری، شرح نقایہ، عالمگیری ج۱ص ۱۶۹ (۷) ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری (۸) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص ۱۶۹ (۹) عن ابوہریرہ ؓ بخاری، مسلم ج۱ح ۱۰۵۳، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن حبان ح ۲۲۶۵، ابن خزیمہ ح ۷۶۱، بیہقی ح ۳۰۱۹۲، معجم کبیر ح ۸۲۷۲ (۱۰) عن عمر ؓ، بخاری ج۳ح ۵۵۷، مسلم، ابن ماجہ ح ۳۶۹۴، نسائی ح ۵۲۰۸، شعب الایمان ج۵ح ۶۰۸۷، ترمذی، ترغیب ج۲ح ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، مشکوٰۃ ح ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، مرآۃ المناجیح ج۶ص ۱۰۲، فیوض الباری حصہ ۳ص ۴۷ (۱۱) درمختار، ردالمحتار، عالمگیری ج۱ص ۹۳ (۱۲) عن عمر ؓ، ترمذی ج۱ح ۱۷۵۷، ابوداؤد ج۳ح ۶۵۷، احمد، نسائی ح ۵۰۵۶، ابن ماجہ ح ۳۷۰۱، شعب الایمان ج۵ح ۶۰۸۴، فیوض الباری حصہ ۲ص ۱۲۷، بلوغ المرام ح ۵۵۱ص ۱۶۶ (۱۳) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص ۱۷۲۔

❁ ۔سَر یا کندھے پر کپڑا مفلر یا رومال یا چادر وغیرہ اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے آگے لٹکتے ہوں یا اس طرح لٹکانا کہ ایک کنارہ آگے اور ایک پیٹھ پر لٹک رہا ہو، مکروہ ہے(۱)۔

❁ ۔کپڑا اسطرح پہننا کہ اس کو داہنی بغل کے نیچے سے لے جا کر بائیں کندھے پر ڈال دینا(۲)۔

❁ ۔نماز میں آستین آدھی کلائی تک یا کہنیوں تک اوپر چڑھا لینا(۳)۔

❁ ۔بلا عذر ننگے سَر نماز پڑھنا(۴)۔

❁ ۔پھٹی پرانی فرسودہ کھچّی کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے(۵)۔

❁ ۔سَر کو درمیان سے ننگا چھوڑنا جسے احتجار کہتے ہیں جو کہ آج کل عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ رومال وغیرہ باندھتے ہیں مگر درمیان سے سَر ننگا چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا مکروہ ہے۔اسطرح کرنا نماز سے باہر بھی مکروہ ہے(۶)۔

❁ ۔ایک یا دو بار پنکھے یا کپڑے یا آستین سے اپنے آپ کو ہوا دینا مکروہ ہے اگر 3 بار ایسا کیا تو نماز فاسد ہو گئی(۷)۔

❁ ۔بلا عذر عینک لگا کر نماز پڑھنا۔

❁ ۔اگر کپڑوں پر تھوک، رال، پسینہ یا مَیل لگ جائے تو یہ چیزیں چونکہ پاک ہیں لہٰذا نماز میں حرج نہیں لیکن صاف کر لینا اچھّا ہے(۸)۔

❁ ۔(حدیث) ''جب کوئی نماز پڑھے تو دائیں طرف جوتیاں نہ رکھے''(۹)۔

❁ ۔امام محراب کے اندر اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی محراب سے باہر نہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے قدموں کا اکثر حصّہ محراب سے باہر رہنا ضروری ہے ۔یا امام کا کسی ایسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جہاں وہ اس طرح تنہاء ہو کہ اُس کا حال مقتدیوں پر مخفی ہو مکروہ ہے(۱۰)۔

❁ ۔اگلی صف میں جگہ ہو پھر بھی پچھلی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنا(۱۱)۔

❁ ۔مقتدیوں کا صف میں باہم فاصلہ چھوڑ کر کھڑا ہونا(۱۲)۔

❁ ۔صف میں امام کے دائیں یا بائیں طرف مقتدیوں کا زیادہ ہونا۔

(۱) درمختار، شامی نورالایضاح، مالابُدّ منہ، عالمگیری ج۱ ص۱۶۹ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۶۹ (۳) قاضی خان، عالمگیری ج۱ ص۱۶۹، درمختار، شامی، کبیری ص۳۵۷، نورالایضاح (۴) ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، نورالایضاح، مالابُدّ منہ، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۱۶۹ (۵) عطاء حبیب ج۱ (۶) بحر الرائق، عالمگیری ج۱ ص۱۶۹، نورالایضاح (۷) نورالایضاح، شرح نقایہ ج۱ ص۹۳، کبیری ص۳۵۷، عالمگیری ج۱ ص۱۷۰ (۸) قانون شریعت (۹) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد (۱۰) نورالایضاح غنیۃ، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۱۷۲ (۱۱) شرح نقایہ، کبیری، نورالایضاح (۱۲) عطاء حبیب ج۱۔

۔صرف امام یا صرف مقتدی کا بلا عذر ایک ہاتھ سے اُونچی جگہ یا چبوترہ پر کھڑا ہونا (۱)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ امام اونچی جگہ پر ہو اور مقتدی نیچی جگہ پر ہوں'' (۲)۔

۔مقتدی کا امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جانا یا اُٹھنا مکروہ تحریمی ہے، اسے لوٹنا واجب ہے (۳)۔

۔مقتدی کا امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا (۴)۔

۔کسی ایسی جگہ بغیر سُترہ نماز پڑھنا جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا امکان ہو (۵)۔

۔عام راستہ، کوڑا کرکٹ کی جگہ، مذبح خانہ، قبرستان، حمام، ندی نالا، مویشی خانہ، یا اصطبل بالخصوص اُونٹ باندھنے کی جگہ، لیٹرین میں یا اُسکی چھت پر، نجاست کی جگہ کے قریب یا سامنے، مندر یا چرچ میں اور غصب شدہ زمین پر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے ان سات مقامات پر نماز ادا کرنے سے منع فرمایا ہے، نجس کوڑہ ڈالنے کی جگہ، جانور ذبح کرنے کی جگہ، قبرستان رستہ کے بیچ، حمام، اونٹ باندھنے کی جگہ، اور بیت اللہ شریف کی چھت پر'' (۷)۔

۔کسی کے زرعی کھیت میں اُس کی اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر آپ کی زمین کے مالک سے دوستی ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا تو حرج نہیں ورنہ راستہ پر پڑھ لیں (۸)۔

۔اتنے اندھیرے میں نماز پڑھنا کہ سجدہ کی جگہ نظر نہ آئے۔

۔نماز کیلئے دوڑ کر آنا مکروہ ہے بلکہ وقار سے چلتے آئیں جتنی نماز مِلے قبول کریں نماز کیلئے چلنا بھی عبادت ہے البتہ تیز تیز چلنا کہ سانس نہ پھولے درست ہے (۹)۔

۔ناک اور مُنہ کپڑے سے چھپا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۱۰)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے نماز میں چہرہ ڈھانپنے سے منع فرمایا'' (۱۱)۔ اسی بنا پر (حدیث) ''حضرت سیّدنا سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز میں کسی کا منہ ڈھانپا دیکھتے تو سختی سے کھینچ کر کپڑا اتار دیتے'' (۱۲)۔

۔کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں مکروہ ہے (۱۳)۔ اور اسی طرح لپٹ کر ہی رکوع وسجود کرنا اور ہاتھ باہر نہ نکالنا منع ہے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ فعل یہودیوں کا تھا اسلئے

(۱) شرح نقایہ ج۱ص۹۴، کبیری ص۳۶۰، غنیۃ، بہار شریعت (۲) حاکم ج۱ص۲۱۰، ابوداؤد ج۱ص۸۸ (۳) بہار شریعت، عالمگیری ج۱ص۱۷۱ (۴) شرح نقایہ، کبیری (۵) نورالایضاح (۶) درمختار، عالمگیری ج۱ص۹۸، نورالایضاح (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۳۴۸، ابن ماجہ ح۷۹۳ (۸) شامی، بہار شریعت (۹) بہار شریعت (۱۰) شرح نقایہ ج۱ص۹۴، کبیری ص۳۴۵، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص۱۷۰ (۱۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حاکم ح۹۳۶، ابوداؤد ج۱ح۶۳۹، نسائی ج۳ح۸۵۳۲، ابن ماجہ ح۱۰۱۴، بیہقی ح۳۶۲۵، معجم اوسط ح۱۲۸۰ (۱۲) ابن ابی شیبہ ح۷۳۰۱، موطا امام مالک ح۳۶ (۱۳) فتاوٰی نوریہ، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ص۱۶۹۔

سرکارِ کریم ﷺ نے اُن کی مشابہت سے منع فرما دیا(۱)۔

۔نمازی کا جسم جنبی کے جسم سے لگ جائے تو نماز میں خلل نہیں (۲)۔ بشرطیکہ نجاست نہ ہو۔

۔نماز میں بلا عذر چار زانو بیٹھنا یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا یا گھٹنوں کو کھڑا کر کے بیٹھنا (۳)۔

۔نماز میں بلا وجہ آگے پیچھے تھوڑی حرکت کرنا (۴)۔

۔نماز میں سینہ پھیرے بغیر مُنہ اِدھر اُدھر پھیر کر دیکھنا اگرچہ چند لمحات کیلئے ہو مکروہ ہے، البتہ گوشہ چشم سے بغیر چہرہ اِدھر اُدھر پھیرے دیکھنے میں حرج نہیں تاہم ایسا بھی نہیں کریں۔ اور اگر سینہ پھر گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ نیز یہ جاننے کی کوشش کرنا کہ میرے دائیں بائیں کون کھڑا ہے (۵)۔

۔(حدیث) ''7 چیزیں نماز میں شیطان کی طرف سے ہیں نکسیر، نیند، وسوسہ، جماہی، خارش، اِدھر اُدھر دیکھنا اور کسی چیز سے کھیلنا'' (۶)۔ بعض اکابرینِ سلف کا قول ہے کہ 4 چیزیں نماز کے اندر ظلم ہیں اِدھر اُدھر تکنا، مُنہ پونچھنا، کنکریوں کو برابر کرنا اور چلتے راستے پر نماز پڑھنا جہاں سے لوگوں کے گزرنے کی عام جگہ ہو (۷)۔

۔نماز میں اپنے بدن، کپڑے، داڑھی یا زمین سے کھیلنا مکروہ ہے بشرطیکہ عملِ قلیل ہو، اگر عملِ کثیر ہو گیا تو مفسد نماز ہے (۸)۔

۔نماز میں انگڑائی لینا، مُنہ کھول کر جماہی لینا مکروہ ہے، بلکہ جماہی کو منہ بند کر کے روکیں، آواز تو بالکل نہ نکلنے دیں کہ 2 حروف ادا ہونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (۹)۔

۔بلا ضرورت کھانسنا، ڈکار لینا، گلا صاف کرنا یا ناک صاف کرنا مکروہ ہے تاہم اگر ناک سے پانی بہے تو پونچھ لینا بہتر ہے، اگر آپ مسجد میں ہیں پھر تو ضرور پونچھیں تاکہ مسجد میں نہ گرے (۱۰)۔

۔نماز میں لمبا سانس لینا یا زبان سے سانس لینا یا سجدہ میں پھونکیں مارنا (۱۱)۔ کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا افلح غلام رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سجدہ میں پھونکیں مارتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا ''افلح اپنے چہرے کو گرد آلود نہ کرو'' (۱۲)۔

(۱) احیاء العلوم، بہار شریعت (۲) درمختار (۳) نور الایضاح، عالمگیری ج۱ص ۱۶۹، ہدایہ، کبیری، قدوری (۴) فتاویٰ فیض رسول (۵) بحر الرائق، درمختار ج۱ص ۹۰، منیۃ المصلی، ہدایہ ج۱ص ۹۰، کبیری ص ۳۶۵، شرح نقایہ ج۱ص ۹۳، نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ص ۱۶۸ (۶) احیاء العلوم، عوارف المعارف (۷) احیاء العلوم (۸) مالابد منہ، ہدایہ ج۱ص ۹۰، شرح نقایہ ج۱ص ۹۴، عالمگیری ج۱ص ۱۶۷ (۹) نور الایضاح، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ص ۱۷۰، شرح نقایہ ج۱ص ۹۳، شامی ج۱ص ۶۰۳ (۱۰) عالمگیری ج۱ص ۱۶۸، بہار شریعت (۱۱) بہار شریعت، عالمگیری ج۱ص ۱۵۹ (۱۲) عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج۱ح ۳۶۴، ونحوہٗ مسند امام احمد ج۱ح ۱۶۷۹۔

۞ ۔نماز میں اُنگلیاں چٹخانا (کڑاکے نکالنا) اور ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالنا (۱)۔ کیونکہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جب کوئی اچھا وضوء کرکے مسجد کی طرف نکلے تو راستے میں اُنگلیاں مت چٹخائے یا اُنگلیاں ایک دوسرے میں مت ڈالے کہ وہ نماز ہی میں ہے" (۲)۔ جب راستے میں ایسا کرنا منع ہے تو نماز میں تو یقیناً تاکید سے منع ہے۔

۞ ۔نماز میں مکھّی، مچھّر، جوں یا چیونٹی کو بلا عذر پکڑنا، مارنا یا اُڑانا۔ تاہم اگر کاٹیں تو ماریں نہیں بلکہ اڑادیں یا پکڑ کر سُست کرکے چھوڑ دیں، اور اگر کاٹا نہیں تو پکڑنا بھی مکروہ ہے (۳)۔

۞ ۔نماز میں ٹوپی گر جائے تو پھرتی سے ایک ہاتھ سے اُٹھا کر سَر پر رکھ لینے میں حرج نہیں اگر کوئی دوسرا رکھ دے تو بھی ٹھیک ہے۔ کہ ٹوپی پہن لینا افضل ہے۔ اور اگر عمامہ کھل جائے تو ایک ہاتھ سے عملِ قلیل کی مقدار میں سمیٹ لیں تو ٹھیک ورنہ عملِ کثیر کی صورت میں نماز فاسد ہو جائیگی (۴)۔

۞ ۔عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا اور زمین سے اُٹھا کر سَر پر رکھ لینا اگر عملِ کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گئی، اگر عملِ قلیل ہوا تو مکروہ ہے (۵)۔

۞ ۔پیشانی کو پگڑی سے ڈھک کر اُس کے پیچ پر سجدہ کرنا (۶)۔

۞ ۔دانتوں یا مُنہ میں اٹکی کوئی چیز جس کی مقدار چنے سے کم ہو دورانِ نماز کھا لینا مکروہ ہے (۷)۔

۞ ۔مُنہ میں کوئی چیز جیسے پان، تمباکو، گولی ٹافی، الائچی یا کوئی سکّہ رکھ کر نماز پڑھنا (۸)۔

۞ ۔نماز میں نگاہ آسمان کی طرف اُٹھانا (۹)۔

۞ ۔آنکھیں بند کرکے نماز پڑھنا، ہاں البتہ آنکھیں بند کرکے نماز میں پڑھنے میں اگر دل لگے اور خشوع ملے تو حرج نہیں بلکہ شامی میں ہے کہ "اگر خشوع نصیب ہو تو اولیٰ ہے" (۱۰)۔ مگر ایسے بند کریں کہ آس پاس کے خطرات سے باخبر رہیں۔

۞ ۔نماز میں قمیص کے بٹن کھلے رکھنا یا سینہ کھلا رکھنا مکروہ ہے اور کھلے بٹن نماز کے اندر بند کرنا منع

(۱) درمختار ج۱ص۹۱، ہدایہ ج۱ص۹۰، شرح نقایہ ج۱ص۹۳، کبیری ص۳۴۹، نور الایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ص۱۶۸ (۲) عن ابوہریرہ ؓ، ترمذی ج۱ ح۳۶۹، ابوداؤد ج۱ ح۵۵۹، احمد ج۱ ح۵۰۴، ۱۱۷۷، نسائی، دارمی ح۱۴۴۱، حاکم ج۱ ح۷۴۵، مشکوٰۃ ح۹۲۹، کشف الغمہ ج۱ص۲۱۲، مرأۃ المناجیح ج۲ص۱۲۶ (۳) احیاء العلوم، غنیۃ، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ص۱۷۳ (۴) حلبی ص۴۴۲، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص۱۷۱ (۵) عالمگیری ج۱ص۱۷۱ (۶) ہدایہ، کبیری، نور الایضاح عالمگیری ج۱ص۱۷۱ (۷) درمختار، عالمگیری (۸) ہدایہ، کبیری، شرح نقایہ، نور الایضاح (۹) شرح نقایہ، کبیری، نور الایضاح غنیۃ، عالمگیری ج۱ص۱۶۹ (۱۰) کبیری ص۳۵۰، شرح نقایہ ج۱ص۹۳، نور الایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ص۱۷۰، مدارج النبوت، بمطابق مجمع الزوائد ج۲ص۸۳۔

ہے بلکہ عملِ کثیر کی صورت میں مفسدِ نماز ہے (۱)۔

❁ ۔نماز میں اشارہ سے سلام کا جواب دینا۔ایک بار کھجلی کرنا (۲)۔

❁ ۔نماز میں پیشانی سے وہ مٹی، گھاس یا پسینہ وغیرہ صاف کرنا جو تکلیف نہ دے مکروہ ہے اور اگر تکلیف دے تو صاف کرنے میں حرج نہیں (۳)۔

❁ ۔ہر نماز میں ایک ہی سورت پڑھتے رہنا البتہ آسانی کیلئے یا پیارے آقا کریم ﷺ کی قرأت سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر ایسا کر سکتے ہیں (۴)۔

❁ ۔فرض نماز کی ایک ہی رکعت میں کسی سورت کو 2 بار یا زیادہ بار پڑھنا مکروہ ہے مگر نفل نماز میں ایسے تکرار کا کوئی حرج نہیں (۵)۔

❁ ۔قرآن پاک کی بعد کی سورت پہلے اور پہلی سورت بعد میں پڑھنا مکروہ ہے (۶)۔اس کے بارے سخت وعید آئی ہے کہ (حدیث) ''جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ ﷻ اُس کا دل اُلٹ دے'' (۷)۔اگر آپ پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھیں تو دوسری میں بھی وہی سورت پڑھیں (۸)۔قرآن پاک کی سورتوں کے پڑھنے میں نماز سے باہر تلاوتِ قرآن کریم میں ترتیب واجب ہے مگر نماز میں ترتیب بدلنے سے سجدۂ سہو اِسلئے نہیں کہ وہ واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں مگر ایسا کرنا گناہ ہے اور مکروہ ہے (۹)۔ البتہ نماز سے باہر بچّوں کی آسانی کیلئے آخری پارہ خلاف ترتیب پہلے پڑھانا جائز ہے (۱۰)۔

❁ ۔ایک سورت شروع کرنا اور پھر بلا ضرورت چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا (۱۱)۔

❁ ۔پہلی رکعت میں ایک سورۃ پڑھی دوسری میں ایک چھوٹی سورۃ چھوڑ کر اگلی سورۃ پڑھنا (۱۲)۔

❁ ۔قرأت کو رکوع میں پہنچ کر ختم کرنا یا قیام کے علاوہ کسی مقام پر قرآن پڑھنا (۱۳)۔

❁ ۔نفل نماز کی پہلی رکعت کو لمبا کرنا اور فرض نماز کی دوسری رکعت کو پہلی سے لمبا کرنا مکروہ ہے (۱۴)

❁ ۔اُنگلیوں کو اُٹھا اُٹھا کر اُن پر آیتوں یا تسبیحوں کا شمار کرنا (۱۵)۔

❁ ۔ایک پاؤں پر کھڑے ہونا اور دوسرے کو بلا عذر زمین سے اُٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے (۱۶)۔

(۱) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ص ۱۵۵،۱۶۹ (۲) عالمگیری ج ۱ص ۱۶۴،نور الایضاح (۳) شرح نقایہ ج ۱ص ۹۴، کبیری ص ۳۵۷،نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ص ۱۶۷ (۴) درمختار، شامی، نور الایضاح (۵) غنیۃ، شامی، نور الایضاح (۶) درمختار بہار شریعت، نور الایضاح (۷) قال سیّدنا ابن مسعود ﷛، بہار شریعت ج ۱ص ۱۹۲ (۸) ہدایہ، عالمگیری، شامی (۹) شامی، فیض رسول، عالمگیری ج ۱ص ۲۰۳ (۱۰) شامی، بہار شریعت (۱۱) عطاء حبیب (۱۲) درمختار، نور الایضاح (۱۳) نور الایضاح (۱۴) نور الایضاح (۱۵) بہار شریعت (۱۶) بہار شریعت۔

۔قیام میں بلاعذر دیوار وغیرہ یا کسی چیز کا سہارا لینا(۱)۔

۔بلاعذر اُٹھتے یا بیٹھتے وقت سہارا لینا(۲)۔

۔نماز میں کمر پر یا پہلو پر ہاتھ رکھنا(۳)۔کہ(حدیث)"جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا"(۴)۔نیز(حدیث)"نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا دوزخیوں کا آرام وطریقہ ہے"(۵)۔نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہیے(۶)۔کیونکہ(حدیث)"یہ یہودیوں کا عمل ہے"(۷)۔اور جب شیطان زمین پر آیا تو ہاتھ کمر یا کوکھ پر رکھے ہوئے تھا اور اب بھی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر ہی چلتا ہے"(۸)۔

۔کولہوں پر ہاتھ رکھنا(۹)۔

۔رکوع میں سَر کو پشت سے اُونچا یا نیچا کرنا(۱۰)۔

۔رکوع میں ہاتھ گھٹنوں سے اُوپر یا نیچے رکھنا یا نہ رکھنا(۱۱)۔

۔رکوع وسجود میں اطمینان نہ کرنا(۱۲)۔

۔تسبیحاتِ رکوع یا سجدہ بلاضرورت 3 بار سے کم پڑھنا(۱۳)۔

۔آؤ بھگت کیلئے کسی رئیس، امیر یا سَردار کا جماعت کیلئے انتظار کرنا، رکوع یا قرأت کو لمبا کرنا مکروہ ہے امام کو چاہیئے کہ ایسے افراد سے خوف نہ کریں کہ اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے(القرآن)"فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ،تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو"(۱۴)۔اور اگر ایسے شخص کے شر کا زیادہ خطرہ ہو جسے آپ برداشت نہ کر سکیں تو گنجائش وقت کے مطابق ایسا کرلیں اور پھر ایسے شخص کا معاملہ اللہ کریم ﷻ کے سپرد کر دیں۔تاہم اگر مقصد اور نیت نماز میں اعانت ہو اور آنے والے کو امام جانتا نہ ہو تو افضل ہے کہ رکوع قدرے لمبا کرے تاکہ وہ شامل ہو سکے مگر اتنا نہیں کہ مقتدی اُکتا جائیں(۱۵)۔

۔سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنا اور اُٹھتے وقت پہلے گھٹنے اُٹھانا مکروہ ہے(۱۶)۔

(۱)احیاء العلوم (۲)عطاء حبیب (۳)درمختار، کبیری ص۳۵۰، شرح نقایہ ج۱ص۹۳، ہدایہ ج۱ص۹۰، مالابُد منہ، عالمگیری ج۱ص۱۶۸ (۴)عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۱۱۴۰، مسلم ج۱ح۱۱۲۰، نسائی ح۸۸۰، ابوداؤد ج۱، ترمذی ج۱ح۳۶۱ (۵)عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، شرح السنہ، ترغیب والترھیب ج۱ح۳۵۹، ابن خزیمہ، ابن حبان، مشکوٰۃ ح۹۳۸، مرآۃ المناجیح ج۲ص۱۲۹ (۶)درمختار، عالمگیری ج۱ص۱۶۸، بہارشریعت (۷)عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ، شعب الایمان ج۳ح۳۱۲۴، ابن خزیمہ، ابن حبان، ترغیب والترھیب ج۱ح۳۵۴ (۸)ترمذی ج۱ح۳۶۱، مرقاۃ، مرآۃ المناجیح ج۲ص۱۲۹ (۹)نورالایضاح، بمطابق حدیث عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۱۱۴۱، مسلم، بلوغ المرام ح۲۵۱ ص۹۷ (۱۰)منیۃ المصلی، عالمگیری ج۱ص۱۷۰ (۱۱)نورالایضاح، غنیۃ، عالمگیری ج۱ص۱۷۳ (۱۲)عالمگیری ج۱ص۱۷۰ (۱۳)بہارشریعت (۱۴)سورۃ البقرۃ،۱۵۰ (۱۵)درمختار، شامی (۱۶)عالمگیری ج۱ص۱۷۔

۞۔(حدیث) نماز میں کنکریاں ہٹانا مکروہ ہے(۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''نماز میں کنکریاں نہ ہٹاؤ کہ اللہ کریم ﷻ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے'' (۲)۔ تاہم اگر سجدہ میں دِقت ہوتو جلدی جلدی ہٹالیں کہ عملِ کثیر نہ ہو۔ اگر 3 بار ہٹائیں تو عمل کثیر ہے مفسدِ نماز ہے (۳)۔

۞۔جلسہ یا قعدہ میں دونوں پاؤں کھڑے رکھنا (۴)۔

۞۔بعد از سلام امام کا اُسی طرح بیٹھے رہنا مکروہ ہے بلکہ وہ دائیں یا بائیں طرف پھر جائیں (۵)

۞۔نمازِ فرض کے بعد سنّت مؤکدہ پڑھنے میں تاخیر کرنا اور بلا عذر بات چیت کرنا(۶)۔

۞۔امام اور مقتدی کا فرض نماز کے بعد سنّت یا نوافل کیلئے جگہ نہ بدلنا'' (۷)۔

جماهی اور چھینک آنا:

جماهی: (Yawning) آنے پر بعض لوگ خوب زور سے اپنا منہ کھول لیتے ہیں اور اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے کہ کہیں جبڑے نہ کھل جائیں بلکہ اپنی طرف سے شاید مُنہ کھولنے کا ریکارڈ قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، نہ صرف مُنہ اتنا بیہودگی سے کھولتے ہیں بلکہ اُونٹ کی طرح مُنہ اُوپر کو بھی اُٹھا لیتے ہیں۔ اور بعض اللہ والے تو مُنہ کھولنے اور اوپر دیکھنے پر بھی اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ خوب زور سے بڑی عجیب عجیب آوازیں نکال کر گویا لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے والے پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان اقدس سُن لیں شائد اُن کو عقل آجائے کہ (حدیث) ''جب کسی کو نماز میں جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اُسے روکے بیشک شیطان منہ میں گھس جاتا ہے'' (۸)۔ بلکہ (حدیث) ''جماہی کے وقت شیطان مُنہ کے اندر گھس جاتا ہے اور اُس کے مُنہ کے اندر تھوک دیتا ہے'' (۹)۔ لہٰذا وہ جو جماہی کے بعد منہ سے رطوبت نکلتی ہے وہ شیطان کا تھوک ہے (۱۰)۔ اسی لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ جماہی کے بعد اس طرح جماہی لینے والوں کے منہ میں پانی جیسی رطوبتیں جمع ہو جاتی ہیں جنہیں اس حدیث پاک کے مطابق شیطان کے تھوک سے قیاس کیا گیا ہے۔ نیز (حدیث) ''جب کوئی جماہی لے تو جہاں تک ہو سکے مُنہ بند کرے

(۱) ہدایہ ج۱ص۹۰، شرح نقایہ، کبیری ص۳۵۰، بمطابق ترمذی ج۱ح۳۷۶۳ (۲) عن سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۳۶۲، ابن ماجہ ح۱۰۲۷، کشف الغمہ ج۱ص۲۱۳ (۳) درمختار، شامی، مالابد منہ، عالمگیری ج۱ص۱۶۸ (۴) عالمگیری ج۱ص۱۷۰ (۵) غنیۃ الطالبین، عالمگیری ج۱ (۶) عالمگیری ج۱ص۱۱۹ (۷) عالمگیری ج۱ص۱۱۹ (۸) عن حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۳ح۷۴۵۷، ابوداؤد ج۳ح۱۵۹۱، مسند امام احمد بن حنبل، سنن دارمی ح۱۴۱۸، ابن حبان ح۲۳۶۰، ابن خزیمہ ح۹۱۹، شعب الایمان ج۷ح۹۳۶۸، مشکوٰۃ ح۹۲۲، ۴۵۲۹، مرأۃ المناجیح ج۲ص۱۳۲ (۹) فیضان سنّت (۱۰) بہارِ شریعت۔

اور اُس کو روکے اور مُنہ سے "ھا" نہ نکالے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے وہ (نمازی کا بگڑا ہوا منہ دیکھ کر) ہنستا اور قہقہہ لگاتا ہے (کہ اس نے صورت کیسی بنا رکھی ہے)" (۱)۔ اور پھر (حدیث) "جمائی کے دوران شیطان انسان کے جسمانی سوراخوں کے ذریعے اُس کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے" (۲)۔ اسلئے چاہیئے کہ جماہی کو روکا جائے کیونکہ (حدیث) "جماہی نماز میں شیطان کی طرف سے ہے پس جب تم میں سے کسی کو نماز میں جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اُسے روکے" (۳)۔

جماہی روکنے کا طریقہ آقا کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ (حدیث) "منہ پر ہاتھ رکھ کر روکے" (۴)۔ نیز جماہی روکنے کا ایک شاندار طریقہ یہ ہے کہ جب جماہی آنے لگے تو "دل میں فوراً یہ خیال کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی" (۵)۔ اس خیال سے جماہی رک جائیگی۔ اگر پھر بھی نہ رکے تو "دانتوں میں ہونٹ دبا کر روکیں" (۶)۔ بہر حال جیسے بھی ہو سکے اس کو روکیں کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے" (۷)۔

چھینک: اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو ایسے پسند ہے (۸)۔ جیسے جماہی شیطان کو پسند ہے اور (حدیث) "ہر مومن جب بھی مسلسل تین دفعہ چھینکتا ہے تو اس کا ایمان اُسکے دل میں پختہ ہو جاتا ہے" (۹)۔ نیز چھینک آنا اچھا شگون ہے۔ کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اَلْعَطْسَةُ عِنْدَا لْحَدِيْثِ شَاهِدُ عَدْلٌ، بات کے وقت چھینک سچا گواہ ہے" (۱۰)۔ اور (حدیث) "سچی بات وہ ہے کہ اُس وقت چھینک آ جائے" (۱۱)۔ نیز (حدیث) "جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آ جائے تو یہ بات حق ہے" (۱۲) لہٰذا اگر کسی بات کا سچ جھوٹ معلوم نہیں اور اُس وقت چھینک آ جائے تو گویا اُس بات کے سچ ہونے کی دلیل ہے۔ (حدیث) "دعاء کے وقت چھینک آنا سعادت مندی ہے" (۱۳)۔ **ف:** سب سے پہلے چھینک پہلے انسان حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو بوقتِ پیدائش تب آئی جب

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۵۱۹، مسلم، ترمذی ج۲ ح۶۴۸، ابن ماجہ ح۱۰۱۶، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۹۳، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۶۶، مشکوٰۃ ح۹۲۲، ۴۵۲۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۱۲، ج۶ ص۳۰۲ (۲) شرح مسلم (۳) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۱۰۹، مسلم ج۳ ح۷۴۵۶، ترمذی ج۱ ح۳۵۲، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح۹۲۸، بلوغ المرام ح۲۶۳ ص۱۰۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۲۶ (۴) عن سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱۰۹، ترمذی، ابن ماجہ ح۱۰۱۶، مسلم، مشکوٰۃ ح۹۲۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۲۶، انوارِ جمالِ مصطفیٰ (۵) مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۳، شامی ج۱ ص۴۴۶، غنیۃ الطالبین (۶) مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۳ (۷) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۹۳، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۴۴، مشکوٰۃ ح۴۵۲۴، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۲ (۸) سیرتِ حلبیہ ج۱ ص۲۱۲ (۹) بخاری نوادر الاصول، سیرۃ حلبیہ ج۱ ص۲۱۲ (۱۰) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابونعیم، ملفوظات امام احمد رضا علیہ الرحمۃ، غنیۃ الطالبین، سیرتِ حلبیہ ج۱ ص۲۱۲ (۱۱) عن انس رضی اللہ عنہ، طبرانی اوسط (۱۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حکیم ترمذی فی نوادر الاصول (۱۳) شعب الایمان ج۷ ح۹۳۶۹۔

روح اُن کے ناک میں پہنچی تھی (۱)۔

(حدیث) ''اگر کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہے'' (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''جب کوئی چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو فرشتہ کہتا ہے ''رَبّ الْعَالَمِین'' اور اگر آپ کہیں ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ رَبّ الْعَالَمِیْن تو فرشتہ کہتا ہے ''یَرْحَمُكَ رَبُّكَ'' (۳)۔ لہٰذا (حدیث) ''چھینک سننے والا مسلمان بھائی ''یَرْحَمُكَ اللّٰہ'' کہے اور یہ کہے ''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ'' (۴) یہاں ایک محبت رسول ﷺ سے معطر چھینک کا جواب بھی سینے میں سجالیں کہ (حدیث) ''ایک شخص نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک لی تو وہ بولا اَلْحَمْدُلِلّٰہ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ، تو حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''میں بھی ایسے کہتا ہوں مگر آقا کریم ﷺ نے ہمیں اس طرح نہ سکھایا'' (۵)۔ گویا حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابی یا تابعی نے یہ اپنی محبت سے اضافہ کیا اور ثابت کیا کہ ہماری محبت نے گوارا نہ کیا کہ اللہ کریم عزوجل کی حمد بیان ہو اور پیارے حبیب کریم ﷺ پر درُود نہ ہو۔ ہر بات پر بدعت کے فتوی لگانے والوں کیلئے سوچنے کا مقام ہے۔ اسی طرح (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''3 بار اپنے بھائی کی چھینک کا جواب دو اگر زیادہ بار آئے تو زکام کے سبب سے ہے'' (۶) اور بڑی ضروری بات ذہن میں رہے کہ (حدیث) ''جب کوئی چھینک یا جمائی لے تو آواز بلند نہ کرے کیونکہ شیطان کو یہ پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے'' (۷)۔ اس بارے آقا کریم ﷺ کی یہ سنّت مبارک بھی یاد رہے کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کو جب چھینک آتی تو دہن مبارک کو ہاتھ یا کپڑے ڈھانپ لیتے اور اپنی آواز کو پست رکھتے تھے'' (۸)۔

نماز توڑنے کے اسباب:

ایک نمازی کو درج ذیل صورتوں میں نماز توڑنے کی اجازت ہوتی ہے بلکہ بعض مقامات

(۱) شعب الایمان ج۷ ح۹۳۲۳، سیرۃ حلبیہ ج۱ ص۲۱۲ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۴ ص۷۰، احمد ج۲ ص۳۵۳، مشکوٰۃ ح۴۵۲۵، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۳ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، طبرانی، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۲۴ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۱۵۵، مسلم ج۳، ترمذی ج۲ ح۶۳۹، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۹۸، ابن ماجہ ج۲ ح۳۸۲۱، احمد ج۲ ص۳۵۳، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۳۸، مشکوٰۃ ح۴۵۲۵، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۳ (۵) عن نافع رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی ج۲ ح۶۳۶، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۴۷، مشکوٰۃ ح۴۵۳۶، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۷ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۴۵۵۷، ترمذی ج۲ ح۶۴۶، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۹۹، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۵۸، مشکوٰۃ ح۴۵۳۵، موطا امام محمد ح۹۵۲، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۷، انوارِ جمالِ مصطفٰے، شرح مسلم (۷) عن سیّدنا عُبادہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۵۵ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۶۴۷، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۹۴، احمد ج۲ ص۴۳۹، حاکم ج۴ ص۳۲۵، معجم اوسط ج۲ ح۱۸۴۹، ابویعلی ج۱۲ ص۱۸، شعب الایمان ج۷ ح۹۳۵۴، مشکوٰۃ ح۴۵۳۰، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۳۰۵۔

پر تو نماز توڑنا واجب ہو جاتا ہے:۔

۔مظلوم نمازی کو فریاد کرے اور نمازی اُسکی فریاد رسی کی ہمت رکھتا ہو تو نماز توڑنا واجب ہے(۱)

۔اپنی یا کسی کی ایسی چیز ضائع یا خراب ہونے کا ڈر ہو یا چور اُچکا لے بھاگے کہ جس کی قیمت کم از کم ایک درہم ہو تو اُس کی حفاظت یا حاصل کرنے کیلئے نماز توڑنا درست ہے۔ایک درہم سے مراد 3 ماشہ ڈیڑھ رتی چاندی یا 3 گرام چاندی یا اس وزن کی قیمت کے برابر رقم ہے(۲)۔

۔ہانڈی جلنے لگے تو عورت کا نماز توڑنا جائز ہے(۳)۔

۔بکریوں پر بھیڑیئے نے حملہ کر دیا(۴)۔

۔اگر ریل گاڑی چلنے لگے جس میں اپنا سامان یا بال بچے ہوں تو نماز توڑ کر سوار ہو جائیں(۵)

۔طوفان، درندے، دشمن، سانپ، آگ وغیرہ سے اپنی جان کو سخت خطرہ ہو تو نماز توڑ دیں(۶)

۔کسی بچے کے کپڑوں کو آگ لگ گئی، یا اندھا شخص کنوئیں یا کنوئیں جیسے کسی مقام کی طرف جا رہا ہو جس میں گرنے یا کسی کے ڈوبنے یا جلنے یا خطرہ ہو یا کوئی آگ میں جل رہا ہو یا کسی حادثہ میں مبتلاء ہو یا کسی درندے یا دشمن نے حملہ کر دیا ہو یا کوئی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو تو ایسی صورتوں میں یا اس جیسی کسی صورت میں نماز توڑنا واجب ہے اُن کی مدد کریں ورنہ گنہگار ہونگے(۷)

۔گھر کا پالتو جانور گائے، بھینس، بکری وغیرہ بھاگ نکلے یا مسافر کا سواری کا جانور بھاگ نکلا تو نماز توڑ کر جانور کو قابو کریں(۸)۔

۔نماز میں پیشاب یا پاخانہ اتنا شدید زور کرے کہ سنبھلنا مشکل ہو تو نماز توڑنا مستحب ہے، پہلے قضائے حاجت کریں پھر نماز پڑھیں بشرطیکہ نماز قضاء ہونے کا ڈر نہ ہو(۹)۔

۔بیمار ماں یا باپ کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑے اور کوئی دوسرا سنبھالنے والا نہیں تو نماز توڑ دیں(۱۰)

۔ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی یا اُستاد کسی بیماری یا مصیبت میں مدد کیلئے پکاریں تو فرض نماز توڑنا واجب ہے۔اور اگر ایسے ہی بلا ضرورت یا کسی ضرورت سے پکاریں تو سنّت اور نفل نماز توڑ کر جواب دیں جبکہ نماز فرض نہ توڑیں بشرطیکہ اُنہیں آپ کے نماز میں ہونے کا علم نہ ہو۔اور اگر اُنہیں

(۱) نور الایضاح، مراقی الفلاح، درمختار، ردالمحتار۔(۲) نور الایضاح، درمختار، عالمگیری ج ا ص ۱۷۴، ردالمحتار۔(۳) عالمگیری ج ا ص ۱۷۴۔(۴) بہار شریعت، عالمگیری ج ا ص ۱۷۴۔(۵) ردالمحتار۔(۶) مراقی الفلاح، نور الایضاح حاشیہ(۷) درمختار، ردالمحتار، نور الایضاح، عالمگیری ج ا ص ۱۷۴۔(۸) درمختار، عالمگیری ج ا ص ۱۷۴ (۹) درمختار، ردالمحتار، عالمگیری ج ا ص ۱۷۰۔(۱۰) ردالمحتار۔

علم ہو کہ آپ نماز میں ہیں پھر بھی پکاریں تو جواب نہ دینے میں حرج نہیں (۱)۔

۔اگر والدین اپنی خدمت کی خاطر نفل چھوڑنے کا حکم دیں تو نفل چھوڑ دیں اُن کی خدمت نفل سے مقدم ہے جبکہ واجب اور فرض نماز ترک نہیں کر سکتے (۲)۔ مگر قربان جائیے پیارے آقا کریم ﷺ کی شانِ اقدس پر کہ (حدیث) حضرت سیّدنا سعید بن مُعلّٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "مَیں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے قریب سے پیارے آقا کریم ﷺ گزرے، آپ ﷺ نے مجھے بلایا لیکن مَیں (نماز میں ہونے کی وجہ سے) آپ ﷺ کے پاس حاضر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے نماز مکمّل کی پھر مَیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روکا؟" اللہ کریم تعالیٰ کا فرمان یوں نہیں ہے کہ (القرآن) "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ، اے ایمان والو! اللہ کریم تعالیٰ اور اُسکے رسول کریم ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو، جب رسول کریم ﷺ تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی" (۳)۔ سبحان اللہ۔ اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں آنے پر نماز میں کوئی خلل بھی واقع نہیں ہوتا۔ ایسی ہی روایت عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۸۵ے ص ۳۲۲ میں حضرت سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے ہیں۔

۔اگر نماز میں اجنبی عورت یا بیوی اتنا چھوئے کہ شہوت ولذّت آئے تو نماز توڑنا مستحب (۴)

۔نماز میں دھوتی کھلی، سمیٹی نہ جا سکے تو نماز توڑ دیں، چادر باندھیں اور پھر نماز پڑھیں (۵)۔

۔اگر کوئی شخص نمازی کے پاس اُونچی آواز سے قرآن پڑھنے لگے تو وہ گنہگار ہوگا جبکہ نمازی اپنی نماز نہ توڑے بلکہ مکمّل کرے (۶)۔

۔اگر سنّتِ فجر کی نیّت کرنے کی بجائے بھول کر نماز فرض فجر کی نیّت کر کے نماز شروع کر دیں تو یاد آنے پر نماز توڑ کر نیّت درست کریں کیونکہ سنّت فجر کی بہت فضیلت ہے اگر فرض فجر پڑھ لئے تو اُن کا محل فوت ہو جائے گا اور وہ بعد از فرض نہیں پڑھی جا سکتیں (۷)۔

۔نماز نفل شروع کی اور پھر توڑ دی تو اُس کی قضاء لازم ہے۔ اور اگر آغاز ہی درست نہ ہوا تھا جیسے کپڑا ناپاک تھا، وضوء نہیں کیا ہوا تھا وغیرہ تو اعادہ واجب نہیں (۸)۔

۔اگر جماعت میں نابینا مسبوق (تاخیر سے آنے والا) آ کر شامل ہوا اور اُسکی سمتِ قبلہ درست نہ ہو

(۱) نورالایضاح، درمختار، ردالمحتار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۳ (۲) تفسیر خزائن العرفان (۳) عن سعید بن مُعلّٰی رضی اللہ عنہ، سورۃ الانفال، ۲۴، بخاری ج ۲ ص ۶۶۹ (۴) درمختار، شامی، بہار شریعت (۵) درمختار، ردالمحتار (۶) غنیۃ المستملی (۷) عالمگیری (۸) درمختار، شامی، قدوری مترجم ص ۸۱۔

تو ساتھ والا نمازی ایک ہاتھ سے اُسے قبلہ سمت کردے،، کوشش کے باوجود اگر اُسکی سمتِ قبلہ درست نہ ہو تو نمازِ توڑ کر اُس نابینا کی سمت درست کریں اور پھر خود شاملِ جماعت ہوں۔ اور اگر آپ نابینا کا قبلہ درست نہ کریں تو اُس کی اسی حالت میں نماز ہوجائے گی مگر آپ گنہگار ہوں گے(۱)۔

۔ اگر نمازِ جمعۃ المبارک یا فرض نماز کے وقت جنازہ آجائے تو پہلے نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔ بشرطیکہ فرض نماز قضاء ہونے کا اندیشہ نہ ہو(۲)۔

نمازی کے سامنے سے گزرنا:

نمازی کے سامنے سے گزرنا قابلِ عذاب گناہ ہے۔ جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ گزرنے والے پر کچھ گناہ نہیں جبکہ نمازی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور بعض موٹی عقل والے اپنے طور پر علاّمہ بن کر گزرنے والے کو کہتے ہیں "ارے اِنّھے نظر نہیں آتا بیچارے نمازی کی نماز توڑ دی"۔ ایسے علاّمہ یاد رکھیں کہ (حدیث) "کسی شخص کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نمازی کی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا نہ ثواب میں کمی آتی ہے بلکہ (بلا عذر) گزرنے والا ہی گنہگار ہوتا ہے" (۳)۔ اور (حدیث) "نماز کو کوئی چیز فاسد نہیں کرتی لیکن جہاں تک تم میں طاقت ہو (سامنے سے گزرنے والے کو) دفع کرو" (۴) ایسے ہی (حدیث) "نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے اُس سے اُسکی نماز نہیں ٹوٹتی" (۵) نیز سیّدنا امام زہری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی (البتہ خشوع وخضوع نہیں رہتا)" (۶) گویا نمازی نمازی ہی رہا اور گناہ کا بوجھ گزرنے والے کو ہی برداشت کرنا پڑے گا۔ بشرطیکہ نمازی درست جگہ کھڑا ہو کہ جس سے کسی گزرنے والے کو تکلیف نہ ہوتی ہو۔

گزرنے والے کو کتنا گناہ ہوتا ہے اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا رونگٹے کھڑے کردینے والا فرمان عالیشان پڑھیئے کہ "اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو یہ علم ہو کہ اُس سے کتنا گناہ وعذاب ہوتا ہے تو 40 برس" دوسری روایت میں "100 برس تک کھڑا رہنا اُسکے نزدیک بہتر ہوتا اُس قدم سے جو اُس نے نمازی کے آگے سے گزرنے کیلئے اُٹھایا" (۷)۔

(۱) درمختار، ردالمحتار (۲) الاشباہ والنظائر (۳) ابوداؤد ج۱، دُرِّمختار، عالمگیری ج۱ص۱۶۴ (۴) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، بلوغ المرام ح ۲۵۰ص ۹۷ (۵) قال سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ وسیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ موطا امام مالک ح ۳۷۱، بیہقی ح ۳۳۲۷ (۶) بخاری ج۱ص ۷۴ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح ۴۸۳، مسلم ج۱ ح ۱۰۳۴، ترمذی ج۱ ح ۳۶۹، ابوداؤد ج۱ ح ۶۹۶ نسائی ح ۷۴۸، ابن ماجہ ح ۹۹۲ تا ۹۹۴، احمد ج۱ ح ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، مسند بزار، موطا امام مالک ح ۳۶۵، موطا امام محمد ح ۲۷۰ ترغیب ج۱ ح ۳۶۱، ابن حبان ح ۲۳۶۶، ابن خزیمہ ح ۸۱۴، بیہقی ح ۳۲۶۴، معجم اوسط ح ۲۶۵، معجم صغیر ح ۴۳۰، مشکوٰۃ ح ۳۱۰۷، ۷۳۱، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۱۵، بلوغ المرام ح ۲۴۳ص ۹۵، درمختار، فیوض الباری حصہ ۲ص ۲۰۷، احیاء العلوم۔

اور (حدیث) ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اُس کے گناہ کا علم ہو جائے تو اُس کیلئے زمین میں دھنسایا جانا اُس سے بہتر ہو بجائے اسکے کہ نمازی کے سامنے سے گذرے''(۱) نیز (حدیث) ''آدمی کا خاک ہو کر ہوا میں اُڑ جانا اُس سے بہتر ہے جو کسی نمازی کے آگے سے گزرے''(۲)۔

لہذا ضرور خیال رکھیں کہ جہاں سے آپ گزرنا چاہتے ہیں کہیں اُس جگہ کوئی نمازی تو نہیں؟ اور اگر بالفرض آپ کو معلوم نہیں ہو سکا اور بے خیالی سے کسی نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتے ہوں تو نمازی کو چاہئے کہ فوراً اپنے بارے نماز میں ہونے سے آگاہ کرے۔ جس کیلئے (حدیث) ''مردوں کو تسبیح (یعنی سُبْحَانَ اللّٰہ) کہنا چاہئے اور عورتوں کو (تصفیق) ہاتھ پر ہاتھ مارنا (یعنی بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہتھیلی مارنا)''(۳)۔ لہذا ''مرد سُبْحَانَ اللّٰہ کہے یا قرأت بلند آواز سے کرے یا ہاتھ، سَر یا آنکھ کے اشارہ سے منع کرے(۴) اور عورت دائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بائیں ہاتھ کی پُشت پر مارے اپنی آواز بلند نہ کرے کیونکہ اُس کی آواز بھی سَتر ہے اور فتنہ کا باعث ہے''(۵)۔

حرمین شریفین میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ جائز سمجھ کر نمازیوں کے آگے سے آزادانہ گزر رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنا منع ہے جہاں سے دِین اسلام کا نور پھوٹا، جہاں سے ساری شریعت پیدا ہوئی بھلا وہاں اس کا اطلاق نہ کرنا کہاں کی عقل مندی اور فقہ ہے۔ بلکہ جیسے وہاں کی نیکی بڑی ہے اُسی طرح وہاں کا گناہ بھی بڑا ہے۔ تاہم ''دورانِ طواف یا راستہ نہ ہونے کی صورت میں بوجہ مجبوری گزرنا جائز ہے''(۶)۔

گزرنے کی حدِ فاصل:

اگر نمازی کسی ایسی جگہ کھڑا ہو کہ اُسکے سامنے سے گزرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو جبکہ وہاں سے گزرنا ضروری بھی ہو تو اُس صورت میں گزرنے والے کو کچھ مخصوص فاصلہ سے گزرنے کی اجازت ہے اس بارے شرعی حکم یہ ہے کہ ''اگر بڑی مسجد یا میدان ہو تو نمازی قیام میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھتے ہوئے جہاں تک آگے سے گزرنے والے کو دیکھ سکتا ہے وہاں تک کے درمیان سے گزرنا منع ہے''(۷) مگر اس سے ابھی فاصلہ کی صحیح وضاحت نہیں ہوئی، تو تعینِ مقام اور حدِ فاصل کھینچنے میں حضرت

---

(۱) عن سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۳۶۶، مؤطا امام محمد ح ۲۷۲، مشکوٰۃ ح ۷۳۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹، مظاہر حق، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۰۷ (۲) احیاء العلوم، کیمیائے سعادت (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ص ۱۶۵، مسلم ج ۱ ح ۸۵۸، بلوغ المرام ح ۲۳۶ ص ۹۴، مشکوٰۃ ح ۹۲۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۲۴ (۴) درمختار، شامی، نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۶ (۵) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۶، بحر الرائق (۶) ردالمحتار (۷) درمختار، فتاوٰی عزیزی، شامی، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۰۷، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۴، بدائع الصنائع۔

امام احمد رِضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا فتوی زیادہ واضح ہے جنہوں نے یہ فاصلہ 3 گز لکھا (۱)۔ جو کہ 2 صفوں کی چوڑائی کے برابر ہے (۲)۔ لہٰذا نمازی کے آگے سے بشرطیکہ سُترا نہ ہو تو 2 صفوں کا فاصلہ چھوڑ کر گزر سکتے ہیں۔ اور یہ کم از کم حد ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے زیادہ فاصلہ سے گزرا جائے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ گزرتے ہوئے نمازی کی طرف چہرہ نہ کریں بلکہ اُدھر رُخ کئے بغیر سیدھے گزر جائیں۔ نیز اگر نمازی چھوٹی مسجد (40 ہاتھ سے کم) یا مکان میں ہو تو اگلی دیوار تک سارا حصہ موضع سجود شمار ہوگا لہذا آگے سے گزرنا منع ہے (۳)۔

سُترہ:

شریعت میں جہاں نمازی کے آگے سے گزرنے والے کیلئے سخت تنبیہہ ہے وہاں نمازی کو بھی آزاد نہیں چھوڑا گیا کہ جہاں چاہے مصلّی بچھا دے۔ لہٰذا اگر وہ کسی ایسی جگہ نماز پڑھنے لگتا ہے جو کہ گزرنے کا واحد راستہ ہے تو اُس صورت میں گزرنے والے پر گناہ نہیں بلکہ سب گناہ نمازی پر ہے۔ لہٰذا نمازی کو حکم ہے کہ کسی چیز کی آڑ لے کر نماز پڑھے اور اگر آڑ نہ ملے تو (حدیث) ''کوئی چیز اپنے سامنے رکھ لیا کرے'' (۴)۔ اسے ''**سُترہ**'' کہتے ہیں۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اُسے چاہیئے کہ سُترہ کی طرف اُس کے قریب ہو کر نماز پڑھے'' (۵)۔ اور پھر (حدیث) حضرت سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مَیں نے دیکھا کہ آقا کریم ﷺ جب بھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف رُخ مبارک فرما کر نماز پڑھتے تو آپ ﷺ اُس (چیز) کو اپنی دائیں یا بائیں ابرو مبارک کی جانب فرما لیتے اور بالکل اُس کے سامنے نہ ہوتے'' (۶)۔ لہٰذا ''سُترہ'' کی چیز بالکل ناک کی سیدھ میں نہ رکھیں بلکہ ذرا دائیں یا بائیں جانب کر لیں (۷)۔

سُترہ کس چیز کا ہو؟۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''نماز میں سُترہ (ضرور) کر لو (کچھ نہ ملے تو) تیر ہی سہی'' (۸)۔ اور اسی وضاحت میں 11 نومبر 630ء بمطابق

(۱) عرفانِ شریعت (۲) کبیری (۳) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴، شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۹۴، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۰۷ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۰۴ (۵) عن سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۹۰، سنن نسائی ح ۷۴۰، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۱۱، ابن ماجہ، مستدرک حاکم ح ۹۲۲ (۶) ابوداؤد ج ۱ ح ۶۸۸، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۱۲، مشکوٰۃ ح ۷۲۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۱۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۸، فتح القدیر، شرح مسلم (۷) ہدایہ ج ۱ ص ۸۹، شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۶، کبیری ص ۳۶۸ (۸) عن سیدنا سَبُرَہ بن مَعْبد جُہَنی رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۱۳۰۵، مستدرک حاکم ح ۹۲۵، سنن نسائی، بیہقی ح ۳۲۷۶، ابویعلی ح ۹۴۱، معجم کبیر ح ۶۵۳۹، بلوغ المرام ح ۲۴۴ ص ۹۶۔

30 رجب 9ھ بروز اتوار کو آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری اور عظیم الشان غزوہ "غزوہ تبوک" میں جب آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو (حدیث) آپ حضور ﷺ نے فرمایا "(سترہ کی لکڑی) اُونٹ کے کجاوے کے پچھلے حصّے کے برابر ہو" (۱) نیز (حدیث) "جب تم میں سے کوئی اُونٹ کے کجاوے کی پچھلی لکڑی جیسی کوئی چیز اپنے سامنے رکھ لے تو نماز پڑھ لے جو اُس کی حد سے باہر گزرے اُس کی پرواہ نہ کرے" (۲)۔ جو کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "آپ ﷺ اپنی سواری (اونٹنی) کو سامنے کر لیتے اور پھر اُس کی آڑ میں نماز پڑھ لیتے تھے" (۴)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر میں نماز پڑھتے تو سواری (اونٹ) کو سُترہ بنا لیتے تھے" (۵)۔ ہدایہ میں ہے "اوپر نیچے پتھر جمع کر کے بھی سامنے رکھ سکتے ہیں"۔ نیز (حدیث) "نمازِ عید میں آپ ﷺ کے سامنے نیزہ گاڑ دیا جاتا جس کی طرف رُخِ اقدس فرما کر نماز پڑھاتے" (۶)۔ اور پھر (حدیث) "آنحضرت ﷺ نے برچھی یا نیزہ کی طرف رُخِ انور کر کے لوگوں کو 2 رکعت نماز پڑھائی اور مَیں نے آدمیوں اور چوپایوں کو اُس نیزہ کے اُس طرف سے گزرتے دیکھا" (۷)۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ "نماز با جماعت میں امام کا سُترہ مقتدیوں کیلئے کافی ہے مقتدیوں کو الگ سُترہ کی ضرورت نہیں" (۸)۔ لہٰذا (حدیث) "امام کا سُترہ اُس کے مقتدیوں کیلئے بھی سُترہ ہوتا ہے" (۹)۔

سُترہ کی چیز کے بارے (حدیث) پیارے کریم آقا ﷺ نے مزید واضح فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اُسے چاہئیے کہ اپنے آگے کوئی چیز رکھ لے، اگر کوئی چیز نہ پائے

(۱) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۱۰۱۵، مسند احمد ج۱ ح۱۳۰۸، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان ح۲۳۶۱، ابن خزیمہ ح۸۰۷، حاکم ح۹۲۳، بیہقی ح۳۲۷۹، بلوغ المرام ح۲۳۴۳ ص۹۶ (۲) عن طلحہ بن عُبید اللہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۰۱۳، ترمذی ج۱ ح۳۱۸، ابن ماجہ ح۹۸۸، ابوداؤد ج۱ ح۶۸۰، مشکوٰۃ ح۷۱۹، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۴ (۳) ابوداؤد ج۱ ح۶۸۱ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۰۱۹، ترمذی ج۱ ح۳۴۴، بخاری ج۱ ح۴۸۰، ابوداؤد ج۱ ص۱۰۰، مسند امام احمد ج۱ ح۱۳۰۶، دارمی ح۱۴۴۸، مشکوٰۃ ح۷۱۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۴ (۵) بخاری ج۱ ح۴۱۵، مؤطا امام مالک ح۳۷۲ (۶) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۱۵۶، بخاری ج۱ ح۴۷۱، ۹۲۰، مسلم ج۱ ح۱۰۱۷، نسائی ح۳۹۷، ابن ماجہ ح۹۸۹، ۱۳۵۹، احمد ج۱ ح۱۳۰۷، دارمی ح۱۴۴۶، مشکوٰۃ ح۷۱۶، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۳ (۷) عن سیّدنا عون بن ابوجُحیفہ وہب بن عبداللہ عامری رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۳۶۶، مسلم ج۱ ح۱۰۲۴، ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند امام احمد بن حنبل ج۱ ح۳۴۷، نسائی، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۲۷، مشکوٰۃ ح۷۱۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۳ (۸) ہدایہ ج۱ ص۸۹، شرح نقایہ ج۱ ص۹۶، کبیری ص۳۶۹، شرح مسلم، مالابُد منہ، بہار شریعت، شامی، فیوض الباری حصہ۲ ص۱۲۸، عالمگیری ج۱ ص۱۶۵ (۹) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مصنف عبدالرزاق ج۲ ص۱۸۱، فیوض الباری حصہ۲ ص۲۰۲۔

تو چھڑی یا لاٹھی گاڑ لے اگر اُس کے پاس چھڑی بھی نہ ہو تو ایک لکیر کھینچ لے اُس کے بعد اُس کے آگے سے جا ہے کچھ گزرے تو اُس میں حرج نہیں'' (۱)۔اور'' لکیر لمبائی میں کھینچیں'' (۲)۔لمبائی کا مطلب ہے کہ لکیر نمازی کی سیدھ سے قبلہ رُخ ہو۔ابوداؤد نے بتایا کہ ''مَیں نے امام حنبل علیہ الرحمۃ سے سناوہ فرمایا کرتے تھے کہ'' لکیر ہلال (چاند) کی طرح کھینچی جائے''۔بعض چاند کی طرح چوڑائی میں لکیر کھینچنے کے قائل ہیں (۳)۔تاہم بعض فقہاء لکیر بطور سُترہ کے قائل نہیں اور اس سے اختلاف کرتے ہیں لہٰذا اس سے اجتناب کرلینا ہی بہتر ہے۔اور اچھا ہے کہ کسی چیز کو ہی سامنے رکھ لیا جائے۔حتیٰ کہ (حدیث) '' آقا کریم ﷺ کپڑا کی گٹھڑی سی بنا کر رکھ لیتے اور اس کے سامنے نماز پڑھتے'' (۴)۔اگر ایسا کرنا بھی ناممکن ہو تو آخری صورت کے طور پر لکیر کھنچی جائے۔

الحاصل: اس تمام تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ نمازی اپنے سامنے سجدہ کی جگہ کے پاس ناک کی سیدھ میں نہیں بلکہ دائیں یا بائیں آنکھ کے بھنوؤں کے سامنے کم از کم ایک ہاتھ یا ایک گز لمبی اور ایک اُنگلی موٹی لکڑی ، چھڑی، لاٹھی، درخت، ستون، دیوار، بندوق، نیزہ، برچھا وغیرہ گاڑ لیں یا کھڑا کرلیں یا سہارا لیں یا پتھروں کا ڈھیر لگالیں اور اگر کچھ میسّر نہ ہو تو سیدھی لکیر یا چاند کی طرح گولائی میں اپنے سامنے لکیر کھینچ لیں یہ سُترہ کہلاتا ہے۔اس کی آڑ میں نماز پڑھنا عین درست ہے نہ نمازی پر گناہ اور نہ اُس کے اُس پار سے گذرنے والے پر بار اور ممانعت ہے (۵)۔

۞۔اگر سُترہ کی چیز کو زمین میں گاڑنا ممکن نہ ہو تو اُسے زمین پر لمبی کرکے رکھ دیں (۶)۔

۞۔اگر سُترہ کیلئے کچھ اور میسّر نہ ہو تو کتاب، کپڑا، درخت، جانور یا آدمی بھی سُترہ کا کام دے سکتے ہیں مگر آدمی کا رُخ نمازی کی طرف نہیں ہونا چاہیے (۷)۔

۞۔سُترہ کے باہر سے گزرنے والے لوگ نمازی کی طرف مُنہ کرکے نہ گزریں بلکہ پُشت کرکے یا پہلو کرکے گزریں (۸)۔

۞۔اگر سُترہ نہ ہو اور آپ نمازی کے آگے سے گزرنا چاہیں تو کوئی چیز نمازی کے سامنے بطور سُترہ

(۱) عن حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۶۸۴، ابن ماجہ ح۹۹۱، مسند امام احمد بن حنبل ج۱ ح۱۳۰۴، ابن حبان، مشکوٰۃ ح۷۲۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۱۷، فتح القدیر بلوغ المرام ح۲۴۹ ص۹۷، شرح مسلم (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۶۵، نورالایضاح (۳) نورالایضاح (۴) عن حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابن ماجہ ح۹۹۰ (۵) دُرِّمختار، شامی، ہدایہ ج۱ ص۸۹، مالابدمنہ، شرح نقایہ ج۱ ص۹۶، کبیری ص۳۶۸، بہارشریعت، فیوض الباری حصہ۲ ص۲۰۲، ۲۰۷، نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص۱۶۴، ۱۶۵ (۶) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۶۵ (۷) درمختار، عالمگیری، شامی، غنیۃ الطالبین، بہارشریعت (۸) بہارشریعت۔

رکھ کر اُس کے اوپر کی طرف سے گزر جائیں اور پھر بیشک اپنی وہ چیز اُٹھا لیں یا اپنی سواری نمازی اور اپنے درمیان کرلیں اور گزر جائیں (۱)۔

۞ ۔اگر 2 آدمی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں اور آگے والا نماز سے فارغ ہو جائے یا بلا نماز بیٹھے کسی شخص کے پیچھے کوئی نماز پڑھنے لگے تو آگے والا شخص پچھلے آدمی کی نماز ختم ہونے کا انتظار کیے بغیر دائیں بائیں جا سکتا ہے اور اگر بیٹھا رہے تو زیادہ ثواب کا حقدار ہوگا (۲)۔

۞ ۔اگر 2 شخص نمازی کے آگے سے گزرنا چاہیں تو اُن میں سے ایک نمازی کے سامنے پشت کر کے بیٹھ جائے یا کھڑا ہو جائے اور دوسرا گزر جائے۔ اسطرح سینکڑوں لوگ ہوں تو سب گزر جائیں پھر گزر جانے والوں میں سے ایک شخص سُترہ کے طور پر کھڑے آدمی کے پیچھے اور نمازی کے آگے نمازی کو پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور پہلے والا گزر جائے پھر یہ بھی جدھر سے آیا تھا واپس لوٹ جائے (۳)

۞ ۔جب نمازی کے سامنے سُترہ ہو تو اُس کے اندر کی جانب سے گزرنا گناہ اور منع ہے (۴)۔ اور اگر پھر بھی کوئی اندر سے گذرے تو (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی سُترہ رکھ کر نماز پڑھے پھر کوئی اسکے سامنے سے گذرنا چاہے تو اُس کو جہاں تک ممکن ہو روکے اگر وہ باز نہ آئے تو اُس سے لڑے (بھرپور روکے) کہ وہ شیطان ہے (شیطان جیسا کام کر رہا ہے)'' (۵)۔ اسی لئے (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نہ تو کسی نمازی کے سامنے سے گزرتے تھے اور نہ کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے دیتے تھے'' (۶)۔ بلکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے سامنے سے کوئی گزرتا تھا تو آپ اسکو ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ گر جاتا تھا اور نماز کے بعد فرماتے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے'' (۷)۔ آج بھی مدینہ منورہ میں اس کا عملی مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے خدا کرے جانا نصیب ہو۔ آمین۔ تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ سامنے سے گزنے والے کو روکنے کیلئے مارنے، لڑنے یا دھکا دینے کا یہ حکم اُس وقت تھا جب نماز میں حرکت کرنا جائز تھی۔ جب بعد میں نماز میں ایسی حرکت منع قرار دے دی گئی کہ جس سے عمل کثیر ہوتا ہو۔ لہٰذا اب اگر کوئی سُترہ کے اندر سے گزرنا

---

(۱) شامی، عالمگیری، بہار شریعت (۲) ردّ المحتار ج ۲ ص ۳۴۵ (۳) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۵، شامی (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۵ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۴۸۲، مسلم ج ۱ ح ۱۰۳۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۶۹۲، نسائی ح ۷۴۹، ابن ماجہ ح ۱۰۰۲، مسند ج ۱ ح ۱۳۶۴، دارمی ح ۱۴۷۷، مؤطا امام محمد ح ۲۷۱، ابن حبان ح ۲۳۶۸، ابن خزیمہ ح ۸۱۶، بیہقی ح ۳۲۵۷، معجم کبیر ح ۱۳۵۷۳، حاکم ح ۹۲۱، مشکوٰۃ ح ۷۲۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۵، بلوغ المرام ح ۲۴۸ ص ۹۶، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۰۷ احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۱، بالفاظ متقاربہ مؤطا امام مالک ح ۳۶۴ (۶) عن نافع رحمۃ اللہ علیہ، مؤطا امام مالک ح ۳۶۸ (۷) بخاری ج ۱ ح ۴۸۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۲۰۶، احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۱۔

چاہے تو عورت نمازی ہو تو تالی بجائے اور مرد نمازی ہو تو "سبحان اللہ"، کہے یا کچھ قرأت اُونچی کرے یا ہاتھ یا سر یا آنکھ کے اشارے سے منع کریں۔اس سے زیادہ کی اجازت نہیں جیسے کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا یا جھگڑنا یا دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر روکنا وغیرہ۔اور اگر روکنے کیلئے ان میں سے کوئی عمل کرنے سے "عمل کثیر" ہو گیا یعنی ایک رکن کی مقدار وقت لگ گیا تو اس عمل سے نماز ہی ٹوٹ جائے گی (شامی،درمختار،بہار شریعت،عالمگیری ج۱ ص۱۶۵،نور الایضاح)۔

سود

(ح) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے" (عن ابن مسعود ؓ،ابن ماجہ،حاکم،ترغیب والترہیب ج۳ ص۲۰ ح۱۵۸۰)۔(ح) "جب زنا اور سود کسی علاقہ میں عام ہو جائے تو اس علاقہ والوں نے اپنے اوپر اللہ جل جلالہٗ کے عذاب کو (خود ہی) اتروا لیا" (عن ابن عباس ؓ،حاکم،ترغیب والترہیب ج۳ ص۱۹ ح۱۵۷۵)۔(ح) پیارے آقا کریم ﷺ نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے (عن جابر ؓ،مسلم)۔(ح) "ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ہر شخص سود کھانے والا ہوگا، اگر خود سود نہ بھی کھاتا ہو گا تو اس کے بخارات یا اس کا غبار تو ضرور اس کے اندر پہنچے گا" (عن ابو ہریرہ ؓ،ابوداؤد،سنن ابن ماجہ،ترغیب والترہیب ج۳ ص۲۱ ح۱۵۸۱)

(ح) "سود کا ایک درہم یہ جاننے کے باوجود کوئی کھالے کہ یہ سود ہے، 36 بار زنا سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے" (عن ابن عباس ؓ،عبداللہ بن حنظلہ ؓ احمد،دار قطنی،شعب الایمان ج۴ ح۵۵۱۸)۔(ح) "سود کا گناہ 70 حصہ ہے ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے" (عن ابو ہریرہ ؓ، بخاری،مسلم،ابن ماجہ،حاکم،شعب الایمان ج۴ ح۵۵۱۹،ترغیب ج۳ ح۱۵۷۱)۔

باب۔۱۷

سنت اور نفل نمازیں

نمازِ سنّتِ مؤکدہ:

نمازِ سنّت دراصل نوافل ہی ہوتے ہیں مگر یہ وہ نوافل ہوتے ہیں جن کا پڑھنا پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت ہے۔ اور سنّتوں میں وہ جن پر پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیشگی فرمائی اور صرف عذر، مجبوری یا تنگی وقت کی بنا پر چھوڑا، اُن سنّتوں کو سنّت مؤکدہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

2 رکعت قبل از نماز فجر۔ 4 رکعت قبل از نماز ظہر۔ 2 رکعت بعد از نماز ظہر 2 رکعت بعد از نماز مغرب اور پھر 2 رکعت بعد نماز عشاء (۱)۔ اور 4 رکعت قبل از نمازِ جمعہ 4 رکعت اور پھر 2 رکعت بعد از نماز جمعہ۔

(حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے اِن سنّتوں کی نشاندہی یوں فرمائی ''جو شخص دن اور رات میں 12 رکعات پڑھے تو اُس کیلئے بہشت میں گھر تیار کیا جاتا ہے وہ یہ ہیں 4 رکعت ظہر کی نماز سے پہلے اور 2 رکعت بعد از نماز ظہر، 2 رکعت مغرب کے بعد، 2 رکعت عشاء کے بعد اور 2 رکعت صبح کی نماز سے پہلے'' (۲)۔ اِس طرح کل 12 رکعتیں سنّت مؤکدہ ہیں جنہیں سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں (۳)۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن اگر کسی شخص کی فرض نماز میں کمی یا نقص پایا گیا تو اس وقت اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہوگا کہ ''دیکھو میرے اس بندے کے پاس (فرائض کے ساتھ ساتھ) کچھ نفلیں بھی ہیں؟، اگر نوافل ہوئے تو اُن سے فرائض کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا'' (۴)۔ نیز (حدیث) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ''میرا بندہ نوافل کے ذریعے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مَیں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور وہ مجھ سے سوال کرے تو مَیں اُسے دُوں گا اگر پناہ مانگے تو مَیں اُسے پناہ دُوں گا'' (۵)۔

مؤکدہ سنّتوں میں فضیلت کے اعتبار سے سب سے افضل فجر کی 2 سنّتیں ہیں۔ ان

(۱) نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص۱۷۸ (۲) عن سیّدنا اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج۱ ح۱۵۹۳، نسائی ح۱۷۷۱، ترمذی ج۱ ح۳۹۷، ۳۹۸، ابوداود ج۱ ح۱۲۳۶، ابن ماجہ ج۱ ح۱۱۸۹، ۱۱۹۱، احمد ج۱ ح۱۷۸۷، دارمی ح۱۴۷۴، بیہقی ح۴۳۶۲، معجم اوسط ح۱۱، معجم کبیر ح۴۳۳۳، ابن حبان ح۲۴۵۱، ابن خزیمہ ج۲ ح۱۱۸۹، حاکم ح۱۱۷۳، کشف الغمہ ج۱ ص۲۶۱، مشکوٰۃ ح۱۰۹۱، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۲۰۷، بلوغ المرام ح۳۸۰، ۳۸۱ ص۱۲۷ (۳) بہار شریعت، فیوض الباری حصہ۵ ص۳۶ (۴) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداود ج۱ ح۸۵۵، ترمذی ج۱ ح۳۹۶، سنن نسائی ج۱ ح۴۶۱، ابن ماجہ ح۱۴۸۵، سنن دارمی ح۱۳۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج۷ ح۳۶۰۴۷، معجم اوسط ج۲ ص۲۴۰، مسند امام احمد ج۱ ح۹۳۴۳، شعب الایمان ج۳، ترغیب ج۱، حاکم ح۹۶۵، ابو یعلیٰ ج۱۱ ح۶۲۲۵، مشکوٰۃ ح۱۲۵۳، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۲۹۱ (۵) بخاری۔

سنّتوں کے فضائل ومسائل بعنوان ''نمازِ سنّتِ فجر'' میں دیکھیں۔ سنّتِ فجر کے بعد سب سے افضل مغرب کی 2 سنّتیں ہیں (۱)۔ جن کے بارے (حدیث) سرکار کریم ﷺ کا فرمان ہے ''جو شخص نمازِ مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے 2 رکعت پڑھے'' دوسری روایت میں ہے ''4 رکعت پڑھے تو اُس کی نماز علّیّین میں اُٹھائی جاتی ہے'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''نمازِ مغرب کے بعد 2 رکعت جلدی پڑھو کہ وہ فرضوں کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتی ہیں'' (۳)۔ اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بعداز مغرب دو رکعت ہرگز نہ چھوڑنا سفر میں بھی اور حضر میں بھی'' (۴)۔ اسکے بعد ظہر کی بعداز فرض 2 سنّتیں ہیں (۵)۔ جن کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو انہیں ترک کرے گا اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی'' (۶)۔ اور ایک دوسرے قول کے مطابق سنّتِ فجر کے بعد 2 سنّت بعداز ظہر کا درجہ ہے پھر مغرب کی 2 سنّت اور پھر افضلیت کے اعتبار سے عشاء کے بعد کی 2 سنّت کا درجہ آتا ہے (۷)۔

اس کے بعد دوسری مؤکدہ سنّتوں کا درجہ ہے جن میں پہلے قبل از ظہر 4 سنّت ہیں (۸) جن کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جس نے ظہر سے پہلے 4 رکعتیں پڑھیں گویا اُس نے تہجّد کی 4 رکعتیں پڑھیں'' (۹)۔ اور (حدیث) ''نمازِ ظہر سے پہلے 4 رکعتیں جن کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے اُن کیلئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں'' (۱۰)۔ نیز (حدیث) ''جس نے نمازِ ظہر سے پہلے 4 رکعت اور بعد میں 4 رکعت (2 سنّت، 2 نفل) کی حفاظت کی تو پیارا اللہ کریم ورحیم تعالیٰ اُس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادے گا'' (۱۱)۔ اور پھر (حدیث) ''آفتاب ڈھلنے کے بعد نمازِ ظہر سے پہلے جان سے آقا کریم ورحیم ﷺ 4 رکعتیں پڑھتے اور فرماتے ''یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا مَیں محبوب رکھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی عمل صالح بلند کیا جائے'' (۱۲)۔ دوسری جگہ (حدیث) ارشاد ہے ''جس نے ظہر کی پہلی

(۱) شامی، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۳۲، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ح ۱۱۶۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۶ (۳) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان، مشکوٰۃ ح ۱۱۱۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۶ (۴) مسند امام زید ح ۱۳۶ (۵) شامی، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۳۲، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۶) ردالمحتار (۷) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۸ (۹) عن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۷۲، مشکوٰۃ ح ۱۰۹۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۳ (۱۰) عن سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۱۲۰۷، احمد ج ۱ ح ۱۸۰۷، مشکوٰۃ ح ۱۱۰۰، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۱ (۱۱) عن سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا احمد ج ۱ ح ۱۸۰۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۵۵، ترمذی ج ۱ ح ۴۱۰، نسائی ح ۱۷۹۱، ابن ماجہ ح ۱۲۱۰، مشکوٰۃ ح ۱۰۹۹، بلوغ المرام ح ۳۸۲ ص ۱۲۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۱۰، انیس الواعظین (۱۲) عن عبداللہ بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ، احمد، ترمذی

4 رکعت پڑھیں گویا تہجّد کی 4 رکعت پڑھیں" (۱)۔

ان سنّتوں کے علاوہ (حدیث) "جس نے عشاء کے بعد 4 رکعت (2 سنّت، 2 نفل) پڑھیں تو یہ بیت اللہ شریف کی مسجد میں شبِ قدر میں 4 رکعت پڑھنے کی مثل ہیں" (۲) نیز (حدیث) "جس نے عشاء کے فرضوں کے بعد 4 رکعتیں پڑھیں تو یہ شبِ قدر میں 4 رکعتوں کی مثل ہیں" (۳)۔

اسلئے ان مؤکدہ سنّتوں کو لازمی پڑھنا چاہیے کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے میری سنّت سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی جنّت میں وہ میرے ساتھ ہوگا" (۴)۔ بلا وجہ نمازِ سنّت ترک کرنے کی عادت بنانے والا نہ صرف گنہگار ہوگا (۵)۔ بلکہ جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کی ناراضگی کا مستحق بھی ٹھہرے گا۔ کہ (حدیث) "مَنْ ضَيَّعَ سُنَّتِيْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ، جس نے میری سنّت کو ضائع کیا اُس کیلئے میری شفاعت حرام ہوگئی" (۶)۔

☆۔ اگر یہ مؤکدہ سنّتیں پڑھ لیں تو سبحان اللہ ورنہ ماسوائے 2 رکعت سنّتِ فجر کے کسی سنّت کی قضاء نہیں اور ان 2 سنّتوں کی قضاء بھی تب ہے کہ اگر اُنہیں سورج نکلنے کے بعد اور زوال سے پہلے پڑھ لیں ورنہ اُس کے بعد اُس کی قضاء کا وقت بھی نہ رہے گا (۷)۔

☆۔ اگر 4 رکعت سنّت ظہر قبل از فرض رہ جائیں تو بعد از فرض پڑھ سکتے ہیں مگر پہلے 2 سنّت پڑھیں پھر یہ 4 سنّت پڑھیں، کما قال ابو یوسف علیہ الرحمۃ (۸)۔ کیونکہ وہ 2 سنّت بہت افضل ہیں لہٰذا اُنہیں اُنکے اصل مقام و محل پر پڑھیں پھر اُنکا محل فوت ہو جائیگا اور وہ فضیلت نہ رہے گی جبکہ ان 4 سُنّتوں کا تو پہلے ہی محل فوت ہو چکا۔ اور سب سے بڑی دلیل یہ کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ کی جب ظہر سے پہلے کی چار سنّتیں رہ جاتیں تو آپ ﷺ انہیں ظہر کی دو رکعت (سنّت) کے بعد پڑھتے" (۹)۔

نمازِ سنّت مؤکدہ کا طریقہ ادائیگی:

2 رکعت نماز ادا کرنے کا طریقہ تو فرض، سُنّتِ مؤکدہ، سنّت غیر مؤکدہ اور نفل سب کا ایک جیسا ہی ہے جبکہ 4 رکعت سنّت مؤکدہ کا طریقۂ ادائیگی میں چاروں رکعتوں میں قرأت واجب ہے (۱۰)۔ باقی طریقہ اس طرح ہے:۔

(۱) عن براء رضی اللہ عنہ طبرانی، انیس الواعظین (۲) عن عمر فاروق رضی اللہ عنہ طبرانی، انیس الواعظین (۳) عن براء رضی اللہ عنہ، طبرانی (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۶۵، مراٰۃ المناجیح ج۱ ص ۱۶۳ (۵) عالمگیری ج۱ ص ۱۷۹ (۶) مکاشفۃ القلوب (۷) شامی (۸) فتح القدیر، بہار شریعت (۹) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابن ماجہ ح ۱۲۰۸ (۱۰) عالمگیری ج۱ ص ۱۱۰۔

پہلی رکعت: ثناء۔ تعوذ۔ تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود سے رکعت مکمّل کریں۔

دوسری رکعت: تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود۔ تشہّد صرف عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھیں۔

تیسری رکعت: تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود سے رکعت مکمّل کریں۔

چوتھی رکعت: تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود۔ تشہّد مع درُودشریف اور دعائیں پڑھ کرسلام پھیریں نماز مکمّل ہوئی (۱)۔

نمازِ سنّت غیر مؤکدہ:

نمازِ سنّت غیر مؤکدہ ایسے نوافل ہیں جو پیارے آقا کریم ﷺ نے پڑھے مگران پر ہمیشگی نہیں فرمائی۔ بعض اوقات بلا عذرومجبوری بھی ادا نہ فرمائے۔ ''ان سنّتوں پرعمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور جوعمل نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ یہ سنّتیں مستحب کے حکم میں ہیں''۔ ان کو ''سنن الزوائد'' بھی کہتے ہیں (۲)۔ جوکہ یہ ہیں:۔

4رکعت قبل ازنمازِ عصر۔ 4رکعت قبل ازنمازِ عشاء۔

ان سنّتوں میں بالخصوص قبل ازفرض عصر کی سنّتوں کے فضائل کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم ﷻ اُس پر رحمت فرمائے جو عصر سے پہلے 4رکعت (سنت غیرمؤکدہ) پڑھے'' (۳)۔ اور (حدیث) ''جوشخص عصر سے پہلے 4رکعت پڑھے اللہ کریم ﷻ اُس کے بدن کو آگ پر حرام فرمادے گا اور آگ اُسے نہ چھوئے گی'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''جوشخص قبل ازنماز عصر 4رکعت نماز (سنت غیرمؤکدہ) ہمیشہ ادا کرتا رہے گا میں اُس کیلئے جنّت کا ضامن ہوں'' (۵)۔ اور ابوداؤد فرماتے ہیں ''جوشخص عصر کی نماز سے پہلے 4رکعت نماز نفل پڑھے اُسے ہر رکعت کے بدلے بہشت میں ایک بلند محل ملے گا اور اُسے تمام عمر کی عبادت کا ثواب ملتا ہے'' (۶)۔

نماز سنّت غیر مؤکدہ کا طریقہ ادائیگی:

4رکعت سنّت غیرمؤکدہ کی ادائیگی کا طریقہ اس طرح ہے:۔

☆۔ پہلی رکعت: ثناء۔ تعوذ۔ تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت اور رکوع وسجود سے رکعت مکمّل کریں۔

(۱) ملخص درمختار، شامی، نوریہ، نورالایضاح ص ۶۶، عالمگیری ج۱ ص ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۸۰، رضویہ ج۳ ص ۴۷۰ (۲) نورالانوار، بہار شریعت، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۱۸ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح ۱۲۵۷، ترمذی ج۱ ص ۵۷، مسند احمد ج۱ ح ۱۸۱۱، ابن خزیمہ، ترغیب ج۱ ح ۳۸۵، مشکوٰۃ ح ۱۱۰۲، بلوغ المرام ح ۳۸۳ ص ۱۲۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۲۱۱ (۴) عن اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، معجم کبیر (۵) انیس الواعظین (۶) انیس الارواح۔

☆۔ دوسری رکعت: تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود والتحیات مع دُرود شریف اور دعائیں پڑھیں۔
☆۔ تیسری رکعت: ثناء۔ تعوّذ۔ تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود سے رکعت مکمّل کریں۔
☆۔ چوتھی رکعت: تسمیہ۔ فاتحہ۔ سورت۔ رکوع وسجود والتحیات مع دُرود شریف اور دعائیں پڑھیں اور سلام پھیریں نماز مکمّل ہوئی (۱)۔

سنن ونوافل کے بعض دیگر مسائل:

سنّت ونوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے (۲)۔ کہ (القرآن) ''وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔اور تم لوگ اپنے گھروں کو قبلہ (جائے نماز) بناؤ اور نماز قائم رکھو اور مومنوں کو (آخرت کی کامیابی کی) بشارت دو'' (۳)۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اپنے گھروں میں بھی کچھ نمازیں پڑھا کرو اور اُن کو قبرستان (ویران) نہ بناؤ'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''آدمی کی بہترین نماز (نفل) گھر میں ہے سوائے نماز فرض کے'' (۵)۔ اور (حدیث) ''میرا گھر مسجد کے بہت نزدیک ہے مگر گھر میں نماز (نفل) پڑھنا مجھے زیادہ پسند ہے مسجد میں پڑھنے سے سوائے فرض نماز کے'' (۶)۔ اسی بارے حضرت سیّدنا عیسی علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ ''کون سی چیز ہے جو تیری پشت شکن ہے'' تو شیطان نے کہا ''وہ چیز سوائے فرض کے گھر میں نماز پڑھنا ہے''۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس وقت کوئی مسجد میں نماز پڑھے تو اپنی نماز سے کچھ حصہ گھر کیلئے رکھے جس کے سبب اللہ کریم ﷻ اُس کے گھر میں خیر وبرکت رکھے گا'' (۷)۔ اسلیئے (حدیث) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''آقا کریم ﷺ میرے گھر میں چار رکعت (سنّت) پڑھتے تھے پھر تشریف لے جاتے لوگوں کو نماز پڑھاتے'' (۸)۔ لہٰذا گھر میں نماز سنّت ونوافل

(۱) ملخص از کبیری، شرح نقایہ، مراقی الفلاح، نورالایضاح ص ۶۶، رضویہ ج ۳ ص ۴۰۷، غایۃ الاوطار، فتاوٰی نوریہ، غنیۃ المستملی، منیۃ المصلی، فیض رسول، درمختار، شامی، تنویرالابصار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۸۰ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰ (۳) سورۃ یونس، ۸۷ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ج ۱ ح ۱۷۷، بخاری ج ۱ ح ۴۱۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۴۳، نسائی ح ۱۵۷۹، ترمذی ج ۱ ح ۴۴۳، احمد ج ۱ ح ۱۷۹۵، مسند امام اعظم، حاکم ح ۱۱۷۸، ترغیب ج ۱ ح ۲۷۸، مشکوٰۃ ح ۶۶۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۰۴، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۴۱۴، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۷۱ (۵) عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۶۹۲، مسلم ج ۱ ح ۱۷۲۲، نسائی ح ۱۵۸۰، ترمذی ج ۱ ح ۴۳۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۳۳، احمد ج ۱ ح ۱۷۹۳، ابن خزیمہ ج ۲ ح ۱۲۰۳، ابن حبان ج ۶ ح ۲۴۹۱، بیہقی ح ۵۰۱۸، مؤطا امام محمد ح ۱۸۷، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۲۷۹، مشکوٰۃ ح ۱۲۴۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۱، ترغیب ج ۱ ح ۲۸۳، ولفظہ لہ مؤطا امام مالک ح ۲۹۳ (۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، احمد ج ۱ ح ۳۵۷، ابن ماجہ ح ۱۳۳۶، ابن خزیمہ، ترغیب ج ۱ ح ۲۸۱ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۷۱۹، بخاری، ابن حبان ح ۸۵۴، ابویعلی ح ۳۰۶۷، ابن خزیمہ، ترغیب ج ۱ ح ۲۷۹، مشکوٰۃ ح ۱۲۲۳، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۲ (۸) مسلم، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح ۱۰۹۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۰۸

پڑھنا نہ صرف افضل بلکہ فرمانِ رسول کریم ﷺ بھی ہے اور سنّتِ رسول اکرم ﷺ بھی۔ اور "وہ مقامِ نماز بقعۂ نور بن جاتا ہے جس کی برکت سارے گھر کو پہنچتی ہے" (۱)۔ کیونکہ (حدیث) "آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا نور ہے لہٰذا اپنے گھروں کو نورانی بناؤ" (۲)۔ جان سے پیارے اللہ کریم ﷻ کی رحمات و برکات کا نزول ہوتا ہے۔

❁۔ اگر نمازِ فرض قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں سنّت پڑھنا جائز نہیں (۳)۔

❁۔ سنّت مؤکدہ 4 رکعت شروع کریں تو 4 پوری کریں اگر توڑیں تو 4 رکعت قضاء لازم ہے (۴)

❁۔ سنّت غیر مؤکدہ اور نماز نفل کی ادائیگی کا ایک ہی حکم ہے لہٰذا اگر 4 رکعت نماز نفل پڑھیں تو سنّتِ غیر مؤکدہ کی طرح ہی پڑھیں اور چاروں رکعتوں میں قرأت کریں (۵)۔

❁۔ نماز نفل کا ہر شُفع (یعنی 2 رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے لہٰذا اگر آپ نے 4 رکعت کی نیّت باندھی جب بھی 2 رکعت شروع کرنے والے قرار پائیں گے۔ اسلئے 2 رکعت کے بعد سلام پھیر سکتے ہیں (۶)۔ کیونکہ (حدیث) "نماز (نفل) دو دو رکعتیں ہیں ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے" (۷)۔

❁۔ اگر ظہر فرض کے بعد 4 رکعت اکٹھی پڑھیں تو بھی سنّت مؤکدہ اور نفل دونوں ادا ہو گئیں (۸) مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ الگ الگ پڑھنا ہی افضل تر ہے۔

❁۔ اگر نمازِ نفل یا سنّت غیر مؤکدہ شروع کر دی تو اُس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اگر قصداً یا بلا قصد توڑ دیں تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے یعنی اُن کی قضاء لازم ہے اور بلاوجہ توڑ دینا حرام ہے (۹)۔ کہ (القرآن) "وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ، اپنے اعمال کو باطل نہ کرو" (۱۰)۔ اور اگر جماعت یا وقتی نماز رہ جانے کا خطرہ ہو تو اب کم از کم 2 رکعت پوری کریں اور اگر آپ تیسری رکعت میں ہیں تو 4 پوری کرنا واجب ہے ورنہ قضاء پڑھیں (تفصیل بعنوان "نماز توڑ کر جماعت سے ملنا" کے تحت گزر چکی)۔

❁۔ بعض بھائی عصر اور عشاء کی جماعت کھڑی ہونے سے پہلے اسلئے 4 رکعت سنّت غیر مؤکدہ شروع نہیں کرتے کہ وقت کم ہے تو وہ یاد رکھیں اگر 4 رکعت نہ پڑھی جا سکتی ہوں تو آپ 2 رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں کیونکہ "بیشک نیّت 4 کی کریں آپ 2 رکعت پڑھنے والے ہی قرار پائیں"۔ پھر

(۱) مرقاۃ (۲) عن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۹۳۳، ابن خزیمہ، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۲۸۲ (۳) شرح وقایہ، بہار شریعت (۴) درمختار، بہار شریعت (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰ (۶) درمختار، عالمگیری (۷) عن فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۳۶۷، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۱۲، مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۷، معجم کبیر ج ۱۸ ح ۷۵۷، ترغیب والترہیب ج ۱ ص ۲۰۳ (۸) شامی (۹) شامی، درمختار، فیض رسول (۱۰) سورۃ محمد، ۳۳۔

اگر احساس ہو کہ پوری 4 پڑھ لوں گا تو جاری رکھیں ورنہ 2 کے بعد سلام پھیر دیں (۱)۔

۔سنت اور نفل کی دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھیں جبکہ دیگر نمازوں میں پہلی رکعت میں قرأت دوسری سے قدرے زیادہ ہونی چاہیے۔ یہی حکم نمازِ جمعہ و عیدین کا ہے (۲)۔

۔نوافل کی نماز کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت بار بار پڑھنا یا ایک ہی رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے (۳)۔

۔نوافل کی نماز میں طویل قیام یعنی لمبی قرأت کثرتِ رکعات سے افضل ہے (۴)۔

۔اگر جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو سنتیں ستون کی آڑ میں یا برآمدے میں ادا کریں بغیر کسی چیز کی آڑ یا سترہ کے پڑھنا مکروہ ہے کہ لوگ سامنے سے گزریں گے اور سب سے سخت مکروہ یہ ہے کہ جماعت کی صف میں سنتیں ادا کریں۔ قاعدہ یہ ہے کہ سنت کے امتثال سے پہلے مکروہ کا دفع کرنا اولیٰ ہے۔ البتہ جماعت کھڑی ہونے سے پہلے جہاں چاہے ادا کریں اور اگر جماعت کھڑی ہونے میں وقت کم ہو تو بھی احتیاطاً کسی آڑ میں یا بیرونی حصہ میں سنتیں ادا کریں (۵)۔

نمازِ سنت تراویح:

مسلمانوں پر روزے 624ء بمطابق شعبان 2ھ کو فرض کیئے گئے اُس وقت پیارے آقا کریم ﷺ کی عمر مبارک 54 سال 5 ماہ 22 دن تھی اور سب سے پہلا روزہ 26 فروری 624ء بمطابق یکم رمضان 2ھ بروز اتوار کو رکھا گیا (٦)۔ اور پھر اس مہینہ میں نمازِ تراویح مومنوں کیلئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے پیارے آقا کریم ﷺ نے تحفہ دیا ہے جو رمضان المبارک کی راتوں کی نورانیت سمیٹنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ جس بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "یقیناً اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے تم پر رمضان میں روزے فرض قرار دیئے ہیں اور میں نے قیام رمضان (تراویح) کو تمہارے لئے سنت مقرر کر دیا ہے" (٧) اسلئے (حدیث) "جو شخص ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے رمضان میں (تراویح کیلئے) قیام کرے اُس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے" (٨) لہٰذا "نمازِ تراویح ہر مرد

(۱) ابن قدامہ حنبلی شرح احیاء العلوم، قدوری (۲) منیۃ المصلی، عالمگیری (۳) غنیۃ المستملی (۴) درمختار، بہار شریعت (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰ (٦) رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۲۰۵ ج ۲ ص ۳٦٦ (٧) نسائی ج ۱ ص ۳۰۸، ابن ماجہ ح ۱۳۸۴، مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۹۱ (٨) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۳٦، مسلم ج ۱ ح ۱٦۷٦، ترمذی ج ۱ ح ۷۸۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۳۵۷، نسائی ح ۴۹۳۹، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک ح ۲۵۱، مسند امام احمد ج ۲، ابن خزیمہ ج ۳ ح ۲۲۰۷، ابن حبان ج ۱ ح ۱۴٦، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ح ۱۹۷، بیہقی ج ۲ ح ۸۷۳۴، معجم اوسط ج ۹ ح ۹۲۹۹، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۲٦۸، مشکوٰۃ ص ۱۷۳ ح ۱۲۲۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۷۲۔

اور عورت کیلئے سنّت مؤکدہ ہے بلا عذر اس کا چھوڑنا جائز نہیں"۔ اسی پر علماء کرام کا اتفاق ہے(۱)

تراویح کی 20 رکعت:

تعدادِ رکعاتِ تراویح میں اختلاف ہے۔ یہاں اختصار سے 20 رکعت تراویح کے حق میں کچھ عرض ہے جو کہ سوادِ اعظمِ امت (امت کی سب سے بڑی جماعت) اہلسنّت کا معمول ہے:۔

سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک:

(حدیث) "اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ، رسول کریم علیہ السلام ماہِ رمضان المبارک میں 20 رکعت (تراویح) پڑھتے تھے وتر کے علاوہ" (۲) نیز (حدیث) حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بھی پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا 20 رکعت تراویح ادا فرمانا روایت کیا(۳)۔

خلفاء راشدین کا عمل مبارک:

۔(حدیث) "كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً لوگ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح پڑھتے تھے" (۴)۔

۔(حدیث) "لوگ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں 20 رکعت سنّت (تراویح) پڑھتے تھے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی اسی طرح پڑھے تھے" (۵)

۔(حدیث) امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے لکھا "پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 23 پڑھنے کا حکم دیا 20 رکعت تراویح اور 3 رکعت وتر اور پھر مختلف شہروں میں اسی پر استقرار ہو گیا (معاملہ ٹک گیا)" (۶)۔

۔(حدیث) "كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان مبارک میں 23 رکعت پڑھتے تھے" (۷)۔ یعنی 20 رکعت تراویح اور 3 رکعت وتر (۸)۔ اسی طرح ہی حضرت

(۱) ہدایہ، شرح نقایہ، کبیری، نور الایضاح، احیاء العلوم، درمختار، بہار شریعت، عالمگیری ج۱ ص۱۸۵، کتاب الاذکار امام نووی (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۹۴، ۷۶۹۲، آثار السنن ج۲ ص۵۶، مجمع الزوائد ج۳ ص۱۷۲، بیہقی ج۲ ص۴۹۶ ح۴۳۹۱، معجم کبیر ج۱۱ ح۱۲۱۰۲، معجم اوسط ج۱ ح۷۹۸، فتح الباری ج۴ ص۲۵۴، کشف الغمہ ج۱ ص۲۶۵، درایہ ج۱ ص۲۰۳، میزان الاعتدال ج۱ ص۱۷۰، نصب الرایہ ج۲ ص۱۵۳، مؤطا امام محمد حاشیہ ص۱۴۱، فیوض الباری حصہ ۸ ص۹۴، فتاوی عزیزی ص۱۳۰ (۳) تاریخ جرجان ص۲۷۵ (۴) عن سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، بیہقی ج۲ ح۴۳۹۳، قیام اللیل، فیوض الباری حصہ ۸ ص۹۴، وبالفاظ متقاربہ شرح المہذب امام نووی ج۴، معرفۃ السنن و آثار السنن ج۴ ص۴۲، نصب الرایہ ج۲ ص۱۵۴ (۵) عن سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، بیہقی ج۲ ص۴۹۶، عینی، شرح نقایہ۔ (۶) کشف الغمہ ج۱ ص۱۱۶ (۷) عن سیّدنا یزید بن رومان علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح۲۵۴، شعب الایمان ج۳ ح۳۲۷۰، فتح الباری ج۴، مغنی ج۲ ص۱۶۷، نیل الاوطار ج۳ ص۶۳، نصب الرایہ ج۲، بیہقی ج۲ ص۴۹۶ (۸) شرح مؤطا امام مالک۔

سیّدنا حارث بن عبدالرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت محمد بن کعب قُرظی تابعی علیہ الرحمۃ نے روایت فرمائی (۱)۔

۞۔(حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح پڑھائے'' (۲)۔

۞۔حضرت سیّدنا امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اکثر اہل علم 20 رکعت تراویح پر قائم ہیں جو کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے'' (۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کا عمل مبارک:

۞۔(حدیث) ''حضرت سیّد ابن مسعود رضی اللہ عنہ 20 رکعت (تراویح) پڑھتے اور 3 رکعت وتر پڑھتے تھے'' (۴)

۞۔(حدیث) حضرت سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین علیہ الرحمۃ کو وتر سمیت 23 رکعت پڑھتے ہوئے پایا'' (۵)۔

۞۔حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''نماز تراویح مجھے 20 رکعت زیادہ محبوب ہیں اسلئے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہی مروی ہے اور مکّہ مکرمہ میں بھی لوگ 20 رکعت تراویح اور 3 وتر پڑھتے تھے'' (۶)

۞۔(حدیث) ''حضرت سیّدنا علی بن ربیعہ تابعی علیہ الرحمۃ لوگوں کو رمضان المبارک میں 5 ترویحات (20=5x4) پڑھاتے تھے اور 3 رکعات وتر ادا کرتے تھے'' (۷)۔

۞۔المغنی ج ۲ ص ۱۶۷، ارشاد الساری ج ۳ ص ۵۱۵، شرح نقایہ ج ۲ ص ۲۴۱، التعلیق، آثار السنن، اتحاف السادۃ المتقین ج ۳ ص ۷۰۰ اور مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۱۹۴، مجموعہ فتاوٰی عبدالحی ج ۱ ص ۳۱۲، مرقاۃ ج ۳ ص ۹۴، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵ میں ہے ''اجمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علی ان التراویح عشرون، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح کی 20 رکعت ہیں''۔

آئمہ وفقہاء اُمت:

۞۔20 رکعت تراویح میں ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے نماز فرض وواجب کی تکمیل ہوتی ہے جو کہ ایک دن میں کل 20 رکعت ہیں لہٰذا مناسب تھا کہ ان کی تکمیل کیلئے تراویح 20 رکعت ہی ہوں (۸)

۞۔آئمہ اربعہ، حضرت سیّدنا سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ،

(۱) شرح نقایہ، فیوض الباری، مختصر قیام اللیل ص ۱۵۷ (۲) الجوہر ص ۴۹۵، التقی علی سنن ص ۴۹۶، بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، مغنی ج ۲ ص ۱۶۷، عینی ج ۳ ص ۵۹۸، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵ (۳) ترمذی ج ۱ ص ۹۹ (۴) عن سیّدنا اعمش سلیمان اسدی تابعی علیہ الرحمۃ، مختصر قیام اللیل مروزی ص ۱۵۷ (۵) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳،۱۶۳ ح ۷۶۸۸ (۶) ترمذی ج ۱ ص ۱۶۶، مختصر المزنی ص ۲۱، ہدایۃ المجتہد ج ۱ (۷) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳،۱۶۳ (۸) بہار شریعت ج ۱ ص ۲۵۰۔

حضرت سیّدنا امام سرخسی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ، حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور حضرت علامہ عبد الحئی لکھنوی علیہ الرحمۃ (وہابی) کے ساتھ ساتھ علماء وفقہاء کرام کی کثیر تعداد 20 رکعت تراویح کی نماز کی قائل ہے (۱)۔

۞۔ چاروں مذاہب کی کتاب "الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱" میں ہے۔ ☆۔ حضرت امام ابو حنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ہمارے نزدیک تراویح کی 20 رکعت ہیں سوائے وتر کے (۲)۔ ☆۔ "حضرت سیّدنا امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا تراویح کی تعداد 20 رکعت ہے" (۳)۔ ☆۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "20 رکعت تراویح کو پسند کرتا ہوں اور میں نے مکہ پاک کے لوگوں کو بھی 20 رکعت تراویح ہی پڑھتے پایا" (۴)۔ ☆۔ "حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک 20 رکعت تراویح مختار اور راجح ہیں" (۵)۔ بلکہ خود حضرت امام احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تراویح 20 رکعت ہیں" (۶)۔ ایسے ہی میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۳ میں ہے کہ "امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک رمضان المبارک میں تراویح کی رکعات 20 ہیں جنہیں جماعت سے پڑھنا افضل ہے"۔

۞۔ مجموعۃ الفتاوٰی النجدیہ المعروف فتاوٰی محمد بن عبد الوہاب ص ۹۵ میں بانی مذہب وہابیت محمد بن عبد الوہاب نجدی نے، نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۹۸ میں قاضی شوکانی نے، مجموعہ فتاوٰی ج ۱ ص ۱۹۱ و ج ۲۳ ص ۱۱۲ میں امام الوہابیہ شیخ ابن تیمیہ نے، عون الباری ج ۲ ص ۳۰۷ میں نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی نے، ترجمہ مؤطا امام مالک ص ۱۱۸ میں علامہ وحید الزماں (وہابی) نے لکھا کہ "تراویح 20 رکعت ہیں" (۷)۔

المختصر: اس ساری بحث کے نتیجہ کا حضرت علامہ امام شامی علیہ الرحمۃ یوں اعلان فرماتے ہیں کہ "20 رکعت تراویح مشرق ومغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے" (۸)۔ اسی پر سب کا اتفاق ہے۔ اور "جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد والوں کا فیصلہ قرار پایا اور مشہور ہوا صدر اول سے لے کر آج تک وہ 20 رکعت تراویح پڑھتے ہیں" (۹)۔ لہذا 20 رکعت تراویح سنت ہے (۱۰)۔

(۱) ترمذی ج ۱ ص ۱۶۶، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۶، ہدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۵۲، غنیۃ ص ۵۶۳، احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۰۱، حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۸، تحفۃ الاخیار ص ۲۰۹، عمدۃ الرعایہ ج ۱، ماثبت بالسنۃ ص ۲۶۴ (۲) مبسوط سرخسی ج ۲ ص ۱۴۴، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵، قاضی خاں ج ۱ ص ۱۱۲ (۳) فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵ (۴) ترمذی ج ۱ ح ۸۵۷، قیام الیل مروزی ص ۹۴، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج فقہ شافعی ج ۱، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵، ۹۶ (۵) المغنی ابن قدامہ ج ۳ ص ۷۹۸، نمازِ نبوی (۶) قسطلانی شرح بخاری ج ۳، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵ (۷) منہاج السنۃ ص ۲۲۴، رضویہ ج ۳ (۸) رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۰، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۶ (۹) ماثبت من السنۃ، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۶ (۱۰) درمختار ج ۱ ص ۹۸، ہدایہ ج ۱ ص ۹۹، نقایہ ج ۱ ص ۱۰۴

20رکعت تراویح باجماعت:

تراویح کی جماعت سنّت مؤکدہ علی الکفایہ ہے جو کہ ماہ رمضان المبارک میں بعد از نماز عشاء مسجد میں کرائی جاتی ہے(۱)۔سب کی طرف سے ترکِ جماعت ترک سنّت کا موجب ہے نماز وتر کا تہائی رات تک یا آدھی رات تک تاخیر کرنا مستحب ہے ''تراویح'' کالفظ''ترویحہ'' سے اخذ کیا گیا ہے۔ترویحہ کے معنیٰ ''ایک مرتبہ آرام کرنا'' کے ہیں اور تراویح اس کا صیغہ جمع ہے۔یعنی ''زیادہ بار آرام کرنا''(۲)۔لہٰذا(حدیث)حضرت سیّدنا لیث رضی اللہ عنہ نے فرمایا''رمضان کی راتوں میں نماز سنّت باجماعت کا نام''تراویح''اسلئے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے ابتداء میں جماعت کیساتھ تراویح پڑھنا شروع کی تو وہ ہر 4رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے تھے کہ آدمی اتنی دیر میں 4رکعتیں پڑھ لے''(۳)۔علماء کرام اس بیٹھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔اس بیٹھنے کے دوران یہ مخصوص دعاء پڑھی جاتی ہے''سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ .... الخ''۔تراویح کی اس مخصوص تسبیح یا دعاء کے علاوہ کلمہ شریف،تلاوتِ قرآن یا درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں(۴)مگر اس دوران دنیاداری کی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم وبیش تین رات غالباً ۲۵ تا ۲۷ رمضان المبارک تراویح باجماعت پڑھائی پھر نہیں(۵)۔کہ(حدیث)''ایک رات پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھائی پھر اگلی رات بھی نماز پڑھی پھر لوگ زیادہ ہوگئے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیسری یا چوتھی رات میں بھی جمع ہوئے مگر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف تشریف نہ لائے اور جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''بیشک میں تمہارے عمل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے تمہاری طرف نکلنے سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تم پر یہ(تراویح)فرض نہ کردی جائے''اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے''(۶)۔کہ(حدیث)''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اس کام کو بھی چھوڑ دیتے تھے جس کا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہوتا تھا اس خوف سے کہ لوگ بھی اس پر عمل کریں گے تو کہیں فرض نہ ہو

(۱) درمختار،نورالایضاح،مرأۃ المناجیح ج۲ص۲۷۲،عالمگیری ج۱ص۱۸۵(۲)عالمگیری ج۱ص۱۸۴،۱۸۵(۳)بخاری،زرقانی شرح مؤطاامام مالک(۴)ہدایہ،شرح نقایہ،بحرالرائق،شامی(۵)ابن ماجہ ح۱۳۸۳،شعب الایمان ج۳ ح۳۲۷۷،۳۲۷۸(۶)عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ح۸۷۵،مسلم ج۱ح۱۶۸۰،ترمذی ج۱ح۷۸۵،ابوداود ج۱ح۱۳۵۹ تا۱۳۶۱،مسند امام احمد ج۶،نسائی ح۱۳۴۶،۱۵۸۵،ابن ماجہ ح۱۳۸۳،مؤطاامام مالک ح۲۵۰،مؤطاامام محمد ح۲۳۷،ابن حبان ج۱ح۱۴۱،ابن خزیمہ ج۳ح۲۲۰۷،عبدالرزاق ج۳ص۳۴،شعب الایمان ج۳ح۳۲۶۷،مشکوٰۃ ص۱۱۴،بیہقی ج۲ح۴۳۷۷،معجم اوسط ح۱۰۴۳،فیوض الباری حصہ۵ص۱۵۔

جائے"(۱)۔ سبحان اللہ۔ پیارے کریم آقا ﷺ کو اپنے امتیوں کا کتنا خیال تھا۔ پھر ایک دن (حدیث) "آقا کریم ﷺ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن کریم یاد نہیں اور حضرت سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں تو حضور کریم ﷺ نے فرمایا" انہوں نے درست کیا اور کتنا اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا" (۲)۔

اس طرح (حدیث) "آقا کریم ﷺ نماز تراویح پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے۔ خلافتِ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلافتِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ تک یہی حال رہا کہ باجماعت تراویح نہ پڑھی گئی" (۳) اسکے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں رمضان المبارک 14ھ بمطابق اکتوبر 635ء میں تراویح باجماعت پڑھائی جانے لگی جس کا واقع یوں ہے کہ (حدیث) "مَیں (راوی) رمضان المبارک کی ایک رات حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں متفرق نماز (تراویح) پڑھتے ہیں، کوئی اکیلا نماز (تراویح) پڑھتا ہے اور کوئی ایسا تھا کہ ایک گروہ اُس کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھتا تھا" یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میرا خیال ہے کہ اگر مَیں انکو ایک قاری کے پیچھے اکٹھا کردوں تو زیادہ بہتر ہوگا" پھر آپ نے اِس کا پختہ ارادہ فرمایا اور ان سب کو حضرت سیّدنا اُبَیّ رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھا کردیا، پھر ایک دوسری رات مَیں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نِعْمَةِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ، کیا ہی اچھی بدعت ہے" (۴)۔ اسی کی وضاحت میں کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی (حضرت سیّدنا اُبَیّ رضی اللہ عنہ) کو رمضان کی راتوں میں

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری، ابوداؤد ج۱ ح۱۲۷۹، مسلم ج۱ ح۱۵۵۹، موطا امام مالک، دارمی، مسند امام احمد، ابن حبان ح۳۱۲، ابن خزیمہ ح۲۱۰۴، حاکم، بیہقی ح۴۶۹۰، معجم کبیر ح۱۰۲۸، فیوض الباری حصہ ۵ ص۱۵ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۳۶۳، ابن خزیمہ ج۲ ح۲۲۰۸، ابن حبان ج۶ ح۲۵۴۱، بیہقی ج۲ ح۴۳۸۶، مغنی ابن قدامہ ج۱ ص۴۵۵ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۱۸۷۵، مسلم ج۱ ح۱۶۷۷، ترمذی ج۱ ح۷۸۷، ابوداؤد ج۱ ح۱۳۵۷، ابن ماجہ، نسائی ج۲ ح۲۱۶۸، موطا امام مالک ح۲۵۱، مسند امام احمد بن حنبل ج۲، ابن حبان ج۱ ح۱۴۱، مصنف ابن خزیمہ ج۳ ح۲۲۰۷، مصنف عبدالرزاق ج۴ ح۱۹۷۷، سنن دارمی، بیہقی ح۴۳۷۴، معجم اوسط ج۹ ح۹۲۹۹ (۴) عن سیّدنا عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۸۷۵، مسلم ج۱ ص۲۵۹، مؤطا امام مالک ح۲۵۲، مؤطا امام محمد ح۲۴۰، ابن خزیمہ ح۱۱۰۰، مصنف ابن ابی شیبہ ح۷۷۰۳، مصنف عبدالرزاق ح۷۷۲۳، بیہقی ح۴۳۷۹، شعب الایمان ج۳ ح۳۲۶۹، مشکوٰۃ ح۱۳۲۷، کشف الغمہ ج۱ ص۲۶۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۷۵۔

تراویح پڑھانے کا حکم دیا تو اُنہوں نے لوگوں کو 20 رکعت تراویح پڑھائیں'' (۱)۔ اور پھر اسی پر استقرار ہو گیا یوں (حدیث) ''كَانَ اُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ، حضرت سیّدنا اُبَیّ رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں لوگوں کو رمضان المبارک میں 20 رکعات (تراویح باجماعت) اور 3 رکعات وتر پڑھاتے تھے'' (۲)۔ ان احادیث سے 20 رکعت تراویح کے ساتھ ساتھ اس بات کا ثبوت بھی میسر آ گیا کہ دین میں اچھے کام کا آغاز کرنا جائز ہے کیونکہ اس نماز باجماعت میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہوتے تھے مگر کسی ایک نے بھی یہ فتویٰ نہیں دیا کہ یہ کام پیارے آقا کریم ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو نہ تھا آپ نے یہ بدعت کیوں شروع کر دی بلکہ اسے نیک عمل سمجھ کر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل کرتے رہے جو آج بھی ہر سُنّی، دیوبندی اور وہابی کئے جا رہا ہے۔

پھر عین اسی نہج پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چلے اور (حدیث) ''دَعَا الْقُرَّآءَ فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً، آپ (حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) نے رمضان شریف کے مہینہ میں قرآن کے قاریوں کو بلایا اور اُن میں سے ایک کو 20 رکعت نماز (تراویح) پڑھانے کا حکم دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود نمازِ وتر پڑھاتے تھے'' (۳)۔ اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا عمل مبارک دیکھتے ہوئے (حدیث) حضرت سیّدنا شُتَیر بن شکل تابعی علیہ الرحمۃ (جو کہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے) ''وہ لوگوں کو رمضان المبارک میں 20 رکعات تراویح باجماعت پڑھاتے تھے اور 3 رکعت وتر'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا عبید اللہ بن ابی مُلَیکہ رضی اللہ عنہ، ماہ رمضان المبارک میں ہمیں 20 رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے'' (۵) نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوالبختری رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں پانچ تراویح (یعنی بیس رکعتیں) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے'' (۶) اسی طرح (حدیث) ''سیّدنا سُوَید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ہمارے امام بنتے تو 20 رکعت تراویح باجماعت پڑھاتے تھے'' (۷)۔ اور (حدیث) ''حضرت حارث بن عبد الرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں لوگوں کو 20 رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے اور تین وتر اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے'' (۸)۔

(۱) عن یحییٰ بن سعید تابعی علیہ الرحمۃ کنز العُمّال ج ۴ ص ۲۸۴، ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۶۳، ۳۹۳، آثار السنن ج ۲ ص ۵۷، فیوض الباری حصہ ۸ ص ۹۵ (۲) عن عبد العزیز بن رفیع تابعی علیہ الرحمۃ ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۶۳، ۳۹۳، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۱۲۰ (۳) عن سیّدنا ابوعبد الرحمٰن سلمی تابعی علیہ الرحمۃ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳، بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، جوہر النقی علی سنن، عینی ج ۳، فیوض الباری (۴) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۶۳، ۳۹۳، بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ (۵) قال سیّدنا نافع رضی اللہ عنہ، ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۶۳، ۳۹۳ (۶) ابن ابی شیبہ ج ۲ ح ۷۶۸۶ (۷) بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ (۸) ابن ابی شیبہ ج ۲ ح ۷۶۸۵، ۳۹۳۔

۞۔ حضرت سیّدنا شُبرُمہ بن شکل رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نفیع رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عطاء بن ابی رِباح تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا حارث بن اَعوَر تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت سعید بن ابی الحسن علیہ الرحمۃ، حضرت عمران عبدی علیہ الرحمۃ، حضرت سعید بن عقلہ علیہ الرحمۃ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین ''کَانَ یُصَلِّی بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً، رمضان المبارک میں لوگوں کو 20 رکعت تراویح پڑھاتے تھے''(۱)۔

المختصر رمضان المبارک 14ھ بمطابق اکتوبر 635ء میں مدینہ پاک میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں 20 رکعت تراویح باجماعت کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آج بھی اگر اس کا عملی ثبوت دیکھنا ہو تو مکہ و مدینہ پاک حرمین شریفین میں جاکر دیکھ لیں جہاں باجماعت 20 رکعت تراویح پڑھائی جاتی ہے۔

بعض دیگر مسائلِ نماز سنّت تراویح:

۔ اگر تراویح یا وتر کی نماز عشاء سے پہلے پڑھ لی تو درست نہیں اعادہ لازم ہے(۲)۔

۔ اگر گھر میں نماز تراویح کی جماعت کرائی تو مسجد والا ثواب نہیں مِلے گا البتہ جماعت درست ہے نیز نماز تراویح گھر میں تنہاء پڑھنے میں حرج نہیں مگر مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اور اگر سب لوگ جماعت چھوڑ دیں تو سب گنہگار ہوں گے مگر ترکِ سنّت نہیں(۳)۔

۔ اگر محلّہ کا قاری غلط قرآن پاک پڑھتا ہو یا دوسری جگہ خوش الحان قاری ہو یا ایک جگہ قرآن پاک ختم نہ کیا جارہا ہو یا ایک جگہ قاری نہ ہو تو دوسری جگہ جانا جائز ہے(۴)۔

۔ بعض لوگ مسجد میں بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں جونہی امام قرأت ختم کر کے رکوع کرتا ہے وہ بھاگ کر جماعت سے جاملتے ہیں۔ قرآن کریم ان کو منافق قرار دیتا ہے(القرآن)''اِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا، منافق جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بے رغبتی سے، لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کریم عزوجل کا ذکر بہت کم کرتے ہیں''(۵)۔ لہٰذا ایسا نہیں کرنا چاہیے مکروہ ہے(۶)۔

۔ نماز تراویح بلاعذر بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض کے نزدیک جائز نہیں تاہم ثواب میں کمی

(۱) ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۳۹۳، بیہقی ج۲ ص ۴۹۶، کتاب الآثار ص ۴۱، عینی، نیل الاوطار ج۳ ص ۵۷، فتح الباری، مختصر اللیل ص ۱۵۸، اوجز المسالک (۲) عالمگیری ج۱ ص ۱۸۵ (۳) عالمگیری ج۱ ص ۱۸۵ (۴) عالمگیری ج۱ ص ۱۸۶ (۵) سورۃ النساء، ۱۴۲ (۶) غنیۃ الطالبین، عالمگیری ج۱ ص ۱۸۹۔

ضرور واقع ہوتی ہے(۱)۔

۔نمازِ تراویح میں امام نے قرأت آہستہ کی تو سجدۂ سہو لازم ہے(۲)۔

۔نمازِ تراویح میں جب کہ حافظ پورا قرآن پاک سنا رہا ہو تو قرأت میں ایک بار بسم اللہ شریف اُونچی آواز سے پڑھنا سنّت ہے، یہ طریقہ درست نہیں کہ ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ شریف بالجہر پڑھی جائے اس کی کوئی اصل نہیں ہے(۳)۔البتہ آہستہ پڑھنے میں حرج نہیں۔

۔اگر 2 رکعت سنّت تراویح میں قعدہ کے بعد تیسری رکعت کیلئے بھول کر کھڑے ہو جائیں اور سجدہ سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائیں اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیں بعد میں یاد آئے تو اب 4 رکعت پوری کریں، 4 رکعت سنّت تراویح ادا ہو جائیں گی(۴)۔

۔نمازِ تراویح نہ پڑھ سکیں تو اسکی قضاء تنہا یا با جماعت نہیں ہے کیونکہ سنّت کی قضاء نہیں ہوتی(۵)

۔ایک مسجد میں نمازِ تراویح کی 2 مرتبہ جماعت کروانا مکروہ ہے(۶)۔

۔آجکل یہ عام رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر اُس سے تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے، دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں(۷) یہ ضروری نہیں کہ وہی "اجرت" ہے جو پہلے سے مقرر کی گئی ہو بلکہ اگر یہ عام معلوم ہو کہ یہاں حافظ کو کچھ ملتا ہے یا یہ اعلان ہو کچھ دیا جائے گا یا کچھ لیا جائیگا بیشک طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ "اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ، مشہور چیز مشروط کیطرح ہوتی ہے" ہاں اگر کہا گیا کہ کچھ نہیں دیا جائے گا یا کچھ نہیں لیا جائے گا پھر پڑھا جائے اور پھر حافظ کو انعام دیا جائے تو اس میں حرج نہیں کہ اَلصَّرِیْحُ فَوْقَ الدَّلَالَۃِ وضاحت دلیل سے بہتر ہے"(۸)

۔اگر ایک امام 2 مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھائے تو یہ ناجائز ہے، اور مقتدی نے 2 مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھی تو حرج نہیں(۹)۔

۔افضل یہ ہے کہ ایک ہی امام کے پیچھے مکمّل تراویح پڑھیں، تاہم اگر 2 کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ (12, 8, 4) پر امام بدلیں مثلاً 8 ایک امام پڑھائے اور 12 ایک امام پڑھائے 10 پر امام کی تبدیلی نہیں کرنی چاہیے کہ یہ ترویحہ نہیں ہے(۱۰)۔

۔تراویح میں 27 رمضان کو ختم قرآن کرنا بہتر ہے، جلد بازی میں 21 کو ختم کرنا مکروہ ہے(۱۱)۔

---

(۱) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۸ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۹ (۳) بہار شریعت (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶ (۵) نور الایضاح بہار شریعت، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶ (۸) بہار شریعت (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶، بہار شریعت (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶ (۱۱) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶۔

☾ ۔بعض لوگ یہ خیال کر کے نمازِ تراویح نہیں پڑھتے کہ نمازِ تراویح پڑھنے سے روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے۔ بڑی عجب بات ہے۔ پیارے بھائی! روزہ رکھنا تو ہر حال میں لازم ہے چاہے تراویح پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ یاد رکھیں تراویح ایک الگ سے عبادت ہے تا کہ رمضان المبارک کی برکات حاصل کی جا سکیں اور قیام اللّیل کے ثواب سے حصّہ مل جائے، تراویح پڑھنے کا الگ اجر و ثواب ہے اس کا روزہ رکھنے یا نہ رکھنے سے تعلق نہیں دونوں الگ الگ عبادات ہیں۔

نمازِ وتر کی جماعت:

رمضان المبارک میں نمازِ تراویح باجماعت پڑھ لینے کے بعد 3 وتر باجماعت پڑھنے پر بالاجماع اتفاقِ اُمت ہے اور افضل ہے۔ رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا رات کے آخری حصّہ میں تنہاء پڑھنے سے افضل ہے (۱) اسی قول کو ترجیح ہے کیونکہ پیارے آقا کریم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھے ہیں البتہ بعد میں پیارے آقا کریم ﷺ نے اس خوف سے جماعت ترک فرمادی کہ کہیں جماعت فرض نہ ہو جائے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے کہ ایک شخص نمازِ فرض عشاء اور وتر پڑھاتا ہے اور دوسرا نمازِ تراویح تو یہ جائز ہے کیونکہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشاء کے فرض اور وتر کی امامت فرماتے تھے اور حضرت سیّدنا اُبیّ رضی اللہ عنہ نمازِ تراویح کی امامت فرماتے تھے (۲) ایسے ہی حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کرتے تھے (۳)

﴿اللہ﴾ ۔وتر کی جماعت میں تینوں رکعتوں میں امام بلند قرأت کریں ایسا نہ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہے (۴)

﴿اللہ﴾ ۔درمیانی قعدہ میں امام اور مقتدی تشہّد صرف عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھیں۔

﴿اللہ﴾ ۔تیسری رکعت میں ثناء نہیں پڑھتے۔

﴿اللہ﴾ ۔تیسری رکعت میں بعد از قرأت تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں کی لَو تک اُٹھائیں ناف پر باندھ لیں۔

﴿اللہ﴾ ۔تکبیر کے بعد مقتدی اور امام آہستہ اور بغیر ہاتھ اٹھائے قیام میں دعائے قنوت پڑھیں (۵)۔

﴿اللہ﴾ ۔نمازِ فرض عشاء اور نمازِ تراویح جماعت سے ادا نہیں کی تو وتر کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے (۶)

﴿اللہ﴾ ۔نمازِ عشاء باجماعت نہ پانے والا نمازِ تراویح میں بھی شریکِ جماعت ہو سکتا ہے (۷)۔

﴿اللہ﴾ ۔اگر آپ نے نمازِ عشاء تنہاء پڑھی اور نمازِ تراویح کی کچھ رکعات باجماعت پڑھیں تو اب آپ پہلے

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶، درمختار، نور الایضاح، قاضی خان، مراقی الفلاح (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶ (۳) بیہقی، ج ۲ ص ۴۹۶ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۹ (۵) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷ (۶) طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۲۲۷، کبیری، صغیری، عالمگیری، نوریہ، بہارِ شریعت، درمختار، شامی (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶۔

باجماعت وتر پڑھ لیں پھر بقایا رکعاتِ تراویح پڑھیں کیونکہ وتر باجماعت رہ جانے کا اندیشہ ہے(۱)

ﷺ۔آپ نے نمازِ وتر باجماعت میں ابھی دعائے قنوت مکمل نہ پڑھی تھی کہ امام رکوع میں چلا گیا اگر رکوع رہ جانے کا ڈر ہو تو آپ امام کا ساتھ دیں، دعائے قنوت چھوڑ دیں اور رکوع میں جائیں اور اگر تھوڑی سی دعاء پڑھنا باقی ہو اور جلدی سے پڑھ کر رکوع میں شامل ہو سکتے ہیں تو ایسا کر لیں (۲)

ﷺ۔اگر بالفرض امام بغیر دعائے قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا جبکہ آپ نے ابھی کچھ نہ پڑھا تھا تو آپ کو اگر رکوع فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو رکوع میں جائیں اور اگر یقین ہو کہ رکوع پالوں گا تو دعائے قنوت یا کوئی مختصر سی دعاء پڑھ کر رکوع میں جائیں ورنہ چھوڑ دیں (۳)۔

ﷺ۔اگر بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں بھی پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں (۴)۔

ﷺ۔اگر مسبوق تیسری رکعت میں مل جائے اُسے دعائے قنوت پڑھنا ملے یا نہ ملے بقیہ نماز جب تنہاء پڑھے تو قنوت نہ پڑھے (۵)۔

ﷺ۔اگر امام دعائے قنوت یا تکبیر قنوت بھول جائیں تو آخر میں سجدۂ سہو کر لیں نماز درست ہے(۶)

ﷺ۔وتروں کو تراویح کے بعد پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کسی وجہ سے وتروں کو تراویح سے پہلے پڑھ لیں تو بھی جائز ہے (۷)۔

ﷺ۔مالکی یا شافعی مسلک کے امام کے پیچھے وتر پڑھ سکتے ہیں مگر 3 رکعت اکٹھی پڑھیں، دوسری رکعت کے بعد سلام نہ پھیریں ورنہ صحیح نہیں اور امام کے ساتھ جیسے وہ رکوع کے بعد قومہ میں قنوت پڑھتے ہیں آپ بھی پڑھیں اور جب امام دعائے قنوت کے بعد دوسری دعائیں پڑھیں تو مقتدی آمین کہتے رہیں (۸)۔مدینہ پاک و مکّہ پاک میں حنبلی فقہ کے مطابق 2 رکعت الگ اور ایک وتر الگ پڑھتے ہیں آپ اس مسئلہ کے مطابق اکٹھے 3 وتر پڑھیں (۹)۔

نمازِ اشراق:

نمازِ اشراق نفلی نمازوں میں ایک بہت اہم نفلی نماز ہے۔جس کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی پھر وہ بیٹھ کر اللہ

(۱) نورالایضاح، طحاوی، عالمگیری ج۱ ص۱۸۶، خلاصۃ الفتاوٰی، ہدایہ، عنایہ، فتح القدیر، تنویر، بحرالرائق، درمختار، شامی، نوریہ (۲) عالمگیری ج۱ ص۱۷۷، درمختار، شامی، نورالایضاح (۳) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۷۷، شامی نورالایضاح (۴) غنیۃ، بحرالرائق، بہارشریعت، عالمگیری ج۱ ص۱۷۸ (۵) نورالایضاح، غایۃ الاوطار، عالمگیری ج۱ ص۱۷۸ (۶) عالمگیری ج۱ ص۱۷۸ (۷) کبیری ص۴۰۳ (۸) نورالایضاح، بہارشریعت (۹) عامہ کتب فقہ۔

کریم ﷺ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا پھر اُس نے 2 رکعت نماز (اشراق) ادا کی تو اُس کو پورے حج وعمرہ کا ثواب ہے (آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا)" (۱)۔ نیز (حدیث) "............ جہاد کا ثواب ہے" (۲)۔ اور (حدیث) "جب کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو اپنے مصلّی پر بیٹھا رہے حتّی کہ اشراق یا چاشت کے دو نفل پڑھ لے اور صرف خیر ہی بولے تو اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر یا زیادہ ہوں" (۳) نیز (حدیث) "............ اسے جنت الفردوس میں 70 درجے ملیں گے ہر درجہ تیز گھوڑے کی 70 سالہ راہ ہے" (۴)۔ اور پھر (حدیث) "............ ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اسکی ماں نے اُسے جنم دیا ہو" (۵)۔ اس بارے حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو شخص فجر کی نماز کے بعد اشراق تک وہیں بیٹھ کر عبادت کرتا ہے فرشتے اُس کیلئے آسمان پر دعاء کیا کرتے ہیں"۔ نیز آپ نے فرمایا "اشراق پڑھنے والے شخص کے عزیزوں میں سے 70 ہزار آدمی بخش دیئے جائیں گے" (۶)۔

نمازِ اشراق کا وقت یہ ہے کہ نمازِ فجر باجماعت پڑھیں اور پھر سورج نکلنے تک وہیں ذکر و فکر کرتے رہیں یا مسجد میں رہیں یا طلبِ علم یا مجلسِ وعظ میں چلے جائیں یا اگر گھر جائیں تو ذکر میں مشغول رہیں اس طرح سورج نکل آئے تو طلوعِ آفتاب کے 20 منٹ بعد سے ضَحوۂ کبریٰ تک نمازِ اشراق کا وقت ہے (۷)۔ اسلئے سرکار کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب نمازِ فجر پڑھ لیتے تو اپنے مصلّی پر چار زانو (آلتی پالتی مارکر) بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح بلند ہو جاتا" (۸)۔ تو آپ ﷺ نمازِ اشراق ادا فرماتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے تھے۔ خدا کرے ہمیں بھی اس سنّت پر عمل کی توفیق نصیب ہو۔

نمازِ اشراق کا ایک عمدہ طریقۂ ادائیگی عاشقِ رسول مرشدی شمس العارفین حضرت خواجہ غلام رسول ثانی تونیروی مدظلہ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے 2 رکعت نمازِ اشراق کی نیت سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ 3 بار سورۃ الاخلاص پڑھیں۔ پھر 2 رکعت نمازِ اِستعاذہ کی

(۱) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۲۰۹، ترمذی ج ا ح ۵۶۸، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۶۲، مشکوٰۃ ح ۹۰۹، الترغیب والترہیب ج ا ص ۱۶۴، مظاہرِ حق، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۱۴ (۲) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۲۰۸ (۳) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند امام احمد ج ا ح ۱۰۴۴۲، ترغیب والترہیب ج ا ح ۲۹۸، مشکوٰۃ ح ۱۳۳۱، ۱۳۴۴ (۴) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۶۱ (۵) سنن دارمی ج ا ح ۷۳۹ (۶) آفتاب اجمیر حصہ ۳ ص ۷۹، ۸۱ (۷) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۰، عامہ کتب فقہ (۸) عن سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ا ح ۱۲۸۰، مسلم ج ا ح ۱۴۲۵، ترمذی ج ا ح ۵۶۷، سنن نسائی، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۵۹، ترغیب والترہیب ج ا ح ۲۹۹۔

نیت سے پڑھیں، پہلی رکعت میں بعداز فاتحہ 7 مرتبہ سورۃُ الفلق اور دوسری رکعت میں بعداز فاتحہ 7 مرتبہ سورۃُ النّاس پڑھیں۔ پھر 2 رکعت نمازِ ردُّ البلاء کی نیت سے پڑھیں پہلی رکعت میں بعداز فاتحہ ایک بار سورۃ الفلق اور دوسری رکعت میں بعداز فاتحہ ایک بار سورۃ النّاس پڑھیں اس طرح کل 6 رکعتیں ہو جائیں گی۔

نمازِ چاشت:

نمازِ چاشت ایک نفلی نماز ہے جس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے نصف النّہار تک ہے یعنی چوتھائی سورج چڑھنے سے سورج کے عین سَر پر آجانے تک ہے، بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پر پڑھیں (۱)۔ جو تقریباً 9 یا 10 بجے کا وقت بنتا ہے۔

اس نماز کی فضیلت کے بارے (حدیث قدسی) اللہ کریم ﷻ نے فرمایا" اے ابن آدم! دن کے شروع میں میرے لئے 4 رکعتیں (نمازِ چاشت) پڑھ لے مَیں آخر دن تک تیرے لئے کافی ہوں گا" (۲)۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر آدمی جب وہ صبح کرتا ہے تو اُس کے ہر جوڑ" یا فرمایا "ہڈی کے بدلے صدقہ لازم ہے، پس ہر تسبیح (سُبحانَ الله) صدقہ ہے، اور ہر تحمید (اَلحمدُلِلّٰه) صدقہ ہے، اور ہر تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا الله) صدقہ ہے، ہر تکبیر (اَللهُ اَكبر) صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے، بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور اُن سب کی طرف سے چاشت کی 2 رکعت کافی ہیں جسے انسان پڑھ لے" (۳)۔ اور (حدیث) "انسان کے 360 جوڑ ہیں اور ہر جوڑ کے بدلہ اس پر صدقہ کرنا ضروری ہے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "مسجد میں پڑی تھوک کو دفن کر دو، راستہ میں پڑی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دو، یہ سب صدقہ ہے اور اگر یہ نہ پاؤ تو پھر چاشت کی 2 رکعت نماز تمہارے لئے کافی ہے" (۴)۔ نیز (حدیث) "چاشت کی ایک رکعت کے بدلہ میں آدمی کیلئے 10 لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں" (۵)۔ اسی طرح (حدیث) "جو چاشت کی دو رکعتوں کی محافظت کرے اُسکے

(۱) مرأۃ المناجیح ج۲ص ۲۸۰، عالمگیری ج۱ص ۱۷۹، فیوض الباری حصہ ۳ص ۳۱۲ (۲) عن ابو درداء رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح ۴۵۸، ابوداؤد ج۱ح ۱۲۷۵، دارمی، مسند احمد، ترغیب ج۱ح ۴۶۶، مشکوٰۃ ح ۱۳۳۸، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۲۸۱ (۳) عن سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح ۱۵۶۸، ابوداؤد ج۱ح ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ابن حبان ج۳ح ۸۳۸، مسند امام احمد ج۵، بیہقی ج۳ح ۴۶۷۷، مسند بزار، ابن ابی شیبہ ج۶ص ۵۴، ترغیب ج۱ح ۴۶۳، مشکوٰۃ ح ۱۳۳۶، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۲۸۱ (۴) عن بُریدہ رضی اللہ عنہ، مسند احمد ج۵ص ۳۵۴ ابوداؤد ج۳ح ۱۸۰۱، ترغیب ج۱ح ۴۶۴، ابن خزیمہ، ابن حبان، مشکوٰۃ ح ۱۳۳۹، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۲۸۲ (۵) غنیۃ الطالبین، نزہۃ المجالس۔

گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں'' (۱)۔ اسی فضیلت کے پیشِ نظر (حدیث) ''حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعت پڑھتی تھیں پھر فرماتیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی دوبارہ زندہ ہو جائیں تب بھی میں یہ رکعتیں نہ چھوڑوں'' (۲)۔

نماز چاشت کی رکعات کے بارے (حدیث) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مجھے آقا کریم ﷺ نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی وصیت فرمائی'' (۳)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدہ مُعاذہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''میں نے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ''نبی کریم ﷺ نماز چاشت کی کتنی رکعات پڑھتے تھے؟'' تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''4 رکعت اور جتنی اللہ کریم عزوجل چاہتا اس میں اضافہ کرتے تھے'' (۴) جبکہ (حدیث) ''فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے 8 رکعت چاشت ادا کی تھیں'' (۵)۔ اسلئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس نے 2 رکعتیں چاشت کی پڑھیں غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو 4 پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو 6 پڑھے اُس دن اُس کے سب کاموں کیلئے کافی ہوں گی اور جو 8 پڑھے اللہ کریم عزوجل اُسے قَانِتِین میں لکھے گا اور جو 12 پڑھے اللہ کریم عزوجل اُس کیلئے جنّت میں ایک محل بنائے گا'' (۶)۔ اور پھر (حدیث) ''جس نے چاشت کی 12 رکعتیں پڑھیں اللہ کریم عزوجل اُس کیلئے جنّت میں سونے کا محل بنائے گا'' (۷) لہٰذا ''نماز چاشت کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعتیں ہیں اور 12 رکعتیں افضل ہیں'' (۸)

نماز چاشت کے طریقہ ادائیگی کے بارے روایت ہے کہ ''جس شخص نے نماز چاشت کی 4 رکعت اس طرح ادا کیں کہ بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور سورۃ الاخلاص تین تین بار پڑھے تو اللہ کریم عزوجل اُس کے اعزاز کیلئے 30 ہزار فرشتوں کو بھیجے گا تاکہ وہ اُس کے نامہ اعمال میں سورج کے غروب ہونے تک اُس کے نیک کاموں کا ثواب لکھتے رہیں اور اگر وہ اُس روز فوت

(۱) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۴۵۹، ابن ماجہ ح ۱۳۴۰، مسند امام احمد ج ۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۱۲ (۲) مؤطا امام مالک ح ۳۶۱، مشکوٰۃ ح ۱۳۴۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۴ (۳) بخاری، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳۵ (۴) مسلم ج ۱ ح ۱۵۶۰، مسند امام احمد بن حنبل، ابن خزیمہ ح ۱۲۳۳، بیہقی ح ۶۴۷۸، معجم کبیر ح ۱۰۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ح ۱۲۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۰ (۵) عن سیّدنا امّ ہانی رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۳۴۷، ترمذی ج ۱ ح ۴۵۷، مسلم ج ۱ ح ۱۵۶۴، سنن نسائی ح ۲۲۵، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۷۶، مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ح ۳۳۳، مؤطا امام مالک ح ۳۵۸ (۶) عن سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ، طبرانی، ترغیب والترہیب ج ۱ ح ۴۶۸ (۷) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۴۵۶، ابن ماجہ ح ۱۳۳۸، مشکوٰۃ ص ۱۱۶ ح ۱۲۴۰، بلوغ المرام ح ۴۴۰ ص ۱۳۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۷۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۲، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۱۱ (۸) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۱۱ حصہ ۵ ص ۳۵، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۹۔

ہوگیا تو اُسے شہادت کا درجہ نصیب ہوگا'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''جو چاشت کی 12 رکعتیں اِسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعداز فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار، سورۃ اخلاص 3 بار، تو ہر آسمان سے 70 ہزار فرشتے نازل ہوں گے جو اپنے ساتھ سفید کاغذ اور نُور کی قلمیں لئے ہوئے ہوں گے اور صور پھونکنے تک اُس کی نیکیاں لکھتے رہیں گے'' (۲)۔

نمازِ اوّابین:

یہ مستحب نماز ہے جو نمازِ مغرب کے بعد ادا کی جاتی ہے (۳)۔ اور (حدیث) ''صلوٰۃ الاوّابین کا وقت نمازِ مغرب کے بعد سے نمازِ عشاء کا وقت ہونے تک ہے'' (۴)۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 6 رکعات ہیں۔ یہ 6 رکعات ایک ہی سلام سے بھی پڑھ سکتے ہیں مگر افضل یہ ہے کہ ہر 2 رکعت کے بعد سلام پھیریں۔ ہر رکعت میں بعداز فاتحہ تین تین بار سورۃ الاخلاص پڑھیں (۵)۔ یا جو قرأت مناسب سمجھیں۔

نمازِ اوّابین کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی مغرب کے بعد بات چیت کرنے سے پہلے 2 رکعت نماز (اوّابین) پڑھے اللہ کریم ﷻ اُسے حظیرۃ القُدس (جنت کا محل) میں جگہ عطاء فرمائے گا'' اور ''اگر 4 رکعت پڑھ لے تو گویا اُس نے حج پر حج کیا اور اگر 6 رکعت پڑھ لے تو اُس کے 50 سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے'' (۶)۔ نیز (حدیث) ''جو کوئی مغرب کے بعد بات چیت کئے بغیر 6 رکعت نماز (اوّابین) پڑھے اسے 12 برس کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا'' (۷)۔ اور (حدیث) ''اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں'' (۸)۔ نیز (حدیث) ''اُسے لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب ملے گا'' (۹)۔ اسی طرح (حدیث) ''جو لوگ مغرب وعشاء کے درمیان نماز (نفل) پڑھتے ہیں بیشک اُنہیں رحمت کے فرشتے گھیرے رہتے ہیں'' (۱۰)۔

نمازِ حفظ الایمان:

اس نماز کی 2 رکعت ہیں جو کہ بعداز نمازِ مغرب، بعداز نمازِ اوّابین پڑھی جاتی ہیں۔

(۱) انیس الواعظین (۲) نزھۃ المجالس (۳) درمختار، شامی، بہار شریعت (۴) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۱۹۷ (۵) بہار شریعت (۶) احیاء العلوم (۷) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۴۱۸، ابن ماجہ ح۱۳۳۱، طبرانی، کشف الغمہ ج۱ ص۲۵۸، ترغیب ج۱، مشکوٰۃ ح۱۱۰۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۱۲ (۸) معجم اوسط ج۷ ح۷۲۴۵، معجم صغیر ج۲ ح۹۰۰، مجمع الزوائد ج۲ ص۲۳۰، ترغیب والترہیب ح۸۶۴، کشف الغمہ ج۱ ص۲۵۸ (۹) احیاء العلوم (۱۰) قال ابن عباس رضی اللہ عنہ، کنز العمال ج۸ ص۳۵، شرح السنہ ج۳ ص۴۷۴، انوارِ جمالِ مصطفٰے ﷺ۔

فوائد الفواد میں ہے ''اس کا پڑھنے والا انشاء اللہ اپنا ایمان دنیا سے سلامت لے جائے گا''۔مرقع کلیمی میں ہے ''اللہ کریم ﷻ اُس کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے''۔اور یہ ایک انتہائی فضیلت کا درجہ ہے۔اولیاء اللہ ان نوافل کے پڑھنے کی بہت تاکید فرماتے ہیں۔

نماز حفظ الایمان کا طریقہ شمس العافین خواجہ غلام رسول توگیروی مدظلہ یوں فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ 7 مرتبہ سورۃ الاخلاص اور ایک مرتبہ سورۃ الفلق ،دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ 7 بار سورۃ الاخلاص اور ایک بار سورۃ الناس پڑھیں ،نماز کے بعد سجدہ میں گر جائیں اور سجدہ میں اوّل آخر تین تین بار دُرودشریف اور 3 بار یہ دعاء درمیان میں پڑھیں ''**یَاحَیُّی یَا قَیُّوم ثَبِّتْنَا عَلَی الْعِشْقِ الْحَقِیْقِیِّ وَالْاِیْمَان** ''اس نماز کا یہ طریقہ فوائد الفواد۔مرقع کلیمی اور ذرا تبدیلی سے آفتاب اجمیر میں سلطان الہند سیّدنا خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کا بھی ہے۔تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ نماز کے بعد جب سجدہ میں دعاء پڑھیں تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا باطن اُوپر اور ہاتھ کی پشت زمین پر رکھیں۔یہ کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ حدیث پاک سے اسکی تصدیق ملتی ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب خیر کی دعاء مانگتے تو دعاء میں اپنے ہاتھوں کی اندر کی ہتھیلیاں اپنے چہرے کی طرف رکھتے اور جب کسی مصیبت میں پناہ مانگتے تو ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رکھتے''(۱)۔

نماز ھدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ نماز پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں محبت وعشق کے ساتھ عاشقوں کی طرف سے نذرانہ ہوتا ہے۔اہلِ عشق اس کی ہمیشگی اپنے لئے جان سے عزیز رکھتے ہیں۔اس نماز کا کوئی مخصوص وقت نہیں تاہم بعد از نمازِ مغرب کا وقت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔

نماز ہدیۃ الرّسول ﷺ کی 2 رکعت ہوتی ہیں، پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے،یا دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔نماز کے بعد کچھ دُرودِشریف ضرور پڑھیں اور دُرودشریف کے ہمراہ یہ نماز بڑے ادب سے سرکار کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کریں۔سبحان اللہ۔

نماز تہجّد:

(حدیث) ''نماز تہجد (نفلی نمازوں میں) فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل ہے''(۲)

(۱) نبوی لیل ونہار علامہ محمد زکریا کاندھلوی، بالاختصار ابوداود ج ۱ ح ۱۱۵۸ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۲ ح ۲۶۵۱، ترمذی ص ۹۰، ابوداود ونسائی بابن ماجہ بابن حبان ح ۱۷۵۸، ابن خزیمہ ح ۱۱۱۳، احمد مشکوۃ، بلوغ المرام ح ۳۹۳ ص ۱۲۹، مرآۃ ج ۲ ص ۲۳۵

جسکی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعات سنّت ہیں۔ یہ نماز ابتداء اسلام میں ہجرت سے پہلے فرض ہوئی تھی پھر سال کے بعد نفل ہوگئی کہ (حدیث) ''جب سورۃ المزمّل کا اوّل حصّہ نازل ہوا تو آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیام اللیل کیا یہاں تک کہ اُن کے قدم مبارک متورّم ہو گئے اور اللہ کریم ﷻ نے اس کے خاتمہ کو 12 مہینے تک روک لیا پھر اس سورت کا آخری حصّہ نازل ہوا اور قیام اللیل فرض سے بدل کر نفل ہوگیا'' (۱)۔ مگر تہجد آقا کریم ﷺ پر پنجگانہ نمازوں کی طرح فرض رہی جس بارے (القرآن) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے ''وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ،اور رات کے وقت تہجد ادا کریں یہ (نماز) خاص آپ (ﷺ) کیلئے زیادہ ہے'' (۲)۔ یہ نماز پیارے آقا کریم ﷺ کو بہت پسند تھی۔ یہ نماز اللہ کریم ﷻ کی ایک نعمتِ خاص ہے کیونکہ (حدیث) ''جس کی رات کی نماز زیادہ ہوجائے اس کا چہرہ خوبصورت ہوجاتا ہے'' (۳)۔

اللہ کریم ﷻ تہجد گزاروں کو یوں یاد فرماتا ہے (القرآن) ''اُن کے پہلو بچھونوں سے جدا رہتے ہیں اور اپنے رب کریم ﷻ کو پکارتے ہیں ڈرتے ہوئے اور امید کرتے'' (۴)۔ اور (القرآن) ''وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ،اور راتوں کے پچھلے پہر مغفرت مانگنے والے'' (۵)۔ نیز (القرآن) ''اور وہ رات کو بہت کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے'' (۶)۔ اسی طرح (حدیث) ''ہر رات کی آخری تہائی میں اللہ کریم ﷻ آسمانِ دنیا پر تجلّی خاص فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے ''کوئی ہے دُعا کرنے والا کہ اُس کی دُعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اُسے دُوں، کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اُس کی بخشش کروں'' (۷)۔ اور اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم ﷻ پچھلی رات کے درمیان اپنے بندے کے بہت قریب ہوتا ہے پس اگر تم طاقت رکھو کہ اُن لوگوں میں ہو جو اُس وقت اللہ کریم ﷻ کو یاد کرتے ہیں پس ہو جاؤ'' (۸)۔ نیز (حدیث) ''رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اس ساعت میں اللہ کریم ﷻ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی

(۱) قال سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ،ابوداؤد ج ا، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۱۱ (۲) سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹ (۳) ابن ماجہ ح ۱۳۸۹، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۹۵ (۴) سورۃ السجدۃ، ۱۶ (۵) سورۃ آل عمران، ۱۷ (۶) سورۃ الذّٰریٰت، ۱۷، ۱۸ (۷) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ا ح ۱۰۷۴، مسلم ج ا ح ۱۶۶۹، ترمذی ج ۲ ح ۳۴۳۱، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۳۰۶، ابوداؤد ج ا ح ۱۳۰۱، ابن ماجہ ح ۱۳۶۶، دارمی ح ۱۵۱۵، مؤطا امام مالک ح ۴۹۶، مسند احمد، ابن حبان ح ۸۲۰، معجم کبیر ح ۸۳۹۱، بیہقی ح ۴۴۲۷، مشکوٰۃ ح ۱۱۵۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۳۹، کشف الغمہ ج ا ص ۲۶۸، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۲۱ (۸) عن سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۵۰۵، نسائی ج ا ح ۵۶۸، ابن خزیمہ ج ۲ ح ۱۱۴۷، حاکم ج ا ص ۴۵۳، بیہقی ج ۳ ح ۴۴۳۹، ترغیب والترہیب ج ا، مشکوٰۃ ح ۱۱۶۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۴۲۔

بھلائی مانگے وہ اُسے دے گا اور یہ ہر رات میں ہے''(۱)۔اور پھر (حدیث) ''عرش کے نیچے مُرغ کی شکل کا ایک فرشتہ ہے اُس کے پنجے موتیوں کے اور ٹانگیں خار سبز زبرجد کی ہیں جب آدھی رات گزر جاتی ہے تو وہ اپنے پَروں کو مار کر آواز دیتا ہے اور کہتا ہے ''غافلین اُٹھ جائیں کہ اُن پر اُن کے بوجھ ہیں''(۲)۔ پھر جو اُس ساعت میں رات کو اُٹھ بیٹھے اُس کے متعلق (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے اور اُس وقت ایک مُنادی پکارے گا ''کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خوابگاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟'' پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے یہ جنّت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے پھر باقی لوگوں کا حساب ہو گا''(۳)۔اسلیئے (حدیث) ''آخری تہائی رات میں دو رکعات ادا کرنا دنیا اور اسکی ہر چیز سے بہتر ہے'' اور ''جو آٹھ رکعات ادا کرلے اس کیلیئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے'' (۴)۔اور پھر (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ اُس شخص پر رحم فرمائے جو رات میں اُٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے کہ وہ بھی پڑھ لے اور اگر وہ انکار کرے تو اُس کے منہ پر پانی چھڑک دے اور اللہ کریم ﷻ اُس عورت پر رحم فرمائے جو رات میں اُٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے کہ وہ بھی پڑھ لے اگر وہ نہ اُٹھے تو اُس کے منہ پر پانی چھڑک دے''(۵)۔اسلیئے (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو مَیں (تہجد کی) یہ 2 رکعتیں اُن پر فرض کر دیتا''(۶)۔

تہجُد کیلیئے عشاء کے بعد سو جائیں اور پھر بیدار ہو کر پڑھیں (۷)۔اس کے وقت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم ﷻ کو سب (نفل) نمازوں سے زیادہ محبوب نمازِ داؤد علیہ السلام ہے کہ وہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات قیام کرتے پھر رات کے چھٹے حصہ میں سو رہتے''(۸)۔اس طرح نماز تہجّد کا بہترین وقت رات کا پچھلا پہر ہے طلوعِ فجر سے پہلے تک۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱، مشکوٰۃ ح۱۱۵۶، مسند احمد ج۳، ابویعلی ج۴ ح۱۸۹۲، ترغیب ج۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۰ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قوت القلوب ج۱ (۳) عن اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا، شعب الایمان ج۳، ترغیب، حاکم ج۲، جامع احکام القرآن ج۱۴، جامع البیان طبری، تفسیر ابن کثیر، مشکوٰۃ ح۵۳۲۲، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۳۱۵ (۴) قال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۱۴۱، ۱۴۲ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۲۹۴، سنن نسائی ح۱۵۹۱، ابن ماجہ ح۱۳۹۲، مسند امام احمد بن حنبل ج۱ ح۱۸۶۲، مشکوٰۃ ۱۱۶۲۳، کشف الغمہ ج۱ ص۲۶۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۳ (۶) فیضان سنّت (۷) فیوض الباری حصہ۵ ص۱۱ (۸) عن سیّدنا ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۰۵۹، مسلم ج۲ ح۲۶۳۵، ترمذی، ابوداؤد ج۳ ح۶۷۶، سنن نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل ج۱ ح۱۸۶۷، سنن دارمی ح۱۷۸۸، ابن حبان ح۲۵۹۰، ابن خزیمہ ح۱۱۴۵، بیہقی ح۸۲۳۳، مشکوٰۃ ح۱۱۵۷، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۹۲، کشف الغمہ ج۱ ص۲۶۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۰، فیوض الباری حصہ۵ ص۱۷۔

۞۔اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں بعد از فاتحہ 3 بار سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

۞۔تہجد گزار کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ اگر وہ نماز عشاء پڑھ کر سو جائے تو چاہے اُسے ایک گھنٹہ بعد ہی جاگ آجائے اُس کیلئے یہی وقتِ تہجد ہے (۱)۔اور اگر جاگ نہیں آتی تو ایک آسان نسخہ راز داری میں بتاتا ہوں، بھئی موبائل پر الارم لگالیا کریں۔

۞۔اگر آپ رات بھر نہ سوئیں تو آدھی رات کے بعد تہجد پڑھ سکتے ہیں (۲)۔بلکہ بعض علماء کرام کے نزدیک عشاء کے بعد ہی تہجد کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔تاہم افضل پچھلا پہر ہے۔

۞۔(حدیث) ''جب تم میں سے کوئی شخص وتر پڑھتا ہے تو اُس کے بعد 2 رکعت (نفل) پڑھے۔ اگر رات کو بیدار ہو گیا (تو تہجد پڑھ لے) ورنہ یہ (2 نفل) اُس کے قائم مقام ہو جائیں گے'' (۳)۔ایسے ہی (حدیث) ''جس نے 2 رکعت یا زیادہ نفل بعد از عشاء پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے'' (۴)۔اور وہ شب بیداری کرنے والوں کا ادنیٰ ثواب پائے گا۔

۞۔رات کا اکثر حصہ جاگنا اور عبادت کرنا بھی شب بیداری ہے (۵)۔

۞۔رمضان کی سحری کا وقت عمدہ ترین وقتِ تہجد ہے جو آسانی سے مل جاتا ہے ضرور فائدہ اٹھائیں

۞۔نوافلِ تہجد کی بجائے اگر آپ کوئی قضاء نماز پڑھ لیں تو وہ نماز تہجّد کے قائم مقام نہ ہو گی (۶)

۞۔آخر میں یہ ضرور یاد رہے کہ نماز تہجّد پڑھنا بہت پیاری سنّت ہے مگر نمازِ تہجّد کے عادی کا بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے اور بُرا ہے (۷)۔کہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''اے عبداللہ! تم فُلاں کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا'' (۸)۔اسلئے کہ (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو وہ نیک عمل بہت زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو'' (۹)۔

لٰہذا پیارے بھائیو! چاہیئے کہ زندگی کو غنیمت جانیں، راتوں کو جاگیں، نہ جانے کب کوئی خاص گھڑی نصیب ہو جائے۔ورنہ (حدیث) ''جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے وہ شب بیداری سے محروم رَہ جاتا ہے'' (۱۰)۔اور حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جسے تہجّد نہ ملے وہ

(۱) فتاوی عزیزی، الوظیفہ الکریمہ (۲) فتاوی عزیزی (۳) دارمی ج۱ ص۳۱۲، طحاوی ج۱ ص۳۰۳، دارقطنی ج۱ ص۳۶ (۴) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، تفسیر خزائن العرفان ص۶۵۷ (۵) درمختار (۶) شامی، عطاء حبیب (۷) بخاری ج۱ باب۷۳۲، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۴ (۸) عن ابن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۰۸۰، مسلم ج۲ ح۲۶۲۹، نسائی ح۱۷۴۲، مسند امام احمد ج۱ ح۱۸۷۳، مشکوٰۃ ح۱۱۶۵، بلوغ المرام ح۴۰۵ ص۱۳۲، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۲۴۴، فیوض الباری حصّہ۵ ص۲۹ (۹) بخاری ج۳ ح۱۳۸۴، مسلم ج۱ ح۱۷۲۵، ۱۷۳۱، ابوداؤد ج۱ ح۱۳۵۴، ابن ماجہ ح۴۳۵۴، فیوض الباری حصّہ۵ ص۱۴ (۱۰) قال سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ۔

محروم ہے"۔ ایسے ہی حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خواب سنایا تو (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عبداللہ اچھے آدمی ہیں کاش کہ وہ رات کو نماز تہجد بھی پڑھتے" جب یہ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو اُس کے بعد وہ رات کو نہیں سوتے تھے مگر تھوڑی دیر"(۱) نیز (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سوتا رہے اور نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ ایسا شخص ہے کہ جس کے کان میں" یا فرمایا "دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا" (۲)۔ دوسری طرف دیکھیں تو وہ پیارا بندہ (حدیث) "جو نماز تہجد پڑھنے کا عادی ہو اور (کسی دن) اُسے غلبۂ نیند کی وجہ سے جاگ نہ آئے تو اُس کیلئے پوری رات کی نماز کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور نیند کو اُس پر بخش دیا جاتا ہے" (۳)۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ حولاء بنت تُویت رضی اللہ عنہا کے بارے سنا کہ وہ ساری رات نماز پڑھتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرا محسوس کیا یہ عمل حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نارضگی کا اظہار ہوا پھر فرمایا "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تمہاری بیزاری تک بیزار نہیں ہوتا، اتنا عمل کرو جس کی طاقت رکھتے ہو" (۴)۔ تا کہ دن کو کام کاج کرنے اور تلاش روزگار میں دشواری نہ ہو۔

نمازِ توبہ:

اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی شان کریمی ورحیمی دیکھیں کہ (حدیث) "جب بندہ کسی نیکی کا صرف ارادہ کرتا ہے تو ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، پھر جب وہ اس نیکی پر عمل کرلے تو اُس کیلئے 10 نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں" (۵)۔ کہ (القرآن) "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا، جو ایک نیکی لائے تو اُس کیلئے اُس جیسی 10 (نیکیاں) ہیں (۶)۔ بلکہ (حدیث) "اس کی ہر نیکی کا بدلہ 10 گنا سے 700 گنا تک ہے" (۷)۔ اور پھر (القرآن) "جو ایک نیکی لائے تو اُس کیلئے اُس سے بہتر

(۱) عن سیّدنا سالم تابعی علیہ الرحمۃ ، بخاری ج ا ح ۱۰۵۱، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۰۱، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۱۳ (۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ، بخاری ج ا ح ۱۰۷۳، مسلم ج ا ح ۱۴۱۷، مسند امام احمد ج ا ح ۹۳۹، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۱۰۲، مشکوٰۃ ح ۱۱۵۳، فیوض الباری، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۳۸، مکاشفۃ القلوب (۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مؤطا امام مالک ح ۲۵۷، ابوداؤد ج ا ح ۱۳۰۰، نسائی ح ۱۷۶۴، مسند احمد، ابن ماجہ ح ۱۴۰۰، ابن خزیمہ ح ۱۱۷۳، بیہقی ح ۴۵۰۰، معجم اوسط ح ۱۳۲۸، ترغیب ج ا ح ۳۹۸ (۴) عن اسمٰعیل بن ابی حکیم تابعی علیہ الرحمۃ، مسلم، بخاری ج ا ح ۱۰۷۹، مسند احمد، مؤطا امام مالک ح ۲۶۰ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ، بخاری ج ۳ ح ۱۴۱۱، مسلم ج ا ح ۳۳۳، شعب الایمان ج ا ح ۳۳۳، مشکوٰۃ ح ۵۶۰۴، مرأۃ المناجیح ج ۸ ص ۱۴۹، الشفاء حصہ ا ص ۱۸۵ (۶) سورۃ الانعام، ۱۶۰ (۷) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ، بخاری ج ا ح ۴۱، نسائی ج ۳ ح ۴۹۱۱، مسلم ج ا ح ۳۳۳، شعب الایمان ج ا ح ۲۵، دارمی ح ۲۸۲۰۔

ہے"(۱)۔اور پھر (حدیث) "جب بندہ ایک نیکی کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ 10 نیکیاں (فوراً) لکھ لیتا ہے" (۲)۔اور یہ 10 کم از کم ہیں ورنہ تو (حدیث) "ایک نیکی کے بدلے (کم از کم) 10 نیکیاں لکھی جائیں گی، یا 700 نیکیاں تک بلکہ اس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں" (۳)۔

گناہ کے معاملے میں وہ رحیم و کریم سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو بڑی ڈھیل دیتے ہوئے فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ (حدیث قدسی) "جب میرا بندہ برے کام کا ارادہ کرے تو اسکی کوئی برائی نہ لکھو جب تک کہ وہ اس برائی کا ارتکاب نہ کر لے" اور "اگر ارادہ ترک کر دے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس نے گناہ ترک کیا ہے" اور "جب گناہ کر لے تو ایک ہی گناہ لکھو" (۴)۔اور (حدیث) "پھر اگر پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ چاہے تو اس (ایک گناہ) سے بھی درگزر فرما دے" (۵)۔بلکہ (حدیث) "بندہ گناہ کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ "ابھی توقف کرو شاید یہ شخص استغفار کر لے" (۶)۔لہٰذا (حدیث) "جب مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو فرشتہ تین گھڑیاں (توبہ کی امید میں) انتظار کرتا ہے اگر وہ گناہوں سے توبہ کر لے تو فرشتہ اسے نہیں لکھتا ورنہ ایک گناہ لکھ دیتا ہے" (۷)۔کیونکہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ (القرآن) "وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ، اور جو ایک گناہ کرے تو اُسے اُس کے برابر بدلہ ملے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا" (۸)۔اور پھر (حدیث) "جب وہ (بائیں طرف والا فرشتہ) اُس کے خلاف ایک گناہ لکھ دیتا ہے اور وہ بندہ (بعد میں جب) ایک نیکی کرتا ہے تو دائیں ہاتھ کا فرشتہ جو کہ بائیں ہاتھ کے فرشتے کا امیر ہوتا ہے اُس سے کہتا ہے کہ "یہ گناہ مٹا دو تا کہ اس شخص کی 10 نیکیوں میں سے ایک کو میں مٹا دوں اور 9 کو (بارگاہِ الٰہی میں) لے جاؤں" تو اس سے یہ گناہ مٹ جاتا ہے" (۹)۔چنانچہ "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے دائیں ہاتھ کے فرشتے کے دل میں بندے کیلئے بائیں ہاتھ کے فرشتے کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ رحمت و شفقت ڈال رکھی ہے۔اور اسی رحمت و شفقت کے ساتھ اُسے اس پر امیر مقرر کیا ہے، چنانچہ جب بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو دائیں ہاتھ کا فرشتہ خوش ہوتا ہے اور تمام فرشتے اُس نیکی پر خوش ہوتے ہیں پھر

(۱) سورۃ القصص،۸۴ (۲) امام بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان ص۹۳۴ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۴۰،نسائی ج۳ ح۴۹۱۱،شعب الایمان ج۱ ح۳۳۳،فیوض الباری ج۱ص۲۴۰ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ،بخاری ج۳ ح۲۳۴۸،مسلم، ترمذی ج۲ ح۹۹۷،شعب الایمان ج۱ ح۳۳۵،ابن حبان ج۲ ح۳۷۹،مسند احمد ج۲،معجم اوسط ج۱ ح۸۶۵،مجمع الزوائد ج۳ص۱۸۲،مشکوٰۃ ح۵۶۰۴،مراۃ المناجیح ج۸ص۱۴۹،الشفاء حصہ۱ص۱۸۵ (۵) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ،بخاری ح۴۰،نسائی ج۳ ح۴۹۱۱،شعب الایمان ج۱ ح۳۳۳ (۶) امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ،تفسیر خزائن العرفان ص۹۳۴ (۷) حاکم ترغیب والترہیب ج۱ ح۱۳۴۶ (۸) سورۃ الانعام،۱۶۰ (۹) قوت القلوب ج۱۔

اُن کی خوشی کی وجہ سے بندے کیلئے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں" (۱)۔

چونکہ انسان سراپا خطاء ہے۔اس سے غلطی سرزد ہو جانا اُس کی فطرت میں شامل ہے۔ گناہ تو یقیناً گناہ ہی ہے مگر گناہ کر کے اُسے بھول جانا اُس سے بڑا گناہ ہے کہ (حدیث) "مومن وہ ہے جو اپنے گناہوں کو پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس پر نہ گر پڑے اور فاسق و فاجر اپنے گناہ کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو ناک پر بیٹھتی ہے وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے تو اُڑ جاتی ہے" (۲)۔اسلئے مومن کی نشانی بتادی گئی کہ (حدیث) "جو گناہ کر بیٹھے اور اس کو یہ ناپسند کرتا ہو اور نیک عمل کرے اور اس پر خوشی محسوس کر رہا ہو وہ مومن ہے" (۳)۔اور (حدیث) "جسکو اپنی نیکیاں اچھی لگیں اور گناہ برے لگیں تو وہ مومن ہے" (۴)۔لہٰذا (حدیث) "مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ گناہ سے رُک گیا اور توبہ واستغفار کرلی تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ اُس بندے نے گناہ کیا تو وہ سیاہی بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اُس کے پورے دل پر چھا جاتی ہے" (۵)۔یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر (القرآن) اللہ کریم ﷻ نے فرمایا "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّاكَانُوْايَكْسِبُوْنَ ، دیکھو حقیقت یہ ہے کہ اُن کی بُری کمائیوں نے اُنکے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے" (۶)۔لہٰذا چاہیئے کہ اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو (القرآن) "اپنے رب کریم ﷻ سے معافی مانگو پھر اُس کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہو" (۷)۔کیونکہ (حدیث) "ہر شخص خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں" (۸)۔اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کہ اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) "تم میں سے جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اُس کے بعد توبہ کرلے اور اپنے آپ کو سنوار لے تو بیشک اللہ کریم ﷻ بخشنے والا مہربان ہے" (۹)۔نیز (القرآن) "وَالَّذِيْنَ اِذَافَعَلُوْافَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓااَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوااللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْالِذُنُوْبِهِمْ،وَمَنْ يَّغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّااللّٰهُ،وَلَمْ يُصِرُّوْاعَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ، اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کا

(۱) قوت القلوب ج ۱ (۲) غنیۃ الطالبین ص ۳۶۶ (۳) عن ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۱ ص ۳۳ ح ۳۲، نسائی ح ۱۹۵۸۳ (۴) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۱ ص ۳۶ ح ۳۵ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد، ترمذی ج ۱ ح ۱۲۶۰، ابن ماجہ ح ۴۳۶۰، نسائی ج ۶، بیہقی ج ۱۰، شعب الایمان ج ۵، معجم کبیر ج ۱ ح ۸۰۱، ابن حبان ج ۷ ح ۲۷۸۷، دیلمی ج ۱ ح ۵۱۷، حاکم ج ۲، مشکوٰۃ ح ۲۳۳۱، ترغیب والترہیب ج ۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۷، قوت القلوب ج ۱ (۶) سورۃ المطففین، ۱۴ (۷) سورۃ ھود، ۳ (۸) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۳۸۹، ابن ماجہ ح ۴۳۶۷، مسند امام احمد ج ۳، حاکم ج ۴، دارمی، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷، ابویعلی ج ۵، شعب الایمان ج ۵ ح ۷۱۲۷، ترغیب والترہیب ج ۴، مشکوٰۃ ح ۲۲۳۰، بلوغ المرام ح ۱۴۹۲ ص ۴۱۸، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۶، کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۷ (۹) سورۃ الانعام، ۵۴۔

کام (گناہ کبیرہ) یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے ہیں (گناہ صغیرہ) تو (فوراً) اللہ کریم ﷻ کا ذکر (نماز ادا) کر کے اُس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور اللہ کریم ﷻ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخش دے، اور وہ اپنے کیئے پر جان بوجھ کر اکڑ نہیں جاتے" (۱)۔ اور (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "معافی مانگنے والا گناہوں پر بضد نہیں اگرچہ دن میں 70 بار کرے" (۲)۔ نیز (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "تم گناہ کر کے اکتا سکتے ہو لیکن اللہ کریم تمہیں معاف کرتے نہیں اکتاتا" (۳)۔

(حدیث) "اللہ کریم ﷻ اُس مومن سے بہت خوش ہوتا ہے جو گناہ کے فتنوں میں گھرا ہوا ہو تو بہت توبہ کرتا ہو" (۴)۔ نیز (حدیث) "جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ کریم ﷻ اپنے بندے کی توبہ سے اس پر بہت خوش ہوتا ہے" (۵)۔ اور (حدیث) "خدا کی قسم! اللہ کریم ﷻ اپنے بندہ مومن کی توبہ سے اُس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو سفر میں کسی ویران وغیرآباد زمین پر اُتر گیا ہو اور اُس کے ساتھ اس کا زادِراہ اُونٹنی پر ہو پھر وہ آرام کیلئے لیٹے اور سو جائے، آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اُونٹنی سامان سمیت غائب ہے پھر اُس کی تلاش میں سرگرداں ہو یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ سے جان پر بن آئے تو اپنی موت کو یقینی جان کر وہاں اپنے بازو پر سر رکھ کر چادر اوڑھ کر مرنے کیلئے لیٹ جائے پھر آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اُس کی اُونٹنی مع سامان اُس کے پاس موجود ہے تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اُونٹنی کے ملنے سے ہوگا اللہ کریم ﷻ کی قسم مومن بندے کی توبہ کرنے سے پیارے اللہ کریم ﷻ اُس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے" (۶)۔ اور پھر ایسے شخص کیلئے تو (القرآن) "فرشتے زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں" (۷)۔ نیز (حدیث) "بندہ جب گناہ کرتا ہے پھر اللہ کریم ﷻ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "میرے اِس بندے کو دیکھو کہ یہ جانتا ہے کہ میرا ایک رب کریم ﷻ ہے جو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے، سو مَیں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا" (۸) کیونکہ (القرآن) "اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ، اُن لوگوں کی توبہ کو قبول کرنا اللہ کریم ﷻ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھیں پھر جلد ہی توبہ کر لیں، ایسے لوگوں پر

(۱) آلِ عمران، ۱۳۵ (۲) ترمذی، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۵۰۰، مشکوٰۃ ح ۲۲۲۹، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۶ (۳) حاکم ج ۱ ص ۱۲۴ ح ۱۹۵ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، امام احمد، مشکوٰۃ ح ۲۲۴۸، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۴۱۰، قوت القلوب ج ۱ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۲۲۲۲، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۱ (۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۲۳۵، مسلم ج ۳ ح ۶۸۲۷، ترمذی ج ۴ ح ۲۳۸۸، ابن ماجہ ح ۴۳۶۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۷۳ (۷) سورۃ الشوریٰ، ۵ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۲۲۲۳، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۱، قوت القلوب ج ۱۔

اللہ کریم عزوجل اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرماتا ہے" (۱)۔ اور اعلان فرماتا ہے کہ (حدیث قدسی) "اگر تم اس قدر گناہ کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر توبہ کرو تو اللہ کریم عزوجل تمہیں معاف فرمادے گا" (۲)۔ کیونکہ (القرآن) "وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اُن کی غلطیوں سے درگزر فرماتا ہے" (۳)۔ تو پھر جب بندہ توبہ کرلیتا ہے تو گویا (حدیث) "توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اُس نے گناہ کیا ہی نہیں" (۴)۔ اور اگر وہ اپنی اس توبہ پر قائم رہے تو نہایت کرم نوازی فرماتے ہوئے (القرآن) "ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ کریم عزوجل نیکیوں میں بدل دے گا" (۵)۔ جس کی نشاندہی یوں فرمائی (القرآن) "بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں" (۶)۔

گناہوں پر توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے نہ جانے زندگی مہلت دے یا نہ دے کیونکہ (حدیث) "آج کل کرنے والے ہلاک ہوگئے" (۷)۔ حکیم لقمان علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے کو نصیحت میں یہی فرمایا "بیٹا! توبہ میں کل تک تاخیر نہ کرو کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے" (۸)۔ اور جب موت کے فرشتے آگئے تو (حدیث) "توبہ کا دروازہ مغرب کی جانب 70 سالہ مسافت جتنا چوڑا ہے" (۹)۔ وہ بند ہوجائے گا کیونکہ (حدیث) "جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو بند رہتے ہیں صرف ایک توبہ کا دروازہ تا قیامت کھلا ہے" (۱۰)۔ اسلیئے (حدیث) حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو شخص صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے" (۱۱)۔

اور پھر توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے گناہ پر شرمندہ ہو (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بندہ گناہ کرتا ہے پھر وہ گناہ اُسے جنت میں لے جاتا ہے، کیونکہ گناہ اُس کے پیش نظر ہوتا ہے وہ بخشش مانگتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے" (۱۲)۔ نیز (حدیث) "گناہ پر شرمندہ ہونا ہی توبہ ہے" (۱۳)۔

ندامت کا بہترین طریقہ آنسو بہانا ہے جس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(۱) سورۃ النساء، ۱۷ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۴۲۴۸، کشف الغمہ ج۱ ص ۴۷ (۳) سورۃ الشوریٰ، ۲۵ (۴) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۴۲۵۰، شعب الایمان ج ۵ ح ۷۰۴۰، معجم کبیر ج ۱۰ ح ۲۸۱، بیہقی ج ۱۰، شرح السنہ، دیلمی ج ۲، مجمع الزوائد ج ۱۰، ترغیب ج ۲ ح ۲۷۹۴، مشکوٰۃ ح ۲۳۵۲، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۱۲ (۵) عن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سورۃ الفرقان، ۷۰ (۶) سورۃ ھود، ۱۱۴ (۷) مکتوباتِ امام ربانی ج ۲ ص ۱۹۴ (۸) غنیۃ الطالبین ص ۳۵۱ (۹) ترمذی، ترغیب ج ۲ ح ۲۷۸۱ (۱۰) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، طبرانی، ابویعلی، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۲۷۸۲ (۱۱) مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۱۹۵، غنیۃ الطالبین ص ۳۵۱ (۱۲) غنیۃ الطالبین ص ۳۶۶ (۱۳) عن سیّدنا ابن معقل رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۴۲۶۸، مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۸۶، شعب الایمان ج ۵ ح ۷۰۳۰، ابن حبان ج ۲ ح ۶۱۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۷، مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۱۹۴، رسالہ قشیریہ ص ۱۴۸، غنیۃ الطالبین ص ۳۶۷۔

''جس کی آنکھوں سے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سَر کے برابر ہوں پھر وہ آنسو اُس کے چہرہ کے ظاہری حصہ کولگ جائیں تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس پر آگ کو حرام فرمادیگا''(۱)

دوسری جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''2 آنکھوں کو جہنّم نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے خوف سے رو پڑی اور دوسری وہ جس نے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں پہرہ دے کر (بیداری میں) رات گزاری''(۲)۔ نیز (حدیث) ''جس کی آنکھیں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے خوف سے رو پڑیں یہاں تک کہ اس کے آنسو زمین تک پہنچ گئے تو قیامت کے دن اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے عذاب نہیں دے گا''(۳)۔ ایسے ہی ایک دن (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا ایک آدمی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رو پڑا تو پیارے آقا کریم وحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر آج تمہارے پاس ہر وہ مومن ہوتا جس پر بڑے بڑے پہاڑوں کی مثل گناہ ہیں تو اس آدمی کے رونے کی وجہ سے ان سب کے گناہ معاف کردیئے جاتے اور یہ اس لئے کہ فرشتے رو رہے تھے اور اس کیلئے دعاء کررہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ کریم جل جلالہ رونے والوں کی سفارش ان لوگوں کے حق میں قبول فرما جو نہیں روئے''(۴)۔ اور پھر (حدیث) ''جو اللہ کریم جل جلالہ کے خوف سے رویا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے''(۵)۔ پھر شرمندگی اور گریہ زاری کے بعد اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے کیا محبت بھرا طریقہ بتایا کہ (القرآن) ''اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اُن کی شفاعت فرمادیں تو ضرور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''(٦) لہذا اگر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نصیب کرے تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس پہنچ کر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کریں تاکہ اس قرآنی حکم پر کماحقہ عمل ہو اگر ایسا نہ ہو سکے تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کرکے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدِ خضرٰی کے وسیلہ سے مغفرت طلب کریں اور پھر جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۴۳۶۲، معجم کبیر ج۱۰ ح۹۷۹۹، ابو نعیم ج۴ ح۲۶۶، شعب الایمان ج۱ ح۸۰۲، ترغیب والترہیب ج۲ ح۲۹۷۰، مشکوٰۃ ح۵۱۲۰، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۱۴۶ (۲) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۶۹۳، شعب الایمان ج۱ ح۷۹۵، مستدرک حاکم ج۱ ص۱۴۱، ترغیب والترہیب ج۱ ح۹۵۸، مشکوٰۃ، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۰۶ (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج۴ ص۲۸۹، معجم اوسط ج۲ ح۱۶۴۱، ترغیب ج۲ ح۲۹۶۵ (۴) عن سیّدنا ہیثم بن مالک رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۱ ح۸۱۰ (۵) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۶۸۶، نسائی ح۳۰۵۶، مسند امام احمد، مستدرک حاکم، ترغیب والترہیب ج۲ ح۲۹۶۷ (٦) سورۃ النساء، ۶۴۔

کے اس فرمان پر عمل کریں کہ (حدیث) ''جس بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اچھی طرح وُضوء کرے اور 2 رکعت نماز (توبہ) پڑھے اور اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ سے بخشش طلب کرے اُس گناہ سے تو اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ اُس کو معاف فرمائے گا اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ، ترجمہ. اور وہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر تو اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرتے ہیں پس اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں'' (۱)۔

اس تفصیل کی روشنی میں نماز توبہ کا طریقہ یہ ہوا کہ 2 رکعت نماز توبہ اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں بعد از فاتحہ 5 مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھیں اور نماز کے بعد اُسی جگہ بیٹھ کر یہ استغفار 70 یا 100 بار پڑھیں ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ '' اس کے بعد 100 بار یہ تسبیح پڑھیں سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ،(۲)۔ شروع و آخر میں دُرود شریف ضرور پڑھیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز کے بعد استغفار سجدہ میں گر کر پڑھیں اور پھر گڑگڑا کر دعاء کریں اپنے گناہ پر شرمندہ ہوں اور آیندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کریں کہ اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ اور پھر لازمی **اچھا گمان رکھیں** کہ ضرور اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ آپ کی بخشش فرمادے گا کہ (حدیث) ''ایک شخص نے کہا ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کہ اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا'' تو اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ''کون شخص مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ تیرے اس قول کی وجہ سے تیرے عمل ضائع کر دیئے گئے اور فلاں کو بخش دیا گیا'' (۳)۔ لہٰذا اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ پر غلط گمان ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ فرماتا ہے (حدیث) ''میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں تو جیسا وہ چاہے میرے ساتھ رکھے'' (۴)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قسم اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ کی کہ بندہ اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ سے جو اچھا گمان رکھے گا اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ اُسے پورا فرمائے گا'' (۵)۔ اسلئے (حدیث) ''ہر شخص کو چاہیئے کہ اللہ کریم عَزَّوَجَلَّ سے حسن ظن رکھے کہ یہی جنّت کی قیمت ہے'' (۶)۔ بلکہ (حدیث)

(۱) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداوٗد، ابن ماجہ ح ۱۳۵۴، سنن نسائی، ابن حبان، مشکوٰۃ ح ۱۳۲۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷، ترغیب والترہیب ج ۱۳۴۸۱، مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۱۹۴ (۲) قوت القلوب ج ۱ ص ۴۴۰ (۳) عن سیّدنا جندب رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۲۲۳۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۲ (۴) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۲۳۵۲، مسلم ج ۳ ح ۲۶۷۹، مسند امام احمد ج ۲، ابن ماجہ ح ۳۹۲۹، ترمذی ج ۲ ح ۲۷۲، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۰۰۵، ابن حبان ج ۲ ح ۶۳۳، مستدرک حاکم ج ۴ ص ۲۶۸، سنن دارمی ج ۲ ح ۲۷۳۱، مشکوٰۃ ح ۲۱۵۵، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۳۲، شرح الصدور ص ۱۱۰، حصن حصین ص ۲۱ (۵) شرح الصدور ص ۱۱۰ (۶) شرح الصدور ص ۱۱۰۔

''مومن کو ایمان کے بعد اللہ کریم ﷻ کے ساتھ حسن ظن سے بڑھ کر کوئی افضل چیز نہیں عطاء ہوئی'' (۱)۔اور (حدیث) ''اچھا گمان اچھی عبادت سے ہے'' (۲)۔ بلکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے تاکید کے طور ارشاد فرمایا کہ ''تم لوگ اللہ کریم ﷻ سے مَرتے دم تک اچھا گمان رکھنا'' (۳)۔ کیونکہ رحمتِ حق تو بہلانے تلاش کرتی ہے تاکہ معاف کیا جا سکے۔ (حدیث) ''ایک شخص کو جہنم میں جانے کا حکم ہوا جب جہنم کے کنارے پر پہنچا تو پلٹ کر عرض کی ''یا اللہ کریم ﷻ میرا گمان تو تیرے ساتھ نیک تھا'' اللہ کریم ﷻ نے واپس بلوا لیا اور فرمایا ''میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں'' (۴)

دعا میں بالخصوص آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کریں اور اللہ کریم ﷻ سے اس توبہ پر قائم رہنے کی توفیق مانگیں کہ (حدیث) ''جب آدمی نے کہا مَیں بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں، پھر اُس نے گناہ کیا پھر اُسی طرح کہا، پھر تیسری بار گناہ کیا تو چوتھی بار کبیرہ گناہ لکھا جائیگا'' (۵)۔ کہ اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (قرآن) ''اور وہ توبہ اُن کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہے اب مَیں نے توبہ کی'' (۶)۔

نماز قضائے حاجت:

دنیا مصائب و آلام کا گھر ہے جس میں رہتے ہوئے انسان کو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن کے حل کیلئے بندہ جوڑ توڑ لگاتا پھرتا نظر آتا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جسے کسی حاجت کا سامنا نہ ہو ورنہ ہر کوئی ایک دوسرے سے بڑی مشکل میں کشاں کشاں پھرتا ہے ایسے ہی اگر آپ کو خدانخواستہ کوئی مشکل پیش آ جائے تو اُس کے حل کی بہترین صورت یہ ہے کہ اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں اپنی معروضات پیش کریں۔ ویسے تو خلوص دل سے نکلا ہوا ایک جملہ ہی کافی ہے تاہم عمدہ طریقہ یہ ہے کہ نماز قضائے حاجت پڑھیں انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ (حدیث) ''جو شخص وضوء کرے اور پوری طرح وضوء کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کو پوری طرح ادا کرنے تو وہ اللہ کریم ﷻ سے جو مانگے گا اللہ کریم ﷻ اس کو عطاء فرمائے گا خواہ فوری طور پر یا ٹھہر کر'' (۷)۔ نیز (حدیث) ''جب جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کو کوئی اہم امر پیش آتا تو آپ حضور ﷺ اس مقصد کیلئے (2 یا 4 رکعت نماز) پڑھتے تھے'' (۸)۔ اس لئے نماز قضائے حاجت

(۱) شعب الایمان ج۲ ح۱۰۱۴ (۲) عن ابوہریرہ ؓ، احمد، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۵۸، شعب الایمان ج۲ ح۱۰۱۸، مشکوٰۃ ح۲۴۴۲، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۴۵۷ (۳) شرح الصدور ص۱۰۹ (۴) شعب الایمان ج۲ ح۱۰۱۶ (۵) مکتوباتِ امام ربانی ج۲ ص۱۹۴ (۶) سورۃ النساء، ۱۸ (۷) عن ابوالدرداء ؓ، مسند امام احمد ج۶ ص۴۴۳، معجم کبیر، مجمع الزوائد، نزل الابرار ص۳۰۳ (۸) عن حذیفہ ؓ، ابوداؤد، شعب الایمان ج۳ ح۳۱۸۱۔

کے کچھ طریقے پیشِ خدمت ہیں:۔

﴿اللہ﴾۔نماز قضائے حاجت کا آسان اور سادہ طریقہ یہ ہے کہ 2 رکعت نماز نفل قضائے حاجت کی نیت سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں 3 یا زیادہ بار سورۃ الاخلاص پڑھیں۔ نماز کے بعد اوّل آخر درود شریف پڑھ کر گڑ گڑا کر اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں پیارے آقا کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعاء کریں انشاءاللہ کرم ہو جائے گا۔

﴿اللہ﴾۔2 یا 4 رکعت نماز اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور 3 بار آیۃ الکرسی پڑھیں اور باقی 3 رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس بترتیب ایک ایک بار پڑھیں تو یہ ایسی نماز ہے جیسی شب قدر میں 4 رکعتیں پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجات پوری ہوئیں (۱)۔

﴿اللہ﴾۔(حدیث) ایک شخص حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کیلئے آتا جاتا تھا مگر وہ اُس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ وہ شخص سیّدنا عثمان ابن حُنَیف رضی اللہ عنہ سے مِلا اور اُن سے شکایت کی تو اُنہوں نے فرمایا "وضوء کرو پھر مسجد میں آؤ اور 2 رکعت نماز پڑھو پھر کہو "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْتَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ، (شروع و آخر درود شریف) پھر اپنی حاجت کی دعاء کرو" اس شخص نے ایسا ہی کیا اور چلا گیا۔ اس کے بعد وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا تو جواب اُسی وقت آیا۔ اُسے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا اُنہوں نے اُسے اپنی مسند پر بٹھایا اور اُس کا مطلب پوچھا اور اُس کا مطلب پورا کیا نیز فرمایا "جو تیرا مطلب ہوا کرے آ کر کہہ دیا کر"۔ اُس آدمی نے آ کر سارا حال حضرت سیّدنا ابنِ حُنَیف رضی اللہ عنہ کو سنایا، سیّدنا ابن حُنَیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "خدا کی قسم مَیں نے اُن سے بات نہیں کرائی بلکہ مَیں ایک دن آقا کریم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ اتنے میں ایک اندھا آیا اور اپنی بینائی کے بارے عرض کیا کہ "یارسول اللہ ﷺ اللہ کریم ﷻ سے دعاء فرمائیں کہ اللہ کریم ﷻ مجھے عافیتِ صحت دے" تو سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "کیا تُو صبر کر سکتا ہے؟" اُس نے کہا "میرا کوئی لے کر چلنے والا بھی نہیں ہے اور مجھے بہت تکلیف ہے" تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اچھا تو وضوء کے مقام پر جا اور وضوء کر، پھر 2 رکعت نماز پڑھ" پھر آپ ﷺ نے یہی دعاء اُس کو سکھائی۔

(۱) بہار شریعت۔

سیدنا ابن حُنَیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "قسم ہے خدا کریم عزوجل کی پھر ہم جُدا نہیں ہوئے تھے اور ابھی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں وہ نابینا شخص ہمارے پاس آیا اس طرح کہ گویا کہ اُس کی بینائی میں کچھ خلل نہ تھا" (۱)۔ شمعِ شبستانِ رضاء میں ہے، جس جگہ نفل پڑھیں اُسی جگہ بیٹھ کر یہ دعاء 100 مرتبہ پڑھیں نیز اُنہوں نے اِس وظیفہ کو بارہا کا تجربہ شدہ اور مجرّب لکھا۔ دوبارہ کرنے کی ان شاء اللہ ضرورت نہیں پڑتی۔ اللہ کریم عزوجل کے فضل سے بڑی بڑی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔

﴿اللہ﴾۔ (حدیث) "حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ کلمات کہے "**لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ**"، جو مسلمان ان کلمات سے دعاء کرے اللہ کریم عزوجل اس کی دعاء قبول فرماتا ہے (۲)۔ اور (حدیث) "جو مسلمان اپنی بیماری کے دوران اس کے وسیلہ سے 40 بار دعاء کرے تو اگر اس بیماری سے فوت ہو جائے تو شہید کا ثواب ملتا ہے اور اگر شفاء یاب ہو جائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں" (۳)۔ اور معتبر مشائخ سے مروی ہے کہ ہر غم کے واسطے اس کا پڑھنا بہت فائدہ بخش ہے۔ اس کے پڑھنے کے 2 طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس آیت کو سوا لاکھ بار کچھ لوگ مِل کر اجتماعی طور پر ایک مجلس میں یا 3 مجلسوں میں پڑھیں اور مشکل کے حل کے لئے دعاء کریں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص تنہا اس آیت کو 300 بار بعد از نماز عشاء اندھیرے گھر میں بیٹھ کر باوضوء اور قبلہ رُو ہو کر پڑھے۔ ایک پیالے میں پانی بھر کر اپنے پاس رکھے اور لمحہ کے بعد اس پانی میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے مُنہ اور بدن پر وہ پانی مَلتا رہے۔ 3 دن یا 7 دن یا 40 دن تک اس طرح پڑھے، ان شاء اللہ عزوجل ضرور کام ہو جائے گا (۴)۔ مجھ ناچیز کا یہ مشورہ ہے کہ یہ وظیفہ عمدہ ترین ہے مگر کسی ولیِ کامل کی اجازت کے بغیر نہ پڑھیں۔

﴿اللہ﴾۔ (حدیث) حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو بدھ، جمعرات اور جمعۃ المبارک کے روزے رکھے، پھر جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعۃ المبارک پڑھے اور یہ دعاء پڑھے اور اپنی حاجت کا نام لے" یہ دعاء ایک سرِّ لطیف اور مجرّب ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اوّل وقت نماز جمعۃ المبارک کو جائے اور پہلے کچھ اللہ کریم عزوجل کے نام پر صدقہ خیرات کرے پھر جب

(۱) ترمذی ج ۲ ح ۳۵۰۴، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۳۸۳، مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۵۹، ابن خزیمہ حاکم ج ۱ ح ۱۱۸۰، معجم صغیر و معجم اوسط و معجم کبیر، مجمع الزوائد، بیہقی ج ۶، مشکوٰۃ ح ۲۴۹۷، ترغیب والترہیب، ہدیۃ المہدی، مرآۃ المناجیح ج ۴ ص ۹۹، دلائل النبوۃ، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۸۶، ابو نعیم، نزل الابرار، فتاوٰی ابن تیمیہ، حصن حصین، فضائل الایام والشہور (۲) عن سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۷۰، ترمذی ج ۲ ح ۳۴۳۶، سنن نسائی، مستدرک حاکم (۳) عن سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ مستدرک حاکم ج ۱، ترغیب والترہیب، در منثور (۴) تفسیر فتح العزیز۔

نماز جمعۃ المبارک پڑھ چکے تو دعائے مذکورہ پڑھے پس یقیناً انشاء اللہ اُس کی دعاء قبول ہوگی۔ اور یہ دعاء نادانوں کو نہ سکھانا کہ وہ گناہ اور قطعِ رحم کیلئے کریں گے، دعاء یہ ہے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظْمَتُہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَنَتْ لَہُ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتْ لَہُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِہٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْئَلَتِیْ وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (۱)۔

﷽ - یہ نماز ایک بے مثال تحفہ ہے جسے کہ جمعۃ المبارک کے دن دوپہر کے وقت نماز جمعۃ المبارک سے پہلے یا دوپہر وقتِ حرام سے پہلے پڑھیں۔ ہر جمعۃ المبارک، ہر مہینہ، ہر سال میں ایک بار ہرگز نہ ترک کریں۔ اس کا پڑھنے والا انشاء اللہ ہرگز فقیر نہ ہوگا، بد بخت نہ ہوگا اور دینی و دنیوی کام حل ہوں گے اور ثواب اتنا کہ اگر زمین و آسمان کی سب خلق جمع ہو تب بھی اُس کا ثواب نہ لکھ سکے۔ طریقہ نماز یہ ہے کہ 4 رکعت کی نیت کریں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس سب 10,10 بار پڑھیں اور نماز مکمّل کریں۔ اس کے بعد 70 بار استغفار پڑھیں۔ 70 بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہیں اور دعاء کریں (۲)۔

﷽ - (حدیث) "آقا کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک تاجر مدینہ پاک کی چیز ملک شام لے جاتا اور شام کی مدینہ پاک لاتا مگر قافلہ کیساتھ نہ رہتا تھا بلکہ تنہا سفر کرتا۔ ایک بار وہ شام سے مدینہ شریف کو آرہا تھا کہ راستہ میں ایک گھڑ سوار چور ملا جس نے اُس سے مال چھینا اور اُسے جان سے مارنا چاہا تاجر نے بہت منّت سماجت کی مگر چور نہ مانا۔ تاجر نے بڑی مشکل سے اُس سے تھوڑی سی مہلت مانگی۔ چنانچہ اُس نے 4 رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر یہ دعاء کی "یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ مَلَأَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ وَاَسْئَلُکَ بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَرْتَ عَلٰی خَلْقِکَ وَرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ

(۱) سرّ الاسرار (۲) مکتوبات صدی حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ

شَیئِی لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ یَامُغِیْثُ اَغِثْنِی یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِی یَامُغِیْثُ اَغِثْنِی ''ابھی 3 بار یہ دعاء پڑھی تھی کہ اچانک ایک سوار سبز کپڑے پہنے ہاتھ میں نُور کا حربہ لئے آپہنچا اور چور پر تیر برسائے، وہ گھوڑے سے گر گیا، سوار نے تاجر سے کہا ''چور کو قتل کر دے'' تاجر نے کہا ''مَیں نے تو ابھی تک کسی کو مارا ہی نہیں'' سوار نے خود ہی چور کو مار دیا اور کہا ''مَیں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں'' یہ کہہ کر چلا گیا (۱)۔

﴿﴾۔ فقیہہ اعظم حضرت مولنا محمد نورُ اللہ نعیمی بصیر پوری علیہ الرحمۃ کا ایک صدری تحفہ خاص الخاص عرض ہے کہ بعد از نماز مغرب 2 رکعت نماز نفل پڑھ کر آقا کریم ﷺ کے توسُّل سے حضرت سیّدہ بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مسلسل 12 روز پیش کریں۔ ہر رکعت میں سورۃ الاخلاص تین تین بار پڑھیں، روزانہ دعاء کریں اور دعاء کے بعد یہ ندا کریں کہ ''اے بی بی پاک آپ سرکار کریم ﷺ کی لاڈلی پیاری بیٹی ہیں، سرکار کریم ﷺ آپکی بات نہیں ٹالتے براہ کرم میری یہ درخواست پیارے آقا کریم ﷺ سے منظور کروا دیں''۔ تو انشاء اللہ چند دنوں میں کرم ہو جائے گا۔

﴿﴾۔ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے فرمایا جو شخص سورۃ الفاتحہ مع بسم اللہ کسی حاجت کے واسطے صدق دل سے پڑھے اور پھر ''حاجت روانہ ہو تو قیامت میں وہ میرا دامن پکڑے'' (۲) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ، حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ، حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر علیہ الرحمۃ اور حضرت جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ اور آج تک ہزاروں اولیاء کرام نے اسے کامیاب پایا۔ مرشدی شمس العارفین خواجہ غلام رسول ثانی تو گیروی مدظلہ عموماً اس وظیفہ کی تلقین فرماتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ نماز فجر کی سنّت پڑھ کر پہلے ایک بار بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھیں پھر 100 مرتبہ بِسْمِ اللّٰہ کو اَلْحَمْدُ سے ملا کر پڑھیں، یعنی میم کو لام سے ملا کر مِلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھیں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو تین بار پڑھیں اور اِیَّاكَ نَعْبُدُوَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پر مراد کا تصوّر کریں، آخر میں آمین 3 بار پڑھیں پھر دعاء کریں اور پھر نمازِ فرض فجر پڑھیں، انشاء اللہ 3 یا 7 یا 41 دن کے اندر اندر مقصد حاصل ہو گا، بے خطا تیر بہدف اور تجربہ شدہ ہے۔

﴿﴾۔ حضرت امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریج لخمی علیہ الرحمۃ بہجۃ الاسرار میں اور حضرت ملاّ علی قاری علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حضور سیدنا غوث الاعظم علیہ الرحمۃ سے منسوب ایک نماز ''صلوۃ الاسرار'' نقل فرماتے ہیں جس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنّتیں پڑھ کر 2 رکعت نماز نفل

(۱) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، رسالہ قشیریہ (۲) آفتاب اجمیر حصّہ ۳ ص ۹۲۔

پڑھیں جس میں بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ بار سورۃ الاخلاص پڑھیں، سلام کے بعد اللہ کریم ﷻ کی حمد وثناء کریں پھر آقا کریم ﷺ پر 11 بار درود وسلام عرض کریں اور 11 بار یوں کہیں "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَانَبِیَ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ" پھر عراق بغداد کی جانب 11 قدم چلیں ہر قدم پر کہیں "یَاغَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَیَاکَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ" پھر پیارے آقا کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعاء کریں (۱)۔ اس کی فضیلت وہ ہی بتا سکتا ہے جو اس پر عمل کرتا ہے یہ واقعی ایک پراسرار نماز قضائے حاجت ہے۔

﴿اللہ﴾۔ حضرت امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی علیہ الرحمۃ نے "کافی" میں ہر مشکل کے حل کا ایک اہم نسخہ لکھا ہے کہ جو شخص تمام 14 آیات سجدہ ایک مجلس میں پڑھے اور ہر ایک کیلئے الگ الگ سجدۂ تلاوت ادا کرے اور اللہ کریم ﷻ سے اپنی حاجت کیلئے دعا کرے تو اللہ کریم ﷻ اُسکی مشکل حل فرمائیگا (۲)۔

﴿اللہ﴾ **۔ایک عجیب فائدہ:** کتبِ احادیث میں یہ لکھا ہے کہ شیطان بندے کو نماز میں بھولی ہوئی باتیں یاد دلاتا ہے تاکہ اُس کا خیال اُدھر ہو جائے۔ اس سے بزرگوں نے ایک بڑا پیارا مقصد نکالا ہے کہ اگر آپ کوئی چیز رکھ کر بھول جائیں یا کوئی بات بھول جائیں تو نوافل پڑھنے شروع کر دیں، نیت یہ کریں کہ جب تک بھولی چیز یا بات یاد نہیں آئے گی نوافل پڑھتا رہوں گا بیشک 100 ہی کیوں نہ پڑھنے پڑے۔ انشاء اللہ ابھی آپ چند نوافل ہی پڑھیں گے کہ بھولی چیز یا بات یاد آجائے گی۔ کیونکہ شیطان نہیں چاہتا کہ زیادہ نفل پڑھ کر بندہ زیادہ ثواب حاصل کر لے اسلئے بندے کے دل میں بھولی بات ڈال دیتا ہے تاکہ مزید نوافل نہ پڑھے۔ لہٰذا چاہیئے کہ جب مقصد پورا ہو جائے تو اُس کے بعد کم از کم 2 نفل شکرانہ کے طور پر ضرور پڑھیں۔

نمازِ تسبیح:

یہ کثیر اجر وثواب والی نماز ہے جس کے ادا کرنے سے اللہ کریم ﷻ کے فضل سے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس پر ہمیشگی کرنے والے کے اللہ کریم ﷻ درجات بلند فرماتا ہے۔ اس کی فضیلت کے پیشِ نظر بزرگ فرماتے ہیں کہ اس کا اجر وثواب جاننے کے بعد شاید ہی کوئی اس نماز کو چھوڑے گا۔ یہی وہ نماز ہے جو آقا کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے سابقہ گناہوں پر متفکر رہتے تھے تو (حدیث) آقا کریم ﷺ

(۱) بہار شریعت وکتب کثیرہ (۲) نور الایضاح۔

نے فرمایا''اے چچا تم کو عطا نہ کروں 10 خصلتوں کا مالک کہ جس سے اللہ کریم ﷻ تمہارے چھپے کھلے، نئے، پرانے دانستہ، نادانستہ، اگلے، پچھلے اور چھوٹے بڑے سب گناہ بخش دے گا''۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں نماز تسبیح سکھائی اور فرمایا''تم سے ہو سکے تو یہ نماز روزانہ ایک بار پڑھو، نہ پڑھ سکو تو ہفتہ میں ایک بار (جمعۃ المبارک کا ذکر بھی آیا ہے)، یہ بھی نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار پڑھو، اگر یہ نہ کر سکو تو عمر بھر میں ایک بار ضرور پڑھو'' نیز فرمایا''اگر تمہارے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا ریت کے ذرات کے برابر تو بھی اللہ کریم ﷻ معاف فرما دے گا'' (۱)۔

ترمذی ج ا ح ۴۶۴، ۴۶۶، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۱۴۴۴، شعب الایمان ج ا ح ۶۱۰، ۶۱۱ اور مشکوٰۃ ح ۱۲۵۲ کے مطابق اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ ''4 رکعت نماز تسبیح'' کی نیّت سے شروع کریں۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد یہ تسبیح 15 مرتبہ پڑھیں ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' پھر تعوّذ، تسمیہ، الحمد اور کوئی سورت تلاوت کریں اس کے بعد قیام میں ہی یہی تسبیح 10 بار پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور رکوع کی تسبیح کے بعد 10 بار، پھر قومہ میں قومہ کی تحمید کے بعد 10 بار، پھر سجدہ میں جا کر پہلے سجدہ میں سجدہ کی تسبیح کے بعد 10 بار، جلسہ میں 10 بار، دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد 10 بار پڑھیں۔ یوں ایک رکعت مکمّل ہوئی جس میں آپ نے کل 75 بار تسبیح مذکورہ پڑھی۔ دوسری رکعت میں تسمیہ اور فاتحہ سے پہلے 15 بار، اور سورت کے بعد 10 بار، اور پھر اُسی سابق ترتیب سے رکوع میں 10 بار، قومہ میں 10 بار پہلے سجدہ میں 10 بار، جلسہ میں 10 بار اور دوسرے سجدہ میں 10 بار پڑھیں یوں اس دوسری رکعت میں بھی کل 75 بار تسبیح پوری کریں قعدہ اوّل میں التحیات مع دُرود شریف اور دعائیں پڑھیں۔ تیسری رکعت ثناء سے شروع کریں اور ثناء کے بعد 15 بار، پھر تعوّذ، تسمیہ، الحمد اور سورت کے بعد 10 بار، اور باقی حسبِ سابق اسطرح اس رکعت میں بھی 75 بار پوری کریں، چوتھی رکعت میں الحمد سے پہلے 15 بار اور سورت کے بعد 10 بار پھر سابقہ ترتیب کے مطابق اس رکعت میں بھی 75 بار پوری کر کے قعدہ اخیر کریں اور نماز مکمّل کریں، یوں ان 4 رکعتوں میں کل تسبیح 300 بار ہو جائینگی (۲)۔

☾۔ اِس نماز کی دیگر تسبیحات و کلمات عام نماز کی طرح پڑھنے ہیں۔

(۱) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ا ح ۴۶۴ تا ۴۶۶، ابن ماجہ ح ۱۴۴۴، ۱۴۳۵، ابوداؤد ج ا ح ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، شعب الایمان ج ا ح ۶۱۰، ابن حبان، ابن خزیمہ، طبرانی، بیہقی دعوات الکبیر، ترغیب والترہیب ج ا ح ۴۷۰، مشکوٰۃ ح ۱۲۵۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۰ (۲) عالمگیری ج ا ص ۱۸۰۔

- رکوع وسجود کی اپنی تسبیحات پڑھنے کے بعد یہ تسبیح پڑھیں۔ جیسا کہ طریقہ میں لکھا گیا ہے۔
- نمازِ تسبیح دن یا رات میں مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں تاہم نمازِ ظہر سے پہلے زوال کے بعد یا چاشت کے وقت افضل ہے (۱)۔
- حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ سورۃ التکاثر، دوسری میں سورۃ العصر، تیسری میں سورۃ الکافرون، چوتھی میں سورۃ الاخلاص پڑھیں، اگر کوئی دوسری سورتیں پڑھ لیں تو بھی حرج نہیں (۲)۔
- صاحب قوت القلوب ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ اگر سورۃ الفاتحہ کے بعد ہر رکعت میں 10,10 بار سورۃ الاخلاص پڑھیں تو ثواب کئی گنا بڑھ جائے گا اور اکمل ترین اجر عطاء ہوگا۔
- اگر ایک رکن میں تسبیح بھول جائیں یا کم پڑھیں تو اگلے رُکن میں کمی پوری کریں، مثلاً قیام میں بھول گئے تو رکوع میں پوری کریں، تاہم قصداً تعداد 300 سے کم یا زیادہ نہ ہونے دیں (۳)۔
- تسبیحات یا آیات کو اُنگلیوں کو اُٹھا اُٹھا کر گننا مکروہ ہے، بلکہ تعداد دِل میں شمار کریں یا اُنگلیاں دبا کر شمار کریں یا اُنگلیوں کے سرے سے اشارہ کرلیں تو حرج نہیں اور اگر مجبوری ہو تو گننے میں حرج نہیں یہ صاحبین کا قول ہے (۴)۔
- اگر نمازِ تسبیح میں سجدۂ سہو کرنا پڑے تو اُس میں مذکورہ تسبیح نہ پڑھیں کہ ترمذی ص ۹۶ میں ہے (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "سجدۂ سہو میں یہ تسبیحات نہیں ہیں کہ اس (نماز) میں کل 300 تسبیحات ہیں"۔
- نمازِ تسبیح چونکہ نفلی نماز ہے جس کی جماعت کے بارے شریعت کا حکم ہے کہ اگر اعلان کیساتھ ہو تو جماعت مطلقاً مکروہ ہے۔ اگر اعلان کے بغیر 2,3 آدمی ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوں تو مکروہ نہیں اور اگر 4 آدمی ہوں تو اُن کی جماعت میں اختلاف ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو صحیح قول یہی ہے کہ مکروہ ہے (۵) مگر آج کل تو گویا اس کا رواج بن گیا ہے کہ شب قدر اور شب برات وغیرہ کو باقاعدہ اعلان کرکے بلکہ بعض جگہ تو اشتہار چھپوا کر جماعت کا بندوبست کیا جاتا ہے، اس میں صرف امام صاحب کی ذاتی شہرت تو ہو سکتی ہے مگر شریعت کا حکم نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے نفلی نماز کو فرض نماز پر فوقیت دی جاتی ہے۔ لہٰذا نفلی نماز کا جماعت کی بجائے تنہاء پڑھنا بہر حال کثیر ثواب کا باعث ہے

(۱) عالمگیری، ردالمحتار، بہارشریعت (۲) ردالمحتار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰ (۳) شامی (۴) درمختار، شامی، نورالایضاح، مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۸، نہایہ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۸، نورالایضاح، مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۳۰۰۔

نوٹ: فی زمانہ لوگوں کا نماز کو کم رجوع دیکھ کر بعض علماء کرام نے نماز تسبیح با جماعت کی ممانعت سے اسلئے خاموشی اختیار فرمائی ہے کہ اس سے لوگوں کو نماز کی ترغیب ملتی ہے اور بے نمازی بھی نفلی ہی سہی کچھ نماز پڑھ لیتے ہیں، اللہ کریم ﷻ ہدایت دے تو آج نفلی کل فرضی نماز پڑھنے لگیں گے۔

نماز استخارہ:

جب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تردّد ہو تو استخارہ کریں جو کہ اللہ کریم ﷻ سے صلاح لینا ہے کہ (حدیث) ''آدمی کی سعادت ہے کہ وہ استخارہ کیا کرے'' (۱)۔ اس طرح اپنے معاملات کیلئے ''استخارہ کرنا مستحب ہے'' (۲)۔ اور (حدیث) ''استخارہ چھوڑ دینا آدمی کی بدبختی کی ایک پہچان ہے'' (۳)۔ اس لئے (حدیث) ''جو استخارہ کرتا ہے وہ ناکام نہیں ہوتا جو مشورہ کرتا ہے۔ اسے شرمندگی نہیں ہوتی'' (۴)۔ اسلئے (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ ہمیں تمام امور میں استخارہ کی ایسے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض نمازوں کے علاوہ 2 رکعت نماز نفل پڑھے پھر کہے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّی فِی دِيْنِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَةِ اَمْرِی اَوْقَالَ فِی عَاجِلِ اَمْرِی وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِی وَيَسِّرْهُ لِی ثُمَّ بَارِكْ لِی فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّی فِی دِيْنِی وَ مَعَاشِی وَعَاقِبَةِ اَمْرِی اَوْقَالَ فِی عَاجِلِ اَمْرِی وَعَاجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّی وَاصْرِفْنِی عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِی بِهٖ (۵)۔ هٰذَا الْاَمْرَ کی جگہ اپنی حاجت کا ذکر کریں۔ دعائے مذکورہ پڑھنے کے بعد دعاء کریں اور اپنا مسئلہ اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں پیش کریں اور عرض کریں کہ یا اللہ کریم ﷻ اس کام کے بہتر حل سے آگاہ فرما، پھر کسی سے بات کئے بغیر دُرود پاک پڑھتے ہوئے باطہارت قبلہ رُو ہو کر سو جائیں۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی جاری پانی یا روشنی دیکھیں تو وہ کام کرنا بہتر اور کامیابی کی علامت ہے اور اگر سیاہی یا سُرخی، اندھیرا یا گدلا پانی دیکھیں تو بُرا ہے نامرادی کی علامت ہے

(۱) احمد، ترمذی، حاکم، ابو یعلی، ترغیب ج ۱ ح ۴۷۷ (۲) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳۴ (۳) ترمذی، احمد، حاکم، ابو یعلی، ترغیب ج ۱ ح ۴۷۷ (۴) جامع صغیر، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۸، ترغیب ج ۱ ص ۲۷۸ (۵) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۳۰۵، ابو داؤد ج ۱ ح ۱۵۲۴، ترمذی ج ۱ ح ۴۶۳، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۴۲۱، احمد ج ۳ ص ۳۴۴، حاکم ح ۱۱۸۱، ترغیب ج ۱ ح ۴۷۸، شعب الایمان ج ۱ ح ۲۰۶، مشکوٰۃ ح ۱۳۴۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۶، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳۳۔

اس سے بچیں۔ پہلے دن کچھ معلوم نہ ہوتو دوسرے اور پھر تیسرے دن کریں اور اگر پھر بھی مقصد حاصل نہ ہوتو 7 دن یا اُس وقت تک کرتے رہیں جب تک کہ رائے پوری طرح ایک طرف جم نہ جائے (۱)۔ مکتوبات امام ربانی ج ۱ میں ہے کہ ”اپنے دل میں خیال کریں جس پر خیال پختہ جم جائے یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر از خود رجحان بدل جائے اس کو استخارہ کا نتیجہ سمجھیں“ (۲)۔

☆۔ مستحب یہ ہے کہ اس دعاء کے شروع میں 11 بار دُرود شریف اور ایک بار الحمد شریف پڑھیں۔ اسی طرح یہی آخر میں بھی پڑھیں۔

☆۔ نماز نفل میں پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھیں (۳)۔

☆۔ یہ وظیفہ بعد از نماز عشاء پڑھیں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور بھی چند طریقے استخارہ کے لکھے گئے ہیں دیکھے جاسکتے ہیں (۴)۔

(۱) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷، شامی (۲) البینات شرح مکتوبات ج ۱ ص ۱۴۹ (۳) مرقاۃ، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷، شامی (۴) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۸۷۔

والدین

(ح) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”ماں باپ کا اطاعت شعار کوئی فرزند جب ان کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہے تو پیارا اللہ کریم ﷻ اس کیلئے ہر نگاہ کے بدلے ”حج مقبول“ کا ثواب لکھتا ہے“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ”یارسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ ہر روز 100 بار دیکھے؟“ فرمایا ”ہاں! اگرچہ وہ روزانہ 100 بار دیکھے“ (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان بیہقی، مشکوٰۃ ص ۴۲۱)۔

چار

(حدیث) ”میں علم کا شہر ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ اُس کی بنیاد ہیں، عمر رضی اللہ عنہ اُس کی دیواریں، عثمان رضی اللہ عنہ چھت اور علی رضی اللہ عنہ اُسکا دروازہ“ (دیلمی) (حدیث عن انس رضی اللہ عنہ) ”چار افراد کی محبت منافق کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مومن کے سوا، کوئی ان سے محبت کرتا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے“ (ابن عساکر)۔

احکامِ نمازِ سفر و مرض

مشروعیتِ نمازِ قصر:

ایسا شخص جو فیصلہ کرنے میں مستقل مزاج ہو، عاقل بالغ ہو اور وہ ایسے سفر کا ارادہ کر کے چلے جس کی مدّت تین دن (تقریباً 93 کلومیٹر) سے کم نہ ہو وہ شرعی طور پر مسافر کہلاتا ہے (۱)۔ یہاں ''چلنے'' سے مراد وہ درمیانی چال ہے جو خشکی میں آدمی یا اُونٹ چلے جو نہ تیز ہو اور نہ سُست اور دن سے مراد وہ دن جو سال میں سب سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور کشتی کی وہ چال کہ جب ہوا نہ تیز ہو اور نہ کشتی رکی ہو (۲)۔

چونکہ (حدیث) ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے آدمی کے سونا اور کھانا پینا سب میں خلل ڈالتا ہے'' (۳)۔ اسلئے مسافر کو سفر میں آنے والی مشکلات کے پیش نظر شریعت نے اُسے کچھ رعایتوں سے نوازا ہے۔ اور اللہ کریم ﷻ کو اپنی صفتِ کریمی اور رحیمی کی بنا پر جو اپنے بندے سے پیار ہے اُسکی بدولت وہ اُسے مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتا کہ (القرآن) ''یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ، اللہ کریم ﷻ تمہارے لئے آسانیاں چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا'' (۴)۔ اسلئے اُس نے مسافر کو رخصت دے رکھی ہے کہ اگر رمضان مبارک کے روزے رکھنے میں تکلیف ہو تو نہ رکھے بلکہ بعد میں اُن کی قضاء کر لے۔ نماز جمعۃ المبارک و نمازِ عیدین اور قربانی کا وجوب اُس پر ساقط فرما دیا گیا (۵)۔ کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''مسافر پر جمعہ فرض نہیں'' (۶)۔ اور موزوں کی مدتِ مسح 3 دن تک کر دی گئی ہے اور اُسے نماز میں قصر (Curtailment) کرنے کی رعایت سے نوازا گیا ہے (۷)۔ جس بارے (القرآن) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے ''وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ، اور جب تم لوگ زمین پر سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو'' (۸)۔ لہٰذا جب کوئی سفر میں ہو تو اُسے نماز قصر پڑھنے کی صرف اجازت ہی نہیں بلکہ واجبی حکم ہے (۹)۔ کہ وہ لازمی قصر ہی پڑھے۔ اور پھر کمال کرم یہ کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''سفر میں 2 رکعت مقرر کی گئیں اور ثواب میں یہ 2 رکعت پوری (4 رکعت ہی کے برابر) ہیں کم نہیں'' (۱۰)

(۱) نور الایضاح (۲) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۵، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲ (۳) عن ابو ہریرہ ؓ، بخاری ج ۱ ح ۱۶۸۰، مسلم ج ۲ ح ۴۳۶ ۴۸، ابن ماجہ، مؤطا امام محمد ح ۹۷۵، دارمی ح ۲۷۰۴، مسند امام احمد، ابن حبان ح ۲۷۰۸، بیہقی ح ۱۰۴۱، فیوض الباری حصہ ۱۲ ص ۹ ۳۰ (۴) سورۃ البقرہ، ۱۸۵ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۱ (۶) عن ابن عمر ؓ، ابوداؤد ج ۱، دارقطنی ص ۱۶۴، عینی ج ۳، طبرانی، بلوغ المرام ح ۴۹۶ ص ۱۵۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۹ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲ (۸) سورۃ النساء، ۱۰۱ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲ (۱۰) عن ابن عباس ؓ، ابن ماجہ ح ۱۱۱۱، مشکوٰۃ ح ۱۲۷۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۰۔

نمازِ قصر یہ ہے کہ مسافر نمازِ ظہر، نمازِ عصر اور نمازِ عشاء کے فرض 4 کی بجائے 2 رکعتیں پڑھے (۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''سفر میں نماز دو رکعتیں ہیں'' (۲)۔ چونکہ نمازِ فجر پہلے ہی 2 رکعت ہیں لہٰذا اُن میں کمی نہ کی جائے جبکہ مغرب اور نمازِ وتر کی 3 رکعتیں ہی پڑھی جائیں گی (۳)۔ کہ (حدیث) حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ وسیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''مَیں نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام اور سفر میں نمازیں پڑھیں قیام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی 4 رکعتیں (فرض) پڑھیں اس کے بعد 2 رکعتیں (سنّت) اور سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی 2 رکعتیں (فرض قصر) اس کے بعد 2 رکعتیں (سنّت)، عصر کی 2 رکعتیں (فرض قصر) اس کے بعد کچھ نہیں پڑھا اور مغرب کی سفر وحضر میں برابر 3 رکعتیں ہی پڑھیں نہ حضر میں کم کیں اور نہ سفر میں اور یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد 2 رکعت (سنّت)'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''سفر کی نماز دو،دو رکعتیں ہیں سوائے نمازِ مغرب کے'' (۵)۔

نمازِ قصر گھر سے نکلتے ہی شروع کر دیں کہ (حدیث) ''بیشک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک میں ظہر کی 4 رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ (بیرِ علی) میں عصر کی 2 رکعتیں پڑھیں'' (۶)۔ یعنی مدینہ پاک سے نکلتے ہی نزدیکی مقام بیرِ علی میں پہنچے تو قصر شروع فرما دی۔ نیز (حدیث) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کیلئے (مدینہ پاک سے) نکلتے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر قصر پڑھتے'' (۷)۔ اور پھر سارے سفر میں قصر ہی فرماتے کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کیلئے روانہ ہوئے تو (حدیث) ''خَرَجْنَامَعَ رَسُولِ اللّٰهِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَفَكَانَ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لَهٗ اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ اَقَمْنَابِهَاعَشْرًا، ''ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منوّرہ سے مکّہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو،دو رکعتیں نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم واپس مدینہ پاک آئے''، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''مکّہ پاک میں آپ کس قدر ٹھہرے؟'' تو اُنہوں نے فرمایا ''ہم مکّہ پاک میں 10 دن ٹھہرے تھے'' (۸)۔ نیز اور (حدیث)

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲، ہدایہ (۲) عن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۱۱۱، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۰۲ (۳) ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۹، کبیری ص ۵۳۷ (۴) ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۲۶۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۷ (۵) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابوداؤد، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۸، مسند امام زید ح ۱۷۹ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۲۴، مسلم ج ۱ ح ۱۴۷۸، ترمذی ج ۱ ح ۵۳۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۱۸۹، نسائی ح ۴۷۳، مسند امام احمد، دارمی ح ۱۵۴۴، مسند امام اعظم، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۱۱، ابن حبان ح ۲۷۴۳، بیہقی ح ۵۲۲۹، مشکوٰۃ ح ۱۲۵۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۶۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۳ (۷) عن حضرت سیّدنا نافع علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۳۳۹، مؤطا امام محمد ح ۱۹۱، عبدالرزاق ح ۴۳۴۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۶ (۸) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۰۱۶، مسلم ج ۱ ح ۱۴۸۳، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۲۲۰، ترمذی ج ۱ ح ۵۳۳، نسائی، ابن ماجہ ح ۱۱۲۵، مشکوٰۃ ح ۱۲۵۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۶۰۔

"پیارے آقا کریم ﷺ جب مدینہ پاک سے سفر کیلئے چلے تو ہمیشہ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں حتّٰی کہ واپس مدینہ پاک آ گئے" (۱)۔ اور دورانِ حج (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں منٰی میں دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ ہم (تعداد میں) اتنے زیادہ اور امن میں اتنے زیادہ تھے کہ کبھی نہ ہوئے تھے" (۲)۔ اور پھر قصر کرنے کا یہ عمل زندگی بھر رہا کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے سفر میں 2 سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں حتّٰی کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو اُٹھا لیا" (۳)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفر میں 2 رکعت پڑھتے تھے" (۴)۔ نیز (حدیث) "جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے نماز فرض کی تو دو دو رکعتیں فرض تھیں سفر و حضر دونوں میں پھر سفر کی نماز تو وہ دو ہی رہیں مگر حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا" (۵)۔ اور (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے پیارے آقا کریم ﷺ کی زبان اقدس پر ہم پر حضر (قیام) میں 4 رکعتیں اور سفر میں 2 رکعتیں فرض کیں" (۶)۔ نمازِ قصر کی 2 رکعتوں کے بارے مزید روایات ترمذی، طحاوی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ وطبرانی وغیرہ میں موجود ہیں

ف ۔ نیز ایک پیاری سنّت بھی یاد فرما لیں کہ حتی الوسع (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جمعرات کے دن (سفر کو) نکلنا پسند فرمایا کرتے تھے" (۷)۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ پیر اور جمعرات کو سفر کرنا پسند فرماتے تھے اور اسے اولیٰ اور انسب سمجھتے تھے" (۸)۔ اور پھر آپ کے ذوقِ علم کی نذر کہ آقا کریم ﷺ نے اپنی زندگی کا پہلا تجارتی سفر 12 سال 2 ماہ 10 دن کی عمر مبارک میں مؤرخہ 2 جولائی 583ء بمطابق 6 شوال 41 قبل ہجرت میں ملک شام کی طرف کیا اور شام کو دوسرا تجارتی سفر 25 سال کی عمر میں جولائی 595ء صفر 28 قبل ہجرت کو فرمایا (۹)۔

حدودِ مسافتِ قصر:

تعیّن مسافت کیلئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مکّہ والو! 4 برید سے کم

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداود، ابن ماجہ ح ۱۱۱۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷ (۲) عن حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۵۴۷، مسلم، مشکوٰۃ ح ۱۲۵۶، مراٰۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۳ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۳ (۴) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۴۷۶، نسائی ح ۱۴۴۱، ابوداود، مسند امام اعظم (۵) قال عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۳۴۰، مسلم ج ۱ ح ۱۴۶۷، نسائی ح ۴۴۹، ابوداود ج ۱ ح ۱۱۸۵، مسند احمد، نسائی، دارمی ح ۱۵۴۶، ابن حبان ح ۲۷۳۶، ابن خزیمہ ح ۳۰۳، بیہقی ح ۱۵۷۸، معجم صغیر ح ۳۶۴، مؤطا امام مالک ح ۳۳۷، مؤطا امام محمد ح ۱۸۹، مشکوٰۃ ص ۱۰۲، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۰۲ حصہ ۴ ص ۷۳، بلوغ المرام ح ۳۵۳ ص ۴۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۶۳ (۶) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ص ۲۴۱، ابن ماجہ ح ۱۱۱۶، مشکوٰۃ ح ۱۲۷۱، مراٰۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۷۳ (۷) عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۲ ح ۲۰۶، ابوداود ج ۲ ح ۸۳۳، ابن حبان ج ۸ ح ۳۳۷۰، عبدالرزاق ج ۵ ح ۹۲۸، معجم کبیر ج ۱۹ ح ۹۰، معجم اوسط ج ۲ ح ۱۲۹۱، مشکوٰۃ ح ۳۷۱۵، مراٰۃ ج ۵ ص ۵۲۷، احیاء العلوم، الوفاء ص ۶۹۱ (۸) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، الوفاء ص ۶۹۱ (۹) سیرت سیّد لولاک ﷺ ص ۲۴۵، رہبر و رہنما ص ۶۳۔

سفر میں نمازِ قصر نہ پڑھنا یہ فاصلہ مکّہ پاک سے عُسفان کا ہے"(۱)۔اسی بنا پر (حدیث) "سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس مسافت میں جو مکّہ پاک اور طائف کے درمیان ہے نماز قصر کرتے تھے،اور اس مسافت کی مانند کہ جو مکّہ پاک اور عُسفان کے درمیان ہے اور وہ مسافت جو مانند مکّہ پاک اور جدّہ کے درمیان ہے"۔اور ان شہروں کے فاصلہ کے بارے سیّدنا امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا" یہ مسافت 4 برید ہے" (۲) اور یاد رہے کہ جدّہ سے مکہ پاک تقریباً 65 میل ہے(۳)۔اسی تشریح میں (حدیث) سیّدنا علی بن ربیعہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا"میں نے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کتنی مسافت پر نماز کا قصر ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا"مقام سویدا یہاں سے تین رات کے (قاصد کی رفتار کے) فاصلہ پر ہے جب ہم وہاں تک جانے کا ارادہ کریں تو قصر کریں"(۴) ایسے ہی سیّدنا امام زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا(۵)

یہاں ایک ضروری نکتہ ذہن میں رہے کہ یہ فاصلے جو شہروں کے درمیان لکھے گئے ہیں صرف سمجھانے کیلئے ہیں عین پیمانہِ تعیّنِ مسافت کیلئے نہیں، بلکہ جس علاقہ کے شخص نے پوچھا اُسی کے علاقہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے آس پاس کے شہروں کا اندازہ بتا دیا گیا تاکہ اُسے سمجھنے میں آسانی ہو(۶)

آپ نے سابقہ روایات میں مسافت کے سلسلے میں 4 برید اور کسی جگہ تین دن رات کا ذکر پڑھا تو ان کی تشریح پیشِ خدمت ہے:۔

۞۔اگر ہم بُرید کے ذریعے مسافت کا تعین کریں تو ایک بُرید 4 کوس کا ہوتا ہے،تو 4 برید کے (4x4)=16 کوس ہوئے،اور عرب کا ایک کوس 3 میل عربی ہے لہٰذا 16 کوس (16x3)=48 میل عربی ہوئے،اور ایک میل 6000 گز کا اور ایک گز 24 اُنگلی کا ہوتا ہے اور ہر اُنگلی کی چوڑائی 6 جَو ہوتی ہے۔اس اعتبار سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تحقیق کے مطابق ہمارے ہاں کے میل کی پیمائش میں یہ مسافت 57 میل بنتی ہے(۷)۔جو کہ انگریزی پیمانہ کے مطابق تقریباً 93 کلومیٹر ہے۔

۞۔دوسرا طریقہ تین دن یا رات کے ذریعے مسافت کا تعین ہے جسے کثیر کتب احادیث وفقہ میں تسلسل سے تین منزل لکھا گیا(۸)۔جس کی تشریح پاکستانی پیمانوں کے مطابق یوں ہے:۔

ایک منزل=12 کوس یا 6 فرسخ 2 خمس فرسخ۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ،ابن خزیمہ، دارقطنی، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۶، بلوغ المرام ح ۶۵ ۴ ص ۱۴۵ (۲) مؤطا امام مالک ح ۳۴۵، کشف الغمہ مترجم ج ۱ ص ۳۱۲، مشکوٰۃ ح ۱۲۷۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۱ (۳) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۱ (۴) امام محمد، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۶ (۵) مسند امام زید ح ۱۸۱ (۶) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۱ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۴۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۱ (۸) مسلم ج ۱، ابوداؤد، مسند امام احمد، بیہقی ح ۵۲۳۲، تنویر الابصار، فتاویٰ رضویہ، درمختار، جاء الحق

3 منزل=12×3=36 کوس۔

ایک کوس=8/5 میل۔

36 کوس=8/5×36=57.60 میل۔

ایک میل=1.6093 کلومیٹر (۱)۔

57.60 میل=(1.6093×57.60) 92.696 کلومیٹر یا93 کلومیٹر تقریباً۔

تو گویا تقریباً93 کلومیٹر کم از کم سفر کی نیّت سے گھر سے نکلنے والا مسافر ہوگا۔

سفر میں نماز سنّت و نفل:

سنّتوں میں قصر نہیں ہے (۲)۔ پیارے آقا کریم ﷺ کی نماز سفر و حضر میں سوائے فرض کی قصر کے ایک جیسی ہوتی تھی یعنی آپ ﷺ سنّتیں بھی ادا فرماتے تھے لہذا جو لوگ سنّت کو حالتِ سفر میں نفل پر گمان کرتے ہیں اُن کا یہ قیاس اور اجتہاد سراسر باطل اور بلا دلیل ہے تاہم بعض فقہاء نے اس بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر گاڑی کے چھوٹ جانے یا ازدحام کی وجہ سے سنّتیں رہ جائیں تو معاف ہے (۳)۔ لہذا جہاں تک ممکن ہو سفر میں سنّت مؤکدہ ضرور پڑھ لیا کریں ورنہ نماز فجر کی سنّت تو لازمی ہی پڑھیں۔ کیونکہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر جب آپ ﷺ کی نماز قضاء ہوئی تو (حدیث) ''پہلے آپ ﷺ نے دو رکعت سنّت ادا کی پھر نماز فجر فرض پڑھائی'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''میں (راوی) نے پیارے آقا کریم ﷺ کے ساتھ قیام اور سفر میں نمازیں پڑھیں قیام میں آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی 4 رکعتیں (فرض) پڑھیں اس کے بعد 2 رکعتیں (سنّت) اور سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی 2 رکعتیں (فرض قصر) اس کے بعد 2 رکعتیں (سنّت)، عصر کی 2 رکعتیں (فرض قصر) اس کے بعد کچھ نہیں پڑھا اور مغرب کی سفر و حضر میں برابر 3 رکعتیں ہی پڑھیں نہ حضر میں کم کیں اور نہ سفر میں اور یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد 2 رکعت (سنّت)'' (۵)۔ اور (حدیث) ''میں (راوی) آقا کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد دو رکعتیں'' نیز ''آپ ﷺ سفر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھا کرتے تھے (۶)۔ نیز (حدیث) ''میں (راوی) نے پیارے آقا کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی سواری (گدھے یا اونٹنی) پر نماز

(۱) Encyclopedia Britannica"Volume No.19,Page No.731 (۲) عالمگیری ج۱ ص۲۲۲، بہار شریعت ج۱ص ۲۷۳ (۳) بہار شریعت ج۱ص ۲۷۳ (۴) مسلم ج۱ ح۱۴۶۰ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۵۳۷، مشکوۃ ح۱۲۶۵، مرآۃ المناجیح ج۲ص ۲۹۷ (۶) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۵۲۹، ۵۳۶۔

(نفل) ادا فرما رہے تھے" (۱)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت قاسم بن محمد تابعی علیہ الرحمۃ، عروہ بن زبیر تابعی علیہ الرحمۃ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ سفر میں نفل پڑھا کرتے تھے" (۲)۔ اور (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت سیّدنا عبیداللہ تابعی علیہ الرحمۃ کو سفر میں نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے پس اس پر اُن کو نہیں روکتے تھے" (۳)۔ نیز مسافر صرف 4 رکعت فرض میں قصر کرے لیکن سنّت مؤکدہ اور واجب میں نہ تو قصر ہے اور نہ معاف بلکہ اُنہیں پورا پڑھنا ضروری ہے، اور سفر میں آسانی لگے تو سنّت و نوافل پڑھ لیں اگر مشکل یا خوف یا جلدی ہو تو صرف فرض قصر پڑھ لیں سنّت و نوافل بوجہ عذر چھوڑنے پر گناہ نہیں (۴)۔ گویا جس نے نہ پڑھے اس نے رخصت پر عمل کیا جس نے پڑھے اس کے لئے زیادہ فضیلت ہے (۵)۔

نماز باجماعت اور قصر:

اگر مسافر مقتدی کے طور پر باجماعت نماز پڑھے تو امام کے پیچھے پوری 4 رکعت نماز پڑھے قصر نہ کرے بشرطیکہ امام مقیم ہو، اور اگر امام اور مقتدی دونوں مسافر ہوں تو نماز قصر یعنی 2 رکعت باجماعت ہی پڑھیں (۶)۔ کیونکہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ پاک میں 10 رات تک ٹھہرے رہے اور نماز قصر کرتے رہے مگر (مقیم) امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو پوری 4 رکعت پڑھتے" (۷)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ (سفر منیٰ میں) امام کے پیچھے چار رکعتیں نماز پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے تھے" (۸)۔ **اگر** امام مسافر ہو تو اُس پر لازم ہے کہ مقتدیوں پر اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے۔ اگر شروع میں بتانا بھول جائے تو نماز ختم کرنے کے فوراً بعد لازمی بتا دے (۹)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حالتِ سفر میں نماز پڑھاتے تو فرما دیا کرتے تھے "اے مقیم لوگو! تم 4 رکعت پڑھ لو کیونکہ ہم لوگ مسافر ہیں" (۱۰)۔ اسی طرح (حدیث) "جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ پاک سے مکہ پاک تشریف لائے تو جماعت

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداود، نسائی ح ۴۸۶، مسند احمد، ابن حبان ح ۲۵۱۵، بیہقی ح ۲۰۳۸، معجم کبیر ح ۱۳۲۷۲، مؤطا مالک ح ۳۵۵ (۲) مؤطا امام مالک ح ۳۵۳ (۳) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۳۵۴، مشکوٰۃ ح ۱۲۷۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۱ (۴) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۳، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲، درمختار، شامی، مصفّٰی شرح مؤطا از شاہ ولی اللہ (۵) ترمذی ج ۱ ح ۵۳۵ (۶) مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۷، درمختار، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۲۱، کبیری ص ۵۴۳، نورالایضاح (۷) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ مؤطا امام مالک ح ۳۴۷ (۸) عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۳۵۰، مؤطا امام محمد ح ۱۹۹ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۷، درمختار، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۴، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۲۱، نورالایضاح (۱۰) عن عمران رضی اللہ عنہ، ترمذی، ولفظہ لہ ابوداود ج ۱ ص ۱۷۳، مسند امام احمد ج ۴ ص ۴۳۰، طحاوی ج ۱ ص ۲۳۲، بیہقی ج ۳ ص ۱۵۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۱۲، مشکوٰۃ ح ۱۲۶۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۷۔

کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر کہتے "اے مکہ پاک والو! تم اپنی نماز پوری کر لو کیونکہ ہم لوگ مسافر ہیں" (۱)۔ لہذا اگر 4 رکعت کی نماز ہو تو مقیم مقتدی 4 رکعت کی نیّت کریں اور مسافر امام جب 2 رکعت کے بعد سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کھڑے ہو جائیں اور باقی 2 رکعت پڑھیں مگر ان 2 رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کریں بلکہ بقدر قرأتِ فاتحہ خاموش کھڑے رہیں کچھ پڑھیں نہیں (۲)۔ گویا کہ وہ حکمی طور پر امام کی اقتداء میں ہوتے ہیں۔

اگر مسافر امام نے نماز عشاء پڑھائی اُس نے بھول کر 2 رکعت کی بجائے 4 رکعت پوری پڑھا دی جبکہ اُس نے 2 رکعت کے بعد قعدۂ اوّل کیا تھا تو اُس صورت میں مسافر امام کی 2 رکعت فرض قصر اور 2 رکعت نفل ہو گئے مگر مقتدی مقیم نے اگر پیروی کی تو اُس کی نماز فرض ادا نہیں ہوئی۔ کیونکہ 2 رکعت کے بعد امام متنفّل (نفل پڑھنے والا) تھا جبکہ مقتدی مقیم متفرض (فرض پڑھنے والا) تھا (۳)۔

اگر مسافر امام یا منفرد نے بھول کر پوری 4 رکعتیں پڑھ لیں اگر قعدہ اولیٰ کیا تھا تو پہلی دو فرض اور بعد والی نفل ہو گئی اور اگر بھول کر قعدۂ اُولیٰ نہ کیا تو اُس کی فرض نماز باطل ہو گئی اور یہ نماز نفل بن گئی بشرطیکہ آخر میں سجدۂ سہو کر لیں جبکہ فرض نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی (۴)۔

اگر امام نے جان بوجھ کر قعدۂ اوّل کے بعد 2 رکعت مزید پڑھ کر 4 پوری کیں تو اُس کی 2 فرض اور 2 نفل تو ہو گئیں مگر وہ گنہگار ہوا جبکہ مقیم مقتدی کی نماز باطل ہو گئی (۵)۔

اگر 4 رکعت کی نماز میں مقتدی مقیم نے مسافر امام کے ساتھ 2 رکعت کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا تو جب یاد آئے فوراً اُٹھ کر باقی نماز پڑھے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ اگر اُٹھنے یا سوچنے میں بمقدارِ عملِ کثیر تاخیر کرے یا کوئی اور مفسدِ نماز عمل کیا تو اُس کی نماز فاسد ہو جائیگی دوبارہ پڑھے۔

بعض دیگر مسائلِ نمازِ قصر:

❀ ۔صرف نیّت کر لینے سے مقیم شخص مسافر نہیں بن جاتا بلکہ مسافر کے حکم کا اُس وقت اطلاق ہوگا جب وہ اپنی بستی یا آبادی سے باہر نکل جائے گا۔ لہٰذا آپ جونہی اپنی بستی یا آبادی سے باہر نکلیں تو قصر نماز شروع کر دیں اور جب تک واپس اپنی بستی میں داخل نہ ہوں قصر ہی پڑھتے رہیں (۶)۔

❀ ۔بعض اوقات چند ایک گاؤں ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں مگر اُن کے نام الگ الگ

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مؤطا امام مالک ح ۳۴۹، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۱۲ (۲) مسند امام زید ص ۱۴۲، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۷، مالابد منہ، در مختار، شامی، نور الایضاح (۳) مسبوط، رد المحتار، فتاوی نوریہ (۴) ہدایہ، شرح نقایہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۴ (۵) شامی، ہدایہ، شرح نقایہ، فتاوی رضویہ (۶) مسند امام زید ص ۱۴۰، مؤطا امام مالک ح ۳۴۵، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۳، نور الایضاح، فیض الباری حصہ ۴ ص ۶، ۱۵۶، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲، در مختار، قدوری، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۷۲۔

ہوتے ہیں۔اس صورت میں جب مسافر اپنے گاؤں سے نکل گیا بیشک اُسے دُور سے اپنے گاؤں کے درودیوار نظر آرہے ہوں وہ نمازِ قصر ہی پڑھے گا(۱)۔کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ہم شہر سے باہر نکلتے تھے جبکہ ابھی ہمیں اپنے گھر نظر آرہے ہوتے تھے تو ہم لوگ نماز کو قصر کرنا شروع کر دیتے تھے پھر جب ہم واپس ہوتے تو بھی نماز میں قصر کرتے تھے اور اپنے مکانات ہم کو نظر آرہے ہوتے تھے" (۲)۔اور (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے باہر نکلے تو آپ نے قصر کیا حالانکہ کوفہ کے گھر نظر آرہے تھے جب آپ اپنے اس سفر سے لوٹے تو کسی نے کہا کہ "یہ کوفہ (نظر آرہا) ہے" آپ نے فرمایا "جب تک ہم حدود کوفہ میں داخل نہ ہو جائیں (نماز میں قصر کریں گے)" (۳)۔

۞۔آپ جس جگہ جانا چاہتے ہیں وہ مقام آپ کی بستی سے دو چار میل کے فاصلے پر ہے مگر درمیان میں نہر، ندی، نالہ، دریا یا پہاڑ ہے جس سے گزر کر نہیں جا سکتے لہٰذا چکر کاٹ کر دُور پل یا راستہ سے آنا پڑتا ہے جو کہ شرعی مسافت تین دن (تقریباً 93 کلومیٹر) یا اس سے زیادہ سفر بنتا ہے، تو چونکہ شریعت میں اس سفر کا اعتبار ہے جدھر سے سفر کیا جائے لہٰذا آپ مسافر ہوں گے (۴)۔

۞۔ایک مقام پر جانے کیلئے اگر پیدل یا بذریعہ بس جائیں تو قصر سے کم سفر بنتا ہے جبکہ ٹرین پر جائیں تو تین دن (تقریباً 93 کلومیٹر) سے زیادہ سفر بنتا ہے۔تو اب آپ جس ذریعے سے سفر کریں گے اُسی حساب سے مسافت شمار ہوگی، بذریعہ ٹرین جائیں گے تو مسافر ہوں گے ورنہ نہیں (۵)۔

۞۔ایک شخص مسافر اس وقت ہے جب تین منزل (تقریباً 93 کلومیٹر) کے سفر کا گمان غالب کے ساتھ ارادہ کرے اگر کم ہوگا تو بیشک ساری دنیا گھوم لے مسافر نہ ہوگا جیسے کسی بھاگے ہوئے یا قرضدار کا پیچھا کرے وغیرہ (۶)۔جیسا کہ شخص ایک دن کے سفر (تقریباً 31 کلومیٹر) کے ارادہ سے گھر سے نکلا، وہاں پہنچ کر پھر ایک دن کے سفر (31 کلومیٹر) کا ارادہ کرلیا۔یوں کبھی ایک دن کی راہ کا اور کبھی دو دن کی راہ کا ارادہ کرتا رہا، رکتا اور چلتا رہا بیشک ہزاروں میل طے کرلے اور ساری دنیا کا چکر لگالے مسافر نہیں ہوگا (۷)۔کیونکہ تین دن (تقریباً 93 کلومیٹر) کے مسلسل سفر کا ارادہ نہیں۔

۞۔سفر کیلئے شرط ہے کہ تین دن (93 کلومیٹر) کے متصل سفر کا ارادہ ہو اگر یہ ارادہ ہو کہ 2 دن (تقریباً 62 کلومیٹر) کا سفر کر کے فلاں جگہ کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن (تقریباً 31 کلومیٹر) کی

(۱) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۱۲۲ (۲) عن سیّدنا علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ، حاکم، فتح الباری، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۶، قدوری (۳) بخاری ج۱ ح۱۰۲۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۶۴ (۴) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۱۲۱ (۵) قاضی خاں، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۱۲۱ (۶) عالمگیری ج۱ ص۱۲۲ (۷) درمختار، فتاوی رضویہ ملخصاً، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷۔

راہ آگے جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل سفر کا ارادہ نہ ہوا اسلئے مسافر نہیں (۱)۔ اور اگر 2 دن (تقریباً 62 کلومیٹر) کے سفر کے ارادہ سے نکلا، وہاں پہنچ کر ایک دن (تقریباً 31 کلومیٹر) کی راہ کا ارادہ کیا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل سفر کا ارادہ نہ ہوا اسلئے مسافر نہیں (۲)۔

۔ سرکاری دورہ کرنے والے افسران اور ڈرائیور کنڈیکٹرز وغیرہ کی وہ منزل مقصود جہاں اُن کے پہنچنے کا ارادہ ہے اگر وہ شرعی مسافت تین منزل ہو تو مسافر ہوں گے بیشک راستہ میں جتنی بار بھی رُک رُک کر چلتے رہیں (۳)۔

۔ 3 دن کی مسافت کو تیز رفتار ذرائع کی بدولت کم وقت میں طے کرلیں بیشک چند گھنٹوں میں، یا 3 دن کی مسافت سست رفتاری سے زیادہ دنوں میں طے کریں تو مسافر ہی ہیں تاہم اگر ایک دن کی مسافت سُست رفتاری سے 3 دن میں طے کریں تو مسافر نہیں (۴)۔ کیونکہ مذکورہ بالا اعداد و شمار کے مطابق وہ ایک منزل یا 19.2 میل یا 30.90 کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔

۔ آپ تین دن کے سفر کے ارادہ سے نکلے مگر دو دن کی مسافت کے بعد ارادہ بدل لیا کہ واپس جاتا ہوں یا وہاں قیام کرلیا تو اب آپ مسافر نہ رہے (۵)۔

۔ ایک شخص ٹرین یا جہاز پر آرام دہ سفر کرے اور سوچے کہ سفر میں سکون ہے لہٰذا قصر نہیں کرتا پوری نماز پڑھ لیتا ہوں اور پھر وہ پوری نماز پڑھ لے تو وہ گنہگار ہوگا (۶)۔

۔ اگر مسافر بھول کر پوری 4 رکعت نماز پڑھ لے تو آخر میں سجدۂ سہو کرلے، پہلی 2 فرض اور آخری 2 نفل ہو جائیں گی بشرطیکہ درمیانی قعدہ کیا ہو۔ اور اگر قصداً ایسا کرے تو نماز تو ہو جائیگی مگر گنہگار ہوا۔ اگر کوئی مسافر قصداً یا بلا قصد 4 رکعت نماز پڑھے مگر اس کا درمیانی قعدہ بھول کر ادا نہ کر سکے تو اب آخر میں اگر سجدۂ سہو کرلے تو اس صورت میں بھی اس کی نماز فرض ادا نہ ہوگی دوبارہ پڑھے یہ نماز نفل بن جائے گی (۷)۔

۔ اگر مسافر بھول کر 4 رکعت فرض کی نیت باندھے اور دورانِ نماز قصر پڑھنا یاد آجائے تو 2 رکعت ہی پڑھے اور اب سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں (۸)۔

(۱) فتاوی رضویہ، درمختار، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۷۳ (۲) غنیۃ الطالبین، درمختار، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷ بہار شریعت ج ۱ ص ۲۷۳ (۳) عالمگیری وکتب فقہ (۴) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۲، جوہرہ نیرہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۷۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷، مراقی الفلاح، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷ (۵) عالمگیری، درمختار (۶) غنیۃ المستملی (۷) جوہرہ نیرہ، درمختار، تنویر الابصار، قدوری، شامی، عالمگیری، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۳، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۲۱، نور الایضاح، مالا بدمنہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۴ حصہ ۴ ص ۱۵۵ (۸) درمختار، شامی۔

۞ ۔عورت 3 دن یا زیادہ کا سفر بالغ محرم (ایسا رشتہ دار جس سے نکاح نہیں ہوسکتا) کے بغیر نہیں کرسکتی (۱)۔

وطن اقامت:

ایسا مقام جہاں مسافران شرائط کے تحت ٹھہرنے کا ارادہ کرلے [۱] چلنا موقوف کردے۔ [۲] جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو یعنی دریا، جنگل یا جزیرہ وغیرہ نہ ہو۔ [۳] ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی نیت کرے [۴] 15 دن مسلسل یا زیادہ ٹھہرنے کی نیّت کرے۔ [۵] مستقل رائے رکھتا ہو (۲)۔

۞ ۔وطنِ اقامت میں آپ مسافر نہیں لہٰذا جتنا عرصہ وہاں ٹھہریں پوری نماز پڑھیں (۳)۔ اور اگر وہاں سے چل کر کسی دوسری جگہ جا ٹھہریں مگر وہاں 15 دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو اب پھر آپ مسافر بن گئے (۴)۔ کہ (حدیث) ''جب تم سفر میں کسی جگہ اپنے جی میں 15 (یا زیادہ) دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ کرلو تو پوری نماز پڑھو، اگر تم نہیں جانتے کہ کتنی مدّت تک ٹھہرنا ہے تو پھر قصر کرتے رہو'' (۵)۔ اور (حدیث) ''جب مسافر 15 راتیں ٹھہرنے کی نیت کرلے تو پوری نماز پڑھے اور اگر اس سے کم ٹھہرے تو قصر کرے'' (۶)۔ نیز (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں جب تک اقامت کی نیّت نہیں کرتا تب تک نماز قصر کیا کرتا ہوں بیشک 12 راتوں تک ٹھہرا رہوں'' (۷)۔

۞ ۔اگر کوئی شخص (تقریباً 93 کلومیٹر) تین دن کی مسافت سے زائد کسی مقام پر ایک ماہ ٹھہرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے تو راستہ میں نماز قصر پڑھے گا جبکہ وہاں پہنچ کر مقیم ہوگا کیونکہ قیام 15 دن سے زائد ہے لہٰذا وہاں پوری نماز پڑھے گا (۸)۔

۞ ۔خیمہ پوش، خانہ بدوش اگر جنگل یا راستے میں ہی 15 یوم ٹھہرنے کی نیّت کریں تو مقیم ہو جائیں گے (۹)۔ کیونکہ وہ جہاں بھی خیمہ گاڑ دیں وہی اُن کی قیام گاہ بن جاتی ہے۔

۞ ۔اگر لشکرِ اسلام دورانِ جہاد جنگل میں پڑاؤ ڈال دے یا کوئی تابع شخص 15 دن قیام کا اردہ کر لے تو پھر بھی مسافر ہی رہے گا (۱۰)۔ ☆۔تابع کے بارے یاد رہے کہ بیوی شوہر کے تابع، غلام مالک کے تابع، فوجی بادشاہ یا افسر کے تابع، شاگرد استاد کے تابع، نیک بیٹا باپ کے تابع، نوکر

(۱) بخاری ج۱ ح۱۰۲۲، مسلم ج۱ ص۴۳۳، عالمگیری ج۱ ص۱۴۲ (۲) عالمگیری ج۱ ص۲۲۳ (۳) مالابدمنہ، عالمگیری ج۱ ص۲۲۲ ہدایہ درمختار، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۵۵ (۴) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۲۲۳، شامی، ہدایہ ج۱ ص۱۱۳، شرح نقایہ ج۱ ص۱۲۰، کبیری ص۵۴۴ (۵) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ص۱۰۴، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۴۵۵، کتاب الحج ج۱ ص۱۷۰، کتاب الآثار ص۷۶، طحاوی، عینی ج۳، نیل الاوطار ج۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۶۰ (۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مؤطا امام محمد ح۱۹۸، ابن ابی شیبہ، طحاوی، فیوض الباری حصہ ۴ ص۱۵۸ (۷) مؤطا امام محمد ح۱۹۴، مؤطا امام مالک ح۳۴۶ (۸) درمختار، شامی (۹) درمختار، نورالایضاح (۱۰) نورالایضاح، بہار شریعت ج۱ ص۳ ۷۴، درمختار، ہدایہ ج۱ ص۱۱۳، شرح نقایہ ج۱ ص۱۲۰، عالمگیری ج۱ ص۲۲۳۔

تنخواہ دینے والے مالک کے تابع ہوتا ہے، جونہی مَتبُوع ٹھہرنے کا ارادہ کرے گا تابع بھی مقیم ہو جائے گا۔ تابع کے اپنے ارادہ پر اعتبار نہیں (۱)۔

❁۔آپ کسی کے ساتھ سفر پر گئے ایک جگہ آپ کا 15 یوم قیام کا ارادہ نہیں مگر ساتھی کا ٹھہرنے کا پکا ارادہ ہے اور آپ اُس کے بغیر نہیں آجا سکتے تو آپ بھی مقیم ہوں گے (۲)۔

❁۔آپ قافلہ کے ساتھ سفر پر گئے اور وہاں 15 دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں مگر قافلہ کے ساتھ رہنے کا ارادہ ہے جبکہ قافلہ نے 15 دن ٹھہرنا ہے تو آپ مقیم ہیں چاہے اقامت کی نیّت نہیں کی (۳)۔

❁۔مسافر 14 دن کی نیت سے کسی مقام پر جانے کیلئے نکلا۔ وہاں پہنچ کر 14 دن ٹھہرا مگر کام نہ ہوا۔ اُس نے وہاں 12 دن مزید ٹھہرنے نیا ارادہ کر لیا مگر کام نہ ہوا۔ پھر 10 دن قیام کا اور ارادہ کیا اس طرح 15 دن سے کم کا ارادہ کرتا رہا اور ٹھہرتا رہا یوں اُسے وہاں ٹھہرے مہینے بلکہ برس گزر جائیں تو بھی مسافر ہی رہے گا اور قصر پڑھے گا (۴)۔ کیونکہ (حدیث) ''اگر 15 دن ٹھہرنے کا پکا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھو لیکن اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ کتنی دیر ٹھہروں گا تو قصر کرتے رہو'' (۵)۔ اور پھر آقا کریم ﷺ کا عمل مبارک جو کہ 61 سال 4 ماہ 22 دن کی عمر شریف میں اپنی زندگی کے آخری جہاد کے دن مؤرخہ 11 نومبر سنہ 630ء بمطابق 30 رجب 9ھ بروز اتوار (۶)۔ کو تھا اس مسئلہ کی تصدیق فرماتا ہے کہ (حدیث) ''آپ سرکار کریم ﷺ تبوک میں 20 دن رہے اور نماز قصر پڑھی'' (۷)۔ اور (حدیث) ''آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں 18 دن ٹھہرے اور دو رکعتیں پڑھتے رہے'' (۸)۔ نیز مدینہ پاک سے تقریباً 180 کلومیٹر دُور (۹)۔ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ خیبر میں 40 رات ٹھہرے رہے اور نماز میں قصر کرتے تھے'' (۱۰)۔ یہی طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا کہ (حدیث) ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رام ہرمز (رام ہرمز ایران کے ضلع خوزستان کا ایک شہر ہے اور کردستان اور دریائے گوپال کے درمیان اصفہان روڈ پر واقع ہے) میں 7 مہینے ٹھہرے رہے مگر نماز قصر پڑھتے رہے'' (۱۱)۔ اور (حدیث) ''ہم حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے ایک گاؤں میں 40 رات رہے تو وہ نماز دو رکعت پڑھتے تھے'' (۱۲)۔ نیز (حدیث) ''ہم لوگ آذربائیجان میں ایک جہاد کے سلسلہ میں 6 ماہ تک ٹھہرے رہے

(۱) عالمگیری ج۱ ص ۲۲۵، رضویہ، درمختار، شامی، شرح نقایہ ج۱ ص ۱۲۱، کبیری ص ۵۴۱، نورالایضاح (۲) درمختار (۳) درمختار (۴) عالمگیری ج۱ ص ۲۲۳، غنیۃ، درمختار (۵) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، کتاب الآثار، امام محمد، قدوری (۶) طبقات ابن سعد ج۱ ص ۴۵۴، ۴۵۷، رحمۃ للعالمین ج۱ ص ۱۳۰ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح ۱۲۲۳، بیہقی، قدوری، بلوغ المرام ح ۴۶۲ ص ۱۴۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷، غنیۃ الطالبین ص ۶۵۸ (۸) عن عمران رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح ۱۲۲۶ (۹) سیرۃ حلبیہ ج۵ ص ۱۱۵ (۱۰) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عبدالرزاق، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۸ (۱۱) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بلوغ المرام، غنیۃ الطالبین ص ۶۵۸ (۱۲) عن مِسوَر رضی اللہ عنہ، بیہقی، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۹

کیونکہ برف نے راستہ بند کر رکھا تھا اور ہم نماز قصر پڑھتے رہے" (۱)۔ ایسے ہی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفر 16ھ بمطابق مارچ 637ء کو الجابیہ گئے وہاں 20 دن قیام فرمایا مگر قصر پڑھتے رہے کہ نیت کم ٹھہرنے کی کی تھی (۲)۔ اور (حدیث) "حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ عبدالملک بن مروان کے ساتھ شام میں ایک جگہ دو ماہ تک ٹھہرے رہے اور نماز قصر پڑھتے رہے" (۳)۔ لہٰذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدّثین، فقہاء و علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ مسافر جب تک 15 دن اقامت کا پختہ ارادہ نہ کر لے وہ قصر ہی پڑھتا رہے گا اور کام نہ ہونے کی وجہ سے آج جاتا ہوں کل جاتا ہوں کہتے برس ہا برس بیت جائیں پھر بھی مسافر ہی رہے گا (۴)۔ یعنی (حدیث) حضرت سیّدنا سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "وہ کہتا رہے "آج نکلتا ہوں کل نکلوں گا" ایسے اس کو بہت سے دن گذر جائیں وہ قصر ہی کرے گا خواہ ایک ماہ گذر جائے" (۵)۔

۞۔ اگر دو مقامات پر 15 روز ٹھہرنے کی نیت کریں اور دونوں مقامات مستقل طور پر جدا جدا ہوں تو مقیم نہ ہوگا اور اگر ایک مقام دوسرے سے تابع ہو یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں پر جمعہ نہ واجب ہوتا ہو تو مقیم ہوگا (۶)۔

۞۔ اگر ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں مکہ پاک میں داخل ہوں اور وہاں 15 دن ٹھہرنے کی نیت کریں تو یہ نیت صحیح نہیں کیونکہ اس دوران اُنہیں منٰی عرفات کو ضرور جانا پڑے گا اور ایک جگہ قیام کی شرط پوری نہ ہوگی۔ لہٰذا ان دنوں میں مکہ پاک میں اور پھر منٰی اور عرفات میں نماز قصر ادا کرے (۷)۔

وطن اصلی:

۞۔ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا ہو یا اُس نے شادی کی ہو یا شادی نہ کی مگر سکونت پذیر ہو اور اس کے اہل وعیال رہتے ہوں یا سکونت رکھنے کا ارادہ کیا ہو اور وہاں سے جانے کا ارادہ نہیں تو وہ وطن اصلی کہلائے گا وہاں نماز قصر نہیں بیشک 15 دن سے کم ٹھہرے یا زیادہ (۸)۔

۞۔ آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ مع سامان کسی دوسرے شہر دُور چلے گئے تو جہاں آپ گئے وہ وطن اصلی ہوگا اگر پہلے والے گھر میں کچھ مال واسباب باقی پڑا ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہوگا ورنہ نہیں (۹)

(۱) قال سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، عن نافع علیہ الرحمۃ، عبدالرزاق ج۲ ص ۵۳۳، بیہقی، کتاب الآثار، معرفۃ السنن، قدوری، بلوغ المرام فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۹، کشف الغمہ ج۱ ص ۳۱۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۲۹۴، غنیۃ الطالبین ص ۶۵۸ (۲) طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۷ (۳) بیہقی، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۵۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص ۲۹۵ (۴) عالمگیری ج۱ ص ۲۲۳، قدوری (۵) عن سیّدنا ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ، مؤطا امام محمد ح ۱۹۷ (۶) عالمگیری ج۱ ص ۲۲۳ (۷) عالمگیری ج۱ ص ۲۲۳، ۲۲۷ (۸) نورالایضاح، عالمگیری ج۱ ص ۲۲۷ (۹) عالمگیری ج۱ ص ۲۲۔

۔اگر کوئی مسافر ہو اور صرف ایک آدھ دن کیلئے وطن اصلی آئے تو نماز پوری ہی پڑھے گا۔اگر وطن اصلی کو مستقل چھوڑ کر نیا وطن اصلی بنا لے تو اب پرانا وطن اصلی نہ رہا وہاں قصر کرے (۱)۔

۔آپ ایک شہر میں رہتے ہیں اور والدین دوسرے شہر میں رہتے ہیں تو اگر والدین کا شہر آپ کی جائے ولادت بھی ہے یا وہاں آپ کی بیوی بچے بھی رہتے ہیں یا وہاں آپ کا گھر اور سامان ہے تو وہ آپ کا وطن اصلی ہوگا ورنہ نہیں (۲)۔

۔مسافر نے کہیں شادی کرلی یا اُس کی 2 بیویاں ہوں تو دونوں جگہ پر مقیم ہوگا اور نماز پوری پڑھے گا اگرچہ وہاں 15 دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو (۳)۔

۔عورت بیاہ کر سسرال گئی اب میکہ اُس کا وطن اصلی نہ رہا۔اگر سسرال سے میکے کا فاصلہ تین دن (93 کلومیٹر) سے زیادہ ہے تو شرعاً مسافر ہوگی (۴)۔

۔(حدیث) "جب اپنا کام پورا کرلیں تو سفر سے جلد گھر کو واپس لوٹیں" (۵)۔اور آتے ہی سب سے پہلے (حدیث) "مسجد میں جا کر 2 رکعت نماز (نفل) پڑھیں" (۶)۔کیونکہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ سفر سے تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور 2 رکعت نماز (نفل) پڑھتے" (۷)۔نیز یہ بھی یاد رہے کہ (حدیث) "جب کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر والوں کیلئے کچھ ہدیہ لائے اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے" (۸)۔

پابندیٔ قصر:

گو نماز قصر اللہ کریم ﷻ کی طرف سے مسافر پر ایک رعایت وعنایت ہے مگر کیا کمال اور پیاری شہنشاہی رعایت ہے کہ "اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا گیا ہے" (۹)۔اور حکم صادر فرما دیا کہ خبردار جو اس رعایت پر عمل نہیں کرے گا گنہگار ہوگا۔اس حکم کی وضاحت میں (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ﷻ نے تم پر صدقہ (احسان) کیا ہے لہٰذا تم اس صدقہ (احسان) کو قبول کرو" (۱۰)۔نیز (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اپنی دی ہوئی رخصت پر عمل کرنے کو اس طرح محبوب رکھتے ہیں جس طرح اپنی نافرمانی کے ارتکاب کو ناپسند رکھتے ہیں" (۱۱)۔لہٰذا اگر کسی نے جان بوجھ

(۱) نور الایضاح (۲) شامی (۳) غنیۃ، ردالمحتار، عالمگیری ج۱ ص۱۴۲ (۴) بہار شریعت غنیۃ، ردالمحتار (۵) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری، مسلم (۶) عن جابر ؓ، بخاری ج۱ ح۲۴۴۷ (۷) عن کعب بن مالک ؓ، بخاری ج۱ ح۴۴۲۷، مسلم (۸) عن ابودرداء ؓ، ابن عساکر (۹) فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۰۴ (۱۰) عن یعلیٰ ؓ، مسلم ج۱ ح۱۴۷۰، ترمذی، ابن ماجہ ح۱۱۱۳، ابوداؤد، سنن دارمی، ابن خزیمہ ح۹۴۵، بیہقی ح۵۲۰۴، ابن حبان ح۲۷۴۰، مشکوٰۃ ح۱۲۵۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۲۸۳، فیوض الباری حصہ ۲ ص۱۰۳ حصہ ۲ ص۳۷ (۱۱) عن ابن عمر ؓ، مسند امام احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، بلوغ المرام ح۴۵۷ ص۱۴۳۔

کر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز پوری 4 رکعت پڑھیں اور قصر نہ کی تو قابلِ سزا گناہ کیا جس سے توبہ کرنا ضروری ہے (۱)۔ اسی طرح مسلم، طبرانی، مجمع الزوائد، عینی، معالم السنن، نیل الاوطار اور قدوری میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیّدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام مالک علیہ الرحمۃ، سیّدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اور اکثر علماء وفقہاءِ کرام کا مذہب ومسلک لکھا گیا ہے کہ سفر میں 2 رکعت قصر پڑھنا ضروری ہے۔ یہ اختیار نہیں ہے کہ چاہے تو قصر کریں چاہے پوری پڑھیں، بلکہ قصر کرنا واجب ہے اور قصداً وعمداً 4 رکعت پڑھنا گناہ ہے (۲)۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے اس بارے مزید (حدیث) ارشاد فرمایا ”سفر کی نماز 2 رکعت ہے جس نے سنّت کو چھوڑا اُس نے ناشکری اور قانون شکنی کی“ (۳)۔

بیماری کفّارۂ گناہ:

یہ سچ ہے کہ (حدیث) ”تندرستی اور صحت ایک نعمت ہے“ (۴)۔ اور (القرآن) ”یہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے“ (۵)۔ مگر یہ بھی خیال رہے کہ بیماری بھی اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بیماری میں معیوب جملے بولنا اور بخار کو بُرا بھلا کہنا بندے کی کم ظرفی اور ناشکری کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے ”بخار کو بُرا بھلا نہ کہو کہ یہ انسان کے گناہوں کو یوں صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ اور مَیل کو صاف کر دیتی ہے“ (۶)۔ نیز (حدیث) ”مومن کی بیماری اُس کے گناہوں کا کفّارہ ہوتی ہے“ (۷)۔ اور پھر (حدیث) ”مسلمان کی بیماری اُس کے گناہوں کو یوں دُور کر دیتی ہے جیسے آگ سونے چاندی کا کھوٹ دُور کر دیتی ہے“ (۸)۔ نیز (حدیث) ”مریض بیماری کے بعد حسن ورنگ میں (گناہوں سے پاک) آسمان سے گری برف کی مثل ہو جاتا ہے“ (۹)۔ کیونکہ (حدیث) ”بخار ہر جوڑ میں داخل ہو جاتا ہے“ (۱۰)۔ اور (حدیث) ”جان سے پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو 360 جوڑوں سے پیدا فرمایا“ (۱۱)۔ گویا بخار ہونے سے ہر جوڑ کو ایک دن کے برابر معافی ملتی ہے۔ اسی لئے بتایا گیا

(۱) عالمگیری، ردالمحتار (۲) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۰۴ (۳) عینی، قدوری (۴) بخاری (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، سورۃ المائدہ، ۵۴ (۶) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۶۴۴۵، ابن ماجہ ح ۳۵۷۳، حاکم ج ۱ ح ۷، ۱۲۷۹، ۲۴۷، سنن کبریٰ نسائی ح ۱۰۹۰۲، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۳۹، ترغیب ج ۲ ح ۳۰۹۳، مشکوٰۃ ح ۱۴۵۷، ۱۴۹۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۱۱، حاکم ح ۱۲۸۲ (۸) عن ام العلاء رضی اللہ عنہا، ابوداؤد، ترغیب ج ۲ ح ۳۰۹۴ (۹) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۴۲ (۱۰) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۷۳ (۱۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم ح ۱۰۰۷، مسند احمد ج ۵ ح ۳۵۵، کتاب العظمۃ لابو الشیخ ص ۱۰۷۷۔

کہ (حدیث) ''انسان کو اُس کے پہلو میں 99 مہلک بلاؤں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے اگر وہ ان بلاؤں سے بچ گیا تو بڑھاپے میں واقع ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتا ہے'' (۱)۔ اور پھر (حدیث) ''ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''مومن کو جس وقت بیماری پہنچتی ہے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کو آرام دیتا ہے یہ بیماری اُس کیلئے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ زمانہ کیلئے نصیحت ہو جاتی ہے اور منافق جب بیمار ہوتا ہے پھر آرام دیا جاتا ہے تو وہ اس اُونٹ کی مانند ہوتا ہے جس کو اُس کے گھر والوں نے باندھ دیا ہو پھر چھوڑ دیا ہو وہ نہیں جانتا کہ اُسے کیوں باندھا اور کیوں چھوڑا گیا'' (۳)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت مَیں اپنے کسی ایماندار بندے کو (بیماری میں) مبتلاء کرتا ہوں اور وہ اس مبتلاء کرنے میں میری حمد کرے تو وہ اپنے بستر سے گناہوں سے اس طرح پاک کھڑا ہوگا جیسا کہ اُس کی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہو'' (۴)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری امت کا عذاب دنیا میں ہی ہے'' (۵)۔ نیز (حدیث قدسی) پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ''میں اپنے بندے کو تکلیف میں آزماتا ہوں وہ شکایت نہیں کرتا تو اسے آزاد کر کے اس کا گوشت اچھے گوشت میں اور اس کا خون اچھے خون میں بدل دیتا ہوں پھر وہ نئے سرے سے عمل شروع کر دیتا ہے'' (۶)۔ اور پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ (حدیث) ''بیشک اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ مومن کی خطائیں ایک رات کے بخار سے دُور کر دیتا ہے'' (۷)۔ نیز (حدیث) ''جو شخص ایک رات کے بخار میں مبتلاء کیا جاتا ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جائے تو وہ یوں ہو جاتا ہے جیسے آج اسکی ماں نے پیدا کیا ہو'' (۸)۔ یوں بخار میں ظاہری تکلیف تو ہے مگر (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ جس کا بھلا چاہتا ہے اُسے تکلیف ومصیبت میں دوچار کرتا ہے'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اُسے دنیا میں تکلیفیں دیتا ہے اور جب کسی

---

(۱) عن عبداللہ بن شِخّیر رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۲۴، مشکوٰۃ ح ۱۴۸۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۸ (۲) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۶۹، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۹۵ زاد المعاد (۳) عن عامر رام رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۲۱۴، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۱۴ تا ۹۹۱۶، مشکوٰۃ ح ۱۴۸۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۸ (۴) عن شدّاد رضی اللہ عنہ، احمد، مشکوٰۃ ح ۱۴۹۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۲ (۵) عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۱ ص ۱۰۷ ح ۱۵۷، معجم صغیر ح ۸۹۳ (۶) حاکم ج ۱ ح ۱۲۹۰، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۳۰۷۶، ونحوہٗ مؤطا امام مالک ح ۱۷۵۰ (۷) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۶۵، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۳۰۹۷ (۸) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۶۸ (۹) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۶۰۴، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۳۰۵۸، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۸۰، مشکوٰۃ ح ۱۴۵۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۹۴، مؤطا امام مالک ح ۱۷۵۲۔

بندے کی بُرائی چاہتا ہے تو اُس کی سزا مع گناہوں کے محفوظ رکھتا ہے حتی کہ اُسے قیامت کے دن پوری پوری (سزا) دے گا'' (۱)۔ اور پھر (حدیث) ''جس وقت کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اُس کے اعمال اس قدر نہیں ہوتے جس سے اُن کو جھاڑ دے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس بندے کو غم میں مبتلاء کر دیتا ہے تا کہ اُس کے گناہ مٹا دے'' (۲)۔ ایک جگہ یوں فرمایا (حدیث) ''کسی کے اُحد پہاڑ کے برابر گناہ ہوتے ہیں اور سر کا درد اور اندرونی بخار اسے اس حال میں لا چھوڑتے ہیں کہ اس پر رائی کے دانہ برابر بھی کوئی گناہ باقی نہیں رہتا'' (۳)۔ یوں (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کے گناہ جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں'' (۴)۔ یہاں تک کہ (حدیث) ''کانٹا جو آدمی کو چبھے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کے سبب اُس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے'' (۵)۔ اور (حدیث) ''آدمی کو لکڑی وغیرہ سے کوئی خراش، پیر کا پھسلنا اور رگ کا پھڑکنا اور درد کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے جو اکثر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ معاف فرما دیتا ہے'' (۶) اسی فرمان کی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) زمانہ جاہلیت میں ایک (طوائف) عورت کے پاس ایک آدمی آیا جایا کرتا تھا یا وہ اسکے پاس آیا جایا کرتی تھی، وہ آدمی اس کی طرف دست درازی کرتا تھا اور وہ کہتی کہ میں تیرے لئے ہی ہوں، پھر جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے بت پرستی ختم فرما دی اور اسلام لے آیا (اور وہ شخص مسلمان ہو کر صحابی بن گئے) تو انہوں نے اس عورت کو ملنا چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ اس طرف سے جوان کا گذر ہوا تو چلتے چلتے اس عورت کی طرف دیکھنا شروع کر دیا کہ اچانک جو مڑے تو ان کا چہرہ ایک دیوار سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا جب وہ آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کا ذکر کیا، آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''آپ ایسے بندے ہو کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے آپکے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کا ارادہ فرما لیا ہے بیشک جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر اور برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا گناہ اس پر قائم رکھتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کا پورا بدلہ لیا جائے گا'' (۷)۔ گویا اپنے پیارے بندے کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ دنیا میں ہی تکلیف دے کر حساب برابر فرما دیتا ہے لہذا (حدیث) ''کوئی نا گوار چیز جو

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوۃ ح۱۴۷۹، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۰۶ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مسند امام احمد، شعب الایمان ج۷ ح۹۹۲۷، ترغیب ج۲ ح۳۰۶۷، مشکوۃ ح۱۴۹۴، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۱۳ (۳) عن ابو درداء رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج۷ ح۹۹۰۰ تا ۹۹۰۴، ابو یعلی، ترغیب ج۲ ح۳۰۸۶ (۴) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۶۲۰، مسلم، شعب الایمان ج۷ ح۲۷۷، مشکوۃ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۰۷، مسلم ج۳ ح۴۶۲۸، ۶۴۳۲، ترمذی ج۱ ح۹۵۲، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد، شعب الایمان ج۷ ح۹۷۸۱، ۹۸۲۲، ۹۸۲۹ تا ۹۸۲۹، مؤطا امام مالک ح۱۷۵۱، حاکم ج۱ ح۹۳۶، ابن حبان ح۲۹۳۷، ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۰۶۱، مشکوۃ ح۱۴۵۱ (۶) شعب الایمان ج۷ ح۹۸۱۵، طبرانی، مستدرک حاکم، ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۰۷۱ (۷) عن سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۷ ح۹۸۱۷۔

بندۂ مومن کو پہنچتی ہے جیسے تھکاوٹ، بیماری، دکھ وغم حتیٰ کہ کوئی فکرو پریشانی اللہ کریم ﷻ اسکے بدلے اسکے گناہ مٹا دیتا ہے'' (۱)۔ اور پھر (حدیث) ''...... یہاں تک کہ معمولی سی پونجی جس کو انسان جیب میں رکھ کر بھول جاتا ہے اور پریشان ہوتا ہے کہ گم ہوگئی اور پھر جیب سے پالیتا ہے (اس پر بھی اجر پاتا ہے) یہاں تک کہ بندہ یوں ہو جاتا ہے جیسے سونا بھٹی سے نکل کر'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جو شخص بیمار ہو کر مرتا ہے وہ شہید مرتا ہے اور قبر کے فتنہ سے بچا لیا جاتا ہے اور صبح و شام اُس کو جنّت سے روزی دی جاتی ہے'' (۳)۔ نیز (حدیث قدسی) ''مجھ کو عزّت و جلال کی قسم! مَیں جس کے بخش دینے کا ارادہ کرتا ہوں اُس وقت تک اُس کو دنیا سے نہیں نکالتا جب تک کہ ہر اُس گناہ کا پورا بدلہ نہ ہو جائے جو کہ اُسکی گردن میں ہے، اُسکے بدن میں بیماری کے ساتھ اور اُس کے رزق میں تنگی کے ساتھ'' (۴) اور جو کچھ روزِ محشر اُسے اجر ملے گا اُس کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس وقت قیامت کے دن مبتلائے بلاء لوگوں کو اُس کے بدلے اجر و ثواب دیا جائے گا تو آرام والے لوگ آرزو کریں گے کہ کاش اُن کے جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیئے گئے ہوتے'' (۵)۔ لہٰذا (حدیث قدسی) ''یہ (بخار) میری آگ ہے مَیں اِس کو ایماندار بندے پر دنیا میں مسلّط کرتا ہوں تا کہ قیامت کے دن یہ دوزخ کی آگ کا بدلہ بن سکے'' (۶)۔ ایک بار (حدیث) آقا کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں ایک شخص فوت ہوا تو کسی نے کہا ''مبارک ہو! کتنی اچھی موت پائی کچھ بیمار نہ پڑا اور فوت ہو گیا''۔ آپ حضور ﷺ نے فرمایا ''تمہارا ناس ہو تمہیں کیا معلوم اللہ کریم ﷻ جس کو بیماری میں مبتلا فرماتا ہے تو اُس سے اُس کے گناہ مٹا دیتا ہے'' (۷)۔

اسلئے میرے بھائیو! بیماری آئے تو خبردار۔ زبان سے آہ بھی نہ نکالنا کیونکہ ''دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے [۱] نعمت کے وقت باجا [۲] مصیبت کے وقت چلّانا'' (۸)۔ کیا معلوم (القرآن) ''کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطاء کی'' (۹)۔ لہٰذا جان لیں کہ اللہ کریم ﷻ

(۱) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۹۵۴، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۳۶، مؤطا امام مالک ح ۱۷۵۱ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۰۹ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۶۷۸، شعب الایمان، مشکوٰۃ ح ۱۵۰۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۹ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ رزین، مشکوٰۃ ح ۱۴۹۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۵ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۸۱۰، ترمذی ج ۲ ح ۲۸۹، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۲۱، طبرانی، ترغیب ج ۲ ح ۳۰۵۶، معجم کبیر ج ۱۲ ح ۱۲۸۲۹، بیہقی ج ۳ ح ۶۳۴۵، دیلمی ج ۳ ص ۴۴۴، مشکوٰۃ ح ۱۴۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۸ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد، ابن ماجہ ح ۳۴۷۵، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۴۴، مشکوٰۃ ح ۱۴۹۸، مرأۃ ج ۲ ص ۴۱۵ (۷) عن یحییٰ بن سعید تابعی رحمۃ اللہ علیہ، مؤطا امام مالک ح ۱۷۵۳، مشکوٰۃ ح ۱۴۹۲، مرأۃ ج ۲ ص ۴۱۲ (۸) مسند بزار، رضویہ ج ۱۰ ص ۱۴۲ (۹) سورۃ الانعام، ۱۶۵۔

کی طرف سے یہ صبر اور آزمائش کی گھڑی ہوتی ہے جو (حدیث) ''ایماندار مرد و عورت پر ہمیشہ آزمائش لگی رہتی ہے'' (۱)۔ اسی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) ''حضرت عطا ابن ابو رباح تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تجھے اہل جنت کی ایک عورت دکھاؤں؟'' میں نے عرض کی ''ضرور دکھائیں''۔ تو انہوں نے فرمایا ''وہ یہ کالی عورت ہے، کیونکہ ایک دن یہ آقا کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ مجھے مرگی کے دورے پڑتے ہیں ممکن ہے کہ میرا کپڑا اتر جائے (اور ستر ننگا ہوجائے) آپ ﷺ میرے لئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے دعا فرمادیں (کہ مرض ختم ہوجائے) غریب نواز آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو صبر کرلو اور اس پر تمہارے لئے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کردیتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمادے''۔ اس عورت نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ میں اسی حالت پر صبر کرلیتی ہوں مگر میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ میرا کپڑا اتر نہ جائے اور میں ننگی نہ ہوجاؤں، آپ حضور ﷺ میرے لئے یہ دعا فرمادیں کہ (مرگی کے دورہ میں) مَیں ننگی نہ ہوں''۔ تو جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی'' (۲)۔ اسلئے (حدیث قدسی) اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا ''جب میں بندے کو اسکی محبوب ترین چیز (ضائع کرکے یا چھین کر) سے آزماتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو مَیں اُسے جنّت دیتا ہوں'' (۳)۔ نیز (حدیث قدسی) ''میں اپنے بندے کی بینائی لے لیتا ہوں وہ صبر کرتا ہے میں اسے جنّت دیتا ہوں'' (۴)۔ کیونکہ (حدیث) ''جنّت کو مشکلات کی باڑ لگادی گئی ہے'' (۵)۔ لہٰذا (القرآن) ''لَتُبْلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَاَنۡفُسِکُمۡ بیشک تمہارے مال اور جان میں ضرور تمہاری آزمائش کی جائے گی'' (۶)۔ نیز (القرآن) ''کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے بس اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی'' (۷)۔ اور پھر (القرآن) ''ہم تمہاری آزمائش کرنے کے لئے تمہیں برائی اور بھلائی میں مبتلاء کرتے ہیں'' (۸)۔ اور اس کی وضاحت میں یوں فرمایا (حدیث قدسی) ''مَیں نے اپنے بندے کو قید میں کیا اور مَیں نے اس کو آزمایا'' (۹)۔ لہٰذا بخار تو مومن کی آزمائش ہے۔ اور قربان جایئے اس مالک کریم سبحانہ وتعالیٰ کے اندازِ محبت پر کہ (حدیث قدسی) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کو فرماتا

(۱) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۳۷ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۶۶ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۵۸، بخاری مشکوٰۃ ح ۱۴۶۳، مرأۃ ج ۲ ص ۳۹۹ (۴) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۶۴ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۹۵ (۶) سورۃ آل عمران ۱۸۶ (۷) سورۃ العنکبوت ۲، (۸) سورۃ الانبیآء ۳۵، (۹) عن سیّدنا شداد رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ح ۱۴۹۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۳۔

ہے" جاؤ میرے اس بندے کے پاس اور اس پر تکالیف اور دکھ انڈیل دو" وہ ایسا کرتے ہیں پھر بندہ غم و آلام میں اسے پکارتا ہے تو وہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے "میں پسند کرتا ہوں کہ اسکی آواز سنوں" (۱)۔ نیز (حدیث) "جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے یہاں تک کہ وہ بندہ پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو پکارتا ہے اور وہ اس کی دعاء سن لیتا ہے" (۲)۔ اور پھر (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ جس قوم سے محبت رکھتا ہے اس کو (مصائب میں) مبتلاء کر دیتا ہے اور پھر جو شخص راضی ہو اُس کے لئے (اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی) رِضاء ہے اور جو ناراض ہو اُس کیلئے غصّہ ہے" (۳)۔ اور پھر اپنے پیاروں سے اسی پیار ہی کا نتیجہ ہے کہ (حدیث) "اگر مومن کسی سوراخ میں بھی چھپا ہوا ہو تو اللہ کریم جل جلالہ اس میں بھی کسی کو مسلط کر دے گا جو اس کو وہاں بھی تکلیف دے گا" (۴)۔

کسی پر آزمائش میں سختی کی جاتی ہے تو کسی پر نرمی، اور (حدیث) "مومنین وصالحین پر سختی کی جاتی ہے" (۵)۔ جو اُن کے درجات کی ترقی کیلئے ہوتی ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسی بندہ کا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ایسا درجہ مقدر ہو، جہاں وہ اپنے عمل سے نہ پہنچ سکتا ہو تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے بدن یا مال یا اولاد کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے پھر اُس کو صبر کی توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقدر کئے گئے درجہ کو پہنچا دیا جاتا ہے" (۶)۔ لہذا مصیبت پر صبر کرو کیونکہ (القرآن) "جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب آزمائش ہیں" (۷)۔ اور (حدیث) "مومن مرد اور مومن عورت کی جان، مال اور اولاد پر برابر آزمائش آتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا" (۸)۔ اسی لئے (القرآن) "کوئی مصیبت اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں پہنچتی" (۹)۔ لہذا (حدیث) "مومن بندہ دنیا کی تکالیف اور دکھوں سے چھوٹ کر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت میں آجاتا ہے اور بدکار (کے وبال کی وجہ سے ہونے والے قہرِ الٰہی) سے انسان، شہر، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں" (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) "دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنّت ہے" (۱۱) اسلئے صالحین کے بارے کوئی بُرا خیال ہرگز نہیں کرنا چاہئے کہ یہ

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۸۰۴، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۰۱ (۲) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۸۶ (۳) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۲۸۳، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح ۱۴۸۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۶ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۹۱ (۵) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۸۱ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد، ابوداود، حاکم ح ۱۲۷۴، طبرانی کبیر واوسط، ترغیب ج ۲ ح ۳۰۶۰، مشکوٰۃ ح ۱۴۸۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۷ (۷) سورۃ الانفال، ۲۸ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۲۸۶، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۸۰۶ (۹) سورۃ التغابن، ۱۱ (۱۰) عن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۱۵۱۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴۲ (۱۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۴۲۸۷، ابن ماجہ ح ۴۲۲۷، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۹۷۔

لوگوں کے کس کام آسکتے ہیں جو اپنی مرض کا تدارک نہیں کر سکتے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُنہیں جتنے بلند مقامات سے نوازتا ہے اتنی بڑی آزمائشوں میں بھی ڈالتا ہے (۱)۔ کیونکہ (القرآن) "**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا**، اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا" (۲) نیز (القرآن) "**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا،سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا**، پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس قابل کہ جتنا اُسے دیا ہے، اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ عنقریب دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا" (۳)۔ "حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ 30 سال تک بیمار رہے اور اس دوران فرشتے آپ کو سلام کرنے آتے تھے" (۴)۔ اس کی وضاحت (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے یوں فرمائی "آدمیوں میں ازروئے آزمائشِ مصائب سب سے سخت انبیاء کرام علیہم السلام ہیں پھر جو (نیک عمل کے اعتبار سے) اُن کے مشابہ ہو پھر (درجہ بدرجہ) جو اُن کے مشابہ ہو، آدمی کو اُس کے دین کے مطابق (آزمائش میں) مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو تو اُسکی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اگر وہ اپنے دین میں نرم ہو تو اُس پر مصیبت بھی ہلکی آتی ہے، ایسا ہی ہوتا رہے گا حتی کہ وہ زمین پر بے گناہ ہو کر چلے گا" (۵)۔ (حدیث) "حتی کہ وہ اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ سے اس طرح ملتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا" (۶)۔ اسی بنا پر (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "مجھے تمہارے 2 آدمیوں کے برابر بخار ہوا کرتا ہے" (۷)۔ اور (حدیث) "میں (راویہ) نے آقا کریم ﷺ سے زیادہ سخت درد کسی کا نہیں دیکھا" (۸)۔ یہ بخار آقا کریم ﷺ کے کمال درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

(حدیث) "جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اپنے کسی نیک بندے کو بیماری میں مبتلا کرتا ہے تو بائیں طرف والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اُس کے گناہ لکھنے سے قلم کو روک لے اور دائیں طرف والے فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے کہ میرے اس بندے کیلئے وہ بہترین عمل لکھ جو وہ تندرستی میں کرتا تھا یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو جائے یا فوت ہو جائے" (۹)۔ نیز (حدیث) "جب کوئی مسلمان بیمار ہو

(۱) تنبیہ المغترین امام شعرانی (۲) سورۃ البقرہ، ۲۸۶ (۳) سورۃ الطلاق، ۷ (۴) مرقاۃ، اشعۃ اللمعات، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۹۶ (۵) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۲۸۵، ابن ماجہ ج ۲ ح ۴۱۳۴، دارمی، حاکم ج ۱ ص ۹۱ ح ۱۲۱، مسند احمد شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۷۶، مشکوٰۃ ح ۱۴۷۶، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۵ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۴۸۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۷ (۷) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسلم، بخاری ج ۳ ح ۶۲۰، ابن ماجہ ج ۲ ح ۴۱۲۵، ترغیب ج ۲ ح ۳۰۸۴، معجم اوسط ج ۹ ح ۹۰۴۷، ابن حبان ج ۷ ح ۲۹۰۱، مشکوٰۃ ح ۱۴۵۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۹۴ (۸) قال سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ج ۲ ح ۲۸۴۴ (۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ و متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ملخص بخاری، شرح السنۃ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۴۸، ابوداؤد، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۳۰۷۲ تا ۳۰۷۴، مشکوٰۃ ح ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۴۔

جائے یا سفر کرے تو اس کے نامہ اعمال میں اتنا ثواب لکھا جاتا ہے جتنا وہ مقیم اور تندرست ہونے کی حالت میں کرتا تھا'' (۱)۔ لہٰذا حکم ربی ہوتا ہے (حدیث) ''اس بندے کے وہ عمل لکھنے جاری رکھو جو وہ تندرستی میں کرتا تھا اور لکھے جاتے تھے'' (۲)۔ سبحان اللہ۔ اللہ کریم ﷻ نے مریض کو کیا شان بخشی ہے کہ کچھ نہ کرنے پر بھی عبادت کا ثواب مِل رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے اور ہم آپ کی عیادت کیلئے آئے تو وہ رونے لگے لوگوں نے غصہ کیا تو کہنے لگے ''مَیں بیماری کی وجہ سے نہیں روتا کیونکہ پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''بیماری گناہوں کا کفّارہ ہے'' بلکہ مَیں اسلیئے روتا ہوں کہ بیماری مجھ کو بڑھاپے و سستی کی حالت میں پہنچی ہے اور قوّت کی حالت میں نہیں پہنچی کیونکہ جس وقت انسان بیمار پڑتا ہے اُس کیلیئے وہ ثواب لکھا جاتا ہے جو بیمار ہونے سے پہلے (نیک عمل کی بناء پر) لکھا جاتا تھا اور اب بیماری نے اُس کو اُس عمل سے روک دیا ہو'' (۳)۔ اور پھر کیا سعادت ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اپنے بیماروں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کہ کیونکہ اُنہیں اللہ کریم ﷻ کھلاتا ہے'' (۴)۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے مریض کے مستجاب الدعوات ہونے کے بارے ارشاد فرمایا ''جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اُس سے اپنے لئے دعاء کراؤ بلاشبہ اُس کی دعاء فرشتوں کی دعا جیسی ہوتی ہے'' (۵)۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ (حدیث) ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو کچھ درازیٔ عمر کی باتیں کر کے اس کا غم دُور کرو کیونکہ یہ گفتگو تقدیر کو رَد نہ کرے گی البتہ اُس کا دل خوش ہو جائے گا'' (٦)۔ نیز اُس کی خدمت کریں محبت سے پیش آئیں اور اُس کیلیئے صحت کی دعاء کریں تو بدلے میں وہ مریض بھی آپ کو بغیر کہے دعائیں دے گا۔

آدمی کا ہمیشہ تندرست رہنا کوئی خوشی کی بات نہیں ہے بلکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ضحّاک بن سفیان عامری کلابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جو ہر 40 رات میں ایک بار بھی آفت و پریشانی میں مبتلا نہ ہو تو اللہ کریم ﷻ کے نزدیک اُس کیلیئے کچھ بھلائی نہیں''۔ کیونکہ (حدیث) ''مومن کی مثال کھیت یا گندم

(۱) عن سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۱۵، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۹۲۸، بخاری، فیوض الباری حصّہ ۱۲ ص ۴۰۸ (۲) عن سیّدنا شدّاد رضی اللہ عنہ مسند امام احمد، مشکوٰۃ ح ۱۴۹۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۳ (۳) عن حضرت سیّدنا عبداللہ بن شقیق تابعی رحمۃ اللہ علیہ، رزین، مشکوٰۃ ح ۱۵۰۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱۵ (۴) عن سیّدنا عُقبہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۲۱۱۱، ابن ماجہ ح ۳۵۴۵، مشکوٰۃ ح ۴۳۳۲، مرأۃ المناجیح ج ٦ ص ۱۹۸ (۵) عن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۵۰۲، شعب الایمان ج ٦ ح ۹۲۱۴، مشکوٰۃ ح ۱۵۰۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۱٦ (٦) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابن ماجہ ح ۱۴۹۹، مشکوٰۃ ح ۱۴۸٦، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۰۹۔

کے خوشہ کی سی ہے جسے ہوائیں جھلاتی رہتی ہیں کیونکہ اُسے مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال درخت صنوبر کی سی ہے جو کٹنے تک جنبش نہیں کرتا" (۱)۔ بلکہ عبرت کیلئے یاد رکھیں کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے ایک اعرابی کو پوچھا "کیا تمہیں کبھی بخار بھی آیا ہے؟" اس نے پوچھا "بخار کیا ہوتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "گوشت اور چمڑے کے درمیان حرارت وگرمی ہوتی ہے" اس نے کہا "یہ کبھی نہیں پایا"۔ پوچھا "کبھی سر درد ہوا؟" کہا "سر درد کیا ہوتا ہے؟" فرمایا "رگ ہوتی ہے جو سر میں ٹپکتی ہے"، کہا "میں نے کبھی بھی یہ نہیں پایا" جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا "جو کسی جہنمی انسان کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے" (۲)۔ ایسے ہی (حدیث) "ایک آدمی آیا آپ ﷺ نے پوچھا "کیا تم کبھی بیمار نہیں ہوئے؟" اس نے کہا "نہیں یارسول اللہ ﷺ"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہماری مجلس سے اٹھ جاؤ تم ہم میں سے نہیں ہو" (۳)۔ نیز (حدیث) ایک عورت نے اپنی بیٹی کو آقا کریم ﷺ کے نکاح کیلئے پیش کیا اور اس کے حسن وصحت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج تک اسے سر درد بھی نہیں ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تیری ایسی بیٹی کی مجھے کوئی ضرورت نہیں" (۴)۔

بیمار کی نماز:

بیمار کو نماز معاف نہیں اگر بہانہ بنا کر پھر بھی نہ پڑھے تو اُس کی اپنی فقہ ہے۔ شریعت میں تو اُسے حکم ہے کہ جیسے بھی آسانی محسوس کرے اُسی طرح پڑھ لے۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے ایامِ علالت میں جس طرح نمازوں کا خیال رکھا اور جس طرح آپ ﷺ کو نماز کی فکر رہی وہ ایک مریض کیلئے کامل نمونہ ہے۔ شدید تکلیف میں بھی آپ ﷺ نے نہ صرف نماز پڑھی بلکہ جب تک آسانی رہی امامت فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کا بیٹھ کر نماز پڑھانا بھی ثابت ہے۔

آپ ﷺ کی مرگِ وصال کے بارے کتبِ سیَر میں ہے کہ آپ ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام حضرت سیّدنا **مُوَیھبَہ** رضی اللہ عنہ کے ساتھ آدھی رات کو اہل بقیع کی فاتحہ خوانی کیلئے تشریف لے گئے جس دوران آپ ﷺ کی بیماری (سَر درد) کا آغاز ہوا (۵)۔ اور اُس صبح یہ سَر درد آپ ﷺ کی 62 سال 11 ماہ 21 دن کی عمر مبارک میں بروز بدھ 29 صفر 11ھ بمطابق 25 مئی 632ء کو اُس وقت شروع ہوا جب آپ ﷺ ایک صحابی کے جنازہ سے واپس تشریف لا رہے تھے پھر سَر درد

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۶۰۲، مسلم ج۳ ح۶۹۶۳، ترمذی ج۲ ح۶۷۷، مسند احمد ج۱ ح۱۳۸، شعب الایمان ج۷ ح۹۷۷۸، مشکوٰۃ ح۱۴۵۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۹۶ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۷ ح۹۹۰۷ (۳) شعب الایمان ج۷ ح۹۹۱۶ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ ملخص شعب الایمان ج۷ ح۹۹۰۹ (۵) دارمی ج۱ ح۷۹۔

سے بخار ہو گیا (۱)۔ اور پھر یہ بخار تیز ہو گیا یہاں تک کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ "جو کپڑا آپ ﷺ کے سَر اقدس پر رکھا تھا اُس سے بخار کی تپش کا سینک آتا تھا" (۲) نیز خیبر کی یہودیہ زینب بنت الحارث جو کہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی نے جو آپ حضور ﷺ کو بکری کے بھنے ہوئے گوشت میں زہر دیا تھا اور جس کے کھانے سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید بھی ہو گئے تھے اب بخار کے ساتھ اس زہر کا اثر بھی شدّت سے محسوس ہونے لگا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ فرماتے کہ "گویا میری انتڑیاں کٹ رہی ہیں" (۳)۔ یوں اس کیفیت میں آپ حضور ﷺ 13 یا 14 دن بیمار رہے مگر اتنی علالت کے باوجود آپ ﷺ 11 دن تک مسجد نبوی میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے، وصال پاک سے چار دن قبل نماز مغرب خود پڑھائی مگر عشاء کیلئے تشریف نہ لے جا سکے کیونکہ نقاہت بڑھ گئی اور غشی کی سی کیفیت ہو گئی (۴) لہذا (حدیث) آپ حضور ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ "ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" تو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ وہ نرم دل ہیں روتے روتے آپ ﷺ کے مصلّی پر کھڑے ہوں گے وہ قرأت بھی نہ کر سکیں گے آپ ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمادیں"۔ آپ ﷺ نے دوبارہ وہی ارشاد فرمایا "ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں"۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہی کہنے کا کہا جب حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تم یوسف کے ساتھی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" (۵)۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ (حدیث) "لَا یَنْبَغِی لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی موجودگی میں لوگوں کی امامت کسی اور شخص کو نہیں کرنی چاہئے" (۶)۔ یہاں ایمان درست کر دینے والا اور اختلافات ختم کر دینے والا ایک ایمان افروز فرمان یاد فرمالیں کہ

(۱) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۵۸، مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۲، رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۳۶۶، ضیاء النبی ﷺ ج ۴ ص ۷۹۲، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۲۰۱، الرحیق المختوم ص ۶۲۴، سیرۃ حلبیہ ج ۶ ص ۴۸۵، الوفاء ص ۷۸۸ (۲) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۷۷۴، رحمۃ للعالمین حصہ ۱ ص ۲۴۱ (۳) بخاری ج ۲ ح ۱۵۵۴، سنن دارمی ح ۶۸، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹۵، الوفاء ص ۷۸۶ (۴) رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۲۴۱، ج ۲ ص ۳۶۶، مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۲، الرحیق المختوم ص ۶۲۴، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰۱ (۵) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۶۲۹، ۶۵۱، ۶۷۵، مسلم ج ۱ ح ۸۴۴ تا ۸۴۷، ترمذی ج ۲ ح ۱۶۰۶، نسائی ح ۸۲۵، ابن ماجہ ح ۱۲۸۵ تا ۱۲۸۷، دارمی ح ۸۳، احمد ج ۱ ح ۱۷۲۱، ابن حبان ح ۲۱۲۰، ابن خزیمہ ح ۱۲۳۳، بیہقی ح ۱۲۰، معجم اوسط ح ۶۱۷۱۴، عبدالرزاق ح ۱۷۹، مؤطا امام مالک ح ۴۱۴، مشکوٰۃ ح ۱۰۷۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۵، الوفاء ص ۷۹۸، الصواعق محرکہ ص ۸۰، ضیاء النبی ﷺ ج ۴ ص ۸۰۲، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۸۹ (۶) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج ۲ ح ۱۶۰۷، الصواعق المحرکہ ص ۱۸۵۔

(حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اُس کا مَیں شاہد ہوں (یعنی میں موقع پر موجود تھا) میں غائب نہ تھا اور صحت مند تھا بیمار بھی نہ تھا حضور اکرم ﷺ اگر چاہتے تو مجھے مصلّٰی پر کھڑا کر دیتے مگر ایسا نہیں فرمایا، اسلیئے جس ہستی کو' اللہ اور اُس کے رسول نے ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا ہم بھی اُنہیں پسند کرتے ہیں"(۱)۔ گویا پیارے آقا کریم ﷺ مسئلہ خلافت بھی اس طریقہ سے حل فرما دیا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے مگر محبوب کریم ﷺ کو مصلّٰی پر نہ پا کر غش کھا کر گر پڑے اور رونے لگے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ڈھاہیں مار مار کر رونے لگے اسی عالم میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز عشاء پڑھانی شروع کی جب یہ آواز آقا کریم ﷺ نے سنی اور پوچھا تو سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ "لوگ آپ ﷺ کو نہ پا کر بے خود ہو کر رونے لگے ہیں" تو آقا کریم ﷺ تشریف لے گئے اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں پاس بیٹھ کر نماز ادا فرمائی (۲)۔ اس کے بعد بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نمازیں پڑھاتے رہے یوں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کل 17 نمازیں پیارے آقا کریم ﷺ کی زندگی میں پڑھائیں (۳) جبکہ علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ آقا کریم ﷺ نے 3 بار حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی (۴)۔ اسی طرح رحمتِ عالم ﷺ کے وصال پاک سے ایک یا دو یوم قبل بروز ہفتہ یا اتوار جبکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر کی امامت کروا رکھی تھی (۵)۔ اِس دوران (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) کے سہارا سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی آمد کی آہٹ پا کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ ﷺ نے پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف پہلو میں بیٹھ گئے، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور پیارے آقا کریم ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیارے آقا کریم ﷺ کی نماز کے مقتدی تھے اور باقی سب لوگ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کے مقتدی تھے (گویا

(۱) عن حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، تاریخ الخمیس ج ۲ ص ۱۶۴، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۲۱۲، الصواعق محرکہ ص ۸۲ (۲) ترمذی ج ۱ ح ۳۴۵، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۲۱۱ (۳) مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ سعیدی، البدایہ والنہایہ ج ۵، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۲۷۸ (۴) سیرت حلبیہ ج ۶ ص ۴۹۹ (۵) الرحیق المختوم ص ۶۲۷۔

سب لوگ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکبیرات پر نماز ادا کر رہے تھے)" (۱)۔ اسطرح یہی "سب سے آخری نماز جس میں پیارے آقا کریم ﷺ امام بنے نمازِ ظہر تھی اور ہفتہ یا اتوار کا دن تھا" (۲)۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ "وہ سب سے آخری نماز جس میں آپ ﷺ مقتدی تھے وہ پیر کا دن اور فجر کی نماز تھی" (۳) آپ ﷺ نے بیٹھ کر یہ نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ کے سر پر درد کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی (۴)۔ پھر اسی دن (حدیث) "حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں) نماز پڑھتے دیکھا، مسکرائے اور پھر پردہ چھوڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چہرہ انور یوں لگا جیسے قرآن کا ورق ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے ارادہ کیا کہ نماز چھوڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جائیں اور پھر اسی دن شام کو آپ ﷺ نے وصال فرمایا" (۵)

آقا کریم ﷺ اور رتبہ شہادت:۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک سب سے عمدہ موت شہادت ہے۔ چونکہ پیارے آقا کریم ﷺ حبیب رب العالمین ہیں اسلیئے ممکن نہیں کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ آپ ﷺ کو شہادت کے اعلیٰ مرتبہ سے نہ نوازے۔ اسلیئے وصال پاک کے موقع پر آقا کریم ﷺ نے فرمایا (حدیث) "خیبر کے روز (یہودیہ زینب بنت الحارث نے) جو زہر ملے گوشت کا کھانا مجھے کھلایا تھا اس کا درد میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا اب اس زہر کے اثر سے میری شہ رگ کٹ رہی ہے" (۶)۔ اور پھر اسی زہر کی تکلیف میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا (حدیث) "اس بنا پر آقا کریم ﷺ کا وصال پاک شہادت ہے" (۷)۔ اسی وضاحتی تاکید میں (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اگر میں 9 مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آقا کریم ﷺ کا وصال شہادت کا ہے تو اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ ﷺ شہید نہیں کیئے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ ﷺ کو شہید کا رتبہ بھی دیا" (۸)۔

جب آپ ﷺ نے پردہ فرمایا "12 ربیع الاوّل 11ھ بمطابق 6 جون 632ء بروز

(۱) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۶۷۴، مسلم، ترمذی ج۱ ح۳۴۴، مسند احمد، ابن حبان ج۱۱ ح۲۷۸۴، معجم کبیر ج۲۰ ح۱۳، بیہقی ج۹ ح۲۲۰، مشکوٰۃ ح۱۰۷۲، ۱۰۷۹، مؤطا امام مالک ح۳۰۸، بلوغ المرام ح۳۳۴ ص۱۳۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۱۹۶، ۱۹۹، رحمۃ للعالمین حصہ۱ ص۲۴۳، ضیاء النبی ﷺ ج۴ ص۸۰۶، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۰۸، الوفاء ص۷۹۸ (۲) عمدۃ القاری حصہ۴ ص۱۰۶ (۳) عمدۃ القاری حصہ۴ ص۱۰۶ (۴) سیرت حلبیہ ج۶ ص۵۰۱، خصائص الکبریٰ ج۲ ص۷۹۷ (۵) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۶۴۴، ۷۱۵، الوفاء ص۷۹۹، فیوض الباری حصہ۳ ص۳۸۵، جلوۂ جاناں ج۳ ص۲۲۳ (۶) ابن کثیر ج۴ ص۴۴۹، ضیاء النبی ﷺ ج۴ ص۸۱۲ (۷) خصائص الکبریٰ ج۲ ص۵۹۰ (۸) خصائص الکبریٰ ج۲ ص۵۹۰، مسند احمد، ابویعلی، طبرانی، حاکم، بیہقی۔

پیر بوقت چاشت تھا۔ اور اس پُر ملال گھڑی کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 63 سال 4 دن تھی۔ یوں پیارے آقا کریم ﷺ نے اس دنیا فانی میں 22330 دن اور 6 گھنٹے گزارے" (۱)۔

بہر حال بعض لوگ نماز کیلئے کھڑا ہونے میں بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں مگر جب کسی سے گپ شپ لگانے کھڑے ہوتے ہیں تو پوری نماز جتنا وقت کھڑا رہنے میں بھی بار محسوس نہیں کرتے حالانکہ نماز کا قیام فرض ہے جس کے ادا نہ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ لہٰذا "کوشش کریں کہ جتنی دیر ممکن ہو قیام میں کھڑے ہوں" (۲)۔ کہ (حدیث) "اگر مریض چاہے تو 2 رکعتیں بیٹھ کر پڑھ لے اور 2 رکعتیں کھڑا ہو کر پڑھ لے" (۳)۔ اور "اگر اس سے بھی ناچار ہو تو صرف تکبیر کہہ کر بقدر ثناء یا کم و بیش ہی سہی کھڑا ہو پھر بیٹھ جائے" (۴)۔ **نیز** بیمار شخص کھڑا ہو کر نماز نفل پڑھ رہا تھا کہ درمیان میں تھک گیا تو لاٹھی، دیوار یا خادم کا سہارا لے کر نماز پڑھ سکتا ہے یا بیٹھ جائے اور نماز پوری کرے، بغیر عذر اس طرح سہارا لینا مکروہ ہے تاہم نماز ہو جائے گی (۵)۔ **نیز** مریض سے بیٹھا نہ جا سکے تو بیٹھنے یا ٹیک لگانے کیلئے تکیہ وغیرہ کا سہارا لے لے اور جہاں تک ممکن ہو دو زانو بیٹھے ورنہ جیسے بھی ہو سکے بیٹھ جائے (۶)۔ **نیز** ایسا شخص جسے واقعی عذرِ مرض ہو اُس کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ درج ذیل صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے: 1۔ کھڑا ہونے پر قادر نہ ہو۔ 2۔ مرض بڑھنے کا ڈر ہو۔ 3۔ چکر آتے ہوں۔ 4۔ پیشاب آنے کا ڈر ہو (۷)۔ **نیز** آنکھیں بنوائیں یا کوئی اور آپریشن کروایا اور مسلمان ڈاکٹر نے لیٹنے کا حکم دیا ہو تو نماز لیٹ کر اشارے سے پڑھ لیں (۸)۔ کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ بیمار تھے بواسیر تھی اُنہوں نے آقا کریم ﷺ سے سوال کیا کہ نماز کس طرح پڑھوں؟۔ سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "کھڑے ہو کر نماز پڑھو، استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اُس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھو، یہ بھی نہ ہو سکے تو اشارہ سے پڑھو کیونکہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر جتنی کہ وہ وسعت و برداشت رکھتا ہو" (۹)۔ یہاں اشارہ

(۱) رحمۃ للعالمین ج۱ ص۲۳۶، ج۲ ص۱۶، سیرت سید لولاک ﷺ ص۵۲۰، طبقات ابن سعد ج۱ ص۲۷۴، ج۲ ص۲۶۷، جلوہ جاناں ج۳ ص۲۷۷، سیرۃ ابن کثیر، الوفاء ص۸۱۴ (۲) عالمگیری ج۱ ص۲۱۸ (۳) قال سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری، مصنف ابن ابی شیبہ، جامع ترمذی، فیوض الباری حصہ۵ ص۱۰ (۴) شرح قدوری ص۸۲، عالمگیری ج۱ ص۲۱۸ (۵) ہدایہ، کبیری، عالمگیری ج۱ ص۱۷۱، ۲۱۸ (۶) درمختار، عالمگیری ج۱ ص۲۱۸، عینی شرح ہدایہ، شامی، بہار شریعت ج۱ ص۲۶۴ فیوض الباری حصہ۵ ص۹ (۷) درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۲۶۴، ۲۶۵، فیوض الباری حصہ۵ ص۹ (۸) درمختار، شامی، بہار شریعت ج۴ ص۲۶۶ (۹) بخاری ج۱ ح۱۰۴۶، ترمذی ج۱ ح۳۵۴، ابن ماجہ ح۱۲۷۶، ابوداؤد ج۱ ح۹۴۴، مستدرک حاکم ح۱۱۸۶، بلوغ المرام ح۳۳۸، ۷۶۷ ص۱۲۰، ۱۳۶، مسند امام زید ح۱۶۲۔

سے مراد سَر کیساتھ اشارہ کرنا ہے نہ کہ آنکھ وغیرہ کے ساتھ "اگر کوئی آدمی سَر کے اشارہ پر قادر نہیں ہے تو اس سے فریضۂ نماز ساقط ہو جاتا ہے، آنکھوں اور بھنوؤں سے اشارہ کافی نہیں" (۱)۔ **نیز** اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہو لیکن رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام لازم نہ ہوگا بلکہ اشارہ سے نماز پڑھ لے (۲)۔ **نیز** مریض خود قبلہ کی طرف رُخ نہیں پھیر سکتا اور کوئی دوسرا موجود نہیں جو اس کا رُخ پھیرے تو جدھر آسانی ہو رخ کر کے نماز پڑھ لے (۳)۔ **نیز** مریض نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر تھک کر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی پھر کھڑا ہو گیا، یا ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی اور ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کا کچھ حصّہ کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصّہ بیٹھ کر تو ان تمام صورتوں میں نماز درست ہے مگر بلا عذر ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے (۴)۔ اور اگر بیٹھ کر نماز شروع کی تو لازمی نہیں کہ بقیہ بیٹھ کر ہی پڑھیں بلکہ باقی نماز کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتے ہیں (۵)۔ **نیز** بہتر یہ ہے کہ لیٹ کر تکیہ وغیرہ سے سَر ذرا اُونچا کر لیں تا کہ مُنہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جائے البتہ اگر پہلو پر لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر دیں تو ایسا بھی جائز ہے (۶)۔ **نیز** مریض کے نیچے پلید بچھونا ہے جو نکالنا مریض کیلئے تکلیف کا باعث ہے یا اگر نکال لیں نیا بچھونا بھی فوراً ناپاک ہو جائیگا تو اُسی پر ہی مریض نماز پڑھ لے درست ہے۔ جب تندرست ہو جائیں تو اُن نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں جو دورانِ بیماری کسی بھی حالت میں پڑھیں مگر جو قضاء ہوئیں اُن کا پڑھنا ضروری ہے اور قضاء بیٹھ کر نہیں بلکہ تندرستوں کی طرح کھڑے ہو کر پڑھیں (۷)۔

کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا:

آج کل کرسی پر نماز پڑھنے کا گویا رواج عام ہے سابقہ پیرے میں بیمار کی نماز کے بارے جتنی احادیث اور فقہی حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں اُن میں کھڑے ہو کر، بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کا تذکرہ ہوا ہے جن سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی دلیل لی گئی ہے۔ اس مقصد کیلئے جو مخصوص کرسی استعمال کی جاتی ہے اس پر بیٹھنے کے علاوہ ہاتھ رکھنے کیلئے نمازی کے سامنے ایک میز کی شکل کی تختی بھی لگی ہوتی ہے اور دیکھا یہ گیا ہے کہ نمازی سجدہ کرتے وقت اشارہ کرنے کی بجائے اپنے

(۱) درمختار، ہدایہ ج۱ ص۱۰۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۸، کبیری ص۲۶۳، بہار شریعت ج۱ ص۲۶۴، عالمگیری ج۱ ص۲۱۹ (۲) عالمگیری ج۱ ص۲۱۸، شامی، درمختار، ہدایہ ج۱ ص۱۰۹، کبیری ص۲۶۶ (۳) عالمگیری ج۱ ص۹۹، ۲۲۰ (۴) بخاری ج۱ ح۱۰۴۸ درمختار، شامی، ہدایہ ج۱ ص۱۰۹، شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۸، کبیری ص۲۶۹، فیوض الباری حصّہ ۵ ص۱۱، عالمگیری ج۱ ص۲۱۹ (۵) فیوض الباری حصّہ ۵ ص۱۱ (۶) شرح نقایہ ج۱ ص۱۱۷، ہدایہ ج۱ ص۱۰۹، کبیری ص۲۶۲، درمختار، فیوض الباری حصّہ ۵ ص۹، عالمگیری ج۱ ص۲۱۹ (۷) عالمگیری ج۱ ص۲۲۰، درمختار، شامی، بہار شریعت ج۱ ص۲۶۶، فیوض الباری حصّہ ۵ ص۹۔

ہاتھوں کے ساتھ ساتھ اپنی پیشانی بھی اُس تختی پر رکھ دیتا ہے تو اس بارے گذارش ہے کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک مریض کی عیادت فرمائی دیکھا کہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے تو آپ ﷺ نے اُس کے آگے سے تکیہ لے کر ایک طرف پھینک دیا۔ اُس نمازی نے (پاس پڑی ہوئی) ایک لکڑی لی کہ اُس پر سجدہ کر لے تو آپ ﷺ نے اُسے بھی لے کر پھینک دیا۔ اور فرمایا" اگر تمہیں طاقت ہو تو زمین پر نماز پڑھو اگر استطاعت نہیں تو اشارہ کر لو اور سجدہ کو رکوع سے پست کرو یعنی زیادہ جھکو" (۱)۔ اس سے ثابت ہوا کہ زمین پر نماز پڑھنا بہتر ہے بلکہ سابقہ صفحات میں لکھی گئی حدیث بخاری کے مطابق خود پیارے آقا کریم ﷺ کا بھی شدید تکلیف کے باوجود زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ہی معلوم ہوا ہے آپ ﷺ نے کرسی طرح کی کوئی چیز استعمال نہیں فرمائی تاہم منع نہیں ہے۔ ایسے ہی ایک مریض کے بارے فرمایا (حدیث) "اسے بٹھا دو پھر اسکا رخ قبلہ کی طرف کر دو اور یہ اشارہ سے نماز ادا کرے اور سجدہ میں اس کا سر رکوع کی نسبت زیادہ جھکا ہو" (۲)۔ اسی وضاحت میں (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" بیمار کو اگر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو سر سے اشارہ کرے لیکن کوئی اونچی چیز اپنی پیشانی کے سامنے نہ رکھے" (۳)۔ نیز حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا" بیمار کیلئے جائز نہیں کہ کسی لکڑی پر سجدہ کرے اور کسی چیز کو چہرے کی طرف اٹھانا بھی جائز نہیں" (۴)۔ ایسے ہی سیّدنا امام زید بن زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کوئی شخص کسی لکڑی، کسی آرام دہ چیز یا تکیہ کے اوپر سجدہ نہیں کر سکتا" (۵)۔ لہذا واضح ہوا کہ کسی چیز پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا منع ہے بلکہ ہر حال میں اشارہ ہی کریں۔ نیز اگر رکوع اور سجدہ کیلئے ایک جتنا اشارہ کیا تو نماز درست نہیں (۶)۔

اگر عذر ایسا ہو کہ زمین پر بیٹھنا ممکن ہی نہ ہو تب تو کرسی کے استعمال کا جواز بنتا ہے مگر کسی طرح میں یہ ہرگز درست نہیں کہ کرسی کے سامنے لگی تختی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کیا جائے۔ اسی کی وضاحت میں ہدایہ میں ہے کہ" کوئی چیز مثلاً گھڑا، صندوق، ڈیسک، سرہانہ، تختہ وغیرہ کو اپنے سامنے سجدہ کرنے کیلئے نہ رکھیں بلکہ جس طرح بھی کیا جا سکے اشارہ کر لیں"۔ اور حضرت علاّمہ امجد علی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ" سجدہ کیلئے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب رکھ کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے"۔

(۱) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۱۶۴، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۴۸، معرفۃ السنن بیہقی، مسند بزار، ابو حاتم، بلوغ المرام ح ۳۴۹، ۳۴۶۸ ص ۱۲۰، ۱۴۶، ہدایہ، آثار السنن، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۰۹ (۲) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۱۶۱ (۳) عن سیّدنا نافع تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۴۰۵، بیہقی ح ۳۴۸۶ (۴) مؤطا امام محمد ح ۲۷۸ (۵) مسند امام زید ح ۱۶۲ (۶) ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۸، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱۷، کبیری ص ۲۶۲، عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۸۔

اور اگر لکڑی پر پیشانی لگادی تو نماز درست نہ ہوگی (۱)۔ خلافِ سنّت ہے مگر چونکہ کرسی کے پائے زمین سے لگے ہوتے ہیں اس لئے نماز ہوجائے گی۔

بہت افسوس ہے کہ تمام شرعی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہاں بھی ہم نے کمال آزادی حاصل کررکھی ہے۔ اچھا بھلا ہٹا کٹا آدمی سارا دن بھاگا پھرے گا، بیٹھ کر کھانا بھی کھالے گا، پیشاب پاخانہ بھی بیٹھ کر کرلے گا کہیں ذاتی مفاد نظر آئے تو اُٹھنے بیٹھنے والا ہر کام کرنے کو تیار ہوجائے گا مگر جب رب کریم ﷻ کی بارگاہ میں حاضری کا لمحہ آتا ہے تو جوڑ جوڑ درد کرتا ہے کبھی کھڑا ہونے کے ہزار عذر گنوادے گا تو کبھی زمین پر نہ بیٹھنے کی ان گنت توجیہیں بیان کردے گا بلکہ میرا تو خیال ہے کہ ایسا کرنے والا تکبّر کی بیماری میں مبتلاء ہوتا ہے، اور اس طرح سے ٹھاٹھ باٹھ سے بیٹھنا اپنی شان کے لائق ومناسب جانتا ہے۔ اور پھر اس میں ریاکاری کا شائبہ بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس لئے اگر یہ ناجائز نہیں تو خلافِ سنّت تو بہر حال ضرور ہے۔ لہٰذا اگر واقعی عذر ہے تو پھر تو جیسے چاہے پڑھیں بیشک چارپائی پر ہی سہی اور اگر صرف ناز نخرہ ہے تو آج ہی اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں شرمندہ ہوکر عاجزی سے اس کی عبادت کیلئے حاضر ہوں۔

نمازِ شفاءُ الامراض:

۔ امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بچّہ بیمار ہوگیا اُس کی بیماری اتنی سخت ہوگئی کہ موت کے قریب پہنچ گیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ ﷺ کی خدمت میں بچّہ کا حال پیش کیا سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "تم آیاتِ شفاء سے کیوں دُور ہوتے ہو؟ کیوں اُن سے تمسک نہیں کرتے اور شفاء نہیں مانگتے؟" مَیں بیدار ہوگیا اور اس پر غور کرنے لگا تو مَیں نے ان آیاتِ شفاء کو کتاب الٰہی میں 6 جگہ پایا جو یہ ہیں [۱] وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ [۲]۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ [۳] يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ [۴] وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، [۵]۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ، [۶]۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ، مَیں نے ان آیتوں کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچّے کو پلادیا وہ بچّہ اُسی وقت شفا پاگیا گویا کہ اُس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔ امام سُبکی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں میں نے شیخ محدث عبدالحق علیہ الرحمۃ، شیخ عبدالوہاب متقی علیہ الرحمۃ اور کثیر علماء کرام کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ "اگر فائدہ نہ ہو تو عمل کرنے والے کی تاثیر وہمت کی کمزوری ہوگی" (۲)

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۸، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۶۵، درمختار، شامی (۲) مدارج النبوت ج ۱ ص ۳۰۰۔

۔(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "سورۃ الفاتحہ میں ہر مرض کی شفاء ہے" (۱)۔ اس سورۃ کا شفاء کیلئے پیارے آقا کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی استعمال ہوتا رہا جیسا کہ (حدیث) "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ہمیں آقا کریم ﷺ نے ایک غزوہ میں بھیجا، ہم لوگ قبیلہ جہینہ کے ایک (سانپ یا کسی زہریلے جانور کے) ڈسے ہوئے آدمی پر پہنچے (اس کے گھر والوں نے) اس کا علاج کرایا مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا تھا، وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے "اے مسافرو! ہمارے سردار کو (سانپ وغیرہ نے) ڈس لیا ہے ہم نے اس کا ہر طرح سے علاج کیا ہے مگر کسی چیز نے فائدہ نہیں دیا، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟"۔ ہمارے لشکر میں سے ایک نے کہا "اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! میں دم کرتا ہوں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! ہم نے آپ لوگوں سے ہمیں مہمان بنانے کو کہا مگر تم نے ہمیں مہمان نہیں رکھا لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے مگر تم لوگ (اس کام کا) ہمارے ساتھ معاوضہ طے کرو"۔ چنانچہ بکریوں کی ایک مخصوص تعداد طے کر لی گئی لہذا دم کرنے والے صحابی گئے اور سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور مریض کے زخم پر لعاب لگاتے جاتے یہاں تک کہ وہ شفایاب ہو کر ایسے ہو گیا گویا کہ وہ بندھی ہوئی رسی سے چھوٹ گیا ہو، حتی کہ وہ کھڑا ہو کر چلنے لگ گیا اور اسے کوئی تکلیف نہ تھی۔ تب ان لوگوں نے طے شدہ معاوضہ ہمیں پورا پورا دے دیا۔ بعض ساتھیوں نے کہا کہ یہ بکریاں ہم آپس میں تقسیم کر لیں مگر جس نے دم پڑھا تھا اس نے کہا "نہیں ابھی ایسا نہ کرو پہلے ہم آقا کریم ﷺ کے پاس چلتے ہیں اور یہ سارا ماجرا ذکر کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اس بارے ہمیں کیا حکم دیتے ہیں"۔ لہذا یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو جان سے پیارے آقا کریم ﷺ یہ سن کر ہنس دیئے اور فرمایا "آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ دم پھونک کی چیز بھی ہے؟"۔ اور پھر فرمایا "تم لوگوں نے درست کیا، یہ مال تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ ساتھ میرا بھی حصہ مقرر کرو" (۲)۔ ایسے ہی (حدیث) حضرت ارجہ بن صلت تمیمی تابعی علیہ الرحمۃ کے چچا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میرا ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا لوگوں نے ایک پاگل شخص کو لوہے کی زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا انہوں نے علاج کیلئے کہا تو میں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا، میں تین دن وہاں رہا اور روزانہ دو بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرتا رہا تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اسے شفاء دے دی۔ انہوں نے خوش ہو کر مجھے 100 بکریاں

(۱) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ، سنن دارمی ح ۳۴۴۰، شعب الایمان ج ۲ ح ۲۳۶۷، کنز العمال ح ۲۵۱۶، مصنف ابن ابی شیبہ، مشکوۃ ح ۲۰۶۴، مراۃ ج ۳ ص ۲۷۷، تفسیر خزائن العرفان، فیوض الباری حصہ ۹ ص ۴۷، آفتاب اجمیر حصہ ۳ ص ۸۸

(۲) عن سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، شعب الایمان ج ۲ ص ۴۶۲ ح ۲۵۷۲، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۵۰۸۔

کا نذرانہ پیش کیا، میں نے یہ بات پیارے آقا کریم ﷺ کو آ کر بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ نذرانہ کھاؤ، کوئی ناجائز گنڈے کا نذرانہ کھاتا ہے مگر تم جائز دم کا نذرانہ کھا رہے ہو" (۱)۔

(حدیث) "جو 100 بار سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دُعا مانگے اللہ کریم ﷻ اُس کی دعاء قبول فرماتا ہے" (۲)۔ اس بارے حضرت شاہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ بڑے وثوق سے فرماتے ہیں "جو شخص سورۃ الفاتحہ کسی حاجت کے واسطے صدقِ دل سے پڑھے اور اُس کی حاجت روانہ ہو قیامت کے دن میرا دامن پکڑے" (۳)۔ جبکہ سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا طریقہ آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مریض کسی دوا سے اچھا نہ ہو تو نمازِ فجر کی سنّت اور فرض کے درمیان بسم اللہ ساتھ ملا کر سورۃ الفاتحہ پڑھیں اور دَم کریں اللہ کریم ﷻ اُسے انشاء اللہ ضرور شفایاب فرمائیں گے (۴)۔ پانی پر یا کسی چیز پر دَم کر کے پلا دیں تو بہتر ہے اس وظیفہ کی توثیق حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فتوحاتِ مکیہ میں ایک حدیث سے فرمائی جس کے راوی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ نیز امام حقی علیہ الرحمۃ نے بھی تفسیر روح البیان میں حضرت ابن عربی علیہ الرحمۃ سے اسی طرح نقل کیا ہے (۵)۔ اس کی مزید وضاحت "نماز قضائے حاجت" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

۔ قطبِ عالم حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی علیہ الرحمۃ نماز شفاء الامراض کے بارے لکھتے ہیں کہ نمازِ عشاء کے بعد 2 نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص 11 مرتبہ پڑھیں۔ اُس کے بعد اُسی جگہ بیٹھ کر 70 بار "یَا وَهَّابُ" کا ذکر کریں انشاء اللہ مرض نہیں رہیگی (۶)

۔ جواہر خمسہ میں ہے کہ 2 نفل پڑھیں اس طرح کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۃ الاخلاص پڑھیں پھر وہیں بیٹھ کر کسی سے بات چیت کئے بغیر یہ تسبیح 1,000 بار پڑھیں "يَا بَدِيعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ ارْحَمْنِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ" انشاء اللہ مریض از سرِ نو زندگی پائیگا اور اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا اُس کیلئے پڑھ دے مگر "ارْحَمْنِي" کی بجائے "ارْحَمْهُ" پڑھے اور مریض کا تصور کرے۔

۔ لاعلاج مرض جس کے بچنے کی امید نہ رہے، جمعۃ المبارک کے روز بعد نماز عصر فوراً بغیر کسی سے گفتگو کئے یہ ذکر کرے اور مسلسل بغیر زبان روکے اور بغیر جگہ بدلے مغرب تک جاری رکھے،

(۱) بیہقی، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۵۰۸ (۲) سنن دارمی تفسیر خزائن العرفان، فیوض الباری حصہ ۹ ص ۴۷ (۳) آفتاب اجمیر حصہ ۳ ص ۹۲ (۴) آفتاب اجمیر حصہ ۳ ص ۸۸ (۵) مجموعہ اعمال مجربہ وسورۃ الفاتحہ از علامہ محمد عبداللہ نقشبندی دہلوی (۶) کشکول کلیمی۔

انشاء اللہ ضرور شفاء پائے گا۔ اور اگر موت مقدر ہوئی تو اُسے اس عمل کی توفیق ہی نہ ملے گی الفاظ یہ ہیں "یَااَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ" (۱)۔

۔شفاء کیلئے نماز و وظائف کیساتھ ساتھ یہ بھی قیمتی جواہرات سمجھ کر سینے میں سجالیں کہ (حدیث) "اپنے بیماروں کا صدقہ کی دوا سے علاج کیا کرو اور مصیبتوں کی لہروں کا دعاء اور گریہ زاری سے سامنا کرو" (۲)۔ اور (حدیث) "صدقہ 70 بلاؤں کو روکتا ہے جن میں کم از کم درجہ جذام اور برص ہے" (۳)۔ اور (حدیث) "صدقہ بلاؤں خطاؤں کو ایسے بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو" (۴)۔

(۱) مرقع کلیمی (۲) عن سیدنا ابوامامہ ﷺ، ابوداؤد، معجم اوسط ج ۲ ح ۱۹۲۳، معجم کبیر ج ۱۰ ح ۱۰۱۹۶، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۵۵۷، ترغیب، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۳، کنز العمال، فضائل صدقات ص ۸۱ (۳) کنز العمال، فضائل صدقات ص ۸۱ (۴) فضائل صدقات ص ۸۲۔

(ح) اللہ کریم ﷻ نے فرمایا "جب بندہ میرا ذکر کرے تو مَیں اُس کے ساتھ ہوں اگر وہ اپنے دل میں ذکر کرے تو مَیں اسے اپنی ذات پاک میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں مجھے یاد کرے تو مَیں اُسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہے، اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو مَیں ایک ہاتھ اُس کے قریب آتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو مَیں دونوں ہاتھ پھیلانے کے برابر اُس کے قریب آتا ہوں اور اگر وہ چل کر میرے پاس آئے تو

مَیں دوڑ کر اُسکے پاس آتا ہوں" (بخاری مسلم)۔ (ح) "غافلوں کے بیچ میں اللہ کریم ﷻ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا سوکھے اور ٹوٹے درختوں کے درمیان سبز درخت یا مردوں میں زندہ" (بخاری، مسلم، احیاء العلوم ص ۴۴۸)۔ (ح) "جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کریم ﷻ کا ذکر کرتے ہیں تو اُن کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ کریم ﷻ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور پیارا اللہ کریم ﷻ ان کا ذکر اپنے پاس ملائکہ اعلیٰ میں فرماتا ہے" (احمد، طبرانی، احیاء العلوم ص ۴۴۹)۔ (ح) "جو لوگ اکٹھے ہو کر ذکر کرتے ہیں کہ اُس ذکر کا سوائے اللہ کریم ﷻ کی رضا کے اور کچھ مقصود نہ ہو تو اُن کو ایک منادی آسمان سے پکار کر کہتا ہے کہ "اُٹھو کہ تمہاری مغفرت ہو گئی اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئیں" (ترمذی، احیاء العلوم ص ۴۴۹) سبحان اللہ

باب۔۱۹

احکامِ نمازِ قضاء

اگر آپ کی کوئی نماز اپنے وقت پر پڑھنے سے رَہ جائے تو وہ نماز قضاء کہلاتی ہے۔ جس کے بارے حکم ہے کہ (حدیث) ''وَمَافاتکُمْ فَاقْضُوْا، اور جو تم سے (نماز) رَہ جائے اُس کی بعد میں قضاء کرو'' (۱)۔ اسلئے کہ نماز کا قضاء کرنا گناہ ہے لہٰذا جو نماز کسی عذر سے رَہ جائے تو نہ صرف اسکی قضاء پڑھیں بلکہ سچے دل سے توبہ کریں۔ کیونکہ ''سوتے میں یا بھولے سے نماز قضاء ہو جائے تو اُس کی قضاء پڑھنا فرض ہے البتہ اس قضاء کا گناہ نہیں (۲)۔ کہ (حدیث) ''سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں، قصور بیداری میں ہے'' (۳)۔ لہٰذا بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو قضا اُسی وقت پڑھ لیں تاخیر کرنا مکروہ ہے (۴)۔ کیونکہ (حدیث) ''تم میں سے کوئی اپنی نماز سے سو جائے یا نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے'' (۵)۔ مگر یہاں یہ بات ضرور یاد رہے کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور نماز پڑھنے کی بجائے آپ سو جائیں اور نماز قضاء ہو جائے تو نماز قضاء کرنے کا گناہ ہوگا کیونکہ (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اُس کے سَر کی گدی پر 3 گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ کہتا ہے ''سو جا سو جا ابھی رات بہت پڑی ہے'' پس اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کریم ﷻ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کُھل جاتی ہے، اگر وضوء کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ شادمان اور پاک نفس ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ وہ بُرے نفس والا اور سُست الوجود ہو کر اُٹھتا ہے'' (۶)۔ بعض محدّثین نے یہ حدیث نمازِ تہجد کے بارے اور بعض نے نمازِ فجر کے بارے لی ہے (۷)۔

❁ ۔ جب کوئی نماز قضاء ہو جائے تو پہلی ہی فرصت میں جلد از جلد پڑھ لیں جب بھی پڑھیں گے اس کی ادائیگی ہو جائیگی (۸)۔ مگر یہ ضرور ذہن میں رہے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ایسا نہ ہو کہ قضاء کا بار سَر پر لئے ہی موت آ جائے۔

(۱) مسلم، احمد، نسائی (۲) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۱۷۱، بہار شریعت ج۱ ص ۲۵۵، عالمگیری ج۱ ص ۱۹۳ (۳) مسلم (۴) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۱۷۱، بہار شریعت ج۱ ص ۲۵۵ (۵) عن زید بن اسلم ؓ، بخاری ج۱ ح ۵۶۷، مسلم ج۱ ح ۱۴۶۳، ۱۴۶۶، ابوداود ج۱ ح ۴۳۹، نسائی ح ۶۱۵، ابن ماجہ ح ۷۰۴، احمد ج۱ ح ۱۰۷۴، مؤطا امام مالک، دارمی ح ۱۲۶۱، ابن حبان ح ۱۵۵۵، ابن خزیمہ ح ۹۹۱، بیہقی ح ۲۹۹۸، فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۶۸ (۶) عن ابو ہریرہ ؓ، بخاری ج۱ ح ۱۰۷۱، مسلم ج۱ ح ۱۷۱۶، نسائی ح ۱۵۸۸، ابوداود، ابن ماجہ ح ۱۳۸۵، مسند احمد، مؤطا امام مالک ح ۴۲۶، ابن حبان ح ۲۵۵۳، ابن خزیمہ ح ۱۱۳۱، بیہقی ح ۴۴۱۸، مشکوٰۃ ح ۱۱۵۱، کشف الغمہ ج۱ ص ۲۶۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۲۳۷، فیوض الباری حصّہ ۵ ص ۲۰، تجرید البخاری، قوت القلوب ج۱ (۷) مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۲۳۷ (۸) فیوض الباری حصّہ ۳ ص ۲۷۰، عالمگیری ج۱ ص ۱۹۴۔

۔قضاء نماز ادا کرنے کا طریقہ بالکل عام طریقۂ نماز جیسا ہے۔صرف نیّت میں کچھ تبدیلی کرنا ہوتی ہے جو کہ اس طرح ہے ''نیت کی میں نے 4 رکعت نماز فرض قضاء ظہر کی کل کی (یا فلاں دن کی) مُنہ قبلہ کی طرف''۔

۔قضاء میں تعین دن اور وقت ضروری ہے اگر کسی دوسرے دن کی نیّت کر لی تو قضاء نماز ادا نہ ہوئی۔جیسے آپ کی اتوار کی ظہر قضاء ہوئی تو آپ نے گمان کیا کہ منگل کی قضاء ہوئی تھی،آپ نے منگل کی قضاء کی نیّت کر کے نماز پڑھ لی۔بعد میں یاد آیا اور معلوم ہوا کہ قضاء اتوار کی تھی تو وہ قضاء نماز ادا نہ ہوئی دوبارہ پڑھیں (۱)۔

۔یہ قطعاً ضروری نہیں کہ فجر کی نماز قضاء ہوئی تو صرف فجر کے وقت ہی اُس کی قضاء پڑھی جا سکتی ہے بلکہ آپ نماز کی قضا سارے دن میں کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں سوائے اوقاتِ ممنوعہ کے (۲) اوقاتِ ممنوعہ کا ذکر پچھلے ابواب میں گزر چکا ہے۔

۔ایک ماہ کی نمازیں قضاء ہو گئیں اور آپ نے پہلے فجر کی تمام قضاء نمازیں پڑھیں پھر ظہر کی 30 دن کی پڑھیں پھر عصر وغیرہ وغیرہ،تو ایسا کرنے میں حرج نہیں (۳)۔

۔نماز قضا صرف فرضوں اور وتروں کی لازمی ہے سنّت اور نوافل کی قضاء نہیں۔گویا ''فرض کی قضاء پڑھنا فرض،واجب کی قضاء پڑھنا واجب،اور سنّت کی قضاء پڑھنا سنّت ہے'' (۴)۔

۔جو نماز جیسی قضا ہو ویسی ہی اُس کی قضاء پڑھی جائے گی جیسے اگر سفر میں قضاء ہوئی تو چاہے وہ گھر میں پڑھیں یا سفر میں قضاء 2 رکعت قصر ہی پڑھیں گے۔اسی طرح مقیم کی قضاء سفر و حضر میں 4 رکعت پڑھی جائے گی (۵)۔

۔اگر کوئی نیک بخت ایسا ہو کہ جو ساری زندگی کی نمازِ فرض و وتر کی قضاء پڑھ لے،تو پھر مؤکدہ سنّتوں کی قضاء پڑھ سکتا ہے۔

۔فضیلت میں سنّت فجر بہت افضل ہیں لہٰذا اگر نمازِ فجر قضاء ہو جائے اور آپ اُسی دن زوال سے پہلے اُس کی قضاء پڑھیں تو فرض سے پہلے 2 سنّت بھی پڑھ لیں اور اگر اُسی دن ظہر کے بعد یا کسی اور دن آج کی فجر کی قضاء پڑھیں تو صرف 2 رکعت فرض فجر ہی کی قضاء لازم ہے (۶)۔

(۱) غنیۃ الطالبین،عطاء حبیب (۲) بہار شریعت (۳) عالمگیری ج۱ ص۱۹۸ (۴) درمختار،ردالمختار،بہار شریعت ج۱ ص۲۵۶، عالمگیری ج۱ ص۱۹۴ (۵) عالمگیری،درمختار شرح،قدوری،ہدایہ ج۱ ص۱۱۴،شامی،شرح نقایہ ج۱ ص۱۲۲،نورالایضاح،مالا بدمنہ،بہار شریعت ج۱ ص۲۵۶ (۶) نورالایضاح،شامی۔

۞۔اگر کوئی قضاء نماز تنہاء پڑھیں تو قرأت آہستہ کریں (۱)۔

۞۔تنہا آدمی نماز قضاء پڑھے تو وہ اذان واقامت کہہ سکتا ہے بشرطیکہ وہ جنگل وغیرہ میں تنہاء ہو ورنہ قضاء کا اظہار گناہ ہے اسی لئے مسجد میں قضاء پڑھنا مکروہ ہے (۲)۔

قضاء نماز کی جماعت:۔قضاء نماز کا اعلان منع ہے اور اگر ایک گروہ کے تمام افراد کی کوئی نماز قضاء ہو جائے اور سب مل کر اُس نماز کی قضاء پڑھنا چاہیں تو اذان اور اقامت کہہ کر باجماعت قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں (۳)۔ کیونکہ 58 سال 10 ماہ 22 دن کی عمر اقدس میں مئی جون 628ء بمطابق محرم 7ھ کو پیارے آقا کریم ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے راستے میں غزوۂ وادیٔ القریٰ کی فتح کے بعد آپ ﷺ نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو پہرے پر مقرر فرمایا کہ وہ صبح جگا دیں۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نوافل پڑھتے پڑھتے اونٹ سے ٹیک لگا کر قریب طلوعِ فجر غلبہ نیند کی وجہ سے سو گئے حتی کہ سورج نکل آیا اور کسی کو جاگ نہ آئی اور سب کی نمازِ فجر قضاء ہوگئی۔ پھر اُس لیلۃ التعریس کی صبح سب سے پہلے پیارے آقا کریم ﷺ جاگے، پس آپ ﷺ نماز قضاء ہونے پر غمگین ہوئے۔ اور فرمایا ''اُونٹوں کو چلاؤ یہ شیطان کی وادی ہے'' پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی سواریوں کو چلایا، اور ایک مقام پر رُک گئے پھر آپ ﷺ نے وضوء فرمایا اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا ''نماز کیلئے اذان کہو'' چنانچہ آپ ﷺ نے پہلے دو رکعتیں (سنتِ فجر) پڑھیں پھر فجر کی قضاء نماز باجماعت پڑھائی اور فرمایا ''جو شخص نماز کو بھول جائے اُسے چاہیئے کہ جب اُسے یاد آئے ادا کرے بیشک اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میری یاد کیلئے نماز قائم کرو'' (۴) چونکہ آپ ﷺ نے نماز فجر فرض کی قضاء سے قبل فجر کی 2 سنت بھی ادا فرمائیں لہذا معلوم ہوا کہ سفر میں سنت ونوافل پڑھنا درست ہے۔ ایسے ہی جب 8 ذی القعدہ 5ھ بمطابق 31 مارچ 627ء بروز پیر کو (حدیث) ''غزوہ خندق میں مشرکین نے (شدتِ جنگ کی وجہ سے) آقا کریم ﷺ کو چار نمازوں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں سے روکے رکھا یہاں تک

(۱) عالمگیری ج ۱ص ۱۱۲، ۹۴، ہدایہ ج ۱ص ۴۷، شرح نقایہ ج ۱ص ۸۲ (۲) عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۶ (۳) فیوض الباری حصہ ۳ ۲۶۶ عالمگیری، درمختار، شامی، نورالایضاح، مالا بدمنہ، بہار شریعت ج ۱ص ۱۵۰، مرآۃ المناجیح ج ۱ص ۴۰۲ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ح ۵۶۵، مسلم ج ۱ح ۱۴۵۸، ۱۴۶۰، ترمذی، ابوداؤد ج ۱ح ۴۳۲، ۴۳۳، نسائی ح ۶۱۷ تا ۶۲۰، ۸۳۶، ابن ماجہ ح ۶۹۷، مسند امام احمد ج ۱ح ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ابن حبان ح ۱۳۰۲، معجم کبیر ح ۱۲۲۵، مسند امام زید ح ۱۵۴، مؤطا امام مالک ح ۲۵، ۲۶، مشکوٰۃ ص ۶۷، سیرت حلبیہ ج ۵ص ۱۹۴، مرآۃ المناجیح ج ۱ص ۴۰۲، ضیاء النبی ﷺ ج ۴ص ۲۱۷، ۳۱۸، فیوض الباری حصہ ۳ص ۲۶۷، رحمۃ للعالمین ج ۱ص ۲۱۳۔

کہ رات کا کافی حصّہ گزر گیا تب پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا، چنانچہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور سرکار کریم ﷺ نے نماز ظہر با جماعت ادا فرمائی پھر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عشا کی نماز پڑھائی" (۱)۔ لہذا اگر گروہ کی ایک ہی جگہ تمام قضاء نمازوں کی ادائیگی کی جائے تو پہلی قضاء نماز کیلئے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقی میں اذان کے بارے اختیار ہے البتہ اقامت ہر نماز کیلئے الگ الگ کہیں اگر دونوں کہیں تو بہتر ہے (۲)۔ اور امام مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں قرأت حسبِ قاعدہ بلند آواز سے کریں اور باقی نمازوں میں آہستہ کریں (۳)۔

دو نمازیں اکٹھی نہ کریں: (حدیث) "حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی سلطنت کے کونے کونے میں خطوط ارسال فرمائے جن کے ذریعے آپ نے لوگوں کو دو نمازیں جمع کرنے سے منع فرمایا اور لوگوں کو خبردار کیا کہ ایک وقت میں دو نمازوں کا جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے" (۴)

نماز قضاء کرنے کی سزا:

جب نماز فوت ہو جائے تو اُس کی بعد میں قضاء پڑھ لینے سے اُس کی ادائیگی تو ہو گئی مگر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص نماز کو قضاء کرے اگرچہ بعد میں قضاء پڑھ بھی لے تو وہ وقت پر نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب یعنی 80 سال یا کم و بیش جہنم میں جلے گا" (۵) جبکہ تقلید المقلدین میں ہے کہ "80 حقب آگ میں جلے گا اور ہر حقب 80 برس کا ہے" گویا 6400 سال اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے مزید فرمایا "جو اپنی نماز جان بوجھ کر قضاء کرے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس پر غضب ناک ہوگا"۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان مبارک بھی یاد رکھیں کہ "جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی تو گویا ایسا ہے کہ اُس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت چھین لیا گیا ہو" (۶)۔ نیز (حدیث) "جس کی نماز عصر قضا ہو گئی تو ایسا ہے گویا اُس کا مال و عیال

(۱) ترمذی ج ا ص ۱۶۹، مسند امام احمد ج ا ص ۱۰۸۶، طبقات ابن سعد ج ا ص ۳۶۷، ۳۶۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۳۶ (۲) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۲۶۶، نورالایضاح، بہار شریعت ج ا ص ۱۵۹ (۳) ہدایہ ج ا ص ۴۷، شرح نقایہ ج ا ص ۷۳، ۸۲ (۴) موطا امام محمد ص ۲۰۴ (۵) بیہقی، مستدرک حاکم، ابن کثیر، قرۃ العیون، مجالس الابرار (۶) ابن ماجہ۔

لُٹ گیا" (۱)۔ نیز (حدیث) "جس آدمی کی نماز عصر چھوٹ گئی اُس کے گویا نیک اعمال ضائع ہو گئے" (۲)۔ اور (حدیث) "ایک رات آپ سرکار کریم ﷺ کو فرض نمازوں کے وقت سو جانے کے عادی کا حال دکھایا گیا جس کا سَر پتھر سے کچلا جا رہا تھا" (۳)۔ "جس سے اُن کے دماغ اس طرح بہتے تھے کہ جس طرح بڑی نہر بہتی ہے۔ اور وہ درد سے چیختے ہوئے کہتے تھے" ہائے افسوس۔ ہائے ہلاکت" (۴)۔ ایسے ہی آپ ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو ہمیشہ سوتا رہتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور اُس نے نماز نہیں پڑھی ہوتی تو (حدیث) آپ حضور ﷺ نے اُس کے بارے فرمایا "شیطان اُس کے کانوں میں پیشاب کر جاتا ہے" (۵)۔

پیارے بھائی! نماز قضا نہ کیجئے۔ اور اگر بلا قصد قضاء ہو جائے تو اُس کی ادائیگی میں تاخیر نہ کیجئے، کیا معلوم موت مہلت دے گی بھی یا نہیں۔ جب ایک نماز قضاء کی ادائیگی کا بھروسہ نہیں تو کثیر قضاء نمازیں کس بھروسہ پر مؤخر کریں اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی سخت ناراضگی مُول لیں کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اور بندے کے درمیان گناہوں کی ایک مقررہ حد ہے بندہ جب اُس حد تک پہنچ جاتا ہے تو اُس کے دل پر مُہر لگا دی جاتی ہے پھر اُسے کبھی بھی نیکی کی توفیق نہیں ہوتی" (۶)۔ اور پھر (حدیث) "دل پر مُہر لگانے والا فرشتہ (ہر لمحہ) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے عرش کے ساتھ لگا رہتا ہے جب کوئی اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے حکموں کو توڑ کر حرام کاموں کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس مُہر لگانے والے فرشتے کو دل پر مُہر لگانے کو بھیج دیتے ہیں جو اُسے (مُہر لگا کر نیک کاموں سے) اندھا کر دیتا ہے" (۷) لہٰذا اے حد کو تجاوز کرنے والے! اس حد تک پہنچنے سے پہلے توبہ اور رجوع میں جلدی کر ورنہ تھکاوٹ اور مشقت کا سامنا کرے گا (۸)۔ کیونکہ (القرآن) "اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ، بیشک وہ نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرتے تھے" (۹)۔ اور پھر جب قضاء کی ادائیگی شروع کریں تو ثابت قدم رہیں، ادائیگی جاری رکھیں، مَت ڈگمگائیں کہ (حدیث) "گناہ پر قائم رَہ کر توبہ کرنے والا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۵۲۲، مسلم، ابن ماجہ ح۶۹۷، ابوداؤد ج۱ ح۴۱۳، نسائی ح۴۷۴، احمد ج۱ ح۱۰۰۰، ابن حبان ح۱۴۶۹، ابن خزیمہ ح۳۳۵، دارمی ح۱۲۶۲، بیہقی ح۱۹۳۱، معجم کبیر ح۱۳۱۰۸، مشکوٰۃ ح۵۴۶، ترمذی ج۱ ح۱۶۵، شعب الایمان ج۳ ح۲۸۴۴، ترغیب ج۱ ح۳۰۳، مؤطا امام مالک ح۲۱، مؤطا امام محمد ح۲۲۱، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۷ (۲) عن بُریدہ رضی اللہ عنہ، بخاری، نسائی ح۴۷۰، مشکوٰۃ ح۵۴۷، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۵۹، فیوض الباری حصہ ۳ ص۲۴۷ (۳) عن سمرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۰۷۲، فیوض الباری حصہ ۵ ص۲۱ (۴) معارج النبوت ج۲ ص۴۱۸، فیضانِ سنّت (۵) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۰۷۳، ابن ماجہ ح۱۳۸۶، نسائی ح۱۵۸۹، فیوض الباری حصہ ۵ ص۲۱، تجرید البخاری قوت القلوب ج۱ (۶) قال سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، قوت القلوب ج۱ (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، قوت القلوب ج۱ (۸) قوت القلوب ج۱ (۹) سورۃ الانبیآء ۹۰۔

ایسا ہی ہے جو اپنے رب کریم ﷻ سے مذاق کرتا ہے'' (۱)۔ اللہ کریم ﷻ اس بارے فرماتا ہے کہ (القرآن) ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ، اے ایمان والو! اللہ کریم ﷻ کی طرف ایسی سچی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے'' (۲)۔ اور (حدیث) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تَوْبَۃً نَّصُوْح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا'' (۳)۔ لہٰذا آج ہی سب قضاء نمازوں کی ادائیگی کی نیت کرلیں اور پکّا ارادہ کرلیں کہ سب قضاء نمازیں پڑھ کر چھوڑوں گا۔ چاہے جتنا عرصہ لگ گیا اور پھر اُن کی ادائیگی شروع کردیں۔ حضرت امام احمد رِضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اگر کسی کے ذمہ 60 سال کی نمازیں باقی ہوں اور وہ اُن کی قضاء کی نیّت کرلے اور پڑھنے لگے اور پھر اس دوران اُسے موت آجائے تو انشاء اللہ اُس کی بخشش ہو جائے گی''۔ کیونکہ (حدیث) ''مومن کی نیت اُسکے عمل سے بہتر ہے'' (۴)۔ اِس کی تصدیق میں (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جس نے گناہ کیا پھر اُسے یاد کرکے غم اور دُکھ محسوس کیا اور اُس کا دل ڈر گیا تو اُس کے نامۂ اعمال سے اُسے مٹا دیا جائیگا'' (۵)۔ اور اگر خدانخواستہ اب بھی توبہ نہ کی تو (حدیث) ''جب انسان 40 سال کا ہو جائے اور توبہ نہ کرے تو شیطان اُس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتا ہے یہ وہ چہرہ ہے جو کبھی فلاح نہیں پائے گا'' (۶)۔ کیونکہ ''اس عمر کے بعد کچھ خوش نصیب ہی توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں'' (۷) اور پھر (حدیث) ''جس کی عمر 60 سال ہوگئی اللہ کریم ﷻ اُس کیلئے کوئی عذر نہ چھوڑے گا'' (۸)

نمازِ قضاء میں رعایتیں:

قصداً نماز قضاء کرنا قابلِ عذاب گناہ ہے۔ خدا کرے کہ آپ کے ذمّہ کوئی نماز نہ ہو اور اگر بدقسمتی سے چند ایک نمازیں قضاء ہو جائیں تو خدا کرے کہ اُس کی فوری ادائیگی کی آپ کو توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

اگر چند ایک نمازیں قضاء ہو جائیں تو اُن کی ادائیگی کا طریقہ وہی ہے جو معمول کی نمازوں کے پڑھنے کا ہے۔ جس کا پیچھے ذکر بھی کر دیا گیا ہے تاہم اگر آپ کی خدانخواستہ بہت سی نمازیں قضاء ہوں جو عمر کے مختلف حصّوں میں قضاء ہوتی رہیں اور اب آپ کو اللہ کریم ﷻ نے توفیق وہدایت

(۱) فیوض الباری حصہ ۳ ص ۱۷۱، غنیۃ الطالبین ص ۳۶۷ (۲) سورۃ التحریم، ۸ (۳) خزائن العرفان ص ۱۰۰۹ (۴) معجم کبیر، بیہقی، رضویہ (۵) مکاشفۃ القلوب ص ۱۲۶ (۶) عن حضرت سیّدنا وضاح رضی اللہ عنہ، مکاشفۃ القلوب ص ۵۲۶ (۷) قوت القلوب ج ۱ (۸) شرح الصدور ص ۱۱۳۔

دی اور آپ اُن کی ادائیگی کا ارادہ باندھ لیتے ہیں تو چونکہ (القرآن) ''یُرِیْدُاللّٰہ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ، اللہ کریم ﷻ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا'' (۱)۔ اسلئے شریعتِ مطہرہ کی طرف سے آپ کو آسانی فراہم کرنے کیلئے کچھ رعایتیں دی گئی ہیں اگر آپ چاہیں تو اُن سے استفادہ کریں چاہیں تو پوری نماز پڑھیں۔ تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ یہ رعایتیں صرف قضاء نماز کیلئے ہیں اور وہ بھی تب جب بہت سی نمازیں قضاء ہوں:۔

۞۔ جو آدمی صاحب ترتیب نہ ہو تو اُس کیلئے قضاء نمازوں کی ادائیگی میں ترتیب لازم نہیں وہ چاہے تو پہلے سب فجر کی قضاء نمازیں پڑھ لے پھر ظہر اور پھر عصر وغیرہ کی یا جس بھی ترتیب سے، جو جی چاہے اور جب جی چاہے نماز پڑھ لے سوائے ممنوعہ اوقات کے (۲)۔

۞۔ نیّت اس طرح کریں ''نیّت کی مَیں نے اُس نماز فجر قضاء کی جواب تک سب سے پہلی میرے ذمہ ہے'' ہر بار یہی نیّت کریں۔ نیّت میں قضاء اور وقت یعنی ''سب سے پہلے'' ضرور کہیں یوں جب ایک نماز ادا ہوگئی تو دوسری پہلی بن جائے گی۔ اسی طرح ایک ایک شروع والی نماز کم ہوتی جائے گی (۳)۔ یوں اللہ کریم ﷻ نے چاہا تو آپ کی سب قضاء نمازیں ادا ہو جائیں گی۔

۞۔ نماز فرض قضاء کی ادائیگی نوافل کی ادائیگی سے اہم ہے اسلئے نماز پنجگانہ میں جس جگہ آپ نوافل پڑھتے ہیں وہاں قضاء پڑھتے رہیں۔ یعنی نماز ظہر کے 2 نفل، نماز عصر کی 4 سنّت غیر مؤکدہ مغرب کے 2 نفل اور نماز عشاء کی اوّل 4 سنّت غیر مؤکدہ اور بعد کے 4 نوافل کی بجائے سابقہ نماز قضاء پڑھ لیا کریں۔ تاہم نماز سنّت مؤکدہ اور نماز تراویح کو نہ چھوڑیں (۴)۔ اسی بارے امام ربانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ''فرضوں میں سے ایک فرض کا ادا کرنا 1000 سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے'' (۵)۔ نیز ''ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے'' (۶)

۞۔ شبِ قدر، شبِ معراج، شبِ برات، شبِ عاشورہ، شبِ میلاد النبی ﷺ، اعتکاف کی راتیں ماہِ رمضان کی راتیں، ودیگر مخصوص فضیلت والی راتوں میں بجائے نوافل پڑھنے کے فرض کی قضاء نمازیں پڑھیں۔ فرض کی ادائیگی بھی ہوتی رہے گی اور ان راتوں کی عبادت کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔ مگر تہجد کے نوافل کی جگہ قضاء نماز کی ادائیگی نہیں کرسکتے۔ البتہ تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد یا پہلے جتنی چاہے قضاء نمازیں پڑھیں افضل ترین وقت ہے۔

(۱) سورۃ البقرہ، ۱۸۵ (۲) درمختار، شامی، بہار شریعت ج ۱ (۳) درمختار، بہار شریعت، نور الایضاح ص ۱۸۹ (۴) درمختار، ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۶ (۵) مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۱۵۴ (۶) مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۵۰۹۔

۞ ۔نماز فجر اور عصر کے بعد نفل مکروہ ہیں مگر نماز قضاء پڑھنے کی اجازت ہے(۱)۔

۞ ۔رکوع و سجود میں تسبیح 3 بار کی بجائے تسلّی اور اطمینان سے صرف ایک بار پڑھ سکتے ہیں۔

۞ ۔تیسری اور چوتھی رکعتوں میں جہاں تسمیہ اور الحمد پڑھا جاتا ہے وہاں اُس کی بجائے تسبیح (تین تین بار) سُبحانَ اللّٰہ کہہ لیں (۲)۔کیونکہ (حدیث) حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''سنّت یہ ہے کہ فرضوں کی پہلی 2 رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور ایک سورت پڑھو اور پچھلی 2 رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھو اور گر پچھلی رکعتوں میں کچھ نہ پڑھو تب بھی تمہارے لئے کافی ہے اور اگر تسبیح (سُبحانَ الله) پڑھتے رہو تب بھی جائز ہے'' (۳)۔اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور ایک سورت پڑھتے تھے لیکن (بعض دفعہ) پچھلی دو رکعتوں میں کچھ نہ پڑھتے تھے'' (۴)۔اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرضوں کی پچھلی 2 رکعتوں میں (بعض دفعہ) کچھ بھی نہ پڑھتے تھے'' (۵)۔علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے عمدۃ القاری ج ۳ ص ۶۲ میں لکھا کہ ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، اور حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی منقول ہے لیکن قرأت کرنا افضل ہے'' (۶) اور ''قرأت تسبیح سے افضل ہے، تسبیح خاموش رہنے سے افضل ہے'' (۷)۔المختصر چونکہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ سنّت قرأت کرنا ہی ہے لہذا جب فرض نماز ادا کریں تو قرأت ہی کریں صرف تسبیح کو بھی مکروہ ہی جانیں اور جب قضاء نماز پڑھیں تو الحمد نہ پڑھنے کی رعایت ہے مگر خاموش رہنے کو بعض علماء کرام مکروہ لکھتے ہیں اسلئے خاموشی سے تسبیح بہتر ہے (۸)۔

۞ ۔پہلی 2 رکعتوں میں تسمیہ اور الحمد کے ساتھ کوئی چھوٹی سورت جیسے سورۃ الکوثر، یا کہیں سے قرآن پاک کی 3 آیات جیسے ''سُبحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ.........الخ'' پڑھ لیں۔

۞ ۔آخری التحیات میں صرف دُرودِ ابراہیمی یا ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَسَلِّمْ'' پڑھ لیں اور سلام پھیر دیں دعائیں چھوڑ سکتے ہیں یا کوئی مختصر دعاء پڑھ لیں۔

۞ ۔وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد شریف اور سورت پڑھیں، مگر دعائے قنوت کی جگہ 3 بار ''رَبِّ اغْفِرْلِىْ'' یا ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا'' کہہ لیں۔اور وتروں کی قضاء میں تکبیرِ وتر کے وقت ہاتھ نہ اُٹھائیں صرف اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں (۹)۔

(۱) شامی، ہدایہ (۲) نورالایضاح ص ۸۰ (۳) مؤطا امام محمد ح ۱۳۳ (۴) عبدالرزاق، الجوہر النقی ج ۱ ص ۱۳۳، حاشیہ قدوری ص ۸۰ (۵) مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۵ (۶) حاشیہ قدوری ص ۸۰ (۷) ہدایہ ج ۱ ص ۹۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۱ کبیری ص ۲۷۷، قدوری ص ۸۱ (۸) محیط ص ۲۷۳، حاشیہ قدوری ص ۸۱ (۹) عالمگیری، شامی بہار شریعت ج ۱ ص ۲۳۷، ۲۳۸۔

۞ ۔یہ ضرور یاد رکھیں کہ قضاء نماز میں جو کچھ پڑھا جائے نہایت تسلی اور اتنی آواز سے پڑھا جائے کہ کم از کم خود سُن لیں۔ دل ہی دل میں اتنا آہستہ ہرگز نہیں کہ آواز لبوں پر بھی نہ آئے، نیز جب زندگی بھر کی قضاء نمازوں کا حساب کرنے لگیں تو نہایت سوچ سمجھ کر تسلی سے کریں تا کہ کمی نہ رَہ جائے زیادہ ہو جائے تو حرج نہیں۔

۞ ۔یہ بھی خیال رہے کہ قضاء نمازیں مسجد میں پڑھنا کہ جس سے لوگوں کو قضاء پڑھنے کی خبر ہو مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نماز کو وقت پر نہ پڑھنا گناہ ہے اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے اور اگر مسجد میں اسطرح یا اُس وقت پڑھیں کہ کسی کو یہ پتا نہ چلے کہ آپ نفل پڑھتے ہیں یا فرض قضاء تو مسجد میں بھی بلا کراہت جائز ہے ورنہ قضاء چھپ کر پڑھیں یعنی کسی سے ذکر کئے بغیر پڑھیں (۱)۔

قضاء عمری کے نوافل:

بلا عذر نماز قضاء کرنا قابلِ گرفت گناہ ہے جس کی وضاحت ”نماز قضاء کرنے کی سزا“ کے عنوان کے تحت ملاحظہ ہو۔ لہذا جب ایک آدمی قصداً نماز قضاء کرے تو اگر اُس کے بعد وہ قضاء نماز ادا کر بھی لے تب بھی بروقت نماز کی ادائیگی نہ کرنے پر مؤاخذہ ہوگا۔ یہاں ان نوافل کا ذکر کیا جاتا ہے جو نماز قضاء کرنے کے گناہ کی معافی کا ذریعہ بن سکتے ہیں مگر یہ اچھی طرح ذہن میں رہے کہ ان نوافل کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب جو نمازیں قضاء ہوئیں اُن کی ادائیگی ضروری نہیں بلکہ اُن کی ادائیگی بحرحال ذمہ ہے:۔

۞ ۔تفسیر روح البیان میں سورۃ الانعام آیت ۵۵ ”وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ“ کے تحت بحوالہ مختصر الاحیاء میں ہے (حدیث) ”جو مرد یا عورت نادانی سے نماز چھوڑ بیٹھے پھر توبہ کرے اور اُسکے چھوٹ جانے کی وجہ سے شرمندہ ہو اور نماز شروع کر دی تو جمعۃ المبارک کے دن ظہر اور عصر کے درمیان 12 رکعتیں نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۃ الاخلاص، فلق اور ناس ایک ایک بار پڑھے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس سے قیامت کے دن (قضاء کی تاخیر کے گناہ ومؤاخذے کا) حساب نہ لے گا“ (۲)

۞ ۔حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جس شخص کی نمازیں قضاء ہوگئی ہوں مگر اُسے معلوم نہ ہو کہ کتنی نمازیں قضاء ہوئیں تو اُسے چاہیئے کہ پیر کی رات کو 50 رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سُورۃ الاخلاص پڑھے۔ فارغ ہو کر 100 مرتبہ دُرود شریف پڑھے تو اُس سے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ

(۱) فتاوی رضویہ، درمختار، شامی، احکام شریعت (۲) جاء الحق حصہ ۱ ص ۴۰۰۔

اُن سب نمازوں کے قضاء کے گناہ کا کفّارہ ادا کردے گا اگرچہ سالہا سال کیوں نہ ہوں''(۱)۔

۞۔اسی طرح فیاض عالم حضرت خواجہ غلام رسول تو گیروی علیہ الرحمۃ ''زاد اللبیب شاہ رکن الدین علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے قضائے عمری کا طریقہ نقل فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان میں جمعۃ الوداع کو بعد نماز جمعۃ المبارک 4 رکعت نماز نفل اکھٹے ایک سلام سے پڑھیں، ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی 7 بار اور سورۃ الکوثر 15 بار پڑھیں۔اس نماز کی فضیلت کے بارے روایت ہے کہ اس نماز کے ادا کرنے سے سالہا سال کی قضاء نمازوں کے گناہ کا کفّارہ ادا ہوجاتا ہے''(۲)۔

ضروری بات یاد رہے کہ امام حقی علیہ الرحمۃ تفسیر روح البیان میں اور خواجہ تو گیروی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات میں ودیگر بزرگان دین وعلماء کرام نماز قضاء عمری کا طریقہ لکھنے کے بعد بڑی تاکید سے فرماتے ہیں کہ تارک الصّلوٰۃ اس نماز کی ادائیگی کے بعد تو بہ پر قائم رہے جو نمازیں قضاء ہوئیں اُن کی ادائیگی شروع کردے اور آئندہ نماز قضاء نہ کرے۔نیز ان نوافل کو نماز قضاء کا متبادل ہرگز ہرگز ہرگز نہ سمجھیں یہ خیال محض باطل ہے، بلکہ جو نمازیں قضاء ہوئیں اُن کی ادائیگی ذمّہ ہے (۳)۔البتہ یہ نوافل کفّارۃ الذّنوب قضاء (قضاء کے گناہ کا کفارہ) سمجھیں۔کیونکہ نماز قضاء کرنے پر 80 سال یا زیادہ عذاب ہے بیشک بعد میں وہ نماز پڑھ لیں۔لہٰذا یہ نوافل تو نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھنے پر جو گناہ کیا اُس کا کفّارہ ہیں نہ کہ نمازِ قضاء کی ادائیگی کا متبادل۔ بلکہ قضاء نمازوں کی ادائیگی تو بہر حال کرنا ہوگی۔

ایسے احباب جو اِن نوافل سے منع کرتے ہیں وہ اس آیت (القرآن) ''اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی، عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ، اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس شخص کو دیکھا جو منع کرتا ہے۔ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے''(۴)۔کے تحت یہ سمجھتے ہوئے نہ روکیں (۵)۔کہ شاید جان سے پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو بندے کی یہ عبادت پسند آجائے اور اس بندے کو ہدایت نصیب ہوجائے اور وہ آئندہ نمازی بن جائے۔

نماز کا فدیہ:

اگر کسی شخص نے اپنی زندگی میں بعض نمازیں چھوڑی ہوں اور وہ ابھی اُن کی قضاء بھی نہ پڑھ سکا تھا کہ اُس کا انتقال ہوگیا تو اُس فوت ہونے والے کے ورثاء کے ذریعے اُس کی فرض اور وتر نمازوں کا ''فدیہ'' دیا جاتا ہے۔جو کہ صرف انتقال کے بعد ہی دیا جاتا ہے زندگی میں ادا نہیں کیا جا

(۱) انیس الارواح (۲) مصابیح، مشارق الانوار، مفتاح الجنان فی تذکرہ مشائخ تو گیرہ شریف ص ۲۸۱ (۳) جاء الحق ص ۴۰۰، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۵۸ (۴) سورۃ العلق، ۹،۱۰ (۵) جاء الحق ص ۴۰۰۔

سکتا لہٰذا اگر مریض نے اپنی مرض کے دوران اپنی زندگی میں ہی اپنی نمازوں کا فدیہ دے دیا تو وہ ادا نہ ہو(۱)۔ نیز فدیہ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ میّت اپنے ورثاء کو فدیہ کی وصیت کر گیا ہو۔ وصیت کے بغیر فدیہ واجب نہیں ہوتا۔ اور فدیہ میّت کے ترکہ کا ایک تہائی حصّہ میں سے دیا جانا چاہیئے اور اگر میّت کا ترکہ نہ ہو تب بھی ورثاء کے ذمّہ فدیہ واجب نہیں تاہم اگر دے دیں تو درست ہے مرنے والے کے ساتھ بھلائی ہے۔ اور اگر فدیہ کی اصل مقدار سے زیادہ دے دیں تو بھی یقیناً کارِ ثواب ہے(۲)۔ بعض لوگ فدیہ کے طور پر قرآن پاک دے دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ سب ادا ہو گیا یہ درست نہیں ہے بلکہ فدیہ میں مال دینا ضروری ہے اسلیئے اِس سے تمام فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ جتنا اس قرآن پاک کا ہدیہ ہے اتنا فدیہ ادا تصور کیا جائے گا نیز میّت کی طرف سے فرض نمازیں پڑھنا یا فرضی روزے رکھنا درست نہیں ہے(۳)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے (فرضی) روزہ نہ رکھے اور نہ ہی اُس کی طرف سے (فرضی) نماز پڑھے بلکہ اُس کی طرف سے (مساکین کو) کھانا دے" (۴)۔

<u>فدیہ بوزن صدقۂ فطر فی نماز دیا جاتا ہے</u> (۵)۔ جو کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے اسلام کی پہلی عید الفطر پر اپنی 54 سال 6 ماہ 20 دن کی عمر مبارک میں مؤرخہ 24 مارچ <u>624ء</u>، بمطابق یکم شوال <u>2ھ</u> پیر کو مقرر فرمایا وہ نصف صاع گندم، یا اس کا آٹا، یا ستو ہے (۶)۔ جو کہ پاکستانی اوزان کے مطابق سوا 2 سیر، یا 2 کلوگرام 50 گرام گندم یا اِس کی مجوزہ قیمت تقریباً 47.15 روپے فی نماز ہے چونکہ ایک دن میں کل 5 نمازیں اور چھٹا وتر ہوتے ہیں لہٰذا ایک دن کی نمازوں کا فدیہ (2.050x6)=12.30 کلوگرام بنتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں:۔

ایک دن کی 6 نمازوں کا فدیہ=12.30 کلوگرام گندم یا قیمت=282.90 روپے۔

ایک ماہ کی 180 نمازوں کا فدیہ=369 کلوگرام گندم یا قیمت 8,487.00 روپے۔

ایک سال کی 2,190 نمازوں کا فدیہ=4,489.50 کلوگرام گندم یا قیمت 1,03,258 روپے

(یہ حساب گندم کی مجوزہ قیمت 920 روپے فی من کے مطابق کیا گیا ہے)۔

لہٰذا اگر انتقال کرنے والے شخص کی عمر 60 سال ہو تو 12 سال نابالغی کے نکال دیں باقی

(۱) نورالایضاح، درمختار، بہارشریعت ج ۱ ص ۲۵۸ (۲) درمختار، شامی، نورالایضاح ص ۱۸۵، بہارشریعت ج ۱ ص ۲۵۸ (۳) نورالایضاح ص ۱۸۵، درمختار، بہارشریعت ج ۱ ص ۲۵۸ (۴) نورالایضاح حاشیہ (۵) نورالایضاح، درمختار، شامی، بہارشریعت ج ۱ ص ۲۵۸ (۶) درمختار، شامی، بہارشریعت ج ۱ ص ۲۵۸، ۳۵۹، نورالایضاح ص ۲۹۴، عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۰۔

48 سال بچے (نابالغی کی عمر تقریباً 12 شمار کی گئی ہے ورنہ اس سے کم و بیش عمر میں بھی لڑکے بالغ ہوتے ہیں)۔

آپ نے اُسکی زندگی کا جائزہ لیا تو پتا چلا کہ وفات سے 5 سال پہلے اُس نے باقاعدہ نماز شروع کردی تھی۔ اس طرح ایک سال میں رمضان شریف میں وہ باقاعدہ نمازی رہتا تھا اور باقی دنوں میں کبھی کبھار نماز پڑھتا رہا تو حساب یوں ہوگا:۔

نابالغی کا عرصہ = 12 سال۔ باقی۔ 48 سال۔

وفات سے پہلے = 5 سال۔ باقی۔ 43 سال۔

ماہ رمضان = 43 ماہ یعنی 3.50 سال تقریباً۔ باقی۔ 39.50 سال یا 39 سال 6 ماہ تقریباً۔

باقی زندگی۔ 3 نمازیں ماہانہ۔ گویا نصف دن کی نمازیں ماہانہ۔ یا 6 دن سالانہ = 6 ماہ تقریباً۔

قابل فدیہ عرصہ = 39 سال تقریباً۔ 39 سال کی نمازیں = 39×2,190 = 85,410 نمازیں۔

لہٰذا اس حساب کے مطابق جب ایک نماز کا فدیہ۔ 2.050 کلوگرام گندم۔ یا اُس کی موجودہ قیمت 32.03 روپے ہے۔ تو وفات پانے والے کا 39 سال یا 85,410 نمازوں کا فدیہ موجودہ نرخ گندم کے مطابق 1,75,090.50 کلوگرام گندم۔ یا قیمت 27,36,664.50 روپے بنے گا

فدیہ کیلئے شرعی حیلۂ اسقاط:

آپ نے پڑھا کہ وفات پانے والے کا کل فدیہ 1,75,090.50 کلوگرام گندم یا اس کی قیمت 27,36,664.50 روپے بنا۔ تو اتنی کثیر ادائیگی کرنا ورثاء کیلئے بہت مشکل ہوگا۔ لہٰذا اس بارے شریعت نے ایک حیلہ بتایا ہے جس پر عمل کرنے سے اتنی بڑی ادائیگی بہت آسان ہو جاتی ہے طریقہ یہ ہے کہ حسب استطاعت ایک دن کی نمازوں کا فدیہ 12.30 کلوگرام گندم یا قیمت 192.19 روپے یا ایک ماہ کا فدیہ 369 کلوگرام گندم یا قیمت 5,765.40 روپے۔ یا ایک سال کا فدیہ، 4,489.50 کلوگرام گندم یا قیمت 70,149.35 روپے لیں کہ جتنے کی ادائیگی میں آپ کو آسانی ہو۔ اچھا تو یہ ہے کہ گندم کی بجائے اُس کی قیمت شمار کرلیں اور وہ رقم لے لیں یا اُس رقم کی کوئی چیز لے لیں۔ اب وہ رقم جو آپ آسانی سے بطور فدیہ دے سکتے ہیں، تمام معاملہ طے کر کے سمجھا بتلا کر کسی مسکین، غریب، فقیر، ضرورت مند کو دے دیں۔ مثلاً ایک ماہ کا فدیہ 5,765.40 روپے آپ نے فقیر کو دیا تو ایک ماہ کا فدیہ ادا ہوا۔ فقیر وصولی کے بعد اُس رقم کا مالک بن گیا اب وہ یہ رقم آپ کو واپس ہبہ (Gift) کے طور پر لوٹا دے۔ آپ اپنے قبضہ میں لینے کے بعد

اُس رقم کے پھر مالک بن گئے، اب آپ یہی رقم پھر فقیر کو بطور فدیہ دیں۔ اور وہ فقیر وصولی کے بعد آپ کو واپس ہبہ کرے۔ اسی طرح اگر آپ ماہانہ فدیہ کے حساب سے 5,765.40 روپے دے لے کر رہے ہیں تو یہ لوٹ پھیر تقریباً 468 بار کرنے سے 39 سال کا فدیہ ادا ہو جائے گا جبکہ رقم صرف ایک ماہ کی فقیر کو آخر میں ادا کر دیں۔ اسی طرح روزوں کا فدیہ بھی دے سکتے ہیں۔ اور یہ حیلہ غریب ہی نہیں مالدار بھی کر سکتا ہے(۱)۔

حیلہ کا طریقہ من گھڑت نہیں ہے، بلکہ قرآن پاک سے اخذ کیا گیا ہے جیسا کہ:۔

۞۔ ایک بار سیّدنا ایّوب علیہ السلام بیمار ہوئے۔ اُن کی بیوی تاخیر سے اُن کی بیمار پرسی کو آئیں تو آپ نے قسم کھائی کہ صحت یاب ہو کر اُسے 100 کوڑے ماروں گا۔ جب آپ صحت یاب ہوئے تو متفکر ہوئے کہ اب کیا کروں۔ چنانچہ (القرآن) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا" وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ، اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور اپنی قسم نہ توڑ" (۲)۔

۞۔ حیلہ کا استعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کروایا کہ (حدیث) "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جو قبیلہ میں ناقص الخلق بیمار تھا وہ ایک لونڈی کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے پایا گیا تو سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ایک بڑی شاخ لو جس میں ایک سو چھوٹی شاخیں ہوں پھر ایک بار مار دو" (۳)۔

۞۔ اسی طرح حضرت سیّدہ سائرہ علیہا السلام اور حضرت سیّدہ ہاجرہ علیہا السلام میں قدرے چپقلش ہو گئی۔ حضرت سیّدہ سائرہ علیہا السلام نے قسم کھائی کہ حضرت سیّدہ ہاجرہ علیہا السلام کا کوئی عضو کاٹوں گی۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ ان میں صلح کرائیں۔ اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے عضو کاٹنے کا یہ حیلہ بتایا کہ حضرت سیّدہ ہاجرہ علیہا السلام کے کان چھید دیئے جائیں اس سے قسم ادا ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (۴)۔ وہیں سے کان اور پھر ناک چھیدنے کا رواج پڑا جو آج بھی خواتین میں جاری ہے۔

(۱) بزار، عالمگیری، درمختار، شامی، نورالایضاح ص ۱۸۵، جاء الحق، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۵۸ (۲) سورۃ ص آیہ ۴۴ (۳) عن سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ، شرح السنہ، مشکوٰۃ ح ۳۳۱۷، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۳۳۲ (۴) معارج النبوت ج ۱ ص ۶۲۱ حموی شرح اشباہ، تاتارخانیہ، جاء الحق ص ۳۹۲۔

(ح) "بھائیوں میں بڑا بھائی باپ کی جگہ ہوتا ہے" (عن کثیر بن کلی جہنی رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۶ ح ۷۹۳۰)

نماز اور جزاوسزا

باب۔۲۰

نمازی کی شان ومقام:

جہاں بے نماز کو سزا وعذاب میں مبتلاء کیا جاتا ہے وہاں ایسے لوگوں کو (القرآن) ''اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ جو اپنی نماز کے پابند ہیں'' (۱) اللہ کریم ﷻ بے پناہ عنایات ونوازشات سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور اُنہیں ان خوبصورت الفاظ سے یاد فرماتا ہے کہ (القرآن) ''وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ، اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں'' (۲)۔ اور پھر ایسے لوگوں کو اللہ کریم ﷻ بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے (القرآن) ''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ، بیشک وہ ایمان والے مراد کو پہنچے، جو اپنی نمازیں عاجزی وخشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں'' (۳)۔ **اور** نمازی کو پیارے آقا کریم ﷺ یوں خوشخبری سناتے ہیں کہ (حدیث) ''جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ کریم ﷻ کی ذمہ داری میں ہے'' (۴)۔ **اور** (حدیث) ''نماز اُس سے پہلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے'' (۵)۔ **اور** (حدیث) ''ہر نماز پچھلی نماز کے بعد ہونے والے گناہ بخشوانے کا سبب بن جاتی ہے'' (۶)۔ **اور** (حدیث) حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایک دن آقا کریم ﷺ خزاں کے موسم میں باہر نکلے ایک درخت کی 2 ٹہنیوں کو پکڑ کر حرکت دی تو پتے نیچے گر گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے ابوذر! جب بندہ اللہ کریم ﷻ کی رضا کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ بھی یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں'' (۷)۔

اور ایک بڑا پیارا واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السلام دریا کے کنارے جارہے تھے۔ کہ آپ نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک سفید رنگ کا جانور دریا کے کنارے پر دلدل (Marsh) اور کیچڑ میں لت پت ہو جاتا ہے، اُس کے بعد وہ کیچڑ سے نکل کر گہرے پانی میں غوطے لگاتا ہے تو بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اِس جانور نے 5 مرتبہ ایسا کیا۔ حضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السلام متعجب ہوئے کہ یہ جانور کیا کرتا ہے۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ''اے اللہ کریم ﷻ کے پیارے نبی علیہ السلام! یہ جانور آپ جناب کو حبیب خدا آخرالزمان نبی ﷺ کی اُمت کی شان وعظمت بتاتا ہے، یہ کیچڑ امتِ محمدیہ کے گناہوں کی مثال ہے اور دریا کا پانی 5 نمازوں کی مثال ہے وہ لوگ گناہوں میں لت پت ہوں گے پھر اذان ہوگی مسجد میں جائیں گے نماز پڑھیں گے تو بالکل

(۱) سورۃ المعارج، ۲۳ (۲) سورۃ المؤمنون، ۹ (۳) مؤمنون، ۲ (۴) طبرانی (۵) مسلم، احمد ج ۱ ح ۸۸۳، مشکوٰۃ ح ۲۶۵، ۵۱۸ (۶) ملخص احمد ج ۱ ح ۸۸۱ (۷) امام احمد ج ۵، ترغیب ج ۱، مشکوٰۃ، ح ۵۲۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۵۔

صاف ہوجائیں گے۔ دن بھر میں 5 مرتبہ یونہی ہوتا رہے گا اور امت محمدیہ نمازوں کی برکت سے پاک صاف ہوتی رہے گی" (۱)۔ **اور** اس واقعہ کی تصدیق (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ فرمانِ اقدس کرتا ہے کہ "اگر تمہارے دروازے پر ایک نہر جاری ہو، اور تم ہر روز اس میں 5 بار نہاؤ تو کیا کچھ میل جسم پر باقی رہ جائیگی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "نہیں یارسول اللہ ﷺ" تو آپ ﷺ نے فرمایا "پس یہ مثال پانچوں نمازوں کی ہے جس کے سبب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ گناہ معاف فرماتا ہے" (۲)۔ **اور** عرش کے نیچے ایک سفید قبہ ہے جو نور کے ستون پر قائم ہے اس میں ایک سفید مرغ کی مانند فرشتہ ہے جسکے سونے، یاقوت، زمرّد، مروارید، چاندی، کستوری اور زعفران کے سات سات لاکھ اور کل 49 لاکھ پَر (Feathers) ہیں۔ اس کی جسامت عرش سے تحت الثّریٰ تک ہے، ہر نماز کے وقت وہ سَر اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے **بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ** پھر اپنے پَر و بال جھاڑتا ہے جن سے نہایت عمدہ نغمے پیدا ہوتے ہیں جس سے جنّت کی ٹہنیاں جھومنے لگ جاتی ہیں حوریں محلّات کی چھتوں پر چڑھ جاتی ہیں اور ایک دوسری کو بشارتیں دیتی ہیں کہ امت محمدیہ کا عبادت کا وقت آ گیا عرشِ الٰہی ارتعاش میں آجاتا ہے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرشتہ کو فرماتا ہے "تو کیوں حرکت میں آتا ہے؟" وہ عرض کرتا ہے "یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ تیرے حبیب کریم ﷺ کے متّبعین نماز کیلئے اُٹھے ہیں اور تُو سب سے زیادہ دانا ہے"۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے "ہمارے حکم کو کوئی رَد نہیں کرتا، اے فرشتے تُو گواہ رَہ کہ مَیں نے اُن پر رحم کیا اور اُن کو منظورِ نظر بنالیا، دوزخ سے آزاد اور جنّت الماوٰی کا حقدار بنادیا" (۳) **اور** (حدیث) "مومن جب نماز پڑھتا ہے، تو 10 صفیں فرشتوں کی تعجب کرتی ہیں، جن میں سے ہر ایک صف 10,000 فرشتوں کی ہوتی ہے، اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس بندے پر اُن ایک لاکھ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے" (۴) **اور** دوسری جگہ (حدیث) آپ سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "جب بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اُس کیلئے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اُسکے اور ربّ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان حجابات ہٹادیئے جاتے ہیں اور حورِ عین اُسکا استقبال کرتی ہے جب تک کہ وہ (نمازی) ناک نہ سُنکے اور نہ کھنگارے" (۵)۔ **اور** (حدیث) "جنّت کے 8 دروازے ہیں جب کوئی بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے اور اُسے پورے تقاضوں سے ادا کرتا ہے تو اُس پر یہ آٹھوں دروازے

(۱) مجالس سنیہ، احسن المواعظ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۵۰۰، مسلم ج۱ ح۱۴۳۱، ابن ماجہ ح۱۴۵۶، نسائی ح۴۵۸، ترمذی ج۲ ح۸۷۷، احمد ج۱ ح۳۸۸۳، ابن خزیمہ ح۳۱۰، ابن حبان ح۱۷۲۶، دارمی ح۱۲۱۶، بیہقی ح۱۵۷۴، معجم کبیر ح۷۶۸۴، ابن ابی شیبہ ح۷۶۴۶، موطا امام مالک ح۴۲۲، مشکوٰۃ ص۵۷ ح۵۱۹، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۳۹، شعب الایمان ج۳ ح۲۸۰۹ تا ۲۸۱۴ (۳) معارج النبوت ج۴ ص۴۳۹ (۴) قوت القلوب ج۲ (۵) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ طبرانی، کنز العمال۔

کھول دیئے جاتے ہیں"۔ جن میں باب الصلوۃ۔ باب الجہاد۔ باب الصدقہ۔ باب الریان کا تذکرہ مشکوۃ باب فضل الصدقہ ص ۱۶۷ میں ہے۔ جبکہ سورۃ زمر ۷۳ کے تحت درّ منثور ج۵ ص ۶۴۹ بحوالہ ابن ابی حاتم میں درج ذیل سات دروازوں کا ذکر ہوا ہے کہ (حدیث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) "۱۔ نمازیوں کا دروازہ۔ ۲۔ روزہ داروں کا دروازہ۔ ۳۔ حاجیوں کا دروازہ۔ ۴۔ عمرہ والوں کا دروازہ۔ ۵۔ مجاہدین کا دروازہ۔ ۶۔ ذکر کرنے والوں کا دروازہ۔ ۷۔ شکر کرنے والوں کا دروازہ" بعض کتب میں جنّت کے آٹھ دروازے یوں گنوائے گئے ہیں۔ ۱۔ باب المعرفۃ۔ ۲۔ باب الذّکر۔ ۳۔ باب الشّکر۔ ۴۔ باب الرّجاء۔ ۵۔ باب الخوف ۶۔ باب الاخلاص۔ ۷۔ باب الدعآء۔ ۸۔ باب الاقتداء۔ شامل ہیں

اور (حدیث) "بندہ کو اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب نماز کی حالت میں حاصل ہوتا ہے" (۱)۔ **اور** (حدیث) "نمازی جب رکوع میں جاتا ہے تو اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے کا ثواب پاتا ہے اور جب **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** پڑھتا ہے تو ساری آسمانی کتابوں کے پڑھنے کا ثواب پاتا ہے" (۲)۔ **اور** (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ جس وقت تک نماز میں رہتا ہے نیکیاں اُس کے سَر پر (بارش کی طرح) برسائی جاتی ہیں" (۳)۔ اور (حدیث) "جس نے فجر کی نماز پڑھی وہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ میں ہے" (۴)۔ **اور** (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نمازی کیلئے تین خصلتیں [۱] اس کے دونوں قدموں سے آسمان تک رحمتِ الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے [۲] فرشتے اسے اس کے قدموں سے آسمان تک گھیرے رہتے ہیں [۳] ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ "اگر نماز پڑھنے والا یہ جان لے کہ وہ کس سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہے تو وہ نماز سے کبھی واپس نہ پلٹتا" (۵)۔ **اور** نماز میں (حدیث) "نمازی اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے" (۶)۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ **اور** (حدیث) "**اِنَّ السَّاجِدَ یَسْجُدُ فِیْ قَدَمَیِ الرَّحْمٰنِ** سجدہ کرنے والا اپنے ربّ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے قدموں میں سجدہ کرتا ہے" (۷)۔ سبحان اللہ۔ اس سے مراد اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا خصوصی قرب ہے جو کہ نمازی کو سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے **اور** ایک دوسری جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ** ، بندہ اپنے پیارے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ سے (نماز میں) سب سے زیادہ قریب، سجدہ کرتے ہوئے

(۱) ۱۳ مسلم ج ۱ ص ۱۹۱ (۲) مجالس سنیہ (۳) عن سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ ، مسند امام احمد ج ۱ ح ۹۳۲ ، ترمذی ، مشکوۃ ح ۱۲۵۴ ، جامع صغیر ، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۲۹۲ (۴) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ، ترمذی ج ۲ ح ۳۶ (۵) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ، مصنف عبد الرزاق ج ۱ ، فیض القدیر ج ۵ (۶) بخاری ، مسلم (۷) جامع صغیر۔

ہوتا ہے" (۱)۔ **اور** تفسیر علالی میں اللہ کریم ﷻ کا فرمانِ عالی شان درج ہے کہ "اے بندے ہر ایک رکوع کے بدلے جنّت میں ایک محل اور ہر ایک سجدہ کے بدلے تجھے ایک جھلک میرے (اللہ کریم ﷻ) کے دیدار کی نصیب ہوگی"۔ سبحان اللہ۔ **اور** ایک روایت میں ہے (حدیث) "نماز کا اہتمام کرنے والے کو فوت ہوتے وقت ملک الموت خود ہی کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہیں اور شیطان کو اُس کے پاس سے دُور کر دیتے ہیں" (۲)۔ **اور** پھر (حدیث) "جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اُس کو سورج کی ایسی روشنی نظر آتی ہے جیسی کہ غروب کے وقت ہوتی ہے تو وہ آنکھیں مسلتا ہوا کہتا ہے کہ "مجھے چھوڑ دو تا کہ میں نماز پڑھوں" (۳)۔ **اور** (حدیث) "جو تنہائی میں 2 رکعت نماز پڑھے کہ اللہ کریم ﷻ اور فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اُس کیلئے جہنّم سے نجات لکھ دی جاتی ہے" (۴)۔ **اور** اسی کی وضاحت میں (حدیث) "جو بے آب وگیاہ میدان میں اکیلا نماز پڑھے تو ایک فرشتہ اُسکے دائیں اور ایک بائیں جانب نماز پڑھتا ہے، اور اگر وہ اذان وتکبیر کہہ کر نماز پڑھے تو اُسکے پیچھے پہاڑوں کے برابر فرشتے نماز پڑھتے ہیں" (۵)۔ **اور** (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ فرماتے ہیں "2 رکعت نماز ادا کرنے سے انسان کو فرشتوں کے 2 پَروں کے برابر روحانی پرواز کی طاقت مل جاتی ہیں"۔ **اور** اسی کی وضاحت میں حضرت سیّدنا ابو قِلابہ تابعی علیہ الرحمۃ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ "مَیں ملک شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اترا وضو کر کے 2 رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سَر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا ہے "تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی ہم جانتے ہیں اور تم کو پتا نہیں، ہم عمل پر قادر نہیں تم نے 2 رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے" پھر اُس نے کہا "اہل دنیا کو اللہ کریم ﷻ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہمیں ایصال ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے" (۶)۔ سبحان اللہ۔ **اور** اسی لذّت وسرُور کی بناء پر حضرت امام محمد ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ جنّت اور 2 رکعت میں سے ایک چیز کو اختیار کروں، تو مَیں 2 رکعت نماز کو اختیار کروں گا کیونکہ 2 رکعت میں اللہ کریم ﷻ کی رِضاء ہے اور جنّت میں میری رِضاء ہے"۔ سبحان اللہ۔ **اور** اللہ کریم ﷻ کی رضاء کو چاہنے والے یہی وہ لوگ ہیں (القرآن) "جو جنّت الفردوس کے وارث

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ص ۸۴ ح ۸۳۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۷۸ (۲) شرح الصدور (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۴۳۸۷، شرح الصدور ص ۲۴۰، مشکوٰۃ ح ۱۳۰ (۴) کنز العمّال (۵) قال سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وسعید بن مُسَیّب تابعی علیہ الرحمۃ، مؤطا امام مالک ح ۱۶۲، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۱۹، احیاء العلوم (۶) ابن ابی الدنیا، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۳۰۵، شرح الصدور ص ۴۵۳۔

بنیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے" (۱)۔ **اور** دنیا میں نماز کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بزرگ فرماتے ہیں کہ "نماز سے اللہ کریم ﷻ نمازی کی تنگدستی دُور فرما دیتا ہے۔

نمازی مومن کی کتنی شان ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جہاں وہ نماز ادا کرتا ہے وہ نمازی سے محبت کرتا ہے اور اس پر فخر محسوس کرتا ہے اور (حدیث) "ہر صبح وشام زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے کہ "آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا؟" اگر وہ "ہاں" کہے تو اُس کیلئے اُس سبب سے اپنے اوپر بزرگی تصور کرتا ہے" (۲)۔ اور نمازی سے زمین کی یہ محبت زندگی بھر قائم رہتی ہے اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب مومن فوت ہوتا ہے تو اُس کی نماز کی جگہ اُس پر روتی ہے اور اُس کے عمل کے چڑھنے کی جگہ آسمان سے روتی ہے" (۳)۔ ایسے ہی (حدیث) "جو مسلمان زمین کے کسی گوشے میں بھی خدا ﷻ کی بارگاہ میں سر بہ سجود ہوتا ہے وہ گوشہ اُس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے روز اُس کے حق میں گواہی دے گا" (۴)۔ بلکہ آسمان بھی مومن کی موت کا غم محسوس کرتا ہے کہ (حدیث) "ہر انسان کے 2 دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اُس کا عمل (آسمان کو) چڑھتا ہے اور دوسرا وہ جس سے اُس کا رزق اترتا ہے جب مومن فوت ہوتا ہے تو وہ دونوں روتے ہیں" (۵)۔ اور زمین یہ غم ایک آدھ دن نہیں کرتی بلکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "زمین مومن کی موت پر 40 دن صبح کے وقت اُس پر روتی ہے" (۶)۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ﷻ کو بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اُسے سجدہ کرتا دیکھے جبکہ اپنا منہ خاک پر رگڑ رہا ہوتا ہے" (۷)۔ اور جب خاک پر سجدہ کرنے سے پیشانی گرد آلود ہوتی ہے تو اُس کی شان کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص اپنی پیشانی سے اُس مٹی کو صاف نہ کرے جو نماز میں سجدے سے لگی ہو کیونکہ جب تک نماز کے سجدے کا نشان نمازی کے چہرے اور پیشانی پر رہتا ہے فرشتے اُس کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں" (۸)۔ اور پھر آپ ﷺ ایسے لوگوں کو (القرآن) اللہ کریم ﷻ یوں خوشخبری سناتا ہے "سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، اُن کے چہروں سے سجدہ کا اثر ظاہر ہوگا" (۹)۔ اور پھر اسی کی نشاندہی پیارے آقا کریم ﷺ نے یوں فرمائی کہ قیامت کے روز

(۱) سورۃ المومنون ۱۱ (۲) طبرانی اوسط، مکاشفۃ القلوب ص ۵۰۱ (۳) شعب الایمان ج ۳ ح ۳۲۸۸، شرح الصدور ص ۲۱۷ (۴) عن عطاء خراسانی علیہ الرحمۃ، شرح الصدور ص ۲۱۷ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۲۱۶ (۶) تفسیر خزائن العرفان، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۲۹۰، شرح الصدور ص ۲۱۷ (۷) طبرانی اوسط (۸) فیضان سنت (۹) الفتح ۲۹۔

(حدیث) ''نمازی کے چہرے پر صالحین کا نور ہوگا'' (۱)۔ جس کی وجہ سے (القرآن) ''کتنے ہی چہرے اُس دن روشن و منوّر ہوں گے، ہنستے خوشیاں مناتے'' (۲)۔ نیز اپنے گناہوں کے سبب (حدیث) ''جو مسلمان جہنّم میں جائیگا (العیاذ باللہ) اُسکے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوائے اعضاء سجود کے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کا کھانا آگ پر حرام کردیا ہے'' (۳)۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس کا کامل نمونہ تھی کہ (حدیث) سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، مَیں نے مٹّی اور پانی کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک مبارک پر دیکھا'' (۴)

لہٰذا ''یہ مستحب ہے کہ اگر بلا قصد بوقت سجدہ پیشانی پر خاک یا تھوڑی مٹّی لگ جائے تو اُس کو نماز سے فارغ ہونے تک نہ چھڑائیں اور نہ ہی سجدہ میں جاتے ہوئے مٹّی سے بچنے کیلئے نیچے آستین بچھائیں کہ مکروہ ہے گرمی سے بچنے کیلئے ہو تو حرج نہیں کیونکہ یہ تواضع اور انکساری کی نشانی ہے، اور اگر اس مٹّی وغیرہ سے نماز میں تشویش نہ ہو تو اس کا چھڑانا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور اگر تکبّر سے ایسا کریں تو مکروہ تحریمی ہے، نماز کے بعد چھڑانے میں مطلقاً حرج نہیں'' (۵)۔ اسی بنا پر ''حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مٹّی کے سوا اور کسی چیز پر سجدہ نہ کرتے تھے'' (۶)۔ لہٰذا مصلّی وغیرہ کی بجائے زمین پر سجدہ کرنا زیادہ افضل ہے مگر قصداً خاک ماتھے پر لگانا یا سجدے میں پیشانی کو زمین پر رگڑنا تا کہ نشان پڑ جائے یہ منع ہے اور ریا کاری کے زمرے میں آتا ہے (۷)۔

جنت کی حقیقت:

جہاں بدکاروں، گنہگاروں کیلئے دوزخ ہے وہاں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیاروں کیلئے جنّت بنا رکھی ہے جن کی نشانی یہ بتائی گئی کہ (حدیث) ''بیشک زیادہ تر جنّتی سادہ لوح اور بھولے بھالے ہوں گے'' (۸)۔ جس کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:۔

جنّت کے دروازہ کے سامنے 50 ہزار سالہ راہ کے برابر ایک دالان ہے جس کے ایوانوں پر حوریں کھڑی کہتی ہوں گی ''عَجِّل عَجِّل، یعنی جلدی جلدی''۔ جب بندہ مومن قبر سے اُٹھے گا تو اُس کی نظر اُسی دالان اور حوروں پر پڑے گی جس سے سفر جلدی طے کرلے گا۔ اس دالان کے 400 حلقے ہیں ہر حلقے میں 4000 شہر ہیں ہر شہر میں 4000 محل اور ہر محل میں 4000 فرشتے دونوں

(۱) نماز اور جدید سائنس (۲) سورۃ عبس، ۳۸، ۳۹ (۳) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۷۶۶، ابوداؤد، ابن ماجہ ح ۴۳۴۴
(۴) بخاری ج ۱ ح ۷۹۴، مسلم ج ۲ ح ۲۶۶۹، ابوداؤد ج ۱ ح ۸۸۵ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۸ (۶) احیاء العلوم (۷) بہار شریعت (۸) شعب الایمان ج ۲ ح ۱۱۶۳، ۱۳۶۷۔

دونوں ہاتھوں میں طشت لئے ایک میں بہشتی لباس، دوسرے میں نور کے پھول۔ روزِ محشر جب پیارے آقا کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت گزرے گی تو فرشتے مبارک باد کہتے ہوئے یہ طشت ان کے سروں پر نچھاور کریں گے اور لباس پہنائیں گے۔ جنّت کا دروازہ سونے کا دہلیز چاندی کی، آستانہ موتی کا اور بازو آبدار جواہر کے ہیں (حدیث) "جنّت کے دروازے کی 2 چوکھٹوں کے درمیان 40 سال کا فاصلہ ہے مگر اس پر ایک ایسا دن آئے گا کہ جب وہ بھیڑ کی وجہ سے ٹھسا ہوا ہوگا" (۱)۔ یعنی اتنا تنگ محسوس ہونے لگے گا کہ (حدیث) "جانے والوں کی کثرت کی بنا پر کندھے سے کندھا چھلتا ہوگا اور دروازہ چرچرانے لگے گا" (۲)۔ کیونکہ جنّت میں داخل ہونے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ (حدیث) "اہلِ جنّت کی 120 صفیں ہوں گی اُن میں سے 80 صفیں اس امت (محمدیہ) کی ہوں گی اور 40 صفیں باقی ساری اُمتوں کی" (۳)۔ ایک صف کتنی بڑی ہوگی؟۔ یہ اللہ کریم ﷻ اور اُس کا محبوب کریم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اور جب لوگ جنّت میں داخل ہونے لگیں گے تو اُن سے کہا جائے گا (القرآن) "اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ، اس میں داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ" (۴)۔ جنّت میں داخل ہو کر جب وہ جنّت کی ناقابلِ بیان رعنائیاں دیکھیں گے تو اُن کی خوشی کی انتہاء نہ رہے گی تب اللہ کریم ﷻ کی طرف سے اُنہیں فرمایا جائے گا کہ (القرآن) "یہ ہے وہ جنّت جس کے تم وارث بنا دیئے گئے ہو اپنے اعمال کے صلہ میں" (۵)۔

(حدیث) جنّت کے دروازے پر ایک درخت ہوگا جس کی جڑ سے دو چشمے جاری ہوں گے، جنّتی جب ان سے پئیں گے تو تو ان کے چہروں میں تازگی آ جائے گی اور بال کبھی پراگندہ نہیں ہونگے، اُدھر جب جنّتی کیلئے مخصوص حوروں کو اس کے آنے کی اطلاع ملے گی تو وہ جلدی جلدی خادم کو بھیجیں گی اور خود ملاقات اور استقبال کی تیاری کرنے لگ جائیں گی، وہ خادم اتنا نور و جمال والا ہوگا کہ اگر اللہ کریم ﷻ پہچان نہ کرائے تو جنّتی اس کے آگے سجدہ ریز ہو جائے وہ خادم اسے اسکے محل و باغات تک لے جائیگا جہاں جنّتی کی حوریں بیویاں منتظر ہوں گی اس کا دنیا والا نام پکارا جائیگا جونہی وہ اپنے محل میں پہنچے گا حوریں شدید منتظر اور اداس بیویوں کی طرح گلے ملیں گی اور پیار

(۱) مسلم، ترغیب ج ۲ ح ۵۵۳۳، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۹، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۸ (۲) ترمذی، بہار شریعت ج ۱ ص ۶۰ (۳) عن بُرَیدہ ، ترمذی ج ۲ ح ۴۴۰، مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۷، دارمی ح ۲۸۶۹، ابن ماجہ ح ۴۴۰۴، ابن حبان ج ۱۶ ح ۷۴۵۹، بزار ج ۵ ح ۱۹۹۹، ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۱۵، حاکم ج ۱ ص ۱۶۷ ح ۲۷۵، معجم صغیر ج ۱ ح ۸۲، معجم اوسط ج ۲ ج ۱۳۶۰، معجم کبیر ج ۱۰ ح ۱۰۳۹۸ بیہقی، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۴، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۵ (۴) سورۃ ق، ۳۴ (۵) سورۃ الزخرف، ۷۳۔

کی باتیں ہوں گی (۱)۔ پھر وہ اپنے جنّتی گھر کو دیکھے تو چونکہ جنّت میں (القرآن) ''اُن کیلئے اُن کے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے پاس درجے ہیں'' (۲)۔ اسلئے جنّتیوں کو اُن کے مراتب کے اعتبار سے مختلف درجوں میں رکھا جائے گا۔ جنّتیوں کیلئے (حدیث) ''جنّت کی 100 منزلیں یا درجے ہیں، ہر 2 درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے'' (۳)۔ اور (حدیث) ''آسمان اور زمین کا درمیانی فاصلہ 500 برس کی مسافت کے برابر ہے'' (۴)۔ اور 2 درجوں کے درمیانی فاصلہ کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ (حدیث) ''اہلِ جنّت اپنے سے بلند درجہ کے جنّتیوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح نہایت چمکتے ہوئے ستارے'' (۵)۔ اور ہر درجہ کی وسعت کا یہ عالم ہو گا کہ (حدیث) ''اگر تمام جہانوں کے لوگ ایک درجہ میں جمع ہوں تو اُن کیلئے وہی ایک درجہ ہی کافی ہو'' (۶)۔ مگر قربان جایئے پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے بحرِ کرم کی کمال فیاضی پر کہ ایک درجہ کے اتنا وسیع ہونے کے باوجود اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے کئی کئی درجات پر مشتمل کل 8 جنّتیں بنائی ہیں تا کہ میرے بندے خوب موج کریں۔ اُن آٹھ جنّتوں کے نام یہ ہیں:۔

1۔ **دارُالجلال:** یہ مروارید سپید کی ہے۔ 2۔ **دارُالسّلام:** یہ یاقوت سُرخ کی ہے۔
3۔ **جنّتُ الماوٰی:** یہ زبرجد سبز کی ہے۔ 4۔ **جنّتُ النّعیم:** یہ سیم سپید کی ہے۔
5۔ **جنّتُ الخلد:** یہ مرجان زرد کی ہے۔ 6۔ **جنّتُ العدن:** یہ دُرّ سپید کی ہے۔
7۔ **دارُالقرار:** یہ مرجان کی ہے۔ 8۔ **جنّتُ الفردوس:** یہ طلائے سُرخ کی ہے

(حدیث) ''جنّت کے آٹھ دروازے ہیں'' (۷)۔ اِن جنّتوں میں (حدیث) ''جنّتُ الفردوس سب سے اُوپر والے درجہ کی ہے جس کے اوپر عرشِ الٰہی ہے اسلئے جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے مانگو تو جنّت الفردوس مانگو'' (۸)۔ دنیا کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں رہنے والوں کیلئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا بحرِ کرم ٹھاٹھیں مار رہا ہوگا اور ایک ادنیٰ جنّتی کو رہنے کیلئے جو رقبہ جنّت میں دیا جائے گا وہ ساری دنیا کے رقبہ سے 10 گنا زیادہ ہوگا، اور (حدیث) ''جنّت میں مومن کیلئے ایک موتی کا بنا ہوا ایک خیمہ

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ، بیہقی، ابن ابی الدنیا، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۴ (۲) سورۃ الانفال، ۴ (۳) عن عُبادہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۴۲۲ ۴۲۳، ابن ماجہ ح ۴۳۳۷، حاکم ج ۱ ص ۱۶۳ ح ۲۶۷، مشکوٰۃ ح ۵۳۶۸، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۰ (۴) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۰ (۵) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۲ ح ۴۸۸، مسلم، ترمذی ج ۲ ح ۱۵۹۲، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۵ (۶) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۴۲۴، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۳، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۰ (۷) دارمی ح ۲۸۵۲ (۸) عن عُبادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۲۲۷۵، ترمذی ج ۲ ح ۴۲۲، ۴۲۳، ابن ماجہ ح ۴۳۳۷، حاکم ج ۱ ص ۱۶۳ ح ۲۶۷، مشکوٰۃ ح ۵۳۶۸، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۰۔

ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اُس کی چوڑائی 60 میل ہوگی اُس کے ہر کونے میں اُس کے اہل خانہ ہوں گے جو دوسروں کو نہیں دیکھ سکیں گے، مومن اُن میں گھومے گا" (۱)۔ اور سیر کرے گا۔ نیز (حدیث) "جنّتی کیلئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا اس قدر بڑا خیمہ گاڑا جائے گا جس قدر جابیہ (شام کا شہر) اور صنعاء (یمن کا شہر) کا (باہم طویل) فاصلہ ہے" (۲)۔ یاقوت، جواہر، سبز زمرد، چاندی، سونے کے بنے آفتاب و ماہتاب کی چمکتے صاف شفاف محلات ہیں ہر محل میں 70 ہزار سرائیں، ہر سراء میں 70 ہزار مکانات، ہر مکان میں 70 ہزر حجرے ہر حجرے میں سونے اور یاقوت وغیرہ کے تخت اور ان کے سامنے دیباج، سندس اور استبرق کے 70،70 ہزار فرش جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے، اور ہر فرش پر سونے، چاندی، جواہر، زمرد، لؤلؤ کی کرسیاں خوبصورتی میں سب ایک دوسری سے بڑھ کر اور (حدیث) "ایک ادنیٰ جنّتی مرتبہ کے لحاظ سے وہ ہوگا جو اپنے باغات اپنی بیویوں اور اللہ کریم ﷻ کی دی ہوئی نعمتوں اور خادموں اور اپنے تختوں کو 1000 برس کی مسافت میں پھیلے ہوئے دیکھے گا" (۳)۔ اور (حدیث) "جنّتی کے گھر کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے" (۴)۔ کہ (القرآن) "جو شیشے کی مثل نظر آ رہے ہوں گے" (۵)۔ اور (حدیث) "اگر تم دنیا میں چاندی کو لے کر مکھی کے پَر کی طرح باریک کرو جب بھی اس کے اندر کا پانی نظر نہ آئے گا مگر جنّت کے پیالے شیشے کی طرح صاف ہوں گے" (۶)۔ اور پھر (حدیث) "جنّت کی ہر چیز کا دنیا میں نمونہ ہے لیکن آبخورے (پیالے) کا نمونہ نہیں ہے" (۷)۔ نیز (حدیث) "ساری دنیا والے جمع ہوکر چاندی کا ایسا برتن نہیں بنا سکتے جس میں شیشے کی طرح اندر سے چیز نظر آئے (۸)۔ اور (حدیث) "اُن کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، انگیٹھیوں کا ایندھن "اگر" یا "لوبان" کا ہوگا" (۹)۔

جنّت کے 70 ہزار یا ریت کے ذرّوں کی مانند باغات ہوں گے، ہر باغ میں 70 ہزار درخت اور ہر درخت کے 70 ہزار سندس اور حریر کے پتّے کہ ایک پتّہ دنیا پر رکھا جائے تو اُسے ڈھانپ لے۔ ہر (حدیث) "درخت تیز رفتار سوار کی 100 سالہ راہ کے برابر بڑا ہوگا" (۱۰)۔ اور (حدیث)

(۱) عن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۶ مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۶۹ (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۴۵۶، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۸، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۹۰ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ احمد، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۵۴۰۶، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۹۸ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۲۲۹۲، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۰، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۲ (۵) سورۃ الدھر ۱۵، (۶) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، در منثور، فضائل صدقات ص ۶۴ (۷) در منثور، فضائل صدقات ص ۶۴ (۸) قال قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، در منثور، فضائل صدقات ص ۶۴ (۹) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۲ ح ۵۵۴، بخاری ج ۲ ح ۴۷۹، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۰، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۲ (۱۰) بخاری ج ۲ ح ۴۷۴، مسلم ج ۳ ح ۷۰۰۷، ترمذی ج ۲ ح ۴۱۵، ابن ماجہ ح ۴۳۵۲۔

''درختوں کے تنے سونے کے (۱)۔ ٹہنیاں سونے اور چاندی کی اور شاخیں یاقوت، زبرجد اور لؤلؤ کی جو مٹکے کی مانند 70 قسم کے ذائقے رکھنے والے پھلوں سے لدی جھکی ہوں گی۔ ان درختوں کے پھل ایسے کہ نہ دیکھے اور نہ سُنے ہوں گے جب جنّتی کسی پھل کو کھانے کی خواہش کرے گا تو وہ پھل چاہے ہزار سالہ راہ پر دُور ہو گا فوراً وہ شاخ بڑھ کر اُس کے قریب آ جائیگی اور پھل از خود ٹوٹ کر طشت میں آ گرے گا اور شاخ پھر واپس چلی جائے گی۔ چونکہ (حدیث) ''جنّت میں سورج ہو گا نہ دن رات'' (۲)۔ اسلئے جنّتیوں کو (القرآن) ''نہ اُس (جنت) میں پیاس لگے نہ دھوپ'' (۳)۔ نیز (القرآن)۔ ''نہ اُس میں دھوپ دیکھیں گے نہ سخت سردی، اُس کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے اور اُس کے میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے'' (۴)۔ ان باغوں اور نظاروں کی سیر کیلئے (حدیث) ''جنّتی کو جنّت کی سَیر کیلئے 2 پروں والا سرخ یاقُوت کا اُڑنے والا گھوڑا دیا جائے گا جو نہ لید کرے گا نہ پیشاب اور جنّتی کو جہاں وہ چاہے گا لے اُڑے گا'' (۵)۔

(حدیث) ''جنّت کی عمارت کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے گارا مشک کا، کنکریاں موتیوں اور یاقوت کی، اور مٹّی زعفران کی خوشبودار ہے'' (۶)۔ دیوار کی چوڑائی 70 یا ایک روایت میں 500 سالہ راہ کے برابر اور اونچائی 1000 سالہ راہ کے برابر ہے اتنی شفاف کہ اندر باہر تک ہر چیز حتی کہ عرش اور تحت الثریٰ تک ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہو گی۔ جنت مخملی قالینوں تکیوں، پردوں، پھول پھلواڑیوں، خوشبوؤں، رنگوں، روشنیوں، بہاروں اور خوش نماء محلات سے ہر طرح اور ہر طرف سے ایسے سجی ہو گی کہ (حدیث) ''اگر جنّت کی چیزوں میں سے ناخن کی مقدار دنیا میں ظاہر ہو جائے تو تمام زمین و آسمان کو آراستہ پیراستہ کر دے'' (۷)۔ اور (حدیث) ''جنّت میں ایک چابک کی جگہ بھی دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے'' (۸)۔ جنت کے روح پرور جمال کے بارے خلاقِ کائنات ﷻ خود فرماتا ہے (القرآن) ''جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیاوی زندگی کا برتاوا اور اُس کی زینت ہے اور جو اللہ کریم ﷻ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے'' (۹)۔ اور وہاں جو انعامات ایک جنّتی کو نصیب ہوں گے وہ (القرآن) ''فَلَا تَعْلَمُ

(۱) عن ابوہریرہ ؓ، ترمذی ج ۲ ح ۴۱۸، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۱، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۹ (۲) مسند امام زید ح ۸۰۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۲ (۳) سورۃ طٰہٰ، ۱۱۹ (۴) سورۃ الدھر، ۱۳، ۱۴ (۵) ترمذی ج ۲ ح ۴۳۶، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۱۶، ۳۳۱۸، ابن ابی الدنیا، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۳ (۶) عن علی ؓ، مسند امام زید ح ۸۰۴، احمد، ترمذی ج ۲ ح ۴۱۸، دارمی ح ۲۸۵۵، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۶۹، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۰ (۷) ترمذی ج ۲ ح ۴۳۱، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۷، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۲۶ (۸) عن ابوہریرہ ؓ، بخاری ج ۲ ح ۴۸۳، مسلم، ابن ماجہ ح ۴۳۳۶، مشکوٰۃ ح ۵۳۶۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۶۸، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۱۶۷ (۹) سورۃ القصص، ۶۰۔

نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ،تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک اُن کیلئے چھپا رکھی گئی ہے" (۱)۔ نیز (حدیث قدسی) "میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں اُن کا خیال ہی گزرا" (۲)۔

عرش کے نیچے ایک عظیم سفید موتی کا بنا قبہ ہے جس کے سبز زبرجد کے دروازے پر سرخ سونے کا تالا جو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم سے کھلتا ہے۔ اس قبہ کے اندر چار ستون ہیں۔ ایک ستون پر "بِسۡم" لکھا ہے اور پانی کی نہر بِسۡم کی میم سے نکل رہی ہے، دوسرے ستون پر "اللّٰه" لکھا ہے جس کی "ہ" سے دودھ کی نہر، تیسرے ستون پر "الرَّحۡمٰن" لکھا ہے جس کی "م" سے شراب کی نہر اور چوتھے ستون پر "الرَّحِیۡم" لکھا ہے جس کی "م" سے شہد کی نہر نکل رہی ہے۔ اس لئے (حدیث قدسی) "جو شخص مجھے اس کلمہ (بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم) سے یاد کرے گا میں اُسے ان چاروں نہروں سے پلاؤں گا"۔ سبحان اللہ۔ شیریں پانی، دُودھ، شہد اور شرابِ طہور پر مشتمل ان چاروں نہروں میں سے ہر ایک نہر اتنی بڑی ہے کہ ساری دنیا اس کے سامنے دریا میں سوئی کے برابر لگے۔ اور پھر ان کی خاصیت کے بارے (القرآن) پیارا اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے کہ "جنت میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بدبُو پیدا نہیں ہوتی، اور ایسے دُودھ کی نہریں ہیں کہ جن کا مزا کبھی نہیں بدلتا، اور ایسی شراب کی نہریں ہیں کہ جس میں پینے والوں کیلئے لذّت ہے اور نتھرے ہوئے صاف شہد کی نہریں ہیں" (۳)۔ اُن نہروں کا نام (حدیث) "سَیۡحَان، جَیۡحَان، نِیۡل اور فُرات" (۴)۔ ہے۔ ان میں سَیۡحَان نہر ملک شام کے شہر مصیصہ کے پاس بہتی ہے اور شام اور روم کو ملاتی ہے اور جَیۡحَان ملک روم کے شہر اَذَنہ سے گزرتی ہے جبکہ نِیۡل مصر میں اور فُرات عراق میں واقع ہے (۵) واللہ ورسولہ اعلم۔ جنت کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں بلکہ زمین کے اوپر بہتی ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی ہوگی۔ یہ چاروں نہریں جس حوض میں گرتی ہوں گی وہ پیارے رحمۃٌ للعالمین آقا کریم ﷺ کا حوضِ کوثر ہے۔ جواب تو جنت میں ہے مگر روزِ محشر یہ حوضِ کوثر میدانِ حشر میں لایا جائے گا جو کہ (حدیث) "عدن سے لے کر عمان بلقاء تک کی مسافت جتنا وسیع ہے" (۶)۔ دوسری روایت میں (حدیث) "ایلہ سے عدن تک کا

(۱) سورۃ السجدہ ۱۷ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۲ ح ۷۷۴، مسلم ج ۳ ح ۷۰۰۳، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ح ۴۴۴۴، دارمی ح ۲۸۵۳، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۸۴، ۳۳۲۵، مشکوٰۃ ح ۵۳۶۳ (۳) سورۃ محمد ۱۵، (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۳۴۴، ج ۳ ح ۷۰۳۱، فتح الباری ج ۷ ص ۲۱۴، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۸، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۷ (۵) ملخص حاکم ج ۱ ح ۱۲۷۱ (۶) عن ثوبان، احمد، ترمذی ج ۲ ح ۳۳۵، ابن ماجہ ح ۴۳۱۸، مشکوٰۃ ح ۵۳۳۵، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۵۲۔

فاصلہ ہے" (۱)۔ خیال رہے کہ یہ فاصلہ مسافر کی مسافت کو سمجھانے کیلئے ہے قطعی حد بندی کیلئے نہیں اور (حدیث) "حوضِ کوثر کی مٹی مشک سے تیز خوشبودار ہے" (۲)۔ سنگریزے جواہرات کے، جھاگ کافور کی، اردگرد گھاس سنبل وزعفران کی ہے اور پیارے سوہنے آقا کریم ﷺ اپنی پیاری امت کو اس میں سے جام بھر بھر کر پلائیں گے، جو شخص ایک بار پیئے گا حیاتِ جاودانی پائے گا، بے پناہ طاقت ملے گی اور بے انتہاء (حدیث) "ایسی خوشی ملے گی کہ کبھی غمگین نہ ہوگا" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "جو ایک بار" یا فرمایا "ایک گھونٹ" پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا" (۴)۔ اور پلانے کیلئے (حدیث) "اُس کے پیالے آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گے" (۵)۔ جو کہ چاندی کے بنے شیشے کی طرح شفاف ہوں گے۔ اور پھر (حدیث) "حوضِ کوثر کا پانی برف سے زیادہ سفید (ٹھنڈا) شہد سے زیادہ شیریں اور دُودھ سے زیادہ مخلوط (گاڑھا) ہوگا" (۶)۔ اور (حدیث) "جنّت سے حوض کوثر میں دو پرنالے نکلتے ہیں جن میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے" (۷)۔ اس کے علاوہ کافور، زنجبیل، سلسبیل، رحیق اور تسنیم نام کے چشمے ہوں گے جن کا پانی ہر جنّتی جہاں اور جس جگہ مکان یا درجہ میں چاہے گا وہیں سے بلا تکلّف اُن چشموں کو پائے گا اور پانی لے گا۔ مُشک کی خاص پُرسُرور ایسی شراب ملے گی کہ پینے والے کے دل ودماغ کو معطّر کردے۔ ایسی تیز اور عمدہ ترین خوشبو مُشک کی کہ اگر کوئی شخص اُس میں ہاتھ ڈبو کر نکالے اور دنیا میں کردے تو دنیا کی تمام جاندار مخلوق اُس کی مہک سے مست و بے خود ہو جائے۔

دنیا میں کوئی بوڑھا فوت ہوا ہو یا بچہ، جنّت میں سب کی عمریں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے برابر یعنی (حدیث) "30 سال یا 33 سال" (۸)۔ ہوں گی یعنی بھرپور جوانی ہوگی اور (حدیث) "ہر شخص اپنے بابا حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور قد (حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے قد کے برابر) 60 گز بلند ہوگا" (۹)۔ دوسری روایت میں (حدیث) "قد 60 ہاتھ (گز) لمبا اور 7 ہاتھ

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۵۸۶۸، ابن ماجہ ح ۴۳۱۸، مشکوٰۃ ح ۵۳۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۱۸ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوٰۃ ح ۵۳۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۱۷ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، احمد، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۰، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۸ (۴) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۳ ح ۵۸۵۱، احمد، ترمذی ج ۲ ح ۳۳۵، ابن ماجہ ح ۴۳۱۹، مشکوٰۃ ح ۵۳۲۶، ۵۳۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۱۹، ۳۵۳ (۵) عن حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۷۹۹، احمد، ترمذی ج ۲ ح ۳۳۳، ابن ماجہ ح ۴۳۲۱، مشکوٰۃ ح ۵۳۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۵۳ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۵۸۶۹، احمد، ترمذی ج ۲ ح ۳۳۶، ابن ماجہ ح ۴۳۱۸، مشکوٰۃ ح ۵۳۲۵، ۵۳۵۲، ۵۳۹۸، مرأۃ المناجیح ج ۷ (۷) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۳۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۱۸ (۸) عن مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۴۳۹، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۹، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۸ (۹) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۷۰۲۰، بخاری ج ۲ ح ۵۵۴، ترمذی، ابن ماجہ ح ۴۳۳۹، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۸، مشکوٰۃ ح ۴۳۲۱، ۵۳۷۰۔

چوڑا ہوگا'' (۱)۔اور جنّتیوں کی آواز حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام کی، حُسن حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کا اور خُلق پیارے آقا کریم حضرت سیّدنا محمد الرّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔اور (حدیث) ''ایک ادنیٰ جنّتی کو 100 افراد کے برابر مردانگی قوّت دی جائیگی'' (۲)۔نیز 100 آدمیوں کے کھانے پینے کی طاقت دی جائے گی۔یادرہے کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں 30 مردوں کے برابر طاقت دی گئی تھی'' (۳)۔اور جنّتی کی (حدیث) ''نہ داڑھی ہوگی نہ مونچھ اور نہ منہ اور بدن پر بال ہونگے آنکھوں میں سرمہ لگائے ہونگے'' (۴)۔گویا رُخسار، سینہ اور بغل وغیرہ میں کسی جگہ بال نہ ہونگے یعنی (حدیث) ''بغیر بال کے بدن'' (۵)۔ہوگا بلکہ'' سارے بدن پر صرف سَر پر من پسند بال اور بھوؤں اور پلکوں کے سوا کہیں بال نہ ہوں گے'' (۶)۔یعنی (حدیث) ''بغیر بال و رَونگٹے کے صاف بدن اور بغیر داڑھی کے'' (۷)۔جیسے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام بے داڑھی کے جوان تھے جسطرح جوانی کی طرف بڑھنے والا لڑکا جسکی اَبھی داڑھی نہ آئی یعنی اَمرَد (Lad) اور (حدیث) ''آنکھوں میں قدرتی سُرمہ'' (۸)۔اور حُسن و جوانی کی ٹھاٹھ باٹھ کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو ہمیشہ ایسے جوان ہی رہیں گے کبھی بوڑھے نہ ہوں گے'' (۹)۔اور (حدیث) ''اُن کے پسینے سے مُشک و کستُوری کی خوشبو آئیگی'' (۱۰)۔اور (القرآن) ''اُن کے بدن پر ریشم کے باریک اور موٹے سبز کپڑے ہوں گے'' (۱۱)۔اور پھر جنّتی کے (حدیث) ''کپڑے مَیلے و بوسیدہ نہ ہوں گے'' (۱۲)۔اور (حدیث) ''جنّتی نہ بیمار ہوں گے نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے (نہ رینٹھ نہ نزلہ کھانسی)'' (۱۳)۔اور کھانے کے بعد (حدیث) ''ایک خوشبودار ڈکار یا مشک و کستوری کی خوشبو جیسا پسینہ آئے گا'' (۱۴)۔جس سے غذا ہضم ہوجائے گی۔باکمال

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ احمد، مشکوٰۃ ح ۵۶۸۲، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۶۱ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۴۲۹، دارمی ح ۲۸۵۹ مشکوٰۃ ح ۵۳۸۶، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۱، فیوض الباری حصہ ۲ ص ۱۶ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۲۶۳ (۴) ترمذی ج ۲ ح ۴۳۹، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۹ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۸، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۲ (۶) ترمذی ج ۲ ح ۴۳۳، ترغیب ج ۲ (۷) عن مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تلخیص ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۹، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۲ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۸، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۲ (۹) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۳ ح ۷۰۲۶، ترمذی ج ۲ ح ۴۱۸، دارمی ح ۲۸۵۵، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۲، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۴ (۱۰) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۳ ح ۷۰۱۹، ابن ماجہ ح ۴۳۴۹، ترمذی ج ۲ ح ۴۳۰، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۰، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۲ (۱۱) سورۃ الدھر، ۲۱ (۱۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ترمذی ج ۲ ح ۴۱۸، دارمی ح ۲۸۵۳، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۹، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۲ (۱۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۷۰۱۹، ۷۰۲۷، بخاری ج ۲ ح ۴۷۸، ترمذی ج ۲ ح ۴۳۰، ابن ماجہ ح ۴۳۴۹، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۸، سُنن دارمی ح ۲۸۶۱، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۰، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۲ (۱۴) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۷۰۲۲، سُنن دارمی ح ۲۸۵۹، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۱، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۷۳۔

ایسی حسین صورت کہ بیان سے باہر، اور (حدیث) ''سانس لینے کی طرح بے اختیار تسبیح وتہلیل ان کے وجود کا حصہ ہوگی'' (۱)۔ اُن کی تسبیح کے بارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ (القرآن) ''جنّت میں اُن کی دعاء یہ ہوگی کہ ''**سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ**، اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تجھے پاکی ہے'' (۲)۔ نہایت بااخلاق زبان، (حدیث) ''چڑیوں کے دل کی طرح کے (نرم اور بے کینہ) دل'' (۳)۔ ایسے دل کہ (القرآن) ''ہم اُن کے سینوں میں سے بغض وکینہ کھینچ لیں گے'' (۴)۔ اور (القرآن) ''اُن کا کلام ''**سَلٰمٌ سَلٰمٌ**'' ہو گا (۵)۔ جب ایک دوسرے سے مِلیں گے تو (القرآن) ''جنّت میں آپس میں ملنے کی دعا ''**سَلَامٌ**'' ہوگی'' (۶)۔ اور ملاقات کے بعد جاتے وقت (القرآن) ''اُن کی آخری دعاء یہ ہوگی ''**اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** یعنی سب خوبیاں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کیلئے جو سارے جہانوں کا رب کریم سبحانہ وتعالیٰ ہے'' (۷)۔ چونکہ (حدیث) ''نیند موت کی بہن ہے اور اہل جنّت کو موت نہیں'' (۸)۔ اسلئے اہل جنّت کو نیند نہیں آئے گی۔ حُسن کی ٹھاٹھ باٹھ کا یہ عالم کہ (حدیث) ''اگر جنّتی آدمی دنیا میں جھانک لے اور اُس کے کنگن دنیا میں ظاہر ہوجائیں تو اُس کے حُسن کی چمک وروشنی سُورج کی روشنی کو ایسے مٹادے جیسے سُورج ستاروں کی روشنی کو مٹادیتا ہے'' (۹)۔ کیونکہ جنّتی کو (القرآن) ''سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے'' (۱۰)۔ اور (حدیث) ''جنّتیوں کے سر پر تاج ہوگا جس کے ادنیٰ موتی کی چمک مشرق ومغرب کا درمیانی فاصلہ روشن کردے'' (۱۱)۔

جنّت میں اُونٹوں کے برابر پرندے ہیں جو جنّتی کے سامنے درختوں اور فضاؤں میں نہایت خوش الحانی سے چہکتے ہوں گے جب جنّتی ان (القرآن) ''پرندوں کا گوشت (کھانا) چاہیں'' (۱۲)۔ تو پَل بھر میں پرندہ خود بخود اُن کے سامنے دستر خوان پر طشت (Tray) میں آ گرے گا، اور جنّتی کی خواہش کے مطابق دیکھتے ہی دیکھتے شوربہ والہ، قیمہ والہ یا قورمہ کی صورت میں لذیذ گوشت ٹرے میں دھوئیں والی آگ کے بغیر ہی پک جائے گا اور چند لمحوں میں جنّتی کے سامنے ٹرے میں بنا سجا کر رکھا ہوگا، جنّتی اِس میں سے پیٹ بھر کر کھائے گا اِس کے فارغ ہونے کے بعد

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۷۰۲۲، دارمی ح۲۸۶۱، مشکوٰۃ ح۵۳۷۱، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۷۳ (۲) سورۃ یونس، ۱۰ (۳) مسلم ج۳ ح۷۰۳۲، مشکوٰۃ ح۵۳۷۵ مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۷۶ (۴) سورۃ الاعراف، ۴۳ (۵) سورۃ الواقعہ، ۲۶ (۶) سورۃ یونس، ۱۰ (۷) سورۃ یونس، ۱۰ (۸) عن جابر رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج۴ ح۴۷۴۵، مشکوٰۃ ح۵۴۰۳، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۹۵ (۹) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۴۴۳۱، مشکوٰۃ ح۵۳۸۷، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۸۲ (۱۰) سورۃ فاطر، ۳۳ (۱۱) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۲۵۶۲، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ح۵۳۹۸، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۹۰ (۱۲) سورۃ الواقعہ، ۲۱۔

بچی کھچی ہڈیوں سے اللہ کریم ﷻ کے حکم سے وہی پرندہ زندہ ہوکر چہکتا ہوا فضاؤں میں اُڑ جائے گا (۱)۔اسی طرح (حدیث) ''شہداء جنّت کے باغ میں بنے ہوئے قبّوں میں ہوں گے پھر اُن کے پاس مچھلی اور بیل بھیجا جائے گا یہ دونوں آ کر آپس میں لڑیں گے تو اہلِ جنّت اُن کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور جب اُن کو کسی چیز کے کھانے کی ضرورت ہوگی تو اُن میں سے ایک دوسرے مار ڈالے گا اور وہ جب اُن میں سے کسی چیز کو کھائیں گے تو جنّت کی ہر چیز کا مزہ اُس میں پائیں گے'' (۲)۔اور پھر پینے کیلئے شراب طہور دی جائے گی کہ جس میں (القرآن) ''پینے والوں کیلئے لذّت، نہ اُس کو پی کر خمار سے سَر چکرائے اور نہ بہکیں گے'' (۳) اور (حدیث) ''بعض جنتیوں کو کھیل کی خواہش ہوگی تو اللہ کریم جل جلالہ ایک ہوا کو بھیجے گا جو ایک درخت کو ہلائے گی اس سے دنیا کا ہر قسم کا کھیل نکلے گا'' (۴)۔ (حدیث) ''جنّت میں ایک ادنیٰ درجہ کے جنّتی کو 72 حوریں ملیں گی'' (۵)۔ہر ایک کی عمر 16 تا 18 سال ہوگی یعنی (القرآن) ''اُٹھتے جوبن والی ہم عمر'' (۶)۔اور (القرآن) ''موٹی آنکھوں والی'' (۷)۔اور شرمیلی نظروں والی، حسین و جمیل ایسی کہ (القرآن) ''گویا وہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں'' (۸)۔اور (القرآن) ''چھپا رکھے ہوئے موتی'' (۹)۔حُسن ایسا کہ (حدیث) ''جنّتی 40 سال تک اسے دیکھتا رہ جائیگا'' (۱۰)۔اور پھر (حدیث) ''اگر اہلِ جنّت کی ایک حور یعنی جنّت کی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو (اپنے حُسن و جمال سے) مشرق و مغرب کو روشن کر دے اور سورج کی روشنی ماند پڑ جائے اور تمام فضاء کو خوشبو سے معطّر کر دے'' (۱۱)۔سورج مثل ستاروں کے لگے۔بلکہ (حدیث) ''اُس کے تو سَر پر اوڑھنے والا کپڑا ہی دنیا و مافیھا سے بہتر ہے'' (۱۲)۔اُن حوروں کی عصمت و پاکدامنی کی گواہی اللہ کریم ﷻ خود دیتا ہے (القرآن) ''لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ،اُن سے پہلے اُنہیں ہاتھ نہ لگایا نہ کسی آدمی نے اور نہ جن نے'' (۱۳)۔اور اُن کی فرمانبرداری کے بارے (القرآن) فرمایا ''جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھیں گی'' (۱۴)۔ اور (حدیث) ''70 حلّے (لباس) پہن رکھے ہوں گے مگر (جسم کا حُسن اُس سے بھی چھلک چھلک رہا ہوگا) اُن کی

(۱) مسند امام زید ح۸۰۴ (۲) عن اُبَیّ رضی اللہ عنہ شرح الصدور ص۳۶۴ (۳) سورۃ الصّٰفّٰت ۔۴۷۔ (۴) ترمذی، حاکم، ابن خزیمہ، ترغیب ج۲ ح۳۳۸۳ (۵) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۴۵۶، ترغیب ج۲ ح۳۳۶۳، مشکوٰۃ ح۵۳۹۸ (۶) سورۃ النبا، ۳۳ (۷) سورۃ الصّٰفّٰت، ۴۹۔ (۸) سورۃ الرحمٰن، ۵۸ (۹) سورۃ الواقعہ، ۲۳ (۱۰) ترغیب ج۲ ح۳۳۶۱ (۱۱) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوٰۃ ح۵۳۶۵، مراٰۃ المناجیح ج۷ ص۳۶۸، فیض الباری حصہ۱۱ ص۱۶۷ (۱۲) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوٰۃ ح۵۳۶۵، مراٰۃ المناجیح ج۷ ص۳۶۸، فیض الباری حصہ۱۱ ص۱۶۷ (۱۳) سورۃ الرحمٰن، ۵۶ (۱۴) سورۃ الصّٰفّٰت، ۴۸۔

پنڈلیوں کا گودا نزاکت اور لطافت کی وجہ سے ہڈی اور گوشت کے اوپر سے نظر آئے گا‘‘ (۱)۔ چہرہ دودھ سے زیادہ سفید، یاقوت سے زیادہ سرخ اور آفتاب سے روشن اور جسم کی کھال برگِ گل سے زیادہ نازک، ریشم سے نرم، چاند سے روشن اور کستوری سے زیادہ معطر ہے۔ تارکول سے زیادہ سیاہ بال جب کھڑی ہوں تو قدموں کو چھوئیں جب بیٹھیں تو آس پاس ڈھیر لگ جائے۔ اور 40 ہزار گیسوعنبریں اور ہر گیسو پر 70 ہزار قسم کی زیب وزینت کر کے چہرے کے گرد چھوڑے ہوں گے اور (حدیث) ’’ایک جنّتی حُور جس کا نام ’’عیناء‘‘ ہے اگر وہ سمندر میں اپنا لعاب ڈال دے تو سمندر کا پانی میٹھا ہو جائے‘‘ (۲)۔ اِن کے علاوہ (حدیث) ’’جنّتی جنّت میں 70 مسندوں پر تکیہ لگائے ہوگا اس کے کروٹ بدلنے سے پہلے اُس کے پاس ایک نازنین حُور آئے گی جو اُس جنّتی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آکھڑی ہوگی اور اُسے سلام کہے گی جنّتی اُس کا جواب دے گا، اور اُس کے رخسار آئینہ سے زیادہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گے کہ جنّتی اُن میں اپنا چہرہ دیکھے گا اُس حور کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان کو چمکا دے گا۔ جنّتی اُس سے پوچھے گا ’’تُو کون ہے؟‘‘ وہ حسین صورت کہے گی ’’میں تیرے لئے اُن مزید نعمتوں سے ہوں جن کا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے تیرے ساتھ وعدہ فرمایا‘‘۔ اُس نے رنگ رنگ کے 70 لباس پہنے ہوں گے مگر جنّتی کی نظر اُن سے گزر کر اُس پار جارہی ہوگی حتیٰ کہ اُس کی پنڈلی کا گودا دیکھے گا، اُس حور پر ایسا تاج ہوگا کہ اگر اُس کا ادنیٰ موتی دنیا میں ظاہر ہو جائے تو مشرق ومغرب کے درمیان کو روشن کر دے‘‘ (۳)۔ مزید یہ کہ ایک دن جنّتی جنّت کا ایک خاص سیب لے گا وہ اُس کے ہاتھ میں دیکھتے ہی دیکھتے پھٹ جائیگا، اِس کے اندر سے ایک حُور نکلے گی، حسین وجمیل ایسی کہ اگر آفتاب کی طرف نگاہ کرے تو اپنے حُسن سے اُسے شرمندہ کر دے پھر (حدیث) ’’جنّتی جب اُن کے پاس جائے گا تو ہر بار کنواری پائے گا مگر اُس کی وجہ سے مرد وزن کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ ہی لذت میں کمی ہوگی پھر اس دوران ایک آواز آئے گی ’’ہمیں معلوم ہے کہ نہ تُو اکتائے گا نہ وہ اکتائے گی‘‘ (نہ انزال ہوگا کہ وہ لذت ختم کر دیتا ہے) مگر تمہاری اور بھی بیویاں ہیں‘‘ پھر جنّتی اس کے پاس سے نکل کر اور کے پاس چلا جائیگا اور ایک رات میں سب کے پاس سے ہو لے گا (۴)۔ جنّتی کو دنیا کی نیک جنّتی بیویاں نئے طور پر ملیں گی۔ مومن بیویاں حورِعین

(۱) بخاری ج۲ ح ۴۸۶، مسلم ج۳ ح ۷۰۲۱، ترمذی ج۲ ح ۴۲۵، ابن ماجہ، ترغیب ج۲ ح ۳۳۵۸، مشکوٰۃ ح ۵۳۸۵ (۲) قال ابن عباس رضی اللہ عنہ، عینی ج۱۴ ص ۹۴، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۱۶۷ (۳) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، احمد، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۵۴۰۱، مرآۃ المناجیح ج۷ ص ۳۹۳ (۴) مسند امام زید ح ۸۰۴، ترغیب ج۲ ح ۳۴۰۷، بیہقی، ابویعلی۔

سے اس قدر افضل ہوں گی جیسے لحاف کا اُوپر والا کپڑا اندر والے کپڑے سے بہتر ہوتا ہے۔ کمال حُسن و جمال، مناسب عمر اور اور جوانی کی ایسی ٹھاٹھ باٹھ کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ان بیویوں اور حورِ عین کیلئے موتی جواہرات اور سونے چاندی کے 60,60 میل لمبے محل ہوں گے اور جگہ جگہ ریشمی مخملی نفیس خیمے ہوں گے۔

ان کے علاوہ (حدیث) ''ایک ادنیٰ جنّتی کے 80 ہزار لڑکے خادم ہوں گے'' (۱)۔ جو کہ (القرآن) ''خدمتگار لڑکے اُن کے اردگرد پھریں گے گویا کہ وہ موتی ہیں غلاف میں چھپا رکھے'' (۲) اُن خادموں میں ایک کے ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا تو دوسرے کے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی جنّتی جتنا کھاتا جائے گا لذّت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی، ہر نوالے میں 70 مزے ہوں گے ہر مزہ دوسرے سے ممتاز ہوگا۔

جنّت میں ہر جمعۃ المبارک کو ایک جنّتی جمعہ بازار لگے گا جہاں جنّتی باہم ملیں گے آپس میں محبت کی باتیں اور گپ شپ کریں گے (حدیث) ''اُس بازار میں جنّتی ہر جمعۃ المبارک کو آیا کریں گے، اُس بازار میں شمال کی طرف سے ہَوا چلے گی جو جنّتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گی جس سے اُن کا حُسن و جمال اور بڑھ جائے گا وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئیں گے تو اُن کا حُسن و جمال بھی بڑھ چکا ہوگا اُن کے گھر والے اُن کو کہیں گے ''اللہ کریم ﷻ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حُسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہے''۔ وہ کہیں گے ''اللہ کریم ﷻ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حُسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے'' (۳)۔ یہ ہَوا جنّتیوں پر قسم قسم کی خوشبوئیں بھی چھڑکے گی جس سے آس پاس کا ماحول مزید معطّر ہو جائے گا۔ پھر ایک اور (حدیث) ''بازار لگے گا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی بلکہ اُس میں مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہوں گی تو جب کوئی کسی صورت کو پسند کرے گا، اللہ کریم ﷻ اُس کو وہی صورت دے دیگا'' (۴)۔ اور (حدیث) جمعہ کے دن اللہ کریم ﷻ کی زیارت ہوگی اور تمنا کر کے مانگی گئی چیزوں کے علاوہ ایسی نعمتیں عطا ہوں گی جو کسی نے دیکھی سنی نہ ہوں گی۔ اہل جنّت منتظر رہیں گے کہ پھر جمعۃ المبارک کا دن آئے تا کہ نظارۂ ذاتِ باری تعالیٰ ﷻ اور نعمتوں کی عطاء میں مزید اضافہ۔ اسلئے جنّت میں جمعہ کو

(۱) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۴۵۶، ترغیب ج۲ ح ۳۳۶۳، مشکوٰۃ ح۵۳۹۸ (۲) سورۃ الطور، ۲۴ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۷۰۱۶، دارمی ج۲ ص۴۳۶، ترغیب ج۲ ح۳۴۱۳، مشکوٰۃ ح۵۳۶۹، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۷۱ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۴۴۴، ترغیب ج۲ ح۳۴۱۵، مشکوٰۃ ح۵۳۹۶، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۸۶۔

"یوم المزید" کہا جائے گا(۱)۔

(القرآن) "جنّتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جائے گا" (۲)۔ یعنی جنّت میں روشندانوں کی طرح جھروکے ہوں گے جو دوزخ کی طرف کھلتے ہوں گے کہ جن سے اہلِ جنّت دوزخیوں کو دیکھیں گے اور (القرآن) "وہ سب اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے" (۳)۔ بلکہ اُن سے بات بھی کر سکیں گے۔ دوزخی بھی دیکھیں گے اور جنّتیوں کو پہچان کر (القرآن) "اور وہ پکاریں گے "سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ" سلام تم پر" (۴)۔ اہلِ جنّت اور اہلِ دوزخ ایک دوسرے کو دنیا کے اعمال یاد کرائیں گے۔ کیونکہ (حدیث) "قیامت کے دن عقلیں اُسی طرح واپس کر دی جائیں گی جس طرح آج کل ہیں" (۵)۔ جب جنّتی اُن کا خوفناک عذاب دیکھیں گے تو خوف کے مارے پیچھے پھر جائیں گے (القرآن) "اور جب اُن کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے "رَبَّنَا لَاتَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" اے ہمارے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر" (۶)۔ ایک دوزخی پکار پکار کر جنّتی کو کہے گا "اے فلاں! مَیں نے تجھے وضوء کیلئے پانی دیا تھا، آج مہربانی کر اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے میری سفارش کر"۔ تو جنّتی اعتراف کریگا کہ ایسا ہوا تھا اور پھر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے اُسکی سفارش کرے گا۔ تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے بھی جنّت میں داخل فرما دیگا۔ اسلئے صلحاء فقراء مشائخ عظام، اولیاء اللہ اور اپنے شیخ و مرشد کی خدمت کرنا عین نیکی اور ذریعۂ بخشش ہے۔

اتنی نعمتیں میسّر آ جانے کے بعد اپنے طور پر جنّتی سمجھیں گے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کی انتہاء ہو گئی اور یہ کہ ہمیں وہ کچھ مل گیا جو ہمارے گمان میں بھی نہ تھا مگر بھولے بھالے جنّتیوں کو پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے کرم کی بھلا انتہاء کیونکر معلوم ہو سکتی ہے چنانچہ (حدیث) "جنّت میں تم میں سے ادنیٰ ٹھکانے والے جنّتی کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا "مانگ جو آرزو ہے؟" تو وہ جو مانگے گا، اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے دے گا حتیٰ کہ جب اُسکی تمام تمنّائیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا "سب مانگ لیا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں یا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ" تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا "یہ تو تیرے مانگنے پر دیا اور اب اُن سب جیسا ایک ہم نے اپنی طرف سے دیا" (۷) بلکہ ایک روایت میں ہے (حدیث) "جو آرزو کی اس کا مزید 10 گنا دیا جائیگا" (۸)۔ یہ ایک ادنیٰ جنّتی کا عالم ہو گا تو

(۱) ترغیب ج۲ ح۳۳۲۳، طبرانی، ابویعلی، سیرۃ حلبیہ ج۳ ص۳۷ (۲) سورۃ الاعراف، ۴۶ (۳) الاعراف، ۴۶ (۴) الاعراف، ۴۶ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص۲۴۵ (۶) سورۃ الاعراف، ۴۶، ۴۷ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۳۶۱، مشکوٰۃ ح۵۳۷۷، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۳۷۷ (۸) بخاری ج۱ ح۷۶۶، مسلم، ترغیب ج۲ ح۳۳۶۰، دارمی ح۲۸۶۳۔

اعلیٰ درجہ کے ہر ایک جنّتی کو جو اُن کے حفظِ مراتب دیا جائے گا وہ تو اللہ کریم ﷻ اور اُس کا رسول کریم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں میری تو عقل بھی وہاں تک نہیں جا سکتی۔ اتنا کچھ دینے کے باوجود (حدیث) ''جنّت میں ہمیشہ بہت وسیع جگہ خالی رہے گی حتیٰ کہ اللہ کریم ﷻ اُس کو بھرنے کیلئے اور مخلوق پیدا فرمائے گا جنہیں جنّت کے بچے ہوئے حصہ میں ٹھہرائے گا'' (۱)۔

پھر ایک دن اُن نیک بختوں پر اللہ کریم ﷻ کا ایک اور کرم ہوگا کہ جب (حدیث) ''اللہ کریم ﷻ اہلِ جنّت سے فرمائے گا'' اے اہلِ جنّت! تم راضی ہو گئے ہو؟'' وہ کہیں گے ''پیارے اللہ کریم ﷻ ہمیں کیا کمی ہے جو ہم راضی نہ ہوں۔ جبکہ تُو نے ہمیں وہ کچھ عطاء فرمایا ہے جو تُو نے اپنی مخلوق میں سے کسی بڑے سے بڑے کو بھی نہیں دیا'' اللہ کریم ﷻ فرمائے گا ''کیا مَیں تم کو اس سے بہتر و افضل نعمت نہ عطاء کروں؟'' وہ کہیں گے ''پیارے اللہ کریم ﷻ اس سے بڑھ کر افضل چیز اور کون سی ہو سکتی ہے؟'' اللہ کریم ﷻ فرمائیگا ''مَیں تم کو اپنی خوشنودی و رِضاء عنایت کرتا ہوں، اس کے بعد مَیں تم پر کبھی ناراض نہ ہوں گا'' (۲)۔ موج کرو اور نعمتوں سے لطف اندوز ہو کر عیش کرو۔ اسے قرآن کریم نے سب سے بڑی مراد فرمایا (القرآن) ''اور اللہ کریم ﷻ کی رِضاء و خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے، یہی سب سے بڑی مراد و کامیابی ہے'' (۳)۔ سبحان اللہ۔

(حدیث) ''جنّت میں ایک مجلس ہوگی جس میں حُوریں ایسی خوش اِلحانی سے بلند آواز سے گائیں گی کہ اِس طرح کی آواز مخلوق نے پہلے کبھی نہ سنی ہوگی'' (۴)۔ اُن حُوروں کی خوش الحانی سُن کر جنّتی عرض کریں گے ''یا اللہ کریم ﷻ ہمیں اپنا کلام سنا'' اللہ کریم ﷻ حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام کو فرمائیں گے ''اے داؤد اِنہیں ذرا میرا کلام سنا دیجئے''۔ حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام کی آواز کا دنیا میں یہ عالم تھا کہ پرندے اُڑتے اُڑتے گر پڑتے، چرندے اور درندے جنگلوں سے نکل آتے، درخت جھومنے لگتے، بہتا پانی تھم جاتا، جنگلی جانور وغیرہ ایک ایک ماہ تک کھانا پینا چھوڑ دیتے اور بعض اوقات آپ کی پُرسوز آواز سے انسانوں کی روحیں پرواز کر جاتیں، ایک مجلس میں 400 جنازے اُٹھے، ایک بار ایسا منظر بنا کہ 12000 بوڑھے اور 700 عورتیں وفات پا گئیں (۵)۔ چنانچہ ایسی پیاری سریلی آواز والے حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام منبر پر چڑھ کر زبور شریف کی تلاوت

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ح ۵۶۴۳، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۲۲ (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۴۶۹، مسلم، ترمذی ج ۲ ح ۴۳۹، حاکم ج ۱ ص ۱۶۷ ح ۲۷۶، ترغیب ج ۲ ح ۳۴۴۴، مشکوٰۃ ح ۵۳۷۶ (۳) سورۃ التوبہ، ۷۲ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۱۰، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۹، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۹۱ (۵) کشف المحجوب ص ۵۹۳، رسالہ قشیریہ ص ۳۹۲۔

فرمائیں گے۔ لوگ طرب میں آ کر وجد کرنے لگیں گے اور سلسلہ تادیر رہے گا، جب اُنہیں افاقہ ہو گا تو اِرشادِ خداوندی ہو گا ''اے میرے بندو! تم نے اِس سے پاکیزہ آواز بھی کبھی سنی ہے؟'' تو وہ عرض کریں گے ''نہیں اے ربِ کریم ﷻ'' اللہ کریم ﷻ فرمائے گا ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اب میں اس سے پاکیزہ تر آواز سناؤں گا۔ اے میرے پیارے حبیب کریم سیّد المرسلین محمد الرسول اللہ ﷺ اُٹھئے اور منبر پر جائیے اور سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰسٓ پڑھیئے'' پس پیارے آقا کریم ﷺ تلاوت فرمائیں گے، آپ ﷺ کی آواز مبارک خوش الحانی کے اعتبار سے آوازِ داؤدی سے 70 گنا بڑھ چکی ہوگی۔ لوگ سُرور میں آ کر خوب وجد کریں گے یہاں تک کہ اُن کے نیچے سے کُرسیاں بھی جھومنے لگیں گی۔ پھر عرصہ بعد جب اُنہیں افاقہ ہو گا تو اِرشادِ خداوندی ہو گا ''اے میرے بندو! کیا تم نے اس سے بھی زیادہ پاکیزہ آواز سنی ہے؟'' لوگ عرض کریں گے ''نہیں یا اللہ کریم ﷻ'' پیارا اللہ کریم ﷻ فرمائے گا ''مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! اب مَیں تمہیں اس سے بھی پاکیزہ تر آواز سناؤں گا'' پھر پیارا اللہ کریم ﷻ خود سورۃ الانعام سے کلام فرمائیں گے۔ جنّتی عجیب کیف وسُرور اور وجدانی کیفیت میں آ جائیں گے کُرسیاں، محل اور درخت جھومنے لگیں گے، عرش ہلنے لگے گا، ایسا روح پرور منظر ہو گا کہ بیان سے باہر جس کے اثرات میں جنّتی دیر تک مست وبے خود رہیں گے۔

اہلِ جنّت کو پیارے اللہ کریم ﷻ کی خصوصی قربت نصیب ہو گی اور (حدیث) ''اہلِ جنّت اور اللہ کریم ﷻ کے درمیان صرف کبریائی کا پردہ ہو گا'' (۱)۔ پھر ایک انتہائی خصوصی کرم ہو گا اور ایک نرالا، انوکھا اور نہایت پیارا حسین یادگار لمحہ آئے گا جس مقصد کیلئے اہلِ جنّت کیلئے ایک نہایت پاکیزہ مجلس کا بندوبست کیا جائے گا اور (حدیث) ''اہلِ جنّت کیلئے اللہ کریم ﷻ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ظاہر فرمائے گا اور اُن کیلئے نور، یاقوت، موتی، زبرجد، سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے اُن میں ادنیٰ درجہ کا جنّتی کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی بھی نہیں ہو گا اور اُن کو یہ گمان نہیں ہو گا کہ کرسیوں والے نشست گاہ کے لحاظ سے اُن سے افضل ہیں پھر اللہ کریم ﷻ کا عرش اُن پر ظاہر ہو گا'' (۲)۔ اور پھر پیارا اللہ کریم ﷻ ...... وہ ...... اللہ کریم ﷻ جو سارے ...... حُسن ...... پیدا فرماتا ہے وہ خود اپنے وجہِ کریم ﷻ سے پردہ اقدس بھی اُٹھا دے گا اور سب جنّتی زیارت کریمانہ سے فیضیاب ہوں گے۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ

(۱) عن ابوموسیٰ اشعری ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۳۶۷، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۶۹ (۲) ترمذی ج ۲ ح ۴۴۳، ابن ماجہ، ترغیب والترہیب ج ۰ ح ۳۱۴، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۷، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۶۔

نے فرمایا ''اُس مجلس میں تم میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی بے حجاب زیارت نہ کرے گا'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''اور تم اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کو سرِ عام دیکھو گے'' (۲)۔ بلکہ (حدیث) ''تم میں سے ہر ایک اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کو ایسے دیکھے گا جیسے چودھویں رات کے چاند کو ہر کوئی دیکھتا ہے'' (۳) کہ (القرآن) ''وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ،اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ، کتنے ہی چہرے اُس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے پروردگار کریم سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار میں محو ہوں گے'' (۴)۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر زیارت سے مشرف ہو رہا ہوگا ایک کا دیکھنا دوسرے کیلئے مانع نہ ہوگا۔ اُس پُر کیف منظر میں جہاں جنّتی دیدار الٰہی میں محو و مستغرق ہو رہے ہوں گے ایسی لذت و سرور پائیں گے کہ جنّت کی ساری نعمتیں بھول جائیں گے جو بھی جنّت کی نعمتیں اُن کو ملی ہوں گی یہ ایک کرم کریمانہ اُن سب سے بڑھ رہو گا (حدیث) ''پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت سے بہتر اور پیاری اُنہیں کوئی چیز نہ دی گئی ہوگی'' (۵)۔ اہل جنّت عرصہ دراز تک اُس دیدار پُر انوار کی لذّت و سُرور میں مست و بیخود رہیں گے۔ اُس وقت جنّتیوں پر خوشی، طرب، کیف، سُرور اور وجد و حال کی جو کیفیّت طاری ہوگی اُسے لکھنے کیلئے اگر ساری مخلوق بھی لکھنے بیٹھے (القرآن) ''اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اُس کی سیاہی ہو اُس کے پیچھے 7 سمندر ہوں اور اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی باتیں (لکھیں تو بھی) ختم نہ ہوں گی'' (۶) پھر مجھ فقیر کے قلم کی کیا مجال اور میری عقل و سوچ کی کیا وسعت جو اُس سہانی و نورانی نظارہ کی منظر کشی کرے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت کی سعادت تمام جنّتیوں کو بار بار نہ ہوگی بلکہ کچھ ایسے ہوں گے کہ (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو صبح و شام اُس ذات کریم سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت کا نظارہ کرے گا'' (۷)۔ اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ نہ صرف زیارتِ کریمانہ ہوگی بلکہ (حدیث) ''پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں سے براہ راست بلا ترجمان گفتگو فرمائے گا'' (۸)۔ حتیٰ کہ (حدیث) ''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُن میں سے ایک شخص سے فرمائے گا ''اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تُو نے ایسا ایسا کہا تھا'' یوں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسے اُس کی بعض بد اعمالیاں یاد کرائے گا تو بندہ (شرمندہ ہو کر) عرض کرے گا ''پیارے

(۱) ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۷، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۷ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ح ۵۶۴۳، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۹۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۴۱ (۳) بخاری ج ۱ ح ۵۳۴، مسلم، ترمذی ج ۲ ح ۴۴۵، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۳۰۲، ابن ماجہ ح ۴۴۵۳، نسائی، دارمی ح ۲۸۳۵، ابن حبان ج ۱۶ ص ۴۶۴، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۱۴، ۳۳۲۰، مشکوٰۃ ح ۵۶۱۱، ۵۶۱۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۹۵، فیوض الباری حصہ ۳ ص ۴۴۸ (۴) سورۃ القیٰمۃ ۲۲، ۲۳ (۵) عن صہیب رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۶۰۵، مرأۃ ج ۷ ص ۳۹۷ (۶) سورۃ لقمٰن ۲۷ (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، احمد، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۵۶۰۶، مرأۃ ج ۷ ص ۳۹۸ (۸) ترمذی ج ۲ ح ۳۰۵

اللہ کریم ﷻ کیا تُو مجھے بخش نہ دے گا؟'' تو اللہ کریم ﷻ فرمائے گا ''ہاں تُو میری وسعتِ رحمت ہی کی وجہ سے اِس درجہ میں پہنچا ہے'' (۱)۔ یوں (حدیث) ''اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس کے سامنے وہ ذات کریم ﷻ موجود نہ ہوگی'' (۲)۔ اور ایک ہی وقت میں ہر ایک سے اس کے مزاج کے مطابق الگ الگ ایسے گفتگو ہوگی کہ پاس بیٹھنے والے کو بھی علم نہ ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا بات ہوئی اور (حدیث) ''اس محفل میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس سے اللہ کریم ﷻ براہِ راست گفتگو نہ فرمائے'' (۳)۔ پھر (حدیث) ''وہ اس طرح (محوِ گفتگو) ہوں گے کہ اُن پر ایک بادل چھا جائیگا وہ اُن پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ اُس جیسی خوشبو کبھی کسی چیز میں نہ پائی ہوگی، اللہ کریم ﷻ فرمائے گا جو تمہارے لئے اعزاز مَیں نے تیار کیا ہے اُس کی طرف جاؤ جو چاہو لے لو، تب جنّتی اُس بازار میں پہنچیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہوگا اُس بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی کہ آنکھوں نے نہ کبھی دیکھی ہوں گی، نہ کبھی کانوں نے سنی ہوں گی اور نہ ہی دلوں پر اُن کا کبھی خیال ہی گزرا ہوگا جنّتی جو چاہیں گے اُنہیں اُٹھوا دیا جائے گا وہاں نہ تو خرید ہوگی نہ فروخت، وہاں جنّتی باہم ایک دوسرے کو ملیں گے، چھوٹے درجہ والا جنّتی بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا اُس کا لباس پسند کرے گا ابھی گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ اُس کے خیال میں آجائے گا کہ میرا لباس اس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنّت میں کسی کیلئے غم نہیں ہے'' (۴)۔ گویا اللہ کریم ﷻ اتنا غم بھی دینا گوارا نہ فرمائے گا کہ میرے اس جنّتی بندے کو دوسرے کے اچھے لباس پر غم آئے لہٰذا وہ یہ احساس ہی زائل کر دے گا۔ سبحان اللہ۔ یوں جنّتی جنّت میں ہنستے مسکراتے (القرآن) ''وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے'' (۵)۔ جنّت کی کچھ نعمتوں کا تذکرہ میں نے کیا ورنہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''(شبِ معراج) مَیں نے جنّت میں اس قدر نعمتیں دیکھیں کہ اگر تمام زندگی ان کے اوصاف بیان کروں تو ختم نہ ہوں'' (۶)۔

بے نمازکی سزا:

(القرآن) ''فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ، الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ،

ترجمہ: تو اُن نمازیوں کیلئے خرابی ہے، جو اپنی نمازوں کو بھولے بیٹھے ہیں'' (۷)۔

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۳ ح ۴۴۳، ابن ماجہ ح ۴۳۵۳، ترغیب ج ۲ ح ۳۴۱۴، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۷ (۲) ترمذی، ابن ماجہ ح ۴۳۵۳، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۷، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۷ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۴۳۵۳، ابن حبان ج ۱۶ ح ۷۴۳۷، ترغیب ج ۲ (۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۴۴۳، ابن ماجہ ح ۴۳۵۳، ترغیب ج ۲ ح ۳۴۱۴، مشکوٰۃ ح ۵۳۹۷، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۸۷ (۵) سورۃ المؤمنون، ۱۱ (۶) معارج النبوت ج ۴ ص ۵۰۸ (۷) سورۃ الماعون، ۴، ۵۔

بڑے ہی بد بخت ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے صحتِ کاملہ سے نوازا مگر پھر بھی وہ نماز نہیں پڑھتے ۔نماز ایک ضروری رُکن اسلام ہے۔ پیارے آقا کریم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو توحید کے بعد جو پہلا حکم آپ ﷺ کو ملا وہ نماز ہی کا تھا(۱)۔اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بندہ ہزار ہا نیکیاں کرلے اگر نماز نہیں پڑھتا تو کوئی چارہ نہ چلے گا۔لہٰذا اپنی زندگی کو مہلت جانیں ایسا نہ ہو کہ یہ مہلت ختم ہوجائے کیونکہ (القرآن) ''تم جہاں کہیں بھی ہوگے موت تمہیں آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو'' (۲)۔لہٰذا ابھی تو توبہ کا وقت ہے جب موت کے فرشتے آگئے اور (حدیث) ''بندہ نے فرشتوں کو دیکھ لیا تو توبہ کا وقت ختم ہوجاتا ہے'' (۳)۔ پھر اُس وقت توبہ بھی قبول نہیں ہوگی اور (القرآن) ''کسی شخص کا ایمان لانا اُس کے کام نہیں آئے گا۔ جو اُس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہ کرلی تھی'' (۴)۔اور پھر موت بھی کیسی خوفناک !اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ملک الموت کی طرف سے دی جانے والی موت کی تکلیف تلوار کی 1,000 چوٹوں سے زائد ہے'' (۵)۔نیز (حدیث) ''اگر موت کی تکالیف کا ایک قطرہ تمام آسمان اور زمین پر رہنے والوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب مرجائیں لیکن قیامت میں ایک گھڑی کی تکلیف اُس تکلیف سے 70 گنا زائد ہوگی'' (۶)۔ بلکہ موت کی تکلیف کو اس طرح واضح کیا جاسکتا ہے کہ (حدیث) ''موت کی تکلیف آروں کے چیرنے سے قینچیوں کے کاٹنے سے اور ہانڈیوں کے اُبالنے سے بھی زیادہ ہے'' (۷)۔اور پھر یاد رہے کہ (حدیث) ''مرنے والے انسان کو فرشتے باندھ دیتے ہیں ورنہ وہ (اس کی تکلیف کے باعث) جنگلات میں بھاگتا پھرتا'' (۸)۔اور حضرت سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اگر اس پر سکرات کا عالم نہ ہوتو وہ تکلیف کی وجہ سے اپنے قریب والوں کو تلوار لے کر مارنے لگے'' (۹)۔خدا پناہ۔اور پھر موت کی یہ تکلیف (حدیث) ''مردہ جب تک قبر میں رہتا ہے موت کی تکلیف اُسے محسوس ہوتی رہتی ہے'' (۱۰)۔اسی لئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے (القرآن) ''جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن مجرموں کیلئے کوئی خوشی کا دن نہ ہوگا'' (۱۱)۔اور ابھی تو یہ موت کی تکلیف ہے حالانکہ ''بندے کی موت اور جنت کے درمیان ایک لاکھ ہولناکیاں ہیں،اور ہر ہولنا کی موت کی تکلیف سے لاکھوں گنا

(۱) فیوض الباری حصہ ۴ص ۸۷ (۲) سورۃ النساء، ۷۸ (۳) عن بکر بن عبداللہ مُزنی رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۲۰۰ (۴) سورۃ الانعام، ۱۵۸ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۱۱۸، قوت القلوب ج۱ (۶) عن میسرہ رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۱۱۹، قوت القلوب ج۱ (۷) عن سیدنا شداد رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۱۱۹ (۸) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۱۱۸ (۹) شرح الصدور ص ۱۹۷ (۱۰) عن سیدنا کعب رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص ۱۱۷ (۱۱) سورۃ الفرقان، ۲۲۔

زیادہ ہے اور کوئی بندہ اس سے نجات نہیں پاتا سوائے اللہ کریم ﷻ کی رحمت کے“ (۱)۔

اور پھر یہ تو بے نمازی کیلئے موت کے وقت کی خرابیاں ہیں جس سے بندے کا سامنا ہوگا محشر کے دن کیا بنے گا جب (حدیث) ”قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائیگا اگر نماز درست ہوئی تو سب اعمال درست ہوں گے اگر نماز درست نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی درست نہ ہوں گے“ (۲)۔ تو ذرا سوچیئے۔ پھر کیا بنے گا؟۔ جبکہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ سگا باپ بیٹا ایک دوسرے کو ایک نیکی بھی نہ دیں گے اور (القرآن) ”اُس دن کا خوف کرو جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کام آسکے گا“ (۳)۔ اور نہ کوئی کسی کے ایک بھی گناہ کا بوجھ اُٹھائے گا (القرآن) ”اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اُسی کے ذمہ ہے اور قیامت کو کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائیگی“ (۴)۔ بلکہ ہر کوئی (القرآن) ”اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے“ (۵)۔ اور (القرآن) ”وہ اپنے سَروں کو اوپر اُٹھائے دوڑ رہے ہوں گے“ (۶)۔ کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ کسی کے کام نہ آئے گا اور اُس دن جب (القرآن) ”اُن کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی“ (۷)۔ بلکہ (القرآن) ”جب کلیجے غم میں بھرے گھٹ کر منہ کو آئیں گے“ (۸)۔ اتنا سخت اور کڑا وقت کہ اُس خوفناک منظر کو دیکھ کر (القرآن) ”آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی“ (۹)۔ بلکہ (القرآن) ”آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی“ (۱۰)۔ یعنی شدّتِ غم کا یہ عالم ہوگا کہ خوف و غم کے اُس اندوہناک وقت میں آنکھ جھپک نہ سکیں گے یا جھپکنا یاد ہی نہ رہے گا جبکہ سب کو یہ معلوم بھی ہے کہ چونکہ (القرآن) ”لِكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ، ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے“ (۱۱)۔ لہذا (القرآن) ”بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے“ (۱۲)۔ مقررہ وقت پر (القرآن) ”تو جب اُن کا وقت آجائے گا تو ایک لمحہ نہ پیچھے ہوگا نہ آگے“ (۱۳)۔ اور پھر آئے گی بھی یکدم (القرآن) ”اور قیامت کا آنا یوں ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدتر“ (۱۴)۔ مگر افسوس کہ پھر بھی اُس کیلئے کوئی تیاری و انتظام نہیں۔

اے غافل! اپنے آپ کو نماز میں مصروفیت کی طلب رکھ ایسی کوشش میں کیوں اپنے آپ

(۱) قوت القلوب ج۱ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۳۹۶، ابوداؤد ج۱ ح۸۵۵، مؤطا امام مالک ح۴۲۰، معجم اوسط ج۲ ح۱۸۵۹، مستدرک حاکم، مسند احمد، بزار، ترغیب ج۱، مجمع الزوائد ج۱ ص۲۹۲، قوت القلوب ج۲ (۳) سورۃ السجدۃ، ۳۳ (۴) سورۃ الانعام، ۱۶۴ (۵) سورۃ الانعام، ۳۱ (۶) سورۃ ابراہیم، ۴۳ (۷) سورۃ ابراہیم، ۴۳ (۸) سورۃ المؤمن، ۱۸ (۹) سورۃ ابراہیم، ۴۳ (۱۰) سورۃ الانبیآء، ۹۷ (۱۱) سورۃ الانعام، ۶۷ (۱۲) سورۃ المؤمن، ۵۹ (۱۳) سورۃ الاعراف، ۳۴ (۱۴) سورۃ النحل، ۷۷۔

کو مصروف ترین بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے تمہیں نماز پڑھنے کی بھی فرصت نہیں حالانکہ بہترین مصروفیت نماز کی مصروفیت ہے۔ پھر دوسری مصروفیات میں اِسے کیوں بھول جاتا ہے؟ باقی ہر کام کا وقت نکال لیتا ہے مگر نماز کے وقت کیلئے ایسے ایسے بہانے گھڑ لیتا ہے کہ ''نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی'' ایسی غفلت کرنے والے بندوں سے اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے (القرآن) ''اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کریم ﷻ کی یاد سے غافل نہ کردیں تو جو ایسا کریں گے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں'' (۱)۔ کیونکہ یہ مال و متاع تو دیا ہی اس لئے گیا ہے کہ (القرآن) ''اور ہم نے اُنہیں انعامات اور تکالیف دے کر آزمایا تاکہ وہ اللہ کریم ﷻ کی طرف رجوع کریں'' (۲) اور دیکھیں کہ انسان کہیں اپنے رب کریم ﷻ کو بھول تو نہیں جاتا جس نے یہ سب کچھ دیا ہے۔

اللہ کریم ﷻ بے نمازی کو دوزخ کی ہولناکیاں بتاتے ہوئے خبردار کرتا ہے کہ (القرآن) ''پھر ان کے بعد اُن کی جگہ ایسے ناخلف آئے کہ جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کی پس عنقریب وہ ضرور ''غَيّ'' میں ڈالے جائیں گے'' (۳)۔ کونسا ''غَيّ''؟ ایک خوفناک گہری وادی اور پھر اُس میں اندوہناک کنواں ''ہَبْ ہَبْ'' الامان والحفیظ۔ اور پھر اُس سے بھی زیادہ ہیبت ناک اور کربناک ''وادئ وَیل'' کہ جس کی سختی سے خود جہنم پناہ مانگتا ہے۔ نیز ''وادئ لَمْلَمْ'' کا عذاب کہ جس میں ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبے اور اُونٹ کی گردن کی طرح موٹے سانپ ہیں۔ جس کے ایک بار ڈسنے سے جسم میں 70 سال تک زہر جوش مارتی رہے گی۔ نیز وادی ''حبّ الحزن'' جس سے دوزخ بھی 400 بار پناہ مانگتی ہے۔ اس کے خچّر کی مانند کالے بچھو کہ جن کے 70 ڈنگ ہیں اور ہر ڈنگ میں زہر کی تھیلی ہے۔ ایک بار ڈسنے سے 1,000 سال تک زہر کی گرمی و تکلیف کا اثر رہے گا۔ گوشت جسم سے جھڑ جائے گا شرمگاہ سے پیپ بہنے لگے گی۔ یہ دیکھ کر تمام جہنمی اس پر لعنت کریں گے۔ توبہ۔ توبہ۔ خدا پناہ۔ یہ وہ عذاب ہیں جو ایک بے نمازی کو ہوں گے دروزخ کی تو ہوا اور ہیبت ہی کافی ہے اور پھر عذاب۔ خدا پناہ۔

اے غافل! اے بے نماز! دوزخ میں تو جو عذاب ہوگا سو ہوگا تجھے تو سرِ محشر ''حَرِیش'' ہی تلاش کرتا پھرتا ہوگا۔ جو کہ ایک بچھو جیسا جہنّم کا جانور ہے، جس کی لمبائی زمین تا آسمان اور چوڑائی شرق و مغرب تک ہوگی۔ وہ مخلوق میں سے بے نماز کو مُرغی کے دانے کی طرح چُن لے گا۔ اور پھر اُس سے (القرآن) ''تم میں کوئی چھپنے والا چھپ نہ سکے گا'' (۴)۔ اور بے نمازی کی پہچان تو وہاں

(۱) سورۃ المنٰفقون، ۹ (۲) سورۃ الاعراف (۳) سورۃ مریم، ۵۹ (۴) سورۃ الحآقّۃ، ۱۸۔

بڑی ہی آسان ہوگی کیونکہ (حدیث) ''قیامت کے دن اُس کا چہرہ کالا کر دیا جائے گا''۔اسی بناپر (القرآن) ''مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے'' (۱)۔جبکہ (حدیث) ''نمازیوں کے چہرے وضوء کی برکت ونورانیت سے چمکتے ہوں گے'' گویا اُس دن مسلمانوں جیسی صورت بھی بے نمازی کو نصیب نہ ہوگی اور (حدیث) ''اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا'' (۲)۔اور اس سے بڑی اور کیا رُسوائی کہ (القرآن) ''آج ہم اُن کے مُنہ پر مہر لگادیں گے'' (۳) گویا قیامت کے دن زبان سے بات کرنے کی بھی اجازت نہ ہوگی بلکہ اُس کے اپنے اعضاء (القرآن) ''اُن کے کان، اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے سب اُن پر اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے'' (۴)۔اور (القرآن) ''جس دن اُن کے خلاف اُن کی زبانیں، اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں اُن کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے'' (۵)۔اور پکار پکار کر بندے کی سب کرتوتیں بتائیں گے۔اعضاء کا یہ بولنا سُن کر (القرآن) ''وہ لوگ اپنے جسموں سے کہیں گے ''تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟'' وہ کہیں گے ''ہمیں اُس اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے بلوایا ہے جس نے ہر چیز کو بلوایا'' (۶)۔اس طرح بندہ اس حال میں کھڑا ہوگا کہ (حدیث) ''روز قیامت بندہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکے گا جب تک چار باتیں اُس سے نہ پوچھ لی جائیں ایک عمر کس کام میں گزاری؟، دوسرا اُس کا علم کہ اُس پر کیا عمل کیا؟، تیسرا اُس کا مال کہ کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا؟، چوتھا اُس کا جسم کہ اُس کو کس کام میں لگایا؟'' (۷)۔اور اِس سے بھی زیادہ ذلت وخواری تب ہوگی۔جب اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی خاص تجلی فرمانے پر تمام نمازی فوراً سجدہ میں گر جائیں گے لیکن بے نماز کی پشت تانبے کی مانند سخت ہو جائے گی۔اور (حدیث) ''اُس کی کمر تختہ بنادی جائے گی جس وقت سجدہ کرنا چاہے گا اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے گا'' (۸)۔اور سجدہ نہ کر سکے گا۔اور طاقت ہونے کے باوجود (القرآن) ''**يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ**، سجدہ کرنے کو بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے'' (۹)۔اور سجدہ نہ کر پانے سے شرم اور خوف کے مارے (القرآن) ''اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی'' (۱۰)۔اور اسی خوف اور شرم و ذلت میں (القرآن) ''آنکھ اُوپر نہ اُٹھا سکیں گے'' (۱۱)۔اور کہیں گے (القرآن) ''ہائے کسی طرح

(۱) سورۃ الرحمٰن، ۴۱ (۲) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۵۸، ح ۵۳۶، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۳۶، احمد ج ۱ ح ۹۵۱، مسند دارمی، بیہقی شعب الایمان، قوت القلوب ج ۲ (۳) سورۃ یٰسٓ، ۶۵ (۴) سورۃ حٰمٓ السجدہ، ۲۰ (۵) سورۃ النور، ۲۴ (۶) سورۃ حٰمٓ السجدہ، ۲۱، (۷) خزائن العرفان پارہ ۲۳، ۱۲۳ ربع (۸) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ح ۵۳۳۳، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۳۳۴، (۹) سورۃ القلم، ۴۲ (۱۰) سورۃ القلم، ۴۳ (۱۱) سورۃ النٰزعٰت، ۹۔

موت ہی قصہ چکا گئی ہوتی'' (۱)۔ چنانچہ (القرآن) ''اُن پر ذلّت وخواری چھارہی ہوگی'' (۲)۔ یہ ذلّت وخواری اسلیئے ہوگی کہ نماز کیلیئے (القرآن) ''بیشک دنیا میں اُن کو سجدہ کیلیئے بلایا جاتا تھا جب وہ تندرست تھے'' (۳)۔ مگر اپنے کام کاج کو پیارا اور زیادہ ضروری جانتے تھے اور نماز کو نہ آتے تھے اور کہتے تھے کہ ''ہمیں نماز کی فرصت نہیں ہے''۔ تو اے نماز کو پسِ پُشت ڈالنے والے! اللہ کریم ﷻ کا یہ فرمان سُن لے کہ (القرآن) ''جو دنیا کی زندگی اور آسائش چاہتا ہو ہم اُن لوگوں کو اُن کے عمل کا بدلہ اِس دنیا میں پورا پورا دے دیتے ہیں اور اس میں کمی نہیں کرتے لیکن یہ وہ لوگ ہیں جن کیلیئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں'' (۴)۔ اور ایک دوسری جگہ (القرآن) فرمایا ''پھر جب اُنہوں نے بھلا دیں جو نصیحتیں اُن کو کی گئیں تھیں تو ہم نے اُن پر (دنیا کی نعمتوں کی) ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر جو اُنہیں مِلا خوش ہو کر اِترانے لگے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا سو وہ نا امید ہو کر رَہ گئے'' (۵)۔ اور کچھ مہلت نہ مِلی دوسری جگہ ارشادِ الٰہی یوں ہوتا ہے کہ (القرآن) ''کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر گھاٹے والے اعمال کن کے ہیں، اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع گئی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم بہت اچھے کام کر رہے ہیں'' (۶)۔ اسی بارے (حدیث) حضرت سیّدنا خواجہ حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اے ابن آدم! تیرے دین کی اور کیا چیز تیرے لئے قیمتی ہے؟ جب تیرے لئے نماز کی کوئی قیمت نہیں تو پھر تُو اللہ کریم ﷻ پر اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے'' (۷)۔ بے نماز کی اسی گمراہی کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تُو بندہ کو نماز ضائع کرنے والا دیکھے تو وہ نماز کے علاوہ دوسرے احکام کا زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا'' (۸)۔

بے نماز کا قیامت کے دن کوئی بہانہ، کوئی چارہ نہ چلے گا کہ مجھے کسی نے سیدھا راستہ بتایا نہیں بلکہ اللہ کریم ﷻ نے واضح اعلان فرما دیا ہے کہ (القرآن) ''بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس اس پر چلو'' (۹)۔ اور (القرآن) ''نماز قائم کرو'' (۱۰)۔ ورنہ (حدیث) ''جس نے قصداً نماز چھوڑی جہنّم کے دروازے پر اُس کا نام لکھ دیا جاتا ہے'' (۱۱)۔ اور (حدیث) ''اُس کا دین میں کوئی حصہ نہیں'' دوسری جگہ اس سے سخت ارشاد فرمایا کہ (حدیث) ''جس نے جان بوجھ کر فرض نماز نہ

(۱) سورۃ الحاقۃ، ۲۷ (۲) سورۃ القلم ۴۳ (۳) سورۃ القلم، ۴۳ (۴) سورۃ ھود، ۱۵، ۱۶ (۵) سورۃ الانعام، ۴۴ (۶) سورۃ الکہف، ۱۰۳، ۱۰۴ (۷) قوت القلوب ج ۲ (۸) عن عمر رضی اللہ عنہ قوت القلوب ج ۲ (۹) سورۃ الانعام، ۱۵۳ (۱۰) سورۃ البقرۃ، ۴۳ (۱۱) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، کنز العمال ج ۷ ص ۱۳۲، ابو نعیم۔

پڑھی اُس نے کفر کیا" (۱)۔تو کیا اِس فرمان کے بعد بھی اپنے آپ کو مسلمان جانتا ہے؟۔ارے یہ نماز ہی تو ہے جو مسلمان اور کافر میں فرق پیدا کرتی ہے اگر یہ بھی نہیں تو کاہے کا مسلمان؟۔اسی لئے (حدیث) "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے سوائے نماز کے" (۲)۔اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سمیت کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک "جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنا کفر ہے"۔چاروں آئمہ کرام نے تارکِ نماز کو متفقہ طور پر اوّل درجہ کا فاسق و فاجر قرار دیا ہے۔ کئی فقہاء کرام نے مسلمانوں کے قبرستان میں داخل نہ کرنے کا حکم دیا ہے "امام مالک علیہ الرحمۃ، امام شافعی علیہ الرحمۃ اور امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے نزدیک بادشاہِ وقت کو اُس کے قتل کرنے کا حکم ہے" (۳)۔ امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک "بے نماز کو قید کر کے سخت سزا دی جائے اور اتنا مارا جائے کہ اُس کے جسم سے خون بہنے لگے یہاں تک کہ توبہ کر لے یا اُسی حالت میں مَر جائے" (۴)۔جامع الاخیار میں ہے "جو شخص بے نماز کی مدد کرے اگرچہ اسے کھانے کا ایک لُقمہ دے کر ہی سہی تو گویا اُس نے 70 پیغمبروں کو قتل کیا کہ پہلا اُن کا حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام اور آخری اُن سب میں حضرت سیّدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔غوث اعظم شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اگر کوئی نماز کو فرض جانتا ہے مگر سستی اور لاپرواہی سے نہیں پڑھتا یہاں تک کہ بعد والی نماز کا وقت بھی تنگ ہو گیا تو اُس وقت یہ شخص کافر ہو جائے گا اور اُس پر مرتد کا حکم لگایا جائے گا ایسے شخص کو 3 دن تک توبہ کرائی جائے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اُسے قتل کر دیا جائے"۔

کثیر احادیث وروایات کی روشنی میں بے نماز کیلئے درج ذیل سزاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے:۔

دنیامیں سزائیں : 1:زندگی سے برکت اُٹھالی جاتی ہے۔**2**:رزق سے برکت اُٹھالی جاتی ہے بیشک رزق زیادہ ہی ہو کہ (القرآن) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے "اور جس نے میرے ذکر سے مُنہ پھیرا تو بیشک اُس کیلئے روزی تنگ کر دی جائے گی" (۵)۔**3**:نیک لوگوں کی علامت چہرے سے ہٹا کر صالحین سے نام مٹا دیا جاتا ہے۔**4**:کسی نیکی کا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کوئی ثواب نہیں ملتا

(۱) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ترمذی، سنن نسائی ح ۴۵۹، ابن ماجہ ح ۱۱۲۷، طبرانی اوسط، مشکوٰۃ، ح ۵۲۷، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۴۳، زجاجۃ المصابیح ص ۱۴۳، قوت القلوب ج ۲ (۲) عن سیّدنا عبداللہ بن شقیق تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج ۲ ح ۵۱۸ (۳) درمختار (۴) کتاب الصلوٰۃ مسند امام احمد (۵) سورۃ طٰہٰ ۱۲۴۔

۔5: جو بھی دُعا مانگتا ہے آسمان تک پہنچنے نہیں دی جاتی ۔6: اللہ کریم ﷻ کے بندے اُس کے حق میں دُعاء مانگیں تو اُس کے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

موت کے وقت سزائیں :1: گندی اور ناپاک جگہ پر ذلّت کی موت مرتا ہے۔2۔ایسے لوگ اکثر رُسوائے زمانہ ہوتے ہیں۔ اُنہیں مرنے کے بعد بھی بُرے لفظوں میں یاد کیا جاتا ہے۔ 3۔مَرتے وقت بھوکا مَرے گا۔4: مرتے وقت استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھے گی ایسی پیاس کہ سمندر بھی پی جائے تو پیاس نہ بجھے اور پیاس ہی میں مَرے گا۔

قبر میں سزائیں :1: قبر یہاں تک تنگ کر دی جاتی ہے کہ اُس کی پسلیاں ایک دوسری میں پیسج جاتی ہیں۔2: قبر میں آگ جلائی جاتی ہے۔3: قبر میں ایک خوفناک زہریلا سانپ مسلّط کر دیا جاتا ہے جو اُسے دن رات ڈستا رہتا ہے۔ جس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا اُس پر چلیں تو ختم نہ ہوں۔ وہ میّت کو زخمی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "مَیں ہوں گنجا سانپ"۔ اُسکی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے۔اسی بارے میں ایک واقعہ ہے کہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک شخص فوت ہوا جب لوگ اُس کا جنازہ پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ اُس کے کفن کے اندر کوئی چیز حرکت کر رہی ہے جب کفن کی گرہ کھولی تو دیکھا ایک زہریلا سانپ ہے جو اُسے ڈس رہا ہے لوگوں نے اُسے مارنا چاہا تو سانپ نے کلمہ شریف پڑھا اور کہا "اے لوگو! تم مجھے کیوں مارتے ہو حالانکہ مَیں اپنے آپ نہیں آیا بلکہ اللہ کریم ﷻ کے حکم سے آیا ہوں اور مَیں اِسے قیامت تک ڈستا رہوں گا" لوگوں نے پوچھا "اے سانپ یہ بتا کہ اس کا کیا جرم تھا جس کی وجہ سے اِسے یہ عذاب دیا گیا ہے؟" سانپ نے کہا "اس کے تین جرم تھے۔ا۔ یہ اذان سُن کر نماز کیلئے مسجد میں نہیں آیا کرتا تھا۔۲۔ مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا۔۳۔ علماء کرام کی بات نہیں سنتا تھا(ا)۔

قیامت کی سزائیں :1: اُس کا حساب بہت سختی سے لیا جائے گا۔2: خدا تعالیٰ ﷻ کے قہر اور غضب کا عذاب ہوگا۔3: (القرآن) "اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے" (۲)۔ 4: بے نماز کو ذلیل کر کے جہنّم میں دھکیلا جائے گا کہ (حدیث) "جب روزِ قیامت ہوگا تو پروردگار عالم ﷻ حکم فرمائے گا کہ "بے نمازی کو آگ کی طرف لائیں" پس زمین پاؤں کے نیچے سے تپ رہی (Burning) ہوگی، اور آفتاب جلانے والا، اور ایک زنجیر آگ کی اُس کے پاؤں میں ڈال دی

(ا) درّۃ الناصحین ص ۱۳۹ (۲) سورۃ طٰہٰ، ۱۲۴۔

جائے گی پس ایک فرشتہ نازل ہوگا اُس کے سینے کو پشت تک سوراخ کرے گا اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ پھر جبکہ اُس بے نمازی کو پڑھنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ جواب میں کہے گا "میں کیسے پڑھوں اس صورت میں جبکہ نامہ اعمال میری پشت میں ہے اور آگ جلانے والی میرے سامنے ہے" پس اللہ کریم ﷻ کی طرف سے فرمان ہوگا کہ "اس کی گردن اور پشت توڑ کر اور پاؤں کو اس کی پیشانی کے بالوں سے باندھو"، اور پھر اس حال میں جب اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے تو (القرآن) "کہیں گے ہائے بدنصیبی ہماری، یہ کیا نامہ اعمال ہے کہ جس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا کہ جسے گنوا نہ دیا ہو" (۱)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ﷻ فرمائے گا، کہ (القرآن) "اسے پکڑ لو پھر اسے زنجیر (طوق) میں جکڑ دو پھر اسے بھڑکتی جہنّم کی آگ میں جھونک دو" (۲)۔ پس فرمان بجالانے کیلئے 70 ہزار ملائکہ اُس کی طرف آئیں گے، پس بعض فرشتے اُس کے کان کھینچیں گے اور بعض ریش نوچیں گے، اور بعض ہڈیاں توڑیں گے۔ اس وقت وہ فریاد کریگا کہ "آپ مجھ پر رحم نہیں کرتے؟" تو ملائکہ کہیں گے کہ "اے شقی! ہم کس طرح تجھ پر رحم کریں جبکہ اللہ تعالیٰ ﷻ جو کہ رحیم و کریم اور رحمٰن ہے وہ تجھ پر رحم نہیں کرتا" چنانچہ اسی ذلّت میں اُسے جہنّم میں ڈال دیا جائے گا تو (القرآن) "وہ جنت میں آپس میں پوچھتے ہوں گے، مجرموں سے، تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟" وہ کہیں گے "ہم نماز نہ پڑھتے تھے، اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے، اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکر کرتے تھے، اور ہم قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی" (۳)۔ یعنی اپنی زبانی خود اپنی کرتوتیں بتائیں گے۔ یوں دوزخ میں ایسے خوفناک عذابوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا کہ (القرآن) "پھر نہ اس میں مَرے اور نہ جیے" (۴)۔ اور اُس دن اعلان ہوگا کہ (القرآن) "آج کے دن ہر شخص کو اُس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا آج کسی پر زیادتی نہیں ہوگی" (۵)۔

رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ:

اے غافل بے نماز! بس اب غفلت سے اُٹھ جا۔ بڑی زندگی غفلت میں گزار لی، شیطان نے صرف ایک تعظیمی سجدہ سے انکار کیا تو تا قیامت دھتکار دیا گیا۔ اور تُو تو روزانہ 96 تعبدی سجدوں سے انکار کرتا ہے جو اللہ کریم ﷻ کی بندگی اور عبادت کی بنیاد ہیں۔ دُرّۃ الناصحین میں منقول ہے ایک شخص جنگل میں جارہا تھا شیطان بھی اُس کے ساتھ ہولیا۔ اُس شخص نے دن بھر میں ایک نماز بھی نہ پڑھی یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ شیطان اُس سے بھاگنے لگا۔ اُس شخص نے

(۱) سورۃ الکہف، ۴۹ (۲) سورۃ الحاقۃ، ۳۰، ۳۱ (۳) سورۃ المدثر، ۴۰ تا ۴۷ (۴) سورۃ الاعلیٰ، ۱۳ (۵) سورۃ المؤمن، ۱۷۔

متعجب ہو کر شیطان سے بھاگنے کی وجہ پوچھی تو وہ بولا "مَیں نے عمر بھر میں صرف ایک بار حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو ملعون ہوا اور تُو نے آج پانچوں نمازیں (کل 96 سجدے) ترک کر دیئے مجھے خوف آ رہا ہے کہ کہیں تجھ پر قہر نازل ہو اور مَیں بھی نہ اُس میں پھنس جاؤں"۔

اے غافل! اے بے نماز! تاخیر نہ کر کہ (القرآن) "لوگوں کے حساب کی گھڑی قریب ہے اور وہ غفلت میں پڑے مُنہ پھیرے ہوئے ہیں" (۱)۔ وہ گھڑی اتنی نزدیک ہے کہ (القرآن) "اُن پر اچانک آ پڑے گی پھر اُن کے ہوش کھودے گی پھر نہ وہ اُسے پھیر سکیں گے اور نہ اُنہیں مہلت ہی دی جائیگی" (۲) اور پھر اس کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اُس گھڑی کو مخفی رکھا ہوا ہے اسلیئے اے میرے غافل بھائی! آج ہی نماز کی باقاعدگی کی نیّت کر لیں اور روزانہ اپنا محاسبہ کریں کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مجھے اپنی زندگی کے کسی دن پر ندامت نہیں ہوتی مگر اُس دن پر جس میں میری زندگی کا ایک دن کم ہو جائے اور اُس دن میرے نیک اعمال میں اضافہ نہ ہو" (۳)۔ اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا عون بن عبداللہ بن عتبہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو شخص موت کو صحیح طور پر جانتا ہے تو وہ آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرتا کیونکہ بہت سے وہ لوگ جو دن کے ابتدائی حصّہ میں زندہ ہوتے ہیں اُسے پورا نہیں کر پاتے اور بہت سے کل کی امید میں اپنی امید کو نہیں پہنچتے اور اگر تُو موت اور اِسکی رفتار کو دیکھ لیتا تو تیری امید اور غرور مٹ جاتا" (۴) نیک بختوں کی پہچان ہے کہ (القرآن) "بیشک وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے" (۵) لہٰذا ان کی طرح (القرآن) "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ، پس تم نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو" (۶) تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو بڑا کریم ہے یہ اُسکا کتنا کرم ہے کہ لاکھ گناہ ہونے کے باوجود اگر آپ آج ہی توبہ کر کے نماز شروع کر دیں تو آج ہی آپ کا ثواب لکھا جانے لگے گا کہ (القرآن) "ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرنا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیں، ایسے لوگوں پر اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرماتا ہے" (۷) اور توبہ کی قبولیت کے بارے (القرآن) فرماتا ہے "فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں" (۸) نیز (القرآن) "پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو اُنکی راہ چھوڑ دو، بیشک اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے" (۹)۔ نیز (القرآن) "تو جو ظلم کے بعد توبہ کرے اور اپنی

(۱) سورۃ الانبیاء، ۱ (۲) سورۃ الانبیآء، ۴۰ (۳) رسالہ نعیمیہ اپریل ۲۰۰۶ (۴) عن سیّدنا عون بن عبداللہ بن عتبہ علیہ الرحمۃ شرح الصدور ص ۱۰۴ (۵) سورۃ الانبیاء، ۹۰ (۶) سورۃ المائدہ، ۴۸ (۷) سورۃ النساء، ۱۷ (۸) سورۃ التوبہ، ۱۱، (۹) سورۃ التوبہ، ۵

اصلاح کرلے تو اللہ کریم ﷻ اُس کی توبہ قبول فرمائے گا" (۱)۔ اسی بارے ہی (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا کہ "شیطان نے کہا" یارب! تیری عزت کی قسم! مَیں تیرے بندوں کو اُس وقت تک بہکاؤں گا جب تک کہ اُن کی جانیں اُن کے جسموں میں رہیں" اللہ کریم ﷻ نے فرمایا "مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! مَیں اُنہیں بخشتا رہوں گا جب تک کہ وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے" (۲)۔ لہٰذا اگر آج ہی پکّی سچّی توبہ کر کے نماز شروع کردیں تو (القرآن) "جو ایک نیکی لائے تو اُس کیلئے اس جیسی 10 ہیں" (۳)۔ بلکہ (حدیث قدسی) "جو ایک نیکی کرے اسے 10 گنا ثواب ہے اور زیادہ بھی دُوں گا" (۴)۔ اور یہ سلسلہ جاری رکھے گا تو دیکھتے ہی دیکھتے دفتر بھر جائیں گے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ (القرآن) "بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں" (۵)۔ یوں نیکیوں کے دفتر بھرنے لگ جائیں گے اور گناہ مٹنے شروع ہو جائیں گے اور (القرآن) "پھر ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ کریم ﷻ بھلائیوں میں بدل دے گا" (۶)۔ بیشک گناہ جتنے ہی ہوں کیونکہ (حدیث قدسی) اللہ کریم ﷻ فرماتا ہے "اے انسان! جب تک تُو مجھ پر عطاء کی امید رکھ کر مانگتا رہے گا مَیں تجھے تیرے عیوب کے باوجود دیتا رہوں گا، اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں اور تُو بخشش مانگے تو بھی تجھے بخش دُوں گا اور اسکی بھی پرواہ نہیں کہ اگر تُو مجھ سے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملے جبکہ تُو نے شرک نہ کیا ہو تو مَیں تجھ سے زمین بھر مغفرت کے ساتھ ملوں گا" (۷)۔

اللہ کریم ﷻ اُس صورت میں بڑا غضبناک ہوتا ہے جب بندہ زبان سے تو توبہ کرتا ہے اور دل میں پھر وہی گناہ کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے اُس کی توبہ قبول نہیں۔ کیونکہ (القرآن) "ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر بُرے کام کئے جاتے ہیں جہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہوتی ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ اب مَیں توبہ کرتا ہوں" (۸)۔ تو تب اُس کی توبہ قبول نہیں نیز (القرآن) فرمایا "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، اے ایمان والو! اللہ کریم ﷻ کی طرف ایسی سچّی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے" (۹)۔

(۱) سورۃ المائدہ، ۳۹ (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، احمد ج ۳ ص ۲۹، حاکم ج ۴، ابویعلی ج ۲، مسند فردوس ج ۳، ترغیب ج ۲، مشکوٰۃ ح ۲۳۴۴، مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۹۸ (۳) سورۃ الانعام، ۱۶۰ (۴) عن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۲۱۵۶ مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۴۳ (۵) سورۃ ھود، ۱۱۴ (۶) سورۃ الفرقان، ۷۰ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۲ ح ۶۸۴۴، ۶۶۸۶۶، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۶۷، ابن ماجہ ج ۲ ح ۴۴۰۸، دارمی ج ۲ ح ۲۷۸۸، مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۷، معجم کبیر ج ۱۲ ح ۱۲۳۴۶، معجم صغیر ج ۲ ح ۸۲۰، معجم اوسط ج ۵ ح ۵۴۸۳، ابویعلی ج ۱۱، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۰۴۰ تا ۱۰۴۲، ترغیب ج ۱ ح ۱۳۴۱، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۱۶، مشکوٰۃ ح ۲۱۵۶، ۲۲۲۶ (۸) سورۃ النساء، ۱۸ (۹) سورۃ التحریم، ۸۔

بچّے کو کانٹا چبھ جائے تو اُس کی ماں بچّے سے پہلے چیخ اُٹھتی ہے اور ننگے پاؤں بھاگ دوڑتی ہے، اور جب بچّہ پیشاب کردے تو اُس کی ماں گیلی جگہ پر خود سوتی ہے اور بچّے کو خشک جگہ پر سُلاتی ہے تاکہ میرے بچّے کو سردی نہ لگ جائے۔ یہ ماں ہے۔ ایک ماں۔ کبھی اُس ہستی کی محبت کا اندازہ لگایا ہے جو 70 ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے پیار کرنے والی ہے، بندہ ایک دفعہ ''یا اللہ ﷻ'' پکارے تو اللہ کریم ﷻ 70 بار ''عبدی عبدی'' فرماتا ہے۔ حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام ایک عرصہ اپنے پیارے بیٹے حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام سے بچھڑنے کے بعد جب کمال عشق و محبت میں اپنے بیٹے سے ملے تو فرشتوں نے اللہ کریم ﷻ سے پوچھا ''یا اللہ ﷻ ان سے زیادہ بھی کسی کے درمیان محبت ہوسکتی ہے؟'' تو اللہ کریم ﷻ نے فرمایا ''مجھے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ہر اُمتی کے ساتھ اس سے 70 گنا زیادہ محبت ہے'' (۱)۔ ایک بار ''کچھ قیدی مرد اور عورتیں آقا کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے اُن میں ایک عورت تھی جس کا بچّہ گم ہوگیا وہ اُس بچّے کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتی پھر رہی تھی، جب اُس کا بچّہ مل گیا تو اُس نے بچّے کو اُٹھایا سینے سے لگایا اور اُسے اپنی چھاتیوں پر ڈالا اور دُودھ پلایا، یہ منظر دیکھ کر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کیا تم یہ خیال کرسکتے ہوں کہ یہ عورت اپنے اِس بچّے کو اپنے ہاتھوں آگ میں پھینک دے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''اللہ کریم ﷻ کی قسم! جب تک اِس کا بس چلے یہ کبھی بھی اِس بچّے کو آگ میں نہیں پھینکے گی'' یہ سُن کر رحمۃٌ للعالمین آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم ﷻ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچّے پر'' (۲)۔ اسی طرح (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ ایک قوم پر گزرے ان سے پوچھا ''تم کونسی قوم ہو؟'' وہ بولے ہم لوگ مسلمان ہیں'' ایک عورت ہانڈی (Cooker) کے نیچے آگ جلارہی تھی، جس کے پاس اُس کا بچّہ تھا جب آگ بھڑک کر بلند ہوتی تو عورت بچے کو دُور ہٹادیتی، پھر وہ آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ''کیا آپ ﷺ اللہ کریم ﷻ کے رسول کریم ﷺ ہیں؟'' فرمایا ''ہاں'' وہ بولی ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں کیا اللہ کریم ﷻ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحیم نہیں؟'' فرمایا ''ہاں'' وہ بولی ''کیا اللہ کریم ﷻ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بچّہ سے زیادہ مہربان نہیں؟'' فرمایا ''ہاں'' بولی ''ماں تو اپنے بچّہ کو آگ میں نہیں ڈالتی'' اس پر آقا کریم ﷺ نے

(۱) معارج النبوت ج ۱ ص ۱۸۵ (۲) عن عمر فاروق رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۲ ص ۳۵۶، شعب الایمان ج ۵ ح ۱۳۲۷، مشکوٰۃ ح ۲۲۵۸ مرأۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۱۶، بالفاظ متقاربہ حاکم ج ۱ ص ۱۲۳ ح ۱۹۴۔

سَر مبارک جھکالیا اور بہت روئے پھر سَر مبارک اُٹھا کر فرمایا "اللہ کریم ﷻ اپنے بندوں میں صرف سرکش متکبر کو ہی عذاب دے گا جو اللہ کریم ﷻ پر سرکشی کرے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے سے انکاری ہو" (۱) اسی کی وضاحت میں ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ﷻ کی 100 رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت انسان، جن، حیوانات اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان اتاری جس سے یہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں، اس رحمت سے وحشی جانور اپنے بچوں پر مہربان ہوتے ہیں اور 99 رحمتیں محفوظ رکھ چھوڑی ہیں جن سے اللہ کریم ﷻ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا" (۲)۔ جس دن انبیاء کرام علیہم السلام کانپ رہے ہونگے کہ نہ جانے آج ہمارا کیا ہوگا کیونکہ قہار اور جبار کی صفت کا ظہور ہوگا۔ اور جب صفتِ رحیمی و کریمی کا ظہور ہوگا تو شیطان بھی امید لگائے گا کہ شاید آج میں بھی بخشا جاؤں گا۔ اور پھر اس رحمت کا نکتہ کمال یہ ہے کہ (حدیث) "اگر کافر کو اللہ کریم جل جلالہ کی رحمت کا پتا چل جائے تو جنت سے وہ بھی مایوس نہ ہو" (۳)۔ نیز (حدیث قدسی) "اگر تمہارا ہر اوّل ہر آخر زندہ مردہ مجھ سے مانگنا شروع کر دے حتی کہ سب کے سوال پورے ہو جائیں اور میں سب کو دے دوں تو میری رحمت میں اتنا بھی فرق نہ پڑے گا جتنا ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے" (۴)۔ اور اپنی اِس رحمت کا اعلان تو اُس ذاتِ کریمی کا وظیفہ ہے کیوں کہ جب پیارے آقا کریم ﷺ شبِ معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ ٹھہریئے فَاِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّي ، آپ ﷺ کا رب کریم ﷻ صلوۃ پڑھتا ہے"۔ آپ ﷺ نے رب کریم ﷻ کی نماز کے بارے پوچھا تو حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "اللہ کریم ﷻ اس کلام سے تکلّم فرماتا ہے "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلٰى غَضَبِي" (۵) (بعض روایات میں کچھ مزید اور مختلف کلمات بھی ہیں)۔ اسلئے اگر کمی ہے تو بندے کی طرف سے ہے وہ اپنے آپ کو اس قابل تو کرے، First deserve then desire۔ وہ (حدیث قدسی) کریم اللہ ﷻ تو فرماتا ہے "اگر بندہ ایک بالشت (Span) میرے قریب ہوتا ہے تو مَیں ایک بازو اُسکے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ ایک بازو میرے قریب ہوتا ہے تو مَیں دو بازو (ایک باع یعنی 6 فٹ) اُسکے قریب ہو

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۴۲۹۲، مشکوٰۃ ح ۲۲۶۶، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۴۴۲ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۳۸۹، مسلم ج ۳ ح ۶۸۴۹، ابن ماجہ ح ۴۳۰۸، مسند احمد، ابو یعلی ج ۱۱ ص ۲۵۸، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۰۳۹، مشکوٰۃ ح ۲۲۵۴، مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۱۲، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج ۲ ح ۱۴۶۶، حاکم ح ۱۸۶، ۱۸۷، دارمی ح ۲۸۱۹، در منثور، فضائل صدقات ص ۲۹۰ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۳۸۹، مسلم ج ۳ ح ۶۸۵۱، ترمذی، مسند احمد، ابن حبان ح ۳۴۵، ابو یعلی ح ۶۵۰۷ (۴) عن ابوذر رضی اللہ عنہ، مسند احمد ج ۱ ح ۱۴، شعب الایمان ج ۵ ح ۷۰۸۹ (۵) معارج النبوت ج ۴ ص ۵۶۲۔

جاتا ہوں، اگر وہ میرے ہاں چل کر آتا ہے تو مَیں اُس کے ہاں دوڑ کر جاتا ہوں" (۱)۔ اور فرماتا ہے "اے بندے تُو میری طرف آکر تو دیکھ، تو ایک قدم آ۔ میں 70 قدم تیری طرف بڑھوں گا۔ اور تجھے اپنے دامنِ رحمت میں لے لوں گا"۔ اور یہ فرمان وہ پیاری ذات ﷻ صبح شام جاری کئے چلے جا رہی ہے کہ (حدیث) "اللہ کریم ﷻ اپنا دستِ کرم رات کو پھیلاتا ہے تا کہ دن کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو پھیلاتا ہے کہ رات کا گنہگار توبہ کر لے، یہ کرم نوازی اُس وقت تک ہو گی جب تک کہ سورج مغرب سے نکلے" (۲)۔ سبحان اللہ۔ اور پھر اس پیاری ذات ﷻ کے جل تھل کرتے دریائے رحمت کی موجوں کی انتہاء دیکھو کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا "اگر تم گناہ نہ کرو گے تو اللہ کریم ﷻ تمہیں لے جائے گا اور ایسے لوگ لے آئے گا جو گناہ بھی کریں گے اور معافی بھی مانگیں گے اور اللہ کریم ﷻ اُنہیں بخش دے گا" (۳)۔

دوزخ کی حقیقت:

چونکہ کتاب میں جابجا "دوزخ اور عذابِ دوزخ" کا ذکر آیا ہے اِسلئے مناسب ہو گا کہ دوزخ کا اجمالاً ذکر کر دیا جائے تا کہ لوگ خوف کھائیں اور اللہ کریم ﷻ سے اُس کی پناہ مانگیں:۔

مجرموں کے قبر سے نکلنے کے بارے اللہ ﷻ فرماتا ہے (القرآن) "نیچی نگاہیں کئے ہوئے قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈیاں" (۴)۔ اور پھر (حدیث) "کافر و فاجر دنیا سے پیاسے نکلیں گے اور قبروں میں پیاسے داخل ہوں گے اور قیامت کے دن پیاسے حاضر ہوں گے اور جہنّم میں پیاسے ڈالے جائیں گے" (۵)۔ گویا مجرموں کو وہ پیاس جو موت کے وقت استسقاء کے مریض کی طرح لگائی گئی تھی کہ اگر وہ سمندر بھی پی جائیں تو پیاس نہ بجھے، وہ قبر اور پھر حشر میں بھی قائم رکھی جائے گی اور پھر اُسی پیاس میں ہی (القرآن) "مجرموں کو جہنّم کی طرف پیاسے ہانکیں گے" (۶)۔ چنانچہ روزِ محشر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ (القرآن) "اسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کی بھڑکتی آگ کی طرف بیچوں بیچ لے جاؤ" (۷)۔ لہٰذا فرشتے اُس حکم کی تعمیل میں گنہگار کو (القرآن) "پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے" (۸)۔ پھر حکم ہو گا کہ (القرآن) "پس اسے بھڑکتی آتشِ جہنم

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۲۲۸۳، مسلم ج۳ ح۶۷۰۴، ترمذی ج۲ ح۱۵۲۸، ابن ماجہ ح۳۹۲۸، ۳۹۲۹، نسائی ج۴، احمد ج۲، ترغیب ج۱ ح۱۱۹۵، شعب الایمان ج۱ ص۴۰۶، مشکوٰۃ ح۲۱۵۶، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۳۳۳ (۲) عن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح۲۲۱۹، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۳۹۰ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۶۸۳۵، ترمذی ج۲ ح۱۳۶۴، احمد ج۲، معجم کبیر ح۳۹۹۱، شعب الایمان ج۱ ح۶۸۳۵ تا ۶۸۳۷، ابویعلیٰ ج۱، دیلمی ج۳ ح۵۰۸۶، ترغیب ج۲ ح۲۷۹۸ (۴) سورۃ القمر، ۷ (۵) عن ابو عمران جونی رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص۱۹۲ (۶) سورۃ مریم، ۸۶ (۷) سورۃ الدخان، ۴۷ (۸) سورۃ العلق، ۱۵۔

میں جھونک دو" (۱)۔ تو فرشتے مجرم کو بالوں اور ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر کربناک طریقے سے ہاتھ پاؤں توڑ مروڑ کر اوندھے مُنہ (القرآن) "جہنّم کی طرف دھکیل کر لے جائے جائیں گے (اور کہا جائیگا) یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے" (۲)۔ اور اُن کے چہرے اُلٹ پلٹ کر کے شکلیں بگاڑ دی جائیں گی۔ اِدھر دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ تو دوسری طرف دوزخ شدید منتظر ہوگی اور ابھی دوزخیوں سے 100 سال کے فاصلے پر ہوگی کہ جونہی اُس کی نظریں لوگوں پر پڑیں گی تو دیکھتے ہی شدید پیچ وتاب کھائے گی اور جوش سے، زور زور سے چنگھاڑے گی کیونکہ (حدیث) "دوزخ کی دو آنکھیں، دو کان اور ایک زبان ہوگی" (۳)۔ اور (القرآن) "جب دوزخ دوزخیوں کو دُور سے دیکھے گی تو دوزخی اُس کا غیظ سے جوش مارنا اور چنگھاڑنا سنیں گے" (۴)۔ اور دوزخ کے غضب کا یہ عالم ہوگا کہ (القرآن) "معلوم ہوتا ہوگا کہ شدتِ غضب میں ابھی پھٹ جائے گی" (۵)۔ اور (حدیث) "اس روز دوزخ کو لایا جائے گا اُس کی 70 ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو 70 ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے" (۶)۔

دوزخ کی گرمی کا یہ عالم ہے کہ (حدیث) "دوزخ کو گرم کرنے کیلئے 1000 سال تک جلایا گیا تو اُس کا رنگ سُرخ ہوگیا پھر 1000 برس جلایا گیا تو اُس کا رنگ سفید ہوگیا پھر 1000 برس جلایا گیا حتی کہ اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا، اب دوزخ سیاہ اندھیرے والی ہے" (۷)۔ آج ہم اندھیری رات میں ڈرتے ہیں تو وہاں کے اندھیرے۔ اور گرم اندھیرے۔ کا کیا عالم ہوگا۔ اور پھر اسی آگ کے بنے دوزخ میں 70 ہزار دریا ہیں ہر دریا اس قدر بڑا کہ ساتوں زمینوں اور آسمانوں کو اگر اس میں ڈال دیں اور فرشتہ کو اُنہیں تلاش کرنے کا حکم دیں تو وہ ہزار سال تک بھی تلاش نہ کر سکے، خدا پناہ دے۔ آج ہم جو آگ گھروں میں جلاتے ہیں (حدیث) "یہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا 70 واں حصہ ہے، اور یہ آگ اللہ کریم ﷻ سے دعاء کرتی ہے کہ اسے جہنّم میں نہ ڈالا جائے" (۸)۔ مگر تعجب ہے انسان پر کہ وہ جہنّم میں جانے والے کام کرتا ہے اور جہنّم کی آگ سے نہیں ڈرتا

(۱) سورۃ الحاقۃ، ۳۱ (۲) سورۃ الطور، ۱۳، ۱۴ (۳) ترمذی ج ۲ ح ۴۶۸ (۴) سورۃ الفرقان، ۱۲ (۵) سورۃ الملک، ۸ (۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ ح ۷۰۳۳، ترمذی ج ۲ ح ۴۶۶، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۰۴، مشکوٰۃ ح ۵۴۱۴، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۰۶ (۷) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۴۸۵، ابن ماجہ ح ۴۳۳۶، شعب الایمان ج ۱ ح ۷۹۹، ترغیب والترھیب ج ۲ ح ۳۳۱۰، مشکوٰۃ ح ۵۴۲۱، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۱۰ (۸) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۸۰۳، بخاری ج ۲ ح ۴۹۷، مسلم ج ۳ ح ۷۰۳۵، ترمذی ج ۲ ح ۴۸۳، ابن ماجہ ح ۴۳۴۴، مسند احمد، حاکم، ابن حبان ح ۷۴۶۲، شعب الایمان ج ۱ ح ۱۴۵، مؤطا امام مالک ح ۱۸۷۲، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۰۳، دارمی ح ۲۸۸۱، مشکوٰۃ ح ۵۴۶۳۔

جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔اس آگ کی شدّت کے بارے ''سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے پیارے آقا کریم ﷺ سے قسم کھا کر عرض کیا کہ ''اگر جہنّم سوئی (Needle) کے سوراخ کے برابر کھول دی جائے تو تمام زمین والے اُس کی گرمی اور بُو سے مَر جائیں'' اور قسم کھا کر فرمایا ''اگر جہنّم کا کوئی داروغہ اہل دنیا پر ظاہر ہو جائے تو تمام زمین والے اُس کی ہیبت سے ہی مَر جائیں'' (۱)۔ اور (حدیث) ''دوزخ میں بعض ایسے ہوں گے کہ آگ اُن کو ٹخنوں تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے کہ آگ اُنہیں گھٹنوں تک پکڑے گی بعض کو اُن کی کمر تک پکڑے گی اور بعض ایسے ہوں گے کہ آگ اُن کو گردن تک پکڑے گی'' (۲)۔اس شدید گرمی کے پیش نظر (حدیث) ''اگر دوزخی اِس دنیا کی آگ میں آجائیں تو اُنہیں نیند آنے لگے گی'' (۳)۔کیونکہ اُنہیں یہ ٹھنڈی لگنے لگے گی۔

دوزخ کی گہرائی کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ (حدیث) ''ایک پتھر اگر جہنّم کے کنارے سے اس میں پھینکا جائے تو 70 سال تک اس کی تہہ تک نہ پہنچے گا'' (۴)۔جہنّم کے ایک پتھر کا یہ عالم ہے کہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو اُس کی گرمی سے پگھل جائیں۔دوزخ کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ (حدیث) ''دوزخ کی چار دیواریں ہیں جن میں سے ہر ایک کی چوڑائی 40 سال کی مسافت ہے'' (۵)۔اور (القرآن) ''اس (جہنّم) کے 7 دروازے ہیں'' (۶)۔اسے ساتویں زمین کے کروڑوں اربوں میل نیچے رکھا گیا ہے۔دوزخ کے 7 طبقات ہیں جحیم، جہنّم، سعیر، سقر، لظی، حاویہ، حطمہ۔گویا گنہگاروں کی 7 جماعتیں بنائی جائیں گی ان طبقات کی ضخامت کا شمار نہیں مگر پھر بھی لوگوں کو تنگ جگہوں میں ٹھونسا جائے گا ایسے جیسے دیوار میں کیل گاڑ دی جاتی ہے۔ہر طبقہ کا عذاب ایک دوسرے سے مختلف اور شدید ہوگا اور (حدیث) ''دوزخ میں بیشمار لوگ ڈالے جائیں گے مگر پھر بھی جب (القرآن) ''ہم جہنّم سے فرمائیں گے ''کیا تُو بھر گئی؟'' تو وہ عرض کرے گی ''هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ'' کچھ اور بھی لائیے'' (۷)۔یوں دوزخ میں کثیر تعداد میں لوگ ڈالے جائیں گے مگر پھر بھی (حدیث) ''دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ کریم جل جلالہ اپنا قدم منور اس میں رکھے گا دوزخ کہے گی ''تیری عزت و کرم کی قسم! بس بس'' اُس وقت وہ بھر جائے گی اور اُس کے

(۱) بہار شریعت (۲) عن سیّدنا سُمرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۷۰۳۹، مشکوٰۃ ح۵۴۹۲، ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۳۲۸، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۴۰۹ (۳) بیہقی، ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۳۱۰ (۴) عن سیّدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۷۰۳۷، ترمذی ج۲ ح۲۶۹۴، مشکوٰۃ ح۵۶۷۹، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۷۸ (۵) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح۵۴۲۹، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۳ (۶) سورۃ الحجر، ۴۴ (۷) سورہ ق، ۳۰۔

اجزاء ایک دوسرے کی طرف جمع ہو کر سمٹ جائیں گے" (۱)۔

دوزخ میں بندے کے جسم کو اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ (حدیث) "اُس کے دونوں کندھوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار سوار کی 3 دن کی مسافت ہو گا، داڑھ اُحُد پہاڑ جتنی ہو گی، اور جسم کی موٹائی 3 دن کی راہ برابر ہو گی" اور "کھال کی موٹائی 42، 60 تا 70 گز ہو گی" اور "دوزخی کی ران بیضاء پہاڑ (مکہ پاک میں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب پہاڑ) کی مقدار ہو گی" اور "بیٹھنے کی جگہ قدید یا رَبْذَہ (مکہ پاک اور مدینہ پاک کے راستہ میں مقامات) اور مکہ پاک کی راہ برابر" یا "مکّہ پاک اور مدینہ پاک کی راہ برابر ہو گی" (۲)۔ وہ شدّتِ پیاس سے کتّے کی طرح (حدیث) "اپنی زبان دوزخ میں ایک کوس، 3 کوس سے 6 کوس تک مُنہ سے باہر نکالے گا جسے لوگ قدموں تلے روندتے گزریں گے" (۳)۔ اور (القرآن) "اُن کیلئے آگ کے کپڑے کاٹے گئے ہیں" (۴)۔ نیز اُسے قطران یعنی پگھلے ہوئے تانبہ یا گندھک کا سخت گرم اور کھجلی والا لباس پہنایا جائے گا۔ چنانچہ شدید تکلیف میں گدھے کی سی آواز میں چیخ و پکار کرے گا۔ مگر کوئی پرسانِ حال نہ ہو گا۔

دوزخ کی سزاؤں اور عذابوں کا اِس بات سے اندازہ لگائیں کہ دنیا میں زندہ انسان کے بغیر بے ہوش کئے ہاتھ پاؤں کے ناخن کھینچ لینا، چھری سے چمڑی اُدھیڑنا، اور اُس پر نمک مرچ اور تیزاب ڈالنا وغیرہ۔ یہ بڑے اندوہناک کام ہیں۔ اگر اِن سب کو اکٹھا کریں تو پھر بھی جہنّم کے ہلکے اور معمولی عذاب کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ اور (حدیث) "دوزخ کا ہلکا ترین عذاب اُس شخص کو ہو گا کہ جس کے جوتے آگ کے" یا فرمایا "دو تسمے آگ کے ہوں گے یا دو چنگارے ہونگے جس کی وجہ سے اُس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھولتا ہو گا، وہ سمجھے گا کہ اس سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں ہو رہا" (۵)۔ حالانکہ عذاب دیکھنا ہے تو اُس کا دیکھے جسے روزانہ 70 ہزار مرتبہ آگ جلائے گی ایسی آگ جو (القرآن) "آدمی کی کھال اتار لے گی" (۶)۔ اور (القرآن) "جب اُن کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے تا کہ عذاب کا مزہ چکھیں" (۷)۔ گویا ہر مرتبہ جلی ہوئی کھال کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دی جائے گی۔

(۱) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۴۴۲، ۵۴۴۳، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۴۲ (۲) مسلم ج ۳ ح ۷۰۵۶، ۷۰۵۵، بخاری ج ۳ ح ۱۴۷۱، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۷۱، ابن ماجہ ح ۴۳۳۸، احمد، طبرانی، حاکم، ابن حبان، شعب الایمان ج ۱ ح ۳۹۳، مشکوٰۃ ح ۵۴۴۰ تا ۵۴۴۳، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۲۸ تا ۳۳۳۱ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، احمد، ترمذی، شعب الایمان ج ۱ ح ۳۹۴، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۳۰ مشکوٰۃ ح ۵۴۴۳، مرأۃ ج ۷ ص ۴۴۱ (۴) سورۃ الحج، ۱۹، (۵) عن نُعمان بن بَشیر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۴۷۸، مسلم ج ۱ ح ۴۲۵، ترمذی ج ۲ ح ۴۹۹، دارمی ح ۲۸۸۲، طبرانی، ابن حبان، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۳۵، مشکوٰۃ ح ۵۴۱۵ (۶) سورۃ المدثر، ۲۹، (۷) سورۃ النساء، ۵۶

دوزخ کے کئی طرح کے عذابوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ دوزخیوں کو شدید گرم زنجیر سے جکڑ دو۔ ایسی زنجیر کہ (حدیث) اگر ''ایک پتّھر آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے تو رات ہونے سے پہلے زمین پر پہنچے گا اور یہ 500 سال کی مسافت ہے۔ اور اگر اس کو دوزخی کی زنجیر کے سِرے سے چھوڑا جائے تو زنجیر کے دوسرے سرے تک پہنچنے تک 40 سال کا عرصہ لگے گا'' (۱)۔ یہ ہے اُس زنجیر کی لمبائی۔ اور گرم اتنی کہ اگر اُس زنجیر کو دنیا کے کسی پہاڑ کے اُوپر رکھ دیا جائے تو پہاڑ اُس کی گرمی سے پگھل جائے۔ مزید اس بارے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے پیارے آقا کریم ﷺ سے قسم کھا کر عرض کیا کہ ''اگر دوزخیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ کانپنے لگیں اور اُنہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ زمین تک دھنس جائیں''۔ اور پھر زنجیر کو پہنانے کا خوفناک طریقہ یہ ہوگا کہ فرشتے اُسے بندے کے پاخانہ کے راستہ سے داخل کریں گے اور سارے جسم سے گزار کر ناک کے راستہ سے باہر نکالیں گے (۲) یوں بندے کو اُس زنجیر میں گویا پرو دیا جائیگا اور پھر اُسے دوزخ کی آگ میں اِس طرح بھونا جائے گا جیسے سیخ پر کباب، یا تیل میں مچھلی کہ (القرآن) ''جس دن اُن کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے'' (۳)۔ اور دوزخ میں دوزخیوں کے چہرے آگ سے جھلس جائیں گے۔ اُن کے چہرے بگڑے اور (القرآن) ''منہ کالے ہوں گے'' (۴)۔ اور جسم سے سخت بد بو آتی ہوگی۔ (حدیث) ''اگر اُن میں سے کسی دوزخی کو دنیا کی طرف نکال دیا جائے تو اُس کی وحشت ناک صورت اور بد بو کی وجہ سے دنیا والے ضرور مَر جائیں گے''۔ یہ فرما کر حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بہت روئے'' (۵)۔ اور دوزخیوں کے رونے کو بہت یاد کیا۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو! روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ کہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ روتے روتے آنسوؤں سے اُن کے چہروں پر نالیاں سی بن جائیں گی اور پھر روتے روتے جب آنسو نکلنے بند ہو جائیں گے تو آنکھیں زخمی ہو کر خون بہنے لگے گا اور آنکھیں اتنی زیادہ بہیں گی کہ اُن میں کشتیاں چھوڑیں تو چلنے لگیں'' (۶)۔ پھر اللہ تعالیٰ عزوجل کا حکم ہوگا کہ (القرآن) ''اس کے سر پر کھولتا پانی ڈال کر عذاب دو'' (۷)۔ لہٰذا حکم کی تعمیل میں (القرآن) ''اُن کے سروں پر کھولتا ہوا

(۱) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، ترمذی، احمد، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۴۲، مشکوۃ ح ۵۴۳۶ (۲) درمنثور، فضائل صدقات ص ۱۹۶ (۳) سورۃ الاحزاب، ۶۶ (۴) سورۃ الزمر، ۶۰ (۵) ترغیب ج ۲ ح ۳۳۴۷ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ، شرح السنۃ، ابن ماجہ ح ۴۳۴۰، مسند احمد فی الزہد، ابو یعلی، حاکم، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۵۳، مشکوۃ ح ۵۴۴۳، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۶۱۵ (۷) سورۃ الدخان، ۴۸۔

پانی ڈالا جائیگا" (۱)۔ (حدیث) "جس سے اُن کے پیٹ اور کھال سے سب کچھ گل سڑ کر قدموں سے باہر نکل آئے گا، پھر جیسا تھا ویسا ہی لوٹا دیا جائے گا" (۲)۔ تا کہ یہ عذاب مزید ہو۔ پھر بالوں سے پکڑ کر کھولتے پانی میں غوطہ دیا جائے گا۔ تو اُس سے تمام گوشت گل سڑ کر گر جائے گا۔ اور ہڈیوں کے ڈھانچے اور 2 آنکھوں کے سوا کچھ نہ بچے گا۔

(حدیث) "دوزخیوں پر شدید بھوک مسلّط کردی جائے گی جو اُن کے سب عذابوں کے برابر ہو جائے گی جن میں وہ مبتلا ہوں گے" (۳)۔ چنانچہ وہ کھانے کیلئے فریاد کریں گے تو اُنہیں (القرآن) "**ضَرِیع**" (۴) (سرزمینِ حجاز مقدس میں ایسی کانٹے دار کڑوی جھاڑی کہ جسے جانور کھائیں تو مر جائیں) کھانے کو دیا جائے گا اور (القرآن) "**زَقُّوم**" نہایت کڑوا کانٹے دار درخت (۵)۔ کہ (القرآن) "بیشک وہ ایک درخت ہے، جو جہنّم کے نچلے حصّہ سے نکلتا ہے اُس کے شگوفے جیسے شیطانوں کے سر" (۶)۔ جس کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اگر دوزخ کے تھور (زقوم) کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپک پڑے تو دنیا والوں پر اسبابِ زندگی تباہ کردے، تو اُن پر کیا بیتے گی جن کی غذا ہی تھور ہوگی؟" (۷)۔ اور (القرآن) "**طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ**" گلے میں اَٹکنے والا کھانا دیا جائے گا (حدیث) "جو حلق میں اَٹک جائے گا نہ نیچے اترے گا اور نہ باہر نکلے گا" (۸)۔ گلے میں اٹکا ہوا وہ کھانا شدید تکلیف دے گا۔ دوزخی اُسے گلے سے اتارنے کی تدبیریں سوچیں گے۔ تو (حدیث) "اُن کو یاد آئے گا کہ دنیا میں پینے کی چیزوں سے کھانے کو یا گلے کی اَٹکی چیز اُتارا کرتے تھے لہذا وہ پینے کو مانگیں گے" (۹)۔ تو اُنہیں "**غَسَّاق**" یعنی دوزخیوں کا پسینہ، آنسو، پیپ، کچلہو اور زخموں کا دھوون دیا جائے گا۔ غساق ایسا خوفناک بدبودار پانی ہے کہ (حدیث) "اگر اس کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے اُس کی بدبو سے مر جائیں" (۱۰)۔ اور "**غِسلِین**" دوزخیوں کا مَیل کچیل اور دھوون، اور (القرآن) "**مَآءٍ کَالْمُھْلِ**، تیل کی تلچھٹ" (۱۱)۔ اور (القرآن) "**مَآءٍ صَدِیْد**، پیپ اور ریشہ" (۱۲)۔ اور (القرآن) "**حَمِیم**، کھولتا ہوا پانی" (۱۳)۔ "جو زمین و آسمان

(۱) سورۃ الحج، ۱۹ (۲) ترمذی، احمد، ترغیب ج۲ ح۳۳۴۳، مشکوۃ ح۵۴۷۶، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۲، سیرت حلبیہ اردو ج۲ ص۳۵۰ (۳) عن ابودردآء ؓ، ترمذی ج۲ ح۴۸۰، ترغیب ج۲ ح۳۳۳۵، مشکوۃ ح۵۴۴۳، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۷ (۴) سورۃ الغاشیہ، ۶ (۵) سورۃ الصّٰفّٰت، ۶۲۔ (۶) سورۃ الصّٰفّٰت، ۶۴، ۶۵ (۷) عن ابن ؓ، ترمذی ج۲ ح۴۷۹، نسائی، بیہقی، ابن حبان، حاکم، ابن ماجہ ح۴۳۴۱، ترغیب ج۲ ح۳۳۴۳، مشکوۃ ح۵۴۳۱، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۴، سیرت حلبیہ اردو ج۲ ص۳۵۰ (۸) عن ابودرداء ؓ، مشکوۃ ح۵۴۳۴، حاکم، ترغیب ج۲ ح۳۳۳۶، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۶ (۹) عن سیّدنا ابودردآء ؓ، ترمذی ج۲ ح۴۸۰، مشکوۃ ح۵۴۳۴، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۶ (۱۰) عن ابوسعید خدری ؓ، ترمذی ج۲ ح۴۷۸، ترغیب ج۲ ح۳۳۴۴، مشکوۃ ح۵۴۳۰، مرأۃ ج۷ ص۴۱۴ (۱۱) سورۃ الدخان، ۴۵ (۱۲) سورۃ ابراہیم، ۱۶ (۱۳) سورۃ الصّٰفّٰت، ۶۷،

کی پیدائش والے دن سے جوش کھا رہا ہے اور دوزخیوں کے بلائے جانے تک اُبلتا رہے گا"(۱)۔ یہ سب کچھ پینے کیلئے (حدیث) "لوہے کی سنڈاسیوں میں ڈال کر زنبوروں (Pincers) سے پکڑ کر دوزخیوں کے سامنے کر دیا جائے گا" (۲)۔ اور (حدیث) "وہ اُسے دیکھ کر اُسے بہت بُرا جانیں گے" (۳)۔ مگر شدّتِ پیاس کی وجہ سے پینے کو چڑھ دوڑیں گے کہ (القرآن) "اور اگر وہ پانی کی فریاد کریں تو تیل کی تلچھٹ یا جیسے پانی سے اُن کی فریاد رسی ہوگی جو کھولتا ہوگا دھات کی طرح کہ اُن کے چہروں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا وہ پانی ہوگا" (۴)۔ نیز (حدیث) "جونہی وہ تلچھٹ کی مانند چہرہ کے قریب کیا جائے گا تو دوزخی کے چہرہ کی کھال کو تڑکا دے گا اور کھال اُس میں گر جائے گی" (۵)۔ پھر بھی مارے پیاس کے جب وہ غٹ غٹ کر کے اُسے پینے لگیں گے تو شدید تپش و گرمی اُن کے چہروں کو مسخ کر دے گی اور (حدیث) "آگ اُس کے چہرے کو جھلس دے گی اُس کا اُوپر والا ہونٹ (گل سڑ کر) سر تک جا پہنچے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر اُس کی ناف تک پہنچ جائے گا" (۶)۔ پھر بھی اُسے (القرآن) "ایسے پئیں گے جیسے سخت پیاسے اُونٹ" (۷)۔ جس کے پینے سے تمام جسم سر کی کھال اور پیٹ کے اندر کا سب کچھ کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور سب کچھ پاخانے کے راستے قدموں سے گل سڑ کر باہر نکل جائے گا، اور پھر دوزخی دوبارہ اسی طرح کر دیا جائے گا (۸)۔

ایک وقت دوزخیوں پر ایسا آئے گا کہ (حدیث) "دوزخ میں ایک جانب سے سیاہ بادل اُٹھے گا (دوزخی بارش کی توقع کریں گے) کہا جائے گا "کیا چاہتے ہو؟" ۔ وہ دنیا پر قیاس کر کے جھٹ سے کہیں گے کہ "بادل برسیں" ۔ چنانچہ بادلوں سے بارش کی بجائے آگ کے طوق، زنجیریں اور انگارے برسنے لگیں گے (اور اُن کے طوقوں اور زنجیروں میں اضافہ ہو جائے گا)" (۹)۔

اس کے علاوہ بے شمار عذاب ہیں جیسے دوزخیوں کیلئے خوفناک حد تک وزنی (القرآن) "اور اُن کیلئے لوہے کے گرز (ہتھوڑے) ہیں" (۱۰)۔ جن سے اُنہیں مارا جائے گا جس کا حال یہ ہوگا کہ (حدیث) "اگر ہتھوڑے کو زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جنّات اور انسان بھی مل کر نہیں اُٹھا سکیں گے اور اگر اُس گرز کو زمین پر مار دیا جائے تو یقیناً زمین ریزہ ریزہ ہو کر راکھ ہو جائے" (۱۱)۔ اور پھر

(۱) مکاشفۃ القلوب ص ۳۸۹ (۲) ترمذی، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۳۵ (۳) عن ابو اُمامہ ﷺ ترمذی، مشکوٰۃ ح ۵۴۴۸، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۱۳ (۴) سورۃ الکہف، ۲۹ (۵) عن ابوسعید خدری ﷺ، ترمذی ج ۲ ح ۴۸۰، احمد، حاکم، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۳۱، مشکوٰۃ ح ۵۴۲۶، مرأۃ ج ۷ ص ۴۱۲ (۶) عن ابوسعید خدری ﷺ، ترمذی، احمد، حاکم، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۴۳، مشکوٰۃ ح ۵۴۳۲، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۱۵ (۷) سورۃ الواقعہ، ۵۵ (۸) ملخص ترمذی، مشکوٰۃ ح ۵۴۴۸، ۵۴۴۱، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۱۳ (۹) طبرانی، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۳۳۲۳ (۱۰) سورۃ الحج، ۲۱ (۱۱) احمد، ابویعلیٰ، حاکم، ترغیب ج ۲ ح ۳۳۲۴، ۳۳۲۵۔

(حدیث) ''آگ کے پہاڑ صعود پر 70 برس تک چڑھایا جائے گا وہاں سے گرادیا جائے گا ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا'' (۱)۔ دوزخی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گہری کھائیوں میں آگرے گا، پھر ویسا ہی ہو جائے گا، اُسے پھر ہانک کر چڑھایا اور پھر گرایا جائے گا اس طرح بار بار وہی سزا دی جائے گی اس طرح ہمیشہ اُس کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا رہے گا۔ اِس کے علاوہ پتھر کی چٹان پر پکڑ پکڑ کر مُنہ کو زور زور سے مارا جائے گا۔ اور ایک وادی میں دوزخیوں کو آٹے کی مانند چکّی (Grinding mill) میں پیسا جائیگا نیز ''دوزخ میں 70 ہزار پہاڑ، ہر پہاڑ میں 70 ہزار آگ کی [illegible] یاں، ہر وادی میں 70 ہزار گھاٹیاں ہر گھاٹی میں 70 ہزار آگ کے شہر، ہر شہر میں 70 ہزار محل، ہر محل میں 70 ہزار سرائیں، ہر سرا، میں 70 ہزار آگ کے مکانات، ہر مکان میں 70 ہزار آگ کے صندوق، ہر صندوق میں 70 ہزار آگ کے عذاب، کوئی عذاب دوسرے جیسا نہیں'' (۲)۔ یہ (حدیث) ''صندوق دوزخیوں کی جسامت کے برابر ہوں گے ان میں اُنہیں بند کردیا جائے گا پھر اُس میں آگ بھڑکائی جائیگی اور صندوق کو آگ کا تالا لگادیا جائے گا پھر یہ صندوق ایک دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور اُن دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اُس میں آگ کا تالا لگادیا جائے گا پھر اسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر آگ کا تالا لگایا جائے گا اور اس صندوق کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا'' (۳)۔ یوں وہ اُس آگ میں بند رہے گا، عذاب بالائے عذاب اس عذاب کے علاوہ (حدیث) ''دوزخی پر ایسی شدید خارش مسلط کردی جائے گی کہ خارش کرتے کرتے وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گوشت نوچ نوچ کر اُتار پھینکیں گے حتی کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی'' (۴)۔ علاوہ ازیں (حدیث) ''لمبی گردنوں والے اُونٹ کی طرح سانپ ہوں گے جو ایک بار ڈسے تو 40 سال تک زہر کا اثر رہے گا۔ اور پالان والے خچروں کی طرح بچھو کہ جو ایک بار ڈسیں تو 40 سال تک زہر محسوس ہوتی رہے گی'' (۵)۔ اور پھر ''غیّ اور حبّ الحزن'' کا عذاب کہ جس کی سختی سے دوزخ روزانہ 100 مرتبہ پناہ مانگتی ہے (۶)۔ اور انتہائی ٹھنڈے مکان ''زمہریر'' کا عذاب۔ پھر دوزخیوں کو سب سے بڑی سزا یہ ملے گی کہ (القرآن) ''اُس دن وہ اپنے رب کریم ﷻ کے دیدار سے محروم

(۱) عن ابوسعید خدری ﷛، ترمذی ج۲ ح۲۷۰۴، احمد، حاکم، ترغیب ج۲ ح۳۳۱۳، مشکوٰۃ ح۵۴۲۵، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۱۲ (۲) ابن ابی الدنیا، ترغیب ج۲ ح۳۳۱۷ (۳) بیہقی، ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۳۵۱ (۴) ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۳۴۹ (۵) عن سیدنا عبداللہ بن حارث ﷛، مسند امام احمد، طبرانی، مستدرک حاکم، ابن حبان، ترغیب والترہیب ج۲ ح۳۳۲۸ مشکوٰۃ ح۵۴۳۹، مرأۃ المناجیح ج۷ ص۴۴۰ (۶) ترمذی ج۲ ح۲۶۶، مکاشفۃ القلوب ص۳۸۶۔

ہیں" (۱)۔صرف فرمانِ خداوندی اُن تک پہنچے گا۔غرضیکہ عذابوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوگا۔
دوزخی ان عذابوں سے بچنے یا کمی کی تدابیر سوچیں گے۔اور پھر کہیں گے (القرآن) "اے ہمارے رب ﷻ ہمیں دکھاوہ دونوں جن اور آدمی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تا کہ ہم انہیں ذلیل کرنے کیلئے اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں کہ وہ ہر نیچے سے نیچے رہیں" (۲)۔پھر وہ ان لوگوں سے کہیں گے (القرآن) "ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم اس عذابِ الٰہی میں سے کچھ تھوڑا سا ہم سے ہٹا سکتے ہو؟ وہ کہیں گے "اگر اللہ کریم ﷻ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں کرتے، ہم پر ایک سا ہے چاہے تڑپیں یا صبر کریں ہمیں اس عذاب سے کہیں پناہ نہیں" (۳)۔اس پر دوزخیوں کو بڑا غصہ آئے گا اور وہ اُن سے لڑیں جھگڑیں گے اور اُنہیں بُرا بھلا کہیں گے (القرآن) "بیشک دوزخیوں کا باہم جھگڑنا بالکل سچی بات ہے" (۴)۔پھر وہ شیطان سے کہیں گے تو (القرآن) شیطان کہے گا "بیشک اللہ کریم ﷻ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا تھا، اور میرا تجھ پر کچھ زور تو نہ تھا سوائے اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تو تم نے میری بات مان لی، تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو، نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو" (۵)۔اور پھر (القرآن) "دوزخی دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے "اپنے رب ﷻ سے دعا کرو ہم پر کسی ایک دن تو عذاب ہلکا کر دے" (۶)۔تو (حدیث) "تو داروغے کہیں گے "کیا تمہارے پاس پیغمبر روشن دلائل لے کر نہ آئے تھے؟" دوزخی کہیں گے "کیوں نہیں، مگر اب تم دعاء کرو" اور کافروں کا پکارنا بے کار ہوگا۔وہ داروغہ ہائے دوزخ کہیں گے "تم مالک علیہ السلام کو کہو" پھر دوزخی خازنِ دوزخ حضرت سیّدنا مالک علیہ السلام کے پاس جائیں گے جو خوفناک اور ہیبت ناک شباہت والے فرشتے ہیں اُن کا قد ساتوں زمینوں اور آسمانوں کے برابر ہے، اُن کے منہ، آنکھوں اور ناک کے نتھنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، اُن کی آنکھ دنیا کے برابر ہے وہ سیاہ کپڑے پہنے لوہے کے سیاہ منبر پر بیٹھے ہیں اُس منبر کے آٹھ لاکھ پائے ہیں ہر پایہ زمین سے آسمان تک ہے۔حضرت سیّدنا مالک علیہ السلام کی اتنی ہی اُنگلیاں ہیں جتنی دوزخ کے طبقات کی تعداد ہے۔دوزخ میں جس کو عذاب دینا ہوتا ہے حضرت سیدنا مالک علیہ السلام اپنی ایک انگلی اس پر رکھ دیتے ہیں، اُس ایک اُنگلی کا یہ عالم ہے کہ وہ اُسے آسمان پر رکھ دیں تو آسمان پگھل جائے، حضرت سیّدنا مالک علیہ السلام

(۱) سورۃ المطففین، ۱۵ (۲) سورۃ حٰمٓ السجدہ، ۲۹ (۳) سورۃ ابراہیم، ۲۱، ۲۲ (۴) سورۃ صٓ، ۶۴ (۵) سورۃ ابراہیم، ۲۲ (۶) سورۃ المؤمن، ۴۹۔

کے ماتحت 19 کرخت وسخت غصّہ والے، سیاہ لباس والے سردار فرشتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک گرز ہے پھر ان کے خادم فرشتوں کی تعداد اللہ کریم ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا جن کا اس بات سے اندازہ لگائیں کہ (حدیث) ''جب کسی کو جہنّم میں ڈال جانے کا حکم ہوتا ہے تو ایک لاکھ فرشتے اس کو کھینچ لے جاتے ہیں (۱)۔ بہر حال دوزخی حضرت سیّدنا مالک علیہ السلام سے درخواست کریں گے کہ ''اے مالک علیہ السلام تم ہی دُعا کرو تمہارا پروردگار ﷻ ہمیں معاف کردے یا موت دے دے'' حضرت سیّدنا مالک علیہ السلام 1000 سال بعد جواب دیں گے کہ ''اب تم ہمیشہ اسی حال میں یہیں رہو گے''۔ پھر دوزخیوں کو کہا جائے گا ''اپنے رب ﷻ کو پکارو تمہارے رب ﷻ سے بہتر کوئی نہیں ہے''۔ اور اُن سے فرمایا جائے گا (القرآن) ''آج ایک موت نہیں بہت سی موتیں مانگو'' (۲)۔ چنانچہ (القرآن) ''دوزخی اللہ ربّ العزت ﷻ کی بارگاہ میں درخواست کریں گے کہ ''اے ہمارے رب ﷻ ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور ہم ہی گمراہ تھے، اب اس آگ کی جگہ سے نکال دے اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بیشک ہم ہی قصوروار وظالم ہیں'' (ایک عرصہ بعد) اللہ تعالیٰ ﷻ فرمائے گا (القرآن) ''اِخۡسَـٔـوۡا فِیۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ، دُور ہو جاؤ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو'' (۳)۔ اس فرمان کے وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور نالہ وندامت وفریاد شروع کردیں گے اور حسرت وواویلا کرنے لگیں گے'' (۴)۔ اللہ تعالیٰ ﷻ کے اس فرمان کے بعد دوزخ کے دروازے بند کردیئے جائیں گے اور (القرآن) ''وہ اس میں گدھے کی طرح رینگتے چیختے ہوں گے'' (۵)۔ اور (القرآن) ''کہتے ہوں گے ''ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کریم ﷻ کا اور رسول کریم ﷺ کا حکم مانا ہوتا'' (۶)۔ اور (القرآن) ''ہائے بدنصیبی میری ہائے کسی طرح میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا'' (۷)۔ اس طرح (القرآن) ''وہ اس میں چلاّتے ہوں گے کہ ''اے ہمارے رب ﷻ ہمیں یہاں سے نکال کہ ہم اچھے کام کریں اس کے برخلاف جو پہلے کرتے تھے'' (۸)۔ نیز دوزخ کے اندر (القرآن) ''ظالم کہیں گے ''اے ہمارے رب ﷻ تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا حکم مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں'' (۹)۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

بھائیو! میرا تو لکھتے ہوئے دل دَہل رہا ہے مزید نہیں لکھا جاتا۔ اپنے غافل بھائیوں سے

(۱) عن ابو درداء رضی اللہ عنہ، سیرتِ حلبیہ ج ۲ ص ۳۴۸ (۲) سورۃ الفرقان، ۱۳، ۱۴ (۳) سورۃ المؤمنون، ۱۰۶ تا ۱۰۸ (۴) ترمذی مشکوٰۃ ح ۵۴۴۳، مرآۃ المناجیح ج ۷ ص ۴۱۶ (۵) سورۃ ھود، ۱۰۶ (۶) سورۃ الاحزاب، ۶۶ (۷) سورۃ الفرقان، ۲۸ (۸) سورۃ الفاطر، ۳۷ (۹) سورۃ ابراہیم، ۴۴۔

سے درخواست کروں گا کہ جب موت آنے لگی تو توبہ کا وقت بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر پچھتاوے کے سوا کبھی کچھ نہ ملے گا۔ اور دوزخ یا جنّت میں جو زندگی ملے گی وہ دائمی ہوگی کیونکہ (حدیث) ''جس وقت جنّتی جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے، تو تب موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں جنّت اور دوزخ کے درمیان لا کھڑا کیا جائے گا'' اور ''اسے ذبح کر دیا جائے گا'' پھر ایک پکارنے والا پکارے گا ''اے اہلِ جنّت اور اہلِ دوزخ! موت نہیں آئے گی'' اس پر ''اہلِ جنّت کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کا غم زیادہ ہو جائے گا'' (۱)۔ گویا کہ دوزخی (القرآن) ''دوزخ سے نکلنا چاہیں گے مگر وہ اُس سے نہیں نکل سکیں گے اور اُن کو دائمی عذاب ہے'' (۲)۔ اور (القرآن) ''وہاں لوگوں کو موت نہ آئے گی سوائے اس موت کے جو پہلے آ چکی'' (۳)۔ دوزخی روئیں گے دھاڑیں ماریں گے ٹکریں ماریں گے (القرآن) ''اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا'' (۴)۔ اپنے آپ کو مارنا چاہیں گے مگر مَر نہیں پائیں گے (القرآن) ''پھر نہ اس میں مرے اور نہ جیے'' (۵)۔ نیز (القرآن) ''نہ اُن کی قضاء آئے کہ مر جائیں اور نہ اُن پر اُس کا عذاب ہلکا کیا جائے'' (۶)۔ اور پھر اُس وقت بڑا ہی پچھتاوا ہوگا جب (حدیث) ''جنّت میں کوئی شخص داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اُس کو دوزخ کی جگہ نہ دکھا دی جائے گی کہ اگر وہ بُرائی کرتا تو اُس میں داخل ہوتا تاکہ وہ زیادہ شکر ادا کرے اور کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا مگر اُس کو اُس کی جنّت کی جگہ دکھا دی جائے گی کہ اگر وہ نیکی کرتا تو یہ جگہ پاتا، تاکہ اُس کی حسرت بڑھ جائے'' (۷)۔ اور پھر دنیاوی زندگی کے دُکھ اور سُکھ کی حیثیت دکھانے کیلئے (حدیث) ''قیامت کے دن دنیا میں عیش کرنے والے ایک شخص کو لایا جائے گا اور دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر پوچھا جائے گا ''اے انسان! کیا کبھی کوئی بھلائی یا عیش و آرام دیکھا؟'' وہ کہے گا ''اللہ کریم ﷻ کی قسم کبھی نہیں''۔ پھر دنیا میں سخت مصیبت زدہ کو لایا جائے گا اُسے جنّت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پوچھا جائے گا ''اے انسان! کیا کبھی کوئی سختی و تکلیف یا غم دیکھا؟'' وہ کہے گا ''اللہ کریم ﷻ کی قسم کبھی نہیں'' (۸)۔ اس طرح قیامت کے دن (القرآن) ''جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کی جائے گی'' (۹)۔ اسلئے بیشتر

(۱) بخاری ج۳ ح۱۴۶۸، مسلم ج۳ ح۷۰۵۱، ترمذی ح۲۵۵۸، ابن ماجہ ح۴۳۴۳، دارمی ح۲۸۱۱، معجم کبیر ح۱۳۳۴۶، دارمی ح۲۸۴۵، حاکم ج۱ ص۱۶۹ ح۲۷۸، ابویعلی، طبرانی، بزار، ترغیب ج۲ ح۳۳۳۰، ۳۳۳۱، مشکوٰۃ ح۵۳۴۴، شرح الصدور ۱۲۳، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۵۲ (۲) سورۃ المائدہ، ۳۷ (۳) سورۃ الدخان، ۵۶ (۴) سورۃ الفرقان، ۲۷ (۵) سورۃ الاعلیٰ، ۱۳ (۶) سورۃ الفاطر، ۳۶ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوٰۃ ح۵۳۴۳، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۳۵۲ (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم، ابن ماجہ ح۴۳۴۷، ترغیب ج۲ ح۳۳۵۰، مشکوٰۃ ح۵۴۱۷، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۴۰۸ (۹) سورۃ النّٰزعٰت، ۳۶۔

اِس کے کہ چندروزہ مہلت ختم ہوجائے خدارا آخرت کے سنوارنے کو کچھ کرلیجئے۔

دوزخ سے بچنے کا وظیفہ:

دوزخ ایک اندوہناک مقام ہے۔جس کے بارے صرف پڑھنے سننے سے ہم کانپنے لگ جاتے ہیں،تو دیکھنے (اور اللہ کریم ﷻ اپنے کرم سے بچائے) اُس میں داخل ہونے والے کا کیا عالم ہوگا۔اللہ کریم ﷻ ہمیں دوزخ میں داخل ہونا تو الگ اُس خوفناک جگہ کو دیکھنے سے بھی بچائے۔آمین آمین۔ثمّ آمین۔اور دعاء کریں کہ اے اللہ کریم ﷻ (القرآن) ''وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ، اور مجھے رُسوا نہ کرنا جس دن سب اُٹھائے جائیں گے'' (۱)۔اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم ﷻ کی قسم اگر تم نے وہ منظر دیکھا ہوتا جو مَیں نے دیکھا ہے (یا فرمایا ''تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں) تو تم ضرور کم ہنستے اور زیادہ روتے'' (۲)۔اسی لئے پیارے اللہ کریم ﷻ نے فریا کہ (القرآن) ''اُنہیں چاہیئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں'' (۳)۔لہٰذا دوزخ سے بچنے کیلئے نیک اعمال وعبادات ہی کام آئیں گی۔اس کے ساتھ ساتھ (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک وظیفہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''جب تم نماز مغرب سے فارغ ہوچکو تو کسی سے کلام کرنے سے پہلے 7 مرتبہ یہ دُعاء پڑھا کرو ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار اگر اُس رات فوت ہوجاؤ گے تو جہنّم سے ضرور نجات پاؤ گے،اور جب تم نمازِ فجر پڑھو تو یہ ہی کہہ لو پھر اگر تم اُس دن فوت ہوجاؤ تو تمہارے لئے جہنّم کی آگ سے آزادی لکھی جائے گی'' (۴)۔اللہ اکبر۔(اس وظیفہ کا ذکر ''بعد از نماز وظائف'' میں گزر چکا)۔اور پھر جنت حاصل کرنے کا ایک آسان طریقہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو بندہ 3 بار پیارے اللہ کریم ﷻ سے جنّت مانگے تو جنّت کہتی ہے ''الٰہی اسے جنّت میں داخل فرمادے'' اور جو تین بار دوزخ سے پناہ مانگے تو دوزخ کہتی ہے ''الٰہی اسے آگ سے پناہ دے'' (۵)۔

(۱) سورۃ الشعرآء ،۸۷ (۲) عن ابوذر رضی اللہ عنہ ، مسلم ج۱ ح۸۶۴،ترمذی ج۲ ح۱۹۳،ابن ماجہ ح۴۳۰۵،نسائی ح۴۳۴۵، شعب الایمان ج۱ ح۷۹۳،رسالہ قشیریہ ص۱۸۳ (۳) سورۃ التوبہ،۸۲ (۴) عن حارث بن مسلم تمیمی تابعی علیہ الرحمۃ،ابوداؤد،نسائی، ابن حبان مشکوٰۃ ح۲۲۸۳،مرأۃ المناجیح ج۴ ص۳۵،حصنِ حصین،وصایا الرسول ﷺ خمس وخمسون (۵) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ، بخاری،مسلم،ترمذی ج۲ ح۴۶۰،نسائی،ابن ماجہ ح۴۳۵۷،ابن حبان،حاکم،ترغیب ج۲ ح۳۲۹۴،مشکوٰۃ ح۲۳۶۲، مرأۃ المناجیح ج۴ ص۸۷۔

باب -۲۱, **احکامِ نمازِ جمعۃ المبارک**

فضائل یومِ جُمعۃ المبارک:

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ زمانہ قدیم میں ہفتہ کے 7 دنوں کے نام یہ تھے اول-اہون-خیار یا جبار-مار یا دبار-مونس-عروبہ-شیار یا شیاء- اُس دَور میں ''عروبہ'' جمعہ کا دن تھا جس کے معنی ہیں ''رحمت کا دن'' (۱)۔ اسی بناء پر اسے باقی دنوں سے شرف و بزرگی حاصل تھی اور (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعۃ المبارک کے دن کی فضیلت سے بے خبر رکھا'' (۲)۔ دیگر اقوام کو جمعۃ المبارک سے گمراہی کی وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اس روز بذریعہ عبادت نعمتِ خداوندی کا شکریہ بجالانے کا حکم دیا گیا تو یہود نے اس خیال سے مخالفت کی اور انکار کیا کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے 6 دن میں دنیا پیدا کی۔ ہفتہ کے روز اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اس سے فارغ ہوا لہٰذا اِس دن کام کاج چھوڑ کر یکسوئی سے عبادت کرنا افضل ہے۔ جبکہ نصاریٰ نے یہ وجہ بتائی کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا کی تخلیق کا کام چونکہ اتوار کے دن شروع کیا تھا پس یہ واجبِ تعظیم و شکرِ نعمت کیلئے متبرک دن ہے اس میں عبادت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ یہودیوں نے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کا دن حسبِ خواہش خاص قرار دے لیا۔ لہٰذا یہودیوں کیلئے ہفتہ کا دن اور عیسائیوں کیلئے اتوار کا دن معتبر اور متبرک تھا (۳)۔ اور مسلمانوں کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن (جنت میں داخل ہونے والوں میں) سب سے اوّل ہوں گے، البتہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہم کو اُن کے بعد پھر یہ وہ دن (جمعۃ المبارک) ہے کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اُن پر فرض کیا تھا لیکن اُنہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں اِس دن کیلئے ہدایت دی اور دوسرے لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں یہود نے کل یعنی دوسرے دن (ہفتہ) اور نصاریٰ نے پرسوں یعنی تیسرے دن (اتوار) کو اختیار کیا'' (۴)۔ جس کیلئے (القرآن) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے حکم فرمایا ''یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّومِ الْجُمُعَۃِ ...... الخ'' (۵) جمعۃ المبارک کے دن انسان (جو کہ اشرف المخلوقات ہے) کی تخلیق فرمائی جبکہ باقی دنوں میں انسان کو نفع پہنچانے والی ضروریات پیدا کیں اور (حدیث) ''جمعہ کے دن

---

(۱) مدارج النبوت ج۱ص ۷۷۴، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۳۰۲، سیرتِ حلبیہ اردو ج۲ص ۵۸۲ ج۳ص ۳۶ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۱۳۱، شعب الایمان ج۳ ح ۲۹۶۷ (۳) فیوض الباری حصہ ۴ص ۴۴۳، سیرت حلبیہ ج۳ص ۳۶ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح ۸۲۹، مسلم ج۱ ح ۱۸۷۴، ۱۸۷۶، نسائی ح ۱۳۵۰، مشکوٰۃ ح ۱۲۷۶، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۳۰۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۲، ولفظہ لہٗ ابن ماجہ ح ۱۱۳۱ (۵) سورۃ الجمعہ، ۹، ۱۰۔

آخری ساعت میں عصر کے بعد سے رات تک کے وقت میں اللہ کریم وتعالیٰ نے آخری مخلوق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا" (۱)۔ فـــــ (حدیث) "اللہ کریم جل جلالہ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمائیں، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ توریت شریف اپنے ہاتھ سے لکھی۔ جنت الفردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا" (۲)۔ اسلئے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے لئے تمام ایام سے افضل ترین جمعۃ المبارک کا دن ہے" (۳) اور (حدیث) "بہترین دن جس میں سورج نکلا وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے، اس دن پہلے انسان حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن اُن کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن اتارا گیا، اسی دن توبہ قبول ہوئی، اسی دن وصال ہوا" (۴)۔ اسی دن دوسرے انسان یعنی حضرت سیّدہ حوّا علیہا السلام کو پیدا فرمایا گیا۔

(حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ نکاح وشادی کا دن ہے" (۵)۔ اس لئے "جو شخص جمعۃ المبارک کے دن نکاح کرے یا نکاح میں شریک ہو تو گویا اُس نے اللہ کریم وتعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھا وہ بھی جو 700 دن کے برابر ہو" (۶)۔ اور (حدیث) سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ دن خطبہ پڑھنے اور نکاح کرنے کا ہے کیونکہ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام نے اِس دن نکاح کیا" (۷) "اس دن حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کا حضرت سیّدہ حوا علیہا السلام سے نکاح ہوا پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک حق مہر قرار پایا، مقرب فرشتے شادی کے گواہ بنے، اللہ کریم وتعالیٰ نے اپنی خودی سے خطبہ نکاح فرمایا یہ انسانیت کی تاریخ کا پہلا نکاح تھا (۸)۔ اور اسی دن حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا بلقیس سے نکاح ہوا حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا علیہا السلام سے۔ حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا حضرت سیّدہ صفورہ علیہا السلام سے (۹)۔ اور اپریل 624ء بمطابق شوال 2 ہجری میں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا حضرت سیّدہ فاطمہ الزاہرء رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور 25 سال 2 ماہ 10 دن کی عمر پاک میں ستمبر 595ء بمطابق ربیع الثانی 28 قبل ہجرت میں پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح۶۹۲۴، مشکوٰۃ ح۵۴۸۰، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۴۵۷ (۲) عن حارث رضی اللہ عنہ، حاکم ج۲ ص۳۱۹، کتاب العظمۃ لابوالشیخ ابن حیان اصبہانی (۳) عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۴۴، نسائی ح۱۳۵۶، ابن ماجہ ح۱۱۳۳، دارمی، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۷۳، مشکوٰۃ ح۱۲۸۲، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۳۰۷، جامع صغیر، فضائل الایام والشہور، مدرج النبوۃ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ص۲۸۲، ترمذی ج۱ ح۴۷۲، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۳۳، نسائی ح۱۳۵۵، ابن ماجہ ح۱۱۳۲، مسند احمد، دارمی ح۱۶۰۹، بیہقی ح۵۷۹۹، حاکم ح۱۰۳۰، ابن حبان ح۹۱۰، ابن خزیمہ ح۱۷۳۳، معجم اوسط ح۴۳۳۵، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۷۰، موطا امام مالک ح۲۴۳، مشکوٰۃ ح۱۲۷۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۳۰۳ (۵) سیرت حلبیہ ج۳ ص۴۱ (۶) حدائق ابن معقل، فیوض الباری، نزہۃ المجالس (۷) غنیۃ الطالبین، فضائل الایام والشہور (۸) سیرت حلبیہ ج۳ ص۴۱، معارج النبوت ج۱ ص۴۴۰ (۹) سیرت حلبیہ ج۳ ص۴۱۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور جمعہ ہی کے دن 49 سال 6 ماہ 22 دن کی عمر مبارک میں فروری 619ء بمطابق جمادی الثانی 4 قبل ہجرت میں حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا(۱)۔ بیشک جمعہ یوم نکاح ہے مگر خدا کیلئے ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں کہ عین نمازِ جمعۃ المبارک کے وقت گولے پٹاخے، نکاح، کھانا، آمد اور روانگی۔ نہ خود نماز جمعۃ المبارک پڑھی نہ کسی کو پڑھنے دی۔ راستے بند، نمازیوں کو تکلیف، مسجد کی بے حرمتی، اپنا اُلّو سیدھا رکھا خواہ سارا جہان مصیبت میں پڑ جائے بلکہ بعض دفعہ تو لوگ یہاں تک انتہاء کر دیتے ہیں کہ ادھر مسجد میں نمازِ جمعہ کی جماعت کھڑی ہوتی ہے تو اُدھر عین مسجد کی دیوار کے اُس پار تند و تیز پٹاخوں اور ڈھول ڈھمکا کی گھن گرج سنائی دے رہی ہوتی ہے۔ یہ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے قہر و غضب کو آواز دینے کے مترادف ہے۔ صرف جمعۃ المبارک کے دن نکاح کی فضیلت کے حصول کیلئے اتنا زیادہ نقصان کر لینا عاقبت تباہ کر لینے کے مترادف اور بجائے فضیلت کے وبال اور اللہ و رسول کی ناراضگی کا باعث ہے۔ یہی شادی اصل میں ان کم عقلوں کی بربادی ہے۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ہدایت دے۔ آمین۔ میرے دل میں دکھ اور کرب کا ایک سمندر اُمڈ پڑا ہے اس موضوع پر بڑی طویل بات کی جاسکتی ہے مگر .... بس اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اپنی ہدایت دے ورنہ ہم نے انتہاء کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

(حدیث) ''اسی دن قیامت قائم ہوگی'' اس لئے ''زمین پر جن و انس کے سوا مقرب فرشتے، زمین، آسمان، ہوائیں، پہاڑ، دریا اور سب کچھ جمعۃ المبارک کے دن صبح سورج نکلنے تک قیامت قائم ہونے کے ڈر سے کھڑے رہتے تسبیح کرتے ہیں''(۲)۔ اور پھر (حدیث) ''روزِ محشر دنوں کو شکلوں میں اٹھایا جائے گا اور یوم جمعہ کو ایک چمکدار سیارے کی طرح اٹھایا جائیگا جس کے سامنے دوسرے دن مانند پڑ جائیں گے''(۳)۔ نیز (حدیث) ''جمعۃ المبارک کی رات ایک روشن رات ہے اور جمعۃ المبارک کا دن بہت سفید اور نمایاں دن ہے''(۴)۔ اسی بارے (حدیث) حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''میں نے یہ آیت پڑھی (القرآن) ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ .... الخ'' اُس وقت وہاں ایک یہودی حاضر تھا اُس نے کہا ''اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید مناتے'' راوی نے فرمایا ''کہ تحقیق مجھے یہ یاد ہے کہ قرآن کی یہ آیت 2 عیدوں کے دن یعنی

(۱) سیرت حلبیہ ج۳ ص۴۱، فضائل الایام والشہور، کتاب السبعیات (۲) ملخص عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۴۳، ابن ماجہ ح۱۱۳۲، نسائی ح۱۳۷۳، حاکم ح۱۰۳۰، ابن خزیمہ ح۱۷۲۹، معجم اوسط ح۳۳۳۵، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۷۴، ۲۹۷۵، مؤطا امام مالک ح۲۴۳، مسند احمد، بیہقی ح۵۷۹۹، طبرانی، مشکوٰۃ ح۱۲۸۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۰۵، فیوض الباری حصہ۴ ص۳۶ (۳) حاکم ح۱۰۲۷، ابن خزیمہ ۱۷۳۰، (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص۱۲۱ ح۱۲۸۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۱۴، بیہقی دعوات الکبیر۔

جمعہ اور عرفہ کے دن اُتری'' (۱)۔ یہ 9 ذوالحجہ 10ھ بمطابق 6 مارچ 632ء جمعۃ المبارک کا دن تھا جب پیارے آقا کریم ﷺ 62 سال 9 ماہ ایک دن کی عمر مبارک میں حجۃ الوداع فرما رہے تھے۔ اور یہی پیارے آقا کریم ﷺ کی آخری عید قربانی بھی تھی (۲)۔ جبکہ یاد رہے کہ پہلی عید قربانی بروز اتوار 3 جون 624ء بمطابق 10 ذوالحجہ 2ھ کو تھی اُس وقت آقا رحیم ﷺ کی عمر اقدس 54 سال 9 ماہ 2 دن تھی۔ گویا آج میدانِ عرفات میں جمعۃ المبارک کے دن اُس قرآن کریم کے نزول کی انتہاء ہو رہی تھی۔ جس کا اسی جمعۃ المبارک کی رات غارِ حراء میں 18 رمضان المبارک 13 قبل ہجرت بمطابق 14 اگست 610ء شب جمعۃ المبارک کو پیارے آقا کریم ﷺ کی 40 سال 6 ماہ 10 دن کی عمر پاک میں آغاز ہوا تھا (۳)۔

(حدیث) ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْمَسَاكِيْنِ وَهُوَ عِيْدٌ لِّاَهْلِ الدُّنْيَافِى الدُّنْيَاوَعِيْدٌلِّاَهْلِ السَّمَآءِ فِى السَّمَآءِ وَعِيْدٌلِّاَهْلِ الْجَنَّةِفِى الْجَنَّةِ، جمعۃ المبارک غریبوں کا حج ہے اور دنیا میں اہلِ دنیا کیلئے عید ہے، آسمانوں میں آسمان والوں کیلئے عید ہے اور جنت میں اہلِ جنت کی عید ہے'' (۴)۔ جمعہ کا نام ''عیدالمؤمنین'' بھی ہے (حدیث) ''جمعۃ المبارک مسکینوں کا حج ہے'' (۵)۔ اور (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''جمعۃ المبارک سیدُ الایام یعنی دنوں کا سردار ہے، اور اس کا مرتبہ اللہ کریم ﷻ کے نزدیک عید الفطر اور عیدالضحٰی سے بھی زیادہ ہے'' (۶)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے مساکین وغرباء کو یہ خوشخبری سنائی کہ ''اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ ا لْفُقَرَآءِ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ اَدَّهَامِنْكُمْ فَقَدْاَدَّى الْحَجَّ اے فقراء کی جماعت! خوش ہو جاؤ اللہ کریم ﷻ نے تمہارے لئے جمعۃ المبارک کی نماز فرض کی، جو شخص اسے ادا کریگا اُسے حج کی ادائیگی کا ثواب عطاء ہوگا'' (۷)۔ اسی کی وضاحت میں حکایت ہے کہ ''حضرت میسرہ بن جلیس علیہ الرحمۃ باب توما کے قبرستان سے گزرے چونکہ آپ نابینا تھے اسلئے ایک شخص ہمراہ تھا تو اُنہوں نے کہا ''اَلسّلام عليكم يا اهل القبور انتم لنا سلف و نحن تبع فرحمنا الله واياكم وغفرلنا ولكم '' تو قبرستان میں سے ایک مردہ بول اُٹھا '' اے اہلِ دنیا تم کو خوش خبری ہو کہ تم ایک

(۱) عن عمر ؓ، سورۃ المآئدہ، ۳، بخاری ج۱ ح۴۳، ترمذی ج۲ ح۹۶۵، نسائی ح۴۹۲۵، مشکوۃ ح۱۲۸۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۳۱۳، تجرید البخاری، فضائل الایام والشہور (۲) رحمۃ للعالمین حصہ ۱ ص۲۲۴ حصہ ۲ ص۳۶۶ (۳) رحمۃ للعالمین حصہ ۲ ص۳۶۵ طبری، طبقات ابن سعد ج۱ ص۲۶۳، سیرت سیّد لولاک ﷺ ص۲۶۷ (۴) عن مُعاذ بن جبل ؓ، انیس الواعظین ص۳۱۲ (۵) ابن عساکر، فیوض حصہ ۴ ص۳۱، انیس الواعظین ص۳۱۲ (۶) عن ابولُبابہ بن عبدالمُنذِر ؓ، ابن ماجہ ح۱۱۳۲، احمد، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۷۳، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۱۵۰، مشکوۃ ح۱۲۸۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص۳۱ (۷) انیس الواعظین ص۳۱۴۔

ماہ میں چار بار حج کرتے ہو"میں نے کہا"وہ کیسے؟" کہا"کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر جمعۃ المبارک پر تم کو حج مبرور کا ثواب ملتا ہے؟" میں نے پوچھا"آپ کا سب سے عمدہ عمل کونسا تھا؟" جواب آیا "استغفار پڑھنا" لیکن اب نہ تو ہماری کوئی نیکی زائد ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی برائی کم ہوتی ہے"(۱)۔

جمعۃ المبارک کے مزید ناموں میں اشرف الایام، سیّد الایام، افضل الایام، اکبر الایام، اکرم الایام، کنز الحسنات، معدن الخیرات، یوم القیامۃ، یوم الندامہ، یوم السعادۃ، یوم الرحمۃ، یوم النکاح، یوم الخلقہ، یوم السرور اور اجل الایام شامل ہیں (۲)۔ (حدیث) "اِس دن نیکی کا ثواب دُگنا ملتا ہے" (۳)۔ اور (حدیث) "جمعہ اگلے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے" (۴)۔ اور (حدیث) "جو شخص جمعۃ المبارک کے دن یا رات کو فوت ہوا اللہ کریم ﷻ اُسے قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ "اللہ کریم ﷻ اُس کیلئے شہید کے برابر اجر لکھ دیتا ہے" (۵)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ پر شہیدوں کی مہر ہوگی" (۶)۔ اور (حدیث) "روز محشر جمعہ کے دن کے نور میں (اہل جمعہ) چلیں گے اُنکے رنگ برف کی طرح سفید اور اُن کی خوشبو مشک کی طرح پھیلے گی، کافور کے پہاڑوں پر چلیں گے، تمام جن وانس ان کی طرف دیکھیں گے یہاں تک وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے، اُن کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہوگا سوائے ان لوگوں کے جو ثواب کی نیت سے اذانیں کہتے رہے" (۷)۔ ایک جگہ (حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا "جمعۃ المبارک کی کوئی رات ایسی نہیں جس میں اللہ کریم ﷻ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت سے 3 مرتبہ نہ دیکھتا ہو اور اُس دن وہ اُس کی مغفرت فرماتا ہے جو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا" (۸)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "پیر اور جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ہر اُس بندے کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کریم ﷻ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو مگر اُسے نہیں جس کی کسی مسلمان بھائی کیساتھ ناراضگی کی وجہ سے **قطع تعلقی ح 10** یا کینہ ہو اور (اللہ کریم ﷻ کی طرف سے ان دونوں کو) کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ وہ (معاملہ ختم کر کے) آپس میں

(۱) ابن عساکر، شرح الصدور ص۳۴۱ (۲) انیس الواعظین ص۳۱۳ (۳) طبرانی، فیوض الباری حصہ ۴ ص۳۱ (۴) عن سیّدنا ابوہریرہ ؓ، مسلم ج۱ ح۴۵۸، ترمذی ج۱ ح۲۰۵، ابن ماجہ ح۱۱۳۴، احمد ج۲، ابن حبان ج۵ ح۱۷۳۳، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۸۷، مستدرک حاکم ج۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص۳۱ (۵) عن ابن عمرو ؓ، ترمذی ج۱ ح۱۰۶۴، مسند احمد ج۲ ص۱۷۶، ابونعیم مسند امام اعظم، بیہقی، کشف الغمہ ج۱ ص۳۲۴، مشکوٰۃ ح۱۲۸۷، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۳۱۳، ترغیب، شرح الصدور ص۲۶۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص۳۱، احیاء العلوم (۶) مدارج النبوۃ ج۱ ص۵۷۴ (۷) حاکم ج۱ ح۱۰۲۷، ... یہ ح۱۷۳۰ (۸) مسند امام اعظم

صلح کرلیں"(۱)۔ نیز (حدیث) "ہر شب جمعہ کو اللہ کریم ﷻ میری اُمت کی جانب 99 بار نظر فرماتا ہے"(۲)۔ نیز (حدیث) "مجھے بشارت ہوئی ہے کہ اللہ کریم ﷻ ہر شب جمعۃ المبارک کو دوزخ سے 70 ہزار افراد کو آزاد کرتا ہے"(۳)۔ اور (حدیث) "اللہ کریم جل جلالہٗ ہر جمعۃ المبارک کے دن ایسے 6 لاکھ افراد کو دوزخ سے آزاد لکھ دیتا ہے جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی"(۴)۔ اس طرح (حدیث) سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہر شب جمعہ ایک لاکھ افراد کو جن میں سے ہر ایک قابلِ عذاب تھا اللہ کریم ﷻ رہائی دیتا ہے"(۵)۔ گویا جمعہ کا دن بخشش وسلامتی کا دن ہوتا ہے اور (حدیث) "اللہ کریم ﷻ کسی مسلمان کو جمعۃ المبارک کے دن بخشش کئے بغیر نہ چھوڑے گا"(۶) "کیڑے اور پرندے بھی اس دن ایک دوسرے سے ملتے ہوئے کہتے ہیں سَلَامٌ سَلَامٌ یَوْمُ الصَّالِحُ، یعنی سلامتی ہو سلامتی ہو آج اچھا دن ہے"(۷)

شرائط وجوب نمازِ جمعۃ المبارک:

جس جگہ نمازِ جمعۃ المبارک پڑھائی جائے وہاں ان 6 شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے:

1- جہاں نماز جمعۃ المبارک ہو وہ مقام شہر یا قصبہ ہو۔ 2- بادشاہِ اسلام، حقیقتاً یا حکماً موجود ہو۔
3- نمازِ ظہر کا وقت ہو۔ 4- خطبۂ جمعۃ المبارک دیا جائے۔ 5- با جماعت نماز جمعۃ المبارک ہو۔
6- ہر کسی کیلئے اذنِ عام ہو کسی کو نماز جمعۃ المبارک میں شامل ہونے سے منع نہ کیا گیا ہو (۸)۔

باقی سب شرائط تو میسّر آ جاتی ہیں مگر پہلی 2 شرائط دیہات میں نہیں پائی جاتیں کیونکہ شہر یا قصبہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں متعدّد بازار اور محلّے ہوں اور شہر کی ضرورتوں کی جگہ ہو جیسے قبرستان، گھوڑوں کا میدان، فوجی چھاؤنی، کچہری، سٹیشن، تھانہ، ڈاکخانہ وغیرہ۔ اور اس شہر کے کئی دیہات ہوں اور پھر دوسری شرط یہ کہ اس میں کوئی حاکم بااختیار ہو کہ مظلوم کا بدلہ ظالم سے لے سکے اور لوگ اپنے مقدمات میں اُسکی طرف رجوع کرتے ہوں چونکہ یہ شرائط دیہات میں موجود نہیں ہوتیں اسلئے سیّدنا امام زید تابعی علیہ الرحمۃ وسیّدنا امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جو شہر سے باہر دیہات میں رہتا ہے اس پر جمعۃ المبارک واجب نہیں اور اگر وہ اذان کی آواز سنے تو حاضر ہو ورنہ نہیں"(۹) کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، موطا امام مالک ح ۱۶۸۷، شعب الایمان ج۵ ح ۶۶۲۶، ترغیب ج۲ ح ۲۴۳۹، مشکوٰۃ ح ۴۸۰۶، مرآۃ المناجیح ج۶ ص ۴۴۹ (۲) امام احمد، حدائق ابن ملقن، نزہۃ المجالس (۳) امام احمد، حدائق ابن ملقن (۴) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج۳ ح ۳۰۴۲، ابویعلیٰ، نزہۃ المجالس ج۱ ص ۲۵۶ (۵) طبرانی، نزہۃ المجالس (۶) طبرانی، اوسط، صغیر، فضائل الایام والشہور (۷) شعب الایمان ج۷ ح ۹۳۰۳، قوت القلوب ج۱، احیاء العلوم، درمختار (۸) مالا بدمنہ، ہدایہ ج۱ ص ۱۱۴، شرح نقایہ ج۱ ص ۱۲۳، کبیری ص ۵۴۹، عالمگیری ج۱ ص ۲۳۲ (۹) مسند امام زید ص ۱۳۷، مالا بدمنہ، ہدایہ ج۱ ص ۱۱۴، شرح نقایہ ج۱ ص ۱۲۳، کبیری ص ۵۴۹، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۷۔

نے فرمایا ''پانچ قسم کے لوگوں پر جمعہ نہیں عورت، مسافر، غلام، بچہ اور دیہاتی'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''عید اور جمعہ ایک دن آ گئے تو پیارے آقا کریم ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا'' جو شخص چاہے جمعہ ادا کر لے'' (۲)۔ اور اسی دن کے بارے فرمایا (حدیث) '' تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں (عید اور جمعہ) جس (دیہاتی) کا دل چاہے جمعہ چھوڑ دے، لیکن ہم (مدنی شہری ہونے کی بنا پر) ان شاء اللہ جمعہ پڑھیں گے'' (۳) ایسے ہی عہد عثمانی میں جمعہ کے دن عید آئی تو (حدیث) سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''دیہات سے آنے والوں میں جو جمعہ کے وقت تک ٹھہرنا پسند کرے تو وہ ہمارے ساتھ جمعہ پڑھ لے اور جو واپس ہونا چاہے وہ چلا جائے'' (۴)۔ گویا جو نہیں ادا کرنا چاہتا وہ اپنے گاؤں چلا جائے دیہاتوں میں جمعہ فرض نہ ہونے پر یہ نص صریح ہے'' (۵)۔ (حدیث) ''مدینہ پاک کے قرب وجوار میں رہنے والے (مدینہ پاک میں) حاضر ہوتے تھے'' (٦)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ 6 میل دُور ذوالحلیفہ سے چل کر مدینہ پاک میں جمعہ پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے'' (۷)۔ اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ 6 میل دُور زاویہ سے بصرہ شہر میں جمعۃ المبارک کیلئے حاضر ہوتے تھے اور کبھی نہ آتے تھے'' (۸)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''حضرت سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شجرہ (ایک بستی) میں رہتے تھے جو 6 میل سے کم تھا تو دونوں کبھی جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہیں'' (۹) اور (حدیث) ''حضرت ابن عمرو بن رضی اللہ عنہ طائف سے دو میل پر تھے تو جمعہ کیلئے حاضر ہوتے اور کبھی نہیں'' (۱۰)۔ یہ احادیث واضح کرتی ہیں کہ ۱۔ عید کے دن جمعہ کا آنا باعثِ زحمت نہیں بلکہ باعث رحمت ہے۔ ۲۔ دیہاتوں میں جمعہ نہیں ورنہ یہ جیّد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی دُور سے چل کر جمعہ پڑھنے نہ آتے بلکہ وہیں پڑھ لیتے اور نہ ہی ناغہ کرتے (۱۱)۔ یہی مسلک حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت امام محمد ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ، اور سفیان ثوری تابعی علیہ الرحمۃ کا ہے اور اگر اس کے باوجود کوئی گاؤں میں جمعۃ المبارک پڑھ لے تو از روئے مذہب حنفی ظہر کے چار فرض

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، طبرانی اوسط، فیوض الباری حصہ ۴ص ۳۱ (۲) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ح ۱۰۵۷، ابن ماجہ ح ۱۳۶۵ فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۴ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۳۶۶، ابوداؤد ج ۱ح ۱۰۶۰، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۴ (۴) عون المعبود ج ۴ص ۱۴۷، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۵ (۵) فیوض الباری حصہ ۴ص ۳۷ (٦) عن عائشہ رضی اللہ عنہا نسائی ح ۱۳٦۱، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۳ (۷) بیہقی ج ۳ص ۱۷۵، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۳ (۸) بخاری ج ۱ح ۸۵۳، بیہقی ج ۳ص ۱۷۵، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، فتح الباری، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۳، ۵٦ (۹) بیہقی ج ۳ص ۱۷۵، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۳ (۱۰) بیہقی ج ۳ ص ۱۷۵، فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۳ (۱۱) فیوض الباری حصہ ۴ص ۵۳۔

ضرور ادا کرے (۱)۔ بعض فقہاء کے نزدیک قصبہ میں جمعۃ المبارک جائز ہے، گاؤں میں جائز نہیں لیکن اگر گاؤں میں پہلے سے ہی جمعۃ المبارک پڑھا جارہا ہوں تو (القرآن) "اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡھٰی، عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی، بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے" (۲)۔ سے خوف کرتے ہوئے اُنہیں روکا نہ جائے لیکن مسئلہ سے آگاہ ضرور کردیا جائے کہ دیہات میں جمعۃ المبارک نہیں ہوتا۔ اسلئے ظہر کی چار رکعت (ظہر احتیاطی) بھری پڑھ لیں (۳)۔ بھری سے مراد قرأت والی۔

نماز جمعۃ المبارک کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے تاہم یہ خیال رہے کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب سخت سردی ہوتی تو نماز جلدی پڑھ لیتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو نماز ٹھنڈی کرتے یعنی نماز جمعۃ المبارک" (۴)۔ یہ حدیث ایک اس بات کی بھی ایک قوی دلیل ہے کہ نماز ظہر و جمعہ سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں دیر سے پڑھیں (۵)۔

جہاں جمعۃ المبارک کی اذان کی آواز پہنچتی ہو اکثر علماء کرام کے نزدیک وہاں کے لوگوں پر نماز جمعۃ المبارک پڑھنا فرض ہے (۶)۔ کیونکہ (حدیث) "جمعہ اس پر ہے جو اذان سنے" (۷)۔ لہٰذا جو لوگ شہر کے نزدیک بستے ہوں اُنہیں چاہیے کہ شہر میں آکر نماز جمعۃ المبارک پڑھیں اور اگر گاؤں کا رہنے والا شہر میں آئے اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہو تو اُس پر نماز جمعہ فرض ہے اور اگر اسی دن زوال سے پہلے یا بعد میں جانے کا ارادہ ہو تو جمعہ فرض نہیں اگر پڑھ لے تو کثیر ثواب کا مستحق ہوگا (۸)

شہر میں ایک سے زیادہ جگہ جمعۃ المبارک ہوسکتا ہے شہر چاہے چھوٹا ہو یا بڑا (۹)۔ مگر خدارا جمعۃ المبارک کے مقصد و تقدس اور اس کی شوکت و عظمت کا خیال رکھیں، یہ تو کوئی مناسب طریقہ نہیں کہ چھوٹے سے محلہ میں بھی کئی چھوٹی چھوٹی مساجد میں جمعۃ المبارک پڑھانے لگ جائیں۔ کہیں انا اور عزت وقار کو سامنے لے آئے تو کہیں ذات برادری کی آڑ لے لی۔ جمعۃ المبارک تو اسلئے ہوتا ہے کہ جو لوگ پہلے تھوڑی تعداد میں چھوٹی مساجد میں یا تنہا نماز پڑھتے تھے جمعۃ المبارک کو بڑے اجتماع کی صورت میں سب مل بیٹھیں، یکجہتی کا اظہار کریں، خیریت حال اور مسائل کا حل دریافت کریں۔ مگر ہم نے یہ کررکھا ہے کہ جہاں مسجد ہے چاہے اذان و جماعت پنجگانہ ہو یا نہ ہو وہاں جمعۃ المبارک پڑھنا حق سمجھ لیتے ہیں۔ یہ طریقہ ناجائز و منع ہے۔

(۱) فتاوٰی نوریہ بحوالہ معتدد کتب فقہ (۲) سورۃ العلق، ۱۰ (۳) شامی، رضویہ، فیض رسول، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۸۲ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوۃ ح ۱۳۱۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۷ (۵) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۷ (۶) عالمگیری، مالابدمنہ (۷) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوۃ ح ۱۲۹۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۶۵ (۸) قاضی خاں، محیط، عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۱ (۹) درمختار، مالابدمنہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۲۔

فضیلت زینت وتیاری برائے نماز جمعۃ المبارک:

جمعۃ المبارک کے دن اپنے آپ کو سنوارنا سنّت ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ زیب و زینت ممکن ہو وہ کریں کیونکہ بمطابق احادیث جمعۃ المبارک مومنین کیلئے یوم عید ہے۔

حجامت بنوانا: نماز جمعۃ المبارک سے قبل ناخن ترشوانا اور زائد بال صاف کرنا وغیرہ افضل ہے کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو جمعۃ المبارک کے روز ناخن کٹواتا ہے ایک جمعۃ المبارک سے دوسرے جمعۃ المبارک تک بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے'' (۱)۔ اُس سے غربت اور مرض دور ہوتی ہے۔ حضرت محمد بن ابراہیم تیمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''جس نے جمعۃ المبارک کے دن اپنے ناخن تراشے اور مونچھوں کو پست کیا اور مسواک کیا تو اُس نے جمعۃ المبارک کی تکمیل کی'' (۲)۔ اس کی فضیلت کے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن مونچھوں کے بال کاٹے تو گرنے والے ہر بال پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔'' (۳)۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ''ہر جمعۃ المبارک میں ناخن تراش کر صاف کرو'' (۴)۔ تاہم حجامت کے بارے یہ ضرور یاد رہے کہ (حدیث) ''ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے، ناخن کاٹنے اور بغل اور زیرِ ناف کے بال مونڈھنے کیلئے 40 دن مقرر فرمائے کہ اس سے زیادہ نہ چھوڑیں'' (۵)۔ اسلئے 40 دن سے زیادہ ہرگز نہ کریں بلکہ سنّت تو یہ ہے کہ مونچھیں اور ناخن ہر جمعہ کو کاٹیں (۶)۔

غُسل کرنا: جمعہ کے دن نماز کیلئے غسل کرنا کثیر اجر و ثواب کا ذریعہ ہے، جس کے سنّت یا واجب ہونے کے بارے کچھ اختلاف آئمہ ہے البتہ راجح قول یہی ہے کہ یہ پیارے آقا کریم ﷺ کی ایک اہم سنّت ہے (۷)۔ جس کی فضیلت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ، جس نے جمعۃ المبارک کے دن صرف وضوء کیا تو ٹھیک ہے اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے'' (۸)۔ ترمذی نے کہا ''یہ حدیث حسن ہے'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''ہمیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) پیارے آقا کریم ﷺ نے گرمی میں جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنے کا حکم دیا پھر جب سردی آ گئی تو جو چاہتا غسل کرتا جو

(۱) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۴۸، کتاب النورین فی اصلاح دارین، نزہۃ المجالس (۲) عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۹۷ (۳) کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۲۱ (۴) ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۵۹ (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۴۴۲۴، مرأۃ ج ۶ ص ۱۴۸ (۶) مرأۃ ج ۶ ص ۱۴۸، (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۳، ہدایہ ج ۱ ص ۱۸، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۵، کبیری ص ۵۴ (۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، و متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، احمد، ترمذی ج ۱ ح ۴۸۰، ابوداؤد ج ۱ ح ۳۵۴، نسائی ح ۱۳۶۲، ابن ماجہ ح ۱۱۳۹، دارمی ح ۱۵۷۷، بیہقی ح ۱۳۱۰، معجم کبیر ح ۶۸۱۷، بزار، طحاوی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۳۲، ابن خزیمہ ح ۱۷۵۷، مشکوٰۃ ح ۴۹۵، بلوغ المرام ح ۱۲۳ ص ۱۷، مؤطا امام محمد ح ۶۳، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۳۲۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۵، قوت القلوب ج ۱ (۹) بلوغ المرام ح ۱۲۳ ص ۱۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۵۔

چاہتا غسل نہیں کرتا" (۱)۔اور حضرت سیدنا ابن عباس ﷺ نے بڑی پیاری وضاحت فرمائی کہ (حدیث) "اہل عراق سے کچھ آدمی آئے اور پوچھا" اے ابن عباس ﷺ! آپ کے خیال میں یوم جمعہ کا غسل واجب ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں، لیکن جو شخص غسل کرے اس کیلئے بہت اچھا اور بہتر ہے اور جو نہ کرے اُس پر واجب نہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا یہ کہ لوگ فقیر و غریب تھے وہ اون پہنتے اور اپنی پیٹھوں پر کام کرتے تھے اُن کی مسجد تنگ اور نیچی چھت والی تھی، پیارے آقا کریم ﷺ ایک گرمی کے دن اُس طرف نکلے، لوگ اُونی کپڑوں سے پسینہ سے تر تھے ان کے جسم سے بُو پھیلی ہوئی تھی، جب سرکار کریم ﷺ نے بو محسوس کی تو ارشاد فرمایا "اے لوگو! جب یہ دن (جمعہ) آئے تو اچھا غسل کر لیا کرو اور بہترین خوشبو اور تیل لگایا کرو" (۲)۔ایسی ہی حضرت سیّدہ عائشہ ﷺ سے بھی مروی ہے (۳)۔ایک دوسری جگہ یوں وضاحت فرمائی (حدیث) "ابتدائی زمانہ میں صحابہ کرام ﷺ کے پاس کپڑوں کی کمی تھی اور وہ ایک ہی جوڑے میں رہتے تھے جس کی وجہ سے پسینہ وغیرہ آنے سے جسم سے بُو پیدا ہو جاتی اس لئے جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم دیا گیا لیکن جب اللہ کریم ﷻ نے وسعت فرما دی تو وہ وجوب جاتا رہا" (۴)۔اسلئے ان احادیث سے ثابت ہوا کہ (حدیث) "جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا سنتوں میں سے ہے" (۵)۔واجب نہیں۔

مگر جمعۃ المبارک کے دن غسل کی تاکید کیلئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان ضرور پڑھیں کہ "جمعۃ المبارک کا غسل ہر بالغ مرد پر واجب (تاکیدی) ہے" (۶)۔اور (حدیث) "جو جمعہ کیلئے آئے وہ غسل کرے" (۷)۔نیز (حدیث) جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جمعۃ المبارک کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ اگرچہ تمہیں نہانے کی حاجت نہ ہو" (۸)۔ اور پھر (حدیث) "ہر مسلمان پر لازم (حق) ہے کہ وہ ہر 7 دن بعد ایک دن غسل کرے اس میں اپنے

(۱) قوت القلوب ج۱ ص۱۶۸ (۲) عن عکرمہ تابعی ﷫، ابوداؤد ج۱ ح۳۵۳، کشف الغمہ ج۱ ص۳۲۲، حاکم ح۱۰۳۸، ابن خزیمہ ح۱۷۵۵، بیہقی ح۵۴۵۵، معجم کبیر ح۱۱۵۴۸، مشکوٰۃ ح۴۹۹، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۳۶ (۳) کشف الغمہ ج۱ ص۳۲۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص۴۵ (۴) عن ابن عباس ﷺ، ابوداؤد، فیوض الباری حصہ ۴ ص۲۷ (۵) عن ابن مسعود ﷺ، بزار، آثار السنن ج۲ ص۸۹ (۶) عن ابو سعید خدری ﷺ، بخاری ج۱ ح۸۴۸، مسلم ج۱ ح۱۸۵۶، ابوداؤد ج۱ ح۳۴۱، ترمذی، نسائی ح۱۳۵۹، ابن ماجہ ح۱۱۳۷، دارمی ح۱۵۷۴، مؤطا امام محمد ح۵۸، مسند امام احمد، مؤطا امام مالک ح۲۳۰، ابن حبان ح۱۲۲۸، ابن خزیمہ ح۱۷۴۴، بیہقی ح۱۳۰۴، معجم اوسط ح۷۳۰، طحاوی ج۱ ص۸۲، مشکوٰۃ ح۴۹۳، مرأۃ المناجیح ج۱ ص۳۲۴، بلوغ المرام ح۱۲۲ ص۱۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص۲۶، قوت القلوب ج۱ (۷) عن ابن عمر ﷺ، بخاری ج۱ ح۸۳۰، ۸۴۷، مسلم ج۱ ح۱۸۴۸، ترمذی، ابوداؤد ج۱ ح۳۴۰، نسائی ح۱۳۸۷، ابن ماجہ ح۱۱۳۶، مؤطا امام مالک ح۲۳۱، ابن حبان، ابن خزیمہ، بزار، طبرانی، کشف الغمہ ج۱ ص۳۲۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص۴۳ (۸) عن ابن عباس ﷺ، بخاری، فیوض الباری حصہ ۴ ص۴۶۔

سر اور بدن کو دھوئے"(۱)۔اور جس دن بدن دھویا جائے (حدیث) "وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے"(۲)۔ حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ غسل کئے بغیر جمعہ کیلئے آئے تو (حدیث) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے) فرمایا "تم جانتے ہو کہ آقا کریم ﷺ جمعہ کے دن غسل کا حکم دیتے تھے پھر صرف وضو کیوں کیا؟"(۳)۔ گویا حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث تو سنادی مگر واپس جاکر غسل کا حکم نہ فرمایا کہ ان کے نزدیک غسل سنّت ہے، واجب ہوتا تو غسل کیلئے ضرور واپس بھیجتے (۴)۔ اسلئے جمعۃ المبارک کے دن غسل ضرور کرنا چاہئے اور افضل یہ ہے کہ "جامع مسجد جاتے وقت غسل کریں اور پھر اُسی غسل والے وضوء سے نمازِ جمعۃ المبارک پڑھیں"(۵)۔ تاہم "غسل جمعۃ المبارک طلوعِ فجر کے بعد یعنی اذانِ فجر کے بعد بھی کرلیا تو غسلِ جمعہ کی فضیلت مل جائیگی"(۶)۔ کیونکہ حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "جس نے طلوعِ فجر کے بعد غسل کیا وہ غسل جمعہ کیلئے کافی ہوگا"(۷)۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ "جس نے غسل جنابت کیا وہ غسل جمعۃ المبارک کیلئے کافی ہے"(۸)۔ تاکید میں (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے یہاں تک فرمایا "خواہ رات کے کھانے کے پیسے پانی خریدنے پر صرف کردو مگر جمعۃ المبارک کے دن ضرور نہاؤ"(۹)۔

غسل جمعۃ المبارک کی فضیلت کے بارے (حدیث) آپ سرکار ﷺ نے فرمایا "جمعۃ المبارک کے دن نہانا اگلے جمعۃ المبارک تک گناہوں کا کفارہ ہے"(۱۰)۔ اور (حدیث) آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے عمر! کوئی ایسا شخص نہیں جو جمعۃ المبارک کے دن نماز کیلئے غسل کرتا ہو اور پھر بھی گناہوں سے ایسے نہ نکل آتا ہو گویا کہ وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے"(۱۱)۔ نیز (حدیث) "جمعۃ المبارک کے دن غسل گناہوں کو کفارہ ہے اور نماز جمعہ کو پیدل جانا ہر قدم پر 20 سال کا نیک عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو 200 سال کے نیک عمل کا اجر ملتا ہے"(۱۲)۔ اور (حدیث) "جمعۃ المبارک کا غسل بالوں کی جڑوں تک سے گناہوں کو کھینچ نکالتا ہے"(۱۳)۔ نیز (حدیث) "جب میاں بیوی غسل کرتے ہیں تو اللہ کریم عزوجل

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۸۴۹، مسلم ج۱ ح۱۸۵۹، کشف الغمہ ج۱ ص۳۲۱، مشکوٰۃ ح۴۹۴، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۳۲۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص۵۱ (۲) نسائی ح۱۳۶۰، طحاوی ج۱ ص۸۲ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، ابوداؤد ج۱ ح۳۴۰، فیوض الباری حصہ ۴ ص۴۴ (۴) فیوض الباری حصہ ۴ ص۴۴ (۵) قوت القلوب ج۱ (۶) قوت القلوب ج۱، عالمگیری ج۱ ص۲۳ (۷) موطا امام محمد ح۶۷ (۸) قوت القلوب ج۱، عالمگیری ج۱ ص۲۳ (۹) بخاری، مسلم، احیاء العلوم (۱۰) عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، بخاری، احمد ج۵ ص۴۳۱، ابوداؤد ج۱ ح۳۴۳، مجمع الزوائد ج۲ ص۱۷۱، طبرانی کبیر، فیوض الباری حصہ ۴ ص۶۰ (۱۱) عمدہ ابن ملقن، نزہۃ المجالس (۱۲) عن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۲۰، طبرانی کبیر و اوسط (۱۳) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ، طبرانی کبیر، ترغیب ج۱ ح۴۹۵

ان کے غسل کے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اُن کیلئے استغفار کرتا ہے'' (۱)۔ ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی جمعۃ المبارک کے دن خود نہائے اور نہلائے (اپنی عورت کو اُس سے صحبت کر کے) اور سویرے مسجد میں پیدل جائے، امام کے نزدیک بیٹھے اور بے ہودہ نہ بولے اور شروع خطبہ میں شریک ہو اور کان لگا کر خطبہ سنے تو اُس کو (مسجد جانے والے) ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور نمازوں یا شب بیداری کا ثواب ملے گا'' (۲)۔ اسلئے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''کیا تم اس سے بھی عاجز ہو کہ جمعہ کی رات کو اپنی بیوی سے صحبت کرو کیونکہ بیشک اسکے دو اجر ہیں ایک اپنے غسل کا اور دوسرا اس کے غسل کا'' (۳)۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ایک ہرنی کو واپس آنے کی شرط پر شکاری سے چھڑا دیا ہرنی نے وعدہ کیا کہ ''اگر لوٹ کر نہ آؤں تو اُس شخص سے بھی بدتر ہوں جسے جمعۃ المبارک کو پانی ملے پھر بھی غسل نہ کرے'' (۴)۔ اور پھر یہ مشہور ہے کہ جب مدینہ پاک کے لوگوں میں باہم لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ ایک دوسرے سے یہ کہتے ''تُو اُس سے بھی بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہیں کرتا'' (۵)۔ حضرت سعید بن جبیر تابعی علیہ الرحمۃ نے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین تلخی کے دوران ایسے ہی کلمات کے بارے سنا (۶)۔

خوشبو لگانا: خوشبو لگانا پیارے آقا کریم ﷺ کی بڑی پیاری سنّت ہے۔ اور بالخصوص جمعۃ المبارک کے دن تو آپ ﷺ اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے، اس مقصد کیلئے (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کے پاس ایک عطر دان (کُپّی) تھی جس سے آپ ﷺ خوشبو لگاتے تھے'' (۷)۔ اور آپ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق (حدیث) ''جمعۃ المبارک کو طہارت کر کے تیل لگانا اور خوشبو لگانا ایک جمعۃ المبارک سے اگلے تک گناہوں کی بخشش کا باعث ہے'' (۸)۔ اسی بناپر (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کیلئے خوشبو دار تیل استعمال کئے بغیر نہ جاتے'' (۹)۔ خوشبو کے استعمال میں یہ احتیاط رکھیں کہ (حدیث) ''مرد کی خوشبو وہ (اچھی) ہے جس کی بُو پھیلتی ہو اور رنگ

(۱) قال سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، نزھۃ المجالس (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابوداؤد ج۱ ح۳۴۵، نسائی ح۱۳۶۳، ابن ماجہ ح۱۱۳۵، مسند امام احمد، ترمذی ج۱ ح۴۷۹، ابن خزیمہ ح۱۷۵۸، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۸۸، معجم کبیر ح۵۸۱، ابن حبان، حاکم ح۱۰۴۱، ترغیب ج۱ ح۴۸۳، طبرانی، دارمی ح۱۵۴۷، مشکوۃ ح۱۳۰۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۲۱ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۳ ح۲۹۹۱ (۴) نزھۃ المجالس (۵) نزھۃ المجالس، قوت القلوب ج۱ (۶) شعب الایمان ج۳ ح۳۰۲۳ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوۃ ح۴۴۳۶، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۵۶، الوفاء ص۶۳۲ (۸) عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۸۳۶، مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد ج۵ ص۴۲۱، دارمی ح۱۵۷۸، مجمع الزوائد ج۲ ص۱۷۱، ابن حبان ح۲۷۷۶، ابن خزیمہ ح۱۷۶۳، بیہقی ح۴۲۲۲، معجم کبیر، مشکوۃ ح۱۲۹۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۱۸، فیوض الباری حصہ۴ ص۶۰ (۹) مؤطا امام مالک ح۲۴۵، مؤطا امام محمد ح۲۲۳، عبدالرزاق ح۵۰۳۶۔

محسوس نہ ہو اور عورت کی خوشبو وہ (اچھی) ہے جس میں رنگ غالب ہو اور بُو نہ ہو (یعنی بُو مغلوب ہو)'' (۱) اپنے خاوند کیلئے عورت کوئی بھی خوشبو استعمال کرے تو حرج نہیں بشرطیکہ اس کی مہک اجنبی مردوں تک نہ پہنچے (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (جو اجنبی کو دیکھے) اور بیشک عورت جب خوشبو لگا کر مجلس سے گزرے تو وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے'' (۳)۔ اور (حدیث) ''عورت جب خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرے تو ایسی عورت بدکاروں میں لکھی گئی'' (۴)۔ ایسے ہی ایک عورت خوشبو لگا کر مسجد جانے لگی تو (حدیث) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا ''اے بی بی واپس جاؤ اور غسل کر کے آؤ کیونکہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ''اللہ کریم جل جلالہ اُس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد کو نماز کیلئے نکلی حالانکہ اُسکی خوشبو مہک رہی ہو تاوقتیکہ وہ لوٹے اور غسل کر کے آئے'' (۵) اسلئے عورتوں کیلئے حنا اور زعفران جیسی خوشبوئیں عمدہ ہیں کیونکہ ان میں رنگ ہے مہک نہیں، اور مردوں کیلئے گلاب، مشک اور کیوڑہ وغیرہ بہترین ہیں کیونکہ ان میں مہک ہے رنگ نہیں کہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم گلاب اور مُشک رکستوری کی خوشبو پسند فرماتے اور بکثرت استعمال فرماتے تھے''۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ (حدیث) ''سب سے اچھی خوشبو مُشک رکستوری ہے (۶)۔

ذکرِ خوشبوءِ گلبدن ۔ خوشبو کا ذکر ہو اور کیسے ممکن ہے کہ جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر کی خوشبو کا ذکر نہ ہو کہ جس سے تمام خوشبوؤں نے جنم لیا۔ تو اہل محبت یاد رکھیں کہ جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ محبوب کریم ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج پرناز بہت نرم ونازک اور بدن بے حد خوشبودار تھا یہی وجہ ہے کہ (حدیث) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی'' (۷)۔ اور (حدیث) ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوں نہ کاٹتی تھی'' (۸)۔ اور بدن اطہر سے مہکنے والی خوشبو کا یہ عالم تھا کہ (حدیث) ''جب پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر کی پاک خوشبو سے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے ہی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا علم ہو جاتا تھا'' (۹)

(۱) عن عمران رضی اللہ عنہ، ابوداود ج ۳ ح ۴۰۴۹، ترمذی ج ۲ ح ۶۹۰، نسائی ح ۵۰۲۷، ۵۰۲۷، شعب الایمان ج ۶ ح ۷۸۰۹، مشکوٰۃ ح ۴۱۵۸، مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۱۸، شمائل ترمذی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۰۳ (۲) مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۱۸ (۳) عن ابوموسی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۶۸۹، ابوداود، نسائی ح ۵۰۳۵، احمد ج ۴ ص ۴۱۳، حاکم ج ۲ ص ۴۳۰، ابن حبان ج ۱۰ ح ۴۴۲۴، بیہقی ج ۳ ح ۵۷۶۹، شعب الایمان ج ۶ ح ۷۸۱۵، ترغیب ج ۲ ح ۱۷۱۳، مشکوٰۃ ح ۹۹۸، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۵۹ (۴) امام احمد، ابن حبان، نسائی ح ۵۰۳۵، ترمذی، ترغیب، مشکوٰۃ المصابیح (۵) عن موسی بن یسار رضی اللہ عنہ، ابوداود، ابن ماجہ ح ۴۱۱۲، نسائی ح ۵۰۳۶، ابن خزیمہ، عبدارزاق، ترغیب ج ۲ ح ۱۷۱۴ (۶) نسائی ح ۱۸۷۸، ۱۸۷۹ (۷) خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۹۷، الشفاء (۸) خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۹۷ (۹) عن انس رضی اللہ عنہ، ابونعیم، طبقات ابن سعد، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۶۴۔

اور (حدیث) ''جس بھی راستے سے آپ ﷺ گزر جاتے، آپ ﷺ کے پیچھے آنے والا کوئی بھی آپ ﷺ کی مبارک ومقدس خوشبو کی وجہ سے جان لیتا تھا کہ پیارے آقا کریم ﷺ ان راستوں سے جلوہ گر ہوئے ہیں'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ میں کئی انفرادی نوعیت کی خوبیاں تھیں جب آپ ﷺ کسی راستے پر تشریف لے جاتے اور کوئی آپ ﷺ کے پیچھے جاتا تو وہ آپ ﷺ کے مبارک پسینہ کی خوشبو سے سمجھ جاتا کہ آقا کریم ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں، اسی طرح آپ ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا'' (۲) سبحان اللہ۔ یہ گویا ان کی اس خوشبو میں مست و بے خود ہونے کی کیفیت تھی اور پھر (حدیث) ''جب پیارے آقا کریم ﷺ مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزر جاتے تو (اس رستہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتی کہ کافر) لوگ آپ ﷺ کی خوشبو پا کر کہا کرتے کہ آقا کریم ﷺ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں'' (۳) کیونکہ (حدیث) ''بہترین ومہترین آقا کریم ﷺ کے پاک بدن سے کستوری کی مہک اُٹھتی تھی'' (۴) جو آس پاس کو مہکا دیا کرتی تھی اور پھر یہ خوشبو ایک عرصہ تک قائم رہتی۔ اور (حدیث) ''رات کے وقت (جبکہ پہچاننا مشکل ہوتا تھا تو) اسی بھینی بھینی خوشبو کی وجہ سے آقا کریم ﷺ کو پہچان لیا جاتا تھا'' (۵) (حدیث) ''حضرت سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب میں نے آقا کریم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا یا کبھی میرا جسم پیارے آقا کریم ﷺ کے بدن سے مس ہو جاتا تو تین دن بعد تک میرے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی جو کستوری سے زیادہ دلآویز ہوتی'' (۶)۔ اسی طرح (حدیث) قبیلہ بنو حریش کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جب حضرت سیّدنا ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنگسار کیا گیا تو اس وقت میں بھی اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وہاں موجود تھا، جب سنگساری شروع ہوئی تو میں ڈر گیا تو مجھے آقا کریم ﷺ نے اپنے سینۂ اطہر سے لگا لیا۔ آپ ﷺ کی بغل مبارک کا پسینہ بہہ کر میرے جسم پر آ گیا (اور مجھے اس کی خوشبو آنے لگی کہ) آپ ﷺ کا پسینہ کستوری کی خوشبو کی طرح تھا'' (۷)۔ اور پھر (حدیث) حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک سفر میں ''میں آقا کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے قریب ہو جاؤ''۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو مجھے

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، دارمی ج۱ ص۶۷ (۲) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دارمی، بیہقی، ابو نعیم، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶۴ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ مسند بزار، ابو یعلی، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶۵ (۴) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۸۳ (۵) عن سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ، دارمی، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۶۵ (۶) بیہقی، ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۴۵ (۷) سنن دارمی، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۹۶۔

آپ ﷺ کے جسد اطہر سے ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو کستوری اور عنبر سے بدرجہا بہتر تھی" (۱) ایک اور بڑی روایت میں ہے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں، ایک بیوی فرماتی ہیں کہ "ہر بیوی زیادہ سے زیادہ اور عمدہ خوشبو لگاتی تا کہ وہ دوسری سے زیادہ خوشبودار محسوس ہو (خاوند کی رغبت حاصل کرے) جبکہ ہمارے شوہر حضرت سیّدنا عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے پھر بھی ہماری نسبت ان کے بدن سے زیادہ تیز اور عمدہ خوشبو آتی رہتی تھی۔ اور جب وہ لوگوں کے پاس جاتے ان کے بدن کی خوشبو آس پاس کو مہکا دیتی وہ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے اچھی خوشبو کہیں نہیں سونگھی۔ ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "عہد نبوی پاک میں میرے بدن پر خارش والی پھنسیاں نکل آئیں میں نے آقا کریم ﷺ کو اسکی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا" کپڑے اتارو"۔ میں نے اپنی شرمگاہ کو کپڑے سے چھپالیا اور باقی سب کپڑے اتار دیئے اور پیارے آقا کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس پر پھونک ماری پھر میری پشت اور پیٹ پر دستِ اقدس رکھ کر پھیر دیا بس اسی دن سے میرے بدن سے یہ خوشبو مہک رہی ہے" (۲)۔

(حدیث) "حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا" میں بیٹھی سوت کات رہی تھی اور پیارے آقا کریم ﷺ نعلین پاک گانٹھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی پیشانی انور پسینہ مبارک سے شرابور ہے اور مقدس و منور و متبرک پسینہ سے نور نکل رہا ہے، یہ دیکھ کر میں ورطہ حیرت میں ڈوب گئی۔ آقا کریم ﷺ نے (میری اس حیرت کو دیکھ کر) پوچھا "عائشہ! حیرت زدہ کیوں ہو گئی ہو؟"۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر خوشبودار پسینہ آیا ہوا ہے اور حیرت یہ ہے کہ پسینے سے نور نکل رہا ہے"۔ (یہ سن کر آقا کریم ﷺ کو حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بڑا پیار آیا کہ کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی نورانی حیثیت کا ملاحظہ فرمالیا تھا اسلئے) آپ ﷺ کے دست قدس میں جو چیز تھی وہ آپ ﷺ نے رکھ دی اور میرے پاس تشریف لائے اور میری پیشانی کو بوسہ دیا پھر فرمایا "عائشہ! اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے، تیری اس گفتگو سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے، مجھے یاد نہیں کہ کبھی کسی بات پر مجھے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی یہ بات سن کر" (۳)۔

سبحان اللہ۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد گویا امّی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ اعلان فرما دیا کہ (حدیث)

(۱) مسند بزار، خصائص کبریٰ ج۱ص۱۶۶ (۲) خصائص کبریٰ ج۱ص۲۴۵، طبرانی کبری، طبرانی اوسط، بیہقی (۳) ابن عساکر، ابونعیم، دیلمی، خطیب، خصائص کبریٰ ج۱ص۱۶۵۔

''آقا کریم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت چہرہ پاک والے اور نورانی بدن والے تھے جس کو بھی آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کی سعادت ملی اس نے آپ ﷺ کے روئے زیبا کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، آپ ﷺ کے رخِ پرنور پر پسینہ موتیوں کی طرح ڈھلکتا نظر آتا تھا جو خالص کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتا تھا'' (۱)۔

(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ حضرت سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں قدم رنجا فرمایا کرتے اور یہاں قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کیلئے چمڑے کا گدیلا بچھا دیتی تھیں، پیارے آقا کریم ﷺ کو بہت زیادہ پسینہ آیا کرتا تھا۔ حضرت سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ متبرک ومقدس بدن اطہر کا پاک پسینہ جمع کر لیتی تھیں'' (۲)۔ (حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''(ایک دن اسی طرح قیلولہ فرمانے کیلئے پیارے آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر آرام فرما تھے اس دوران) جب پیارے آقا کریم ﷺ کو متبرک مقدس پسینہ آیا تو میری والدہ (حضرت سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا) ایک شیشی لائیں اور اس پسینہ پاک کو پونچھ کر اس میں جمع کرنے لگیں کہ اس دوران محبوب کریم ﷺ کی آنکھ کھل گئی اور آقا کریم ﷺ نے (حضرت سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو پسینہ پونچھتے دیکھ کر) فرمایا ''اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟''۔ انہوں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ حضور ﷺ کے پاک پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم اسے خوشبو کے طور پر استعمال کریں کیونکہ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ لطیف ومعطر خوشبو ہے'' (۳)۔ آپ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو کا اتنا چرچا تھا کہ ایک دفعہ (حدیث) ''ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میری بیٹی کی شادی ہے آپ ﷺ کی امداد چاہتا ہوں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس وقت تو میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تجھے دوں (مگر یہ میری شان کے لائق بھی نہیں کہ تجھے خالی ہاتھ بھیجوں) البتہ یوں کرو کہ جاؤ ایک کھلے منہ والی شیشی اور ایک ٹہنی کی لکڑی سی لے آؤ''۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ لے آئے تو آقا کریم ﷺ نے اپنے مبارک بازوؤں سے معطر پسینہ پونچھ کر شیشی میں ڈالنا شروع کر دیا حتی کہ شیشی بھر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ لے لو اور اپنی بیٹی سے کہنا کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگا لیا کرے''۔ چنانچہ جب وہ صحابیہ بیٹی رضی اللہ عنہا پیارے آقا کریم ﷺ کے خوشبودار پسینہ کی خوشبو لگاتی تو مدینہ پاک میں دور دور تک اس کی مہک جاتی، اس بنا پر مدینہ پاک

(۱) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ابونعیم، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۲۶ (۲) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ مسلم، ابونعیم، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۹۴
(۳) مسلم، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۹۴۔

کے مکینوں نے اس گھر کا نام "بیت المطیبین" (خوشبودار لوگوں کا گھر) رکھ لیا تھا" (۱)۔

(حدیث) حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "جب آقا کریم ﷺ کا وصال ہوا تو آقا کریم ﷺ کو میں نے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا جب روح پاک جسم اطہر سے نکلی تو ایسی خوشبو آئی کہ اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی" (۲)۔ اور پھر جب آپ ﷺ کو غسل دیا جانے لگا تو (حدیث) "ایسی پاکیزہ خوشبو ہر طرف پھیل گئی کہ اس جیسی خوشبو لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی" (۳)۔ اور جب غسل دے لیا گیا تو (حدیث) "حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آقا کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور عرض کی "یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ حالت حیات میں بھی کتنے پاکیزہ اور خوشبودار تھے اور اب حالت وصال پاک میں بھی کتنے پاکیزہ اور خوشبودار ہیں" (۴) ایسے ہی (حدیث) سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "وصال کے دن میں نے اپنا ہاتھ پیارے آقا کریم ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا (تو میرا ہاتھ اتنا خوشبودار ہو گیا کہ) پھر کئی ہفتے گزر گئے میرے ہاتھ سے کستوری کی مہک ختم نہ ہوتی تھی حالانکہ میں کھانا بھی کھاتی اور وضو بھی کیا کرتی تھی" (۵)۔

پاکیزہ لباس پہننا :۔ لباس کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "سفید کپڑے پہنا کرو اسلئے کہ وہ بہت پاکیزہ اور ستھرا لباس ہے" (۶)۔ اور (حدیث) "بہترین لباس جو تم پہن کر مسجدوں اور قبروں میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات کیلئے جاؤ سفید ہے" (۷)۔ نیز (حدیث) "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کو سفید رنگ کا لباس سب سے زیادہ پسند ہے" اور پھر سفید لباس پہننا پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّتِ اقدس بھی ہے۔ نیز سفید لباس ہی فرشتوں کا لباس ہے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے جنگِ اُحد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جنہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے جو سخت جنگ کر رہے تھے میں نے ان دونوں کو نہ تو اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا یعنی حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابو یعلی، طبرانی معجم اوسط، ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۶ (۲) بزار، بیہقی، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۹۸ (۳) عن عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، ابن سعد، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۱۲ (۴) عن عروہ رضی اللہ عنہ، بیہقی، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰۷ (۵) عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا، طبقات ابن سعد، بیہقی، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۹۸ (۶) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۷، ابوداؤد ج ۳ ح ۲۶۱، نسائی ح ۱۸۶۹، ابن ماجہ ح ۳۶۷۱، احمد ج ۱ ص ۲۴۷، مستدرک حاکم ح ۱۳۰۹، مشکوۃ ح ۱۵۵۰، ۴۱۴۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴۸، شمائلِ ترمذی، فضائل الایام والشہور (۷) عن ابودرداء، ابن ماجہ ح ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ترمذی ج ۲ ح ۱۴۷، ابوداؤد ج ۳ ح ۲۶۱، نسائی ج ۲ ح ۱۸۶۹، عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۲۹، معجم اوسط ج ۴ ص ۱۸۲، مشکوۃ ح ۴۱۸۶، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۳۱۔

میکائیل علیہ السلام‘‘ (۱)۔مگر (حدیث) ’’آقا کریم ﷺ نے سُرخ لباس پہننے سے منع فرمایا ہے‘‘ (۲)۔کہ (حدیث) ’’ایک شخص گزرا جس نے دو سُرخ کپڑے پہنے تھے تو اُس نے پیارے آقا کریم ﷺ کو سلام پیش کیا مگر آپ ﷺ نے جواب نہ دیا‘‘ (۳)۔اور (حدیث) فرمایا ’’سرخ رنگ سے بچو کہ یہ شیطانی زینت ہے‘‘ (۴)۔اس بارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ حضرت سیدنا ابن عَمرو رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے میرے گلابی کپڑے پسند نہیں فرمائے تو اُنہیں جا کر جلا دیا (۵)۔لہذا مرد کیلئے سفید لباس اور عورت کیلئے رنگین لباس بہتر ہے (۶)۔کچھ لوگ سعودیوں کو دیکھ کر اُن کی نقل کرتے ہوئے سرخ رومال پہنتے ہیں یہ بھی بالکل اسی زمرے میں آتا ہے یہ پیارے آقا کریم ﷺ کی سنّت ہرگز نہیں بلکہ اس کے برخلاف ہے۔نیز نیا لباس جمعۃ المبارک کے دن پہننا چاہیے اور پرانا غریب کو دے دینا چاہیے (۷)۔اور کپڑوں کو استری کر کے پہننا بھی زینت و آراستگی میں شامل ہے مزید یہ کہ (حدیث) ’’سرکار کریم ﷺ کے پاس ایک خاص چادر تھی جو آپ حضور ﷺ عیدین اور جمعۃ المبارک کے دن پہنا کرتے تھے‘‘ (۸)۔بلکہ آپ ﷺ نے اس بارے ہمیں بھی تاکید فرمائی کہ (حدیث) ’’تم میں سے کسی کیلئے اس میں کیا دشواری ہے کہ وہ دو (صاف) کپڑے خاص جمعۃ المبارک کے دن کیلئے بنا لے اپنے کاروبار کے کپڑوں کے علاوہ‘‘ (۹)۔اور پھر لباس میں پائجامہ کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ’’اے خدا تعالیٰ میری امت کے پائجامہ پہننے والوں کو بخش دے، اے لوگو پائجامہ پہننے کو لازم کر لو یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے زیادہ سَتر پوش ہے اور تمہاری عورتیں تو اسے خاص ہی کر لیں‘‘ (۱۰)۔شلوار اسی پائجامہ ہی کی صورت ہے جسے سب سے پہلے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے پہنا (۱۰)۔

مگر افسوس اندھی تقلید پر کون کون سے دکھ لکھوں ایک وقت تھا کہ اور لوگ ہمارے لباس کی نقل کرتے تھے مگر آج ہم اوروں کی غلامی کو قبول کرتے ہوئے اُن کی نقل کرنے کو

(۱) بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۵۷۱۶، مرأۃ المناجیح ج ۸ ص ۱۷۰ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ، نسائی ۱۰۳۱ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۱۱۷، ابوداؤد ج ۳ ح ۶۶۹، مشکوٰۃ ۴۱۵۷، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۱۷ (۴) مرقاۃ، مرأۃ ج ۶ ص ۱۱۷ (۵) ابوداؤد ج ۳ ح ۲۶۶ تا ۲۶۸، مشکوٰۃ ح ۴۱۶۶، مرأۃ ج ۶ ص ۱۲۲ (۶) مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۱۱۸ (۷) فضائل الایام والشہور (۸) جامع صغیر، فضائل الایام والشہور (۹) عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۱۴۳، ۱۱۳۵، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۶۵، ابن حبان ح ۲۷۷۷ بیہقی ح ۵۷۴۵، ابن خزیمہ ح ۱۷۶۵، عبدالرزاق ح ۵۳۲۹، مؤطا امام مالک ح ۲۴۴، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۹۲، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ ح ۱۳۰۷، مرأۃ ج ۲ ص ۳۲۲ (۱۰) عن علی رضی اللہ عنہ، ترمذی، الضعفا، مسند الفردوس، موضوعات ابن جوزی، سیوطی جمع الجوامع، مدارج النبوت ج ۱ ص ۶۹، شرح سفر السعادت، حاشیہ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۶۹ (۱۰) معارج النبوت ج ۱ ص ۶۷۹۔

فخر ہی نہیں ترقی سمجھتے ہیں۔ ایک غریب سے لے کر بادشاہ تک سب نے پینٹ، کوٹ، نکٹائی کو لازمی سمجھ لیا ہے۔ اسے افسری، تعلیم یافتہ اور مہذب ہونے کا نشان بنالیا ہے بلکہ بعض لوگ تو اس وضع قطع کے عشق میں کچھ ایسے دیوانے ہوگئے ہیں کہ رات کو سوتے میں بھی اسی لباس میں ہوتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ رات کو جان نکل جائے تو ایسا نہ ہو کہ بارگاہ رب کریم ﷻ میں پینٹ کے بغیر نہ چلا جاؤں۔ اور بعض پتلونیں تو اتنی تنگ (Tight) ہوتی ہیں کہ آگے پیچھے کے تمام اعضاءِ شرم واضح دکھائی دے رہے ہوتے ہیں جسے دیکھ کر ماں اور بہن کو تو شرم آرہی ہوتی ہے مگر اس انگریز کے پجاری کو کوئی غیرت نہیں آتی کہ کم ازکم ان مقدس رشتوں کے سامنے تو ننگا ہو کر نہ دکھاؤں۔ بلکہ اب تو اس انگریزی تربیت اور ترقی کا یہاں تک اثر ہوگیا ہے کہ نوجوان لڑکیاں تنگ پینٹ پہنے ننگے سر سرِ بازار پھرتی ہیں جس سے ان کے جسم کے خدوخال اور ناز وانداز نکھر کر دکھائی دیتے ہیں اور یہی اُن کا مقصد ہوتا ہے خدا پناہ۔ بھلا اس صورت میں راہ چلتوں کے ایمان کا کیا بنتا ہوگا۔ یہ ہمارا مسلمانوں کا حال ہے ذرا جا کر دیکھیں کہ سکھ، ہندو، پارسی، مجوسی، انگریز کاٹھیاواری، بوہرے اور خوجہ آج بھی اپنے قومی لباس میں رہتے ہیں، سکھ کے منہ پر داڑھی، سَر پر بال، ہاتھ میں لوے کا کڑا ہر جگہ رہتا ہے اس طرح دیگر کئی قوموں نے اپنی شناخت کو قائم رکھا ہوا ہے مگر کیا وہ اسطرح کرنے سے دنیا میں ذلیل ہیں، یا ترقی نہیں کر سکے؟۔ سوبھاش چندر بوس ایک سابق ہندوستانی اعلیٰ افسر ایک بار لندن گیا تو اپنی گائے اور دھوتیا لٹیا اپنے ساتھ لے گیا، کسی نے اس کو واپس نہیں کیا کہ جاؤ پینٹ پہنو پھر آنا۔ مسٹر گاندھی نے اپنی اسی چوٹی اور لنگوٹی میں ساری زندگی گزاری۔ نہ جانے ہمارے باپردہ شرعی لباس شلوار قمیص میں کیا خرابی ہے جو اسے پہنتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے اور یہود وہنود ونصارٰی کی نقل میں مرے جارہے ہیں، کیا عجب ہے کہ سَر دیسی ہے بال انگریزی، منہ دیسی ہے زبان انگریزی، چہرہ دیسی کٹائی ولائیتی، غذا دیسی ہے اسے کھاتے ہیں انگریزی طریقے سے۔ غیروں کی اس اندھی تقلید کے اندھی پجاریوں کے بارے سینکڑوں سال پہلے (حدیث) غیب دان آقا کریم ﷺ نے تو فرمادیا تھا کہ ''اللہ کریم جل جلالہ کی قسم تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر برابر برابر چلوگے''(۱)۔ نیز (حدیث) ''تم اپنے سے اگلوں کی راہ چلوگے جو وہ کام کرتے تھے تم بھی بعینہ وہی کروگے بالشت بالشت کے مطابق اور گز گز کے مطابق حتی کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی اُن کے پیچھے چلوگے'' عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ

(۱) عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۰۳۔

کیا یہود نصارٰی کے پیچھے؟" فرمایا "تو اور کس کے" (۱)۔اب اس فرمان کے بعد میرے پاس تو کہنے کو کچھ نہیں رہ گیا سوائے اس دعاء کے کہ "یا اللہ کریم ﷻ ہمیں ہدایت دے، آمین۔

عمامہ پہننا :۔ویسے تو ہمہ وقت عمامہ شریف پہننا پیارے کریم آقا ﷺ کی پیاری پیاری سنّت ہے تاہم بالخصوص جمعۃ المبارک کے دن عمامہ پہن کر نماز پڑھنا سنّت دائمہ ہے۔اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بیشک اللہ کریم ﷻ اور اُس کے فرشتے جمعۃ المبارک کے دن عمامہ والوں پر درُود بھیجتے ہیں" (۲)۔اور (حدیث) "عمامہ کے ساتھ جمعۃ المبارک بغیر عمامہ کے 70 کے برابر ہے" (۳)۔(تفصیل بعنوان "عمامہ پہننا" میں گزر چکی ہے)۔

مسواک کرنا :(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو استعمال کرنا ہر بالغ مسلمان کیلئے مؤکدہ (تاکیدی) ہے" (۴)۔نیز (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جمعۃ المبارک کا دن اللہ کریم ﷻ نے تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے اس میں غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو اُس کو ضرر نہیں کہ وہ اس کو لگا لے اور تم پر مسواک کرنا لازم ہے" (۵)۔لہذا جمعۃ المبارک کو مسواک ضرور کرنا چاہیے۔(تفصیل بعنوان "وضوء میں مسواک کی فضیلت" میں گزر چکی)۔

جلد مسجد آنا :جمعۃ المبارک کے دن حکم ہے کہ جب پہلی اذان ہو جائے تو خرید و فروخت اور دنیا کا کام خواہ معمولی ہی ہو کرتے رہنا مکروہ تحریمی ہے (٦)۔کیونکہ (القرآن) اللہ کریم ﷻ حکم فرماتا ہے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، اے ایمان والو! جب جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ کیلئے اذان ہو تو اللہ کریم ﷻ کے ذکر (نماز) کی طرف جلدی چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو تو" (۷)۔نیز فرمایا (القرآن) "وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کریم ﷻ کی یاد اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے" (۸) لہذا غسل و طہارت کر کے جلد از جلد مسجد کو آئیں کیونکہ (حدیث) "کوئی بندہ ایسا نہیں جو نمازِ جمعۃ المبارک کیلئے گھر سے

---

(۱) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۳ ۶۷۳، مسلم ح۲۶۶۹، ابن ماجہ ح۴۱۰۴، نسائی ح۱۰۸۳۹، احمد ج۱ ح۳۰۱، خصائص کبریٰ ج۲ ص۴۲۲، معجم کبیر ص۵۸۴۳، مشکوٰۃ ح۵۱۲۲، مرآۃ المناجیح ج۷ ص۱۴۷، ولفظہ لہ حاکم ج۱ ص۲۵۵ ح۴۴۵ (۲) کشف الغمہ ج۱ ص۲۱ ۳، احیاء العلوم ج۱ ص۱۸۷، نزہۃ المجالس ج۱ ص۲۶۹ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ جامع صغیر ص۳۱۴، کنز العمال ج۱۵ ص۳۰۶، ابن عساکر ج۷ ۳ ص۳۵۵، فضائل الایام والشہور ص۱۸۳ (۴) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ص۲۸۰ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۱۱۴۷، طبرانی اوسط و صغیر، مؤطا امام مالک ح۱۴۶، مشکوٰۃ ح۱۳۱۵، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۳۲۵، آثار السنن ج۲ ص۸۹ (٦) عالمگیری، درمختار، مالابدمنہ ص۴۵ (۷) سورۃ الجمعہ، ۹ (۸) سورۃ النور، ۳۷۔

نکلے اور پھر اُس کیلئے کنکر، پتھر شہادت نہ دیں اور اس کیلئے استغفار نہ کریں" (۱)۔ اور (حدیث) "جو شخص جمعۃ المبارک کی اذان سُن کر جلدی مسجد حاضر ہو گیا، اُس کے تمام گناہ پاک ہو گئے ایسے کہ جیسے آج ہی وہ اپنی والدہ کی گود میں آیا ہے" (۲) اور پھر (حدیث) "جمعۃ المبارک کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر داخل ہونے والوں کو گنتے رہتے ہیں اور اُن سے مصافحہ کرتے ہیں اور اُن کیلئے استغفار کرتے ہیں" (۳)۔ نیز (حدیث) "جب جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں جو پہلے آتے ہیں اُن کے نام لکھتے ہیں جو پہلی ساعت میں (نمازِ جمعۃ المبارک پڑھنے مسجد میں) آئے تو گویا اُس نے اُونٹ کی قربانی دی اور جو دوسری ساعت میں آیا اُس نے گائے کی قربانی دی اور جو تیسری ساعت میں آیا اُس نے سینگھ والے مینڈھے یا دُنبے کی قربانی دی اور جو چوتھی ساعت میں آیا اُس نے مرغی نیک کام میں خرچ کی اور جو پانچویں ساعت میں آیا گویا انڈہ خرچ کیا پھر جب امام خطبہ جمعۃ المبارک کو نکلا تو فرشتے اپنا دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر (خطبہ) سننے حاضر ہو جاتے ہیں یعنی جو اُس کے بعد آئیں اُن کو کوئی اضافی اجر نہیں ملتا" (۴)۔ اور (حدیث) "جب جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے تو فرشتے اپنے ہاتھوں میں چاندی کے نامے اور سونے کے قلم لے کر جامع مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور اوّل اور دوم آنے والوں کو ترتیب وار لکھتے رہتے ہیں" (۵)۔ اور پھر (حدیث) "جب کوئی بندہ اپنے وقت سے (جس وقت وہ پہلے آیا کرتا تھا) جمعۃ المبارک کے روز دیر کرتا ہے تو فرشتے اُس کو تلاش کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے اُس کا حال پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کرتا ہے؟ اور کس وجہ سے اُسے معمول سے دیر ہوئی؟ اور یہ کہتے ہیں کہ "الٰہی اگر اُس کو مفلسی کے باعث دیر ہوئی تو اُس کو غنی کر، بیماری کی وجہ سے ہوئی تو شفا دے اور کام کی وجہ سے ہوئی تو اُس کو اپنی عبادت کیلئے فراغت نصیب کر اور اگر کسی کھیل نے اُس پر دیر لگا دی تو اُس کے دل کو اپنی طرف متوجہ کر دے" (۶)۔ اور "مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے بھی شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں ہفتہ اور اتوار کو سویرے جاتے ہیں۔ اور پھر دنیا کے طالب خرید و فرخت اور نفع کے بازاروں میں کیسے صبح سویرے جاتے ہیں تو آخرت کے طالبوں

(۱) عن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عمدہ ابن ملقن، نزھۃ المجالس (۲) انیس الواعظین ص ۳۱۹ (۳) عمدہ ابن ملقن، نزھۃ المجالس (۴) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۸۰،۵۳۴، مسلم ج ۱ ح ۱۸۶۰، ترمذی ج ۱ ح ۴۸۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۳۵۱، سنن نسائی ح ۱۳۶۷، ابن ماجہ ح ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، سنن دارمی ح ۱۵۸۱، مؤطا امام مالک ح ۲۲۷، معجم کبیر ح ۳۳۴۴، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۹۳، ترغیب ج ۱ ح ۴۹۸، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۲۳، مشکوٰۃ ح ۱۳۰۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۹، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۶۶ (۵) ابنِ مردویہ، احیاء العلوم (۶) بیہقی، احیاء العلوم۔

کو کیا ہوا ہے کہ اُن سے پیش قدمی نہیں کرتے" (۱)۔ اور (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد پہنچے جب تین آدمی مسجد میں بیٹھے تو (نفس کو ملامت کرنے لگے کہ دیر کردی) اور فرمایا" بہر حال چوتھا بھی اللہ تعالیٰ سے کچھ دُور نہیں" کیونکہ میں نے آقا کریم ﷺ سے سنا "قیام کے دن اللہ کریم تعالیٰ کی زیارت کیلئے اسی ترتیب سے بٹھائے جائیں گے جس ترتیب سے جمعہ میں آتے ہوں گے" (۲) اسلئے (حدیث) "خطبہ کے وقت حاضر ہو، امام کے قریب بیٹھو کہ آدمی ہمیشہ دُور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنّت میں سب سے آخر میں داخل کیا جائے گا اگر چہ داخل ہو جائے گا" (۳)۔ لہذا (القرآن) "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ، پس تم نیک کاموں میں جلدی کرو" (۴)۔ اور جمعہ کو جلد از جلد مسجد میں آئیں

پیدل مسجد آنا: (حدیث) "جو پیدل نمازِ جمعۃ المبارک کیلئے مسجد گیا تو اللہ کریم تعالیٰ اُسے ہر قدم پر ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے"۔ کہ (حدیث) "میں (راوی) نماز جمعہ پڑھنے جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھے حضرت سیّدنا ابو عَبس رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے پیارے آقا کریم ﷺ سے سنا کہ "اللہ کریم تعالیٰ کی راہ میں جس کے پاؤں گرد آلود ہو جائیں اللہ کریم تعالیٰ اُس پر دوزخ حرام فرما دیتا ہے" (۵)۔

قیلولہ نہ کرنا: (حدیث) "آقا کریم ﷺ نماز جمعہ سے واپس تشریف لاتے اور قیلولہ فرماتے" (۶)۔ اور (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم جمعۃ المبارک کے دن قیلولہ (دوپہر کو تھوڑا آرام کرنا) اور کھانا کھانا نماز جمعۃ المبارک کے بعد کیا کرتے تھے" (۷)۔ نیز (حدیث) "ہم جمعہ کیلئے جلدی آجاتے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے" (۸)۔

خرید و فروخت ترک کرنا: جمعۃ المبارک کی اذان کے بعد کاروبار کیلئے خرید و فروخت جاری رکھنا منع ہے اس بارے علماء کرام کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت سیدنا امام مسروق تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت ضحّاک دیلمی تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت مسلم بن یسار جُہنی تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک خرید و فروخت زوال کے وقت حرام ہو جاتی ہے اور حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ و حضرت امام زہری تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اذان

(۱) احیاء العلوم (۲) ابن ماجہ ح ۱۰۹۴، ترغیب ج ۱ ح ۱۰۹۹، انیس الواعظین ص ۳۱۵ (۳) عن سمرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۱۸، مشکوٰۃ ح ۱۳۰۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۲ (۴) سورۃ البقرۃ، ۱۴۸ (۵) عن عبایہ بن رفاعۃ تابعی علیہ الرحمۃ، بخاری ج ۱ ح ۸۵۸، مسلم، ترمذی، نسائی، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۹ (۶) عن علی رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۱۶۸ (۷) قال سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۹۰، مسلم ج ۱ ح ۱۸۸۷، ترمذی ج ۱ ح ۵۱۰، ابن ماجہ ح ۱۱۴۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۷۳، مشکوٰۃ ح ۱۳۱۸، بلوغ المرام ح ۲۷۴ ص ۱۴۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۲۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۷۲، حصہ ۹ ص ۱۴۲ (۸) قال سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۵۶، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۲۸، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۷۔

کے وقت سے حرام ہوتی ہے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید وفروخت حرام ہوجاتی ہے" (۱)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا عطاء تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "ہر پیشہ، ہر کام حرام ہوجاتا ہے" (۲)۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت ابویوسف علیہ الرحمۃ، حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ، حضرت امام زفر علیہ الرحمۃ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک خرید وفروخت منعقد تو ہوجاتی ہے مگر نہی (ممانعت) کے باوجود یعنی حرام تو نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہوتی ہے۔ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک خرید وفروخت باطل ہوتی ہے (۳)۔

جمعۃ المبارک کی دوسری اذان:

پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں جمعۃ المبارک کی ایک اذان ہوتی تھی کہ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں جمعہ کی پہلی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا یعنی خطبہ دیتا تھا، پھر جب سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی اور لوگ زیادہ ہوگئے تو اُنہوں نے زوراء (مسجد سے ملحقہ بازار) پر تیسری اذان شروع کرادی اور پھر اسی پر دستور قائم ہوگیا (۴) اور "یہ اذان تب سے مسلسل دی جانے لگی اور اس دوسری اذان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اعتراض نہ کیا" (۵) اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہاں تیسری اذان سے مراد جمعہ کی دو اذانیں اور ایک اقامت ہے۔

دیگر وقتی اذانوں کی طرح جمعہ کی پہلی اور دوسری اذان کے بارے بھی وہی حکم ہے کہ وہ جگہ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہ اصالۃً مسجد ہے، وہاں اذان دینا مسجد میں اذان دینا ہے جو کہ مکروہ ہے (۶)۔ لہٰذا دوسری اذان بھی پہلی اذان کی طرح مسجد سے باہر کہی جائے۔ کہ (حدیث) "کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَر، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعۃ المبارک کے دن جب منبر پر تشریف رکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان کہی جاتی اسی طرح حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا" (۷)۔ لہٰذا دوسری اذان مسجد سے باہر مسجد کے دروازہ

(۱) بخاری، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۸ (۲) بخاری، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۸ (۳) احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۴۴۸ (۴) عن سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۶۳، ۸۶۴، نسائی ح ۱۳۷۴، ترمذی ج ۱ ح ۴۹۹، ابن ماجہ ح ۱۱۸۴، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۷۴ عمدۃ الرعایہ، عینی ج ۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۳۰، مشکوٰۃ ح ۱۳۲۰، مرأۃ ج ۲ ص ۳۲۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۰ (۵) عینی ج ۳ ص ۲۳۳، فیوض الباری حصہ ۴ (۶) قاضی خان، بحرالرائق، عالمگیری، فتح القدیر، مراقی الفلاح، فیض رسول، شرح نقایہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۰، ۶۲ (۷) عن سائب رضی اللہ عنہ تفسیر جمل، بخاری، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۷۵، طبرانی، ابن خزیمہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۶۰

پرامام کے چہرہ کے سامنے مسجد سے باہر مسجد یا مکان کی شرقی دیوار میں الماری نما جگہ میں کہی جائے یہی سنّت ہے(۱) کہ (حدیث) "جمعہ کے دن پیارے آقا کریم ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو اپنا چہرہ سامعین کی طرف رکھتے" (۲)۔ آج کل کچھ امام یہ اذان اپنے پاس منبر کے بالکل قریب مسجد کے اندر دلواتے ہیں۔ یہ خلافِ سنّت اور مکروہ ہے۔ نیز پہلی کی طرح دوسری اذان بھی بلند آواز سے یا سپیکر میں کہی جائے تاکہ جس نے پہلی اذان نہیں سنی وہ دوسری سُن کر مسجد میں آ جائے

دوسری اذان کا جواب ودعاء:

جمعۃ المبارک کی دوسری اذان کے جواب دینے اوراذان کے بعد دعاء مانگنے کے بارے علماء اہلِ حق کے 2 قول ہیں۔ ایک قول کے مطابق جواب دینا "مکروہ ہے" (۳)۔ کہ "جب امام حجرہ سے باہر نکلے یا منبر پر بیٹھے تو اُس وقت کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیئے اور نہ کوئی کلام کرنا چاہیئے" (۴) کیونکہ خطبہ کے آداب میں ہے کہ خاموش رہا جائے۔ نیز خطبہ کے آداب کی بدولت دوسری اذان اور اقامت کے دوران انگوٹھے چومنا بھی درست نہیں جبکہ خطیب یا امام اذان کا جواب دے یا دعاء مانگے تو اُس کیلئے بلاشبہ جائز ہے (۵)۔

جبکہ دوسرے قول کے مطابق "اذان کا جواب دینا اوراذان کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے" (۶)۔ جس کے حق میں اذان کا جواب دینے کی فضیلت والی احادیث لکھی گئی ہیں۔ تاہم درج ذیل وجوہ کی بناء پر اذان کا جواب دینے والے قول کو تقویت ملتی ہے۔

☆۔ یہ وہ واحد اذان ہے جو ایک جمِ غفیر کی موجودگی میں ہوتی ہے باقی اذانین عموماً گھروں میں سنی جاتی ہیں۔ لہٰذا محبتِ رسول ﷺ اور سنّتوں کے پرچار کا یہ ایک سنہری موقع ہوتا ہے اگر مسجد میں بیٹھے لوگ انگوٹھے چومیں، اذان کا جواب دیں اور دعاء بھی مانگیں تو سب کو ان اعمال کی خبر ہوگی کہ جب اذان آئے تو انگوٹھے بھی چومنے ہیں، اذان کا جواب بھی دینا ہے اور اذان کے بعد دعاء بھی مانگنی ہے اور یہ عملی طور پر دیکھنے اور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی عمل نہ کیا گیا تو کم علم یہی سمجھیں گے کہ جو عمل مسجد میں نہیں کیا جارہا وہ مسجد سے باہر کیسے ٹھیک ہوا۔

☆۔ لوگوں کو ایک دوسرے کو دیکھ وسُن کر ان عوامل کی صحیح ادائیگی کا طریقہ آتا ہے کیونکہ (حدیث)

(۱) فتاوٰی نوریہ، فیضِ رسول، ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۸، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۲۶، کبیری ص ۵۶۰، عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۷ (۲) عن عدی بن ثابت ؓ ابن ماجہ ح ۱۱۸۵، عبدالرزاق، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۴ (۳) رضویہ ج ۳ ص ۶۸۳، ردالمحتار، بحرالفائق (۴) درمختار، رضویہ ج ۳ ص ۶۸۳، بحوائے حدیث بخاری ج ۱ ح ۸۸۵ (۵) رضویہ ج ۳ ص ۶۸۳ (۶) فتاوٰی نوریہ بحوالہ بخاری، عینی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا "سنت سیکھو، فرائض سیکھو، سُر اور لہجہ سیکھو جیسے تم قرآن کریم کو سیکھتے ہو" (۱)۔

☆۔ (حدیث) "جب تم مؤذّن کی اذان سنو تو اس طرح تم بھی کہو جیسے مؤذّن کہہ رہا ہو (جب تم کہہ چکو تو اللہ کریم ﷻ سے دعا، مانگو تم کو بھی ثواب دیا جائے گا جس طرح مؤذّن کو دیا گیا)" (۲)۔ اذان کا جواب دینے اور دعاء مانگنے کا یہ فرمان مطلق ہے اور جمعہ کی یہ اذان بھی ایک مکمّل اذان ہے لہذا علماء کرام کو باقی اذانوں کی طرح اس کیلئے بھی ان عوامل کی اجازت سے نوازنا چاہئیے۔

☆۔ اذان نماز کیلئے بلاوہ اور قبیلہ اذکار میں سے ہے نہ کہ نماز، لہذا نماز کے اَحکام (جیسے کلام نہ کرنا وغیرہ) کا دورانِ اذان پر اطلاق کرنا......؟ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ اذان کے بعد صرف خطیب کی طرف متوجہ ہوں اور ہر طرح کی عبادت و کلام بند کردی جائے اور پھر یہ توجہ خطبہ، اقامت اور نماز کے دوران قائم رہے، اقامت کا جواب بھی نہ دیں مگر اذان تو ان عوامل سے الگ ایک اذن عام ہے اسی لئے تو مسجد سے باہر ہی جاتی ہے پھر اس کا جواب دینے اور دعاء مانگنے میں اجازت ہونی چاہئیے۔

المختصر جب ایک مسئلہ پر علمائے اہل حق میں اختلاف ہوجائے تو حکم ہے کہ اس پر خاموشی اختیار کی جائے جو کرے اُس کا بھی بھلا جو نہ کرے اُس کی بھی خیر۔ تاہم امام اہلسنت بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کی ایک بڑی پیاری راہ نکالی ہے کہ "اذان کا جواب یا دعاء صرف دل میں ایسے کریں کہ زبان سے تلفظ ادا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں" (۳)۔

خُطبۂ جمعۃُ المبارک کے آداب:

نمازِ جمعۃ المبارک کی دوسری اذان کے بعد خطیب جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتا ہے۔ خطبہ سے پہلے مقتدیوں کو 4 رکعت نماز سنّت پڑھنے کا موقع ضرور دیا جانا چاہیے کیونکہ "دورانِ خطبہ نماز پڑھنا منع اور مکروہ ہے" (۴)۔ اسلئے امام صاحبان کو چاہیے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے تسلّی کر لیں کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں کہ (حدیث) "جب امام (خطبہ کیلئے) منبر پر بیٹھ جائے تو کوئی نماز جائز نہیں" (۵)۔ اگر پھر بھی کوئی خطبہ کی پرواہ کئے بغیر نماز شروع کردے تو اُس کا یہ عمل صریحاً ناجائز اور منع ہے اگر ممکن ہو تو اُسے روک دیا جائے کیونکہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(۱) شعب الایمان ج۲ ح۲۳۰۰ (۲) بخاری ج۱ ح۵۸۱، مسلم، نسائی ح۶۶۷، ترمذی ج۲ ح۱۵۴۹، ابوداؤد ج۱ ح۵۲۰، ابن ماجہ ح۷۶۶، احمد ج۱ ح۱۱۳۳، مؤطا امام مالک ح۱۵۰، مظاہر حق، حصن حصین، بلوغ المرام (۳) رضویہ ج۳ ص۶۸۳ (۴) ہدایہ، عالمگیری ج۱ ص۸۲ (۵) عن عُروہ بن زُبیر تابعی علیہ الرحمۃ، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۱۱۱۔

اور حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں حضرات لوگوں کو منع فرماتے تھے اور اُس کو بٹھا دیتے تھے جو امام کے نکلنے کے بعد نماز پڑھتا تھا" (۱)۔ اور اگر کسی نے پہلے ہی نماز شروع کر رکھی ہو اور ابھی پہلی رکعت میں ہو تو نماز توڑ دیں اور خطبہ سنیں، اگر ایک رکعت نماز سنّت کا سجدہ کر لیا تو 2 پوری کر کے سلام پھیر دیں بعد از نماز فرض جمعۃ المبارک یہ سنّتیں پڑھ لیں، اور اگر اپنی تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو جلدی جلدی 4 رکعت پوری کر لیں (۲)۔ البتہ صاحبِ ترتیب نمازی اپنی قضاء نماز پڑھ سکتا ہے۔

خطبۂ جمعۃ المبارک منبر پر چڑھ کر، سَر پر عمامہ باندھ کر، مقتدیوں کی طرف رُخ کر کے، ہاتھ میں عصاء لے کر، کھڑے ہو کر عربی میں دیا جاتا ہے کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے" (۳)۔ اور (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصا یا کمان پر سہارا دے کر خطبہ فرمایا کرتے تھے" (۴)۔ نیز (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑی درخت شوحط (ایک پودا سرو کی مانند) کہ جس سے کمانیں بنائی جاتی ہیں کی لکڑی کا عصاء لے کر خطبہ دیا کرتے تھے" (۵)۔ اسطرح (حدیث) "عصا پکڑنا مومن کا کام اور انبیاء کرام کا طریقہ ہے" (۶)۔ اور (حدیث) "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ دینے کیلئے) منبر پر چڑھتے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرماتے" (۷)۔ خطبہ مختصر ہونا چاہیئے (۸)۔ کہ (حدیث) "جمعہ کے دن آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ طویل نہ ہوتا تھا" (۹)۔ نیز (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز لمبی پڑھاتے اور خطبہ مختصر دیتے تھے" (۱۰)۔ اور (حدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ "آدمی کا نماز لمبی پڑھنا اور خطبہ مختصر کرنا اُس کی دانائی کی علامت ہے پس نماز دراز کرو اور خطبہ چھوٹا کرو" (۱۱)۔ یہی پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے نیز خطبہ کے بارے یاد رہے کہ (حدیث) "ہر وہ خطبہ جس میں کلمہ شہادت نہ ہو وہ کوڑھ والے ہاتھ کی طرح ہے" (۱۲)۔ نیز (حدیث) "جو اچھا کام اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی حمد سے شروع نہ ہو وہ ناقص ہے" (۱۳)۔

(۱) مجمع الزوائد ج۱ص۲۰۲، طبرانی کبیر (۲) نورالایضاح، درمختار فیوض الباری حصہ ۴ص ۴۷، احیاء العلوم، عالمگیری ج۱ص ۱۹۱، ۲۳۵ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح ۸۷۱، مسلم ج۱ح ۱۸۹۲، ابوداؤد ج۱ح ۱۰۸۰، ابن ماجہ، مسند احمد، دارمی ح ۱۵۹۵، معجم کبیر ح ۱۹۹۱ کشف الغمہ ج۱ص ۳۳۰، حاکم ح ۱۰۵۷، مشکوٰۃ ح ۱۳۳۶، بلوغ المرام ح ۴۷۵ص ۱۴۸، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۳۳۱ (۴) عن حکم بن حزن رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ح ۱۰۸۳، ابن ماجہ ح ۱۱۵۶، بلوغ المرام ح ۳۹۹ص ۱۵۳، کشف الغمہ ج۱ص ۳۳۰ (۵) طبقات ابن سعد ج۲ص ۲۳ (۶) کشف الغمہ ج۱ص ۳۵۲ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۱۱۵۸ (۸) عالمگیری ج۱ص ۲۳۴ (۹) عن جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ح ۱۰۹۴، فیوض الباری حصہ ۴ص ۳۴ (۱۰) عن عبداللہ بن ابی اوفی انیس رضی اللہ عنہ، نسائی ح ۱۳۹۶، کشف الغمہ ج۱ص ۳۳۰ (۱۱) عن عمار رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح ۱۹۰۶، شعب الایمان ج۴ح ۴۹۸۹، مشکوٰۃ ح ۱۳۲۲، بلوغ المرام ح ۴۷۷ص ۱۴۸، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۳۲۸ (۱۲) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۳۰۱۴، مرأۃ المناجیح ج۵ص ۵۸ (۱۳) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ح ۳۰۱۵، مرأۃ المناجیح ج۵ص ۵۸۔

خطبہ جمعۃ المبارک واجب ہے(۱)۔"اُس کے 2 حصے ہوتے ہیں، ہر حصہ الگ الگ ایک رکعت کے قائم مقام ہوتا ہے"(۲)۔اسلئے خطبہ کے دوران خطبہ پڑھنے والا اور سننے والے حکماً نماز میں ہی ہوتے ہیں۔گویا"2 خطبے ثواب میں جمعۃ المبارک کی نصف کے برابر ہیں"(۳)۔ اسلئے" حاضرین پر بالکل چُپ رہ کر خطبہ سننا واجب ہے"۔دورانِ خطبہ نمازی نہایت ادب وسکون سے آدابِ مجلس کے مطابق نماز کی طرح دوزانو بیٹھیں اور مُنہ امام کی طرف کریں(۴)۔کہ (حدیث) "جب پیارے آقا کریم ﷺ منبر پر خطبہ کیلئے رونق افروز ہوتے تو ہم لوگ آپ ﷺ کی طرف رُخ کر کے بیٹھتے تھے"(۵)۔مگر یہ یاد رہے کہ (حدیث)"آقا کریم ﷺ نے اُس وقت دونوں گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جبکہ امام خطبہ جمعۃ المبارک پڑھتا ہو"(۶)۔لہٰذا بیٹھنے کا بہترین طریقہ کے بارے" بزرگ فرماتے ہیں کہ دوزانو بیٹھیں جیسا کہ نماز میں بیٹھتے ہیں۔ اور پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھے رکھیں اور دوسرے خطبہ میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں تو انشاءاللہ دو رکعت کا ثواب ملے گا (کیونکہ خطبہ نمازِ ظہر فرض کی دو رکعتوں کے قائم مقام ہوتا ہے)"(۷)۔

دورانِ خطبہ ہر وہ چیز حرام ہے جو نماز میں حرام ہے(۸)۔جیسے کسی کو سلام کرنا یا جواب دینا چھینک کا جواب دینا، کوئی چیز کھانا پینا، چلنا پھرنا، کسی چیز سے کھیلنا، مُڑ مُڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنا، خطیب کی طرف پُشت کر کے بیٹھنا اور مسجد یا مدرسہ کیلئے چندہ مانگنا، عموماً لوگ جھولی پھیرتے ہوئے ہر صف پر چلتے جاتے ہیں یہ سب کچھ منع اور حرام ہے(۹)۔ایسے ہی خطبہ کے دوران بات چیت کرنا حرام و منع ہے۔مکمل خاموشی سے بیٹھیں یہاں تک حکم ہے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا" اگر جمعہ کے دن خطبہ کے دوران تُو کسی سے کہے کہ "چُپ رہو" تو تم نے یہ لغو یا بیہودہ کام کیا"(۱۰) اسکی مزید وضاحت میں (حدیث) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو خطبہ کے دوران خاموش رہے بیشک خطیب کی آواز نہ پہنچے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا خاموش رہ کر سننے والے کو"(۱۱) اور (حدیث)

(۱)عالمگیری ج۱ص۲۳۳ (۲)مسلم (۳)شامی (۴)درمختار، عالمگیری ج۱ص۲۳۵ (۵)عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی، بلوغ المرام ح۴۹۷ص۱۵۳ (۶)عن مُعاذ بن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداود، مشکوٰۃ ح۱۳۱۰، مرأۃ المناجیح ج۲ص۳۲۳ (۷)مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۲۳ (۸)عالمگیری ج۱ص۲۳۵ (۹)درمختار، شامی، نورالایضاح، فیض رسول، مدارج النبوت، فیوض الباری حصہ۴ص۴۷، احیاء العلوم، عالمگیری ج۱ص۲۳۵ (۱۰)عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۸۸۵، مسلم ج۱ح۱۸۶۴، ابوداود ج۱ح۱۰۹۹، ترمذی ج۱ ح۴۹۵، نسائی ح۱۳۸۳، ابن ماجہ ح۱۱۵۹، مسند احمد، دارمی ح۱۵۸۵، ابن حبان ح۲۷۹۳، ابن خزیمہ ح۱۸۰۴، بیہقی ح۵۶۱۵، مؤطا مالک ح۲۳۲، مؤطا امام محمد ح۲۲۹، ترغیب ج۱ح۵۰۱، مشکوٰۃ ح۱۳۰۳، بلوغ المرام ح۴۸۰ص۴۹، کشف الغمہ ج۱ص۳۳۲، مرأۃ المناجیح ج۲ص۳۲۰، تجرید البخاری، فیوض الباری حصہ۴ص۳۳ (۱۱)مؤطا امام مالک ح۲۳۳۔

"اذان کے وقت تجارت اور خطبہ کے وقت کلام اور سلام حرام ہو جاتا ہے" (۱)۔ اور پھر (حدیث) "جمعۃ المبارک کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو اُس وقت جو شخص باتیں کرتا ہے وہ اُس گدھے کی مانند ہے جس کی پیٹھ پر کتابیں (یا بوجھ) لدا ہو اور جو شخص دوسرے سے یہ کہتا ہے "چُپ ہو جاؤ" اُس کا جمعۃ المبارک (کامل) نہیں ہے" (۲)۔ اس کا اللہ کریم ﷻ نے یوں ذکر فرمایا کہ وہ (القرآن) "اُس گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اُٹھائے" (۳)۔ اسی کے مطابق (حدیث) حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کے ساتھی کو بولنے کی وجہ سے حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وہ تیرے ساتھی گدھے ہیں" (۴)۔ اسی کی وضاحت ہے کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ خطبہ کیلئے منبر پر چڑھے اور سورۃ تبارک پڑھی تو حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھے (حضرت سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا "یہ سورت کب اتری میں نے ابھی سنی ہے؟"۔ حضرت سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم نے میری بات کا جواب کیوں نہ دیا؟" تو حضرت سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جاؤ تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی تم نے غلط کام کیا"۔ وہ آقا کریم ﷺ کے پاس گئے اور اس بات کا ذکر کیا، تو آپ سرکار ﷺ نے فرمایا "اُبی نے سچ کہا اُبی کی بات مانو" (۵)۔ البتہ "اگر کسی کو بُری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سَر کے اشارہ سے منع کر سکتے ہیں زبان سے نہیں" نیز "اگر اِس دوران اللہ کریم ﷻ یا آقا کریم ﷺ کا نام سنیں تو دل میں تسبیح و دُرود پڑھ لیں زبان سے پڑھنا منع ہے" (۶)۔ اور (حدیث) "(دوران خطبہ) جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا (ہٹایا) اُس نے فضول کام کیا" (۷)۔ اِسی طرح صف کے تنکوں کو توڑ مروڑ کر کھینچنا، بال سنوارنا، لباس سنوارنا، کچھ لکھنا یا پڑھنا اور کام کاج سب منع و ناجائز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ خطبہ میں مقتدی کا اپنے آپ کو یا امام کو یا کسی دوسرے کو دستی پنکھا ہلانا منع ہے (۸)۔ "دونوں خطبوں کے درمیان امام 3 آیات کی مقدار بیٹھیں اس سے زیادہ نہ کریں" (۹)۔ کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ 2 خطبے دیا کرتے اور ان کے درمیان (مختصر) بیٹھتے تھے" (۱۰)۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ عینی ج ۲ ص ۲۸۲، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۵۸ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۰، مسند بزار، طبرانی، مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۳ ح ۱۳۱۴، بلوغ المرام ح ۴۷۹ ص ۱۴۹، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۳۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۴۴، شرح مؤطا امام مالک ص ۹۰ (۳) سورۃ الجمعہ، ۵ (۴) شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۹۸ (۵) ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۱۶۰، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۹۶، ترغیب ج ۱ ح ۵۰۲، ابن خزیمہ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۵ (۶) درمختار، شامی، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۷ (۷) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ ح ۱۰۷۳، حاکم ح ۱۰۴۰، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۸۶، مشکوۃ ح ۱۳۰۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۹ (۸) عالمگیری، فیض رسول (۹) نور الایضاح، عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۴، بحر الرائق (۱۰) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۱۶۶، بخاری ج ۱ ح ۸۷۹، مسلم، ابن ماجہ ح ۱۱۵۲، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۷۹، نسائی ح ۱۳۹۸، مؤطا مالک ح ۲۳۹، مشکوۃ ح ۱۳۲۱، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۳، ۶۶

نیز (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ جمعۃ المبارک کے دن خطبہ دیتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے'' (۱)۔ لہذا یہ بیٹھنا سنّت ہے۔ اِن لمحات میں دعاء کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے لہٰذا دعاء مانگنا جائز ہے مگر ہاتھ اُٹھانا اور زبان ہلانا منع و ناجائز ہے اسلئے دُعاء مانگنا تو جائز ہے مگر ایسے کہ نہ ہاتھ اُٹھیں اور نہ زبان ہلے بلکہ صرف دل میں (۲)۔ خطبہ کے دوران نمازی کا سو جانا بہت بُرا ہے۔ ''امام ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ اُس کیلئے بہت سخت الفاظ استعمال کرتے اور اُسے سُست کہا کرتے تھے'' (۳)۔ اسی بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''جب کوئی جمعۃ المبارک کے دن بیٹھا بیٹھا اُونگھنے لگے تو اُسے چاہئیے کہ (رضامندی سے کسی کے ساتھ) اپنی جگہ بدل لے'' (۴)۔ المختصر چاہئیے کہ نماز جمعہ کیلئے غسل کر کے جلدی مسجد آئیں اور جہاں جگہ مِلے وہیں ادب سے خاموش ہو کر بیٹھیں اور خطبہ سنیں۔

گردنیں پھلانگنے کی ممانعت: جمعۃ المبارک کے دن بالخصوص اور دیگر نمازوں میں بالعموم یہ بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ ایک شخص جو دیر سے مسجد میں آتا ہے بجائے اِس کے کہ کسی خالی جگہ پر پچھلی صف پر سکون سے بیٹھ جائے وہ زیادہ ثواب لینے کی غرض سے یا کسی دوسری سوچ میں پہلی صف پر نظر ٹکا لیتا ہے اور پھر اس مقصد کیلئے کچھ ایسے غیر مہذب طریقے سے صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا ہے کہ کسی کے پاؤں کو لتھاڑ دیتا ہے تو کسی کے ہاتھ کو، کسی کی گردن پر ہاتھ رکھتا ہے تو کسی کے سَر پر، اِسی بے اصولی چال میں اُسکی جیکٹ، قمیص، چادر اور اُسکے ہاتھ پاؤں بے احتیاطی میں کسی کی ٹوپی گرا دیتے ہیں تو کسی کا عمامہ، کسی کو ٹھڈّے لگنے کی تکلیف پہنچتی ہے تو کسی نمازی کی آنکھ چُبھ جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اُس کی اس تکلیف دہ حرکت پر کچھ بول پڑے تو یہ صاحب اُسے اتنا کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں کہ ''یار کیا ہوا خیر تو ہے ذرا پاؤں ہی لگا ہے کون سا زخم آ گیا ہے''۔ اس طرح وہ صاحب ان سب چیزوں سے قطع نظر پہلی صفوں پر دھڑام سے جا گرتے ہیں اور پھر دل ہی دل میں خوش ہوتے ہیں کہ مَیں نے پہلی صف پا لی بلکہ بعض دفعہ تو اپنی بہادری کی داستان ساتھیوں کو سناتے پھرتے ہیں کہ تمہیں تو بیٹھنے کو جگہ ہی نہ ملی جبکہ مَیں نے اتنے رَش میں بھی پہلی صف میں نماز پڑھ ڈالی مگر افسوس صد افسوس اس ناہنجار کی عقل پر کہ جسے یہ احساس تک نہ ہوا کہ اُس نے کتنے لوگوں کو تکلیف دی۔ ایسے لوگ یاد رکھیں کہ لوگوں کو تکلیف دے کر اُن کی گردنیں پھلا نگتے

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری ج ا ح ۸۷۱، ترمذی ج ا ح ۴۸۸، ابن ماجہ ح ۱۱۵۴ (۲) در مختار، شامی (۳) تفسیر قرطبی (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ا ح ۵۱۱، ابوداؤد ج ا ح ۱۱۰۶، کشف الغمہ ج ا ص ۳۲۶، حاکم ح ۱۰۷۵، ابن خزیمہ ح ۱۸۱۹، بیہقی ح ۵۷۲۰، معجم کبیر ح ۶۹۵۶، مشکوٰۃ ح ۱۳۶۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۲۳۔

آگے جاکر بیٹھنا آقا کریم ﷺ کو سخت ناگوار گزرتا ہے اور آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ (حدیث) ''جو شخص جمعۃ المبارک کے دن امام کے آجانے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے آتا ہے اور دو ملے بیٹھے ہوؤں میں جدائی ڈالتا ہے وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹے گا'' (۱) اور (حدیث) ''ایسے شخص نے جہنّم کی طرف پُل بنایا'' (۲) ایسے ہی ایک بار (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کے خطبہ جمعہ کے دوران ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آبیٹھا، آپ سرکار ﷺ نے نمازِ جمعۃ المبارک پڑھنے کے بعد اسے فرمایا'' تجھے ہمارے ساتھ جمعہ پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟'' اُس نے عرض کی ''حضور ﷺ مجھے شوق تھا کہ آگے بیٹھوں جہاں آپ ﷺ کی توجہ پڑے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے دیکھا کہ تم لوگوں کی گردنیں پھلانگتے انہیں تکلیف دیتے تھے، جو مسلمان کو تکلیف دے اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کریم ﷻ کو تکلیف دی'' (۳)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایسے آدمی کیلئے بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ جو جمعہ کے دن امام کے خطبہ پڑھنے پر لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا آگے آبیٹھے'' (۴) لہٰذا چاہیے کہ (حدیث) ''کوئی شخص اپنے بھائی کو جمعۃ المبارک کے دن اُٹھا کر اُس کی جگہ پر نہ بیٹھے بلکہ (اگر کچھ جگہ ہو تو) کہے کہ ''جگہ کشادہ کرو'' (۵)۔ اور پھر جہاں جتنی جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائیں۔ اور (حدیث) ''جو اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے اور پھر واپس آجائے تو اس جگہ کا وہ زیادہ حقدار ہے'' (۶)۔

نمازِ جمعۃُ المبارک کی فضیلت:

نمازِ جمعۃ المبارک پڑھنے والے کو بے پناہ انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے غسل کیا پھر جمعۃ المبارک کیلئے آیا، نماز (سنت) پڑھی، جس قدر اُس کیلئے مقدر تھی پھر چُپ رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہوا، پھر امام کے ساتھ نماز (فرض باجماعت) پڑھی تو اُس کے گزشتہ جمعۃ المبارک سے اس جمعۃ المبارک تک کے اور 3 دن زیادہ کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے'' (۷)۔ نیز ''جب جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے

(۱) مسند امام احمد، فیوض الباری حصہ ۴ص ۶۰ (۲) عن مُعاذ بن انس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۱۱۶۵، ترمذی ج ۱ح ۴۹۶، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۰۰، کشف الغمہ ج ۱ص ۳۲۶، مشکوٰۃ ح ۱۳۰۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۳۲۲، فیوض الباری حصہ ۴ص ۶۰ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۳ح ۲۰۰۱، کنز الدقائق، احیاء العلوم، بالاختصار ابن ماجہ ح ۱۱۶۴، ابوداؤد ج ۱ح ۱۱۰۵ (۴)، مؤطا امام مالک ح ۲۳۶، بیہقی ح ۵۶۸۱ (۵) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۳ح ۵۵۶۷، ۵۵۷۱، مشکوٰۃ ح ۱۳۰۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۳۲۰ (۶) مسلم ج ۳ح ۵۷۷۲ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج ۱ح ۱۸۸۳، ترمذی ج ۱ح ۴۸۱، نسائی ح ۱۳۸۵، حاکم ح ۱۰۲۸، ابن خزیمہ ح ۱۷۲۳، معجم کبیر ح ۶۰۸۹، مشکوٰۃ ح ۱۳۰۰، بلوغ المرام، مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۳۱۸۔

تو فرشتے بیت المعمور میں جمع ہوتے ہیں حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اسکے منارہ پر نماز کیلئے اذان کہتے ہیں، سیّدنا اسرافیل علیہ السلام اس کے منبر پر آکر خطبہ پڑھتے ہیں، حضرت سیّدنا میکائیل علیہ السلام امامت کراتے ہیں اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے ان کی اقتداء کرتے ہیں جب نماز ختم ہوجاتی ہے تو حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اپنی اذان کا ثواب اُمت محمدیہ کے مؤذنوں کو بخشا۔ حضرت سیّدنا میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنی امامت کا ثواب امت محمدیہ کو بخشا۔ پھر تمام فرشتے کہتے ہیں کہ ''ہم نے اس نماز کے ثواب کو امت محمدیہ کے جمعہ پڑھنے والوں کو بخشا''۔ اللہ کریم عزوجل کا فرمان پہنچتا ہے کہ ''گواہ رہو کہ میں نے امتِ محمدیہ کے جمعہ پڑھنے والوں کو بخش دیا اور ان کو عذاب آخرت سے محفوظ کردیا۔ سبحان اللہ۔

فرضیتِ نمازِ جمعۃ المبارک:

نمازِ جمعۃ المبارک فرضِ عین ہے اس کی فرضیت نمازِ ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے (۱)۔ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اللہ کریم عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُس پر نمازِ جمعۃ المبارک پڑھنا فرض ہے مگر مریض، مسافر، عورت، بچہ اور غلام پر نہیں، اور جو شخص کھیلنے یا تجارت میں بے پرواہ ہو (اور جمعہ نہ پڑھے) اللہ تعالیٰ عزوجل اُس سے بے پرواہ ہوجاتا ہے'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت فرض ہے سوائے چار اشخاص کے غلام، عورت، بچہ، اور مریض'' (۳)۔ ''اور اگر وہ اس رعایت کے باوجود نماز جمعہ ادا کریں تو اُن کی نماز ہو جائے گی اب وہ نمازِ ظہر نہ پڑھیں''۔ لہذا نمازِ جمعہ ہر مسلمان مرد، مقیم، عاقل، بالغ، آزاد، بینا چشم، پرامن اور تندرست پر فرضِ عین ہے۔ ''بشرطیکہ دشمن کا خوف، بارش یا آندھی وغیرہ کی رکاوٹ نہ ہو۔ اور لنگڑے اندھے اور بہت بوڑھے پر جمعہ واجب نہیں (۴)۔ نماز جمعہ کا وقت ظہر کے وقت کی طرح ہے کہ (حدیث) ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے'' (۵)۔ اور (حدیث) ''گرمی میں نمازِ جمعہ ٹھنڈی کرکے پڑھتے'' (۶)۔

سب سے پہلے حضرت کعب بن لوئی علیہ الرحمۃ (آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد) نے لوگوں کو جمعۃ

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۰، درمختار، شامی (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ دارقطنی، بیہقی، مشکوۃ ح ۱۲۹۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۱ (۳) عن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۵۴، شرح السنۃ، حاکم ح ۱۰۶۲، بیہقی ۵۳۶۸، معجم کبیر ح ۸۲۰۶، مشکوۃ ح ۱۲۹۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۱، بلوغ المرام ح ۳۹۵ ص ۱۵۲ (۴) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۲، فتح القدیر نور الایضاح، مالابدمنہ، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۱، بحرالرائق (۵) عن انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۴۸۴ (۶) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۸۵۷۔

المبارک کیلئے اکٹھا کیا۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس دن کا نام "جمعہ" بھی اُنھوں نے رکھا۔ اس روز وہ قریش کے لوگوں کو جمع کرتے تھے اور خطبہ پڑھ کر اُنکو پیارے آقا کریم ﷺ کی بعثت کی یاد دلایا کرتے تھے اور اُنکو بتلاتے تھے کہ سرکار کریم ﷺ میری اولاد میں سے تشریف لانے والے ہیں اور فرماتے کہ تم ان پر ایمان لانا (۱)۔ گویا سرکار کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی وہ پیارے آقا کریم ﷺ کا میلاد پاک منایا کرتے تھے۔ آج اہلسنّت بھی پیارے آقا کریم ﷺ کے اجداد کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے اس سعادت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

حضرت امام محمد ابن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ روایت فرماتے ہیں کہ فرضیتِ جمعۃ المبارک سے پہلے جبکہ ابھی سرکار کریم ﷺ نے ہجرت نہیں فرمائی تھی تو مدینہ پاک انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوچا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت کا دن مقرر ہے تو ہم بھی کوئی دن کیوں نہ مقرر کر لیں چنانچہ اُنہوں نے انصار رضی اللہ عنہم کے بعض لوگوں کو جمع کیا اور وہ یادالٰہی میں مصروف ہو گئے اُنہوں نے حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور سب کے ساتھ مل کر 2 رکعت نماز باجماعت ادا کی، پھر مسلمانوں کی دعوت کیلئے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے ایک بکری ذبح کی اور مسلمانوں کی دعوت کی، یہ دن "یوم عُروبہ" تھا جس کو بعد میں "یومُ الجمعہ" کا اسلامی نام دے دیا گیا (۲)۔ (حدیث) "یہ پہلی نماز جمعہ "نقیع الخضمان" کے مقام پر پڑھائی گئی جس میں 40 افراد شامل تھے (۳)۔

"جمعۃ المبارک کی فرضیت مکہ پاک میں ہجرت سے قبل ہو چکی تھی مگر بوجہ غلبہ کفار مکہ مکرمہ میں جمعہ قائم نہ ہو سکا جبکہ سورۃ الجمعہ کا نزول فرضیت جمعہ کے بعد ہوا"۔ یوں اسلام میں سب سے پہلی نماز جمعۃ المبارک باقاعدہ اپنی فرضیت کے ساتھ پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنی عمر شریف 53 سال 4 دن میں ہجرت کے دوران قباء سے مدینہ پاک روانگی کے دوران وادی "رانوناء" محلہ "بنوسالم بن عوف" بطنِ بتولی کے ایک میدان میں مؤرخہ 23 ستمبر 622ء بمطابق 12 ربیع الاول 1ھ کو ادا فرمائی اور اسلام کا پہلا خطبہ جمعہ دیا۔ جہاں بعد میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام "مسجد غبیب" رکھا گیا اور پھر بعد میں اس کا نام "مسجد جمعہ" اور دوسرا نام "مسجد عاتکہ۔ اور مسجد وادی" مشہور ہوا۔ اس پہلے جمعۃ المبارک میں 100 یا دوسری روایت میں 500 پیارے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقتدی تھے (۴)۔

(۱) سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۵۸۲، نزھۃ المجالس (۲) مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۳ (۳) قال سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۵، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۱۹ (۴) فیوض الباری حصہ ۴ ص ۴۰، طبقات ابن سعد ج ۱، خلاصۃ الوفاء، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۵۴، ضیاء النبی ﷺ ج ۳ ص ۱۲۱، رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۸۶۔

نماز کے بعد اس جگہ پیارے آقا کریم ﷺ نے دنیائے اسلام کیلئے ایک تاریخی اعلان فرمایا کہ (حدیث) ''اِس جگہ اِس دن اِس سال قیامت تک کیلئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا'' (۱)۔ پھر مسجدِ نبوی میں جمعۃ المبارک پڑھایا جاتا رہا۔ اگر یہ جاننے کیلئے تاریخ پر نظر ڈالیں کہ مسجد نبوی کے بعد کس جگہ نماز جمعہ ہوا تو پتا چلتا ہے کہ (حدیث) ''بیشک مسجدِ نبوی میں جمعہ قائم ہونے کے بعد قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں نماز جمعہ ہوئی جو بحرین (کے شہر یا قصبہ یا قلعہ) جُوَاثی میں تھی'' (۲)۔

رکعاتِ نمازِ جمعۃُ المبارک و ادائیگی:

جمعۃ المبارک کی دوسری اذان اور خطبہ جمعۃ المبارک سے پہلے 4 رکعت سنّت مؤکدہ پڑھتے ہیں (۳)۔ دورانِ خطبہ یہ سنّتیں پڑھنا منع ہے۔ جب خطبہ جمعۃ المبارک ختم ہوجائے تو فوراً اقامت کہی جائے۔ خطبہ اور اقامت کے دوران دنیا کی باتیں کرنا منع اور مکروہ ہے (۴)۔ بعض خطیب اس دوران کئی ایک موضوعات پر لمبی گفتگو کرلیتے ہیں اُنہیں اِس کی کراہت کا خیال رکھنا چاہیئے۔ نمازِ جمعۃ المبارک کی 2 رکعت فرض ہیں جو صرف باجماعت اور قرأت بالجہر سے پڑھی جاتی ہیں۔ ''اگر دیر سے پہنچنے کی بنا پر کسی کو تشہّد بھی مِل جائے تو تب بھی اُس نے جمعۃ المبارک پالیا'' (۵) باقی نماز امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھ لیں جس طرح کہ مسبوق (تاخیر سے جماعت میں شامل ہونے والا) کا عام قاعدہ ہے۔ فرضوں کے بعد 4 رکعت سنّت مؤکدہ پڑھیں (۶)۔ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ جمعۃ المبارک سے قبل بھی 4 رکعت ادا فرماتے تھے اور جمعۃ المبارک کے بعد بھی'' (۷)۔ اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ قبل از نماز جمعہ 4 رکعت سنّت پڑھتے تھے'' (۸)۔ نیز (حدیث) ''جب تم میں سے کوئی نمازِ جمعۃ المبارک پڑھ لے تو چاہیئے کہ اُس کے بعد 4 رکعت (سنّت) پڑھے'' (۹)۔ اور پھر 2 رکعت سنّتِ مؤکدہ پڑھی جاتی ہیں (۱۰)۔ کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نماز جمعۃ المبارک سے پہلے 4 اور بعد میں بھی 4 رکعت پڑھتے تھے'' (۱۱)۔ آخر میں 2 رکعت نفل پڑھیں اس طرح کل 14 رکعتیں ہوئیں۔

(۱) طبرانی اوسط، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۰ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۸۴۵، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۵۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۱۴۹، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۲۰ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۷۸ (۴) درمختار، بحرالرائق (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۷، نورالایضاح مالا بدمنہ (۶) مراقی الفلاح ص ۵۳۲، عالمگیری ج ۱ ص ۷۸، ۲۳۲ (۷) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ص ۶۹، کنزالعمال ج ۷ ص ۵۳۲، جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۶۸، طبرانی کبیر، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۵۷، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۷۱ (۸) طحاوی ج ۱ ص ۱۹۸ (۹) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تفسیر مظہری ج ۹، مسلم ج ۱ ح ۱۹۳۳، ابن ماجہ ح ۱۱۸۱، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۱۱۸، ترمذی ج ۱ ح ۸۰۶، نسائی، دارمی، ابن حبان ح ۲۴۸۶، ابن خزیمہ ح ۱۸۷۳، بیہقی ح ۴۲۳۴، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۳۵، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۷۱، بلوغ المرام ح ۴۸۵ ص ۱۵۰ (۱۰) غنیہ شرح منیہ، بدائع صنائع، فتاوٰی نوریہ (۱۱) ترمذی ج ۱ ص ۱۰۱، عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۴۷۔

نمازِ جمعۃُ المبارک کے بعض دیگر مسائل:

۞ ۔بہتر یہ ہے کہ نمازِ جمعۃ المبارک وہی امام پڑھائیں جس نے خطبہ دیا ہوتا ہم اگوکوئی دوسرا پڑھا دے تو بھی حرج نہیں (۱)۔

۞ ۔امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک نمازِ جمعۃ المبارک کی جماعت کیلئے امام کے علاوہ اگر کم از کم 3 آدمی بھی جمع ہو جائیں تو نمازِ جمعۃ المبارک درست ہے جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک امام کے علاوہ 2 افراد ہوں تو بھی نمازِ جمعۃ المبارک درست ہے، امام شافعی علیہ الرحمۃ اور امام احمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک 40 افراد کا ہونا ضروری ہے (۲)۔

۞ ۔اگر آپ کو نمازِ جمعۃ المبارک نہ مل سکے تو چونکہ نمازِ جمعۃ المبارک کی قضاء نہیں اسلئے اب مکمل نمازِ ظہر ادا کریں (۳)۔کہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو جمعۃ المبارک کی ایک رکعت پالے وہ دوسری رکعت بھی اُس کے ساتھ ملائے (نمازِ جمعۃ المبارک مل گئی) اور جس کی دونوں چھوٹ جائیں وہ 4 رکعت ظہر پڑھے“ (۴)۔نیز (حدیث) ”جو نماز کی ایک رکعت پالے اس نے نماز پالی یعنی وہ اس کے ساتھ دوسری ملا کر نماز پوری کر لے“ (۵)۔

۞ ۔اگر آپ کی 4 رکعت نمازِ سنّت قبل از نمازِ جمعہ رَہ جائیں تو اُسے 2 رکعت فرض جمعے کے بعد پڑھیں (۶)۔افضل یہ ہے کہ 2 رکعت فرض کے بعد کی 4 سنّت اور 2 سنّت پڑھ کر یہ 4 رکعت پڑھیں (۷)

۞ ۔اگر کسی نے شہر میں بلا عذر قصداً نمازِ جمعۃ المبارک سے پہلے نمازِ ظہر پڑھ لی تو وہ حرام کا مرتکب ہوا۔☆۔اور پھر اگر اُس کو بعد میں افسوس وندامت ہوئی اور جمعۃ المبارک پڑھنے چل دیا (بلکہ اس پر اب بھی جمعہ فرض ہے لہٰذا اُسے جمعہ پڑھنے ضرور جانا چاہیے) تو جونہی مسجد کو جمعہ پڑھنے چلا اُس کی نمازِ ظہر باطل ہوگئی۔☆۔اب اگر جمعۃ المبارک کی جماعت مل جائے تو پڑھ لے اور اگر نہ مل سکے تو نمازِ ظہر دوبارہ پڑھے۔☆۔اور اگر ظہر پڑھ لی اور نمازِ جمعہ پڑھنے چلا ہی نہیں تو نمازِ ظہر قائم ہے مگر جمعہ نہ پڑھنے کا گناہ سَر پر ہے۔☆۔اگر نمازِ جمعہ ہو جانے کے بعد نمازِ ظہر پڑھیں تو کراہت نہیں بلکہ اب تو ظہر ہی پڑھنا فرض ہے بشرطیکہ نمازِ جمعہ کسی دوسری جگہ نہ مل سکے مگر جمعہ نہ پڑھنے

(۱) درمختار، شامی (۲) مالا بدمنہ (۳) الاشباہ والنظائر، قدوری، غنیۃ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، دارقطنی، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۴۴، نسائی ح ۱۴۰۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۱۰۸، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۴ ح ۱۳۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۳۳ (۵) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نسائی ح ۵۵۰، ابن ماجہ ح ۱۱۷۰ تا ۱۱۷۲، ترمذی ج ۱ ح ۵۰۹، احمد ج ۱ ح ۱۰۴۴، حاکم ح ۱۰۷۸، موطا مالک ح ۲۳۸، دارقطنی، بلوغ المرام ح ۴۷ ص ۱۴۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۴۴ (۶) شامی (۷) فتح القدیر۔

کا گناہ بہر حال سر پر رہے گا(۱)۔

۞۔اگر کسی عذر سے نماز جمعۃ المبارک نہ پڑھ سکیں تو نمازِ ظہر کو نمازِ جمعۃ المبارک ادا ہو جانے کے بعد پڑھیں، ایسا کرنا مستحب ہے، پہلے پڑھنا مکروہ ہے(۲)۔

۞۔وہ لوگ جن پر نماز جمعہ فرض نہیں اور قیدی وغیرہ کا جمعۃ المبارک کے دن شہر میں نمازِ جمعۃ المبارک سے پہلے یا بعد میں جماعت کے ساتھ نمازِ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔اور شہر کے ایسے افراد جنہیں جمعۃ المبارک نہ مل سکا جبکہ اُن پر جمعۃ المبارک فرض تھا تو وہ بھی بغیر اذان، تکبیر اور جماعت کے تنہا اپنی اپنی نمازِ ظہر پڑھیں، جماعت ممنوع ہے(۳)۔

۞۔(حدیث)''مسافر پر جمعہ واجب نہیں''(۴)۔البتہ اگر مسافروں کی ایک جماعت نے شہر کے اندر نماز جمعۃ المبارک کی جماعت کرائی جبکہ اُن میں کوئی مقیم نہ تھا تو امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اُن کی نماز جمعۃ المبارک درست ہے(۵)۔

۞۔غلام، بیمار اور مسافر کو نماز جمعۃ المبارک کیلئے امام ٹھہرانا درست ہے(۶)۔

۞۔شہر میں ایسی مساجد جہاں جمعۃ المبارک نہیں ہوتا اُن میں جمعۃ المبارک کے دن نمازِ ظہر کیلئے اذان و تکبیر کہنا مکروہ ہے بلکہ اُن مساجد کو بند رکھنا زیادہ اچھا ہے۔جبکہ دیہاتوں میں جہاں جمعۃ المبارک فرض نہیں وہاں باقاعدہ اذان و تکبیر سے ظہر کی جماعت کرائی جائے(۷)۔

۞۔ظہر احتیاطی اُن لوگوں کیلئے ہے جن کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک ہو اُس صورت میں جمعہ کی پچھلی 4 سنتیں پڑھ کر چار رکعت ظہر احتیاطی بھری (یعنی چاروں رکعتوں میں قرأت) پڑھیں پھر 2 سنتیں اور نفل پڑھیں اور اِس نماز کی نیت اِسطرح کریں کہ''سب سے پچھلی نماز ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی وہ ادا کرتا ہوں''(۸)۔

جمعۃ المبارک کے وظائف واعمال:

جو وظائف بعنوان''بعد از نماز وظائف'' گزر چکے ہیں وہی بعد از نمازِ جمعۃ المبارک پڑھ سکتے ہیں تاہم بعد از نمازِ جمعہ اور یومِ جمعۃ المبارک کے کچھ خاص اعمال و وظائف بھی زیرِ قلم ہیں:۔

۞۔(حدیث)''اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک جمعہ کے دن افضل کام نمازِ فجر باجماعت ہے''(۹)۔

(۱) درمختار، شامی، قدوری، مالا بدمنہ، نورالایضاح عالمگیری ج۱ص۲۳۶ (۲) درمختار، عالمگیری ج۱ص۲۲۱، ۲۳۶ (۳) مالا بدمنہ، درمختار، نورالایضاح، بہارشریعت حصہ۴ص۸۲، عالمگیری ج۱ص۲۳۱ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ دارقطنی ص۱۶۴، ابوداؤد ج۱ص۱۶۰، عینی ج۳، فیوض الباری حصہ۴ص۵۹ (۵) مالا بدمنہ (۶) مالا بدمنہ (۷) عالمگیری ج۱ص۲۳۶، ۲۳۷، درمختار، شامی، نورالایضاح (۸) بہارشریعت ج۱ص۲۸۲، عالمگیری ج۱ص۲۳۲، صغیری، ردالمحتار (۹) شعب الایمان ج۳ ح۳۰۴۵۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص جمعۃ المبارک کے دن 70 مرتبہ یہ دعاء پڑھے تو 2 جمعۃ المبارک نہ گزریں گے کہ اللہ کریم ﷻ اُس کو غنی کر دے گا۔ دعاء یہ ہے، اَللّٰھُمَّ اغْنِنِی بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ وَبِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ (۱)۔

۔حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا محبوب وظیفہ یہ تھا کہ آپ بعد از نماز جمعہ 7 بار سورۃ الفاتحہ، 7 بار آیۃ الکرسی، 7 بار سورۃ الاخلاص، 7 بار سورۃ الفلق، 7 بار سورۃ الناس پڑھتے تھے (۲)۔

۔(حدیث) "جو جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد 100 مرتبہ یوں کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، اللہ کریم ﷻ اُس کے ایک لاکھ گناہ اور ماں باپ کے 24 ہزار گناہ بخش دے گا" (۳)۔

۔(حدیث) "جو شخص نماز جمعہ ادا کرے پھر گھر آتے ہوئے کچھ صدقہ کرتا آئے اور گھر میں خشوع واطمینان سے 2 رکعت نماز نفل پڑھے، پھر یہ دعاء کرے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِاسْمِکَ الَّذِی لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَأْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَانَوْم، پھر اللہ کریم ﷻ سے جو سوال بھی کرے اللہ کریم ﷻ اُسے عطاء فرمائیں گے" (۴)۔

۔(حدیث) "اگر کوئی مسلمان جمعۃ المبارک کے دن فجر کی نماز با جماعت ادا کرے پھر آفتاب نکلنے تک مسجد میں بیٹھا رہے اور ذکر کرتا رہے تو پیارا اللہ کریم ﷻ اُسے جنت میں 70 درجے عطاء فرمائے گا ہر درجہ تیز رفتار گھوڑے کی 70 سالہ دوڑ جتنا ہوگا (۵)۔

۔(حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے فرمایا "میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں کہ اگر اُسے کرو گے تو منکر نکیر سے خوف نہ کھاؤ گے کہ شبِ جمعۃ المبارک میں 2 رکعت نماز ادا کیا کرو ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص 50 بار پڑھو" (۶)۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعۃ المبارک سے پہلے مسجد میں داخل ہوتے ہی 2 رکعت نماز نفل (دوسری روایت میں 4 رکعت) ادا کرے ہر رکعت میں بعد از فاتحہ سورۃ الاخلاص 50 بار پڑھے، وہ اُس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک جنت میں اپنا گھر نہ دیکھ لے، یا اُسے وہ ٹھکانہ دکھا نہ دیا جائے" (۷)۔

۔(حدیث) "جو شخص جمعۃ المبارک کے دن 1000 بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ جب تک اپنا

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، نزہۃ المجالس، فضائل الایام والشہور (۲) مکتوبات امام ربانی (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، نزہۃ المجالس ج۱ ص۲۵۹، حصن حصین (۴) عن کعب احبار تابعی علیہ الرحمۃ، قوت القلوب ج۱ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فضائل الایام والشہور (۶) راحت القلوب (۷) قوت القلوب ج۱، انیس الواعظین۔

مکان جنّت میں نہ دیکھ لے گا انتقال نہ کرے گا"(۱)۔

۔ جمعۃ المبارک کے دن دوپہر کے وقت (حرام وقت سے پہلے) 4 رکعت ایسے پڑھیں کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس، سب دس دس بار پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد 70 بار اَستَغفِرُ اللّٰہ، 70 بار سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیمِ کہیں یہ نماز ہر جمعۃ المبارک یا ہر مہینہ یا ہر سال میں ایک بار ہر گز ترک نہ کرنا چاہیے، پڑھنے والا انشاء اللہ کبھی فقیر نہ ہو اور بدبخت نہ ہو اور اگر خلق زمین و آسمان کی جمع ہو تب بھی اس نماز کا ثواب نہ لکھ سکے(۲)۔

۔ (حدیث) "جو بروز جمعہ 4 رکعت نماز اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد از سورۃ الفاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی اور 15 بار سورۃ الاخلاص پڑھے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُسکے واسطے جنّتِ عدن میں 10 ہزار سونے کے شہر تیار فرمائے گا اور ہر شہر میں 10 ہزار یاقوت سُرخ اور سفید موتی کے گھر ہونگے"(۳)

۔ (حدیث) "جو شخص جمعۃ المبارک کے دن یارات سورۃ الدُّخان کی تلاوت کرے اُس کیلئے 70 ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اُس کی مغفرت ہو جائے گی" ایک روایت میں ہے "پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں ایک گھر بنائے گا"(۴)۔

۔ (حدیث) "جس نے سورۃ الکہف جمعۃ المبارک کے دن یارات میں پڑھی تو اُس کے پڑھنے کی جگہ سے لے کر بیت اللہ تک نور سے چمک اٹھتا ہے" دوسری روایت میں ہے "دونوں جمعوں کے درمیان کا وقت نورانیت سے چمک اٹھتا ہے" نیز "آئندہ جمعۃ المبارک تک کیلئے اُس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"(۵)۔

۔ جمعۃ المبارک کے دن روزہ کا بہت ثواب ہے کہ (حدیث) "جس نے جمعہ کا روزہ رکھا تو پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اسے آخرت کے 10 دنوں کے برابر اجر دے گا"(۶)۔ مگر صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے مگر اس صورت میں کہ اُس کے پہلے یا بعد بھی روزہ رکھے"(۷)۔

(۱) بیہقی، نزہۃ المجالس (۲) مکتوبِ صدی حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ، نزہۃ المجالس (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، طبرانی، شعب الایمان ج۲ ح۲۴۷۵ تا ۲۴۷۷، ترغیب ج۱ص۲۹۱، ونحوہٗ ترمذی ج۲ ح۲۸۹۷ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نسائی، شعب الایمان ج۲ ح۲۴۶۷، دارمی ح۳۴۴۱، حاکم، ترغیب ج۱ ح۵۰۷ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۳ص۳۹۳، ترغیب ج۱ ح۶۱۷ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۸۵۴، مسلم ج۲ ح۲۵۷۹، ترمذی ج۱ ح۷۲۲، نسائی، ابوداؤد ج۲ ح۶۴۸، ابن ماجہ ح۱۷۸۸، ابن حبان ح۳۶۱۲، بیہقی ح۸۲۷۳، ابن خزیمہ، ترغیب ج۱ ح۷۶۴، مشکوٰۃ ح۱۹۵۱، مرآۃ المناجیح ج۳ص۲۰۱۔

نیز (حدیث) ''جمعہ کا دن عید ہے لہٰذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو مگر یہ کہ اُس سے پہلے یا بعد روزہ رکھ لو'' (۱)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا جمعہ کو روزے سے تھیں آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟'' عرض کی ''نہیں'' فرمایا ''کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟'' عرض کی ''نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر افطار کر لو'' (۲)۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ صرف جمعۃ المبارک کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اسلئے اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ملا لینا چاہیئے (۳)۔

۔ (حدیث) ''جب عید کا دن، جمعۃ المبارک کا دن، عاشورہ یا شب برات کا دن آتا ہے تو رُوحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دروازہ پر کھڑی ہو کر کہتی ہیں کہ ''کوئی ہے جو ہمیں یاد کرے؟ کوئی ہے جو ہم پر رحم کرے؟ کوئی ہے جو ہماری غربت یاد کرے؟'' (۴)۔ نیز ''مومنوں کی رُوحیں ہر جمعرات اور ہر جمعہ کو اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں ''اے ہمارے گھر والو! اے ہماری اولاد! اے ہمارے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہربانی کرو ہمیں بھول نہ جاؤ، ہماری غربت میں ہم پر ترس کھاؤ'' (۵)۔ اور پھر جمعۃ المبارک کے روز رُوحیں جمع ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس دن قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔ اِس روز جہنّم نہیں بھڑکایا جاتا (۶)۔

فضائل دُرود شریف بروز جمعۃُ المبارک: ویسے تو جمعۃ المبارک کے دن درود پاک کی فضیلت پر کتب بھری پڑی ہیں مگر یہاں صرف چند احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

۔ (حدیث) ''جب جمعرات کا دن آتا ہے تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے صحیفے اور سونے کے قلم ہوتے ہیں جو جمعرات کے دن اور جمعۃ المبارک کی رات اُن لوگوں کی فہرست تیار کرتے ہیں جو آقا کریم ﷺ پر سب سے زیادہ دُرود شریف بھیجتے ہیں (۷)۔

۔ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) ہو تو مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو'' (۸) (حدیث) ''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجو کہ یہ دن مشہود ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں'' (۹)۔ کیونکہ (حدیث) ''جو مجھ پر جمعہ کے دن اور رات کثرت سے دُرود پڑھے، میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا'' (۱۰)

(۱) ابن خزیمہ، بزار، ترغیب ج۱ ح۷۶۴، ۷۶۷ (۲) بخاری ج۱ ح۱۸۵۵، ابوداؤد ج۲ ح۶۵۰، ترغیب ج۱ ح۷۶۵ (۳) مظاہر حق، ترغیب ج۱ ص۴۳۵، احیاء العلوم (۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ایتان الارواح ص۵ (۵) فتاویٰ امام نسفی علیہ الرحمۃ، ایتان الارواح ص۵ (۶) درمختار، فضائل الایام والشہور (۷) عن علی رضی اللہ عنہ قول البدیع ص۳۴۵، سعادۃُ الدارین، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۲۷ (۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، بیہقی، قول البدیع ص۳۳۶ (۹) ابن ماجہ ح۱۱۳۳، فیوض الباری حصہ ۴ ص۳۱ (۱۰) عن سیدنا انس رضی اللہ عنہ، دارقطنی، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۳۳۔

۞ ۔(حدیث) ''جو جمعۃ المبارک کے روز مجھ پر 100 بار دُرود پاک پڑھے گا اللہ کریم ﷻ اُس کی 100 حاجات پوری فرمائے گا'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''جو شخص جمعۃ المبارک کے روز مجھ پر 100 بار دُرود پاک پڑھے گا اللہ کریم ﷻ اُس کے سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ معاف فرمادے گا'' (۲)۔

۞ ۔(حدیث) سرکار کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص جمعۃ المبارک دن کے نمازِ عصر پڑھ کر اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے یہ دُرود شریف 80 بار پڑھے تو اللہ کریم ﷻ اُس کے 80 برس کے گناہ بخش دیتا ہے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا'' (۳)۔

۞ ۔(حدیث) ''ہر جمعۃ المبارک کو مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجو بیشک میری امت کا دُرود شریف مجھ پر ہر جمعۃ المبارک کو پیش کیا جاتا ہے، جو مجھ پر سب سے زیادہ دُرود شریف بھیجے گا اُس کا درجہ میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا'' (۴)۔

۞ ۔(حدیث) ''جو جمعہ کے دن مجھ پر 100 بار درود پڑھے گا روزِ محشر اس کے ساتھ اتنا نور ہوگا کہ اگر تمام مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کیلئے کافی ہو'' (۵)۔

جمعۃُ المبارک کے دن سفر کرنا:

جیسا کہ آپ نے پچھلے صفحات میں پڑھا کہ نماز جمعۃُ المبارک پڑھنا فرضِ عین ہے لہذا اِس روز سفر کرنا شریعت نے اسلئے منع قرار دیا ہے کہ مبادہ نماز جمعۃُ المبارک فوت نہ ہوجائے مگر یہ ممانعت اُس شخص کو ہے جس پر جمعہ فرض ہو جس پر جمعہ فرض نہیں وہ بہر حال سفر کر سکتا ہے جمعہ کو سفر نہ کرنے کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی شبِ جمعۃُ المبارک کو سفر کرتا ہے اُس کے دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) اُس پر بددُعاء کرتے ہیں'' (۶)۔ حضرت ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے شبِ جمعۃُ المبارک کو عشاء کے بعد ہی سے سفر کرنا منع لکھتے ہیں جبکہ کعب طبری علیہ الرحمۃ نے شبِ جمعۃ المبارک کو سفر کرنا مکروہ لکھا ہے (۷)۔ نیز ''جمعۃ المبارک کی اذان کے بعد سفر کرنا مکروہ ہے اور اگر لازمی ہی جانا ہو تو زوال سے پہلے نکل جائیں'' (۸) امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ زوال کے بعد بھی ضروری مقصد ہو تو سفر کرنا جائز فرماتے ہیں۔ اسلئے اگر راستہ میں جمعۃ المبارک پڑھنا ممکن ہو یا قافلہ چلے جانے کا خوف ہو یا کوئی بہت نقصان ہوتا ہو تو اس

(۱) معارج النبوت ج۱ ص۳۰۰ (۲) معارج النبوت ج۱ ص۳۰۱ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، دارقطنی، قول البدیع ص۳۳۶، ۳۳۸، احیاء العلوم (۴) عن ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج۳ ح۳۰۳۲ (۵) حلیۃ الاولیاء ج۸ ص۴۷ (۶) دارقطنی، احیاء العلوم (۷) نزہتہ المجالس (۸) عالمگیری ج۱ ص۲۲۷، نور الایضاح، درمختار، بہار شریعت، احیاء العلوم۔

صورت میں سفر کر سکتے ہیں۔ مگر اِس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سفر لازمی کیا جائے بلکہ حتی المقدور زوال کے بعد سفر نہ کرنا افضل و مستحسن ہے(۱)۔

مقبول و مخصوص ساعت جمعۃُ المبارک:

ویسے تو فضیلت کے اعتبار سے جمعۃ المبارک کا سارا دن ہی اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی انوار وتجلیات اور برکات کی بارش کا دن ہوتا ہے تاہم اس دن ایک خاص نورٌ علیٰ نور گھڑی بھی آتی ہے جو نصیب والوں کو میسّر آتی ہے۔ اس ساعت کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعۃ المبارک کے دن ایک مبارک گھڑی آتی ہے کہ اُس میں بندہ جو کچھ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے مانگتا ہے اُس کو عطاء فرمایا جاتا ہے جب تک کہ حرام کا سوال نہ کرے" (۲)۔ مگر (حدیث) "اس ساعت کا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے" (۳)۔ اس پُر فضیلت ساعت کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت سے راز میں اور پوشیدہ رکھا ہے کہ (حدیث) "میں اس ساعت کو جانتا تھا لیکن پھر مجھے بھلا دی گئی جس طرح لیلۃ القدر مجھے بھلا دی گئی ہے" (۴)۔ تاہم کئی ایک احادیثِ مبارکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کچھ نشاندہی فرمائی جن کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

۞ ۔(حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ ساعت امام کے (خطبہ کیلئے) بیٹھنے سے نماز پڑھی جانے تک ہے" (۵)۔ درمختار اور شامی بھی اسی طرح لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس قول کے مطابق دُعاء اپنے دل میں مانگیں کیونکہ خطبہ میں خاموشی کا حکم ہے۔

۞ ۔(حدیث) "وہ مقدس ساعت نماز جمعہ شروع ہونے سے نماز ختم ہونے تک ہے" (۶)۔

۞ ۔(حدیث) "اِس گھڑی کو نمازِ عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو" (۷)۔

۞ ۔(حدیث) پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ مبارک ساعت نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کے درمیان ہوتی ہے" (۸)۔

---

(۱) فیوض الباری حصہ ۴ص۵۹ (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ح۸۸۶، مسلم ج۱ح۱۸۶۵تا۱۸۶۹، ابوداؤد ج۱ح۱۰۴۳، ابن ماجہ ح۱۱۸۶، شعب الایمان ج۳ح۲۹۷۲، ۲۹۷۳، حاکم ح۱۰۳۰، احمد، ابن ابی شیبہ ج۲ص۱۵۰، مشکوٰۃ ح۱۲۷۸، ۱۲۸۳، مرآۃ المناجیح ج۲ص۳۰۴، ۳۰۸، فیوض الباری حصہ ۴ص۳۱، احیاء العلوم، لفظہ لہ ترمذی ج۱ح۴۷۴ (۳) بخاری، مسلم ج۱ح۱۸۶۵، ترمذی، ابن ماجہ ح۱۱۸۶، مؤطا امام مالک ح۲۴۲، مشکوٰۃ ح۱۲۷۸، مرآۃ المناجیح ج۲ص۳۰۴ (۴) عن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، حاکم ح۱۰۳۳، ابن خزیمہ ح۱۷۴۱، شعب الایمان ج۳ح۲۹۷۹ (۵) عن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح۱۸۷۱، ابوداؤد ج۱ح۱۰۳۶، دارقطنی، شعب الایمان ج۳ح۲۹۸۰، بلوغ المرام ح۴۸۹ص۱۵۱، مشکوٰۃ ح۱۲۷۹، مرآۃ ج۲ص۳۰۴ (۶) عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۴۷۴، ابن ماجہ ح۱۱۸۷ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح۴۷۳، نسائی ح۱۳۷۱، ابوداؤد ج۱ح۱۰۳۵، حاکم ح۱۰۲۳، بیہقی ح۵۷۹۷، مشکوٰۃ ح۱۲۸۱، مرآۃ ج۲ص۳۰۷ (۸) عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۱۱۸۸، ابوداؤد، نسائی، بلوغ المرام ح۴۹۰، ۴۹۱ص۱۵۱۔

۔(حدیث)حضرت سیّدنا عبداللہ سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”وہ ساعت جمعہ کی آخری گھڑیوں میں آتی ہے“(۱)۔

۔(حدیث) ”حضرت سیّدہ فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا کو مقرر فرمایا کہ وہ جمعۃ المبارک کے دن کی آخری گھڑی کا خیال رکھے اور اُن کو اُس کی خبر دے، جب اُن کو خبر دی گئی تو آپ اُسی وقت (غروب آفتاب تک) دعاء و استغفار میں مشغول رہیں“ (۲)۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) ”حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلام (حضرت زید رضی اللہ عنہ) کو حکم فرماتیں کہ ٹیلے پر چڑھ جائے اور جب آدھا سورج غروب کیلئے لٹک جائے تو فوراً اطلاع کرے چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا تو آپ رضی اللہ عنہا فوراً عبادت میں مشغول ہو جاتیں“ (۳)۔کیونکہ (حدیث) آپ رضی اللہ عنہا نے آقا کریم علیہ السلام سے سن رکھا تھا کہ ”وہ ساعت اس وقت ہوتی ہے جب سورج کی آنکھ غروب ہونے کیلئے لٹک جائے“(۴)۔

۔ ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ایک جگہ اکٹھی ہوئی اور اس گھڑی کے متعلق بحث کرنے لگے جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بھی اختلاف نہ تھا کہ وہ گھڑی یوم جمعۃ المبارک میں دن کی آخری گھڑی میں ہے“ (۵)۔

۔لہٰذا اسی پر جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور آئمہ کرام کا اتفاق ہے کہ وہ ساعت عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے (۶)۔یہی قول درمختار اور شامی نے لکھا ہے۔لہٰذا جملہ روایات کو سامنے رکھیں تو قوی امکان ہے کہ اس مقدّس و معتبر گھڑی کو (حدیث) ”عصر کے بعد آخری ساعت میں تلاش کرو“ (۷)۔بہر حال اس مقبول ساعت کے تعیّن کے بارے کئی اقوال ہیں امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے شرح بخاری میں 30 اقوال لکھے ہیں جن کا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السّعادت میں بھی ذکر کیا ہے۔اور مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۴ اور بلوغ المرام ح نمبر ۴۹۱ ص ۱۵۱ میں 40 اقوال کا ذکر ہے۔ابن عماد علیہ الرحمۃ نے اکثر کی روایت کی ہے درمختار اور شامی میں 42 اقوال منقول ہیں جبکہ علاّمہ سُیُوطی علیہ الرحمۃ نے 45 اقوال کا ذکر فرمایا ہے۔بہر حال اس ساعت کا وقت معیّن نہیں ہے۔بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ گھڑی سارے دن میں بالکل ایسے ہی مبہم رہتی ہے جیسے رمضان المبارک میں ”لیلۃ القدر“۔اس گھڑی کو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، یہ گھڑی

(۱)امام احمد، ابن ماجہ ح ۱۱۸۸، نسائی ح ۱۴۱۲، ابوداؤد ج ا ح ۱۰۳۳، حاکم ح ۱۰۳۰، شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۷۵، مؤطا امام مالک ح ۲۴۳ (۲) مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۰۴، احیاء العلوم مدراج النبوت، قوت القلوب ج ۱ (۳) شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۷۷ (۴) شعب الایمان ج ۳ ح ۲۹۷۷ (۵) عن سیّدنا ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف تابعی علیہ الرحمۃ، سنن سعید بن منصور، سفر السّعادت (۶) بہار شریعت (۷) ابوداؤد، نسائی، حاکم ح ۱۰۲۳، بیہقی ح ۵۷۹۷، نزھۃ المجالس۔

جمعۃ المبارک کے دن مختلف اوقات میں ہر جمعۃ المبارک کو بدلتی رہتی ہے تاکہ بندہ اللہ کریم ﷻ کی رغبتِ طلب، گریہ زاری اور دعاء وندا میں پورا دن یا اُس کا اکثر حصہ مصروف رہے، تو جو شخص متواتر یا اکثر اس دن وظائف اور ذکر میں مصروف رہتا ہے اللہ کریم ﷻ کے حکم سے وہ یہ مقبول گھڑی پا لیتا ہے(۱)۔ گویا یہ ساعتِ مستجاب پوشیدہ ضرور ہے تاہم مقدّر والوں کو ضرور میسر آ جاتی ہے۔

اس دوران تلاوتِ قرآن پاک اور دُرُود شریف میں مشغول رہیں اور مجلس علم و ذکر میں شامل ہوں اس وقت عموماً لوگ حلقہ بناتے ہیں اور محفل سجاتے ہیں کہ (حدیث) ''مجلسِ ذکر میں حاضر ہونا 1000 رکعت نماز سے افضل ہے، اور مجلس علم میں جمعۃ المبارک کو حاضر ہونا 1000 بیمار کی عیادت سے افضل ہے'' (۲)۔ اور حضرت عطاء تابعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''ایک مجلس ذکر 70 بُری مجالس کا کفارہ بن جاتی ہے'' (۳)۔ مگر (حدیث) آقا کریم ﷺ نے جمعۃ المبارک کے دن نماز سے پہلے حلقہ کرنے سے منع فرمایا بشرطیکہ کوئی عالمِ دین اللہ کریم ﷻ کے انعامات کا ذکر کرے اور دین سمجھاتا ہو ایسے علم کا سننا نوافل میں مشغول رہنے سے افضل ہے (۴)۔ تاہم قصہ گو سے بچنا چاہیئے کہ حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد سے زبردستی ایک قصہ گو کو کوتوال (سپاہی) کے ذریعے اُٹھوا دیا جبکہ ''ایک قصہ گو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے آنگن میں بیٹھا کرتا تھا آپ نے اُسے اٹھوانے کا حکم دیا تو حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے اتنا مارا کہ اُس پر چھڑی توڑ دی کہ اُس نے بی بی پاک رضی اللہ عنہا کو ذکر و تسبیح سے روک رکھا تھا یعنی خلل ڈالتا تھا'' (۵)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی مسجد سے قصہ گوؤں کو نکال دیا اور فرمایا ''ہماری اس مسجد میں کوئی آدمی قصہ گوئی نہ کرے'' (۶)۔ تاہم بزرگانِ دین کی حکایات کہ جس سے ایمان کو تازگی ملے بہت مستحسن عمل ہے۔

ترکِ نمازِ جمعۃُ المبارک پر وعید:

نمازِ جمعۃ المبارک فرضِ عین (Strict obligation) ہے اس کی فرضیت نمازِ ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے، اسلئے نمازِ جمعۃ المبارک کے ترک کرنے کا گناہ بھی نمازِ ظہر سے بڑا ہے۔ اور نمازِ جمعۃ المبارک کی قضاء بھی نہیں لہٰذا جمعۃ المبارک رہ جائے تو ظہر پڑھیں۔ آپ جمعۃ المبارک کی نماز کے ثواب سے محروم ہو گئے۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص بغیر مجبوری

(۱) قوت القلوب ج۱، فیوض الباری حصہ۴ ص۷۰ (۲) عن سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ، احیاء العلوم، قوت القلوب ج۱ (۳) قوت القلوب ج۱ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۱۱۸۲، ترمذی ج۱ ح۳۰۵، نسائی ح۷۰۷، احیاء العلوم (۵) احیاء العلوم، قوت القلوب ج۱ (۶) قوت القلوب ج۱۔

کے نمازِ جمعۃ المبارک ترک کر دیتا ہے وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایک ایسی کتاب میں نہ وہ مٹائی جاتی ہے نہ تبدیل کی جاتی ہے" (۱)۔ نیز (حدیث) "جو جمعہ کو حقیر سمجھ کر انکار کرے اللہ کریم ﷻ اس کے سر کے ٹکڑے کرے اور اس کے کام میں برکت نہ دے۔ یاد رکھو اس کی نماز قبول ہوگی نہ زکوٰۃ نہ حج نہ روزہ نہ کوئی نیکی یہاں تک کہ توبہ کر لے" (۲)۔ اور پھر (حدیث) "جس نے 3 جمعے یا فرمایا 4 جمعے برابر چھوڑے اُس نے اسلام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا" (۳)۔ اور (حدیث) "اللہ کریم سبحانہٗ وتعالیٰ اُسکے کام میں برکت نہیں دے گا" (۴)۔ ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "لوگ اپنے جمعۃ المبارک کو چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ کریم سبحانہٗ وتعالیٰ اُن کے دلوں پر مُہر لگا دے گا پھر وہ غافل ہو جائیں گے" (۵)۔ نیز (حدیث) "جو شخص سستی اور کاہلی سے بلا عذر و بیماری کے 3 جمعے چھوڑ دے اللہ کریم سبحانہٗ وتعالیٰ اُس کے دِل پر مُہر لگا دیتا ہے" (۶)۔ ایک دوسری جگہ (حدیث) آپ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حُکم دُوں اور جو لوگ جمعۃ المبارک سے پیچھے رَہ گئے ہیں اُن کے گھروں کو جلا دُوں" (۷)۔ ایک اور رَونگھٹے کھڑے کر دینے والی حدیث تارکینِ جمعۃ المبارک کی عبرت کیلئے عرض ہے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے عرض کیا "آپ اُس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو پوری رات نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزہ بھی رکھتا ہے مگر جمعۃ المبارک کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا اگر وہ شخص اِس حال میں فوت ہو جائے تو اُس کا کیا حال ہوگا؟" آپ نے فرمایا "وہ جہنّم میں جائے گا" ایک مہینہ تک آپ سے پوچھا گیا اور ہر بار آپ یہی فرماتے رہے" (۸)۔ ایسے ہی ایک عبرتناک واقعہ امام اوزاعی علیہ الرحمۃ نے بتایا کہ ایک شکاری جمعہ کے دن بھی شکار کرتا اور جمعہ کی پرواہ نہ کرتا تھا ایک جمعہ وہ شکار پر نکلا تو اپنے خچر سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا سب کچھ دھنس گیا صرف خچر کا کان باہر رہ گیا (۹)۔ نیز حضرت

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند شافعی، مشکوٰۃ ح ۱۲۹۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۷ (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ح ۱۱۲۹ (۳) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۰۶ (۴) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۸۹۸، نسائی ح ۱۳۵۲ ابن ماجہ ح ۱۱۷۶، مسند احمد، دارمی ح ۱۶۰۷، ابن حبان ح ۲۷۸۵، ابن خزیمہ ح ۱۸۵۵، بیہقی ح ۵۳۶۰، معجم اوسط ح ۴۰۶، مشکوٰۃ ح ۱۲۹۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۴، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۱، بلوغ المرام ح ۴۷۰ ص ۱۴۶ (۶) عن ابو الجعد وہب ضَمری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۰۳۹، ترمذی ج ۱ ح ۴۸۳، نسائی ح ۱۳۵۱، ابن ماجہ ح ۱۱۷۴ تا ۱۱۷۶، دارمی ح ۱۶۰۸، مسند احمد، ابن خزیمہ ح ۱۸۵۶، ابن حبان ح ۲۷۸۶، بیہقی ح ۵۳۶۶، معجم اوسط ح ۲۷۳، معجم کبیر ح ۹۱۶، حاکم ح ۱۰۳۴، مؤطا امام مالک ح ۲۴۸، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۰۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۱۷، مشکوٰۃ ح ۱۲۹۱، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۵ (۷) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسلم ح ۶۵۲، احمد، حاکم ح ۱۰۸۰، بیہقی ح ۵۳۶۵، معجم صغیر ح ۴۷۹، اوسط ح ۳۶۳۳، مشکوٰۃ ح ۱۲۹۶، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۸۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۶، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۱ (۸) احیاء العلوم، قوت القلوب ج ۱ (۹) شعب الایمان ج ۳ ح ۳۰۲۶۔

امام مجاہد تابعی علیہ الرحمۃ نے بتایا کہ کچھ لوگ جمعہ کو سورج ڈھلنے کے باوجود سفر کو چل نکلے راستہ میں اچانک ان کے خیمے سے شعلے نکلنے لگے خیمہ جل گیا مگر آگ نظر نہ آئی (۱)۔

۔جمعۃ المبارک پڑھنا فرض عین ہے تاہم کسی بنا پر نصیب نہ ہو سکے تو (حدیث) ''جو شخص بغیر کسی عذر کے نمازِ جمعۃ المبارک چھوڑے وہ ایک دینار صدقہ کرے، اگر عذر سے نہ پا سکے تو وہ نصف دینار صدقہ کرے'' (۲)۔ یہ صدقہ توبہ کی قبولیت کیلئے کفارۃ الذُّنوب ہے ورنہ توبہ کرنا فرض ہے۔

(۱) شعب الایمان ج۳ ح۳۰۲۷ (۲) عن سَمُرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ، احمد، ابوداؤد ج۱ ح۱۰۴۰، ابن ماجہ ح۱۱۷۷، ابن خزیمہ ح۱۸۶۱، شعب الایمان ج۳ ح۳۰۱۶، نسائی ح۱۳۵۴، کشف الغمہ ج۱ ص۱۳۷، حاکم ح۱۰۳۵، مشکوٰۃ ح۱۲۹۲، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۳۱۵

نور مجسم

۔(حدیث عن سالم عن ابیہ رضی اللہ عنہ) ''رایت النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم بعَینی هاتین وکان نورا کله بل نورامّن نور اللّٰه'' میں نے اپنی آنکھوں سے آقا کریم علیہ السلام کی زیارت کی آپ علیہ السلام سراسر نور بلکہ نورًا من نور اللہ (اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور) تھے'' (مصنف عبدالرزاق ا ص۶۲، ح۱۷)۔

۔(حدیث عن جابر رضی اللہ عنہ) ''میں نے آقا کریم علیہ السلام سے پوچھا ''اللہ کریم تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا کی؟'' تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''هونور نبیّك یاجابر خلقه اللّٰه، ثم خلق فیه کل خیر، وخلق بعدهٗ کل شیٔ، اے جابر! وہ تیرے نبی (کریم علیہ السلام) کا نور ہے اللہ کریم تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر اس میں ہر خیر پیدا فرمائی اس کے بعد ہر شے پیدا کی'' (عبدالرزاق ج۱ ص۶۲، ح۱۸، نشر الطیب اشرف علی تھانوی ص۵)

۔(حدیث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) ''اذاتکلّم رأی کالنّور یخرج من بین ثنایاه، جب پیارے آقا کریم علیہ السلام بولتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا''

(شمائل ترمذی ص۲۰)

باب۔۲۲ بندہ مومن کی نمازِ جنازہ

نوٹ:۔ اس باب میں بہت تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے میرا ارادہ تھا کہ اس موضوع کو الگ ایک کتاب کی شکل دوں گا مگر بعض پیارے بھائیوں کے مشورہ اور اصرار پر اس کے کچھ ضروری عنوانات پر اختصار سے تحریر کیا جارہا ہے، تاہم بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ ضروری مسائل شامل بھی ہو جائیں اور کتاب کا سائز بھی کنٹرول میں رہے، اسلئے عین ممکن ہے کہ آپ کو جگہ جگہ تشنگی محسوس ہو جس پر معذرت خواہ ہوں۔ فخری۔

یہ بات کون نہیں جانتا کہ (القرآن) "ہر ایک نے موت کا مزہ چکھنا ہے" (۱)۔ اور (القرآن) "تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو" (۲)۔ پھر اے بھائی! کیوں غافل ہو چکا ہے تمہیں ابھی موت، قبر، حشر کے پر آزمائش خوفناک مرحلے طے کرنے ہیں۔ اتنے لمبے سفر کو بھول کر اس عارضی زندگی اور چند روزہ قیام کو اپنا مستقل قیام سمجھ لیا ہے بلکہ حکم تو یہ ہے کہ (حدیث) "لذتوں کو کھودینے والی موت کو بہت یاد کیا کرو" (۳)۔ کیونکہ موت نے تو پیارے انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں چھوڑا۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے پیاروں کو ہڑپ کر گئی، پھر ہم کیوں اس سے غافل رہیں اسی لئے جب (حدیث) ملک الموت حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی روح مقدس قبض کرنے کیلئے تشریف لائے تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُنہیں مکا مارا جس سے اُنکی آنکھ باہر آگئی، انہوں نے اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں شکایت کی، تو اللہ کریم جل جلالہ نے ملک الموت کو آنکھ عطا فرمائی اور انہیں فرمایا "میرے (لاڈلے نبی) موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ (اگر وہ فی الحال موت نہیں چاہتے تو) ان سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھیں انکے ہاتھ کے نیچے جتنے بال ہوں گے ہر بال کے بدلے ایک سال کی زندگی دوں گا"۔ فرشتے نے جب یہ پیغام حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا "یا اللہ کریم جل جلالہ جب اتنی زندگی گزار لوں گا تو پھر کیا ہوگا؟"۔ اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا "پھر موت ہوگی"۔ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی "(تب بھی موت ہی آنی ہے تو) پھر ابھی (موت دے دے)" (۴)۔ گویا جب معلوم ہوا کہ موت کے بغیر چارہ نہیں تو موت قبول فرمالی۔ اور پھر جب **یہ گھڑی پیارے آقا کریم ﷺ پر آئی** تو (حدیث) "ملک الموت نے آپ ﷺ کے دروازے پر آکر اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام (جو ملک الموت سے پہلے ہی آپ ﷺ کے پاس تشریف لاچکے تھے) نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ یہ ملک الموت

(۱) سورۃ آلِ عمران، ۱۸۵ (۲) سورۃ النساء، ۷۸ (۳) ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوۃ ح ۱۵۱۹، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۲۴، (۴) بخاری، مسلم ج ۳ ح ۶۰۲۵، نسائی، مسند امام احمد، ابن حبان ح ۶۲۲۳۔

ہیں، حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں، حالانکہ آپ سرکار کریم ﷺ سے پہلے کبھی بھی کسی کے پاس (روح قبض کرنے کیلئے) آنے کی انہوں نے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "انہیں اجازت دے دو"۔ چنانچہ تو وہ آقا کریم ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کی "یارسول اللہ ﷺ اللہ کریم جل جلالہ نے مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ (روح اقدس قبض کرنے یا نہ کرنے کے بارے) آپ ﷺ جو مجھے حکم فرمائیں اس میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ ﷺ مجھے اپنی روح مبارک قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ ﷺ مجھے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے چھوڑ دوں"۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ملک الموت کیا تم یہ کرو گے؟"۔ ملک الموت نے ادب سے سر جھکا لیا اور عرض کی "ہاں یارسول اللہ ﷺ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے"۔ اُس وقت حضرت سیّدنا جبریل علیہ السلام نے فرمایا "یارسول اللہ ﷺ اللہ کریم جل جلالہ آپ ﷺ کی لقا (ملاقات) کا مشتاق ہے"۔ تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ملک الموت پھر جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو"۔ اس پر حضرت سیّدنا جبرایل علیہ السلام نے (گویا رو کر) عرض کی "السلام علیک یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا زمین پر آخری اترنا ہے"۔ (گویا حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جب زمین پر میرے آقا ومحبوب پیارے ﷺ نہیں تو میں نے آ کر کیا کرنا) اور پھر آقا کریم ﷺ کا پاک وصال پرملال ہو گیا" (۱)۔ حتیٰ کہ جب عاشقِ صادق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن آقا کریم ﷺ کے وصال کے قریب آپ ﷺ کا خطبہ مبارک سنا (حدیث) "آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ "اللہ کی قسم ایک بندے کو اُس کے رب کریم جل جلالہ نے اختیار دیا کہ جتنی دیر چاہے وہ دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے، یا چاہے تو اللہ کریم جل جلالہ سے ملاقات کرے؟۔ تو اس بندے نے اپنے رب کریم جل جلالہ سے لقا (ملاقات) کو اختیار کیا"۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمانے لگے "یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ پر اپنے ماں، باپ، اولاد، مال اور جان قربان کر دیں گے" (۲)۔ مگر یہ کربناک گھڑی جان سے زیادہ پیار کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نہ ٹال سکے اور ان کی ایک نہ چلی اور ان کی نظروں کے سامنے سب کچھ گویا چھن گیا اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا کہ (حدیث) "جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آپ ﷺ مدینہ پاک تشریف لائے تو مدینہ پاک کی ہر ایک چیز روشن ہو گئی اور

(۱) خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۹۶، طبرانی، بیہقی، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۱۵، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۲۱۹، ۲۲۹ (۲) بیہقی، ابویعلی مصنف ابن ابی شیبہ، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۵۸۶، ۵۸۷۔

جس دن آپ ﷺ کا وصال پاک ہوا تو ہر طرف اندھیرا چھا گیا'' (۱)۔ اور پھر سارا مدینہ پاک دھاڑیں مار مار کر نڈھال ہو کر روتا رہ گیا، حضرت سیدنا ابو ذویب ہذلی رضی اللہ عنہ نے جب یہ اندوہناک اطلاع سنی اور مدینہ پاک پہنچے تو اہل مدینہ کی المناک حالت دیکھ کر فرماتے ہیں کہ (حدیث) ''میں نے اہل مدینہ پاک کو فراق محبوب کریم ﷺ میں اس طرح روتے پایا جیسے حاجی احرام کی حالت میں (رو رو کر گناہوں کی معافی مانگتے بلند آواز سے ذکر اذکار اور) لا الہ الا اللہ کہہ کر آہ وزاری کرتے پھرتے ہوتے ہیں'' (۲)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو دردناک کیفیت وارد تھی وہ بیان سے باہر ہے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں اور حواس ناکارہ ہو گئے ہوں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدت غم میں ایسے نڈھال تھے کہ جیسے ان کی قوتِ گویائی سلب کر لی گئی ہو۔ بعض نے یہ دعا مانگنا شروع کر دی کہ ''یا اللہ ہماری آنکھوں کی بینائی چھین لے تا کہ جن آنکھوں نے پیارے آقا کریم ﷺ کا روئے اقدس دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے اب وہ کسی اور چہرہ کو نہ دیکھ سکیں'' (۳)۔

لہذا موت برحق ہے، اس کا ایک مقررہ وقت ہے (القرآن) ''جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو اور نہ آگے بڑھ سکو'' (۴)۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں گویا سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا (القرآن) ''بلکہ تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت دنیا سے بہت زیادہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے'' (۵)۔ اسی لئے (حدیث) ''بندۂ مومن کو فوت ہونے پر دنیاوی پریشانیوں سے آرام نصیب ہوتا ہے اور کافر کے مرنے پر لوگوں، شہروں، درختوں اور جانوروں کو آرام نصیب ہوتا ہے (اس آفات وبلیات ووبال سے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اس کی وجہ سے ان پر تھا)'' (۶)۔ لہذا تنبیہ فرما دی گئی کہ (القرآن) ''کافروں کا اپنے شہروں میں عیش وعشرت میں پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے'' (۷)۔ کیونکہ (القرآن) ''کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی اور مسلمانوں پر (ان کی غربت اور دنیا سے بے رغبتی دیکھ کر) ہنستے ہیں'' (۸)۔ لہذا دنیا کی آراستگی وپیراستگی دیکھ وہ اس میں محو ہو کر رہ جاتے ہیں اور اسے ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ (القرآن) پیارے اللہ کریم جل جلالہ نے وضاحت فرما رکھی ہے کہ ''ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کیلئے اس میں بھلائی ہے ہم تو اسی لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں اور بڑھیں اور (جسکے بدلے میں آخرت

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۹۴، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۰۷، حاکم، بیہقی، دارمی، ماثبت بالسنہ، جلوۂ جاناں ج ۳ ص ۲۴۰ (۲) ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۰۰ (۳) مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۳۲، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۴۵ (۴) سورۃ سبا، ۳۰ (۵) سورۃ الاعلیٰ، ۱۶، ۱۷ (۶) مسلم ج ۱ ح ۲۰۹۷ (۷) سورۃ آل عمران، ۱۹۶ (۸) سورۃ البقرہ، ۲۱۲۔

میں) ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے"(۱)۔لہذا اے بندۂ مومن! خبردار اپنی سوچ کو کافروں والی سوچ سے بچا کہ بس کوئی گھڑی جاتی ہے کہ ہم بھی ایک دن اس منوں مٹی کے نیچے جا سوئیں گے جو آج ہم بدن پر تو کجا کپڑے پر بھی نہیں لگنے دیتے۔

عالم نزع پر ہمدردانہ سلوک:

موت ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس سے گزرتا ہے اسکی ہولناکی کا اس سے اندازہ لگالیں کہ (حدیث) "موت کی تکلیف تلوار کی 1,000 چوٹوں سے سخت ہے"(۲)۔اور (حدیث) "موت آروں کے چیرنے سے، قینچیوں کے کاٹنے سے اور ہانڈیوں میں اُبالنے سے زیادہ سخت ہے"(۳)۔اور پھر (حدیث) "اگر موت کی تکالیف کا ایک قطرہ تمام آسمان اور زمین پر رہنے والوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب مر جائیں"(۴)۔لہذا اس خوفناک عالم میں ہم سے بچھڑنے والا ہمارا پیارا ایک کڑے امتحان میں ہوتا ہے۔گو اس نے اپنے اعمال سے اگلے تمام مرحلے طے کرنے ہیں مگر آج اس کے ساتھ کی ہوئی نیکی و ہمدردی اسے بے پناہ فائدہ دے سکتی ہے۔اسلئے تسلی کریں کہ اس پر بیماری کے اثرات ہیں یا موت کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔جان لیں کہ اگر اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ جائیں۔ناک کی ہڈی ٹیڑھی ہو جائے اور کجی ظاہر ہو جائے۔کنپٹیوں پر گڑھے پڑ جائیں۔چہرہ کی کھال کھچ جائے۔رنگت بدل جائے۔سانس بے ترتیب ہو جائے۔گلے سے خراٹوں کی سی آواز آنے لگے(۵)۔تو سمجھ لیں کہ اب یہ ہمارا پیارا عالم نزع میں ہے، روانہ ہونے والا ہے ایک ایسے رستہ پر جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا بے انتہاء دکھ ان گنت سکھ نہ جانے کیا اس کے حصے میں آئے۔ان حالات میں صبر آتا تو نہیں ہے، بندے کا بے بس ہو جانا فطری عمل ہے مگر ممکن ہو تو کچھ ضبط ضرور کریں اور فضول ہنگامہ خیزی سے بچیں۔اور اپنے اس بچھڑنے والے پیارے کیلئے کچھ خیر خواہی کے کام کریں۔

قبل از وصال:

۞۔ مستحب ہے کہ اس کے پاس نیک لوگ سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد کی تلاوت کریں(۶)۔کیونکہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ورحیم ﷺ نے فرمایا" اپنے فوت ہونے والوں کے پاس سورۂ یٰسین

(۱) سورۂ آل عمران،۱۷۸ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص۱۱۸ (۳) عن شداد رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص۱۱۹ (۴) عن سیدنا میسرہ رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص۱۱۹، قوت القلوب ج۱ (۵) مالابدمنہ ص۵۵، عالمگیری ج۱ص۲۴۹۔ جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص۲۲۱ (۶) جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص۲۲۱، عالمگیری ج۱ص۲۴۹، مالابدمنہ ص۵۵۔

پڑھو"(۱)۔ کیونکہ (حدیث) "جس فوت ہونے والے کے سرہانے سورۃ یٰسین پڑھی جاتی ہے اُس پر موت آسان ہوجاتی ہے"(۲)۔

۞۔ مستحب ہے کہ نیک آدمی فوت ہونے والے کے کانوں کے قریب آہستہ آہستہ کلمہ شریف کا ورد کرے (۳)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اپنے مرنے والوں کو کلمۂ توحید کی تلقین کرو"(۴)۔ ضرور یاد رہے کہ نرم اور شفیق لہجہ رکھنے والا ایسا نیک شخص کہ جس سے وصال کرنے والے کو پیار اور اُنس ہو وہ اس کے پاس درمیانی آواز میں وقفہ وقفہ سے کلمہ شریف پڑھے اگر مریض بات سمجھ رہا ہو اور مان رہا ہو تو اسے کلمہ پاک پڑھنے کی تلقین کریں ورنہ اسے پڑھنے کیلئے کہنے کی بجائے خود پڑھ کر اسے سنائیں کیونکہ وصال کرنے والے پر نزع کی تلخی کا عالم ہوتا ہے کیا پتا شیطان اسکی زبان سے کوئی برا جملہ نکلوا دے، لہذا یہ سلسلہ تلقین جاری رکھیں انشاء اللہ وہ سن کر خود ہی کلمہ پڑھنے لگے گا۔ پھر جب ایک بار کلمہ پڑھ لے تو بار بار پڑھنے کیلئے ہرگز اصرار نہ کریں اور اگر کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی بات چیت کر لے تو اسی طرح پھر کلمہ کی تلقین کریں(۵)۔ کیونکہ (حدیث) "جس کا آخری کلام کلمہ شریف ہو وہ جنت میں ہوگا"(۶)۔ اور یہ وہ پیارا عمل ہے جس کیلئے (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ بنی عبد المطلب کے ایک شخص کے پاس تشریف فرما ہوئے اور اس دوران انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین فرماتے رہے (بعد میں) فرمایا "فوت ہونے والوں کو کلمہ کی تلقین کرو کیونکہ جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہوگا وہ جنت میں جائے گا"(۷)۔ ایسے ہی جب (حدیث) "حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ایک شخص آپ کو کثرت کے ساتھ بار بار کلمۂ توحید پڑھنے کی تلقین کرنے لگا۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ کے حواس چونکہ ابھی کنٹرول میں تھے اسلئے فرمانے لگے "جب میں نے ایک بار کلمہ شریف پڑھ لیا تو جب تک دوسری بات نہ کروں اسی پر قائم ہوں (پھر کیوں بار بار اصرار کرتے ہو؟)"(۸)۔ یہاں یہ ضرور یاد فرمالیں کہ وصال پاک کے وقت جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کی زبان اقدس پر یہ الفاظ تھے (حدیث)

(۱) عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۵۰۹، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۴۴، مسند احمد، ابن ماجہ، مشکوۃ ح۱۵۴۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۳۲ (۲) شرح الصدور اردو ص۱۲۵ (۳) ترمذی ج۱ ح۹۶۶، ہدایہ ج۱ ص۱۲۳، شرح نقایہ ج۱ ص۱۳۱، مالا بدمنہ ص۵۵، جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج۱ ص۲۴۹، نور الایضاح ص۲۲۰، بہار شریعت ج۱ ص۲۹۸ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مسلم ج۱ ح۲۰۱۹، ۲۰۲۱، ترمذی ج۱ ح۹۶۵، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۴۰، نسائی، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۰۵، مسند احمد، ابن حبان، مشکوۃ ح۱۵۲۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۲۹، حاکم، بیہقی ح۶۳۹۰، ابی یعلی ح۱۰۹۶، معجم کبیر ح۱۰۴۱۷ (۵) جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج۱ ص۲۴۹، بہار شریعت ج۱ ص۲۹۸ (۶) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۹۶۶، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۳۹، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۲۹۹، مشکوۃ ح۱۵۳۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۳۱ (۷) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح۲۴۷ (۸) ترمذی ج۱ ح۹۶۶۔

"اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی (١)۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۞۔فوت ہونے والے مومن کے پاس خوشبو رکھیں (٢)۔کیونکہ فرشتوں کی آمد ہوتی ہے۔

۞۔مومن کے وصال پانے کی ایک علامت یہ ہے کہ (حدیث) "موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے" (٣)۔یہی نصیحت (حدیث) حضرت سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا اسود رضی اللہ عنہ کو فرمائی کہ "فوت ہوتے وقت میرے پاس رہنا، مجھے کلمہ کی تلقین کرنا اور جب پیشانی پر پسینہ دیکھو تو مجھے بشارت دینا" (٤)۔اور پھر یہ تو مومنین کے وصال پاک کا منظر ہوتا ہے تو اس پیاری امت کے پیارے والیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کا وقت تصور میں لائیں کہ (حدیث) "جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک جسم اطہر سے نکلی تو ایسی خوشبو آئی اور پھیلی کہ اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو میں (راویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے کبھی نہیں سونگھی" (٥)۔سبحان اللہ۔

۞۔فوت ہونے والے مسلمان بھائی کا منہ قبلہ کی طرف کر دیں (٦)۔کیونکہ (حدیث) "پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فوت ہونے والے کا رُخ قبلہ کی طرف کر دو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو فرشتے اسکی طرف آ جائیں گے اور اللہ کریم جل جلالہ اسکی طرف توجہ فرمائے گا" (٧)۔اسی بنا پر حضرت سیّدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے بوقتِ وصال وصیت فرمائی کہ (حدیث) "مرتے وقت میرا رخ قبلہ کی طرف کر دینا" (بعد از وصال اُن کی یہ وصیت سن کر) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس نے (یہ وصیت کر کے) فطرت یعنی سنّت کو پالیا" (٨)۔

۞۔وصال کرنے والے پر کوئی چادر اوڑھ دیں کیونکہ (حدیث) "شہنشاہ عرب وعجم، شفیع الامم، ختم الرسل جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال پاک ہوا تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یمنی چادر (جو یمن کے شہر حبرہ کی بنی ہوئی تھی) ڈال دی گئی تھی" (٩)۔ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے

(١) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری، مسلم، خصائص کبریٰ ج٢ص٥٩٤، ضیاء النبی ج٤ص٨١٥، رحمۃ للعالمین ج١ص٢٤٥، جلوۂ جاناں ج٣ص٢٣٠، ماثبت بالسنہ (٢) عالمگیری ج١ص٢٤٩ (٣) عن عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ح٩٦٩، ٩٨٢، ابن ماجہ ج١ح١٥١٣، سنن نسائی ح١٨٠٤، سنن کبریٰ نسائی ح٢٠٣٢، شعب الایمان ج٧ح١٠٢١٣ تا١٠٢١٤، مستدرک حاکم ج١ ح١٣٣٣، طبرانی معجم اوسط ح١٥٠٧، مشکوۃ ح١٥٢٢، مرأۃ المناجیح ج٢ص٤٢٥ (٤) شرح الصدور ص١١٧ (٥) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بزار، بیہقی، خصائص الکبریٰ ج٢ص٥٩٨، سیرت ابن کثیر ج٤ص٢٧٤، ضیاء النبی ج٤ص٨١٥ (٦) درمختار، نورالایضاح ص٢٢٠، عالمگیری ج١ص٢٤٨، ہدایہ، بہار شریعت ج١ص٢٩٨ (٧) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح٢٤٧ (٨) مستدرک حاکم ج١ح١٣٠٥، بیہقی ح٦٣٩٦، شرح نقایہ ج١ص١٣١ (٩) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج١ح١١٦٤٣، نسائی ج٢ ح١٨١٧، ابوداؤد ج٢ ح٣١٣٤٣، ١٣٧٢، مسلم ج١ح٢٠٧٤، ٢٠٧٥، ٢٠٧٨، ابن ماجہ، مسند امام احمد، ابن حبان ح٦٦٢٥، بیہقی ح٦٥٠١، ابی یعلی ح٤٥٨٢، معجم کبیر ح١٠٣٨٧، مشکوۃ ح١٥٣٢، مرأۃ المناجیح ج٢ص٤٣١۔

فرمایا ''میرے شہید والد رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد کے موقع پر لایا گیا جبکہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا (بدن کے اعضاء کاٹے ہوئے تھے) انہیں آقا کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا جب کہ ان پر کپڑا اڈالا ہوا تھا'' (۱)۔

۞ ۔مومن کے وصال کے وقت فرشتوں کی آمد ہوتی ہے کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے اسکے پاس آتے ہیں'' (۲)۔اسلئے حیض ونفاس والی عورت کو پاس نہیں آنا چاہیئے اور اگر اسکا حیض ونفاس ختم ہو گیا ہو اور غسل کرنا باقی ہو تو حرج نہیں، اور نہ ہی جنبی مرد یا عورت فوت ہونے والے کے پاس آئے۔نیز جس مکان میں بوقت وصال مسلمان بھائی موجود ہو اس میں تصویر یا کتا نہیں ہونا چاہیئے اگر تصویر یا کتا ہو تو اسے نکال دیں (۳) کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس گھر میں جنبی، مُورت (تصویر) یا کتا ہو اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے'' (۴)۔

بعد از وصال:

جب وہ المناک گھڑی آجائے جب محبوب پیارا چل بسے تو محبت اور ہمدردی کرتے ہوئے:۔

۞ ۔میّت کا منہ بند کر کے ٹھوڑی کسی کپڑے سے نرمی سے باندھ دیں۔

۞ ۔ہاتھ پاؤں نرمی سے سیدھے کر دیں۔

۞ ۔آنکھیں بند کر دیں اور کہیں ''بِسۡمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (یا کہیں) وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ'' (۵) کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اپنے مردوں کی آنکھیں بند کر دیا کرو'' (۶)۔اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشرف لائے جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں (اور وہ وصال فرما چکے تھے) تو آپ ﷺ نے آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا ''جب روح نکل جاتی ہے تو بینائی اس کا پیچھا کرتی ہے'' (۷)۔ایک جگہ اسی وضاحت میں (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''تم نے دیکھا کہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں''۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''جی ہاں

(۱) نسائی ج۲ ح۱۸۱۸ ولفظہ بخاری ج۱ ح۱۱۶۶، ۱۲۱۰ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۰۴ (۳) عالمگیری ج۱ ص۲۴۹، جوہرہ نیرہ، بہارشریعت ج۱ص۲۹۹ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۲ ح۴۵۸، مسلم ج۳ ح۵۳۹۸، ترمذی ج۲ ح۸۰۷، نسائی ح۲۶۱، ۴۲۰۶، ابوداؤد ج۳ ح۵۱۷، ابن ماجہ ح۳۷۵۵، ۳۷۵۶، مسند احمد ج۱ ح۳۷۷، ابن حبان ح۵۴۶۸، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۰۸، حاکم ج۱ ح۶۱۱، بیہقی ح۹۲۰، دارمی ح۲۶۹۷، ترغیب ج۱ص۳۸، مشکوۃ ح۴۲۸۹، عبدالرزاق، فیوض الباری، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۷۸ (۵) جوہرہ نیرہ، مالابدمنہ ص۵۵، عالمگیری ج۱ص۲۴۹، نورالایضاح ص۲۲۱، بہارشریعت ج۱ص۲۹۹، ۳۱۲، شامی (۶) مسلم ج۱ص۳۰۱، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۰۸، مستدرک حاکم ج۱ ص۳۵۲، جوہرہ نیرہ (۷) ابوداؤد ج۲ ح۱۳۴۱، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۱۵، ۱۵۱۶، مسلم، مشکوۃ ح۱۵۳۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۳۰

یارسول اللہ ﷺ"۔ آپ ﷺ نے فرمایا"اسلئے کہ اس وقت آنکھ اپنے نفس (روح) کو دیکھ رہی ہوتی ہے"(۱)

۔میّت کے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے دائیں بائیں پہلوؤں میں رکھ دیں (۲)۔

۔میّت کے پاس غسل سے پہلے تلاوت نہ کریں (۳)۔البتہ اگر میّت کا تمام جسم ڈھکا ہوا ہو تو ذکر اذکار اور کچھ تلاوت کرنے میں حرج نہیں (۴)۔

۔فوت ہونے والے کے عزیز و اقارب، دوستوں اور عام لوگوں کو اطلاع دیں تا کہ اسکی نماز جنازہ میں شامل ہو کر اس کا حق ادا کریں۔بازاروں میں آواز دینا مکروہ ہے البتہ اگر یہ نیّت ہو کہ جنازہ میں زیادہ سے زیادہ لوگ شامل ہوں جس میں میّت اور شامل ہونے والے سب کا بھلا ہے تو حرج نہیں (۵)۔

بچھڑنے والے کی برائی نہ کرو:

ہم سے بچھڑنے والا مسلمان بھائی وصال کے بعد چند گھڑی ہمارے پاس مہمان ہوتا ہے پھر وہ ایسے لمبے سفر پر روانہ ہو جائے گا جہاں سے پھر کبھی بھی ہمارے پاس نہ آئے گا بلکہ ہم ہی اس کے پیچھے اسے جا ملیں گے لہذا فوت ہونے والے اس مسلمان بھائی کیلئے دعائے خیر کرتے رہیں اور اسے اچھے لفظوں میں یاد کریں، کوئی بُرا جملہ اس کے خلاف زبان پر نہ لائیں کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا"جب مریض یا فوت ہونے والے کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں"(۶)۔اور پھر اس دنیا میں رہتے ہوئے اگر اس سے آپ کو کوئی تکلیف سرزد ہو گئی ہو تو اب یہ سمجھ کر کوئی بُرا جملہ زبان پر نہ لائیں کہ (حدیث)"وہ (میّت) اس عمل تک پہنچ چکا جو اس نے آگے بھیجا تھا"(۷)۔اس لئے (حدیث)"اپنے مرنے والوں کا ذکر اچھے الفاظ سے کیا کرو"(۸)۔نیز (حدیث)"اپنے فوت شدہ مسلمانوں کی خوبیاں بیان کرو، ان کی برائیاں بیان نہ کرو"(۹)۔کیونکہ ایک بار (حدیث)"پیارے آقا کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسکی اچھائی بیان کی تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا"ثابت ہو گئی"۔پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی برائی بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا"لازم ہو گئی"۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۲۰۲۸، بیہقی ح۶۴۰۰ (۲) عالمگیری ج۱ ص۲۴۹ (۳) عالمگیری ج۱ ص۲۵۰، نور الایضاح ص۲۲۲ (۴) شامی (۵) عالمگیری ج۱ ص۲۵۰، نور الایضاح ص۲۲۲، جوہرہ نیرہ، شامی، بہار شریعت ج۱ ص۲۹۹ (۶) عن امّ سلمہ رضی اللہ عنہا مسلم ج۱ ص۳۰۱، ترمذی ج۱ ح۹۶۶، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۳۸، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۰۸، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۰۱ طبرانی معجم کبیر ح۱۶۸۷، مشکوۃ ح۱۵۲۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۲۹ (۷) عن عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ ح۱۳۰۴، نسائی ج۲ ح۱۹۰۹، مشکوۃ ح۱۵۷۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۶۱ (۸) عن عائشہ رضی اللہ عنہا نسائی ج۲ ح۱۹۰۸ (۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۰۰۶، ابوداؤد، مشکوۃ ح۱۵۸۷، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۴۲۱، فیوض الباری حصہ۶ ص۱۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۶۷۔

نے جب ان ارشادات کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جس کی تم نے اچھائی بیان کی اس کیلئے جنت لازم ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کیلئے جہنم لازم ہوگئی اور آسمان پر فرشتے اللہ کریم جل جلالہ کے گواہ ہیں اور زمین پر تم اللہ کریم جل جلالہ کے گواہ ہو'' (۱)۔ عین اسی ارشاد کی متابعت میں (حدیث) ''حضرت سیدنا ابو الاسود تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک مسلمان کا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''واجب ہوگئی''۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کا بھی بھلائی کے ساتھ ذکر کیا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''واجب ہوگئی''۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اسکا برائی کے ساتھ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ''واجب ہوگئی''۔ میں نے عرض کی ''یا امیر المؤمنین کیا واجب ہوگئی''۔ فرمایا ''میں وہی کہتا ہوں جو پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس مسلمان کی اچھائی کی چار مسلمان گواہی دیں تو اسے اللہ کریم جل جلالہ جنت میں داخل فرمادے گا''، ہم عرض گزار ہوئے ''یا رسول اللہ ﷺ اور تین؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں تین بھی''۔ ہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ اور دو؟''۔ فرمایا ''ہاں دو بھی''۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق نہیں پوچھا'' (۲)۔ اسلئے فوت ہونے والے مومن کی اچھائی بیان کرکے اس کے ساتھ خیر خواہی کرتے رہیں آج آپ کسی کیلئے ایسا کریں گے کل کو اللہ کریم جل جلالہ لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا اور لوگ آپ کی اچھائی بیان کررہے ہوں گے۔ اور پھر نہ صرف اس اچھائی بیان کرنے سے میت کا ہی بھلا ہے بلکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو غسل دے، اسے اچھی طرح صاف کرے، اس کی شرمگاہ نہ دیکھے، اس کی کسی برائی کا ذکر نہ کرے، اس کے جنازے کے ساتھ چلے، جنازہ ادا کرے، پھر دفن کرنے تک بیٹھا رہے، تو وہ شخص مکمل طور پر گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے'' (۳)۔ سبحان اللہ۔

میت پر قرض کا خوفناک بوجھ:

قرض ایک اہم فریضہ ہے جس کی ادائیگی میں ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ بعض لوگ تو واقعی مجبور ہوتے ہیں وہ اس بوجھ سے خلاصی چاہتے ہیں مگر ان کا بس نہیں چلتا یوں وہ اس بوجھ میں

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ترمذی ج۱ ح۱۰۴۷، نسائی ج۲ ح۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۵۶، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۵۲، ۱۵۵۳ (۲) بخاری ج۱ ح۱۲۷۷، مسلم ج۱ ح۲۰۹۵، ترمذی ج۱ ح۱۰۴۸، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی ج۲ ح۱۹۰۷ مسند امام احمد، ابن حبان ح۲۰۲۳، بیہقی ح۶۹۷۶، معجم کبیر ح۶۲۶۲، مشکوۃ ح۱۵۷۳، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۶۰ (۳) عن سیدنا علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ص۱۶۰ ح۲۱۰۔

دبے رہتے ہیں اور بعض ہیں کہ اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے بلکہ بڑی ڈھٹائی سے اپنی چکر بازیوں کا ذکر کرتے پھرتے ہوتے ہیں اور پھر اگر انہیں چکر بازیوں میں ہی موت آجائے اور قرض کا بوجھ سر پر ہی رہ جائے تو یاد رکھیں (حدیث) ''جس کے ذمہ قرض ہو تو جب تک قرض ادا نہ کرلیا جائے اس وقت تک مومن کی روح معلق یا لٹکی رہتی ہے (اپنے اصل مقام و درجہ تک نہیں پہنچتی)'' (۱)۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''مقروض کو جنت میں جانے سے روک دیا جائیگا (۲)۔ حتی کہ اللہ کریم جل جلالہ کی طرف سے عظیم رتبہ پانے والا شہید کے بارے میں (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''شہید کے ہر گناہ کو اللہ کریم جل جلالہ مٹا دیتا ہے سوائے قرض کے'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''سب گناہوں سے بڑا گناہ کبائر کے بعد یہ ہے کہ انسان مقروض فوت ہو جائے اور ادائیگی کیلئے مال نہ چھوڑے'' (۴)۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ پیارے آقا کریم ﷺ کے پاس (حدیث) ''اگر کوئی جنازہ لایا جاتا اور اس میت کے ذمہ قرض ہوتا تو آپ ﷺ پوچھتے ''کیا اس نے ادائیگی قرض کیلئے کچھ چھوڑا ہے؟''۔ اگر کہا جاتا ''ہاں'' تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ ''تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو'' (۵)۔ ایسے ہی (حدیث) ''ایک شخص کا جنازہ لایا گیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ''تم اس کی نماز جنازہ پڑھو کیونکہ اس پر قرض ہے (اسلئے میں نہیں پڑھاؤں گا)''۔ حضرت سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ اس کا قرض میں ادا کردوں گا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''پورا ادا کردو گے؟''۔ عرض کی ''جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ''۔ چنانچہ آقا کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی'' (۶)۔ اور ایسا کئی بار ہوا۔ پھر ایک ایسا زمانہ آیا کہ (حدیث) جب اللہ کریم جل جلالہ نے آقا کریم ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے (اور کثیر مال غنیمت بیت المال میں جمع ہوگیا، پھر جب کوئی میت مقروض ہوتا) تو آپ سرکار کریم ﷺ فرماتے ''میں مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں اسلئے جو مسلمان قرض چھوڑ کر فوت ہو اس کی ادائیگی میں کروں گا اور اگر مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے ورثاء کیلئے ہے'' (۷)۔ یہ پیارے آقا کریم ﷺ کی کمال کرم نوازی ہے اور اپنی امت پر شفقت کی انتہاء ہے اسی لئے تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ (حدیث) ''میں

(۱) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، شامی، درمختار (۲) عن سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، شرح الصدور اردو ص ۳۷۶ (۳) مسلم، ترمذی ج ۱ ح ۱۶۹۶، مشکوۃ ح ۳۶۳۱، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۴۷۰ (۴) عن سیّدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، شرح الصدور اردو ص ۳۷۷ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۶۰، نسائی ج ۲ ح ۱۹۳۶ (۶) عن سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۵۹، نسائی ج ۲ ح ۱۹۳۳، ۱۹۳۴ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۶۰، نسائی ج ۲ ح ۱۹۳۶۔

تمہارے لئے اس طرح ہوں جیسے اولاد کیلئے باپ" (۱)۔

اور اگر واقعی کوئی مومن اپنی شدید پریشانیوں کی بنا پر مجبور ہو کر قرض نہیں ادا کرسکا یہاں تک کہ وہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کو پیارا ہو گیا تو ورثاء کو لازمی لازمی چاہئے کہ وہ ایسے میّت کے وصال کے فوراً بعد اسکے مال سے یا جیسے تیسے بھی ہو اس کے قرض کی ادائیگی کا اہتمام کریں کیونکہ حضرت سیّدنا یحیٰ بن معین علیہ الرحمۃ نے اپنی سند سے روایت فرمائی کہ "میّت کیلئے سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جو اُس پر روتے تو خوب ہیں مگر اس کا قرض ادا نہیں کرتے" (۲)۔ نیز اگر اس کے ذمہ کوئی امانت ہو تو وہ بھی پہلی ہی فرصت میں اس کے مالک کو لوٹا دیں تاکہ میّت ہر طرح کے بوجھ سے پاک ہو کر پیارے اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں پیش ہو (۳)۔

بندۂ مومن کا آخری غسل:

میّت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے (۴)۔ کہ اگر کچھ لوگ میّت کو غسل دے دیں تو سب کی طرف سے فرض کی ادائیگی کا بوجھ اتر جائے گا۔ پیارے اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی کتنی کرم نوازی ہے کہ ایک فرض کی تکمیل میں بھی بے پناہ اجر و ثواب رکھ دیا۔ اس بارے پیارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حدیث) "جس نے میّت کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا اور اگر وہ اس کو کفن دے تو اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اس کو جنت کا باریک ریشم کا لباس پہنایا جائے گا" (۵)۔ اور ایک جگہ فرمایا (حدیث) "جس شخص نے میّت کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا تو اس کی 40 بار مغفرت کی جائے گی اور جس نے میّت کو کفن دیا اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اس کو جنت کا باریک اور موٹا ریشم پہنائے گا اور جس نے میّت کیلئے قبر کھودی اور اس کو اس میں دفن کیا اسے قیامت کے دن ایسا اجر ملے گا جیسا کسی کو گھر بنا کر دینے کا اجر ملتا ہے" (۶)۔ بلکہ (حدیث) "جس نے میّت کو غسل دیا اور اس میں امانت کو ادا کیا یعنی اس کا کوئی راز یا عیب فاش نہ کیا تو اس کے گناہ اور خطائیں ایسے مٹ جائیں گے جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہو" (۷)۔ ایسے ہی (حدیث) "جس نے مومن کی میّت کو غسل اور کفن دیا خوشبو لگائی اور کندھا دیا، اس کی نماز پڑھی اور اس کے عیب ظاہر نہ کئے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے پیدا کیا" (۸)۔ یہاں ضرور یاد رہے

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دارمی ج ۱ ح ۶۹۷، ابوداؤد، ابن حبان ح ۱۴۴۰، بیہقی ح ۴۳۳۵ (۲) شرح الصدور ص ۴۴۷ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۵، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹ (۴) عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹ (۵) عن سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۶۷ (۶) عن سیّدنا ابورافع رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۶۵، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۰۷ (۷) عن سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۶۶ (۸) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۲۳۔

کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے غسل مبارک کی سعادت حاصل کی تھی'' (۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں وصال کر جاؤں تو تم مجھے غسل دینا'' تو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میں نے کبھی کسی فوت ہونے والے کو غسل نہیں دیا'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تم جان جاؤ گے یا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا''۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں نے آپ ﷺ کو غسل دیا تو جس پاک عضو کو اٹھانا چاہا وہ میرے اٹھانے کے ساتھ خود اٹھ جاتا تھا (۲)۔ اسی وضاحت میں (حدیث) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کو غسل دے رہا تھا اور (میں محسوس کرتا تھا کہ) میرے ہاتھ کے ساتھ کسی دوسرے کا ہاتھ بھی میرے ساتھ شامل تھا، اور دورانِ غسل آپ ﷺ کی کروٹ بدلنے کیلئے میری مدد کی جارہی تھی اور جب میں نے آپ ﷺ (کی پشت مبارک دھونے کیلئے آپ ﷺ) کو کچھ اوندھا کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے آواز دی گئی کہ ''انہیں اوندھا نہ کرو'' (۳)۔ سبحان اللہ۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کام میں معاونت کرنے والے نہ نظر آنے والے یہ ہاتھ متبرک و مقدس فرشتوں کے تھے جن کے بارے پیارے آقا کریم ﷺ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ (حدیث) ''مجھے میرے اہل بیت میں سے مرد اور میرے قریبی رشتہ دار غسل دیں گے اور ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی جو تمہیں دیکھیں گے لیکن تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے'' (۴)۔

غسلِ میّت کا طریقہ:

بچھڑنے والے مومن کو غسل دینے کا سب سے زیادہ حق اس کے قریبی رشتہ داروں کا ہے کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''چاہیے کہ میّت کے معاملات (غسل اور دفن) کا ذمہ دار وہ بنے جو ایسی صلاحیت رکھنے والا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو ورنہ وہ یہ کام کرے جس کو لوگ پرہیزگار اور امانت دار سمجھیں'' (۵)۔ غسل دینے والا ایسا امانتدار ہو کہ اگر میّت میں کوئی اچھی بات دیکھے جیسے خوشبو، چہرے پر نور وغیرہ تو سب میں بیان کرے تاکہ لوگ اسے اچھے لفظوں سے یاد کریں اور اگر کوئی برائی دیکھے تو ظاہر نہ کرے جیسے چہرہ سیاہ ہونا، جسم سے بدبو آنا، وزن زیادہ ہو جانا وغیرہ

(۱) عن سیّدنا عامر رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح ۳۲۰۹، ۱۴۳۲، ضیاء النبی ج۴ ص ۸۳۷ (۲) خصائص الکبریٰ ج۲ ص ۶۰۲ (۳) مسند امام زید ح ۲۵۰ ص ۱۷۸ (۴) سیرت ابن کثیر ج۴ ص ۵۰۲، ضیاء النبی ﷺ ج۴ ص ۸۱۷ (۵) عن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، شعب الایمان ج۷ ح ۹۲۶۶۔

بلکہ اس صورت میں اللہ کریم جل جلالہٗ سے پردہ فرمانے اور مغفرت کی دعا کرے۔ اور اگر مرنے والا بدمذہب، بدعقیدہ، مشرک، ظالم، زانی، شرابی، خودکشی کرنے والا، فاسق وفاجر اور بدکار ہو تو اسکی حالت ظاہر کرنے میں حرج نہیں تاکہ مسلمانوں کو عبرت حاصل ہو اور ایسے گناہوں سے باز آئیں (۱)۔ اسی لئے تو (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”میت کو وہ لوگ غسل دیں جو امین ہوں“ (۲)۔ یہاں یہ روح پرور بات ذہن نشین فرمالیں کہ جب جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کو مبارک غسل دیا جانے لگا تو (حدیث) ”ایسی پاکیزہ خوشبو ہر طرف پھیل گئی کہ اس جیسی خوشبو لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی“ (۳)۔ سبحان اللہ۔

بہتر یہ ہے کہ غسل دینے والا باوضو ہو تاہم اگر وضوء نہ ہو تو بھی حرج نہیں (۴)۔ البتہ غسل دینے والا نہ جنبی ہو اور نہ حیض ونفاس والی عورت، اگر اس ممانعت کے باوجود جنبی مرد یا عورت غسل دے تو میّت کا غسل ہو جائے گا مگر جنبی کیلئے یہ جائز نہیں تھا (۵)۔ اس نے میّت کو تکلیف دی اور فرشتوں کی آمد میں رکاوٹ کا سبب بنا۔

غسل کیلئے میّت کو ایک پاکیزہ تخت یا چارپائی پر لٹادیں اس طرح کہ منہ قبلہ کی طرف رہے (۶)۔ اور تخت پر تین بار یا چند بار چاروں طرف خوشبو کی دھونی دے لیں (۷)۔ مسنون یہ ہے کہ باپردہ جگہ پر غسل دیں (۸)۔ اور میّت کو غسل دینے کے لئے گھر کے برتن استعمال کرنے میں قطعاً کوئی حرج نہیں اور ان کو غسل کے بعد گھر کے استعمال میں لانے میں بھی حرج نہیں۔ البتہ اگر ان پر ناپاک پانی کے چھینٹے پڑ جائیں یا میّت کو کوئی چھوت کی بیماری ہو تو اچھی طرح دھولیں اور سابقہ نجاست کے باب میں دیئے گئے طریقہ کے مطابق پاک کرلیں اور استعمال میں لے آئیں (۹)۔

میّت کے بدن کے سارے کپڑے اتار دیں اور کسی پاکیزہ کپڑا اسے ناف سے گھٹنوں تک شرمگاہ کو ڈھانپ دیں (۱۰) مگر قربان جایئے کیا شان وعظمت ہے ان کپڑوں کی جو رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ نے پہن رکھے تھے کہ (حدیث) ”حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا“ جب لوگوں نے

(۱) مسند امام زید ص ۱۶۲ ح ۲۱۴، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۳، مالابدمنہ ص ۵۵، جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص ۲۲۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۰، درمختار (۲) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۲۲ (۳) عن عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۱۲ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۳ (۵) درمختار، شامی، عالمگیری (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱، درمختار مالابدمنہ ص ۵۵، نورالایضاح ص ۲۲۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۲ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱، درمختار، مالابدمنہ ص ۵۵، نورالایضاح ص ۲۲۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۲ (۸) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۳ (۹) بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱، درمختار، مالابدمنہ ص ۵۵، نورالایضاح ص ۲۲۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۲۔

جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کو آخری غسل مبارک دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے "اللہ کریم جل جلالہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ آقا کریم ﷺ کے کپڑے اتار دیں جیسا کہ دوسروں لوگوں کے اتار دیا کرتے ہیں یا آپ ﷺ کو ان مبارک کپڑوں میں ہی غسل دیں؟"۔ جب ان میں یہ اختلاف و پریشانی ہوئی تو اللہ کریم جل جلالہ نے ان پر نیند طاری کر دی یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ رہا جس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے نہ جا لگی ہو پھر آقا کریم ﷺ کے کاشانہ اقدس کے ایک گوشے سے غیبی آواز میں کسی کہنے والے نے کہا "اللہ کریم جل جلالہ کے اس پیارے رسول کریم ﷺ کو ان کے پاک وطاہر و پاکیزہ کپڑوں میں ہی غسل دیجئے"۔ پس لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آقا کریم ﷺ کو آپ کے انہیں پاک کپڑوں میں ہی غسل دیا جو آپ ﷺ نے پہن رکھے تھے" (۱)۔ سبحان اللہ۔

بیری کے پتّوں میں پکائے ہوئے پانی یا سادہ پانی سے غسل دیں کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا (میّت کو) پانی اور بیری کے پتوں (سے پکائے پانی) کے ساتھ غسل دو" (۲)۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی (حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا) کے وصال پاک پر حضرت سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین بار، پانچ بار یا اس سے زیادہ بار غسل دو۔ اگر تم ضرورت محسوس کرو تو آخر میں کافور یا کافور کیطرح کی کوئی (خوشبو والی) چیز لگا دو" (۳) پیارے آقا کریم ﷺ کی دی ہوئی اسی تربیت کی بنا پر حضرت سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا وصال فرمانے والی مسلمان خواتین کے غسل کی ماہر ہو گئی تھیں اس لئے لوگ (حدیث) "حضرت سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میّت کے بارے میں سیکھا کرتے اور وہ فرماتیں "دو دفعہ بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دیا کرو اور تیسری مرتبہ پانی اور کافور سے" (۴)۔ اور خیال رکھیں کہ جب بیری کے پتے ڈال کر پانی پکایا جائے تو بعد میں پانی چھان لیں تا کہ پتّے میّت پر نہ پڑیں۔ اور پھر روحانی اور علمی برکات کیلئے یہ بھی یاد رکھیں کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے بئیر غرس کی سات مشکوں سے غسل دینا" (۵)۔ اور اگر سردی کا موسم ہو تو پانی گرم کر لیں۔ یہاں ایک بھولی

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۲۵۰، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۶۴، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۱۷، ۵۴۳، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۲۷، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۰۶، ۱۳۳۹، بیہقی ح ۶۴۱۵، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۰۱، ابونعیم، سیرت ابن کثیر ج ۴ ص ۴۹۵، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۳۷ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۱۸۷۷ (۳) عن سیّدنا اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، مسلم ج ۱ ح ۲۰۶۳، ۲۰۶۸، نسائی ج ۲ ح ۱۸۶۱ تا ۱۸۶۳، ترمذی ج ۱ ح ۹۷۷، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۶۵، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان ح ۳۰۳۷، بیہقی ح ۶۴۳۲، معجم کبیر ح ۸۸، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۱۸، مشکوۃ ح ۱۵۴۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴۶ (۴) عن قتادہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۷۰ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۲۹۔

بھالی مومنہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کا **واقعہ بطور خاص** لکھنے کی سعادت حاصل کرتا جاؤں کہ (حدیث)

حضرت سیّدہ امّ قیس رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہو گیا جس سے انہیں بڑا پیار تھا۔ انہوں نے غسل دینے والے سے ممتا کی شفقت سے نڈھال ہو کر فرمایا "اے غسل دینے والے! میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا کہیں تُو اسے ٹھنڈے پانی سے قتل ہی نہ کر ڈالے"۔ حضرت سیّدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ نے یہ عمدہ و دلچسپ بات آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم (یہ بھولی بھالی سی بات سن کر) مسکرانے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلاب کے پھول جیسا چہرہ پاک کھل اٹھا اور فرطِ محبت سے فرمایا اور ارشاد فرمایا "اس (حضرت سیّدہ امّ قیس رضی اللہ عنہا) کی عمر لمبی ہو"۔ حضرت سیّدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم کسی ایسی عورت کو نہیں جانتے جس کی اتنی لمبی عمر ہوئی ہو جو (پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت) حضرت سیّدہ امّ قیس رضی اللہ عنہا نے پائی" (۱)۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ کن فکاں کہ ادھر لبِ اقدس ہلے ادھر عرش سے جاٹکرائے اور لوح پر ان مٹ سیاہی سے تحریر ہو گئے۔ فداک امی وابی وروحی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر ہاتھ پر ایک چھوٹا سلا ہوا کپڑا لپیٹ کر سب سے پہلے میّت کو استنجاء کروائیں (۲)۔

پھر وضوء کرائیں (جس کا مکمل طریقہ سابقہ باب احکام وضوء میں دیکھیں) اور ہر عمل تین تین بار کریں، چنانچہ ترتیب سے منہ اور ہاتھ کہنیوں سمیّت دھونے کے بعد، سر کا مسح کرائیں اور پھر دونوں پاؤں دھوئیں۔ مگر میّت کے اس وضوء میں نہ کلی کرائیں اور نہ ناک میں پانی ڈالیں بلکہ روئی پانی سے تر کر کے دانتوں، مسوڑھوں اور ناک میں پھیر دیں اور پھر دوران وضوء و غسل کان ناک اور منہ میں روئی رکھ دیں تا کہ دورانِ غسل پانی ان راستوں سے اندر نہ جائے (۳)۔ غسل کے بعد روئی نکال دیں (۴)۔

یہ سنّت ہے کہ ہر عضو کو دائیں طرف سے دھونا شروع کریں کہ (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی (حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال پاک) کے غسل کے موقع پر فرمایا "اس کے اعضاء وضوو غسل کو دائیں جانب سے دھونا شروع کرنا" (۵)۔

سَر سے غسل دینا شروع کریں اور تمام بدن احتیاط سے صابن یا بیسن وغیرہ سے اسطرح

(۱) نسائی ج ۲ ح ۱۸۵۸ (۲) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱، درمختار، مالا بدمنہ ص ۵۵، نورالایضاح ص ۲۲۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۲ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۵، درمختار، مالا بدمنہ ص ۵۵، نورالایضاح ص ۲۲۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۲، ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۴، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۲، کبیری ص ۵۷۹، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۲ (۴) درمختار، عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲ (۵) عن سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، مسلم ج ۱ ح ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، نسائی ج ۲ ح ۱۸۶۰، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۶۸، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۲۰۔

دھوئیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور کروٹیں بدل کر پشت بھی دھوئیں۔ میّت کی ران ننگی نہ کریں اور نہ شرمگاہ کو دیکھیں کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' اپنی ران ننگی نہ کرو اور کسی کی ران نہ دیکھو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ'' (۱)۔ اس طرح ایک بار تسلی سے سارا بدن دھولیں تو فرض ادا ہو گیا تاہم تین بار دھونا سنّت ہے ضرورت محسوس کریں تو زیادہ بار دھوئیں، آخر میں ایک بار کافور والا پانی سارے بدن پر بہا دیں (۲)۔ دورانِ غسل میّت کے پیٹ کو ہلکا مسل کر پاخانہ وغیرہ خارج کر کے دھو دیں جو عموماً خارج ہو ہی جاتا ہے یا پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ اور اگر غسل کے بعد پاخانہ وغیرہ پیٹ سے خارج ہو تو اسے پونچھیں یا دھو دیں وضو اور غسل قائم ہیں دوبارہ وضو یا غسل کی ضرورت نہیں (۳)۔ مگر میرے ماں باپ، جان و مال قربان کہ (حدیث) ''جب طاہر و مطاہر و منزہ و مطہر و مقدس و منور و متبرک و مکرم جان سے پیارے آقا کریم و رحیم ﷺ کو غسل پاک دیا گیا تو غسل پاک دینے والے خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے جسم اطہر سے (پاخانہ وغیرہ کی) آلودگی و نجاست نکالنا چاہی لیکن وہاں کوئی نجاست جیسی چیز ہرگز نظر نہ آئی تو حضرت سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ زندگی میں بھی کمال پاک تھے اور وصال مبارک میں بھی پاک ہیں'' (۴)۔ بلکہ (حدیث) ''جب آپ ﷺ کا وصال پاک ہوا تو ایسی خوشبو پھیلی کہ کبھی نہیں پائی گئی'' (۵)۔ یہاں اہل محبت ضرور یاد رکھیں کہ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے جاتے اور پھر وہاں دیکھا جاتا تو کچھ بھی نظر نہ آتا، زمین نگل جاتی یا آسمان اٹھا لیتا بلکہ وہاں سے مشک کی خوشبو آتی تھی (۶)۔ سبحان اللہ۔

یاد رہے کہ میّت کے ناخن نہ کاٹیں اگر ناخن الگ کر دیا جائے یا خود ہی گر جائے تو وہ میّت کے کفن میں ہی رکھ دیں۔ اسی طرح مونچھیں، بغل یا زیرِ ناف کے بال بھی نہ کاٹیں۔ اگر بال کاٹ لیں تو انہیں میّت کے کفن میں ہی رکھ دیں، اور میّت کے سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح۳۶۲۳، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۲۱ (۲) ہدایہ ج۱ ص۱۲۴، شرح نقایہ ج۱ ص۱۳۲، کبیری ص۵۷۹، عالمگیری ج۱ ص۲۵۱، ۲۵۵، فتح القدیر، تنویر الابصار، درمختار، نورالایضاح ص۲۲۳، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۰، فیوض الباری حصہ۵ ص۸۲ (۳) ہدایہ ج۱ ص۱۲۳، شرح نقایہ ص۱۳۱، کبیری ص۵۷۶، مالابدمنہ ص۵۵، عالمگیری ج۱ ص۲۵۱، درمختار، شامی، نورالایضاح ص۲۲۳، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۲ (۴) عن علی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۲۸، خصائص الکبرٰی ج۲ ص۶۰۲، طبرانی، سیرت ابن کثیر، ضیاء النبی ج۴ ص۸۳۸، رحمۃ للعالمین ج۱ ص۲۴۷ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بزار، بیہقی، خصائص الکبرٰی ج۲ ص۵۹۸ (۶) بیہقی، ابونعیم، دارقطنی، خصائص الکبرٰی ج۱ ص۲۰۱۔

بھی نہ کریں (۱)۔بال یا ناخن کاٹنا تکلیف مالا یطاق کے مترادف ہے (یعنی میّت کو ایسی تکلیف دینا جس کی شرع نے اسے تکلیف نہیں دی یا جس تکلیف دینے کا شرع نے حکم نہیں دیا)۔

غسل دینے کے بعد میّت کے دونوں ہاتھ دائیں بائیں پہلو میں سیدھے رکھ دیں سینے پر یا ناف پر نہ رکھیں (۲)۔اور عورت کی میّت ہو تو اس کے بالوں کے دو حصے بنا کر دائیں اور بائیں سینے پر ڈال دیں۔ایسے ہی حضرت سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے سر کے بالوں کو کیا (۳)۔پھر کافور یا کوئی دوسری خالص خوشبو جو الکحل سے پاک ہو میّت کی داڑھی، سر اور سجدہ کے مقامات پر لگا دیں (۴)۔اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے اپنے اہل خانہ کو اس بات کی وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد میرے پاس اور جسم پر خوشبو لگانا لیکن کفن پر نہ لگانا اور نہ ہی میری میّت کے پاس آگ رکھنا'' (۵)۔اور خوشبو کے بارے (حدیث) ''جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تمہاری خوشبوؤں میں سب سے بہترین خوشبو مشک کی ہے'' (۶)۔

مسائل غسل مومن:

۞۔میّت کو غسل دینے والے پر اپنا غسل واجب نہیں البتہ اگر کوئی نجاست وغیرہ لگ جائے تو غسل کر لیں کیونکہ (حدیث) ''میّت کو غسل دینے کی وجہ سے تم پر غسل لازم نہیں کیونکہ تمہاری میّت ناپاک نہیں ہوتی'' (۷)۔نیز (حدیث) ''مومن نہ زندہ حالت میں ناپاک ہوتا ہے نہ مردہ حالت میں'' (۸)۔اور (حدیث) ''حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا'' جس نے جنازہ اٹھایا، میّت کو خوشبو لگائی، کفن دیا اور میّت کو غسل دیا اس پر وضو نہیں ہے'' (۹)۔نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی میّت کو خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا اور پھر مسجد میں داخل ہوئے وضو کئے بغیر انہوں نے نماز پڑھی'' (۱۰)۔

(۱) ہدایہ ج۱ص۱۲۳، شرح نقایہ ص۱۳۱، کبیری ص۵۷۶، مالا بدمنہ ص۵۵، عالمگیری ج۱ص۱۵۱، درمختار، شامی، نورالایضاح ص۲۲۳، بہار شریعت ج۱ص۳۰۲ (۲) درمختار، عالمگیری، بہار شریعت ج۱ص۳۰۲ (۳) عن سیّدنا حفصہ بنت سیرین رضی اللہ عنہا، ابوداؤد ج۲ح۱۳۶۷، مسلم ج۱ح۲۰۶۹ (۴) ہدایہ ج۱ص۱۲۳، شرح نقایہ ج۱ص۱۳۱، کبیری ص۵۷۶، عالمگیری ج۱ ص۱۵۱، ۱۵۵، درمختار، نورالایضاح ص۲۲۳، بہار شریعت ج۱ص۳۰۰، ۳۰۲، فیوض الباری حصہ۵ص۸۲، مالا بدمنہ ص۵۵، شامی (۵) مؤطا امام مالک ج۱ح۵۲۸، بیہقی ج۳ح۶۴۹۵، عبدالرزاق ج۳ح۶۱۵۲، ابن ابی شیبہ ج۲ح۱۱۱۵۷ (۶) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ح۱۳۸۱، ترمذی ج۱ح۹۷۸، مستدرک حاکم ج۱ح۱۳۳۵، سنن نسائی ح۱۹۰۵ (۷) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، مستدرک حاکم ج۱ح۱۴۲۶، بیہقی ح۱۳۵۸ (۸) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۴۲۲، بیہقی ح۱۳۶۰ (۹) مؤطا امام محمد ج۱ح۳۱۳ (۱۰) عن نافع رضی اللہ عنہ مؤطا امام محمد ج۱ح۳۱۳۔

۞۔ جنبی یا حیض ونفاس والی عورت فوت ہو جائے تو غسل جنابت الگ دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ہی غسل کافی ہے (۱)۔

۞۔ مرد کی میّت کو مرد اور عورت کی میّت کو عورت غسل دے اور بچہ بچی کے غسل میں اختیار ہے مرد غسل دے یا عورت۔ احسن یہی ہے کہ بچی کو عورت ہی غسل دے۔ نیز بوقت مجبوری عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے لیکن خاوند اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا (۲)۔

۞۔ خاوند اپنی مرحوم بیوی کو دیکھ سکتا ہے، جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے صرف اس کے بدن کو بلا حائل کپڑا ہاتھ نہیں لگا سکتا (۳)۔

۞۔ اگر کسی کا ایسی جگہ انتقال ہوا جہاں پانی میسر نہیں تو تیمّم کروا کر نماز جنازہ پڑھیں (۴)۔ اور اگر دفن کرنے سے پہلے پانی مل جائے تو پانی سے غسل دیں اور نماز جنازہ دوبارہ پڑھیں (۵)۔

۞۔ خنثیٰ (ہیجڑہ) جس میں مرد کی علامتیں ہوں اُسے مرد نہلائے اور جس میں عورت کی علامتیں ہوں اُسے عورت نہلائے اور جس میں مرد اور عورت کی دونوں علامتیں پائی جائیں اسے نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمّم کرا دیا جائے (۶)۔ اور خنثیٰ کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا (۷)۔ اور اگر خنثیٰ چھوٹا بچہ ہو تو مرد اور عورت میں سے کوئی بھی اسے غسل دے سکتا ہے۔ ایسے ہی بوقت ضرورت چھوٹا خنثیٰ مرد اور عورت دونوں کی میّت کو غسل دے سکتا ہے (۸)۔

۞۔ مسلمان کو مسلمان ہی غسل دے کافر نہیں (۹)۔ اور نہ ہی مسلمان غیر مسلم کو غسل دے۔

۞۔ مسلمان کی لاش پانی سے ملی تب بھی غسل کی نیت سے تین بار پانی بہائیں (۱۰)۔

۞۔ اگر کسی میّت کا آدھا یا آدھے سے زیادہ دھڑ سر سمیت ملے تو غسل دیں اور جنازہ پڑھیں (۱۱)۔ اور اگر آدھا دھڑ بغیر سر کے ملے تو نہ غسل نہ کفن نہ جنازہ بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں (۱۲)۔

۞۔ کافر میّت کو غسل کفن نہیں بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں دبا دیں اور اگر اس کا کوئی ہم مذہب ہو تو اس کے حوالے کر دیں (۱۳)۔

۞۔ مرتد اللہ کریم جل جلالہٗ کی بارگاہ میں ملعون و مردود ہے اس لئے نہ اس کا کفن ہے نہ دفن اور نہ غسل

(۱) درمختار (۲) مسند امام زید ص ۱۶۲ ح ۲۱۴، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۳، مالابد منہ ص ۵۵، جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص ۲۲۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۰، درمختار (۳) عالمگیری، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۰ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۴، قاضی خاں، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۱ (۵) عالمگیری (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۴، نورالایضاح ص ۲۲۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۱ (۷) عالمگیری (۸) درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۱ (۹) درمختار (۱۰) درمختار (۱۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۲، درمختار، نورالایضاح ص ۲۲۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۱ (۱۲) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۲، نورالایضاح ص ۲۲۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۶ (۱۳) درمختار

اور جنازہ، بلکہ اسی حالت میں کسی تنگ گڑھے میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دیں (۱)۔

✿۔ اگر میّت کا کسی وجہ سے جسم اس طرح خراب ہو جائے کہ ہاتھ لگانے سے کھال اکھڑتی ہو تو ہاتھ لگانے کی بجائے صرف اس پر تین بار پانی بہادیں غسل ہو گیا (۲)۔

✿۔ جو بچہ پیدا ہوا اور اس کے رونے (یا جسم کی حرکات وآثار) سے معلوم ہو کہ اس نے چند سانس لئے اور پھر فوت ہو گیا تو اس بچے کا نام بھی رکھیں اسے غسل بھی دیں اور جنازہ بھی پڑھیں کہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو (نومولود) بچہ رو پڑے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے" (۳)۔ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو اسے صرف غسل دیں جنازہ نہیں اور کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں (۴)۔

✿۔ حاملہ عورت فوت ہو گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہو تو عورت کے بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیں اور اگر عورت زندہ ہو اور بچہ پیٹ میں فوت ہو جائے تو آپریشن وغیرہ کے ذریعے فوت شدہ بچہ نکال لیں (۵)۔ اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ فوت ہونے والی حاملہ عورت کو قبر میں بچہ پیدا ہوا تو محض خواب کی بنا پر قبر نہیں کھودنی چاہئے (۶)۔

بندۂ مومن کا آخری لباس:

کفن بندۂ مومن کی آخری پوشاک، بارگاہ الٰہی میں جانے کا جوڑا، میدان حشر کا لباس، پیارے محبوب کریم ﷺ سے ملاقات وزیارت کا غلامانہ انداز اور قبر میں لمبی نیند سونے کا لباس (Sleeping Dress) بے بسی کی علامت اور دنیا کو فانی تسلیم کرنے کا اظہار ہے جسے اللہ کریم جل جلالہ نے انسان کو اس کی اپنی مرضی پر منحصر نہیں چھوڑا بلکہ حکم دے دیا گیا کہ کوئی امیر ہو یا غریب، گورا ہو یا کالا، نیک ہو یا برا، مرد ہو یا عورت جب میری بارگاہ میں پہنچے تو ایک ہی طرح کے اس لباس میں آئے۔ اور برابری کا ایسا لازوال درس دے دیا کہ کسی کی جرأت نہیں جو اس سے انحراف کرے۔ کوئی کسی کا کتنا ہی پیارا اور کتنا ہی رئیس کیوں نہ ہو آنکھوں میں غم اور دکھ کے آنسو ہوتے ہیں مگر اپنے ہاتھوں سے اپنے اس بچھڑنے والے کا سب کچھ اتار کر صرف دو سادہ سے سفید کپڑوں میں لپیٹ دیتے ہیں۔ اور پھر وہ میّت ہے کہ جو اپنے بدن کے کپڑے سے ایک بٹن بھی نہ اتارنے دیتا تھا آج اتنا بے بس ہو جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ، گلے، ناک، کان اور پاؤں حتی کہ سارے بدن سے سب

(۱) درمختار، شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۱ (۲) مسند امام زید ح ۲۱۹، عالمگیری، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۱ (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۶۹، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۴۵ (۴) مسند امام زید ح ۲۳۰، درمختار، مالابد منہ ص ۵۷، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۱، نور الایضاح ص ۲۲۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۱ (۵) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹ (۶) عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹۔

کچھ اتار لیا جاتا ہے مگر چوں چراں تک نہیں کرسکتا۔

مقدار کفن۔

کفن کی ضرورت واہمیّت کی بناپر مسلمانوں پر میّت کو کفن دینا فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی بھی کفن دے دے تو سب سے بار اتر جاتا ہے اگر کوئی بھی نہ دے تو سب گنہگار ہونگے (۱)

کفن کی تین اقسام ہیں۔

کئی ایک پہلوؤں کے پیش نظر شریعت نے مسلمان کی سہولت کیلئے کفن کی تین صورتیں بتائی ہیں۔

☆۔ کفن ضرورت۔ مرد وعورت کیلئے جو میسر آجائے کم از کم اتنا کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ غزوہ احد کے موقع پر ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کمبل میں کفن دیا تھا'' (۲) اور پھر اس چادر کا بھی یہ عالم تھا کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا جب سر چھپاتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہو جاتا آخر میں پیارے آقا کریم ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کو سر کی طرف کر دیا اور پاؤں کی طرف گھاس ڈال دی'' (۳)۔

☆۔ کفن کفایت۔ مرد کیلئے دو کپڑے، بڑی چادر یا لفافہ۔ ازار یا تہہ بند، عورت کیلئے تین کپڑے لفافہ۔ ازار۔ اوڑھنی۔ کیونکہ ''حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا میّت کے کفن میں دو کپڑوں سے بھی کم کرنا پسندیدہ نہیں ہے'' (۴)۔

☆۔ کفن سنت۔ مرد کیلئے تین کپڑے بڑی چادر یا لفافہ۔ ازار یا تہہ بند۔ قمیص یا کفنی، عورت کیلئے پانچ کپڑے بڑی چادر یا لفافہ۔ ازار یا تہہ بند۔ قمیص یا کفنی۔ اوڑھنی یا سر بند۔ سینہ بند (۵)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چادروں میں کفن دیا گیا'' (۶)۔ اور یہی وہ مسنون کفن ہے جو عموماً ہر مسلمان مرد کو دیا جاتا ہے، جو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا کہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام سحول (سحولیہ یمن کی بستی کا نام ہے) کے بنے ہوئے تین سوتی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن

(۱) مالابدمنہ ص ۵۶، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۴، ۲۵۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲، ۳۰۳، جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص ۲۲۴ (۲) عن سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۹۸۴، حاکم ج ۱ ح ۱۳۵۱، ابوداؤد، ترمذی، بیہقی ح ۶۵۸۹، طبرانی معجم کبیر ح ۲۹۳۹ (۳) عن خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، ترمذی، مسند امام احمد، مشکوۃ ح ۱۵۲۷، مرآۃ ج ۲ ص ۴۲۸، مالابدمنہ ص ۵۶، حاکم ج ۱ ح ۱۳۵۱، ابوداؤد، ترمذی، بیہقی ح ۶۵۸۹، طبرانی معجم کبیر ح ۲۹۳۹ (۴) مؤطا امام محمد ج ۱ ح ۳۰۳ (۵) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۴، مؤطا امام محمد ج ۱ ح ۳۰۳، مالابدمنہ ص ۵۶، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۴، ۲۵۵، جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص ۲۲۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲ (۶) مالابدمنہ ص ۵۶۔

میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ" (۱)۔ایک روایت میں ہے (حدیث) "آقا کریم ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا دو مبارک حلے اور ایک وہ کرتہ مبارک تھا جس میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا تھا" (۲)۔واضح ہو کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ کے کفن مبارک میں دھاری دار یا بیل بوٹے دار چادر (بھی لائی گئی) تھی" (۳)۔مگر (حدیث) "حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "بیل بوٹے دار چادر لائی گئی تھی لیکن اسے واپس کر دیا گیا تھا، اس میں آپ ﷺ کو کفن نہیں دیا گیا تھا" (۴)۔معلوم ہوا کہ سوتی کپڑا، بغیر ڈیزائن کے جو رنگ میں سفید ہو کفن میں دینا سنّت ہے۔

عورت کے کفن کے پانچ کپڑے ہیں کہ (حدیث) حضرت سیّدہ لیلیٰ بنت قائف ثقفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "آقا کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیّدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہوا اور جب آپ کو غسل دے دیا گیا تو پیارے آقا کریم ﷺ نے ہمیں سب سے پہلے ازار عطا فرمائی پھر قمیص یا کفنی پھر اوڑھنی یا سر بند پھر چادر پھر لپیٹنے کیلئے ایک چادر یا لفافہ عطا فرمایا" (۵)۔

<u>مرد اور عورت کے کفن میں استعمال ہونے والے کپڑوں کا سائز</u> کچھ اس طرح ہے۔

☆ <u>۔لفافہ یعنی بڑی چادر</u>۔یہ میّت کے قد سے ایک ہاتھ بڑی چادر ہو تا کہ سر اور پاؤں دونوں جانب سے گرہ لگا کر باندھا جا سکے۔

☆ <u>۔ازار یا تہبند</u>۔یہ میّت کے قد کے برابر ہو۔اگر یہ لفافہ کے سائز جتنا ہو تو بھی درست ہے۔

☆ <u>۔قمیص یا کفنی</u>۔یہ کندھے سے لے کر گھٹنوں سے نیچے تک ہو۔قمیص آگے پیچھے دونوں طرف سے برابر ہونی چاہیئے۔اسے نہ تو سامنے سے چیریں اور نہ پیچھے سے چھوٹا کریں۔اسے گلے کی گولائی برابر کاٹ لیں کچھ کندھوں سے چیر لیں تا کہ میّت کی گردن آسانی سے داخل ہو سکے۔

☆ <u>۔سر بند یا اوڑھنی</u>۔یہ تین ہاتھ یا ڈیڑھ گز لمبی ہو۔

☆ <u>۔سینہ بند</u>۔یہ چھاتیوں سے لے کر رانوں کے نیچے تک ہو (۶)۔

(۱) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، مسند امام زید ح ۲۵۱، بخاری ج ۱ ح ۱۱۸۴، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۲۹۷، ترمذی ج ۱ ح ۹۸۳، مسلم ج ۱ ح ۲۰۷۴، ۲۰۷۷، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۷۴، نسائی ج ۱ ح ۱۸۷۰، مسند احمد، بیہقی ح ۶۴۶۴، ابن حبان ح ۳۰۳۷، عبدالرزاق ج ۳ ح ۶۱۸۰، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۲۱، مشکوۃ ح ۱۵۴۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴۷، سیرت ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۲، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۲۸ (۲) عن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۷۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۳۲ (۳) ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۳۰ (۴) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۱۱۸۴، ترمذی ج ۱ ح ۹۸۳، مسلم ج ۱ ح ۲۰۷۷، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۳۰ (۵) ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۸۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۱۹ (۶) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۴، درمختار ج ۱ ص ۱۲۱، مالا بدمنہ ص ۵۶، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۴، ۲۵۵، جوہرہ نیرہ، شامی، نورالایضاح ص ۲۲۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲، ۳۰۳۔

کفن کے بے مثل لباس کو پہنانے کا طریقہ:

مرد کی میّت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر سب سے پہلے لفافہ یعنی بڑی چادر بچھادیں۔اس کے اوپر ازار یعنی تہہ بند کو بچھائیں۔ پھر قمیص یا کفنی بچھادیں اب میّت کو اس کفن پر سلادیں اور کفنی اس طرح پہنادیں کہ اس میں سے سر گزار کر اس کا آدھا حصہ آگے اور آدھا پیچھے ہو جائے جیسے قمیص پہنی جاتی ہے۔اس طرح میّت کو قمیص پہنانے کے بعد دونوں چادریں یعنی لفانہ اور ازار دونوں طرف سے لپیٹ دیں اور میّت کو ڈھانپ دیں۔لفافہ کو دونوں جانب سے گرہ لگا کر باندھ دیں کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”مرد کو قمیص اور تہبند پہنایا جائے پھر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اگر صرف ایک ہی کپڑا ہو تو اس میں کفن دے دیا جائے“ (۱)۔

عورت کی میّت کے کفن میں سب سے نیچے بڑی چادر یعنی لفافہ رکھیں۔اس کے اوپر ازار یا تہہ بند بچھادیں۔ پھر قمیص یا کفنی میّت کو پہنادیں جس طرح مرد کو پہنائی تھی اسکے بعد اوڑھنی یا سر بند میّت کی نصف پشت سے لے کر سر کے اوپر سے گزارتے ہوئے منہ پر نقاب کی طرح ڈالتے ہوئے سینے پر ڈال دیں۔عورت کے سر کے بالوں کے دو حصے کرلیں اور انہیں سینے اور قمیص پر بغیر باندھے کھلے ڈال دیں۔ پھر سینہ بند کو چھاتیوں سے لے کر رانوں کے نیچے تک ہو اوڑھادیں (۲)۔

ہم سے بچھڑنے والے ہمارے پیاروں کو بعض اوقات چھوٹے چھوٹے سہارے کام دے جاتے ہیں اور اللہ کریم و رحیم جل جلالہ راضی ہو جاتا ہے۔ایسے ہی اسباب میں ایک یہ ہے کہ فوت ہونے والے کے سینے پر اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دیں۔بہتر یہ ہے کہ بسم اللہ شریف پیشانی پر لکھیں اور کلمہ شریف سینہ پر لکھ دیں اور یہ لکھائی کسی سیاہی یا قلم سے نہیں بلکہ شہادت کی انگلی سے بغیر کسی روشنائی کے لکھیں۔بہتر یہ ہے کہ کچی مٹی (گاچی یا گاجنی) یا چاک سے لکھ دیں۔البتہ کوئلہ سے لکھنا اچھا نہیں کیونکہ یہ آگ سے اثر یافتہ ہوتا ہے۔اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک شخص کی وصیت کے مطابق جب وہ فوت ہوا تو اس کی پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی۔ پھر وہ کسی کو خواب میں ملا تو اس نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا اور عذاب دینے والے فرشتے میرے پاس آئے تو ان فرشتوں نے میری پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھی دیکھی تو کہنے لگے

(۱) عن عبید اللہ بن عمرو بن عاص تابعی علیہ الرحمۃ، موطا امام مالک ج ۱ ص ۲۲۳، موطا امام محمد ج ۱ ص ۳۰۳ (۲) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۲، درمختار ج ۱ ص ۱۲۱، مالابد منہ ص ۵۶، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۴، ۲۵۵، جوہرہ، شامی، نور الایضاح ص ۲۲۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲۔

''یہ ہمارے عذاب سے بچ گیا'' (۱)۔

(حدیث) ''آقا کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا'' جب فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند عطاء فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''انہیں اس میں لپیٹ کر دفنا دو'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو اپنی مقدس و مطہر قمیص میں کفن دیا، اور کچھ دیر ان کی قبر میں لیٹے لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''قمیص اسلئے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور ان کی قبر میں اسلئے لیٹا تا کہ ان سے قبر کی تنگی دُور ہو'' (۳)۔ سبحان اللہ۔ اللہ کریم جل جلالہ کے پیاروں کے تبرکات سے برکات حاصل کرنے کی یہ ایک عمدہ ترین دلیل ہے اور پیارے آقا کریم ﷺ خود گویا سمجھا رہے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کریم جل جلالہ کے ایسے پیارے حبیب ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی القدر کے وسیلہ کے تو کیا ہی کہنے آج یہ آپ ﷺ کی چادر اور قمیص بھی وسیلۂ بخشش کا کام دے گی۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کفن میں عام کپڑوں کی بجائے اگر کوئی خاص نسبت والا کپڑا استعمال کیا جائے تو وہ نہ صرف جائز بلکہ بہترین ہے اسی لئے (حدیث) ''ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے پیارے آقا کریم ﷺ کو نذرانہ عقیدت کے طور پر چادر پیش کی، آپ ﷺ نے قبول فرمالی اور وہی چادر گھر سے پہن کر آپ سرکار کریم ﷺ مجلس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف لائے تو حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ یہ بہت اچھی چادر ہے، آپ ﷺ مجھے عنایت فرمادیں''۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شہنشاہ کی بارگاہ میں سوال ہو اور خیرات نہ ملے؟۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ چادر عطاء فرمادی۔ اس پر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ''تم نے اچھا نہیں کیا آقا کریم ﷺ کے پاس اس وقت یہی ایک چادر تھی جو آپ ﷺ نے باندھ رکھی ہے وہی تم نے مانگ لی''۔ انہوں نے فرمایا ''اللہ کریم جل جلالہ کی قسم! میں نے پہننے کیلئے نہیں مانگی بلکہ اپنا کفن بنانے کیلئے مانگی ہے'' (۴)۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ کہ پیارے آقا کریم ﷺ تو آقا ہیں ان کی چادر بھی مشکل کشا، حاجت روا، ذریعۂ بخشش اور وسیلہ نجات

(۱) درمختار، غنیۃ، شامی، بہارشریعت ج۱ص۸۱۴ ،تاتارخانیہ (۲) عن سیّدنا امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بخاری ج۱ح۱۱۷۴، ترمذی ج۱ ح۹۷۷، مسلم ج۱ح۲۰۶۳ ،۲۰۶۸، ابوداؤد ج۲ح۱۳۶۵، سنن نسائی ج۲ح۱۸۶۱تا۱۸۶۷، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل، ابن حبان ح۳۰۳۷، بیہقی ح۶۴۲۲، معجم کبیر ح۸۸، مؤطا امام مالک ج۱ح۵۱۸، مشکوۃ ح۱۵۴۶، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۴۶ (۳) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما معرفۃ الصحابہ ابونعیم، مسند الفردوس دیلمی، فیوض الباری حصہ۵ص۸۲ (۴) بخاری ج۱ح۱۱۹۷، فیوض الباری حصہ۵ص۸۹۔

ہے۔ لہذا بزرگوں کا عطاء شدہ کپڑا، احرام کی چادریں وغیرہ جیسے تبرکات بطور کفن استعمال کرنا سبب باعث برکت اور وسیلۂ بخشش ہے۔

ف : یہاں پر کسی کو ایک غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ جب پیارے آقا کریم ﷺ اور بزرگان دین کے تبرکات وسیلہ بخشش کا کام دیتے ہیں تو جان سے پیارے آقا کریم ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے کفن کیلئے بھی تو اپنی قمیص مبارک عطا فرمائی تھی حالانکہ اس نے اپنی پوری زندگی پیارے آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دکھ دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ تو اس بارے عرض ہے کہ (حدیث) (غزوۂ بدر میں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ پیارے آقا کریم ﷺ کے چچا جو مشرکین مکہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے اور ابھی مسلمان ہونے کا اعلان نہیں فرمایا تھا انہیں گرفتار کر کے مدینہ پاک لایا گیا، یہاں آ کر وہ مسلمان ہو گئے) چونکہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا قد لمبا تھا اسلئے انہیں پہنانے کیلئے جو کپڑا دیا جاتا وہ چھوٹا پڑ جاتا تھا۔ عبداللہ بن ابی منافق کا قد لمبا ہونے کی وجہ سے صرف اسکی قمیص تھی جو انہیں پوری آتی تھی، چنانچہ عبداللہ بن ابی سے اس کی قمیص لے کر انہیں پہنا دی گئی'' (۱) پھر جب (حدیث) ''عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو اس کے بیٹے مسلمان حضرت سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ (جو کہ ایک باوفا سچے مسلمان تھے اور اپنے منافق باپ سے اس کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے اس سے نالاں رہتے تھے) پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اپنی قمیص مجھے عنایت فرما دیں تا کہ میں اس میں اپنے والد کو کفن دوں'' ۔ تو آقا کریم ﷺ نے اپنی مبارک قمیص انہیں عطا فرما دی'' (۲) ۔ اس پاک قمیص کے دینے کے دو مقاصد تھے [۱]۔ اپنے پیارے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو دی جانے والی قمیص کا قرضِ احسان اتارنا تا کہ روزِ محشر وہ اس کے بدلے کا مطالبہ نہ کر سکے اس لئے آپ ﷺ نے آج اپنی قمیص مبارک دے کر اس کا دنیا میں ہی قرض اتار دیا (۳)۔ [۲]۔ عبداللہ بن ابی کی منافقت کو بالائے طاق رکھ کر اس کے بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ جو کہ سچے عاشق رسول صحابی رضی اللہ عنہ تھے کی دل جوئی کیلئے جان سے آقا کریم ﷺ نے انہیں اپنی قمیص مبارک عنایت فرما دی۔ آپ ﷺ کی اس خلوص و مروّت کو دیکھ کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے کم و بیش 1000 لوگ مسلمان ہو گئے (۴)۔

متعلّقات کفن:

☆۔ سوتی کپڑے کا کفن افضل ہے (۵)۔ کیونکہ آقا کریم ﷺ کو مقام سحول کی بنی تین سفید سوتی

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۱۸۷۵ (۲) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۸۴ ، نسائی ج ۲ ح ۱۸۷۳ ، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۲۶۲ ، طبرانی معجم کبیر ح ۳۹۰ ، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۶ (۳) مسلم ، بخاری ، مشکوۃ ح ۱۵۵۶ ، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۰ ، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۶ (۴) مرقاۃ ، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۶ (۵) نور الایضاح ص ۲۲۵۔

چادروں میں کفن مبارک دیا گیا تھا(۱)۔

☆۔ کفن کا کپڑا اچھا اور عمدہ ہونا چاہئے یعنی اس طرح کا کہ جیسا عورت میکے پہن کر جانا پسند کرتی ہے، اور مرد کیلئے اسطرح کا کہ جیسا کپڑا وہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر پہن کر جانا پسند کرتا تھا(۲)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم اپنے کسی بھائی کو کفن دو تو اچھا کفن دیا کرو'' (۳)۔ اور (حدیث) ''اپنے فوت ہونے والوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے کفن دینے کا ذمہ دار بنے اس کو چاہئے کہ اسکو اچھا کفن دے بیشک وہ لوگ اسی کفن میں زیارت کیلئے جاتے ہیں'' (۵)۔ تاہم اگر غربت یا کسی عذر کی بنا پر ایسا کفن نہ دے سکیں تو جیسا بھی میسر ہو حرج نہیں حتیٰ کہ پرانا کپڑا بھی کفن کیلئے استعمال ہو سکتا ہے بشرطیکہ اچھی طرح دھلا ہوا ہو۔ البتہ یہاں یہ ضرور یاد رہے کہ اچھا اور عمدہ کفن کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ انتہائی مہنگا ہو چاہے ساری پونچی خرچ آ جائے بلکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی ؓ نے فرمایا ''کفن میں مبالغہ نہ کرو کیونکہ میں نے آقا کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''کفن میں مبالغہ نہ کیا کرو (نہ مقدار میں زیادہ نہ قیمت میں بہت مہنگا) آخر کار وہ جلد ہی خراب ہو جاتا ہے'' (۶)۔ لہٰذا جتنی طاقت ہو اس کے مطابق ہی کفن کا بندوبست کریں۔ مزید وضاحت میں (حدیث) ''حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''تمہیں اپنے مردہ بھائی کو اچھا کفن دینا چاہئے جو پاکیزہ ہو مگر زیادہ قیمتی نہ ہو'' (۷)۔

☆۔ کفن کے کپڑے کا بہترین رنگ سفید ہے (۸)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''بہترین لباس جو تم اپنے فوت ہونے والوں کو پہناؤ سفید ہے'' (۹)۔ نیز (حدیث) ''سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں اور ان میں ہی اپنے فوت ہونے والوں کو کفن دیا کرو'' (۱۰)۔

(۱) بخاری ج۱ ح۱۱۸۴ و جملہ صحاح ستہ و کثیر کتب حدیث (۲) غنیۃ المستملی، ردالمحتار، عالمگیری ج۱ ص۲۵۵، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۳ (۳) عن جابر بن عبداللہ ؓ ترمذی ج۱ ح۹۸۲، مسلم ج۱ ح۲۰۸۰، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۷۱، نسائی ج۲ ح۱۸۶۸، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۳۵، مسند احمد، ابن حبان ح۳۱۰۳، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۶۴، بیہقی ح۶۷۰۸، مشکوٰۃ ح۱۵۴۸، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۴۷ (۴) غنیۃ، شامی (۵) عن ابو قتادہ ؓ شعب الایمان ج۷ ح۹۲۶۸ (۶) عن علی ؓ، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۷۷، مشکوٰۃ ح۱۵۵۱، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۴۸ (۷) عن ابن مطیع علیہ الرحمۃ، ترمذی ج۱ ح۹۸۲ (۸) جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج۱ ص۲۵۵، نورالایضاح ص۲۲۵، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۳ (۹) عن ابودرداء ؓ، ابن ماجہ ح۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ترمذی ج۲ ح۱۴۷۱، ابوداؤد ج۳ ح۱۶۶۱، نسائی ج۲ ح۱۸۶۹، عبدالرزاق ج۳ ص۴۲۹، معجم اوسط ج۴ ص۱۸۲، مشکوٰۃ ح۴۳۸۶، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۱، غنیۃ، شامی (۱۰) عن جابر بن سمرہ ؓ، ابن عباس ؓ، ترمذی ج۱ ح۹۸۱، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۳۳، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۰۸، ۱۳۰۹، بیہقی ح۶۴۸۲، طبرانی معجم کبیر ح۶۷۶۰۔

☆۔ مرد کو ریشمی کفن دینا منع ہے جبکہ عورت کیلئے جائز ہے۔ گویا جو کپڑا مرد یا عورت کیلئے زندگی میں پہننا جائز تھا اب اسکا کفن دینا بھی جائز ہے اور جو زندگی میں پہننا منع تھا اسکا کفن دینا بھی ناجائز ہے (۱)

☆۔ پھولوں کی چادر کفن کے اوپر ڈالنے میں کوئی حرج نہیں (۲)۔

☆۔ بچے کی میّت کو ایک کپڑا اور بچی کی میّت کو دو کپڑے کفن کے طور پر دے سکتے ہیں تاہم عمدہ اور بہتر یہ ہے کہ پورا کفن دیں (۳)۔

کفن کی ذمّہ داری کا تعیّن:

۔ میّت کے کفن کا خرچہ اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے کریں (۴)۔

۔ اگر میّت کا مال نہ ہو تو کفن اس کے ذمہ ہے جو زندگی میں اس کی کفالت کرتا تھا (۵)۔

۔ اگر کوئی ایسا نہ ہو جو خرچہ برداشت کرے تو بیت المال سے کفن کا خرچہ ادا کریں (۶)۔

۔ اگر وہاں بیت المال بھی نہیں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے کوئی بھی دے دے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائیگا ورنہ سب گنہگار ہوں گے (۷)۔

۔ اگر کوئی صورت نہ بنے تو پھر چندہ کے ذریعے اعلان کر کے کفن کا بندوبست کریں (۸)۔

۔ اگر کفن کا کپڑا کسی نے فی سبیل اللہ دیا یا کئی لوگوں نے اکٹھا کر کے دیا اور اس میں سے کچھ کپڑا بچ جائے تو جس نے دیا اسے واپس کر دیں یا کسی محتاج کے کفن کیلئے دے دیں یہ نہ ہو سکے تو فقیر کو دے دیں (۹)

۔ عورت کے کفن کا خرچہ اس کے خاوند کے ذمہ ہے، اور اگر عورت نے اپنا مال چھوڑا ہے تو بھی اس کا کفن خاوند کے ذمہ ہے (۱۰)۔

۔ خاوند فوت ہو جائے تو کفن عورت کے ذمہ نہیں بیشک وہ مالدار ہی ہو (۱۱)۔

نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی ممانعت:

یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے۔ جب تک بندہ یہاں ہے اسے کئی ایک آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا۔ انہی آزمائشوں میں ایک آزمائش اپنے قریبی عزیزوں کا وصال ہے جو ہمیں کئی ایک غم

(۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳ (۲) حنفی بہشتی زیور ص ۳۱۲ (۳) شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳ (۴) بہار شریعت (۵) در مختار، جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۵، ۲۵۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۲، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۸ (۶) در مختار، جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶، نور الایضاح ص ۲۲۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳ (۷) در مختار، جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶، نور الایضاح ص ۲۲۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳ (۸) در مختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶ (۹) در مختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳ (۱۰) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶، در مختار، نور الایضاح ص ۲۲۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۸۸ (۱۱) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۳، در مختار۔

دے جاتا ہے اسلئے بچھڑنے والے کے غم میں دکھ محسوس کرنا، رونا اور آنسو بہانا جائز ہے تا کہ دل کا بوجھ ہلکا ہو (۱)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' آنکھ روتی ہے اور دل غم کھاتا ہے'' (۲) ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورت رعورتیں روتی دیکھیں تو آپ نے انہیں ڈانٹا اور فوراً آقا کریم ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' اے عمر! انہیں چھوڑ دو اسلئے کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمزدہ ہے اور غم کا واقع تازہ ہے'' (۳)۔ اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ملک شام میں ۲۱ ھ کو وصال ہوا جب ان کے عزیز و اقارب کو اطلاع ملی تو عورتیں رونے لگیں۔ کسی نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انہیں منع کریں تو آپ نے فرمایا'' جب تک یہ خاک نہ اٹھائیں اور نہ چلائیں اس وقت تک ان کو رونے دو'' (۴)۔

بلکہ کسی کے غم میں رو دینا تو اس کے ساتھ انسانی ہمدردی اور رحم کی اس صفت کی وجہ سے ہے جو اللہ کریم جل جلالہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں مرحمت فرما رکھی ہے اسلئے غم میں آنسو آنا فطری چیز ہے شریعت اس سے منع نہیں کرتی البتہ نوحہ منع ہے (۵)۔ کیونکہ (حدیث) اپنی بیٹی کے ایک بچہ کے انتقال پر آقا کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے (خیال کیا کہ شاید اس طرح رونا بھی منع ہے لہذا) عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ رحمت ہے جو اللہ کریم جل جلالہ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے'' یا ''جس کے دل میں چاہے رکھ دے'' (۶)۔ ایسے ہی (حدیث) ''جب آقا کریم ﷺ کی ایک بیٹی کا وصال پاک ہوا تو آپ ﷺ رو دیئے حضرت سیّدہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا'' میں رو نہیں رہا بلکہ یہ تو اللہ کریم جل جلالہ کی رحمت ہے'' (۷)۔ اسی طرح (حدیث) ''آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کیساتھ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو ان پر بیہوشی طاری تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا'' کیا ان کا وصال ہو گیا ہے؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا ''نہیں یارسول اللہ ﷺ'' تو آپ ﷺ ان کی حالت دیکھ کر رونے لگے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے۔ پھر

(۱) عالمگیری ج۱ ص۲۵۷، ۲۶۵ (۲) عن اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۵۲ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، سنن نسائی، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۴۹، ابوداؤد، مشکوۃ ح۱۶۵۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۰۱، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۴۰۶ (۴) فیوض الباری حصہ۵ ص۹۶ (۵) فیوض الباری حصہ۵ ص۹۳ (۶) عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۲۰۳، سنن نسائی ج۲ ح۱۸۴۴، مسلم ج۱ ح۲۰۳۱، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۴۸، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۵۱، مسند احمد، ابن حبان ح۴۶۱، مشکوۃ ح۱۶۳۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۸ (۷) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سنن نسائی ج۲ ح۱۸۱۹۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”بیشک اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ آنکھ سے بہنے والے آنسوؤں اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں فرماتا“۔ بلکہ وہ اس (آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا) کی وجہ سے عذاب دیتا ہے (جب یہ نوحہ کرتی ہیں) یا رحم فرماتا ہے“ (۱)۔ اور اسی طرح (حدیث) ”آپ ﷺ نے اپنے پیارے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک پر آنسو بہائے“ (۲)۔ اور (حدیث) ”جب آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا زید رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی تو تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے“ (۳)۔ نیز (حدیث) ”آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے رضاعی بھائی) کی میّت کو بوسہ دیا اس وقت آپ ﷺ رو رہے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے“ (۴)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں کے وصال پر رونا جائز ہے۔

لیکن (حدیث) ”آقا کریم ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے“ (۵)۔ اور گریبان پھاڑنا، سر منہ اور رانوں پر ہاتھ پیٹنا، چہرہ نوچنا، سینہ کوبی کرنا، گلہ پھاڑ کر چلاّ کر رونا سب نوحہ میں سے ہے جو کہ منع اور حرام ہے (۶)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”جس پر نوحہ کیا گیا وہ نوحہ کے ختم ہونے تک عذاب میں مبتلا رہتا ہے“ (۷)۔ اسی طرح (حدیث) ”جب کوئی فوت ہوتا ہے اور اس پر نوحہ کرنے والا کھڑا ہو کر کہتا ہے ”اے میرے پہاڑ، اے میرے سردار، یا اسی قسم کے کوئی اور الفاظ کہتا ہے تو اس پر دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اس میّت کے سینے میں مکّے مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا تُو ایسا ہی تھا؟“ (۸)۔ اسی طرح فوت ہونے والے کے سوگ میں سیاہ لباس پہننا ناجائز ہے (۹)۔

اور پھر ممانعت کے باوجود جو عورت نوحہ کرے تو (حدیث) ”آقا کریم ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو اپنا چہرہ نوچے، گریبان پھاڑے، تباہی اور ہلاکت کا شور مچائے“ (۱۰)۔ بلکہ (حدیث) ”آقا کریم ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور خوشی سے نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے“ (۱۱)۔ لہٰذا جہاں

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۰۳۳، بخاری ج ۱ ح ۱۲۲۰، ابن حبان ح ۳۱۵۹، بیہقی ح ۶۹۴۴ (۲) ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۴۹ جوہرہ نیرہ (۳) عن انس رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۱۸۵۴ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، ترمذی ج ۱ ح ۹۷۶، ابوداؤد، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۴۴، مشکوۃ ح ۱۵۳۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۳۲ (۵) عن جریر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۴۲ (۶) مالا بدمنہ ص ۶۰، جوہرہ نیرہ، عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۶۶ (۷) عن علی بن ربیعہ اسدی رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ترمذی ج ۱ ح ۹۸۷، مسلم ج ۱ ح ۲۰۳۹، ۲۰۵۲، ابوداؤد، نسائی ح ۱۸۵۸، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مسند احمد، ابن حبان ح ۳۱۲۳، حاکم، بیہقی ح ۶۶۳۲، ابی یعلی ح ۷۴، معجم کبیر ح ۴۳۴۴ (۸) عن سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۹۹۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۵۷ ص ۴۶۵، مشکوۃ ح ۱۶۵۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰۱ (۹) عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۵ (۱۰) عن سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۴۷ (۱۱) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۵۱، مشکوۃ ح ۱۶۴۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۲

نوحہ کرنا بُرا ہے وہاں نوحہ سننا بھی بُرا ہے۔ نیز (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”جو منہ پیٹے، گریبان پھاڑے، رخسار پیٹے اور دورِ جاہلیت جیسی چیخ پکار مچائے وہ ہم میں سے نہیں“ (۱)۔ ایک جگہ تاکید سے تنبیہ فرمائی کہ (حدیث) ”نوحہ جاہلیت کے زمانے کا کام ہے اگر نوحہ کرنے والی عورت توبہ کئے بغیر مرجائے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے تارکول کے کپڑے اور آگ کے شعلے کی زرہ پہنائے گا“ (۲)۔ اسی وجہ سے (حدیث) ”حضور کریم ﷺ سے بیعت ہونے والی صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ”آقا کریم ﷺ نے جن باتوں کا ہم سے بیعت کے وقت عہد لیا ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہم اپنے چہرے نہ نوچیں، بین یا نوحہ کر کے نہ روئیں، گریبان نہ پھاڑیں اور اپنے بالوں کو نہ بکھیریں“ (۳)۔ اور اس چیز کی آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمادی کہ (حدیث) ”میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں لوگ انہیں نہ چھوڑیں گے، قومی فخر، نسب پر طعن، ستاروں سے بارش چاہنا اور میّت پر نوحہ کرنا“ (۴)۔ نیز مرد کو بھی جاہلیت کا سوگ منانے سے منع فرمایا اور (حدیث) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو مصیبت کی وجہ سے سر اور داڑھی منڈوائے، بلند آواز سے نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بری ہوں“ (۵)۔ اسی طرح ایک بار (حدیث) ”آقا کریم ﷺ نے ایک جنازہ کے ساتھ کچھ لوگوں کو اس حال میں چلتے دیکھا کہ انہوں نے چادریں اتار رکھی تھیں اور صرف قمیص پہن رکھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا ”کیا تم جاہلیت جیسا کام کرو گے؟۔ میرا ارادہ تھا کہ تم جیسے لوگوں کیلئے بددعا کروں تاکہ تمہاری شکلیں مسخ ہو جائیں“ (۶)۔ مگر آپ ﷺ نے اپنی شان کریمی کی وجہ سے ایسا نہ کیا۔

میّت پر رونے کے بارے یہ جو فرمان ہے کہ (حدیث) ”میّت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے“ (۷)۔ تو جب (حدیث) ”حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائی گئی تو آپ نے فرمایا ”اللہ جل جلالہ کی قسم آقا کریم ﷺ نے کبھی

(۱) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح ۲۴۴، بخاری ج ۱ ح ۱۲۱۱، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، مسلم ترمذی ج ۱ ح ۹۸۶، نسائی ج ۲ ح ۱۸۳۶ تا ۱۸۳۸، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۴۶، مشکوۃ ح ۱۶۳۳، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۹ (۲) عن ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۰۵۵، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۴۳، ۱۶۴۴ (۳) عن سیّدنا امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سیّدنا اسید بن ابو اسید رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۲۲، مسلم ج ۱ ح ۲۰۵۸، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۵۴ (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۹۸۸، ابوداؤد، مسلم، مشکوۃ ح ۱۶۳۵، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۰، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۴۱۳ (۵) عن سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، نسائی ج ۲ ح ۱۸۴۲، ۱۸۴۳ (۶) عن ابو برزہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۴۶، مشکوۃ ح ۱۶۵۸، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰۲ (۷) عن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عبید اللہ ملیکہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۰۵، ۱۲۰۷، مسلم ج ۱ ح ۲۰۳۸، ۲۰۴۷، ترمذی ج ۱ ح ۹۸۹، نسائی ج ۲ ح ۱۸۲۴ تا ۱۸۳۲، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۵۲، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۵۶، موطا امام محمد ج ۱ ح ۳۱۷۔

بھی یہ نہیں فرمایا کہ ”میّت کو کسی کے (صرف) رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے“ بلکہ آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ”کافر کے گھر والوں کے رونے پر اس کے عذاب میں اضافہ کر دیا جاتا ہے“۔ اور جب حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال کا پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا ”تم نے جن حضرات کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے وہ ہرگز جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی انہیں جھوٹا کہا جا سکتا ہے لیکن ان حضرات سے سننے میں غلطی ہوئی ہے“ (۱)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) ”ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا کہ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”زندوں کے رونے کے باعث میّت کو عذاب دیا جاتا ہے“ اس پر حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”اللہ کریم جل جلالہ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں فرمایا بلکہ وہ بھول گئے ہیں یا ان سے غلطی واقع ہوئی ہے کیونکہ آقا کریم ﷺ کا گزر ایک یہودیہ کے جنازہ کے پاس سے ہوا جس پر آہ و بکا کی جا رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”لوگ اس میّت پر رو رہے ہیں جبکہ میّت کو عذاب دیا جا رہا ہے“ یا فرمایا ”قبر میں اس کو گناہوں کے سبب عذاب ملنے والا ہے“ (۲)۔ اس طرح یہ احادیث واضح کرتی ہیں کہ عذاب تب ہوتا ہے جب نوحہ کر کے رویا جائے صرف رونے سے عذاب نہیں ہوتا جیسا کہ (حدیث) ”جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور آپ پر بیہوشی طاری ہوئی لوگ چیخ و پکار کرنے لگے جب آپکو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا ”کیا تم نہیں جانتے کہ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرما رکھا ہے کہ ”لوگوں کے زور زور سے چلاّ کر رونے سے میّت کو عذاب دیا جاتا ہے“ (۳)۔ نیز (حدیث) ”حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حضرت سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے (بلند آواز سے کہنا شروع کیا) ہائے میرا بھائی تو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ”اے صہیب رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں جانتے کہ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ”میّت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے“ (۴)۔ اس سے معلوم ہوا کہ رونے سے نہیں بلکہ چیخ و پکار اور نوحہ کر کے رونے سے میّت کو عذاب ہوتا ہے۔ امام مسلم نے تو اس پر فصل باندھی کہ ”انّ المیت لایعذّب ببکآء اھله علیه الّا ان یکون راضیًا او اوصی باالبَکاء۔ بیشک میت کو اسکے اہل خانہ کے رونے پر عذاب نہیں ہوتا مگر یہ کہ جب وہ اس پر راضی یا اس نے رونے کی وصیت کی ہو (۵)۔

(۱) بخاری، مسلم ج ۱ ح ۲۰۴۴، نسائی ح ۱۸۵۸، بیہقی ح ۶۹۶۹، مشکوٰۃ ح ۱۶۵۰، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۷ (۲) عن عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا، بخاری ج ۱ ح ۱۲۰۶، مسلم ج ۱ ح ۲۰۴۹، ترمذی ج ۱ ح ۹۹۱، ابوداؤد، احمد، امام مالک ج ۱ ح ۵۵۳، ابن حبان ج ۱ ح ۳۱۲۳، حاکم ج ۲ ص ۵۱۱، امام محمد ج ۱ ح ۳۱۸، مشکوٰۃ ح ۱۶۴۹، (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱ ح ۲۰۴۰ (۴) عن ابو بردہ رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم ج ۱ ح ۲۰۴۱، ۲۰۴۳، مشکوٰۃ ح ۱۶۵۰، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۷ (۵) مسلم ج ۱ ص ۳۰۲، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۹۶

۔ اگر مرنے والا کافر ہے تو اس پر رونے کی وجہ سے واقعی عذاب ہوتا ہے کہ (حدیث) ''ایک یہودی عورت مرگئی تو آقا کریم ﷺ نے یہودیوں کو اس پر روتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا'' اسکے گھر والے اس پر رو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''اللہ تعالیٰ جل جلالہ کافر کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اس کا عذاب بڑھا دیتا ہے'' (۲)۔

۔ میّت کے غسل کے بعد خواتین عموماً مل کر میّت کے پاس کلمہ طیبہ کا بلند آواز سے ذکر کرتی ہیں جو کہ اچھا عمل ہے مگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں وہ "مُحَمَّدٌ پَاك رَسُوْلُ اللّٰه" پڑھتی ہیں، یہ غلط ہے، انہیں ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیئے۔

مصیبت پر صبر میں انعامات:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جہنم کو شہوتوں اور جنت کو مصیبتوں سے چھپایا گیا ہے'' (۳)۔ لہٰذا اگر مصیبت آئے تو سمجھ لیں کہ جنّت کی قیمت ادا کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اور جب مصیبت پہنچے تو رضاءِ الٰہی سمجھ کر برداشت کریں کیونکہ (حدیث) ''صبر (کا زیادہ ثواب تو) صدمہ کے شروع میں ملتا ہے'' (۴)۔ بعد میں تو وہ خود ہی بھول جاتا ہے اور اگر یاد آئے بھی تو صدمہ کی وہ کیفیت نہیں رہتی۔ اور پھر اگر صدمہ ایک عرصہ بعد پھر یاد آئے تو (حدیث) ''جسے کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ اسے (بعد میں کبھی) یاد کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے تو اللہ کریم جل جلالہ اس کیلئے اس مصیبت کے دن سے اس وقت تک ثواب لکھ دیگا جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ ..... پڑھا'' (۵) اور (حدیث) ''جس مسلمان مرد عورت پر کوئی دکھ پہنچے اور وہ اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، کہے اگرچہ صدمہ کا زمانہ بہت دیر پہلے گزر چکا ہو تو پیارا اللہ کریم جل جلالہ اسے اب پھر نیا اجر عطا فرماتا ہے ویسا ہی جیسا اس دن جب مصیبت پہنچی تھی'' (۶)۔

مصیبت پر نہ صرف صبر کرنے والے کو بے پناہ اجر و ثواب ہے بلکہ (حدیث) ''جس نے مصیبت زدہ بھائی کو تسلی دی اس کیلئے اسی کی مانند ثواب ہے جسے مصیبت پہنچی'' (۷)۔

(۱) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۵۸ (۲) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۱۲۰۵، نسائی ج ۲ ح ۱۸۳۳، ۱۸۳۴ (۳) بخاری ج ۳ ح ۱۴۰۷ (۴) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۹۷۴، ۹۷۵، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۴۷، مسلم ج ۱ ح ۲۰۳۵، بخاری، سنن نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل، بیہقی ح ۶۹۲۰ (۵) عن سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۶۳ (۶) عن سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مسند امام احمد بن حنبل، بیہقی شعب الایمان، مشکوۃ ۱۶۶۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۰۸ (۷) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۶۳، ابن ماجہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۸۳، ۹۲۸۴، مشکوۃ ح ۱۶۴۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۵۔

نیز (حدیث) ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو مصیبت میں صبر دلائے اللہ کریم جل جلالہ اس کو قیامت کے دن سبز پوشاک پہنائے گا جسے دیکھ کر لوگ رشک کریں گے'' (۱)۔ اسی بنا پر (حدیث) ''آقا کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''پیارے اللہ کریم جل جلالہ سے ڈرو اور صبر کرو'' (۲)۔

ورثاء سے اظہارِ ہمدردی:

مستحب ہے کہ میّت کے تمام ورثاء اور قریبی رشتہ داروں سے تعزیت (اظہارِ افسوس) کریں اور ہمدردی کا اظہار کریں چاہے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا تاہم عورت سے تعزیت اس کے محرم ہی کریں بالخصوص جب اسکا خاوند فوت ہو جائے نیز تعزیت میّت کے اہل خانہ کے گھر میں جا کر کریں قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے (۳)۔ اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو کسی بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے اسے اسی کی مثل ثواب ملے گا'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''جو کسی مصیبت میں اپنے مومن بھائی سے ہمدردی کرے تو اللہ کریم جل جلالہ قیامت کے دن اُسے عزت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنائے گا'' (۵)۔ ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اس ماں کے ساتھ افسوس کرے اور اسے تسلی دے جس کا بچہ فوت ہو جائے تو اللہ کریم جل جلالہ اس کو جنت کی چادروں سے چادر پہنائے گا'' (۶)۔ تعزیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کیلئے اللہ کریم جل جلالہ سے مغفرت کی دعا کریں اور ورثاء کیلئے صبر جمیل مانگیں (۷)۔ جس کا بہترین اور احسن طریقہ وہی ہے جو اہلسنّت میں رائج ہے کہ درود پاک، سورۃ فاتحہ شریف، سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر پیارے آقا کریم ﷺ کے طفیل تمام امتِ محمدیہ کو بخشیں اور بالخصوص مرحوم کو بخشیں اور ورثاء کیلئے صبرِ جمیل کی دعاء کریں۔ جب پیارے آقا کریم ﷺ کا وصال پاک ہوا تو جہاں طول و عرض سے مسلمان تعزیت کیلئے مدینہ پاک میں اُمڈ پڑے تھے وہاں (حدیث) ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آقا کریم ﷺ کے کاشانہ مبارک کے ایک کونے سے کسی کی آواز سنی، جن کی آواز تو سنائی دے رہی تھی مگر دکھائی نہیں دیتے تھے، وہ کہنے والے کہہ رہے تھے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۸۴ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۰۷۳، مسلم ج ۱ ح ۲۰۳۷، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۴۷، مشکوۃ ح ۱۶۳۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۱ (۳) شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۴ (۴) ترمذی (۵) عن سیّدنا محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۶۴ (۶) عن سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۶۶، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۸۱، مشکوۃ ح ۱۶۴۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۹۵ (۷) عالمگیری۔

اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ، ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا............اسی طرح اس وقت کسی دوسرے پکارنے والے نے بھی ایسے ہی نداء کی مگر وہ بھی نظر نہ آئے" حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یہ آواز سنی تو حاضرین کو بتایا کہ یہ حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام اور حضرت سیّدنا الیاس علیہ السلام تھے جو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک پر تعزیت کیلئے تشریف لائے تھے (۱)۔ دوسری جگہ (حدیث) "حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد روتے ہوئے جمع تھے کہ ایک بزرگ ہستی تشریف لائے جن کی داڑھی مبارک سفید اور سرخ تھی وہ خوبصورت شباہت والے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان میں سے چلتے ہوئے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے اور خوب روئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انکے ساتھ ڈھائیں مار کر رونے لگے اس کے بعد انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اللہ کریم جل جلالہ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ ہے اور ہر جانے والے کا بدلہ ہے تو اللہ کریم جل جلالہ ہی کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف شوق رکھو بیشک مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا" پھر وہ بزرگ پلٹ کر چلے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے سے پوچھا یہ کون تھے؟ تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہاں! ہم جانتے ہیں یہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام تھے جو آپ کے ساتھ تعزیت کیلئے تشریف لائے تھے" (۲)۔

جن کا کوئی پیارا چل بسے اس کے غم و پریشانی کی بنا پر ان کے کھانے پکانے وغیرہ کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے مگر یہ بات غلط العام ہے کہ جس گھر میں میّت ہو وہاں چولہا جلانا اور کھانا پکانا وغیرہ منع ہے البتہ پریشانی کی بنا پر لوگ ایسا نہیں کرتے (۳)۔ اسلئے مستحب ہے کہ عزیز و اقارب اور پڑوسی (یا کوئی مسلمان بھائی) میّت کے گھر والوں کیلئے کم از کم ایک دن رات (سے تین دن رات) تک کھانے پینے کا اہتمام کریں (۴)۔ کیونکہ جب حضرت سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور انکا جسدِ اقدس گھر لایا گیا تو (حدیث) "آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے قریبی رشتہ داروں سے فرمایا "حضرت سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ

(۱) مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۳۲، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۴۴، ابو نعیم، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۰۸ (۲) مستدرک حاکم، بیہقی، ابن ابی الدنیا، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۰۸ (۳) حنفی بہشتی زیور ص ۳۰۶ (۴) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۴۰، مالابد منہ ص ۶۰، شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۵، عالمگیری۔

کے گھر والوں کیلئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کے پاس میّت آئی ہے وہ اس کے غم میں مشغول ہیں'' (۱)۔ نیز فرمایا (حدیث) ''وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کھانا نہ پکا سکیں گے'' (۲)۔

میّت کے سوگ وافسوس کی مدّت:

۔ اگر کسی کا کوئی عزیز یا عورت کے خاوند کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار فوت ہو جائے تو اس کا تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے اس سے زیادہ مکروہ اور منع ہے (۳)۔ اسی بنا پر (حدیث) ''حضرت سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، جب تیسرا دن ہوا تو انہوں نے زرد خوشبو منگوا کر لگائی (اور سوگ ختم کردیا) اور فرمایا ہمیں خاوند کے علاوہ دوسرے عزیزوں کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع فرمایا گیا ہے'' (۴)۔ اسی طرح (حدیث) ''جب ملک شام سے حضرت سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے وصال پانے کی خبر آئی تو تیسرے روز (پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ، ہماری ماں اور حضرت سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی) حضرت سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے زرد خوشبو منگائی اور اسے اپنے چہرے اور کلائیوں پر لگا کر فرمایا ''اگرچہ مجھے اس زیب وزینت کی ضرورت نہیں (کیونکہ میرے شوہر مکرم ومعظم صلی اللہ علیہ وسلم وصال پاک فرما چکے ہیں) لیکن مَیں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''کسی عورت کیلئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میّت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا کہ اس کا سوگ 4 ماہ 10 دن ہے'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''امّ المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی وصال فرما گیا تو انہوں نے (تین دن بعد) خوشبو منگا کر لگائی اور فرمایا ''اگرچہ مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن مَیں نے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر مبارک پر فرماتے ہوئے سنا کہ ''کوئی عورت جو اللہ کریم جل جلالہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی میّت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا سوگ 4 ماہ 10 دن ہے'' (۶)۔

۔ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس عورت پر 4 مہینے 10 دن تک عدت ہے جس سے مراد سوگ ہے۔ اس دوران عورت نہ بناؤ سنگھار کرے اور نہ زعفرانی یعنی شوخ کپڑے پہنے اور نہ خوشبو، تیل، سرمہ اور مہندی جیسی بناؤ سنگھار کی چیزیں لگائے کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۹۸۵، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۵۵، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۷۷، بیہقی ح۶۸۸۹، طبرانی معجم کبیر ح۱۴۷۲، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۷۴، مشکوۃ ح۱۶۴۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۹۵ (۲) عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۷۳ (۳) مالابدمنہ ص۵۹، جوہرہ نیرہ، شامی، عالمگیری ج۱ ص۲۶۵، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۵، خصائص الکبریٰ ج۲ ص۵۷۷ (۴) عن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، بخاری ج۱ ح۱۹۹ (۵) عن زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۱۲۰۰ (۶) عن سیّدنا زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، بخاری ج۱ ح۱۲۰۱۔

نے فرمایا ''کسی عورت کیلئے جائز نہیں جو اللہ کریم جل جلالہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے اپنے خاوند کے جس کا سوگ 4 ماہ 10 دن ہے'' (۱)۔

۞۔ عدتِ سوگ کے دوران عورت اپنے گھر یعنی اپنے خاوند کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اگر کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر نکلنا پڑے تو دن کو نکلے رات اسی گھر میں واپس آ کر گذارے البتہ اگر کوئی گھر سے زبردستی نکال دے یا گھر گر پڑے یا خوف محسوس کرے یا جان اور مال کو خطرہ محسوس کرے یا ایسی ہی کوئی اور وجہ ہو تو ان صورتوں میں گھر سے نکلنے میں حرج نہیں (۲)۔ مگر عدت کے دن پورے کرنا ضروری ہیں۔ بیشک وہ دوسری جگہ جا کر ہی پورے کرے۔

مومن کے سفرِ آخرت میں همراهی:

وہ بندۂ مومن جس نے ہمارے ساتھ زندگی گزاری اب اسے بڑی محبت و عقیدت سے سفرِ آخرت کیلئے رخصت فرمائیں، یہ سوچتے ہوئے کہ اب اس نے اس سفر سے واپس نہیں آنا۔ اب یہ نہ صرف اس کا حق ہے بلکہ اس کے تمام معاملاتِ سفر احسن طریقے سے مکمل کرنا ہم پر فرض (کفایہ) بھی ہے، اسی لئے شریعت نے حکیم دے رکھا ہے کہ وصال کرنے والے کے قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا نوافل پڑھنے کی بجائے اپنے اس بچھڑنے والے پیارے کے جنازے کے ساتھ جانا زیادہ افضل و باعث اجر ہے (۳)۔

بندۂ مومن کو کندھوں پر اٹھانا:

جنازہ اٹھانا صرف اپنے بچھڑنے والے پیاروں کیلئے محبت کا اظہار ہے بلکہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو کندھا دیا تھا'' (۴)۔ اور جنازہ اٹھاتے ہوئے خیال رکھیں کہ سنت طریقہ کندھوں پر اٹھانا ہے نہ کہ سر یا پشت پر کیونکہ ایسا کرنا مکروہ ہے (۵)۔ جنازہ کندھوں پر اٹھانا عبادت اور بے پناہ اجر کا باعث ہے اسلئے اس سے محروم نہیں رہنا چاہئے (۶)۔

جنازہ اٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر پایہ ایک شخص اٹھائے یوں جنازہ کو چار افراد اٹھائیں (۷)۔ دو افراد کو جنازہ اٹھانا مکروہ ہے تاہم عذر کی صورت میں حرج نہیں (۸)۔ جنازہ

(۱) عن زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۱۲۰۱ (۲) مالابدمنہ ص ۵۹ (۳) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷ (۴) جوہرہ نیرہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵ (۵) عالمگیری، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵، غنیۃ (۶) جوہرہ نیرہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶، جوہرہ نیرہ، نور الایضاح ص ۲۳۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵ (۸) عالمگیری۔

اٹھانے کیلئے پہلے چارپائی کے دائیں طرف سے اٹھائیں جہاں میّت کا دایاں کندھا ہوتا ہے۔ اسے اپنے دائیں کندھے پر اٹھائیں اور کم از کم 10 قدم چلیں۔ پھر چارپائی کے بائیں طرف سے جہاں میّت کا بایاں کندھا ہو وہاں سے اٹھائیں اور کم از کم 10 قدم چلیں، اسی طرح پھر پچھلے دونوں پائے اسی ترتیب سے پہلے دائیں پھر بائیں طرف سے اٹھا کر 10، 10 قدم چلیں۔ یوں کل 40 قدم ہو جائیں گے۔ اور یہ کم از کم مقدار ہے اس سے جتنے زیادہ قدم کندھا دے کر چلیں گے آپ اتنی ہی زیادہ فضیلت کے حقدار ہونگے (۱)۔ کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سنّت یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی جنازہ کے ساتھ جائے تو وہ چارپائی کو باری باری چاروں پایوں سے اٹھائے، اسکے بعد چاہے تو اپنی مرضی سے اٹھائے یا چھوڑ دے" (۲) اسی لئے (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب میّت کو لے کر چلو تو تیز تیز قدم اٹھاؤ اور باری باری کندھا دو" (۳)۔ اسی وضاحت میں (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ کریم جل جلالہ اس کی بخشش فرما دے گا" (۴)۔ نیز (حدیث) "جو 40 قدم جنازہ لے کر چلے اس کے 40 گناہ کبیرہ مٹا دیئے جائیں گے" (۵)۔

☆۔ شیر خوار بچہ یا بچی کا جنازہ کوئی آدمی کسی چھوٹے تختے یا چھوٹی چارپائی یا کھٹولے (پیڑی) وغیرہ پر اٹھا کر چلیں تو درست ہے اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں میں لیتے رہیں (۶)۔

☆۔ جنازہ کیساتھ آگ جیسے شمع یا انگیٹھی وغیرہ نہیں ہونی چاہیئے (۷) ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میّت کیساتھ آگ لے جانے اور دھونی لے جانے سے منع فرمایا کرتے تھے" (۸)

جنازہ کے پیچھے اور پیدل رہیئے:۔

بندۂ مومن کے سفرِ آخریں میں اس کے جنازہ کے ساتھ پیدل اور پیچھے چلنا افضل ہے (۹)۔ کیونکہ (حدیث) "جو جنازہ کے پیچھے چلا اور اسے تین بار اٹھایا اس نے جنازہ کا وہ حق ادا کر دیا

(۱) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۷، کبیری ص ۵۹۲، درمختار ج ۱ ص ۱۲۴، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۶، نور الایضاح ص ۲۳۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵، جوہرہ نیرہ (۲) عن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۳۹، مسند امام اعظم ح ۱۸۸ ص ۱۶۴ (۳) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۱۰، بیہقی ح ۶۴۹۴، ابو یعلی ح ۲۳۰۰ (۴) عالمگیری، درمختار (۵) ابن عساکر، حاشیہ مسند امام اعظم ص ۱۶۵، عالمگیری، درمختار (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷، درمختار، رکنِ دین، بحر الرائق، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵، غنیۃ (۷) مسند امام زید ح ۲۵۲، بحر الرائق، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵ (۸) عن سعید بن ابی سعید المقبری تابعی علیہ الرحمۃ مؤطا امام محمد ج ۱ ح ۳۰۷، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۲۹ (۹) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۶، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۶، کبیری ص ۵۹۲، مالا بدمنہ ص ۵۸، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷، نور الایضاح ص ۲۳۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵، صغیری۔

جواس کے ذمّہ تھا" (۱)۔ اور پھر (حدیث) "جنازے کے آگے نہیں چلنا چاہئے بلکہ اسکے پیچھے چلیں جو آگے چلتا ہے گویا وہ جنازہ کے ساتھ نہیں ہے" (۲)۔ یعنی اسے وہ اجر نہیں ملتا جو جنازے کے پیچھے چلنے والے کو ملتا ہے۔ ایک دفعہ (حدیث) "ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پیارے آقا کریم ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں گئے تو آپ ﷺ نے چند افراد کو اپنی سواریوں پر سوار دیکھ کر تنبیہہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "کیا تمہیں اللہ کریم جل جلالہ سے حیا نہیں آتی کہ اللہ جل جلالہ کے فرشتے پیدل چلیں اور تم جانوروں کی پیٹھوں پر سوار ہو" (۳) یہاں وہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ کریم جل جلالہ کی طرف سے لگائی گئی ڈیوٹیوں پر معمور ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ البتہ جنازہ دفنانے کے بعد واپسی پر سواری پر آنے میں حرج نہیں کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا ابن وحداح رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے" (۴)۔ دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا ابن وحداح رضی اللہ عنہ کے جنازہ سے واپسی پر گھوڑا پر سوار ہو کر تشریف لائے جس پر زین نہ تھی اور ہم آپ حضور ﷺ کے اردگرد پیدل چلتے ہوئے آئے" (۵)۔ (حدیث) "آقا کریم ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ چلے تو آپ ﷺ کی خدمت میں سواری پیش کی گئی لیکن آپ ﷺ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا پھر جب جنازہ سے فارغ ہو کر واپس پلٹے تو دوبارہ سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے آپ ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے چل رہے تھے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ملائکہ چل رہے ہوں اور میں سواری پر بیٹھوں پھر جب فرشتے چلے گئے تو میں سوار ہو گیا" (۶)۔

☆۔ البتہ اگر کسی وجہ سے جنازہ کے آگے چلنا مقصود ہو تو اتنا آگے اور دُور نکل جائیں کہ دیکھنے والے لوگ اسے جنازہ کے ہمراہیوں میں شمار نہ کریں (۷)۔

☆۔ میّت کو قبرستان لے جاتے وقت میّت کا سر آگے کی جانب یعنی قبرستان کی جانب رکھیں اگر اس دوران میّت کے پاؤں قبلہ کی طرف ہو جائیں تو بھی حرج نہیں (۸)۔

(۱) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۹ (۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۴۵، ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ ح ۱۵۸۰، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۶۴ (۳) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۹۹۹، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۰۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۴۱، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۶۵، مشکوۃ ح ۱۵۸۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۶۵ (۴) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۰۱، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۶۴ (۵) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۱۳۳، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، مسند احمد، ابن حبان ح ۱۷۵۷، بیہقی ح ۱۱۳۶، معجم کبیر ح ۱۹۰۰، مشکوۃ ح ۱۶۷۷، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۶۲ (۶) عن سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۶۴ (۷) عالمگیری (۸) عالمگیری، درمختار، قدوری۔

جنازہ کے ساتھ چلنے کے آداب:

موت جہاں فوت ہونے والے کا ہم سے تعلق منقطع کردیتی ہے وہاں زندوں کیلئے نشانِ عبرت ہے اسلئے جب کوئی فوت ہو تو اپنی موت کو یاد کریں تا کہ دل میں خوفِ خدا پیدا ہو اسلئے اپنے کسی پیارے کے جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے دنیاداری اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے غضب کو للکارنے کے برابر ہے۔ بلکہ اپنی حیثیت کو یاد کرکے انتہائی عاجزی اور انکساری سے چلیں اور فضول گپ شپ کرنے یا اور ہنسنے کی بجائے ذکر میں مشغول رہیں (۱) کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اَکْثِرُوفِی الْجَنَازَةِ قَوْلَ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه، جنازہ کے اندر لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھو" (۲)۔ لہٰذا اس فرمان کے مطابق جب جنازہ لے کر چلیں یا کہیں رکھیں تو ہر صورت میں اس کے ساتھ کثرت سے ذکر کریں۔ یہاں ایک بات بڑے افسوس سے لکھنا پڑ رہی ہے کہ عموماً ایک آدمی بلند آواز سے کہتا ہے "کلمہ شہادت" اور پھر جواباً دوسرے تو کجا وہ خود بھی کلمہ شہادت نہیں پڑھتا بلکہ بار بار وہ یا کوئی دوسرا اسی لفظ کو دوہراتا رہتا ہے، اور کلمہ شہادت پڑھنے والے شاید ہی کوئی دو چار ہوتے ہیں عموماً "کلمہ شہادت" کی گردان اس وقت لازمی دوہرائی جاتی ہے جب جنازہ کو کندھا دینے کیلئے کوئی آگے بڑھتا ہے بلکہ یوں کہہ لیں تو آسانی سے بات سمجھ آجائیگی کہ بلند آواز سے یہ الفاظ سنائی دیں سمجھ لیں کہ کوئی کندھا دینے چلا ہے۔ غالباً لوگ اسی لفظ کی تکرار کو ہی ذکر سمجھتے ہیں یا اتنا کہہ دینا اپنی ذمہ داری اور کلمہ پڑھنا دوسروں کی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اتنا کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ ایسے بھائیوں کی خدمت میں ادب سے گزارش ہے کہ ساتھیوں کو کلمہ شہادت پڑھنے کی یاددہانی ضرور کرائیں مگر اس سے بہتر ہے کہ ایک آدھ بار یہ کہنے کے بعد خود ہی ذکر شروع کردیں آپ کی آواز سن کر لوگ بھی محوِ ذکر ہو جائیں گے، یوں دیکھا دیکھی چاروں طرف ذکرِ الٰہی کی گونج پڑ جائے گی جس کا کہ اس حدیث پاک میں تقاضا کیا گیا ہے۔

جنازہ کے ساتھ ذکر کرنے والوں کے علاوہ بہت سی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو دنیاداری کی باتیں کرتے خوش گپیوں میں مصروف جا رہے ہوتے ہیں ایسے لوگ یاد رکھیں کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ دو مواقع پر ہنسنے کو ناپسند فرماتے تھے، بندر کو دیکھتے وقت اور جنازے کے ساتھ چلنے کے موقع پر" (۳) ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو جنازے

---

(۱) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۸، درمختار ج ۱ ص ۱۲۴، جوہرہ نیرہ، فتح القدیر ج ۱ ص ۴۶۹، شامی ص ۶۵۸، صغیری، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷، نورالایضاح ص ۲۳۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، کنز العمال ج ۱۵ ص ۴۷۲ ح ۴۲۵۷۱، مسند الفردوس دیلمی (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۷۲۔

کے موقع پر ہنستے دیکھا تو ''فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو حالانکہ تم جنازے کے ساتھ ہو، اللہ کریم جل جلالہ کی قسم میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا'' (۱)۔ اور پھر جب جنازہ رکھ دیا جائے تو یہ لوگ کہیں آس پاس مجلس لگا کر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ اس صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاموشی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ (حدیث) حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہم آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہو کر گئے۔ جب ہم جنازہ کیساتھ اس کی قبر پر پہنچے تو میّت کو رکھ دیا گیا جبکہ ابھی قبر کی تیاری میں کچھ تاخیر تھی۔ تو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد اس طرح خاموشی سے بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں'' (۲)۔ سبحان اللہ۔ اسی بنا پر جنازہ چاہے مرد کا ہو یا عورت کا ہر دو صورتوں میں عورتوں کا جنازہ کیساتھ جانا ناجائز اور منع قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ رونے اور چیخ و پکار کرنے سے باز نہیں آئیں گی بلکہ سر منہ پیٹنے والی اور نوحہ کرنے والی عورت کا ساتھ جانا سخت منع ہے، اسے لازمی روک دینا چاہیئے (۳)۔ اسی وضاحت میں (حدیث) ''حضرت سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا ہے'' (۴)۔

(حدیث) ''حضرت سیّدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ افضل ترین لوگوں میں سے تھے اور وہ اکثر فرماتے رہتے تھے کہ کاش میں ہمیشہ ایسے ہوتا جیسے میں تین حالتوں میں ہوتا ہوں تو میں اہل جنت میں سے ہوتا اور مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

۔1۔ جس وقت مَیں قرآن کریم پڑھتا ہوں اور جب میں قرآن کو سنتا ہوں۔

۔2۔ جب مَیں جانؐ سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روح پرور خطبہ اور وعظ سنتا ہوں۔

۔3۔ جب مَیں کسی مومن کے جنازہ میں شامل ہوتا ہوں تو میں اپنے نفس کیساتھ وہ بات کرتا ہوں سوائے اس کے جو اس کے ساتھ ہونا ہوتا ہے اور وہ جس کی طرف رجوع کرنے والی ہے'' (۵)۔

منزل مقصود تک جلد پہنچانا:

جب کوئی ہمارا مومن بھائی وصال کر جائے تو اس کی تجہیز و تکفیر میں بلاوجہ تاخیر کرنا جائز نہیں بلکہ اسے جلد از جلد اس کی منزل کے طرف روانہ کریں (۶)۔ اور جب جنازہ کو لے کر چلیں تو مناسب جلدی جلدی میں چلیں کیونکہ (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی

(۱) شعب الایمان ج ۷، ح ۹۲۷۱ (۲) عن براء رضی اللہ عنہ نسائی ح ۱۹۷۳، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۱۰، مشکوۃ ح ۱۵۴۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۳۷ (۳) درمختار، صغیری، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷، ۲۶۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۵، شامی (۴) عن سیدہ امّ ہدیل رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ح ۱۱۹۸ (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا شعب الایمان ج ۷، ح ۹۲۷۴ (۶) جوہرہ نیرہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۹۔

فوت ہو جائے تو اسے روکا نہ کرو بلکہ اسے جلدی اس کی قبر میں پہنچاؤ"(۱)۔ نیز (حدیث) "تین کاموں میں دیر نہ کرو نماز جب کہ اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب حاضر ہو، اور بیوہ جب اس کیلئے مناسب رشتہ مل جائے"(۲)۔ مگر جلدی چلنے میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ میّت کو جھٹکے نہ لگیں (۳)۔ گویا جلدی سے مگر اطمینان سے کہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک جنازہ دیکھا جسے لوگ جلدی جلدی (دوڑنے کی چال) لے جا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اطمینان سے چلو"(۴)۔ مگر اس اطمینان کا مطلب آہستہ نہیں بلکہ مناسب جلدی سے چلنا ہے بالکل ایسے جیسے کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جب کسی جنازے کیساتھ جاتے تو درمیانی رفتار چلتے نہ تیز نہ آہستہ"(۵)۔ کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا عیینہ بن عبدالرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا "ہم حضرت سیّدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں تھے اور ہم آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ ہمیں حضرت سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ملے انہوں نے کوڑا اٹھا کر ہمیں ڈانتے ہوئے فرمایا کہ "ہم تو جنازہ کے ساتھ پیارے آقا کریم ﷺ کے ساتھ جلدی جلدی چلا کرتے تھے"(۶)۔ اسی طرح (حدیث) "حضرت سیّدنا ابوالزناد تابعی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی فرماتے ہیں کہ "مَیں حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنّت البقیع میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہم لوگوں کے سامنے ایک جنازہ آ رہا تھا، اسے دیکھ کر حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور حیرانگی کا اظہار کیا اس بات پر کہ لوگ میت کو تاخیر سے اور آہستہ آہستہ لے کر چل رہے تھے، آپ نے فرمایا "بس" یعنی ابھی سے ہی جلدی جلدی چلنے کا سنّت طریقہ چھوڑ دیا گیا (۷)۔ اسی وضاحت میں ایک جگہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جنازہ کو (مناسب و مہذب طریقے سے) جلدی سے لے چلو اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف لے کر جا رہے ہو اگر برا ہے تو جلدی سے برائی کو اپنے کندھوں سے اتار دو"(۸) نیز (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم نے آقا کریم ﷺ سے جنازہ کے پیچھے چلنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اتنی جلدی چلو کہ دوڑنے سے

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۷ ح۹۲۹۴ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۱۰۶۵ (۳) ہدایہ ج۱ ص۱۲۶، شرح نقایہ ج۱ ص۱۳۶، کبیری ص۵۹۲، مالابدمنہ ص۵۸، عالمگیری ج۱ ص۲۵۷، نورالایضاح ص۲۳۲، بہارشریعت ج۱ ص۳۰۵ (۴) عن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۴۰ (۵) مسند امام زید ح۳۴۱ (۶) عن عیینہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۰۵، نسائی ج۲ ح۱۸۸۶ (۷) شعب الایمان ج۷ ح۹۲۶۳ (۸) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۲۳۰، مسلم ج۱ ح۲۰۸۱، ترمذی ج۱ ح۱۰۰۲، نسائی ج۲ ح۱۸۸۳، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۰۴، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۳۸، مؤطا امام مالک ج۱ ح۵۷۴، مؤطا امام محمد ج۱ ح۳۰۴، مشکوۃ ح۱۵۵۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۵۱۔

کم ہوا گر وہ نیک ہے تو اسے بھلائی کی طرف جلد پہنچاؤ اور اگر اس کے برعکس ہے تو دوزخی کو اپنے سے جلد دور کرنا چاہئے"(۱)۔

جاتے میّت کی عبرتناک پکار:

(حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا" جب جنازہ تیار کر کے قبرستان لے جانے کیلئے لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھالیں تو اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے "مجھے جلدی لے چلو" اور اگر نیک نہیں ہے تو اپنے گھر والوں سے کہتا ہے "ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جارہے ہو؟" اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے سوائے انسانوں کے، اگر انسان (اس کی کربناک آواز) سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں" (۲)۔اسی طرح (حدیث) "جب نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے "مجھے جلدی جلدی آگے لے چلو، مجھے جلدی جلدی آگے لے چلو"۔اور جب برے آدمی کو اس کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے "ہائے میری ہلاکت تم مجھے کہاں لے کر جارہے ہو؟" انسان کے سوا ہر کوئی اس کی آواز کو سنتا ہے اگر انسان وہ (خوفناک) آواز سن لے تو ہلاک ہو جائے" (۳)۔

میّت کے احترام کا تقاضہ:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ تم سے گزر جائے یا رکھ دیا جائے" (۴)۔اسی طرح (حدیث) "جب ایک جنازہ آیا تو آقا کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور سب کھڑے رہے یہاں تک کہ جنازہ گزر گیا" (۵) نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" ہم آقا کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا پس ہم اس کیلئے کھڑے ہو گئے جب ہم اسے کندھا دینے کیلئے چلے تو معلوم ہوا کہ وہ یہودی کا جنازہ ہے، ہم نے پیارے آقا کریم ﷺ سے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے"۔آپ ﷺ نے فرمایا "موت باعث عبرت ہے لہذا جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کیلئے کھڑے ہو جایا کرو" (۶)۔ایسے ہی (حدیث) ایک یہودی عورت کا جنازہ گزرا تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہو گئے، عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ

---

(۱) ترمذی ج ۱ ح ۹۹۸، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۰۷ (۲) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۳۱، ۱۲۹۰، ۲۱۲۹، مشکوٰۃ ح ۱۵۵۸ مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۲ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۱۸۸۱، ۱۸۸۲ (۴) عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۳۰، مسلم ج ۱ ح ۲۱۱۲، ۲۱۱۴، ۲۱۱۶، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۹۵، نسائی، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۰۳، مسند احمد، ابن حبان ح ۳۰۸۰، ابن خزیمہ ح ۱۷۲، معجم کبیر ح ۱۱۱۳۴، مشکوٰۃ ح ۱۵۵۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۲ (۵) عن سیّدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۱۸۹۳ (۶) عن عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۲۷، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۹۷۔

یہ یہودیہ کا جنازہ تھا"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "موت خوفزدہ کرنے والی ہے جب تم جنازہ دیکھوتو کھڑے ہوجاؤ" (۱)۔ ایک جگہ یوں وضاحت فرمائی (حدیث) "ہم (اس میت کے ساتھ عذاب پر معمور) فرشتوں کیلئے کھڑے ہوئے تھے" (۲) اسی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) "جب کوئی جنازہ تمہارے پاس سے گزرے تو اس کیلئے نہیں بلکہ جو اس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں ان کیلئے کھڑے ہوجاؤ" (۳) (حدیث) "آقا کریم ﷺ کے پاس سے جب جنازہ گزرتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوجاتے اور بعد میں بیٹھ جاتے" (۴)۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ پہلے جنازے کیلئے کھڑے ہوا کرتے تھے لیکن بعد میں بیٹھے رہتے تھے" (۵)۔ اور پھر (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آقا کریم ﷺ پہلے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے پھر آپ ﷺ نے منع فرمادیا" (۶)۔ اسی طرح (حدیث) "آقا کریم ﷺ (جنازہ کیلئے) کھڑے ہوئے پھر تشریف فرما ہوگئے ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہم بھی بیٹھ گئے" (۷)۔ علماء وآئمہ ومحدثین کرام نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آقا کریم ﷺ پہلے کھڑے ہوتے تھے پھر ترک فرمادیا لہٰذا اب اختیار ہے کھڑے ہوں یا نہ ہوں (۸)۔ نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا "اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں، ہماری رائے یہ ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا چاہیے یہ بات شروع شروع میں تھی بعد میں متروک ہوگئی" (۹)۔ اسی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) "ایک جنازہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نہ کھڑے ہوئے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کیا آقا کریم ﷺ جنازہ کیلئے کھڑے نہیں ہوئے تھے؟"۔ تو حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جنازہ کیلئے کھڑے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے تھے" (۱۰)۔ اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ اگر جنازہ پاس سے گزرے تو اس کیلئے کھڑا ہونا ضروری نہیں البتہ جو ساتھ جانا چاہے وہ اٹھ جائے (۱۱)۔ اور جو ساتھ

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نسائی ج۲ ح۱۸۹۵، مسلم ج۱ ح۲۱۱۸، بخاری، ابوداود، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان ح۳۰۵۰، بیہقی ح۶۶۶۸، معجم کبیر ح۶۲۹، مشکوٰۃ ح۱۵۶۰، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۵۲ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ نسائی ج۲ ح۱۹۰۲، مشکوٰۃ ح۱۵۹۵، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۷۰ (۳) مسند امام احمد، مشکوٰۃ ح۱۵۹۴، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۷۰ (۴) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نسائی ج۲ ح۱۸۹۲، مؤطا امام محمد ج۱ ح۳۰۸ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ مسلم، ابوداود ج۲ ح۱۳۹۸، مؤطا امام مالک ج۱ ح۴۹۷، ۵، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان ج۷ ح۳۰۵۴، بیہقی ج۴ ح۶۶۷۰، مشکوٰۃ ح۱۵۶۱، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۵۳ (۶) مسند امام زید ح۲۴۳ بلفظہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ح۱۵۹۱، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۶۹ (۷) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۱۰۴۳، سنن نسائی ج۲ ح۱۹۷۱، ۱۹۷۲ (۸) ترمذی ج۱ ح۱۰۴۳ (۹) مؤطا امام محمد ج۱ ح۳۰۸ (۱۰) نسائی ج۲ ح۱۸۹۸، ۱۸۹۹، مشکوٰۃ ح۱۵۹۲، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۶۹ (۱۱) درمختار۔

نہ جانا چاہے وہ کھڑا نہ ہو(۱)۔ لہٰذا کھڑا ہونے کا وجوب منسوخ ہے اور کھڑا ہو جانے میں حرج نہیں کیونکہ اس میں جنازہ کے ساتھ معمول فرشتوں اور مسلمان میّت کا عزت و اکرام ہے البتہ کافر کے جنازے پر نہ کھڑا ہونا بہتر ہے کیونکہ دیکھنے والے کافر کی تعظیم سمجھیں گے (۲)۔

شروع شروع میں (حدیث) ''آقا کریم ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ تشریف لے جاتے تو جب تک اس میّت کو قبر میں نہ رکھ دیا جاتا آپ ﷺ نہیں بیٹھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی عالم آیا اور اس نے بتایا ''یا محمد (ﷺ) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں یعنی دفن کرنے تک نہیں بیٹھتے''۔ یہ سن کر آپ حضور ﷺ زمین پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا ''ان یہود کی مخالفت کیا کرو اور بیٹھ جایا کرو'' (۳)۔ چنانچہ پھر جب جنازہ رکھ دیا جاتا تو آپ ﷺ بیٹھ جاتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ ایک جنازہ کیساتھ تھے جب وہ جنازہ زمین پر رکھ دیا گیا تو (حدیث) ''آقا کریم ﷺ قبلہ کی جانب بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم (صحابہ کرام ﷡) بھی بیٹھ گئے'' (۴)۔ لہذا جب تک جنازہ کی چارپائی زمین پر نہ رکھ دی جائے تب تک لوگوں کا بیٹھنا مکروہ ہے (۵)۔ کیونکہ (حدیث) ''جب کوئی جنازہ کیساتھ جائے تو جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے ہر گز نہ بیٹھے'' (۶)۔ اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدنا ابوسعید خدری ﷜ نے فرمایا ''ہم نے آقا کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی جنازہ میں شریک ہوئے ہوں اور پھر اسے نیچے رکھنے سے پہلے بیٹھ گئے ہوں'' (۷)۔ اور پھر یہ ضرور خیال رکھیں کہ جب جنازہ کی چارپائی زمین پر رکھیں تو اس طرح رکھیں کہ میّت کا رخ قبلہ کی طرف ہو (۸)

نماز جنازہ ادا کر لینے کے بعد واپس لوٹنے کی بجائے بندۂ مومن کو دفن کر کے اللہ کریم ﷻ کے سپرد کرنے تک اس کے ساتھ رہیں کہ اس سے اس کو انس میسر آتا ہے یہی سنّت ہے۔ تاہم ضروری کام کاج کی صورت میں میتت کے ولی (میتت کے وارث) کی اجازت سے واپس آجانے میں حرج نہیں۔ کیونکہ (حدیث) ''ہم (صحابہ کرام ﷡) کسی کے فوت ہو جانے کے بعد آقا کریم ﷺ کو بلاتے تو آقا حضور ﷺ تشریف لا کر اس کی نماز جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے پھر کئی مرتبہ آپ ﷺ (نماز جنازہ پڑھا کر دفن کرنے سے پہلے) واپس تشریف لے آتے تھے اور کئی مرتبہ دفن کرنے تک

(۱) مراۃ المناجیح ج۲ص ۴۵۲، مرقاۃ (۲) فیوض الباری حصہ ۵ص ۱۰۴، مراۃ المناجیح ج۲ص ۴۷۰ (۳) عن سیّدنا عبادہ بن صامت ﷜، ترمذی ج۱ح ۱۰۰۷، ابوداؤد ج۲ح ۱۳۹۹، ابن ماجہ ج۱ح ۱۶۰۶، مشکوۃ ح ۱۵۹۰، مراۃ المناجیح ج۲ص ۴۶۹ (۴) عن براء بن عازب ﷜ ابوداؤد ج۲ح ۱۴۳۵ (۵) مالابدمنہ ص ۵۸، عالمگیری ج۱ص ۲۵۷، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص ۳۰۵ (۶) عن ابوسعید خدری ﷜، ابو ہریرہ ﷜، ترمذی ج۱ح ۱۰۳۱، نسائی ج۲ح ۱۸۸۷، ۱۹۷۰، مستدرک حاکم ج۱ ح ۱۳۶۶، ۱۳۶۷ (۷) عن ابوسعید خدری ﷜ نسائی ج۲ح ۱۸۹۱ (۸) عالمگیری، درمختار، بہار شریعت ج۱ص ۳۰۵۔

وہیں رہتے" (۱) اور پھر جب میّت کو دفن کر دیا جائے تو ولی کی اجازت کے بغیر آ جانا درست ہے (۲) ولی کی دل جوئی اور اظہار ہمدردی کیلئے اجازت لے لیں اور صبر کی تلقین کرتے آئیں تو بہتر ہے (۳)

نمازِ جنازہ پڑھنے پر انعاماتِ الٰہی:

نماز جنازہ ایک ایسا عمدہ ترین اسلامی شعار ہے کہ جو نہ صرف فوت ہونے والے کیلئے ذریعہ بخشش بن جاتا ہے بلکہ جنازہ پڑھنے والوں کو بھی بے پناہ اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے اس طرح کثیر اجر و ثواب کے ساتھ ایک فرض کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ پُر سعادت طریقہ صرف اسلام نے ہی اپنے پیروکاروں کو دیا ہے۔ مالک کریم ﷻ کی کیا کمال کرم نوازی ہے کہ کبھی جس کا جنازہ پڑھا گیا اس پر راضی ہونے کی بناء پر جنازہ پڑھنے والوں کو بخشش دیتا ہے۔ اور کبھی جنازہ پڑھنے والوں میں سے کسی پر راضی ہو تو جس کا جنازہ پڑھا گیا اسے بخش دیتا ہے۔

اپنے مسلمان بھائی کی نماز جنازہ پڑھنا جان سے پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت مبارکہ ہے کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ کمزور اور ضعیف مسلمانوں کے پاس جاتے، انہیں ملتے اور ان کے بیماروں کی مزاج پرسی فرماتے اور ان کے جنازوں میں شریک ہوتے تھے" (۴)۔ چنانچہ حضرت سیّدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو مسجد نبوی کی ابتدائی تعمیر کے دوران وصال فرما گئے تھے اور پیارے آقا کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، یہ سب سے پہلی نماز جنازہ تھی جو پیارے آقا کریم ﷺ نے مدینہ پاک میں تشریف لانے کے بعد پڑھائی (۵)۔ اس طرح اپنے مومن بھائی کے جنازہ میں شامل ہونے والے کو جس انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اسکے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو جنازے میں شامل ہو اس کیلئے ایک قیراط ثواب ہے اور جو دفن ہونے تک شامل رہا تو اس کیلئے دو قیراط ہیں" عرض کیا گیا "یارسول اللہ ﷺ قیراط کیا ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا "دو بڑے پہاڑوں جیسا" (۶)۔ اور (حدیث) "جو شخص نماز جنازہ پڑھے اس کیلئے ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو جنازے کیساتھ جائے حتی کہ اسکے سارے کام پورے کرے اور دفن کر کے واپس آئے اس کیلئے دو قیراط ثواب ہے، ان میں چھوٹا قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے" (۷)

(۱) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۴۹ (۲) عالمگیری، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۵ (۳) فیوض الباری حصہ۵ ص۱۱۳ (۴) شعب الایمان ج۷ ح۹۲۴۶ (۵) میرے حضور ﷺ کے دیس میں، ص۴۴ (۶) عن حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۲۳۹ (۷) عن حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۰۲۸، سنن نسائی ج۲ ح۱۹۱۳، ۱۹۱۴، شعب الایمان ج۷ ح۹۲۴۳، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۹۱، صحیح مسلم ج۱ ح۲۰۸۴، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۹۱، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۰۰، ۱۶۰۱، مشکوۃ ح۱۵۶۲، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۵۳۔

دوسری جگہ وضاحت سے فرمایا (حدیث) ''جس نے جنازے کی نماز پڑھی اور وہ اس کے دفن سے فارغ ہونے سے پہلے ہٹ گیا اس کیلئے ایک قیراط اجر ہوگا اور اگر اس نے انتظار کیا حتی کہ اس کے دفن سے فارغ ہوگیا اس کیلئے دو قیراط ثواب ہے اور ایک قیراط قیامت کے دن اس کے اعمال کے ترازو میں احد پہاڑ کے برابر ہوگا''۔ اس کے بعد فرمایا ''کیا تم میرے اس قول سے تعجب اور حیرانی کر رہے ہو کہ احد پہاڑ کے برابر ثواب ہوگا؟ تو ہمارے رب کریم جل جلالہ کی عظمت کے لائق ہی یہی ہے کہ اس کا قیراط احد پہاڑ کی مثل ہو اور اس کا ایک یوم 1000 سال کا ہو'' (۱)۔ جب ان احادیث کی اطلاع حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے اس کی تصدیق ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کروائی اور پھر فرمانے لگے ''ہم نے تو پھر بہت سے قیراط ضائع کر دیئے (کئی جنازوں میں شامل نہ ہو کر)'' (۲)۔ اسلئے مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شامل ہوا کریں ایسا نہ ہو کہ بعد میں حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کہنا پڑے۔

جس مومن کا جنازہ پڑھا جائے اور اللہ کریم جل جلالہ اس پر خوش ہو جائے تو اس کی وجہ سے ہونے والی عنایات کا ذکر (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ''ایمان دار میّت کی پہلی عزت افزائی یہ ہوتی ہے کہ اس کے رخصت کرنے والوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے'' (۳)۔ ایک جگہ اسی وضاحت میں (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن کو اس کی قبر میں پہلا تحفہ کیا دیا جاتا ہے''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر اس شخص کو بخش دیا جاتا ہے جو اس کے جنازے کے ساتھ گیا اور دفنا کر واپس لوٹا'' (۴)۔ اسی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) ''میں نے حضرت حسن بن عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا ''اے ابو عبد اللہ! اللہ کریم جل جلالہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟''۔ انہوں نے فرمایا ''میرے ربّ کریم جل جلالہ نے مجھے معاف فرما دیا ہے اور ہر اس آدمی کو بھی معاف فرما دیا ہے جس نے مجھ پر نماز جنازہ پڑھی ہے، اسلئے (اے یحییٰ) ''مت گھبرا اللہ کریم جل جلالہ نے مجھے بخش دیا ہے اور ہر اس شخص کو جس نے مجھ پر نماز پڑھی ہے اور ہر اس آدمی کو بھی جس نے مجھ پر رحم کھایا ہے'' (۵)۔ اور پھر حضرت ابو ابراہیم علیہ الرحمۃ جو کہ نیشاپور کے قاضی تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا جس کے بارے کہا گیا کہ اس کے پاس ایک

(۱) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۴۵ (۲) عن سیّدنا رافع رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۰۸۹، ۲۰۹۰ (۳) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۵۶ (۴) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۵۷، ۹۲۵۸، ۹۲۵۹ (۵) عن حضرت سیّدنا یحییٰ بزار علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۶۰۔

عجیب بات ہے۔ قاضی نے پوچھا "وہ کیا بات ہے؟"۔ اس نے بتایا کہ "آپ یقین کیجئے مَیں ایک کفن چور تھا، قبریں کھود کر کفن نکال لیتا تھا کہ ایک دن ایک عورت کا انتقال ہو گیا تو میں یہ دیکھنے کیلئے چلا گیا کہ دیکھوں اس کی قبر کہاں ہے؟۔ مَیں نے اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی۔ جب رات چھا گئی تو میں اس کا کفن نکالنے کیلئے گیا، قبر کھودی تو جب مَیں نے اس کے کفن پر ہاتھ ڈالا کہ اسے کھینچ لوں تو اس میّتِ عورت نے کہا "سبحان اللہ! اہل جنت کا ایک آدمی اہل جنت کی ایک عورت کا کفن چھین رہا ہے"۔ میں نے پوچھا "تم تو ایک نیک عورت ہو جنّتی ہو سکتی ہے مگر میں کیسے جنّتی ہو گیا جبکہ میں تو کفن چور ہوں؟"۔ اس نے کہا "کیا تم یہ نہیں جانتے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے مجھ پر نماز جنازہ پڑھی ہے اور یہ کہ اللہ کریم جل جلالہ کا کرم ہے کہ اس نے ان تمام لوگوں کو بخش دیا ہے جنہوں نے مجھ پر نماز جنازہ پڑھی ہے" (۱)۔

یہ تو وہ انعامات الٰہی ہیں جو جنازہ پڑھنے والے کو ملتے ہیں اور ان لوگوں کی وجہ سے جو کرم نوازی بچھڑنے والے بندۂ مومن پر اللہ کریم جل جلالہ کی طرف سے ہوتی ہے اس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی مسلمان ایسا نہیں جو فوت ہو جائے اور اس کے جنازے کی 40 ایسے آدمی نماز پڑھیں جو اللہ کریم جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو ان کی شفاعت قبول فرمائی جاتی ہے" (۲)۔ نیز (حدیث) "وہ مسلمان جو فوت ہو اور اس پر ایک جماعت نماز جنازہ ادا کرے اور اس نماز میں وہ اِس کے حق میں سفارش کریں تو ان کی سفارش اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں قبول کی جاتی ہے اور وہ 40 سے لے کر 100 تک یا کچھ زیادہ ہوں جنہیں امت کہتے ہیں" (۳)۔ اسی طرح (حدیث) "جس مسلمان میّت پر 100 یا زائد مسلمانوں کی جماعت نماز جنازہ پڑھے اور اللہ کریم جل جلالہ سے اسکی بخشش کی دعاء کرے تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے" (۴)۔ قدرے وضاحت سے فرمایا (حدیث) "جس فوت ہونے والے شخص پر لوگوں کی ایک جماعت نماز جنازہ ادا کرے جو اپنے بھائی کیلئے اللہ کریم جل جلالہ سے سفارش کریں (تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے) 40 افراد سے لے کر 100 تک کی تعداد کو "امت" کہتے ہیں اور 10 سے لے کر 40 کی تعداد کو

(۱) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۶۱ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۳۱۹۳، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۴۹، مشکوۃ ح ۱۵۷۱، مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۴۵۹ (۳) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۵۰، مسلم ج ۱ ح ۲۰۹۴، مسند احمد، ابن حبان ح ۳۰۸۲، بیہقی ح ۵۴۱۱ (۴) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج ۱ ح ۱۰۱۷، نسائی ج ۲ ح ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، مسلم، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۴۹، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۴۸، ۹۲۵۳، مشکوۃ ح ۱۵۷۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ص ۴۶۰۔

''عصبہ'' کہتے ہیں اور 3 سے لے کر 10 تک کی تعداد کو ''نفر'' کہتے ہیں'' (۱)۔

ایک دوسرے طریقے سے اس تعداد کو یوں ذکر فرمایا (حدیث) ''جس مسلمان کی نماز جنازہ تین صفیں پڑھیں اس کی مغفرت ہو جائے گی یا اس کیلئے جنت واجب ہو جائیگی'' (۲)۔ اسی بناء پر (حدیث) ''حضرت سیّدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو اور لوگ کم ہوتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم فرما دیتے تھے اور پھر فرماتے کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جس پر تین صفوں نے نماز پڑھی اس پر جنت واجب ہوگئی'' (۳)۔ اس لئے اگر تعداد کم ہو تو بھی تین صفیں بنالیں (۴)۔

مرحومین پر آقا کریم ﷺ کا خاص لطف و کرم:

پیارے آقا کریم ﷺ کی اپنی امت پر بے پناہ کرم نوازیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں تم میں سے کوئی بھی فوت ہو تو مجھے اطلاع کیا کرو کیونکہ میرا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس کیلئے رحمت ہے'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''یہ قبریں فوت ہونے والوں کیلئے اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، میری ان مرحومین کی نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے اللہ کریم جل جلالہ ان قبروں کو روشن فرما دیتا ہے'' (۶) سبحان اللہ۔ یہ ہے پیارے آقا کریم ﷺ کا کرم خاص اور مختار کل ہونے کا کمال کہ جس جس کی بھی نماز جنازہ آپ ﷺ پڑھ دیں گے اس کی قبر روشن ہو جائے گی چاہے وہ کتناہ ہی خطا کار، سیاہ کار ہو۔ اللہ اکبر۔

ہر مسلمان کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے: ہر مسلمان مرد اور عورت اور بچہ بچی کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک یا کچھ افراد نے بھی پڑھ لی تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائیگا اور سب بری الذمہ ہو جائیں گے، ورنہ جس جس کو اطلاع ملی سب گناہ گار ہوں گے (۷)۔ اسی بنا پر (حدیث) حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب تم نے نماز جنازہ پڑھ لی تو جو تم پر اس مومن کا حق تھا وہ تم نے ادا کر دیا'' (۸)۔ اور پھر نماز جنازہ سب مسلمانوں کی پڑھیں۔ کوئی

(۱) عن سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۵۲، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۵۰ (۲) عن مالک بن ہبیرہ شامی رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۱۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۵۱، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۸۹، غنیۃ، مشکوۃ ح ۱۵۹۶، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۱، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۴۱ (۳) عن مرثد بن عبداللہ یزنی تابعی علیہ الرحمۃ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۱۶، ابن ماجہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۸۹، مشکوۃ ح ۱۵۹۶، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۱ (۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۰ (۵) عن یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۸۸، نسائی ج ۲ ح ۱۸۸۰، ۱۹۴۲، ۱۹۹۴ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۱۱۰، بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، ابن حبان ح ۲۰۸۶، ابن خزیمہ ح ۱۲۹۹، بیہقی ح ۴۱۰۹، دارقطنی ح ۴، مشکوۃ ح ۱۵۷۰، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۸ (۷) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۳، کبیری ص ۵۸۳، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۸، نور الایضاح ص ۲۲۵، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۶ (۸) بخاری ج ۱ باب ۸۴۰، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ۔

فاسق وفاجر، بدکار، چاہے جتنا بھی گنہگار ہو مسلمان ہونے کی بناء پر اس کی نماز جنازہ پڑھیں البتہ ایسے لوگوں کی نماز جنازہ میں صالحین اور متقی شامل نہ ہوں تو حرج نہیں (۱)۔ تاکہ ایسا کرنے والوں کو تنبیہ ہو۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا (حدیث) ''تمہارے اوپر ہر مسلمان کا نماز جنازہ لازم ہے، خواہ وہ مسلمان نیک ہو یا برا، بیشک وہ کبیرہ گناہ کرتا ہو'' (۲)۔ اسی طرح کوئی طبعی موت مرے، ڈوب کر، جل کر، خودکشی کر کے، رجم کیا گیا ہو یا ٹکڑے کر دیا گیا ہو ہر مسلمان کو غسل وکفن دیں اور اس کی نماز جنازہ ادا کریں (۳)۔

مگر جو علی الاعلان ایسے گناہ کبائر کا ارتکاب کریں جس سے ظلمِ عظیم واقع ہو وہ شدید غضبِ الٰہی کا سبب ہوں ان کیلئے دعاء مغفرت کرنا یعنی نماز پڑھنا بذات خود منع ہے وہ یہ ہیں:۔

۔۱۔ باغی۔ جو امام برحق کے خلاف بغاوت میں مارا جائے۔

۔۲۔ مکار وراہزن۔ جو ڈکیتی کرتے ہوئے یا ظلماً کسی کا مال چھینتے ہوئے مارا جائے۔

۔۳۔ اہل عضبہ۔ جو کسی ظالم کی ناحق وناجائز پاسداری کرتے ہوئے لڑے اور مارا جائے۔

۔۴۔ خناق۔ جس نے کئی لوگوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو۔

۔۵۔ جس نے اپنے ماں باپ کو قتل کر ڈالا۔ یہ حکم ان سب کیلئے اس وقت ہے جب کہ یہ اسی حالت میں مارے جائیں جب یہ جرم کر رہے ہوں ورنہ غسل بھی دیا جائے نماز جنازہ بھی پڑھی جائے (۴)

نماز جنازہ پڑھانے کا استحقاق: مومن کی نماز جنازہ پڑھانا بڑی سعادت ہے اسلئے اس بابرکت نماز کو پڑھانے کا زیادہ حقدار مسلمان حاکم ہے کیونکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مبارک جنازہ پڑھانے کیلئے حضرت سیّدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کیا جو کہ اس وقت مدینہ پاک کے گورنر تھے'' (۵)۔ پھر قاضی وقت کا حق ہے پھر میّت کا ولی، پھر محلّہ، قصبہ یا گاؤں کا امام اور پھر علاقائی بھائی وغیرہ یا اس ترتیب کو مدنظر رکھیں جو فرض نماز کیلئے ملحوظِ خاطر رکھی جاتی ہے جس کا ذکر اس سے بیشتر امامت کے باب میں ہو چکا۔ اور اگر موجود ہو تو وہ شخص نماز پڑھائے جس کیلئے میّت نے وصیت کر رکھی ہو (۶)۔ جس شخص کو آگے ہونے کا حق ہے وہ دوسرے کو اجازت دے سکتا ہے اور اگر اسکے علاوہ کسی نے نماز پڑھائی تو اسے

(۱) عالمگیری، درمختار (۲) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۴۲ (۳) نور الایضاح ص ۲۳۱، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۶، عالمگیری، درمختار (۴) مالابدمنہ ص ۵۹، شامی، رکن دین ص ۱۷۵، تنویر الابصار، مراقی الفلاح، فتاوی قاضی خاں، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۸، درمختار، نور الایضاح ص ۲۲۹ (۵) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۶، کبیری ص ۵۸۵ (۶) ہدایہ، شرح نقایہ، مالابدمنہ ص ۵۶، غنیۃ، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۸، نور الایضاح ص ۲۲۷، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۹۔

لوٹانے کا حق ہے (۱)۔ جس شخص کو آگے ہونے کا شرعی حق ہے وہ اس شخص سے زیادہ حقدار ہے جس کیلئے میّت نے وصیت کر رکھی ہو کہ وہ اسکی نماز جنازہ پڑھائے (۲)۔

مسجد میں نماز جنازہ:

نماز جنازہ مسجد سے باہر ادا کریں یہی سنّت ہے مسجد میں ادا کرنا مکروہ ہے (۳)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کیلئے کوئی اجر و ثواب نہیں" (۴)۔ البتہ خاص وجوہ کی بنا پر (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی" (۵)۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی (حضرت سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ) کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی" (۶)۔ یہی دو جنازے ہیں جن کی نماز زمانہ نبوی پاک میں آپ ﷺ نے مسجد میں پڑھائی جس کی وجہ اس حدیث کی شرح میں التعلیق المحمود علی سنن ابوداؤد ص ۹۸ میں یہ لکھی گئی ہے کہ "پیارے آقا کریم ﷺ اس وقت اعتکاف میں تھے اور ورثاء چاہتے تھے کہ ان کا جنازہ آپ ﷺ ہی پڑھائیں"۔ انکے علاوہ آپ ﷺ کے زمانہ پاک میں کسی کی نماز جنازہ مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی اور نہ ایسا معمول تھا بلکہ مسجد نبوی سے الگ آپ ﷺ نے ایک جگہ جنازگاہ کیلئے مقرر فرما رکھی تھی وہاں نماز جنازہ پڑھائی جاتی تھی (۷)۔ اسلئے حضرت سیّدنا امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ بالا فرمان رسول کریم ﷺ کہ (حدیث) "جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اس کیلئے کوئی اجر و ثواب نہیں"۔ لکھنے کے بعد اس حدیث کی بحث میں لکھا کہ "ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ (حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا وصال پاک ہوا تو حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ انکی نماز جنازہ مسجد نبوی میں ادا کی جائے تاکہ وہ بھی نماز جنازہ میں شریک ہوسکیں مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پیارے آقا کریم ﷺ کے سابقہ فرمان کہ بنا پر) بی بی پاک رضی اللہ عنہا سے ادباً معذرت کر لی اور ایسا نہ کیا" (۸)۔ اس سے واضح ہو گیا کہ پیارے آقا کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں نماز جنازہ مسجد سے باہر پڑھنے کا معمول تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب پر بالکل واضح تھا کہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں۔ ورنہ مومنوں کی ماں حضرت سیّدہ

(۱) نورالایضاح ص ۲۲۸ (۲) نورالایضاح ص ۲۲۸، درمختار، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۰، عالمگیری (۳) مالابدمنہ ص ۵۷، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲، نورالایضاح ص ۲۲۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۱ (۴) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۸، ابوداؤد، ابن ماجہ، شرح معانی الآثار (۵) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۱، نسائی ج ۲ ح ۱۹۴۰، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۳۸، مسلم ج ۱ ح ۲۱۵۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۹، مشکوٰۃ ح ۱۵۶۷، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۶ (۶) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، مسلم ج ۱ ح ۲۱۵۰ (۷) مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۷ (۸) شرح معانی الآثار۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش پر ضرور سب یا کچھ ہی سہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور ایسا کرنے پر اصرار کرتے مگر کسی نے بھی ایسا نہ کیا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ پر اجماع تھا۔ البتہ مسجد حرام جو کہ انوار و تجلیاتِ الٰہی کا منبع و مرکز ہے اپنی فضیلت وعظمت کی بنا پر اس حکم سے مستثنیٰ ہے تا کہ ان رحمات و برکات کی بدولت فوت ہونے والے مسلمانوں کی بخشش کا سبب بن جائے (۱)۔

اوقات نماز جنازہ:

۔ عین طلوع آفتاب، استواء اور عین غروب کے وقت کوئی نماز فرض، نفل، قضاء، جنازہ اور سجدہ تلاوت ادا کرنا مکروہ تحریمی (حرام) ہے (۲)۔ اس بارے کئی ایک احادیث ہیں جن کی تفصیل سابقہ عنوان "مکروہ اوقات نماز فرض" میں دیکھیں یہاں صرف ایک حدیث پاک پر اکتفاء کیا جاتا ہے (حدیث) "تین اوقات میں ہمیں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے اور میّت کو دفن کرنے (نماز جنازہ پڑھنے) سے منع فرمایا [۱] جس وقت آفتاب طلوع ہو رہا ہو جب تک کہ بلند نہ ہو جائے [۲] سورج ڈھلنے کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے [۳] غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے" (۳)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میّت کو دفن کرنے سے مراد نماز جنازہ پڑھنا ہے" (۴)۔ جن تین اوقات کا حدیث پاک میں ذکر ہوا وہ یہ ہیں:۔ 1-سورج نکلنے سے لے کر کم و بیش 20 منٹ بعد یعنی نماز اشراق کے وقت تک۔ 2-سورج ڈوبنے سے کم و بیش 20 منٹ پہلے تک۔ 3-عین بوقتِ دوپہر کم و بیش 40 منٹ جب سورج عین سیدھا آ جائے۔ (۵)۔ البتہ (حدیث) "حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے باعث سورج کا رنگ زرد نہ پڑ گیا ہو اور یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا قول ہے" (۶)۔

۔ مومنین کی نماز جنازہ دن یا رات میں ممنوعہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت ادا کر سکتے ہیں کیونکہ (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے فوت ہونے والوں پر رات اور دن کو جب چاہو نماز (جنازہ) پڑھو" (۷)۔ اسی طرح مرحومین کو رات کے وقت دفن کرنا بلا کراہت جائز ہے (۸)۔ کیونکہ ایک

(۱) شرح نقایہ ج۱ ص ۱۳۷ (۲) ہدایہ ج۱ ص ۵۲، شرح نقایہ ج۱ ص ۵۶، کبیری ص ۲۳۶، نور الایضاح، عالمگیری ج۱ ص ۸۱، ۱۹۴، بحر الرائق (۳) عن عُقبہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱، مسلم ج۱ ح ۱۸۲۶، ترمذی ج۱ ح ۱۰۱۸، نسائی ح ۵۵۷، ابن ماجہ ح ۱۵۸۰، مسند احمد ج۱ ح ۱۰۵۱، دارمی ح ۱۴۶۸، معجم کبیر ح ۹۷۷، ہدایہ ج۱ ص ۶۸، بلوغ المرام ح ۱۶۷ ص ۸۲، مشکوٰۃ ح ۹۷۳، مرآۃ المناجیح ج۲ ص ۱۴۷ (۴) ترمذی ص ۱۶۷ (۵) عالمگیری، درمختار، رضویہ (۶) مؤطا امام محمد ج۱ ح ۳۱۱ (۷) عن سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح ۱۵۸۳ (۸) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۰۔

صحابی ﷜ وصال فرما گئے تو جب اسے دفن کیا گیا تو (حدیث) ''رات کا وقت تھا کہ آقا کریم ﷺ قبر میں اترے اور روشنی کیلئے چراغ جلایا گیا'' (۱)۔ اسی طرح حضرت سیّدنا صدیق اکبر ﷜ پیر کی شام کو وصال فرمایا اور اسی رات آپ کو دفن کر دیا گیا (۲)۔ بلکہ چاروں خلفائے راشدین رات ہی میں دفن کئے گئے (۳)۔ نیز حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرہ ﷞ کو بھی رات کے وقت دفن کیا گیا (۴)۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا پیر کے دن وصال مبارک ہوا، منگل کے دن آپ ﷺ پر نماز جنازہ کیلئے صلوۃ وسلام پڑھا گیا اور بدھ کی رات آپ سرکار کریم ﷺ کو دفن کیا گیا'' (۵)۔

◉۔ اگر فرض نماز کے وقت جنازہ آجائے تو پہلے فرض نماز با جماعت پڑھیں پھر نماز جنازہ ادا کریں۔ اور اگر میّت کے خراب ہونے کا ڈر ہو تو نماز جنازہ پہلے پڑھ لیں، نماز جمعہ کے بارے بھی یہی حکم ہے (۶)۔ اسی طرح اگر نماز مغرب کے وقت جنازہ آجائے تو پہلے نماز مغرب پڑھیں پھر نماز جنازہ پڑھیں، مغرب کی سنّتیں اور نوافل اس کے بعد پڑھیں (۷)۔

◉۔ اگر کوئی خوش نصیب جمعۃ المبارک کے دن فوت ہو تو جمعہ کی فضیلت کی بنا پر اس کی تجہیز و تکفین میں بلاوجہ تاخیر نہ کریں (۸)۔ کیونکہ (حدیث) ''جو شخص جمعۃ المبارک کے دن یا رات کو فوت ہوا اللہ کریم ﷻ اُسے قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے''۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ''اللہ کریم ﷻ اُس کیلئے شہید کے برابر اجر لکھ دیتا ہے'' (۹)۔ اسلئے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ نیکی کریں اور اسے جلد از جلد دفن کر کے اللہ کریم ﷻ کے سپرد کر دیں تا کہ جمعۃ المبارک کی فضیلت سے مستفید ہو سکے۔

◉۔ اور اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ آجائے تو پہلے نماز عید پڑھائیں پھر نماز جنازہ پڑھائیں (۱۰)

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ ادائیگی:

نماز جنازہ کیلئے جماعت شرط نہیں اگر ایک شخص نے بھی پڑھ لی تو فرض ادا ہو گیا (۱۱)۔ مگر ہمارے ہاں ایسا تصور نہیں ہے اور نماز جنازہ صرف جماعت سے ہی پڑھی جاتی ہے جو کہ بہت خوش آیند اور مرحوم اور پڑھنے والوں کیلئے کثیر اجر و ثواب اور سعادت کا سبب ہے۔ اسلئے یہاں بھی

(۱) عن ابن عمر ﷛ ابن عباس ﷛ جابر ﷛ ترمذی ج ا ح ۱۰۴۶، ابن ماجہ ج ا ح ۱۵۸۱، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۸۷ (۲) بخاری ج ا باب ۸۵۲، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۰ (۳) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۰۹ (۴) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۰ (۵) ابن ماجہ ج ا ح ۱۶۹۱ (۶) عالمگیری ج ا، شامی (۷) عالمگیری ج ا ص ۲۶۰، بہار شریعت ج ا ص ۳۱۱، شامی (۸) نور الایضاح ص ۲۲۲، بہار شریعت ج ا ص ۳۱۱، شامی (۹) عن ابن عمرو ﷛، جابر ﷛ ترمذی ج ا ح ۱۰۶۴، مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۶، ابو نعیم، مسند امام اعظم، بیہقی، کشف الغمہ ج ا ص ۳۲۴، مشکوۃ ح ۱۲۸۷، شرح الصدور ص ۲۶۳، ۲۶۵، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۱۳، ترغیب، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۳۱، احیاء العلوم (۱۰) در مختار، بہار شریعت ج ا ص ۳۱۱، جوہرہ نیرہ (۱۱) عالمگیری۔

باجماعت نمازِ جنازہ کا طریقہ لکھا جاتا ہے:۔

۔نمازِ جنازہ ادا کرنے کیلئے امام مرد اور عورت کی میّت کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیئے کیونکہ ایمان کا مرکز دل ہے (۱)۔اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور میّت کے سینے برابر کھڑے ہوئے'' (۲)۔

۔پھر تین، پانچ یا سات صفیں بنالیں جتنے زیادہ لوگ جنازہ میں شریک ہوں گے میّت کی بخشش کی امید کی جاتی ہے، اور اگر نمازیوں کی تعداد کم ہو تو بیشک چھوٹی چھوٹی سہی کم از کم تین صفیں ضرور بنالیں کیونکہ تین صفوں کی بنا پر میّت کی بخشش کے بارے (مذکورہ سابقہ) حدیث پاک موجود ہے (۳) نیز ذہن میں رہے کہ جس طرح نماز فرض کی جماعت کی سب سے پہلی صف سب سے زیادہ افضل ہے اسی طرح نمازِ جنازہ کی جماعت کی سب سے آخری صف سب سے افضل ہے (۴)۔

۔جس طرح فرض نمازیں بے وضو نہیں ہوتیں اسی طرح نمازِ جنازہ بھی بلا وضو جائز نہیں کیونکہ (حدیث) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' بے وضو حالت میں نمازِ جنازہ نہ ادا کی جائے'' (۵)۔

۔عورتوں پر نمازِ جنازہ پڑھنا واجب نہیں (۶)۔البتہ سمجھدار بچہ نمازِ جنازہ پڑھ سکتا ہے کیونکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' ہم نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں بنالیں میں بھی صف میں تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھائی'' (۷)۔اور پھر امام بخاری نے صحیح بخاری میں باقاعدہ ایک باب باندھا کہ'' جنازہ کی نماز میں لوگوں کے ہمراہ بچے بھی شریک ہو سکتے ہیں'' (۸)۔

۔نمازِ جنازہ لازمی جوتے اتار کر پڑھیں تاہم اگر شدید گرمی وغیرہ کے عذر کی بنا پر ننگے پاؤں کھڑا ہونا بہت مشکل ہو تو جوتے اتار کر پاؤں کے نیچے صرف اسی صورت میں رکھ لیں جبکہ جوتے اوپر اور نیچے سے ہر طرح کی نجاست سے پاک ہوں اور نیچے سے زمین بھی پاک ہو (۹)۔

۔پھر نمازہ جنازہ کی نیت کریں جو کہ اس طرح ہے ''نیت کی مَیں نے نمازہ جنازہ فرض کفایہ کی، ثناء واسطے اللہ کریم جل جلالہ کے دُرود پاک واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دعا واسطے اس حاضر میّت کے عبادت اللہ کریم جل جلالہ کی منہ طرف قبلہ شریف کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر'' (۱۰)۔نیّت دل

(۱) درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ص۲۶۰، بہار شریعت ج۱ص۸۳۱، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۶۸ (۲) عن ابو غالب رضی اللہ عنہ، شرح نقایہ ج۱ص۱۳۵، مسند امام احمد، مرآۃ المناجیح ج۲ص۴۶۸ (۳) بہار شریعت ج۱ص۸۳۹، غنیۃ (۴) درمختار، غنیۃ، بہار شریعت ج۱ص۸۳۹ (۵) مؤطا امام مالک ج۱ح۵۴۳، مؤطا امام محمد ج۱ح۳۱۴ (۶) عالمگیری ج۱ص۲۵۹ (۷) بخاری ج۱ح۱۲۳۶، فیوض الباری حصہ۵ص۱۰۹ (۸) بخاری ج۱باب۸۴۴، فیوض الباری حصہ۵ص۱۱۴ (۹) درمختار، بہار شریعت ج۱ص۸۳۶، رکنِ دین ص۱۹۸ (۱۰) عالمگیری ج۱ص۲۶۰۔

کی ہوتی ہے البتہ زبان سے نیّت کرنا مستحب ہے(۱)۔

❁ ۔پھر امام صاحب پہلی تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہیں اور ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائیں اور پھر ناف کے نیچے باندھ لیں مقتدی بھی ایسا ہی کریں (۲)۔

❁ ۔پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کے بعد مقتدی اور امام آہستہ آواز میں ثناء پڑھیں (۳)۔جو یہ ہے (حدیث) ''سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُ كَ وَلَآاِلٰهَ غَيْرُكَ ''(۴)۔

❁ ۔امام صاحب دوسری تکبیر بلند آواز سے کہیں اور مقتدی آہستہ کہیں جبکہ امام اور مقتدی دونوں رفع یدین نہ کریں (ہاتھ نہ اٹھائیں)۔اس دوسری تکبیر کے بعد نماز جنازہ کا مخصوص درود پاک پڑھیں جو اسطرح ہے ''اللّٰهم صلّ علٰى سيّدنا محمّد وعلٰى آل سيّدنا محمّد كما صلّيت وسلّمت وباركت ورحمت وترحمت علٰى ابراهيم وعلٰى آل ابراهيم انّك حميدٌ مّجيد ''(۵)۔ اگر یہ نہ آتا ہو تو درود ابراہیمی پڑھ دیں (۶)۔

❁ ۔اس کے بعد تیسری تکبیر بھی امام بلند آواز سے کہیں، مقتدی آہستہ کہیں مگر ہاتھ امام اور مقتدی دونوں ہی نہ اٹھائیں۔پھر میّت کی جنازہ کی دعاء امام اور مقتدی آہستہ آواز میں پڑھیں (۷)۔

❁ ۔بالغ مرد اور عورت کی میّت کیلئے یہ جامع دعاء پڑھیں جو کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے پڑھی (حدیث) ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ''(۸)۔

❁ ۔نابالغ بچے کی میّت کیلئے یہ دعا پڑھیں ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ

---

(۱) قاضی خان، ہدایہ، عالمگیری ج۱ص ۵۰،شرح وقایہ ص ۱۵۹،مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱ص ۳۶، اشعۃ اللمعات ص۳۶، مواہب اللدنیہ ج۴ص ۲۱۷، درمختار (۲) عالمگیری ج۱ص ۲۶۱،شرح نقایہ ج۱ص ۱۳۵،کبیری ص ۵۸۸،قاضی خان ج۱ ص۹۳،نور الایضاح ص ۲۲۷ (۳) بہار شریعت ج۱ص ۳۰۹، جوہرہ نیرہ، درمختار،نور الایضاح ص ۲۲۷،عالمگیری ج۱ ص۲۶۱ (۴) عن ابن عباس ؓ،مقالات سعیدی ص ۵۰۴،ابن ابی شیبہ،فتح القدیر ج۱ص ۲۰۳ (۵) مقالات سعیدی ص۵۰۴ بحوالہ سعادۃ الدارین ص۲۳۶ (۶) کتاب الآثار امام محمد ص۹۲،مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ص ۲۹۵،عبد الرزاق ج۳ص ۴۹۱،کبیری ص ۲۹۵، مالابدمنہ ص ۵۷، درمختار، عالمگیری ج۱ص ۲۶۰،نور الایضاح ص ۲۲۷، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۷، جوہرہ نیرہ (۷) کتاب الآثار امام محمد ص۹۲،مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ص ۲۹۵،مصنف عبد الرزاق ج۳ ص۴۹۱،کبیری ص ۲۹۵ ، مالابدمنہ ص ۵۷، درمختار، عالمگیری ج۱ص ۲۶۰، ۲۶۱،نور الایضاح ص ۲۲۷، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۷، ۳۰۹، جوہرہ نیرہ (۸) عن ابو ہریرہ ؓ ترمذی ج۱ح ۱۰۱۱، ابوداؤد ج۲ص ۱۰۱،نسائی ج۱ح ۱۹۵۹،ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۵۹،مسند امام احمد، مجمع الزوائد ج۳ص ۳۳،طبرانی کبیر،طبرانی اوسط، مالابدمنہ ص ۵۷، عالمگیری ج۱ص ۲۶۰، بہار شریعت ج۱ص ۳۰۹، مسند امام اعظم ح۱۹۱ص ۱۶۶،مستدرک حاکم ج۱ح ۱۳۲۵ تا ۱۳۲۷،مشکوٰۃ ح ۱۵۸۵،مرآۃ المناجیح ج۲ص ۴۶۶،مقالات سعیدی ص ۵۰۵، شامی ج۲ص ۲۱۲۔

لَنَاشَافِعًاوَّ مُشَفَّعًا''(۱)۔

۔نابالغ بچی کی میّت کیلئے یہ دعا پڑھیں ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَافَرَطًاوَّاَجْرًاوَّذُخْرًاوَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً''(۲)۔

۔جنازہ کیلئے کوئی خاص دعاء نہیں بلکہ پیارے آقا کریم ﷺ نے ان دعاؤں کے علاوہ بھی کئی ایک دعائیں پڑھیں بلکہ مختلف اوقات میں مختلف دعائیں پڑھیں اسلئے ماثورہ دعاؤں میں سے کوئی بھی دعاء پڑھ لینے سے سنّت ادا ہوجائے گی (۳)۔کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نماز جنازہ میں کوئی خاص دعاء وقرأت مقرر نہیں فرمائی''(۴)۔جسے نماز جنازہ کی یہ مذکورہ بالا دعائیں یا جنازہ کی دوسری مسنون دعائیں نہ آتی ہوں وہ نماز والی دعاء رَبَّنَا آتِنَافِی الدُّنیَاحَسَنَةً ....الخ یا کوئی اس طرح کی دوسری دعاء پڑھ لے (۵)۔مگر نماز جنازہ کی دعائیں یاد ضرور کر لینی چاہئیں۔مومن کو زیب نہیں دیتا کہ ساری عمر گذر جائے بال سفید ہوجائیں اور کثیر اجر وثواب والی مسنون اور چھوٹی چھوٹی دعائیں یاد نہ ہوں۔

۔پھر چوتھی تکبیر حسب سابق امام بلند آواز سے کہیں اور مقتدی آہستہ کہیں مگر ہاتھ امام اور مقتدی دونوں ہی نہ اٹھائیں۔اس تکبیر کے بعد امام اور مقتدی کچھ نہ پڑھیں (۶)۔بلکہ پہلے دونوں ہاتھ چھوڑ دیں پھر پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف سلام پھیریں (۷)۔چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ''بیشک ہاتھوں کا باندھنا اس طویل قیام کی سنّت ہے جس میں ذکرِ مسنون ہو''(۸)۔چونکہ چوتھی تکبیر کے بعد کچھ پڑھا نہیں جاتا اس لئے ہاتھوں کا کھول دینا ہی افضل ہے۔

۔امام سلام اتنی آواز سے پھیریں کہ مقتدی سن لیں کیونکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کے آخر میں سلام پھیرا کرتے کہ آپ کے نزدیک کھڑے لوگ سن لیا کرتے تھے''(۹)۔اسی لئے ''حضرت سیّدنا امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا'' دائیں طرف اور بائیں طرف اتنی آواز سے سلام پھیرا جائے کہ قریب والے لوگ سن لیں''(۱۰)۔

(۱)بخاری،ج۱ص۱۷۸،عبدالرزاق ج۳ص۵۲۹،کبیری ص۵۸۷،شرح نقایہ ج۱ص۱۳۲،مالابدمنہ ص۵۷،عالمگیری ج۱ ص۲۶۰ (۲)مالابدمنہ ص۵۷،جوہرہ نیرہ،عالمگیری ج۱ص۲۶۰،نورالایضاح ص۲۲۷ (۳)غنیۃ المستملی،بہار شریعت ج۱ ص۳۰۹،نورالایضاح ص۲۲۶ (۴)مغنی ابن قدامہ ج۲ص۴۸۵،شرح نقایہ ج۱ص۱۳۳ (۵)شامی ج۲ص۲۱۳ (۶)کتاب الآثار امام محمد ص۹۲،ابن ابی شیبہ ج۳ص۲۹۵،عبدالرزاق ج۳ص۴۹۱،کبیری ص۲۹۵،مالابدمنہ ص۵۷،درمختار،عالمگیری ج۱ص۲۶۰،۲۶۱،نورالایضاح ص۲۲۷،بہار شریعت ج۱ص۳۰۷،جوہرہ نیرہ (۷)درمختار،شامی،بہار شریعت ج۱ص۳۰۹ (۸)شامی ج۲ص۱۷۰ (۹)عن نافع رضی اللہ عنہ علیہ الرحمۃ،مؤطا امام محمد ج۱ح۳۶۰،مؤطا امام مالک ج۱ح۵۴۱ (۱۰)مؤطا امام محمد ج۱ح۳۶۰

۔ یہاں ضرور یاد رہے کہ امام تکبیر تحریمہ کے بعد والی تینوں تکبیرات تکبیر تحریمہ کی طرح بلند آواز سے کہیں مگر ہاتھ نہ اٹھائیں یعنی رفع یدین نہ کریں اور نہ ہی مقتدی ان تین تکبیرات پر رفع یدین کریں (۱)۔ کیونکہ (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیتے تھے" (۲) اور (حدیث) "آقا کریم ﷺ نماز جنازہ کے وقت پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے" (۳)۔ نیز (حدیث) "حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا اسکے بعد انہوں نے ایسا نہیں کیا" (۴) اسی طرح (حدیث) "سیّدنا ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمۃ بھی صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے" (۵)

نماز جنازہ کے بعد دعاء کی سنت:۔ آخر میں صفیں توڑ کر امام اور مقتدی میّت کیلئے خلوصِ دل سے دعاء خیر کریں کہ (حدیث) "اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْالَهُ الدُّعَآءَ" پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ لو تو خلوص دل سے اس کیلئے دعا کرو" (۶)۔ یہ حدیث امام اعظم تابعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک بعد از نماز جنازہ دعا مانگنے کی دلیل ہے۔ اس حدیث پاک میں جنازہ کے بعد صرف دعا ہی نہیں بلکہ خلوص دل سے دعا مانگنے کا ارشاد ہے چہ جائیکہ ہم مانگیں ہی نہیں۔ نیز (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کی میّت پر نماز جنازہ پڑھائی پس مَیں (راوی حضرت سیّدنا واثلہ رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ کو (نماز کے بعد) دعا مانگتے ہوئے سنا کہ "اے اللہ فلاں بن فلاں تیرے سپرد ہے، اسے قبر کی آزمائش سے بچانا" (۷)۔ اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ دعا پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد مانگی کیونکہ جنازہ کے اندر اسطرح نام لے کر دعا نہیں مانگی جاتی۔ نیز نماز جنازہ کے اندر دعا آہستہ مانگی جاتی ہے جو سنائی نہیں دیتی، صحابی رضی اللہ عنہ کا دعا سن لینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ دعاء نماز کے بعد مانگی گئی۔ اسی طرح (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے ان (حضرت سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو جنگِ موتہ میں شہید ہو گئے تھے) پر نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان کیلئے دعاء فرمائی اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) فرمایا "ان کیلئے دعائے مغفرت کرو" (۸)۔ آپ خود ہی سوچ لیں کہ کیا آقا کریم ﷺ نماز جنازہ کے اندر صحابہ

(۱) عالمگیری ج۱ ص۱۶۴، شرح نقایہ ج۱ ص۱۳۵، کبیری ص۵۸۸، قاضی خان ج۱ ص۹۳، نور الایضاح ص۲۲۷ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۱۰۶۷، دارقطنی ج۲ ص۷۵، بیہقی ج۴ ص۳۸ (۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ دارقطنی ج۲ ص۷۵ (۴) مسند امام زید ح۲۲۷ (۵) ابن ابی شیبہ ج۳ ص۲۹۶ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۲ ص۵۴۷ ح۱۴۲۲، ابن ماجہ، مشکوۃ ح۱۵۸۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۶۶ (۷) عن واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح۱۴۲۵، ابن ماجہ، مشکوۃ ح۱۵۸۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۶۷ (۸) فتح القدیر، کبیری، شرح وقایہ، سیرت حلبیہ ج۳ ص۲۱۴۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفرمارہے ہیں کہ ان کیلئے دعاءِ مغفرت کرو؟۔ یقیناً نہیں۔ تو پھر یہ دعاء بعداز جنازہ ہی تو ہوئی۔ کیونکہ نماز میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر یہ ارشاد نماز کے اندر تھا تو پھر تو نماز ہی نہ ہوئی اسلئے واضح ہوا کہ یہ دعاء بعداز نماز جنازہ مانگی گئی۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تابوت میں رکھا گیا تو لوگوں کا جمگھٹا ہو گیا وہ آپکا جنازہ اٹھنے سے پہلے دعائیں مانگتے اور نمازیں پڑھتے رہے اور میں بھی ان میں تھا'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے (ایک شخص کی نماز جنازہ کی) چار تکبیرات پڑھائیں پھر اس میت کی طرف چلے اور اس کے پاس پہنچے اور دعا فرمائی'' (۲)۔ یہ حدیث کمال وضاحت کر رہی ہے اور عین اہل سنت کے طریقہ دعاء کی عکاسی کر رہی ہے، آج ہم بھی نماز جنازہ کے بعد صفیں توڑ کر میّت کے قریب جا کر دعا کرتے ہیں یہ یقیناً حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سنّت پر عینِ عمل ہے جس بارے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''میری سنّت اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا طلحہ بن براء انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور انہیں رات کے وقت ہی دفن کر دیا گیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ ڈالنے کی بنا پر اطلاع نہ دی گئی) صبح آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر انور پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا فرمائی اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی'' (۴)۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کا انوکھا اور روح پرور طریقہ:

جان سے پیارے آقا کریم ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کا ایسا پیار بھرا روح پرور اور ایمان افروز طریقہ تھا کہ جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا کہ (حدیث) ''لوگ گروہوں کی شکل میں آتے اور اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے دست بستہ کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور آگے گزر جاتے (اور دوسرے لوگ آجاتے تھے) جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں (وہ بھی اسی طرح صلوٰۃ وسلام پیش کرتیں اور گزر جاتیں تھیں)۔ ان کے بعد بچے آئے (انہوں نے بھی صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا)۔ کسی نے بھی عام مسلمانوں کی طرح آپ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک جنازہ کی امامت نہیں کرائی بلکہ ہر ایک نے الگ الگ صلوٰۃ وسلام پڑھا'' (۵)۔ اس پیاری پیاری حدیث پاک سے کئی سوالات کے محبت بھرے جوابات نکلتے ہیں۔ اللہ کریم جل جلالہ محبتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بخاری ج۲ ص۷۰۴ ح۸۸۲ (۲) ابن ابی شیبہ ص۱۳۳، مسلم ج۲ ص۲۲۳ (۳) عن سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد، ترمذی ج۲ ح۳۵۷، ابن ماجہ ج۱ ح۴۳، امام احمد ج۱ ح۲۸۵، حاکم ج۱ ص۱۷۴، معجم کبیر ج۱ ح۶۱۸، معجم اوسط ح۶۶، ابن حبان ج۱ ح۵، دارمی ح۹۶، فتاویٰ فیض الرسول، فیوض الباری حصہ ۸ ص۱۰۳ (۴) مظاہر حق ج۴ ص۷۵، عون المعبود ج۳ ص۱۹۷ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۹۱۔

والا دل اور آنکھ نصیب فرمائے۔آمین۔اس حدیث کے بعض نکات کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیں بتادیا کہ ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ نے پردہ ضرور فرمایا ہے مگر آپ ﷺ کا وصال ہماری طرح کا نہیں بلکہ وصال فرما کر بھی آپ ﷺ زندہ ہیں۔سچی لگن رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق اور ایمان کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ میّت کے حکم کا آپ ﷺ پر اطلاق کریں۔اور آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھیں یا نماز جنازہ کی امامت کریں اسی لئے تو جب (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ کو غسل مبارک کے بعد تخت یا چارپائی پر زیارت کیلئے سلادیا گیا تو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کوئی شخص آقا حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت نہ کرے کیونکہ آپ ﷺ زندگی میں بھی ہمارے امام تھے اور اب وصال مبارک کے بعد بھی ہم سب کے امام ہیں"(۱)۔سبحان اللہ۔سبحان اللہ۔قربان جایئے پیارے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس اعلان پر جو ہم اہلسنّت کے اعتقاد کی عین ترجمانی کرتا ہے۔لہٰذا بالکل عین اسی نہج پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس طرح آقا کریم ﷺ کی زندگی میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے اب بھی وہی طریقہ اختیار کیا اور زندوں والا اسلام ہی پیش کیا یعنی (حدیث) "لوگ گروہ در گروہ داخل ہوتے اور باادب کھڑے ہو کر ان الفاظ میں صلوۃ وسلام عرض کرتے تھے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.........." (۲)۔اگر یقین نہیں آتا تو وہ تو اُس وقت کی بات تھی جب پیارے آقا کریم ﷺ اپنے جسم پاک کے ساتھ سب کی نظروں کے سامنے موجود تھے،اب جبکہ آپ سرکار کریم ﷺ کو ہماری نظروں سے اوجھل ہوئے 1400 سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور بظاہر ہمارے سامنے موجود بھی نہیں پھر بھی ہر کوئی ببانگ دہل وہاں جالیوں کے سامنے کھڑا ہو کر آج بھی وہی زندوں والا صلوٰۃ وسلام ہی پڑھ کر اعلان کر رہا ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ زندہ ہیں اور ہمارا صلوٰۃ وسلام سماعت فرمارہے ہیں۔یہاں میرے ایک دوست کی ایک دل کو بھاتی بات کا ذکر نہ کروں تو بخل ہوگا۔وہ مجھے مدینہ پاک میں ملے اور کہنے لگے" پاکستان میں مَیں نہیں مانتا کہ نبی کریم ﷺ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ سَيِّدِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سماعت فرماتے ہیں،مگر جب میں جالیوں کے سامنے گیا تو یوں لگا جیسے آقا کریم ﷺ جالیوں کے پیچھے تشریف فرما ہیں اور میرا سلام سماعت فرمارہے ہیں یہی احساس مسجد نبوی میں ہوا،اسلئے میں جب جالیوں کے سامنے یا مسجد نبوی میں ہوتا

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ،خصائص الکبرٰی ج۲ص۴۰۳،طبقات ابن سعد،بیہقی،مدارج النبوۃ ج۲ص۶۰۷ (۲) عن علی رضی اللہ عنہ،خصائص الکبرٰی ج۲ص۴۰۳،طبقات ابن سعد،بیہقی،سیرت ابن کثیر ج۴ص ۵۲۸،ضیاءالنبی ج۴ص۸۳۹۔

ہوں تو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِی یَارَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ پڑھ لیتا ہوں پاکستان میں نہیں پڑھتا کیونکہ وہ دُور ہے"۔ مَیں نے تو جو اُنہیں کہا وہ کہا۔ آپ کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ ذرا سوچیئے اور اپنے اوپر تصوّر کریں کہ آپ کے سامنے بیشمار لوگ بیس تیس فٹ دُور تک کھڑے ہوں اور وہ سب آہستہ آہستہ بلکہ بعض صرف سرگوشی میں آپ کو السلام علیکم کہہ رہے ہوں تو کیا آپ سب کا سلام سن لیں گے؟۔ اور پھر اگر یہ لوگ دس بیس ایکڑ دُور کھڑے ہو کر اسی طرح آہستہ آہستہ یا عالم سرگوشی میں آپ کو سلام کہیں تو کیا آپ کو خبر ہو جائیگی؟۔ یقیناً نہیں۔ جبکہ میرے دوست کا سلام آقا کریم ﷺ اتنے بلکہ اس سے زیادہ فاصلے سے سماعت فرما رہے ہیں۔ اور یہ عقیدہ کثیر تعداد میں ہمارے بھائیوں کا ہے کہ مسجد نبوی میں سلام سنا جاتا ہے۔ تو یاد رہے مسجد نبوی کا رقبہ 4,00,327 مربّع میٹر ہے۔ جب اتنے فاصلے کا سرگوشی میں پڑھا سلام سنا جاتا ہے تو میرے بھائی ہم تو اتنا دور اتنی آواز سے پڑھا سلام بھی قطعاً نہیں سن سکتے جبکہ پیارے آقا کریم ﷺ سنتے ہیں تو دُور تو ہو گیا پھر کیا فرق پڑتا ہے بندۂ مسجد نبوی میں ہو یا مدینہ پاک شہر میں یا مکہ پاک میں یا جدہ میں یا پاکستان میں۔ اسلئے یقین کر لیں کہ صلوۃ وسلام مسجد نبوی میں ہو یا پاکستان میں پیارے آقا کریم ﷺ سماعت فرماتے ہیں بلکہ جواب بھی عطاء فرماتے ہیں۔ مزید تفصیل لکھنے کی بجائے آپ کو سوچنے کی دعوت پر چھوڑتا ہوں۔

نمازِ جنازہ کے فرائض:

☆۔ چار تکبیرات کہنا۔ چار دفعہ اللہ اکبر کہنا۔

☆۔ قیام کرنا۔ جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا تاہم شرعی عذر کی وجہ سے بیٹھنے میں بھی حرج نہیں (۱)۔

نمازِ جنازہ کی سنّتیں:

☆۔ امام کا میّت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا میّت مرد ہو یا عورت۔

☆۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی حمد و ثنا کرنا۔

☆۔ پیارے آقا کریم ﷺ پر دُرود و سلام پڑھنا۔

☆۔ میّت کیلئے دعائے مغفرت کرنا (۲)۔

نمازِ جنازہ کی شرائط:

☆۔ میّت کا مسلمان ہونا۔

☆۔ میّت کے بدن کے کفن کا پاک ہونا۔

(۱) عالمگیری ج۱ ص۲۶۰، درمختار، تنویر الابصار، رکنِ دین، بہار شریعت ج۱ ص۳۰۷ (۲) عالمگیری، درمختار، بہار ج۱ ص۳۰۷

☆ ۔جنازہ کا وہاں موجود ہونا۔

☆ ۔جنازہ زمین پر رکھا ہونا۔

☆ ۔جنازہ نمازی کے آگے قبلہ کو ہونا۔

☆ ۔میّت کے بدن کا فرض حصہ چھپا ہونا۔

☆ ۔میّت کا امام کے محاذی ہونا(۱)۔

مفسدات نمازِ جنازہ:

جن چیزوں سے نماز پنجگانہ فاسد ہو جاتی ہیں ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی ہیں سوائے ایک بات کے کہ عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو بھی نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی (۲)۔ اور اگر دورانِ نمازِ جنازہ میت کا جسم ننگا ہو گیا جو کہ چھپانا فرض ہے تو نماز جنازہ نہیں ہوگی (۳)۔

تاخیر سے پہنچنے والے کی نماز جنازہ:

☆ ۔اگر آپ امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد پہنچیں تو تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائیں پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد رَہ جانے والی تکبیرات ادا کریں نماز ہو جائیگی (۴)۔

☆ ۔اگر آپ چوتھی تکبیر کے بعد پہنچیں اور امام نے ابھی سلام نہ پھیرا ہو تو فوراً مل جائیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد اگر موقع مل جائے تو تمام تکبیرات اور ثناء، دُرود و دعائیں پڑھ لیں اور اگر موقع نہ ملے تو صرف تکبیرات کہہ کر سلام پھیر دیں نماز ہو جائے گی (۵)۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعض دیگر مسائل۔

۞ ۔گزرگاہ پر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے (۶) کسی کی زمین میں بلا اجازت نماز جنازہ پڑھنا منع ہے (۷)

۞ ۔سوار ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں (۸)۔

۞ ۔اگر امام یا مقتدی دوسری یا تیسری تکبیر کے بعد بھول کر سلام پھیر دیں تو بھی نماز جاری رکھیں اور چاروں تکبیرات مکمل کر کے سلام پھیر دیں (۹)۔نماز جنازہ ہو جائے گی۔

۞ ۔بچہ یا بچی چھوٹا ہو یا بڑا اس کی بھی نماز جنازہ پڑھیں کہ (حدیث) ''آپ ﷺ کی خدمت میں

(۱) درمختار، عالمگیری ج۱ص۲۶۰، شامی، نورالایضاح ص۲۲۶، بہار شریعت ج۱ص۳۰۶ (۲) عالمگیری ج۱ص۲۶۰، درمختار، بہار شریعت ج۱ص۳۱۰ (۳) شامی (۴) مسند امام زید ح۲۲۸، مالابدمنہ ص۵۷، درمختار، شامی، عالمگیری ج۱ ص۲۶۱، نورالایضاح ص۲۲۹ (۵) درمختار، عالمگیری ج۱ص۲۶۱ (۶) شامی، عالمگیری ج۱ص۲۶۲ (۷) شامی، عالمگیری ج۱ص۲۶۲ (۸) عالمگیری ج۱ص۲۶۰، درمختار، تنویر الابصار، رکنِ دین، بہار شریعت ج۱ص۳۰۷ (۹) عالمگیری، رکنِ دین ص۱۹۸۔

انصار کے ایک بچہ کا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسکی نماز جنازہ پڑھی" (۱)۔اسی طرح (حدیث) "جب آپ سرکار کریم ﷺ کے پیارے صاحبزادے (حضرت سیّدنا ابراہیم ؓ) نے وصال فرمایا تو آپ ﷺ نے انکی نماز جنازہ پڑھی" (۲)۔لہذا (حدیث) "بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے" (۳) مگر یہ خیال رہے کہ (حدیث) "پیدا ہونے والا بچہ جب تک نہ روئے اسکی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے" (۴)۔

❁ ۔اگر امام کا وضوء ٹوٹ جائے تو وہ کسی کو خلیفہ کرسکتا ہے (۵)۔

❁ ۔میّت کی نماز جنازہ ایک بار پڑھائی جائے اسلئے کہ نماز جنازہ نفل شرعاً جائز نہیں (۶)۔البتہ میّت کے ولی کو شریعت نے اختیار دے رکھا ہے کہ اگر ولی نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو تو وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا کسی سے پڑھوا سکتا ہے مگر ولی کے علاوہ کسی دوسرے کو اجازت نہیں کہ جب نماز جنازہ پڑھ لی گئی تو وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں (۷)۔

❁ ۔ایک سے زیادہ فوت شدگان کی نمازِ جنازہ:۔

اگر چند یا کئی ایک جنازے ایک ہی وقت میں اکٹھے آجائیں تو سب کا اکٹھا جنازہ پڑھانا جائز ہے البتہ الگ الگ نماز جنازہ پڑھانا افضل ہے (۸)۔

❁ ۔اگر اکٹھی نماز جنازہ پڑھائیں جس میں مرد، عورت اور بچے شامل ہوں تو انہیں امام کے آگے رکھنے کی ترتیب یہ ہے کہ امام کے سامنے سب سے پہلے مرد کا جنازہ رکھیں، پھر بچے اور لڑکے کا پھر خنثیٰ کا اور پھر عورت کا۔اور اگر سب مرد یا زیادہ مرد ہوں تو ان میں جو افضل ہے اس کو سب سے پہلے اور جو درجہ میں اسکے بعد ہے اس کو بعد میں، اسی طرح سب کو ترتیب وار رکھیں (۹)۔کیونکہ (حدیث) "حضرت سیّدنا عثمان غنی ؓ حضرت سیّدنا ابن عمر ؓ اور حضرت سیّدنا ابو ہریرہ ؓ مدینہ منورہ کے مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے اور مرد کی میّت امام کے قریب رکھا کرتے تھے" (۱۰)۔اسی طرح (حدیث) حضرت سیدّنا علی ؓ نے فرمایا "مرد کی میّت امام کی طرف اور عورتوں کی

(۱) عن عائشہ ؓ نسائی ج ۲ ح ۱۹۲۰ (۲) عن عبداللہ بن عباس ؓ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۲ (۳) عن مغیرہ بن شعبہ ؓ نسائی ج ۲ ح ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۶۸، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۴۳ (۴) عن جابر ؓ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۰، ابن ماجہ، مشکوۃ ح ۱۶۰۰، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۲ (۵) عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۶۱ (۶) عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۹ (۷) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۵، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۶، کبیری ص ۵۸۵، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۰ (۸) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۵، کبیری ص ۶۰۶، در مختار ج ۱ ص ۱۲۲، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۱، ۲۶۲، نور الایضاح ص ۲۲۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۰ (۹) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۵، کبیری ص ۶۰۶، در مختار ج ۱ ص ۱۲۲، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۱، ۲۶۲، نور الایضاح ص ۲۲۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۰ (۱۰) مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۴۰۔

قبلہ کی طرف رکھی جائیں"(۱)۔اور (حدیث) حضرت سیّدنا عمار ؓ (حضرت سیّدنا حارث بن نوفل ؓ کے غلام) فرماتے ہیں کہ"وہ پیارے آقا کریم ﷺ کی بیٹی حضرت سیّدہ ام کلثوم ؓ اور ان کے صاحبزادے کے جنازے میں شریک تھے پس لڑکے کو امام کے نزدیک رکھا گیا،میں نے (بی بی سیّدہ ؓ کے عزت واکرم کیلئے) اس بات پر اعتراض کیا،اس وقت صحابہ کرام ؓ میں حضرت سیّدنا ابن عباس ؓ، حضرت سیّدنا ابوسعید خدری ؓ، حضرت سیّدنا ابوقتادہ ؓ اور حضرت سیّدنا ابوہریرہ ؓ (جیسے جلیل القدر صحابہ کرام ؓ) بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا"سنت یہی ہے"(۲)۔ایسے ہی (حدیث)"حضرت سیّدنا ابن عمر ؓ نے 9 میّتوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھی اور انہوں نے مردوں کو امام کے قریبؔ اور عورتوں کو ان کے بعد رکھا"اور حضرت سیّدنا ابن عباس ؓ حضرت سیّدنا ابوہریرہ ؓ حضرت سیّدنا ابوسعید خدری ؓ حضرت سیّدنا ابوقتادہ ؓ نے فرمایا"یہی سنّت ہے"(۳)۔ایسا ہی حضرت سیّدنا علی ؓ سے مروی ہے(۴)۔اس صورت میں تمام جنازے آگے پیچھے اس طرح رکھ دیں کہ سب کا سینہ امام کے سامنے ہوجائے اگر اس طرح ممکن نہ ہو تو ایک جنازہ کا سینہ امام کے سامنے اور باقی سب اس کے اوپر نیچے ایک صف کی صورت میں رکھ دیں،اس طرح سب کی نماز جنازہ ادا ہوجائے گی(۵)۔اس صورت میں بالغ میّت کی جامع دعا پڑھیں۔

چار تکبیرات نمازجنازہ:۔ نماز جنازہ کی ادائیگی میں کل چار تکبیرات ادا کی جاتی ہیں (۶)۔کیونکہ (حدیث)"جب حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو پیارے آقا کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام ؓ کے ساتھ بقیع کی طرف تشریف لے گئے،ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھیں اور پیارے آقا کریم ﷺ آگے بڑھے اور حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ (جن کا نام حضرت اصحمہ بن ابجری تابعی علیہ الرحمۃ تھا جن کا وصال رجب ۹ ہجری کو ہوا) کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار تکبیریں کہیں"(۷)۔نیز (حدیث)"آقا کریم ﷺ نے (ایک) نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیں"(۸)۔اسی طرح (حدیث)"حضرت سیّدنا عثمان بن مظعون ؓ کی نماز جناہ میں آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں"(۹)۔اور پھر وصال

(۱)مسند امام زید ح ۲۲۶ (۲)ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۱۶ (۳)عن نافع تابعی علیہ الرحمۃ،نسائی ج ۲ ح 1951 (۴)ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۱۵ (۵)شامی،درمختار،عالمگیری،نورالایضاح ص ۲۲۹ (۶)ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۵،شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۴،کبیری ص ۵۸۵،مالابدمنہ ص ۵۷،عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۰،نورالایضاح ص ۲۲۶ (۷)عن سیّدنا جابر ؓ ابوہریرہ ؓ،بخاری ج ۱ ح ۱۱۶۷،۱۲۴۷،مسلم ج ۱ ح ۲۱۰۲،ترمذی ج ۱ ح ۱۰۰۹،نسائی ج ۲ ح ۱۹۴۴،۱۹۵۳،ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۹۵،مشکوۃ ح ۱۵۶۳،مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۴ (۸)عن ابن عباس ؓ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۴۶،ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۶۵،مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۴۲۳ (۹)عن عثمان ؓ،ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۶۳۔

تک آپ ﷺ نے چار تکبیریں ہی کہیں (۱)۔ ایسے ہیں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی جنازہ کی چار تکبیرات کہتے تھے (۲)۔ اور پھر (حدیث) ''فرشتوں نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کے وصال پر جب نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں'' (۳)۔ لہذا پانچ تکبیرات کی حدیث منسوخ ہے اور نسخ پر جماع ہے (۴)۔ کیونکہ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت کا چار تکبیراتِ جنازہ پر اتفاق ہے''۔ اسی طرح حضرت سیّدنا امام نخعی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا (۵)۔ اسی لئے اگر امام بھول کر پانچویں تکبیر بھی کہہ دے تو مقتدی متابعت نہ کریں بلکہ چپ کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیر دیں (۶)۔

۔ نماز جنازہ میں الحمد شریف پڑھنا جائز نہیں (۷)۔ کیونکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے'' (۸)۔

مومن کی آخری آرامگاہ۔

قبر جہاں بندۂ مومن کیلئے ماں، نور کا گھر، جنّت کی کھڑکی، سکون کی جگہ، دلہن کی طرح سونے کی سیج، محبوب ومحبّ کے وصل کا مقام، جزا کا مسکن، عطاؤں کا مرکز، اور تجلیات کا محور ہے وہاں بدکار و کافر کیلئے کیڑوں کا گھر، وحشت کا دَر، بچھوؤں اور سانپوں کا ٹھکانا، اندوہناک قید خانہ، قہر و غضب کا پروانہ، سزا کا مسکن، صعوبتوں اور بلاؤں کا مرکز اور کوہلو، چکی اور شکنجے کی مثل ہے۔ جس میں اپنے کئے کا بدلہ صاف صاف ملتا ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ نہ کوئی پرسانِ حال، نہ بھاگنے کا رستہ، نہ منّت وسماجت کی شنوائی۔ نیک ہے تو تا قیامت عیش ہی عیش، برا ہے تو تا قیامت ذلت ہی ذلت، ایسی ذلّت کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ لہذا پیارے بھائی! آج ہی اس کا بندوبست کرلیں

(۱) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۱۲ (۲) ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۰۰، مسلم، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۲۰، ۱۹۱۷، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۱۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۶۶، مشکوۃ ح ۱۵۶۴، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۴۲۳، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۴، فتح القدیر، اشعۃ اللمعات (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شرح مسند امام اعظم ص ۱۶۶، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۴۲۳، حلیۃ الاولیاء، فتح القدیر، اشعۃ اللمعات، مرقاۃ، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۵ (۴) فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۱۲ (۵) ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۰۱ (۶) درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۱، نورالایضاح ص ۲۲۷، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۰ (۷) قاضی خاں ج ۱ ص ۹۳، درمختار ج ۱ ص ۱۲۲ (۸) عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۹۱، ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۸، مؤطا امام مالک ص ۲۱۰۔

کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "قبر روزانہ کہتی ہے "اے ابن آدم! تو مجھے بھول گیا میں تنہائی کا گھر ہوں اجنبیت کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں میں نہایت تنگی کا گھر ہوں، مگر اس شخص کیلئے نہیں جس پر اللہ کریم جل جلالہ مجھے وسیع بنا دے" (۱)۔ یہ نہ ہو کہ وقت بیت جائے۔ پھر پچھتاوے کے سوا ہر گز اور کبھی بھی کچھ نہ ملے گا۔

۞۔ یہ قانونِ قدرت ہے کہ (حدیث) "ایسا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جسکی ناف میں وہ مٹی نہیں ہوتی جہاں سے اسے پیدا کیا گیا اور اسی میں اس کی قبر ہوگی اور پھر اسی میں اُسے دفن کیا جاتا ہے" (۲)۔ اسی وضاحت میں حضرت سیّدنا امام جعفر صادق تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب رحم مادر میں حمل ٹھہر جاتا ہے تو اللہ کریم جل جلالہ اس بچہ کے مدفن کی زمین کی مٹی اس حمل میں ملا دینے کا حکم فرماتا ہے۔ اسلئے (پیدا ہونے کے بعد) اس شخص کا دل ہمیشہ اس جگہ کی طرف مائل اور کھنچا رہتا ہے جب تک کہ وہ اس میں دفن نہ ہو جائے" (۳)۔ اور پھر (حدیث) "جو آدمی پیدائش والی جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ فوت ہوتا ہے تو اس کی پیدائش والی جگہ سے لے کر موت والی جگہ تک کی زمین جنت میں اس کیلئے مقرر کر دی جاتی ہے" (۴)۔ لہذا جب کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ کریم جل جلالہ اسے اس مقام کی طرف جس جگہ اس نے دفن ہونا ہوتا ہے کوئی کام ڈال دیتا ہے حتیٰ کہ وہ وہاں پہنچ کر اپنی جان دے دیتا ہے۔ کیونکہ (حدیث) "اللہ کریم جل جلالہ انسان کی موت جس مقام پر لکھ دیتا ہے اس کیلئے وہاں پر اسے کوئی ضرورت رکھ دیتا ہے" (۵)۔ مگر قربان جائیے پیارے آقا کریم ﷺ کے وصال پاک پر کہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "جس نبی نے جس مقام پر وصال پاک فرمایا اسے وہیں دفن کیا گیا"۔ لہذا "جس مقام پر آپ سرکار کریم ﷺ نے جان جانِ آفرین کے سپرد کی تھی وہیں عین اسی جگہ پر (امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں) آپ حضور ﷺ کی لحد پر انوار کیلئے جگہ کھود دی گئی اور اب عین اسی جگہ سینوں کو منور کرتا گنبد خضریٰ ہے" (۶)۔

۞۔ بہتر و اولیٰ یہ ہے کہ مسلمان جس جگہ فوت ہو اسی علاقہ میں دفن کیا جائے بلاوجہ کسی دوسری جگہ لے جانا منع ہے، البتہ کسی ضروری وجہ کی بنیاد پر لے جانے میں حرج نہیں (۷)۔ کیونکہ (حدیث)

(۱) موت کا منظر ص ۹۷ (۲) کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۱۷ (۳) اصول کافی ص ۶۲۷، فیوض الباری حصہ ۶ ص ۱۰ (۴) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۷۷ (۵) عن سیّدنا مَطر بن عُکامِس عبدی رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۵۹، مسند امام احمد، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۱۰۲، مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۰۹ (۶) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ح ۲۴۹، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۴۳، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۹۱، سیرت ابن کثیر ج ۴ ص ۵۳۱، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۴۱ (۷) عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۴، نور الایضاح ص ۲۳۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۶۱۔

''حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا وصال مقام عقیق پر ہوا اور ان کا جنازہ مدینہ پاک لا کر دفن کیا گیا'' (۱)۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا مقام حبشی میں وصال ہوا تو آپ کو مکہ پاک لا کر دفن کیا گیا اور (آپ کی بہن) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی قبر مبارک پر تشریف لائیں'' (۲)۔

۞۔ بعض لوگ اپنی قبر مرنے سے پہلے کھود کر تیار کروا لیتے ہیں یہ کام بے معنیٰ ہے کیونکہ نامعلوم موت کہاں آئے اور اس جگہ لایا بھی جاسکے یا نہیں اور کوئی لانے والا بھی ہو یا نہیں (۳)۔

۞۔ اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی جگہ مخصوص کرنے سے پہلے ضرور خیال رہے کہ قبر کسی ایسے قبرستان میں بنائیں جس میں زیادہ تعداد میں عالم، اولیاءِ للہ، حافظ اور مقربین ہوں۔ کوئی ذاتی فائدہ یا دنیاوی وقار نہ آڑے آنے دیں بلکہ بچھڑنے والے کا فائدہ سوچیں (۴)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم اپنے فوت ہونے والوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ میّت کو بھی بُرے پڑوسی سے اُسی طرح تکلیف پہنچتی ہے جس طرح زندہ کو پہنچتی ہے'' (۵)۔

۞۔ قبر کی لمبائی میّت کے قد سے کچھ زیادہ رکھیں جبکہ گہرائی اور چوڑائی نصف قد کے برابر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ گہرائی سینہ تک کے برابر ہو (۶)۔

۞۔ آرامگاہ لحد والی یعنی بغلی ہو یا شق والی یعنی سادہ یا صدوق والی دونوں ہی درست ہیں، تاہم جہاں زمین سخت ہو وہاں بغلی قبر بہتر ہے اور جہاں زمین نرم ہو وہاں سیدھی یا شق والی قبر بنانا بہتر ہے (۷)۔ البتہ بغلی قبر کو سنت اور افضل قرار دیا جاتا ہے (۸)۔ کیونکہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور بغلی یعنی لحد والی بنائی گئی تھی۔ جس کے متعلق (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں دو آدمی تھے جو قبریں کھودا کرتے تھے ان میں ایک حضرت سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے جو مکہ پاک والوں کے طریقہ کے مطابق سادی یا صندوق والی قبر کھودتے تھے اور حضرت سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو مدینہ پاک والوں کیلئے لحد والی یعنی بغلی قبر کھودتے تھے، ان دونوں کو بلا بھیجا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعا کی کہ ''یا اللہ کریم جل جلالہ جس طریقہ کی پیاری پیاری آرام گاہ تجھے اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پسند ہے اس کے متعلق فیصلہ فرما''۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ فرمایا کہ

(۱) مؤطا امام مالک ج۱ ح۵۴۷ (۲) عن عبداللہ بن ابی ملیکہ تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج۱ ح۱۰۴۵ (۳) درمختار (۴) جوہرہ نیرہ، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۳۶۳ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شرح الصدور ص۲۴۱ (۶) شامی، عالمگیری ج۱ ص۲۶۲، جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص۲۳۴، بہار شریعت ج۱ ص۳۶۲ (۷) ہدایہ ج۱ ص۱۲۷، شرح نقایہ ج۱ ص۱۳۸، کبیری ص۵۹۵، عالمگیری ج۱ ص۲۶۲، نورالایضاح ص۲۳۴، بہار شریعت ج۱ ص۳۶۲ (۸) مالابد منہ ص۵۸، عالمگیری۔

''ان دونوں میں سے جو پہلے آ گیا اسی سے اسکے طریقے کے مطابق قبر انور تیار کروائی جائے گی''۔ لہذا حضرت سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو لحد والی یعنی بغلی قبر بناتے تھے وہ پہلے آ گئے اور حضرت سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بعد میں تشریف لائے۔ اسطرح اللہ کریم جل جلالہ کی طرف سے فیصلہ سمجھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نورانی آرامگاہ تیار کرنے کا کہا اور انہوں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لحد والی یعنی بغلی قبر انور تیار کی اور پھر اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے اللہ کریم جل جلالہ کے سپرد کر دیا گیا (۱)۔ اس کے بعد اسی سنّت کی پیروی میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال پر ان کی آرامگاہیں بھی بغلی بنائی گئیں'' (۲)۔ اور پھر اپنی قبر انور کی اسی ہیئت کے بارے پیارے غیب دان آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی اشارہ فرما دیا تھا کہ (حدیث) ''لحد والی یعنی بغلی قبر ہمارے لئے اور شق والی یعنی صندوق والی دوسروں کیلئے ہے'' (۳)۔

۞۔ ضرورت کے تحت میّت کو تابوت میں بھی دفن کیا جا سکتا ہے جیسے مٹی تر ہو یا بہت نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا امکان ہو (۴)۔ اس بارے (حدیث) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حضرت سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہ پہلی صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے تابوت کا آغاز کیا'' (۵)۔ نیز جب میّت کو قبر داخل کرنے سے پہلے یہ ارادہ ہو کہ اسے یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ لے جانا ہے تو اس صورت میں لکڑی کے تابوت میں دفن کرنا بہت بہتر ہے (۶) یاد رہے کہ لوہے کا تابوت منع ہے (۷)

۞۔ اپنے مسلمان بھائی کی قبر کھودتے ہوئے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھیں کہ (حدیث) ''قبر کو خوب کھودو، اسے کھلا رکھو اور اچھی طرح بناؤ'' (۸)۔

۞۔ اگر قبر کھودنے کے دوران اس جگہ سے کسی میّت کی ہڈی وغیرہ نکل آئے تو اسے ہرگز نہ توڑیں کیونکہ (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی میّت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے کسی زندہ آدمی کی ہڈی توڑی جائے'' (۹) اسلئے ہڈی ملے یا قبر کے واضح آثار ملیں تو وہاں قبر نہ بنائیں بلکہ کسی دوسری جگہ تیار کریں

(۱) شرح نسائی ج۲ ص۸۱، مؤطا امام مالک ج۱ ح۵۴۴، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۹۱، مسند احمد، شرح السنۃ، مشکوۃ ح۱۶۰۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۷۷ (۲) شرح نسائی ج۲ ص۸۱، مؤطا امام مالک ج۱ ح۵۴۴، مسند امام احمد (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مسند امام زید ح۲۴۹، ترمذی، نسائی ج۲ ح۱۹۸۱، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۱۵، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۳۱، مشکوۃ ح۱۶۱۰، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۷۷ (۴) کبیری ص۵۹۸، عالمگیری، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۲، درمختار (۵) مسند امام زید ح۳۲۳ (۶) عالمگیری ج۱ ص۲۶۲، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۳ (۷) شامی، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۲، صغیری (۸) عن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ ترمذی، مسند احمد، نسائی ج۲ ح۱۹۹۰، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۳۱، مشکوۃ ح۱۶۱۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۷۷ (۹) عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۳۰، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۷۹، ۱۶۸۰، مؤطا امام مالک ج۱ ح۵۶۱، مشکوۃ ح۱۶۲۲، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۳۔

❁ ۔مسلمان میّت کو دفن کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے (۱)۔

❁ میّت کو قبر میں داخل کرنے سے پہلے کسی نیک برگزیدہ بزرگ کا قبر میں اتر کر کچھ پڑھنا اور دعاء کرنا باعثِ برکت ہے کیونکہ جنگِ تبوک کیلئے جب مجاہدین اسلام کا لشکر تبوک پہنچا اور وہاں کچھ دن گزر گئے تو انہیں بخار آنے لگا (حدیث) حضرت سیّدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں حضرت سیّدنا ذوالجادین رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر وصال فرما گئے تھے) کی تجہیز و تکفین کے وقت موجود تھا۔ حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے روشنی کیلئے ایک مشعل اٹھا رکھی تھی اور وہ کھڑے تھے۔ چنانچہ اس وقت آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر انور میں اترے، میں نے دیکھا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی میّت کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا رہے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرما رہے ہیں کہ ''اپنے بھائی کو میرے قریب کرو'' چنانچہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد میں انہیں دائیں پہلو پر لٹا دیا پھر (قبر کے اندر ہی) اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں دعاء فرمائی ''اے اللہ کریم جل جلالہ میں آج کی شام تک اس تیرے بندے سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا''۔ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب یہ ایمان افروز منظر دیکھا اور سنا تو کہہ اٹھے ''اے کاش! کہ اس لحد میں مَیں دفن ہوتا'' (۲)۔ سبحان اللہ۔

❁ ۔میّت کو قبر میں داخل کرتے وقت قبلہ کی طرف سے داخل کرنا افضل ہے اور پہلے سر داخل کریں (۳)۔ کہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو سر مبارک کی طرف سے انکی قبر پاک میں داخل فرمایا'' (۴)۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مبارک آرامگاہ میں سرِ انور کی طرف سے اُتارا گیا'' (۵)۔ تاہم پاؤں کی طرف سے بھی اتارنے میں حرج نہیں کہ۔ اور پھر (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی منور و مقدس و متبرک آرامگاہ میں اتارے گئے تو قبلہ کی طرف سے اتارے گئے'' (۶)۔ اور قبر میں اتارتے وقت کہیں (حدیث) ''بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (یا کہیں) وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم'' (۷) یا یوں کہیں (حدیث) ''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ (یا سُنَّةِ) رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم'' (۸)۔ ایسے ہی

(۱) عالمگیری، بہار شریعت ج ۱ ص ۱ا۳۱ (۲) ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۴ ص ۶۲۱ بحوالہ سبل الہدٰی ج ۵ ص ۶۶۱ (۳) شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۹، مالابدمنہ ص ۵۸، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۳ (۴) عن سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۱۲ (۵) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسند شافعی، مشکوۃ ح ۱۶۱۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۸ (۶) عن سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح ۲۹۱ ص ۱۶۶ (۷) عن حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۳۴، ابن ماجہ ص ۱۱۱، ابوداود ج ۱ ص ۱۰۲، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۶۶، مسند امام احمد، مالابدمنہ ص ۵۸، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۳، درمختار، نور الایضاح ص ۲۳۴، مشکوۃ ح ۱۶۱۵، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۰ (۸) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ صحیح مسلم، ابوداود ج ۲ ح ۱۴۳۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۱۱، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۵۳، ۱۳۵۵، بیہقی ح ۶۸۵۱، ابویعلی ح ۵۷۵۵۔

(حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب میّت کو قبر میں اتارتے تو پڑھتے ''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم'' (۱)۔

۔میّت کو قبر میں سنبھالنے کیلئے دو سے چار تک نیک اور امانت دار مومنین میّت کی قبر میں اتریں (۲)۔کیونکہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتارنے کیلئے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سعادت حاصل کی تھی۔اور (حدیث) ''آپ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آرامگاہ میں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت سیّدنا قُثم رضی اللہ عنہ اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سیّدنا شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے تھے۔نیز حضرت سیّدنا ابو یعلٰی اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی ''میں تمہیں اللہ کریم جل جلالہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت کی قسم دیتا ہوں (مجھے بھی قبر میں اترنے دو)''۔تو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اچھا اتر آؤ (چنانچہ وہ بھی قبر پاک میں اتر گئے یوں کل پانچ افراد ہوگئے)'' (۳)۔ایک روایت میں ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن مبارک کے امور چار افراد کے ذمے لگائے تھے۔حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام ''حضرت سیّدنا صالح رضی اللہ عنہ'' (۴)۔نیز (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک قبر انور میں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا فضل رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اترے تھے'' (۵)۔یہ بھی روایت ہے کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر و منور میں اترے تھے'' (۶)۔غالباً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حصول برکت کیلئے اترتے رہے یا باری باری اترتے اور نکلتے رہے۔واللہ و رسولہ اعلم۔

۔عورت کی میّت کو اس کا خاوند یا محرم افراد ہی قبر میں اتاریں۔اگر وہ موجود نہ ہوں تو عمر رسیدہ نیک افراد احتیاط سے قبر میں اتاریں کہ اگر بدن کہیں سے ننگا ہو جائے تو اسے نہ چھوئیں (۷)۔

۔عورت کی میّت قبر میں رکھتے وقت پردہ کیلئے چادر تان لینا درست ہے تاہم مرد میّت کیلئے ایسا کرنا درست نہیں (۸)۔کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو مرد کی میّت کو قبر میں اتار رہے تھے اور انہوں نے اوپر چادر تان رکھی تھی، آپ نے چادر کھینچ کر پیچھے ہٹا دی اور فرمایا ''یہ بات صرف عورتوں کیلئے کی جاتی ہے'' (۹)۔

(۱) مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۵۴ (۲) عالمگیری (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۹۱، سیرت ابن کثیر ج۴ ص۵۳۱ ضیاء النبی ج۴ ص۸۴۱ (۴) عن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حاکم ج۱ ص۲۷ ح۱۳۳۹ (۵) عن سیّدنا عامر رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح۱۴۳۲ (۶) عن سیّدنا ابو مرحب رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح۱۴۳۳ (۷) عالمگیری (۸) مالا بد منہ ص۵۸، عالمگیری ج۱ ص۲۶۳، جوہرہ نیرہ نور الایضاح ص۲۳۴ (۹) شرح نقایہ ج۱ ص۱۳۹۔

۔قبر کے اندر چٹائی بچھانا ناجائز ہے کیونکہ بلاوجہ مال کا ضیاع ہے، میّت کو اس کا کوئی فائدہ نہیں (۱)۔اگر اس کے اعمال اچھے ہیں تو اسے جنّت سے ایسی چٹائیاں ملیں گی کہ انسانی آنکھ نے دیکھی بھی نہ ہوں گی۔اسی بارے (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''قبر کے نیچے کچھ بچھانا مکروہ ہے'' (۲)۔مگر پیارے آقا کریم ﷺ کی ہستی پاک اس سے مستثنیٰ ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کی پاک قبر انور میں سرخ چادر بچھائی گئی'' (۳)۔اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ کو پاک آرامگاہ میں اتارا گیا تو آپ ﷺ کے غلام حضرت سیدنا شقران رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ نے جسمِ اطہر کے نیچے چادر بچھائی'' (۴)۔نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا شقران رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ کریم جل جلالہ کی قسم! اب اس چادر کو رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نہیں اوڑھ سکتا اور پھر وہ چادر آپ ﷺ کے ساتھ (نیچے بچھا کر) دفن کر دی'' (۵)۔غالبًا یہ حضرت سیّدنا شقران رضی اللہ عنہ کی محبت و پیار کا تقاضا تھا اور پیارے آقا کریم ﷺ کا کمال ادب تھا کہ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ جان سے پیارے محبوب کریم ﷺ کو خالی زمین پر رکھ دیا جائے اسلئے انہوں نے آپ ﷺ کے نیچے چادر بچھا دی۔یہ عشق کا فیصلہ تھا جہاں شریعت بے بس ہو جاتی ہے اور پھر اس عمل کے پیچھے پیارے آقا کریم ﷺ کا یہ فرمان عالیشان بھی ہے کہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا اسلئے کہ انبیاء کرام کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی'' (۶)۔

رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ:۔یہاں ایک روح پرور ایمان افروز فرمان رسول کریم ﷺ لکھتے ہوئے میرا دل محبتِ رسول کریم ﷺ میں جھوم جھوم رہا ہے۔یہ پیارے اللہ کریم جل جلالہ کا ہم اہل ایمان پر کتنا احسان اور کرم ہے کہ ہمیں ایسی امت میں پیدا فرمایا جس کے رسولِ برحق پیارے رحیم کریم ﷺ ہیں جنہیں اپنی امت سے پیار اور شفقت کی ہزاروں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا قُثم بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب پیارے رحمۃ للعالمین آقا کریم ﷺ کو بوقتِ وصال پاک آپ ﷺ کی آخری آرامگاہ میں داخل کیا جانے لگا تو مَیں ان داخل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک تھا۔ جب آقا حضور ﷺ کو قبر انور میں رکھ دیا گیا (تو میری کوئی چیز (انگوٹھی) قبر انور میں گر گئی یا میں نے سب سے آخر میں زیارت محبوب کریم ﷺ کے شوق میں قصداً گرا دی۔پھر میں اسے لینے کیلئے) قبر انور میں اترا اور

(۱) درمختار (۲) ترمذی ج۱ح ۱۰۳۶ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ح ۲۱۳۷، ترمذی ج۱ح ۱۰۳۶، ابن ماجہ ج۱ح ۱۶۹۱، الفظ نسائی ج۲ح ۱۹۸۴، مشکوٰۃ ح ۱۷۰۳، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۴۷۴ (۴) ترمذی ج۱ح ۱۰۳۵، مدارج النبوۃ ج۲ص ۶۱۰ (۵) ابن ماجہ ج۱ح ۱۶۹۱، مدارج النبوۃ ج۲ص ۶۱۰ (۶) خصائص کبریٰ ج۲ص ۶۰۷۔

آخری دیدار کیلئے آپ ﷺ کے چہرہ پاک سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ مجھے تعجب ہوا، مَیں نے اپنے کان نزدیک کر کے سنا تو پیارے آقا حضور ﷺ آہستہ آہستہ فرما رہے تھے "رَبِّ اُمَّتِی اُمَّتِی "(۱)۔ یوں حضرت سیّدنا قُثم رضی اللہ عنہ وہ آخری تھے جنہوں نے آقا کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ سبحان اللہ۔ اہل محبت کیلئے یہ حدیث قیمتی سرمایہ ہے جس سے ہمیں دعوت مل رہی ہے کہ اے غافل لوگو پیارے رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین آقا کریم ورحیم ﷺ سے جان سے بڑھ کر محبت کرو کیونکہ آپ ﷺ ہم سے ازحد پیار فرماتے ہیں۔

۞۔ میّت کو قبر میں رکھنے کے بعد کفن کے دونوں بند کی گرہیں کھول دیں (۲)۔

۞۔ میّت کو داہنی کروٹ کر کے اس کا رُخ قبلہ کی طرف کر دیں (۳)۔

۞۔ میّت کے چہرہ کی جانب تھوڑی سی جگہ طاق کی مانند کھود کر اس میں شجرہ مبارک اور عہد نامہ رکھنا جائز ہے (۴) یہ جگہ میّت رکھنے سے پہلے ہی تیار کر لیں تا کہ میّت پر مٹی نہ پڑے۔ مگر یاد رہے کہ یہ ایک سبب ہے ورنہ تو اسکی ضرورت نہیں یہاں میّت کے اعمال سب سے بہترین مددگار اور راہنما ہوتے ہیں

۞۔ قبر کی سامی (اندرونی حصہ جہاں میّت رکھی ہوتی ہے) کا منہ کچی اینٹوں، کانے، یا پتھر سے بند کر دیں البتہ اگر کچھ سوراخ رَہ جائیں تو مٹی کے ڈھیلوں یا گھاس کے تنکوں پتوں یا شاخوں سے بند کر بند کر دیں پختہ اینٹ اور لکڑی رکھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ ان پر آگ کا اثر ہے البتہ اگر اوپر پختہ اینٹ لگ جائے تو حرج نہیں (۵)۔ کہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ کی منور آرامگاہ میں کچی اینٹیں نصب کی گئیں" (۶)۔ اسی طرح (حدیث) "حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میرے لئے لحد بنانا اور اور مجھ پر نشانی کے طور پر اس طرح اینٹیں کھڑی کرنا جس طرح آقا کریم ﷺ کیلئے کی گئیں" (۷)۔ تا کہ سنّتِ محبوب کریم ﷺ ادا ہو۔ لیکن مٹی کا پکا گھڑا لحد یعنی سامی کا منہ بند کرنے کیلئے رکھنا منع ہے کیونکہ ان پر آگ کا اثر ہوتا ہے البتہ سیمنٹ سے بنی سلیب (Slab) رکھنے میں بھی حرج نہیں۔

۞۔ اگر میّت کو قبر میں رکھنے کے بعد یاد آیا کہ قبر میں کوئی چیز رہ گئی ہے تو اس صورت میں قبر کھول کر

(۱) مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۱۰ (۲) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۹، کبیری ص ۵۹۷، جوہرہ نیرہ، نورالایضاح ص ۲۳۴ (۳) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۹، کبیری ص ۵۹۶، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۳، شامی، نورالایضاح ص ۲۳۴ (۴) درمختار، غنیۃ، تاتارخانیہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۶۴، شامی (۵) ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۷، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۹، کبیری ص ۵۹۸ مالابدمنہ ص ۵۸، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۳، درمختار، شامی، نورالایضاح ص ۲۳۴، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۴ (۶) عن بریدہ رضی اللہ عنہ، مسند امام اعظم ح ۲۹۱ ص ۱۶۶، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۳۹ (۷) عن عامر بن سعد رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۲۱۳۶، نسائی ج ۲ ح ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۱۶، مشکوۃ ح ۱۶۰۲، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۳۔

اپنی وہ چیز نکال سکتے ہیں بیشک وہ چیز ایک درہم کی ہو(۱)۔ البتہ میّت کو قبر میں رکھنے کے بعد بلا عذر نکالنا جائز نہیں (۲)۔

❁۔ میّت کو دفن کردینے کے بعد قبر پر تمام حاضرین اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالیں جس کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی لے کر قبر پر ڈالیں۔ پھر اس کے بعد بوقتِ ضرورت بیلچہ یا کَسّی وغیرہ استعمال کریں (۳)۔ کہ (حدیث) ''بیشک آقا کریم ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم ؓ کی پاک قبرِ انور پر تین لپ دونوں ہاتھوں سے بھر کر مٹی ڈالی'' (۴)۔ اسی طرح (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے ایک جنازے کی نماز پڑھی اور پھر سرہانے کی طرف سے تین بار مٹی ڈالی'' (۵)

❁۔ قبر پر مٹی ڈال کر اسے کوہان کی طرح بنادینا زیادہ افضل ہے تاہم اوپر سے چوکور بنانے میں بھی حرج نہیں (۶)۔ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کی نور بھری آخری آرامگاہ پاک بھی کوہان کی مانند بنائی گئی تھی'' (۷)۔ ایسے ہی (حدیث) حضرت سیّدنا سفیان التمار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ''میں نے پیارے آقا کریم ﷺ کا پاک مزارِ پُرانوار کوہان نما دیکھا'' (۸)۔ اور پھر قبر کی اونچائی کا اس حدیث پاک سے اندازہ لگالیں کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا خارجہ بن زید ؓ نے فرمایا ''میں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی ؓ کے زمانہ میں دیکھا جب کہ میں نوجوان تھا کہ ہم میں سب سے زیادہ چھلانگ لگانے والا اس کو سمجھا جاتا تھا جو حضرت سیّدنا عثمان بن مظعون ؓ کی قبر انور کو پھلانگ جاتا تھا'' (۹)

❁۔ قبر پر مٹی سے لپائی کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

❁۔ میّت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا سنّت ہے (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) آقا کریم ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم ؓ کی قبر انور پر پانی چھڑکا'' (۱۱)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا سعد ؓ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا'' (۱۲)۔ اور پھر اسی سنّت کے پیشِ نظر (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ کے پیارے مزار انور پر حضرت سیّدنا بلال حبشی ؓ نے مشکیزے سے پانی

(۱) عالمگیری ج۱ص۲۶۴، درمختار (۲) درمختار ج۱ص۱۲۶، شرح نقایہ ج۱ص۱۳۹، کبیری ص۶۰۷ (۳) عالمگیری ج۱ص۲۶۳ بہار شریعت ج۱ص۳۶۳، جوہرہ نیرہ (۴) عن جعفر بن محمد عن ابیہ ؓ شرح السنہ، مسند شافعی، مشکوۃ ح۱۶۱۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۰ (۵) عن ابوہریرہ ؓ، ابن ماجہ ج۱ح۱۶۲۶، مشکوۃ ح۱۶۱۸، مرأۃ المناجیح ج۲ص۴۸۶ (۶) شرح نقایہ ج۱ص۱۳۹ مالابدمنہ ص۵۸، عالمگیری ج۱ص۲۶۳، نورالایضاح ص۲۲۴، بہار شریعت ج۱ص۳۱۳، شامی (۷) بخاری، مرأۃ المناجیح ج۲ص۴۷۴، مشکوۃ ح۱۶۰۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ص۳۳۴ (۸) بخاری ج۱ح۱۳۰۱ (۹) بخاری ج۱باب۸۶۴ح۱۲۷۱ (۱۰) عالمگیری، مرأۃ المناجیح ج۲ص۴۸۱ (۱۱) عن جعفر بن محمد عن ابیہ ؓ، شرح السنہ، مشکوۃ ح۱۶۱۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۱، شرح السنہ، مسند شافعی (۱۲) عن ابورافع ؓ، ابن ماجہ ج۱ح۱۶۱۴، مشکوۃ ح۱۶۲۷، مرأۃ المناجیح ج۲ص۴۸۶۔

چھڑکا، انہوں نے سرِ اقدس کی جانب سے چھڑکنا شروع کیا اور قدمین شریفین تک چھڑکا" (۱)۔

۞۔ قبر پر سبز شاخ رکھنا اور پھول ڈالنا جائز اور سنّت ہے (۲)۔ کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا کیا پھر ہر قبر پر ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا" جب تک خشک نہ ہوں گی تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی" (۳)۔ کیونکہ "جب تک تر رہیں گی تسبیح پڑھیں گی" (۴)۔ اسی لئے اگر قبر پر گھاس اُگ آئے تو نہ کاٹیں کیونکہ تر گھاس ذکر کرتی ہے (۵)۔

۞۔ میّت کو دفن کر لینے کے بعد اس کیلئے وہاں قبر کے پاس دعاء مانگیں کیونکہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ جب میّت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے" اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور اس کیلئے ثابت قدمی کی دعاء مانگو کیونکہ اب اس سے سوالات ہوں گے" (۶)۔

تلقین میّت ایک محبّت بھری یاددھانی:۔ میّت کو دفن کر لینے کے بعد اس سے قبر میں کئے جانے والے سوالات کے بارے تلقین کرنا سنّت ہے (۷)۔ کیونکہ کثیر احادیث سے وارد ہے کہ میّت قبر والوں کی آواز سنتا ہے اسی لئے (حدیث) حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" جب کوئی آدمی کسی ایسی قبر کے پاس سے گذرے جس قبر والے کو وہ پہچانتا ہو اور وہ اس پر سلام کہے تو قبر والا اس کو سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کو پہچانتا بھی ہے" (۸)۔ نیز (حدیث) "جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس بیٹھے تو قبر والا اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اٹھ جائے" (۹)۔ اور جب اٹھ کر چلتا ہے تو (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کریم جل جلالہ کی قسم" جب لوگ میّت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو قبر والا ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے" (۱۰)۔ اسی بنا پر (حدیث) "آقا کریم ﷺ گڑھے والے کفار (جو جنگ بدر میں قتل ہوئے اور انہیں کنویں میں پھینک دیا گیا تھا) کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا" اے فلاں، اے فلاں جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پالیا؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ بیہقی دلائل النبوۃ، مشکوۃ ح ۱۶۱۸، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۱، سیرت ابن کثیر ج ۴ ص ۵۴۰، ضیاء النبی ج ۴ ص ۸۴۳ (۲) بہار شریعت، درمختار، شامی (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۷۱، مسلم ج ۳ ح ۸۴۷، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۰، حاکم، دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۸، ابن حبان ج ۱۴ ح ۶۵۲۴، خصائص کبرٰی ج ۲ ص ۲۵۷، بیہقی ج ۱ ح ۴۵۲، دلائل النبوۃ ج ۱ ح ۳۷، فتح الباری ج ۱ ص ۳۴۹، فیوض الباری حصہ ا ص ۵۱۵ (۴) شرح امام نوی علیہ الرحمۃ (۵) شامی (۶) عن عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۴۴، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۷۲، مشکوۃ ح ۱۲۵، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۳۳ (۷) جوہرہ نیرہ، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۲۴۹، عینی شرح ہدایہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۶۵ (۸) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۹۶ (۹) عن سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابن ابی الدنیا کتاب القبور، دیلمی ج ۴ ص ۳۱۴ (۱۰) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۴۰۴۔

''یارسول اللہ ﷺ آپ مُردوں کو پکار رہے ہیں (کیا وہ سن رہے ہیں)؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے'' (۱)۔ یعنی ان کا جواب سنا نہیں جاتا (میّت کا سننا۔ بہت تفصیلی موضوع ہے مگر معذرت)۔

تلقین میّت کے طریقہ کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی فوت ہوجائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر پکارے ''اے فلاں بن فلاں (ماں کا نام، یا ماں کا نام یاد نہ ہو تو حواء کہہ دیں)۔ میّت یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے گا۔ پھر دوبارہ ایسے ہی پکاریں تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر ایسے ہی پکاریں تو وہ کہے گا ''اللہ کریم جل جلالہ تجھ پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا'' لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے۔ تو تمہیں کہنا چاہیے کہ ''وہی کلمہ یاد کر جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اور یہ بات کہو کہ ''میں راضی خوشی اللہ کریم جل جلالہ کو اپنا رب اور سیّدنا محمد ﷺ کو اپنا رسول۔ اسلام کو دین اور قرآن کو اپنا امام مانتا ہوں'' کیونکہ تمہارا ایسا کہنے سے منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں ''چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کے مدلّل اور مکمل جوابات بتا دیئے گئے ہیں'' (۲)۔ اس مقصد کیلئے تلاوت کرنا بھی درست ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی فوت ہوجائے تو اس کو نہ رکھو بلکہ جلد قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کے پاس سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرو'' (۳)۔ لہٰذا اتنی دیر تک کہ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے قبر پر ٹھہرنا مستحب ہے کیونکہ اس سے میّت کو انس حاصل ہوتا ہے اور منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات میں وحشت نہیں ہوتی، تو آپ جتنی دیر تک کھڑے رہیں اور نہیں تو کم از کم کلمہ شریف، درود شریف، استغفار، ذکر ہی کرتے رہیں اس سے ہی کچھ نہ کچھ سوالات کے جوابات میّت کو مل جائیں گے (۴) کیونکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا ''جبکہ آپ قریب الوصال تھے کہ جب میں فوت ہوجاؤں تو میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی نہ جائے اور نہ آگ اور جب مجھے دفن کر دو تو مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا پھر میری قبر کے گرد کھڑے ہو کر اتنی دیر رہنا کہ جتنی دیر

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۲۷۹ (۲) عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ شرح الصدور ص۲۲۶، طبرانی معجم کبیر ج۸ ص۲۹۸، مرآۃ المناجیح ج۱ ص۱۳۳، اشعۃ اللمعات (۳) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان، جوہرہ نیرہ، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۳، مشکوۃ ح۱۶۲۵، مرآۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۵ (۴) جوہرہ نیرہ، عالمگیری ج۱ ص۲۶۳، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۳۔

میں اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے وجہ سے آرام پکڑوں اور میں جان لوں کہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں''(۱)۔

❁۔اسکے بعد مستحب ہے کہ قبر پر کچھ دیر ٹھہرے رہیں اور ثابت قدمی اور بھلائی کی دعائیں کرتے رہیں اور جو کچھ ہو سکے تلاوت کرتے رہیں۔ جتنی دیر زیادہ ٹھہریں گے آپکا میّت پر احسان ہوگا (۲)

❁۔ قبر پر نشانی کیلئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو (۳)۔اسی طرح قبر پر نشانی کے طور پر پتھر نسب کرنا جائز ہے کیونکہ (حدیث) ''جب حضرت سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک پتھر کی اشارہ فرما کر) ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو وہ پتھر لانے کا حکم فرمایا، وہ پتھر بھاری ہونے کی بنا پر اسے نہ اٹھا سکے تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس پتھر کی طرف بڑھے، اپنی آستینیں چڑھائیں گویا کہ مَیں آپ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کی سفیدی اب بھی دیکھ رہا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو اٹھایا اور قبر پر سَر کے پاس رکھ دیا اور اپنے بھائی کی قبر کی نشانی لگادی اور فرمایا''اے قبر تو جانتی ہے کہ یہ میرا بھائی ہے۔اور میرے گھر والوں میں سے جو فوت ہوگا میں اسے انکے پاس دفن کروں گا''(۴)۔اسی طرح (حدیث) آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے (اور ڈھیری بنا کر نشانی بنائی)''(۵)۔

❁۔صالحین کی قبروں پر چادر پوشی کرنا درست ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک قبر انور پر سُرخ چادر ڈالی گئی تھی''(۶)۔

❁۔قبر کچی ہونی چاہیئے تاہم بالخصوص بزرگانِ دین اور بعض صورتوں میں دیگر مومنین کی قبروں کو پختہ کرنے میں حرج نہیں۔ان عنوانات پر بڑی تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے، مختصر کرنے پر معذرت خواہ ہوں۔

قبر پر نمازِ جنازہ:

جسے غسل و تیمّم و نمازِ جنازہ کے بغیر قبر داخل کردیا گیا ہو حتی کہ مٹی ڈال کر قبر بھی بنادی گئی ہو تو اسکی قبر پر ہی اس کیلئے نمازِ جنازہ ادا کریں اور اگر مٹی نہ ڈالی گئی ہو اور پھر یہ گمان غالب ہو کہ اسکا جسم پھٹا نہ ہوگا تو اسے قبر سے نکال کر اس کی نمازِ جنازہ ادا کریں اور پھر دفن کردیں (۷)۔تین دن کے بعد قبر

(۱) مسلم، مشکوۃ ح ۱۶۴۴، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۴ (۲) شرح الصدور ص ۲۲۷ (۳) بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۴، جوہرہ نیرہ، درمختار (۴) عن سیّدنا مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ عن سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۲۹، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۶۲۲، مشکوۃ ح ۱۶۱۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۸۲ (۵) عن سیّدنا جعفر بن محمد عن ابیہ رضی اللہ عنہ شرح السنہ (۶) مسلم ج ۱ ح ۲۱۳۷ (۷) مالابدمنہ ص ۵۸، شامی، درمختار، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲، نورالایضاح ص ۲۲۸، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۷، ۳۱۱۔

پر نماز جنازہ پڑھنی درست نہیں (۱)۔ تاہم موسم، زمین (شور زمین میں جلد میّت خراب ہو جاتی ہے، غیر شور والی میں دیر سے) اور میّت کے جسم و مرض کے اعتبار سے دنوں کی تعداد متعین نہیں ہے کہ کتنے دنوں تک نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ برسات کے موسم میں میّت جلد خراب ہو جانے کا امکان ہوتا ہے اور خشک موسم میں دیر سے۔ کلر زدہ اور سیم زدہ زمین میں میّت کے جلد خراب ہونے کا امکان ہوتا ہے اور غیر کلر زدہ و سیم زدہ میں دیر سے۔ اور میّت کا جسم موٹا ہو تو جلد خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور پتلا ہو تو دیر سے خراب ہوتا ہے (۲)۔

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے بارے (حدیث) حضرت سیّدنا امام ابن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''اگر میّت نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے تو قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے'' (۳) کیونکہ (حدیث) ''ایک حبشی عورت یا مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی / کرتا تھا۔ ایک دن جب پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ دیکھا تو اسکے متعلق پوچھا، عرض کی گئی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ فوت ہو گئی / گیا''۔ فرمایا ''تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟''۔ پھر فرمایا ''مجھے اس کی قبر بتاؤ''۔ لوگوں نے اسکی قبر بتا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی'' (۴)۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایک مسکین صحابیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئی، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی فرمایا کرتے تھے، اور فرمایا ''جب یہ بوڑھی عورت فوت ہو جائے تو مجھے بتانا۔ وہ صحابیہ فوت ہو گئی (رات کا وقت تھا)، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں دفن کر دیا، جب صبح ہوئی تو ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ مجھے اطلاع دینا؟''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرنا اور گھر سے نکالنا ہم نے اچھا نہ سمجھا''۔ تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسکینہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر صف بندی کرائی اور چار تکبیروں کے ساتھ قبر پر نماز جنازہ پڑھائی'' (۵)۔ نیز ایک صحابی رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود نہ تھے چنانچہ (حدیث) ''آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تازہ قبر کے پاس تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرات کہیں'' (۶)۔

(۱) مالابدمنہ ص ۵۸، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۲، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۱ (۲) درمختار، فیوض الباری حصہ ۴ ص ۲۶، شامی، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۱ (۳) ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۵ (۴) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۲۶، ۱۵۸۸ (۵) سنن نسائی ج ۲ ح ۱۸۸۰، ۱۹۴۲، ۱۹۹۴، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۹۰، مؤطا امام محمد ج ۱ ح ۳۶۵، ۳۶۶، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۳۶، سنن نسائی، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ح ۶۵۴۴ (۶) عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۱۶۹، ۱۲۳۴، مسلم ج ۱ ح ۲۱۰۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۹۱، مشکوۃ ح ۱۵۶۹، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۵۸۔

اور پھر (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ حضرت سیّدہ امّ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت موجود نہ تھے ایک ماہ بعد آپ ﷺ تشریف لائے تو ان کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی'' (۱)۔ اسکی شرح میں حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی نے لکھا کہ ''اس سے مراد دعاء واستغفار ہے یا یہ آقا کریم ﷺ کا خاصہ مبارک ہے۔ اسی طرح جو آقا کریم ﷺ نے 7 برس بعد غزوہ احد کے شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھی یہ بھی صرف ان شہیدوں کے لئے مخصوص اور نبی پاک ﷺ کا خاصہ تھا (۲)۔

غائبانہ نمازجنازہ کی ممانعت:

فوت ہونے والے کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں ہے (۳) آقا کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں صرف شاہ حبشہ حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی انکے علاوہ ثابت نہیں کہ آقا کریم ﷺ نے کسی غائب میّت پر نماز جنازہ پڑھی ہو (۴) جسکے بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''تمہارا بھائی نجاشی (شاہ حبشہ) وفات پا گیا ہے، اٹھو اور اس پر نماز جنازہ پڑھو، چنانچہ آقا کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے، ہم نے صفیں بنائیں جسطرح میّت پر باندھی جاتی ہیں اور آقا کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی جسطرح میّت پر پڑھی جاتی ہے'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''آج (امتِ محمدیہ کے) لشکر کا ایک نیک آدمی وفات پا گیا ہے، آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ تو ہم نے صفیں بنالیں اور آقا کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی'' (۶)۔ اور پھر (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں'' (۷)۔ اسی طرح (حدیث) ''غیب دان آقا کریم ﷺ نے (ہزاروں میل دور حبشہ میں فوت ہونے والے) حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کے وصال کی اسی روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (مدینہ پاک میں) خبر دے دی جس روز انہوں نے وفات پائی تھی۔ پھر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر انکی نماز جنازہ کیلئے (جنازگاہ کی طرف) نکلے پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف بستہ ہوئے اور آپ ﷺ نے ان پر جنازہ کی چار تکبیریں کہیں'' (۸)۔ **ف**: جس نجاشی شاہ حبشہ

(۱) عن سعید بن مسیّب تابعی علیہ الرحمۃ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۶ (۲) مالابدمنہ ص ۵۸ (۳) مالابدمنہ ص ۵۷، درمختار (۴) نیل الاوطار ج ۴ ص ۵۴ (۵) عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۷، نسائی ج ۲ ح ۱۹۴۳، ابن حبان، ابوعوانہ، فتح الملہم شرح مسلم ج ۲ ص ۴۹۶، مسلم ج ۱، ابوداؤد ج ۲، ابن ماجہ ج ۱، مسند احمد ج ۲ ح ۷۷۶۳، ابن حبان ج ۷ ح ۳۶۰۸، معجم کبیر ج ۷ ح ۳۰۹۸، بیہقی ج ۴ ح ۶۷۲۲، معجم کبیر ج ۱۷ ح ۲۴، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ح ۶۳۹۳، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۳۰ (۶) بخاری ج ۱ ح ۱۲۳۵ (۷) عن جابر رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۴۷، مسلم ج ۱ ح ۲۱۰۲ (۸) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۲۷ مؤطا امام محمد ج ۱ ح ۳۱۵، مسلم ج ۱ ح ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، بخاری ج ۱ ح ۱۲۴۶، ابوداؤد، مسند امام احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان ح ۳۰۶۸، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۳۰، بیہقی ح ۶۷۲۲، ابویعلی، معجم کبیر ح ۴۸۲۔

کی پیارے آقا کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی ان کا نام حضرت اصحمہ بن ابجری تابعی علیہ الرحمۃ تھا جنکا وصال رجب ۹ ہجری کو ہوا۔ دراصل آقا کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے مخصوص القابات تھے جن سے وہ پکارے جاتے تھے اس زمانہ پاک میں ملک حبشہ کے بادشاہ کو "نجاشی" کہا جاتا تھا بھلے اسکا نام کوئی بھی ہو۔ ایسے ہی روم کے بادشاہ کا لقب "قیصر" تھا، آپ ﷺ کے زمانہ کے قیصر کا نام اصل نام "ہرقل" تھا۔ فارس کے بادشاہ کا لقب "کسریٰ" تھا، آپ ﷺ کے زمانہ پاک کے کسریٰ کا نام "پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں"۔ ترک کے بادشاہ کا لقب "خاقان" قبط کے بادشاہ کا لقب "فرعون"۔ مصر کے بادشاہ کا لقب "عزیز"۔ اور حمیر کے بادشاہ کا لقب "تبع" تھا(۱)

رہا سوال کہ حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا تو اس بارے کچھ دلائل عرض ہیں کہ:۔

☆۔حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ پر آقا کریم ﷺ نے جنازہ اسلئے پڑھا تھا کہ وہ اپنے ملک حبشہ میں شاہی مجبوریوں کی وجہ سے اپنا ایمان لانا اپنی قوم سے چھپاتے تھے اور مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگوں کو حضرت حبشی تابعی علیہ الرحمۃ کے ایمان پر شک تھا۔ تو آقا کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھا کر گویا سب پر واضح کر دیا کہ وہ سچے مسلمان تھے اور اللہ کریم جل جلالہ اور اسکے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول تھے (۲)

۔جس دن حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کا وصال دارالکفر میں ہوا اس دن ان کے پاس کوئی مسلمان نہ تھا جو ان کا اسلامی طریقہ کے مطابق نماز جنازہ پڑھتا اور نہ ہی اسلامی طریقہ سے ان کا جنازہ پڑھایا گیا بلکہ وہاں کے عیسائیوں نے اپنے عیسائی طریقہ کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسلئے آقا کریم ﷺ نے ان کا نماز جنازہ مدینہ پاک میں پڑھا دیا (۳)۔

۔غائب پر اس کے شہر میں نماز جنازہ پڑھی گئی ہو تو پھر کسی دوسرے شہر میں اس کی نماز جنازہ پڑھنا مشروع نہیں ہے تو چونکہ حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ پر ان کے شہر میں اسلامی طریقہ پر نماز نہ پڑھائی گئی تھی اسلئے آقا کریم ﷺ نے مدینہ پاک میں ان کی نماز پڑھا دی (۴)۔

۔حضرت نجاشی تابعی علیہ الرحمۃ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا پیارے آقا کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔

۔اور سب سے بڑی دلیل یہ کہ چونکہ آقا کریم ﷺ کے سامنے دور و نزدیک کے فاصلوں کا سمٹ جانا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے جیسے واقعہ معراج کا انکار کرتے ہوئے مشرکین مکہ نے آقا

(۱) اشعۃ اللمعات، مرقات، مرآۃ المناجیح ج۵ ص۵۴۵ (۲) فیوض الباری حصہ۵ ص۷۴، البدایہ والنہایہ ج۳ ص۷۸ (۳) البدایہ والنہایہ ج۳ ص۷۸، فیوض الباری حصہ۵ ص۷۴ (۴) البدایہ والنہایہ ج۳ ص۷۸۔

کریم ﷺ سے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں پوچھیں تو مسجد اقصیٰ کو پیارے آقا کریم ﷺ کے سامنے ظاہر کردیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے سب کچھ بتادیا (۱)۔ اسی طرح حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی میت آقا کریم ﷺ سے اوجھل نہ تھی بلکہ میت آپ ﷺ کے سامنے کردی گئی تھی یا پردے ہٹادیئے گئے تھے اور آپ ﷺ اسے ملاحظہ فرمارہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نظر تو نہیں آرہی تھی مگر اسکے آثار محسوس کر رہے تھے۔ کیونکہ (حدیث) حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آقا کریم ﷺ نے (حضرت نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں) چار تکبیرات پڑھیں، اور ہم گمان کرتے تھے کہ گویا حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا جنازہ پیارے آقا کریم ﷺ کے سامنے ہے اور ہم یہ ہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے" (۲)۔ اسی طرح (حدیث) "حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نجاشی کا جنازہ آقا کریم ﷺ کیلئے ظاہر کردیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے اُسے دیکھا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی" (۳) سبحان اللہ۔

آپ ﷺ نے حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے علاوہ حاضر میتوں کے علاوہ کسی پر غائبانہ نماز جنازہ نہیں کبھی نہیں پڑھی، نہ اہل مکہ پاک پر نہ اس کے علاوہ کسی پر۔ اگر غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہوتا تو سب سے زیادہ وہ پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقدار تھے جو آقا کریم ﷺ کے حکم پر دین اسلام کی سربلندی کیلئے گھر بار چھوڑ کر اپنی جان کو ہاتھوں پر رکھ کر دور دراز مقامات پر جاکر جنگیں کیا کرتے تھے اور پھر اس میں جام شہادت نوش فرمالیا کرتے تھے، اس کے باوجود پیارے آقا کریم ﷺ نے ان میں سے کسی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور پھر دوسرا مکہ پاک کے رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غائبانہ نماز جنازہ کی درخواست پیش کرسکتے تھے مگر ایسا بھی نہ ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ورنہ کسی کی تو پڑھائی جاتی (۴)۔ اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اور نہ ان میں سے کسی سے منقول ہے کہ ان میں کسی نے اپنے شہر کے علاوہ جس میں اس میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی ہو پھر اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو (۵)۔

شہید پُرنصیب کی پارسائی کو سلامِ نیاز:

(القرآن) "اللہ کریم جل جلالہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ

(۱) کتاب التمہید (۲) عن سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ابن حبان، ابوعوانہ، عینی ج ۴ ص ۲۶، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۴۷، فتح الملہم شرح مسلم ج ۲ ص ۴۹۶ (۳) فتح الباری، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۴۷ (۴) البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۷۸ (۵) البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۷۸۔

کریم ﷻ کی طرف سے انہیں رزق دیا جاتا ہے"(۱)۔ یہ اعلیٰ ترین عطا ہے جو اللہ کریم ﷻ کے طرف سے شہید کو انعام کے طور پر ملتی۔ شہید کو جو بوقت شہادت معراج وسرور اور قربِ خاص نصیب ہوتا ہے اسی بنا پر روزِ قیامت خواہش کریگا کہ کاش میں دشمن کے مقابلہ میں ہوں اور اسی طرح لڑتا لڑتا مارا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر شہید کیا جاؤں اس بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ایسا کوئی شخص نہیں ہوگا جو جنّت میں داخل کیا جائے اور پھر وہ دنیا کی طرف لوٹنا پسند کرے بیشک دنیا کی ہر چیز اسے ملے سوائے شہید کے کہ وہ آرزو کرے گا کہ دنیا میں لوٹایا جائے اور پھر شہید کیا جائے 10 بار کیونکہ وہ اسکا عزت واکرام دیکھ چکا ہوگا" (۲) نیز (حدیث) "شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہونگی ان کیلئے عرش میں قندیلیں لٹک رہی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہیں جاتی ہیں اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں، پھر اللہ کریم ﷻ انکی طرف متوجہ ہوکر فرماتا ہے "کیا تم کوئی اور چیز چاہتے ہو؟"۔ وہ عرض کرتے ہیں "یا اللہ ہمیں کیا چیز چاہیئے ہم جنت میں جہاں چاہے وہاں جاتے ہیں"۔ اللہ کریم ﷻ کی طرف سے پھر پوچھنے پر وہ عرض کرتے ہیں "یا اللہ کریم ﷻ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹادی جائیں تا کہ ہم تیری راہ میں لڑتے ہوئے دوبارہ قتل کئے جائیں" (۳) اسی کمال عظمت وسعادت کی بنا پر (حدیث) "پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ کاش میں اللہ کریم ﷻ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کر دیا جاؤں" (۴)۔ سبحان اللہ۔ شہید نہ صرف خود بلکہ بے شمار لوگوں کو جنّت میں لے کر جائے گا، مشک کے ٹیلوں پر ہوگا، جنّت کے اعلیٰ ترین مقام پر ہوگا۔ اسی لئے شہادت کی دعاء مانگنے کا ارشاد ہوا۔ اور (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص ہر روز 20 مرتبہ موت کو یاد کرے وہ شہادت کا درجہ پائے گا" (۵)۔ شہید کا اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ اور مقام ایک ایسا لطیف موضوع ہے کہ اس پر بڑی تفصیل سے لکھا جا سکتا ہے۔

شہید کے بلند مرتبہ کی بدولت (حدیث) "جنگ اُحد میں شہداء کو غسل نہ دیا گیا بلکہ آقا

(۱) سورۃ آل عمران، ۱۶۹ (۲) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ترمذی ج ۱ ح ۱۶۹۷، مشکوۃ ح ۳۶۲۸، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۴۶۷ (۳) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مسلم، ترمذی ج ۱ ح ۱۶۹۴ مشکوۃ ح ۳۶۲۹، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۴۶۸ (۴) بخاری ج ۳ ص ۱۰۸۵، سنن نسائی ج ۶ ص ۸، مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۲۴، ابن حبان ج ۱۱ ص ۳۸، بیہقی ج ۹ ص ۲۴، مؤطا امام مالک ح ۹۹۹ (۵) مالابد منہ ص ۵۵۔

کریم ﷺ نے انہیں ان کے خون سمیت ہی دفن فرمانے کا حکم فرمایا'' (۱)۔اور (حدیث) آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے روز میں ان پر گواہ ہوں گا اسلئے آپ ﷺ نے انھیں خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا اور انھیں غسل بھی نہیں دیا گیا'' (۲)۔ کیونکہ (حدیث) ''قیامت کے دن شہید اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا، اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی سی خوشبو ہوگی'' (۳)۔

شہید کے جسم سے زائد کپڑے اور چیزیں جیسے پوستین، کوٹ، ٹوپی، زرہ، ہتھیار، موزے وغیرہ اتار دیئے جائیں جبکہ اسکے بدن کے کپڑے قمیص، شرٹ، شلوار، پاجامہ اور تہبند وغیرہ اس کے جسم پر اسی طرح ہی رہنے دیں اور انہیں کپڑوں سے شہید کو دفن کردیں، نہ ہی شہید کے بدن کے زخموں سے خون صاف کریں اور نہ ہی کپڑوں سے بلکہ اسی حالت میں مع خون دفن کردیں (۴)۔ کیونکہ (حدیث) غزوۂ احد کے شہیدوں کے بارے پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''انکے ہتھیار اور پوستین وغیرہ ان کے بدن سے الگ کردی جائیں اور انہیں اسی طرح خون میں بھرے کپڑوں کے ساتھ دفن کردیا جائے'' (۵)۔

شہید اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں پاکیزہ ومطہر ہے لہذا اسے غسل نہ دیں بلکہ اسی طرح بغیر غسل کے دفن کردیں البتہ اگر اسے جنابت کی حالت میں شہادت نصیب ہوئی ہو تو غسل دینا ضروری ہے (۶)۔ کیونکہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے غزوۂ احد کے شہیدوں کو غسل نہ دینے کا حکم فرمایا'' (۷)۔اور (حدیث) ارشاد فرمایا کہ ''شہدائے احد کو غسل نہ دو ان کا خون قیامت کے دن مشک کی طرح خوشبو دے گا'' (۸)۔اسی طرح (حدیث) ''آقا کریم ﷺ شہدائے احد میں سے دو کو جمع

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۴، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۵، نسائی ج ۲ ح ۱۹۲۸، ۱۹۷۴، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۵۸، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۵۲ (۲) عن سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بخاری ج ۱ ح ۱۲۶۴، مشکوۃ ح ۱۵۷۶، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۶۱ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم، نسائی ج ۲ ح ۱۹۷۴، مسند امام احمد، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۶، مشکوۃ ح ۳۶۲۷، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۴۶۶ (۴) مسند امام زید ح ۲۱۸، ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۸، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۴۰، کبیری ص ۶۰۰، مالابدمنہ ص ۵۹، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۶، نورالایضاح ص ۲۳۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۲۰ (۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۵۷، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۶، مشکوۃ ح ۱۵۵۴، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۴۹ (۶) مسند امام زید ح ۲۱۸، ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۸، شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۴۰، کبیری ص ۶۰۰، مالابدمنہ ص ۵۹، شامی، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۶، نورالایضاح ص ۲۳۹، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۲۰ (۷) عن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۴، ترمذی ج ۱ ح ۱۰۲۴، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۶۱، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۵۸، مسند امام احمد بن حنبل، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۶، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۵ (۸) مسند امام احمد، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۶۔

فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ''ان میں سے قرآن کریم کس کو زیادہ آتا تھا؟''۔ جب ان میں سے کسی ایک کی جانب اشارہ کر دیا جاتا تو لحد میں اسے آگے کر دیا جاتا اور آپ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز ان کا گواہ میں ہوں''۔ اور پھر ان کے خون کے ساتھ انہیں دفن کرنے کا حکم فرمایا اور انہیں غسل نہ دیا'' (۱) البتہ اگر مومن کفار کے مقابلہ میں زخمی ہو جائے اور پھر اسے اتنا موقع مل جائے کہ سو لے، کچھ کھا پی لے، علاج معالجہ کرا لے، کم از کم ایک نماز ادا کر لے یا کسی وصیت کرنے یا بات چیت کرنے کا موقع مل جائے تو ایسے شہید کو ''مرتث'' کہتے ہیں اسے غسل بھی دیں اور نماز جنازہ بھی پڑھیں (۲)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''جب شہید وصال کر جائے (اور اسی دن دفن کیا جائے) یا (زخمی ہو جائے اور پھر) اگلے دن وصال کر جائے تو اسے اس کے کپڑوں میں ڈھانپ دو اگر کچھ دن گزر جائیں یہاں تک کہ اس کے زخموں کا رنگ تبدیل ہو جائیں تو پھر اسے غسل دیں'' (۳) نیز شہید کو دوسرے فوت شدگان کی طرح خوشبو لگائیں اور اگر کپڑے پر نجاست لگی ہو تو دھو دیں (۴)

(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ شہدائے احد کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی بلکہ اسی طرح دفن کر دیا گیا'' (۵)۔ مگر اس کے برعکس روایت ہے کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے جنگ احد میں حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی'' (۶)۔ دوسری جگہ اسکی یوں وضاحت ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جن کا مثلہ کر دیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے ان کے سوا کسی شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی'' (۷)۔ اور پھر (حدیث) ''جنگ احد کے دن آقا کریم ﷺ کے پاس شہیدوں کے جنازے لائے گئے تو آپ ﷺ نے دس دس آدمیوں کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اسی طرح سامنے رکھ دیا گیا۔ نماز کے بعد باقی جنازے اٹھائے جاتے رہے لیکن حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ ویسے ہی رکھا رہا'' (۸)۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ فرمائی لیکن ان کو غسل نہیں دیا فرمایا ''ان کا کوٹ (وغیرہ) اتار دو'' (۹)۔ اس طرح ان احادیث کی تطبیق اس طرح کی جا سکتی ہے کہ جنگ احد کے شہیدوں میں سے بعض کی نماز جنازہ پڑھائی گئی اور بعض کی نہ

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح۱۳۶۱ (۲) ہدایہ ج۱ ص۱۲۸، شرح نقایہ ج۱ ص۱۴۲، کبیری ص۶۰۱، مالابد منہ ص۵۹، تنویر الابصار، درمختار، رکنِ دین ص۲۰۳ (۳) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ص۱۶۴ ح۲۱۶ (۴) عالمگیری، بہار شریعت ج۱ ص۳۲۰ (۵) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۲۶۰، ترمذی ج۱ ح۱۰۲۴، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۷۵ نسائی ج۲ ح۱۹۲۸، ابوداؤد ج۲ ح۱۳۵۸ (۶) ترمذی ج۱ ح۱۰۲۴ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۲ ح۱۳۶۰ (۸) عن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۵۷۴ (۹) عن علی رضی اللہ عنہ، مسند امام زید ص۱۶۴ ح۲۱۷۔

پڑھائی گئی اور جن کی نہیں پڑھائی گئی تھی ان کی بھی بعد میں پڑھادی گئی کیونکہ ایک عرصہ کے بعد (حدیث) ''ایک دن آقا کریم ﷺ باہر (مزاراتِ شہداءِ احد کی جانب) نکلے اور آپ ﷺ نے شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی جیسے میّت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور پھر واپس تشریف لے آئے'' (۱)۔ اسی عرصہ کے بارے ایک روایت میں ہے کہ (حدیث) ''بیشک آقا کریم ﷺ نے شہدائے احد پر 8 سال بعد بھی نماز جنازہ پڑھی جیسے آپ ﷺ تمام زندہ مسلمانوں اور فوت شدہ مسلمانوں سے رخصت ہو رہے تھے'' (۲)۔ لہذا شہید کی نماز جنازہ پڑھنا ہی پیارے آقا کریم ﷺ کا آخری عمل اور سنّت ہے۔ اور اسی میں شہید کی مزید درجات کی بلندی کا سبب اور پڑھنے والے مومنین کیلئے پیارے اللہ کریم جل جلالہ کی بے پناہ عنایتیں ہیں۔

شہید کو اس کے مقام شہادت پر ہی دفن کیا جائے (۳)۔ کیونکہ (حدیث) ''(غزوہ طائف کے شہیدوں کے بارے) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''انہیں وہیں دفن کیا جائے جہاں یہ شہید ہوئے تھے'' (۴)۔ اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کو اسی جگہ لے جا کر دفن کرنے کا حکم فرمایا جہاں وہ شہید ہوئے تھے کیونکہ لوگ انہیں مدینہ منورہ لے گئے تھے'' (۵)۔ اور حکم فرمایا کہ (حدیث) ''شہیدوں کو ان کے مقامِ شہادت پر دفن کرو'' (۶)۔

شہید کی اصطلاع عموماً اس شہید کیلئے استعمال ہوتی ہے جو دشمنِ اسلام کے خلاف لڑتا ہوا شہید ہو جائے کیونکہ اللہ کریم جل جلالہ کے نزدیک شہادت کا سب سے اعلٰی درجہ یہی ہے کہ مومن اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر صرف اللہ کریم جل جلالہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی رضاء کیلئے دشمن اسلام کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے۔ البتہ اسلام میں پیارے آقا کریم ﷺ کی بدولت بندۂ مومن پر جہاں کئی ایک نوازشات کی گئیں ان میں اللہ کریم جل جلالہ کی ایک نوازش یہ بھی ہے کہ اس نے جنگ کے محاذ پر گئے بغیر کئی مومنین کو شہادت کے درجات اور اجر سے نوازنے کا اعلان فرما رکھا ہے۔ انہیں شہید جیسا اجر و ثواب تو ملے گا مگر دنیاوی احکام میں وہ شہید جیسے نہیں ہوتے انہیں ''شہید حکمی'' کا نام دیا جاتا ہے۔ ان شہیدوں کی درجِ ذیل اقسام ہیں:۔ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا

(۱) عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۳۶ (۲) عن سیّدنا یزید بن ابو حبیب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۴۷ (۳) نور الایضاح ص ۲۳۶ (۴) عن سیّدنا عبید اللہ بن معیہ رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۱۹۷۵ (۵) عن سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج ۱ ح ۱۵۷۷ نسائی ج ۲ ح ۱۹۷۶ (۶) عن سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ترمذی، نسائی ج ۲ ح ۱۹۷۷، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۳۸۸، مسند امام احمد، سنن دارمی، مشکوۃ ح ۱۶۱۲ امرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۴۷۸۔

''تم شہید کس کو شمار کرتے ہو؟'' ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ کریم جل جلالہ کی راہ میں قتل کئے جانے والے کو شہید کہتے ہیں'' ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلکہ اللہ کریم جل جلالہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ سات قسم کے شہید ہیں، طاعون میں فوت ہونے والا ۔پانی میں ڈوب کر مرنے والا ۔پسلی (نمونیہ) کے درد اور ہیضہ و سنگرہنی میں مرنے والا ۔پیٹ کے مرض میں مرنے والا ۔آگ میں جل کر مرنے والا ۔دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا ۔دردِزہ میں فوت ہونے والی عورت (یہ سب) شہید ہیں'' (۱) ۔نیز (حدیث) ''جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے، جو اپنی جان اور خون کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے، جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے'' (۲) ۔ان کے علاوہ احادیث کی روشنی میں کئی اور لوگ بھی ایسے ہیں جنہیں اللہ کریم جل جلالہ شہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے جیسے تعلیم حاصل کرنے کے دوران فوت ہونے والا ۔قید خانہ میں فوت ہونے والا مظلوم ۔جسے درندہ پھاڑ جائے ۔سانپ بچھو یا موذی جانور کے کاٹے سے فوت ہونے والا ۔عزت پر صبر کرنے والی عورت ۔سواری سے گر کر فوت ہونے والا ۔حالتِ سفر میں فوت ہونے والا مسافر ۔ثواب کی طلب میں اذان کہنے والا مؤذن ۔سچ بولنے والا تاجر ۔جمعہ کے دن فوت ہونے والا ۔زہر سے فوت ہونے والا ۔ظالم کے ظلم کے خوف سے چھپتا پھرتا فوت ہونے والا ۔سمندری سفر میں متلی اور قے سے فوت ہونے والا ۔اہل وعیال کیلئے رزق حلال کمانے کے دوران فوت ہونے والا ۔امرِ الٰہی قائم کرنے والا ۔ہر روز 25 بار ''اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ مَابَعْدَ الْمَوْتِ '' پڑھنے والا ۔نمازِ چاشت پڑھنے والا ۔ہر مہینے میں تین روزے رکھنے والا ۔باوضو سونے میں فوت ہونے والا ۔وتر کو ترک نہ کرنے والا ۔فسادِ امت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا ۔مرض میں 40 بار لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ پڑھنا اور پھر اسی مرض میں فوت ہو جانے والا ۔صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم تین دفعہ پڑھ کر سورۃ حشر کی پچھلی تین آیات پڑھنے والا (اسی کے بارے ہے کہ اللہ کریم جل جلالہ 70 ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو شام تک اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اگر اس دن فوت ہو جائے تو

(۱) مسند امام زید ح ۲۲۱، بخاری، ابوداؤد ج ۲ ح ۳۳۴۴، نسائی ج ۲ ح ۱۸۲۲، مسند احمد بلفظہ لہٗ مسلم ج ۲ ص ۱۴۳، ولفظہ لہٗ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۵۳، عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۵، مؤطا امام مالک ج ۱ ح ۵۵۲، ابن حبان ج ۷ ح ۳۱۹۰، مستدرک حاکم ج ۱ ح ۱۳۰۰، بیہقی ج ۴ ص ۶۹، معجم کبیر ج ۲ ح ۱۷۷۹، مصنف عبدالرزاق ح ۶۶۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ ح ۹۴۷۵، شعب الایمان، ابن حبان ح ۳۱۸۶ (۲) ترمذی ص ۲۲۳۔

شہید ہوگا)۔ کفار سے مقابلہ کیلئے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔ ہر رات سورۃ یٰسین پڑھنے والا۔ روزانہ 100 مرتبہ درود شریف پڑھنے والا۔ سچے دل سے شہادت طلب کرنے والا۔ یہ سب کے سب وصال پانے پر اللہ کریم ورحیم جل جلالہ کے ہاں شہید کا درجہ پائیں گے(۱)۔

گو یہ سب اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں شہید کا درجہ پائیں گے مگر دنیاوی ظاہری شرعی احکامات کے مطابق ان پر شہید جیسے احکامات کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اسلئے انہیں غسل بھی دیں گے، کفن بھی پہنائیں گے اور نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی (۲)۔

مومن کے ترکہ کا استعمال:

وہ مال اواسباب جو ایک شخص چھوڑ کا وصال کر جائے اسے ترکہ کہتے ہیں جس کے استعمال کے اسلام نے باقاعدہ مخصوص قوانین واصول بتائے تاکہ اس کا صحیح مصرف ہو سکے۔ ترکہ کی ورثاء میں تقسیم کے مسائل بہت طویل بحث ہے یہاں اس طرف جانے کی بجائے کچھ دیگر مسائل و معاملات کا ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

۔ مومن کی میراث (ترکہ) کے مال سے سب سے پہلے میت کے کفن دفن کا خرچہ کیا جائے۔ جو بچ رہے اس سے اگر میت کے ذمہ قرض ہو تو فوری طور پر وہ قرض ادا کیا جائے۔ اگر کچھ بچ رہے تو پھر وصال پانے والے کی وصیت کے مطابق خرچ کیا جائے تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ یہ مال جو وصیت کے مطابق خرچ کیا جانا ہے وہ کل مال کے تہائی سے زیادہ نہ ہو۔ جو اس سے بھی بچ رہے وہ میت کے ورثاء میں شرعی قواعد کے مطابق تقسیم کیا جائے (۳)۔

۔ تجہیز و تکفین کے اخراجات میں کفن و غسل کا کپڑا، خوشبو، پھول، غسل دینے والے کی اجرت، قبر تیار کرنے والے کی اجرت وغیرہ جیسے اخراجات شامل ہیں۔ ان اخراجات کو ورثاء حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے میانہ روی سے کریں (۴)۔ کیونکہ "حضرت سیدنا عمرو بن دینار علیہ الرحمۃ نے فرمایا "خوشبو میت کے مال سے خرچ ہو"۔ حضرت سیدنا ابراہیم تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میت کے مال سے پہلے کفن کا خرچہ کرو پھر قرض ادا کرو پھر میت کی طرف سے کی گئی وصیت ادا کرو"۔ حضرت سیدنا سفیان تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میت کی قبر اور غسل کی مزدوری میت کے کفن دفن کا حصہ ہے یعنی یہ اخراجات کفن دفن کے زمرے میں آتے ہیں لہذا میت کے مال سے خرچ ہوں گے" (۵)۔

(۱) کثیر کتب حدیث وتفسیر وفقہ (۲) عالمگیری ج۱ص ۲۶۶، بہار شریعت ج۱ص ۳۱۸ (۳) فیوض الباری حصہ۵ص ۸۸، بہار شریعت (۴) شامی، بہار شریعت ج۱ص ۳۰۳ (۵) بخاری ج۱باب ۸۰۱۔

۞۔ میّت کے ایصالِ ثواب کیلئے کئے جانے والے اخراجات جیسے ختم، تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور سالانہ ختم شریف، قبرستان پر کچھ تقسیم کرنا، پھول ڈالنا وغیرہ سب بالغ ورثاء کی اجازت سے کرنے جائز ہیں اگر وہ اجازت نہ دیں تو خرچ نہیں کر سکتے، بلا اجازت ایسا کرنے والا اس خرچہ کا خود ذمّہ دار ہوگا۔ جبکہ نابالغ ورثاء کے حصہ سے خرچ نہیں کر سکتے بیشک وہ اجازت دے دیں تب بھی نہیں (۱)۔ البتہ تیجہ، ساتواں وغیرہ پر جشن شادی و بیاہ کی طرح پر تکلف دعوت کا اہتمام کرنا ناجائز اور برا ہے اور صرف دنیاوی رسم ہے (۲)۔ کیونکہ اس غم کے موقع پر خوشی کا سماں بنانا بے موقع ہے۔ البتہ فقراء اور باہر اور دُور سے آئے ہوئے مہمانوں کیلئے حسب استطاعت قیام وطعام کا مناسب اہتمام کرنا جس طرح کہ میّت خود یا اس کے ہوتے ہوئے اس کے اہل خانہ کسی مہمان کیلئے کیا کرتے تھے کرنے میں حرج نہیں بلکہ ایسا کرنا مہمان نوازی ہے جو پیارے آقا کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنّت اور رزق میں فراخی کا سبب ہے۔

۞۔ موت کو دیکھ کر مال و متاع صدقہ کرنے لگ جانا اور گھر بار لٹانے کا ارادہ کر لینے کے بارے (حدیث) حضرت سیّدنا عمران بن حصین ؓ نے فرمایا کہ ''ایک آدمی نے اپنی وفات کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا جب کہ اس کا ان کے علاوہ کوئی مال نہ تھا، جب یہ بات آقا کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ اس پر سخت ناراض ہوئے اور ارادہ فرمایا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے اسکے غلاموں کو بلایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم فرما دیا اور پھر ان میں قرعہ اندازی فرمائی اور دو کو آزاد فرما دیا اور چار کو رہنے دیا یعنی تہائی حصہ صدقہ رہنے دیا'' (۳)۔ اس سے معلوم ہوا کہ میّت ایک تہائی کی وصیت کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ نیز یہ کہ فوت ہوتے وقت ایسے صدقہ و خیرات نہ کریں کہ ورثاء کیلئے کچھ نہ بچے۔ نیز یہ کہ فوت ہوتے وقت کیا جانے والا صدقہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ اسی وضاحت میں ہے کہ (حدیث) ''حجۃ الوداع کے موقع پر پیارے آقا کریم ﷺ میری (راوی حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص ؓ) عیادت کیلئے تشریف لائے جب کہ میری بیماری نے شدّت اختیار کر لی تھی، میں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میں سخت بیمار ہوں میرے پاس کافی مال و دولت ہے اور ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں''۔ میں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ نصف خرچ کر دوں؟''۔ فرمایا ''نہیں''۔ عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ ایک تہائی؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تہائی

(۱) شامی، تاتارخانیہ، بہار شریعت ج ۱ ص ۳۰۴ (۲) فتح القدیر (۳) نسائی ج ۲ ح ۱۹۳۱۔

بھی زیادہ ہے۔ تم اگر اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ دو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج رہیں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ تم رضائے الٰہی کیلئے جو بھی خرچ کرو گے اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس کا بھی'' (۱)۔ سبحان اللہ۔ یہ پیاری حدیث پاک کئی ایک نصیحتیں اپنے اندر رکھتی ہے، بہت قابلِ غور ہے۔

احترام قبر مومن:

اسلام جہاں احترام آدمیّت سکھاتا ہے وہاں اس کی نسبت سے اسکی آخری آرام گاہ کے تقدّس کا بھی درس دیتا ہے اسلئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو'' (۲)۔ اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر تم میں سے کوئی دہکتے انگارے پر بیٹھے کہ جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ کی جلن اس کی جلد تک جا پہنچے تو یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''آگ یا تلوار پر چلنا یا آگ کے جوتے پہننا مجھے مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے'' (۴) اس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر بیٹھنا منع اور مکروہ ہے (۵)۔ اسی طرح قبر پر بیٹھنا، لیٹنا اور اسے پامال کرنا بھی مکروہ ہے۔ اور اس پر پیشاب پاخانہ کرنا حرام ہے اور سخت منع ہے (۶)۔

۞۔ قبرستان میں نیا راستہ بنا لینا منع ہے کیونکہ کیا معلوم نیا راستہ کسی قبر پر سے گزرتا ہو۔ نیز (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے ایک شخص کو قبرستان میں جوتیاں پہنے دیکھا تو فرمایا ''جوتیاں اتار دو نہ تم قبر والے کو تکلیف دو اور نہ وہ تجھے تکلیف دے'' (۷)۔ اور (حدیث) مجھے (راوی) آقا کریم ﷺ نے ایک قبر پر تکیہ لگائے دیکھا تو فرمایا ''اس قبر والے کو نہ ستاؤ'' (۸)۔ یہ ایک عام قبر کا احترام ہے۔ صالحین کی قبور کا احترام تو یقیناً اس سے زیادہ ہوگا (۹)۔

زیارت قبور مقام عبرت:

مردوں اور عورتوں کو زیارت قبور کیلئے جانا مستحب ہے (۱۰)۔ کیونکہ (حدیث) پیارے آقا

(۱) عن سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ ح۱۲۱۲، ضیاء النبی ج۴ ص۶۷۷ (۲) عن سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ ترمذی ج۱ ح۱۰۳۸، نسائی ج۲ ح۲۰۱۷ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۲۱۴۴، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۵۱، ترمذی، نسائی ج۲ ح۲۰۱۶، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۲۷، مسند امام احمد، ابن حبان ح۲۳۲۰، ابن خزیمہ ح۷۹۳، بیہقی ح۷۰۰۶، ابویعلی ح۱۰۲۰، مشکوٰۃ ح۱۶۰۸، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۷۶ (۴) عن سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۲۸ (۵) نورالایضاح ص۲۳۷ (۶) کبیری ص۶۰۷، عالمگیری ج۱ ص۲۶۳، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۳ (۷) عالمگیری، درمختار، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۳، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۸۱ (۸) عن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ح۱۶۲۹، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۶ (۹) مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۸۶ (۱۰) نورالایضاح ص۲۳۷۔

کریم ﷺ نے فرمایا "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے یعنی قبروں پر جانے سے منع کیا تھا اب قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبر آخرت کی یاد دلاتی ہے" (۱)۔ نیز (حدیث) "بیشک قبر دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں" (۲)۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں بلا تخصیص مرد و عورت دونوں کو زیارتِ قبور کی اجازت سے نوازا گیا ہے (۳)۔ جس کی عمدہ ترین تشریح ہماری ماں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (حدیث) "ایک مرتبہ آپ (ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) قبرستان سے واپس تشریف لا رہی تھیں میں (راوی عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ) نے ان سے پوچھا "اے امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟"۔ آپ نے فرمایا "اپنے بھائی حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور سے"۔ میں نے عرض کی "کیا آقا کریم ﷺ نے زیارتِ قبور سے منع نہیں فرمایا تھا؟"۔ آپ نے جواباً دیا "آقا کریم ﷺ پہلے منع فرمایا کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے اجازت سے نواز دیا تھا" (۴)۔ اسلئے عورتیں اپنے عزیز و اقارب کی قبور پر جا سکتی ہیں مگر صرف اسی صورت میں جب وہ جزع و فزع نہ کریں اور باپردہ جائیں۔ نیز صالحین کی قبور پر برکت کیلئے بوڑھی عورتوں کو جانے میں حرج نہیں جبکہ جوان عورتوں کا بناؤ سنگھار کر کے بلا پردہ جانا ممنوع ہے (۵)۔ البتہ فتاوی رضویہ میں ہر صورت میں مطلقاً ممانعت کا حکم لکھا گیا ہے کیونکہ عورتیں عزیز و اقارب کی قبور پر جا کر جزع فزع کریں گی اور غیر شرعی کام کریں گی اور صالحین کی قبور کی بے ادبی کریں گی یا عزت و تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی (۶)۔ اسلئے عورتوں کا قبر پر جانا مکروہ ہے (۷)۔

☪۔ زیارت قبور کیلئے سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس کے علاوہ جمعرات ہفتہ یا پیر کے دن بھی درست ہیں (۸)۔

☪۔ زیارت قبور کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ اہل قبر کے پاؤں کی جانب سے نہ آئیں کیونکہ میّت آنے والے کو دیکھتا ہے، تو جب آپ قدموں کی جانب سے آئیں گے تو میّت کو گردن گھما کر آنے

(۱) ترمذی ج۱ ح۱۰۴۳، نسائی ج۲ ح۲۰۰۴، ابوداؤد ج۲ ح۱۴۵۸، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۳۳، شعب الایمان ج۷ ح۹۲۸۷، ۹۲۸۸، مسند امام اعظم ح۱۹۶ ص۱۷۱، مشکوٰۃ ح۱۶۷۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۱۵، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۸۶، مسلم (۲) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۷ ح۹۲۸۸ (۳) ترمذی ج۱ ح۱۰۴۴ (۴) عن سیّدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۳۹۲ (۵) شامی، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۴ (۶) بہار شریعت ج۱ ص۳۱۴ (۷) فتاوی رضویہ (۸) شامی، بہار شریعت ج۱ ص۳۱۴۔

والے کو دیکھنا پڑے گا جو کہ اس کیلئے تکلیف دہ ہے۔لہذا قبر پر جائیں تو چہرے کی طرف سے جائیں اور چہرہ کی طرف کھڑے ہو کر دعا مانگیں، پاؤں یا سرہانے کی طرف نہ کھڑے ہوں (۱)۔

☪۔ اہل قبر کے مقام و مرتبہ اور رشتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنے فاصلے پر بیٹھیں جتنے فاصلے پر زندگی میں ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے (۲)۔

☪۔ پھر یوں کہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ" (۳)۔ یا اس طرح کہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَاوَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَاوَنَحْنُ بِالْاَثَر، (۴)۔ اگر اس طرح بھی نہ کہہ سکیں تو کم از کم ان الفاظ سے کہہ لیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الْقُبُوْرِ۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن"۔

☪۔ پھر اس طرح فاتحہ خوانی کریں۔شروع میں دُرود شریف ایک بار پھر سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار اور آخر میں درود شریف ایک بار پڑھیں اور یہ سب کچھ پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کریں اور پھر آقا کریم ﷺ کے وسیلہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام صالحین اور تمام امت محمدیہ کو ایصال ثواب کریں بالخصوص اہل قبر مرحوم کو ایصال ثواب کریں (۵)۔

☪۔ اولیاء اللہ و صالحین کی قبور کو چھونا، ادب سے بوسہ لینا، پاس بیٹھنا، دعاء کرنا جائز اور احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ، نے آقا کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی تو رونے لگے اور قبر انور پر اپنے رخسار ملنے لگے" (۶)۔اور (حدیث) "حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا دایاں ہاتھ آقا کریم ﷺ کے مزار پاک پر رکھا کرتے تھے" (۷)۔ یہ سب عوامل ادب و محبت کے زمرے میں آتے ہیں براہ کرم ادب اور شرک کا فرق ضرور ذہن میں رکھا کریں بلکہ شرک کے بارے تو (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے بڑے وثوق سے فرما دیا ہوا ہے کہ "اللہ کریم جل جلالہ کی قسم! میں اپنے بعد اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے" (۸)۔

متفرّق مسائل

۞۔ قبروں کو سجدہ کرنا اور انکا طواف کرنا حرام ہے اسلئے ایسا ہرگز نہ کریں خواہ کسی کی ہی قبر کیوں نہ ہو (۹)

(۱) بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۴، شامی (۲) بہار شریعت ج ۱ ص ۳۱۴، شامی، مالابدمنہ ص ۶۰ (۳) عن سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نسائی ج ۲ ح ۲۰۱۲، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۴۶۰، مسلم ج ۱ ح ۲۱۵۳، مشکوۃ ح ۱۶۷۲، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۲ (۴) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۱ ح ۱۰۴۲، مشکوۃ ح ۱۶۷۳، مرأۃ المناجیح ج ۲ ص ۵۱۳ (۵) مالابدمنہ ص ۶۰ (۶) ابن عساکر ج ۲ ص ۲۵۹ (۷) قاضی اسماعیل فی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ ص ۴۲ (۸) عن عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۵۷، فیوض الباری حصہ ۵ ص ۱۲۴، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۸۸ (۹) مالابدمنہ ص ۶۱۔

کیونکہ (حدیث) ''جب یہود ونصاریٰ انبیاءکرام علیہم السلام کی پاک قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرنے لگے اوران قبور کو قبلہ بنا کر انکی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے اورانہیں بت بنا کر پوجنے لگے تو اللہ کریم جل جلالہ ورسول نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا'' (۱)۔لیکن بزرگانِ دین کے مزارات کے قریب تبرک کی نیّت سے مسجد بنانا، اور یہ نیت رکھنا کہ یہ جگہ ان کے جسد اقدس کا مدفن ہے جس کی برکت اوران کی روحانیت ونورانیت کی بدولت ہماری عبادت الٰہی کامل ومقبول ہوگی اور عبادتِ الٰہی میں لذّت وسرود بڑھ جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں (۲)۔نیز فتح الباری ج۲ص ۲۶۱ میں ہے ''کسی صالح بزرگ کے مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنانا اوراس میں نماز پڑھنا جس میں اس مزار کی طرف رخ نہ ہواور نہ نماز تعظیم مزار کیلئے ہوتو حرج نہیں اور نہ اس پر وعید ہے'' (۳)۔اور مسجد بنانے میں یہ بھی نیت ہو کہ دُور ونزدیک سے آنے والے مسلمان بھائی یہاں نماز پڑھیں گے۔نیز مزاراقدس پر آنے والوں کو ترویج واشاعت دین اور آگاہیَ قرآن وسنّت کیلئے درس وتدریس کا انتظام کریں گے۔نیز اگر کہیں ٹھکانہ نہ ملا تو دُور دراز سے آنے والے یہاں عارضی قیام کر کے شب بسر کرلیں گے تو مسجد بنانا ایک عمدہ ترین بن جاتا ہے۔اوراس میں نماز پڑھنا ہر نقص سے پاک بلکہ عمدہ ہے۔

۔(حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اپنے تین نابالغ بچوں کو (بچپن میں فوتگی کی صورت میں) آگے بھیجا وہ اس کیلئے مضبوط قلعہ ہوں گے'' (۴)۔نیز (حدیث) ''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں تو یہ ممکن نہیں کہ وہ جہنم میں جائے سوائے اس صورت کے کہ صرف قسم پوری کرنے کیلئے آگ اُسے چھوئے گی'' (۵)۔اسی طرح ایک جگہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جسکے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں توان بچوں پر فضل ورحمت کی وجہ سے اللہ کریم جل جلالہ اس مسلمان کو جنّت میں داخل فرمادیگا'' (۶)۔نیز (حدیث) ''جسکے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں اللہ کریم جل جلالہ ان بچوں پر رحمت کی وجہ سے ان کے والدین کو جنّت میں داخل فرمادیگا۔ان بچوں سے فرمایا جائیگا ''جنّت میں داخل ہوجاؤ'' وہ عرض کریں گے ''ہم داخل نہیں ہونگے جب تک کہ ہمارے

(۱) فتح الباری ج۲ص ۲۶۱، فیوضِ الباری حصہ۵ص ۱۲۱ (۲) فیوض الباری حصہ۵ص ۱۲۳ (۳) فیوض الباری حصہ۵ص ۱۲۱ (۴) عن سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ح ۱۰۵۰، ابن ماجہ، مشکوۃ ح ۱۶۶۳، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۵۰۶ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ح ۱۱۷۲، مسلم، ترمذی ج۱ح ۱۰۴۹، سنن نسائی ج۲ح ۱۸۵۱، ابن ماجہ ج۱ح ۱۶۶۶، مسند امام احمد، ابن حبان ج۷ح ۲۹۴۲، بیہقی ج۴ح ۶۹۲۶، مؤطا امام مالک ج۱ح ۵۵۴، مشکوۃ ح ۱۶۳۷، مرأۃ المناجیح ج۲ص ۴۹۱ (۶) عن انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۱ح ۱۱۷۰، ۱۲۹۱، نسائی ج۲ح ۱۸۴۸تا ۱۸۵۰، ابن ماجہ ج۱ح ۱۶۶۸۔

والدین نہ داخل ہوں'' تو انہیں کہا جائیگا'' تم اور تمہارے والدین سب جنت میں داخل ہوجاؤ'' (۱)

(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' جسکے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں، اللہ کریم جل جلالہ انکے والدین کو جنت میں داخل فرمائیگا''۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی'' یارسول اللہ ﷺ اگر دو بچے فوت ہوں تو؟''۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' ہاں یا دو بھی'' (۲)۔ اسی طرح (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا'' جس عورت کے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں اور وہ صبر کرے تو وہ اس کیلئے جہنم کی آڑ ہونگے''۔ ایک عورت نے عرض کی'' یارسول اللہ ﷺ اگر دو ہوں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا'' دو بھی'' (۳)

(حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' جب کسی آدمی کا ایک بچہ فوت ہوجاتا ہے تو اللہ کریم جل جلالہ فرشتوں سے فرماتا ہے'' تم نے میرے بندے کے لڑکے کی روح قبض کی؟''۔ وہ عرض کرتے ہیں'' ہاں اے پروردگار جل جلالہ''۔ اللہ کریم جل جلالہ فرماتا ہے'' میرے بندے نے کیا کہا؟''۔ وہ عرض کرتے ہیں'' اے رب کریم جل جلالہ اس نے تیری حمد وثناء اور تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا''۔ اللہ کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے'' اس کیلئے جنت میں ایک محل بنادو اور اسکا نام'' بیت الحمد'' رکھو'' (۴)۔ نیز (حدیث)'' جب دوران حمل گرنے والے بچہ کے والدین کو (انکے اعمال کی بدولت) اللہ تعالیٰ جل جلالہ آگ میں داخل کرے گا تو وہ بچہ اپنے والدین کی بخشش کیلئے اپنے رب کریم جل جلالہ سے (نازومحبت اور ادب سے) جھگڑا کرے گا۔ تو فرمایا جائے گا'' اے رب کریم جل جلالہ سے جھگڑا کرنے والے بچے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا'' تب وہ انہیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا (۵) یہاں دوران حمل ضائع ہونے والے بچہ سے مراد وہ بچہ ہے جو تقریباً چھ ماہ پورے ہونے سے پہلے شکم مادر سے خارج ہوجائے (۶)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا جو اس اختیار رکھنے والی زبان پاک سے نکل گیا وہ تقدیر الٰہی بن جاتا ہے اس لئے امت محمدیہ کیلئے آسانیاں سوچتے رہتے۔ ایک دن (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' جس شخص کے تین کم سن بچے فوت ہوجائیں تو وہ اس کو دوزخ سے محفوظ رکھنے کیلئے ایک مضبوط قلعہ ہوجائیں گے''۔ یہ سن کر حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا'' یارسول اللہ ﷺ جس کے دو بچے فوت ہوجائیں؟''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' دو ہی

(۱) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نسائی ج۲ ح۱۸۵۲، بخاری ج۱ باب۸۷۴، مسند امام اعظم ص۱۶۲ ح۱۸۵، مؤطا امام مالک ج۱ ح۵۵۵، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۷۱ (۲) عن بریدہ رضی اللہ عنہ مسند امام اعظم ح۱۸۴ ص۱۶۲، مستدرک حاکم ج۱ ح۱۴۱۶ (۳) عن سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۱۷۱، مسلم، مشکوۃ ح۱۶۳۸، ۱۶۶۱، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۹۲، ۵۰۴ (۴) عن سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۰۰۸، مسند امام احمد، مشکوۃ ح۱۶۴۴، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۹۴ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ، مشکوۃ ح۱۶۶۵، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۰۷ (۶) مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۰۷۔

سہی''۔ حضرت سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جو قرآن کریم کے قاریوں کے سردار تھے عرض کرنے لگے ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے؟''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک ہی سہی، تب بھی یہی حکم ہے'' (۱)۔ سبحان اللہ۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم خطا کاروں پر احسان فرماتے ہوئے ہم مومنوں کی ماں حضرت سیّدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہماری سہولت کیلئے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیسے عمدہ ترین سوالات کئے اور ہم مسکینوں کیلئے اس بارے مختار کل پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زبان کن فکاں سے کتنی رعایت کا اعلان کروایا، پڑھیئے اور جھومئیے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس کے دو نابالغ بچے فوت ہو گئے وہ اس کیلئے جنت جانے کا سبب بن جائیں گے''۔ امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے تو؟''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے بھلائی کی توفیق دی گئی، ایک نابالغ بچے کا بھی یہی حکم ہے''۔ آپ نے پھر عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو؟''۔ تو (دریائے کرم جوش میں آیا اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں اپنی امت کا جنّت کی طرف قائد ہوں گا، کیونکہ انہیں میرے وصال سے زیادہ کوئی صدمہ نہیں پہنچا'' (۲)۔ سبحان اللہ۔ صدقتَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدقتَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فداک امی وابی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ **پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم جل جلالہ کی عطاء کردہ بے انتہاء اور کمال اختیارات کی یہ اعلیٰ ترین مثال ہے**۔ اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں کہ کم عقل کو بھی سمجھ آنے والی حدیث مبارکہ ہے۔

۞۔ (حدیث) ''جب حضرت سیّدنا حسن بن حسن بن علی علیہم الرحمۃ نے وصال فرمایا تو ان کی اہلیہ (حضرت سیّدہ فاطمہ بنت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہا) نے ان کی قبر انور پر ایک سال تک قبہ (خیمہ) بنائے رکھا پھر اٹھا لیا'' (۳)۔ لہذا قبر پر اس غرض سے عمارت یا قبہ بنانا کہ فاتحہ خوانی کیلئے اور بزرگان دین کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کیلئے بیٹھنے والوں کو سردی، گرمی اور بارش سے بچایا جائے۔ قبہ بنانے میں حرج نہیں (۴)۔ (حدیث) ''قبر پر اس غرض کیلئے قبہ وغیرہ بنانا کہ فوت ہونے والوں کو نہیں بلکہ زندہ مسلمانوں کو بیٹھنے کیلئے سایہ ملے یا کسی صحیح غرض کیلئے ہو تو جائز ہے'' (۵)۔ مگر یہ مقصد نہ ہو کہ اس سے صاحب مزار کو فائدہ ہوگا کیونکہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا

(۱) عن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۶۶۹ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۰۵۱، مشکوٰۃ ح۱۶۴۳، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۴۹۳ (۳) بخاری ج۱ باب ۸۴۴، فیوض الباری حصہ۵ ص۱۱۵، مشکوٰۃ ح۱۶۵۷، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۰۲ (۴) فیوض الباری حصہ۵ ص۱۱۵ (۵) فتح الباری شرح ابن حجر عسقلانی، عینی ج۴ ص۲۰۴، فیوض الباری حصہ۵ ص۱۳۶۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبرانور پر خیمہ دیکھ کر فرمایا ''اے بیٹے! اسے اکھاڑ لو کیونکہ ان پر ان کے اعمال ہی سایہ کریں گے'' (۱)۔

ایصالِ ثواب:

اس موضوع پر بہت تفصیلی مواد موجود ہے مگر حسبِ ضرورت بالاختصار کچھ پیش خدمت ہے:۔

یہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ فوت شدگان کیلئے صدقہ، دعاء، تلاوت وذکر ونوافل وغیرہ کا ثواب اُن کو پہنچتا ہے اور اُن کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے کیونکہ:۔

(القرآن) ''وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ، جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں اُن کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو اُن کے ساتھ ملادیں گے (جنت میں) اور ان کے عمل میں کچھ کمی نہ ہوگی'' (۲)۔ یعنی اللہ کریم جل جلالہ آباء کی نیکی کے سبب اولاد کو جنتی بنادے گا اور آباء اگر بلند درجہ میں ہیں تو ملانا تب ہی ہوگا جب وہیں اولاد کو رکھا جائیگا تو یوں آباء کی نیکی اولاد کے درجات کی بلندی کا باعث بھی بن گئی (۳)۔ اور (القرآن) ''وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ، اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو'' (۴)۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاءِ مغفرت کا فرمان ہو رہا ہے۔ نیز (القرآن) ''اے ہمارے رب کریم جل جلالہ بخش دے ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے'' (۵) اور پھر (القرآن) ''وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا، اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں'' (۶)۔

صدقہ کا ثواب:

(حدیث) ایک آدمی نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ اچانک فوت ہوگئی اگر گفتگو کرسکتی تو صدقہ کا کہتی، میں اُس کیلئے صدقہ کروں تو اُسے ثواب پہنچے گا؟'' فرمایا ''ہاں'' (۷)۔ (حدیث) ''ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کچھ مال چھوڑ کر بلاوصیت فوت ہوگیا ہے اگر میں اسکی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسکے گناہوں کا کفارہ ہوجائیگا؟'' جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' (۸)۔ **اور** (حدیث) ''حضرت سیّدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

(۱) بخاری ج ا باب ۸۶۴ (۲) سورۃ طور، ۲۱ (۳) فضائل صدقات ص ۱۱۴ (۴) سورۃ محمد، ۱۹ (۵) سورۃ الحشر، ۱۰ (۶) سورۃ المؤمن، ۷ (۷) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ا ح ۱۲۸۸، ج ۲ ح ۳۲، مسلم ج ا ح ۲۲۲۲، ترمذی، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۱۰۷، نسائی ح ۳۵۸۸، ابن ماجہ ح ۲۸۰۵، مسند احمد ج ۶ ص ۵۱، مؤطا امام امالک، ابن خزیمہ ج ۴ ح ۲۴۹۹، ابن حبان ج ۸ ح ۳۳۵۳ ابویعلیٰ ج ۷ ح ۴۴۳۴ معجم کبیر ح ۵۳۷۰ بیہقی ج ۴ ح ۶۸۹۵ معجم اوسط ج ا ح ۷۰۳ (۸) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۲ ح ۴۱۰۶، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ح ۳۵۹۱، ابن ماجہ ح ۲۸۰۴، مسند امام احمد ج ۲ ص ۳۷۱، ابن خزیمہ ج ۴ ح ۲۴۹۸، ابن حبان ح ۳۳۵۳ بیہقی ج ۶ ح ۱۲۴۱۴، ابویعلیٰ ج ۱۱ ح ۶۴۹۴ معجم کبیر ح ۵۳۷۰۔

''یارسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی ماں (حضرت سیدہ عمرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا) کی طرف صدقہ کروں تو کیا اُسے فائدہ پہنچے گا؟'' آپ حضور ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' تو اُنہوں نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں ''میرا یہ کھجوروں کا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے'' (۱)۔ **اور** (حدیث) ''حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں، کونسا صدقہ افضل ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''پانی کا'' چنانچہ انہوں نے مدینہ پاک میں ایک کنوآں کھدوایا اور کہا ''یہ ام سعد کیلئے (صدقہ) ہے'' (۲)۔ **اور** (حدیث) ''سیّدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ میری والدہ بغیر وصیت کئے انتقال کر گئیں تو کیا میرا صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں اگرچہ بکری کے جلے ہوئے پائے بھی تم صدقہ کرو'' (۳)۔ **اور** (حدیث) ''میّت کی جانب سے اگر بکری کے پایہ کا بھی صدقہ کے پایہ کا بھی صدقہ کیا تو اسکا ثواب بھی اُسے ملے گا'' (۴)۔ **اور** (حدیث) ''جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کیا تو اللہ کریم تبارک و تعالیٰ اُسے جہنّم کی آگ سے آزاد کر دے گا اور جس نے کیا اسے پورا پورا اجر ملے گا'' (۵)۔ اور اُسے (حدیث) ''10 حج کا ثواب ملے گا'' (۶)۔ اور اسے (حدیث) ''ابراروں کے ساتھ اٹھایا جائیگا'' (۷)۔ **اور** (حدیث) ایک شخص نے پیارے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ میری ماں/باپ کا انتقال ہوگیا ہے کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کروں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' (۸)۔ **اور** (حدیث) ''والدین کی وفات کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی (نفلی) نماز کے ساتھ اُن کیلئے نماز پڑھو اور اپنے (نفلی) روزہ کے ساتھ اُن کیلئے روزہ رکھو اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کیلئے صدقہ کرو'' (۹)۔ **اور** (حدیث) ''مرنے کے بعد مومن کو جو چیزیں اسے نفع دیتی ہیں وہ علم، نیک اولاد، قرآن یا کتاب، مسجد کی تعمیر، مسافر خانہ، نہر یا کنواں کی تعمیر اور صدقہ جاریہ ہیں جن کا اجر مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے'' (۱۰)

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بخاری ح ۲۵۶۹، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۱، شرح الصدور ص ۴۵۵، ترمذی ج ۱ ح ۶۴۷، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۰۸ا، نسائی ح ۳۵۸۹، ۳۵۹۴، حاکم ج ۱ ص ۵۸۱، ابن خزیمہ ج ۴ ح ۲۵۰۲، احمد ج ۱ ص ۳۷۰ (۲) عن سعد رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج ۱ ح ۱۶۶۸، ابن ماجہ ح ۳۷۹۰، نسائی ح ۳۶۰۵، ابن خزیمہ، احمد ج ۵ ص ۲۸۵، حاکم، ابن حبان، معجم کبیر ج ۶ ص ۲۰، شعب الایمان ج ۳ ص ۲۲۱، ترغیب ج ۱ ح ۶۷۷، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۳، شرح الصدور ص ۴۵۵ (۳) شرح الصدور ص ۴۵۶ (۴) شرح الصدور ص ۴۵۶ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ شرح الصدور ص ۴۵۶ (۶) عن جابر رضی اللہ عنہ غنیۃ الناسک، فتح القدیر ص ۳۲۰، درمختار (۷) کنز العمّال (۸) عن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ شرح الصدور ص ۴۵۷ (۹) عن حجاج بن دینار رضی اللہ عنہ دار قطنی، نیل الاوطار ج ۴ ص ۹۳، شرح الصدور ص ۴۵۸، فیوض الباری ج ۱ ص ۴۹۹ ج ۱۱ ص ۱۱۲، اللفظ لہٗ مسلم ج ۲ ح ۴۲۵۹۳ (۱۰) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن ماجہ ج ۱ ح ۲۴۸ تا ۲۵۰، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۴۴۸، ابن خزیمہ، ترغیب ج ۱ ح ۶۳، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۰، شرح الصدور

دعاء کا ثواب: مرحومین کیلئے قبرستان میں دعا کرنا مسنون ہے کیونکہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور وہاں دیر تک کھڑے رہے پھر تین بار ہاتھ اٹھا کر مرحومین کیلئے دعا فرمائی'' (۱)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر والوں کو ایسی جگہ دفن کرتے تھے کہ جب وہ کسی جنازے میں جاتے تو اپنے گھر والوں کی قبور پر بھی جاتے اور ان کیلئے دعا مغفرت فرماتے تھے'' (۲)۔ اگر مرحومین کو ثواب نہیں پہنچتا یا ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو پیارے آقا کریم ﷺ اور ان کے صحابی رضی اللہ عنہ کا دعا مانگنا کیسا ہے؟۔ اسی طرح آقا کریم ﷺ قبروں کے قریب سے گزرے جنہیں عذاب ہو رہا تھا تو (حدیث) ''آپ ﷺ نے ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا کیا پھر ہر قبر میں ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا'' جب تک خشک نہ ہوں گی تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی'' (۳)۔ کیونکہ ''جب تک تر رہیں گی تسبیح پڑھیں گی'' (۴)۔ تو جب تر شاخ کی تسبیح کا ثواب پہنچتا ہے تو مومنین کی دعاؤں کا ثواب نہ پہنچے گا؟ (۵)۔ **اور** (حدیث) ''دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو نہیں بدل سکتی'' (۶)۔ **ف** ضرور یاد رہے کہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ اللہ کریم جل جلالہ نے واضح اعلان فرمادیا ہے کہ (القرآن) ''ہم نے ہر چیز تقدیر کے تحت تخلیق کی ہے'' (۷)۔ اور پھر (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اگر لوگوں میں سے کسی ایک کے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے خرچ کر دے تو اللہ کریم جل جلالہ اس کو اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک وہ شخص تقدیر پر ایمان نہ لائے'' (۸)۔ اور بشارت دیتے ہوئے (حدیث) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کا انکار کریں گے'' (۹)۔ اسی لئے (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا'' چھ آدمیوں پر میں لعنت کرتا ہوں ان پر اللہ جل جلالہ کی بھی لعنت اور ہر مستجاب الدعوات کی لعنت ۱۔ تقدیر کا انکار کرنے والا ۲۔ قرآن پاک میں اضافہ کرنے والا ۳۔ ایسا صاحب منصب جو باعزت لوگوں کو ذلیل کرے اور ذلیل لوگوں کو عزت دے ۴۔ اللہ کریم جل جلالہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے ۵۔ میری آل سے بغض رکھے ۶۔ میری سنت کو ترک کرے'' (۱۰)

دعاء کے بارے مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ ''میّت دوسروں کے ایصالِ

(۱) مسلم ج ۱ ص ۳۱۳ (۲) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۹۶ (۳) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۱۲۱۷، مسلم ج ۳ ح ۷۴۷۸، ابوداؤد ج ۱ ح ۲۰ مستدرک حاکم، دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۸، ابن حبان ج ۱۴ ح ۶۵۲۴، بیہقی ج ۱ ح ۴۵۲، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷، دلائل النبوۃ ج ۱ ح ۳۷، فتح الباری ج ۱ ص ۳۴۹، فیوض الباری حصہ ۱ ص ۵۱۵ (۴) شرح امام نووی علیہ الرحمۃ (۵) جاء الحق ص ۶۷، ۳۰۴، ۳۰۵ (۶) عن ثوبان رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۹، ابن ماجہ ح ۹۵ (۷) مسلم ج ۳ ح ۶۶۲۶ (۸) مسلم ج ۱ ح ۱ نسائی، ابن ماجہ، احمد، ابن خزیمہ، بیہقی (۹) ابوداؤد ج ۳ ح ۱۱۸۳ (۱۰) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حاکم ج ۱ ص ۹۷ ح ۱۰۲۔

ثواب اور اُن کی دعاء وغیرہ کی امداد کا محتاج اور منتظر رہتا ہے"(۱)۔ایسے ہی (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ"قبر میں میّت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہو اور اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے باپ، ماں، بھائی یا وفادار دوست کی دعا اسے پہنچے اور جب وہ دعا اُسے پہنچتی ہے تو اس کی قدر اُس کے نزدیک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہوتی ہے، اور بیشک اللہ کریم ﷻ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبر والوں پر رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے، بیشک زندوں کا تحفہ مُردوں کو ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا ہے"(۲)۔**اور** (حدیث)"قیامت کے دن ایک بندے کے پیچھے پہاڑوں جتنی نیکیاں چلیں گی، وہ پوچھے گا"یہ اتنی نیکیاں کہاں سے آ گئیں؟"تو بتایا جائیگا"تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعاء مغفرت کی ہے یہ وہ نیکیاں ہیں"(۳)۔ اور جنت میں درجہ بلند کیا جائے گا تو ارشاد ہوگا (حدیث)"تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کی ہے اس وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے"(۴)۔**اور** (حدیث) حضرت سیّدنا عمرو بن جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"جب کوئی بندہ اپنے فوت ہونے والے بھائی کیلئے دعا مانگتا ہے تو فرشتہ اس کے ثواب کو لے کر اس کے پاس قبر میں جاتا ہے اور جا کر کہتا ہے"اے قبر کے مسافر یہ تیرے اوپر تیرے بھائی کا تحفہ ہے"(۵)۔**اور** (حدیث) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا"میں نے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اپنے وفات شدہ مسلمانوں کیلئے دعائیں کرتے ہیں اُنکی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں، کیا اسکا ثواب اُن کو پہنچتا ہے؟"آپ ﷺ نے فرمایا"پہنچتا ہے، اور وفات شدہ مسلمان تمہارے ایصال ثواب سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کو کوئی چیز ہدیہ کرے تو وہ خوش ہوتا ہے"(۶) **اور** یہ ایصال ثواب کا ہی نتیجہ ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا"میری اُمت قبر میں گناہ سمیت داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے"(۷)۔اسلئے کہ (حدیث)"تقدیر کو صرف دُعاء ہی بدل سکتی ہے"(۸)

تلاوت کا ثواب: (حدیث)"جو کوئی قبرستان سے گزرے اور 11 بار سورۃ الاخلاص پڑھے

(۱) فضائل صدقات ص ۱۱۳۳ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۶ ح ۷۹۰۵، ج۷ ح ۹۲۹۵، مشکوٰۃ ح ۲۳۴۴، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۴، مراٰۃ المناجیح ج۳ ص ۷۰۴، مکتوبات امام ربانی ج۱ ص ۲۷۵، شرح الصدور، فضائل صدقات ص ۱۱۳۳ (۳) شرح الصدور (۴) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، الادب المفرد، شرح الصدور، مشکوٰۃ ص ۲۰۵، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۴ (۵) شعب الایمان ج۷ ح ۹۲۹۷ (۶) عینی ج۸ ص ۲۲۲، شامی ج۲ ص ۳۲۵، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۷، ۱۱۳ (۷) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، خصائص الکبریٰ ج۲ ص ۲۶۲، طبرانی، شرح الصدور ص ۴۵۴ (۸) ترمذی، ابن ماجہ ح ۹۵، مستدرک حاکم، ابن حبان، حصن حصین ص ۱۹۔

پھر اسکا ثواب مرحومین کو بخشے تو اللہ کریم ﷻ اس کو تمام مرحومین کے برابر ثواب عطا فرمائے گا'' (۱)

اور (حدیث) ''جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور سورۃ یٰسین پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشے تو اس کی برکت سے اللہ کریم ﷻ اہل قبرستان پر سے اس دن عذاب میں تخفیف فرمادے گا یا عذاب کو دور فرمادے گا اور قاری کو اور ثواب بخشنے والے کو جتنی تعداد میں اس قبرستان میں میت ہیں ان کے برابر ثواب حاصل ہوگا'' (۲)۔ **اور** (حدیث) ''جو کوئی قبرستان جائے اور وہاں سورۃ الفاتحہ، اخلاص اور تکاثر پڑھے اور مرحومین کو بخشے تو اہل قبور بارگاہ الٰہی میں اسکی سفارش کریں گے'' (۳)۔

آقا کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا عمل مبارک:۔ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے'' اور یہی معمول سیّدنا ابو بکر صدیق ؓ، حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ و حضرت سیّدنا عثمان غنی ؓ کا تھا اور حضرت سیدہ فاطمہ ؓ بھی آ کر دعا کرتیں اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ بھی آ کر سلام کرتے تھے اور ساتھیوں سے فرماتے کہ ان حضرات کو سلام کرو جو تمہیں جواب دیتے ہیں'' (۴)۔ **اور** (حدیث) حضرت سیّدہ فاطمۃ الزاہراؓ اپنے چچا حضرت سیّدنا امیر حمزہ ؓ کی قبر انور کی زیارت کیلئے ہر جمعہ کے دن تشریف لے جاتیں اور نماز (نفل) ادا فرماتیں اور آنسو بہاتی تھیں'' (۵)۔ **اور** پھر (حدیث) ''حضرت سیّدنا امام حسن ؓ اور سیّدنا امام حسین ؓ حضرت سیّدنا امام علی ؓ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے'' (۶)۔ **اور** (حدیث) ''حضرت سیّدہ عائشہ ؓ نے اپنے بھائی حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ؓ کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کیلئے ایک غلام آزاد کیا'' (۷)۔ **اور** خلال نے جامع میں روایت لکھی کہ ''جب انصار صحابہ کرام ؓ کا کوئی فوت ہوجاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن کریم پڑھتے'' (۸)۔

تصدیقی روایات وواقعات:۔ (حدیث) ''جب کسی گھر سے کوئی فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نور کے تھال میں اسے

(۱) عن علی ؓ۔ کتاب السنن، فیوض الباری ج۱ص ۴۹۸، درمختار، شرح الصدور، دارقطنی، حاشیہ طحطاوی علی المراقی ص ۳۷۶، فیوض الباری حصہ ۱۱ص ۸۸، فتح القدیر ج۲ص ۳۰۹، مالابدمنہ ص ۶۰ (۲) عن انس ؓ، فتح القدیر ج۱ص ۳۰۹، حاشیہ طحطاوی علی المراقی، فیوض الباری حصہ ۱ص ۴۹۸ حصہ ۱۱ص ۸۸، شرح الصدور، مالابدمنہ ص ۶۱ (۳) عن ابو ہریرہ ؓ، شرح الصدور، مالابدمنہ ص ۶۰ (۴) بیہقی، ابن ابی شیبہ، شرح الصدور ص ۳۳۶، جاء الحق ص ۳۲۹ (۵) عن سیّدنا علی (زین العابدین) بن حسین ؓ، مستدرک حاکم ج۱ح ۱۳۹۶ (۶) شرح الصدور ص ۴۵۷ (۷) شرح الصدور ص ۴۵۷ (۸) عن شعبی تابعی علیہ الرحمۃ، شرح الصدور ص ۴۶۱، کتاب الروح۔

رکھتے ہیں پھر اسکی قبر کے پاس کھڑے ہوکر کہتے ہیں ''اے گہری قبر کے رہنے والے! یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے تُو اسے قبول کر'' اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا جاتا وہ غمناک ہوتے ہیں'' (۱)۔ **نیز**۔ حضرت سیّدنا ابوقلابہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''مَیں اپنا سَر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہے ہیں ''............ اہل دنیا کو اللہ کریم عزوجل ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم پر ایصال ثواب کرتے ہیں تو وہ اجر نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے'' (۲)۔ **نیز** حضرت سیّدنا جعفر خلدی علیہ الرحمۃ ے فرمایا ''میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے تھے کہ ''تم نے اپنے ہدیئے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے'' انہوں نے سوال کیا ''جناب کیا مُردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں؟'' تو اُنہوں نے فرمایا ''ہاں! بلکہ اگر زندے نہ ہوتے تو مُردے تباہ ہو جاتے'' (۳)۔ **نیز** حضرت سیّدنا مالک بن دینا علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے پھر ایک غیبی آواز آئی ''اے مالک بن دینار یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کیلئے'' مَیں نے غیبی آواز کو خدا کو واسطہ دے کر پوچھا ''یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟'' تو آواز آئی ''ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر 2 رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دیا تو اللہ کریم عزوجل نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا'' (۴)۔ **نیز** سیّدنا حماد مکی تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''ایک رات مَیں مکہ پاک کے قبرستان کی طرف چلا گیا وار ایک قبر پر سَر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ دَر حلقہ کھڑے ہیں مَیں نے اُن سے دریافت کیا ''کیا قیامت قائم ہوگئی؟'' اُنہوں نے کہا ''نہیں، بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا ہے، وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں'' (۵) **نیز** حضرت سیّدنا سفیان بن عیینہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''میرے والد کا انتقال ہو گیا تو میں اُن کی قبر پر روزانہ جاتا تھا پھر کچھ کمی کر دی تو ایک روز انہوں نے مجھے خواب میں فرمایا ''اے بیٹے تم نے کیوں تاخیر کی؟'' میں نے پوچھا ''کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟'' فرمایا ''میں ہر بار تمہارے آنے کو معلوم کر لیتا ہوں اور جب بھی تم آتے ہو تو میں تم کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں اور میرے آس پاس والے بھی تمہاری دعاء سے خوش ہوتے

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، تفسیر مظہری، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۴ (۲) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۳۰۵، ابن ابی الدنیا، شرح الصدور ص ۴۵۱ (۳) ابن رجب، شرح الصدور ص ۴۵۴ (۴) تاریخ ابن نجار، شرح الصدور ص ۴۵۴ (۵) شرح الصدور ص ۴۶۱۔

ہیں" چنانچہ میں نے پابندی سے جانا شروع کر دیا"(۱)۔ **نیز** ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قبریں شق ہوئیں اور مُردے باہر آ گئے جلدی جلدی کوئی چیز چُن رہے ہیں پوچھا یہ کیا چُن رہے ہو؟۔ کہنے لگے وہ جو لوگ کچھ صدقہ، دعاء اور درُود وغیرہ اس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں اس کی برکات سمیٹ رہے ہیں" (۲)۔ **نیز** حضرت صالح مری علیہ الرحمۃ نے فرمایا "میں ایک جمعہ کی رات ایک قبر کے قریب سو گیا خواب دیکھا کہ قبریں شق ہوئیں مُردے باہر آ گئے، سب خوش ہیں مگر ایک جوان میلے کپڑے اور مغموم ہے کچھ دیر میں فرشتے اُترے سب کو خوان دیئے مگر اُسے نہ دیا۔ مَیں نے اُس سے اسکی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ "یہ خوان اُن کے زندوں کے بھیجے ہوئے ہدیئے تھے، میری صرف دنیا میں ایک ماں ہے اُس نے دوسری شادی کر لی اور مجھے بھول گئی ہے" میں نے جوان سے پتہ پوچھ کر اُسکی ماں کو خبر دی، ماں نے صدقہ اور دعا سے بیٹے کو یاد کیا پھر جب مَیں نے اُس جوان کو دیکھا تو بہت خوش تھا، مجھے مبارک دی اور شکریہ ادا کیا (۳)۔ **نیز** حضرت بِشار بن غالب نجرانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "مَیں حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ کیلئے بہت دعائیں کیا کرتا تھا ایک دن اُنہوں نے خواب میں مجھے فرمایا "بشار تمہارے تحفے ہمارے پاس نور کے خوانوں میں پہنچتے ہیں جو ریشم کے غلاف سے ڈھکے ہوتے ہیں اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ "فُلاں شخص نے تمہارے لئے یہ ہدیہ بھیجا ہے" (۴) **نیز** ایک عالم نے بتایا کہ میں اپنے باپ کی قبر پر جانے کا عادی تھا پھر کچھ روز بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ مٹی ہے اس پر جانے کا کیا فائدہ۔ چنانچہ میں نے جانا ترک کر دیا تو ایک دن والد صاحب نے خواب میں فرمایا "بیٹے! تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا؟" میں نے کہا "مٹی کے ڈھیر پر آ کر کیا کروں؟" تو اُنہوں نے فرمایا "بیٹے ایسا نہ کہو جب تم آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس ہوتے تو میں تمہیں دیکھتا رہتا حتی کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے" (۵)۔ **نیز** حضرت بِشر بن منصور علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب طاعون کا زمانہ تھا ایک آدمی کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ محلوں میں آتا جاتا رہتا، اور جہاں کہیں فوتگی ہوتی اس میّت کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرتا۔ پھر جب شام ہوتی تو وہ قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور اہل قبرستان کیلئے دعا کرتا۔ ایک شام وہ اپنا معمول پورا نہ کر سکا اور گھر آ گیا، سو رہا تھا کہ کثیر مخلوق خواب میں آ گئی۔ اور کہا کہ "ہم قبرستان والے ہیں آپ نے عادت کر لی تھی کہ گھر آتے وقت ہم کو ہدیہ دیتے تھے اور آج نہ دیا"۔ پوچھا "وہ

(۱) ابن ابی شیبہ، بیہقی، شرح الصدور ۳۵۹ (۲) فضائل صدقات ص ۱۲۰ (۳) روض الانف، فضائل صدقات ص ۱۲۰ (۴) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۹۹، احیاء العلوم، فضائل صدقات ص ۱۱۴ (۵) شعب الایمان ج ۶ ح ۹۰۴۳، ۷، شرح الصدور ۳۵۹

ہدیہ کیا تھا؟'' تو انہوں نے کہا'' وہ ہدیہ دعاؤں کا تھا''۔ تو اس شخص نے کہا'' اچھا اب یہ ہدیہ میں تم کو پھر دُوں گا'' اور پھر اس نے اپنے اس معمول کو کبھی ترک نہ کیا'' (۱)۔ **نیز** حضرت اسد بن موسیٰ علیہ الرحمۃ نے فرمایا'' میرے ایک دوست کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسکو ایک دن خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے'' سبحان اللہ! تم فلاں شخص کی قبر پر گئے، وہاں بیٹھے اس کیلئے دعائے مغفرت کی اور میرے پاس نہ آئے''۔ میں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟''۔ اس نے کہا'' کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب پانی شیشے میں ہوتا ہے تو کیسے نظر آتا ہے؟'' (۲)۔ **نیز** حضرت سیّدنا شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مجھے حدیث پہنچی کہ جو کوئی 70 ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر کسی کو بخش دے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے، میں اتنی تعداد میں کلمہ شریف پڑھ لیا، ایک دن میرے ہاں دعوت میں ایک صاحبِ کشف جوان شامل تھا کہ اچانک رونے لگا، میں نے اس سے سبب پوچھا تو بولا کہ میں اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں، میں نے اپنے دل میں پڑھا ہوا وہ کلمہ اس کی ماں کو بخش دیا وہ جوان اچانک ہنس پڑا کہ اب میں اسے جنت میں دیکھتا ہوں''۔ امام ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت اس ولی کے کشف سے معلوم کی (۳)۔ **نیز** ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک گورکن کسی کی قبر کھود رہا تھا کہ نیچے سے ایک قبر برآمد ہوگئی جب ایک اینٹ جو اس سے ہٹی تو اس میں دیکھا کہ قبر ایک وسیع مکان کی صورت ہے اور اور نور سے جگمگ کر رہی ہے اور اس میں ایک بزرگ تلاوت فرما رہے ہیں، یہ منظر دیکھ کر گورکن کی زبان سے بے ساختہ'' سبحان اللہ'' نکل گیا، اس کے بعد گورکن قبر بند کرنے ہی لگا تھا کہ بزرگ نے فرمایا'' ٹھہرو بند نہ کرنا، یہ بتاؤ، کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟''۔ گورکن نے کہا'' نہیں بلکہ آپ کی قبر غلطی سے کھل گئی ہے''۔ وہ بولے'' مجھے وصال کیے کم و بیش 100 سال گزر چکے ہیں میں تب سے تلاوت کلام پاک کر رہا ہوں، تم یہ میری 100 سالہ تلاوت کا ثواب لے لو اور یہ ایک دفعہ کا کہا ہوا'' سبحان اللہ'' مجھے بخش دو''۔ گورکن نے کہا'' میں ایسا کر لیتا ہوں مگر یہ بتائیں آپ اتنا مہنگا سودا کیوں کرتے ہیں؟''۔ بزرگ فرمانے لگے'' تمہارا یہ ایک بار سبحان اللہ کا ہدیہ میری قبر کی سینکڑوں سالہ عبادت سے بھی افضل ہے، کیونکہ ہم وہ کچھ دیکھ چکے جو تم نے نہیں دیکھا'' اس قسم کے سینکڑوں واقعات کتب میں موجود ہیں جن سے ثواب پہنچنے کی واضح تصدیق ہوتی ہے۔

ختم شریف کا ثواب: اب ذرا ختم شریف کی ہیئت و ترتیب پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ

(۱) ابن ابی الدنیا، شعب الایمان ج ۷ ح ۹۲۹۸، شرح الصدور ۳۵۸، فضائل صدقات ص ۱۱۳ (۲) ابن رجب، شرح الصدور ۳۶۱ (۳) تحذیر الناس، مرآۃ المناجیح ج ۲ ص ۱۹۷۔

کچھ چیزیں جو ہم صدقہ کرنا چاہتے ہیں ان پر قرآن کریم سے کچھ تلاوت کی جاتی ہے کچھ لوگ سنتے ہیں پھر سب دعاء کرتے ہیں اور اس چیز کو حاضرین میں تقسیم کردیا جاتا ہے جن میں عزیز و اقارب پڑوسی، مسافر مسکین بچّے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ گویا ختم ایک ایسا جامع عمل اور عمدہ پیکیج (Package) ہوا جس میں بیک وقت۔ 1۔ صدقہ۔ 2۔ تلاوت کرنا۔ 3۔ تلاوت سننا۔ 4۔ دعاء۔ وغیرہ جیسے نیک اعمال انجام پا رہے ہوتے ہیں جن کی فضیلت و جواز کا الگ الگ اوپر ذکر ہو چکا۔ ہمارے مرحومین تو ہمارے ہدیوں کے منتظر رہتے ہیں اور پھر پا کر انتہائی خوشی اور فخر محسوس کرتے ہیں چہ جائیکہ ہم فتوی بازی کر کے نہ خود کریں اور نہ کسی کو کرنے دیں۔ یہ ان کے ساتھ بھلائی نہیں ہلاکت کا سامان کیا جاتا ہے۔ اِن میں سے کوئی ایک عمل ہی کیا جائے تو وہی اُن کی سزا میں کمی کا باعث بن جاتا ہے جبکہ ہم تو بیک وقت چار کام کر کے انہیں بخش رہے ہوتے ہیں۔ آج ہم ان کیلئے ایسا نیک عمل کریں گے تو کل کوئی ہمارے لئے ایسا اہتمام کرے گا ورنہ خود بھی ڈوبیں گے اور ان کو بھی لے ڈوبیں گے اور پھر استاد العلماء حضرت شیخ امام عزالدین بن سلام علیہ الرحمۃ کی طرح قبر میں تسلیم کر بھی لیں گے۔ لہذا اب وقت ہے اپنے عمل پر غور کر لیجئے کیونکہ ایسا آقا کریم ﷺ کے زمانہ پاک میں بھی ہوتا رہا جیسا کہ (حدیث) ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ چھوہارے (Dry Date) سرکار کریم ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اس پر دعائے برکت فرما دیں تو آپ ﷺ نے ان کو ملایا اور سامنے رکھ کر دعائے برکت فرمائی (۱)۔ **اور** (حدیث) ”............ آقا کریم ﷺ نے دستر خوان منگوا کر بچھا دیا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بچا کھچا زادِ راہ منگوایا، کوئی صحابی رضی اللہ عنہ مٹھی بھر کھجوریں لا رہے ہیں تو کوئی روٹی کے ٹکڑے، یہاں تک کہ دستر خوان پر کچھ کھانا جمع ہو گیا۔ پیارے آقا کریم ﷺ نے ان سب چیزوں کو سامنے رکھ کر ان پر دعا فرمائی، پھر فرمایا ”اپنے برتنوں میں لیتے جاؤ“ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے برتنوں میں کھانا لینا شروع کر دیا یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جسے بھر نہ دیا ہو، اور سب نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اسکے باوجود کھانا بچ گیا“ (۲) سبحان اللہ۔ کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا اور کیسا ہوتا ہے؟۔

قل کا ختم : (حدیث) ”...... پس دو یا تین دن بعد آقا کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ”فقال استغفروا والماعز بن مالك، ماعز بن مالک کیلئے استغفار پڑھو“ (۳)۔ یہی آج بھی مسلمانوں

(۱) مشکوۃ، جاء الحق ص ۲۷۱ (۲) مسلم ج ۱ ص ۴۲ (۳) مسلم ج ۲ ح ۴۳۱۷، ابن حبان ح ۳۰۹۴، بیہقی ح ۶۶۲۴، ابو یعلی ح ۴۱، معجم کبیر ح ۱۹۱۷، دار قطنی ح ۱۳۶، مشکوۃ ح ۳۴۰۵، مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۳۲۱۔

میں مروّجہ طریقہ ایصال ثواب ہے کہ ختمِ قل میں جا کر کہتے ہیں ''مرحوم کیلئے فاتحہ پڑھو''۔ تو سب فاتحہ ودعاء کیلئے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ نیز آقا کریم ﷺ کے پیارے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ۱۱ ربیع الاول ۱۰ھ بمطابق ۱۷ جون ۶۳۱ء بروز پیر وصال فرما گئے (۱)۔ اور روایت ہے کہ ایک دن بعد از وصال جبکہ منگل کا دن تھا حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے وہ اپنے ساتھ خشک کھجوریں اور اُونٹنی کا دودھ اور جَو کی روٹی لائے تھے اور پیارے آقا کریم ﷺ کے پاس رکھ دیئے تو پیارے آقا کریم ﷺ نے ایک بار سورۃ الفاتحہ اور تین بار سورۃ الاخلاص پڑھی اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا ''الٰہی اس طعام کا ثواب روحِ ابراہیم کو پہنچا'' اور پھر حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''ان اشیاء کو حاضرین میں تقسیم کریں'' (۲)۔ اللہ اکبر۔ ختمِ قل کا پورا نقشہ واضح ہوا۔ اور ساتویں کے بارے (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مومن کی قبر میں 7 دن تک آزمائش ہوتی ہے''۔ اسلئے امام طاؤس تابعی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ''علماء کرام اچھا سمجھتے تھے کہ مُردے کیطرف سے 7 یوم تک فقراء کو کھانا کھلایا جائے'' (۳)۔

جمعرات کا ختم: (حدیث) ہر جمعرات میّت کی روح اپنے گھر (عزیزوں کے گھر) آتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کریں (۴)۔ اسی لئے (حدیث) ''جو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعۃ المبارک کو زیارت کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والا لکھا جائیگا'' (۵)۔ (حدیث) ''حضرت سیّدنا عاصم جحدری علیہ الرحمۃ کی اولاد کے ایک آدمی نے فرمایا کہ میں خواب میں حضرت سیّدنا عاصم جحدری علیہ الرحمۃ کو ان کے وصال کے دو سال بعد دیکھا تو پوچھا ''کیا آپ اس دنیا سے آگے نہیں چلے گئے تھے؟''۔ انہوں نے فرمایا ''جی ہاں''۔ میں نے کہا ''آپ کہاں پر ہیں؟''۔ انہوں نے فرمایا ''بیشک اللہ کی قسم! میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں اور یہاں میرے دوستوں کی ایک جماعت میرے ساتھ ہے، ہم لوگ ہر شب جمعہ صبح کو حضرت سیّدنا بکر بن عبداللہ مزنی علیہ الرحمۃ کے پاس جمع ہوتے ہیں اور وہاں ہم لوگوں کو تمہاری خبریں مل جاتی ہیں''۔ میں نے کہا ''کیا تم لوگ تمہارے ساتھ ہماری زیارت کو اور ملنے کو جانتے ہو؟''۔ انہوں

(۱) طبقات ابن سعد ج۱ ص۲۰۲ (۲) تذکرہ مشائخ توگیرہ شریف ص۲۸۰ بحوالہ ہدیۃ الحرمین للعبد الحکیم دہلوی علیہ الرحمۃ، باب۱۳ ص۶۹، فتاویٰ اوجندی للملا علی قاری (۳) عن سفیان علیہ الرحمۃ، حلیۃ الاولیاء ج۴ ص۱۱، کشف الغمہ ج۱ ص۳۸۵، سیوطی علی مسلم، سیوطی شرح علی نسائی ج۴، الحاوی للفتاوی، شرح الصدور اردو ص۲۵۲ (۴) اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور، مرأۃ ج۱ ص۱۲۳، جاء الحق ص۲۶۹ (۵) عن محمد بن نعمان تابعی علیہ الرحمۃ، شعب الایمان، مشکوۃ ح۱۶۷۶، مرأۃ المناجیح ج۲ ص۵۱۴

نے فرمایا ''ہم اس معاملے میں شب جمعہ کی شام سے پورا جمعہ کا دن اور ہفتہ کا دن طلوع تک جانتے ہیں باقی نہیں اور یہ جمعہ کی برکت وفضیلت سے ہوتا ہے'' (۱)۔ اور مومنین انہیں اوقات میں ہی مرحومین کیلئے ایصال ثواب کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ نیز (حدیث) ''جب عید کا دن، جمعۃ المبارک کا دن، عاشورہ یا شب برات کا دن آتا ہے تو رُوحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دروازہ پر کھڑی ہو کر کہتی ہیں کہ ''کوئی ہے جو ہمیں یاد کرے؟ کوئی ہے جو ہم پر رحم کرے؟ کوئی ہے جو ہماری غربت یاد کرے؟'' (۲)۔ اسی طرح ''حضرت سیّدنا ابو التیاح علیہ الرحمۃ نے فرمایا'' حضرت سیّدنا مطرف علیہ الرحمۃ جب یوم جمعۃ المبارک ہوتا تو رات کو گھر سے نکلتے تھے اور اندھیرے میں چلتے تھے کیونکہ انکا چابک روشن ہو جایا کرتا تھا اسلئے وہ رات کو آیا کرتے تھے یہاں تک کہ جب وہ قبرستان کے پاس آتے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ اور ان کو نظر آتا کہ گویا کہ ہر صاحب قبر اپنی قبر کے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ ایک دن وہ قبروں والے کہنے لگے کہ ''یہ حضرت مطرف علیہ الرحمۃ ہیں جو جمعۃ المبارک کے دن آتے ہیں''۔ مَیں (حضرت سیّدنا مطرف علیہ الرحمۃ) نے پوچھا کہ ''کیا آپ لوگ اپنے ہاں جمعہ کے دن کو جانتے ہو؟''۔ انہوں نے کہا ''ہاں! ہم جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس دن پرندے جو کچھ بولتے ہیں''۔ میں نے کہا ''وہ کیا کہتے ہیں''۔ بتایا کہ وہ کہتے ہیں ''سلام سلام آج نیک دن ہے'' (۳)۔ نیز ''مومنوں کی رُوحیں ہر جمعرات اور ہر جمعہ کو اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ ''اے ہمارے گھر والو! اے ہماری اولاد! اے ہمارے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہربانی کرو، ہمیں بھول نہ جاؤ، ہماری غربت میں ہم پر ترس کھاؤ'' (۴)۔ اور (حدیث) ''جمعرات کے دن جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''جمعرات کے دن ہر بندہ کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں'' (۶)۔ اسی بنا پر (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ کا اہتمام فرماتے تھے'' (۷)۔

مرحومین کی اسی فریاد و پکار کے پیشِ نظر مومنین جو اپنے مرحومین محبّت کرنے والے ہوتے ہیں وہ جمعرات کو انہیں ایصال ثواب کرنے کیلئے خصوصی اہتمام کرتے ہیں جس کیلئے ''ختم

(۱) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۳۰۰ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، ایتان الارواح ص ۵ (۳) شعب الایمان ج ۷ ح ۹۳۰۳
(۴) فتاوٰی امام نسفی علیہ الرحمۃ، ایتان الارواح ص ۵ (۵) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۴۸۰۶، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۴۹ (۶) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۴۸۰۷، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۴۹ (۷) عن سیّدنا شقیق تابعی علیہ الرحمۃ بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۱۹۶، مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۸۲۔

شریف'' کی اصطلاع (Term) استعمال کی جاتی ہے جس کا اوپر تذکرہ ہو چکا۔

چہلم و برسی کا ختم: ''جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اُسکی روح کو ایک ماہ تک اس کے گھر کے گرد گھمایا جاتا ہے اور ایک سال تک اس کی قبر کے گرد گھمایا جاتا ہے پھر اس کو اسکی مقررہ جگہ پر پہنچا دیا جاتا ہے جہاں ارواح موت و حیات کی ملاقات ہوتی ہے'' (۱)۔ اور (حدیث) ''زمین مومن کی موت پر 40 دن صبح کے وقت اُس پر روتی ہے'' (۲)۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے تیسرے اور ساتویں اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور سال بھر بعد صدقہ دیا'' (۳)۔ یہ حدیث قل، ساتواں چہلم اور برسی کیلئے مہر تصدیق فراہم کرتی ہے۔ لہذا اپنے مرحومین کو وقفے وقفے سے یاد کرتے رہنا اور انہیں ایصال ثواب کرنا ان کیلئے بخشش کا باعث ہے۔

المختصر: ''حضرت شیخ مفتی عز الدین بن سلام علیہ الرحمۃ ایصال ثواب کے قائل نہ تھے جب انکا انتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا'' آپ دنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟'' تو کہا ''میں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے زندوں کا بھیجا ہوا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے'' (۴)۔ اس لئے ''مسلمان کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے نیک عمل کا ثواب دوسروں کو پہنچا دے'' (۵)۔ اور امام شامی نے کہا ''جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورۃ الفاتحہ، بقرہ کی اوّل آیات، آیۃ الکرسی، سورۃ یٰسین، سورۃ الملک، سورۃ التکاثر اور سورۃ الاخلاص 12 یا 11 یا 7 یا 3 بار پڑھے پھر کہے یا اللہ تعالیٰ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب نبی کریم ﷺ کے طفیل فلاں کو پہنچا'' (۶)۔ یہ ایسا نیک عمل ہے کہ ''مسلمانوں کا ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ وہ جمع ہو کر اپنے فوت شدگان کیلئے قرآن کی قرأت کرتے اور کبھی کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا'' (۷)۔ اسی لئے ''اس پر علماء کرام کا اجماع و اتفاق ہے''۔ (۸)۔ آخر میں حضرت حافظ ابن قیم علیہ الرحمۃ اس کا گویا فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس بات پر اجماع امت ہے کہ جب کسی زندہ شخص کا کسی فوت ہونے والے پر کوئی حق ہو اور وہ اسے معاف کر دے تو وہ حق اس سے ساقط ہو جاتا ہے اور اسکی معافی سے اسے نفع حاصل ہوتا ہے پھر جب مردوں کو زندوں کی معافی کا

(۱) مسند فردوس، شرح الصدور ص ۴۰۷ (۲) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۳ ح ۳۲۹۰، شرح الصدور ص ۲۱۷
(۳) انوار ساطعہ ص ۴۵، جاء الحق ص ۲۶۹ (۴) قرطبی، شرح الصدور ص ۴۶۰ (۵) بحر الرائق، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۷
(۶) شامی، جاء الحق ۲۷۰ (۷) تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۲۶، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۷، شرح الصدور (۸) شرح مسلم نووی، فضائل صدقات ص ۱۱۴۔

فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے تحائف اور ہدیے بھی پہنچنا چاہئیں کیونکہ دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے جب وہ اسے اپنا حق معاف کرسکتا ہے تو اپنی طرف سے ہدیہ بھی بھیج سکتا ہے" (۱)۔ یہ ایسی دلیل ہے، جس سے معلوم ہوا کہ "نماز، روزہ، صدقہ، حج، قرأت واذکار وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے" (۲)۔ اور کسی ایک دو کو نہیں بلکہ اگر "تمام مومنین ومومنات کی نیّت کرلیں تو ان سب کو پہنچے گا اور اس اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی" (۳)۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمۃ (بانیٔ تبلیغی جماعت) تو قدرے سخت لفظوں میں کہتے ہیں کہ "عزیز واقارب، اساتذہ ومشائخ کیلئے ایصالِ ثواب کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے، بڑی بے غیرتی ہے کہ اُن کے مال سے آدمی نفع اٹھاتا رہے اور اُنکی زندگی میں اُن کے احسانات کا فائدہ حاصل کرتا رہے، جب وہ آپ کے ہدیہ جات کے ضرورت مند ہوں اُن کو بھول جائے" (۴)۔ مزید لکھا کہ "بعض لوگوں نے جو لکھ دیا ہے کہ میّت کو اسکے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا یہ قطعاً باطل ہے۔ اور کھلی خطاء ہے اور یہ قرآن پاک کے خلاف ہے اسلئے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں" (۵) یاد رہے مولانا کاندھلوی علیہ الرحمۃ تبلیغی جماعت کے بانیوں میں سے ہیں۔ اسی طرح مولانا شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آدمی کو صرف اپنے ہی کئے کا ثواب ملتا ہے وہ اجماع امت کے خلاف کررہا ہے" (۶) اور پھر "یہ ثواب صرف مرحومین کو ہی نہیں بلکہ "زندوں کو بھی بخشنا جائز ہے" (۷)۔ کہ (حدیث) "ہم حج پر جارہے تھے کہ ایک شخص ملا پس اُس نے کہا "کیا تم سے قریب کوئی (بصرہ کی) بستی ہے جسے اُبُلّہ کہا جاتا ہے؟" ہم نے کہا "ہاں" اُس نے کہا "تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ وہاں مسجدِ عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے اور کہہ دے کہ "یہ نماز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیلئے ہے" "مَیں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہید اُٹھائے گا کہ اُن کے سوا شہداء بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا" (۸)۔ لہٰذا "ثواب مردوں کے ساتھ ساتھ زندوں کو بھی پہنچتا ہے" (۹)۔ **ف**: علماء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا کے چار شہر خوبصورتی وسرسبز وشاداب ہونے کی بنا پر زمین کی جنت کہلاتے ہیں ۱۔ بصرہ کا اُبلہ ۲۔ دمشق کا غوطہ ۳۔ سمرقند کا صغد اور ۴۔ بوان کا شعب (۱۰)۔

(۱) کتاب الروح ص ۲۲۳ (۲) عالمگیری، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۶ (۳) محیط، شامی، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۶ (۴) ۔۔تا۔۔ (۶) فضائل صدقات ص ۱۱۳، ۱۱۴ (۷) کتاب الروح ص ۲۴۰، بحر الرائق، ردالمحتار ج ۲ ص ۲۴۳، فضائل صدقات ص ۱۱۵ (۸) عن صالح بن درہم باہلی تابعی علیہ الرحمۃ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح ۵۱۹۳، مرأۃ المناجیح ج ۷ ص ۲۰۷ (۹) بدائع الصنائع، بحر الرائق، فیوض الباری حصہ ۱۱ ص ۸۶، فضائل صدقات ص ۱۱۵ بحوالہ بَذْلُ الْمَجْهُود (۱۰) مرأۃ ج ۷ ص ۲۰۷

حاشیہ جات

ح1۔انگوٹھی:

(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے جب ارادہ فرمایا کہ قیصر وکسریٰ اور نجاشی کو خط لکھے جائیں تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ وہ لوگ مُہر (Stamp) کے بغیر خط قبول نہیں کرتے'' تو آقا کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا'' (ا)۔اور (حدیث) ''آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش (محمد رسول اللہ) 3 سطروں میں تھا، (نیچے سے) ایک سطر میں "محمد" دوسری میں "رسول" اور تیسری میں "اللہ" نقش تھا'' (۲)۔جس کیلئے (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا'' جاؤ علی! میری انگوٹھی پر ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کرالاؤ'' چنانچہ آپ نقاش کے پاس پہنچے اور فرمایا ''اس پر محمد بن عبداللہ کندہ کردو''۔نقاش لکھنے لگا تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے ہاتھوں میں ایسی تبدیلی فرمائی کہ ''محمد بن عبداللہ'' کی بجائے ''محمد رسول اللہ'' لکھا گیا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا ''اس میں میرا قصور نہیں، اللہ کی قسم! میرے ہاتھوں میں خود بخود ایسی تبدیلی آ گئی کہ اسطرح لکھا گیا''۔حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ انگوٹھی لے کر آقا کریم ﷺ کے پاس آئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا تو رمز شناس محبوب کریم ﷺ یہ سن کر (پیارے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی اس کمال محبت وکرم والی تبدیلی پر محبوبانہ ادا سے) مسکرا دیئے اور فرمایا ''میں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ہوں'' (۳)۔اسی بناپر (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کندہ نہ کروائے (یعنی وہ الفاظ نہ لکھوائے جو میرے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ نے میری انگوٹھی کیلئے پسند فرما کر خود لکھوادیئے ہیں)'' (۴)۔چنانچہ پھر (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ اس انگوٹھی سے خط پر مہر لگاتے تھے'' (۵)۔

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے (پہلے پہل) سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اُس کو دائیں

(ا) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۱ ح۶۵، ج۳ ح۸۲۰، مسلم ج۳ ح۵۳۶۲،۵۳۶۴، ابن ماجہ ح۳۶۴۵،۳۶۴۷، نسائی ابوداود ج۳ ح۸۱۲، حاکم ج۱ص۱۷۱ ح۳۱۷۱، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۳۷، مشکوٰۃ ح۴۱۹۰، مرأۃ المناجیح ج۶ص۱۳۳، شمائل ترمذی ص۶۹، فیوض الباری حصہ ۱۱ص۳۶۸، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج۲ ح۲۱۶ (۲) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، ترمذی ج۱ ح۱۸۰۰، مشکوٰۃ ح۴۱۹۰، مرأۃ المناجیح ج۶ص۱۳۳، شمائل ترمذی ص۶۹ (۳) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عساکر، خصائص کبریٰ ج۱ص۲۴۸ (۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۱۹، مسلم ج۳ ح۵۳۶۱، ترمذی ج۱ ح۱۸۰۱، ابوداود ج۳ ح۸۱۷، ابن ماجہ ح۳۶۴۵، طبقات ابن سعد، خصائص الکبریٰ ج۲ص۵۴۷، مشکوٰۃ ح۴۳۸۷، مرأۃ المناجیح ج۶ص۱۳۱، شمائل ترمذی ص۸۲ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، مدارج النبوۃ ج۱ص۵۷۵، شمائل ترمذی ص۶۷۔

ہاتھ میں پہنا پھر اُسے اتار دیا (کہ سونا مرد کیلئے حرام فرمادیا گیا) اور فرمایا "اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا، پھر چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر "محمد رسول اللہ" منقش تھا" تب "لوگوں نے بھی اپنی (سونے کی) انگوٹھیاں اتار پھینکیں" (۱)۔ یوں (حدیث) "آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمادیا" (۲)۔ اور تاکید فرمادی کہ (حدیث) "(سونا پہننا) گویا دوزخ کی آگ کے انگارے ہاتھ میں ڈال لینا ہے" (۳)۔ اسی طرح (حدیث) "آپ ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی سے (بھی) منع فرمایا" (۴)۔ نیز (حدیث) "ایک شخص نے تانبے کی انگوٹھی پہنی تھی تو آپ حضور ﷺ نے فرمایا "کیا بات ہے تم سے بتوں کی بُو پاتا ہوں؟" اُس نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر وہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو سرکار کریم ﷺ نے فرمایا کہ "کیا بات ہے کہ تم جہنّمیوں کا زیور پہنے ہو؟" اُس نے اُسے بھی پھینک دیا اور عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا "چاندی کی بنواؤ اور ایک مثقال پورا نہ ہو (یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم)" (۵)۔ ایسے ہی (حدیث) "آپ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھ کر ان سے رخِ انور پھیر لیا انہوں نے اتار کر پھینک دی پھر جب آئے تو چاندی کی انگوٹھی پہنی تھی، تو آقا کریم ﷺ خاموش رہے" (۶)۔

پیارے آقا کریم ﷺ کی انگوٹھی کے نگینہ کے بارے (حدیث) "انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا" (۷)۔ دوسری جگہ ہے (حدیث) "انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ حبشی پتھر کا تھا" (۸)۔ گویا "آپ ﷺ نے انگوٹھی کا نگینہ چاندی کا رکھا اور حبشی پتھر کا بھی" (۹)۔ اور (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "عقیق کے (نگینہ کے) ساتھ انگوٹھی پہنو بیشک وہ مبارک ہے" (۱۰)۔ مگر "ایک انگوٹھی میں ایک سے زیادہ نگینے رکھنا منع ہے اور ایک سے زیادہ انگوٹھیاں یا چھلّے پہننا بھی

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۱۲، مسلم، نسائی ح۵۰۷۲، مشکوٰۃ ح۴۱۸۷، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۱، شمائل ترمذی ص۸۴، بالفاظ متقاربہ ابوداؤد ج۳ ح۸۱۶، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۴۷، مؤطا امام مالک ح۱۷۴۳، مؤطا امام محمد ح۸۶۹ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۰۹، مسلم ج۳ ح۵۳۲۱ ابوداؤد ج۳ ح۶۴۵، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۳۲ (۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مسلم، مشکوٰۃ ح۴۱۸۹، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۲ (۴) شعب الایمان ج۵ ح۶۳۳۹ (۵) عن بُریدہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۱ ح۱۸۴۵، ابوداؤد ج۳ ح۸۲۱، نسائی ح۵۰۹۹، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۵۰، مشکوٰۃ ح۴۱۹۹، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۶ (۶) عن عمرو بن شعیب تابعی علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۳۳ (۷) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بخاری ج۲ ح۸۱۵، ترمذی ج۱ ح۱۷۹۵، ابوداؤد ج۳ ح۸۱۵، نسائی ح۵۱۰۳، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۵۴، مشکوٰۃ ح۴۱۹۱، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۴ شمائل ترمذی ص۶۸ (۸) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۳ ح۵۳۷۰، نسائی ح۵۱۸۱، ترمذی ج۱ ح۱۷۹۴، ابن ماجہ ح۳۷۴۷، ابوداؤد ج۳ ح۸۱۴، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۵۶، مشکوٰۃ ح۴۱۹۲، مرأۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۴، شمائل ترمذی ح۹۴ ص۷۱ (۹) ۶۳ ص۷۱ شمائل ترمذی (۱۰) شعب الایمان ج۵ ح۶۳۵۷۔

ناجائز ہے'' (۱)۔ اور (حدیث) ''آقا کریم ﷺ اپنی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے اندر رکھتے تھے'' (۲)۔ ایک روایت میں ہے (حدیث) ''نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھتے تھے'' (۳)۔

(حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''آپ ﷺ نے انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھینگلیا میں پہنی'' (۵)۔ اسی کے مطابق (حدیث) ''حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیّدنا امام علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے'' (۶)۔ البتہ دوسری روایت میں ہے کہ (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی'' (۷)۔ اسی کے مطابق (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے اور فرماتے کہ پیارے آقا کریم ﷺ بھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے'' (۸) اور (حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے راوی حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی رافع تابعی علیہ الرحمۃ بھی دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (۹)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا صلت بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی اُنگلی میں انگوٹھی پہنتے'' (۱۰)۔

گویا ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ''آپ ﷺ انگوٹھی کبھی دائیں ہاتھ میں اور کبھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے'' (۱۱)۔ مگر امام بیہقی نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے اور ''آقا کریم ﷺ کا آخری عمل بھی بائیں ہاتھ میں پہننا ہے'' (۱۲)۔ تاہم یہ یاد رہے کہ (حدیث) ''پیارے آقا کریم ﷺ نے درمیانی اور شہادت کی اُنگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا'' (۱۳)۔

نتیجتاً معلوم ہوا کہ کسی وقت کسی صحابی نے آقا کریم ﷺ کو جیسے دیکھا انہوں نے اسے

(۱) ردالمحتار، بہارِ شریعت ج۲ص ۵۸۹ (۲) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم ج۳ ح ۵۳۵۷، نسائی ح ۵۱۰۱، ابوداؤد ج۳ ح ۸۲۵، ابن ماجہ ح ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۴۶، مشکوٰۃ ح ۴۱۹۲، مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۱۳۴، شمائل ترمذی ص ۸۲ (۳) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۷۶ (۴) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۳ ح ۸۲۵، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۶۲، مشکوٰۃ ح ۴۱۹۶، مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۱۳۵ (۵) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح ۵۳۷۳، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۶۹، ۶۳۷۰، مشکوٰۃ ح ۴۱۹۳، مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۱۳۴، شمائل ترمذی ص ۸۴ (۶) ترمذی ج۱ ح ۱۷۹۷، ابوداؤد ج۳ ح ۸۲۶، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۶۲، ۶۳۶۵، شمائل ترمذی ص ۸۳ (۷) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم ج۳ ح ۵۳۵۸، ترمذی ج۱ ح ۱۷۹۶، ابن ماجہ ح ۳۷۵۳، ابوداؤد ج۳ ح ۸۲۴، سنن نسائی ح ۵۱۰۷، ۵۱۰۸، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۶۷، ۶۳۷۴، مشکوٰۃ ح ۴۱۹۲، ۴۱۹۵، مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۱۳۴، ۱۳۵، شمائل ترمذی ص ۸۴، ۷۹ (۸) عن سیّدنا صلت بن عبداللہ تابعی علیہ الرحمۃ، ترمذی ج۱ ح ۱۷۹۷، ابوداؤد ج۳ ح ۸۲۷، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۷۶، شمائل ترمذی ص ۸۱ (۹) شمائل ترمذی ص ۸۰ (۱۰) شرح شمائل ترمذی ص ۸۲ (۱۱) شمائل ترمذی (۱۲) مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۱۳۵ (۱۳) عن علی رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح ۵۳۷۷، نسائی ح ۵۱۱۴، ابن ماجہ ح ۳۷۵۴، شعب الایمان ج۵ ح ۶۳۵۹، مشکوٰۃ ح ۴۱۹۴، مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۱۳۴۔

سنّت سمجھ کر اپنالیا۔ لہذا چاندی کی بوزن ساڑھے چار ماشہ سے کم ایک انگوٹھی نگینہ چاندی یا پتھر عقیق وغیرہ کا بائیں ہاتھ میں چھینگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی میں پہننا عمدہ، احسن اور افضل ہے۔

آقا کریم ﷺ کی پیاری انگوٹھی (حدیث) ''آپ ﷺ کے دست اقدس میں رہی پھر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہنی پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی آپ رضی اللہ عنہ ''بیئر اریس (بیئر خاتم)'' (مسجد قباء کے پاس) کے کنارے پر بیٹھے تھے کہ آپ کے غلام سیّدنا مُعیقِب رضی اللہ عنہ سے یہ انگوٹھی اس کنویں میں گر گئی (۱)۔ ''حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین دن تک کنوئیں کا سارا پانی نکلوادیا، بے شمار پرانی کھوئی چیزیں برآمد ہوگئیں مگر وہ انگوٹھی نہ مل سکی اسی بناء پر بعد میں اس کنوئیں کا نام ''بیئر خاتم'' پڑ گیا (۲)۔ چنانچہ (حدیث) ''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری انگوٹھی بنوائی اس پر محمد رسول اللہ نقش کروایا اسے پہنتے اور اس سے مہر لگاتے'' (۳)۔ آج اس کنویں کو بند کر کے اس کی جگہ ایک چھوٹا سا مینار بنادیا گیا ہے جو مسجدِ قباء کے ایک دروازہ کے بالکل ساتھ ہے علماء نے یہاں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ ''انگوٹھی کے گرتے ہی وہ فتن وحوادث شروع ہو گئے جو سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں عروج پر پہنچ گئے یہاں تک کہ انہیں کربناک حالات میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی۔ اور وہ سلسلۂ فسادِ امت تب سے آج تک جاری ہے'' (۴)۔ اس کے پیچھے ایک اور عجب واقعہ ہے کہ (حدیث) ''حضرت سیّدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں وصال ہوگیا جب ان کی میت پر کپڑا اڈالا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے سے ایک چیخ کی آواز سنی جب بغور سنا گیا تو وہ یوں فرمارہے تھے'' .... (خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے) چار سال بیت چکے اور دو سال باقی ہیں۔ فتنے ظاہر ہوں گے طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور پھر قیامت قائم ہوگی تمہارے پاس تمہارے لشکر کی طرف سے بیئر اریس کی خبر پہنچے گی اور تم کیا جانو کہ بیئر اریس کیا ہے؟'' (۵)۔ آپ اس سے خود اندازہ لگالیں کہ کتنی وضاحت سے پیشین گوئی ہو رہی ہے۔

ح2۔ مخلوق سے مدد مانگنا اور مشکل کشائی۔

مشکل کشائی وحاجت روائی سے مراد حاجات ومشکلات دُور کرنے میں مدد دینا اور

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۸۱۸، مسلم ج۳ ح۵۳۶۰، نسائی ح۵۱۲۱، شعب الایمان ج۵ ح۶۳۴۲، ۶۳۴۶، شمائل ترمذی ص۷۸، ۸۳ (۲) بخاری ج۳ ح۸۲۳ (۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ابوداؤد ج۳ ح۸۱۸، نسائی ح۵۱۲۱ (۴) خصائص کبرٰی ج۱ ص۲۴۷، ۲۴۸، مدارج النبوت ج۱ ص۵۷۵، شرح شمائل ترمذی ص۷۹، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۱۳۲ (۵) عن سعید بن مسیب تابعی علیہ الرحمۃ، بیہقی، خصائص کبرٰی ج۱ ص۲۴۷۔

مصیبت میں کام آنا ہے۔ اللہ کریم ﷻ سب کچھ پر قادر و مالک ہے اس کے مشکل کشاء حاجت روا ہونے کے بارے تو سوچنا ہی ایسا ہے کہ جیسا کوئی خیال کرنے بیٹھ جائے کہ سورج سے روشنی آتی ہے یا نہیں؟۔ اسلئے اس کا بندوں سے موازنہ کرنا پرلے درجہ کی جہالت وتوہین ہے۔

غور کریں تو اس دنیا میں رہنے کیلئے اللہ کریم ﷻ نے انسان کو ان گنت معاملات میں ایک دوسرے کا محتاج بنا رکھا ہے جیسے حاجات کو پورا کرنے اور مشکلات کو رفع کرنے کیلئے بچہ ماں باپ کا محتاج، نوکر مالک کا، ماتحت افسر کا، بوڑھا جوان کا، ڈوبنے والا تیراک کا، طالب علم استاد کا محتاج ہے وغیرہ۔ یہ نہ ختم ہونے والی فہرست ظاہر کرتی ہے کہ انسان لمحہ بہ لمحہ ایک دوسرے کی مدد کرتے، مشکل حل کرتے اور حاجت پوری کرتے اور کرواتے نظر آتے ہیں اور سرِ عام کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں نے میری مشکل حل کردی، فلاں کی مشکل مَیں نے حل کردی۔ ملّاں جی خود سینکڑوں ہزاروں مشکل کشاؤں سے مشکلیں حل کروانے اور مدد لینے کی جدوجہد میں ہمہ تن مصروف دکھائی دیتے ہیں اور مشکل کشائی کے کام لینے میں شرک محسوس نہیں کرتے۔

ارے بھئی یہ دنیا اسباب کی ہے کرتا دیتا سب کچھ صرف اللہ ﷻ ہی ہے مگر اُس نے اپنے بندوں کو سبب وذریعہ بنا رکھا ہے، اگر یقین نہیں آتا تو کسان کے سامنے مدد کیلئے ہاتھ نہ پھیلایئے کہ کہیں وہ مشکل کشاء نہ بن جائے۔ شام کو ہی جب طلبِ لقمہ نانِ شعیر میں آنتڑیاں بلبلا اُٹھیں تو پتا چل جائیگا کہ کسان گندم دے کر مشکل کشائی حاجت روائی کرتا ہے یا نہیں؟۔ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ کریم ﷻ نے اپنی صفات کی ایک جھلک یا پرتَو اپنی اس اشرف المخلوقات ہستی انسان پر ڈال رکھی ہے جس کی بنا پر وہ لوگوں پر رحم کرتا نظر آتا ہے مگر رحمٰن ورحیم تو اللہ ﷻ کی صفت ہے، معاف کرتا ہے مگر عفوو غفور تو اللہ کریم ﷻ کا نام ہے، کھانا دیتا ہے مگر رزاق تو نہیں بن جاتا، دیکھتا سنتا ہے مگر سمیع وبصیر ہونے کا اعلان تو نہیں کرواتا غرضیکہ اللہ کریم ﷻ کے اس پرتَو کی بنا پر انسان ان گنت ایسے عمل کرتا ہے جو ذاتِ خداوندی کی صفات سے ہیں مگر نہ جانے اس بات پر کیوں کوئی فتویٰ نہیں لگاتا کہ ارے میاں بندہ بشر ہو کر رحم کھا کر مجرم کو معاف کیوں کیا؟۔ یہ تو شرک ہے، کیونکہ غفور الرحیم تو صرف اللہ ﷻ ہے۔ کھانا کیوں دیا رزاق تو اللہ ﷻ ہے۔ دیکھتا سنتا کیوں ہے سمیع وبصیر بننے کا شرک کرتا ہے؟۔ جب یہ سب شرک نہیں اور ہر کوئی کرتا ہے تو ایک دوسرے کی حاجت پوری کرنا بھی تو اسی طرح ہی کا عمل ہے۔ پھر جب کوئی اپنی مشکل کے حل کیلئے کسی اللہ کے پیارے کے پاس چلا

جائے اور پھر وہ پیارا بندہ اللہ کریم ﷻ کی بارگاہ میں اس کی مشکل کے حل کی دعاء کر دے تو اس میں کیا شرک ہو گیا؟۔حالانکہ:۔

قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا دیا گیا (القرآن) ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں'' (۱)۔جب سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں تو اُن سے مدد مانگنا اور اُن کا مدد دینا کیسے شرک ہو گیا؟۔**نیز** اسی بنا پر (القرآن) ''حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا کون ہے جو اللہ ﷻ کی طرف میری مدد کرے، حواریوں نے کہا ہم اللہ ﷻ کے دین کی مدد کریں گے'' (۲)۔**نیز** حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) ''طاقت کے ساتھ میری مدد کرو'' (۳)۔غور کیجئے انبیاء و صالحین لوگوں سے مدد مانگ رہے ہیں۔**نیز** حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) ''خدایا میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کر دے، میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کر دے'' (۴)۔کیا حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ اللہ کریم ﷻ کافی نہ تھا جو اپنے بھائی کی مدد طلب فرمائی۔اور پھر اللہ کریم ﷻ نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا میں مشکل کشاء نہیں، میرے سوا غیر کی مدد کیوں مانگتے ہو؟۔ بلکہ اللہ کریم ﷻ نے تو دعا قبول فرمائی اور اُن کے بھائی حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام کو نبی بنا دیا، گویا ایک دوسرے کو مدد دینا، لینا اور مدد مانگنا سنّتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔**نیز** ایک جگہ ارشاد ہوا (القرآن) ''پس بیشک اللہ کریم ﷻ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مومنین اور اس کے بعد فرشتے اُن کی مدد پر ہیں'' (۵) **نیز** (القرآن) اے نبی! رب کریم نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی'' (۶)۔ یہاں تو اللہ کریم ﷻ خود فرما رہا ہے کہ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام اور مومنین مدد کرتے ہیں۔**نیز** اللہ کریم ﷻ کا یہ فرمان غور سے پڑھیں کہ (القرآن) ''اے نبی! آپ ﷺ کو اللہ ﷻ اور آپ کے مطیع مومنین کافی ہیں'' (۷)۔لہٰذا ''صرف اللہ کافی ہے'' کہنے والے گویا اس آیت کو سمجھ ہی نہیں سکے۔**نیز** ایک جگہ تو عین واضح اعلان فرما دیا کہ (القرآن) ''تمہارے مددگار اللہ ﷻ اور اُس کا رسول ﷺ اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کریم ﷻ کے حضور جھکے ہوئے ہیں'' (۸) بھائیو! چہ جائیکہ پیارے آقا کریم ﷺ کے مشکل کشا ہونے پر اعتراض کیا جائے اس آیت میں تو گویا مددگاروں، مشکل کشاؤں کی قطاریں لگا دی گئی ہیں۔**نیز** (القرآن)

(۱) سورۃ توبہ، ۷۱ (۲) سورۃ الصف، ۱۴ (۳) سورۃ کہف، ۹۵ (۴) سورۃ طٰہٰ، ۲۹ تا ۳۱ (۵) سورۃ تحریم، ۴ (۶) سورۃ انفال، ۶۲ (۷) سورۃ انفال، ۶۴ (۸) سورۃ المائدہ، ۵۵۔

''اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے اُن کو دیا اور کہتے کہ اللہ کریم ہم کو کافی ہے اب ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کے رسول دیتے ہیں'' (۱)۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے خود فرما دیا کہ میں بھی دیتا ہوں اور میری عطاء سے میرے رسول بھی دیتے ہیں۔ اور مشکل میں مدد فرماتے ہیں۔ گویا اسی تفسیر میں ہے کہ (حدیث) ''راوی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مددگار کون ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اور اُس کا رسول'' (۲)۔ **نیز** حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) ''اور مَیں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو'' (۳)۔ **نیز**۔ حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا (القرآن) ''میرا یہ قمیص لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی'' (۴)۔ لو کمال ہو گئی انبیاء کرام علیہم السلام سرِ عام اپنی مشکل کشائی اور حاجت روائی کا اعلان فرما رہے ہیں اور وہ بھی قرآن کریم میں اور پھر اسے بڑھ کر یہ کہ پیارا اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ انہیں کوئی سرزنش بھی نہیں فرما رہا۔ اہلِ عقل کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔

ان کے علاوہ 30 سے زیادہ آیات مبارکہ اس موضوع کے تحت پیش کی جاسکتی ہیں نیز ایک ایک آیت مبارکہ اپنے اندر ہزارہا سوالوں کے جوابات اور حکمتیں رکھتی ہے مگر یہاں ان آیات و تفاسیر و تشریحات کی بخوفِ طوالت ورق گردانی نہیں کی جارہی۔

<u>اب آیئے اس پیارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ کریں:۔</u>

(حدیث) امّ المؤمنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز کیلئے اُٹھے اور وضوء فرمانے لگے، دورانِ وضوء مَیں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ''میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، اور تیری مدد کی گئی ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہ ارشاد فرمایا، جب آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم وضوء سے فارغ ہوئے تو مَیں نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان سے گفتگو فرما رہے تھے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟'' آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ بنی کعب کا راجز تھا جو مجھ سے فریاد کرتا تھا'' (۵)۔ سبحان اللہ۔ گویا۔ ☆۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کشاء حاجت روا سمجھ کر فریاد کی۔ ☆۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرک نہ جانا بلکہ اس کی مدد فرمائی۔ ☆۔ اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارا اور کہیں دُور سے پکارا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) سورۃ توبہ، ۵۹ (۲) عن ابو فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ مسند ابو یعلی ج ۶ ص ۴۷، الاستعانت والاستمداد ص ۱۵۹ (۳) سورۃ آلِ عمران، آیت ۴۹ (۴) سورۃ یوسف، ۹۳ (۵) طبرانی کبیر ج ۲۳ ص ۴۳۳، ۴۳۴، طبرانی صغیر ج ۲ ص ۷۳، ۷۵۔

نے سن لیا۔ معلوم ہوا اللہ کے پیارے اللہ کریم ﷻ کی عطاء سے مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ مدد مانگنے، مشکل کشاء کرنے اور حاجت روا کرنے کے بارے یہ حدیث ایک عمدہ ترین دلیل اور آقا کریم ﷺ کے مشکل کشائی اور حاجت روائی پر احسن ثبوت ہے۔ **اور** (حدیث) ''جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ کریم ﷻ اسکی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص کی دنیاوی مشکل حل کرتا ہے اللہ کریم ﷻ اس کی اُخروی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائیگا'' (۱)۔ **اور**۔ (حدیث) ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت دُور کرنے کیلئے جائیگا اللہ کریم ﷻ اُس کے ہر قدم کے بدلے میں 70 نیکیاں لکھے گا اور اسکے 70 گناہ مٹائیگا یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے جہاں سے اُس سے جدا ہوا تھا پھر اگر اُس کے ہاتھوں اس شخص کی حاجت پوری ہوگئی تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسا کہ آج ہی اُسے اُسکی ماں نے جنا ہو اور اگر حاجت رفع کرنے کے دوران وفات پا گیا تو بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوگا'' (۲)۔ نیز (حدیث) ''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی کسی حاجت کیلئے جائے اور اس کی حاجت پوری ہوجائے تو اس کیلئے ایک حج اور ایک عمرہ لکھ دیا جاتا ہے'' (۳)۔ اور پھر (حدیث) ''جو کسی کی حاجت پوری کرکے اسے خوش کرے اُس نے مجھے خوش کیا اور اللہ کریم ﷻ کو خوش کیا'' (۴)۔ اور (حدیث) ''جو کسی کی حاجت پوری کرے 5000 فرشتے اس پر سایہ کرتے اور دعا کرتے ہیں'' (۵) گویا آقا کریم ﷺ نے فرمادیا کہ مسلمان دوسرے بھائی کیلئے اللہ ﷻ کے فضل سے مشکل کشا حاجت روا ہوتا ہے اور اس کا اسے بے پناہ اجر ملتا ہے اور اللہ کریم ﷻ خوش ہوتا ہے چہ جائیکہ اس سے انکار ہی کردیا جائے **اور**۔ (حدیث) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''جب کسی شخص کی کوئی چیز گم ہوجائے یا وہ مدد چاہتا ہو اور وہ کسی ایسی جگہ ہو جہاں اس کا مددگار نہ ہو تو وہ ان الفاظ کیساتھ پکارے **یَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِی** یعنی اے اللہ ﷻ کے بندو میری مدد کرو'' (۶) ان بندوں کے بارے مفتی مکہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ''بندوں سے مراد فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب یعنی ابدال

(۱) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۱ ح ۲۳۶۷، مسلم ج ۳ ح ۶۷۳۶، ترمذی ج ۲ ح ۸۵۵، ابوداود ج ۳ ح ۱۴۶۲، مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۹۱، ابن حبان ج ۲ ح ۵۳۳، بیہقی ج ۶ ح ۱۱۲۹۲ (۲) عن سیّدنا انس رضی اللہ عنہ، ابن ابی الدنیا (۳) عن سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج ۶ ح ۷۶۵۲ (۴) عن انس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۶ ح ۷۶۵۳ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۶ ح ۷۶۶۹ (۶) طبرانی کبیر ج ۱۷ ص ۱۱۷، ابو یعلی ج ۴ ص ۴۳۹، تفسیر کبیر، ہدیۃ المہدی، نزل الابرار ص ۳۳۵، جاء الحق ص ۲۰۴، حصن حصین ص ۱۶۲۔

ہیں"(۱)۔ یہ اتنی واضح حدیث ہے کہ ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ آقا کریم ﷺ خود لوگوں سے مدد مانگنے کا فرما رہے ہیں۔ یہ حدیث پڑھ کر شرک کے فتوے لگانے والوں پر از حد حیرت ہوتی ہے اسی طرح (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم جل جلالہ کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں لوگوں کی حاجت روائی کیلئے پیدا فرمایا گیا ہے، لوگ اپنی حاجات کیلئے ان کے پاس دوڑے دوڑے آتے ہیں، یہ (جن کے پاس لوگ آتے ہیں) اللہ کریم جل جلالہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے"(۲)۔ **اور** (حدیث قدسی) اللہ کریم جل جلالہ فرماتا ہے "......... میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہوا اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی قوت سماع ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے، اس کی قوت بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کی قوت ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں"(۳)۔ **اور** (حدیث) "میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں" (۴)۔ **اور** (حدیث) "بہت سے پراگندہ حال جنہیں دروازوں سے واپس کر دیا جاتا ہے اگر قسم دے کر اللہ کریم جل جلالہ سے درخواست کر دیں تو پیارا اللہ کریم جل جلالہ ان کی قسم کو پورا فرما دے" (۵)۔ نیز (حدیث) "میری امت میں بعض وہ ہیں کہ دو پرانی چادریں پہنے ہوئے جس کی پرواہ نہ کی جاتی ہو اگر وہ کسی سے ایک دینار مانگے تو نہ دے، ایک درہم مانگے تو بھی نہ دے، اور ایک پیسہ مانگے تو وہ بھی نہ دے لیکن اگر وہ اللہ کریم جل جلالہ سے جنت مانگے تو اللہ کریم جل جلالہ اس کو جنت دے دے، اور اللہ کریم جل جلالہ سے ایسا تعلق ہوتا ہے کہ کسی کام پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ کریم جل جلالہ اس کی قسم کو ضرور پورا کر دے" (۶)۔ یہ وجہ ہے کہ جس کی بنا پر کثیر مخلوق آستانوں اور خانقاہوں پر جانے کو دکھوں کا مداوا اور حاجات کا برآنا گردانتے ہیں کہ اِدھر ان کے لب ہلیں گے اُدھر اس کی لاج رکھ لی جائے گی اور جھولی بھر دی جائیگی۔ **اور** پھر ان صالحین کے پاس جانے کی دلیل میں پیارے آقا کریم ﷺ کا روزِ روشن کی طرح

(۱) شرح الحرز الثمین، جاء الحق ۲۰۵ (۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، معجم کبیر ج۲ ص ۳۵۸، ترغیب ج۳ ص ۲۶۲، مجمع الزوائد ج۸ ص ۱۹۲ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح ۱۴۲۲، ابن حبان ج۲ ح ۳۴۷، بیہقی ج۱۰ ح ۲۱۹، مشکوٰۃ ح ۲۱۵۷، مرأۃ المناجیح ج۳ ص ۳۳۵ (۴) عن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، ابن ماجہ ح ۳۸۹۹، ابن حبان، ترغیب ج۱ ح ۱۱۹۶، مشکوٰۃ ح ۲۱۷۵، مرأۃ المناجیح ج۳ ص ۳۵۲، (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۳ ح ۶۵۵۶، ترمذی، احمد، ابن حبان ح ۶۴۸۳، حاکم ح ۷۹۳۲، ابویعلی ح ۳۵۱۹، شعب الایمان ج۷ ص ۳۳۱، ترغیب ج۲ ح ۲۸۵۳، مشکوٰۃ ح ۴۹۹۸، مرأۃ المناجیح ج۷ ص ۶۴ (۶) عن ثوبان رضی اللہ عنہ، طبرانی، ترغیب ج۲ ح ۲۸۵۴۔

عیاں یہ ایمان پرور اعلان عام ہے کہ (حدیث) ''تم اپنی حاجتیں بھلائی نورانی چہرے والوں سے مانگو'' (۱)۔ **اور** پھر ان حاجتیں پوری کرنے والوں کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم ﷻ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کا کام دے دیتا ہے'' (۲)۔ اور لوگ جوق در جوق اسکی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اسطرح وہ لوگوں کی مشکلات اور حاجات کو رفع کرنے کیلئے اللہ کریم کی ﷻ عطاء سے مشکل کشاء اور حاجت روا کا کام کرتے ہیں۔ **اور** (حدیث) ''قیامت کے دن سورج قریب ہو جائیگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائیگا لوگ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام، پھر حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور پھر پیارے آقا کریم ﷺ سے مدد مانگیں گے'' (۳)۔ گویا دنیا تو دنیا قیامت کے دن بھی لوگ انبیاء و صالحین کو مشکل کشاء سمجھ کر مدد طلب کر رہے ہوں گے۔ تب فتویٰ لگانے والوں کا کیا بنے گا؟۔

<u>اب پیارے آقا کریم ﷺ کی چند مشکل کشائیوں اور حاجت روائیوں کی ایک جھلک دیکھیں</u> کہ جنگ بدر میں حضرت سیّدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ تیر لگنے سے پھوٹ گئی وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آقا کریم ﷺ نے آنکھ پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ نہ صرف ٹھیک ہو گئی بلکہ پھر کبھی اس میں تکلیف نہ ہوئی (۴)۔ بالکل ایسا ہی واقعہ حضرت سیّدنا رفاعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنگ میں پیش آیا (۵)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو تکلیف ہو گئی آقا کریم ﷺ نے آنکھوں میں پاک لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی تو آنکھ درست ہو گئی کہ گویا انہیں تکلیف تھی ہی نہیں'' (۶)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو تکلیف پہنچی، آقا کریم ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو آنکھ دوسری سے زیادہ صحت مند ہو گئی'' (۷)۔ **پھر** ۔ جنگ بدر میں حضرت سیّدنا عُکاشہ بن مِحصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی وہ بھاگتے سرکار کریم ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے لکڑی کا ایک تنا پکڑ کر فرمایا ''کُن سَیفًا'' یعنی تلوار ہو جا، تو وہ

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا معجم کبیر ج ۱۱ ص ۶۷، ابن ابی شیبہ ص ۱۰، کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۹، ابی یعلی موصلی ج ۴ ص ۲۲۳، تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۴۳، الآ لی المصنوعہ ج ۲ ص ۶۸، اعتلال القلوب ص ۱۵۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۵۹، الاستعانت والاستمداد (۲) عن انس رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۶ ح ۷۶۵۹، کنز العمال ص ۴، فردوس دیلمی (۳) بخاری کتاب الزکوۃ، مسلم ج ۱ ح ۳۸۸، شعب الایمان ج ۱ ح ۲۵۷، ۲۵۸، ۳۰۸، فیوض الباری حصہ ۶ ص ۶۹ (۴) مسلم، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۹۰، ابو یعلی ج ۳ ص ۱۲۰، ابو نعیم، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۹۷، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۸۷، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۳۰، اصابہ ج ۴ ص ۲۰۸، بدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۹۱ (۵) خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۹۰، حاکم، بیہقی، ابو نعیم، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۴ (۶) بخاری، مسلم، ابو نعیم، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱۰ تا ۶۱۳ (۷) ابو یعلیٰ، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۲۴۔

تلوار بن گئی، صحابی سے فرمایا ''اس سے لڑو'' وہ لے کر جہاد میں شریک ہو گئے یہ تلوار زندگی بھر ان کے پاس رہی اور وراثت میں ان کی اولاد کو ملتی رہی (۱) سبحان اللہ۔ بالکل اسی طرح کا واقعہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا جب مشکل کشاء سرکار کریم ﷺ کے ہاتھوں کھجور کی لکڑی تلوار بن گئی (۲)۔ **پھر** ۔غزوہ بدر میں سیّدنا خبیب بن عبدالرحمٰن تابعی علیہ الرحمۃ کے دادا کی پسلی ٹوٹ گئی، مشکل کشاء آقا کریم ﷺ نے لعاب دہن لگا کر جوڑ دیا وہ پہلے کی طرح ٹھیک ہو گئی (۳)۔ **پھر** ۔(حدیث) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے بعد واپسی پر سیڑھی سے اترتے ہوئے ٹانگ کی پنڈلی ٹوٹ گئی، آقا کریم ﷺ نے پنڈلی پر دستِ اقدس پھیرا وہ یوں ہوئی گئی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا (۴)۔ **پھر** ۔(حدیث) حدیبیہ کے مقام پر پانی ختم ہو گیا آپ ﷺ نے ڈول میں ہاتھ مبارک رکھ دیا اُنگلیوں سے پانی چشموں کی طرح جوش مار کر بہہ نکلا سب نے پیا اور وضو کیا، کسی نے حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کتنے لوگ تھے''؟ فرمایا ''اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا مگر ہم ۱۵۰۰ تھے'' (۵)۔ سبحان اللہ۔ نیز (حدیث) ایک لشکر میں پانی ختم ہو گیا ایک برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آقا کریم ﷺ نے اس میں اپنے مبارک ہاتھ کی پاک انگلیاں اس برتن میں ڈال دیں کہ ان سے چشمے جاری ہو گئے، سب نے پیا اور مشکیزے بھر لئے (۶)۔ ارے بھائی! بتائیے مشکل و مصیبت کے وقت مشکل دُور کرنا اور کسے کہتے ہیں؟ ۔ **پھر** ۔(حدیث) ایک جنگ میں حضرت سیّدنا حبیب بن یساق رضی اللہ عنہ کو تلوار لگنے سے ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا وہ آقا کریم ﷺ کو مشکل کشاء سمجھ کر ان کے پاس حاضر ہوئے اور بتایا تو آقا کریم ﷺ نے اس زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے زخم بھر گیا اور وہ ٹھیک ہو گئے اور جس نے انہیں زخمی کیا تھا انہوں نے خود ہی اسے قتل کر دیا'' (۷)۔ **پھر** خلافت فاروقی میں لوگ قحط کی مشکل میں مبتلاء ہو گئے تو ایک صحابی (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) اس مشکل کشائی کیلئے پیارے آقا کریم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے بارش طلب فرمائیے بیشک لوگ ہلاک ہو گئے'' پس جان سے پیارے آقا کریم ﷺ اس

(۱) خصائص کبریٰ ج۱ ص۴۹۰، سیرت حلبیہ ج۲ ص۳۳۳ (۲) مصنف عبدالرزاق، خصائص کبریٰ ج۱ ص۴۹۰، ۵۲۳ (۳) سیرت حلبیہ ج۳ ص۳۴ (۴) عن براء رضی اللہ عنہ ملخص بخاری ج۲ ح۱۲۱۰، بیہقی ج۹ ص۸۰، دلائل النبوۃ ج۱ ص۱۲۵، استیعاب ج۳ ص۹۳۶، البدایہ والنہایہ ج۴ ص۱۳۹، مشکوٰۃ ح۵۶۱۷، مرأۃ المناجیح ج۸ ص۱۷۰ (۵) ملخص بخاری ج۲، مشکوٰۃ ح۵۶۲۲، مرأۃ المناجیح ج۸ ص۱۷۶ (۶) بخاری، خصائص کبریٰ ج۱ ص۱۲۷، ۱۲۸، مسند امام احمد بن حنبل، بیہقی، مسند بزار، طبرانی، ابونعیم، سنن دارمی (۷) خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۰۵، بیہقی۔

شخص کے پاس خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ''عمر کے پاس جا کر اُنہیں میری طرف سے سلام کہو اور لوگوں کو بتاؤ کہ انہیں بارش عطاء ہوگی'' (۱)۔ پھر بارش ہوگئی اور روضہ پاک مشکل دُور کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ **پھر** ۔ (حدیث) سیّدنا عثمان بن عبداللہ بن موہب تیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرے گھر والوں نے مجھے امّ المؤمنین حضرت سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ڈبیہ تھی جس میں آپ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے اور جب کوئی کسی قسم کا بیمار آتا تو آپ اسی چاندی کی ڈبیہ مبارک کو پیالہ میں حرکت دے کر دے دیتیں وہ بیمار اس مبارک پانی کو پی لیتا اسے شفاء مل جاتی، میں نے اس مبارک ڈبیہ میں غور سے دیکھا تو مجھے سُرخی مائل بال مبارک نظر آئے'' (۲)۔ اور **پھر** (حدیث) ''حضرت سیّدہ اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا نے طیالسی جبہ مبارکہ نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور اب ہم اسے بیماروں کیلئے دھوتی ہیں اس کی برکت سے شفاء حاصل کی جاتی ہے'' (۳)۔ لیجئے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکل کشائی کے تو کیا کہنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اور جبّہ مبارک ہی مشکل کشاء بن گئے۔ **پھر** ۔ ایک دن (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کے سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا ''تجھے برکت دی گئی ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ پھیرنے کی برکت کا یہ عالم ہوا راوی فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس بکری اور اونٹ لائے جاتے جن کے تھنوں وغیرہ پر ورم ہوتا تو آپ اپنے ہاتھ پر کچھ تھوکتے اور یہ فرماتے ''بِسۡمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِ يَدِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم'' (یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کے اثر کی وجہ سے) پھر ورم کی جگہ ہاتھ پھیرتے تو وہ ورم ختم ہو جاتا'' (۴)۔ گویا مشکل کشاء پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا تو وہ صحابی خود بھی مشکل کشاء بن گئے **پھر** ۔ (حدیث) سخت قحط سالی تھی، جمعہ کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھے تھے ایک اعرابی اٹھا اور فریاد کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال برباد ہو گئے بچّے بھوکے مر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کیلئے دعاء فرمائیں'' پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کیلئے ہاتھ اُٹھائے، ہم آسمان پر بادل نہیں دیکھتے تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نیچے نہ کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح اُٹھا اور برسا کہ منبر سے اُترے تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی پاک پر تھا، دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، پھر وہی یا کوئی دوسرا اعرابی اُٹھا

(۱) ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲، بیہقی، شفاء السقام ص ۱۴۵، فتح الباری، البدایہ (۲) بخاری ج ۲، مشکوٰۃ ص ۳۹۱، طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۹۴، الوفاء ص ۶۲۶ (۳) مسلم مترجم ج ۵ ص ۳۰۱ (۴) مسند احمد، طبرانی، بیہقی، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۵

اور عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے دعاء فرمائیں بارش رُک جائے'' تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''الٰہی ہمارے آس پاس برسا، ہم پر نہ برسا، آپ ﷺ جدھر اشارہ فرماتے بادل چِر کر ہٹ جاتا'' (۱)۔ آقا کریم ﷺ سے مشکل کشائی کیلئے مدد مانگنے اور آپ ﷺ کا مشکل کشائی کرنے کی عمدہ ترین دلیل ہے۔

مزید 100 سے زائد روایات وواقعات پیش کئے جاسکتے ہیں، یہ روایات ''یک مشتے از خروارے'' کے مصداق ڈھیر سے چند جَو ہیں جن سے اللہ کریم ﷺ کے پیارے بندوں بلکہ ان سے منسوب بعض تبرکات کی مشکل کشائی کے عمدہ واحسن ثبوت میسّر آتے ہیں اگر صدقِ دل سے پڑھ لیں تو دلیل کیلئے تو صرف ایک آیت یا ایک حدیث ہی کافی ہے، اللہ کریم عزوجل ہدایت دے۔ آمین

ج3۔ خواب:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''مومن کا خواب (یا فرمایا نیک خواب) نبوّت کا 46 واں حصّہ ہوتا ہے'' (۲)۔ اور (حدیث) ''جب زمانہ قریب ہوگا تو مومن کا خواب جھوٹا نہ ہوسکے گا'' (۳) نیز (حدیث) ''سچّا خواب ایک قسم کی وحی ہوتا ہے جس سے اللہ کریم عزوجل بھلائی یا برائی سے مطلع کر دیتا ہے'' (۴) اور (حدیث) ''خواب ایک نعمت ہے، اسی نعمت کے ذریعے آقا کریم ﷺ کو نبوّت کی بشارت ملی'' (۵)۔ کوئی بھی خواب بے مقصد نہیں ہوتا بلکہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''ہر خواب کے اندر کوئی نہ کوئی حقیقت ضرور ہوتی ہے'' (۶) اس حقیقت کو جاننے کے بارے (حدیث) ''اگر مومن کوئی خواب دیکھے تو اُسکی تعبیر جاننی اُس پر لازم ہے، تاکہ نیک خواب سے خوشی حاصل ہو اور بُرے خواب سے امن میں رہے'' (۷) اور (حدیث) ''اچھا خواب اللہ کریم عزوجل کی طرف سے ہوتا ہے جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اُسے صرف اپنے کسی پیارے مخلص کے سوا کسی سے بیان نہ کرے'' (۸)

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوۃ ح ۵۶۴۱، مرآۃ المناجیح ج ۸ ص ۱۹۹ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۸۸۲، مسلم ج ۳ ح ۵۷۹۱، ترمذی ج ۲ ح ۱۵۲، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۵۸۳، ابن ماجہ ح ۴۰۰۱، مسند امام احمد، مؤطا امام مالک ح ۱۷۸۱ ابن حبان ح ۶۰۴۳، معجم صغیر ح ۹۲۸، شعب الایمان ج ۴ ح ۴۷۵۴، دارمی ج ۲ ح ۲۱۷۴، مشکوۃ ح ۴۴۰۲، ۴۴۰۸، ۴۴۱۵، مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۲۳۳، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۱۰۲ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ترمذی ج ۲ ح ۱۵۲، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۵۸۴، ابن ماجہ ح ۴۰۲۵، ابن حبان ح ۶۰۴۰، شعب الایمان ج ۴ ح ۴۷۶۲، سنن دارمی ج ۲ ح ۲۱۸۱، مشکوۃ ح ۴۴۰۸، مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۲۳۶ (۴) عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، کامل التعبیر مقدمہ ص ۱۶ (۵) قال سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، خواب نامہ از محمد حسین آزاد اجمیری (۶) خواب نامہ (۷) قال سیدنا علی رضی اللہ عنہ، خواب نامہ (۸) عن سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، نسائی، مؤطا امام مالک ح ۱۷۸۰، دارمی ج ۲ ح ۲۱۷۹، شعب الایمان ج ۴ ح ۴۷۵۹، مشکوۃ ح ۴۶۰۲، مرآۃ المناجیح ج ۶ ص ۲۳۵، حصن حصین ص ۷۶۔

کیونکہ ”وہ اچھی تعبیر کریگا اور اللہ کریم ﷻ اُس خواب کا ظہور پہلی تعبیر کے مطابق کر دیتا ہے“(۱)۔ اسلئے (حدیث) ”دوست یا دانا آدمی کے سوا اور کسی سے خواب بیان نہ کرو“(۲)۔ بہتر ہے کہ استاد، یا مرشد کو سب سے پہلے سنائیں کیونکہ (حدیث) ”جب تک خواب بیان نہ کیا جائے وہ پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے، جب اُسے بیان کر دیا جائے تو وہ (کی گئی تعبیر کے مطابق) واقع ہو جاتا ہے“(۳)۔ اور خواب سچ سچ بتائیں کہ (حدیث) ”تم میں سے جو زیادہ سچے خوابوں والا سچی بات والا ہوگا“(۴) نیز (حدیث) ”بدترین جھوٹ یا بہتان یہ ہے کہ آدمی وہ خواب بیان کرے جو اس کی آنکھ نے نہ دیکھا ہو“(۵)۔ لہذا (حدیث) ”جو جھوٹا خواب بیان کرے روزِ محشر اسے جَو کے دو دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائیگا“(۶)۔ کیونکہ ”خواب اللہ کریم ﷻ اور بندے کے درمیان امانت ہوتا ہے“ (۷)۔ اور اگر خواب یاد نہ رہے تو توبہ کرنی چاہیئے تا کہ بندہ اللہ کریم ﷻ کے عذاب سے بچا رہے۔

اچھا خواب دیکھنے کیلئے باوضو، پاک جگہ پر ذکر و دعاء پڑھ کر دائیں پہلو لیٹیں۔ اور جب اچھا خواب آئے تو شکرانہ کے طور پر خیرات کریں اور اگر بُرا خواب آئے تو بھلائی کیلئے صدقہ کریں یہ بھی یاد رہے کہ (حدیث) ”بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے“(۸)۔ لہذا (حدیث) ”جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے اللہ کریم ﷻ کی پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے“(۹)۔ یہ ”ایک مجرب عمل ہے کیسی ہی خطرناک خواب دیکھو یہ عمل کرو اس کا ظہور کبھی نہ ہوگا کہ شیطان اکثر بائیں جانب رہتا ہے لہذا اس طرف تھوکنا اُسکے منہ پر تھوکنا ہے“(۱۰)۔ یا (حدیث) ”اُٹھ کر نماز پڑھنے لگیں“(۱۱)۔ اور (حدیث) ”بُرا خواب کسی کو

(۱) مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۳۶ (۲) عن ابو رزین لقیط بن عامر بن صبرہ عقیلی رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۴، مشکوٰۃ ح۴۶۱۵، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۳۶، کامل التعبیر مقدمہ ص۴ (۳) عن ابو رزین رضی اللہ عنہ، ترمذی، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۵، ابن ماجہ ح۴۰۲۲، مسند احمد، معجم کبیر ح۳۶۴، دارمی ح۲۱۸۵، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۶۶، مشکوٰۃ ح۴۶۱۵، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۴۵، کامل تعبیر مقدمہ ص۴ (۴) بخاری، مسلم ج۳ ح۵۷۸۷، ابوداؤد، ابن ماجہ ح۴۰۲۵، ترمذی، ابن حبان ح۶۰۴۰ دارمی ج۲ ح۲۱۸۱، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۱۳، رسالہ قشیریہ ص۴۳۸ (۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۷۱، مشکوٰۃ ح۴۶۱۹، مرآۃ ج۶ ص۲۵۰ (۶) عن علی رضی اللہ عنہ ترمذی ج۲ ح۱۶۳، ابن ماجہ ح۴۰۲۳، مسند احمد، ابن حبان ح۶۰۵۷، دارمی ج۲ ح۲۱۸۳ (۷) خواب نامہ از محمد حسین آزاد اجمیری (۸) عن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۸۸۳، مسلم، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۵، ترمذی ج۲ ح۱۵۹، مؤطا امام مالک ح۱۷۸۴، دارمی ج۲ ح۲۱۷۸، مؤطا امام محمد ح۹۱۶، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۵۸، مشکوٰۃ ح۴۶۰۶، مرآۃ ج۶ ص۲۳۵ (۹) عن جابر رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۸۸۳، مسلم ج۳ ح۵۷۸۱، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۵، ترمذی ج۲ ح۱۵۹، نسائی، ابن ماجہ ح۴۰۱۶، مؤطا امام مالک ح۱۷۸۴، دارمی ج۲ ح۲۱۷۸، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۶۱، ترغیب ج۱ ح۱۳۲۴، مشکوٰۃ ۴۶۰۷، مرآۃ ج۶ ص۲۳۶، حصن حصین ص۷۷ (۱۰) مرآۃ ج۶ ص۲۳۶ (۱۱) مسلم ج۳ ح۵۷۸۷، ترمذی ج۲ ح۱۶۲، ابن ماجہ ح۴۰۱۴، ابوداؤد ج۳ ح۱۵۸۴، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۱۲، دارمی ج۲ ح۲۱۸۰، مشکوٰۃ ح۴۶۰۸، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۳۶۔

بیان نہ کرو تو وہ تمہیں کچھ ضرر نہ دے گا"(۱)۔ نیز (حدیث) "جب خواب میں شیطان کسی کے ساتھ کھیلے (یعنی بُرا خواب دیکھے) تو چاہئے کہ لوگوں کے سامنے اُسے بیان نہ کرے"(۲)۔

خواب کی تعبیر سمجھنے والے معروف علماء کرام حضرت سیّدنا دانیال علیہ السلام، حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام حضرت سیّدنا امام جعفر صادق تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت امام محمد بن سیرین تابعی علیہ الرحمۃ، حضرت ابراہیم کرمانی علیہ الرحمۃ، حضرت امام جابر مغربی علیہ الرحمۃ، حضرت اسمٰعیل اشعث علیہ الرحمۃ، حضرت ابن اسحاق علیہ الرحمۃ، حضرت خالد اصفہانی علیہ الرحمۃ، حضرت محمد بن شاہ علیہ الرحمۃ، حضرت حسین بن ابراہیم علیہ الرحمۃ، حضرت ابن خلدون علیہ الرحمۃ، حضرت ابن حزم علیہ الرحمۃ، حضرت محمد طلسی علیہ الرحمۃ، افلاطون، جالینوس اور ارسطو کا تجزیہ ہے۔ کہ دن کا خواب رات کے خواب پر فضیلت رکھتا ہے، رات کے پہلے پہر کے خواب کی تعبیر 5 سال بعد، آدھی رات کے خواب کی تعبیر 6 ماہ بعد اور صبح کے خواب کی تعبیر 10 ہی دن کے اندر ظاہر ہوتی ہے اور اُس کے بعد کا خواب اپنی تعبیر اس سے بھی جلدی ظاہر کرتا ہے(۳)۔ یوں (حدیث) "زیادہ سچا خواب صبح صادق کا ہوتا ہے"(۴)۔

ح4۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کی تشریف آوری:

حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام ایسے مقرب فرشتے ہیں جو زمین پر اللہ کریم عزوجل کی رحمت و کرم کی وحی لے کر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس تشریف لاتے رہے۔ آپ کا حُلیہ مبارک جو پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حراء میں ملاحظہ فرمایا کے مطابق حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کا سَر آسمان سے بھی اوپر، 6 لاکھ بازو، ہر بازو پر 6 لاکھ پَر ان پَروں میں سب سے چھوٹے پَر کا یہ عالم کہ تمام دنیا کو ڈھانپ لے، قوت کا یہ عالم کہ اپنے سب سے چھوٹے بازو کے سب سے چھوٹے پَر کے سب سے چھوٹے ریشہ سے قومِ لوط کے چار شہروں کو زمین سے اُکھاڑ کر آسمان پر لے گئے اور وہاں روکے رکھا پھر اللہ عزوجل کے حکم سے الٹا دیا۔ جب اس وزن کے بارے پوچھا گیا تو سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "اتنا بوجھ تھا جتنا کسی پر مچھر بیٹھ جائے، پَروں کے بال سبز، پیشانی اُجلی، رخسار نورانی، دانت، سفید اور چمکدار، سَر کے گھنگھریالے بال مرجان کی طرح سرخ، سَر پر آراستہ تاج، پاؤں

(۱) عن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، مسلم، بخاری، ترمذی ج۲ ح۲۳۷، مشکوٰۃ ح۴۶۰۶، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۳۵ (۲) عن جابر رضی اللہ عنہ، مسلم ترمذی ج۲ ح۱۳۸۰، ابن ماجہ ح۲۰۲۰، دارمی ج۲ ح۲۱۸۰، مشکوٰۃ ح۴۶۰۹، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۳۸ (۳) کامل التعبیر مقدمہ ص۱۴، خواب نامہ (۴) عن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی، مسند احمد، دارمی ح۲۱۸۳، ابن حبان ح۶۰۴۱، شعب الایمان ج۴ ح۴۷۶۸، مشکوٰۃ ح۴۶۲۰، مرآۃ المناجیح ج۶ ص۲۵۱، کشف الغمہ ج۱ ص۷۵، مدارج النبوۃ ج۱ ص۳۲۲۔

زرد، گردن سرخ یاقوت کی، جسم کی ساخت کافور سے بنی ہوئی، سُرمگیں آنکھیں اوراُن دونوں کے درمیان ''اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًرَّسُوْلُ اللّٰہ'' لکھا تھا(۱)۔

حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام پر 10 صحیفے نازل ہوئے اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام 12 مرتبہ آپکی خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا ادریس علیہ السلام پر 30 صحیفے نازل ہوئے اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام 4 مرتبہ آپ کی خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام کی خدمت میں 50 مرتبہ تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا ایوب علیہ السلام کی خدمت میں 3 بار آئے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر 20 صحیفے نازل ہوئے اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام 42 مرتبہ آپکی خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں 4 بار آئے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر توریت کا نزول ہوا اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام 400 مرتبہ تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کا نزول ہوا اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام 10 مرتبہ آئے اور حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کا نزول ہوا اور حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 24,000 مرتبہ باریابی کا شرف حاصل ہوا(۲)۔

حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام جان سے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عموماً ایک خوبصورت صحابی حضرت سیّدنا دِحیہ کَلْبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے(۳)۔

ح5۔فرعون:

قوم قبط وعمالیق سے جو مصر کا بادشاہ ہوتا تھا اس کو فرعون (Pharaoh) کہتے تھے، یہ قبطی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''مگرمچھ'' کے ہیں۔ اس خاندان کی حکومت کا آغاز 1350ء قبل مسیح ہوا۔ اور حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام بن عمران (آپ علیہ السلام والدہ کا نام ''ایارخا'' یا ''ایاذخت'') کے زمانہ کے فرعون کا اصل نام ولید بن مصعب بن ریان تھا اور یہ اس خاندان کا تیسرا فرعون تھا، اس کی بیوی کا نام ''حضرت آسیہ بنت مراحم بن عبید'' تھا یہ قبطی نہیں بلکہ بنی اسرائیل میں حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے تھیں فرعون کی 8 بالشت لمبی داڑھی تھی۔ فرعون کا گھوڑا جسے ''برذون'' بھی کہا گیا جب پہاڑ پر چڑھتا تھا تو پیارے اللہ کریم عزوجل کی قدرت سے اُس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی ہو جاتی

(۱) خصائص کبریٰ ج۱ص۲۸۶ معارج النبوت ج۲ص۲۰۸، سیرت حلبیہ ج۲ص۱۷۲ (۲) تفسیر ابن عادل، فیوض الباری حصہ ۱ص۹۷، سیرت حلبیہ ج۲ص۱۳۰، معارج النبوت ج۱ص۳۹۱، ۵۰۲، ۶۸۰، فضائل صدقات ص۳۹۱ (۳) خصائص کبریٰ ج۱ص۲۸۷، فیوض الباری حصہ ۱ص۱۱۹ بحوالہ عینی ج۱ص۸۵۔

تھیں اور پچھلی لمبی ہو جاتی تھیں اور جب بلندی سے اترتا تو اُس کے اُلٹ ہو جاتا۔انتہائی ظالم، جابر حکمران تھا۔اس نے بنی اسرائیل کو عملاً غلام بنا رکھا تھا۔اُس نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے بچنے کیلئے بنی اسرائیل کے 70 ہزار لڑکے قتل کروائے اور 90 ہزار حمل گروائے۔فرعون نے 400 سال سے زیادہ عمر پائی اور بحر قلزم جو بحر فارس کے کنارے پر ہے جس کا عرض 4 فرسنگ تھا اس میں حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کرتے ہوئے اپنی تمام فوج کے ساتھ غرق ہوا(۱)۔

ح6۔ضرورت شیخ:

جب دنیا کے افسر، وزیر، مشیر اور بادشاہ کیلئے رابطہ، سبب، تعلق اور وسیلہ درکار ہوتا ہے تو شہنشاہوں کے شہنشاہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے شاہی آداب سکھانے کیلئے کیوں کسی رمز شناس اور قرب خاص رکھنے والے کی ضرورت نہیں جو قرب وعرفان کی منازل طے کروا کر واصل باللہ بنائے کیونکہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَايَقُوْلُ اللّٰهَ وَمَنْ يَقُوْلُ اللّٰهَ مَاعَرَفَ اللّٰهَ، جس شخص کو عرفان حاصل ہو جاتا ہے اس کو زبان سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو زبان سے اللہ اللہ کہتا ہے جان لو کہ ابھی اُس کو اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوئی'' (۲)

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے — اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں
بندہ بننا ہے تو گدا گر بن ان کا — یہ گداگر کو شہنشاہ بنا دیتے ہیں

اسی لئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے حکم فرمایا (القرآن) ''يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْااتَّقُوااللّٰهَ وَابْتَغُوْااِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ، اے ایمان والو! اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو'' (۳)۔جس کی بدولت تمہیں اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل ہو (۴)۔یہاں وسیلہ سے مراد شیخ ہے۔نیز (القرآن) ''وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ، اور اُس کی پیروی کر جو میری طرف رجوع لایا'' (۵)۔پیروی میں شیخ کامل کی بیعت واطاعت ہی مراد ہے۔اور پھر (القرآن) ''يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ، جس دن ہر جماعت کو ہم اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے'' (٦)۔جس کا وہ دنیا میں اتباع کرتا تھا (۷)۔یہاں کسی مسجد کے امام کی بات نہیں کہ وہاں کونسی نماز کا بندوبست ہو رہا ہو گا نہ دنیاوی بادشاہ مراد ہے بلکہ روحانی امام وشیخ مراد ہے جس کی راہنمائی میں زندگی گزاری۔اور ان جیسا ہو جانے کی تاکید میں فرمایا

(۱) خزائن العرفان البقرہ،۴۹، سیرت حلبیہ ج۲ص۴۷۹،۵۰۹، البدایہ والنہایہ ج۱ص۲۳۹، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج۱۵ص۲۷۳ (۲) اسرار حقیقی ص۷، از خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ (۳) سورۃ المائدہ،۳۵ (۴) تفسیر خزائن العرفان ص۲۰۴ (۵) سورۃ لقمٰن،۱۵ (٦) سورۃ بنی اسرائیل،۷۱ (۷) تفسیر خزائن العرفان ص۵۲۰۔

(القرآن) ''یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوااتَّقُوااللّٰه وَکُوْنُوْامَعَ الصَّادِقِیْن ،اے ایمان والو!اللہ کریم ﷻ سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ ہوجاؤ'' (۱)۔ساتھ تب ہی ہوگا جب اُن کی صحبت میں اُن کے تابع ہوکر اُن جیسا کام کیا جائیگا اور یہی طریقت کی روح ہے۔مولنا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بلکہ ان کی طلب وتلاش کے بارے حکم ہوا کہ (القرآن) ''پھر (اللہ کریم ﷻ) نے عرش پر استواء فرمایا (جیسے اس کی شان کے لائق ہے) وہ رحمٰن ہے سو کسی جاننے والے سے اس کی خبر وتعریف پوچھ'' (۲)۔یعنی مردِ عارف باللہ سے جس کو قرب خاص نصیب ہو، تا کہ سیدھا راستہ مل جائے اور جلدی طے بھی ہوجائے (۳)۔لہذا کہو (القرآن) ''اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِم ،ہم کو ہدایت دے سیدھے راستہ کی اُن کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا'' (۴)۔تا کہ ہم پر بھی انعام ہو۔کب؟۔جب ان اولیاء اللہ کی پیروی کریں گے پھر یہ ہمارے دین ودنیا اور آخرت کی بھلائی کا سبب بن جائیں گے کیونکہ (القرآن) ''گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے'' (۵)۔یعنی دینی دوستی اور محبت جو اللہ کریم ﷻ کیلئے ہے باقی رہے گی (۶)۔گویا ان نیکوں کی دوستی روزِ محشر بہت کام آئے گی آج ہم ان سے محبت کریں گے توکل یہ اُس وقت ہمارے ساتھ محبت کریں جب سگے ماں باپ خبرگیری نہ کرسکیں گے۔اسی لئے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''آدمی جس سے محبت کرتا ہے کل کو اُس کے ساتھ ہوگا'' (۷)۔

پیارے آقا کریم ﷺ نے شیخ کی ضرورت کی یوں وضاحت فرمائی کہ (حدیث) ایک دن سرکار کریم ﷺ نے خیال فرمایا کہ اسرارِ باطنی جس کے بارے اللہ کریم ﷻ کا حکم ہے کہ طلبِ صادق کے بغیر کسی کو نہ دینا وہ کس کو دُوں؟۔ادھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا کہ سرکار کریم ﷺ نے شرعی علوم تو عنایت فرمادیئے مگر علمِ باطن تو دیا ہی نہیں، چنانچہ آپ کمال صدق وطلب دل میں لے کر سرکار کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔پھر حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب کچھ دے دیا گیا اور حکم فرمایا کہ ''یہ سلسلہ سینہ بہ سینہ تاقیامت جاری رہنا چاہیئے'' (۸)۔چنانچہ جس نے کسی باسلسلہ

(۱) سورۃ التوبہ،۱۱۹ (۲) سورۃ الفرقان،۵۹ (۳) تفسیر خزائن العرفان ص۶۵۶ (۴) سورۃ الفاتحہ،۷ (۵) سورۃ الزخرف،۶۷ (۶) تفسیر خزائن العرفان ص۸۸۹ (۷) عن انس رضی اللہ عنہ،بخاری ج۳ ح۱۱۰۰، مسلم ج۳ ح۶۵۹۲،ترمذی ج۲ ح۲۶۸، نسائی ج۶،احمد ج۱ ح۳۳۸،ابویعلیٰ ج۹ ح۵۱۶۶،ابن حبان ج۲ ح۵۵۷،معجم اوسط ج۴ص۴۲،دارمی ح۲۸۲۱،شعب الایمان ج۱ ح۷۹۴،ترغیب ج۴ص۱۵،مشکوٰۃ ح۴۷۹۴،مرأۃ ج۶ص۴۴۱ (۸) مطلوب الطالبین،حضور قبلہ عالم ص۵۳۔

شیخِ طریقت کی بیعت کی اسے اُس ولایت میں سے حصہ مل گیا اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اور پھر پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنے بھولے بھالے امتیوں کو چھوٹے چھوٹے بچّوں کی طرح سمجھایا کہ (حدیث) ''اچھے اور بُرے دوست کی مثال کستوری والے اور بھٹی والے کی طرح ہے کستوری والا یا تو تمہیں عطاء کر دے گا یا تم اس سے خرید لو گے، یا اس سے اچھی خوشبو پاؤ گے۔ بھٹی والا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تم اس سے بدبُو پاؤ گے'' (۱)۔ اور تاکید فرمائی کہ (حدیث) ''انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے تو ہر ایک سوچ لے کہ کس سے محبت کرتا ہے'' (۲)۔ اور پھر اچھے اور افضل دوست کی نشانی بتائی کہ (حدیث) ''تلاش کرو بھلائی خوبصورت چہرے والوں کے پاس'' (۳)۔ نیز (حدیث) ''اچھا دوست وہ ہے جس کا دیدار تمہیں اللہ کریم جل جلالہ کی یاد دلا دے، اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں زیادتی کرے، جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے'' (۴)۔ اب آپ خود ہی سوچ لیں یہ کس دوست کی بات ہو رہی ہے۔ پھر (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میں تمہیں سب سے بہتر لوگوں کے بارے نہ بتاؤں'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں بہتر لوگ وہ ہیں کہ جب اُنہیں دیکھا جائے تو اللہ کریم جل جلالہ یاد آجائے'' (۵)۔ نیز (حدیث) ''اللہ کریم جل جلالہ کو سب سے زیادہ پسند وہ لوگ ہیں جو اللہ کریم جل جلالہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں'' (۶)۔ یہی شیخ کی پہچان اور یہی اس کا کام ہے اللہ کریم جل جلالہ کی عبادت واطاعت اور پیارے آقا کریم ﷺ کی محبت ہی تو اس کا منشور ہوتا ہے کبھی کسی مرشد کامل نے نہیں کہا کہ میری عبادت کر بلکہ وہ تو اللہ جل جلالہ ورسول ﷺ کی اطاعت ومحبت ہی کا درس دیتا ہے اور یہی آقا کریم ﷺ کی بیعت تھی کہ (حدیث) ''آپ ﷺ احکام سننے اور جہاں تک طاقت ہو حکم ماننے پر بیعت کیا کرتے تھے'' (۷)۔ اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

(۱) عن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۴۷۸۷، مرأۃ المناجیح ج۶ ص ۴۳۷، حقائق عن التصوف از امام شاذلی علیہ الرحمۃ ص ۵۴، فضائل صدقات ص ۱۳۹ (۲) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ترمذی ج ۲ ح ۲۶۱۲، ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ ح ۴۷۹۶، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۴۲، حقائق عن التصوف ص ۵۵ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، السراج المنیر ج ۱ ص ۲۱، مشکل کشاء نبی ﷺ ۱۷۲ (۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۲۶، ابویعلیٰ ج ۴ ح ۲۴۳۷، حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۴۶، ابن ابی الدنیا ح ۲۵، ترغیب ج ۱ ص ۶۳، کنز العمال ج ۹ ص ۲۸، فیض القدیر ج ۳ ص ۴۶۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۳، تفسیر خزائن العرفان ص ۳۸۸، حقائق عن التصوف ص ۵۴ (۵) عن اسماء بن یزید بن سکن رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح ۴۲۳۳، مسند احمد ج ۶ ص ۴۰۹، ادب المفرد بخاری ص ۱۱۹، معجم کبیر ج ۲۴ ص ۱۶۷ (۶) عن ابودرداء رضی اللہ عنہ، حاکم ج ۱ ص ۱۰۹ ح ۱۶۴ (۷) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری ج ۳ ح ۲۰۶۶، ابوداؤد ج ۲ ح ۱۲۶۶، نسائی ح ۴۰۷۹۔

''میں نے آقا کریم ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے کرنے کی بیعت کی'' (۱)۔ اسی لئے پیارے آقا کریم ﷺ نے گویا سبقاً پڑھایا کہ (حدیث) ''روزِ محشر اللہ کریم جل جلالہ کے کچھ ایسے روشن چہرہ بندے ہونگے جو انبیاء ہوں گے نہ شہداء مگر ان کے رتبہ کی وجہ سے انبیاء و شہدا ان پر رشک کریں گے'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیں وہ کون سے لوگ ہیں؟'' فرمایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ کریم جل جلالہ کیلئے آپس میں محبت کرتے ہیں ان کے درمیان نہ تو رشتہ داری ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی مال کا لین دین۔ قسم بخدا، اُن کے چہرے سراپا نور ہونگے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو اُنہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور لوگ غمزدہ ہونگے تو وہ غمگین نہ ہوں گے پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' (۲)۔ اور ان نیکوں کی صحبت تو کمال درجہ رکھتی ہی ہے بلکہ ان ''نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت اللہ کریم جل جلالہ کی رحمت نازل ہوتی ہے'' (۳) اور پھر اگر کاملین کی صحبت نہ میسّر آئے تو اس بارے حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ روایت لکھتے ہیں کہ ''اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِى الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ، جب تمہیں کسی کام میں مشکل اور حیرانی پیش آئے تو اُس وقت اہل قبور صالحین سے مدد و استعانت طلب کرو'' (۴)۔

ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی محبت کا یوں اعلان فرمایا (حدیث قدسی) ''بندہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے............ مَیں اُسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی قوّت سمع ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے، اور اس کی قوت بصر ہوتا ہوں جس کے ساتھ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کی قوّت رجل ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو میں اُسے ضرور پناہ دیتا ہوں'' (۵) اسلئے اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ ان کے لبوں کی لاج رکھ لیتا ہے اور ان اولیاء اللہ کے لبوں سے پھول بن کر نکلنے والی ہر بات گویا حکم ربی بن جاتی ہے کیونکہ (حدیث) ''بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے (ایسے ہیں کہ) اگر (کسی کام میں) اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ کی قسم کھالیں (کہ یا اللہ ایسا کردے) تو اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ اُن کی

(۱) بخاری ج ۱ ح ۲۵۲۰، مسلم ج ۱ ح ۱۰۷، ۱۰۹، ابوداؤد، ترمذی، دارمی، مسند احمد، ابن حبان ح ۴۵۴۵، ابن خزیمہ ح ۲۲۵۹، معجم کبیر ح ۲۲۲۴ بلفظہ لہ، نسائی ح ۴۱۵۶ (۲) عن عمر رضی اللہ عنہ، سورۃ یونس ۶۲، ابوداؤد ج ۳ ص ۲۸۸، نسائی ج ۶ ص ۳۶۲، شعب الایمان ج ۶ ص ۴۸۶، حقائق عن التصوف ص ۵۵ (۳) کنز القدیم از خواجہ عبدالکریم نقشبندی (۴) اورنگ شاہی، نور الہدے، محبت الاسرار ص ۵۶، قرب دیدار ص ۱۱۶ از حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ (۵) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج ۳ ح ۱۴۲۲، ابن حبان ج ۲ ح ۳۴۷، بیہقی ج ۱۰ ص ۲۱۹، مشکوۃ ح ۲۱۵۷، مرآۃ المناجیح ج ۳۔

بات پوری کر دیتا ہے“(۱) بلکہ ان کی دعاء کی برکات تو بہر حال برحق ہیں ان کی طرف جانے کا ارادہ کر کے جو قدم بھی اٹھایا جائے سامانِ بخشش بن جاتا ہے کہ (حدیث) ”ایک شخص نے بنی اسرائیل میں سے 99 افراد کو قتل کر دیا پھر ایک پادری کے پاس پہنچا اور پوچھا ”کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟“ وہ بولا ”نہیں“ اُس نے اُسے بھی مار دیا، پھر کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں (اولیاء اللہ کے پاس) جاوہ چلا اسی حال میں اُسے موت آ گئی تو اُس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا، اُس کے متعلق رحمت و عذاب کے فرشتوں نے جھگڑا کیا، رب ﷻ نے اُس بستی (جدھر کو جا رہا تھا) کی طرف حکم بھیجا کہ اسکے قریب ہو جا اور اِس بستی (جہاں سے چلا) کی طرف کہ دُور ہو جا، پھر فرشتوں کو فرمایا کہ ”دونوں بستیوں کے درمیان فاصلہ ماپو۔ چنانچہ وہ اس بستی (اولیاء اللہ) کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا اور اُس کی مغفرت کر دی گئی“ (۲)۔ غور کریں ابھی یہ ادھر چلنے کی برکت ہے پھر صحبت کا کیا اثر ہوگا۔

اور اگر پھر بھی کوئی شیخ کو چھوٹ سمجھ کر اس کی بیعت نہ کرے تو یاد رکھیں کہ (حدیث) ”مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِىْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَّاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً، جو مر جائے اس حال میں کہ اس کے گلے میں کسی کی بیعت نہ ہو تو وہ جہالت کی موت مرا“ (۳)۔ نیز حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ”[illegible] خَ لَهٗ لَادِيْنَ لَهٗ وَمَنْ لَادِيْنَ لَهٗ لَا عِرْفَانَ لَهٗ مَنْ لَا عِرْفَانَ لَهٗ لَاحِزْبَ لَهٗ وَمَنْ لَاحِزْبَ لَهٗ لَا اُنْسَ لَهٗ وَمَنْ لَا اُنْسَ لَهٗ لَا مَوْلٰى لَهٗ، بے مرشد بے دین ہوتا ہے اور بے دین اللہ کی معرفت سے بے بہرہ ہوتا ہے اور جو اللہ کی معرفت سے بے بہرہ ہوتا ہے اس کا کسی صحیح گروہ سے واسطہ نہیں ہوتا اور جس کا صحیح گروہ سے تعلق نہیں ہوتا اس کا کوئی مونس و غم خوار نہیں ہوتا اور جس کا کوئی مونس و غم خوار نہیں ہوتا اس کا کوئی دوست نہیں ہوتا“ (۴)۔ اور بزرگ فرماتے ہیں کہ ”لَادِيْنَ لِمَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ وَمَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ فَهُوَ شَيْطَانٌ، جس کا کوئی شیخ نہیں وہ بے دین ہے اور جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے“ (۵)۔ نیز حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ اور صوفیاء کرام کا فرمان ہے کہ ”مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُهُ الشَّيْطَانُ، جس کا کوئی استاد (پیر) نہیں اسکا شیطان پیشوا ہے“ (۶)۔

(۱) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، مشکوٰۃ ح ۴۹۹۸، مراٰۃ المناجیح ج ۷ ص ۶۴، بالفاظ متقاربہ ترمذی ج ۲ ح ۱۷۸۸ (۲) عن سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مسلم ج ۳ ح ۶۸۷۸، بخاری ج ۲ ح ۶۸۷، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل، ابن حبان ح ۶۱۱، بیہقی ح ۱۵۶۱۴، ابویعلیٰ ح ۱۰۳۳، معجم کبیر ح ۷۸۸، شعب الایمان ج ۵ ح ۷۰۶۵، مصنف ابن ابی شیبہ، مشکوٰۃ ح ۲۳۱۷ مراٰۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۸۸ (۳) عن سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۲ ح ۴۶۷۸، مشکوٰۃ ح ۳۵۰۴، مراٰۃ المناجیح ج ۵ ص ۳۸۹ جاء الحق ص ۳۵، بالفاظ متقاربہ بخاری ج ۳ ح ۱۹۳۶ (۴) اسرار حقیقی ص ۱۱۵ از خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ (۵) مراٰۃ المناجیح ج ۵ ص ۳۸۹ (۶) تفسیر روح البیان، ہدایت الانسان الی سبیل العرفان، مراٰۃ المناجیح ج ۵ ص ۳۸۹۔

کسے پیر ندارد پیر او چیست　　　　کہ پیر او بود ملعون ابلیست

اور پھر جوان اولیاء اللہ سے مخالفت کی ٹھان لے تو اسکے متعلق مالک کائنات ﷻ نے اعلان فرمادیا ہوا ہے کہ (حدیث قدسی) ''جو میرے ولی کے ساتھ دشمنی رکھے میں اُسکے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں''(۱)۔

ح7: تلاوتِ قرآن وحافظِ قرآن کی شان۔

قرآن کریم نہ صرف امت محمدیہ بلکہ دنیا بھر کے مذاہب واقوام کو ہر طرح کی راہنمائی فراہم کرتا ہے کوئی ایسا پہلو نہیں جس کا قرآن کریم میں تفصیلاً یا اجمالاً تذکرہ نہ ہو۔ آج مسلمان تو کجا کفار بھی قرآن کریم کی مدد سے جدید سائنسی علوم کی راہیں تلاش کر رہے ہیں اور دنیا ورطہ حیرت میں ہے کہ یہ کیسا احسن ترین کلام ہے کہ جو ہر زمانہ میں ہر طرح کے علم وفن کیلئے سیرابی کرتا ہے۔ اور یہ حیرت آج کی نہیں (حدیث) پیارے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیارے آقا کریم ﷺ کے دَورِ پُرانوار میں اپنے گھر مکہ پاک میں جب تلاوتِ کلامِ پاک کیا کرتے تھے اور کفار، ان کی عورتیں اور انکے بیٹے سنا کرتے تھے تو (اس کی حسن تلاوت اور بے مثل و بے مثال طرز تخاطب سن کر) حیران رہ جایا کرتے تھے اور آپ کی طرف دیکھتے رہ جاتے تھے''(۲)۔ ایسا کیوں کر نہ ہو جبکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے علی الاعلان فرمادیا کہ ''اللہ کریم ﷻ کا کلام دوسرے کلاموں سے اس طرح افضل ہے جیسے اللہ کریم ﷻ کو مخلوق پر فضیلت حاصل ہے''(۳)۔ اور تلاوت دلوں پر جو روحانی اثرات چھوڑتی تھی اس سے وہ سکتے کے عالم میں آجاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میری امت کی افضل عبادت قرآن کریم کی تلاوت ہے''(۴)۔ حتی کہ (حدیث) ''ایک آیت کی تلاوت کرنا آسمان کے نیچے کی ہر چیز سے افضل ہے''(۵)۔

یہ قرآن کریم جو نہ صرف دنیا میں ہر میدان میں راہنمائی کا سامان فراہم کرتا ہے بلکہ (حدیث) ''یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا''(۶)۔ اسلئے ڈراتے ہوئے تاکید فرمادی گئی کہ (حدیث) ''قرآن پڑھو اس سے پہلے کہ وہ اٹھالیا جائے

(۱) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مشکوۃ ح ۲۱۵۷، مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۳۴، فضائل صدقات ص ۱۸۲ (۲) بخاری ج ۱ ح ۴۵۹، شعب الایمان ج ۲ ح ۲۰۵۵، سیرۃ سید لولاک ﷺ ص ۵۴۶ (۳) عن ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ح ۸۳۷ شعب الایمان ج ۲ ح ۲۰۱۸ (۴) عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج ۲ ح ۲۰۲۵ (۵) عن علی رضی اللہ عنہ، کنز العمال ج ۱ ص ۴۶۹ (۶) عن ابو امامہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج ۱ ح ۱۷۷۱، دارمی ح ۳۳۶۱، مسند احمد ج ۵ ح ۲۲۲۰۰، ابن حبان ج ۱ ح ۱۱۶، حاکم ح ۲۰۷۱، بیہقی ح ۳۸۶۲، معجم کبیر ج ۸ ح ۷۵۴۲، معجم اوسط ج ۱ ح ۴۸، شعب الایمان ح ۱۹۸۰۔

کیونکہ قرآن کریم قیامت کے قریب اٹھالیا جائیگا حتی کہ اہل قرآن رات کو سوئیں گے اور جب صبح جاگیں گے تو ان کے سینوں سے بھی نکال لیا گیا ہوگا اور سینے ایسے خالی ہو جائیں گے کہ لوگ کہیں گے گویا کہ ہم کچھ جانتے ہی نہیں"(۱)۔

مالک کائنات ﷻ کا کتنا فضل وکرم ہے کہ وہ قرآن جس میں بے شمار علمی فائدے اور تسکینِ ذوق ہے اس کے پڑھنے پر اتنا اجر کھ دیا کہ (حدیث) "جس نے طہارت سے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اسے 10 نیکیاں ملیں گی اور 10 گناہ مٹادیئے جاتے ہیں اور 10 درجے بلند ہوتے ہیں اور جس نے بیٹھ کر قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کیلئے 50 نیکیاں اور 50 گناہ معاف اور 50 درجے بلند ہوتے ہیں۔ جس نے نماز میں کھڑے ہو کر تلاوتِ قرآن کی اُسے ہر حرف کے بدلے 100 نیکیاں اور 100 گناہ معاف اور 100 درجے بلند کئے جاتے ہیں" (۲)۔اور (حدیث) "جو قرآن کریم کو زور سے ظاہر کر کے پڑھے اسے ہر حرف کے بدلے 40 نیکیاں ملیں گی اور اگر بعض کو اعراب سے بعض کو لحن سے پڑھے تو ہر حرف کے بدلے 20 نیکیاں ہیں اور اگر کچھ بھی ظاہر نہ کرے بلکہ آہستہ پڑھے تو اسے ہر حرف کے بدلے 10 نیکیاں ملیں گی" (۳) نیز (حدیث) "جو قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھے اسے (دیکھنے اور پڑھنے کی دونوں نیکیاں ملاکر) 2000 نیکیاں جو زبانی پڑھے اُسے (صرف پڑھنے کی) 1000 نیکیاں ملیں گی (۴)۔اور پھر (حدیث) "جو قرآن ظاہر میں اور دیکھ کر پڑھے گا قیامت کے دن اسے ایک ایسا درخت عطاء کیا جائے گا کہ اگر ایک کوّا کا بچہ اس درخت کے ایک پتے کے نیچے سے پرواز کرے تو وہ بوڑھا ہو جائے گا مگر وہ پتا ختم نہیں ہوگا" (۵)۔اسی فضیلت واجر کے بارے ایک جگہ (حدیث) "آقا کریم ﷺ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر لوٹے تو وہاں تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیاں پائے"، ہم نے عرض کی "ہاں یارسول اللہ ﷺ" آپ ﷺ نے فرمایا "تو تین آیتیں جنہیں کوئی اپنی نماز میں پڑھ لے وہ اسے تین حاملہ موٹی اونٹنیوں سے بہتر ہیں" (۶)۔اور پھر (حدیث) "دو

(۱) قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۲۹ (۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۸۵، احیاء العلوم، فضائل قرآن (۳) عن عمر رضی اللہ عنہ، الحاوی للفتاوی سیوطی ج۱ص۵۶۴، شعب الایمان ج۲ ح۲۲۹۶ (۴) شعب الایمان ج۲ص۳۷۹ ح۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ابن ماجہ ص۹۷، ابوداؤد ج۱ص۱۹۶، ترمذی ج۲ص۱۱۹، مشکوۃ ج۳ ح۲۰۶۱، مرأۃ المناجیح ج۳ص۲۷۵ (۵) عن سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ، نسائی ج۳ ح۲۴۳۶، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۰۵ (۶) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم ج۱ ح۱۷۶۹، ابن ماجہ ج۲ ح۳۸۸۹، مسند امام احمد ح۹۱۴۱، سنن دارمی ح۳۳۱۴، مشکوۃ ج۳ ح۲۰۰۷، مرأۃ المناجیح ص۲۳۳۶، شعب الایمان ج۲ ح۱۹۳۴، ۲۲۳۲، فضائل قرآن۔

آدمیوں پر حسد نہ کرو (بلکہ رشک کرو) ایک وہ آدمی جسے اللہ کریم ﷻ قرآن کریم سے نوازے، پس وہ دن اور رات میں اسکی تلاوت میں مصروف رہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ کریم ﷻ مال عطا فرمائے اور وہ رات دن اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا رہے" (۱)۔ نیز حکم صرف تلاوت کرنے کا ہی نہیں بلکہ اس کے حسنِ لہجہ وتلفظ وادائیگی میں مہارت حاصل کرنے کے بارے (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "جو قرآن پڑھے اور اس میں مہارت حاصل کرے وہ معزز ہستیوں کے ساتھ ہوگا اور جو اس میں مشقت اٹھائے اس کیلئے دوگنا اجر ہے" (۲)۔ لہذا (حدیث) "جس نے جوانی میں قرآن کریم پڑھ لیا اللہ کریم ﷻ اسے اس کے خون اور گوشت میں پیوست کردے گا اور جس نے بڑی عمر میں پڑھا اور پھر اس کے ساتھ جڑا رہا تو اس کیلئے دہرا ثواب ہے" (۳)۔ پھر جب اس تگ ودو میں کامیاب ہوکر قرآن کریم مکمل پڑھ لے تو (حدیث) حضرت سیّدنا ابوعمرہ تابعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا "جب کوئی آدمی قرآن کریم ختم کرے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے" (۴)۔

گو قرآن کریم کو صرف پڑھ لینا ہی بڑے اجروثواب کا باعث ہے مگر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ "قرآن کریم واضح کرکے پڑھو اور اس کے عجائبات تلاش کرو" (۵) اور یہ عجائبات تب سمجھ میں آئیں گے جب اسے سمجھ سمجھ کر پڑھیں گے لہذا (حدیث) "تم میں افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے" (۶)۔ یہ کام کب تک کرنا ہے اس بارے (حدیث) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "قرآن کریم سیکھنے اور لوگوں کو سکھانے کے کام میں مشغول رہو جب تک کہ تمہیں موت نہ آجائے، اور اگر تمہیں اسی مشغولیت میں موت آگئی تو سمجھ لو کہ تمہاری قبر پر فرشتے اس طرح آئیں گے جس طرح مسلمان بیت اللہ کے حج کو جاتے ہیں" (۷)۔ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کی بہت تلاوت کرتے تھے (حدیث) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تو تلاوت کرتے کرتے قرآن کریم پھٹ ہی گیا تھا (۸)۔ اور اگر کسی وقت تلاوت نہ بھی کرنا ہوتی تو چونکہ (حدیث) "قرآن کریم کو دیکھنا عبادت ہے" (۹)۔ اس لئے زیارتِ قرآن

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوۃ المصابیح ص۱۸۴ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری، مسلم ج۱ ح۱۷۵۹، شرح السنۃ ج۴ ص۴۳۰، ترمذی ج۲ ح۸۱۵، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۴۰، مشکوۃ (۳) شعب الایمان ج۲ ح۱۹۵۰ تا ۱۹۵۲، حاکم، ابونعیم، عبدالرزاق، کنزالعمال ح۲۳۸۱ (۴) شعب الایمان ج۲ ح۲۰۷۴ (۵) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ص۳۹۵ ح۲۲۹۰ تا ۲۲۹۲، مشکوۃ ج۳ ح۵۰۵۹، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۲۷۴ (۶) عن علی رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۹۷، ترمذی ج۲ ح۸۲۰، ابوداؤد ج۱ ص۱۴۳۸، ابن ماجہ ج۱ ح۱۲۷، شعب الایمان ج۲ ح۱۹۳۱ (۷) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ملاعلی قاری ابن القاصح (۸) شعب الایمان ج۲ ح۲۲۲۳ (۹) شعب الایمان ج۲ ص۳۸۲ ح۲۲۳۸۔

کرتے رہتے کہ (حدیث) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کوئی دن ایسا نہیں جب میں قرآن کریم پر نظر نہ ڈالوں" (۱)۔ اور پھر اسی شوق کی انتہاء یہ ہوئی کہ جب شہادت ہوئی تو سامنے قرآن تھا۔ اور پھر اہلبیت اطہار کیطرف نظر ڈالیں تو کون ہے جسے یہ پتا نہیں کہ شہزادۂ کونین حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نیزہ کی نوک پر بھی قرآن کریم کی تلاوت کر کے اپنے نانا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سبق دے دیا کہ "جان جاتی ہے جائے تلاوت قرآن نہ چھوڑنا"۔ اور پھر زیارت قرآن کے اسی شوق میں (حدیث) حضرت عبداللہ بن مبارک تابعی علیہ الرحمۃ "کبھی کبھی صرف قرآن کریم کو پلٹتے اور دیکھ کر رکھ دیتے پڑھتے نہ تھے" (۲)۔

قرآن کریم کا کلام ایسا پیارا کلام ہے کہ جس کی مثال نہیں بلکہ پورا قرآن تو ایک طرف سارا جہان اس کی ایک آیت کی مثل نہیں لاسکتا اور نہ لا سکا۔ مشرکین اسکی بے سود کوشش کر بھی چکے ہیں اور ذرا سوچیئے جب یہ کلام پاک پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ادا ہوتا ہوگا تو کیا منظر ہوگا، اور اس پیارے رب کریم جل جلالہ کی انسیت و محبت و فریفتگی اور توجہ کا کیا عالم ہوگا۔ اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کریم جل جلالہ اتنی محبت و توجہ سے کسی اور چیز کو نہیں سنتا (یا اتنا اجر کسی اور چیز پر نہیں دیتا) جتنی محبت و توجہ سے (یا جتنا اجر) اپنے (پیارے محبوب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنے کو سنتا ہے" (۳)۔ اسی کمال محبت کا اثر تھا کہ جب کبھی پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ترویج و اشاعت دین اور کفار کی ہدایت اور ان کی تکالیف کے دفاع میں مصروف ہو جاتے اور تلاوت قرآن وقتی طور پر نہ فرما پاتے تو یہ لمحات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کریم جل جلالہ کو گویا بھاری لگتے اور بار بار حکم ہوتا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سریلی آواز میں تلاوت فرمایئے اسی لئے (حدیث) "اللہ کریم جل جلالہ نے کسی چیز کا اتنا حکم نہ دیا جتنا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنے کا دیا" (۴)۔ اور پھر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن سننے کی یہ سنتِ الٰہی اتنی پسند تھی کہ (حدیث) "حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ میرے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کرو" عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوتِ قرآن کروں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم اترا ہے؟ (گویا آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری کیا مجال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) شعب الایمان ج۲ ح۲۲۲۳ (۲) شعب الایمان ج۲ ص۳۸۲ ح۲۲۳۸ (۳) عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۱۶، نسائی ح۱۰۰۶، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۵۹ اللفظ لہٗ مسلم ج۱ ح۱۷۴۴، بیہقی ج۲ ح۲۲۲۵۶، ترغیب ج۳ ص۱۷۹ (۴) عن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح۲۰۸۷، مرأۃ المناجیح ج۳ ص۲۸۸۔

کو وہ قرآن سناؤں جو آپ ﷺ ہی پر اترا ہے)" تو آپ ﷺ نے فرمایا "بیشک میں چاہتا ہوں کہ اسے (سنتِ رب کریم جل جلالہ میں) دوسرے سے سنوں" تو راوی نے فرمایا "میں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی (اس دوران) جب میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے" (۱)۔ پیارے اللہ کریم جل جلالہ کی اسی پسندیدگی کو جو اسے خوش الحانی سے ہے (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "ہر چیز کا زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور خوش الحانی سے تلاوت کرنا ہے" (۲)۔ اسلئے حکم فرمایا کہ (حدیث) "قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے خوشنما بناؤ" (۳)۔ اور (حدیث) حضرت سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "قرآن کریم کو اچھی آواز اور لحن میں پڑھنا سیکھو جیسے قرآن کو سیکھتے ہو" (۴)۔ اور پھر اس فرمان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے (حدیث) "جو قرآن کریم خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں" (۵)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حکم کی بھرپور کوشش کرتے تھے اسی لئے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس میں کمال مہارت حاصل کرلی تھی جن میں حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہترین آواز والے قاری القرآن تھے کہ جن کی خوبصورت آواز سن کر (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "بیشک اللہ کریم جل جلالہ نے انہیں حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام کی سریلی آواز کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے" (۶) اسی طرح (حدیث) حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن حضرت سیّدنا سالم رضی اللہ عنہ کی تلاوت کی آواز سنی تو آقا کریم ﷺ کو بتایا کہ اس جیسی قرأت کی آواز میں نے آج تک نہیں سنی"۔ آقا کریم ﷺ بھی سننے کیلئے کھڑے ہوگئے اور تلاوت سن کر فرمایا "یہ سالم رضی اللہ عنہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، اللہ کریم جل جلالہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسا خوبصورت قرآن پڑھنے والا شخص پیدا فرمایا" (۷)۔ ایسے ہی (حدیث) "حضرت سیّدنا وکیع تابعی علیہ الرحمۃ اور حضرت سیّدنا ابن عیینہ تابعی علیہ الرحمۃ خوش الحانی سے تلاوتِ قرآن کیا کرتے تھے" (۸)۔

تلاوتِ قرآن کریم کی روح یہ ہے کہ اس کا اثر دل پر ایسا ہو کہ رونا آجائے جیسے پیارے

(۱) بخاری، مسلم ج۱ ح۱۷۶۶، شعب الایمان ج۲ ح۵۰۵۲ (۲) مصنف عبدالرزاق (۳) عن سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۵۴، سنن نسائی ج۱ ح۱۰۰۴، ابن ماجہ ج۱ ح۱۳۹۸، مسند امام احمد، دارمی، شعب الایمان ج۲ ح۲۱۴۹، مشکوٰۃ ح۲۰۹۳، ۲۱۰۲، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۲۹۲، ترغیب والترہیب ج۱ ص۶۰۷ ح۱۱۵۶، ابن حبان، مستدرک حاکم (۴) شعب الایمان ج۲ ح۲۳۰۱ (۵) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بخاری ج۳ ح۴۷۲۳، ابن ماجہ ج۱ ح۱۳۹۳، ابوداؤد، بیہقی سنن صغریٰ ج۱ ح۱۰۲۶، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۵۱، مشکوٰۃ ح۲۰۸۸، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۲۸۸ (۶) بخاری ج۳ ح۴۴، نسائی ج۱ ح۱۰۰۹، مسلم ج۱ ح۱۷۴۹، ابن ماجہ ج۱ ص۱۳۹۷، شعب الایمان ج۲ ح۲۱۴۹ (۷) ابن ماجہ ج۱ ح۱۳۹۴، شعب الایمان ج۲ ح۲۱۴۸ (۸) ابوداؤد ج۱ ح۱۴۵۸۔

آقا کریم ﷺ کو آجاتا تھا اور جیسے (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جب قرآن کریم پڑھتے تو اپنے آنسوؤں کو نہیں روک سکتے تھے کیونکہ آپ بہت رونے والے آدمی تھے'' (۱)۔ اسی طرح (حدیث) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کوئی ڈرانے والی آیت پڑھتے تو رو پڑتے اور اتنا اثر لے لیتے کہ اپنے گھر میں ایک ایک دو دو دن تک پڑے رہتے یہاں تک کہ لوگ انہیں بیمار سمجھ کر انکی عیادت کیلئے آتے'' (۲)۔ انکے رونے کا منظر ایک دن حضرت سیّدنا علقمہ بن وقاص تابعی علیہ الرحمۃ نے دیکھا (حدیث) وہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز عشاء پڑھی انہوں نے سورۃ یوسف کی قرأت کی اور رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ہچکی بندھ گئی اور میں نے ان کی آواز سنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا'' (۳)۔ ایسے ہی (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کریم کو حرف حرف کر کے واضح پڑھتے اور بہت زیادہ روتے یہاں تک کہ ان کی ہچکیاں بندھ جاتیں'' (۴)۔ نیز (حدیث) ''حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب تلاوت فرماتے تو رو پڑتے تھے'' (۵)۔ المختصر (حدیث) ''حضرت سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم سنتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور جلد پر کپکپی آ جاتی تھی'' (۶) ایسا ہو بھی کیوں نہ جبکہ (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرما دیا تھا کہ ''قرآن کریم درد و غم کے ساتھ اترا تھا جب اسے پڑھو تو رویا کرو، اگر تم رونہ سکو تو رونے والی صورت بنالو'' (۷)۔ اور آقا کریم ﷺ کی پیروی کے بارے (حدیث) ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ کے ہر نئے عمل میں آپ ﷺ کی پیروی کرتے تھے'' (۸)۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تلاوت کریں اور روئیں نہیں۔

ایک کرم خاص اور بڑے نصیبے کی بات ہے کہ ایک دن (حدیث) ''آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''اے ابی! مجھے اللہ کریم جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھاؤں اور میں تیرے سامنے قرآن پڑھوں''۔ انہوں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ کریم جل جلالہ نے میرا نام لے کر

(۱) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۵۵ (۲) عن سیّدنا حسن بصری تابعی علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۵۶ (۳) شعب الایمان ج۲ ح۲۰۵۸ (۴) عن سیّدنا ابن ابی ملیکہ تابعی علیہ الرحمۃ، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۶۱ (۵) عن سیّدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج۲ ح۲۰۶۰ (۶) عن سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۶۲ (۷) عن سیّدنا عبدالرحمٰن بن سائب رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۱ ح۱۳۹۳، شعب الایمان ج۲ ح۲۰۵۱، ترغیب والترہیب ج۳ ص۱۱۸ (۸) مسلم ج۲ ح۲۵۰۰۔

آپ ﷺ سے یہ ارشاد فرمایا ہے؟''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں''۔ پھر حضرت سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ کیا رب العالمین جل جلالہ کے ہاں میرا ذکر ہوا ہے؟''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں''۔ اس پر حضرت سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے'' (۱)۔ گویا (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ ''اے اہل قرآن (حفاظِ کرام)! بیشک آسمان والے (فرشتے) اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں تمہارا ذکر کرتے ہیں'' (۲)۔ صرف ذکر ہی نہیں کرتے بلکہ خوبصورت تلاوت کرنے کی آواز سننے کیلئے اُمڈ آتے ہیں جیسے (حدیث) ''حضرت سیّدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رات کو سورۃ بقرہ (یا کوئی دوسری سورۃ) پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا تھا کہ وہ بدکنے لگا۔ وہ تلاوت سے خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ انہوں نے پھر پڑھا تو گھوڑا پھر کودا آپ نے قرأت بند کردی کہ ان کا ننھا بیٹا یحیی گھوڑے کے قریب تھا آپ ڈرے کہ گھوڑا اس تک نہ پہنچ جائے جب انہوں نے یحیی کو ہٹادیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا دیکھا کہ وہ شامیانہ کی طرح ہے جس میں چراغ جیسا کچھ چمکتا تھا، جب صبح ہوئی تو آقا کریم ﷺ سے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے'' عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میں ڈرا کہ گھوڑا یحیی کو روند نہ دے کیونکہ وہ اس کے قریب ہی تھے، اور مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا تو شامیانہ سا تھا جس میں چراغ جیسی چیزیں لٹکی تھیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جانتے ہو وہ کیا تھا؟''۔ عرض کی ''نہیں یارسول اللہ ﷺ''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز سننے کیلئے آئے تھے، اگر تم پڑھتے رہتے فرشتے اسطرح صبح تک رہتے اور لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور وہ فرشتے تم سے نہ چھپتے'' (۳)۔ اس سے معلوم ہوا کہ (حدیث) ''جس گھر میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے اس کو اہل آسمان ایسے دیکھتے ہیں جیسے اہل زمیں ستاروں کو دیکھتے ہیں'' (۴)۔

قرآن کریم حفظ کرنا کوئی معمولی سعادت نہیں بلکہ یہ بڑے کرم کی بات ہے جس کی شان کے بارے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے اشراف اور باعزت لوگ قرآن کے حامل (حافظ قرآن) لوگ ہیں'' (۵) پس (حدیث) ''جس نے اس کی عزت کی پس

(۱) بخاری، مسلم ج۱ح ۱۷۶۲، ترمذی، شعب الایمان ج۲ص ۳۷۶ح ۲۲۰۳، ۲۲۰۴ (۲) کنزالعمال ج۱ص ۵۱۷ (۳) بخاری ج۳ح ۱۰، مسلم ج۱ح ۱۷۵۳، ۱۷۵۶، ترمذی ح ۲۳۸۵، مسند امام احمد بن حنبل ح ۱۱۷۸۳، ابن حبان ح ۷۷۹، مستدرک حاکم ح ۲۰۳۴، معجم کبیر ح ۵۶۱، خصائص کبریٰ ج۲ص ۲۶۹، مشکوۃ ج۳ح ۲۰۱۲، مرآۃ المناجیح ج۳ص ۲۴۰، شعب الایمان ج۲ح ۱۹۷۷ (۴) عن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا شعب الایمان ج۲ح ۱۹۸۲، کنزالعمال ح ۲۲۹۱ (۵) عن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، شعب الایمان ج۲ح ۲۷۰۳۔

اس نے اللہ کریم جل جلالہٗ کی عزت کی، جس نے اس سے دشمنی کی تو اس پر اللہ کریم جل جلالہٗ کی لعنت ہو" (۱) اور (حدیث) "حافظ قرآن کی عزت کرو پس جس نے اُس کی عزت کی اُس نے میری عزت کی" (۲)۔ لہٰذا اللہ کریم جل جلالہٗ اور آقا کریم ﷺ کی خاص کرم نوازی کی بدولت (حدیث) "لوگوں میں سب سے زیادہ غنی حافظ قرآن ہے جسے اللہ کریم جل جلالہٗ نے اس سعادت سے نوازا" (۳)۔ اسلئے (حدیث) "جو قرآن کریم سے مالامال ہو گیا اسے کوئی فقر نہیں اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی غنی ہے" (۴)۔ کیونکہ قرآن کریم منبع و علم و عرفان ہے لہٰذا (حدیث) "جس نے پورا قرآن کریم سیکھا اس نے پورا علم نبوت سیکھا" (۵)۔ اور (حدیث) "حاملِ قرآن (حافظ قرآن) کی دعا مقبول ہے" (۶)

(حدیث) "اگر قرآن کریم کھال میں رکھ دیا جائے پھر اُسے آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ کھال نہ جلے گی" (۷)۔ جبکہ یہ ابھی کھال ہے اور اس انسان کو کیسے جلائے گی جس کے سینے میں قرآن ہو۔ اسی لئے (حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کریم ایسے بندے کو عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن کو محفوظ کیا یا یاد کیا" (۸)۔ اس لئے جب حافظ قرآن دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اللہ کریم جل جلالہٗ زمین کو حکم فرماتا ہے کہ اس کے گوشت کو مت کھانا، وہ عرض کرتی ہے "الٰہی میں اس کے گوشت کو کیسے کھا سکتی ہوں جب کہ تیرا کلام اس کے سینے میں ہے" (۹)۔ اور اللہ کریم جل جلالہٗ جو شان روزِ محشر حافظِ قرآن کو عطاء فرمائے گا اس بارے (حدیث) "قیامت کے دن اعلان ہوگا کہ ہر کھیتی کرنے والے کو اس کی کھیتی کا بدلہ ملتا ہے اور زیادہ بھی دیا جاتا ہے سوائے اہل قرآن اور اہل صیام (روزہ دار) کے کہ ان لوگوں کو بغیر حساب کے عطا کیا جائے گا" (۱۰)۔ اور (حدیث) "تین ایسے خوش نصیب ہوں گے جنہیں قیامت کی ہولناکیاں پریشان نہ کریں گی اور نہ ان سے حساب لیا جائے گا وہ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے یہاں تک اللہ کریم مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا ایک وہ آدمی جس نے اللہ کریم جل جلالہٗ کی رضا کے لیے قرآن کریم پڑھا اور پھر اس سے قوم کی امامت کروائی اور قوم اس سے خوش ہو گئی اور دوسرا جس نے اللہ کریم جل جلالہٗ کی رضا کی

(۱) کنز العمال ج ۱ص ۵۱۵ (۲) کنز العمال ج ۱ص ۵۱۲ (۳) ابن عساکر، کنز العمال ج ۱ص ۵۱۰ (۴) مسند ابو یعلیٰ (۵) عن سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ، مستدرک حاکم، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ح ۵۵۴، شعب الایمان ج ۲ح ۱۹۹۴ (۶) عن سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ، کنز العمال ج ۱ص ۵۴۸، مسند الفردوس دیلمی (۷) خصائص کبریٰ ج ۱ص ۲۸۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۶، سنن دارمی، شعب الایمان ج ۲ح ۲۷۰۰، احیاء العلوم (۸) شرح السنہ بغوی، کنز العمال ج ۱ص ۵۲۱ (۹) الفردوس سیوطی ج ۱ح ۱۱۱۲ (۱۰) قال سیّدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ شعب الایمان ج ۲ح ۲۷۰۱۔

خاطر (اذان دے کر) لوگوں کو نماز کے لئے بلایا تیسرا وہ غلام جس نے اپنے اور اپنے مالک اور اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کے درمیان معاملات کو عمدگی سے نبھایا" (۱)۔ اور پھر (حدیث) "قیامت کے دن قرآن ایک تھکے ماندے شخص کی شکل میں آئے گا اور حافظ قرآن سے کہے گا کہ میں نے ہی تجھے رات کو جگائے رکھا اور دن کو پیاسا رکھا تھا" (۲)۔ پھر (حدیث) "قرآن کریم اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سے کہے گا کہ "اے رب کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اسے جوڑا پہنا" چنانچہ اسے عزت کا تاج پہنایا جائے گا، پھر عرض کرے گا "اے رب کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اسے مزید پہنا" پھر اسے عزت کا جوڑا پہنایا جائیگا، پھر قرآن عرض کرے گا "اے رب کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اس سے راضی ہوجا" تو اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اس سے راضی ہوجائے گا اور اسے کہا جائیگا کہ "پڑھتا جا اور ترقی کی منازل طے کرتا جا، ہر آیت کے بدلے اسکی نیکی بڑھائی جائے گی!" (۳)۔ نیز (حدیث) "روزِ محشر قرآن حافظ قرآن کی شفاعت کرے گا اور کہے گا "اے میرے رب! میں نے اس کو راحت میں نیند کرنے سے روک دیا تھا لہذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما" تو اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا" (۴)۔ اتنا ہی نہیں بلکہ (حدیث) "جس نے قرآن پڑھا اور اُس کو یاد کیا پھر اُسکے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام سمجھا تو اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اُسکو اُس کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا اور اُس کی شفاعت اُس کے گھر کے ایسے 10 افراد کے حق میں قبول فرمائے گا جن کیلئے جہنم لازم ہوچکی تھی" (۵)۔ سبحان اللہ۔ اور (حدیث) "جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے روزِ محشر اس کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے زیادہ ہوگی" (۶)۔ اور (حدیث) "اس کے والدین کو ایسی قیمتی پوشاکیں پہنائی جائیں گی جس سے اہل دنیا دنگ رہ جائیں گے" (۷)۔ نیز (حدیث) "جس نے قرآن پڑھا اور اسے سیکھا اور اس پر عمل کیا اسے قیامت کے دن نور کا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی چاند کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو جوڑے پہنائے جائیں گے جن کا معاوضہ ساری دنیا کا مال و متاع بھی نہیں ہوسکتا" (۸)۔ اور خود اس کے اپنے درجہ کا یہ عالم ہوگا کہ (حدیث) "قرآن کریم پڑھنے والے سے

(۱) طبرانی معجم اوسط (۲) عن سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ج۲ ح۳۸۸۸ (۳) عن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی ج۲ ح۸۲۲، کنز العمال ج۱ ص۵۴۰ (۴) عن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، شعب الایمان ج۲ ح1995 (۵) عن سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ ح۲۲۲، شعب الایمان ج۲ ح۱۹۴۶، مسند امام احمد، دارمی، ترمذی ج۲ ح۸۱۶، ترغیب والترہیب ج۱ ح۱۱۳۸، مشکوٰۃ ص۱۸۷ ح۲۰۳۶، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۲۶۲ (۶) عن معاذ جہنی رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج۱ ح۱۴۳۹، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ج۳ ح۲۰۲۴، مرآۃ المناجیح ج۳ ص۲۶۱، شعب الایمان ج۲ ح۱۹۴۸، مستدرک حاکم ج۱، ترغیب، شرح السنہ بغوی ج۴ ص۲۳۶ (۷) شعب الایمان ج۲ ح۱۹۹۰ تا ۱۹۹۳ (۸) کنز العمال ج۱ ص۳۳۷، مستدرک حاکم۔

کہا جائیگا کہ قرآن کریم پڑھتا جا اور جنت میں اوپر چڑھتا جا اس ترتیل سے جیسے دنیا میں پڑھتا تھا، تیرا ٹھکانہ وہ ہے جہاں تُو آخری آیت تلاوت کرے گا" (۱)۔

حضرت مسلم بن ابید سخار علیہ الرحمۃ کے والد نے کہا کہ ہم لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک سمندر میں طغیانی آ گئی۔ ہر انسان کو اپنے جان کو خطرہ پڑ گیا۔ ہمارے ساتھ ایک دیہاتی شخص تھا وہ اٹھا اور جہاز سے قرآن کریم اٹھایا جو اس میں ایک جگہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ قرآن کریم لیا اور کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر لئے اور کہا "یا اللہ کریم جل جلالہ، میرے مولا کریم جل جلالہ! کیا آپ ہمیں غرق کریں گے حالانکہ تیرا کلام بھی ہمارے ساتھ ہے" بس یہ کہنا تھا کہ طغیانی ختم گئی اور سب خیریت سے منزل پر پہنچ گئے (۲)۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے شہر سرہند میں دو حافظ قرآن رہتے تھے۔ ایک کا نام سیّد عبد اللہ علیہ الرحمۃ تھا۔ تلاوت کے شوق میں شہر سے باہر بیابان میں ایک طرف اپنی کٹیا بسالی اور ایک دوسرے سے قرآن سننے سنانے میں مصروف رہنے لگے۔ ایک دن دنیا و مافیھا سے بے خبر قرآن کریم کی تلاوت کے مقدس شغل میں مصروف تھے کہ اس بیابان میں ایک طرف سے گرد اڑتی نظر آئی جب گرد تھمی تو دیکھا کہ حسین و جمیل نورانی چہرہ عربی لوگ ہیں جو سفید ابلقی گھوڑوں پر سوار ہیں۔ وہ قریب آ کر رک گئے ان کے آگے ان کے ایک سردار تھے جن کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ چہرے پر نظر نہ ٹکتی تھی۔ کچھ دیر وہ سب تلاوت قرآن سنتے رہے پھر سردار نے فرمایا "اے قرآن کے قاریو! تم نے قرآن کریم کا حق ادا کر دیا"۔ کہہ کر وہ پیارا قافلہ رخصت ہو گیا۔ دونوں حافظ ایک دوسرے سے ان کی آمد اور ان کے حسن و جمال کا ذکر کر کے ایک دوسرے سے کہتے رہے کہ یہ کوئی عام لوگ نہ تھے مگر کیا عجب کہ ہم اپنے حواس پر قابو نہ رکھ سکے اور ان کے ادب میں کھڑے نہ ہوئے اور نہ ان سے گفتگو کی، جو سروران کے قریب رہنے میں ملا وہ زندگی بھر میسر نہیں آیا۔ ابھی وہ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور گھڑ سوار انہیں کی طرح کا آ گیا۔ اور فرمایا "اے قرآن کے قاریو! یہاں پیارے آقا کریم ﷺ تو تشریف نہیں لائے تھے، اگر تشریف لائے تھے تو وہ اب کس طرف گئے

(۱) عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ترمذی ج ۲ ح ۸۲۶، ابوداؤد ج ۱ ح ۱۴۵۰، ابن ماجہ ج ۲ ح ۳۸۸۷، مسند امام احمد ج ۲ ح ۶۷۹۹، نسائی، مشکوۃ ج ۳ ح ۲۰۲۹، مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۲۵۶، ابن حبان ج ۳ ح ۷۶۶، شعب الایمان ج ۲ ح ۱۹۹۴ تا ۱۹۹۸، حاکم ج ۱ ح ۲۰۳۰، ابن ابی شیبہ ج ۶ ح ۳۰۵۶۲، بیہقی سنن صغری ج ۱ ح ۱۰۳۰، مستدرک حاکم، ترغیب والترہیب (۲) شعب الایمان ج ۲ ص ۳۸۲ ح ۲۲۳۶۔

ہیں؟"۔اب حفاظ کا یہ سننا تھا کہ ان سے پاؤں تلے سے گویا زمین نکل گئی، زاروقطار رونے لگے اور جلدی سے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑلی کہ ہمارے جان سے پیارے آقا کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم قدم بوسی نہ کر سکے نہ جی بھر کے دیدار کر سکے۔اور کہنے لگے "اے گھڑسوار آپ بھی کوئی عام شخص نہیں لگتے ہیں، بتائیں آپ کون ہیں؟"۔وہ فرمانے لگے "میں آقا کریم ورحیم ﷺ کا صحابی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں۔اس رات پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ صبح سرہند کے قاریوں کا قرآن سننے چلیں گے تم بھی ساتھ جانا، اور پھر صبح آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کیلئے بھیج دیا، اب میں اس کام سے فارغ ہو کر آیا ہوں جبکہ آپ سرکار کریم ﷺ روانہ ہو چکے تھے"۔یہ فرمایا اور حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور رخصت ہو گئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس صحراء میں کئی دن تک بھینی بھینی خوشبو مہکتی رہی (۱)۔سبحان اللہ۔سبحان اللہ۔سبحان اللہ۔

آخر میں ایسے حفاظ کرام جو پڑھ کر بھول جانے کے عذر میں مبتلاء ہوں ان کیلئے حضرت سیّدنا مغیرہ بن سبیع تابعی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ایک تحفہ کہ "جو شخص سوتے وقت سورۃ البقرۃ کی یہ آیات پڑھ لیا کرے وہ قرآن کریم کو نہیں بھولے گا۔ 1۔والھکم الہ واحد لاالہ الاھو الرحمن الرحیم۔ 2۔آیت الکرسی۔ 3۔سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات" (۲)۔

ح 8۔ مُسَیلمہ کذاب:

(حدیث) پیارے آقا کریم ﷺ نے فرمایا "قیامت قائم ہونے سے پہلے (نبوت کا دعوٰی کرنے والے) 30 جھوٹے دجال آئیں گے ان میں ہر ایک یہ دعوٰی کریگا کہ وہ اللہ کریم جل جلالہ کا نبی ہے" (۳) ایک جگہ آپ ﷺ نے وضاحت سے اس لعین کا نام لے کر آگاہ فرمایا کہ (حدیث) "اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک 30 جھوٹے (کذاب) نہ آجائیں ان جھوٹوں میں مسیلمہ، عنسی اور مختار نام کے آدمی ہوں گے" (۴)۔اس فرمان پاک میں آقا کریم ﷺ نے جس بدبخت نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کا ذکر فرمایا وہ قبیلہ بنی حنیفہ کا فرد اور یمامہ کا رہنے والا تھا۔یمامہ ایک سرسبز شہر ہے جو مدینہ پاک سے 16 منزل (تقریبا 500 کلومیٹر) دور واقع ہے۔ یہ شہر "یمامہ" نامی عورت کے نام پر رکھا گیا تھا۔

(۱) انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۲) شعب الایمان ج ۲ ح ۲۴۱۳ (۳) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، مسلم، خصائص کبرٰی ج ۲ ص ۳۸۲ (۴) عن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ابویعلیٰ، بزار، طبرانی، بیہقی، خصائص کبرٰی ج ۲ ص ۳۸۳۔

مسیلمہ کذاب بہت بوڑھا، انتہائی مکّار اور حیلہ ساز شخص تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس معاذ اللہ ایک فرشتہ وحی لے کر آتا ہے جس کا نام ''رحمٰن'' ہے اسلئے لوگ اسے ''رحمٰن الیمامہ'' کہتے تھے۔ یہ دسویں ہجری میں 17 افراد پر مشتمل وفد بنی حنیفہ کے ساتھ مدینہ پاک آیا اس کی قوم مسلمان ہوگئی بظاہر یہ بھی مسلمان ہوگیا مگر کہتا تھا کہ اگر محمد (ﷺ) حکومت میرے سپرد کریں اور مجھے نبوت میں شریک کریں اور اپنا جانشیں بنالیں تو میں ان کی متابعت کروں گا ورنہ نہیں۔ جب آقا کریم ﷺ نے سنا تو آپ ﷺ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثل حضرت سیّدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُس کی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی اور اس کے پاس جا کر فرمایا ''اگر تُو مجھ سے یہ لکڑی کی شاخ بھی طلب کرے تو مَیں نہ دُوں گا، مَیں اللہ کریم جل جلالہ کی تقدیر سے تجاوز نہیں کرسکتا اگر تُو میرے بعد زندہ رہا تو خدا تجھے ہلاک کرے گا''۔ یہ مرُدود واپس یمامہ آ کر مرتد ہوگیا اور جب آقا کریم ﷺ کی طبیعت علیل ہوئی تب سے اس فتنہ نے کروٹ لینی شروع کی اور پھر پیارے آقا کریم ﷺ کے وصال کے بعد اس نے نبوت کا اعلان کردیا اور شراب نوشی، اور زنا کاری کو جائز قرار دے دیا اور اور نماز معاف کردی۔ اس کی شعبدہ بازی، ملمع سازی اور گمراہی یہاں تک پہنچی کہ ایک لاکھ سے زیادہ جُہلاء اس ملعون کے چکّر میں آ گئے اور اس پر ایمان لے آئے، یہ بڑا جادوگر اور کمال استدراجی طاقت رکھتا تھا۔ اس نے ہی سب سے پہلے انڈے کو تنگ منہ والی بوتل میں ڈالنے کا شعبدہ کیا۔ یہ جو عمل کرتا اُس کا الٹ ہوجاتا۔ پیارے آقا کریم ﷺ کی نقل کرتے ہوئے برکت کیلئے کنؤیں میں کلی پھینکی تو کنؤیں کا سارا پانی نجاست سے خراب اور نمکین ہوگیا اور پھر جس نخلستان میں یہ پانی گیا وہاں برکت پڑنے کی بجائے وہ بالکل خشک ہوگیا۔ زمین پر برکت کیلئے تھوک ڈالا تو زمین شور اور کلر زدہ ہوگئی۔ جس بچّے کے سَر پر ہاتھ رکھتا وہ مستقل گنجا ہوجاتا۔ جس کی تالو پر انگلی رکھتا وہ گونگا ہوجاتا۔ ایک شخص کے دو بیٹوں کیلئے دعاء کی تو ایک کو بھیڑیئے نے چیر پھاڑا دوسرا کنؤیں میں گر گیا۔ آنکھوں میں درد والے کی آنکھوں پر منحوس ہاتھ رکھا تو وہ دائمی اندھا ہوگیا(۱)۔

اس نے اسی دور میں قبیلہ بنی یربوع کی نبوت کی ایک جھوٹی دعویدار عورت ''سجاح بنت حارث'' سے نکاح کیا اور حق مہر کے طور پر اپنی جھوٹی نبوت میں سے نصف یمامہ کی نبوت و حکمرانی

(۱) بخاری ج ۲ ح ۱۵۰۱، الوفاء ص ۸۰۷، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۴، سیرت حلبیہ ج ۶ ص ۱۸۳، سیرت سیّد لولاک ﷺ ص ۵۱۳، جلوۂ جاناں ج ۲ ص ۱۰۵، معارج النبوت ج ۳ ص ۲۷۴، تاریخ الدشیر ج ۲، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۸۷۔

دی اور اس کی امت پر معاذ اللہ صبح اور عشاء کی نمازیں معاف کر دیں (۱)۔

آخر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سر براہی میں 20 یا 24 ہزار کا لشکر اسکی سر کوبی کیلئے بھیجا، وہ خبیث 40 ہزار جنگجو مقابلے میں لے آیا۔ بڑی شدید جنگ ہوئی، شروع میں مسلمانوں کے پاؤں ڈگمگائے پھر فتح ہوئی مسیلمہ ملعون اپنے ایک باغ "حدیقۃ الرحمٰن" میں جا چھپا جسے وہیں مسلمانوں کی ایک جماعت نے جا لیا آخر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے حربہ پھینکا جو اُس مرُدود کے سینے کو پار کر گیا اور ایک انصاری نے تلوار مار کر باقی کام تمام کر دیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے "یہ حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے خون کا کفارہ ہے" اور "اگر میرے ہاتھ سے نادانی میں بہترین شخص کا قتل ہوا تو اسلام لانے کے بعد ایک بدترین شخص بھی قتل ہوا"۔ اس جنگ میں 1200 مسلمان شہید ہوئے جن میں 700 حافظ و قاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے (۲)۔

ح9۔ شیطان:

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ (حدیث) "ابلیس (شیطان) جنّوں میں سے ایک جنّ تھا" (۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنّات کا مورث اعلیٰ "سوما" نامی جن تھا جس کا لقب "جانّ" تھا جو زمین پر سب سے پہلے پیدا کیا گیا ابو عیسیٰ اصفہانی علیہ الرحمۃ کے مطابق اس کا نام "طارنوس" تھا، چنانچہ جنّات بڑھتے بڑھتے "بز۔ طِم۔ رَم۔ جَس۔ بَس" نامی نسلوں میں روئے زمین پر پھیل گئے۔ تو اللہ کریم جل جلالہ نے ان کو اتباع شریعت کا پابند ٹھہرایا۔ چنانچہ ان کی زندگی شریعت کے تابع رہ کر بڑے عیش و آرام میں گزرتی رہی حتیٰ کہ ایک دورِ ثوابت گزر گیا جو کہ 63 ہزار سال، 25 ہزار 200 سال یا 24 ہزار سال کا تھا۔ پھر جنّوں نے اپنی فطری جبلّت (Natural Instinct) کے پیشِ نظر ظلم و نافرمانی اور سرکشی شروع کر دی جنہیں مختلف سزاؤں بلاؤں سے ہلاک کر دیا گیا اور جو راہِ ہدایت پر تھے وہ محفوظ رہے۔ پھر اُن کی نسل بڑھی تو اللہ کریم جل جلالہ نے راہنمائی کیلئے اُن میں سے "حلیانیس" نامی جن کو اُن کا سردار مقرر فرمایا۔ یوں دوسرا دورِ ثوابت گزر گیا۔ پھر جب ان کی بے راہ روی بڑھی تو "بلہقات" جن کو حاکم مقرر کیا گیا اور ظالموں کی تباہی ہوئی، اس طرح تیسرا دورِ ثوابت بھی بیت گیا اور نئی نسل کی راہنمائی کیلئے "ہاموس" کو حکمران تعینات کیا گیا مگر جنّوں نے پھر سرکشی کی اور گمراہ ہلاک کر دیئے گئے یوں چوتھا دورِ ثوابت گزر گیا۔ ہاموس کی وفات کے بعد جب زمین پر ظلم اور فتنے

(۱) مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۹۳، سیرت سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۵ (۲) مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۰۸، معارج النبوت ج ۳ ص ۳۷۴، مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۸۸، سیرت سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۳ (۳) سورۃ کہف، ۵۰۔

پھیلے تو اللہ کریم ﷻ نے اُنہیں سزا دینے کیلئے فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے بعض کو ہلاک کر دیا بعض کو گرفتار کر لیا اور کچھ جنگلوں و جزیروں میں منتشر ہو گئے (۱)۔

ان گرفتار شدگان میں ایک باصلاحیت جن "عزازیل" بھی تھا ایک روایت میں اس کا نام "الحارث" لکھا گیا ہے۔ اس کے باپ کا نام "حبلیث" جس کی شکل شیرِ جیسی تھی، ماں کا نام "نبلیت" جس کی شکل بھیڑیئے کی سی تھی۔ جب اس پر لعنت بھیجی گئی تو اس کے بائیں پہلو سے اس کی بیوی "شیطانہ" پیدا کی گئی۔ شیطان نے اس سے جماع کیا تو وہ 31 انڈوں سے حاملہ ہوئی ہر انڈے سے 10 ہزار نر اور مادہ بچے پیدا ہوئے جو پہاڑ، جنگل، دریا، صحرا، قبرستان، گھر وغیرہ غرضیکہ دنیا بھر میں پھیل گئے۔ مختلف روایات کے مطابق شیطان کی معروف اولاد میں ایک مادہ "بیدخ" ہے۔ نر اولاد میں "مدحش" جو علماء پر مقرر ہے، "حدبث" جو نمازیوں پر مقرر ہے، "زَلیتُون" جو کاروبار کرنے والوں پر مقرر ہے۔ "بتر" یا "وثین" جو مصیبت میں بے صبری کروانے پر مقرر ہے۔ "منشوط" یا "مسوِّط" جو جھوٹ، چغلی، غیبت اور افواہوں وغیرہ پر مقرر ہے، "داسم" جو طلاق و زنا پر مقرر ہے۔ "اعور" جو چوری پر مقرر ہے۔ "مقوس" جو آتش پرستوں پر مقرر ہے۔ "ھمّاف" جو شرابیوں پر مقرر ہے، "مُرّہ" جو گانے باجے والوں پر مقرر ہے۔ "وَلھَان" جو وضوء میں خلل ڈالنے کیلئے مقرر ہے، "خِنزَب" جو نماز میں خلل ڈالتا ہے اور "اعوان" جو حکمرانوں پر مقرر ہے (۲)۔

فرشتے اس جن "عزازیل" کو آسمان پر لے گئے، عزازیل ایسا جن تھا جو زمین پر باقی ساری قوم سے الگ تھلگ ہو کر عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ اس نے ہزار ہا سال عبادت کی اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں اُس نے عبادت نہ کی ہو، اُسکی اس عبادت سے متاثر ہو کر فرشتے اُسکے درجات کی بلندی کی دعاء کیا کرتے تھے جو اسطرح منظور ہوئی کہ اللہ کریم ﷻ نے اُسے 2 زمردین پَر عطاء فرمائے جن سے اُڑ کر وہ آسمان و زمین پر آتا جاتا رہا چنانچہ اُسے پہلے، دوسرے، تیسرے آسمان پر ہزار ہزار سال عبادت کرنے کی بناء پر "زاہد" اور "عابد" اور "راکع" کا نام دیا گیا یوں ترقی کرتا ہوا ساتوں آسمانوں کو طے کر کے جنّت میں جا پہنچا۔ جہاں اُسے فرشتوں کا معلّم اور واعظ بنا دیا گیا جو کہ عرش مجید کے پائے کے نیچے زمرّدین کے تخت پر بیٹھ کر وعظ کیا کرتا تھا۔ اِدھر زمین پر جو جنات باقی رہ گئے تھے جب اُنکی نسل پھیلی اور سرکشی و نافرمانی میں مبتلاء ہوئے تو عزازیل

(۱) سیرت سید لولاک ﷺ، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۹۴ (۲) المنبہات للعسقلانی ص ۹۱، غنیۃ الطالبین ص ۳۰۶، مرآۃ المناجیح جلد ۱ ص ۸۴، سیرت سید لولاک ﷺ۔

اس پر پریشان رہنے لگا اور اللہ کریم ﷻ سے عرض کیا کہ اُسے انکی ہدایت وراہنمائی کیلئے زمین پر جانے کی اجازت دی جائے جو اُسے مل گئی۔ چنانچہ عزازیل زمین پر فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر مبلّغ بن کر رہنے لگا مگر قومِ جنّات باز نہ آئی۔ پھر عزازیل نے ایک جن ''سہلوطلیت بن بلاہت'' کو اپنا سفیر بنا کر جنوں کے پاس ہدایت کیلئے بھیجا مگر بجائے ہدایت پانے کے جنوں نے اُس کو شہید کر دیا۔ عزازیل نے کچھ اور بھی سفیر بھیجے مگر اُن سب کا بھی وہی حشر ہوا آخری سفیر جن ''یوسف بن یاسف'' بچ بچا کر واپس آ گیا اور سب خبر دی تو عزازیل نے فرشتوں کے ساتھ مل کر کثیر تعداد میں جنوں کو ہلاک کر دیا جبکہ کچھ منتشر ہو گئے۔

عزازیل کو درجات کی بلندی کی اُس وقت انتہاء ہو گئی جب اُسے زمین و آسمان اور دنیا کا سب سے اعلیٰ افسر قرار دے دیا گیا، ہر جگہ آنے جانے کی اجازت دے دی گئی اور جنّت کی چابیاں اُس کے سپرد کر دی گئیں۔ یوں عزازیل کبھی زمین پر عبادت کرتا اور کبھی آسمانوں پر۔ اور پھر اُسکے ابلیسی دماغ میں یہ خیال آ گیا کہ اب اللہ کریم ﷻ کے بعد وہ واحد مقتدرِ اعلیٰ ہے اور کل کو (نعوذ باللہ)۔ اگر اللہ کریم ﷻ کو کچھ ہو گیا تو اُس کا وارث و قائم مقام ہونے کا سب سے زیادہ اہل وہ ہو گا اور زمین و آسمان پر ہر جگہ بس اُسی کی بادشاہی ہو گی۔ اور تہیہ کر لیا کہ اگر اللہ کریم ﷻ نے میرے علاوہ کسی اور کو اپنا نائب بنایا تو مَیں ضرور اُس کی بھرپور مزاحمت کروں گا اور اُسے قبول نہیں کروں گا۔

اُن ہی دنوں فرشتوں نے لوحِ محفوظ پر یہ لکھا دیکھا کہ ''اللہ کریم ﷻ کا ایک معتبر بندہ عنقریب بارگاہ الٰہی سے پھٹکارا جائیگا جس پر ہمیشہ لعنت کی جایا کرے گی''۔ فرشتے افسردہ رہنے لگے، اس پر عزازیل نے کہا ''یہ بات مجھے بہت پہلے سے معلوم ہے مگر مَیں خاموش رہا کہ اس تحریر سے میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے''۔ فرشتوں نے کہا ''پھر بھی آپ دعاء کریں کہ اللہ کریم ﷻ ہمیں اس لعنت سے محفوظ رکھے''۔ چنانچہ عزازیل نے دعاء کی ''اَللّٰھُمَّ آمِنْھُم'' ''یاالٰہی اِن کو محفوظ رکھ'' اور اپنے اعلیٰ عہدہ کے تکبّر کی بنا پر اپنے لئے دعاء کرنا مناسب ہی نہ سمجھا۔ مگر دوسری طرف یہ کام کیا کہ جونہی وہ عبارت لوحِ محفوظ پر دیکھی اُسی دن عبادت انتہاء کر دی اور پھر سارا دن اُس پر لعنت بھیجتا رہا جسے اللہ ﷻ نے مردود قرار دینا تھا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک دن عزازیل نے اُس مردود کے بارے اللہ کریم ﷻ سے پوچھ لیا تو اللہ کریم ﷻ نے فرمایا ''عنقریب تُو اُسے دیکھے گا''، لیکن اُس نے کبھی اپنے اندر جھانک کر نہ دیکھا۔

اللہ کریم ﷻ نے ایک دن فرشتوں میں اعلان کیا کہ (القرآن) ''مَیں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں'' (۱)۔ فرشتوں نے جنّات کی سرکشی کو سامنے رکھتے ہوئے عرض کی (القرآن) ''یا اللہ کریم ﷻ کیا تُو ایسے لوگوں کو زمین پر اپنا نائب بنائیگا جو اس میں فساد پیدا کریں گے اور خون ریزی کریں گے؟'' (۲)۔ تو اللہ کریم ﷻ نے فرمایا (القرآن) ''جو مَیں جانتا ہوں تم نہیں جانتے'' (۳)۔ جبکہ اس ساری گفتگو میں عزازیل خاموش رہا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عزرائیل علیہ السلام کے ذریعے زمین کے 40 مقامات سے مٹی لے کر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا گیا۔ مختلف مقامات کی مٹی کا فرق آج بھی انسان کے رنگ ومزاج پر اثر انداز ہے۔ آپ کا سر مبارک خاکِ مکہ پاک سے، گردن خاک بیت المقدس سے، سینہ خاکِ عدن سے اور پیٹ اور پیٹھ خاک ہندوستان سے تخلیق ہوا۔ پھر اللہ کریم ﷻ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ (القرآن) ''مَیں انسان بناؤں گا جب میں اُسے ٹھیک کرلوں اور رُوح اُس میں پھونک دُوں تو تم اُس کیلئے سجدے میں گر جانا'' (۴)۔ چنانچہ جب حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمالیا گیا تو پیارے اللہ کریم ﷻ نے (القرآن) ''فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو'' (۵)۔ یہ حکم ربّ کریم ﷻ سن کر (القرآن) ''پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، کہ وہ منکر ہوا اور اس نے غرور کیا'' (۶)۔ سب سے پہلے حضرت سیّدنا اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا جنہیں یہ اعزاز دیا گیا کہ ان کی پیشانی پر قرآن کریم لکھ دیا گیا (۷)۔ عزازیل سے اللہ کریم ﷻ نے پوچھا (القرآن) ''تجھے کس چیز نے سجدہ سے روکا جبکہ مَیں نے تجھے حکم دیا تھا؟'' (۸)۔ تو شیطان نے کہا (القرآن) ''مَیں اس سے بہتر ہوں تُو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے'' (۹)۔ تو (القرآن) ''اللہ کریم ﷻ نے فرمایا تُو جنت سے نکل جا کہ تُو مردُود ہے، اور بیشک قیامت تک تم پر لعنت ہے'' (۱۰)۔ یوں عزازیل جو کہ فرشتوں کا سردار تھا مردود اور لعنتی ٹھہرا پھر (القرآن) ''شیطان نے کہا مجھے قیامت کے دن تک کی مہلت دے'' (۱۱)۔ اور کہا (القرآن) ''اگر تُو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور مَیں اِس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر تھوڑا'' (۱۲)۔ تو اُسے اللہ کریم ﷻ نے فرمایا (القرآن) ''تجھے مہلت ہے'' (۱۳)۔ شیطان نے کہا (القرآن) ''قسم اس وجہ سے کہ تُو نے مجھے بھٹکا دیا مَیں انہیں زمین میں بھلاوے دُونگا اور میں ضرور

(۱) سورۃ البقرۃ، ۳۰ (۲) سورۃ البقرۃ، ۳۰ (۳) سورۃ البقرۃ، ۳۰ (۴) سورۃ الحجر، ۲۹ (۵) سورۃ الاعراف، ۱۱ (۶) سورۃ البقرۃ، ۳۴ (۷) کتاب العظمۃ لابو الشیخ ۱۰۳۶، در منثور ج۱ ص۵۰ (۸) سورۃ الاعراف، ۱۲ (۹) سورۃ الاعراف، ۱۲ (۱۰) سورۃ الحجر، ۳۴، ۳۵ (۱۱) سورۃ الاعراف، ۱۴ (۱۲) سورۃ بنی اسرائیل، ۶۲، ۶۳ (۱۳) سورۃ الاعراف، ۱۵۔

ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے اُن کے جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں'' (۱)۔ اللہ کریم سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا (القرآن) ''جو اُن میں سے تیرے کہے پر چلامیں ضرور تم سب سے جہنم بھر دُوں گا'' (۲) ۔ نیز فرمایا (القرآن) ''بیشک ضرور جہنم کو بھر دُوں گا جنّوں اور آدمیوں کو ملا کر'' (۳)۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ (القرآن) ''بیشک میرے نیک بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں چلے گا'' (۴)۔

ح10۔ قطع تعلّق:

ہماری ایک عادت سی بن گئی ہے کہ ہم اکثر اپنے مسلمان بھائیوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جاتے ہیں اور پھر مدّتوں اُن سے قطع تعلق کر لیتے ہیں بظاہر ہمیں یہ معمولی معلوم ہوتا ہے مگر آپ نے سابقہ اوراق میں حدیث مبارکہ پڑھی کہ ایسے شخص کی بخشش روک دی جاتی ہے اس بارے پیارے آقا کریم ﷺ نے مزید تاکید کیلئے (حدیث) ارشاد فرمایا کہ ''کسی آدمی کو جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو 3 دن سے زیادہ تک چھوڑ رکھے'' (۵) نیز (حدیث) ''جس نے 3 دنوں سے زیادہ تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھا اور (اس دوران) وہ مَر گیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا'' (۶)۔ اور پھر (حدیث) ''جو ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رہے تو وہ اس کا خون بہانے (قتل کرنے) کی طرح ہے'' (۷)۔ گویا اُسے قتل کرنے جیسا گناہ ہوگا۔ اسلئے (حدیث) ''قطع تعلق کرنیوالا جنّت میں نہ جائیگا'' (۸)۔ (حدیث) ''اگر دو مسلمان آپس میں قطع تعلق کر لیں تو ان میں سے ایک اسلام سے خارج ہوگا جب تک کہ جس کی جانب سے زیادتی ہے وہ اپنی غلطی سے رجوع نہ کر لے'' (۹)۔

پیارے کریم آقا ﷺ نے صلح کا طریقہ یوں ارشاد فرمایا کہ (حدیث) ''دونوں آپس میں ملتے ہیں یہ بھی منہ پھیر لیتا ہے اور وہ بھی منہ پھیر لیتا ہے ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو

(۱) سورۃ الحجر، ۳۹، ۴۰ (۲) سورۃ الاعراف، ۱۸ (۳) سورۃ ھود، ۱۲۰ (۴) سورۃ الحجر، ۴۲ (۵) عن سیّدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد ج ۳ ح ۹۷ ۱۴۷، ترمذی، سنن نسائی، مسند امام احمد، موطا امام مالک ح ۱۶۸۲، موطا امام محمد ح ۹۱۵، ابن حبان ح ۵۶۶۹، بیہقی ح ۱۹۸۱۲، معجم کبیر ح ۳۹۵۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۶۲، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۶۱۶، ترغیب ج ۲ ح ۲۳۲۹، مشکوٰۃ ح ۴۸۰۴، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۴۷، بلوغ المرام ح ۱۴۷۶ ص ۴۱۳ (۶) عن سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مسند امام احمد، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۸۳، سنن نسائی، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۲۳۳۰، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۶۳، مشکوٰۃ ح ۴۸۱۱، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۵۲ (۷) عن سیّدنا ابو خراش حدرد سُلمی رضی اللہ عنہ، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۸۴، بیہقی، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۲۳۳۶، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۶۳، مشکوٰۃ ح ۴۸۱۲، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۵۲ (۸) عن سیّدنا جُبیر رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، بلوغ المرام ح ۱۴۷۰ ص ۴۱۲ (۹) عن سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد ح ۴۶۹۰، مسند بزار، ترغیب والترہیب ج ۲ ح ۲۳۳۸، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۲ ح ۵۵۔

سلام کے ساتھ ابتداء کرے"(۱)۔ نیز (حدیث) "جب ملاقات کرے تو اس کو سلام کہے، 3 بار اگر ہر بار وہ اس کو جواب نہیں دیتا تو پھر اس پر گناہ نہیں جواب نہ دینے والے پر ہے" (۲)۔ دوسری جگہ (حدیث) آپ ﷺ نے فرمایا "اگر 3 دن سے زیادہ گزر جائیں تو اُس کو ملے اُسے سلام کہے اگر وہ سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوئے اگر سلام کا جواب نہ دے تو وہ (جواب نہ دینے والا) گناہ کے ساتھ رہا اور سلام کہنے والا ترکِ ملاقات کے گناہ سے نکل گیا" (۳)۔

(۱) عن ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۸۰، ترمذی، نسائی، مسند احمد، بیہقی ح ۱۹۸۱۲، معجم کبیر ح ۳۹۵۰، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۶۱۷، مؤطا امام مالک ح ۱۶۸۲، مؤطا امام محمد ح 915، ابن حبان ح ۵۶۶۹، ترغیب ج ۳ ح ۴۳۴۹، مشکوٰۃ ح ۴۸۰۴، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۴۷، بلوغ المرام ح ۱۴۷۶ ص ۴۱۳ (۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا ابوداؤد ج ۳ ح ۱۴۸۲، ترغیب ج ۲ ح ۴۳۳۲، مشکوٰۃ ح ۴۸۱۰ (۳) عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، شعب الایمان ج ۵ ح ۶۶۱۹، ترغیب ج ۲ ح ۴۳۳۱، کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۶۳، مشکوٰۃ ح ۴۸۱۳، مرأۃ المناجیح ج ۶ ص ۴۵۲۔

بحمد اللہ تعالیٰ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

عجوہ

(ح) "جو کوئی صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھائے اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہ دیگا" (عن سعد رضی اللہ عنہ، بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ح ۴۰۰۷) (ح) "آقا کریم ﷺ نے (تیمارداری کرتے ہوئے) حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم دل کے مریض ہو، حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ وہ طبابت کرتے ہیں وہ مدینہ پاک کی عجوہ میں سے 7 عجوہ کھجوریں لیں انہیں مع گٹھلیوں کے کوٹ لیں اور پھر ان سے تم کو پلا دیں" (عن سعد رضی اللہ عنہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ح ۴۰۳۹)۔ (ح) "عجوہ جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے" (عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ترمذی، مشکوٰۃ ح ۴۰۵۰)

جان سے پیارے رحیم وکریم رحمةً للعَالمیْن
آقاکریم صَلیَ اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں
بڑے دکھ ودرد اور ادب سے

استغاثہ

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں آج وہ غریب الغرباء ہے
جس دین نے غیروں کے تھے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

صلی اللہُ عَلیہِ
وَآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ
وَبَارکْ وَسَلِّمْ

صلی اللہُ عَلیہِ
وَآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ
وَبَارکْ وَسَلِّمْ

ایک پیغام

(حدیث عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) "میری امّت میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد ہوں گے اور اُن میں سے ہر ایک یہ آرزو کریگا کہ (کاش) وہ اپنے گھر بار اور مال کے بدلے (ایک جھلک ہی سہی) میری زیارت کر لیتا" (مسلم ج ۴ ص ۲۱۷۸، مسند امام احمد ج ۲ ص ۴۱۷، ابن حبان ج ۱۶ ص ۲۱۴، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۳۴، مشکوٰۃ ح ۶۰۰۸)۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ لبیک یارسول اللہ ﷺ۔ صدقت یارسول اللہ ﷺ۔ قبلت یارسول اللہ ﷺ فداک امّی وابی وروحی یارسول اللہ ﷺ۔ سیّدی یا حبیب اللہ ﷺ۔ پیارے بھائیو! اس منٹھار بشارت کے مطابق پیارے آقا کریم ﷺ سے ایسی کمال محبت کریں کہ جو آپ کے چہرہ، لباس، علم وعمل اور گفتگو سے نظر آئے اور پھر اس کی خوشبو آس پاس کو مہکا دے۔ آمین